روح حیات

از قلم مسکان خان

ریان خان تم یہاں رکو، میں زرتاشہ بچے کو بھیجتا ہوں۔ ساکب صاحب معاملہ گرم ہوتا دیکھ کر بولے۔

"نہیں آئے گی وہ۔"

دارار غصے سے اپنی آنکھیں میچتے بولا۔

"کیا مطلب؟"

اس کی بات پر ریان نے بھویں اچکاتے اس کی طرف دیکھا، گویا چیلنج دے رہا ہو۔

"میری بیوی تم سے نہیں ملے گی۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"

دارار نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اس کی بات سنتے حال میں بیٹھی زرتاشہ کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا اور وہ نفی میں سر ہلاتی اٹھنے لگی، جب رودابہ نے اسے زبردستی خود سے لگا لیا۔

"بیٹا، ابھی دارار بہت غصے میں ہے، آپ وہاں نہ جائیں کہیں وہ آپ پر غصہ نہ کریں۔"

مگر مورے... لالا... ہمیں لالا سے ملنا ہے۔ وہ... وہ سائیں انہیں بھگا رہے ہیں۔ آپ منع "کریں، ہمیں ایک بار لالا سے ملنا ہے۔

زرتاشہ روتے ہوئے ان کے سینے میں چہرہ چھپاتے بولی۔

دارار، بات کو جانے دو۔ زرتاشہ کو ریان سے ملنے دو، اس بات سے اسے کوئی تعلق "

"نہیں۔

داجی اسے دیکھتے غصے سے بولے۔

تعلق ہے، بالکل ہے۔ وہ میری بیوی ہے اور اس بات کا فیصلہ میں کروں گا کہ وہ کس "

"سے ملے گی اور کس سے نہیں۔

دارار، ریان خان پر نظریں گاڑے، سخت لہجے میں داجی سے بولا۔

اس کا لہجہ نوٹ کرتے ابھی سلیمان صاحب کچھ بولتے، جب زرتاشہ مردان خانے کے دروازے میں کھڑی سرخ آنسوؤں سے لبریز چہرہ لیے ریان خان کو دیکھ رہی تھی۔

ابھی وہ اس کی طرف قدم بڑھاتی جب دارار طیش میں آتا، سختی سے اس کی کلائی جکڑتا اسے اپنے ساتھ اندر لے جانے لگا، جب زرتاشہ کا دوسرا ہاتھ ریان نے تھام لیا۔

" !چھوڑ میری بیوی کا ہاتھ"

دارار زرتاشہ کے ہاتھ میں مقید اس کے ہاتھ کو دیکھ کر بولا۔

"سائیں... بس ایک بار، کچھ دیر کے لیے لالا سے ملنے دیں، پھر میں پکا خود چلی جاؤں گی۔"

زرتاشہ دارار کی طرف دیکھتی التجائی لہجے میں بولی۔

" !میں نے کہا اس کا ہاتھ چھوڑ"

دارار زرتاشہ کی بات نظر انداز کرتا، ریان کے چہرے پر مکا جڑتا بولا۔

لالا!"""

"!"دارار

حال میں ایک ساتھ کتنی چیخیں نکلی تھیں۔

ریان خان اس اچانک افتاد کے لیے تیار نہ تھا۔ وہ لڑکھڑاتا دو قدم پیچھے ہوا مگر زرتاشہ کے ہاتھ میں اپنی گرفت ڈھیلی نہ کی۔

ابھی دارار دوبارہ اسے مارتا جب زرتاشہ ریان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

سائیں! لالا کا خون نکل رہا ہے، آپ کیوں مار رہے ہیں انہیں؟ ہمیں ان سے ملنے"

"دیں۔

زرتاشہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے سامنے گڑگڑاتے بولی۔

اس کی بات پر سلیمان صاحب مزید نہ روکتے آگے بڑھے اور ان دونوں کے ہاتھ سے زرتاشہ کا ہاتھ آزاد کروایا۔

"دارار، شرم نہیں آتی تمہیں؟ بچی بری طرح رو رہی ہے اور تمہیں اپنی ضد کی پڑی ہے۔"

سلیمان صاحب زرتاشہ کو اپنے حصار میں لیتے بولے۔

بابا، میں بھی آپ سب کو کہہ چکا ہوں، زرتاشہ میری بیوی ہے اور میں دیکھ لوں گا اسے"

"کس سے ملنا ہے اور کس سے نہیں۔

زر، میرا بچہ... تم نے پریشان نہیں ہونا۔ لالا کا بچہ کیوں رو رہا ہے؟ میں ٹھیک ہوں۔"

آپ نے مجھے دیکھ لیا نا؟ بس اب رو مت۔ میں جلدی اپنی ڈول سے ملنے آؤں گا۔ ابھی

آپ اپنی طبیعت خراب نہ کرو۔ جاؤ اندر جاؤ، آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔ جاؤ میری گڑیا، شاباش۔"

ریان، سلیمان صاحب کے حصار میں کھڑی زرتاشہ کو بری طرح روتے دیکھ، اسے اپنے حصار میں لیتے پچکارتے ہوئے زنان خانے کے دروازے تک چھوڑتا خود وہیں رک گیا۔

"لالا..."

زرتاشہ نے روتے ہوئے اسے پکارا۔

اس کی بات سے انکار بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ صرف بھائی نہیں تھا، ماں باپ، دوست... سب تھا۔

اس ایک دن دور رہ کر اس کے دل پہ کیا گزری ہے، یہ کوئی اس سے پوچھے۔

مگر وہ اس کی بات کو اہمیت دیتی، اپنے آنسو پونچھتی وہاں سے چلی گئی، جبکہ اس کے ایک بار میں بات مان جانے پر دارار نے اپنی مٹھی بھینچے اس کی پشت کو دیکھا۔

"ایک بات یاد رکھو، اگر میری ڈول کی آنکھوں میں دوبارہ تمہاری وجہ سے آنسو آئے تو تم ریان خان کا وہ روپ دیکھو گے جو یقیناً تمہیں پسند نہیں آئے گا۔ میری بات پر غور کیجیے گا، آپ کے پاس صرف کل تک کا وقت ہے۔"

ریان، دارار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہنکارتے ہوئے بولا اور تن فن کرتا وہاں سے نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد دارار بھی ایک نظر سب کو دیکھتا اپنی

گاڑی کی چابی اٹھاتا وہاں سے چلا گیا۔ ان دونوں کے جانے کے بعد پورے مردان خانے... اور حال میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ کسی میں کچھ بولنے کی ہمت ہی نہ تھی جبکہ پلر کی اوٹ میں چھپی دعا کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ اس کی شادی... وہ بھی ریان خان سے ! وہ، جس کے بارے میں اس کی دوستیں باتیں کرتی تھیں، اس کی پیاری سی بھابھی کا بھائی تھا۔ دعا مرے مرے قدموں سے اپنے کمرے میں واپس آگئی۔

زرتاشہ اپنے کمرے میں آتی، دروازہ لاک کیے بیڈ پر اوندھے منہ گرتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اگر اس کے لالا نے نہ کہا ہوتا تو وہ ہر کسی سے لڑ کر بھی اسے ملتی۔ مانا اس کی شادی ہوئی تھی، دارار بہت اچھے تھے... مگر وہ اسے اس کے لالا سے تو ملنے نہیں دے رہے تھے، اور یہی بات زرتاشہ کو برا لگنے کے لیے کافی تھی کہ کوئی اس کے جان سے پیارے لالا کو اس سے دور کر رہا ہے۔ وہ دل ہی دل میں سوچتی، تکیے میں منہ دیے نہ جانے کب روتے روتے نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

"ہمیں آپ سب سے ضروری بات کرنی ہے۔"

ہشام صاحب کھانے سے پہلے سب سے مخاطب ہوئے۔

"آپ سب کو پتا ہے ریان کا رشتہ دعا کے لیے آیا ہے، اور ہمیں اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ بچہ اچھا ہے، ہم نے اپنی تفتیش کی ہے۔ اب آپ سب بتائیے کہ آپ کی کیا رائے ہے؟"

واجی سب کو دیکھتے عام سے لہجے میں بولے۔ ان کی بات نے سب کو پریشان کیا تھا۔

"بابا، ساری باتیں ٹھیک ہیں آپ کی۔ وہ ہر لحاظ سے ہماری دعا کے لیے اچھا ہے، مگر
دارار کا کیا؟ وہ کسی قیمت پر راضی نہیں ہوگا، اور آپ اس کے غصے سے واقف ہیں۔"

سلیمان صاحب کچھ پریشانی سے بولے۔

"ہمیں آپ سب اپنا فیصلہ بتائیے تاکہ ہم اس بات کو آگے بڑھا سکیں۔ وقت نہیں ہے
ہمارے پاس، آپ کو ان کی شرط یاد ہے، اور چاہے کچھ ہو جائے ہم اپنی دعا کو کسی
جرگے کی نظر نہیں کر سکتے۔"

ہشام صاحب انہیں وقت کی کمی کا احساس دلاتے بولے۔

"واجی، کل دوپہر تک کا تو وقت دیں۔ ہمیں اپنے طریقے سے تفتیش کرنے دیں۔ ایک بار
ہم تسلی کر لیں، اور ابھی یہ بات علیار لالا کو بتانا بھی باقی ہے۔ ہم سب مل کر کوئی فیصلہ
کریں گے، اور اگر رشتہ مناسب ہوا تو کیوں نہیں... مگر ہمیں اتنی جلدی نہیں کرنی
چاہیے۔"

داعود ہشام صاحب کی طرف دیکھتا بولا، جس پر علیان اور داور نے بھی اتفاق کیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ سب جلدی اپنے طور پر تسلی کر کے ہمیں اپنا فیصلہ بتائیے۔"

"ورده! زارا کہاں ہے؟ صبح بھی ناشتے پر نہیں تھی، نہ ہی صبح سے نظر آئی۔"

رودابہ کھانا کھاتے ہوئے زارا کی غیر موجودگی محسوس کرتے پوچھ بیٹھی۔

"جی بھابھی، اس کی طبیعت کچھ خراب ہے۔ آرام کر رہی ہے، میں نے بھی اسے
پریشان کرنا مناسب نہیں سمجھا۔"

"....چلو اچھا ہے"

دارار رات بھر سڑکوں کی خاک چھانتے، صبح فجر کے بعد زنان خانے میں داخل ہوا۔

زنان خانے میں تسبیح پر ورد کرتی رودابہ نے اس کی طرف دیکھا اور واپس اپنے کام میں مصروف ہوگئیں کیونکہ کل کے اس کے رویے کی وجہ سے وہ شدید ناراض تھیں۔

دارار بھی ان سے کچھ کہنے ہی والا تھا جب وہ اٹھ کر کمرے کی طرف چلی گئیں۔ دارار ایک سرد سانس کھینچتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جونہی اس نے ہینڈل پر ہاتھ رکھا تو کمرہ لاک تھا۔ اس کے بارہا کھٹکھٹانے کے باوجود بھی جواب ندارد تھا۔

وہ پریشانی کے عالم میں اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتا نیچے کی طرف بھاگا۔

"! درخشہ ! درخشہ"

دارار تیز آواز میں ملازمہ کو آواز دینے لگا جو کچھ ہی دیر میں کچن سے بھاگتی ہوئی باہر آئی۔

"ج... جی لالا؟"

"! چابی ! میرے کمرے کی چابی دو"

دارار غصے اور پریشانی سے پھولی سانسوں کے درمیان بولا۔

اسی چیختی آواز سنتے داعود اور علیان، جو کہیں نکلنے لگے تھے، سب کچھ چھوڑ چھاڑ تیزی سے نیچے پہنچے۔

"—کیا ہوا لالا؟ آپ پریشان"

درخشہ چابی لا کر اس کے ہاتھ میں تھمائی۔ وہ بغیر کسی کو جواب دیے فوراً اوپر کی طرف بڑھ گیا۔ اسے یوں بوکھلایا دیکھ ہشام صاحب نے سوالیہ نظروں سے ان سب کی طرف دیکھا۔

دیکھا جس پر سب نے ہی لاعلمی کا مظاہرہ کیا۔ دارار تیزی سے اپنے کمرے کا دروازہ کھولتے اندر گیا اور پریشان نظروں سے پورے کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ جب اس کی نظر بیڈ پر اوندھے منہ سوئی زرتاشہ پر پڑی، جو کل شام والے لباس میں اسی طرح دوپٹہ لیے سو رہی تھی، تو اس کے قدم ایک لمحے کو وہیں رک گئے۔

دارار اس کے قریب جاتا نرمی سے اس کا دوپٹہ علیحدہ کرتا سائڈ پر رکھتا اسے سیدھا کر گیا، مگر اس کا بے جان سا وجود محسوس کرتے ہی اس کے اوسان خطا ہوئے۔ دارار نے جونہی اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا تو اسے بھٹی کی طرح تپتا پا کر فوراً ہاتھ پیچھے کھینچ گیا۔

تو کیا وہ کل شام سے ہی ایسے پڑی تھی؟

اس کے چہرے پر جمے مدھم آنسوؤں کے نشان نے اس کی سوچ کی تصدیق کی۔ وہ فوراً چادر نکالتا اس پر اچھی طرح ڈھکتا اسے باہوں میں بھرے باہر کی طرف بھاگا۔

وہیں زنان خانے میں چائے پیتے تمام لوگ بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"یا اللہ! کیا ہوا زرتاشہ کو، دارار؟"

رودابہ پریشانی سے اس کے قریب آتے بولیں۔

"پتا نہیں مورے... اور کہاں ہے"

"دارار !"

انہوں نے اس کی ادھوری بات پر چیختے ہوئے اسے پکارا۔

اس کی دھاڑ پر داور تیزی سے سیڑھیاں اترتا اس تک آیا۔

"جی لالا؟"

"گاڑی نکالو ! ہمیں ابھی ہاسپٹل جانا ہے، جلدی کرو!"

"میں بھی چلتا ہوں آپ کے ساتھ۔"

علیان بھی زرتاشہ کا بے جان وجود دیکھتا پریشانی سے بولا۔

"نہیں، تم رکو۔ حویلی میں تمہاری ضرورت ہوگی، یہاں بھی کسی کا ہونا ضروری ہے۔"

"درخشہ ! جلدی ہماری چادر لا کر دو۔ دارار، ہم بھی چل رہے ہیں۔"

رودابہ اس کے پیچھے پورچ تک آتے بولیں، جو گاڑی میں سوار ہو چکا تھا۔

نہیں مورے، آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں سنبھال لوں گا... آپ دعا کریں۔"

"اور تیز گاڑی چلاؤ، جلدی !"

دارار وارڈ کے باہر بے چینی سے چکر لگا رہا تھا، بار بار دروازے کی طرف دیکھتا، جیسے اگلے ہی لمحے ڈاکٹر باہر آجائے گی۔

"لالا، بیٹھ جائیں۔ ڈاکٹر کو تسلی سے چیک تو کرنے دیں۔"

داور اسے بار بار وارڈ میں جھانکتے دیکھ کر بولا۔

"...اچانک کیا ہوگیا اسے؟ جب میں گیا تب تو ٹھیک تھی"

دارار نے اپنی پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک نہیں تھیں بھائی۔ آپ انہیں بغیر دیکھے صرف اپنی ضد کے لیے ان کے ساتھ زیادتی کر کے گئے تھے، جس کا نتیجہ ابھی مل رہا ہے۔"

داور اس کی بات پر خود کو مزید بولنے سے نہ روک سکا۔ کل کی زرتاشہ کی حالت اس کے سامنے تھی۔ وہ کیسے اپنے بھائی سے ملنے کے لیے منتیں کر رہی تھی۔

داور تو اس سے شدید ناراض ہونے کا ارادہ رکھتا تھا اور اپنی بھابھی کو بھی یہی مشورہ دینے والا تھا۔ صرف وہ ہی نہیں، سارے گھر والے کل دارار کے ردِ عمل پر اس سے خفا تھے، اور واجی تو اس سے دو ٹوک بات کرنے کا ارادہ رکھتے تھے، مگر وہ تو کل شام سے گھر ہی نہیں آیا تھا۔

ابھی دارار کل ہوئی ساری باتوں کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا جب لیڈی ڈاکٹر باہر آئی۔

اسے کچھ بولنے کا موقع دیے بغیر ڈاکٹر خود ہی بول پڑی۔

"گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ تیز بخار اور ویکنس کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہیں۔ ہم نے انہیں دوائی دے دی ہے، کچھ دیر تک ہوش آجائے گا۔ آپ لوگ ان سے مل سکتے ہیں۔"

ڈاکٹر انہیں تفصیل بتا چکی تھی۔

"داور، کال کر کے مورے کو بتاؤ... میں زری کو دیکھ لوں۔"

"جی۔"

داور اس کی بات سنتا حویلی کال کر کے سب کو اطلاع دیتے انہیں پر سکون کرنے لگا۔

یقیناً وہاں بھی سب پریشان ہوں گے۔

پورے ایک گھنٹے بعد زرتاشہ کی آنکھ کھلی تو اپنے سامنے آنکھیں موندے بیٹھے دارار کو دیکھ کر اسے کل اپنے ساتھ ہوئی زیادتی یاد آگئی۔ وہ غصے میں اٹھ کر بیٹھنے لگی جب اس کی اچانک حرکت کی وجہ سے ہاتھ میں لگی ڈرپ کی سوئی ہل گئی اور غلط جگہ چبھنے سے اس کے ہاتھ میں خون کی لکیر نمودار ہو گئی۔

خون کو یوں تیزی سے بہتا دیکھ اس کے اوسان خطا ہوئے۔ وہ خود میں اتنی ہمت بھی نہیں کر پا رہی تھی کہ نیڈل نکال کر وہاں روئی رکھے۔ وہ خاموش آنسو بہا رہی تھی جب اس کی ڈرپ چیک کرنے والی نرس وارڈ میں داخل ہوئی۔

"یہ کیا! اتنا خون کیسے ہوا؟ تم کسی کو بلا نہیں سکتی تھی، لڑکی؟"

نرس زمین پر گرا اچھا خاصا خون دیکھ کر پریشانی سے اسے ڈانٹتے ہوئے بولی۔

اس کی تیز آواز پر زرتاشہ سہمتی ہوئی پیچھے ہوئی، وہیں دارار، جس کی ابھی آنکھ لگی تھی، اچانک اٹھ بیٹھا۔

اچھا، اب ڈرو مت۔ ادھر آؤ۔ پہلے ہی تم میں خون کم ہے، اب کیا بچا کھچا بھی یوں" ضائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہو؟"

نرس اسے سہما دیکھ کر اپنی آواز قدرے دھیمی کرتی اس کے ہاتھ سے نیڈل نکالتی، اس کا زخم صاف کرتے وہاں دوائی لگاتے ہوئے بولی۔

"کچھ چاہیے تمہیں؟"

نرس نے ڈرپ کا سامان سمیٹتے پوچھا، جس پر زرتاشہ فوراً نفی میں سر ہلا گئی۔

دارار بس ہاسپٹل کے سفید فرش پر گرے اس کے خون کو گھورے جا رہا تھا۔

سر، خون ضائع ہو چکا ہے، آپ اسے گھورنے کے بجائے اپنی وائف کا خیال رکھیں۔"

"انہیں آرام کی ضرورت ہے، میں وارڈ بوائے کو صفائی کے لیے بھیجتی ہوں۔

نرس دارار کے ساکت چہرے پر چوٹ کرتے بولی، جس پر دارار مٹھی بھینچے رہ گیا جبکہ وارڈ بوائے کا سنتے ہی فوراً زرتاشہ کی چادر اس پر اچھی طرح ڈھک کر اس کا چہرہ چھپاتا اس کے سامنے ڈھال کی طرح کھڑا ہو گیا۔

وارڈ بوائے دارار کی پشت کو عجیب نظروں سے دیکھتا اپنا کام کر کے جا چکا تھا۔

اسے ہنوز اپنے سامنے کھڑا خود کو تکتا دیکھ کر زرتاشہ نے اس کا ہاتھ اپنی چادر سے ہٹاتے اسے خود سے دور کر دیا۔ اسے خود سے دور کرنے کے باوجود دارار اس کی حرکت کو نظر انداز کرتا بیڈ پر اس کے پاس جگہ بناتا بیٹھ گیا۔

"اب کیسا محسوس کر رہی ہے میری زری؟"

دارار اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا پوچھا۔

"ہاتھ مت لگائیے ہمیں!"

زرتاشہ اس کا ہاتھ جھٹکتی نم لہجے میں بولی۔

اس کے ہاتھ جھٹکنے پر دارار اپنا آپ کھوتا ایک جھٹکے میں اسے لٹاتا خود اس پر جھک گیا۔

"اور کیوں نہ لگاؤں ہاتھ، ہاں؟"

دارار اس کے چہرے پر جھکے اپنی پرتپش سانسیں اس کے چہرے پر چھوڑتا ہنکارتے ہوئے بولا۔

"آ... آپ یہ بھی ہم سے پوچھ رہے ہیں؟ آپ نے انہی ہاتھوں سے ہمارے لالا کو مارا، انہیں ہمارے سامنے نکلنے کو بولا، ان سے بدتمیزی کی، ہمیں ان سے ملنے نہیں دیا۔ آپ جو جو بولتے رہے ہم نے کیا، مگر آپ نے ہماری ایک بات نہ مانی۔ ہم نے کتنی منتیں کی تھیں آپ سے کہ ایک بار ہمیں لالا سے ملنے دیں، مگر آپ نہیں مانے۔ ہمارے لالا ناراض ہو کر چلے گئے، وہ اب ہم سے ملنے نہیں آئیں گے۔ چلے جائیں آپ یہاں سے! آپ کی وجہ سے ہم لالا سے دور ہوئے ہیں۔ ہم... ہم آپ سے کوئی بات نہیں کریں گے، دیکھیں گے بھی نہیں... ن۔ نہ ہی ہم آپ کو کبھی معاف کریں گے۔ ہمارے لالا کو بلائیے! ہم آپ کے ساتھ نہیں رہیں گے۔ آپ گندے جھوٹ بولتے ہیں، ہمیں بولا تھا لالا سے ملانے کا پھر خود ہی ان سے لڑ کر انہیں بھگا دیا۔ ہمیں ہمارے لالا چاہیے... ہمیں گھر جانا ہے..."

زرتاشہ اسے کندھے پر مکے مارتی بچوں کی طرح ضد کرتے بولی۔

بخار اور کمزوری کی وجہ سے اس سے ٹھیک سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا مگر وہ یونہی روتی اس کے سینے اور کندھوں پر بے جان مکے برسا رہی تھی جبکہ دارار اس کی "چھوڑنے" والی بات پر ساکت ہوتا سرخ آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔

"کیا کہا ہے تم نے؟ مجھے چھوڑ دو گی؟ اس کے پاس واپس جاؤ گی؟ اس ریان کے پاس؟ مجھے چھوڑو گی... میر دارار کو؟"

دارار اس کا جبڑا اپنی گرفت میں لیتا دھاڑتے ہوئے بولا۔

اس کی دھاڑ سنتے نرس، جو دوبارہ وارڈ میں آرہی تھی، سہم گئی۔ وہیں داور اسے روکتا خود وارڈ میں داخل ہوا اور سامنے کا منظر دیکھتے وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ دارار کا ہاتھ زرتاشہ کے چہرے سے ہٹا گیا۔

"لالا! کیا کر رہے ہیں آپ؟ چھوڑیں بھابھی کو!"

داور اسے زرتاشہ سے دور کرتا بولا۔

"دور رہو، اور یہ ہم دونوں کا معاملہ ہے!"

دارار غصے سے بولا۔

"آپ نے ابھی ان کی طبیعت دیکھی ہے؟"

ہے اور یار آپ ہاسپٹال کا ہی خیال کر لیں۔ نہیں رہیں گی ہم آپ کے ساتھ۔ ابھی وہ مزید کچھ بولتا جب زرتاشہ کی سرگوشی اسے سنائی دی۔

"بھابی ! آپ... نہیں رہنا ہمیں آپ کے ساتھ۔ آپ ایک نمبر کے گندے ڈٹو ہیں اور بھائی ! آپ ہمارے لالا کو کال کیجئے، بولیں زری بلا رہی ہے۔ بلکہ ہمیں فون دے دیں، ہم خود کر لیں گی۔ ہم آپ کے ساتھ نہیں رہیں گی۔ آپ نے ہمیں مارا ہے، ہم لالا کو بتائیں گی، ہم... ہم طلاق..."

"زرتاشہ ! "

ابھی زرتاشہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں بری طرح روتی اسے برا بھلا کہتی ایک ہی رٹ لگائے ہوئے تھی۔ دارار نے اپنی پیشانی مسلتے اس کی طرف دیکھا جب وہ جذبات اور غصے میں اسے طلاق کا کہہ گئی۔ اس کی بات پر دارار دھاڑتا ہوا اسے تھپڑ مارنے والا تھا جب داور نے اس کا وہی ہاتھ کس کر تھام لیا اور زرتاشہ حیرانی سے اس کے اٹھے ہاتھ اور اس کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھتے ہوئے چیخ مارتی کمبل میں چھپی تھر تھر کانپنے لگی۔

"لالا ! کیا کر رہے ہیں؟ کیوں تماشا لگا رہے ہیں؟ بھابی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، وہ پہلے بیمار ہیں اور آپ اپنا رویہ دیکھیں، آپ ان پر ہاتھ اٹھانے والے تھے۔" داور اس کا ہاتھ چھوڑتا بولا۔

"طبیعت نہیں، اس کا دماغ خراب ہے جو مجھے ٹھیک کرنا آتا ہے۔ وہ نرس کہاں مری پڑی ہے؟ اسے کہو آکر دوائی دے۔ اور تم باہر نکلو۔ کمبل سے دو منٹ میں دوائی کھاؤ، ہم گھر چل رہے ہیں اور وہاں جا کر اس ساری فساد کی جڑ 'تمہارے لالا' کو میں ٹھکانے لگاتا ہوں۔ پہلے میرا دماغ اس کے لالا نے خراب کیا، اب یہ کر رہی ہے۔ تمہیں تو میں

ٹھیک کرتا ہوں، بے بی ڈک! کیا کہا ہے تم نے مجھے؟ ڈٹو؟ میں تمہیں جراثیم کا سردار نظر آ رہا ہوں؟" دارار نے دانت کچکچاتے کہا۔

اس کی بات پر پہلے زرتاشہ نے ہاں میں، پھر فوراً نفی میں سر ہلا دیا۔

"تم سے میں کمرے میں نمٹوں گا۔"

"ہم گھر—"

"چپ! ایک لفظ نہ سنوں میں، زرتاشہ میر دارار یوسفزئی، ورنہ تمہارے ان لبوں کو میں اپنے طریقے سے بند کروں گا۔ چپ چاپ دوائی کھاؤ۔"

زرتاشہ اس کی نرس اور داور کے سامنے اتنی بے باکی پر خفت سے چہرہ جھکا گئی۔

"آپ مجھے نہ دیکھیں، اسے دوائی دیں۔ اور تم ڈسچارج اور بل کا دیکھو، میں اسے لے کر آتا ہوں۔۔۔"

"مورے! آپ کا ارادہ میری بیوی کو چھوڑنے کا نہیں ہے؟ کچھ دیر مجھے بھی اس کے ساتھ گزارنے دیں۔ آپ جا کر بابا کو دیکھیں، اور چلو تم سب بھی میرا کمرہ خالی کرو۔"

دارار رودابہ سے مخاطب ہوتے بولا جن کی گود میں زرتاشہ سر رکھے کس کر آنکھیں بند کیے سونے کا ناٹک کر رہی تھی اور اس کی ماں مسلسل کچھ نہ کچھ پڑھ کر اس پر پھونک رہی تھی۔ تقریباً سب ہی نے اس کے کمرے میں قبضہ کیا تھا، صرف داجی اور سلیمان صاحب موجود نہیں تھے۔

دارار! کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ اتنی تیز کیوں بول رہے ہو؟ دیکھ نہیں رہے بچی سو رہی ہے؟ اور تم دونوں جاؤ کام پر، آج گھر کیوں ہو؟ مجھے یہاں شور کی آواز نہ آئے۔" رودابہ ان دونوں کو دیکھتے بولی۔

دارار انہیں وہاں سے جاتا نہ دیکھ کر ایک جھٹکے میں زرتاشہ کو ان کی گود سے تکیے پر منتقل کرتا رودابہ کو گود میں اٹھانے والا ہوتا ہے جب وہ اپنی چپل اتارتی فوراً بیڈ سے کھڑی ہوتی ہیں۔

دارار! اتنی بدتمیزی؟ شرم نہیں آتی تمہیں ماں کو گود میں اٹھاتے؟" رودابہ اسے دیکھتی اپنی چپل واپس پہنتے بولی۔

میری پیاری مورے! آپ کو اٹھانے میں شرم کیسی؟ بلکہ مجھے تو مزہ آئے گا بابا کو جلانے میں۔ کیسے میرے سامنے آپ کو اپنے حصار میں لے کر جاتے ہیں، اب میں بھی ان کے سامنے اپنی بیوی کا فلیکس کروں گا۔ اب صرف ان کے پاس بیوی نہیں ہے، میرے پاس بھی ہے۔" دارار انہیں اپنے حصار میں لیتا بولا۔

"دارار! تم بہت بے شرم ہو گئے ہو، ہم خان سے تمہاری شکایت کریں گے۔"

"اچھا، بچی کو تنگ نہ کرنا، وہ پہلے ہی پریشان ہے۔"

ان کے جانے کے بعد وہ اچھے سے دروازہ لاک کرتا اس کی طرف بڑھا۔ اس کے بھاری قدموں کی دھمک سنتے زرتاشہ اپنی آنکھیں سختی سے میچے، کمبل اپنی مٹھی میں دبائے بغیر حرکت کیے لیٹی رہی۔ دارار ایک گہری نظر اس کے ساکت پڑے وجود پر ڈالتا واش روم میں بند ہو گیا۔

میں سر ہلا گئی۔

اور بھی کوئی شکایت ہے میری جان؟" دارار اس کے جبڑے پر انگلیاں پھیرتا دھیمے لہجے"

میں بولا۔

زرتاشہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا پھر فوراً رخ پھیر لیا۔

"آپ بہت برے ہیں۔"

"ہمم؟"

"آپ پہلے ڈانٹتے ہیں، پھر مناتے ہیں... پھر دوبارہ وہی کرتے ہیں۔"

دارار اس کی بات سنتے ہلکا سا مسکرایا۔ وہ اس کے مزید قریب جھکتا اس کے ماتھے سے

اپنا ماتھا ٹکا گیا۔

"کیونکہ تم مجھے مجبور کر دیتی ہو، بے بی ڈک۔"

"ہم نے کیا کیا؟"

ہر وقت لالا... لالا..." دارار اس کی ناک دباتے بولا، "اور پھر میرے سامنے طلاق کی"

"بات۔

اس کی سنجیدہ ہوتی آواز پر زرتاشہ کی پلکیں لرزیں۔ وہ جیسے پھر ڈر گئی ہو۔

"...ہم غصہ تھے"

"اور میں؟" دارار نے فوراً سوال کیا، "میرا غصہ؟ میری تکلیف؟ اس کا کیا؟"

زرتاشہ خاموش رہی۔

دارار نے آہستگی سے اس کے رخسار پر ہاتھ پھیرا۔ اس بار اس کے لمس میں پہلے جیسی سختی نہیں تھی۔

"تمہیں اندازہ بھی ہے جب تم نے کہا کہ تم میرے ساتھ نہیں رہو گی تو میرا کیا حال ہوا تھا؟"

زرتاشہ نے پہلی بار چونک کر اسے دیکھا۔

"سچ؟"

"ہمم۔" دارار نے اس کے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا، "میں پاگل ہو گیا تھا۔"

اس کے لہجے کی شدت پر زرتاشہ کا روٹھا دل ذرا نرم پڑا مگر وہ پھر بھی منہ پھلا کر بولی،

"پھر بھی آپ نے ہمارے لالا کو مارا۔"

دارار نے آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا جیسے خود کو قابو کر رہا ہو۔

"وہ غلط تھا۔"

زرتاشہ نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ شاید اسے امید نہیں تھی کہ وہ مان لے گا۔

"اور ہاسپتال میں تم پر ہاتھ اٹھانے لگا... وہ بھی غلط تھا۔"

اب زرتاشہ کی آنکھوں میں واقعی حیرت تھی۔

دارار نے اس کی پیشانی چوم لی۔

"مگر تم بھی آئندہ طلاق کا لفظ زبان پر نہیں لاؤ گی۔ کبھی نہیں۔"

زرتاشہ نے لب بھینچے۔

"اگر آپ پھر ایسے کریں گے تو؟"

"تو سزا دے دینا مجھے۔"

"کیسی سزا؟"

داراراس کے قریب جھکا، اس کی دھڑکن ایک بار پھر بے ترتیب ہوئی۔

"بات نہ کرنا... ناراض ہو جانا... مگر مجھ سے دور جانے کی بات مت کرنا۔"

،زرتاشہ کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی پھر دھیرے سے بولی

"ہم سوچیں گے۔"

"صرف سوچو گی؟"

"ہم بہت ناراض ہیں ابھی بھی۔"

داراراس کے انداز پر ہنس پڑا۔ وہ اسے اپنے بازوؤں میں بھرتا اس کے بال سہلانے لگا۔

"ٹھیک ہے میری جان، آج تمہاری ہر شکایت سنوں گا۔"

"ساری؟"

"ہمم۔"

"تو پہلے لالا سے معافی مانگیں۔"

دارار کی ہنسی ایک دم رکی۔ چند لمحے وہ خاموش اسے گھورتا رہا پھر بے بسی سے سر جھکا گیا۔

"تم واقعی مجھے چین سے جینے نہیں دو گی۔"

زرتاشہ کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔ پہلی بار اس رات اس کے چہرے سے خوف کچھ کم ہوا تھا۔

میں سر ہلا گئی۔

دارار اس کے چہرے پر جھکتا باری باری اس کے ایک ایک نقش کو چومتا پیچھے ہوا جبکہ زرتاشہ، جو اسے سوری ایکسپیکٹ کر رہی تھی، اسے یوں بے فکر دیکھ کر اپنے لیے راہِ فرار ڈھونڈنے لگی۔

بس... بس اب آپ کل ہمیں منائیے گا، ابھی کے لیے اتنا کافی ہے۔" زرتاشہ کروٹ" بدلتے بولی۔

ایک منٹ، ایک منٹ... ابھی آپ کی سزا باقی ہے۔ میں نے تو معافی مانگ لی ہے مگر" "تمہیں ابھی اپنا حساب دینا باقی ہے۔

وہ شدت زدہ لہجے میں اس کے قریب جھکا۔

میں آج تمہارے ہوش ایسے ٹھکانے لگاؤں گا کہ آئندہ مجھ سے دور جانے کے نام سے ہی" تم یہ لمحے یاد کر کے کانپ جاؤ گی۔ میری بے باک قربت کے لمحے جب تمہاری ان نشیلی آنکھوں کے پردے پر لہرائیں گے تو تم سرخ گلاب ہوتی ایک بار پھر مجھے تم پر ٹوٹ کر

برسنے کے لیے اکساؤ گی۔ میں پھر تمہیں اپنے رنگ میں رنگ دوں گا... اور میری محبت اور قربت کا رنگ اتنا گہرا ہو گا کہ تم چاہ کر بھی مجھ سے دور نہیں جا پاؤ گی۔"

وہ شدت اور خمار زدہ لہجے میں کہتا اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا لگائے اپنی پرتپش سانسیں اس کے چہرے پر چھوڑ رہا تھا۔

اس کے شدت پسند الفاظ میں چھپی محبت کو زرتاشہ نے بے ساختہ آنکھیں موندے اپنے دل پر اترتے محسوس کیا۔ وہ خمار زدہ لمحوں کی زد میں آتا اس کے رخسار پر لب رکھتا انہیں شدت سے چوم رہا تھا۔ وہ اس کے رخسار پر اپنا گال مس کرتا وہاں سے اس کی کان کی لو تک جاتا انہیں اپنے لبوں کی قید میں لے گیا۔ وہ اس کے کان کی لو کو ہلکے سے کاٹتا، پھر اپنے دانتوں سے بھینچ کر چھوڑتا اس کی گردن کے کنارے پر اپنے دھکتے لب رکھ گیا۔

اس کے عمل پر زرتاشہ نے بند آنکھوں سمیت تیز تیز سانسیں لیتے اس کے دانتوں کے دباؤ پر سسکی بھری۔

وہ اس کی گردن سے نیچے سفر کرتا اس پر سے اٹھا، کمرے کی لائٹ آف کر کے ڈم لائٹ آن کر گیا۔ پھر زرتاشہ کو بیٹھاتا اس کے بالوں میں ہاتھ الجھائے اس کے لبوں پر جھک گیا۔ وہ اس کے بالائی لبوں کو چومتا، ایک ہاتھ سے اس کے بال سہلاتا اسے ریلیکس کر رہا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ اس کی کمر پر آہستگی سے حرکت کرتا اسے بے چین کر رہا تھا۔

زرتاشہ کو اس کے اتنے سارے بے باک عمل پر اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا۔ وہ سب کچھ بھلائے اس کے خمار میں بہکتی اس کی شدتوں میں اس کا ساتھ دینے لگی۔ وہ

دارار کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے ہلکے ہلکے چوم رہی تھی جبکہ اس کے عمل پر دارار چونکتا فوراً آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگا جو ہنوز اپنے کام میں مگن تھی۔

دارار جھٹکے سے اسے خود سے دور کرتا اس کی کمیز درست کرتے اسے بیڈ پر گراتا خود اس پر جھک گیا، اسے اپنے حصار میں چھپا لیا۔

اس کے اچانک الگ ہونے پر زرتاشہ نے خفگی سے اسے دیکھا جیسے اس کا عمل اسے پسند نہ آیا ہو۔

"اوہ میرے بے بی... تم تو ایک ہی دن میں مجھے اپنی اداؤں سے مارنے کا ارادہ رکھتی ہو۔"

دارار اس کے بھیگے لبوں پر انگوٹھا پھیرتا بولا۔

جبکہ اس کی بات پر زرتاشہ کا سارا خمار ایک لمحے کو خفت میں بدل گیا۔ وہ سرخ ہوتی نظریں جھکا گئی جب اسے اپنے سراپے کا ہوش آیا۔ وہ خود کو مزید دارار کے سینے میں چھپاتی اس سے بچنے کی کوشش کرنے لگی جبکہ اس کی حرکت پر دارار کمبل اپنے اوپر کھینچتا اسے اپنے حصار میں لیتا اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپا گیا۔

روح حیات 4

از قلم مسکان خان

میری جان، آپ یہ مزاحمت نہیں چلے گی۔ آپ پہلے ہی مجھے اپنی یہ ادائیں دکھا کر یہ کر چکی ہیں، اب راہِ فرار کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ دارار اس کے چہرے کی طرف جھک کر بولا۔

جبکہ اس کی بات اور جسارت پر زرتاشہ کے پورے بدن میں لرزش طاری ہوئی۔ وہ جانیں اس کے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتا اسے بے چین کرنے پر مجبور کر چکا تھا۔

"سائیں!" اپنے دل کے مقام پر اس کے انکاری لبوں کا لمس اور اس کے تضاد، اس کی مونچھوں اور داڑھی کی بھن محسوس کرتے ہوئے زرتاشہ نے تپتے ہوئے اسے پکارا۔

اس کی پکار پر دارار نے غور سے اسے دیکھا، پھر شدت سے اس کے دل کے مقام پر جھک کر لب رکھتا پیچھے ہوا۔

"بی جانم، سائیں سردار قربان ہوتا ہے... وہ ہماری جان نکل جائے گی۔"

زرتاشہ نے سسکتے ہوئے کہا۔

"میری جان، میں ایسا کچھ ہونے نہیں دوں گا۔ تمہاری ہر آتی جاتی سانس پر وارِ یوسف کا حق ہے۔" دارار اس کے لبوں پر جھک کر انہیں آہستگی سے چوم رہا تھا۔

وہ اس کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھاتا بے حد نرمی سے اپنی حد پار کر گیا۔

اس کے اتنے نرم لمس کے باوجود بھی زرتاشہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔

دارار اس کی روح میں سما کر اکثر اسا اس پر بادل کی طرح چھایا برس رہا تھا۔

اس کی نرم گرم شدتوں سے نڈھال ہوتی زرتاشہ نے تھک ہار کر اپنی انگلیاں آزاد کرواتے انہیں اس کی کمر کے گرد حائل کر دیا۔

دارار کافی دیر اپنی تمام تر تھکن اس کے جسم میں اتارتا خود کو کسی اور ہی جہاں میں محسوس کر رہا تھا جبکہ زرتاشہ تھکن سے چور اس کے بازوؤں میں آنکھیں موندے اس کی شدتیں سہتی نڈھال ہو چکی تھی۔

"سائیں، ہم تھک گئے ہیں۔" زرتاشہ نے آنکھیں موندے اس کے سینے پر سر رکھ کر کہا۔

"تو سو جاؤ میرے سائیں۔" دارار اس کے بالوں پر ہاتھ چلاتے ہوئے بولا۔

"ہم تب ہی ہوتے ہیں جب آپ ہماری لالا ہیں۔"

"شش! ایک اور لفظ نہیں۔ آپ آرام کریں، آپ کے لالا کا میں بندوبست کرتا ہوں۔ اور اگر آپ نے اس سے ملنے یا بات کرنے کی وجہ سے خود کو تکلیف دی تو صرف میں ہی نہیں، وہ بھی آپ سے خفا ہو گا۔ اور ہم خود اس سے کہہ دیں گے کہ تمہاری زری گندی ہے، کوئی بات نہیں سنتی۔ اور اس نے اپنی ضد کے لیے پورا دن کھانا نہیں کھایا تھا اور بس!"

دارار بھی مزید کچھ بولتا جب زرتاشہ اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

"اب میں نے اتنی ساری غلطی بھی نہیں کی ہے۔ وہ تو میں تھوڑا سا قصہ میں اور بہت سارا آپ سے ناراض ہوں۔ اور اللہ کو پتا ہے زری جب غصہ ہوتی ہے تو کھانا نہیں کھاتی ہے۔" زرتاشہ نے معصومانہ انداز میں اس کے سینے کے بالوں سے کھیلتے ہوئے کہا۔

"پتا تھا مجھے، یہ سارے فساد کی جڑ تمہارا لالا ہے۔ 'فسادی سوتن' ہے۔ کہیں تمہاری مورے سے ہسپتال میں تبدیل تو نہیں ہو گیا تھا؟" دارار اس کے بالوں میں چلاتا ہاتھ روک کر انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔

"سائیں..." زرتاشہ نے روتے ہوئے اسے پکارا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے، نہیں کہتا کچھ تمہارے لالا کو۔ اب سو جاؤ، میں کچھ دیر میں آتا ہوں۔" دارار اس کے گال چومتا پیچھے ہوا، اس پر اچھے سے کمبل دیتا کمرے کی لائٹ آف کر گیا۔

اس کے جانے کے بعد زرتاشہ آنکھیں موندے سونے کی کوشش کرنے لگی۔

"آئیے سردار صاحب، آپ کو موقع مل گیا کمرے سے نکلنے کا۔" دائی جو مردان خانے میں اکیلے بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے دارار کو دیکھ کر بولے۔

"وارثی ناٹ اگین!" دارار انہیں دیکھتا جھنجھلا کر بولا۔

"ادھر آؤ کمینے! ہم تمہیں پشاور چپل سے سمجھائیں گے کہ تمہارے دماغ کی ساری گرمی اتر جائے گی۔ کان کھول کر ہماری بات سن لو، میرے دارار یوسف۔ اگر آج کے بعد ہم نے تمہیں اس بہو پر سب کے سامنے رعب جھاڑتے یا ڈانٹتے دیکھا تو یاد رکھنا، اسی لمحے ہم خود لے جا کر اسے اس کے بھائی کے حوالے کر دیں گے۔ پھر بیٹھے رہو گے کیونکہ ہم

انہیں کسی قیمت اس حویلی میں آنے نہیں دیں گے، اور یہی ہدایت ہم اس کے بھائی کو بھی دیں گے۔"

دارار نے بغیر کچھ سنے واپس صوفے پر بیٹھتے ہوئے سر گود میں رکھ لیا۔

"آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے، ورنہ میں قبرستان جا کر بی جان کو آپ کی شکایت لگا دوں گا۔ پھر وہ آپ کے بھیجے ہوئے گلاب بھی نہیں لیں گی، اور میں انہیں بتا دوں گا کہ ان کے جانے کے بعد آپ اپنی سابقہ محبوبہ، یعنی کزن گل بہار نانی سے چھپ چھپ کر باتیں کرتے تھے۔"

دارار زرتاشہ کی طرف آنکھیں چینا کر بولا۔

جس پر واجی تو منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔

"تم ایک نمبر کے کمپینا انسان ہو۔ ٹھیک کہتا ہے ہمارا اعلیٰ کہ تم ہم سے آدمی نیچی کر رہے ہو۔ اگر تم نے ہماری خانم کو کچھ بولا تو انتظار کھائے گا ہم سے، کہ دو دن بیوی کے پاس بھی نہیں بھٹکو گے۔" دائی نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا مگر دارار کا سر ہنوز اپنی گود میں رکھے اس کے بال سہلا رہے تھے۔

"اچھا ناں، ناراض تو نہ ہو، اب ایک آپ ہی میری محبوبہ ہیں جس سے میں عشق لڑاتا ہوں۔ آپ ناراض ہو جائیں گی تو پھر میں کسی کو منہ لگاتے آئی کو یوں بولا کروں گا۔"

دارار نے شرارتی لہجے میں کہا۔

"خانہ خراب! یہ چھچھوراپن ہمارے ساتھ نہیں کیا کرو۔" دارجی نے اس کے ماتھے پر چپت لگاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب آپ ذرا سوچ سمجھ کر مجھے ہاتھ لگایا کریں،بیوی والا ہو گیا ہوں۔ جس جگہ میری ہوئی، مجھے بوسے لیتے آپ ٹھپڑ مار رہے ہیں۔" دارار نے بے باکی سے کہا۔

اس کی بات پر وہ محفل سے لال چہرے کے ساتھ اسے گھورنے لگے اور اس کا سر کشن پر رکھ دیا۔

"پیارہے تم اور تمہارا منہ ہی نہیں ہے۔ ہم تمہارا سر اٹھا لیں گے۔ ابھی تمہارا باپ آتا ہے، اسے بتاتے ہیں ہم تمہاری۔ پھر وہ تمہاری پٹائی کرے گا تو پتا چلے گا۔" واجی نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"کون ایسا پیدا ہو گیا جو میرے دارار کی پٹائی کر سکے؟" دارار نے بکھرے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری ماں!" رودابہ، جو دارار کو چائے دینے آئی تھی، کافی دیر سے ان کی باتیں سن رہی تھی، اس کی آخری بات پر بول پڑی۔

"اوہ ہو مورے، آپ پیدا تھوڑی ہوئی ہیں، آپ آسمان سے خاص میرے دارار یوسف کی مورے بن کر اتری ہیں۔" دارار نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

رودابہ مسکرا کر چلی گئیں۔

"میرا ہاشم صاحب اسے سنجیدگی سے پکارتے ہیں۔"

''ماں جان گاؤں میں رہتے ہیں مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم نے آپ بچوں کی تربیت یا تعلیم میں کمی چھوڑی ہے۔ بے شک آپ کا زرتاشہ پر پورا حق ہے مگر حق اور دعویٰ میں فرق ہوتا ہے۔ حق پورے مان سے جانا جاتا ہے جبکہ دعویٰ جتایا جاتا ہے۔ میاں بیوی کا رشتہ بہت نازک ہوتا ہے۔''

انہوں نے نرمی سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''ابھی زرتاشہ آپ کے آگے نہیں بولتی اور ہمیں یقین ہے کہ ان کی طبیعت ایسی نہیں ہے کہ وہ کبھی آپ سے بدتمیزی کریں گی، مگر آپ کو بھی خیال کرنا ہوگا۔ یہ سب کے سامنے ہے کہ آپ زور آزمائی کر رہے ہیں۔ اگر وہ اپنے بھائی سے ملنے آئی تھی تو آپ ملنے دیتے۔''

''ہم جانتے ہیں آپ دعا کو لے کر حساس ہیں، اکلوتی بہن ہے وہ آپ کی، مگر زرتاشہ بھی تو ریان کی اکلوتی بہن ہے بلکہ وہ تو اس کا سب کچھ ہے۔''

''ان دونوں کا ایک دوسرے کے علاوہ کون ہے؟ آپ زرتاشہ کو ریان سے ملنے نہیں دے رہے۔ یہ خون کے رشتے ہوتے ہیں، ان میں اپنی کشش ہوتی ہے۔ انسان چاہے اپنے خون سے جتنا دور چلا جائے، یہ کشش اسے واپس لے آتی ہے۔''

''آپ کا اور زرتاشہ کا رشتہ نیا بھی ہے اور نازک بھی۔ آپ دونوں کو سمجھداری سے کام لینا ہوگا۔ چونکہ آپ اس رشتے میں بڑے ہیں تو ہم آپ سے زیادہ سمجھداری اور عقل مندی کی امید رکھتے ہیں۔''

"آپ نے ایک دنیا دیکھی ہے جبکہ زرتاشہ اپنے بھائی کے ساتھ رہی ہے اور وہ بمشکل انیس سال کی ہے۔ آپ کیسے یہ امید کر سکتے ہیں کہ وہ آپ کے جذبات کو فوراً سمجھ جائے گی؟"

"بہت سی چیزیں ایسی ہوں گی جو اسے کافی عرصے تک سمجھ نہیں آئیں گی کیونکہ وہ ماں باپ کے بغیر پلی ہے اور اپنے غصے پر قابو رکھنا سیکھ رہی ہے۔ اور اسی بات پر بیوی کو جھاڑنا ٹھیک نہیں۔"

"کیونکہ اگر آپ ایسا ہی رویہ رکھیں گے تو پھر وہ آپ کی منانے سے مان بھی جائے گی، مگر ایک وقت ایسا آئے گا جب وہ اس ڈانٹ اور بے جا غصے کو اپنی تذلیل سمجھنے لگے گی۔ اور ایک عورت اپنی عزت نفس کی تذلیل برداشت نہیں کرتی۔" تم ایک شریف عورت کو بند کمرے میں باتیں مار لو، بدسلوکی کر لو، وہاں وہ نہیں کرے گی، مگر جس دن تم نے سب کے سامنے کیا تو سارے لحاظ بھلا کر وہ تمہیں کرنے پر مجبور کر دے گی۔ اور اللہ بھی ایک وقت تک عورت کو صبر دیتا ہے، جس دن اس کی بس ہو جاتی ہے، آدمی کہیں کا نہیں رہتا۔

ایک بات یاد رکھئے گا دارار، آپ اس گاؤں کے سر ہیں اور لوگ آپ پر بھروسہ کرتے ہیں، مگر اللہ کے آگے آپ کو حقوق اللہ سے پہلے حقوق العباد کا جواب دینا پڑے گا، جس میں آپ کے رشتے پہلے آتے ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں آپ ہماری بات پر غور کریں گے اور اپنے رویے کو بہتر کریں گے۔
اگر ہم آپ کی طرح کھلے لفظوں میں کہیں تو صرف ازدواجی تعلقات سے رشتے نہیں چلتے، رشتوں میں عزت، برابری، صبر و تحمل اور اعتماد بہت سی چیزیں ضروری ہیں۔ باقی آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔
اور ہاں، ریان اور دعا کے رشتے میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، مگر واعود نے ہم سے دوپہر تک کا وقت لیا ہے معلومات کرنے کے لیے۔ آپ بھی اپنی طرف سے تسلی کر کے ہمیں بتائیں، اور اگر آپ کو اس رشتے سے اعتراض ہے تو ہم امید کریں گے کہ آپ کے پاس کوئی ٹھوس وجہ ہو گی۔
ہشام صاحب اپنی بات کہتے ہوئے وہاں رکے نہیں تھے، وہ وہاں سے جا چکے تھے اور دارار ان کی پشت کو سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا، کسی گہری سوچ میں چلا گیا تھا۔

علیار جو طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے کچھ آرام کے لیے تھانے سے گھر آیا تھا، اسے لیٹے ہوئے صوفے پر دیکھ کر تیزی سے اس کے قریب گیا۔
"تو ٹھیک تو ہے؟" علیار نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ پہلے تو دارار نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا مگر پھر نفی میں سر ہلا کر سیدھا ہو گیا۔
"تو آج جلدی آگیا؟" دارار نے گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں، بس کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں اس لیے۔ تجھ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" دارار نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"دعا کے رشتے کے متعلق؟" علیار ہنوز اپنے جوتوں کو گھورتے ہوئے بولا۔

"ہاں، تجھے کیسے پتا؟" دارار نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ ہم دونوں اپنی ذمہ داریوں سے اس قدر غافل ہو چکے ہیں کہ ہمارے چھوٹے بھائی ہمارے حصے کے کام انجام دے رہے ہیں۔ علیان، داور اور واعود اس کے بارے میں پوری تحقیقات کر رہے ہیں۔ ایک پرائیویٹ ڈیٹیکٹو بھی ہائر کیا ہے۔ کہہ رہے ہیں ہم کوئی رسک نہیں لیں گے، ہماری اکلوتی بہن ہے۔"

"ایک شہر کے لیے نکلا ہوا ہے، اس کے سارے کام اور اس کے آفس میں معلومات کر رہے ہیں کہ ان صاحب کی گرل فرینڈ... یہ اخیر تو نہیں ہے؟ کیونکہ داور کو لگتا ہے اس کی معصوم بھابھی کا بھائی بالکل بھی ان کی طرح معصوم نہیں ہے۔ داور نے اسے فسادی پھوپو کے ساتھ ساتھ چالاک لومڑ کا نام دیا ہے جو پیسا چھاپنے کے ساتھ ساتھ فساد لگانا جانتا ہے۔"

علیار اسے ساری بات انتہائی سنجیدگی سے بتا رہا تھا۔ دارار کا ضبط سے چہرہ سرخ ہو گیا جو کافی دیر سے اپنے امڈنے والے قہقہے کو روک رہا تھا۔ وہ اس کی چالاک لومڑ والی بات پر بے ساختہ ہنسا اور پورے مردان خانے میں اس کا قہقہہ گونج اٹھا، جسے سنتے ہی کچھ لمحے کو کام کرتی وردہ کو بھی حیرت ہوئی مگر پھر کسی مہمان کے ہونے کا سوچ کر سر جھٹک دیا۔

"بالکل ٹھیک اندازہ لگایا ہے داور نے۔" دارار علیار کی گھوری پر اپنا قہقہہ ضبط کرتے ہوئے بولا۔

"بات چھوڑو اور داجی نے دوپہر کا ٹائم دیا ہے، اس سے پہلے کوئی مناسب جواب دو تاکہ ہم دعا سے بات کر سکیں۔" علیار صوفے سے اٹھا بولا۔

"کیا فائدہ؟ داجی بڑی آسانی سے یہ فیصلہ واجی اور بابا پر ڈال دیتا ہے۔" دارار منہ موڑتے ہوئے بولا۔

"تو تم کیا چاہ رہے ہو؟" دارار نے سوچ سمجھ کر کہا۔

"یہاں کیوں بیٹھا ہے؟ کمر درد ہو گیا تو؟" علیار نے جانچتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہو ہی نہیں سکتا، میرا بے بی ڈک مجھے کمرے سے نکالے۔ تمہاری طرح تھوڑی ہوں، بیوی سے ایسے دور بھاگتے ہو جیسے سگی نہیں سوتیلی بیوی ہو۔ ویسے اگر میں زار اچھا بھی کی جگہ ہوتا تو تجھے دیکھ کر مار کر نکالتا، ساتھ کبھی منہ بھی نہ لگاتا۔ مگر میری بیچاری بھابھی کہاں تجھ جلاد پولیس والے کے چکر میں پھنس گئی ہے۔"

دارار نے اپنے لہجے میں مصنوعی دکھ لاتا بولا۔ وہ کیسے اسے چھیڑنے کا موقع جانے دیتا۔

دفع ہو جا بے غیرت، بلکہ میں ہی چلا جاتا ہوں، تو تو اصلی ڈھیٹ ہے۔ علیار دانت کچکچاتا اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتا وہاں سے چلا گیا۔

اچھا سن، اب نہیں بولوں گا، جا واپس میری حقیقی محبوبہ! دارار پیچھے سے اسے شوخی سے آوازیں دیتا رہا مگر علیار اسے نظر انداز کرتا سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

وہ جیسے ہی اپنے کمرے میں آیا تو پورا کمرہ خالی تھا، البتہ ڈریسنگ روم کی لائٹ آن تھی۔ وہ سر جھٹکتا اپنا موبائل گھڑی ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا اپنے کپڑے لے کر واش روم میں بند ہو گیا۔

جب وہ باہر آیا تو زارا الماری میں منہ دیے کچھ نکال رہی تھی۔ وہ اسے اسکے حال پر چھوڑتا کمرے میں جاتا بیڈ پر لیٹ گیا جبکہ زارا جو اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کر کے پلٹی تھی، اسکا حلیہ دیکھتے ہی تیزی سے اسکے قریب آکر کھڑی ہوئی اور اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر دیکھنے لگی۔

جبکہ علیار جو اسے پریشانی سے اپنے قریب پا کر کچھ شش و پنج کا شکار ہوا تھا، اپنے ماتھے پر نرم مومی ہاتھ کے لمس پر ٹھٹکا مگر ایک لمحے میں ہوش میں آتا اسکا ہاتھ اپنے ماتھے سے ہٹا گیا۔

کیا ہے؟ وہ جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

وہ۔۔۔ وہ آپ جلدی آ گئے، آپکی طبیعت ٹھیک ہے؟ زارا اسکے کڑوے لہجے پر کچھ قدم پیچھے ہوتے پوچھا۔

اپنے کام سے کام رکھو، مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، کیا چاہتی ہو یہاں سے چلا جاؤں؟ علیار نے غصے سے کہا۔

جس پر زارا فوراً نفی میں سر ہلاتی نم نظروں سمیت کمرے سے باہر نکل گئی۔

ارے زارا بچے آپ کیوں آگئی؟ اب طبیعت کیسی ہے آپکی؟ وردہ اسے کچن میں داخل ہوتا دیکھ کر بولی۔

زارا جواب تک علیار کے رویے میں الجھی ہوئی تھی، اسے اندازہ ہی نہیں ہوا کہ کچن میں کوئی اور بھی ہے۔ وہ انکے سوال پر پریشانی سے سوالیہ نظروں سے انکی طرف دیکھنے لگی۔

اب طبیعت کیسی ہے آپکی؟ اور آپ کمرے سے باہر کیوں آگئی؟ علی آیا ہے ابھی، آپ جائیں انکے ساتھ بیٹھیں۔ وردہ اسکا اداس چہرہ دیکھ کر ملازمہ کو وہاں سے بھیجتی اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

وہ آرام کر رہے ہیں مورے، میں کیا کروں گی وہاں؟ زارا نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا کروں گی کا کیا مطلب ہے لڑکی؟ اب تمہیں سب چیزیں ہم بتائیں؟ وردہ مصنوعی غصے سے اسکی طرف دیکھتے بولی۔

جبکہ انکا سخت لہجہ محسوس کرتے زارا کی آنکھوں میں فوراً پانی بھر آیا تھا۔ وہ نم آنکھوں سمیت بے بسی سے انکی طرف دیکھ رہی تھی۔

بینا ساری عورتیں کیا کرتی ہیں؟ شوہر کے آنے سے پہلے اچھے سے تیار رہتی ہیں، انکا مسکراتے ہوئے استقبال کرتی ہیں، انکی ضرورتوں کا خیال رکھتی ہیں، انکے لئے کھانا بناتی ہیں۔ وردہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

اچھا چلو چھوڑو، آؤ میرے کمرے میں، میں اپنی بیٹی کو تیار کروں۔ چلو بلکہ آؤ آج دعا کو بھی شامل کرتے ہیں۔

وہ دعا کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتی اندر داخل ہوئی۔ دعا جو بیڈ پر بیٹھی ناخن کھا رہی تھی، انہیں دیکھتے ہی بولی۔

ارے واہ آپ ! اوہ ہو، آج تو چاند بھی ساتھ آیا ہے۔ دعا زارا کو دیکھتے ہوئے بولی جو اسکی بات پر مزید چہرہ چھپا گئی۔

دعا اپنی بھابھی کو اچھا سا تیار کرو، وہ بھی کیا قسمت میں اسکا ڈر لئے بیٹھی ہے، میں اسکے لئے ڈریس نکال کر لاتی ہوں۔ وردہ اسے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس بٹھاتی دعا سے بولی۔

وہ تو ٹھیک ہے میری جان، مگر بھابھی کہاں جا رہی ہیں جو آپ انہیں تیار کروا رہی ہو؟ دعا انہیں دیکھتے ہوئے بولی۔

انکے مزاج خدا کے مزاج نہیں مل رہے اور میری معصوم بیٹی کو میاں کو قابو میں کرنا نہیں آتا، تو ہم انہیں وہی سکھا رہے ہیں۔ اب آپ فوراً اسے تیار کریں اور ہاں ہلکا سا میک اپ کرنا، انہیں خدا نے ویسے ہی خوبصورت بنایا ہے۔ وردہ ہدایت دیتی کمرے سے نکل گئی۔

جب تک وہ کمرے میں واپس آئی، دعا زارا کو تیار کر چکی تھی۔ میک اپ کے نام پر ہلکی سی بیس، لپ اسٹک، بلش آن اور مسکارا لگایا تھا، اس سے زیادہ میک اپ کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ وہ اتنی سی تیاری میں ہی نیلی آنکھوں والی گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔

وہ اسے آئینہ تھماتے چینج کرنے کا بول کر اسکے لئے زیور نکالنے لگی۔ وہ اپنی آنکھوں کے ہم رنگ جوڑا پہنے، اپنے کالے بال پشت پر کھلے چھوڑے، ہلکی گلابی لپ اسٹک لگائے بے حد حسین لگ رہی تھی۔

گلابی لپ اسٹک لگائے کوئی گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔ چلو یہ پہن لو اور کمرے میں جاؤ، بلکہ چلو میں چھوڑتی ہوں۔ وردہ اسے کمرے کے اندر دھکیلتی دروازہ لاک کر گئی۔

علیار جو آنکھیں موندے سونے کی کوشش کر رہا تھا، دروازے کے زور سے بند ہونے پر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

تمہیں چین نہیں ہے کیا؟ جب میں نے کہا ہے مجھے سکون سے رہنے دو تو تمہیں میری بات سمجھ نہیں آ رہی؟ علیار نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

و۔۔۔ وہ میں مورے۔۔۔

کیا وہ دو منٹ لگا رکھا ہے؟ صاف صاف بولو کیا بات ہے۔

وہ مورے نے مجھے تیار کر کے بھیجا ہے، کہا ہے مجھے تیار ہو کر آپ سے ملنا ہے اور۔۔۔ اور آپکا خیال رکھنا ہے۔ زارا اسکا غصہ دیکھتے جلدی جلدی جو منہ میں آیا وہ بول گئی۔

یہ سب مورے نے کر کے بھیجا ہے؟ وہ اسکی تیاری کی طرف اشارہ کرتا بولا۔

جس پر وہ فوراً ہاں میں سر ہلا گئی۔

پھر تو انہوں نے اور بھی بہت کچھ کہا ہو گا، نہیں؟ اور تمہیں بھی بہت کچھ بتایا ہو گا۔

علیار کا انداز خاصا طنزیہ تھا جسے محسوس کرتے زارا کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

چلو تم میرا خیال رکھنے آئی ہو نا، تو ادھر بیٹھو اور مجھے بتاؤ مورے نے کیا کیا کہا تھا اور تم نے کیا کہا تھا۔ اور ایک پولیس والے سے جھوٹ بولنے کی غلطی مت کرنا۔ علیار اسے بیڈ پر بٹھاتا سخت انداز میں گویا ہوا، خود بھی اسکے ساتھ جگہ سنبھال گیا۔

انہوں نے کہا عورتیں شوہر کے آنے سے پہلے اسکے لئے تیار رہتی ہیں، انکا مسکرا کر استقبال کرتی ہیں اور انکی ضرورتوں کا خیال رکھتی ہیں۔ زارا نے ڈرتے ہوئے اسکی طرف دیکھ کر کہا جو سخت تاثرات لئے اسے ہی گھورے جا رہا تھا۔

تم نے مورے سے ایسا کیا کہا تھا جو انہوں نے تمہیں یہ باتیں کیں؟ علیار اسکا بازو اپنی گرفت میں لیتا دھاڑا۔

کچھ بھی۔۔۔ کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ زارا جو کب سے اپنے آنسوؤں پر بند باندھنے کی کوشش کر رہی تھی، بالآخر وہ لڑیوں کی صورت میں اسکے رخسار پہ بہتے اسکے گلابی عارض بھگو رہے تھے۔

جھوٹ مت بولو، تم نے مورے سے ایسا کیا کہا کہ وہ تمہیں اس طرح یہاں بھیج رہی تھیں؟

بچے میں علیار، ہم نے کچھ نہیں کہا۔ مورے نے خود ہی کیا، جو بھی کیا۔ ہم نے کچھ نہیں کہا، چھوڑیں ہمیں، ڈر لگ رہا ہے۔ زارا وضاحت دیتی اپنا بازو اسکی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کرنے لگی جو اسکی سخت قید میں جکڑا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

بہت شوق ہے نا تمہیں میری بیوی بننے کا؟ میری ضرورتوں کا خیال رکھنے کا؟ تو رکھو۔ علیار درندگی سے اسکے بازو چھوڑتا اسے بیڈ پر گراتے غرایا۔

جبکہ اسکی بات سنتے زارا کو اپنے اوسان خطا ہوتے محسوس ہوئے۔

میں۔۔۔ میں۔۔۔ زارا کانپتے ہوئے اپنی نم نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی جو اپنی بھوری آنکھوں میں آگ کی چمک لئے اسے جھلسانے کو تیار تھا۔

فی الحال تو تم ہی ہو جسے میری ضرورت کا خیال ہے، اور میرے حساب سے ٹھیک بھی ہے۔ اب تم دن رات بڑی شان سے کسی اور کی جگہ پر، اسکے حق میں ڈاکہ ڈالے بیٹھی ہو تو یہ حق بھی تو ادا کرو گی نا۔ اور میں کیسے بھول گیا کہ تمہاری بھی تو ضرورت ہو گی، آخر اسی وجہ سے تو تم اس شادی کے لئے اتنی بے چین تھی کہ تم سے رہا نہیں گیا۔ ویسے غلطی تمہاری نہیں ہے، میں ہی بے وقوف تھا۔ کم از کم یہ جو تم دن رات زبردستی ہی سہی، میری بیوی کے عہدے پر فائز ہوتے عیاشی کر رہی ہو، اسکے بدلے کم از کم میری ضرورت تو پوری کر دو گی، اس سے تمہیں بھی فائدہ ہو گا اور تم بھی۔۔۔

بس۔۔۔ بس کر جائیں علیار! زارا نے زمین پر بیٹھتے روتے ہوئے کہا۔ آنسو لڑی کی صورت میں مسلسل اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ لفظ تھے یا تیزاب، زارا کو ان الفاظ سے اپنا آپ جلتا محسوس ہوا۔

اٹھ یہاں سے۔ یہ جو ضرورت ضرورت کی گردان باندھتے تم یہاں آئی تھی، اب اسے پورا کرو۔ ویسے بھی تم اس سے زیادہ میرے کام آ نہیں سکتی۔ وہ سفاکی کی انتہا کرتا اسکی روح کو اپنے لفظوں سے زخمی کر رہا تھا۔

وہ اسے یہ کہتا زمین سے اٹھا کر بیڈ پر بٹھا گیا۔

علیار مجھے نہیں پتا تھا مورے کی بات کا کیا مطلب ہے، میں نے بیچ میں ان سے کچھ نہیں کہا، آپ جا کر ان سے پوچھ لیں۔ میں تو بس۔۔۔ بس۔۔۔

تمہاری آواز نہ آئے۔ مجھے اس وقت سکون چاہیے اور وہ مجھے صرف تم سے ہی ملے گا، اس لئے جو کہا ہے وہ کرو اور اپنی علیار جو اپنی شرٹ اتار رہا تھا، اسکی بات پر جھکتے اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے ایک ایک بات پر زور دیتا بولا۔ اسکے الفاظ کی سنجیدگی کے تضاد، اسکے ارادے کی پختگی محسوس کرتے زارا کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔

علیار اپنی شرٹ اسکے چہرے پر پھینکتا کمرے کی لائٹ آف کر کے نائٹ لیمپ آن کر گیا۔ سائیڈ پر رکھو، تمہارے ہی کام آئے گی۔ وہ یہ کہتا کمرے کی بالکونی کا دروازہ اچھے سے لاک کرتا اندر آیا۔

لگتا ہے یہ بھی اب مجھے ہی کرنا پڑے گا۔ علیار اسے ہنوز اسی پوزیشن میں بیٹھے دیکھ کر بولا۔

کھڑی ہو، کھڑی ہو۔ جتنا میں کہوں اتنا ہی کیا کرو۔ علیار اسے بیڈ سے کھڑا کرتا بولا۔

وہ اسکے جسم سے دوپٹہ علیحدہ کرتا زمین پر پھینکتا اسکا چہرہ اوپر اٹھاتا ہے جو اسے اپنی من مرضی کرتا دیکھ کر چہرہ نیچے جھکائے اپنا پسندیدہ کام، آنسو بہانے میں مصروف تھی۔

وہ اپنے ہاتھ سے اسکا چہرہ صاف کرتا کچھ لمحے اسے دیکھنے لگا جبکہ زارا اسکے کھردرے ہاتھ کا لمس اپنے ملائم عارض پر محسوس کرتے لرزی تھی۔

ابھی سے کانپ گئی؟ عشق میں امتحان اور بھی باقی ہیں۔ علیار اسکی حالت پر چوٹ کرتے بولا، جبکہ وہ بغیر کچھ کہے ہی سرخ چہرہ لئے سسکیاں لے رہی تھی۔

وہ اسکا چہرہ تھامتا اچانک ہی اسکے لبوں پر جھک گیا۔ اسکا ایک ہاتھ اسکی نازک کمر پر تھا جبکہ دوسرا اسکے چہرے پر۔ وہ اسکے لبوں کو شدت سے چوما، وہاں اپنے دانتوں کا دباؤ قائم نہیں رکھ سکا اور ہلکا سا کاٹ کر چھوڑ دیا۔

بس اتنے میں ہی کانپ گئی؟ اس دن تو تم نے میری نرمی دیکھی تھی، آج میری شدت دیکھو گی۔ آج کی شام تمہیں ہمیشہ یاد رہے گی۔ وہ یہ کہتا کمر سے تھام کر اسے اپنے بے حد قریب کرتا ایک بار پھر اسکے لبوں پر جھک گیا۔

وہ دیوانگی سے اسکے لبوں کو چوم رہا تھا۔ اسکے عمل پر زارا نے اسکی شرٹ کا سہارا لینا چاہا تو وہ اسکے دونوں ہاتھ پیچھے لے جا کر اپنی گرفت میں لے گیا۔ وہ ایک ہاتھ سے اسکے ہاتھ جکڑے، دوسرے سے اسکی کمر اور سائیڈ کو سہلا رہا تھا۔

وہ اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اسکے ہونٹوں پر اپنی مستی میں جھکا اسکی گردن کو پیچھے کی طرف جھکا گیا، اسکی شفاف بے داغ گردن نمایاں ہونے لگی۔ وہ جان بوجھ کر اسکی گردن پر کبھی اپنے لبوں کا لمس چھوڑتا، کبھی وہاں اپنے دانت گاڑ جاتا۔

وہ اسکی پوری گردن پر جگہ جگہ اپنے لب ثبت کر رہا تھا۔ اسکے لب اپنی گردن اور کندھے کے جوڑ پر محسوس کرتے زارا جو کب سے اسکی شدتوں پر ضبط کئے بیٹھی تھی، اپنے پورے وجود میں سنسنی دوڑتی محسوس کرنے لگی۔ وہ اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ آزاد کرواتی۔۔۔

اسکی کمر کے گرد اپنی بانہیں کس لیں جبکہ اسکے ردِ عمل پر علیار نے محظوظ ہوتے اسکی طرف دیکھا۔ وہ اسکی گردن اور کندھے کے جوڑ پر اپنے لب ثبت کرتا، وہاں کبھی لب رکھتا تو کبھی ہلکا سا سک کرتا، پھر اپنے دیے نشان پر نرم بوسہ دے کر جیسے مرہم رکھ رہا تھا۔ اسکے لب اپنے نازک حصے پر محسوس کرتے ہوئے، نہ چاہتے ہوئے بھی زارا کے جسم میں واضح لرزش طاری ہوئی۔

علیار نے اس پر رحم کھاتے اسکی گردن کو اپنے لبوں سے آزادی دی اور نیم اندھیرے میں اپنے دیے گئے نشانات دیکھنے لگا، جبکہ زارا ہی اسکے ہاتھ کے سہارے کھڑی اپنی سانسیں ہموار کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ جھٹکے سے اسکا رخ پلٹتا، اسکی پشت کو اپنے سینے سے لگا گیا۔ پھر اسکے بال سمیٹ کر ایک کندھے پر کیے اور اسکی زِپ نیچے سرکا دی۔

"علی..."

"شش!"

زارا نے اپنی قمیض کی زِپ کھلتی محسوس کر کے مزاحمت کرنی چاہی مگر وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتا اسے خاموش کروا گیا۔ وہ اسکے ٹاپس اتار کر نیچے قالین پر گرا چکا تھا اور اسکی کان کی لو کو اپنے لبوں سے دباتا، اس پر اپنی زبان پھیرتے رہا۔ وہ مسلسل اسکی کان کی لو سے چھیڑ چھاڑ کرتا اسکے بازو آستین سے آزاد کروا گیا۔ پھر اسکے برہنہ بازوؤں پر ہاتھ پھیرتا اسکی قمیض نیچے گرا گیا جو کھلی زِپ اور کندھوں سے اترنے کے بعد اسکے قدموں میں زمین بوس ہو گئی۔

قمیض اترتے ہی علیار کی نظر اسکے مرون بلاوز پر پڑی جسکی جھلی پٹی اسکی برہنہ پشت کو مزید نمایاں کر رہی تھی۔ اسکی شفاف رنگت کو وہ اور نکھار رہی تھی۔ وہ اسکا رخ موڑتا، اسکا چہرہ اپنی طرف کر گیا۔ زارا جو اسکی شدتوں اور بے باکی پر مرنے والی ہو رہی تھی، اندھیرے اور اسکے اپنی پشت پر ہونے سے کچھ حوصلہ پا گئی تھی مگر اب وہ بھی اڑن چھو ہو چکا تھا۔

"یہ بہت حسین ہے، تمہیں اچھا لگ رہا ہے۔"

علیار اسکے بال ہٹا کر گہرے گلے پر انگلی پھیرتا بولا جو اسکے وجود کی رعنائیوں کو ابھارتا، کچھ بھی چھپانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ زارا جو بمشکل اپنے قدموں پر کھڑی تھی، اسکی

بات پر زمین بوس ہونے لگی مگر اس سے پہلے ہی وہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے تھام گیا۔

زارا کو اپنے حواس سلب ہوتے محسوس ہوئے۔ کہاں دیکھا تھا اس نے اپنے شوہر کا ایسا روپ؟ وہ تو بس اس پر غصہ کرتا تھا۔ ہائے! اتنی چاہت پر تو زارا نے معانوف ذہن کے ساتھ اسکی طرف دیکھا۔

"اتنی جلدی نہیں جانم، ابھی تو بہت سے مرحلے باقی ہیں۔"

وہ اسکے بلاؤز کے گہرے گلے پر انگلی پھیرتا اسکے چہرے کو دیکھنے لگا۔ وہ نرمی سے اسکی کمر سہلاتا، اسکے بدن کی نرماہٹ محسوس کرتا، بغور اسکے حسین چہرے کو دیکھ رہا تھا جو گردن تک سرخ ہو رہی تھی۔ لرزتی پلکیں، بھیگے عارض، کپکپاتے لب اور تیز چلتی سانسوں کا رقص اسکے ہوش ربا سراپے کو مزید حسین ظاہر کر رہا تھا، اتنا کہ علیار کا دل چاہا ایک لمحے میں ابھی اپنی ہر حد پار کر جائے مگر وہ اپنی سوچ کی نفی کرتا آہستہ آہستہ اسکے ہوش ٹھکانے لگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

وہ اسکے بلاؤز کے اسٹریپ پر انگلیاں الجھاتا انہیں اسکے کندھے سے سرکانے لگا۔

"...!علیار"

زارا نے تڑپتے ہوئے اسے پکارا اور اپنی اسٹریپ میں الجھے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر روک گئی۔

"...ہشش!"

"پہلے تمہیں اور مورے کو یہی گِلہ تھا نا کہ میں تمہیں بیوی کے حقوق نہیں دے رہا اور اسکے لیے تم نہ جانے کون کون سے حربے آزما رہی ہو، اور ان سب میں میری معصوم مورے کو بھی شامل کیا ہوا ہے۔ اب اگر میں تمہاری خواہش پوری کر رہا ہوں تو تمہیں ہی مسئلہ ہے؟ ایک بار میں نے تمہیں کہہ دیا کہ مجھے سکون کی ضرورت ہے اور اتنی سی بات تمہیں سمجھ نہیں آتی۔ اب کیا اس سکون کے لیے بھی میں باہر جاؤں؟"

علیار جھٹکے سے اسے اپنے قریب کھینچتا، اس پر اپنی ضرورت اچھی طرح واضح کرواتا، جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

اسکی بات پر زارا سے مزید اسکے چہرے کی طرف نہ دیکھا گیا تو وہ چہرہ نیچے کر گئی۔

"میری بات کان کھول کر سن لو، مجھے تمہاری یہ مظلومیت کا ڈرامہ نہیں چاہیے۔ یہ شادی تم نے اپنی مرضی سے کی تھی، اب بھگتو۔"

علیار بغیر اسکا جواب سنے ایک جھٹکے میں اسکے بلاؤز کے ہُک کھولتا اسے بیڈ پر گرا گیا۔ وہ اسکے جسم کو کسی بے جان شے کی طرح پیر سے کھینچ کر ٹھیک کرتا، اسکا سر تکیے پر رکھتا، اسکے اوپر جھکنے لگا۔

زارا اچانک گرنے کی وجہ سے آنکھیں موندے ہوئے تھی مگر اپنے ٹخنے پر اسکے ہاتھ کا لمس محسوس کرتے وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگی جو اسے بیڈ پر صحیح سے لٹاتا خود اس پر قابض ہو گیا تھا۔

"م۔ میں آپکے کسی حق سے انکار نہیں کر رہی ہوں، وہ۔ وہ میں بس اتنا کہہ رہی تھی کہ مورے اور مجھے ہمیشہ دونوں کو اپنی اپنی جگہ غلط فہمی ہو گئی تھی۔ میں انکی بات کا مطلب نہیں سمجھی تھی، علیار، اور کوئی بات نہیں تھی۔"

زارا اسکے گال پر ہاتھ رکھتے اسے وضاحت دینا چاہی، اس امید کے ساتھ کہ شاید وہ اسکی بات پر یقین کرتے اسے بھی محبت کا مان بخش دے، یہ کم از کم عزت ہی دے دے۔

"پہلی بات تو مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تمہیں کیا ہوا، کیا نہیں۔ اگر تمہاری وجہ سے میری عزت میرے گھر والوں کے سامنے خراب ہوئی تو یہ گھر والے، جنکی بدولت تم یہاں ہو، انکے لحاظ بھی بھلا کر تمہیں تمہاری اوقات دکھا دوں گا۔ اور بات حق کی، حق اپنوں پر جتایا جاتا ہے، اور تم بس میری طلب مٹانے کا جائز ذریعہ ہو، اور کچھ نہیں۔"

وہ سفاکی کی انتہا کرتا اسکی ذات کو اپنے سفاک الفاظوں سے بے ضرر کر رہا تھا۔

زارا نے ایک نم نگاہ اسکے وجیہہ چہرے کو دیکھا جو ظاہری طور پر بلا کا وجیہہ مرد تھا، دنیا کے لیے صرف اسکا، مگر اسکے لیے اسکا ہو کر بھی اسکا نہیں تھا۔ جو ہر بار اسے نئے سرے سے ذلیل کرتا، اسے اسکی تذلیل کی انتہا پر پہنچاتا، دوبارہ ایک نئے سرے سے اسکی ذلت کا سامان کرتا، بھلے ہی وہ صرف ان چار دیواریوں کے پیچھے سہی۔

زارا نے ایک نم نگاہ سے کمرے کی چھت کو دیکھا پھر نظر بھٹک کر اس پر گئی جو اسکے تاثرات پر سر جھٹکتا اسکی گردن پر جھک رہا تھا۔ وہ چاہ کر بھی اس سے نفرت نہیں کر پاتی تھی۔ زارا نے اپنی نم زدہ آنکھیں موند لیں۔ آنسوؤں سے اسکی پلکیں یاری ہو چکی تھی، وہ کبھی اسے تنہا چھوڑتے ہی نہیں تھے۔

علیار اسکی گردن پر جھکتا اسکی دل فریب خوشبو کو اپنے اندر بسا رہا تھا جو اس رات بھی اسے بہکانے کا کام کر رہی تھی۔ یہ خوشبو نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اسکی طرف شدت سے مائل کرتی تھی۔ وہ اپنی ناک اسکے عارض سے گردن تک ٹریس کرتا، اسکے کندھے کے اختتام پر اپنے لب رکھ گیا۔

زارا اپنی گردن ایک طرف کیے اسکی شدت برداشت کرنے کے لیے تکیے کو سختی سے مٹھی میں جکڑے ہوئے تھی۔ علیار اسکے ہاتھ سے تکیے کا کنارہ آزاد کرتا، اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں قید کرتا، انہیں اسکے سر کے اوپر پن کر گیا۔ وہ ایک ہاتھ سے اسکے ہاتھ قید کیے، دوسرے سے اسکے دل کے مقام کو سہلاتا اچانک اسکے لبوں پر جھک گیا۔

اس اچانک افتاد اور اسکی شدت بھرے لمس محسوس کرتے زارا کے اوسان خطا ہوئے تھے۔ وہ اسکے لبوں پر اپنے دانتوں کا دباؤ ڈالتا، انہیں کھینچ کر چھوڑتا، اب اسکی ٹھوڑی پر لب رکھ گیا تھا۔ وہ اسکی ٹھوڑی سے نیچے اسکی شفاف گردن پر اپنے لبوں کا بھیگا لمس چھوڑ رہا تھا۔ وہ اسکے دل کے مقام کے ٹھیک اوپر اپنے لب رکھتا رک گیا اور چہرہ

اٹھائے اسے دیکھنے لگا جو پہلے تو آنکھیں موندے اسکی بے باکیاں اور شدتیں سہہ رہی تھی مگر اسکے لب اپنے دل کے مقام پر محسوس کرتے تڑپتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔

"ہش ! ریلیکس رہو۔"

علیار اسے پینک ہوتا دیکھ کر بولا۔ وہ تو صرف اپنی شروعات پر تھا اور اسکی نازک بیوی کو سانسوں کی کمی محسوس ہونے لگی تھی۔ اگر آگے... وہ سوچ کر ہی سب دانتوں میں دباتا اسے دیکھنے لگا جب زارا اسکے نرم پڑے تاثرات دیکھ کر کچھ بولنے کے لیے لب وا کیے۔

"علی... ہمارے ہاتھ آزاد کر دیں، ہمیں یوں تکلیف ہو رہی ہے۔"

وہ اپنے ہاتھوں کی پوزیشن کی طرف اشارہ کرتے بولی جس پر علیار کی نظر بے ساختہ اسکے ہاتھوں پر گئی جو اسکے شدت سے پکڑنے کی وجہ سے سرخ ہو رہے تھے۔ وہ فوراً اسکے ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کر گیا جس پر زارا نے فوراً اپنے ہاتھ سمیٹے۔ اس اچانک عمل پر اسکے سنے پڑے ہاتھوں میں حرکت پیدا ہوئی مگر ساتھ ہی اسے اپنے پورے ہاتھ میں درد کی ایک لہر دوڑتی محسوس ہوئی۔ درد کی شدت سے وہ بے آواز روتی اپنے آنسوؤں کا گولا حلق میں اتارنے لگی۔

نہ جانے علیار کے دل میں کیا سمائی، وہ اسکی کلائی تھامتا ان پر لب رکھ گیا اور اسکے ہاتھ اپنی گردن پر ڈال دیے۔ زارا اسکی حرکت پر پھٹی پھٹی آنکھیں لیے اسکی سمت دیکھ رہی تھی۔

"زیادہ حیران مت ہو، اتنا بھی بے حس نہیں ہوں۔"

علیار اسکی حیرانی پر چوٹ کرتا بولا۔ اسکے طنز پر زارا اپنی نظریں نیچے جھکا گئی۔ جب اسکی سرسراتی انگلیاں اپنی کمر کے خم پر محسوس ہوئیں، وہ اسکے ٹراؤزر لائن پر انگلیاں پھیرتا اسکے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسکا لمس اپنی کمر پر محسوس کرتے زارا نے سختی سے آنکھیں موند لیں اور اپنا ہاتھ اسکے کندھے پر کس گئی۔

وہ اسکی کمر پر انگلیاں پھیرتا اسکے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسکا لمس اپنی کمر پر محسوس کرتے زارا نے سختی سے آنکھیں موند لیں اور اپنا ہاتھ اسکے کندھے پر کس گئی۔ علیار نرمی سے اسکے لبوں پر قابض ہوتا ان دونوں کے درمیان تمام تر پردے مٹا رہا تھا۔ اپنے لب ہنوز اسکے لبوں سے جوڑے وہ اسکی سانسوں کے ساتھ کھلواڑ کر رہا تھا۔ کبھی اپنی سانسیں اسے دیتا، اسے سیراب کرتا، تو کبھی اسکی سانسیں چراتا، اسے تڑپنے پر مجبور کر رہا تھا۔

اس کھلواڑ کے دوران وہ پوری شدت سے اسکی روح میں سما گیا۔ زارا نے نہ چاہتے ہوئے بھی تکلیف سے اسکے کشادہ مردانہ کندھوں پر اپنے ناخن گاڑ دیے کہ آنسو ٹوٹ کر اسکے عارض پر بہتے، علیار کے چہرے کو بھی نم کر رہے تھے جو اسکے بالوں کی بھینی خوشبو سے اپنے اعصاب پر سکون کر رہا تھا۔ نہ جانے کیسی آگ تھی جو اسکے پہلو اور قربت میں ہی بھڑکتی تھی اور اسکے پہلو میں ہی شانت ہوتی تھی، کبھی بجھتی نہیں تھی۔

علیار ایک بار پھر نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے بارے میں سوچتا اپنی شدتوں میں اضافہ کر رہا تھا، جبکہ وہ آنکھیں موندے ایک ہاتھ سے اسکا کندھا تھامے، دوسرے سے اسکے سینے کے

بالوں میں انگلیاں الجھائے، اسکے کشادہ سینے سے سر ٹکائے ہوئے تھی۔ یوں ہی مسرور کن لمحات ان دونوں کے درمیان گزر رہے تھے۔ کمرے میں معنی خیز خاموشی کے ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی سسکیاں اور تیز چلتی سانسوں کا رقص جاری تھا۔۔۔

"دارار کدھر؟"

واجی نے اسے کچن کی طرف جاتا دیکھ کر پوچھا۔

"رات کی دعوت کا مورے کو کہنے۔"

وہ سب کی طرف دیکھتا بولا۔ اسکی بات پر سلیمان صاحب نے بھی حیرانی سے اپنے صاحبزادے کو دیکھا۔

"تمہارے کوئی مہمان آ رہے ہیں؟"

وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکے۔

"ہاں، سسرالی رشتہ دار۔ آپ تینوں کو ان دونوں نے نہیں بتایا؟"

وہ علیار اور داور کی طرف اشارہ کرتے بولا جس پر وہ نفی میں سر ہلا گئے۔

"لالا، ابھی داعود لالا کا کنفرم کرنا باقی ہے۔"

داور نے فوراً وضاحت دی۔

تو تم کال کر لیتے۔ خیر، میری اس سے بات ہو گئی ہے، وہ آ رہا ہے۔ اور ہاں، شام کو"

میرا فسادی سالا آ رہا ہے رشتہ پکا کرنے کے لیے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم دونوں

اٹھو، باقی کے انتظامات دیکھو، کوئی کمی نہ رہے۔ اس پیسہ چھاپنے والے کو بھی پتا چلے ہم بھی کنگال نہیں ہیں۔"

وہ یہ کہتا بغیر انکی بات سنے اندر کی طرف چل دیا جبکہ واجی کو چھوڑ کر سلیمان صاحب اور ساکب صاحب اسے حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔

"یہ ایک دن میں آخر کیسے پلٹ گیا؟"

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہو تم دونوں؟ ہمارا پوتا غصے کا تیز ہے، بس بات سمجھانے پر سمجھ جاتا ہے۔ اب اسے گھورنا بند کرو اور داماد کے آنے کی تیاری کرو۔"

واجی اپنی نشست سے اٹھ کر جانے لگے مگر سلیمان صاحب کچھ پریشانی سے بولے۔

"بابا، ابھی تو ہم نے دعا سے پوچھا ہی نہیں ہے۔"

"یہ سنتے آپ اور آپکے بیٹے دکھاتے ہیں، ہم نہیں۔ ہم ان سے پوچھ چکے ہیں۔ چاہو تو خود بھی جا کر پوچھ لو۔ حد ہے، مطلب گھر میں بات پکی ہونے کی تیاریاں شروع ہو رہی ہیں اور آپکو لگ رہا تھا..."

ہم لڑکے کے آنے کے بعد دعا سے پوچھتے کہ بیٹا آپ کو اس رشتے پر اعتراض ہے۔ واجی تیور چڑھائے ان دونوں کی بے تکی بات پر انہیں اچھی طرح جھاڑتے ہوئے بولے جبکہ ان کو ڈانٹ سنتا دیکھ علیان تو اپنے منہ میں چاول سے بھرا اچار ڈال کر اپنی ہنسی روک گیا۔ داور نے خود کو موبائل میں مصروف کر لیا جیسے سنا ہی نہ ہو، شماخا باپ اور چچا پر ہنس کر اپنی کشتی ڈبوانی تھی۔

اور آپ دونوں کھا کر دارار کے دیئے کام پر لگیں۔ مورے اکیلے سب کچھ کر رہی ہے، آپ کی دونوں بھابھیاں بیمار ہیں اور صرف ملازموں کو کام دے کر ان پر نظر رکھنی ہے اور کچھ نہیں کرنا، اس سے ان کو تھوڑی مدد ہو جائے گی، چلو اٹھو۔ داجی نے ان دونوں کو دیکھتے حکم جاری کیا۔۔۔

ہم یہ پہنیں یا یہ پہنیں؟ دعا آئینے کے پاس کھڑی ہوتی خود پر ایک ایک ڈریس لگا کر دیکھ رہی تھی جب اس کا موبائل رنگ ہوا۔ وہ جھنجھلاتے ہوئے کپڑے بیڈ پر رکھتی سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھانے لگی مگر پھر انجانے نمبر کو دیکھ کر فون کاٹ گئی۔

اللہ اب ہم کیا کریں؟ ہمارا رشتہ پکا ہو رہا ہے اور ہمارے پاس ایک بھی ڈریس نہیں ہے، ایسا کیسے چلے گا؟ اب تو ٹائم بھی نہیں ہے، کیا کروں؟ دعا بیڈ پر بکھرے اپنے تمام تر ڈریسز کو روہانسی نظروں سے دیکھ کر سوچنے لگی جب ایک بار پھر اس کا فون بجنے لگا۔

کیا مصیبت ہے؟ کون ہے جس کی جان کو سکون نہیں ہے؟ وہ غصے سے فون ریسیو کرتے پھنکارتے ہوئے بولی۔

جس کی جان آپ ہو چکی ہیں، اس کی جان کو چین نہیں ہے۔ فون کے پار سے ریان خان کی سرسراتی آواز گونجی۔۔۔

ک۔ کون؟۔۔ کسی کی مردانہ آواز سنتے دعا کا سارا غصہ اور اعتماد ہوا ہو گیا تھا۔ وہ کون تھا جس کے پاس اس کا نمبر پہنچ گیا؟ اس کا نمبر تو اس کے بھائیوں کے سوا کسی کے پاس نہیں تھا۔

فون مت کاٹنا۔ اس سے پہلے دعا فون رکھتی، فون کے عقب سے ریان خان نے کہا۔

کون ہے بھائی؟ کیا کام ہے؟ کس سے بات کرنی ہے؟ اگر نام نہیں بتانا تو فون کیوں کرتے ہو؟ اگر دوبارہ فون کیا تو اپنے۔۔۔ اپنے شوہر کو فون دے دوں گی، وہ۔۔۔ وہ آرمی میں ہے اور جہاں سے تم کال کر رہے ہو وہیں پہنچ کر تمہیں ماریں گے۔ دعا بغیر سانس لیے ایک کے بعد ایک سوال داغتی، آخر میں اسے جھوٹی دھمکی سے نوازنا نہیں بھولی جبکہ اس کی پہلی بات پر ریان خان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے، اس کی دوسری بات پر فوراً سخت تاثرات قائم ہوئے اور وہ پُرتیور نظروں سے اپنے آفس کی دیوار کو گھورنے لگا جیسے سامنے وہ ہو۔

ہونے والی زوجہ محترمہ! یہ جو آپ کا خیالی شوہر ہے، آج اس کی میرے ہاتھوں موت طے ہے۔ خود کو جھوٹ میں نہ رکھیں۔ یہ جو آپ کسی اور کے ساتھ تصور کر چکی ہیں، اس کا ہرجانہ بہت مہنگا پڑے گا آپ کو۔ آپ کا ڈریس ایک پارسل کے ذریعے آرہا ہے، وہی پہنئیے گا آج، اور ہاں خود تیار کر لیجیے گا ہم سے روبرو ہونے کے لیے کیونکہ آج ریان خان آپ کو اپنے نام لگوانے کی تاریخ دینے آرہا ہے۔ ریان خود کو کسی بھی سخت بات کہنے سے باز رکھتے ہوئے اسے اس کی غلطی کا احساس دلانا چاہا جبکہ دوسری جانب تو اس کی بات سن کر دعا زلزلوں کی زد میں آگئی تھی، فون پر اس کی پکڑ کس گئی۔

ریان! آپ ہیں؟ دعا نے حیرانی سے پوچھا۔

جی، ریان کی ملکہ۔

میں ہی ہوں، تیار رہیے گا، میں آرہا ہوں آپ کو اپنے نام لکھوانے۔

دعا نے اس کے "یان" کہنے پر اپنی بے خودی میں کہے گئے الفاظ پر غور کیا تو شرم سے ڈوب مرنے کا دل کیا۔

ن۔ نہیں، میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ دعا نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

آپ کا کیا مطلب نہیں تھا، ملکہ؟ اپنی بات کو روک کیوں دیا؟

م۔ میرا مطلب وہ آپ کا نام۔۔۔ دعا نے اپنی بات ادھوری چھوڑی۔

کیا ہوا میرے نام کو؟ ریان خان ہے آپ کا۔ آپ میری ملکہ اور میں آپ کا یان، بس۔ اس میں اتنا گھبرانے کی کیا بات ہے؟ ریان اسے اپنے خیالات سے آگاہ کرتا بولا۔

اس کی بات پر دعا کا چہرہ شرم سے لال ہوا۔

میری غیر موجودگی میں شرمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کے چہرے پر آئے قوس و قزح کے رنگ اپنے سامنے دیکھنا چاہتا ہوں، تو اس لیے شرمانے کے کام کو چھوڑیں اور میرے لیے تیاری شروع کریں، جلد ملاقات ہوگی۔ "فی امان اللہ"۔

ریان اپنی بات کہتا فون کاٹ گیا تھا۔ دعا اب تک فون کان سے لگائے اس کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی۔ وہ کچھ دیر یونہی بیٹھی اس کے بارے میں سوچ رہی تھی جب دروازہ بجا۔

آجائیں۔ وہ اپنا فون سائیڈ پر رکھتے بولی۔

درخشہ ہاتھ میں تین بیگ لیے اندر داخل ہوئی۔

وہ دعا باجی، یہ گل رحیم بھائی دے کر گیا ہے۔ بولا ہے یہ سامان آپ کے لیے آیا ہے، کوئی سامان دینے والا دے کر گیا ہے۔

اچھا ! ۔۔ لاؤ۔ دعا اس کے ہاتھ سے شاپنگ بیگ تھام گئی۔ وہ اسے بیڈ پر رکھے کھول کر دیکھنے لگی۔ پہلے بیگ میں نازک سی سلور ہیل تھی جبکہ دوسرے میں ہاف وائٹ کلی والا گھیر دار فراک جس کے گلے، آستین، گھیر اور فرنٹ باڈی پر گولڈن کام ہوا تھا۔ تیسرے بیگ میں ڈریس کے ساتھ جیولری اور لال گلاب کے گجرے تھے۔

ہائے اللہ باجی ! یہ کتنا خوبصورت ہے۔ آپ نے آرڈر کر کے منگوایا ہے؟ بڑا ہی سونا ہے، آپ اس میں بالکل گڑیا لگیں گی۔ دعا ستائشی نظروں سے جوڑے کو دیکھتی اس پر ہاتھ پھیر رہی تھی جب درخشہ کی آواز اس کی سماعت تک پہنچی۔

بلا شبہ ساری چیزیں بہت حسین تھیں مگر پھر اسے ایک اور ٹینشن نے آن گھیرا کہ یہ اس کو آئے گی بھی یا نہیں۔ پتا نہیں ریان کو اس کا سائز پتا ہے؟ اس نے تو اسے دیکھا نہیں ہے۔ وہ جلدی سے ہیل اٹھائی، اس کا سائز دیکھنے لگی جو بالکل ٹھیک تھا۔

درخشہ تم یہیں رکو، میں سائز چیک کر کے آتی ہوں۔ وہ تیزی سے فراک تھامے ڈریسنگ روم میں بند ہوئی۔

پھر کچھ دیر بعد ہی فراک ہاتھ میں تھامے واپس آئی۔

کیا ہوا باجی؟ صحیح آگیا آپ کو؟ اگر نہیں آیا تو ہم ینو کو بلاتے ہیں، وہ ٹھیک کر دے گا۔ اس کو سلائی کڑھائی آتی ہے، آپ اداس نہ ہوں۔ درخشہ اس کا اترا چہرہ دیکھ کر بولی۔

جب دعا ایک نظر اسے دیکھتی فوراً کھلکھلا کر ہنسنے لگتی ہے۔

اوہو درخشہ! تمہارے بغیر اس حویلی کا کیا ہو گا؟ یہ مجھے بالکل ٹھیک آیا ہے۔ اب چلو تم جاؤ، میں تیار ہو جاؤں۔ دعا اس کے گال کھینچتے بولی جبکہ دعا کی بات پر درخشہ نے گردن اکڑاتے اسے دیکھا۔

لاؤ باجی، ہم اس کو استری کر دیں۔ درخشہ اس کے ڈریس کی طرف اشارہ کرتے بولی۔

نہیں، رہنے دو، اسے پریس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

جانم سائیں۔۔۔

دارار اپنے کمرے میں داخل ہوتا زرتاشہ کو پکارتے ہوئے اندر آیا جہاں خالی کمرہ اسے منہ چڑا رہا تھا۔ وہ ماتھے پر بل ڈالے ڈریسنگ روم پھر واش روم چیک کرنے لگا، وہاں بھی وہ نہ تھی۔ باہر بھی نہیں تھی۔ دارار پریشانی سے بیڈ کے ساتھ کھڑے ہوتے سوچ رہا تھا جب اس کی نظر بالکونی کے کھلے دروازے پر پڑی جہاں سے اس کا دوپٹہ نظر آ رہا تھا۔ وہ اپنی چپل اتارتا دبے قدموں سمیت بالکونی تک گیا۔

وہاں وہ اداسی سے چہرہ گھٹنوں پر لگائے بالکونی سے نظر آتے باغ کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔ سرخ سفید رنگ کا لان کا سوٹ پہنے، گیلے بال پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔

دارار اس کی اداسی کی وجہ جانتے ہوئے اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ بیٹھنے کے باوجود بھی زرتاشہ سامنے کا منظر دیکھتے کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

زری !۔۔ دارار نے آہستہ آواز میں اسے پکارا، جواب میں بھی وہ پتھر کی مورت بنی ہوئی تھی۔ اسے اپنی ڈھٹائی پر شدید افسوس ہوا۔ اس کی بے جا ضد کی وجہ سے اس کی زری اس طرح اداس تھی۔

وہ اس کے کم بیٹھنے پر چڑتا ہوا ہاتھ میں تھامی شال فرش پر رکھتا جھٹکے سے اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا گیا۔ اس اچانک افتاد پر زرتاشہ کے سوچ کا تسلسل ٹوٹا۔ وہ ڈری سہمی سی انجان نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

کیا ہوا ہے بے بی ڈول؟ اپنے سائیں کی خوشبو پہچان لیں، اسے اپنی روح میں بسا لیں۔ اب یہی خوشبو آپ کو تمام زندگی اپنے ارد گرد محسوس ہوگی، اپنی سانسوں سے بھی قریب۔ دارار اسے اپنی گود میں بٹھاتا ہلکے اس کے لب چوم گیا جبکہ زرتاشہ اس کی بات پر بغیر کوئی تاثر دیے اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

دارار جو اسے شرمانے اور مزاحمت کی امید کر رہا تھا، اسے یوں خاموشی سے مزید اپنے قریب ہوتا دیکھ کچھ پریشان ہوا۔

بے بی ڈول کیا ہوا ہے؟ میرا بچہ کیوں اداس ہے؟ وہ اس کے ہلکے نم بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا۔

جس پر زرتاشہ ہنوز اس کی گردن میں چہرہ چھپائے نفی میں سر ہلا گئی۔

اچھا آپ کو ایک خوشخبری دینی ہے، آپ سے ملنے کوئی آرہا ہے۔ دارار نے اس کا تجسس بڑھانا چاہا۔

مگر وہ ہنوز اس سے لگی بیٹھی رہی۔ فرق صرف اتنا تھا اب وہ اس کی گرد اپنے بازو بھی کس گئی تھی۔

میری جان یوں اداس تو نہ ہوں، اپنے اس لالا کی وجہ سے۔ چلیں اپنا موڈ ٹھیک کریں، وہ آ رہا ہے آپ سے ملنے۔ دارار اس کی کمر سہلاتے ہوئے بولا۔

کیا فائدہ؟ آپ پھر انہیں ہم سے ملنے سے روک دیں گے اور ہم اپنے لالا سے مل کر بھی نہیں مل پائیں گے۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا بے بی۔ اب اتنا تو اپنے سائیں سے خفا نہ ہوں۔ مانا غلطی ہو گئی مگر اپنی غلطی سدھار بھی تو رہا ہوں۔ وہ یہاں آ نہیں رہا، میں نے بلوایا ہے دعا اور اس کے رشتے کی بات پکی کرنے کے لیے۔ دارار اسے مزید خود کے قریب کرتا اس کی کنپٹی پر لب رکھتے ہوئے بولا جو کیوٹ سے منہ کے زاویے بناتی اس سے اس کی شکایت کرتی سیدھا اس کے دل میں اتر رہی تھی۔

اس کی بات پر زرتاشہ نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

لالا اس دن دعا کا رشتہ لائے تھے؟ زرتاشہ نے قدرے تیز آواز میں پوچھا، خوشی اس کے انداز سے ہی عیاں رہی تھی۔

اس کی بات پر دارار ہاں میں سر ہلا گیا۔

اور اسی وجہ سے آپ نے انہیں مارا تھا؟ زرتاشہ نے تصدیق چاہی۔

اس کے اعتراف کرنے پر زرتاشہ اس کے گرد باندھا اپنا حصار توڑتی اس سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی، جس پر دارار مزید اسے خود میں بھینچتا شدت سے اس کے ہونٹ چوم گیا جنہیں وہ مروڑتی رونے کی تیاری میں تھی۔

میرے بے ڈک، میرا کیوٹ بچہ۔۔۔ آپ کے سائیں کو غصہ آجاتا ہے، کیا کرے؟ اسی وجہ سے وہ غلطی کر جاتا ہے۔ مگر اب آپ آگئی ہیں جان سائیں، میں اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کروں گا۔ اب یوں خفا تو نہ ہوں۔ دارار اسے منہ پھیرتا دیکھ کر بولا۔

کیوں نہ ہوں ہم خفا؟ حق ہے ہمارا۔ آپ نے کیسے لال پر ہاتھ اٹھایا تھا؟ وہ ایسی بات پر جس میں ان کی کوئی غلطی نہیں تھی۔ انہوں نے رشتہ ہی مانگا تھا آپ کی۔۔۔ آپ کی یہ مونچھیں تو نہیں مانگ لی تھیں، یہ آپ کا پیزا مانگ لیا تھا، یہ آپ کے فرائز کھا لئے تھے جو آپ نے انہیں مارا؟

میری معصوم بیوی، تم کیا پیزا اور برگر مانگنے پر قتل و غارت پر اتر آتی ہو؟ دارار اس کی بے تکی بات پر اپنی حیرانی چھپاتے ہوئے بولا۔

جی، جی ! اس بات پر بندش لگے تو سمجھ آتا ہے، خیر چھوڑیں۔ ہم خفا ہیں آپ سے، اتنی سی بات پر ہمارے معصوم لالا کو مار دیا انہوں نے۔

مارا آپ کو؟ زرتاشہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے معصومانہ انداز میں سوال پوچھنے لگی جیسے تصدیق چاہتی ہو۔ اس کے انداز پر دارار، جو اس کے لالا کو مزید بڑا بھلا کہنے کا ارادہ رکھتا تھا، اسے ترک کرتا اس کی ہاں میں ہاں ملا گیا۔

ٹھیک ہے میری جانم سائیں، آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ میں قصے میں سب بھول جاتا ہوں، اب آپ ہی اس کا کوئی حل نکالیں کہ آپ کے سائیں کو نقصان نہ آئے۔ دارار اسے اس کے انداز میں اپنی پریشانی بتانے لگا جس پر زرتاشہ نے بھی کچھ پریشان ہوتے اس کی طرف دیکھا۔

میں ایسا کیا بتاؤں جس سے آپ کو غصہ نہ آئے؟

زرتاشہ اس کی بات دھرتی پر سوچتی انداز میں ارد گرد دیکھنے لگی۔

ایک کام کرتے ہیں بے بی ڈول، جب مجھے غصہ آئے گا تو میں یوں کر کے تمہارے ان گلابی پنکھڑیوں جیسے ہونٹ چوم لوں گا۔ دارار اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتا شدت سے چومنے لگا۔

زرتاشہ تو بس حیرانی سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے کسی سنگین بات کی توقع رکھتی تھی مگر وہ تو ہر بات پہ اپنے مطلب کا ہی حل نکالتا تھا۔

دارار اس کے نچلے ہونٹ پر شدت سے دانت گاڑتا اس کا چہرہ اپنی طرف کرنے لگا۔

زرتاشہ اس کے عمل پر سسکی، جو دارار کے ہونٹوں میں ہی کہیں کھو گئی۔ وہ آنکھیں موندے اس کا جنون برداشت کرنے لگی۔

وہ کافی دیر بعد اس کی سانسوں سے کھیلتا پیچھے ہوا اور اس کا چہرہ دیکھنے لگا جو ہولے ہولے لرزتا سرخ ہو رہا تھا۔

میرے جانم، آپ کی انہی اداوں نے تو مجھے دیوانہ بنایا ہے۔

وہ اس کی خم دار پلکوں کو اپنی انگلی کی پور سے سہلاتا بولا، جو اس کے عمل پر مزید خود میں سمٹتی اٹھنے لگی۔

چلئے تیار ہو جائے میرے بے بی ڈک، آپکے بھائی اور نند کی بات پکی ہے۔ میرے سائیں اور گاوں کی سردارنی سب سے پیاری لگنی چاہیے۔ وہ اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتا کمرے میں داخل ہوا۔

ہم۔۔۔ ہم خود خود چل سکتے ہیں۔" زرتاشہ نے اسکی گود سے اترنے کی کوشش کرتے ملکی" آواز میں بولی۔

جانتا ہوں بے بی، مگر مجھے تمہیں اپنے قریب رکھنا اچھا لگتا ہے، سانسوں سے بھی" قریب۔" وہ عقیدت سے اسکے ماتھے پر لب ثبت کرتا بولا۔

اچھا چلو، تم یہاں بیٹھو میں ڈریس لے کر آتا ہوں۔" دارار ڈریسنگ روم میں بند ہوتا کچھ" دیر بعد ہاتھ میں ڈارک پرپل کلر کی لانگ شرٹ تھامے اندر آیا۔

سائیں یہاں کوئی بھی ہماری حویلی جیسے کپڑے نہیں پہنتا۔" زرتاشہ جب سے آئی تھی" سب کو شلوار قمیض میں ہی دیکھا تھا، کسی کو بھی پشتو ڈریس میں نہیں پہنتے دیکھا تھا۔

پہنتے ہیں، تم پہنتی تھی وہاں؟"""

""ہاں، میں پہنتی تھی۔

اچھا اب میں مارکیٹ جاؤں گا تو آپکے لئے لے کر آؤں گا۔ اب آپ اسے چینج کر کے" جلدی سے تیار ہو جائے، زیادہ وقت نہیں ہے، میں نیچے انتظام دیکھ لوں گا۔" دارار اسکے کپڑے تھامتا اسکے گال تھپکتا باہر چلا گیا۔

آٹھ جاو کیا اب رات بھی یہی گزارنے کا ارادہ ہے؟" علیار زارا کو ہنوز کمبل میں دبکا" دیکھ کر بولا، جو آدھے گھنٹے سے یونہی لیٹی ہوئی تھی۔

زارا جسے تھکن کے باعث اپنا جسم ٹوٹتا محسوس ہو رہا تھا، وہ اسکی قدرے تیز آواز پر چونکتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگی۔

کتنا آرام چاہیئے تمہیں؟ سارا دن تم کمرے میں پڑی رہتی ہو، گھر کا کام تم کوئی نہیں کرتی۔" اپنے کام تو ویسے ہی تم نہیں کرواتی، اور اگر میری مورے تم سے اچھا سلوک رکھتی ہیں اسکا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم انکو اپنی ملازمہ سمجھ لو۔ آج کے بعد تم مجھے یوں بے وقت آرام کرتی نظر نہ آؤ، اٹھو، جاو نہا کر نیچے مورے کی مدد کرو، دعا کی بات پکی ہے آج آؤ۔"

علیار تیور چڑھائے سخت انداز میں اسے لیٹا اسے بازوں سے پکڑ کر اٹھا گیا۔

اسکے ہاتھ کو تھامتے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے ہلکا بخار ہے مگر وہ سختی کا کھول چڑاتا اسے نظر انداز کر گیا۔

دس منٹ میں نہا کر نیچے پہنچو۔" وہ اسے وہیں چھوڑتا خود کمرے سے باہر چلا گیا۔"

زارا جو اسکے اچانک اٹھانے پر اپنے چکراتے سر کو تھام رہی تھی، اچانک دروازہ بند ہونے پر چونک گئی۔ کتنے ہی آنسو اسکے پلکوں کی باڑ توڑ کر اسکے عارض پر بہتے تھے مگر وہ اپنے ساتھ بے حس بنتی ایک نظر کمرے کی ابتر ہوئی حالت کو دیکھتی سرد سانس کھینچ گئی۔ وہ فرش پر بکھرے اسکے اور اپنے کپڑے اٹھا کر ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی۔

علیار بیٹا، زارا کہاں ہے؟ ابھی تیار ہو جائے، ریان لوگ آنے والے ہوں گے۔" وردہ" علیار کو کچن میں داخل ہوتا دیکھ کر بولی۔

آرہی ہے مورے، آپ میرے لئے چائے بنا دیں۔""

"اچھا بناتی ہوں، تم بیٹھو۔" وردہ چائے چولہے پر رکھتے بولی۔

مورے میں مردان خانے میں ہوں، داجی سے کچھ ضروری بات کرنی ہے، آپ چائے" وہیں بھجوا دیں گے۔" علیار فون میں مصروف انداز میں کہتا وہاں سے جا چکا تھا۔

اسلام و علیکم مورے !""

"اسلام و علیکم چچی جان !"

زرتاشہ چہکتے ان دونوں کو سلام کرتے بولی۔

"واہ کیا بات ہے، آج تو ہماری بیٹی بڑی خوش لگ رہی ہے۔"

رودابہ اسے چھلکتے ہوئے سلام کرتا دیکھ کر بولی۔

"جی، جی ابھی لالا آرہے ہیں دعا کی بات پکی کرنے کے لئے۔ آپکو نہیں پتا جبھی تو ہم تیار ہوئے ہیں، مگر آپ دونوں تیار کیوں نہیں ہوئے؟" زرتاشہ انہیں اپنی خوشی کی وجہ بتاتے انہیں صبح کے لباس میں دیکھ کر بولی۔

بیٹا ہم کام کر رہے تھے۔" وردہ کھیر فرج میں رکھتے بولی۔"

اچھا پھر یہ ہم کر دیتے ہیں، آپ جا کر چینج کر لیں۔""

"نہیں بیٹا، ابھی آپ کسی کام کو ہاتھ نہیں لگائیں گی۔ ابھی آپ کا ولیمہ نہیں ہوا۔ چلو شاباش وہاں ٹیبل پر جا کر بیٹھو۔ یہ سب ہو گیا، درخشہ سب سیٹ کر دے اور ابھی زارا بھی آتی ہو گی۔ آپکی ان سے ملاقات نہیں ہوئی نہ؟ جس دن آپ آئی تھیں انکی طبیعت بہت خراب تھی۔ یہ لیں، آئیے گزارا۔ ادھر بچے یہ...."

زرتاشہ دارار کی بیوی اور زرتاشہ یہ زارا ہے، علیار کی بیوی جن سے آپ ناشتے پر ملی" تھیں۔" وردہ ان دونوں کا تعارف کراتے ساتھ اسے زارا کی غیر موجودگی کا بتاتی اسے علیار کی بھی یاد دلا کر دیوانہ کرنے لگی۔

روح حیات 6

از قلم مسکان خان

جی جی چچی جان ہم پہچان گئے۔" زرتاشہ زارا کو دیکھتے بولی۔"

بھابھی آپکی طبیعت ٹھیک ہے؟ چہرہ کیوں اتنا سرخ ہو رہا ہے؟" زرتاشہ نے زارا کے" سرخ چہرے کو دیکھ کر کہا۔

ارے ہماری زارا ذرا زیادہ شرماتی ہے، علیار کے ذکر پر شرما گئی ہو گی۔" وردہ زارا کا" سرخ چہرا دیکھ کر بولی۔

بیٹا یہ لو جاو، یہ چائے علیار کو دے دو۔" وردہ اسکے ہاتھ میں چائے کا کپ تھماتے بولی۔"

زارا بخار کی وجہ سے اپنے لرزتے بدن پر قابو پاتے مردان خانے کی طرف جانے لگی جب سامنے سے آتے داعود جو اپنی دھن میں آرہا تھا، اسکی نظر نیلگوں سے کھڑی زارا پر پڑی جو ایک ہاتھ میں کپ تھامے ہوئے تھی، جو باقاعدہ لرز رہا تھا۔ داعود نے پریشانی سے اسکی طرف دیکھا۔ چادر سے چہرہ اچھے سے ڈھکا ہوا تھا تو وہ اسکے چہرے کو نہیں دیکھ پایا۔

زارا اپنے قدموں کی لرزش پر قابو پاتے چائے مردان خانے میں لے جانے لگی جب داعود کو مردان خانے میں موجود باقی مردوں کا خیال آیا۔ وہ بھاگنے کے انداز میں زارا کی طرف بڑھا اور اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے کی طرف دھکیل گیا، جس سے زارا مردان خانے میں تو داخل نہیں ہوئی مگر اچانک کھینچنے کی وجہ سے نہ داعود اسے سنبھال پایا اور نہ ہی زارا خود کو زمین بوس ہونے سے بچا پائی۔

وہ تو پہلے ہی بخار میں ہونے کی وجہ سے خود کو نڈھال محسوس کر رہی تھی۔ اچانک کھینچنے کی وجہ سے چائے کا گرم گرم کپ زارا کے کندھے اور بازو پر گرا اور اسکی کمر دھاڑام سے

سنگ مرمر کے فرش پر لگی، جس سے زارا کو اپنی کمر کی ہڈی ٹوٹتی محسوس ہوئی۔ گرم چائے گرنے کی وجہ سے زارا کو اپنے ہاتھ اور کندھے پر شدید جلن محسوس ہوئی اور نہ چاہتے ہوئے بھی اسکی چیخ برآمد ہوئی۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ داعود جو اسے بچانا چاہ رہا تھا، وہ اسے سسکتا دیکھ کر اسکے قریب بڑھنے لگا جب مردان خانے سے علیار تیزی سے باہر آیا۔

علیار جو مردان خانے میں گاؤں سے آئے مردوں سے بات کرنے میں مصروف تھا، اسکی چیخ سنتے غصہ سے اسکی طرف گیا۔ اسے زمین پر گرا، بے آواز روتا دیکھ کر وہ بغیر اس بات پر غور کئے کہ اسکا آستین کیلی اور گرم کیوں ہو رہی ہے، وہ اسکے اسی بازو کو دبوچتا اسے جھٹکے سے کھڑا کر گیا۔

"کچھ خیال ہے تمہیں؟ لاپرواہ عورت! ذرا میری عزت کی پرواہ نہیں ہے، یوں مردان خانے کے دروازے پر کھڑے ہو کر رو رہی ہو، کون مرگیا ہے تمہارا ہاں؟" علیار سختی سے اسکا جبڑا دبوچتا بولا۔

جب اسکی نظر اسکی تیاری پر گئی تو اسکا غصہ آسمان چھونے لگا۔

"یہ تم اتنا تیار ہو کر کسے دکھانے مردان خانے میں آرہی تھی ہاں؟ چلو تمہارا دماغ میں ٹھکانے لگاؤں گا۔" وہ اسکی کمر دبوچتے ہوئے تقریباً گھسیٹتے ہوئے اندر لے جا رہا تھا۔

اس سے پہلے داعود کچھ بولتا، وہ اسے لے جا چکا تھا۔ وہ وہاں سناٹا کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

درست) ورژن، بغیر proofread (imla + grammar یہ رہا آپ کے متن کا صرف

:کسی لائن یا مطلب کو بدلے

۔۔۔ علیار ہسیتے ہوئے اسے کمرے میں لاتا جھٹکے سے چھوڑ گیا۔ زارا جو اسکے ساتھ بغیر کسی مزاحمت کے کھینچی چلی جا رہی تھی، اسکے اچانک یوں چھوڑنے پر منہ کے بل زمین پر گر گئی اور اسکا ماتھا بیڈ کے کونے سے ٹکرا گیا۔

زارا نے بمشکل اپنے چکراتے سر کو تھامتے ہوئے اپنے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر چوٹ دیکھنے لگی، جب اسے اپنے ہاتھوں میں کچھ گیلا محسوس ہوا۔ وہ اپنا ہاتھ سامنے کر کے دیکھنے لگی، جب اسے اپنی انگلیوں کی پوروں پر خون لگا دیکھا۔

چونکہ زارا کی پیٹھ اسکی طرف تھی، اس لیے وہ اسکی چوٹ نہیں دیکھ پایا۔

لالا باہر لوگ آ گئے ہیں، آپ اپنا رومانس بعد میں کر لیجیئے گا۔" ابھی علیار اسکا رخ اپنی" طرف موڑتا جب باہر سے داور کی آواز آئی۔

آرہا ہوں، تم چلو۔" علیار اسکی پشت کو گھورتا کمرے سے باہر نکل گیا بغیر یہ دیکھے کہ وہ کس" حالت میں ہے۔

زارا اپنے چٹخاتے سر کو تھامے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی مگر اسے اپنے جسم میں اتنی جان محسوس نہیں ہوئی کہ وہ ہل بھی سکے۔ اسکا دل کیا کہ یہی سو جائے۔ زارا تھک ہار کر نیم بوجھل نظروں سے بند دروازے کو دیکھتی بخار کی شدت سے وہیں بے ہوش ہو گئی۔

"ارے آہستہ آرام سے !" داور زرتاشہ کو کمر سے تھامتا بولا جو تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی اوپر آرہی تھی بغیر دیکھے کہ سامنے سے کون آرہا ہے۔

"وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ سائیں۔۔۔ سانس لے لو پہلے۔ تم بے بی ڈک اتنا بھاگنے کس نے کہا تھا کہ سانس چڑھ جائے۔" دارار اسکی پشت سہلاتے بولا۔

"وہ وہ لالا آگئے ہیں، چلیں نا سائیں آپ جلدی سے جا کر انکو اندر بھیجیں۔" زرتاشہ اسے مردان خانے میں ریان خان کے آنے کا سناتے بولی۔

"پتا چل گیا ہے مجھے میرے جانم سائیں، مگر اس سے پہلے آپ یہاں آئیں، آپکو کچھ بہت ضروری چیز دینی تھی، اس وقت میں جلدی میں بھول گیا تھا۔" دارار اسے سیڑھیوں سے اوپر لے جاتا بولا۔

"بعد میں دے دیجئے گا، ابھی ہمیں لالا سے ملنا ہے۔" زرتاشہ اوپر جانے سے انکار کرتی سیڑھی کی ریلنگ کو سختی سے تھام گئی۔

"میرے سائیں بس دو منٹ لگیں گے، جب تک میر اور سالا پانی یا جوس پی لے گا اور باقی سب اس سے مل لیں گے، پھر آپ ملتی رہیے گا۔" دارار اسے واپس اپنے ساتھ لگاتا اوپر لے جانے لگا۔

"نہیں آپ ہر بار یوں نہیں کرتے ہمارے ساتھ، ہم نہیں جائیں گے۔ پتہ نہیں کیوں ہم آپکو بلانے آ گئے، ہم خود چلے جائیں گے اپنے لالا سے ملنے، آپ مت آئیں۔" زرتاشہ اسے زبردستی کرتا دیکھ روہانسے ہوتے بولی۔

جبکہ اسکی بات پر دارار کو اپنے اعصاب تن ہوتے محسوس ہوئے۔ ناچاہتے ہوئے بھی زرتاشہ کے بار بار انکار نے اسے اشتعال دلا گیا۔ وہ سختی سے اسکا ہاتھ تھامتا اسے جھٹکے سے باہوں میں بھر گیا۔

"جائیں گے تو آپ اچھے سے بھی جب میں ایک بار پیار سے کہوں تو سمجھ جایا کرو میری سردارنی، یہ بے جاں مزاحمت صرف تمہاری جان ہی خطرے میں ڈالے گی۔"

دارار اپنے سینے پر پڑنے والے اسکے نازک مکھڑے پر رنز کرتا بولا جبکہ اسکی بات پر زرتاشہ اپنا ہاتھ روک کر اسے دیکھنے لگی جو انتہائی سخت تاثرات لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"لالا !۔۔۔ داجی آپکو بلا رہے ہیں، سب مہمان آ گئے ہیں۔" ابھی وہ اسے لے کر آگے بڑھتا جب خفت سے سرخ ہوتی درخشہ اپنا چہرہ اونچا کئے اسے داجی کا پیغام دے گئی۔

"ہم آ رہے ہیں، تمہارا بھابھی اپنا کچھ سامان کمرے میں بھول گئی ہے۔" دارار زرتاشہ کی طرف دیکھتا بے تاثر لہجے میں بولتا اسے لے کر کمرے میں چلا گیا۔

"سائیں ہمیں نیچے اتاریں، ہم کچھ نہیں بھولے، ہمیں لالا سے ملنا ہے۔" زرتاشہ اسے کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر بولی۔

وہ قدم در قدم چلتا اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کر گیا۔

چپ ! زرتاشہ اب مجھے تمہاری آواز نہ آئے !" دارار نے دھاڑتے ہوئے کہا۔"

اسکی دھاڑ پر زرتاشہ سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی جب دارار اسے کمر سے تھامتا ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھا گیا۔

رونے کی ضرورت نہیں ہے، دو منٹ میں چلی جائیں گی نیچے۔" دارار اسے اپنے ہونٹ" مروڑتا رونے کی تیاری کرتے دیکھ کر بولا۔

وہ اسکے پیر کے پاس والا دراز کھولتا اس میں وہ شاپر نکال گیا جسے لے کر وہ یہاں آیا تھا مگر اسے دینا بھول گیا تھا، اسکی اداسی نے اسے سب بھلا دیا تھا۔

شاپر میں موجود سامان میں براؤن پیپر میں لپٹی پرپل کلر کی کانچ کی چوڑیاں اور دوسرے میں سفید موتیوں کے گجرے تھے۔

شاپر میں موجود سامان دیکھتے زرتاشہ رونا بھول کر ندیدوں کی طرح چوڑیاں اور گجرے دیکھنے لگی۔

سائیں یہ ہمارے لئے ہے؟" زرتاشہ اسے چوڑیاں نکالتے دیکھ کر بولی۔"

نہیں، میری بیوی کچرا رانی کے لئے ہے۔" دارار اسکی بات پر تنک کر جواب دیتا اسکا" ہاتھ تھامتا پوری توجہ سے اسے چوڑیاں پہنانے لگا۔

وہ اسے ساری چوڑیاں اور گجرے پہناتا اسکا ہاتھ تھامے دیکھنے لگا۔ پھر نا جانے دل میں کیا سمایا کہ وہ اسکے ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامنے کے انداز میں پکڑ کر اسکے اور اپنے ہاتھ کی تصویر بنا گیا۔

زرتاشہ نے اسکی تصویر بنانے پر کوئی ردِ عمل نہیں دیا، وہ ہنوز اپنی چوڑیاں دیکھنے میں مصروف تھی جو اسکے گورے ہاتھوں پر بڑی خوبصورت لگ رہی تھیں۔

دارار اسے اپنی چوڑیوں کے ساتھ دیکھ کر واپس کمر سے تھام کر زمین پر کھڑا کر گیا۔ وہ اسکا رخ شیشے کی طرف کرتا ایک ہاتھ سے موبائل تھامے دوسرے سے اسکی کمر جکڑے تصویر کلک کر گیا۔

زرتاشہ تو کلک کی آواز پر اسکی طرف متوجہ ہوئی جو موبائل شیشے کی طرف کئے ہوئے تھا۔

سائیں یہ کون سی تصویر ہے جو آپ نے آئینے میں لی ہے؟" زرتاشہ نے کچھ حیرانی سے" اسکے انوکھے طریقے پر تصویر کھینچنے پر کہا۔

یہ بھی تم اپنے لالا سے پوچھنا جس سے ملنے کے لئے تم اتنی بے چین ہو رہی ہو۔" دارار" اسکی بات پر پیار سے جواب دینے کے بجائے تڑخ کر کہتا ہے۔

جس پر اب جا کر زرتاشہ کو اسکی ناراضگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ یونہی اسکی پشت کو اپنے سینے سے لگائے کھڑی تھی۔ جب زرتاشہ نے گردن ترچھی کر کے اسے دیکھنا چاہا تو دارار اسکا جبڑا اپنی گرفت میں لیتا اسکے چہرے کا رخ شیشے کی طرف کر گیا اور اپنے ہاتھ سے اسکے کندھے پر اپنی پکڑ کس گیا۔

اسکے کندھے تھامنے پر زرتاشہ نے بے ساختہ اسکی کلائی سے تھوڑا پیچھے اپنے دونوں ہاتھ پکڑنے کے انداز میں رکھے۔

میں نے تمہارا متن صرف پروف ریڈ کیا ہے — یعنی املا، گرامر، اسپیسنگ اور جملوں کی معمولی درستگی کی ہے۔ الفاظ، انداز اور مطلب بالکل وہی رکھا ہے، کوئی تبدیلی نہیں کی۔

آئینہ میں دیکھو!" دارار اسی لمحے اسے کہتا اور ان دونوں کی تصویر کھینچ گیا۔"

زرتاشہ حیرانی سے اسے تصویر کھینچتا دیکھ رہی تھی، بھلا یہ کون سا طریقہ تھا پکچر لینے کا۔

"سائیں یہ کیسے لی آپ نے؟"

اسے مرر سیلفی کہتے ہیں، چلو اب تمہارے لالا کے پاس چلیں، کہیں وہ یہاں ہی نہ آ" جائے۔"

دارار اس کا ہاتھ تھامتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

آپ ایسے کیوں بول رہے ہیں؟ ہمیں نہیں پتا تھا آپ ہمیں اتنی پیاری چوڑیاں دینے" والے ہیں اور نہ ہم آپ کو تنگ کرتے، اور پھر ہمیں لالا سے بھی تو ملنا تھا۔"

زرتاشہ اسے خاموش دیکھ کر بولی۔

اب نہیں ملنا؟" اس کی بات پر دارار نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے" استفسار کیا۔

ملنا ہے، ملنا ہے مگر آپ خفا نہ ہوں۔""

زرتاشہ اس کی بات پر فوراً نفی کرتی اس کی ناراضگی ختم کرنی چاہی۔

نہیں بے بی ڈک، ہر بار آپ ناراض ہوتی ہیں اور میں آپ کو مناتا ہوں، اب آپ کی"

باری ہے۔"

دارار یہ کہتا اسے لیے مردان خانے میں داخل ہوا۔

مگر سائیں!" زرتاشہ نے اس کی بات پر احتجاج کرنا چاہا۔"

"ہشش۔ ہم باقی کی بات کمرے میں جا کر کریں گے، تم ابھی اپنے بھائی سے ملو۔"

زرتاشہ جیسے ہی مردان خانے میں داخل ہوئی تو ریان داجی سے بات میں مصروف تھا۔

اس سے پہلے زرتاشہ ریان سے ملتی، دارار نے آگے بڑھ کر اسے ہاتھ ملانے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

ریان جو داجی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا، اچانک اپنے سامنے دارار کا ہاتھ دیکھ کر ایک نظر اس کے چہرے کو اور پھر ایک نظر اس کے ہاتھ کو دیکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

اسے اٹھتا دیکھ کر سب ہی پریشانی کا شکار ہوئے۔

وہ اٹھا اور اس نے وہی ہاتھ جھٹک کر اسے گلے لگا لیا۔

دارار جو اسے اپنا ہاتھ جھٹکنے کی توقع کر رہا تھا مگر اسے خود کو یوں گلے لگاتے دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، مگر وہ جلدی اسے چھپا گیا۔

میں نے تجھ سے صرف ہاتھ ملانا تھا، تو گلے کیوں لگا؟ اب مجھے نہانا پڑے گا۔""

دارار اسے سختی سے اپنے گلے لگا دیکھ کر بولا۔

سالے کوئی بات نہیں، چل اس بہانے تو نہائے گا، تو کیا پتا میری بہن کو پسند آجائے۔""

ریان اس کے گرد اپنا بازو مزید کس کر بولا۔

ریان اس کے گرد اپنا بازو مزید کس کر بولا، جس پر دارار صرف ضبط سے آنکھیں میچ گیا۔

جانتا تھا اس کے ٹھیک پیچھے اس کی بیوی کھڑی ہے اور یہ فسادی سالا آگ لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گا۔ اور کوئی بعید نہیں تھا کہ چالاک سالا اس کی معصوم بیوی کو اپنے جھانسے میں پھسا لیتا، اور جو خواب وہ پوری سیڑھیاں دیکھتا آیا ہے کہ اس کی بیوی اسے منائے گی، وہ چکنا چور ہونے کے ساتھ ساتھ الٹا اس پر پڑ جائے اور وہ زرتاشہ کی مانتے پھر رہا ہو۔

"!سائیں ہٹے نا، ہمارے لالا ہے ہمیں بھی ملنے دیں"

زرتاشہ مسلسل دارار کو ریان کے گلے لگا دیکھ کر آخر کار ضبط کھوتی بول ہی پڑی۔ اس کی بات پر جہاں مردان خانے میں سب کا کھلکھا گونجا، وہیں دارار سختی سے ریان کی پشت کو تھپکتا اسے زبردستی الگ کرتا صوفے پر بیٹھ گیا جہاں تقریباً سارے مرد حضرات ہی بیٹھے تھے۔

لالا لگتا ہے آپ کے سالے کو آپ سے شدید قسم کا عشق ہو گیا ہے، بھی تو آپ سے"

"ایسے مل رہا ہے جیسے دوبارہ محبوب کی قربت نصیب نہیں ہو گی۔

اور جو کافی دیر سے ان دونوں کی حرکتیں دیکھ رہا تھا، بلا آخر زبان کے ہاتھوں مجبور ہو کر بول ہی پڑا۔ اس کی بات پر ساتھ بیٹھے علیار کی بھی ہنسی چھوٹ گئی مگر وہ اپنا چہرہ داود کی پشت میں چھپا گیا، اگر ابھی وقتی مزے کے لیے چھت پھاڑ کر ہنستا تو یقینا اس کی پیاری گردن خطرے میں آسکتی تھی۔

"تم کیوں منہ چھپا رہے ہو؟"

داود جو کافی دیر سے ارد گرد سے بے پرواہ علیار کو بغور دیکھ رہا تھا اور ساتھ ہی باہر ہوئے حادثے کے بارے میں سوچتے ہوئے شش وپنج کا شکار تھا، علیار کی حرکت پر ہوش میں آتا ارد گرد دیکھنے لگا۔

"کوئی بات ہے لالا؟ آپ جب سے آئے ہیں کافی سنجیدہ لگ رہے ہیں، ریان بھائی کے متعلق تو سب ٹھیک ہے نا؟"

علیار اس کا حد سے زیادہ سنجیدہ چہرہ دیکھ کر بولا۔

"ہاں سب ٹھیک ہے، بس کام کا کچھ مسئلہ ہے، تم پریشان نہ ہو۔"

داود بعد میں ساری بات خود پتہ کرنے کا سوچتے ہوئے خود کو ریلیکس کرتا ریان کو دیکھنے لگا جو زرتاشہ کو گلے لگا رہا تھا۔

"لالا آپ تو ہمیں بھول گئے تھے، صرف سائیں سے مل رہے تھے ہم سے نہیں مل رہے تھے۔ اگر ہم آپ کو آواز نہ دیتے تو اب بھی انہیں کے گلے لگے ہوتے۔"

زرتاشہ ریان کے حصار میں کھڑے ہوتے انتہائی معصومیت سے شکوے کرنے لگی۔

اس کی بات پر جہاں ریان آسودگی سے مسکرایا تھا، وہیں دارار نے غصے سے اس کی طرف دیکھا جو اس کی بیوی کو اداس کرنے کے بعد مزے سے اپنے گلے لگائے ہوا تھا۔

"میرا بچہ، غلطی ہو گئی، اب نہیں لگاؤں گا اس ڈٹو کو گلے، بس اپنی پیاری سی زری کو لگاؤں گا۔ آپ وہ چھوڑیں، میں آپ کے لیے کچھ لایا ہوں۔"

ریان اس کی توجہ دارار والی بات سے ہٹاتے ہوئے اپنی طرف کرنا چاہتا تھا۔

زرتاشہ تو اس کے "ڈٹو" کہنے پر ہی بے ساختہ ہنس پڑی۔

ریان اسے یوں ہنستا مسکراتا دیکھ کر اسے اپنے ساتھ لے کر بیٹھ گیا۔

جبکہ ان دونوں بھائی بہنوں کو خوش دیکھ کر جہاں سب ہی گھر والے خوش ہوئے تھے، وہیں دارار نے ایک اجنبی نگاہ اپنی بیوی پر ڈالی جو اپنے بھائی کے ساتھ کھنکا رہی تھی مگر اس کے ساتھ تو ہر وقت اسے ایک ہی شغل (رونا) آتا تھا۔

ریان نے دارار کے بارے میں سرگوشی میں کہا تھا، اسی وجہ سے سامنے بیٹھے داور اور علیان نے نہیں سنا تھا، وہ بھی پریشانی سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

"بھابھی ریان بھائی نے ایسا بھی کیا کہا ہے جو آپ کی ہنسی کو بریک ہی نہیں لگ رہا۔"

داور ایک بار پھر اپنی زبان کے ہاتھوں مجبور ہو کر بول پڑا۔

"رہنے دیں، آپ اپنا جاری رکھیں۔"

مگر پھر خود تک سب کی خونخوار نظریں دیکھ کر وہ جوس کا گلاس لبوں سے لگا گیا۔

"کچھ خاص نہیں، میں بس اپنی زری سے تمہارے لالا کی تعریف کر رہا تھا۔ سردار صاحب آخر تعریف کے حق دار تو ہیں۔"

ریان زرتاشہ کی طرف سے جواب دیتا بولا، جبکہ اس کی بات سنتے ہی زرتاشہ کی ہنسی کو بریک لگا۔ یقیناً دارار اسے کمرے میں جا کر حساب لے گا، وہ تو پہلے ہی اس سے خفا ہے۔

زرتاشہ نے سوچتے ہوئے کن انکھیوں سے اسے دیکھا جو اپنی بے باک نظریں اس پر گاڑے ہوئے تھا۔ اسے خود کو گھورتا پا کر وہ فوراً نظریں جھکا گئی۔

"یہ لو زری!"

ریان اسے ایک شاپر پکڑا گیا۔

"یہ کیا ہے لالا؟"

زرتاشہ نے شاپر دیکھتے پوچھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے دارار بھی تو ایسا ہی شاپر لایا تھا۔

زرتاشہ نے کن انکھیوں سے اسے دیکھا تو اس کے دیکھتے ہی وہ اسے لینے کی اجازت دے گیا۔

وہ خوش ہوتی تیزی سے شاپر کھول کر دیکھنے لگی۔

"لالا یہ ہمارے لیے ہے؟"

زرتاشہ نے حیرانی اور خوشی سے پوچھا جہاں گرین اور اورنج کلر کی کانچ کی چوڑیاں تھیں۔

شاپر دیکھ کر ہی دارار کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اس میں کیا ہے۔ اس نے دل ہی دل میں خود کو داد دی جو ڈیرے سے واپسی پر چوڑیاں لے آیا۔ اب ریان کے بھی چوڑیاں لانے سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کے بے بی ڈک کو چوڑیاں بہت پسند ہیں۔

"بالکل میرے بچے۔"

ریان اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولا۔

"مگر اسے میں کل پہنوں گی، ابھی میں نے یہ پہنی ہوئی ہیں۔"

زرتاشہ ریان کے سامنے اپنے چوڑیوں بھرے ہاتھ کرتے بولی۔

"یہ تو بہت پیارا ہے، بالکل میری زری کی طرح۔"

ریان اس کے چوڑیوں اور کنگن سے سجے ہاتھ تھامتا دیکھ کر بولا۔

"بس! تم دور سے ہی میری بیوی کی تعریف کر سکتے ہو، بار بار ہاتھ مت لگاؤ اسے۔"

دارار جو کب سے خود پر ضبط کیے بیٹھا تھا، بلا آخر بول پڑا۔

"کیوں؟ میری بہن ہے، میں تو کروں گا۔"

ریان اس کی بات پر اسے مزید تپاتا زرتاشہ کا وہی ہاتھ تھامتا لبوں سے لگا گیا۔

جبکہ اس کی حرکت پر زرتاشہ آنکھیں پھیلائے پہلے دارار اور پھر ریان کو دیکھنے لگی۔

دارار کا چہرہ ضبط کرنے کے چکر میں لال ہو چکا تھا۔

"زرتاشہ فوراً اٹھ کر ادھر آؤ!"

دارار ریان کی آنکھوں میں دیکھتا زرتاشہ سے بولا۔

بالکل نہیں میرے بچے، تم اپنے لالا کے ساتھ یہاں بیٹھو۔ اس ڈٹو کی بات ماننے کی "

ضرورت نہیں ہے۔"

ریان بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا، وہ بھی اسے اس کے انداز میں تپاتے بولا۔ زرتاشہ نے خود کو دونوں کے درمیان پستا دیکھ کر روہانسی ہوتے اپنی مورے (ساسو ماں) کی طرف دیکھا جو فوراً حرکت میں آتی زرتاشہ کا ہاتھ تھام کر وہاں سے اٹھا گئی۔

دو سال کے بچے ہو تم دونوں، کون کہے گا کہ تم دونوں گاؤں کے سردار اور کامیاب بزنس مین ہو، لڑ تم دو سال کے بچے کی طرح رہے ہو۔ دارار ہم آپ سے آخری دفعہ کہہ رہے ہیں بچی کو تنگ کرنا چھوڑ دو ورنہ اس عمر میں ہم سے مار کھاؤ گے۔ بابا جان آپ بھی چپ بیٹھے دونوں کو دیکھ رہے ہیں، بات شروع کریں نا۔

زرتاشہ اپنی بہو کی نظر پر ہی نثار ہوتی فوراً اسکی طرف بڑھتی اسے خود سے لگاتی، لگے ہاتھ دونوں کو لتاڑ گئی۔ جس پر دارار اسے ایک سخت گھوری ڈالتا پہلو بدل گیا۔

ریان ستائشی نظروں سے اپنی بہن کو دارار کی مورے کا پیار لیتا دیکھ رہا تھا۔

بیٹا آپکے ساتھ آپکے دادا دادی نہیں آئے؟ داجی ریان کو اکیلے موجود دیکھ پوچھ بیٹھے، اس دن بھی وہ اکیلے آیا تھا اور آج بھی۔

جی وہ لوگ آرہے ہیں، زیادہ دیر بیٹھ نہیں سکتے اس لئے تھوڑی دیر سے نکلے ہیں اور میں سیدھا آفس سے یہاں آیا ہوں۔ ریان جو زرتاشہ کو دیکھ رہا تھا انکی بات پر چونکتے انکی طرف دیکھتا شائستگی سے جواب دے گیا۔

اچھا اچھا۔ لگتا ہے آگئے ہیں، میں لے کر آتا ہوں انہیں۔ ریان انکی گاڑی کی آواز سنتے اپنے فون پر آئے میسج کو دیکھ بولا۔

ارے آپ بیٹھئے، دارار جاؤ بیٹا۔ واجی ریان کو کھڑے ہوتا دیکھ بولے۔ جس پر دارار فوراً اٹھتا حویلی کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

چلو بھی اب رسم شروع کریں۔ ریان کے دادا اور بی جان کے آنے بعد واجی بولے کیونکہ وہ لوگ زیادہ دیر بیٹھ نہیں سکتے تھے۔

دعا کی رسم زنان خانے میں ہوئی تھی جبکہ ریان کی مردان خانے میں۔ تمام خواتین بی جان (ریان کی دادی) کے ہمراہ زنان خانے میں بیٹھی تھیں جب وردہ دعا کو لے کر آئی۔

ریان کے بھیجے ہوئے فراک میں، بالوں کو کھلا چھوڑے، سر پر نفاست سے دوپٹہ رکھے، میک اپ کے نام پر صرف لپ گلوس لگائے، ہاتھوں میں اس کی بھیجی چوڑیاں اور کنگن پہنے، وہ کوئی گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔

ریان کی بی جان تو اسے دیکھتے صدقے واری ہو رہی تھی کہ انہیں اتنی پیاری اور معصوم سی بہو ملنے والی تھی جو انکی زرتاشہ کی کمی پوری کرے گی۔ وہ ریان کے اس فیصلے سے کافی خوش تھی۔

وردہ دعا کو صوفے پر بٹھا گئی اور پھر رسم کا آغاز ہوا تو بی جان دعا کی انگلی میں ریان کی دی گئی انگوٹھی پہناتی، لگے ہاتھوں اسکے ہاتھ میں اپنے خاندانی زیور بھی پہنا گئی اور پھر اس پر

سے نوٹ وارتے ارد گرد دیکھنے لگیں جب وردہ انکی مشکل آسان کرتی وہ نوٹ تھام کر درخشہ کو پکڑا گئی۔

انکے رسم کرنے کے بعد باری باری تمام خواتین نے رسم کی جب رودابہ کا دھیان زارا پر گیا۔

وردہ یہ زارا کہاں ہے؟ ہم انہیں چائے لے کے جانے کے بعد نہیں دیکھا، مہمان جب آئے تب بھی وہ موجود نہیں تھی۔ رودابہ سرگوشی نما آواز میں وردہ سے استفسار کرنے لگیں جنکا بھی دھیان زارا کی طرف نہیں گیا تھا، ابھی انکے کہنے پر انہوں نے غور کیا تھا۔

پتا نہیں بھابھی، وہ علی کے لئے چائے لے کر گئی تھی، اسکے بعد ہم نے نہیں دیکھا۔ اچھا ہم پتا کرتے ہیں۔۔۔

داجی دارار کے ٹائم پر تو انہوں نے خود فیصلہ کر لیا تھا، نہ ہمیں بتایا نہ کچھ اور، اس وقت حالات بھی دوسرے تھے مگر اب یہ جلد بازی کیوں؟۔ رودابہ حال میں بیٹھے واجی سے پوچھنے لگی۔

ریان کے فیملی تاریخ دے کر گئی تھی، دو دن بعد نکاح اور اسکے اگلے دن رخصتی کی۔

بیٹا ریان سب کچھ جلدی چاہتا ہے اور انکے دادا کو بھی اس فیصلے پر اعتراض نہیں ہوا تو ہم نے بھی کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھا۔ ریان جلدی شادی چاہتے ہیں اور وہ اس بات پر کافی اصرار کر رہے تھے تو انہیں ٹالنا ہمیں بہتر نہیں لگا۔ داجی رودابہ کو جواب دیتے بولے۔

لڑکیاں اپنے کمرے میں جا چکی تھی، حال میں تمام مرد حضرات اور رودابہ اور وردہ بیٹھی شادی کی تاریخ کے متعلق ضروری بات کر رہے تھے۔

سب ہو جائے گا مورے، آپ پریشان نہ ہو آرام کریں اور میں بھی آرام کرنے جا رہا ہوں، صبح آفس نکلنا ہے پھر جلدی لوٹنا بھی ہے، کچھ اور ضروری کام ہے۔ دارار یہ کہتا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

سائیں !۔۔ جیسے ہی دارار اندر داخل ہوا زرتاشہ نے اسے دیکھتے جھجکتے ہوئے پکارا اور اپنے ہاتھ میں تھامے ریان کی لائی چوڑیاں اسے دکھانے لگی۔

اسکی اس طرح پکارنے پر دارار کے اسکی طرف بڑھتے قدم رکے اور وہ کچھ سوچتا ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھا۔ سامنے کھڑے ہو کر وہ زرتاشہ کو نظر انداز کرتا اپنی گھڑی اتارتا اپنے بالوں میں برش کرنے لگا۔

زرتاشہ جو اسے اپنی طرف آتا دیکھ واپس اپنی چوڑیوں میں مگن ہو گئی تھی، اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے خود سے بے نیاز کھڑے دیکھ کچھ لمحے اسکی پشت کو دیکھتی رہی پھر کمرے میں اسکی ناراضگی یاد آئی تو وہ لب کاٹتی سر کو جھکا گئی مگر پھر ایک اور کوشش کرنے کا سوچتی واپس اسکی طرف دیکھنے لگی۔

سائیں یہ دیکھیں نا کتنے اچھے ہیں، لالا نے ہمیں کہا ہے کل جب وہ آئیں گے تو میرے لئے سارے کلر کی چوڑیاں لے کر آئیں گے مگر ہم نے انہیں منع کر دیا ہے، ہم نے کہا ہے آپ ہمارے لئے لے آئیں گے۔ زرتاشہ نے ایک کوشش کے تحت اسے دوبارہ مخاطب

کرنا چاہا جو سپاٹ تاثرات لئے اپنا موبائل چارج پر لگا رہا تھا مگر اسکی بات پر کوئی ردِ عمل نہیں دیا تھا۔

زرتاشہ نے ہمت کرتے اپنی آنکھوں میں اترتی نمی کو پلکوں میں دھکیلا۔

سا۔۔۔ سائیں !۔۔ وہ۔۔۔ وہ لالا کہہ رہے ہیں وہ کل ہمیں لینے آئیں گے گھر لے جانے کے لئے تو ہم جائیں؟ زرتاشہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے لہجے کی نمی کو چھپاتی مصروف انداز میں اس سے بات کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

مجھ سے اجازت کی ضرورت نہیں ہے، ویسے بھی تم نے کون سا خود کو میرے پابند کر رکھا ہے، بس مجھ سے بھاگ کر اپنے اس لالا کے پاس جانے کا بہانہ چاہیے تو جاؤ، میں بھی نہیں روکوں گا، آخر کب تک تم پر زور و زبردستی کر سکتا ہوں۔ اسکی بات پر دارار سخت تاثرات لئے اپنی بات کہتا ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہونے پر زرتاشہ ہوش میں آتی دروازے کو دیکھنے لگی جو اسکا سخت لہجہ محسوس کرتے ساکت ہوئی تھی۔ کتنی ہی دیر وہ دروازے کو نم نظروں سے تکتی رہی۔

دارار ڈریسنگ روم سے باہر نکلتا سیدھا اپنی سائڈ پر آکر لیٹ گیا۔ لائٹ بند کرو مجھے سونا ہے اور اگر یہاں اچھا نہیں لگ رہا تو بتا دو، میں ڈیرے پر چلا جاتا ہوں۔ دارار اپنی پیٹھ اسکی طرف کئے بغیر اسکی طرف دیکھے اپنے لہجے میں مصنوعی سرد پن لاتا بولا جس پر زرتاشہ فوراً لائٹ بند کر گئی۔

وہ بھی بوجھل دل کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل پر چوڑیاں رکھتی بغیر چینج کئے ویسے ہی لیٹتی اسکی پشت کو نم نظروں سے دیکھنے لگی۔ نا چاہتے ہوئے بھی نا جانے کتنے آنسو اسکے عارض سے بہتے تکیے پر جذب ہوئے تھے۔ وہ نم نظروں سے کروٹ بدلتی اسکی طرف پشت کر گئی۔

آدھا گھنٹہ گزرنے کے بعد بھی نیند دونوں کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ دارار اسکا ہولے ہولے لرزنا محسوس کر رہا تھا۔

زرتاشہ جو کافی دیر سے خود پر پہرے بٹھائے اپنے آپ کو شدت سے رونے سے روک رہی تھی، اسے سوتا سمجھ کر باقاعدہ ہچکیاں لیتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اسے ہچکیوں سمیت یوں اچانک روتا دیکھ دارار سٹپٹاتے ہوئے اٹھ بیٹھا اور لائٹ آن کر دی۔

جانم !۔۔ اسے بکھرا ہوا دیکھ دارار تیزی سے اسکی طرف بڑھا، اسے اٹھاتا اپنی گود میں بٹھا گیا۔ جانم کیا ہوا ہے؟ چپ ہو جاؤ، ایسے کیوں رو رہی ہو؟ دارار اسکا آنسوؤں سے لبریز چہرہ دیکھتے بولا۔

آ۔۔۔آپ۔۔۔

اچھا رکو پہلے تم پانی پیو، اتنا رونے سے میری جان کی طبیعت بگڑ جائے گی۔ دارار اسے مسلسل ہچکیاں لیتا دیکھ کر بولا۔

اب بتاؤ کیوں رو رہی تھی؟ دارار اسے پانی پلانے کے بعد اسکی پیٹھ سہلاتا، بکھرے اسکے چہرے پر آئے بالوں کو سمیٹتے بولا۔

اچھا تم رو نا چپ ہو جاؤ۔۔۔

روح حیات 7

از قلم مسکان خان

میری جان، میرا بے بی ڈک نہ رو، اس طرح طبیعت خراب ہو جائے گی۔ دارار اسے ہنوز اپنی بات نظر انداز کئے روتا دیکھ

کر بولا۔

اچھا رکو !۔۔یہ لو پانی پیو !۔۔ وہ سائیڈ ٹیبل کی طرف ہاتھ بڑھا کر پانی کا گلاس تھامتا اسکے لبوں سے لگاتا بولا۔

اسکے پانی دینے پر زرتاشہ نم نظروں سے اسکی طرف دیکھتی ایک دو گھونٹ پانی کے بھرتی، گلاس اپنے لبوں سے دور کر گئی۔

بس !۔۔ دارار اسے دو گھونٹ پانی پیتے دیکھ کر بولا۔ اب بتاؤ میرا بے بی ڈک کیوں رو رہا ہے اس طرح؟ وہ اسکا نم چہرہ اپنے رومال سے صاف کرتا بولا۔

و۔۔۔ وو۔۔۔ وہ آپ۔۔۔ آپ۔۔۔

اچھا تم سانس لو، کچھ دیر چپ، میں کچھ نہیں کہہ رہا میری جان۔ دارار اسے تکلیف سے الفاظ ادا کرتا دیکھ اسے چپ کرواتا اسکی پیٹھ سہلانے لگا۔

زرتاشہ تھک کر اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

ایسے کون روتا ہے میری معصوم سردارنی، ایسے تو تم نے اپنی حالت خراب کر لینی ہے۔ اب مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے میرے بے بی ڈک سے؟۔ دارار اسے تھوڑا نارمل ہوتا دیکھ کر بولا جو اسکی گردن میں چہرہ چھپائے گہری سانسیں لے رہی تھی۔

اسکی بات سنتے زرتاشہ نے ایک بار پھر بولنے کے لئے لب وا کئے جب اسے تیز سی ہچکی آئی اور اسے اپنا سانس اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔۔

دارار جو ماتھے پر بل ڈالے اسکی ایسی حالت کی وجہ کا منتظر تھا، اسکی اکھڑتی سانسیں دیکھ فوراً اسکے لبوں پر جھک گیا۔

وہ اسکے بھیگے لبوں کو نرمی سے چومتا اس میں اپنی سانسیں انڈھیل رہا تھا۔ وہ کافی دیر اسے اپنی سانسیں مہیا کرتا اسکی اکھڑتی سانسیں بحال کئے پیچھے ہٹا جو پل میں سرخ گلاب ہوتی چہرہ نیچے جھکا گئی تھی۔

اب بتائیں میرے جانم سائیں، میری جان کیا ہوا ہے؟ کیوں اس طرح رو کر خود کو ہلکان کر رہی ہو؟ جب تک بتاؤ گی نہیں کیا بات ہے، میں کیسے اس مسئلے کو حل کروں گا؟ اور کیا پتا بات رونے والی ہو ہی نہ۔ دارار اسے بچوں کی طرح پکارتے ہوئے بولا۔

ہم۔۔۔ ہم۔۔۔ بچے تھوڑی ہیں جو ہمیں نہیں پتا کس بات پر رونا ہے اور کس پر نہیں، وہ تو آپ ہم سے خفا ہو گئے تھے اور ہمیں منانے کا موقع بھی نہیں دیا اور سونے چلے گئے۔ ہم آپکو اپنا تحفہ دکھا رہے تھے نا، آپ نے ہم سے کوئی بات کی، پھر جب ہم ایسا کرتے ہیں تو آپکو برا لگتا ہے۔ ہم تو پھر بھی آپکی بات سنتے ہیں۔ زرتاشہ اسے یوں پچکارتے پرناک سکوڑتی کیوٹ انداز میں اپنے نظر انداز ہونے کے ساتھ ساتھ اسکے خفا ہونے کا رونا بھی رو رہی تھی۔

دارار جو انتہائی سنجیدگی سے اسکی بات سن رہا تھا، اسکی بے تکی وجہ پر سپاٹ چہرہ لئے اسکی طرف دیکھا۔

تم اس وجہ سے اس قدر بری طرح سے رو رہی تھی؟۔ اس نے ایک بار تصدیق چاہی اس سے پہلے وہ کوئی ردِ عمل دے۔

جس پر زرتاشہ فوراً ہاں میں سر ہلاتی ایک بار پھر اسکے سینے سے لگ گئی۔

بے بی ڈک، آر یو کڈنگ می! یہ اتنا شدید رونا کہ مجھے لگ رہا تھا تمہاری سانس رک جائے گی صرف اس وجہ سے کہ میں خفا ہو گیا تھا؟۔ دارار اسکا چہرہ اپنی گردن سے نکال کر پوچھا۔

صرف خفا نہیں ہوئے تھے، ساتھ ہمیں نظر انداز بھی کیا تھا۔ ہم نے آپکو تین دو بار پکارا تھا مگر آپ ہماری سنی تو دور، ہماری طرف دیکھے بغیر ہی سو گئے اور روز کی طرح ہمیں

اپنے ساتھ سلایا بھی نہیں تھا۔ تو ہم نہیں روتے؟ غلطی آپکی تھی، اب ہم آپ سے خفا ہیں۔۔۔۔

زرتاشہ اسکی قمیض میں اپنا چہرہ صاف کرتے، منہ بسورتے معصومیت سے بولتی دارار کو اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی مگر وہ اپنے جذبات پر بند باندھے سخت تاثرات قائم کر گیا کیونکہ وہ اپنی بیوی سے لاڈ اٹھوانا چاہتا تھا اور وہ یہ موقع ہاتھ سے بالکل جانے نہیں دینے والا تھا۔

ادھر ہٹو بیوی تم بالکل میرے قریب بیٹھ سکتی ہو بلکہ مجھے اپنا صوفہ سمجھ کر مجھ پر بیٹھ سکتی ہو مگر ابھی میں تم سے ناراض ہوں اور اگر تم بھول رہی ہو تو میں یاد دلا دوں میں جائز بات پر تم سے ناراض ہوں۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ تم اس طرح رونے لگ جاؤ۔ اگر تمہاری طبیعت خراب ہو گئی تو میری مورے، جو میری کم اور تمہاری زیادہ ہو گئی ہے، انہوں نے اچھے سے میری کلاس لے لینی ہے اور کل تمہارا بھائی جو یہاں آئے گا وہ الگ سر درد۔

زرتاشہ جو آنکھیں جھپکتی اسے خود سے دور کرتا دیکھ رہی تھی، وہ اسے اسکے ایک لالا کی وجہ سے خود سے دور کر رہا تھا۔ زرتاشہ نے نم نظروں سمیت اسکی طرف دیکھتے سوچا۔

آپکو ہمارے لالا اتنے برے لگتے ہیں؟ کبھی آپ انہیں سر درد بولتے ہیں کبھی فسادی۔

ٹھیک، اگر آپکو ہمارے لالا اتنے برے لگتے ہیں تو ہم بھی اپنی لالا کی زری ہیں، جا رہے ہیں

ہم انکے پاس آپکی شکایت کرنے۔ آپ جان بوجھ کر ہم سے خفا ہو گئے ہیں اور ہمارے منانے پر بھی نہیں مان رہے۔ فون کھولئے اپنا۔

زرتاشہ اپنا دوپٹہ اٹھاتے اسکا موبائل تھامے اسے کھولنے کا کہتی پیر میں چپل پہننے لگتی ہے۔

دارار تو ہوش اڑوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا۔ مطلب جمعہ جمعہ چار دن ہوئے تھے اسکی بیوی کو آئے اور ابھی سے میکے جانے کی دھمکی۔ دارار نے دہلتے ہوئے اسکی طرف دیکھا۔

جانم سائیں ایسی بات نہیں ہے۔

ایسی ہی بات ہے آپ جان بوجھ کر ہمارے ساتھ ایسا کر رہے ہیں۔ دل بھر گیا ہے اب آپکا ہم سے، کوئی بہانہ نہیں مل رہا تو بس ہمارے لالا۔

زرتاشہ!

ابھی زرتاشہ غصے میں مزید کچھ کہتی جب دارار جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور بے ساختہ اسکا ہاتھ اٹھاتا ہے مگر اس سے پہلے وہ اسے تھپڑ مارتا، وہ فوراً اسکے سینے میں چھپتی اسے بچنے کی کوشش کرتی ہے۔ دارار ہوا میں معلق اپنے ہاتھ کو پہلو میں گراتا، ضبط سے آنکھیں میچتا اسے خود سے الگ کرتا ہے۔

مطلب بھی پتا ہے تمہیں تمہاری اس بکواس کا؟ اگر دل بھرنا ہوتا تو یوں سر پر بٹھا کر نہ رکھتا اور اسی ناراضگی کا اظہار کیا تو تم سب بھول گئی۔ ہمت کیسے ہوئی تمہاری یہ گھٹیا الفاظ

نکالنے کی ہاں؟ اگر آئندہ تمہارے منہ سے یہ فضول لفظ اپنے بارے میں سنا نا، ورنہ آج یہ ہاتھ رک گیا ہے، آئندہ کی ضمانت میں نہیں دوں گا۔ اور کیا کہہ رہی تھی تم اپنے لالا کے پاس جاؤ گی؟ میری بات کان کھول کر سنو، تم میری بیوی ہو، پورے گاؤں کے سامنے تمہیں بیاہ کر لایا ہوں، اس گاؤں کی سردارنی ہو، اور اگر مجھ سے بغیر اجازت تم اپنے اس لالا کے پاس گئی تو پہلے اسے گولی ماروں گا۔

پھر تمہاری یہ ٹانگیں توڑ دوں گا جس سے تم یہاں سے قدم باہر نکالو۔ اب بیٹھو یہاں اور یہ پکڑو فون، اور خبردار جو تم نے ایک قدم بھی باہر نکالا۔

دارار پھنکارنے کے انداز میں کہتا اسے تقریباً گھسیٹتے کے انداز میں بیڈ پر بٹھاتا، اپنا فون اَن لاک کر کے اسکے ہاتھ میں تھماتا کمرے سے نکل گیا۔

زرتاشہ تو سکتے کی کیفیت میں اسکی لال سرخ آنکھیں دیکھ رہی تھی جو خود میں آگ کی لپیٹ لئے ہوئے تھیں۔ اسکے جانے کے بعد اسے اپنی غلطی اور جذباتیت کا احساس ہوا۔ وہ پریشانی سے گھڑی کی طرف وقت دیکھنے لگی جو رات کے بارہ بجا رہی تھی۔ اسے یاد تھا واجی نے اسے سختی سے رات گھر سے باہر گزارنے سے منع کیا تھا تو وہ اس وقت کہاں چلا گیا؟

زرتاشہ نے پریشان ہوتے سوچا۔ ابھی کچھ دن ہی ہوئے تھے اسے سرداری ملے مگر ابھی یہ بات صرف کچھ گاؤں کو پتا تھی، باقاعدہ تقریب اور اعلان باقی تھا۔ اس وجہ سے اسکے بہت سے دشمن بن گئے تھے۔ اسے علیار نے بھی یوں بے وقت اور اکیلے نکلنے سے منع

کیا تھا۔ زرتاشہ پریشان ہوتے دروازے تک گئی مگر پھر اسکی بات یاد کرتے بیڈ پر اسکی سائیڈ پر ٹک گئی۔

ابھی وہ پریشانی سے اسکا فون تھامے دیکھ رہی تھی جب فون رنگ ہوا۔ فون کے اچانک رنگ ہونے پر زرتاشہ نے ڈرتے ہوئے فون بیڈ پر پھینکا، خود بیڈ سے دور کھڑی ہو گئی۔ مگر پھر فون پر فسادی سالے کا نمبر دیکھتی فوراً اٹھا گئی۔

لالا!۔۔

اس سے پہلے ریان کچھ بولتا زرتاشہ نے نم لہجے میں اسے پکار بیٹھی۔

لالا کی جان، میرے بچے کیا ہوا ہے؟ آپ روئی ہیں؟ آپکی آواز کیوں نم ہے؟ اور یہ دارار کہاں ہے اور آپ اب تک سوئی کیوں نہیں میری جان؟

لالا وہ ہم نا، ہم آپکے پاس آنا ہے، ہمیں یہاں ڈر لگ رہا ہے۔ زرتاشہ نے فون پر اپنی پکڑ کستے نم لہجے میں کہا۔

کیوں میری جان؟ کیوں ڈر لگ رہا ہے؟ دارار کہاں ہے؟

ریان جو بیڈ پر بیٹھا سونے کی تیاری میں تھا، وہ کسی ضروری بات کے لئے دارار کو فون کرتا ہے۔ زرتاشہ کی بات پر پریشانی سے اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتا ہے، نکلنے لگتا ہے جب کچھ سوچتے رک جاتا ہے۔

زری اچھا سچ بتاؤ کیا بات ہے اور دارار کہاں ہے؟ میری اس سے ابھی بات کرواؤ۔

ریان سنجیدگی سے کہتا اپنا ماتھا سہلانے لگتا ہے۔ دارار کی غیر موجودگی اسے پریشان کر رہی تھی۔

لالا سائیں خفا ہو کر چلے گئے ہیں۔

کہاں چلا گیا ہے وہ اور کیوں خفا ہے؟

ریان اسکی بات پر کچھ مطمئن ہوتا واپس بیڈ پر بیٹھ گیا۔

وہ لالا ہم نے سائیں کو دو دو بار خفا کر دیا مگر پہلے والی بات پر ہم انہیں رو کر منا چکے تھے مگر انہیں پھر یاد آگیا اور پھر ہم سے غلطی ہو گئی اور وہ سچ مچ کے غصہ ہو کر چلے گئے۔

ایک منٹ، ایک منٹ زری۔ ہمیں آپ ذرا تفصیل سے بتائیں کیا بات ہے۔ اور اب آپکی شادی ہو گئی ہے، کوشش کیجئے آپ یہ بچوں والی عادتیں چھوڑ دیں۔ آپ صرف اپنے لالا کے سامنے بچہ بنا کریں میری جان، دنیا کے لئے آپکو ایک عقل مند اور سمجھدار بیوی بنا پڑے گا میری جان۔ ہم آپکو یہ نہیں کہہ رہے کہ مکمل طور پر خود کو بدلو مگر کچھ چیزیں ہوتی ہیں جو صرف مخصوص لوگوں کو بتائی اور دکھائی جاتی ہیں۔ اب مجھے بتائیں میری جان دارار کیوں ناراض ہے؟۔۔

ریان اسے سمجھاتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔

اسکی بات سنتے زرتاشہ اسے شروع سے آخر تک ایک ایک بات بتا گئی۔ اسکی بات سنتے ریان نے ایک سرد سانس کھینچی۔

میری جان پہلے تو اس سارے معاملے میں زیادہ غلطی آپکی کی ہے۔ مانا آپ ہم سے بہت محبت کرتی ہے میری جان مگر اب دارار آپکی زندگی میں ہے اور سب رشتوں سے بڑھ کر ہیں، آپکو انکو اہمیت دینی ہوگی۔ یوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، رشتوں کی پختگی کا پتا چلتا ہے۔ کسی بھی رشتے میں سب سے ضروری عزت اور بھروسہ ہوتا ہے جو ہم ایک دوسرے کو دیتے ہیں اور آپکو بھی دارار پر بھروسہ کرنا ہوگا کیونکہ میں جانتا ہوں میری زری گندی بچی نہیں ہے، وہ دارار کی عزت کرتی ہے۔

ریان کے اس طرح کہنے پر زرتاشہ فوراً ہاں میں سر ہلا گئی۔

زری میں آپکو دیکھ نہیں سکتا ہوں بچے۔ ریان اسکی عادت جانتے ہوئے کہا۔

کرتی ہوں لالا عزت بھی اور بھروسہ بھی۔

چلیے اگر وہ آپسے خفا ہو گئے تو آپ انہیں منا لیں اور اس طریقے سے منائیں جیسے انہیں پسند ہو۔ ایک بات میری یاد رکھنا زری، زیادہ دیر اسے خود سے خفا نہ رہنے دو میری جان۔ اگر وہ آپکے لاڈ اٹھاتا ہے تو کبھی کبھار آپ بھی اٹھا لو، اس میں کوئی حرج تو نہیں۔ اور مجھ سے ملنے کے لئے اتنا پریشان ہو کر دارار سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ دارار سے کہیے آپکو نیا فون لے کر دے اور اگر نہیں لے رہا تو ہمیں آپ کسی کے بھی فون سے اطلاع دے دینا، ہم آپکا فون بھجوا دیں گے بلکہ میں خود کل آپکا فون لے کر آؤں گا۔

ٹھیک؟ اب آپ آرام کریں، میں پتا کرتا ہوں دارار حویلی کے اندر ہے یا ڈیرے پر مگر تم کمرے سے باہر نہ نکلنا۔ اگر اس نے منع کیا ہے تو اسکی بات مان لوں۔ میاں بیوی کے

رشتے میں کبھی اسکی مانو تو کبھی اپنی منواؤ، ایسے ہی رشتے چلتے ہیں۔ اور آئندہ آپ دارار کو یوں چھوڑ کر آنے کی دھمکی نہیں دیں گی بیٹا، یہ ایسی بات ہے جس سے کسی کو بھی غصہ آسکتا ہے اور غصے میں انسان بہت کچھ غلط کر جاتا ہے۔ آپ اس بات کا خیال رکھئے گا۔ اور میری جان نے صبر سے کام لینا ہے۔ دارار گرم مزاج کا ہے مگر آپکے ساتھ انکا رویہ قدرے بہتر ہے، اسکا مطلب ہے وہ آپ سے محبت کرتے ہیں۔ خود کو بار بار بے جاں ضد کر کے بے مول نہ کریں۔ اب آپکی شادی ہو گئی ہے، تھوڑی توجہ ان پر دیں۔ اپنی جان سے ملنے ہفتہ میں دو دفعہ میں خود آجاؤں گا اور روز کال کر لوں گا۔ بس اب خوش؟

ریان اسے ساری باتیں تفصیل سے سمجھاتا اسکے مسئلے کا حل نکال گیا جس پر زرتاشہ چہکتے ہوئے راضی ہوتی اسے دارار کا پتا کرنے کا بولتی فون کاٹ گئی۔

ریان سے بات کرنے کے بعد وہ خود کو قدرے بہتر اور مطمئن محسوس کر رہی تھی، اب بس اسے دارار کو منانا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

علیار اپنے تمام کام نمٹاتا کمرے کے اندر داخل ہوا۔ اس نے کل کے کچھ انتظامات تھے جنکا آج ہونا ضروری تھا۔ سب کچھ کرتے کرتے اسے کافی دیر ہو گئی تھی۔ جونہی وہ کمرے میں داخل ہوا تو اسکی نظر سیدھا بیڈ پر پڑی جو بے شکن تھا مگر اسکے پاؤں کے پاس اوندھے منہ گری زارا کو دیکھ کر اسکے اوسان خطا ہوئے۔ اسکی چادر اسکے سر سے سرک

ہوئی تھی اور بالوں نے اسکے چہرے کو ڈھانپا ہوا تھا۔ وہ بے ترتیب حالت میں گری ہوئی تھی۔ علیار جو اپنے فون میں مصروف سا داخل ہوا تھا۔۔۔

اسے دیکھتے اپنا فون بیڈ پر پھینکتا تیزی سے گھٹنوں کے بل بیٹھتا اسکا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ گیا۔ وہ اسکے چہرے سے بال ہٹاتا جیسے ہی اسکا چہرہ تھپکنے لگا تو اسکی نظر اسکے ماتھے پر لگی چوٹ پر گئی جس سے خون بہتا اسکے چہرے کے کنارے میں لکیر کی صورت میں سوکھ چکا تھا۔ علیار نے پریشانی سے اسکی چوٹ کو دیکھا، جب وہ اسے اوپر لایا تھا تب تو نہیں تھا۔

وہ پریشان ہوتا اسے اپنی گود میں منتقل کر گیا۔ اسے چھونے سے اسے اندازہ ہوا وہ بخار کی حدت سے تپ رہی تھی اور اسکا چہرہ بھی زرد پڑا تھا۔ وہ ایک دو بار اسکے گال تھپکتا اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگا مگر جواب نادر تھا۔

وہ اسے گود میں اٹھاتا اسے بیڈ میں لٹا گیا۔ وہ اضطرابی کیفیت میں اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا یہاں وہاں دیکھنے لگا۔ نا جانے کیوں زارا کی حالت دیکھتے اسے اپنی جان جاتی محسوس ہو رہی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہیں وہ زارا کو بھی رائمہ کی طرح نہ کھو دے۔

وہ فوراً اسکے سرہانے بیٹھتے اسے خود سے لگاتا بارہا اسکا ماتھا چومتا، اسکے ہاتھ سہلا رہا تھا۔ کافی دیر بعد بھی جب زارا کو ہوش نہ آیا اور اسے اسکا بخار مزید تیز ہوتا محسوس ہوا تو وہ اسے چھوڑتا اپنا فون اٹھاتا فوراً اپنے جونیئر آفیسر کو کال ملا گیا۔ فون چار رنگ پر اٹھا لی گئی۔

ہیلو ! ہاں سلطان، میرا ایک کام کرو۔ جلدی دیکھو گاؤں کے ہاسپٹل میں لیڈی ڈاکٹر موجود ہے یا نہیں۔ ایمرجنسی ہے اور اگر نہیں ہے تو ارینج کرو۔

علیار تیزی سے اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتا زارا کی چادر نکالنے لگا۔۔

مگر سر اس وقت ڈاکٹر؟ وہ لیڈی، رات کے ساڑھے بارہ ہو رہے ہیں۔ لیڈی ڈاکٹر مشکل سے ملے گی۔ آپکو تو حالات کا پتا ہے، وہ اپنے اپنے گھروں کو ہو گئی ہوں گی۔۔

سلطان نے وقت دیکھتے ہوئے اسے قدرے اطمینان سے کہا۔

آفیسر سلطان ! اگر تمہیں اپنی زندگی پیاری ہے تو دس منٹ کے اندر اندر لیڈی ڈاکٹر کا بندوبست کر دو ورنہ علیار یوسف کی اس گاؤں کے ہاسپٹل کے سامنے پہلے تمہیں تمہاری سستی اور اس ڈاکٹر کو رات میں ڈیوٹی نہ دینے پر شوٹ کروں گا اور آس پاس کے تمام ہاسپٹل توڑ دوں گا۔ کیا فائدہ تم لوگوں کا جب میری بیوی کے ضرورت کے وقت کوئی موجود نہیں ہے۔ مجھے تم ڈاکٹر سمیت وہاں ملو، فوراً۔

علیار دھاڑتی آواز میں کہتا فون کاٹ گیا۔ وہ تو شکر تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا ورنہ اسکی آواز سے حویلی کے مکین ضرور جاگ جاتے۔

زارا جو کب سے نیم بے ہوشی کی حالت میں اسکی باتیں دور سے سن رہی تھی، وہ اسکی دھاڑتی آواز پر کسمساتے ہوئے تکلیف سے کراہتی اپنی آنکھیں وا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسے تکلیف سے کراہتا دیکھ علیار فوراً اسکے قریب پہنچا۔

زارا کیا ہوا ہے؟ آنکھیں کھولو، ادھر دیکھو میری طرف۔

علیار اسکا چہرہ تھپکتا اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔

پ۔ پانی علی۔۔

ہاں دے رہا ہوں ! یہ لو۔۔

وہ کپکپاتے ہاتھوں سے پانی گلاس میں ڈالتا اسکے لبوں سے لگا گیا۔

بس !۔۔

زارا دو گھونٹ پیتے پانی اپنے لبوں سے دور کر گئی۔

زارا ادھر دیکھو میری طرف، اٹھو میری جان ہمت کرو، ہمیں چلنا ہے تمہیں ہاسپٹل لے کر۔

علیار اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا بولا۔ زارا اسکی بات پر ہلکے سے مسکراتی اسکی طرف دیکھتے کچھ کہنے کے لئے اپنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتی تھوڑا سا سرکتے اسکے سینے سے لگ گئی۔

علی !۔۔ زارا نے اسکے بیئرڈ سے ڈھکے گال پر ہاتھ رکھتے آنکھوں میں محبت لئے اسے پکارا۔۔

جی جان علی۔

میں چاہتی ہوں میں ہمیشہ ایسے ہی بیمار رہوں، پوچھے کیوں۔ زارا نے بڑی مشکل سے اٹکتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں کہا۔۔

کیوں ؟ ۔۔ علیار اسکی حالت دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ایک آنسوں نکلتا اسکے عارض سے بہتا زارا کے زرد رخسار پر گرا۔

کیونکہ آپ مجھے بہت سارا پیار کرنے لگتے ہیں جب میں بیمار ہو جاتی ہوں۔ مجھے لگتا ہے میری دعائیں قبول ہو گئی ہے، آپ مجھے مل گئے ہیں مگر پھر نا جانے کیوں یہ خواب ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ واپس سے وہی پرانے علیار بن جاتے ہیں جو میرا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کبھی کبھی مجھے لگتا ہے میں اپنے محرم کے نہیں کسی سراب کے پیچھے بھاگ رہی ہوں جو لا حاصل ہے۔ کیا واقعی میرے نصیب میں آپکی محبت اور عزت ملے گی بھی یا نہیں مگر مجھے اپنے رب پر بھروسہ ہے۔

اسکی بات سنتے علیار سکتے میں آگیا تھا۔

اچھا چلے چھوڑیں "اے۔ سی۔ پی" صاحب میرا کیس بہت پیچیدہ ہے آپ حل نہیں کر سکتے مگر ایک دن میرے علی کر لیں گیں۔ آپ بس آج کی تاریخ لکھیں اور ہماری ایک تصویر لیں، وہ کپل والی۔ میں اسے فریم کروا کے اپنے پاس رکھوں گیں اور اس پر لکھوں گیں "ہیش ٹیگ" فرسٹ ڈیٹ اور اسے چھپا کر رکھوں گیں، سب سے نظر لگ جاتی ہے۔ اب لیجئے پکچر پھر میں نے سونا ہے۔ زارا اسے اپنے ہاتھ سے ہیش ٹیگ بناتے بولی۔

اسکی حالت دیکھتا علیار بغیر کوئی بحث کئے موبائل کا کیمرہ آن کر گیا۔

ایک اور بات مانیں گے؟ آپ مجھے یہاں پر کس کرتے ہوئے پکچر لینا، مطلب کچی میں کرنے کی ضرورت نہیں ہے بس دور دور سے کر لینا مگر پکچر میں ریئل لگے ہاں۔ زارا اسے اپنے ہونٹوں سے اسکے گال پر ہلکے سے کس کرتے بولی۔

جس پر علیار جو کافی دیر سے سوچ رہا تھا کہ وہ شاید بہتر ہو رہی ہے، اسکی اس بات سے اسے یقین ہو گیا کہ بخار کی وجہ سے وہ اپنے حواس میں نہیں ہے۔ وہ سب کچھ بخار کی شدت میں کہہ رہی ہے، بعد میں اسے کچھ یاد نہیں رہنا۔

اچھا میں ایک صورت میں تمہاری بات مانوں گا، پکچر کے بعد تم میرے ساتھ ہاسپٹل چلو گی۔

اسکی شرط سنتے زارا فوراً نفی میں سر ہلا گئی۔

ہمیں سونا ہے اور ہمیں بہت تیز نیند آرہی ہے اور اگر آپ نے ہماری آنکھیں بند ہونے سے پہلے پکچر نہیں لی تو ہم اپنی آنکھیں کبھی نہیں کھولیں گیں پھر آپ چلاتے رہیئے گا اپنا حکم اس ایس۔پی تیکہ پر۔ زارا اسکی شرط سنتے اپنی بات منوانے کے لئے اسے دھمکی دے گئی۔

ابھی زارا مزید کچھ کہتی جب علیار کیمرہ آن کئے اسکے لبوں پر جھکتا اسکی اور اپنی تصویر کھینچ گیا۔ زارا اس اچانک افتاد اور اسکے گال کے بجائے لبوں پر کس کرتا دیکھ حیرانی سے آنکھیں پھیلائے کیمرے میں دیکھنے لگی۔

علیار تین چار پکچر لینے کے بعد موبائل بیڈ پر پھینکتا اسکے جبڑے پر اپنی نرم گرفت بناتا اسکے گلابی لبوں کو شک کرنے لگا۔ بخار کی شدت سے گرم ہوئے لبوں پر اپنے ٹھنڈے لب رکھتا انہیں نرمی سے چومتا پیچھے ہوا۔

تمہاری ہر ایک سانس پر سب سے زیادہ حق میرا ہے، اب میں جیسے چاہے تمہیں رکھوں۔ چلو ہم ڈاکٹر کے پاس چل رہے ہیں۔ علیار اسکے لبوں کو اپنے لبوں میں دبا کر چھوڑتا پیچھے ہوتے اسے تکیہ پر منتقل کرتا، خود ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھا گیا۔

وہ اندر سے نشو اور اسکا کلاچر لاتا، اسکی پشت کو اپنے سینے سے لگاتے اسے ٹیک لگا کر بیٹھا گیا۔ پھر اسکے چہرے پر آئے تمام بالوں کو سمیٹتا، کلاچر میں بند کرتا۔ نشو سے اسکی چوٹ صاف کرتا واپس اسے تکئے پر منتقل کر گیا۔ وہ ڈریسنگ روم میں جاتا، وہاں سے وِٹ واپس سے اسکے چہرے پر لگا میک اپ اچھے سے صاف کرتا، گیلے تولیے سے اسکا چہرہ پونچھتا اسے اچھے سے چادر پہنا گیا۔

یہ سب وہ اتنے دھیان اور احتیاط سے کر رہا تھا کہ زارا اسے بس ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہی۔

علی ہم پہلے ہی آپ سے بہت سارا پیار کرتے ہیں، اگر آپ ایسے ہمارا خیال رکھیں گے تو ہم تو آپکے دیوانے ہو جائیں گے، پھر ہمارا کیا ہو گا۔ زارا بمشکل اپنی آنکھیں کھولتی بولی۔

علیار اپنا پرس اٹھاتا اسے فوراً اپنی باہوں میں بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

زارا میری جان آنکھیں کھولو، مگر تم نے بالکل شور نہیں کرنا ہے ہاں۔

سونے سے اسکا بخار مزید تیز ہو جاتا اور شاید نہیں، یقینا اسکی حالت مزید بگڑ جاتی۔۔۔

اسلام و علیکم سر !۔۔

علیار کے گاڑی سے اترتے ہی سلطان ہسپتال کے باہر کھڑا اسے سیلوٹ کرتا مخاطب کر گیا۔۔ علیار جو پریشانی سے گاوں کے خراب راستے سے گاڑی لے کر آیا تھا تاکہ جلدی پہنچ سکے، اسے گھورنے لگا۔

سر لیڈی ڈاکٹر اندر ہے، آپ چلیں۔

علیار اسکی بات پر فوراً زارا کو گاڑی سے نکالتا اپنی بانہوں میں لیے اندر لے گیا۔

سر پیٹنٹ تو بے ہوش ہے، آپ انہیں اسٹریچر پر لٹا دیں باقی ہم دیکھ لیں گے وارڈ بوائے۔ نرس جو ابھی ایمرجنسی وارڈ سے باہر نکل رہی تھی علیار کی بانہوں میں بے ہوش زارا کو دیکھ کر بولی۔

کوئی ضرورت نہیں ہے، مجھے میری بیوی کے لئے پرائیویٹ روم چاہیئے ابھی ! علیار وارڈ بوائے کو گھورتا ہوا سخت لہجے میں بولا۔

اسکی دھاڑتی آواز پر زارا نے کسمساتے ہوئے اسکے سینے میں چھپنے کی کوشش کی۔

جلدی کرو، اگر تمہاری وجہ سے میری بیوی کو کچھ ہوا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ سلطان جلدی کرو۔۔

ڈاکٹر مکمل طور پر زارا کا تفصیلی چیک اپ کرتی نرس کو ضروری ہدایت دیتی اسکی طرف پلٹی۔

آپکی وائف کو وائرل فیور ہے، جو پہلے کم ہوا ہوگا مگر انکی بے احتیاطی اور لاپرواہی کی وجہ سے دوبارہ بڑھ گیا ہے۔ انہوں نے اس حالت میں نہایا بھی ہے جس سے یہ مزید بگڑ گیا ہے۔ فی الحال ہم انہیں میڈیسن دے رہے ہیں، رات بھر انہیں یہی کرنا پڑے گا۔ ابھی کم از کم انہیں ہوش میں آنے دیں، پھر ہم انکے بخار کے لئے دوائی دیں گے۔ ایک ساتھ ساری میڈیسن انکے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ آپ فی الحال انکے پاس رہیں، نرس آکر انہیں ڈرپ لگا دیں گی۔ ڈاکٹر اسے تفصیل سے آگاہ کرتی چلی گئی۔

اسکے جانے کے بعد علیار ایک ٹک بس اسکے چہرے کو دیکھتا اپنی بگڑتی زندگی، اسکی کہی باتیں اور اپنی آنے والی زندگی کا سوچ رہا تھا۔۔۔

صبح فجر کی اذان کی آواز سے علیار کی آنکھ کھلی۔ نا جانے رات کس پہر وہ اسے دیکھتے دیکھتے سو گیا تھا۔ اسکی پٹی ہوئی تھی۔ وہ فوراً اٹھا اور اس کا ماتھا اور چہرہ ہاتھ سے چھو کر بخار دیکھنے لگا جو اب کم تھا مگر ابھی موجود تھا۔

علیار نے پریشانی سے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے باہر قدم رکھا تو باہر اسکا جونئیر سویا ہوا تھا۔ وہ اسے وہیں چھوڑ کر خود ہاتھ منہ دھو کر مسجد میں نماز پڑھنے چلا گیا۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ ہاتھ میں چائے لئے واپس آیا۔

واپس آکر اس نے اپنے جونئیر کو اٹھایا اور اسے فریش ہونے کا کہتے ہوئے چائے اسکے ہاتھ میں دے دی۔

یہ لو سلطان۔ وہ واپس آکر بولا۔

سر آپ کیوں چلے گئے تھے بھابھی کو چھوڑ کر؟ مجھے جگا دیتے میں لے آتا۔ سلطان اسکے ہاتھ میں چائے کا کپ دیکھتے ہوئے بولا۔

کوئی بات نہیں، تم ویسے بھی رات سے میرے ساتھ ہو، پریشانی میں میں بھی تمہیں گھر بھیجنا بھول گیا۔ خیر اب تم جاو، میں دیکھ لوں گا۔ علیار ابھی بھی پریشانی سے بولا اور کپ اسے پکڑا دیا۔

سر کوئی بات نہیں، میں یہیں ہوں۔ آپکو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو مجھے آواز دے دیں۔ سلطان نے کپ لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا۔

میں ذرا ڈاکٹر سے مل لوں۔ علیار وہاں سے جانے کے لئے پلٹا، پھر کچھ سوچ کر رکا اور سلطان کو گلے لگا لیا۔

کل رات کے لئے سوری اور میرے ساتھ رہنے کے لئے شکریہ۔ علیار اسکی پشت تھپکتا ہوا بغیر اسکی طرف دیکھے زارا کے وارڈ کی طرف بڑھ گیا۔

اچھا ہوا سر آپ آگئے، ابھی ڈاکٹر آپ کا ہی پوچھ رہی تھیں۔ آپ انکے کیبن میں چلے جائیں۔

دیکھیے سر، میں بغیر لگی لپٹی کے بات کروں گی۔ آپکی وائف کو کوئی سیریس بیماری نہیں ہے، مگر فیور نان سیریس بھی نہیں ہے۔ انکا بخار کل رات کی نسبت کم ہے، مگر کچھ گھنٹوں سے پہلے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ انکا بخار اتار چڑھاؤ والا ہے۔ بس آپ کو انہیں زیادہ سے زیادہ آرام دینا ہے اور خیال رکھنا ہے، بے احتیاطی بالکل نہیں ہونی چاہیے۔

انہیں پراپر ڈائٹ فالو کروائیں۔ باقی ابھی ایک اور ڈرپ باقی ہے، میں نے انہیں سکون کا انجیکشن دیا ہے کیونکہ بخار کی وجہ سے انہیں جسم ٹوٹا ہوا محسوس ہوگا اور نیند بھی پوری کرنی ہے۔ ہو سکتا ہے تین چار گھنٹے میں ہوش آجائے، پھر اگر آپ چاہیں تو انہیں لے جا سکتے ہیں، مگر رات کو انکا دو بار چیک اپ ضروری ہوگا۔

روح حیات 8

از قلم مسکان خان

اور ہاں ایک اور پوچھنی تھی مجھے آپ سے، آپکی وائف بار بار کسی قسم کی تکلیف سے کراہ رہی تھیں۔یہ بخار کی وجہ سے تو نہیں؟ کیونکہ انہیں باڈی پین بیدار ہونے کے بعد فیل ہوگا۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ انکے سر پر یہ چوٹ کیسے آئی ہے؟ مطلب یہ کہیں گری ہیں شاید انکے باڈی کے کسی حصے میں بھی چوٹ لگی ہو اور یہ اسی وجہ سے بے چین ہیں۔
ڈاکٹر جو اسے ہدایات دیتی روم سے نکلنے والی تھی، دو بار زارا کو تکلیف سے کراہتے دیکھ کر اپنا یاد کرتے ہوئے اس سے پوچھ بیٹھی، مگر اس کی سخت نظروں کا مرکز بنے سب کہنے میں انکی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔

جب یہ گری تو میں انکے ساتھ نہیں تھا تو مجھے نہیں پتا، مگر آپ تو ڈاکٹر ہیں آپکو اندازہ ہونا چاہیے کہ آپکا پیشنٹ کیوں پریشان ہے، آپ اسے چیک کریں۔

علیار اس سے نظریں چراتا اپنی نظروں کا مرکز زارا پر کر گیا۔ ڈاکٹر کی بات پر کل شام کا منظر اسکے آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا، جب اس نے خود اسے دھکا دیا تھا۔

تو کیا یہ چوٹ میرے دھکے کی وجہ سے آئی ہے؟ علیار نے پریشانی سے ماتھا مسلتے سوچا۔

سر، اسکے لئے ہمیں انکی چادر اتارنی پڑے گی مگر آپ تو ہمیں انہیں ہاتھ بھی نہیں لگانے دے رہے اور نہ ہی انکا ماتھا چیک کرنے دے رہے ہیں، پھر ہمیں کیسے پتا چلے گا انہیں کیا مسئلہ ہے؟ ڈاکٹر نے شش و پنج کا شکار ہوتے علیار سے کہا۔

بمشکل زارا کا بخار چیک کرنے دیا تھا، اس پر بھی وہ ان سب کے سر پر سوار تھا جس پر نا چاہتے ہوئے بھی وہ اسے ایک ایک تفصیل سے آگاہ کر رہی تھی۔

ڈاکٹر کی بات پر علیار کچھ لمحے زارا کو دیکھتا رہا مگر پھر اسکے قریب جاتا آہستہ سے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے نرمی سے اسکی چادر اسکے گرد سے ہٹاتا اسے سائڈ پر رکھتا واپس بیڈ پر لیٹا گیا۔

تھینک یو سر، اب آپ مجھے چیک کرنے دیں۔ ڈاکٹر علیار کو اسکی چادر علیحدہ کر کے رکھتا دیکھ کر بولی جس پر علیار واپس اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

وہ اسکے سر کی چوٹ کو دیکھنے لگی جو زیادہ گہری نہیں تھی مگر اچھی خاصی چوٹ تھی، کسی نوک دار چیز سے لگی تھی۔ وہ اسکا زخم صاف کرتے اس پر بینڈیج کرتی اسکی گردن کی

طرف دیکھنے لگی جہاں گردن کے جوڑ پر بہت سارے سرخ اور نیلے نشان تھے، جو اسکی گردن کے خم سے لے کر گلے کی گہرائیوں تک تھے۔

اسکے گلے میں سرخ نشان دیکھتے ڈاکٹر بھی لمحہ بھر کو خاموش ہو گئی اور اپنی نظریں ہٹا لیں۔ اسکی شدتوں کے نشان دیکھتے علیار نے بھی پہلو بدلا۔ زارا نے انہیں چھپایا نہیں تھا، وہ تو خود پر اچھے سے ڈوپٹہ اوڑھے ہوئی تھی اور جلد بازی میں کسی کی نظر اس پر نہیں گئی تھی۔

ڈاکٹر ان نشانوں کو نظر انداز کرتی زارا کے ہاتھ دیکھنے لگی۔ جب اسکی نظر زارا کے بازوں پر گئی جہاں آستین اور کندھے پر چائے کے دھبے تھے، جو ڈریس کے پنک اور وائٹ کلر کی وجہ سے کافی حد تک نمایاں تھے۔

ڈاکٹر اسکے بازوں پر ہاتھ رکھ کر دیکھنے لگی۔ اسکے ہاتھ رکھنے سے زارا کے چہرے پر تکلیف کے اثر نمایاں ہوئے جس سے ڈاکٹر کو اپنی بات کی یقین دہانی ہو گئی۔ وہ علیار کی طرف مڑی۔

سر، شاید آپکی وائف کا بازو جل گیا ہے اسی وجہ سے وہ اتنی تکلیف میں ہے۔ مجھے انکی آستین کاٹنی پڑے گی کیونکہ انکے آستین کے کف ٹائٹ ہیں، انہیں اوپر نہیں چڑھائے جا سکتے۔

ڈاکٹر اسکی تکلیف کی وجہ جاننے کے بعد علیار سے اجازت چاہی، کیونکہ اسے یہ اے سی پی کافی سرپھرا لگا۔ کل رات سے کوئی ایک لیڈی ڈاکٹر ضرور ڈیوٹی پر صرف اسکی وجہ سے موجود تھی، ورنہ اتنی صبح گاوں کے ہسپتال میں کوئی نہیں ہوتا تھا۔

ڈاکٹر کی بات سنتے علیار نے کچھ پریشانی سے زارا کی طرف دیکھا۔ وہ کب جلی، اسے اچھی طرح یاد تھا۔ جب وہ اسکے بے حد قریب اپنی شدتوں کے ساتھ اس پر لٹرا رہا تھا، وہ تب تو ٹھیک تھی۔ پھر یاد کرنے پر اسے یاد آیا وہ تو مردان خانے کے باہر گری تھی، تو اسکی کمر میں درد ہونا چاہیے تھا نہ کہ بازو جلنے چاہیے تھے۔

علیار نے سب کچھ سوچتے ہوئے پریشانی سے اپنے سر کے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

ڈاکٹر، یہ کل گری بھی تھی، آپ انکی کمر بھی چیک کر لیں، کہیں کوئی گہری چوٹ تو نہیں ہے۔

ڈاکٹر جو اجازت طلب نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہی تھی، اسکی بات پر کچھ حیران ہوئی۔ مطلب اتنی دیر سے وہ کیا پوچھ رہی تھی اسے، اور اسے اب یاد آرہا تھا۔

سر آپ ایک بار اچھے سے یاد کر لیں انہیں اور کہاں کہاں چوٹ ہے تاکہ ہم ایک ہی دفعہ چیک کر لیں۔ ڈاکٹر نے دانت کچکچاتے تنزیہ انداز میں کہا۔

اسکی بات پر علیار نے ایک گہری نگاہ ڈاکٹر پر ڈالی۔ میں نے آپکو جتنا کہا ہے آپ اتنا کریں، اور اب تک آپ یوں کھڑی کیوں ہیں؟ اسکے آستین کاٹ کر بازو چیک کریں، کہیں چھالے تو نہیں ہو گئے۔

علیار ڈاکٹر کے طنز پر بغیر کوئی رد عمل دیے اسے سرد لہجے میں یاد دہانی کروا گیا۔

اسکی بات پر ڈاکٹر بھی سر جھٹکتے اپنے کام میں لگ گئی۔ جیسے ہی نرس نے اسکی آستین کاٹ کر علیحدہ کی، تو اسکے دودھیا سفید بازوؤں پر اچھی خاصی جگہ سرخ ہوتے بڑے بڑے چھالے نظر آئے۔ وہ سرخ نشان اسکے بازو پر اسکی کہنی سے کچھ اوپر تک تھا، اور کچھ کندھے کا حصہ بھی متاثر تھا۔ چھالوں میں بری طرح پانی بھرا ہوا تھا، کچھ شاید دباؤ پڑنے کی وجہ سے پھٹ چکے تھے۔

اسکے بازو کی حالت دیکھتے نرس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ وہی ڈاکٹر نارمل تاثرات لئے نرس سے اوزار لے کر اسکے چھالوں کا معائنہ کرنے لگی۔

اسی لمحے زارا، جو کافی دیر سے درد کے زیر اثر نیم بے ہوشی میں تھی، اپنے جسم میں ہونے والی جلن اور تکلیف کی وجہ سے ہلکی سی حرکت کرنے لگی۔

لیٹے رہیں، ابھی میں آپکا زخم دیکھ رہی ہوں۔ ڈاکٹر نے فوراً کہا۔

بازو ہلاتا ہوا اسے دیکھ کر زارا نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر درد اور کمزوری کے باعث اسکا چہرہ مزید سکڑ گیا۔ وہ بمشکل ڈاکٹر کی آواز پر اسکی طرف دیکھ سکی، اور پھر دوبارہ آنکھیں بند کر کے اپنا چہرہ تکئے میں چھپا لیا۔

علیار اسے ہوش میں آتا دیکھ تیزی سے کرسی کھینچ کر بیڈ کے قریب آیا اور اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے گیا۔

زارا، ہوش میں آؤ۔

زارا جو پہلے ہی اسکی موجودگی سے واقف تھی، اسکے ہاتھ کا لمس محسوس کرتے ہی اپنی گرفت اسکے ہاتھ پر مزید مضبوط کر گئی اور چہرہ اسکی طرف موڑ کر آنکھیں بند رکھیں۔

ڈاکٹر نے اسکے چھالوں کی اوپر سے صفائی کی تھی جو پہلے سے پھٹے ہوئے تھے اور گندگی پھیلی ہوئی تھی، باقی صفائی ابھی باقی تھی۔ اسے تکلیف سے بے حال دیکھ کر علیار فوراً اپنی نشست سے اٹھا اور اسکے چہرے کی طرف جھک گیا۔

یہ رہا آپ کا صرف پروف ریڈ کیا ہوا متن (کوئی نرمی یا تبدیلی نہیں کی گئی، صرف غلطیاں درست کی گئی ہیں):

زارا آنکھیں کھولو کیا ہوا ہے میری جان تم کیوں رو رہی ہو۔ علیار اس کے چہرے سے آنسو صاف کرتے جانتے بوجھتے اسے سوال کرتا اسے باتوں میں لگانا چاہا۔ جبکہ زارا تو اس کے نرم لہجے اور اس کے تضاد، اس کے جان کہنے پر حیرانی اور پریشانی سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا ہے؟"

اسے اپنی نیلی آنکھیں بڑی کر کے خود کو یوں اس طرح حیرانی سے دیکھنے پر علیار ایک بار پھر اس کا گال سہلاتے اس سے استفسار کرنے لگا۔

"ک.. کچھ کچھ نہیں"

جس پر زارا ہنوز پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بمشکل اپنے الفاظ ادا کیے تھے۔

اسے اس کے اتنے نزدیک ہونے سے ڈر لگ رہا تھا۔

ڈاکٹر علیار کو زارا کے اتنے قریب سرگوشی میں بات کرتا دیکھ خفت سے سرخ ہوتی اپنا کام کرنے لگی جبکہ نرس تو اس کے کھلے عام رومانس پر بس پہلو بدل کر رہ گئی۔ کل رات سے اس شخص نے سب کو تعلیمی کا ناس مچا کر رکھا ہوا تھا اور کیسے اپنی بیوی سے آرام سے بات کر رہا تھا۔ نرس نے منہ بُھورتے ہوئے کچھ نہ کہتے ڈاکٹر کے کام کو دیکھنے لگی۔

جبکہ اس کے دوبارہ سوال کرنے پر زارا نے ڈرتے ہوئے اسے جواب دینا ہی مناسب سمجھا۔ اسے علم تھا کہ ابھی اس کا یہ رویہ واپس بدل کر اپنے اصلی روپ میں آجائے گا جو بغیر کسی کا لحاظ کیے اس کی بے عزتی کرتا عزتِ نفس مجروح کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گا۔

زارا نے سسکتے ہوئے سوچا اور نا چاہتے ہوئے بھی اس کی سسکی کی آواز کمرے میں موجود تینوں فریقین نے سنی۔

اپنی حرکت پر زارا فوراً ہوش میں آتی اس کی طرف دیکھنے لگی جو ابھی بھی انہی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا، خالی جن میں اس کے لیے کوئی جذبہ نہ تھا جو اکثر اس کے لیے سرد ہوتی تھیں۔ جہاں کچھ دیر پہلے پریشانی تھی جو اس کے ہوش میں آتے ہی چلی گئی تھی۔

زارا اس کی آنکھوں میں دیکھتی اپنے لب دانتوں میں دباتی اس کے ہاتھ پر اپنی پکڑ کم کرتی اپنا چہرہ اس سے دور کرتی اپنی آنکھیں میچ گئی۔ اس کی خالی نظریں اسے تکلیف دے

رہی تھیں، اس کی سرد نظروں سے بھی زیادہ تکلیف۔ کم از کم پہلے ان میں کوئی جذبہ تو تھا مگر اب وہ بھی خالی تھے اور یہ بات زارا کو بہت چبھ رہی تھی۔ اس کی نظروں میں خود کے لیے کوئی جذبہ نہ ہونا انتہائی تکلیف دہ عمل تھا اور یہ تکلیف اسے اپنے اعصاب پر سوار ہوتے محسوس ہوئی۔

علیار جو اس کے جواب کا منتظر تھا، اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے آزاد کروانے پر ہوش میں آیا۔ شاید وہ قافی کچھ غلط کر چکا تھا۔ اس کے دوری بنانے پر وہ بھی اپنے پرانے روپ میں آتا خود پر سختی کا خول چڑھا گیا۔

ڈاکٹر زارا کا چھالا صاف کرتے اس پر دوائی لگاتے اس کے سر کی چوٹ پر پٹی کر گئی۔

آپ کو کہیں اور چوٹ ہے؟ آپ کے شوہر بتا رہے تھے آپ گری تھیں، آپ کی کمر میں "درد ہے؟"

ڈاکٹر اس کی پٹی کرتے ہوئے اسے کسی چوٹ کا استفسار کرنے لگی۔

جس پر زارا نے اپنی کمر کی سائڈ پر ہاتھ رکھ کر چیک کرنے لگی۔

آپ بیٹھنے کی کوشش کریں۔ ڈاکٹر جو زارا کو اپنی کمر میں چوٹ ٹٹولتے دیکھ رہی تھی، وہ اس کی مشکل آسان کرتے بولی۔ جس پر زارا استقامت میں سر ہلاتی اٹھنے کی کوشش کرنے لگی جب اس کی تیز چیخ برآمد ہوئی۔

اس کے اس طرح کرنے پر علیار جو پوری سنجیدگی سے ڈاکٹر کی کارروائی دیکھ رہا تھا وہ سٹپٹاتے ہوئے اس کے قریب ہوا۔

"کیا ہوا ہے زارا؟"

اسے یوں لب دانتوں میں دبائے آنسوؤں سے روتا دیکھ کر علیار فوراً اس کا آنسوؤں سے لبریز چہرہ تھامتے اپنی طرف کیے پوچھنے لگا، جبکہ وہ بمشکل اپنے دونوں ہاتھوں پر زور دے بیٹھی تھی۔ اپنے پورے کمر میں ہونے والے شدید درد سے کراہتی، علیار کے قریب آنے پر فوراً اس کی قمیض اپنے مٹھی میں دبوچ لی۔

علی ہم نہیں بیٹھ پا رہے، ہمیں بہت درد ہو رہا ہے، ہم مرجائیں گے، آپ ہمیں لیٹا دیں،"

"ہمیں بہت درد ہو رہا ہے۔

زارا اس کی قمیض تھامے اپنا چہرہ اوپر کیے اسے دیکھتے بولی، جو پریشانی سے بار بار اس کے رخسار پر گرنے والے آنسو صاف کر رہا تھا۔

اس کی بات پر فوراً اسے لیٹانے لگا جب ڈاکٹر نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

"آپ انہیں ابھی مت لیٹائیں، مجھے چیک کرنے دیں۔"

"نہیں، میں نہیں بیٹھ سکتی، علی کچھ کریں۔"

زارا اس کی قمیض مزید سختی سے دبوچتی نفی میں سر ہلاتے بولی۔

اسے یوں تڑپتا دیکھ علیار اس کے بازوؤں کے نیچے ہاتھ ڈالتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

"اب آپ چیک اپ کریں اور جلدی کریں، اسے اس طرح تکلیف ہو رہی ہے۔"

علیار اسے مزید خود سے لگاتا بولا۔
جبکہ اس کے سرد لہجے پر ڈاکٹر فوراً حرکت میں آتی اس کی کمر کا معائنہ کرنے لگی اور وہ فوراً دو منٹ چیک اپ کر کے ہٹی۔

"آپ انہیں فی الحال لیٹا دیں۔"

ڈاکٹر نے علیار سے کہا جو نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلا کر اس کا دھیان اپنی طرف کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ ڈاکٹر کی بات سنتے زارا کی طرف دیکھا جو ہنوز اس کی قمیض کو اس قدر سامنے سے تھامے تقریباً اس کے پیٹ میں اپنا چہرہ چھپائے ہوئے تھی۔

علیار اسے بغیر کہے اپنا دوسرا ہاتھ اس کے گھٹنوں کے نیچے ڈالتا اسے گود میں اٹھا گیا۔

اس اچانک افتاد پر ڈاکٹر نے بھی شش و پنج کا شکار ہوتے اس کی طرف دیکھا جبکہ نرس جو کل رات سے علیار کی دیوانی ہوئی تھی کہ وہ اپنی بیوی کے لیے کتنا شدت پسند ہے، اب اسے اتنی ہی چڑ ہو رہی تھی جو ہر جگہ رومانس اور بے شرمی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

علیار اسے گود میں اٹھاتا اس کی ناک کے ٹِپ پر لب رکھ گیا جس پر زارا منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔ اس موقعہ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ پہلے اس کے سر کو تکئے پر رکھتا، فوراً اس کی ٹانگ کے نیچے سے ہاتھ بنا کر اس کی کمر اور پیر بیڈ پر رکھ گیا تاکہ زور صرف اس کی کمر یا صرف پیر پر نہ پڑے۔ جبکہ زارا اس کے عمل پر حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اچانک اسے اپنی پیٹ پر پھر وہی درد ہوا۔ اگر وہ اس سے پہلے کچھ سمجھتی، علیار اسے بیڈ پر لیٹا چکا تھا اور وہ ہونکوں کی طرح اسے دیکھتی رہی۔

جی بتائیں سب ٹھیک تو ہے؟" علیار نے اسے لیٹاتا ڈاکٹر سے مخاطب ہوا۔"

دیکھیے انہیں کوئی بیرونی چوٹ تو نہیں ہے، پر شاید اندرونی چوٹ ہے، میں اس بارے میں" کچھ نہیں کہہ سکتی۔ آپ انہیں کسی آرتھوپیڈک کو دکھائیں، وہ صحیح بتائیں گے انہیں کیا مسئلہ ہے۔"

ڈاکٹر زارا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو بڑے غور سے اپنی نیلی آنکھوں میں لبالب پانی لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

اچھا تو پھر آپ کیا ہیں؟" علیار نے اس کی بات پر تلتے ہوئے کہا۔"

سر میں گائنا کولوجسٹ ہوں، پریگنینٹ عورتوں کی ڈاکٹر۔ آپ کو انہیں کسی بڑے ڈاکٹر" کے پاس لے جانا ہوگا۔ خدانہ خواستہ انہیں ہڈی کا تو کوئی مسئلہ نہیں ہو گیا، ویسے ان کی تکلیف دیکھ کر مجھے یہی لگ رہا ہے۔" اس کی بات پر ڈاکٹر نے کچکچاتے ہوئے کہا۔

ایک تو اس نے کل رات سے اسے جنرل وارڈ کی ڈاکٹر سمجھ رکھا تھا۔

تو کیا آپ کے ہاسپٹل میں آرتھوپیڈک نہیں ہے؟" علیار نے بھی ڈاکٹر سے اسی کے" انداز میں کہا۔

ہے سر، مگر وہ میل ڈاکٹر ہے اور یقینی بات ہے آپ اپنی وائف کا علاج ان سے نہیں" کروائیں گے، تو ظاہر سی بات ہے آپ کو انہیں شہر کے کسی فی میل ڈاکٹر کو دکھانا پڑے گا۔" ڈاکٹر کی بات پر علیار نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا۔

ابھی صبح کے آٹھ بج رہے تھے اور شام کو نکاح تھا۔ یقیناً کچھ دیر میں سارے گھر والے ناشتہ کے لیے ساتھ ہونے والے تھے اور ہر کوئی ان دونوں کی غیر موجودگی کے بارے میں استفسار کرتا انہیں ڈھونڈے گا۔ وہ تو کسی کو بتائے بغیر آیا تھا، گارڈ بھی گھوڑے بیچ کر سو رہا تھا، مگر زارا کی حالت بھی ایسی نہ تھی کہ وہ گھر جا سکے یا اسے گاڑی کا سفر کروا کر شہر لے جایا جا سکے۔

علیار ازترابی کیفیت میں اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا سوچنے لگا۔

"سر میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ یہاں کے میل ڈاکٹر کو چیک کرنے دیں۔ وہ دور سے ہی سہی، ایٹلیسٹ ان کا معائنہ تو کر لیں گے۔ باقی جو بھی ٹیسٹ ہوں گے وہ تو نرس ہی کرے گی۔ اور پھر آپ الریڈی یہاں موجود ہیں۔ ایسی چوٹ میں علاج میں تاخیر چوٹ کو پکا اور مزید پیچیدہ کر دیتی ہے۔ جو فوراً علاج نہ ملنے کی وجہ سے چوٹ ڈھیٹ ہو جاتی ہے۔ باقی آپ کی مرضی ہے۔ ابھی نرس تھوڑی دیر میں انہیں دوسری ڈرپ لگائے گی۔"

ڈاکٹر اپنی بات کہہ کر چلی گئی کیونکہ وہ جانتی تھی اس سے بس بے کار ہے۔ وہ پٹھان ہے اور پٹھان مرتے دم تک اپنی عورت پر کسی کی نظر برداشت نہیں کرتے۔ وہ جو کرے گا اپنی مرضی سے کرے گا، مگر اسے نقصانات سے آگاہ کرنا اس کا فرض تھا۔

ڈاکٹر کے جاتے ہی نرس زارا کو ڈرپ لگاتے ہوئے وہاں سے چلی گئی جبکہ زارا بھی فیصلہ اس پر چھوڑتے آنکھیں موند گئی۔

ڈاکٹر آپ کا بھی چیک اپ ضروری ہے، چنلر سے کام نہیں ہو سکتا۔ میں بعد میں چیک" اپ اور ٹیسٹ کروا لوں گی۔"

علیار جو پریشانی سے اپنا ماتھا مسل رہا تھا اس کے سماعت تک زارا کی آواز پہنچی جو خود ڈاکٹر کو مخاطب کرتی اس سے استفسار کرنے لگی۔

جی ہو سکتا ہے، مگر ٹیسٹ سے یہ پتا چل جائے گا کہ کہیں گرنے کی وجہ سے بیک بون میں" ایشو تو نہیں ہے، خدانہ خواستہ آپ کی کوئی بڑی ہڈی تو نہیں ٹوٹی کیونکہ جس طرح کی تکلیف آپ کو ہو رہی ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور رہا تھ کے ہاتھ علاج کروانا ٹھیک ہے۔" ڈاکٹر نے زارا کو شائستگی سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

نہیں آپ بس مجھے چنلر دے دیں، میں گھر جاوں گی۔" زارا ڈاکٹر کی بات پر نفی کرتے" بولی۔

جس پر علیار نے بھی اسے کچھ نہیں کہا۔

ڈاکٹر زارا کو پین کلر تھما گئی، جسے وہ فوراً نرس کے سہارے ٹیک لگا کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔

یہ آپ کے ساتھ اچھا نہیں ہو رہا، بعض چوٹیں دیکھنے میں چھوٹی ہوتی ہیں مگر ان کا زخم" کافی گہرا ہوتا ہے جو ہمیں زندگی جینے سے روک دیتا ہے۔ باقی آپ کی مرضی، یہ پین کلر آپ نے صبح شام کے حساب سے لینی ہے۔ اتنا درد محسوس نہیں ہو گا مگر آپ اسے صرف

دو دن ہی لے سکتی ہیں، اس کے بعد نہیں۔ اور جب ہی لیجئے گا جب آپ سے درد بالکل برداشت نہ ہو۔"

علیار بھی بس چپ چاپ کھڑے اسے دیکھتا رہا۔ یہ سب تو اس کے حق میں ہی بہتر تھا، کم از کم اب وہ گھر جا کر شادی کی تیاریاں دیکھ لیتا اور زارا کو اس کی مورے دیکھ لیں گی۔ علیار نے ٹھنڈی سانس خارج کرتے ہوئے سوچا۔ وہ جان کر خاموش کھڑا رہا۔ اس کی چوٹ وہ خود جانے، اور ویسے بھی میں نے کچھ نہیں کہا تھا۔ جو کیا اس نے خود کیا۔ وہ سفاکی کی انتہا کرتا سارا قصور اس پر ڈالتا خود بری الذمہ ہونے کی ایک ناکام کوشش کرتے اپنے ضمیر سے دُور ہوتا گیا۔ وہ خود دیکھ لے گی اسے کیا بیماری ہے، کون سا میری وجہ سے بیمار ہوئی ہے۔ آئے دن تو بیمار ہی رہتی ہے۔ علیار اپنی دل کی کیفیت سے پریشان ہوتا اسے جھٹلانے کے لیے اپنی غلط سوچ کو ترجیح دے گیا۔

"ڈاکٹر، میں گھر کب جا سکتی ہوں؟" زارا نے ایک نظر ڈرپ کو دیکھتے ڈاکٹر سے پوچھا جو بس روم سے نکلنے والی تھی۔

"ابھی تم کم از کم دو گھنٹے آرام کرو۔ یہاں سے جانے کی بھی مت سوچو، دس بجے سے پہلے تم ڈسچارج نہیں ہو سکتی۔ اور ابھی تم بس دلیا کھاؤ، اور کوئی فضول چیز نہیں۔ میں آپ کو ان کا پریسکرپشن دیتی ہوں، آپ وہ اسٹور سے لے لیں۔"

ڈاکٹر پہلے زارا کو کچھ سخت انداز میں کہتی، بعد میں علیار کی طرف رخ کرتے اس کے ہاتھ میں پریسکرپشن تھماتے چلی گئی۔

علیار بھی ایک نظر زارا کو دیکھتا باہر کی طرف نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد زارا آنکھیں موندے اپنی آنکھوں کی نمی کو اپنے اندر اتارنے لگی، مگر نا چاہتے ہوئے بھی آنسو اس کی پلکوں کی باڑ توڑتے اس کے عارض پر بہہ گئے۔ کہیں نہ کہیں اسے اندازہ تھا علیار کیوں پریشان ہے۔ وہ اسے یہاں لا کر پریشان تھا۔ اس کی بے ہوشی میں جو بھی اس نے کیا وہ ایک وقتی عمل تھا، جو وہ بغیر سوچے سمجھے پریشانی میں کر گیا، ورنہ وہ کبھی اس کی حالت پر توجہ نہ دیتا تھا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ اپنی شادی کے پانچ مہینوں میں وہ اس کی سرد مہری اور لاتعلقی سے واقف تھی۔

علیار جو نہی پرائیوٹ روم سے باہر نکلا، سامنے بیٹھا سلطان فوراً اس کے قریب پہنچ گیا۔

سر آپ کہیں جا رہے ہیں؟ کوئی چیز لانی ہے تو میں لے آتا ہوں۔" سلطان اس کے ہاتھ" میں پریسکرپشن دیکھ کر بولا۔

نہیں وہ... " ابھی علیار اسے انکار کرتا جب اس کا فون چنگار اٹھا۔"

فون پر داعود کا نام دیکھ کر وہ نا چاہتے ہوئے بھی پریسکرپشن اور کچھ پیسے اسے پکڑا کر خود کال اٹینڈ کرنے لگا۔

فون پر داعود کا نمبر دیکھ کر وہ نا چاہتے ہوئے بھی پرسپشن اور کچھ پیسے اسے پکڑا کر خود داعود کی کال میں لگ گیا۔

یار لالا کچھ رومینس ریکارڈ ہمارے توڑنے کے لیے بھی چھوڑ دیں۔ آپ تو رات سے" غائب ہیں، صبح کے آٹھ بج رہے ہیں اور آپ کا کچھ پتا نہیں۔ میں نے آپ کے کمرے کا

دروازہ بھی ناک کیا تھا مگر شاید آپ کچھ زیادہ ہی مصروف تھے۔ بس کریں میری بھابھی پر رحم کریں اور باہر نکلیں، آپ نے پہلے ہی انہیں بہت ڈرا رکھا ہے۔ مورے اور چچی کل رات سے بھابھی کی غیر موجودگی کے بارے میں پوچھ رہی ہیں۔ کل تو میں نے بات کو گول کر دیا تھا مگر ابھی مورے ناشتہ بناتے بناتے بھی پوچھ چکی ہیں۔ نکلیں یار باہر، اور مجھے آپ سے کچھ ضروری بات بھی کرنی ہے۔ گھر میں اتنے کام ہیں اور آپ ہماری بھابھی کی جان کا عذاب بنے ہوئے ہیں۔"

داعود جان بوجھ کر اپنا لہجہ شرارت سے بھرے انداز میں رکھے ہوئے تھا۔ وہ کل کا سارا واقعہ بھولا نہیں تھا۔

اس کی بات پر علیار نے جھنجھلا کر ماتھا مسلا۔

"داعود میں گھر پر نہیں ہوں۔"

کیوں؟ کوئی ایمرجنسی تھی جو آپ اتنی جلدی چلے گئے؟" داعود نے اب کی بار کچھ پریشانی" سے پوچھا۔

میں ہاسپٹل میں ہوں۔ زارا کی طبیعت تھوڑی خراب تھی، اس لیے اسے لے کر آیا" ہوں۔" علیار آخر کار سچ بتا گیا۔

"! کیا ہوا ہے بھابھی کو؟ آپ گاؤں کے ہاسپٹل میں ہیں؟ میں آرہا ہوں"

داعود جو میز پر لیٹا ہوا بات کر رہا تھا، زارا کی طبیعت خراب ہونے کا سن کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ذہن میں کل والا واقعہ گھوم گیا جب وہ چائے سمیت سنگ مرمر کے فرش پر

گری تھی–یقیناً اسے چوٹ آئی ہوگی۔ وہ فون کان سے لگائے تیزی سے چابی اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"نہیں، تم نہیں آؤ، میں دیکھ لوں گا اور ویسے بھی کچھ گھنٹوں میں ہم گھر آجائیں گے۔"

وہ بغیر اس کی مزید بات سنے فون کاٹ کر تیزی سے گاڑی حویلی کے پورچ سے باہر نکال گیا۔

وردہ جو اسے بلوانے کا سوچ رہی تھی، اس کی تیزی پر پریشان رہ گئی۔

"حد ہے! گھر میں آج شادی ہے اور کسی کے مزاج ہی نہیں مل رہے۔"

وردہ نے چولہا زور سے بند کرتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے رودابہ بھی کچن میں داخل ہوئی۔

"کیا ہوا؟ اور یہ کس کا غصہ برتنوں پر نکال رہی ہو؟"

دیکھیں بھابھی! کل شام سے اس علیار نے مجھے تنگ کر رکھا ہے۔ پہلے ہماری زارا کو" دیکھتا بھی نہیں تھا اور اب کل سے اسے لے کر کمرے میں بند ہے۔ میں تو اس وقت کو پچھتا رہی ہوں جب میں نے خود اسے تیار کر کے کمرے میں بھیجا تھا۔ بچی پہلے ہی تھکی ہوئی تھی اور اب یہ موصوف اسے لے کر کل شام سے کمرے میں بند ہیں۔ مجھے جانے میں بھی عجیب لگ رہا ہے۔ زارا گھر کی بہو ہے، وہ نکلتی تو اپنے کپڑے وغیرہ دیکھ لیتی۔

ابھی فوراً دوپہر ہو جائے گی اور مہمان آنا شروع ہو جائیں گے، پھر اس کی تیاری رہ جائے

گی۔ میں اپنی اولاد سے شدید پریشان ہوں... پہلے تو گھر سے نکلتی ہی نہیں اور اگر نکلے بھی "تو بیوی سارے کام چھوڑ کر ان کی خدمت ہی کرتی رہے۔

وردہ نے غصے سے ناشتہ کے برتن رکھتے ہوئے کہا، اسی پر ملازمہ جو برتن دھو رہی تھی وہ بھی چلی گئی۔

"مینو بس مت کام کرو، بہت کام پڑے ہیں۔"

وردہ نے ملازمہ کو جانے کا اشارہ کیا۔

یہ تو اچھا ہے... آخر تم بھی تو یہی چاہتی تھیں کہ علیار کا دل زارا کی طرف مائل ہو" "جائے۔ اب اگر ایسا ہو رہا ہے تو تم کیوں پریشان ہو رہی ہو؟

رودابہ نے مینو کو جانے کا کہہ کر وردہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

بھابھی آپ کی بات ٹھیک ہے، مگر جب تک میں زارا کو اپنی آنکھوں سے خوش نہیں" دیکھ لوں گی مجھے چین نہیں ملے گا۔ پہلے ہی وہ بہت کچھ برداشت کر چکی ہے۔ اوپر سے اس کی ساری ذمہ داری مجھ پر ہے۔ مجھے تو کبھی کبھی ڈر لگتا ہے کہ علیار کہیں اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کرے۔ وہ یتیم بچی ہے، میں کیا جواب دوں گی اس کے ماں باپ کو؟ آخر اس کی ذمہ داری بھی میں نے لی تھی اور اس شادی پر زور دے کر راضی بھی میں "نے ہی کیا تھا۔

مجھے کبھی اس کے چہرے پر ایسے رنگ دیکھنے کو نہیں ملے جو شادی کے اگلے دن مجھے" زرتاشہ کے چہرے پر دیکھنے کو ملے۔ جس طرح وہ ہنستی مسکراتی رہتی ہے، دارار ان کے

لیے جتنا حساس ہے یہ سب میری زارا کے ساتھ تو نہیں ہے بھابھی...یہی بات میرے دل میں کنڈلی مار کر بیٹھی ہے۔ اس کا پھیکا پڑتا رنگ، زبردستی کی ہنسی، ہر وقت چپ رہنا...مجھے بہت کھٹکتا ہے۔ شاید میں نے زارا کے لیے غلط فیصلہ کر دیا۔ شادی کے بعد تو میں نے اس کے چہرے پر وہ رونق ہی نہیں دیکھی جو کبھی شادی سے پہلے ہوتی تھی۔"

وردہ نے رودابہ کا سہارا لے کر اپنے دل کی کیفیت بیان کر دی۔

جس پر رودابہ کو بھی فکر ہوئی، وہ انہیں تسلی دینے لگی۔

اسی وقت زرتاشہ سادہ سے لان کے سوٹ میں کچن میں داخل ہوئی۔ اس کے داخل ہوتے ہی وردہ فوراً آنکھیں صاف کرنے لگی۔

زرتاشہ آتے ہی رودابہ کے گلے لگ گئی۔ رودابہ نے بھی بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا—وہ معمول کے مطابق چہکتی ہوئی نہیں تھی، نہ ہی ناشتہ کا پوچھ رہی تھی، بس خاموشی سے ان سے لگی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا ہے بچے؟ طبیعت ٹھیک ہے؟" رودابہ نے اس کے گرد حصار قائم کرتے ہوئے پوچھا۔

وردہ نے بھی اس کا ماتھا چیک کیا۔

زرتاشہ نے ان کے سینے سے چہرہ نکالا اور نفی میں سر ہلا دیا۔

"مورے... ہمیں آپ سے ایک بات کہنی ہے، آپ ناراض تو نہیں ہوں گی؟" وہ آہستہ سے بولی۔

"بلکل نہیں، بتاؤ کیا بات ہے؟" رودابہ نے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ... ہم سے ایک غلطی ہو گئی ہے... اور سائیں ہم سے ناراض ہو گئے ہیں۔" وہ کن انکھیوں سے انہیں دیکھتی ہوئی بولی، جیسے اپنی چوری کا اعتراف کر رہی ہو۔

اس کے اس طرح کہنے پر رودابہ نے اسے مزید اپنے ساتھ لگا لیا۔

"کوئی بات نہیں بچے، ہر نئے میاں بیوی میں کھٹ پٹ چلتی رہتی ہے۔ بس دونوں کو چاہیے کہ اس لڑائی کو زیادہ نہ بڑھائیں اور ایک دوسرے کو ناراض کر کے نہ سوئیں۔ ہمیشہ اپنی غلط فہمی اور لڑائی کو دور کر کے سوئیں۔"

رودابہ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا جبکہ وہ زرتاشہ کے ساتھ مصروف تھیں، وردہ بھی اپنے کام میں لگ گئی۔

"اور اگر لڑائی کے وقت دونوں کو بہت غصہ آجائے پھر؟ پھر کوئی اور بات ہو جائے؟"

وہ پھر بولی، "پھر بھی کوئی بات نہیں... جب ایک کا غصہ کم ہو تو دوسرا اسے منا لے۔ اور اگر ایک کو پتا ہو کہ غلطی سامنے والے کی ہے اور اسے بھی پتا ہو تو پھر بھی کوئی بات نہیں۔"

زرتاشہ جو بہت غور سے ان کی بات سن رہی تھی، پریشانی سے بولی،

"مورے یہ کیا؟ ہر بات پر 'کوئی بات نہیں'... ایسے تھوڑی ہوتا ہے، ایسے تو ہم کنفیوز ہو جائیں گے۔"

رودابہ نے نرمی سے اس کے چہرے کو دیکھا۔

"بیٹا، کسی بھی رشتے میں انا نہیں آنی چاہیے۔ آپ کسی بھی رشتے میں تب تک خوش نہیں رہ سکتے جب تک آپ کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو یا آپ کی بس نہ ہو۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔انسان کے برداشت کی بھی اور درگزر کی بھی۔"

"جس دن وہ حد پار ہو جائے، اس دن نہ جھکو۔ مگر ضروری نہیں ہر بات کا تعلق آپ کی عزتِ نفس سے ہو۔ میاں بیوی میں بعض لڑائیاں نہیں، بس ناراضگی ہوتی ہے۔ جب ایک شخص غصہ کرتا ہے اور خاموشی اختیار کرتا ہے تو اسے ہم خفا ہونا کہتے ہیں۔ اور اگر آپ کو پتا ہے کہ وہ جائز بات پر غصہ کر رہا ہے اور آپ سے ناراض ہے تو پھر آپ اسے منا لیں۔"

"دیکھو بیٹا، معافی میں پہل کرنا اچھی بات ہے، اس سے رشتے مضبوط ہوتے ہیں۔ اور معافی مانگنے سے ہم چھوٹے نہیں ہو جاتے۔ مگر معافی اس بات کی ہو جو آپ نے جان بوجھ کر کی ہو۔ اگر بات صرف خفا ہونے تک ہے تو آپ منا لیں۔یہ کوئی اتنا مشکل تو نہیں..."

روح حیات 9

از قلم مسکان خان

مورے وہ سب تو ٹھیک ہے مگر پریشانی تو یہی ہے کہ ہم انہیں کیسے منائیں؟ ایک تو وہ گھر نہیں ہیں اور دوسرے اپنی لال لال آنکھوں سے ہمیں ایسے گھور کر دیکھتے ہیں کہ کبھی بھی ہمیں کچا کھا جائیں گے۔ اب بتائیں ایسے میں ہم انہیں کیسے منائیں؟

زرتاشہ نے ان کی بات پر روہانسے ہوتے کہا تو بے ساختہ وردہ کا قہقہہ گونجا۔

"اچی آپ بھی! آپ تو ناہیں ہم پر"

انہیں ہنستے دیکھ کر زرتاشہ کو مزید رونا آیا۔

"اچھا اچھا، اب تم رو مت۔ شوہر کو منانے کے سارے اچھے طریقے ہم تمہیں بتاتے ہیں، مگر تم اپنی اور دارار کی بیچ ہوئی باتیں اور لڑائی کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تم دونوں کی ذاتی بات ہے۔ اور میاں بیوی کی باتیں کمرے تک رہیں تو زیادہ بہتر ہے۔"

وردہ اسے سمجھاتی اسے تمام تر تفصیلات سے آگاہ کر گئی۔

"ایکسکیوز می، اے سی پی علیار یوسف سر؟"

داعود ریسیپشن میں پہنچ کر وہاں موجود لڑکے سے استفسار کرنے لگا۔

"سر پہلے منزل پر روم نمبر تین۔"

وہ لڑکا داعود کو جواب دے کر واپس اپنے کام میں لگ گیا۔

داعود تیزی سے راہداری پار کر کے دو دو سیڑھیاں پھلانگ کر اپنی مطلوبہ جگہ پہنچا تو نرس روم کے اندر داخل ہو رہی تھی اور روم کے ساتھ بینچ پر علیار اور اس کا افسر بیٹھے تھے۔

داعود اسے جان بوجھ کر نظر انداز کرتا دروازہ تیزی سے کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

"ارے! آپ کون ہیں اور اس طرح روم میں کیسے آ گئے؟"

اسے یوں اچانک داخل ہوتا دیکھ نرس تیزی سے بولی اور اس کے اس طرح بے دھڑک اندر آنے پر حیران بھی ہوئی۔

ابھی نرس باہر سے اندر ہی آئی تھی کہ وہ افسر باہر ہی تھا، پھر یہ کیسے اندر آ گیا؟

نرس نے کچھ حیرانی اور کچھ پریشانی سے سوچا۔

داعود کو وہاں دیکھ کر زارا چادر اوڑھنے کے لیے ہاتھ بڑھانے لگی جب دوبارہ اسے کمر میں شدید درد محسوس ہوا اور اس کی چیخ نکل گئی۔ اپنی جلد بازی میں وہ اپنی چوٹ کو سرے سے بھول گئی تھی۔

اس کی چیخ پر علیار جو آنکھیں موندے بیٹھا تھا، وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا جبکہ داعود پریشانی سے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے اس کے قریب جانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ وہ بغیر کسی چادر کے بس ہاسپٹل کی چادر سے اپنے وجود کو ڈھکے لیٹی ہوئی تھی۔

علیار داعود کو وہاں دیکھ کر ٹھٹکا تھا مگر فی الحال وہ اپنی توجہ کا مرکز زارا پر کر گیا۔ اس نے اس کی چادر اچھی طرح اوڑھائی اور پھر داعود کی طرف پلٹا۔

"تم کب آئے اور باہر مجھ سے ملنے کے بجائے سیدھا اندر آ گئے؟"

علیار نے قدرے سختی سے کہا، اسے اس کی یہ حرکت پسند نہیں آئی تھی۔
جبکہ زارا سہمی نظروں سے کبھی علیار کو اور کبھی داعود کو دیکھ رہی تھی۔
ابھی آیا ہوں لالا، جب آپ اپنی نیندیں پوری کر رہے تھے۔ اور بھابھی کو کیا ہوا ہے؟"
"وہ اتنا تیز کیوں چیخیں؟
داعود علیار کو ٹکا سا جواب دیتے ہوئے زارا کی طرف اشارہ کر کے نرس سے اس کے بارے میں پوچھنے لگا، جو کب سے ہکا بکا ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔
"تم سے پوچھ رہا ہوں، سانپ سونگھ گیا ہے یا منہ میں زبان نہیں ہے؟"
نرس کو خاموش دیکھ کر داعود نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔
"وہ... وہ سر... انہیں کل رات سے بہت تیز بخار تھا جو اب کم ہے۔"
نرس نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔ جب داعود نے بھوئے اچکائے اسکی طرف دیکھا اور بخار سے بھابھی کی چیخیں برآمد ہو رہی ہیں۔ مجھے پاگل سمجھا ہے؟ اسے بات گول کرتے دیکھ کر داعود اس کے قریب ہوا۔
اگر تم نے ایک منٹ کے اندر ساری کہانی نہ اگلی تو یہ گولی تمہارے حلق میں اتار دوں گا۔" داعود نے نرس کو گھورتے ہوئے علیار اور زارا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اپنی قمیض کے پیچھے چھپی بندوق نکالتا، اس پر سائیلنسر لگاتا بولا۔

اسے بندوق نکالتے دیکھ کر علیار خاموشی سے اس کی کارروائی دیکھ رہا تھا جبکہ اس کا یہ روپ دیکھ کر زارا نے بے ساختہ علیار کا ہاتھ تھام لیا، اور نرس بندوق دیکھ کر خوش ہونے کے درپر تھی۔

بولوں!" اس بار داعود کی دھاڑ پورے کمرے میں گونجی۔ اسی لمحے ڈاکٹر بھی اندر داخل" ہوئی۔

ارے! یہ کیا طریقہ ہے؟ یہ ہاسپٹال ہے، آپ لوگوں کا گھر نہیں جہاں آپ جہالت کا" اعلیٰ نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ اے سی پی صاحب اور آپ ہونے والے منسٹر، اپنی یہ اوچھی حرکتیں بند کریں۔ اور تم نے اب تک انجیکشن نہیں لگایا؟" ڈاکٹر سارے لحاظ بالائے طاق رکھتے ہوئے نرس کی طرف متوجہ ہوئی۔

اگر آپ کا اسٹاف کام کا ہو تو مجھے یہ حرکتیں نہ کرنی پڑتیں۔ آپ کے اسٹاف کو یہ بھی" نہیں پتا کہ پیشنٹ کو کیا ہوا ہے۔" داعود بھی ڈاکٹر کی بات پر قدرے اطمینان سے اسے گھورتے ہوئے بولا۔

تو یہی بات آپ اپنے پیشنٹ سے بھی پوچھ سکتے ہیں، ان سے جو یہاں موجود ہیں۔ مگر" آپ لوگوں کو اپنی پاور دکھانے کا زیادہ شوق ہے۔ سنیں، آپ کی پیشنٹ کو وائرل فیور تھا، جو اب انڈر کنٹرول ہے۔ ان کے بازو بری طرح جلے ہوئے تھے جن پر پٹی کر چکے ہیں۔ اور فی الحال جو پریشانی انہیں درپیش ہے وہ ان کا بیک پین ہے جو کافی سیویئر ہے۔ مگر

آپ کی پیشنٹ بھی بضد ہیں علاج نہ کروانے پر۔ اور ان کے ساتھ موجود ان کے شوہر...
"تو بس اب ان کے بارے میں کیا ہی کہوں۔

میں ایک بات بتاؤں؟ جب آپ لوگوں نے علاج کروانا ہی نہیں ہوتا تو آتے کیوں ہیں؟"

کیا ان کی جان سے زیادہ ضروری ہے آپ کا انہیں سب سے چھپا کر رکھنا؟ اور ویسے بھی میں آپ کو بتا چکی ہوں، میں ڈاکٹر ہوں، یہاں کوئی کسی کو بیچ میں نہیں بولے گا۔ وہ بس ان کی کیفیات جان کر کچھ ٹیسٹ سجیسٹ کریں گے جس سے کم از کم ہمیں یہ پتا چل جائے گا کہ ان کے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔ مگر شاید میرا بولنا بے کار ہے۔ نرس، انہیں پین کلر لگا دیں۔ اور آپ، آپ ان کا ڈسچارج پیپر ریسیپشن سے لے لیں۔ اور لڑکی، یہ جو حال تم "نے اپنا رکھا ہے خود پر کچھ رحم کرو۔

ڈاکٹر ایک ہی بار کل رات سے لے کر اب تک سب کچھ نکال کر کہتی ہوئی جانے لگی۔

ایک منٹ!" داعود نے روک کر کہا۔ "کیا مطلب آپ کی بات کا؟ آپ ذرا مجھے"
"تفصیل سے بتائیں کیا بات ہے؟

اس کے اس طرح کہنے سے داعود نے خاصی پریشانی سے پوچھا۔

"ہم ان کے ہسبینڈ کو تفصیل دے چکے ہیں۔"

اسکی بات پر ڈاکٹر نے قدرے اطمینان سے کہا اور جانے لگی جب داود کا ضبط چھوٹا اور اس نے ایک نشانہ سیدھا دروازے کے لاک پر لگایا۔ گن میں سائلنسر لگے ہونے کی وجہ

سے گولی کی آواز تو نہیں آئی مگر لاک کھلتے ہی وہ دروازہ زور سے کانچ کی کھڑکی سے ٹکرایا اور شیشہ ٹوٹ کر چکنا چور ہو گیا، جس کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

اس اچانک فائر پر زارا نے سمٹتے ہوئے آنکھیں میچ لیں جبکہ نرس جو کب سے اپنی سانسیں روکے کھڑی تھی، گولی چلتا دیکھ کر بے ہوش ہو گئی۔ ڈاکٹر بھی پوری آنکھیں پھاڑے لاک اور کھڑکی کو دیکھ رہی تھی۔

اس کی حرکت پر علیار نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔

داود! " علیار نے تنزیہ انداز میں اسے پکارا۔"

لالا اگر یہ ڈاکٹر اپنی چونچ بند کر کے جتنا بولا جائے اتنا جواب دے تو اس کی صحت کے" لیے اچھا ہو گا۔ دو منٹ میں بتاؤ بھابھی کو کیا ہوا ہے ورنہ یہی گنجا کر دوں گا۔ " داود نے گن واپس رکھتے ہوئے جیب سے ایک کی چین نکالی جس میں استرا، چاقو اور بھی بہت سے اوزار تھے۔

ڈاکٹر نے استرا دیکھتے ہی ایک سانس میں کسی طوطے کی طرح ساری باتیں بتا دیں۔

ٹھیک ہے، آپ ایک کام کریں، آپ مجھے ڈاکٹر کو لے آئیں جب تک میں پردہ کرواتا" ہوں۔ " داود نے کہا۔

لالا مجھے آپ سے بات کرنی ہے، باہر چلیں۔ " داود اسے زارا کو دیکھتے ہوئے بولا، جو اب" قدرے نارمل ہو گیا تھا مگر اس کا ہاتھ ابھی تک زارا نے تھام رکھا تھا۔

داود کے کہنے پر وہ اس کا ہاتھ چھوڑ کر اس کے پیچھے باہر کی طرف چل پڑا۔ زارا بس اس کی پشت کو دیکھتی رہی۔

لالا مجھے آپ سے اس حرکت کی امید ہرگز نہیں تھی۔" داود نے باہر آکر کہا۔ وہ بغیر رکے" اس کے قریب آیا اور ہاتھ پشت پر باندھے مودب انداز میں کھڑا ہو گیا۔

مطلب سمجھاؤ گے اپنی بات کا؟" علیار نے سینے پر ہاتھ باندھ کر کہا۔"

آپ کے ماضی میں جو بھی ہوا وہ قدرے افسوس ناک تھا، مگر ہم ماضی کو حال پر سوار" نہیں ہونے دے سکتے۔ جو گزر گیا وہ گزر گیا، اور جانے والے کو روکا نہیں جا سکتا۔ اب آپ کو اس کے بغیر اپنی زندگی جینا سیکھنا ہوگی۔ اور اپنے پاس موجود قیمتی رشتوں کو "تکلیف دے کر آپ اپنے لیے واپسی کے راستے بند کر رہے ہیں۔

:داود کچھ لمحے رکا پھر دوبارہ بولا

میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ دکھاوا کریں، بس اتنا کہہ رہا ہوں کہ وہ آپ کی بیوی ہے علیار۔" اگر آپ کی زندگی میں ہی ان کا وہ مقام نہیں ہو گا تو دوسرے اپنے آپ ان کی تذلیل کریں گے۔ میں یہ سب کسی کے کہنے پر نہیں کہہ رہا، میں نے کل دیکھا تھا آپ کس طرح بھابھی کو گھسیٹ کر لے کر جا رہے تھے۔ جبکہ آپ تو جانتے بھی نہیں ہوں گے وہاں غلطی کس کی تھی۔ بھابھی آپ کو چائے دینے آ رہی تھیں، جو شاید مورے نے آپ کے لیے بنائی تھی اور انہیں دی تھی۔ اور میں بھی بے دھیانی میں آ رہا تھا جب مجھے مردان خانے میں

مہمان نظر آئے، اور جلد بازی میں انہیں اندر جانے سے روکنے کے لیے میں نے انہیں کھینچا تھا... اور وہ اچانک گری تھیں۔"

ان کی یہ حالت میری وجہ سے ہوئی ہے، اور نہ جانے رات آپ نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے۔ میں بس اتنا کہوں گا کہ اس رشتے کو ایک موقع دیں، بھابھی کو ایک موقع دیں، خود کو ایک بار پھر زندگی کی طرف لائیں۔ کسی کے چھوڑ جانے سے سب کچھ ختم نہیں ہو جاتا۔ یقیناً چچی جان کا فیصلہ آپ کے حق میں بہتر ہوگا، جبھی انہوں نے بھابھی کو آپ کے لیے چنا۔

داود اپنے لہجے میں افسردگی لیے بولا۔

"ہو گیا تمہارا؟" علیار نے سخت لہجے میں کہا۔ "زارا میری بیوی ہے اور یہ میری زندگی ہے۔ اسے کیسے گزارنا ہے اس کا فیصلہ میں کروں گا۔ تم میرے معاملے اور میری بیوی کے معاملے سے دور رہو۔ اور یہ جتنے بھی تمہارے مشورے تھے، زندگی میں آگے بڑھنے اور بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کے، یہ تم خود پر کیوں نہیں لگاتے؟ تمہاری بھی منکوحہ ہے جسے تم نے طاقت کے بدلے سودے میں لیا ہے، اور اپنانا بھول گئے ہو تو بہتر ہوگا دوسروں کو ہدایات دینے کے بجائے اپنے گریبان میں جھانکو۔"

علیار اس کے سینے میں انگلی مارتے ہوئے بولا، اور اسی لمحے لڑکی کے ذکر پر داود کے چہرے پر ایک سایا سا لہرا گیا۔

"ہاں ! نکال لی نا آپ نے اپنی دل کی بھڑاس، مگر آپ بھی میری ایک بات سن لیں۔

بھابھی کے مکمل علاج کے بغیر میں آپ کو انہیں یہاں سے لے جانے نہیں دوں گا۔" داود بھاگ کر اس کے سامنے آیا جو اپنی بات کہتا سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ اس کا علاج کون کرے گا؟ ابھی وہ پین کلر لے کر چلنے کے قابل ہو جائے گی تو مورے کا ہاتھ بن جائے گی۔ شام کو نکاح ہے، نہ جانے کتنے کام ہوں گے، مورے کو اس کی ضرورت ہوگی اور وہ یہاں آرام کرے گی۔"

"لالا !" داود نے اس کی سختی پر حیرت سے اسے دیکھا۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ ان کی حالت دیکھیں، ہلکی سی حرکت میں ان کی جان نکل رہی ہے اور آپ کام کی بات کر رہے ہیں؟ یہ ملازموں کی فوج ہم نے کیوں پال رکھی ہے؟ حویلی میں اور بھی بہت سے لوگ ہیں۔"

"اور آپ کو کیا لگتا ہے، ان کی ایسی حالت جاننے کے بعد چچی یا مورے انہیں بیڈ سے بھی اترنے دیں گی؟ وہ تو سب چھوڑ چھاڑ کر اپنی بہو کے پیچھے لگ جائیں گی۔ آپ ان کی محبت سے ناواقف نہیں ہیں۔ کم از کم اس وقت میں آپ سے اس بات کی امید نہیں کر رہا تھا۔ آپ رہنے دیں، آپ گھر جائیں اور اپنی بہن کی شادی کی تیاری کریں۔ میں بھابھی کو خود دیکھ لوں گا، ابھی وہ ڈسچارج بھی نہیں ہوں گی۔"

داود نے حتمی لہجے میں کہا اور بغیر رکے زارا کے روم میں چلا گیا۔

علیار اس کی بات پر نا چاہتے ہوئے بھی اس کے پیچھے چل دیا مگر کمرے کے اندر نہیں گیا، باہر رکھے بینچ پر بیٹھ گیا۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر نے زارا کا چیک اپ مکمل کیا۔ تسلی کے بعد بتایا کہ شکر ہے کوئی ہڈی نہیں ٹوٹی، بس اچانک گرنے کی وجہ سے کافی گہری چوٹ آئی ہے۔

جو اتنی آسانی سے جانے والی نہیں تھی، اس پر کافی ٹائم اور مسلسل کیئر کی ضرورت تھی۔ ڈاکٹر اسے ضروری ہدایت دیتا اور پرِسکرپشن اس کے ہاتھ میں پکڑا دیتا ہے۔

"ڈاکٹر، ایک منٹ... کیا یہ جو ہدایت اور مالش آپ نے نرس کو بتائی ہے، آپ ان کے شوہر کو بتا سکتے ہیں؟ کیونکہ اوف کورس گھر پر نرس تو نہیں ہوگی۔" داود اس دراز عمر کے میل ڈاکٹر سے گذارش کے انداز میں کہتا ہے۔

"تو آپ کون ہیں ان کے؟" ڈاکٹر اسے کچھ پریشانی سے دیکھتا ہے۔

"جی میں ہوں ان کا چھوٹا بھائی۔" داود فخر بھرے انداز میں کہتا ہے۔

اس کے انداز پر نیم گندمی میں اترتی زارا کے چہرے پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ آجاتی ہے، جبکہ ڈاکٹر بھی اپنی مسکراہٹ چھپا نہیں پاتا۔ وہ اس کی سنجیدہ مگر عجیب سی بات پر حیران بھی تھا اور متاثر بھی۔

وہ سر ہلاتا ہوا ڈاکٹر کے ہمراہ باہر نکل جاتا ہے۔

"ساری تیاری ہو گئی بیٹا؟ آپ لوگ اتنے آرام سے بیٹھے ہیں؟" ہشام صاحب اپنی تینوں بہوؤں اور پوتی کو ساتھ بیٹھے دیکھ کر بولے۔

"جی بالکل بابا، آپ بالکل پریشان نہ ہوں، سارے کام ہو گئے ہیں، لان بھی تقریباً سج چکا ہے، اسے علیان دیکھ رہا ہے۔"

"واہ بھئی، آپ سب نے تو ہمیں حیران کر دیا ہے۔" ہشام صاحب ان کی پھرتی دیکھ کر بولے جو وقت سے کافی پہلے نکاح کی تیاریاں مکمل کر بیٹھی تھیں۔

"ہمیں نا کہیں بابا، یہ ساری پھرتی آپ ہی کی ہے۔" رودابہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ! بہو، سب ہیں، زارا کہاں ہے؟ ہمیں کل سے نظر نہیں آئی۔ انہیں تو سب سے آگے ہونا چاہیے تھا۔ نہ ہمیں علیار دکھا ہے صبح سے۔" ہشام صاحب نے پوچھا۔

"جی بابا، وہ علیار کے ساتھ گئی ہے، آجائے گی۔ ہمیں داود کا فون آیا تھا، کہہ رہا تھا علیار جلدی میں تھا اس لیے بتانا بھول گیا۔"

"اچھا، اچھا... چلو کوئی بات نہیں، مگر آپ ان کی تیاری دیکھ لیجیے گا۔ ہم نہیں چاہتے خاندان کی پہلی شادی میں ہماری بچیاں کسی سے کم لگیں۔

پتا چلنا چاہیے کہ اس گاوں کے سردار کی بیوی ہے۔"

ہشام صاحب کے اس انداز پر رودابہ خود بھی ہنس پڑیں۔

بابا نے اپنے جملے پر غور کیا تو فوراً وہاں سے اٹھ گئے۔

"اوہ ہو یا اللہ، یہ بند ہی نہیں رہا ! اس نو گز کپڑے کو سنبھالنے کے چکر میں کہیں ہم ہی اس میں اٹک کر نہ مر جائیں، پھر رہ گیا ہمارا ارمان سائیں کو منانے کا، پتا چلا مرنے کے بعد ہمیں جنوں کے ساتھ رہنا پڑے۔"

"بھابھی جان، شوہر کو ناراض کر کے اگر دنیا چھوڑنے کے پلان ہیں تو پھر واقعی آپ کو جنوں کے ساتھ ہی رہنا پڑے گا۔"

زرتاشہ نے ساڑھی سے الجھتے ہوئے تیز تیز آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا، کہ اسی لمحے کمرے میں دعا داخل ہوئی۔

اللہ اللہ ! دعا یہ چچی جان نے ہمیں سائیں کو منانے کا طریقہ دیا ہے یا انہیں مزید غصہ دلانے کا؟ اور تم کیوں پوری حویلی میں گھوم رہی ہو؟

زرتاشہ مزید ساڑھی سے الجھتے ہوئے دعا سے بولی، جو ہاتھوں میں مہندی کے نام پر صرف انگلیوں کے سِروں کو رنگے بیٹھی تھی اور چہرے پر ماسک لگائے بڑے شان سے ناریل پانی پیتی پوری حویلی کے چکر کاٹ رہی تھی۔

"اوہو بھولی بھابھی ! ابھی میرے جانے میں وقت ہے، اور ویسے بھی میں روتے ہوئے رخصت ہونے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بلکہ رونا تو آپ کے بھائی کو چاہیے، بیٹھے بٹھائے بلا اپنے گلے میں ڈال رہے ہیں۔" دعا نے مزے سے ناریل کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

"ارے بھابھی جلدی کریں، کہیں ایسا نہ ہو ہم باتیں کرتے رہیں اور بھائی آجائیں، پھر ہو گیا سب۔ اور یہ کیا... آپ نے تو بلاوز بھی نہیں پہنا، پھر کیسے ساڑھی باندھنے لگی تھیں؟"
دعا نے اسے وقت کا احساس دلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں... وہ... ہمیں اس میں شرم آرہی تھی۔ اتنا چھوٹا ہے، نہ آستین ہے نہ پیچھے کچھ... چچی نے شاید غلط سائز منگوا لیا۔" زرتاشہ نے چھوٹے سے برازیئر کو یاد کرتے ہوئے کہا، جس میں آستین کے نام پر صرف ڈوریاں تھیں اور پچھلا حصہ بھی تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔

"کچھ غلط نہیں منگوایا چچی نے، وہ ایسا ہی ہے۔ اور کیا آپ کا ارادہ کمیز کے اوپر ساڑھی پہننے کا تھا؟" دعا نے حیرانی سے پوچھا۔
زرتاشہ پہلے ہاں پھر ناں میں سر ہلا گئی۔

"چھوڑیں اسے، جائیں جا کر بلاوز پہنیں، آواز دیں مجھے، میں اندر آکر باندھ دوں گی ساڑھی۔" دعا اسے ڈریسنگ روم کی طرف دھکیلتے ہوئے بولی۔

کچھ دیر بعد زرتاشہ چادر اوڑھے ڈریسنگ روم سے باہر آئی۔ دعا نے فوراً اس کی ساڑھی باندھنا شروع کی، پلو سیٹ کیا، اور پھر اس کے ہاتھ میں چوڑیاں پہنانے لگی۔

"اب چادر اوڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، لالا کچھ دیر میں آجائیں گے۔ بس آپ کو یاد ہے نا، آپ نے انہیں رومینٹک انداز میں منانا ہے؟" دعا نے جلدی سے پوچھا۔

ہاں ہاں، ہمیں پتا ہے۔ ہم سائیں سے کان پکڑ کر اٹھک بیٹھک کر کے سوری بولیں" گے۔" زرتاشہ نے سنجیدگی سے کہا۔

دعا اسے دیکھ کر ہنس پڑی۔

آپ کا کیا ہوگا کبھی کبھی مجھے آپ کے لالا پر شدید غصہ آتا ہے۔ اگر آپ کو اپنے ساتھ" رکھنے کے بجائے تھوڑا لڑکیوں کے ساتھ وقت گزارنے دیتے تو یہ نہ ہوتا۔" دعا نے کمر پر ہاتھ رکھ کر شکایت کی۔

اسی لمحے باہر گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔

کیا مطلب؟" زرتاشہ نے پریشان ہو کر پوچھا۔"

مطلب اپنے لالا سے پوچھ لیجیے گا، میں چلی۔" دعا جلدی سے بولی اور وہاں سے بھاگ" گئی۔

اور زرتاشہ پلکیں جھپکائے، چادر مضبوطی سے اوڑھے، خاموشی سے دارار کا انتظار کرنے لگی۔

دارار جو جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو پورا کمرہ خالی تھا۔ اس کی مورے نے بغیر پوچھے ہی اسے بتا دیا تھا کہ زرتاشہ اوپر ہے۔

وہ گہری سانس لیتا ہوا ہاتھ میں تھامے شاپنگ بیگز صوفے پر رکھتا، اپنی گھڑی اتارتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ گیا۔ پھر بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ شیشے میں خود کو دیکھنے لگا۔

اسی لمحے اس کی نظر ڈریسنگ روم کے دروازے کے آؤٹ سے جھانکتی زرتاشہ پر پڑی۔

وہ فوراً اسے نظر انداز کرتے ہوئے بیڈ پر جا کر لیٹ گیا۔

زرتاشہ نے اسے شیشے سے دیکھ لیا تھا۔ ہمت جمع کرتے ہوئے وہ باہر نکلنے کا ارادہ کر کے آگے بڑھی، مگر اس کا پاؤں پلو میں الجھ گیا۔ وہ گرتے گرتے بچی اور جلدی سے دروازے کو تھام کر خود کو سنبھالا۔

سکھ کا سانس لیتے ہوئے وہ سیدھی ہوئی، پلو درست کیا اور روہانسی شکل بنا کر اسے دیکھا۔ وہ اب بھی اسی طرح لیٹا ہوا تھا۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ کے قریب پہنچی اور اس کے پاس بیٹھ گئی۔

اس کی موجودگی اپنے قریب محسوس کرتے ہوئے بھی دارار نے آنکھوں پر بازو رکھے خاموشی اختیار کیے رکھی۔

زرتاشہ نے کئی لمحے انتظار کیا، مگر جب وہ نہ بولا تو خود ہی ہمت کر کے اسے مخاطب کیا۔

"...سائیں"

اس کی مدھم آواز پر بھی وہ خاموش رہا۔

"سائیں... اب تک ناراض ہیں؟"

اس بار بھی جواب نہ ملا۔

زرتاشہ نے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر اس کے بازو ہٹانے کی کوشش کی مگر وہ نہ ہٹا سکی۔ آخر کار وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی۔

سائیں، معاف کر دیں... اب نہیں کریں گے ایسی غلطی۔ پکا وعدہ۔ ہم دوبارہ ایسی" فضول بات نہیں کریں گے، نہ ہی لالا کے بارے میں زیادہ بات کریں گے، اور نہ ہی آپ "کو چھوڑ کر جانے کی بات کریں گے۔ پکا وعدہ۔ بس اب معاف کر دیں۔

دارار اب بھی خاموش تھا۔

زرتاشہ نے پھر کوشش کی۔

"اچھا دیکھیں، ہم کان پکڑ کر سوری بولتے ہیں۔"

اس نے اس کی آنکھوں پر سے بازو ہٹا دیے۔ دارار نے بھی مزاحمت نہ کی، مگر جیسے ہی اس کی نظر زرتاشہ پر پڑی وہ ایک لمحے کو ساکت رہ گیا۔

وہ سفید شیفون کی موتیوں والی ساڑھی میں تھی، جس کے پلو اور بلاؤز پر باریک کام تھا۔ آستینوں کے نام پر صرف ڈوریاں تھیں، بال کھلے پشت پر بکھرے ہوئے تھے، اور دودھیا سفید بازو لال کانچ کی چوڑیوں سے سجے ہوئے تھے۔ جھمکے ہلکی سی حرکت پر بھی جھول رہے تھے۔

زرتاشہ پوری سنجیدگی سے کان پکڑ کر معافی مانگنے لگی۔

"...ہم ایک... دو"

دارار اب بھی اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

وہ بے دھیانی میں اٹھک بیٹھک کرنے لگی، اور ہر "سوری" کے ساتھ اس کی حرکتیں مزید معصوم اور بے ترتیب ہوتی جا رہی تھیں۔

آخر کار زرتاشہ نے روہانسی ہو کر اس کی طرف دیکھا۔

"اب اتنی بھی بڑی اسکی غلطی نہیں تھی ....جو وہ اسے ہیں بارا اٹھ بیٹھک کروا چکا"..."

یا شاید وہ اسے اس سے بھی زیادہ کروانا چاہتا تھا۔ زرتاشہ روہانسی ہو کر خود ہی اپنا شروع کیا ہوا کام روک گئی اور باہر جا کر بچی سے کسی اور طریقے سے پوچھنے کا سوچتے ہوئے آگے بڑھی۔

کیونکہ وردہ نے اسے پورے دل سے معافی مانگنے کا کہا تھا، اس لیے وہ اپنے بچپن والا معافی مانگنے کا طریقہ بھی یہاں استعمال کر بیٹھی تھی۔ اب جب اسے کامیاب نہ ہوتا دیکھ کر اس نے ان سے تفصیل سے پوچھنے کا ارادہ کیا۔

دارار جو ساکت کھڑا مسلسل بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا، وہ اس کے اچانک رک کر دروازے کی طرف بڑھنے پر فوراً ہوش میں آیا اور تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

"لڑکی! پاگل ہو گئی ہو؟ اس حلیے میں باہر جا رہی تھی، دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟"

دارار نے اسے دروازے کے ساتھ لگا کر سخت لہجے میں کہا۔

زرتاشہ اس کے اچانک کھینچنے اور لال ہوتی آنکھیں دیکھ کر گھبرا گئی، آنکھیں نم ہو گئیں اور اس نے مزاحمت کرتے ہوئے خود کو آزاد کروانے کی کوشش کی۔

دارار نے ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد مضبوطی سے لپیٹا اور دوسرے سے اس کے دونوں ہاتھ پشت پر قید کر دیے، جس سے وہ مزید اس کے سینے سے آلگی۔

کیا پوچھا تھا؟ ایسے باہر کیوں جا رہی تھی؟" دارار نے اس بار قدرے نرمی سے پوچھا۔"

ہم چچی جان کے پاس جا رہے تھے... اور آپ نے پوچھا بھی نہیں... بس ایسے ہی کہہ دیا" تھا کہ دماغ خراب ہے تمہارا!" زرتاشہ نے روہانسی ہو کر اس کے سینے پر مارتے ہوئے کہا۔

دارار نے بمشکل اپنا غصہ روکا۔

وہ اسے بانہوں میں اٹھا کر واپس بیڈ کی طرف لے گیا اور اپنی گود میں بٹھا لیا۔ زرتاشہ فوراً اس کے گلے میں بازو ڈال بیٹھی۔

مگر میرا سوال اب بھی قائم ہے... تم باہر کیوں جا رہی تھی؟ تم تو مجھ سے معافی مانگ" "رہی تھی نا؟

ہاں تو آپ کون سا ہمیں معاف کر رہے تھے!" زرتاشہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔"

"!"ہم بچی جان سے دوسرا طریقہ پوچھنے جا رہے تھے، آپ کا پہلا طریقہ کام نہیں کر رہا تھا

دارار کی آنکھیں سکڑ گئیں۔

کیا مطلب یہ سب تم سے چچی جان نے کہا؟ تم مجھ سے ان کے کہنے پر معافی مانگ رہی" "تھی؟

نہیں ! یہ تو ہمارا اپنا آئیڈیا تھا۔ اب آپ بھی نا... کچھ پتا نہیں آپ کو ! " زرتاشہ نے اس" کے کندھے پر ہلکی سی ضرب لگائی۔

ہم نے مورے سے پوچھا تھا کہ آپ کو کیسے منایا جائے۔ چچی نے کہا تھا اچھے سے تیار" ہو کر پورے دل سے معافی مانگو، تو آپ فوراً مان جائیں گے۔ مگر آپ تو بس ہمیں گھور "رہے تھے، اس لیے ہم دوسرا طریقہ پوچھنے جا رہے تھے۔

وہ اس کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی۔

دارار کو جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

:وہ چند لمحے خاموش رہا، پھر دھیمے مگر سخت لہجے میں بولا

ادھر دیکھو... تم اب کمرے کی کوئی بات کسی کو نہیں بتاؤ گی، نہ ہی ہمارے بیچ کی کوئی" بات۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ اور اگر تم نے بتایا تو زرتاشہ... مجھ سے برا کوئی نہیں "ہوگا۔

اس کے لہجے میں غصہ بھی تھا اور مالکیت بھی۔

زرتاشہ نے فوراً اس کے چہرے کو دیکھا۔

آپ سے برا کوئی ہے بھی نہیں... دیکھیں ہمارے پیر دکھ گئے ہیں اتنی اٹھک بیٹھک کروا" "! کر

زرتاشہ اس کے سامنے اپنے پیر پھیلا کر بیڈ پر رکھ دیتی ہے اور قریب کرتے ہوئے ان کی طرف اشارہ کرنے لگتی ہے۔ دارار کی نظر بے ساختہ اس کے پیروں پر پڑتی ہے، جہاں

لگی مہندی پوری شان سے اپنا رنگ دکھا رہی تھی۔ اس کے گلابی پیروں پر لال مہندی سے بنا ڈیزائن اس حسن کو اور نکھار رہا تھا۔

وہ بے اختیار اس کے پیروں کو چھونے کے لیے جھکتا ہے، مگر زرتاشہ فوراً اپنا پاؤں پیچھے کر لیتی ہے۔

"پہلے آپ یہ بتائیں ہمیں معاف کیا یا نہیں؟ پھر ہم آپ کو اپنی مہندی دکھائیں گے۔"

اس کی بات پر دارار بھویں چڑھا کر اسے دیکھتا ہے۔

پہلے تم معافی مانگو، جیسے بیویاں اپنے شوہروں کو مناتی ہیں۔" دارار نے اسے مزید اپنے" قریب کرتے ہوئے قدرے گہرے لہجے میں کہا، اور اس کی آنکھوں سے نظریں ہٹا کر اس کے چہرے پر ٹکائے رکھیں۔

زرتاشہ منہ بسورتے بولی، "اب ہمیں کیا پتا بیویاں کیسے مناتی ہیں؟ ہم تو پہلی دفعہ بیوی بنے "ہیں۔ ہم نے یہ بات سب سے پوچھ لی مگر کسی نے ٹھیک سے بتایا ہی نہیں۔

اس کی سادہ سی شکایت پر دارار کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک آئی۔

"کوئی بات نہیں... میں بتاتا ہوں بیوی شوہر کو کیسے مناتی ہے۔"

وہ اسے کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر اس کے قریب جھکا، اور لمحے بھر میں اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ دیے۔

زرتاشہ ایک لمحے کو ساکت رہ گئی۔

دارار نے شدت سے اس کے لبوں کو چھوا، پھر دھیرے سے پیچھے ہٹا، اس کی سانسیں ابھی بھی بے ترتیب تھیں۔

:وہ دھیمی آواز میں بولا

بیوی شوہر کو رومینٹک انداز میں مناتی ہے... خود سے گلے لگ کر، اور اس کے ساتھ ایسے" "لپٹ جاتی ہے جب تک وہ اسے معاف نہ کرے۔

روح حیات 10

از قلم مسکان خان

یہ کون سا طریقہ ہے معافی مانگنے کا؟" اس کی بات کے تضاد پر وہ خمار بھری نظروں سے" اسے دیکھتے ہوئے بمشکل اپنا جملہ مکمل کر سکی۔

یہ اچھی اور تابعدار بیویوں کا طریقہ ہے۔" دارار نے اس کے چہرے سے ٹکراتی لٹ کو" کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

مگر ہم نے تو کبھی ایسے طریقے کے بارے میں نہیں سنا۔" زرتاشہ اب بھی اس کی بات" سے مطمئن نہیں ہوئی۔

تم پہلی بار بیوی بنی ہو اس لیے۔" دارار بے ساختہ اپنی بات میں الجھ گیا۔"

تو باقی لڑکیاں کیا دو دو بار بنتی ہیں؟" زرتاشہ کو لگا وہ اس کی لاعلمی کا مذاق اڑا رہا ہے،" اسی لیے وہ فوراً بولی۔

اس کی بات پر دارار کا ہلکا سا قہقہہ کمرے میں گونج گیا۔

چھوڑو... ہمیں پتا تھا آپ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں۔ کوئی اس طرح معافی نہیں مانگتا۔"

چھوڑو!" زرتاشہ منہ پھیرتے ہوئے اس کے ہاتھ کو اپنی کمر سے ہٹانے لگی اور آزاد ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

جیسے ہی وہ مزاحمت کرتی ہے، دارار فوراً کروٹ بدل کر اس کے اوپر آجاتا ہے۔

اس کی تیزی پر زرتاشہ بس منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اتنی مہارت سے آیا تھا کہ اس کے پلو ایک بار پھر بری طرح الجھ گئے۔

زرتاشہ روہانسی ہو کر پلو کی طرف دیکھنے لگی اور اسے کھینچ کر آزاد کرنے کی کوشش کی، مگر وہ مزید الجھ گیا۔

دارار نے اسے دیکھ کر آہستہ سے خود کو سیدھا کیا، پلو کو نکالا اور اس کے جسم سے دور کر دیا۔

زرتاشہ نے سکھ کا سانس لیا، مگر فوراً ہی اس کے سینے میں منہ چھپا لیا۔

بیبی ڈک... اب چھپنے کا کیا فائدہ؟ چلو اب مجھے مناؤ تاکہ پھر تم جا سکو۔" دارار نے اس" کے بال سہلاتے ہوئے دھیرے سے کہا۔

کہاں جانا ہے ہمیں؟" زرتاشہ نے فوراً پوچھا۔"

"پہلے مجھے مناؤ، پھر بتاؤں گا۔"

"!ہم نے ابھی تو آپ کو منایا ہے"

"ایسے نہیں... جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے۔ پھر بتاؤں گا۔"

دارار نے ضدی انداز میں کہتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔

اچھا... آپ آنکھیں بند کریں۔" زرتاشہ نے کچھ دیر سوچ کر کہا۔"

"میری آنکھیں پہلے ہی بند ہیں، بے بی ڈک۔"

او ہو، ایسے نہیں...یہاں دیکھیں پھر بند کریں... آپ تو سو رہے ہیں!" وہ منہ بسورتی"

بولی۔

"!سائیں"

"نہیں سو رہا... کہو۔"

آپ جان بوجھ کر کر رہے ہیں! ہم آپ سے کتنی دفعہ معافی مانگ رہے ہیں مگر آپ جان"

بوجھ کر ایسے کر رہے ہیں۔ بلکہ آپ تو ہمیں معاف ہی نہیں کرنا چاہتے... ہم جا رہے ہیں

"!مورے کے پاس

یہ کہتے ہی زرتاشہ کی آواز ٹوٹ گئی اور آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔

دارار فوراً گھبرا گیا۔

یار کیا ہو گیا ہے؟ ایسے کیوں رو رہی ہو؟ میں تو ٹھیک تھا، بس آرام کر رہا تھا... تم رو تو"

"نہیں نا۔ اچھا چپ ہو جاؤ، میں ہٹ رہا ہوں... تم چپ ہو جاؤ۔

دارار بار بار مانتے ہوئے ہلکے تھکے لہجے میں بولا۔ اسے اب نیند کے جھٹکے آ رہے تھے۔ وہ

اس پر سے ہلکا سا ہٹ کر زبردستی اس کا ہاتھ چہرے سے ہٹاتا، اس کے آنسو صاف کرتا

بیڈ کی طرف کروٹ لیتے ہوئے لیٹ گیا۔

زرتاشہ جو اسے منانے کے لیے رونے کی ایکٹنگ کر رہی تھی، سوچ رہی تھی کہ اب وہ مان جائے گا۔ اسے واپس سوتا دیکھ کر وہ کچھ پریشان ہوئی۔

سائیں! "زرتاشہ نے پھر پکارا۔"

ہم..." دارار بس ہنکار بھر کر رہ گیا۔"

ادھر دیکھیں، ہمیں آپ سے بات کرنی ہے۔" زرتاشہ اس کا بازو پکڑ کر اسے سیدھا" کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی، جو اوندھے منہ سو رہا تھا۔

"زری... مجھے نیند آرہی ہے، سونے دو۔ کچھ دیر پھر تمہیں لے کر جانا ہے۔"

نہیں! ہم آپ کو سونے نہیں دیں گے۔ اٹھیں، ہماری بات سنیں۔ کیوں سو رہے تھے" "!آپ رات کو؟ اچھا ہوا، اب آپ کی سزا یہی ہے کہ آپ نہیں سوئیں گے

"زری!" دارار جھنجھلا کر اٹھ بیٹھا۔ "بولو، کیا بات ہے؟"

یہ بات ہے! "زرتاشہ فوراً اس کے گلے میں بازو ڈال گئی۔"

ہم پکا وعدہ کرتے ہیں، اب کوئی غلطی نہیں کریں گے اور نہ ہی آپ کو ناراض کریں" "گے۔ بس اس بار معاف کر دیں۔

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے بولی۔

دارار مسکراتے ہوئے اسے اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور اس کا ماتھا چومتا ہے۔

اگر میرا بچہ اتنے اچھے سے معافی مانگے گا تو کون گناہ گار اسے معاف نہیں کرے گا... مگر" "ایک شرط ہے۔ اگر وہ پوری کرو گی تو پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔

دارار نے نرمی سے اس کی ناک کی ٹِپ کو چھوتے ہوئے کہا۔

اچھا، کیا شرط ہے؟" زرتاشہ نے بڑے لاڈ سے اس کی شرٹ کے بٹن سے کھیلتے ہوئے"

پوچھا۔

"تم مجھے کس کرو، پھر بتاؤں گا۔"

اچھا... کیا؟" زرتاشہ پہلے تو اس کی بات سمجھ نہ سکی، پھر سمجھ آتے ہی فوراً چیخ کر پیچھے"

ہونے لگی۔

افو بے بی ڈک ! تم تو ایسے شرما رہی ہو جیسے پہلی بار کر رہا ہوں۔ میں نے تمہیں سکھایا تھا"

"نا... تو چلو، اب تمہاری ٹیسٹ کی باری ہے۔

دارار اطمینان سے اس کے لبوں کو ہلکا سا چھوتا ہوا بولا۔

نہیں ! نہیں ! " زرتاشہ فوراً نفی میں سر ہلاتی ہے۔ "ہمیں کوئی امتحان نہیں دینا ! نہ ہی جانا"

ہے ! آپ ہمیں کہاں لے جائیں گے؟ ہم نے معافی مانگ لی، آپ نے معاف کر دیا،

" ! اب آپ سوئیں، ہم کام کرنے جا رہے ہیں

وہ اسے کسی ٹیچر کی طرح سمجھا رہی تھی۔

:دارار خاموشی سے سنتا رہا، پھر دھیرے سے سر ہلاتے ہوئے بولا

چلو ٹھیک ہے... مگر جو میں نے کہا ہے وہ کرو، ورنہ بھول جاو کہ میں تمہیں وہ دوں گا جو"

"تمہارے اس فسادی لالا نے دیا ہے۔

دارار اس کی ساری باتیں قدرے اطمینان سے سننے کے بعد اسے سرے سے رد کر گیا۔ جبکہ زرتاشہ جو اس کی حرکت پر منہ پھلانے والی تھی، ریان کا ذکر سنتے ہی اس کے کان فوراً کھڑے ہوئے۔

"ہمارے لالا نے آپ کو کچھ دیا ہے تو پہلے بتانا تھا نا! اتنا ٹائم کیوں ضائع کیا؟"

زرتاشہ اس کی بات سنتے ہی فوراً پرجوش ہوئی اور تیزی سے بولتے ہوئے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اس کے لبوں کو چومتی پیچھے ہونے لگی۔ جب دارار نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالا تو پوری شدت سے اس کی سانسیں روکتے ہوئے اس کے لبوں پر قابض ہو گیا۔

وہ اس کی گردن پر دباؤ ڈالتا اس کے نچلے لبوں پر فوکس کرتا انہیں شدت سے چوم رہا تھا۔

جبکہ زرتاشہ اس کی اتنی شدت پر ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔

دارار اچانک اس کے لب چھوڑ کر اسے مزید اپنے قریب کر گیا۔

"! کِس مِی"

دارار اس کے لبوں پر اپنی مونچھیں رگڑتا بولا۔

ہوں؟" زرتاشہ نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا۔"

کس کرو مجھے۔" یہ کہتے ہوئے وہ دوبارہ اس کے لبوں پر جھک گیا، مگر اب اس کی گرفت" میں نرمی تھی۔ وہ اس کے لبوں کو نرمی سے چوم رہا تھا، اسے اپنا لمس محسوس کروا رہا تھا۔

اپنے سینے پر رکھے اس کے ہاتھ کو تھام کر اسے اپنے بالوں میں الجھا گیا۔ زرتاشہ اس کے بالوں میں اپنی پکڑ مضبوط کرتی اس کا ساتھ دیتی نرمی سے اس کے بالوں کو چھونے لگی۔ اس کی حرکت پر دارار نے اپنا عمل روکا اور اسے محسوس کرنے لگا۔ پھر اچانک زرتاشہ اس کے لبوں پر اسی کی طرح اپنے چھوٹے چھوٹے دانت گاڑ کر پیچھے ہوئی۔

اس کی حرکت پر دارار کی نظریں مزید خمار زدہ ہو گئیں۔ وہ اس کے عمل سے محو ہوتا اس کے چہرے پر اپنی ناک ٹِکاتا ہوا اس کی کان کی لو پر اپنے لب رکھ گیا۔ جب اس کے عمل میں اس کے پہنے جھمکوں نے خلل پیدا کیا تو وہ پیچھے ہو کر وہاں اپنے لب رکھ گیا۔

"کبھی کبھی مجھے تمہاری معصومیت پر شک ہوتا ہے، مگر پھر اگلے ہی لمحے تمہاری معصوم حرکتیں اور تمہاری شفاف نظریں مجھے پوری شان سے غلط ثابت کر دیتی ہیں، اور میں خود ہی ندامت کا شکار ہو جاتا ہوں۔"

"مجھے پتا ہے میرے بچے کو بگاڑنے میں ہاتھ میرے واحد دشمن (ریان خان) کا ہے، مگر تمہاری اس معصومیت کو برقرار رکھنے کے لیے میں اس کا شکر گزار رہوں گا۔"

دارار بار بار اس کے رخسار چومتا بولا۔

زرتاشہ اس کی بات کو کیا سمجھتی، وہ ابھی تک اپنے بے خودی میں کیے گئے عمل کی ضد میں تھی اور کوئی جواب نہ دیا۔

اسے خاموش دیکھ کر وہ آستین کی ڈوری کھولتا اس کے دودھیا بازوؤں پر ہاتھ پھیرتا اس کی گردن پر جھک گیا۔

وہ فوراً کروٹ بدل کر اسے بیڈ پر لٹا کر ایک بار پھر اس پر سیاہ فِقن ہو گیا اور بار بار اس کی گردن کو چومنے لگا۔

وہ اس کی دوسری ڈوری کھول چکا تھا جس سے بلاوز مزید ڈھیلا اور بے ترتیب ہو گیا تھا۔

دارار نے خمار زدہ نظروں سے اسے دیکھا، پھر مٹھیاں دبوچتی آنکھیں بند کیے وہ تیز سانسیں لے رہی تھی۔

وہ اس کے گلے کی رگوں پر جھک کر اس کی دھڑکن کو محسوس کرنے لگا۔

زرتاشہ نے تڑپتے ہوئے اس کے بالوں میں ہاتھ الجھا کر اسے روکنے کی کوشش کی۔

جبکہ اس کی پکڑ اپنے بالوں پر سخت ہوئی دیکھ کر وہ خود پر بندھ باندھتا، ایک آخری بار اس کی دھڑکنوں کے ساتھ مزید جسارت کرتا، اس کی بلاؤز ٹھیک کرتا اس کی گردن پر چہرہ چھپا گیا۔ وہ اس کے بدن کی خوشبو اپنے اندر اتارتا خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

جبکہ زرتاشہ جو اسے پٹڑی سے اترتا دیکھ کر اپنی سانسیں روکے اس کی جان لیوا قربت کے لیے خود کو ذہنی طور پر تیار کر رہی تھی، اس نے سکھ کا سانس لیا۔ مگر پھر اپنی گردن پر اس کا لمس محسوس کرتے ہی اسے ابھی بھی اپنے اردگرد خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئی، مگر وہ اپنی عافیت جانتے خاموش رہی۔

"جانم سائیں!"

کافی دیر مسرور کن خاموشی کے بعد دارار نے اسے پکارا۔

ج... جی!""

ہمیشہ کی طرح اس طرح پکارنے پر زرتاشہ کا دل عجیب سے انداز میں دھڑکا تھا، جسے دارار نے اپنے دل کے مقام سے کچھ اوپر بخوبی محسوس کیا تھا۔

وہ اپنی منتشر ہوتی دھڑکنوں کو قابو کرنے کی ناکام کوشش کرتی لڑکھڑاتے لہجے میں اسے جواب دے گئی۔

"میرے بالوں میں ہاتھ چلاو۔"

وہ ہنوز اس کی گردن میں چہرہ چھپائے فرمائش کر گیا۔

جبکہ اس کی فرمائش سنتے زرتاشہ مسکراتے ہوئے اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتی کچھ لمحے رکی، پھر اس کی نیند خراب ہونے کا سوچ کر آہستہ سے اپنی چوڑیاں اتارنے لگی۔

دارار، جو پہلے ہی اس کے نرم ہاتھوں کے لمس سے پر سکون ہو کر کچھ دیر سونے کا سوچ رہا تھا، اچانک چوڑیوں کی کھنک سنتے ہی فوراً چہرہ اٹھا گیا۔

"یہ کیا کر رہی ہو؟"

وہ اسے چوڑیاں اتارتا دیکھ کر فوراً اس کا ہاتھ تھام گیا۔

"وہ... ہم انہیں اتار رہے تھے، آپ کی نیند خراب ہو جائے گی ان کی آواز سے۔"

وہ کچھ پریشانی سے جواب دے گئی، نا جانے اسے اچانک کیا ہوا۔

"نہیں اتارو۔ ان کی آواز ہی میری نیند کا ذریعہ ہے۔ تم سے جڑی کوئی چیز مجھے تنگ نہیں کر سکتی۔"

وہ اپنی بات کہتا شدت سے اس کے لب چوم گیا۔

"اب کچھ دیر سو جاؤ، پھر ہم نے کہیں چلنا ہے۔"

دارار اسے خود سے لپٹاتا اس کا پلو درست کرتا، خود تکئے پر سر رکھتے ہوئے اسے اپنے سینے پر گرا گیا۔

"سو جاؤ میرے جانم سائیں، رات بھی نہیں سوئی تھی تم۔"

دارار اس کا سر اپنے سینے پر رکھتا اس کے گرد حصار تنگ کر گیا اور پیر سے کمفرٹر ڈھانپ دیا۔ اے سی کو تیز کر گیا۔

جب آپ کو پتا تھا میں رات سوئی نہیں ہوں تو صبح ہی کیوں نہیں آئے؟

تمہارے لیے ہی گیا تھا میرے بچے... اب یہ مت پوچھنا کہاں۔ ابھی سو جاؤ، مجھے نیند آرہی ہے۔"

دارار اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتا کچھ ہی لمحوں میں نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔

اسے سوتے دیکھ زرتاشہ نے بھی آنکھیں موند لیں، رات اس کی بھی آنکھوں میں گزر گئی تھی۔

چلیے لالا، آپ کا اور میرا سفر بس یہی تک کا تھا، آگے کی جنگ آپ نے خود لڑنی ہے۔

داعود اپنی گاڑی حویلی کے پورچ میں پارک کرتا اس کے قریب آکر بولا۔ جو خود بھی اپنی گاڑی پارک کر کے نکلنے کی تیاری میں تھا۔ اس سے پہلے علیار اسے کوئی جواب دیتا، وہ تیزی سے حویلی کے اندر داخل ہو گیا مگر راستے میں درخشہ کو باہر بھیجنا نہیں بھولا۔

علیار نے دانت پیستے اس کی پھرتی دیکھی جو کب سے اس کا خون جلا رہا تھا۔ وہ ایک نظر آنکھیں موندے ٹیک لگا بیٹھی زارا کو دیکھتا، گاڑی سے اترتا زور سے دروازہ بند کر گیا۔

اس کے اچانک یو تیز دروازہ بند کرنے پر زارا جو درد محسوس نہ ہونے پر سکون سے آنکھیں بند کیے تھی وہ ہڑبڑا کر اٹھی جیسے اس کی نس میں کچھ پڑا اور وہ سسکتے ہوئے اپنی کمر تھام گئی۔

علیار جو اسے چھوڑ کر اندر جانے کا ارادہ رکھتا تھا اسے دیکھ کر رک گیا کیونکہ درخشہ اس کی تائی جان اور مورے کی خاص ملازمہ تھی۔ وہ ان سے جڑی ہر چیز کا خیال رکھتی تھی اور ابھی بھی یہی ہوا۔ وہ جو اپنی دھن میں آ رہی تھی زارا کی سسکی سنتے ہی تیزی سے اس کے قریب پہنچی اور دروازہ کھول دیا۔

بھابھی آپ ٹھیک تو ہیں؟ بھائی آپ کھڑے ہیں دیکھو بھابھی کو کیا ہوا ہے ہم بی بی جی کو بتاتے ہیں۔"

درخشہ زارا کو اپنی کمر پر ہاتھ رکھے سسکتے دیکھ کر پریشانی سے علیار کو کہتی اندر جانے لگی۔

نہیں، رکوں درخشہ، میں خود زارا کو اندر لے کر جا رہا ہوں۔ تم پیچھے سے دوائی نکالو، اسے“
چوٹ آئی ہے، آرام کرے گی تو ٹھیک ہو جائے گی۔ میں اسے اندر لے کر آرہا ہوں۔ چلو
”نکلو باہر۔

علیار درخشہ کو اندر جاتے دیکھ کر اس سے بے تاثر لہجے میں بولا۔

زارا اس کے لہجے کی اکتاہٹ نوٹ کرتے خود ہی اترنے لگی۔ ابھی وہ ایک قدم آگے لیتی ہے کہ اسے شدید تکلیف کا احساس ہوا اور وہ وہیں گاڑی کے پیر رکھنے والی جگہ پر بیٹھ گئی۔

علیار نے پریشان ہو کر اسے دیکھا جس کا چہرہ درد سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ جھٹکے سے جھکا اور اسے بانہوں میں اٹھا لیا۔

زارا بھی بغیر کسی مزاحمت کے اس کے گردن میں ہاتھ ڈال کر اس کے سینے سے سر لگا گئی۔ اس میں مزید طاقت نہیں تھی جو وہ اپنی عزتِ نفس کا جھنڈا لہراتی۔

علیار اسے لیے زنان خانے میں داخل ہوا۔ جب ساری تیاری ختم کرتی وردہ اوپر جا رہی تھی، ان کی نظر علیار اور زارا پر پڑی۔ پھر انہیں یاد آیا کہ درخشہ بھی تو ابھی کچھ دیر پہلے ہاتھ میں کوئی سامان لیے اوپر کی طرف گئی تھی۔

وہ تیزی سے علیار کے قریب آئیں۔

”علی! زارا کو کیا ہوا؟“

انہوں نے پریشانی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں مورے، بس کمر میں چوٹ ہے۔ کچھ دن آرام کرنے کو کہا ہے ڈاکٹر نے، پھر ٹھیک ہو جائے گی۔"

"لالا ایسی باتیں نہ کریں، چچی جان کو صحیح صحیح بتائیں کیا ہوا تھا۔ بلکہ آپ رہنے دیں، میں بتاتا ہوں۔"

علیار مختصر بات کرتا جلدی سے وہاں سے نکلنا چاہتا تھا جس پر درخشہ وہیں سے وردہ سے مخاطب ہوئی۔

جب زارا اس صورتحال میں خود کو بری طرح پھنسا ہوا محسوس کر رہی تھی، اس کا چہرہ شرم اور خفت سے سرخ ہو گیا اور کوئی راستہ نہ پا کر وہ مزید اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

"پیاری چچی جان، آپ کی بھابھی گر گئی تھی جس کی وجہ سے ان کی کمر میں گہری چوٹ آئی ہے جو دیر سے جائے گی۔ مگر ڈاکٹر نے لالا کو کہا ہے کہ کسی کے بھاری ہاتھ سے ان کی مالش کروائی جائے۔ لالا آپ جلدی بھابھی کو کمرے میں لے جائیں، دیکھیں بچی کا چہرہ تکلیف سے سرخ ہو گیا ہے۔"

درخشہ وردہ کو ڈاکٹر کی باتیں بتاتی ہے۔

علیار اسے بری طرح گھور بھی نہیں سکا۔ وہ اس کی مورے کے گرد ہاتھ پھیر کر انہیں صوفے پر بٹھاتا ساری تفصیل دینے لگا۔

علیار تو اس کی حرکتوں پر اپنا سر پکڑ گیا۔

"لالا آپ جائیں، میں نے درخشہ سے کہہ کر دوا اور مالش کا تیل روم میں رکھوا دیا ہے۔"

"!علی"

"جی مورے۔"

ابھی علیار اسے لے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا جب وردہ نے اسے پکارا۔

بیٹا اس کی اچھی طرح مالش کرنا تاکہ بچی سو جائے۔ ہم خود کر دیتے مگر تم جانتے ہو اپنی" ماں کی طبیعت۔ اور اسے دوائی بھی دے دینا تاکہ وہ کچھ دیر آرام کر لے۔ پھر تم دونوں تیار ہو کر نیچے آجانا۔ میں نے تم دونوں کے کپڑے کمرے میں رکھوا دیے ہیں۔ اور علی، اس کی تیار ہونے میں مدد کر دینا کیونکہ میں نیچے کے کام دیکھ رہی ہوں گی۔ مجھے تمہاری "طرف سے کوئی لاپرواہی نہیں چاہیے۔

وردہ اسے سمجھاتی واپس صوفے پر بیٹھی داعود سے مزید تفصیل لینے لگی۔

علیار اسے کمرے میں لایا اور احتیاط سے بیڈ پر لٹایا، پھر فریش ہونے چلا گیا۔ وہ جلدی سے نہا کر باہر آیا تو دیکھا وہ آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔ اسے دیکھ کر ہی لگ رہا تھا کہ وہ اپنا ضبط برقرار رکھنے کی کوشش کر رہی ہے۔

علیار تولیہ صوفے پر پھینکتا اس کے قریب ہی جگہ بنا کر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا ہے؟ زیادہ درد ہو رہا ہے؟"

علیار نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کا جسم تکلیف کی وجہ سے گرم ہو رہا تھا، شاید بخار دوبارہ بڑھ رہا تھا۔

علیار اس کی حالت دیکھ کر اسے اوندھے منہ لٹا گیا۔

"علی! کیا کر رہے ہیں؟ رہنے دیں، میں خود کر لوں گی۔"

زارا اسے خود کو اتنی آسانی سے اوندھے منہ لٹاتا دیکھ کر بولی۔ وہ بغیر اس کی بات سنے تیل کی بوتل کھولتا ہوا ساتھ ہی اس کی قمیض کی زپ بھی کھول چکا تھا، مگر اس کی حالت اتنی خراب تھی کہ وہ مزاحمت نہ کر سکی۔

زارا یہ ایسے نہیں لگے گا، قمیض اتارنی پڑے گی۔ بلکہ ایک کام کرو میری کوئی ٹی شرٹ" "پہن لو، پھر آسانی ہو جائے گی۔ تم رکو، میں لاتا ہوں۔

وہ اس کی بات سنے بغیر ڈریسنگ روم میں چلا گیا، جبکہ زارا ابھی تک اس کے پچھلے عمل پر ہی سکتے میں تھی۔ اس کی دوسری بات سنتے ہی اس کا دماغ جیسے بھک سے اڑ گیا۔

وہ کچھ دیر بعد اپنی بلیک ٹی شرٹ لے کر واپس آیا۔

کمرے کی لائٹس مدھم کر کے نائٹ بلب آن کیا، پھر بیڈ پر بیٹھ کر بغیر کسی مزاحمت کے اسے سیدھا کر کے بیٹھایا، اس کی قمیض اتار کر ٹی شرٹ پہنا دی۔ پھر اسے دوبارہ اوندھے منہ لٹا دیا۔

اس کی اس حرکت پر زارا کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کا سارا خون چہرے کی طرف آگیا ہو۔

اصل تکلیف اسے تب ہوئی جب وہ اپنے بھاری ہاتھ سے اس کی کمر پر دباؤ ڈال کر تیل لگانے لگا۔

"علیار... رہنے دیں... رہنے دیں... اس طرح بہت درد ہو رہا ہے۔"

زارا اپنی تکلیف میں ادھر ادھر سر ہلاتے ہوئے بولی۔

علیار نے کافی پریشانی سے اس کی طرف دیکھا۔ کمر کے ایک حصے پر کافی بڑا نیلا نشان تھا جہاں خون جم چکا تھا۔

وہ پریشانی سے اسے دیکھ رہا تھا جبکہ زارا آنسوں سے رو رہی تھی۔

"تھوڑا سا درد برداشت کر لو، ابھی میں ایسے مالش کر رہا ہوں گا، پھر آرام آجائے گا۔"

علیار اسے سمجھاتا ایک بار پھر مالش کرنے لگا۔

"نہیں نہیں... نہیں... تھوڑا درد نہیں ہے، چھوڑ دیں، آپ خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔"

اس سے پہلے وہ ہاتھ ہٹاتی، زارا زور سے چیخ پڑی۔

"زارا، بس! اگر تمہاری آواز نکلی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ ورنہ تمہارا یہ درد میں اپنے طریقے سے نکالوں گا، جو تمہاری صحت کے لیے بالکل ٹھیک نہیں ہو گا۔"

وہ بے باکی سے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتا، جھک کر اس کے کان میں بے باک سرگوشی کرتا اس کے بلاؤز کا ہک کھول گیا۔

"علی!"

زارا نے مزاحمت کرتے اسے روکنا چاہا۔

"آرام سے لیٹی رہو، کچھ نہیں کر رہا۔ تمہیں وائٹ پہننے کس نے کہا تھا؟ اب خراب ہو جائے تو مجھ سے گلا نہ کرنا۔"

علیار اس کے بلاؤز کے کلر پر چوٹ کرتا بولا۔

"...و... وہ"

"! اب یہ وہ وہ کیا لگا رکھی ہے، بولو"

"وہ آپ نے سارے خراب کر دیے ہیں، بس یہی بچا تھا۔"

زارا نے لال بھبھو کا چہرہ لیے اسے کہتے ہوئے اپنا منہ تکیے پر چھپا لیا۔

علیار کو پہلے اس کی بات سمجھ آئی تو وہ طنزیہ انداز میں مسکرایا۔

"تو تم پہلے مجھے نہیں بتا سکتی تھیں؟ میں شہر سے لا دیتا۔"

علیار نے اسے مزید بات کرنی چاہی مگر وہ خاموش رہی۔ اسے خود ہی اپنی حرکت پر حیرت ہوئی کہ اسے کیا ضرورت پڑی ہے اس کی ذاتی چیزوں کی فکر کرنے کی۔ وہ ایک بار پھر اپنی منفی سوچ کو ترجیح دے گیا، بغیر یہ سوچے کہ اس کا اس پر کیا اثر پڑے گا۔

وہ اس کی مالش کرتا، اسے گولی دے کر لٹاتا اور خود بھی اس کے برابر بیڈ پر سو گیا، جب کہ زارا ابھی بھی پریشانی سے کروٹ کے بل لیٹی تھی۔ اس کے چہرے پر تکلیف نمایاں تھی۔

وہ خود ہی نیچے سے اپنا ہاتھ گزارتا اس کا سر اپنے سینے پر رکھ لیتا ہے۔ ایک ہاتھ سینے پر اور دوسرا اپنے کندھے پر رکھتا، اس پر کمفرٹر ڈال دیتا ہے۔

"زری ! اٹھ جاؤ، تیار ہو جاؤ، ہمیں جانا ہے۔"

دارار ایک بار پھر اسے اٹھانے کی ناکام کوشش کرتا بولا جو ایسے سوئی تھی جیسے برسوں کی نیند ہو۔

"زرتاشہ! !"

دارار اس کے قریب جا کر تیز آواز میں پکارتے ہوئے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھا کر بیٹھا چکا تھا۔

درخشہ کے دروازہ بجانے پر وہ کھلی جو اسے دائی کا پیغام دینے آئی تھی۔ ٹائم اس وقت ساڑھے پانچ ہو رہا تھا اور زرتاشہ کو ڈراپ کر کے واپس آنا تھا۔

"سائیں کیا ہے، سونے دیں ہمیں، ہم کہیں نہیں جا رہے۔ ایک کام کریں آپ بھی تھوڑی دیر اور سو جائیں۔"

"اٹھو فوراً، سونا کبھی مت دوبارہ، ورنہ میں تم پر پانی ڈال دوں گا۔ چلو جلدی، تمہیں تمہارے لالا کے پاس چھوڑنا ہے۔"

دارار اس پر کمفرٹر ہٹاتا بولا اور یہی اس کی غلطی تھی کیونکہ اس کا پلّو بے ترتیب ہوتا نا جانے کہاں الجھا ہوا تھا اور بلاؤز بھی کافی گہرے گلے ہونے کی وجہ سے اس کی گردن کی جھلک نظر آ رہی تھی۔

دارار اس پر سے نظریں ہٹاتا اپنا لایا ہوا شاپنگ بیگ کھولنے لگا جب زرتاشہ کی نیند اس کی بات پر بھک سے اڑ گئی۔

"کیا؟ لالا کے پاس؟"

"ہاں، تم نے وہاں نکاح میں شرکت کرنی ہے۔ چلو اب جلدی تیار ہو، یہ لو کپڑے۔"

دارار اس کا حیرانی سے کھلا منہ دیکھ کر اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے بولا۔

یہ کپڑے؟ مگر مورے نے تو ہمارے کپڑے بنوائے تھے۔ یہ کپڑے کون لایا ہے، آپ"

"لائے ہیں سائیں؟

زرتاشہ اپنے سامنے رکھے شاپنگ بیگ کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"زری تم ایسے سوال کیوں پوچھتی ہو؟ اور کون لائے گا؟"

"ہم پوچھتے ہیں ایسے سوال، اور ہمارے لالا کو ہمارے سوال بہت معصومانہ لگتے ہیں۔"

وہ ایک ادا سے بولی۔

"معصومانہ کا تو نہیں پتا میری جان، مگر یہ بے وقوفانہ ضرور ہے۔"

اس کی بات پر زرتاشہ کا منہ بن گیا۔

"جائے اب ہم آپ سے بات نہیں کریں گی، کسی عقلمند سے بات کریں گے آپ۔"

وہ فوراً روتی آنکھوں میں لبالب پانی لیے بولی۔

"زری میں تو مذاق کر رہا تھا یار، تم رونے کیوں لگ گئی؟"

دارار اسے زبردستی اپنے ساتھ لگاتا بولا جو منہ پھلاتے ڈریسنگ روم میں جا رہی تھی۔

نہیں آپ جان بوجھ کر بول رہے تھے، ہمیں سب پتا ہے۔ چھوڑیں ہمیں، ہم ابھی جا"

"کر لالا کو آپ کی شکایت لگائیں گے کہ آپ نے ہمیں بے وقوف کہا ہے۔

وہ اپنے ہاتھ آزاد کرواتے مزاحمت کرتے بولی۔

”یا اللہ ! میں نے ایسا کب کہا؟ میں نے تو کہا ہے میرا بے بی ڈک بہت معصوم اور
کیوٹ ہے۔“

وہ اسے گود میں اٹھاتا صوفے پر بیٹھ کر اس کے گال کو چومتا بولا۔

”جی نہیں، آپ نے صاف صاف ہمیں بے وقوفانہ کہا تھا۔“

زرتاشہ اس کے فوراً مکرنے پر حیرت زدہ ہو کر بولی۔

”اچھا سب چھوڑو، تم میری سپرہاٹ بے بی ہو۔“

دارار زبردستی اس کے لب چومتا بولا۔

”ہم کوئی بات کو چھوڑیں گے نہیں، ہم ہم ہیں سمجھے آپ؟ اور آپ اب ہمیں باہر بھیجیں
تاکہ ہم عقلمند سے چالاک بن سکیں۔“

زرتاشہ اس کی پہنچ سے ہاتھ چُھڑاتے ہوئے بولی۔

”باہر؟ باہر کہاں؟“

دارار اس کی بات پر ناسمجھی سے بولا۔

”باہر جو لوگ جاتے ہیں پڑھنے، پھر بڑے امیر آدمی بن کر آتے ہیں۔ آخر ہم بھی آپ سے
شادی کے لیے اسی وجہ سے مانے تھے، لالا نے کہا تھا آپ بھی باہر سے آئے ہیں۔“

زرتاشہ اس کے کرتے کے بٹن سے کھیلتے ہوئے بولی۔

”تو تم نے مجھ سے شادی صرف اس لیے کی تھی کہ میں فورن ریٹرن ہوں؟“

اس کی بات پر دارار کا منہ کھل گیا۔

"اور نہیں تو کیا؟ آپ کی تصویر تھوڑی دیکھی تھی۔ اب آپ شکر کریں آپ کو حوروں جیسی بیوی ملی ہے، وہ بھی فری میں۔"

زرتاشہ اب اس کی داڑھی سے کھیلتے ہوئے احسان جتانے والے انداز میں بولی۔

"جانم! تمہاری پہلی بات سے تو میں اتفاق کرتا ہوں کہ مجھے حوروں جیسی بیوی ملی ہے، مگر دوسری بات کا کیا مطلب فری میں؟"

"لونا! آپ کوئی بینڈ باجا لے کر آئے نہی، ہم مایوں بیٹھی ہیں۔ اتنی رسمیں ہوتی ہیں، سب میں پیسے ملتے ہیں۔ کچھ بھی تو نہیں ہوا۔ ایک گھنٹے پہلے ہی بول دیا شادی ہے۔ اب بتائیں ہم کیا کہیں آپ کی اس بات کو؟"

زرتاشہ اسے انگلی میں ایک ایک چیز گنواتے بولی۔

"کچھ مت کہو، تم کل ساری رسموں کے پیسے کا حساب کر کے رکھنا، میں دے دوں گا۔"

"اور رہی بات تصویروں کی تو تم دعا کی شادی پر بنوا لینا۔ اب چلو جلدی تیار ہو، پہلے ہی دیر ہو گئی ہے۔"

"ویسے ایک اور بات بھی ہے، مگر وہ میں تمہیں رات میں کر کے دکھاؤں گا۔"

دارار اس کے کان میں جھک کر رومانوی انداز میں بولا۔

"ابھی بتا دیں، ہمارے پیٹ میں درد ہو گا۔"

"اچھا، تمہیں اگر یہ پتا ہے کہ باہر جانے والے لوگ عقلمند ہوتے ہیں تو یہ نہیں پتا کہ باہر کے لوگوں کا رومانس بھی الگ ہوتا ہے۔ خیر تم پریشان نہ ہو، میں اپنے بے بی ڈک کو فورن

ریٹرن لوگوں کے رومانس کے بارے میں سب بتا دوں گا۔ ہاں اب تم تیار ہو جاؤ، تمہارا
"بھائی تمہارے بغیر نہیں آنے والا۔

روح حیات 11

از قلم مسکان خان

"آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں نا؟ ایسا کوئی ہوتا نہیں۔"

زرتاشہ نے اس کی بات پر سہمی ہوئی کہا۔

لو بھلا، میں تم سے جھوٹ کیوں بولوں گا؟ خیر وہ تمہیں رات کو ہی پتا چل جائے گا، مگر"
"میں سوچ رہا تھا تمہارا نام بدل دوں۔

دارار اس کا خوف زدہ منہ دیکھ کر بات ٹال گیا۔

"کیوں؟ ہمارے نام کو کیا ہوا ہے؟ اچھا تو ابھی تو آپ کو اتنا پسند تھا؟"

زرتاشہ نے حیرانی سے پوچھا۔

بلکل بہت اچھا ہے اور مجھے بہت پسند بھی، مگر جب میں نے تمہارا وہ نام تمہیں پہلی"
نظر میں دیکھ کر رکھا تھا ۔ 'بیبی ڈک' ۔ کیونکہ مجھے لگا تھا میرے بچے کو بولنا نہیں آتا، مگر
"اب لگ رہا ہے میں غلط تھا، تمہاری تو پیر پر ہی بند نہیں ہوتی۔

دارار اس کے ہونٹ چٹکی میں مسلتا بولا۔

"آپ کو ہمارے بولنے سے مسئلہ ہے؟"

دارار کو یوں کھل کر اپنے بولنے پر چوٹ کرتا دیکھ اس کا دل کرچی کرچی ہو گیا۔

"زری ! ارے میرا بچہ، تم ناراض کیوں ہو رہی ہو؟ تمہارے بولنے سے ہی رونق ہے، ورنہ اس کمرے کی دیواریں صرف دو ہی آوازوں سے واقف تھیں — ایک میری دھاڑ اور دوسری میری مدھم چلتی سانسوں کی دھمک۔ بس، مگر پھر تم آئی ہو اور ان دیواروں کو بہت کچھ ایسا سننے کو ملا ہے جو شاید کبھی کسی نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ میں صرف تمہیں دیکھ کر ہی مسکراتا ہوں، باقی سب مجھے سڑا ہوا سردار کہتے ہیں، اور یہ سڑا ہوا سردار صرف اپنی سرداری کے لیے ہی سڑا ہوا نہیں ہے۔"

داراراس کی ناک کے ساتھ اپنی ناک سہلاتا بولا۔

"چلیں ہم فی الحال آپ کی یہ بات مان لیتے ہیں کہ آپ مزاق کر رہے تھے، مگر ہمیں ایسا مزاق اچھا نہیں لگتا سائیں۔"

زرتاشہ اپنا غصہ دباتے اس کے سینے پر ٹھوڑی رکھ کر بولی۔

"اچھا میرے بچے کو اچھا نہیں لگے گا؟ وہ میں نہیں کروں گا، بس اب تیار ہو جاؤ، واقعی دیر ہو گئی ہے۔"

داراراس کے گال کھینچتا اسے کپڑے تھماتا خود اپنی چیزیں دیکھنے لگا۔

"سائیں وہ ان سارے بیگز میں کیا ہے؟"

زرتاشہ صوفے پر پڑے دوسرے بیگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"تمہارے لیے پٹھانی فراکس ہیں۔"

دارار اپنی چیزیں سمیٹتا ڈریسنگ روم میں جانے سے پہلے بولا۔

جلدی تیار ہو جاؤ، اگر میرے نکلنے تک تم تیار نہیں ہوئی تو تمہارا جانا کینسل، میں ریان کو "کہہ دوں گا تم بہت دیر کر رہی تھیں۔"

"ہو رہے ہیں، ہو رہے ہیں، ہم تیار!"

اس کی دھمکی پر زرتاشہ تیزی سے ہاتھ چلاتے ہوئے بولی۔

"زارا اٹھو، دیر ہو جائے گی۔"

علیار اس کے کپڑے ڈریسنگ روم میں رکھتے ہوئے بولا۔

"ج... جی اٹھ گئی ہوں۔"

"چلو شاور لے لو، وائٹ ڈریس ہے اور تمہیں تیل لگایا ہے، نہا لو بہتر فیل کرو گی۔"

علیار زارا کو تھام کر واش روم میں لایا اور اسے درمیانے سائز کے اسٹول پر بیٹھا دیا۔

"تم خود کر لو گی یا میں ہیلپ کروں؟"

وہ اسے بمشکل اسٹول پر بیٹھے دیکھ کر بولا۔

"ہم کر لیں گے۔"

زارا نے فوراً سٹپٹاتے ہوئے کہا۔

"اچھا، یہ لو شیمپو کر لو۔"

علیار اسے شاور ٹیپ پکڑا کر شیمپو کی بوتل کھول کر اس کے ہاتھ میں دے گیا۔

زارا بمشکل ہاتھ اٹھا کر سر تک لے گئی تھی جب علیار نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

”رہنے دو، جب تکلیف ہو رہی ہے تو مجھے کرنے دو۔ ویسے بھی یہیں رکو۔“

علیار کچھ سوچ کر واپس آیا اور اسے گود میں اٹھا کر شاور کے نیچے لے آیا۔

اور درست اردو میں ٹھیک کیا ہے، معنی proofread میں نے تمہارا دیا ہوا متن صرف

:اور انداز وہی رکھا ہے

وہ اسے خالی باتھ ٹب میں ٹیک لگا کر بٹھاتا، اس کی گردن کے نیچے تولیے کا رول بنا کر رکھ دیتا اور اس کے سارے بال باہر کی طرف کر دیتا۔

وہ خود اس کے بال دھوتا، ان کا سارا پانی نکالتا اور اس کے بالوں میں کنڈیشنر لگاتا، اس کا ہاتھ شاور کے ساتھ لگتا رہتا ہے۔

زارا بس خاموشی سے اس کی تمام ترکارروائی دیکھ رہی تھی۔ تکلیف اور بخار نے اس کی مزاحمت کرنے کی ہمت ہی ختم کر دی تھی۔

علیار باتھ ٹب بھرتا دیکھ شاور بند کر گیا۔

وہ بغیر اسے کچھ بولے اس کے پیچھے آتا، ہاتھ سامنے لا کر اس کی ٹی شرٹ اتار گیا۔ پھر وہ اس کے بلاؤز کا ہوک کھولتا ہوا اسے بھی ٹی شرٹ کے ساتھ رکھ گیا۔

”!ٹراؤزر دو“

علیار چہرہ دوسری طرف کرتے ہوئے بولا۔

ان کے ازدواجی تعلقات پہلے ہی تھے مگر وہ زارا کو اتنا تو جانتا تھا کہ اس کی اتنی بے پردگی پر وہ دوبارہ کبھی اس سے نظریں نہیں ملا پائے گی، اور نہ ہی وہ خود اپنی پشت اس کی طرف کرتا۔

اس نے صابن اسے پکڑا دیا۔

زرآ بس اس کی بات پر کافی حد تک پریشان تھی، مگر خاموش رہی۔

وہ اسے ٹراؤزر پکڑاتا ہے اور فوراً باتھ میں بابل سوپ ڈال دیتا ہے جس سے پورا پانی جھاگ جھاگ ہو جاتا ہے اور اس کا برہنہ وجود گردن تک چھپ جاتا ہے۔

"یہ لو۔"

علیار اسے لوفہ اور شاور جیل پکڑاتا ہے اور خود باہر اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگتا ہے۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس اندر آیا تو زارا کو اپنی آنکھیں نیچے کیے، پشت کی طرف ہاتھ لے جاتے دیکھ کر وہ معاملہ سمجھ گیا۔

"تم مجھے بلا سکتی تھی، میں باہر ہی تھا۔"

علیار اس کے قریب آ کر بولا۔

اگر بار بار تم اپنی چوٹ کے باوجود حرکت کرو گی تو یہ جلدی ٹھیک نہیں ہوگی، بلکہ مزید" "تکلیف ہوگی۔

وہ لوفہ پر شاور جیل لگا کر اس کی پشت کو آہستہ آہستہ صاف کرتا رہا، پھر لوفہ اسے تھما دیا۔

"بس ! ہو گیا، اور بھی نہانا ہے؟"

علیار نے باتھ ٹب کا پانی ڈرین کرنے سے پہلے تصدیق چاہی۔

زرآ نے فوراً نفی میں سر ہلا دیا۔

علیار نے اسے باتھ روب پکڑایا تاکہ وہ خود کو ڈھانپ لے۔

"پہن لیا؟"

"ج... جی۔"

زارا نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا ہر عمل اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر رہا تھا۔ ایک عجیب سی کیفیت اس کے اندر طاری تھی۔ دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑ دے، چیخے، چلائے، مزاحمت کرے—وہ اب کیوں اس کی اتنی فکر کر رہا تھا، جبکہ وہ اسی کی وجہ سے اس حال میں تھی؟

پھر اس کا یہ بدلتا رویہ اسے مزید الجھا رہا تھا۔

وہ اپنے ہر عمل سے اسے خود سے دور ہوتا محسوس کر رہی تھی۔

زارا نم آنکھوں سے بس اتنا ہی سوچ سکی۔

وہ اس کے بارے میں کوئی منفی سوچ اپنے ذہن میں آنے بھی نہیں دیتی تھی۔ کیا سزا تھی اس کی کہ وہ اسے اتنا بے لوث چاہنے لگی تھی، یا شاید اس نے اسے چاہا ہی نہیں

تھا—وہ بس اپنے محرم کی محبت میں پاگل تھی، جس کی سزا شاید اسے زندگی بھر بھگتنی تھی۔

علیار کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ فوراً نفی میں سر ہلاتی اور اپنا چہرہ جھکا گئی۔

وہ اسے ڈریسنگ روم میں لے گیا اور اس کے کپڑے اور ساتھ ایک شاپنگ بیگ بھی پکڑا دیا۔

زارا اپنے کپڑے ہینڈل میں تھامے جھجکتے ہوئے شاپنگ بیگ تھام گئی۔

"اس میں کیا ہے؟"

وہ شاپنگ بیگ کو دیکھتے ہوئے علیار سے پوچھنے لگی۔

جس کی تمہیں ضرورت تھی، اب چینج کر لو۔ اگر کوئی مشکل آئے تو میں یہیں کھڑا ہوں۔"

علیار اسے بیگ سے متعلق بتاتا ہوا خود دروازے کے ساتھ رخ موڑے کھڑا ہو گیا۔

جب زارا نے جھجکتے ہوئے بیگ کھولا تو خفت سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے شرمندگی سے علیار کی پشت کو دیکھا۔

بیگ میں اس کی پرسنل چیزیں تھیں۔

وہ سارے کپڑے پہلے ہی پہن چکی تھی، صرف قمیص کی زپ بند نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ بہت ڈیپ تھی۔ کوئی اور راستہ نہ پاتے ہوئے اس نے علیار کو ہی بلانا بہتر سمجھا۔

"...علی"

"ہاں؟"

"یہ... یہ زپ بند کر دیں۔"

وہ دیوار کے سہارے کھڑی ہوتے ہوئے اس کی طرف پشت کیے بولی، اور اس بات پر اس کا چہرہ مزید سرخ ہو گیا۔

علیار اس کی کھلی زپ کو دیکھتا ہوا آگے بڑھا، اس کے بال کندھے کی طرف کرتے ہوئے اس کی زپ بند کر دی۔

پھر وہ اسے تھامتے ہوئے کمرے میں لایا اور ڈریسنگ روم کے سامنے بیٹھا دیا۔

"تم تیار ہو جاؤ، میں بھی تیار ہو جاتا ہوں۔"

علیار اتنا کہہ کر خود واش روم میں بند ہو گیا۔

"علیان، ساری تیاری ہو گئی ہے؟"

داؤد لان میں آتا ہوا اس سے پوچھنے لگا جو فون میں مصروف تھا۔

علیان نے فون سے نظریں اٹھائے بغیر اسے سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"کون سی تیاری کی بات کر رہے ہو؟ نکاح کی یا یار حان دورانی کی موت کی؟"

نہیں، وہاں چھاپے کی۔ ہم اسے زندہ لے کر آئیں گے جیسا دارار لالا نے کہا ہے—کوئی "شیطانی نہیں۔

داؤد اس کے جواب پر اسے دارار کی بات یاد دلاتے ہوئے بولا۔

اور اس کی گرفتاری میں میں شامل نہیں ہو سکتا، اب یہ اس کی پنچ حرکتوں پر ہے کہ وہ"

مجھے کس حالت میں ملتا ہے۔ اس کی حالت ہی اس کی زندگی کی ضمانت ہے۔ فلحال تم

"مجھ سے یہ باتیں نہ کرو، میری بہن کی شادی ہے۔

"اچھا اچھا، سوچ لیتے ہیں۔"

علیان نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

"! لالا ! ہم آ گئے"

زارا حویلی میں داخل ہوتے ہی بغیر دارار کا انتظار کیے اپنا بیگ صوفے پر پھینکتے ہوئے تیزی

سے اوپر کی طرف بڑھنے لگی۔

ارے گڑیا ! آپ اوپر نہ جائیں، ریان مردان خانے میں ہے۔ ملازم نے آپ کے آنے"

"کا بتا دیا ہے۔ پہلے آپ اپنے شوہر کو بیٹھائیں، ہم ناشتہ پانی منگواتے ہیں۔

بو آزر تاشہ کو اوپر کی طرف بھاگتے دیکھ کر بولی، مگر وہ دارار کی موجودگی کو بھول کر بس اپنے

لالا سے ملنے کے لیے بے چین تھی۔

"تو ہوا آپ بلائے نہ لالا کو، اور سائیں کچھ نہیں کھائیں گے، وہ کھا کر آئے ہیں۔"

"! زری"

دارار نے تنبیہی انداز میں اسے پکارا۔

"اچھا نا، ہم جا نہیں رہے تھے، بس دور سے ہی دیکھ رہے تھے۔"

اس کی آواز پر زرتاشہ ایک نظر راہداری کی طرف دیکھتی ہوئی اس کے پاس آکر دھپ سے بیٹھ گئی۔

اسکی حرکتوں سے کچھ فاصلے پر کھڑی بوّا پر تو مانو حیرت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ وہ اپنے آپ کو صدمے کی حالت میں گرتا ہوا محسوس کرنے لگیں، جبکہ دارار کی دوسری حرکت پر انہوں نے بمشکل خود کو گرنے سے روکا۔

دارار، زرتاشہ کے اچانک بیٹھنے پر اسے خود سے لگاتا اس کے بال ٹھیک کرنے لگا۔

جانم سائیں، میں نے تم سے کہا تھا حجاب لے لیا کرو۔ دیکھو اب بال بھی خراب ہو" رہے ہیں، اور پھر تم وہاں آنے کے چکر میں بینڈ باجوں میں الجھ جاؤ گی۔" دارار اس کے بال سمیٹتا، انہیں اچھے سے دوپٹے سے ڈھکتے ہوئے کان میں سرگوشی نما انداز میں بولا۔

نہیں سائیں، بال خراب نہیں ہوں گے۔ ابھی ہم انہیں باندھ لیں گے۔ اس وقت تو" گیلے تھے، آپ پریشان نہ ہوں۔" زرتاشہ نے بوجھے دل سے کہا۔

اچھا، تم پریشان نہ ہو، میں جا کر دیکھتا ہوں۔" دارار اس کا اداس چہرہ دیکھ کر بولا۔"

ارے سردار صاحب، آپ رہنے دیں، ملازم گئے ہیں، بابا آتے ہوں گے۔" بوّا نے" اسے اٹھتے دیکھ کر کہا۔

اتنی دیر میں ملازمہ ناشتہ لے کر بھی آگئی تھی۔ وہ ان کے سامنے ناشتہ رکھتے ہوئے بولی:

"گڑیا بچے، چائے بنا کر دو بیٹا۔"

زرتاشہ ہنوز بیٹھی نظریں دروازے پر لگائے بولی، ”نہیں رہنے دیں، وہ ہاتھ نہ جلا لیں، میں خود لے لوں گا۔“

دارار فوراً انکار کرتا بولا، جس پر اس کی ساری حرکتوں سے بوّا پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ انہوں نے کبھی ایسا سردار نہیں دیکھا تھا۔ وہ تو سمجھ رہی تھیں کہ اتنے بڑے جرگے میں جس نے زرتاشہ کو ونی مانگا تھا، وہ بھی اس کی شکل دیکھنے کو ترسے گی، اور ان کی نازوں سے پلی بچی کسی اجنبی کی حویلی میں غلامی کرے گی۔

اسی لیے ریان کے لاکھ تسلی دینے کے باوجود انہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ زرتاشہ وہاں خوش ہے اور اس کا خیال رکھا جا رہا ہے۔ آج اپنی طبیعت خراب ہونے کے باوجود وہ ریان کے نکاح میں شرکت کے لیے آئی تھیں تاکہ خود سب کچھ دیکھ سکیں۔

اب دارار کی زرتاشہ کی طرف توجہ دیکھ کر ان کے دل پر جیسے ٹھنڈی پھوار پڑ گئی۔ ان کے دل سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا۔

دارار کو ان کا اسے ”سردار“ کہنا کچھ اچھا نہ لگا، مگر وہ خاموش رہا۔

ابھی زرتاشہ کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ اچانک ریان اندر داخل ہوا۔ وہ تیزی سے اٹھ کر اس کے آنے کا انتظار کیے بغیر اس کے گلے لگ گئی۔

”اچھا ہو اللہ لالا! آپ تیار نہیں ہوئے؟ اگر آپ ہمارے بغیر تیار ہو جاتے تو ہم آپ سے پکا والا خفا ہو کر سائیں کے ساتھ واپس چلے جاتے۔“ زرتاشہ ریان کے حصار میں آکر بولی۔

ارے کیوں چلی جاتی، مجھے پتا تھا میری گڑیا آئے گی، میں تو ویسے ہی آپ کا انتظار کر رہا تھا، بس آپ لیٹ ہو گئی ہو۔" ریان اس کے گال کھینچتے ہوئے بولا اور اسے اپنے حصار سے الگ کر کے دارار سے ملنے لگا۔

ہاں، وہ ہم سو گئے تھے۔" زرتاشہ نے سر جھکاتے ہوئے کہا، کیونکہ ریان کو بے وقت" سونا یا لیٹ ہونا پسند نہیں تھا۔

اور دارار کو اس کا یوں سر جھکانا اچھا نہ لگا۔

زرتاشہ، وہ اسے پکار بیٹھا۔ زرتاشہ نے فوراً اس کی طرف دیکھا۔ وہ اشارے سے اسے پاس بلاتا ہوا واپس بیٹھ گیا۔ کچھ دیر ریان سے باتیں کرنے کے بعد اس نے اجازت چاہی کیونکہ واپس جا کر بھی اسے انتظامات دیکھنے تھے۔

دارار ریان سے بغل گیر ہوتا ہوا باہر کی طرف بڑھا مگر زرتاشہ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرنا نہیں بھولا۔ اس کے اشارے پر زرتاشہ نے ایک نظر ریان کو دیکھا جو کال پر مصروف تھا اور بوا ناشتہ کا سامان اندر بھجوا رہی تھی۔ وہ تیزی سے اس کے پیچھے بھاگی۔

دارار راہداری میں اس کے قدموں کی دھمک سنتا ایک جھٹکے سے مڑا اور اسے تھام کر پاس ہی دیوار سے پن کر گیا۔

بے بی ڈک، آج تو تم نے یہ کر دیا ہے۔ آئندہ نہ کرنا، ورنہ میں کوئی لحاظ نہیں کروں گا۔" "
دارار نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔

زرتاشہ نے اس کی بات پر کچھ پریشانی سے اسے دیکھا۔

اب تمہارا سر کسی کے سامنے نہ جھکے۔ تم سردار کی بیوی ہو، ایک پٹھان کی بیوی ہو، اس" گاؤں کی سردارنی میری ملکہ ہو۔ اور میں یہ بات ہرگز برداشت نہیں کروں گا کہ میری بیوی کا سر کسی کے سامنے جھکے۔ تمہیں کیا، کب اور کیسے کرنا ہے سب تمہاری مرضی ہے، لیکن آئندہ یہ حرکت دوبارہ نہ ہو۔" دارار نے اس کے گال تھپکتے ہوئے کہا۔

زرتاشہ اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنس دی۔ دارار کو اپنا آپ اس کی ہنسی میں ڈوبتا محسوس ہوا۔

آپ نا بدھو ہیں۔ وہ ہم نے جان بوجھ کر کیا تھا تاکہ لالا ہمیں ڈانٹ نہ سکیں اور انہیں" لگے ہم اداس ہو گئے ہیں۔ اس سے ہمارا ہی فائدہ ہوتا ہے۔ جب لالا کو لگتا ہے کہ ہم ان کی کسی بات کی وجہ سے اداس ہو گئے ہیں تو وہ ہمیں ڈھیر ساری چیزیں لا کر دیتے ہیں اور ہمیں مناتے بھی ہیں۔ وہ وہ بھی کرتے ہیں جو ہم بولیں۔ تو ہوا نا ہمارا فائدہ ! آپ "اتنے معصوم ہیں اور اتنے چالاک بھی۔ اللہ ! سائیں، کیا ہوگا آپ کا؟

اس کی بات پر زرتاشہ نے ایسے سر ہلایا جیسے اسے اس کی لاعلمی پر شدید افسوس ہو۔

دارار نے بس نفی میں سر ہلا دیا۔

تم بہت معصوم ہو میرے بچے۔ کبھی کبھی دل کرتا ہے تمہیں کھا جاؤں۔" دارار نے" باری باری اس کے رخسار چومے اور شدت سے اس کے لبوں پر جھک گیا۔

اس اچانک کیفیت پر زرتاشہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے سامنے دیکھنا شروع کیا کہ کہیں کوئی آنہ جائے۔ دارار نے اس کی کمر کو جکڑتے ہوئے اسے جھٹکا دیا اور تھوڑا سا نیچے کی طرف جھکا گیا۔

ہیل پہننے کی وجہ سے وہ با آسانی دارار کے کندھے تک آرہی تھی۔ دارار کے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ اپنے پاس موجود سب سے اونچی ہیل پہن چکی تھی۔

وہ اس کے لبوں کو مکمل طور پر اپنے قبضے میں لیتا ہوا اس کی سانسیں چُرا رہا تھا۔ پھر پیچھے ہوتا ہوا اسے خود سے لگا لیا۔ وہ اس کے کندھے سے سر لگائے اپنی بے ترتیب سانسیں ہموار کرنے لگی۔

وہ نرمی سے اس کی پیٹھ سہلاتا ہوا تھوڑا سا اس کا چہرہ اوپر کی طرف کر گیا۔

جلدی آنا، میں اپنے بے بی ڈک کا انتظار کر رہا ہوں۔" وہ شدت سے اس کے ماتھے پر" لب رکھ کر اسے چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

مگر زرتاشہ ہنوز اپنے لبوں پر ہاتھ رکھے اس کی پشت کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے جانے کے بعد وہ ہوش میں آئی اور اردگرد دیکھتے ہوئے سکھ کا سانس لیا۔ کہیں کسی نے ان دونوں کو دیکھ تو نہیں لیا تھا؟

وہ خالی راہداری دیکھتی ہوئی فوراً اندر چلی گئی، کیونکہ کچھ دیر میں مہمان آچکے تھے۔ یہ مردانہ اور زنانہ خانہ تھا، اور سال میں کسی کو آنے کی اجازت نہیں تھی، چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔

ریان خان اپنے دوستوں کے ہمراہ یوسفزئی حویلی کی طرف نکل چکا تھا۔ اس نے آج اپنے سارے دوستوں کو ہلہ گلہ ذرا کم رکھنے کو کہا تھا۔ ایک تو اس کے ساتھ گاڑی میں اس کی بہن بھی تھی، اور دوسرا وہ پہلے ہی انہیں اپنے سارے ارمان بارات پر نکالنے کا کہہ چکا تھا۔

مگر اس کے دوست پھر بھی باز نہ آئے اور شدید بے ہنگم پن کا مظاہرہ کرتے رہے۔ اس کے تیار ہونے کے بعد حویلی کے باہر دروازے پر انہوں نے دھوکے سے اسے بلا لیا اور خوب ناچ گانا، فائرنگ اور پٹاخے چلا دیے۔ ریان بار بار انہیں روکنے کی کوشش کرتا رہا، مگر وہ سب اپنی مستی میں مگن تھے۔

شام کے وقت جب وہ پٹاخے چلا رہے تھے تو ریان نے مشکل سے انہیں اکیلے بارات لے جانے کی دھمکی دے کر ان کا شور بند کروایا۔

اسی دوران حویلی کی چھت سے ایک پٹاخہ آسمان کی طرف گیا۔ آواز پر ریان نے آنکھیں پھیلا کر چھت کی طرف دیکھا، جبکہ اس کے دوست جان بوجھ کر انجان بن گئے۔ وہ سب اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار ہو گئے، کیونکہ وہ جانتے تھے یہ حرکت کس کی ہو سکتی ہے اور اپنی زندگی عزیز تھی۔

چھت پر کھڑی زرتاشہ، جو پٹاخہ جلانے کے بعد مزے سے بیٹھ کر پھول جھڑیاں جلانے کا ارادہ رکھتی تھی، اچانک ہر طرف سناٹا دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

آخری... کیا سارے چلے گئے؟ یہ اتنی خاموشی کیوں ہے؟ کہیں لالا واقعی ہمیں چھوڑ کر تو"
نہیں چلے گئے؟"

وہ بغیر چھت سے جھانکے پھول جھڑی پانی میں پھینکتی ہوئی نیچے کی طرف بھاگی، جہاں سامنے ہی ریان ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا۔

او شکر ہے لالا! ہمیں لگا آپ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔" زرتاشہ نے گہری سانس لیتے" ہوئے کہا۔

ریان نے اس کی بات پر صرف نفی میں سر ہلا دیا۔

یہ کیا حرکت تھی، زری؟ آپ بغیر کسی کو بتائے اوپر چلی گئیں اور یہ پٹاخے جلائے؟ کتنی"
بار کہا ہے ایسی چیزوں سے نہیں کھیلتے، نقصان ہو سکتا ہے۔"

ریان اس کا ہاتھ تھام کر پٹاخہ الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

لالا، وہ سب بھی تو کر رہے تھے، اور پھر ہمارے لالا کی شادی ہے، ہم بھی کریں گے۔"
ابھی تو ہم نے ٹھیک سے پٹاخے جلتے دیکھے بھی نہیں تھے۔ بوا کو چکمہ دے کر اوپر آتے آتے سب ختم ہو گئے۔ جو ہم نے جلایا تھا وہ ہم چوری چھپے لائے تھے، مگر آپ کسی کو نہ بتانا۔"

زرتاشہ پہلے کچھ اداسی سے بولی، پھر آخری بات اس کے کان میں سرگوشی میں کہی۔

زرتاشہ، میری گڑیا، اداس نہ ہو۔ بارات کے دن میں نے تمہارے لیے پٹاخے، ڈھول،"
اسموک بم اور بہت کچھ رکھا ہے۔ تمہیں اوپر آنے کی بھی ضرورت نہیں، اپنے کمرے کی

کھڑکی سے دیکھ لینا۔ اور آئندہ بغیر پوچھے کسی کی چیز استعمال مت کرنا، یہ چوری ہوتی ہے۔"

ریان نے اسے سمجھاتے ہوئے اپنے ساتھ نیچے لے آیا۔

نیچے اس کے دوست اور مہمان اپنی گاڑیوں میں اس کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ سب کو روانگی کا اشارہ دے کر اپنی گاڑی سب سے آخر میں لے گیا تاکہ اس کی بہن کسی کی نظر میں نہ آئے۔

پورے راستے اس کے دوست فائرنگ اور ہنگامہ کرتے رہے، جبکہ زرتاشہ عام لڑکیوں کی طرح ڈرنے کے بجائے خوشی سے چیخ چیخ کر اس منظر کو انجوائے کر رہی تھی۔

نکاح کی تقریب حویلی کے زنان خانے اور مردان خانے میں ہو رہی تھی۔ ریان اپنے دوستوں کے ہمراہ یوسفزئی حویلی پہنچا تو داور نے اسے گاڑی اندر کی طرف لے جانے کا کہا جبکہ اس کے دوستوں کو باہر پارک کرنے کی ہدایت دی۔

وہ خود مہمانوں کو بیٹھانے لگا، کیونکہ لیڈیز کے بیٹھنے کا انتظام الگ تھا۔ ریان حویلی کے اندرونی دروازے پر گاڑی روک کر اتر گیا، جہاں دارار پہلے سے کھڑا تھا۔ وہ زرتاشہ کی طرف والا دروازہ کھول کر اسے اترنے میں مدد دیتا ہوا زنان خانے کی طرف لے گیا۔

کچھ ہی دیر میں نکاح کی تقریب شروع ہوئی۔ دعا لال رنگ کے کام والی دُپٹے کا گھونگھٹ کیے زنان خانے کے صوفے پر بیٹھی تھی۔ اس کے ساتھ رودابہ اور نبی بیٹھی تھیں، جبکہ

سامنے زرتاشہ اور وردہ موجود تھیں۔ دوسرے صوفوں پر باہر سے آئی ہوئی خواتین بیٹھی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد دارار، علیار، داعود، علیان، داور، شاکب اور سلیمان صاحب قاضی کے ہمراہ اجازت لے کر اندر داخل ہوئے۔ علیار نے دعا کے ساتھ بیٹھ کر نکاح کی رسم شروع کروائی۔

کچھ ہی دیر میں "قبول ہے" کا شور بلند ہوا اور نکاح کا مرحلہ اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔

رودابہ نے دعا کو زرتاشہ کے ہمراہ اس کے کمرے میں بھیج دیا، جبکہ کھانے کا انتظام لان میں کر دیا گیا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر مہمان آہستہ آہستہ اپنے گھروں کو روانہ ہونے لگے۔

اسی دوران ریان نے دعا سے ملنے کی اجازت چاہی۔ زرتاشہ فوراً اپنے لالا کی مدد کے لیے رودابہ سے اجازت لے کر اسے دعا کے کمرے کے باہر چھوڑ آئی اور خود وہاں سے ہٹ گئی۔

ریان کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ دعا ہنوز گھونگھٹ کیے کھڑکی کے پاس صوفے پر بیٹھی تھی۔ ریان اس کی سادگی اور معصومیت پر بے اختیار مسکرا دیا۔

وہ آہستہ سے دروازہ بند کرتا ہوا اس کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا، پھر جھک کر اس کا گھونگھٹ اٹھایا اور اسے نرمی سے تھام کر سیدھا کر دیا۔

نکاح مبارک، ریان کی زوجہ۔" وہ اس کے ماتھے پر گرم لمس چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔"

دعا کو اس لمس پر اپنے اندر عجیب سی کپکپاہٹ محسوس ہوئی، اور اس کی گرفت بے اختیار اس کے ہاتھ پر مضبوط ہو گئی۔ ریان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

اب کچھ بولیں گی نہیں آپ؟" وہ ٹھہری نرمی سے بولا۔"

دعا نے نفی میں سر ہلا دیا۔

ریان نے گہرا سانس لیا، پھر جیب سے ایک ڈبہ نکالا اور اس کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا۔

اس نے اس کے ڈوپٹے کی پن آہستہ سے کھولی۔

ریان..." دعا نے گھبرا کر اسے پکارا۔"

وہ کچھ لمحے رکا، پھر نرم لہجے میں بولا:

"ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا... عقلمند عورت وہی ہوتی ہے جو صرف اپنے محرم مرد پر بھروسہ کرتی ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں، تمہارا خود سے زیادہ خیال رکھوں گا۔"

وہ ایک ہی جملے سے اسے مستمعین کرتا اپنے ہاتھ پر کے اسکے ہاتھ کو بنا سکی پر کھولتا باکس سے اپنی لائی چین نکالتا اسکے گلے کی زینت بنا گیا

دعا نے اپنے گلے پر کچھ ٹھنڈا محسوس کیا تو اس کا ہاتھ بے ساختہ چین پر چلا گیا۔ وہ اسے تھام کر دیکھنے لگی۔

چین دو حصوں پر مشتمل تھی۔ ایک طرف باریک ہیرے جڑے ہوئے چھوٹے سے لاکٹ پر "اللہ" لکھا تھا، اور دوسری طرف "محمد ﷺ" خوبصورتی سے کندہ تھا، جس پر نفیس انداز میں ہیرے جڑے تھے۔

دعا نے چین کو دیکھتے ہوئے حیرت کے ساتھ دل میں خوشی محسوس کی۔ کل ہی وہ سوچ رہی تھی کہ ایسی ہی کوئی چین بنوائے، اور ریان نے بالکل اسی کے مطابق اسے تحفہ دے دیا تھا۔

"یہ نکاح کا تحفہ ہے۔ پاک رشتہ کا تحفہ بھی پاک ہونا چاہیے۔" ریان اس کے سامنے آکر اس کی چین سیدھی کرتے ہوئے بولا۔

دوپٹہ اس کے سر پر واپس آگیا۔

"یہ تمہیں ہمیشہ پہننا ہے، مگر اتنا ضرور کہوں گا... اس کا ہمیشہ خیال رکھنا۔" ریان نے چین پر نظریں جمائے کہا، جس میں چمکتے موتی اس کے حسن کو اور بڑھا رہے تھے۔

"چلتا ہوں، اگر کچھ دیر اور یہاں رہا تو کوئی شک نہیں کہ میری معصوم زوجہ میرا ایمان بگاڑ دے گی۔" ریان نے اس کے گلابی لبوں کو دیکھتے ہوئے ہلکے سے مسکرا کر کہا۔

دعا شرما گئی، اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

یہ منظر ریان کے لیے دنیا کا سب سے حسین منظر تھا۔ وہ فوراً اپنا موبائل نکال کر اس کی تصویر لے گیا۔

تصویر کی آواز پر دعا نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا، مگر ریان موبائل جیب میں ڈال چکا تھا۔

"آتا ہوں اہلیہ... پرسوں آپ کو لینے آؤں گا۔ تب تک اپنا بہت خیال رکھنا، اور اپنی نیندیں بھی پوری کر لینا۔"

وہ اس کے گال پر ہلکی سی تھپکی دے کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا، اور دعا ہنوز اس کی باتوں اور اپنے گلے میں پڑی چین کو دیکھتی رہ گئی۔

روح حیات 12

از قلم مسکان خان

تقریب سے فارغ ہو کر وہ سب اپنے اپنے کام کے لیے نکل چکے تھے۔ رحمان دورانی کی حویلی کے پچھلے دروازے سے گھومتے ہوئے وہ دبے قدموں اندر داخل ہوئے۔

داور نے باقی سب کو باہر رکنے کا اشارہ کیا۔

"نیچے دیکھ، میں اوپر جاتا ہوں۔" وہ آہستہ آواز میں بولا۔

علیان نے ہاتھ میں تھامی بندوق پر سائلینسر لگاتے ہوئے سر ہلایا۔

داور اپنے آدمیوں کو باہر روک کر خود نیچے کی طرف بڑھ گیا۔

اوپر کی منزل میں علیان ہر کمرے کا جائزہ لے رہا تھا جب اسے راہداری سے بچے کے رونے کی آواز سنائی دی۔ وہ فوراً ٹھٹک گیا۔

یہ عجیب بات تھی... رحمان دورانی جیسے شخص کے گھر میں بچے کا ہونا ناممکن لگ رہا تھا۔

وہ آہستہ قدموں سے آواز کی سمت بڑھا اور ایک کمرے کے دروازے پر رک گیا۔ لاک کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔

بیڈ پر ایک بچی شدت سے رو رہی تھی، جبکہ کمرے میں اس کی ماں شاید واش روم میں تھی۔

علیان دبے قدموں سے بیڈ کے قریب پہنچا اور بچی کو دیکھنے لگا۔ بچی روتے روتے اچانک اسے دیکھ کر خاموش ہو گئی، پھر حیرت سے اس کے چہرے کو تکنے لگی۔

اگلے ہی لمحے اس نے اپنے ننھے ہاتھ سے اس کے چہرے پر ہلکی سی ضرب لگائی۔

علیان کچھ لمحے کے لیے حیران رہ گیا۔ پھر وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"چالاک لڑکی... مجھ سے ہوشیاری؟" وہ سرگوشی میں بولا۔

بچی اس کی آواز اور چہرے کے انداز سے ہنسنے لگی، اور اپنے ننھے ہاتھ اس کے چہرے پر پھیرنے لگی۔

علیان کو اندازہ ہو گیا تھا کہ بچی تقریباً تین ماہ کی ہے، مگر وہ اپنی عمر کے لحاظ سے کچھ کمزور لگ رہی تھی۔

وہ ابھی اسی سوچ میں تھا جب اچانک باتھ روم کا لاک کھلنے کی آواز آئی۔

علیان فوراً پیچھے ہٹ کر دیوار کے سائے میں چھپ گیا۔

بچی کی ماں باہر آئی۔ اس نے بچی کو روتے دیکھا تو تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔

"میری جان... کیا ہوا؟ ماما ابھی آپ کو دودھ دیتی ہے۔" وہ بچی کو گود میں لیتے ہوئے بولی اور اس کے گال چومنے لگی۔

اس کی آواز میں تھکن اور بے بسی تھی۔

شام سے بچی بھوکی تھی، مگر اس کے پاس دودھ نہیں تھا۔ جو کچھ تھا وہ بھی ختم ہو چکا تھا۔

وہ بچی کو دیکھ کر نم آنکھوں سے سوچ ہی رہی تھی کہ اچانک اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔

علیان، جو اب تک دیوار کے پیچھے چھپا ہوا تھا، یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ بچی واقعی بھوک سے رو رہی تھی۔

جیسے ہی عورت نے بچی کو سینے سے لگایا، اس کا دوپٹہ سرک کر ایک طرف ڈھلک گیا۔

اسی لمحے علیان ساکت ہو گیا۔

اس نے اپنی پوری زندگی میں بہت سے چہرے دیکھے تھے... مگر ایسا حسن، اتنی معصومیت، اور اتنا گہرا سکون ایک ساتھ کبھی نہیں دیکھا تھا۔

اور اسے لمحے علیان ساکت ہو اور اپنی آدمی زندگی مادر گزار کا تھا بہت سے حسن اس نے دیکھا تھا مگر اپنی پوری

زندگی میں اتنے حسین ہال نہیں دیکھے تھے

زندگی میں اتنے حسین بال نہیں دیکھے تھے وہ ان کے سحر میں کھوتا بے خودی میں اس کی طرف بڑھ گیا جب اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کی تو وہ تیزی سے پلٹی مگر اپنے پیچھے کسی آدمی کو دیکھ کر اس کی آواز اپنے حلق میں اٹک گئی جبکہ علیان ہنوز سکتے میں تھا اس کے سحر زدہ حسن میں کھویا ہوا تھا اسے اپنا آپ ان سرمئی نین کٹوروں میں ڈوبتا محسوس ہوا وہ جھکتا اس کے اردگرد اپنے ہاتھ لگا گیا۔

"کون ہو تم؟" اس کی آنکھوں میں لباب پانی بھرتا دیکھ کر بولا جبکہ بیڈ پر موجود بچی کو علیان کی توجہ اس پر کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی تو وہ گلا پھاڑ کر روتی اس کی توجہ اپنی طرف کرنے لگی جب اچانک بچے کے رونے پر بیڈ پر بیٹھی لڑکی اچھل پڑی اور بے ساختہ اس کا ہاتھ علیان کے لبوں سے ٹکرایا وہ فوراً کروٹ کھا کر پیچھے ہوئی جب علیان اس کے بازو کو جھکتا اپنے قریب کر گیا۔

"کچھ پوچھا ہے تم سے، رحمان دورانی کی کون ہو تم؟"

اب کی بار علیان نے ذرا سختی سے کہا۔

"ک... کوئی نہیں..."

بیڈ پر بیٹھی لڑکی ہنوز اس کے چہرے پر نظریں لگائے ہوئے تھی جب علیان بچی کی سانس رونے کی وجہ سے انکتا دیکھ تیزی سے اسے بازوؤں میں بھر کر چپ کروانے لگا۔

علیان کے گود میں اٹھاتے ہی وہ چپ ہوتی فکر مند اسے دیکھنے لگی جبکہ اسے فوراً خاموش

ہوتا دیکھ بیڈ پر بیٹھی لڑکی کا تو مانو منہ ہی حیرت سے کھل گیا وہ اسے چپ کرواتے کرواتے بالکل ہو جاتی تھی اور یہاں کسی اور کے اٹھاتے ہی چپ ہو گئی تھی۔

علیان بچی کو اپنے سینے سے لگاتا ایک بار پھر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"اگر تم رحمان دورانی کی کچھ نہیں لگتیں تو یہاں کیا کر رہی ہو؟ اور جلدی بولو، میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اگر تم دو منٹ کے اندر اندر نہ بولی تو اس رحمان دورانی کے ساتھ تمہیں بھی مار کر یہی پھینک دوں گا اور اس بچی کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

علیان اپنی بندوق اس کے سامنے کرتے بولا جبکہ اس لڑکی کا بندوق دیکھتے ہی اپنے پیروں سے جان نکلتی محسوس ہوئی اور اس بچی سے دور جانے کا سن کر ہی اسے اپنی سانس اٹکتی محسوس ہوئی۔

"وہ... ہم اس کی کچھ نہیں لگتے... وہ ہمیں ہماری کوٹھے سے خرید کر لایا ہے... زبردستی ہم کوٹھے والی نہیں ہیں... اس نے زبردستی ہمیں صبح سے بند کر کے رکھا ہے... بول رہا تھا رات میں مجھے استعمال کر کے کسی اور سے نیلام دے گا... اور یہ بچی کو بھی بیچ دے گا... میں تو اس جگہ کو بھی نہیں جانتی... اس آدمی کو بھی نہیں جانتی... بس مجھے جانے دو... ہم دونوں اس کے کچھ نہیں لگتے... ہمیں جانے دو... میں اس آدمی کو نہیں جانتی... پلیز ہمیں جانے دیں... میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں... پلیز..."

وہ بندوق اور بچی کے چھن جانے کے خوف سے تیزی سے، کسی ٹوٹے ہوئے طوطے کی طرح بولتی ہوئی ساری کہانی بتا گئی۔

اچھا، وہ تمہیں خرید کر لایا تھا اور تم اتنے آرام سے اس سے لاڈیاں کرتی، فراغت سے بیٹھی ہوئی تھی، اپنے بھاگنے کا انتظام نہیں کر رہی تھی؟ لڑکی مجھے بیوقوف سمجھا ہے تم نے؟ زبردستی یہاں ہو کر اتنے نارمل انداز میں گھوم رہی تھی۔

اس کی بات پر علیان کچھ خاص متوجہ نہ ہوا، طنزیہ انداز میں ابرو اچکاتے ہوئے بولا۔

ابھی وہ اسے جواب دیتی جب نیچے سے فائرنگ کی آواز آئی۔

"چپ چاپ میرے ساتھ نیچے چلو۔"

وہ بچی کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولا۔ اس کی بات سنتے ہی وہ لڑکی تیزی سے خود پر دوپٹہ ڈھلکتی اس کے پیچھے چل دی۔

علیان بچی کو اپنی اجرک کے پیچھے چھپاتا پلر کی آڑ میں چھپ گیا۔ پوری حویلی میں اندھیرا تھا، صرف کھڑکیوں سے آتی چاند کی روشنی کا سہارا تھا، جبکہ کمرے میں لائٹس موجود تھیں—شاید اس کے آدمی صحیح سے وائر نہیں کاٹ پائے تھے۔

وہ سوچتا ہوا سامنے راستے کی طرف دیکھنے لگا جہاں نشے میں دھت رحمان دورانی لڑکھڑاتے قدموں سے اوپر آتا اسی کمرے میں داخل ہوا جہاں کچھ دیر پہلے وہ لوگ موجود تھے۔

رحمان دورانی کو اندر جاتے دیکھ کر علیان کے ساتھ موجود لڑکی تیزی سے آگے بڑھی اور احتیاط سے کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے کنڈی لگا دی۔

علیان اس کی پھرتی دیکھ کر حیران رہ گیا اور اسے داد دینے والی نظروں سے دیکھا۔

"جلدی کریں... اس کے پاس بندوق ہے، وہ باہر آجائے گا... اور باہر اس کے آدمی بھی ہوں گے..." وہ سرگوشی نما آواز میں علیان سے بولی۔

کافی دیر بعد اس کی آواز سنتے ہی بچی نے کھلکھلا کر ہنسنا شروع کر دیا اور علیان کی اجرک کو مزید پکڑ لیا۔

علیان اس کی بات پر سر ہلاتا ہوا ایک ہاتھ سے بچی کو مزید سینے سے لگاتا اور دوسرے ہاتھ سے اس لڑکی کا ہاتھ تھام کر نیچے کی طرف بڑھا جہاں دروازے کے پاس داور کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

علیان کو کسی کے ساتھ دیکھ کر داور کو بھی معاملہ سنگین لگا۔

"اپنے آدمیوں کو بولوں؟ یہاں سے نکلنا ہے... اس کی موت کسی اور دن لکھی ہے۔" علیان کچن کے راستے سے پیچھے کی طرف نکلتے ہوئے بولا۔

داور بھی اس کے پیچھے چل دیا۔

"اور یہ جو تمہارے ساتھ ہے؟" وہ چلتے چلتے اس سے پوچھنے لگا۔

"یہ سب میں تمہیں ڈیرے پر جا کر بتاؤں گا... فی الحال نکلو، میرے ساتھ بچی ہے۔" علیان نے تیزی سے کہا۔

وہ لڑکی گاڑی میں بیٹھ گئی جبکہ علیان بچی کو سینے سے لگائے بیٹھا تھا۔ بچی نے کافی جدوجہد کے بعد علیان کی اجرک اپنے چہرے سے ہٹائی اور اردگرد دیکھنے لگی، پھر منظر پسند نہ آنے پر رونے لگی۔

اس نے اپنی چھوٹی مٹھی آنکھوں پر رکھ لی۔

علیان نے فوراً اس کی طرف دیکھا اور پھر ہلکے سے جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دے دیا۔

بچی نے فوراً اس کی داڑھی مٹھی میں دبوچ لی۔

"بھائی! اس کی لاڈیاں گھر جا کر کرنا... ابھی یہاں سے نکلیں۔" داور نے کہا۔

علیان نے سر ہلایا، گاڑی اسٹارٹ کی اور تیزی سے حویلی سے باہر نکل گیا۔

علیان! تم اس لڑکی اور بچی کو ڈیرے پر لے جانے کے بجائے گھر کیوں لے کر جا رہے ہو؟ مورے، بچی، داچی، چاچو سب کو کیا جواب دو گے؟ تمہارے دماغ میں کیا پک رہا ہے؟

داور، علیان کو بچی کو دودھ پلاتے دیکھ کر بولا، جو بڑے مزے سے علیان کی بانہوں میں جھولا جھولتے اپنی بھوک مٹا رہی تھی۔

"میرے دماغ میں جو پک رہا ہے وہ میں نے لالا کو کال کر کے بتا دیا ہے۔ تم بس دو منٹ اسے پکڑو، میں اس سے بات کر کے آتا ہوں پھر ہم نے گھر کے لیے نکلنا ہے، سب انتظار کر رہے ہیں۔" علیان بچی کو دودھ پیتے پیتے سوتا دیکھ کر بولا۔

"اچھا، جلدی کرنا۔ مجھے یہ بچی کچھ خاص پسند نہیں ہے، اگر اٹھ گئی تو رونے لگے گی۔" داور نے اسے بچی دیتے ہوئے کہا۔

علیان فوراً ڈیرے کے کمرے میں آیا جہاں وہ لڑکی اپنا دوپٹہ مضبوطی سے تھامے ڈری ہوئی سی لگ رہی تھی۔ وہ قدم بہ قدم چلتا اس کے سامنے چارپائی پر بیٹھ گیا۔

"دیکھو لڑکی، میں جو پوچھوں سچ سچ بتانا کیونکہ سچ کہنے کی صورت میں ہی تمہاری جان بچے گی، اور اگر تم نے مجھ سے ایک بھی لفظ جھوٹ بولا تو اس بندوق سے تمہارا بھیجا اڑا کر بچی کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔" علیان نے اس کے سامنے بندوق رکھتے ہوئے کہا۔

بندوق دیکھ کر اس لڑکی کے اوسان خطا ہو گئے اور اسے اپنا خون جمتا محسوس ہوا۔

"چلو، میرا خیال ہے تمہیں میری بات سمجھ آ گئی ہے۔ جو میں پوچھوں فوراً منہ کھول کر جواب دینا، بھنبھنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم کوٹھے پر کیوں موجود تھی؟ وہ بھی پچھلے دو مہینے سے؟" علیان اس کے چہرے پر نظریں جمائے بولا۔

اس کے سوال پر سامنے بیٹھی لڑکی کا چہرہ سفید پڑ گیا۔

"جھوٹ مت بولنا۔" ابھی اس نے لب کھولے ہی تھے کہ علیان نے اسے ٹوک دیا۔

"میں وہاں خود نہیں گئی تھی... مجھے زبردستی لے کر گئے تھے۔ ابا کے جوئے کی لت کی وجہ سے انہوں نے مجھے اس کوٹھے کی بائی سے بیچ دیا تھا۔ ان کے آدمی مجھے میری ماں کے گھر سے اٹھا کر لے گئے تھے۔ دو دن مجھے بغیر کھانے پینے کے بند رکھا گیا۔ دو دن بعد میں بھوک پیاس سے نیم بے ہوش تھی جب رحمان دورانی نے مجھے دیکھا اور ان لوگوں نے میرا سودا کر دیا۔ مگر شرط یہ رکھی کہ مجھے کوئی دیکھے نہ۔ مجھے کوٹھے کی حاملہ عورت کے کمرے میں رکھا گیا تھا۔ میں دو مہینے وہیں تھی۔ دو مہینے بعد رحمان دورانی مجھے وہاں سے یہاں لے آیا،

مگر راستے میں بھی میں بھاگ نہ سکی کیونکہ میں اور بچی دونوں بے ہوش تھے۔ ان لوگوں نے اتنی چھوٹی بچی کو بھی نشہ آور دوا دے دی... بغیر یہ سوچے کہ وہ مر سکتی ہے۔ پھر میری آنکھ دوپہر کو کھلی... ہم دونوں اس کمرے میں بند تھے۔ میری دوا کا اثر جلدی اتر گیا تھا مگر بچی کا نہیں اترا، وہ مغرب کے بعد ہوش میں آئی۔ وہ بچی کے ہوش میں آنے سے پہلے ہی مجھے اپنے ناپاک ارادوں سے آگاہ کر گیا تھا..." وہ کانپتے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے سب بتاتی چلی گئی۔

"تو تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ کوٹھے میں تمہیں کسی نے چھوا نہیں ہے اور نہ ہی یہ بچی تمہاری ہے؟"

علیان ایک پر ایک ٹانگ چڑھاتے، ابرو چڑھائے استفسار کرنے لگا جس پر وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

"اچھا... اور میں تمہاری بات کا یقین کیوں کروں؟" علیان نے ایک اور سوال داغا۔ یوں تو وہ اپنے آدمیوں سے تصدیق کروا چکا تھا، اس کے آدمیوں نے پہلے ہی رحمان دورانی پر نظر رکھ کر اسے اس کی ہر سانس کی خبر دے رکھی تھی، مگر پھر بھی اس کا دل اس لڑکی کی کہانی سننے کو چاہ رہا تھا۔

"ہمارے پاس آپ کو یقین دلانے کے لیے کچھ نہیں ہے..." وہ لڑکی چہرہ اٹھائے نم نظروں سے علیان کو دیکھتی دوبارہ سر جھکا گئی۔

"تمہیں پتا ہے میں وہاں کیوں گیا تھا؟" علیان اس کے قریب ہوتا آگے کو جھکتے بولا۔

"ج... جی..." اس کے سوال پر وہ بمشکل اٹک کر جواب دے سکی۔

"کیوں؟" علیان نے اسے جانچنے والے انداز میں دیکھا۔

"بتاؤ؟" وہ اچانک دھاڑا۔ اس کی دھاڑ سنتے باہر کھڑا داور اور بھی اس کی طرف متوجہ ہوا، اور ڈیرے پر کھڑے ملازم بھی ساکت ہو گئے۔

"ا... اسے مارنے..." اس کی دھاڑ پر وہ لڑکی بدک کر پیچھے ہوئی، بمشکل الفاظ ادا کیے۔

"کسے مارنے؟" علیان تو جیسے آج اس کی جان نکالنے کے موڈ میں تھا۔

"رحمان دورانی کو..." وہ کانپتے ہوئے بولی۔

"یہ ہوئی نا اچھے بچوں والی بات..." علیان سیدھا ہوتا ہوا بولا۔ "اب میری بات کان کھول کر سنو، تمہارے پاس دو راستے ہیں۔ یا تو ابھی تم مجھ سے نکاح کر کے میرے ساتھ گھر چلو گی، یا پھر میری پہلی بات نہ ماننے کی غلطی میں میں تم سے زبردستی نکاح کر لوں گا۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے، تم کیا چنتی ہو؟"

علیان اپنی بندوق اٹھاتا چارپائی کے ساتھ ٹیک لگا کر بولا۔ اس کی بات سنتے ہی سامنے بیٹھی لڑکی نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔

"پ... پر میں آپ سے نکاح کیوں کروں؟ آپ ہمیں کسی یتیم خانے میں چھوڑ دیں، میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گی..." وہ لڑکی فوراً بولی۔

"مجھے تم پر بھروسہ نہیں۔ یا تو تم خود مان جاؤ، ورنہ میں تمہیں ونی کی صورت میں لے لوں گا، اور ونی کا کیا ہوتا ہے یہ تمہیں اچھی طرح پتا ہوگا۔ فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے... اور یاد

رکھنا، اگر تم نے مجھے دوسرا راستہ اپنانے پر مجبور کیا تو میں تمہیں بچی کی شکل دیکھنے کے لیے ترسا دوں گا..." علیان یہ کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

اس کی دھاڑ سے بچی پہلے ہی جاگ چکی تھی اور اب رونے کا شور مچا رہی تھی۔

وہ لڑکی پورے واقعے کے بعد بس خاموش رہی۔ یہ اس کے لیے نیا نہیں تھا۔ اس کے باپ کی نااہلی اور بری لت نے ایک ہی لمحے میں اس کی زندگی جہنم بنا دی تھی، اور اب یہ انسان اسے ایک جہنم سے نکال کر کسی اور دوزخ میں لے جانے کے لیے کھڑا تھا۔

اس کے دل میں علیان کو لے کر بہت سے خدشے تھے، مگر ایک اطمینان بھی تھا کہ اس نے سیدھا نکاح کا کہا ہے... انکار کی گنجائش تو پہلے بھی اس کے پاس نہیں تھی۔

ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب گاڑی ایک وسیع حویلی کے دروازے سے گزرتی اندر داخل ہوئی۔ دروازے پر موجود گارڈ نے اسے دیکھ کر سلام کیا۔ وہ کچھ آگے آتے ہی گاڑی روک گئی، جہاں اور بھی بہت سی گاڑیاں تھیں اور ساتھ ایک پولیس جیپ بھی کھڑی تھی۔

پولیس کو دیکھ کر اس لڑکی نے کچھ حیرانی سے سوچا—تو کیا اس آدمی کا گھر تھا جو کچھ دیر پہلے اس کے "شوہر" کے عہدے پر فائز ہوا تھا

وہ بس ستائشی نظروں سے حویلی کے طرزِ تعمیر کو دیکھ رہی تھی جس کی خوبصورتی اپنی مثال آپ لگ رہی تھی، اور جتنی شان سے وہ اندر داخل ہوا تھا لگ ہی رہا تھا وہ اس حویلی کا قریبی ہے۔

وہ گاڑی روکتا احتیاط سے اتر کر اس کی طرف بڑھا کیونکہ جب سے اس نے اپنی بچی کو اٹھایا تھا ایک بار بھی اسے نہیں دیا تھا، بس خود سے لگائے ہوئے تھا۔ نکاح کے وقت بھی وہ اس کی گود میں موجود بڑے آرام سے اس کی داڑھی کے ساتھ کھیل رہی تھی۔

وہ اس کی طرف کا دروازہ کھولتا اسے اندر کی طرف لے گیا جہاں حویلی کے اندرونی داخلی دروازے پر دو ہٹے کٹے مرد کھڑے تھے۔ دونوں کے نین نقش کافی حد تک اس سے مل رہے تھے، آنکھوں کے رنگ میں تھوڑا بہت فرق تھا اور شاید بالوں میں بھی۔ اسے ان دونوں مردوں کو اتنے غور سے دیکھنا مناسب نہیں لگا تو وہ نظریں نیچی کر گئی۔

وہ قدم در قدم چلتا ان دونوں آدمیوں کے سامنے رکا۔

"اسلام و علیکم لالا !"

"دونوں لالا ہیں تمہارے، تم بھی سلام کرو۔" وہ اپنے ساتھ کھڑی مانسا کے کندھے سے اپنا کندھا ٹکراتے بولا کیونکہ دونوں ہاتھوں میں اس نے بچی کو سینے سے لگائے رکھا تھا۔

اس کی بات پر ساتھ کھڑی مانسا نے جھجکتے ہوئے ہلکا سا سلام کیا۔

اس کی حرکت پر سامنے کھڑے علیار اور دارار نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر باری باری اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔

"جاؤ پہلے دونوں کو کمرے میں چھوڑ کر آؤ، مردان خانے میں سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" علیار نے کہا اور بچی کو دیکھنے لگا، لیکن وہ اسے مزید اپنی اجرک میں چھپا گیا۔

"ایک منٹ، ایک منٹ لالا ! میری بیٹی ایسے کیسے دیکھنے دوں؟ پہلے ذرا میں سب سے نمٹ لوں پھر آپ سب کو اپنا پنکچر دکھا دوں گا۔ آپ سب زرا تیاری کرتے ہوئے اس کا نیگ تیار رکھیں ورنہ میں کسی کو اسے گود میں لینے نہیں دوں گا۔"

علیان بچی کو خود سے لگائے اندر چلا گیا جبکہ علیار اس کی بات پر صرف دانت کچکچا کر رہ گیا۔ آج اس کے سارے بھائیوں نے اسے زچ کرنے کا پکا ارادہ کیا ہوا تھا۔ وہ سر جھٹکتا مردان خانے کی طرف چلا گیا جبکہ دارار اس کا سڑا ہوا منہ دیکھ کر بمشکل اپنی ہنسی روک سکا جو کسی بھی وقت پھوٹنے والی تھی۔

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا تقریباً تمام خواتین ہال میں بیٹھی تھیں۔ ان سب کی حالت سے ہی پتا چل رہا تھا وہ نیند سے جاگی تھیں۔ اس کی مورے اور تائی تو تسبیح پڑھ رہی تھیں جبکہ دعا اور زرتاشہ دوسرے صوفے پر بیٹھی تھیں۔ زرتاشہ اپنا سر دعا کے کندھے پر رکھے نیند پوری کر رہی تھی اور دعا بمشکل خود کو جگائے ہوئے تھی۔

"مورے، اسلام و علیکم !" وہ وردہ کو سلام کرتا ان سب کی توجہ اپنی طرف کھینچ لایا۔ اس کی بھاری روبدار آواز سنتے ہی نیند کے جھونکے کھاتی زرتاشہ ہڑبڑا کر اٹھی۔ اس کے اچانک جاگنے پر دعا نے اس کی پیٹھ تھپک کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی، جبکہ وردہ تیزی سے اس کی طرف بڑھیں۔

"علیان ! کہاں تھے تم بیٹا؟ اور یہ کیا کہہ رہا تھا علیار کہ تم نے شادی کر لی ہے؟ میرے بچے یہ سب کیا ہے؟ اور اتنی جلدی آخر ایسا کیا ہو گیا تھا؟ تم تو کسی کام سے گئے تھے..."

مورے... مورے آرام سے، آپ یہاں بیٹھیں پہلے سانس تو لیں۔

علیان بچی کو ماکسا کے حوالے کرتا ہوا خود وردہ کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتا ہے اور انہیں دوبارہ صوفے پر بٹھا دیتا ہے۔

"آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے؟"

وہ وردہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے نرمی سے پوچھتا ہے، جس پر وہ فوراً ہاں میں سر ہلا دیتی ہیں۔

"تو بس بھروسہ رکھیں... یہ آپ کے بیٹے کی پسند ہے، اس کی عزت ہے۔ اور آپ اس کا مجھ سے بڑھ کر خیال رکھیں گی۔"

وہ صوفے کے ساتھ کھڑی ماکسا کا ہاتھ تھام کر اسے ان کے سامنے کرتے ہوئے بولا۔

"اگر یہ آپ کی پسند ہے تو بے فکر رہیں... علیان کی ماں اور تائی جان کو آپ کے فیصلے پر پورا بھروسہ ہے۔ ہمیں یقین ہے آپ کبھی کسی کے ساتھ کچھ غلط نہیں کریں گے۔"

رودابہ آگے بڑھتے ہوئے ماکسا کو اپنے ساتھ لگا کر بولی۔

ان کے ایک دوسرے پر اعتماد اور محبت کو دیکھ کر ماکسا کی آنکھیں خود بخود نم ہو گئیں۔

اس جذباتی لمحے پر زرتاشہ، جو کب سے ضبط کیے بیٹھی تھی، فوراً ماکسا کی طرف بڑھی۔

اس کی پشت اس کی طرف تھی، اس نے اسے گھمایا اور تقریباً چھیننے کے انداز میں اپنی طرف لے لیا۔

"لالا! آپ کو جتنی باتیں کرنی ہیں کریں، بس بچی کو ہمیں دے دیں... اب ہم اس کے ساتھ کھیلیں گے۔"

زرتاشہ واپس دعا کے برابر صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

ماکسا بس اس کی پھرتی دیکھ کر روہانسی ہو گئی اور پریشان نظروں سے علیان کی طرف دیکھا، جو اسے نظروں ہی نظروں میں تسلی دے گیا۔

اسی وقت زرتاشہ کی نظریں بھی ماکسا پر پڑیں، جس کے چہرے پر پریشانی اور آنکھوں میں آنسو تھے۔

فوراً اسے اپنے کیے پر شرمندگی ہوئی۔ وہ دوبارہ اٹھ کر ماکسا کے پاس گئی اور بچی اسے پکڑا دی۔

"سوری... ہمیں بھول گیا تھا، یہ تو تمہارا بے بی ہے۔"

وہ معذرت کرتی بغیر کسی کی بات سنے تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلی گئی۔

باقی سب کو ابھی تک سمجھ نہیں آیا کہ کیا ہوا تھا۔

زرتاشہ کے یوں اچانک جانے پر ماکسا کچھ شرمندہ سی ہو گئی۔

"بیٹا پریشان نہ ہو، اسے لگا ہوگا کہ شاید تمہیں برا لگ گیا ہو۔ ابھی دارار اسے سمجھا دے گا، وہ تھوڑی جھلی سی ہے۔ اس کی باتوں کو دل پر مت لینا۔ ابھی اس کی تم سے دوستی نہیں ہوئی، دیکھنا صبح ہوتے ہی وہ سب سے پہلے یہی کام کرے گی۔ خیر، تم پریشان نہ

ہو۔ دعا جاؤ بھابھی کو کمرے میں چھوڑ آؤ، اور علیان تم جاؤ... داجی کب سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"

رودابہ نے زرتاشہ کی صورتحال واضح کرتے ہوئے کہا، اور سچ بھی یہی تھا—وہ لوگوں کے چہرے آسانی سے پڑھ لیتی تھیں۔

رودابہ کی بات پر علیان اثبات میں سر ہلاتا مردان خانے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہاں تو چھوٹے نواب... آپ اس بڑے ناچیز کو بتانا پسند کریں گے کہ ماجرہ کیا ہے؟ جہاں تک ہمیں دارار نے بتایا، تم وہاں کسی اور کام سے گئے تھے... تو پھر یہ لڑکی، بچی اور شادی کا کیا چکر ہے؟"

داجی نے آرام سے صوفے پر پھیل کر بیٹھتے ہوئے کہا، جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"میرے محترم والد، ابا حضور..." علیان ہلکا سا مسکرایا، "میں بس اتنا کہوں گا کہ وہ مجھے پہلی نظر میں پسند آئی، اور آپ کی اولاد کی اولاد نے اسے نکاح کر لیا۔ اور رہی بات بچی کی... تو وہ علیان یوسفزئی کی بیٹی ہے۔"

اور سب کے لیے اتنا کافی ہونا چاہیے کہ وہ میری اولاد ہے۔ اس سے متعلق وضاحت میں کسی کو دینا نہیں چاہوں گا۔ آپ سب بس اتنا جان لیں کہ اب اس دنیا اور اس کی حقیقت یہی ہوگی کہ وہ میرا خون ہے۔ پہلے وہ میری سگِ اولاد نہیں مگر اس کا اور میری روح کا رشتہ ہے، مگر دنیا اور اس کے لیے وہ میرے ہی جسم کا گوشہ ہے۔ اس سے زیادہ

نہ میں اس کے متعلق وضاحت دوں گا اور نہ ہی کسی کے سوال اس کی طرف برداشت کروں گا۔

وہ وائس بلند انداز میں کہتا مزید کسی بحث یا سوال کی گنجائش ختم کر گیا۔ اس کی بات پر داچی اندر ہی اندر کافی بدظن ہو گئے۔

"اچھا... اور اگر تمہاری یہ پسند کا بھوت کچھ دن میں اتر گیا تو؟" علیار جو کب سے خاموش بیٹھا تھا، بالآخر داچی کے کچھ کہنے سے پہلے ہی بول پڑا۔

"آپ کا بھائی ہوں لالا... جب آپ کسی کے مرنے کے بعد اب تک اس سے عشق نبھا رہے ہیں تو پھر مجھ میں کہیں نہ کہیں تو آپ کا اثر آئے گا۔ اور اس اثر کا یہ کرم ہے کہ میں کچھ ہی لمحوں میں انہیں جنون کی حد تک چاہنے لگوں گا۔"

وہ تھوڑا سا جھکتا، پھر پر اعتماد لہجے میں بولا:

"جب وہ میری بیوی اور بیٹی نہیں تھیں، میں تب مرنے مارنے کو تیار تھا۔ مگر اب تو ان کے سارے حقوق میرے پاس ہیں۔"

وہ لمحہ بھر رکا، پھر ماحول کو ہلکا کرنے کے انداز میں مسکرا دیا۔

"رات کافی ہو گئی ہے، میری بیٹی مجھے یاد کر رہی ہو گی۔ آپ سب خود ہی ایک دوسرے کا منہ میٹھا کر لیں دادا، پردادا اور تایا بننے کی خوشی میں۔ میں چلا صبح ملیں گے۔"

وہ دروازے کی طرف بڑھا اور جاتے جاتے پلٹا:

"اور ہاں، آپ سب اپنا لفافا تیار رکھنا... ورنہ بھول نہ جانا۔ میں اپنی بیٹی کے آس پاس بھی آپ لوگوں کو بھٹکنے نہیں دوں گا۔"

یہ کہہ کر وہ ساری بات کو ہلکے طنزیہ انداز میں ختم کرتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔

روح حیات 13

از قلم مسکان خان

وہ کمرے میں داخل ہوا تو زرتاشہ صوفے پر بیٹھی گھٹنوں سے سر لگائے کھڑکی کے پار لان کو دیکھ رہی تھی۔

وہ دروازہ لاک کرتا ہوا خود ڈریسنگ ٹیبل کے قریب گیا اور اپنا موبائل اور والٹ رکھ دیا۔ وہ ابھی بھی نکاح کی تقریب والے کپڑوں میں ہی تھا۔ اس نے ایک نظر خاموش بیٹھی زرتاشہ کو دیکھا جو اس کی دیر سے آنے کا کوئی نوٹس لیے بغیر ہنوز خاموش بیٹھی تھی۔

"جانم سائیں... ناراض ہو؟"

وہ کپڑے چینج کرنے کا ارادہ ترک کر کے اس کے صوفے پر بیٹھ گیا اور گھٹنے پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنی تھوڑی ٹکانے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کے عمل پر اس کی موجودگی کا

احساس ہوتے ہی زرتاشہ نے اپنا چہرہ اس کی طرف کیا تو دارار کو لگا کسی نے اس کے دل پر گھونسہ مار دیا ہو۔

وہ رو رہی تھی... مگر کیوں اور کب سے؟

وہ اس کا نم تر چہرہ دیکھ کر سوچنے لگا۔ جب زرتاشہ آگے ہو کر اس کے سینے سے لگ گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تو اس کے اچانک رونے پر دارار چونک گیا اور اس کے گرد اپنا حصار مضبوط کر گیا۔

زری میری جان... کیا ہوا ہے؟ میرا بچہ کیوں ایسے رو رہا ہے؟" دارار ہچکولے لیتے" ہوئے بولا۔

زرتاشہ کوئی جواب نہیں دے رہی تھی، بس روئے جا رہی تھی۔

اچھا ادھر دیکھو... رو مت میری جان، اور بتاؤ کیا بات ہے؟ ریان سے بات کرنی ہے؟" "میرے بچے نے؟

دارار زبردستی اس کا چہرہ اپنے سینے سے الگ کرتا ہوا ایک ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کرنے لگا اور دوسرے سے اس کی پیٹھ سہلاتا رہا۔

"یہ لو پانی پیو۔"

دارار نے گلاس میں جگ سے پانی انڈیل کر اس کے لبوں کے قریب کیا، مگر زرتاشہ نے نفی میں سر ہلا کر گلاس دور کر دیا اور دوبارہ اس کے سینے سے لگ گئی۔

دارار نے گہری سانس لی۔

"زری ایسے کیسے چلے گا؟ تم مجھے بتاؤ ہوا کیا ہے؟ بس رو رہی ہو۔ اگر تم نے دو منٹ میں چپ ہو کر مجھے نہیں بتایا تو میں ریان کو کال کر رہا ہوں اور تمہاری شکایت کروں گا۔ تم رات کے اس وقت اپنی طبیعت خراب کر رہی ہو اور مجھے وجہ بھی نہیں بتا رہی۔"

یہ سن کر زرتاشہ فوراً نفی میں سر ہلا گئی اور اسے کال کرنے سے روک دیا۔

"اچھا نہیں کروں گا کال... تم یہ پانی پیو پہلے، پھر میرا بچہ مجھے بتائے گا کیا ہوا ہے۔"

دارار نے اسے نرمی سے پچکارتے ہوئے گلاس اس کے لبوں سے لگا دیا، جس سے وہ تھوڑا سا پانی پی کر چہرہ دوسری طرف کر گئی۔

"اب بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

دارار نے اسے واپس خود سے لگاتے ہوئے کہا۔

زرتاشہ ہچکیوں کے درمیان بولی:

"ہم نا... وہ نیا بیبی چھین کر لے لیا تھا... مگر وہ جو بیبی کی ماما تھی اسے اچھا نہیں لگا ہمارا بیبی لینا... تو ہم نے اسے واپس کر دیا... فوراً... ہم نے اسے دیکھا بھی نہیں... دعا نے بھی نہیں دیکھا..."

وہ رکتے رکتے بولتی رہی۔

"اس نے ہمارے ناراض ہونے پر بات بھی نہیں کی... اور جب ہم غصے میں اوپر آئے تو بھی مورے نے ہمیں روکا نہیں... وہ بس اس لڑکی کو لگائے کھڑی تھی..."

اس کی آواز مزید بھاری ہو گئی۔

"وہ لڑکی اچھی نہیں ہے... ایک تو اس نے ہمیں بیبی نہیں دیا اور دوسرا وہ میری مورے کے گلے لگ کر کھڑی تھی... وہ تو میری مورے ہے... مجھے ملی ہے... میں شادی کر کے یہاں آئی... وہ جائے اپنی مورے لے... میری کیوں چھین رہی ہے؟ پہلے ہی مجھے مورے اتنے دن بعد ملی ہے... اوپر سے اس نے ہم سے بات بھی نہیں کی..."

دوستی بھی کی اور جب ہم غصہ ہو کر اوپر آئے تو بھی مورے نے ہمیں روکا نہیں وہ بس اس لڑکی کو لگائے لگائے کھڑی تھی

ایسا تھوڑی ہوتا ہے سائیں، وہ تو میری مورے ہے۔ اس نے اپنا بیبی دیا جو بڑے مزے سے میری مورے کے ساتھ کھڑی تھی۔ آپ بتائیں ایسا ہوتا ہے کیا؟ اور وہ تو علیان لالا کا بیبی ہے، ہم اگر تھوڑا سا کھیل لیں گے تو کیا ہو گا ہاں؟

زرتاشہ گردن ہلاتے اپنے ہاتھ گھوماتی انتہائی کیوٹ انداز میں اپنے ہونٹ مروڑتی اسے ایک ایک کی شکایت کر رہی تھی۔ وہ یونہی کرتی تھی جب دارار بھی کوئی غلطی کرتا تو وہ اسے ناراض ہونے کے بعد بھی اس کے سینے سے لگتی اور اس سے اپنی شکایت کرتی تھی۔

بلکل نہیں میری جان، ایسا بلکل نہیں ہوتا۔ مگر میرا بیبی ڈک، ابھی آپ نے ہی کہا تھا کہ آپ نے بیبی کو چھین کر لیا تھا، تو ہو سکتا ہے آپ کے یوں اچانک چھیننے سے مانسا بچہ شاک میں ہو اور اسے سمجھ نہیں آیا ہو کہ میری زری کو تو بیبی بہت پسند ہے۔ وہ بیبی کو

جان بوجھ کر چوٹ نہیں لگائے گی اور وہ آپ کی اچانک افتاد کی وجہ سے حیران ہو اور کچھ نہیں۔ یہ آپ کا وہم ہے، اور کچھ نہیں۔ اور رہی بات مورے کی اسے گلے لگانے کی تو میری جان، مورے تو سارے بچوں سے پیار کرتی ہے، صرف کسی ایک سے نہیں۔ وہ تم سے بھی پیار کرتی ہے، مجھ سے بھی، دعا سے بھی، سب سے پیار کرتی ہے۔ مگر سب سے پیار کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ میری زری سے کم پیار کرتی ہے۔

میرا بیبی ڈک اتنا پیارا ہے، کیسے کوئی اسے پیار نہیں کرے گا؟ مگر ہاں، اپنے بیبی ڈک سے سب سے زیادہ پیار میں کرتا ہوں۔ دارار اس کی ساری باتیں تسلی سے سنتا اسے اپنی ساری باتیں اچھے سے سمجھانے لگا، جبکہ زرتاشہ اس کی ساری باتوں پر مطمئن ہوتی آخری بات پر حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔

آپ ہم سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں لالا سے بھی زیادہ؟ زرتاشہ فوراً اس کے سینے سے چہرہ نکالتی، اپنی آنکھیں نہ بھولتے اس کے چہرے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے حیرانی سے پوچھنے لگی۔

جس پر دارار اس کے انداز پر نثار ہوتا باری باری شدت سے اس کے ہاتھوں کو چوم گیا۔

میرا پیار الگ ہے میری جان۔ میری محبت کا موازنہ آپ ریان کے خود سے پیار کے ساتھ نہیں کر سکتی۔ وہ آپ کا بھائی ہے جس نے بچپن سے اب تک آپ کو ماں، باپ، بھائی، بہن، دوست بن کر پالا ہے۔ آپ کے لیے بہت سی قربانیاں دی ہیں۔ اور میرا پیار آپ سے قدرتی ہے جو مجھے تمہیں اپنے نکاح میں لینے کے بعد ہوا ہے۔ دونوں کی محبت میں فرق

ہوتا ہے۔ شوہر کی محبت الگ ہوتی ہے، بھائی کی الگ ہوتی ہے۔ ان دونوں کا مقابلہ نہیں ہے۔ شوہر اور بیوی کا ساتھ زندگی بھر کا ہوتا ہے اور بھائی بہن کا ساتھ تب تک ہوتا ہے جب تک بہن رخصت نہیں ہو جاتی۔ رخصت ہونے کے بعد بھی وہ ہر دکھ سکھ میں ایک دوسرے کے ساتھ، ایک دوسرے کی ڈھال بن کر کھڑے رہتے ہیں۔ جنہیں دور سے ہی بغیر بتائے ایک دوسرے کی تکلیف کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اور رہی بات میری آپ سے محبت کی، تو وہ تم سے کتنی کرتا ہوں یہ جلد ہی بتاؤں گا، مگر فی الحال تمہیں سونے کی ضرورت ہے۔ چلو پھر، کل سے میرے بچے کو کتنے کام ہیں، دو دن میں بارات ہے، بہت کام ہے میری جان۔

دارار اسے صوفے سے اٹھاتا بیڈ پر لٹاتا، اس پر کمبل درست کرتا اور خود بھی اس کے ساتھ لیٹ گیا۔

سائیں!

۔ زرتاشہ نے اس کے سینے پر سر رکھتے ہوئے اسے پکارا۔

ہم! آپ نا ہمیں کل شاپنگ پر لے کر چلئے گا، ہمیں بھی لالا کی شادی کی شاپنگ کرنی "ہے۔"

اچھا ٹھیک ہے چلیں گے صبح، مگر ابھی تو سو اور اگر تمہارا سونے کا ارادہ نہیں ہے تو" میں بھی اپنا ارادہ بدل سکتا ہوں۔" دارار اس کی تھوڑی تھامتا اس کے لبوں پر جھکتے ہوئے بولا۔

وہ اس کے لبوں کو شدت سے چومتا پیچھے ہوا جبکہ زرتاشہ تو اس کی اتنی سی جسارت پر سرخ ہوتی اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

علیان جو ہی کمرے میں داخل ہوا تو مانسا بچی کو بیڈ پر لیٹائے خود بھی اس کے برابر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے داخل ہوتے دیکھ فوراً کھڑی ہو گئی۔ جبکہ علیان اپنے پیچھے دروازہ لاک کرتے آبرو اچکاتے اس کی طرف دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کھڑی کیوں ہو۔ وہ علیان کی حرکت پر بس گردن نیچے جھکا گئی۔

علیان قدم در قدم چلتا بیڈ پر بچی کے برابر ایسے انداز میں لیٹا کہ اس کے پیر بیڈ پر جھول رہے تھے۔ وہ بچی کو گود میں اٹھاتا اپنے سینے پر لٹاتا، ایک ہاتھ سے بچی کے گرد حصار باندھتا دوسرا ہاتھ بڑھاتے ساتھ کھڑی مانسا کو اپنے برابر میں گرا گیا۔

جس نے نظریں جھکا کر اپنی انگلیاں مروڑیں۔ اچانک افتاد پر مانسا نے بمشکل خود کو روکا مگر اس سب میں بچی کسمسا کر اٹھتی علیان کو دیکھنے لگی۔

میرا بچہ جاگ گیا ہے۔" علیان بچی کو خود کو ٹکر ٹکر دیکھتے دیکھ کر بولا۔ جب وہ اسے دیکھتی" اپنی گردن گھما کر اس کے ساتھ لیٹی مانسا کو بھی دیکھنے لگی۔ پھر نا جانے اس کے دل میں کیا سمائی وہ اپنے دونوں ننھے ننھے ہاتھوں کی مٹھی علیان کے سینے پر رکھتی گھٹنوں سے بل کر اترنا چاہتی تھی مگر اپنے عمل میں بری طرح ناکام ہوتے اس کے سینے پر لیٹ گئی۔

علیان اور مانسا دونوں اس کی اس حرکت پر اس پر ٹوٹ کر پیار آئے۔

میرا بچہ جلدی چلنا سیکھ جائے گا۔" علیان اس کی پیٹھ سہلاتے بولا جسے وہ ایک بار پھر" گد گدی میں آ رہی تھی۔

یہ کیا ایسے ہی تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے ہوتی ہے؟" علیان اس کی مدھم چلتی سانسیں" محسوس کرتا بولا۔

نہیں وہ بار بار ڈسٹرب ہو کر اٹھ رہی ہے ورنہ ٹائم پر سوتی ہے۔" مانسا اس کے سوال پر" اٹھتے ہوئے بولی۔

کتنے منتھ کی ہے یہ؟" علیان نے بچی کے بارے میں مزید جاننا چاہا۔"

دو۔" اس کے سوال پر مانسا نے فوراً جواب دیا۔"

مگر دو مہینے کے بچے تو صحت مند ہوتے ہیں یہ تو اتنی کمزور ہے۔" علیان بچی کی صحت" دیکھتا بولا جو کہیں سے بھی دو مہینے کی نہیں لگ رہی تھی۔

"—وہ... کوٹھے"

چپ۔ بلکل چپ۔ نام مت لینا اس جگہ کا۔ دنیا کے لیے اور میرے لیے تم میری بیوی" اور یہ میری بیٹی ہے، میرا خون جسے میں نے شہر میں سب سے چھپا کر رکھا تھا۔ اس کے علاوہ تم کسی کو کچھ نہیں بتاؤ گی۔ ویسے تو کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ میری بیوی سے سوال کرے مگر تم اپنی عقل میں یہ بات ڈال لو۔ اور آج سے یہی تمہاری اور اس کی حقیقت ہے۔ آئی بات سمجھ؟"

اس سے پہلے وہ اس غلیظ جگہ کا نام ایک بار اور لیتی، علیان اسے ٹوکتا اپنی ایک ایک لفظ پر زور دیتا بولا جس پر مانسا فوراً ہاں میں سر ہلا گئی۔

"یہ بتاؤ اس کی ڈیٹ آف برتھ کیا ہے؟ پیدا کس دن ہوئی تھی؟"

علیان مانسا سے بچی کی ایک ایک تفصیل لیتا سب کچھ اپنے فون پر ٹائپ کر گیا۔

"تم نے اب تک نام نہیں رکھا اس کا؟"

وہ بچی کی تمام انویسٹیگیشن کسی کو سینڈ کرتا اسے نام کے بارے میں استفسار کرنے لگا۔

"!نہیں"

"کیوں؟"

وہ جس دن یہ پیدا ہوئی تھی اسی دن اسے پیدا کرنے والی اس دنیا سے چلی گئی۔ مانسا اس کے سوال پر قدر محتاط طریقے سے جواب دے گئی کیونکہ اگر وہ اس کی اصلی ماں بولتی تو یقینا وہ بھڑک اٹھتا۔

علیان اس کے انداز پر مطمئن ہوا۔

"ٹھیک ہے، میری ایک اور بات یاد رکھنا۔ اب سے ہم دونوں ہی اس کے ماں باپ ہیں اور یہی حقیقت ہے۔ مجھے غلطی سے بھی کبھی یہ سننے کو نہ ملے کہ ہم نے اسے صرف پالا ہے، کیونکہ پیدا کرنے والے سے بڑا پالنے والا ہوتا ہے۔ اور میں اپنی بیٹی پر کسی قسم کی انگلی برداشت نہیں کروں گا۔ چلو اب آؤ سو جاؤ، ہم نے صبح کہیں جانا ہے۔"

علیان بالآخر بات ختم کرتا اسے ہنوز وہیں کھڑے دیکھ کر بولا۔

اس کی بات پر وہ جھجکتے بیڈ کے ایک کونے پر ٹک گئی۔ علیان ایک نظر اسے دیکھتا ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔ وہ کچھ دیر شاور لیتا صرف ٹراؤزر پہنے، نم بالوں سمیت کمرے میں آیا۔

اسے بغیر ٹی شرٹ کے دیکھتے مانسا اپنا چہرہ شرم سے نیچے کر گئی۔ جب علیان نے اچنبھے سے اس پر نگاہ ڈالی جو ہنوز اسی کونے پر سکی بچی کو تھپک رہی تھی۔ علیان اپنے بال خشک کرتا تولیہ صوفے پر پھینکتا بیڈ کی طرف بڑھا۔ وہ بیڈ کے بیچ میں نیم دراز ہوتا بچی کو اپنے سینے پر منتقل کرتا، مانسا کو کھینچتا اس کا سر بھی اپنے سینے پر رکھ گیا۔

"میں نے اس کا نام آئندہ سوچا ہے... آئندہ علیان یوسفزئی کیسا ہے؟"

علیان ان دونوں کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتا مانسا کو دیکھتا نام بتاتا آئندہ کا سر چوم گیا جو بڑے مزے سے اس کے سینے کے بال اپنی مٹھی میں دبوچ چکی تھی۔

اچھا ہے۔" مانسا نے اس کی بات پر یک لفظی جواب دیا۔"

جو میں نے کہا ہے اسے اپنے دماغ میں بیٹھا لو، اپنا یہ چھوٹا سا دماغ کسی فضول سوچ میں"

"ضائع مت کرو۔ اب حقیقت یہی ہے کہ تم میری بیوی اور آئندہ میری بیٹی ہے۔

علیان اسے واضح الفاظ میں کہتا آنکھیں موند گیا۔ اس کی بات پر مانسا کافی دیر تک اس کے سینے پر سر رکھے چھت کو گھور رہی تھی مگر کہیں نہ کہیں اس کا دل علیان اور بچی کی بات پر ایمان لانے کو کر رہا تھا۔ وہ اپنی سوچ کو جھٹکتی آنکھیں موند گئی۔ اگر زندگی اسے ایک اور موقع دے رہی تھی تو وہ کیوں اپنے رب کی ناشکری کرے...

زرتاشہ کی آنکھ کھلی تو فجر کا وقت ہو رہا تھا۔ وہ علیار کے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی مگر اسے یاد تھا علیار رات کو عجلت میں اسے بیڈ پر لٹاتا تیزی سے باہر نکل گیا تھا مگر نہ جانے کب وہ واپس آیا تھا۔

زرتاشہ نے اٹھنا چاہا مگر تکلیف کے باعث دوبارہ لیٹ گئی۔ اس کی بار بار حرکت کی وجہ سے علیار کی آنکھ بھی کھل گئی۔

کیا ہوا ہے؟" علیار اسے اٹھنے کی کوشش کرتے دیکھ کر بولا۔"

وہ...مجھے نماز پڑھنی ہے، آپ مجھے اٹھا دیں، ایسے میں نہیں اٹھ پا رہی۔" زرتاشہ اسے" اپنی پریشانی بتاتے بولی۔

اچھا، تم نے شاور بھی لینا ہے؟" علیار اپنی آنکھیں مسلتا بستر سے اٹھتا پوچھنے لگا جس پر" زرتاشہ نفی میں سر ہلا گئی۔

وہ اس کی سائڈ پر آتا اسے سہارے دے کر اٹھاتا واشروم میں چھوڑتا اپنے کپڑے نکالنے لگا۔ تھوڑی دیر میں زرتاشہ وضو بنا کر نماز کی طرح ڈوپٹہ اپنے گرد باندھتی دیوار کے سہارے سے باہر آئی۔

ابھی تو درد نہیں ہو رہا؟ علیار اسے سہارے سے چلتا دیکھ کر پوچھنے لگا جس پر وہ ہلکا سا نفی میں سر ہلا گئی۔

میری بات سنو، زارا۔ علیان کا نکاح ہوا ہے جس میں گھر والے شامل نہیں تھے، تو تم ناشتہ پر ان دونوں سے مل لینا۔ ان کی ایک بیٹی بھی ہے۔ اگر تم بہتر فیل کر رہی ہو تو ہم شہر مال چل کر اس کے لیے شاپنگ کر لیتے ہیں۔" علیار اپنے کپڑوں کے ساتھ ساتھ یونیفارم نکالتا بولا۔

"میں کر دیتی ہوں، آپ نماز کو جائیں۔" زارا اسے اپنا کام خود کرتے دیکھ کر بولی۔

"نہیں، رہنے دو، میں کر لوں گا۔ مجھے اپنا کام خود کرنا آتا ہے۔ تم بتاؤ، چلو گی یا نہیں؟ بلکہ رہنے دو، میں خود تمہیں لے جاؤں گا۔ چیئر سیٹ کر دی ہے۔ زمین پر جانماز بچھا کر مت پڑھنا۔" علیار اپنی بات کہتا واشروم میں بند ہو گیا۔

زارا اس کے انداز پر صرف لمبی سانس لے گئی۔ اب تو اس کی عادت میں شامل ہو گیا تھا علیار کا بے زاری والا رویہ۔ وہ سر جھٹکتی نماز کے لیے کھڑی ہو گئی۔

جب تک وہ نماز اور تلاوت سے فارغ ہوئی، علیار بھی نماز پڑھ کر آ چکا تھا۔ وہ کال پر کسی سے بات کرتا بیڈ کے قریب آیا، اچانک اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے اس کا بخار چیک کیا، پھر دوائی اسے دی اور پانی کا گلاس تھما دیا۔

زارا خاموشی سے اس کی دی ہوئی دوائیاں کھا کر بیڈ سے ٹیک لگا گئی۔ اسے آنکھیں موندے ٹیک لگاتا دیکھ کر علیار بھی تیار ہونے لگا۔ وہ کچھ دیر میں تیار ہو کر باہر آیا تو زارا اٹھی ہوئی تھی۔ اسے سونے کے بجائے جاگتے دیکھ کر وہ ماتھے پر بل ڈالے اس کی طرف بڑھا۔

کیا ہوا؟ کیا بات ہے؟ اٹھ کیوں گئی ہو؟ درد ہو رہا ہے کہیں؟" وہ اس کے قریب آکر" پوچھنے لگا۔

نہیں، آپ جاتے ہوئے مجھے بھی نیچے لے چلیں گے؟" زارا اسے اپنے جاگنے کی وجہ" بتاتے اپنا دوپٹہ ٹھیک سے اوڑھنے لگی تاکہ اس کے ساتھ جا سکے۔

اچھا، تم مجھے کسی سے نہیں کہو گی، میں خود تمہیں لے چلوں گا۔" علیار مصروف سے" انداز میں اپنی چیزیں جیب میں رکھتا بولا۔

زرہ اس کی بات پر خاموش رہی، مگر اس کا چہرہ ہلکا سا سرخ ہو گیا۔ علیار اس کے بدلتے رنگ دیکھ کر خاموشی سے اس کی طرف آیا، پھر اچانک اس کی کمر کے گرد بازو ڈال کر اسے اٹھا لیا۔

اس اچانک حرکت پر زارا گھبرا کر اس کی گردن میں ہاتھ ڈال گئی، ایک ہاتھ سے اس کی شرٹ اور دوسرے سے اس کی گردن پکڑ لی۔

علیار بغیر کچھ کہے اسے لیے باہر نکل گیا۔ وہ اس کے کندھے پر ہلکی سی مار کر اسے ہوش دلانے کی کوشش کرتی رہی، مگر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

دروازہ کھولو!" علیار نے ایک بار پھر اسے دیکھا اور زور سے بولا۔"

زارا غائب دماغی سے دروازہ کھول گئی۔

دروازے کے باہر کھڑے داور کو دیکھ کر علیار نے سرد لہجے میں کہا:

"بے غیرت انسان، اگر اب ایک بار بھی تم نے مجھے کال کر کے ڈسٹرب کیا تو میں

تمہاری نا ہونے والی رخصتی کرواتا، تمہیں تمہاری بیوی کے ساتھ اس کے گھر پھینک آؤں گا، سمجھا؟“

یہ کہہ کر وہ دروازہ اس کے منہ پر بند کر گیا۔

یہ رہا تمہارا اصل متن صرف proofread کرکے (کوئی اضافہ یا کمی نہیں):

جبکہ زارا حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی جو اسے باہر لے جاتے لے جاتے اپنا ریمینس جھاڑنے لگا پھر اپنے پرانے روپ میں آگیا۔ زارا نے تھوک نگلتے سوچا جب وہ اس کے چہرے پر نظریں لگائے بیڈ کے قریب گیا اسے واپس بیڈ پر لٹایا گیا۔

اس کی خمار زدہ نظروں کو دیکھ کر زارا کو اس کے ارادے ٹھیک نہ لگے جو اپنی گن اور ساری چیزیں واپس سے نکالتا سائیڈ ٹیبل پر رکھ رہا تھا۔

ع۔ علی... ”وہ ہمیں نیچے جانا ہے۔“

زارا اسے اپنی گھڑی اتارتے دیکھ کر بمشکل اٹکتے ہوئے بولی۔ ہمیشہ کی طرح اس کی ذرا سی قربت میں زارا کی جان ہوا ہو جاتی تھی اور اس نے بمشکل ہمت کرتے الفاظ ادا کیے تھے۔

جب علیار اپنی شرٹ اتار کر پھینکتا کمرے کی لائٹ ڈم کر گیا جبکہ اس کی حرکت پر زارا دم سادھ سی لیٹی رہی۔ جب علیار اوپر جھکتا اس کے گردن اور کمر کے نیچے ہاتھ ڈالتا اسے

اپنے سینے پر منتقل کرتا ایک بار اس کے لبوں پر قابض ہو گیا۔ وہ اس کی سانسوں کے ساتھ کھلواڑ کرتا بے باکی سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتا اسے مزید خود سے لگا گیا۔

اس کے اتنی شدت سے اپنے ہونٹوں سے لپٹا دیکھ زارا کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا محسوس ہوا۔ وہ اس کے کام پر کبھی بھی مزاحمت نہیں کرتی تھی، ابھی بھی وہ اس کے برہنہ سینے پر ہاتھ رکھے اس کے عمل کو برداشت کر رہی تھی۔

علیار اس کے بالوں کو سہلاتا انہیں کھینچ کر چھوڑتا پیچھے ہوا اور بار بار اس کے لبوں کو چوم کر خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کرتا اپنی مہکتی سانسیں اس کے چہرے پر چھوڑتا اس کی سانسیں ہموار کر رہا تھا۔

زارا اس کی سانسیں اپنے اندر اتارتی اپنا بگڑا ہوا تنفس بحال کرتی آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی جو ہمیشہ اپنی من مانی کرتا اس کے قریب آتا تھا۔ اس کی پرتپش نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتے اس نے آنکھیں کھولیں۔

ایسے مت دیکھا کرو، پہلے ہی تم اپنی ان آنکھوں سے میرے جذبات جگا چکی ہو۔ مزید" مت دیکھو، تمہاری جان اس وقت اس حالت میں نہیں کہ مجھے برداشت کر سکو۔ اور ویسے بھی مجھے برداشت کرتے کرتے تمہیں بخار آجاتا ہے، کچھ کھا پی لیا کرو تاکہ جان تو "بنے۔

علیار اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتا اسے سختی سے خود میں بھینچتے بولا۔

اس کی بات پر زارا کا منہ بن گیا وہ اس کے بخار چڑھنے پر چوٹ کر رہا تھا، خود دراز بھر اسے اپنی شدتوں سے بے حال کر دیتا تھا۔ اب اگر اسے بخار چڑھ گیا تو کیا وہ اسے تانے مارے گا؟ زارا نے منہ بھورتے سوچا۔

کافی دیر دونوں کے درمیان خاموشی قائم رہی۔ جب زارا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔ زارا اس کی اس حرکت پر صرف ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی۔ اسے جاگنا بھی مناسب نہیں سمجھا کیونکہ وہ رات بھی سویا نہیں تھا اور اسے پچھلی رات اس کی وجہ سے جاگنا پڑا تھا۔ وہ اس کی نیند خراب کرنے کا ارادہ ترک کرتی وہ بھی آنکھیں موند گئی۔

"آتے بھی سارے آگئے ہیں مگر ہماری پوتی کہاں ہے؟ اب تک آئی کیوں نہیں؟"

داجی ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھتے ساتھ ہی آئندہ کے بارے میں استفسار کرنے لگے، جسے وہ کل رات سے ہی فراموش کر گئے تھے۔ ساری رات وہ اسے ملنے کے لیے بے چین رہے تھے مگر اب ڈائنگ ٹیبل پر تقریباً سب موجود تھے سوائے علیار، زارا اور علیان، مانسا کے۔

ابھی وہ کسی کو انہیں بلانے بھیجنے کا سوچ ہی رہے تھے۔

جب ہال میں علیان اپنی باہوں میں آئندہ کو تھامے اور اس کے پیچھے ڈری سہمی سی مانسا کے ہمراہ ڈائننگ ہال میں داخل ہوا۔

"علیان ! ہماری پوتی کو لے کر اِدھر آؤ۔" واجی آئندہ کو دیکھنے کے لئے بے چین ہوتے بولے۔

اسی وقت ہال میں پولیس کی وردی میں ملبوس سا تھیار علیار بھی داخل ہوتا اپنی کرسی سنبھال گیا۔ ٹیبل پر تقریباً گھر کے سارے افراد موجود تھے سوائے زارا کے، جسے علیار طبیعت خرابی کی وجہ سے سوتا چھوڑ کر آیا تھا اور ڈاکٹر نے بھی اسے آرام کا کہا تھا، تو کسی نے اسے تنگ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

علیان اور مانسا کے داخل ہوتے ہی دارار نے ایک نظر پڑوس میں بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھا جو معمول کے مطابق تیار تھی، مگر آج روز کی طرح شور مچاتے ناشتہ کے لئے مورے سے پوچھنے کے بجائے کچن میں ان کی مدد کراتی بالکل خاموشی سے اس کے برابر میں بیٹھی سب کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ رودابہ نے بھی اس کا بدلا بدلا رویہ نوٹس کیا تھا مگر بعد میں اس سے پوچھنے کا سوچتی، فی الحال بات کو نظر انداز کر گئی۔

"برخوردار ! آپ کیا کھڑے تم اعلان ہونے کا انتظار کر رہے ہو؟ دے بھی دو ہمیں ہماری پوتی، کل رات سے چھپا کر رکھا ہے تم نے۔" واجی اسے ہنوز اپنی کرسی کے پاس کھڑا دیکھ کر بولے۔

"آپ سارے امیدوار جو جو میری پمپکن کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ لائن لگائیں اور ہاتھ منہ دھو کر آئیں۔ میرے بے بی کو اپنے گندے ہاتھوں سے ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ہے، خاص طور پر تم داور، بغیر سینیٹائز کئے اسے چھونا بھی مت۔" علیان اسے خاموشی سے

ناشتہ ٹھونستے دیکھ کر جلانا ضروری سمجھا، جو پوری دنیا کو بگاڑ میں جھونکتا بغیر کسی کا انتظار کئے بس ناشتے کے ساتھ انصاف کر رہا تھا۔

"ابھی میں ذرا کھا لوں پھر بات کریں گے۔" اس کے تانے مارنے پر داور کچھ لمحے رک کر بولتا دوبارہ کھانے لگا جبکہ باقی سب ان دونوں کی حرکت پر صرف سر ہلا کر رہ گئے۔

"یہ لیجئے واجی، کیا یاد رکھیں گی۔" علیان ہاشم صاحب کو منتظر پاتا آئندہ کو ان کی گود میں دیتا خود بھی کرسی گھسیٹتا اپنی جگہ سنبھال گیا اور ساتھ ساتھ مانسا کو بھی بیٹھا گیا جو ان سب کے درمیان قائم عجیب سی خاموشی سے خاصی پریشان لگ رہی تھی۔ علیان نے بھی اپنے گھر والوں کے سپاٹ چہرے اور اس کے تضاد ان کی خاموشی کافی اچھے سے محسوس کی تھی مگر وہ اپنا وہم سمجھتا خاموش رہا۔

"علیان! تم نے اس کا نام سوچا ہے؟" ابھی وہ مزید اپنے بارے میں سوچتا جب داجی اسے آئندہ کے نام کے متعلق پوچھ بیٹھے۔

"جی داجی۔ آئندہ آمدہ علیان یوسفزئی، کیسا نام ہے؟" وہ ہاشم صاحب کو نام بتانے کے ساتھ ساتھ سب کی طرف دیکھتا ان سے بھی اپنی رائے چاہی۔

"جب نام خود رکھ چکے ہیں تو اب ہم سب سے کیوں پوچھ رہے ہیں آپ لالا؟" جس پر کسی نے تو کچھ نہیں کہا مگر زرتاشہ خود چاہ کر بھی تلخ ہونے سے روک نہ پائی۔

جب دارار نے حیرانی سے اپنے پڑوس میں بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھا جو اس کے لاکھ سمجھانے کے باوجود شاید اپنی بات پر قائم رہتے ہوئے ان کے خلاف اپنے دل میں بیر لئے بیٹھی تھی۔

زری ! یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا؟" اس کے انداز پر دارار بغیر کسی کا لحاظ کئے" قدرے سنجیدگی سے بولا۔

بالکل صحیح طریقہ ہے بات کرنے کا۔ پتا تھا ہمیں، ابھی ہم کچھ بولیں گے اور آپ کو نیا" بہانہ مل جائے گا ہم سے لڑنے کا۔ جا رہے ہیں ہم اپنے لالا کے پاس، اور ایک نہیں دو دو نئے بے بی لے کر آئیں گے۔" زرتاشہ اپنی کرسی سے اٹھتی تیزی سے ہال سے نکل گئی جبکہ دارار اس کی اس حرکت پر لال پیلا چہرہ لئے بمشکل ضبط کئے بیٹھا تھا جبکہ باقی سب نے حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ سب ہی زرتاشہ کے اس عجیب ردِ عمل سے سکتے میں تھے جب انہیں زرتاشہ کی تیز چیخ کی آواز سنائی دی۔

روح حیات 14

از قلم مسکان خان

زرتاشہ کی چیخ سنتے ہی سب ناشتہ چھوڑ کر تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھے۔ واجی بمشکل آئندہ کو سنبھالتے ان سب کے پیچھے گئے جہاں گپ اندھیرا تھا۔ شاید ملازم نے صبح یہاں کی لائٹ آن نہیں کی تھی۔

بھابی !" علیان اپنے جیب میں موبائل نکالتا اسے آواز دینے لگا۔ اتنے میں علیار اپنی"
موبائل کی ٹارچ آن کرتا سوئچ کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ لائٹ آن کرتا جب اچانک ہی پورا
کمرہ روشنی سے نہا گیا۔ سب نے آنکھیں جھپکتے لائٹ کی اچانک چمک کو دور کرنا چاہا جب
ان کی نظر کمرے کی سجاوٹ پر پڑی۔

" ! سرپرائز"

ابھی وہ لوگ معاملہ سمجھتے جب دعا کی کھلکھلاتی آواز ان سب کی سماعت سے ٹکرائی جس
پر سب اس کی طرف متوجہ ہوتے ایک نظر کمرے کی پوری سجاوٹ کو دیکھتے دعا کو
گھورنے لگے جو خود اتنے بڑے صوفے کے پیچھے چھپی تھی مگر اپنے ساتھ زرتاشہ کو بھی
چھپایا ہوا تھا۔

دارار اس کی حرکت پر نفی میں سرہلاتا اس کے قریب پہنچا، دونوں کو احتیاط سے پیچھے سے
باہر نکالا اور ایک چپت دعا کے سر پر لگائی۔

باز آجاؤ تم، اور تمہیں تو میں کمرے میں جا کر دیکھوں گا۔ کیا بول کر بھاگی تھی تم ابھی؟"
اور چیخی کیوں تھی؟ چوٹ لگی ہے تمہیں؟" وہ جھوٹے غصے والے انداز میں دعا سے کہتا
زرتاشہ سے مخاطب ہوا جو اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو مزید پھیلائے سب کو دیکھ رہی تھی جو
ہاتھ باندھے سنجیدہ تاثرات لئے اس کی وضاحت کے منتظر تھے۔

آئی ایم سو سوری، وہ ہم نے بے بی کے لئے سرپرائز پلان کیا تھا تو جو کچھ اندر ہوا وہ اسی"
کا حصہ تھا اور یہ دعا کا آئیڈیا تھا کہ ہمیں غصہ کر کے یہاں آنا ہے تاکہ آپ سب بھی

ہمارے پیچھے آئیں مگر جب پلان اے فیل ہو گیا تو ہم نے فوراً پلان بی بناتے آپ سب کو یہاں بلا لیا۔" زرتاشہ فرش کو گھورتے سب کو ساری بات بتائی جبکہ اس کی اس حرکت پر دعا نے منہ کھولے اسے دیکھا۔

صرف ہمارا تو نہیں تھا، آپ کا بھی تھا!" دعا زرتاشہ کی بات پر احتجاجاً بولی۔"

او ہاں، پلان بی اور سرپرائز دینے کا آئیڈیا ہمارا تھا باقی دعا کا تھا۔" وہ اپنے کارنامے کے" آئیڈیا کے ساتھ برابر سے انصاف کرتے بولی جبکہ اس کی بات پر دعا بھی تائید میں سر ہلا گئی۔

یہ سب آپ نے آئندو کے لئے کیا ہے؟" ابھی کوئی مزید کچھ بولتا جب مانسا کی بھیگی آواز" سب کی سماعتوں سے ٹکرائی جو ہنوز ساکت نم نظروں سمیت چہرے پر حیرت اور خوشی اور دل میں ان گنت جذبات لئے ساری تیاری کو دیکھ رہی تھی۔

اس کی بات پر زرتاشہ اور دعا دونوں نے ہاں میں سر ہلایا۔

کیسا لگا؟" اسے اس طرح سب چیزوں کو دیکھتا پا کر زرتاشہ پر امید نظروں سے اس کی" طرف دیکھ کر پوچھ بیٹھی۔

بہت بہت پیارا ہے، شکریہ بھابی۔" علیان اور مانسا دونوں ہی ساری تیاری کو دیکھ کر" ایک ساتھ بولے جہاں ان دونوں نے پورے ڈرائنگ روم کو بے بی پنک اور شاکنگ پنک غباروں سے سجایا ہوا تھا۔ سامنے ان لوگوں نے ایک ٹیبل رکھا تھا جہاں ہارٹ شیپ کا

پنک کیک تھا۔ ٹیبل کے پیچھے کی دیوار کو بھی ان لوگوں نے غبارے اور سرخ گلابوں سے سجایا تھا۔

"یہ سب کیا، کب تھا آپ نے؟" رودابہ جو کافی دیر سے ان دونوں کو مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑا دیکھ رہی تھی، بالآخر ان دونوں کو اپنے ساتھ لگاتے بولی۔

"ارے مت پوچھو بی بی جی، یہ دونوں ہمارے کمرے میں تین بجے رات کو گھس کر زبردستی ہمیں لالا کا دھمکی دے کر ہم سے کام کروایا ہے۔ آدھی رات کو ہم نے کریم بخش کو ڈرا دھمکا کر سارا سامان لانے بھیجا اور ساتھ ایک سجاوٹ والا بھی مگر سجاوٹ والا تو نہیں ملا مگر وہ کسی طرح سامان لے آیا۔ پھر یہ دونوں وہ کیا ہوتا ہے، یوٹیوب وغیرہ، اس پر بیٹھ کر ایک چیز دیکھتا ہمیں گھن چکر بنا کر ہم سے سارا کام کروایا۔ سب کچھ کرتے فجر کی اذان ہو گئی، ان لوگوں کا سرپرائز کے چکر میں ہم جھول رہے ہیں۔

رودابہ کے سوال پر اسے پہلے زرتاشہ یاد آئی، جواب دیتی کمرے میں داخل ہونے والی درخشہ بول پڑی۔ اسکے چلے دل کے دھکڑے سن کر سب نے ہی اپنی ہنسی دبائی، جبکہ دعا اور زرتاشہ نے اسے ایسے گھورا جیسے ابھی کھا جائیں گی۔

"دیکھو بی بی جی! یہ بھابھی ہم کو لالا کی طرح گھور رہی ہے۔" زرتاشہ کو اپنی طرف گھورتا پا کر درخشہ نے سب کی توجہ اسکی طرف کرنی چاہی، جس پر دارار نے اپنی بیوی کو داد دینے والی نظروں سے دیکھا، جبکہ درخشہ کی کھسیانی شکل دیکھتے سب کا کھلکھلاہٹ کمرے میں بے ساختہ گونجا۔

اور اس اچانک شور پر آمدہ، جو کب سے پر سکون سو رہی تھی، ہڑبڑا کر اٹھتی گلا پھاڑ کر اونچی اونچی آواز میں رونے لگی۔ اسکے یوں اچانک رونے پر جہاں سب پریشان ہوئے وہیں اس اچانک افتاد پر زرتاشہ فوراً رودابہ سے دور ہوتے دارار کا بازو تھام گئی۔

واجی پریشانی سے اسے جھولا جھلاتے چپ کروانے کی کوشش کرنے لگے جو اپنے ہاتھ پیر اکڑاتی مزید تیزی سے رو رہی تھی۔ اسکے یوں رونے پر تو مانسا کے ہاتھ پیر بھی پھول گئے تھے، جبکہ علیان اسکا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ تیزی سے اسے اپنی باہوں میں بھرتا اپنے کندھے سے لگا گیا۔

اسکے کندھے سے لگنے کی دیر تھی، آمدہ جو جب سے اپنی پوری طاقت سے آنکھیں بند کئے رو رہی تھی، وہ رونا چھوڑتے آنکھیں کھولے دیکھنے لگی مگر علیان کے کندھے سے لگی ہونے کی وجہ سے وہ اسے دیکھ نہ پائی تو فوراً منہ لٹکاتے ہاتھ پیر مارنے لگی۔ جب اسکا ہاتھ علیان کی داڑھی میں پڑا تو وہ بے ساختہ ایک دو بار پھر وہی ہاتھ مارتے فوراً اسکے کندھے سے چہرہ نکالتے اسے دیکھنے لگی اور اپنی بچوں والی آواز میں "ہوں ہاں" کرتے تصدیق چاہی، جس پر علیان اسکی پشت سہلانے لگا۔

وہ ایک بار پھر اسکے کندھے پر سر رکھتی، واپس اپنا سر نکالتے اسکا چہرہ دیکھا اور اب کی بار یقین ہونے پر کھنکلا کر ہنس دی۔ سب کو ہی اسکی اس حرکت پر ٹوٹ کر پیار آیا۔ رودابہ تو فوراً آگے بڑھتی اس پر آیت الکرسی پڑھ کر پھونکنے لگی، جو بڑے مزے سے سب کو فراموش کرتی باپ کی گود میں لہک لہک کے کھیل رہی تھی۔ علیان اسکی اس حرکت پر

شدت سے اسکے گالوں پر لب رکھ گیا، جس پر وہ رونے کے بجائے مزید کھلکھلاتی سب کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔

اسے یوں کھیلتے دیکھ زرتاشہ نے ترسی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا۔ اسکا یوں دیکھنا دارار سے چھپانا تھا، وہ اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے اپنے قریب کرتے بغیر کسی کی نظروں میں آئے اسکا سر چومتا، اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دینے لگا۔

چلیں بھی لالا، کیک کاٹیں تا کہ ہم ناشتہ کر سکیں۔" دعا سب کو آمدہ میں مصروف دیکھ کر" بولی، جس پر سب ہی تائید میں سر ہلاتے کیک کی طرف بڑھے جس پر "Welcome لکھا ہوا تھا۔ "Home Baby Pumpkin

سب ہی چھوٹی سی سیلیبریشن کے بعد سکون سے بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔

دارار تم آج مال جا رہے ہو؟" علیار ناشتہ کرتے مصروف سے انداز میں دارار سے پوچھا" جو زبردستی زرتاشہ کو ناشتہ کروا رہا تھا۔ اسکی بات پر ہاں میں سر ہلا گیا۔

میرا ایک سامان ہے، لیتے آنا۔ میں تمہیں رسید دے دوں گا۔" علیار اسکے ہاں میں" جواب دیتا دیکھ کر بولا۔

لالا، آپ بھی مال جا رہے ہیں؟" علیار کی بات ختم کرتے ہی علیان اسے پوچھنے لگا۔"

آپ بھی سے کیا مراد ہے؟ اور کون جا رہا ہے؟" اسکے "آپ بھی" کہنے پر دارار ناشتے سے" ہاتھ روکتا پوچھنے لگا۔

میں بھی جا رہا ہوں۔" اسکی بات پر علیان اپنے، مانسا اور آئندہ کی طرف اشارہ کرتے" بولا۔

علیان، بھئی اتنی چھوٹی بچی کو تم باہر لے کر جاؤ گے؟ اسے چھوڑ جانا، ہم دیکھ لیں" "گے۔ بلکہ میری زرتاشہ ہے، وہ آمدہ کے ساتھ کھیلے گی۔ کیوں زرتاشہ؟

جو نہی مانسا کمرے میں داخل ہوئی تو علیان صوفے پر بیٹھا فون استعمال کر رہا تھا اور اسکے پڑوس میں ہی ایک شاپنگ بیگ تھا۔ یہ لو، اس میں تمہارے کپڑے ہیں۔ نہا کر چینج کر لو اور یہ چادر بھی، مال سے ہم تمہاری بھی شاپنگ کر لیں گے۔ علیان موبائل میں مصروف سے انداز میں اسے بیگ پکڑاتا بولا۔

کیا میرا جانا ضروری ہے؟ مانسا اسکے ہاتھ سے بیگ تھامتے بولی، جب علیان نے فون سے سر اٹھائے اسے آئبرو اچکائے دیکھا، جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو اس کا مطلب۔

کوئی خاص وجہ نہ جانے کی؟ علیان صوفے پر سیدھا ہو کر بیٹھتا اسے کھینچ کر اپنی گود میں بٹھا گیا۔

کچھ پوچھا ہے، انکار کی وجہ نہیں میرا۔ م۔ مطلب ہے وہ... وہ باہر اسکے آدمی۔ مانسا اس اچانک افتاد پر سنبھلتی بمشکل بولی۔

علیان جو اسکے بالوں میں چہرہ چھپائے انکی خوشبو اپنے اندر اتار رہا تھا، اسکی بات پر ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھنے لگا۔

میں گدھا ہوں؟ اس کی بات پر علیان نے تیوری چڑھائے اسے پوچھا جبکہ اس کا غصے والا چہرہ دیکھ کر مانسا نے اس کی گود سے اٹھنا چاہا، جب علیان اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتا اسے مزید سختی سے خود سے لگا گیا۔

کتنی بار سمجھاؤں؟ جو پوچھوں اس کا جواب فوراً دے دیا کرو۔ میں گدھا ہوں جو رات سے تمہیں سمجھا رہا ہوں کہ تم میری بیوی ہو۔ نکاح تم نے بھانگ پی کر کیا تھا جو یہ بات تمہارے سمجھ نہیں آرہی؟ تم میری بیوی ہو، علیان یوسفزئی کی، اور کوئی تم سے سوال نہیں کر سکتا اور نہ ہی میں تم پر سوال اٹھنے دوں گا۔ تو پھر کیوں غلط سوچیں اپنے دماغ میں لاکر اسے مزید بیکار بنا رہی ہو؟ علیان اس کی کمر کو جکڑتا بولا۔

ویسے میرا اس وقت بڑا دل کر رہا ہے کہ میں تمہارا دماغ اپنے طریقے سے ٹھکانے لگاؤں مگر میری بیٹی نے رونا شروع ہو جانا ہے میرے بغیر۔ مگر رات کو تمہیں کوئی رعایت نہیں ملے گی۔ میں سوچ رہا تھا تمہیں کچھ وقت دے دوں تاکہ تم ایڈجسٹ ہو جاؤ، مگر مجھے لگ رہا ہے تمہارا یہ خرافاتی دماغ کوئی اور ہی کھچڑی پکا رہا ہے۔ دو منٹ کے اندر جاؤ جا کر تیار ہو، ورنہ میں اپنا ارادہ بدلتا ہوں۔ کل صبح سے پہلے تمہیں یہاں سے نکلنے نہیں دوں گا اور اگر ایسا ہو گیا تو میرے کدو کی ماں، تمہارے پاس صبح نہا کر پہننے کے لیے کپڑے نہیں ہوں گے، پھر مجھ سے نہ کہنا سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ علیان اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتا اس کا چہرہ اپنے قریب کرتا، اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ذو معنی سرگوشی کرتا اسے لال بھبھوکا کر گیا۔

مانسا کو اس کی بے باک بات پر جی جان سے کانپتی لرزنے لگی تھی جب علیان اس پر ترس کھاتا اسے بانہوں میں بھرتا ڈریسنگ روم کے دروازے پر اتار گیا۔

اب خود نہاؤ گی یا یہ بھی کام اپنے نیک ہاتھوں سے انجام دوں؟ بلکہ پانی بچاتے ہیں، ساتھ شاور لیتے ہیں۔ علیان اس کے کان کے پاس جھکتا سرگوشی نما آواز میں بولا جبکہ اس کی بات پر مانسا اس کے ہاتھ سے بیگ جھپٹتی فوراً واش روم میں بند ہو گئی۔۔۔

وہ دونوں اس وقت ڈاکٹر کے کیبن میں بیٹھے ڈاکٹر کے آمدہ کو لانے کا انتظار کر رہے تھے جو اسے پچھلے دس منٹ سے لے کر گئی تھی۔

بس، ہو گئی۔ میں جا رہا ہوں اپنے بچے کو لینے، مجھے ساتھ لے جاتی، میں کون سا اسے ڈسٹرب کر رہا تھا۔ علیان بالآخر جھلاتے ہوئے بولا جو دس منٹ سے ڈاکٹر کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ دل میں وسوسے بھی اٹھ رہے تھے کہ کہیں کوئی اس کی بچی کو کچھ کر نہ دے۔ وہ غصے سے تن فن کرتا اس کمرے میں چلا گیا جہاں ڈاکٹر آمدہ کو لے کر گئی تھی اور وہی ہوا۔

بیڈ پر لیٹی آمدہ بلک بلک کر رو رہی تھی جبکہ نرس بڑے مزے سے دوسری نرس کے ساتھ کسی مذاق کرنے میں مصروف تھی۔ وہ فوراً بیڈ کے قریب جاتا، آمدہ کو خود سے لگاتا دل میں ایک عہد کر گیا کہ وہ ایک لمحے کے لیے بھی اسے خود سے دور نہیں کرے گا۔ وہ اسے اپنے سینے سے لگائے اس کی پیٹھ تھپکتا، اس کے رخسار چومتا، اپنے ہونے کا یقین دلا رہا تھا جو آنکھیں میچے بس روئے جا رہی تھی۔

میرا بچہ، کیا ہوا ہے میری جان؟ علیان پریشان سا اسے تھپتھپاتے نرس کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔ پھر کچھ یاد آتے وہ اسے نرمی سے اس کے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔

پمپکن، بابا کی جان، چپ۔ بس بابا نہیں ہے اپنی جان کے پاس۔ چپ ہو جاؤ میری اچھا۔ علیان اپنی گردن میں اس کا چہرہ چھپاتے بولا جس پر وہ اپنا رونا چھوڑے اسے دیکھنے لگی۔

ہاں میری جان، بس ڈر گیا تھا میرا اچھا۔ علیان اس کا ننھا چہرہ صاف کرتے واپس اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

جبھی ڈاکٹر روم میں داخل ہوئی، علیان نے کڑی نگاہ اس پر ڈالی اور آمدہ کو خود میں چھپاتا اپنی گن نکال گیا۔

آواز نہ نکلے تم میں سے کسی کی بھی۔ آئی تم یہاں جادو اور اس کے کزن سے میری بیوی کو بلا کر لاؤ، اور اگر دو منٹ میں تم واپس نہ آئی تو تیسرے منٹ میں تمہیں ڈھونڈ کر گولی مار دوں گا۔ علیان کی گن دیکھتے کمرے میں موجود نرس اور ڈاکٹر سب کی ایک ساتھ چیخ نکل گئی تھی۔

وہ کونے میں دبک کر کھڑی نرس کو بولا جو باقاعدہ کانپ رہی تھی۔ اس کی بات پر وہ تیزی سے کمرے سے نکلی اور اس کے کہے مطابق ڈیڑھ منٹ میں مانسا کو لے کر آئی۔ مانسا کو دیکھتے ہی علیان کے تنے ہوئے نقوش ڈھلے تھے اور وہ اشارے سے اسے اپنے قریب بلا

گیا۔ مانسا تو بس حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ پہلے پہل تو اسے نرس کے بلانے پر یقین نہیں ہوا مگر اس کی اڑی رنگت دیکھتے وہ اس کے ساتھ آ گئی، مگر یہاں علیان کو غصے سے لال پیلا ہوتا، ہاتھ میں بندوق لیے دیکھ اس کے شک کو مہر لگ گئی۔ وہ جھجکتے ہوئے اس کے قریب ہوئی جب وہ آئدہ کو اسے پکڑا گیا۔

"اسے اس طرف مصروف رکھو۔"

علیان اسے دروازے کی طرف اشارہ کرتا بولا اور اس کے ہاتھ پر اپنا فون پکڑا گیا جس میں آئدہ الجھی ہوئی تھی۔ اسے فون میں مصروف ہوتا دیکھ وہ اس نرس کے قریب جاتا ایک جھناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر جڑ گیا جس کی آواز پورے کمرے میں گونجی تھی۔ تھپڑ کی آواز پر جہاں مانسا اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی وہیں ڈاکٹر اور نرس اپنے منہ پر ہاتھ رکھے یہ منظر دیکھ رہی تھیں مگر دونوں میں سے کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہاں سے بھاگ جائیں۔

"یہ ہے تم لوگوں کا اسٹاف؟ حد ہوتی ہے غیر ذمہ داری کی۔ میری بچی رو رہی تھی اور تم لوگوں کو اپنی گپوں سے فرصت نہیں مل رہی تھی۔ میں تم دونوں عورتوں کی زبان کاٹ دوں گا جس کی وجہ سے تم نے میری بیٹی کو رلایا ہے۔"

علیان اس نرس کو چھوڑتا دوسری کی طرف بڑھا جب آئدہ اسے اپنی آواز میں پکارتی، اس کی توجہ اپنی طرف کرنے کے لیے ہاتھ بڑھاتے اسے بلانے لگی، جس پر علیان فوراً اس کے قریب ہوتا، اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھامتا اسے چوم گیا۔

"...آئی"

اس کے قریب آتے ہی آئدہ مانسا کی گود میں ہی اپنا رخ علیان کی طرف کرتی اسے موبائل کے وال پیپر کی طرف اشارہ کرنے لگی جہاں اس کی تصویر تھی جو علیان نے اس کے سوتے وقت لی تھی۔

"جی میری جان، یہ میرا بچہ ہے۔"

علیان اس نرس سے بعد میں نپٹنے کا سوچتا، فی الحال اپنا ارادہ ترک کر گیا۔

"مجھے میری بیٹی کی پریسکرپشن دو اور اس کے انجیکشن کورس کا کارڈ بھی۔"

بول رہا تھا نا میں، اسے دوسرے ہاسپٹل لے چلتے ہیں۔ یہ اچھا نہیں ہوگا۔ دیکھا میرے"

"پمپکن کو اتنا رلا دیا۔ چھوڑنے والا نہیں ہوں میں ان دونوں چڑیلوں کو۔

علیان واپس ڈاکٹر کے کیبن کی چیئر پر بیٹھتا مانسا سے بولا جسے بھی واقعی اپنے فیصلے پر افسوس ہو رہا تھا آئدہ کے چہرے پر موٹے موٹے نشان دیکھ کر۔

مجھے نہیں پتا تھا کہ یہاں کا اسٹاف ایسا ہے۔ مجھے لگا یہ حویلی سے دور نہیں ہے اتنا، اور"

"پھر کہیں شہر کے چکر میں انجیکشن کورس نہ رہ جائے۔

"چھوڑو، میں اپنی بیٹی کے لیے حویلی ہی ڈاکٹر کو بلوا لوں گا۔"

"ی۔۔یہ لیں سر۔"

ابھی وہ دونوں بات کر رہے تھے جب ڈاکٹر نے ڈرتے ہوئے پرچی مانسا کی طرف بڑھائی جسے مانسا پڑھتی بیگ میں رکھ گئی۔

"چلیے۔"

مانسا کھڑے ہوتے علیان سے بولی جو مسلسل ڈاکٹر کو گھور رہا تھا۔

"جانے دیں۔"

ارے ایسے کیسے جانے دوں؟ تم بس دیکھو، یہ لوگ دوبارہ غیر ذمہ داری دکھاتے ہوئے"

"دس بار سوچیں گی۔

علیان بغیر ڈاکٹر کے وہاں موجود ہونے کا لحاظ کیے بولا، اپنی گن واپس قمیض کے نیچے چھپا گیا۔ اس کے جاتے ہی ڈاکٹر نے سرد سانس لی۔ اب اللہ ہی حافظ تھا ان کی نوکری اور اس ہاسپٹل کا کیونکہ وہ علیان کو دیکھ کر پہچان گئی تھی کہ وہ کون ہے۔

"اسلام و علیکم ! کیا کیا جا رہا تھا اہلیہ؟"

دعا جو بیڈ پر بیٹھی اپنے لیے مہندی کا ڈیزائن سلیکٹ کر رہی تھی، جب اس کا فون رنگ ہوا، فون پر "شوہر نامدار" لکھا دیکھ کر وہ فوراً اٹھا گئی۔

"کچھ نہیں، بس بیٹھی تھی۔"

دعا لیپ ٹاپ بند کرتے بولی۔

۔مجھے یاد نہیں کر رہی تھی؟ ریان کرسی سے ٹیک لگاتے بولا۔

نہیں، یاد تو اسے کیا جاتا ہے جسے بندہ بھول جائے۔ اس کے سوال پر دعا بھی آرام دہ پوزیشن میں بیٹھتے بولی۔

اچھا، تو آپ یہ کہنا چاہ رہی ہیں کہ میں بھولنے والی چیز نہیں ہوں؟ اس کی بات پر ریان اپنی مسکراہٹ دباتے بولا۔

چیز؟ یہ چیز کیا ہوتا ہے؟ وہ تو بے جان شے کو کہتے ہیں اور آپ تو الحمدللہ ہمارے شوہر ہیں... اوپس سوری، منکوح! آپ ہمارے منکوح ہیں۔ اس کے "چیز" کہنے پر دعا اس کی بات کی تصحیح کرتی، اسے چھیڑنے کی غرض سے بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کرتے بولی۔

تو کیا ہوا اگر بس کل شام تک ہی آپ کا منکوح ہوں، اس کے بعد نہیں۔ اور آپ کی ان مست آنکھوں کو تو میں اپنے لبوں سے بند کروں گا۔ ریان اس کی شیطانی پکڑتے قدرِ سنجیدگی سے اتنی بے باک بات کر گیا۔

خبردار! آپ کو کہا ہے نا میری غیر موجودگی میں شرمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ شرمایا کیجیے جب میں آپ کے سامنے ہوں۔ آپ کے چہرے پر قوس و قزح کے رنگ دیکھنے کا حق صرف میرا ہے۔ اس کی بے باک سرگوشی پر دعا نے بمشکل اپنے چہرے پر بکھرے رنگوں کو روکا تھا۔

آپ کو کیسے پتا میرا چہرہ لال ہو رہا ہوگا؟ اس کی بات پر دعا اپنے دھڑکتے دل کو قابو کرتے بولی۔

روح کا حصہ بنایا ہے آپ کو، ہر پردے کے بغیر دیکھنے کا حق اپنے نام لکھوایا ہے۔ کیسے واقف نہیں ہوں گا کہ میری اہلیہ پر کس بات پر کون سی کیفیت طاری ہو رہی ہے۔

اچھا، اگر آپ اتنا ہی ہمارے بارے میں جانتے ہیں تو یہ بتائیے ہمارا پسندیدہ کلر کون سا ہے؟ اس کی بات کے تضاد میں اس کا کانفیڈنس دیکھتے دعا نے اسے آزمانا چاہا۔

لاوینڈر۔

جبکہ اس کے سوال پر وہ بہ آسانی جواب دے گیا اور دعا کو تو مانو حیرت سے منہ ہی کھل گیا۔ اس نے تو زرتاشہ کو بھی نہیں بتایا تھا کہ اس کا فیورٹ کلر کیا ہے، پھر اسے کیسے پتا چلا؟

آپ کو کیسے پتا کہ لاوینڈر ہمارا فیورٹ کلر ہے؟

اہلیہ، پھر وہی بات۔ ہمیں آپ کے بارے میں نہیں پتا ہوگا تو کس کے بارے میں پتا ہوگا؟ ایک بات میں آپ کو بتا دوں، میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں جن کے لیے بیوی صرف ان کا گھر سنوارنے اور چلانے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ میرے لیے آپ میرا لباس ہیں، میری روح ہیں، میرے ساتھ جنت میں جانے والی عورت۔ وہ عورت جس کے لیے میں اپنے رب سے جنت مانگتا آیا ہوں تاکہ آپ کے ساتھ اپنی دائمی زندگی گزاروں۔ آپ مجھے عزیز ہیں، عزیز روح ہیں، اور اس بات کا اعتراف میں بارہا کرتا رہوں گا کہ آپ میری دعاؤں کا صلہ ہیں۔

ریان ایک ایک لفظ پر زور دیتا اسے اپنی بات کی سچائی کا یقین دلانا چاہ رہا تھا جبکہ دعا تو اس کے اعتراف میں ہی کھوئی ہوئی تھی۔ جیسے اس کے دل نے ایک لمحے کے لیے سوچا تھا، اللہ نے بن مانگے اسے اس کی جھولی میں ڈال دیا تھا۔ کہاں دیکھا تھا اس نے ایسا

شوہر جو اپنی بیوی سے بے غرض محبت کرتا ہو، جو اس کی عزت اس سے زیادہ کرتا ہو، جو اسے اس سے زیادہ جانتا ہو۔ بے شک وہ اسے اس کی کسی نیکی کے صلے میں ملا تھا، جس کا شکر وہ اپنی پوری زندگی عبادت میں گزار کر بھی نہیں کر پائے گی۔

اس کے معتبر کرنے والے اظہار نے خود بخود دعا کی آنکھوں میں آنسو لا دیے جو اس کے رخسار پر بہہ نکلے تھے، جنہیں وہ فوراً صاف کر گئی۔

اب روئیے گا مت، اہلیہ۔ ریان اس کے ناک سُڑکنے کی آواز فون کے پار سنتا اسے ٹوک گیا۔

عورتیں ہر چیز کا اظہار رو کر کرتی ہیں، اور جن کا شوہر آپ جیسا ہو وہ تو خوشی سے پھولے نہیں سماتیں۔ دعا اپنے آنسو صاف کرتے واپس اپنے پُرشوخ لہجے میں آتے بولی۔

مجھ جیسا سے کیا مطلب ہے؟ میرا جیسا صرف ایک ہی میں ہے، اور وہ تا قیامت اور اس کے بعد بھی آپ کے نام ہے۔ اس کی بات پر ریان اسے ٹوکتے ہوئے بولا۔

ریان ! اب کی بار اگر آپ اظہار کریں گے تو ہمیں فون دے دینا تاکہ ہم آپ کو ریکارڈ کر سکیں۔

بالکل نہیں اہلیہ ! اگر تو آپ یہ سوچ کر ریکارڈنگ رکھنا چاہ رہی ہیں کہ یہ اظہار صرف شروع شروع کے ہیں اور وقت کے ساتھ ختم ہو جائیں گے، تو یہ وقت ہی ثابت کرے گا۔ مگر ایک کام کر سکتا ہوں، اب میں اپنا اظہارِ الفت آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

کروں گا تاکہ آپ میرے جذبات سے واقف ہو سکیں۔ ہاں مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ میری اہلیہ میں اتنا دم ہے کہ میرے جذبات برداشت کر سکے۔

ریان چھوڑیں اس بات کو، سب شاپنگ پر جا رہے ہیں، آپ نے میری شاپنگ کر لی؟

ریان اس کی بات پر لرزتے ہوئے بات پلٹ گئی، جب ریان بھی اس کی حالت کے بارے میں سوچتا دل ہی دل میں محفوظ ہوتا بات کو ختم کر گیا۔

نہیں، اس لیے فون کیا ہے۔ تیار ہو جائیں، ہمیں شاپنگ پر جانا ہے۔ میں ہاشم صاحب سے اجازت لے چکا ہوں۔ ریان اتنی دیر بعد اسے اپنے فون کرنے کا مقصد بتاتے بولا، جبکہ دعا نے اس کی حرکت پر فون کو گھورا۔ کل اس کی مایوں ہے اور دلہن کی شاپنگ ہی نہیں ہوئی ہے، مگر پھر اس کا اظہار یاد آتے اس بار اسے معاف کر دیا، مگر کیا اس کی شادی روز روز ہونی تھی؟

وہ اپنی بات پر نفی کرتی فون دوبارہ کان سے لگا گئی۔

ریان! کل مایوں ہے اور آپ اب مجھے شاپنگ کا بول رہے ہیں؟ اور یہ آپ داجی کو ہاشم صاحب کیوں بول رہے ہیں؟ انہیں آپ بھی داجی بولیں جیسے میں اور زری بولتے ہیں۔

دعا اسے اس کی غلطی کا احساس دلاتے اس کی بات کی تصحیح کرتے بولی، جو اس کے واجی کو کسی بزنس کلائنٹ کی طرح مخاطب کر رہا تھا۔

وہ... میں اکیلا رہا ہوں ہمیشہ، تو عادت نہیں ہے کسی رشتے کو مخاطب کرنے کی، بس اسی لیے عجیب سا لگتا ہے انہیں ایسے مخاطب کرنا۔

کوئی بات نہیں، اور اب جو آپ کے رشتے وہ میرے، اور جو میرے رشتے وہ آپ کے۔

اچھا باقی باتیں مل کر کروں گی، فی الحال تیار ہونے جا رہی ہوں، ملتی ہوں۔

وہ یہ کہتے تیزی سے فون کاٹ گئی، جبکہ اس کی مایوں والی بات پر ریان کو کچھ پریشانی ہوئی۔ وہ سرے سے مایوں جیسی رسموں کے خلاف تھا۔ اب اگر اس کی خود کی بیوی مایوں کے لیے اتنی ایکسائٹڈ تھی، تو ریان نے اس بات پر پریشانی سے اپنا ماتھا مسلا۔

روح حیات 15

از قلم مسکان خان

سائیں ہمیں پانچ ڈریسز لینی ہیں اور ہم نا آئندہ کے لئے بھی ڈریسز لیں گے، وہ باربی فراکس اور کھلونے اور چوڑیاں اور اور بھی۔

بس بس میری جان، جو تم بولو گی وہ لے لیں گے مگر پہلے میں تمہاری شاپنگ کروں گا، اس کے بعد۔

ٹھیک ہے !۔

دارار اس کے آئندہ کے لئے شاپنگ کی لمبی لسٹ سنتا اسے ٹوکتے ہوئے بولا، جس پر زرتاشہ منہ پھلاتے ہاں کر گئی۔ اسی لمحے دارار جھکتا شدت سے اس کے لبوں کو چومتا پیچھے ہوا۔

اتنے کیوٹ منہ مت بنایا کرو، اس چکر میں تم ختم ہو جاؤ گی میری شدت برداشت کرتے کرتے۔

دارار اس کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھتے ہوئے شوخی سے ذو معنی بات کرتا کھلکھلا کر بولا۔ اس کے انداز پر زرتاشہ نا محسوس انداز میں اپنی چادر درست کرتی کھڑکی کے باہر دیکھنے لگی۔

دارار گاڑی مال کی پارکنگ میں پارک کرتا اس کا ہاتھ تھامے لفٹ کی طرف بڑھا۔

سائیں ہم وہاں کیوں جا رہے ہیں، بوتیک تو دور ہے۔

زرتاشہ اسے جیولری شاپ کی طرف بڑھتا دیکھ کر بولی جو اسے بوتیک کے بجائے وہاں لے کر جا رہا تھا۔

ہاں، پہلے وہاں سے کچھ ضروری سامان کا آرڈر دینا ہے جسے ہم جاتے ہوئے لے لیں گے۔

اچھا تو ہم یہاں سے آئندہ کے لئے گفٹ لیں گے؟۔

زرتاشہ اس کے سامان کا سنتے ہوئے بولی جبکہ اس کی آئندہ آئندہ کی رٹ سنتے دارار بس نفی میں سر ہلا گیا۔

بے بی ڈک، یہ جو تم اتنا آئندہ آئندہ کر رہی ہو لگتا ہے بیچ میں بے بی تمہیں دینا پڑے گا تاکہ تم کم از کم میرے پاس ٹک کر تو بیٹھو گی۔ خیر رات میں اس کا بھی بندوبست کرتے ہیں کیونکہ مجھے لگ رہا ہے میرا بے بی ڈک اتنا بھی بے بی نہیں ہے کہ اپنا خود کا بے بی نہ سنبھال سکے۔

دارار اسے اپنے پلان سے آگاہ کرتا اس کا چادر سے ڈھکا چہرہ دیکھتا بولا، جس پر زرتاشہ اپنا چہرہ چھپا گئی۔

وہ اس کا ہاتھ تھامے جیولری شاپ کے اندر داخل ہوا۔ پہلے علیار کی مطلوبہ چیز کی رسید دیتا، وہ خود بیٹھا ساتھ زرتاشہ کو بھی بٹھا گیا جو خاموشی سے ڈسپلے پر لگی ساری جیولری دیکھ رہی تھی۔

دارار شاپ کیپر کو اپنی مطلوبہ چیز بتاتا وہاں بیٹھے اس کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں شاپ کیپر ہاتھ میں مختلف ڈیزائن کی لانگ کی ٹرے اس کے آگے رکھ گیا۔ اس کے رکھتے ہی زرتاشہ بھی ٹرے کی طرف متوجہ ہوئی۔

نہیں یہ بہت بڑے ہیں، اسے اور چھوٹے۔

دارار لانگ میں لگے ڈائمنڈ کا سائز دیکھتا بولا، جب شاپ کیپر اس کی بات پر سر ہلاتا دوسرے ڈیزائن کی ٹرے اس کے آگے کر گیا۔

ہاں یہ سائز ٹھیک ہے مگر اس میں مجھے یہ والا ڈائمنڈ چاہیے ہو جائے گا، اور ہاں پلاٹینم کی جگہ گولڈ۔

دارار اسے اپنے موبائل سے اپنی پسند کے ڈائمنڈ کی پکچر اس کے نام کے ساتھ دکھاتا ہوا بولا۔

سر اس کا تو مجھے مینیجر سے پوچھنا پڑے گا، آپ رکیں میں انہیں بلاتا ہوں۔

سائیں یہ آپ کس کے لیے لے رہے ہیں؟۔

زرتاشہ اسے اور دوسری لانگ دیکھتے دیکھ کر بولی۔

لانگ کس کے لئے لیتے ہیں میرے بچے؟۔

داراراس کی بات پر اس کی طرف دیکھتا بولا۔

پہننے کے لئے۔

ہاں تو کیا آپ لانگ پہنیں گے سائیں؟ نہیں نہیں اللہ بہت بڑا عذاب دیتا ہے، آپ ایسا عجیب۔

چپ! زرتاشہ، میں لانگ کیوں پہنوں گا؟ میری بیوی کون ہے؟ اگر مرد لانگ لے رہا ہے تو اپنی بیوی کے لئے لے رہا ہو گا نا کہ خود کے پہننے کے لئے، اور تمہیں کیا میں نفسیاتی لگتا ہوں جو خود لانگ پہنوں گا۔

داراراس کے کان میں جھکتا سرگوشی نما آواز میں دانت کچکچاتے بولا۔

سائیں! آپ غصہ کیوں ہو رہے ہیں، ہم تو بس پوچھ رہے تھے۔

اس کے اس طرح کہنے پر زرتاشہ اپنی انگلیاں مروڑتی ہوئی بولی۔ اتنے میں مینیجر بھی آگیا تھا۔

جی سر، کہیے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟۔

مجھے یہ لانگ اس ڈائمنڈ میں چاہیے۔

دارار مینیجر کو بھی اپنی پسند کا ڈائمنڈ دکھاتے بولا۔

سر مل تو جائے گا مگر مجھے چیک کرنا پڑے گا یہ ڈائمنڈ ایویلیبل ہے یا نہیں۔ ویسے آپ کو کب چاہیے؟۔

مینیجر دارار کا دکھایا ڈائمنڈ دیکھتے بولا۔

ابھی دو گھنٹے بعد۔

سر دو گھنٹے ! اتنا ایکسپینسیو ڈائمنڈ اتنی جلدی بنوانے کے لئے ایکسٹرا چارجز لگیں گے۔

مینجر اسے حساب کتاب کرتا بولا، ''ٹھیک ہے، آپ بل دے دیں، میں پیمنٹ کر دیتا ہوں۔''

''اوکے سر۔''

دارار مینیجر کی بات پر ہامی بھرتا پیمنٹ کرنے چلا گیا۔

''کچھ اور پسند آیا؟''

دارار پیمنٹ کر کے واپس آتا زرتاشہ سے پوچھنے لگا جو سر جھکائے نہ جانے زمین پر کیا تلاش کر رہی تھی۔

''ہوں؟''

دارار کی آواز پر زرتاشہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

''تم نے کچھ پسند نہیں کیا؟ آمدہ کے لئے لینا تھا نا۔''

''ہاں، ہم آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ ہم نے سوچا ہے آئندہ کے لئے پمپکن والی بریسلیٹ بنوائیں، جیسے یہ ہماری ہے، مگر ہمیں لگ رہا ہے وہ اسے منہ میں لے گی، تو بریسلیٹ کی جگہ بینگل میں اس طرح کی تلی کے بجائے نیپکن لٹک رہے ہوں۔ کیسا لگا یہ ڈیزائن؟''

زرتاشہ اپنے سوچے ہوئے ڈیزائن کے بارے میں دارار کو بتاتے بولی۔

"بہت پیارا لگے گا، رکو میں انہیں سمجھاتا ہوں۔"

سر، آپ ہمیں دو منٹ دیں، جو میم نے کہا ہے ہم اس کا ایک رف ڈیزائن آپ کو آئی "پیڈ پر دکھاتے ہیں۔

مینجر زرتاشہ کے بتائے ڈیزائن کی تفصیل سنتا بولا۔

میم، یہ اس میں سے ایک پمپکن سلیکٹ کر لیں، میرا خیال ہے یہ تھوڑا ابھرا ہوا پمپکن "اچھا لگے گا۔

مینجر زرتاشہ کے سامنے تین طرح کے پمپکن ڈیزائن رکھتا بولا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ایک رف سا اینیمیٹڈ ڈیزائن زرتاشہ اور دارار کے سامنے کر گیا۔

ہاں بالکل یہی، مگر مجھے اس میں کچھ کم لگ رہا ہے۔ آپ یہ پمپکن کی ڈنڈی کے نیچے یہاں "ایک ڈائمنڈ لگائیں گے، اور ایک دوسری چیز مجھے اس میں انسٹ کروانی ہے، وہ میں آپ "کو بعد میں دوں گا۔ اب یہ بتائیں کہ یہ کب تک بنے گا؟

"سر، اس کے لئے کم از کم ہمیں تین دن کا ٹائم چاہیے۔"

مینجر دارار کی بات پر تائید میں سر ہلاتا بولا۔

"ٹھیک، آپ اس کی بھی رسید بنا دیں، میں ایڈوانس پیمنٹ کر دوں۔"

دارار زرتاشہ کے منع کرنے کے باوجود اسے اپنی پسند کی اور بھی چیزیں دلواتا شاپ سے باہر نکلا۔

"سائیں اب جلدی کریں، ہم تھک گئے ہیں۔"

زرتاشہ دارار کا ہاتھ پکڑتے بولی جو مال میں طائرانہ نگاہ گھما کر اپنی مطلوبہ شاپ ڈھونڈ رہا تھا۔

اتنی جلدی تھک گئی؟ اچھا چلو، وہ بوتیک وہاں ہے، وہاں میرے بچے کے لئے اچھے" کپڑے ہوں گے۔ ہاں بس، ہم جلدی جلدی شاپنگ کر کے گھر چلیں گے۔ تم زیادہ تھک "گئی ہو تو جوس پی لو۔

دارار اسے سستی سے چلتا دیکھ اسے اپنے حصار میں لیتا بولا۔

جو اس کے نام پر زرتاشہ نفی میں سر ہلا گئی۔

اچھا چلو، بس کپڑے سیلیکٹ کر لو، اور یہ دونوں ہم ایک ہی شاپ سے لے لیں گے،" "زیادہ گھومیں گے نہیں۔

دارار اسے تھامے لفٹ کی طرف بڑھتا بولا۔

کیوں ایک ہی شاپ سے لے لیں گے؟ الگ الگ سے لیں گے، میرے لالا کی شادی" "ہے، میں سب سے پیاری دکھنی چاہیے ہوں۔

زرتاشہ اس کی بات پر بھویں چڑھائے بولی۔

"میری جانم پہلے ہی بہت پیاری ہے، اسے تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔"

اس کے انداز پر دارار ہلکے سے اس کے ماتھے پر لب رکھتا بولا۔

"علیان، آپ وہاں کہاں جا رہے ہیں؟"

مانسا علیان کو ٹاپ فلور کی طرف بڑھتا دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"پہلے ہم آمدہ کی شاپنگ کریں گے، پھر کچھ اور۔"

علیان مانسا کا ہاتھ تھامتے بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر بے بی کے کپڑوں کی شاپ اس فلور پر بھی تھی۔"

"وہاں بھی چلیں گے، پہلے یہاں چلو۔"

علیان اسے لیتا بے بی آئٹمز کی ایک بہت بڑی شاپ میں داخل ہوا جہاں بچوں کے لئے سارا سامان تھا۔

"پہلے چلو، مجھے اس کے لئے وہ ہی لینا ہے۔"

علیان مانسا کو انٹر ہوتے ہی ٹوائے سیکشن کی طرف بڑھا جہاں بچوں کے کھیلنے کی بہت سی چیزیں تھیں۔

علیان یہ ابھی بہت چھوٹی ہے، اس نے کہاں کھیلنا ہے ابھی تو صرف گود میں رہے گی۔ مانسا اسے کوم سے بنا کوائے ہاؤس لیتے دیکھ کر بولی، جس پر وہ ہاتھ رکھتے اسکا فون چیک کر رہا تھا۔

مگر یہ میری پمپکن کو پسند آئے گا، ہے نا؟ علیان اسکی بات سے نفی کرتا آئندہ کو اس ہاؤس میں بٹھا کر دیکھنے لگا جو زمین سے بیڈ کے گدے کی طرح اونچا تھا۔ اسکے چاروں کنارے تھوڑے اٹھے ہوئے تھے، اسکے ساتھ چھوٹے چھوٹے پلاش کشن اور ٹوائز تھے۔ پورا سیٹ ڈارک پنک تھیم کا تھا۔ علیان آئندہ کو اس پر لٹا گیا۔ آئندہ جو بڑے مزے سے

علیان کے کندھے سے سر ٹکائے اپنی گول آنکھیں مزید وا کئے ایک ایک چیز کو غور سے دیکھ رہی تھی، علیان کے ہٹنے پر فوراً رونے لگتی ہے۔ اسے اتنی سی دیر میں روتا دیکھ علیان کا دل کیا ایک بار جا کر اس نرس کو گولی ہی مار دے جو اسکی بچی کے ننھے ذہن میں خوف بٹھا چکی تھی۔

کچھ نہیں ہوتا میرے کدو، بابا یہی ہے۔ اچھا یہاں سے دیکھو، یہ لیں اپنے بے بی کے لئے۔ علیان اپنی اجرک سے اسکا ننھا چہرہ پونچھتا اسے گود میں ہی اپنے سامنے کی طرف اشارہ کرتا ہے، جس پر وہ غور سے کوم پر رکھے کھلونے کو دیکھنے لگتی ہے۔

آئندہ کی ماما، اسے اٹھا کر دو۔

"ہوں۔"

علیان مانسا کو ٹوائے کی طرف اشارہ کرتا ہے جبکہ آئندہ اپنا نام اور اسکے ساتھ لگا ماما سنتے ہی تیزی سے گردن گھماتے ادھر اُدھر دیکھنے لگتی ہے۔

یہ رہی آئندہ کی ماما اور یہ ٹوائے۔ علیان اسکی حیرانی سمجھتا پہلے مانسا اور پھر ٹوائے کی طرف باری باری اشارہ کرتے بولتا ہے۔

آئندہ علیان کے ہاتھ سے ٹوائے دیکھتے ہی اپنے ساتھ لگا لیتی ہے۔

دیکھا میرے کدو کو پسند آیا ہے، آپ اسے پیک کروا دیں۔ علیان مانسا کو جتاتی نظروں سے دیکھتا سیلز بوائے سے بولتا، آئندہ کے ہاتھ سے ٹوائے لینے لگتا ہے جسے وہ سختی سے مٹھی میں دبوچ کر پکڑتی، علیان کی گردن میں چہرہ چھپا لیتی ہے۔

آئندہ یہ دے دو بیٹا، بل ہوگا پھر گھر جا کر کھیلنا۔ مانسا سیلز بوائے کو ہنوز کھڑا دیکھ اسے ٹوائے لینے کی ایک کوشش کرنی چاہی مگر وہ علیان کی گود میں اچھلتی مزید اس میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

اسے رہنے دیں، اسکا آپ بل کر لیں۔ علیان کی بات پر سیلز بوائے وہاں سے چلا گیا۔

چلو تم اسکے کپڑے دیکھو، میں وہاں سے اسکے لئے اور فلفی ٹوائز دیکھتا ہوں۔ وہ ان دونوں کو لئے آگے کی طرف بڑھا۔

ارے واہ بھئی، تم سب اتنی جلدی شاپنگ کر لی؟ رودابہ علیان اور مانسا کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر بولیں۔

جی تائی جان، کرلی۔ لالا بھی آگئے ہیں؟ علیان صوفے پر بیٹھتا آئندہ کو احتیاط سے گود میں لٹاتا بولا۔

لاؤ اسے دے دیں، میں سلا دیتی ہوں۔ ایسے اگر اٹھ گئی تو چڑچڑی ہو جائے گی۔ مانسا آئندہ کو علیان سے لیتے بولی۔

بیٹا احتیاط سے سیڑھی چڑھنا اور تم اسکے ساتھ ہی لیٹ جانا، اکیلا چھوڑنا نہیں بچے ڈر جاتے ہیں ایسے۔ جی۔ وردہ اسے احتیاطی تدابیر بتا رہی تھی۔

وہ لالا باہر بھابھی کے بھائی آئے ہیں۔ گل رحیم نے انکو مردان خانے میں بٹھایا ہے۔

درخشہ اندر آتے ان لوگوں کو بات میں مصروف دیکھ ریان کے آنے کی اطلاع دے گئی۔

درخشہ، اسے اندر لے آؤ وہ اس گھر کا داماد ہے۔ رودابہ درخشہ کی بات سنتے بولی۔

ہم نے بولا تھا بی بی جی مگر وہ بولے ادھر ہی ٹھیک ہوں اور دارار کو بلا رہے ہیں۔ اچھا تم جاؤ چائے ناشتہ کا انتظام کرو بلکہ کھانے کا ہی کرو، اور علیان تم جاؤ جب تک اسکے ساتھ جا کر بیٹھو، میں دارار کو بلاتی ہوں۔

بی بی جی، لالا تو ڈیرے پر چلا گیا ہے، وہ بھابھی کو چھوڑتے ہی نکل گیا تھا۔ درخشہ رودابہ کی بات سنتے اپنے دارار کی غیر موجودگی بتاتے بولی۔

اچھا ! ٹھیک ہے، تم کھانے کا دیکھو۔۔۔

اسلام و علیکم لالا ! کیسے ہیں؟

علیان ریان سے بغل گیر ہوتے بولا۔

و علیکم السلام، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ خیریت؟ تم اس وقت گھر پر ہو؟ سنا ہے نکاح کر لیا ہے، باپ بن گئے ہو، بندہ فون ہی کر کے اطلاع دے دیتا ہے۔

ریان دوبارہ اسے گلے لگاتے، مبارکباد دینے کے ساتھ اسکے نکاح کے بارے میں استفسار کرنے لگا۔

یہ سب جلدی جلدی ہو گیا مگر ولیمہ سب کے ساتھ ہوگا۔

علیان اسکے ساتھ بیٹھتا اسے وضاحت دیتا بولا۔

ٹھیک، جتنی جلدی ہو سکے ان سارے معاملات سے بچو۔ بچی کے قانونی معاملات بھی نمٹاؤ، میرا تمہیں یہی مشورہ ہوگا۔ اسے لیگلی اڈاپٹ کرو کیونکہ تمہاری بیوی اسکی سگی ماں

نہیں ہے، جو وہ اس کا سرپرست تمہیں بنائے، اور کل کو کوئی بھی اٹھ کر اس پر سوال کر سکتا ہے بلکہ اسکی ذات اسکے لئے سوال بن سکتی ہے۔ جتنا جلدی تم ان سب معاملات سے نمٹو گے اچھا ہوگا، اور بچی کے تمام پیپرز اپنے نام پر بنواؤ۔ تم ریحان درانی کو جانتے ہو، تمہیں اس کا قصہ اسی دن ختم کر دینا چاہیے تھا، خیر کوئی بات نہیں۔

ریان علیان کو سمجھاتے ہوئے اسے معاملے کی پیچیدگی سے آگاہ کر گیا۔

اسے دفعہ کریں، آپ بتائیں آپ اس وقت؟

علیان ریحان درانی کو تصور کرتا ایک جذب سے بولا مگر آخر میں اسے اعتراف کرنا نہ بھولا۔

کیونکہ میں اس بچی کو بازیاب کروانے والا تھا اس رات۔

ریان اسے اپنے چیلنج سے آگاہ کر گیا۔

اسے دفعہ کریں، آپ بتائیں آپ اس وقت؟

علیان اسکی اس وقت موجودگی کی وجہ دریافت کرنا چاہا، عموماً اس وقت وہ آفس میں ہوتا تھا جو گاؤں سے خاصا دور، گھنٹے کا راستہ تھا۔

ہاں یار، وہ اپنی اہلیہ کو چار گھنٹے پہلے بولا تھا تیار رہیں، دس منٹ میں آرہا ہوں مگر ارجنٹ میٹنگ کی وجہ سے اتنا ٹائم نکل گیا اور بچی کسر ٹریفک نے پوری کر دی۔ تم مجھے بس انکے کمرے تک رسائی دلوا دو۔

ریان اسے ساری بات بتاتا التجائی انداز میں بولا۔

لالا وہ تو میں آپکو دلوا دوں گا مگر اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ وہ مانے گی۔ شاپنگ کے معاملے میں تھوڑی حساس ہے، باقی آپکی بیوی ہے آپ جانیں، اور آپکا کام۔ مورے کھانے کا کہہ رہی ہے، جلدی منا لیجیے گا تاکہ ساتھ کھانا کھا سکے۔

علیان صوفے سے کھڑا ہوتے بولا۔

نہیں علیان، انہیں کھانے کا منع کر دو۔ دعا کی بہت سی شاپنگ باقی ہے، بلکہ انکی تیاری ہی نہیں ہے، تو کھانے پہ وقت ضائع نہیں کر سکتا، پھر کبھی سہی۔ تم بس مجھے انکے کمرے تک چھوڑ دو۔

ریان نرمی سے کھانے سے انکار کرتا بولا جس پر علیان سر ہلاتا اسے دوسرے راستے سے دعا کے کمرے کے باہر چھوڑ گیا اور ساتھ ہی کمرے کی اسپیئر چابی بھی اسے تھما گیا۔

ریان دس منٹ سے اسکے کمرے کے باہر کھڑا اسکا دروازہ بجا رہا تھا مگر اندر سے جواب ندارد تھا۔ بالآخر ایک آخری کوشش کرتے ہوئے اس نے دعا کا نمبر ڈائل کیا جہاں دو بیل جاتے ہی فون کاٹ دیا گیا۔ وہ سرد سانس کھینچتا، بالآخر کوئی اور راستہ نہ پا کر علیان کی دی چابی سے دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔

جونہی وہ کمرے میں داخل ہوا، پورے کمرے کی حالت ابتر تھی۔ صوفے کے تمام کشن زمین پر گرے سلامی دے رہے تھے، دعا کی ہیل ایک طرف گری تھی، عبایا ایک طرف، دوسری طرف اسکا بیگ پھینکا تھا۔ وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی ہلکے ہلکے ہچکولے لے رہی

تھی۔ اسے یوں بے ترتیب لیٹے بلکہ لرزتے دیکھ ریان کو یوں لگا کسی نے اسکے دل میں گھونسا مار دیا ہو۔

وہ دبے قدموں سے بیڈ کے قریب جاتا اسکے سرہانے بیٹھ گیا۔

اپنے سرہانے کسی کی موجودگی محسوس کرتے دعا چونکتے ہوئے پیچھے ہوئی۔

اہلیہ، میں ہوں۔

ریان اسکے یوں اچانک پیچھے ہونے پر گرنے سے بچاتے ہوئے اپنے سینے سے لگا گیا جو اچانک اس سے دور ہونے کے چکر میں سر کے بل زمین پر گرتی، جبکہ اسے اپنے کمرے میں موجود دیکھ وہ آنکھیں پھاڑے ہوئے تھی جیسے کوئی بہت حیران کن چیز دیکھ لی ہو۔

آئی ایم سوری اہلیہ، وہ اچانک میٹنگ آگئی تھی اس لئے لیٹ ہو گیا مگر آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

بس چپ!

ریان اسے خود سے لگائے اسکے بال سہلاتا اسے معافی مانگ رہا تھا جب وہ جھٹکے سے اسکا ہاتھ جھٹکتی، اس سے دور ہوتی بیڈ سے کھڑی ہو گئی۔

مجھے نہیں چاہیے آپکی یہ جھوٹی صفائیاں۔ جائیں آپ جہاں مصروف تھے، مجھے کسی شاپنگ پر نہیں جانا۔ آپ اپنا کام ختم کریں، وہ زیادہ ضروری ہے۔ میرا کیا ہے، مجھے تھوڑی کوئی فرق پڑتا ہے۔ آپکے لئے تو آپکا کام ضروری ہے، میں نہیں۔

دعا غصے سے بیڈ سے اترتی اپنا نم چہرہ ہاتھوں سے صاف کرتے بولی جبکہ ریان تو بس اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا جو ابھی ابھی دعا نے جھٹکا تھا۔

دعا، میں معافی مانگ رہا ہوں نا، اور آپ سے ضروری کچھ نہیں ہے مگر وہ میٹنگ ارجنٹ تھی اور دو لوگ وہیں موجود تھے، میں کیسے انہیں نظر انداز کر کے آجاتا؟ آپ سمجھیں اس بات کو، بہت ضروری تھا میرا وہاں ہونا، میرے بغیر اس میٹنگ کا کوئی مقصد ہی نہ رہتا۔

ریان بمشکل اپنا غصہ ضبط کرتا بولا اور نہ دعا کا ہاتھ جھٹکنا اسے بری طرح چبھا تھا۔

ہاں تو آپ جائیں وہاں۔ میں نے کہا نا مجھے کہیں نہیں جانا بلکہ میں جارہی ہوں واجی کو اس رخصتی سے انکار کرنے کیونکہ فی الحال آپ بہت مصروف ہیں۔ جب آپکے پاس ابھی سے میری چیزوں کے لئے ٹائم نہیں ہے تو آگے کیا ہوگا؟ رہنے دیں آپ، اور جس طرح آئے تھے اسی طرح چلے جائیں۔

دعا!

بس، اب ایک اور فضول لفظ نہیں۔

اسکی بات پر ریان غصے سے دھاڑا۔ دعا پہلی بار اسے یوں چیختا دیکھ حیرانی اور ڈر کی ملی جلی کیفیت لئے اسے دیکھ رہی تھی جو سخت تاثرات لئے اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ اسے جھٹکے سے اپنے قریب کرتا بیڈ پر پھنک گیا۔

کیا کہہ رہی تھیں آپ؟ میرے پاس آپکے لئے وقت نہیں ہے؟ اگر وقت نہیں ہوتا تو اس وقت یہاں آپکو منانے کے بجائے اپنا کام کر رہا ہوتا۔ اور بھی کچھ کہا تھا آپ نے، ہاں؟

رخصتی سے انکار کرنے کی دھمکی دے رہی تھیں، اور بھی کچھ کہا تھا آپ نے۔ میرا ابھی سے یہ حال ہے؟ ایسا کیا کیا ہے میں نے؟ آپ مجھے کہنا کیا چاہتی ہیں؟ میں بہت بے صبر ہو رہا ہوں آپکی رخصتی کے لئے تو چلئے آج میں آپکی یہ غلط فہمی بھی دور کر دیتا ہوں۔ اب یہ رخصتی نہیں ہوگی جیسا آپ چاہتی ہیں ویسا ہی ہوگا۔

آپ سے سچی محبت کی ہے، کسی طلب کے لئے نہیں۔ مانا محبت کو جسمانی تعلقات کی محتاج نہیں کہتے، اس سے میاں بیوی کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے مگر مجھے ابھی اتنی آگ نہیں لگی ہے۔ آپکے کہنے کا مطلب میں بخوبی سمجھ گیا۔ آپکی جلد رخصتی کی وجہ میرا اکیلا پن نہیں ہے، میرے گھر کو بھی آپکی ضرورت تھی۔ میں اکیلا محسوس کرتا ہوں اس اتنی بڑی حویلی میں، اسی لئے آپکو جلد از جلد اپنے پاس بلانا چاہتا تھا تاکہ مجھے اکیلے کھانا نہ کھانا پڑے، کوئی میرا انتظار کر رہا ہو جب میں شام کو گھر لوٹوں، کوئی ایسا ہو جسے سوچ کر میں مزید محنت کروں تاکہ اسکی زندگی میں وہ تمام آسائشیں اور خوشیاں دے سکوں جو ہر لڑکی سوچتی ہے، جسکی ایک مسکان دیکھتے ہی میرے سارے دن کی تھکن اتر جائے۔

آپکو کیا لگا تھا؟ کیا میں آپکے گھر پورا مال نہیں بلوا سکتا تھا؟ گھنٹے میں آپکی تیاری مکمل نہیں کروا سکتا؟ ریان خان ہوں میں۔ جس بوتیک میں آپ جانے کے لئے یہاں تیار بیٹھی تھیں، میں نے پہلے ہی وہاں آپکی پسند کے مطابق تمام کپڑے بنوا رکھے تھے، وہ بھی ایک ہی رات میں۔ تو کیا میں آپکی عروسی کا جوڑا نہیں بنوا سکتا تھا؟ مگر میں نے آپکی ہاں کو ترجیح دی، آپکی پسند کو اہمیت دی۔

آپ مجھ سے لڑتی، جھگڑتی، سب کچھ کرتی مگر مجھے یوں نہیں جھٹکنا چاہیے تھا۔ میں کبھی بھی آپکی مرضی کے بغیر آپکے قریب نہیں آتا اور جو بات آپ نے کہی ہے اس سے آپ صرف یہ ظاہر کر رہی ہیں کہ میں آپ سے اپنا حق لینے کے لئے مرا جارہا ہوں۔ اگر واقعی ایسا ہوتا تو جیسے اس دن آپکے بھائی نے امن کے نام پر میری بہن لی تھی، اسی دن اسی طرح میں آپکو بھی لے سکتا تھا مگر میں رشتے میں عزت کا قائل ہوں۔ میری بیوی بھلے مجھ سے محبت کم کرے مگر میری عزت کرے، میری وفادار ہو۔ مگر آپکے اس ایک عمل نے بہت کچھ ظاہر کیا ہے مجھ پر۔ اگر میں ذرا سی بات پر آپکو یوں خود سے جھٹک کر دور کرتا تو آپکو کیسا لگتا؟

میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں، ہوگئی مجھ سے دیر مگر آپ جانے دیں اس بات کو۔ اب میں رخصتی کے لئے نہیں آؤں گا۔ میرے گھر کے دروازے کھلے ہیں، جب آپکا دل کرے آجائیے گا۔ باہر میرے گارڈز اور ڈرائیور ہیں، یہ میرا کارڈ، اب انکے ساتھ شاپنگ چلی جائیے گا اور جب گھر آنے کا دل ہو تو انکے ساتھ آجانا۔ اور ایک آخری بات، دارار کو رخصتی سے میں خود انکار کر دوں گا، آپکو کچھ بھی کہہ کر اپنے اوپر برائی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ انکی بہن جب رخصتی کے لئے تیار نہیں تو زبردستی کا جواز نہیں بنتا۔

ریان اس پر جھکے تمیز نظروں سے اسے دیکھتا ایک ایک بات کہتا اس پر سے اٹھ گیا۔ وہ اسکے پاس ہی بیڈ پر اپنا کارڈ رکھتا بغیر اسکی طرف ایک لحاظ نگاہ ڈالے اسکے کمرے سے نکل گیا۔

پیچھے دعا بس حیرانی سے بیڈ پر لیٹی سوچتی رہی کہ آخر اچانک ہوا کیا ہے۔ یہ ناراض ہو کر چلے گئے؟

دعا جب اسکی باتیں سمجھ آئی تو وہ تیزی سے اٹھتی اپنا دوپٹہ سنبھالتے سیڑھیاں اترتی باہر کی طرف بھاگی۔ جیسے تیسے بچتے بچاتے وہ پورچ تک پہنچی وہاں ملازم کو دیکھ کر وہ فوراً اپنا چہرہ ڈھک گئی مگر جب تک ریان اپنی گاڑی میں بیٹھ چکا تھا۔

ملازم حویلی کی عورت کو دیکھتے اندرونی دروازے سے ہٹ کر باہر کی طرف چلے گئے جب دعا انہیں بنتا دیکھ اسکی گاڑی کی طرف بڑھی مگر وہ بغیر اسے دیکھے گاڑی حویلی سے باہر نکال گیا اور وہ اسے آواز دیتی رہی۔

زرتاشہ جو اپنے کمرے کی بالکنی میں بیٹھی بڑے مزے سے مال سے لائی اپنی کھانے کی چیزیں کھا رہی تھی، ریان کے ہارن کی آواز سنتے جلدی سے دوپٹہ لیتے کھڑی ہو کر دیکھنے لگی مگر اتنے میں گاڑی مین گیٹ سے باہر جا چکی تھی۔ زرتاشہ نے اداسی سے گاڑی کو باہر جاتے دیکھ منہ بھور کر واپس نیچے بیٹھ گئی کہی کوئی دیکھ نہ لے مگر پھر فون کر کے ہمیشہ کی طرح دارار کو شکایت لگانا ضروری سمجھا۔

زرتاشہ بیڈ پر بیٹھتی دارار کو کال ملائی گئی جو رنگ میں اٹھا لی گئی۔

سائیں!

جی جانم۔

سائیں کتنی دفعہ کہا ہے پہلے سلام کرتے ہیں، گندی بچی۔

دارا پیار سے اسے سمجھاتے بولا۔

اسلام و علیکم ! اب خوش؟

زرتاشہ جلدی سے اسکی بات مانتے احسان جتانے والے انداز میں بولی۔

و علیکم السلام جانم، جی کہیے۔

آپ کیا کر رہے تھے؟

کام کر رہا تھا میری جان، تم بتاؤ کیا بات ہے؟ کیوں کال کی؟

دارا تیزی سے لیپ ٹاپ پر ہاتھ چلاتا، باہر ملازموں پر ایک سرسری نظر ڈالتا دوبارہ اپنے کام میں لگ گیا۔

اچھا وہ، آپکو پتا ہے کیا ہوا؟ لالا آئے تھے اور ہم سے ملے بغیر ہی چلے گئے۔

زرتاشہ بلا آخر مدعے پر آتی اسے اصل بات بتائی۔

اچھا، ریان آیا تھا؟ تو تم مل لیتی جا کر۔

اسکی بات پر دارار کو کچھ حیرانی ہوئی۔ وہ اس وقت تو عموماً آفس میں ہوتا ہے۔

اوہو ! یہی تو ہم آپ سے کہہ رہے ہیں۔ ہمیں پتا تھوڑی تھا لالا آئے ہوئے ہیں، وہ تو ہمیں انکی گاڑی کی آواز آئی تو پتا چلا۔

اچھا تو کوئی بات نہیں، کل تو ویسے بھی تم جاؤ گی تو مل لینا۔

نہیں نا، وہ ابھی ہم سے کیوں نہیں مل کر گئے؟

زرتاشہ نے کچھ اداس ہو کر کہا۔

جلدی میں ہو گا زری۔ تم ایک کام کرو، اسے کال کر کے پوچھ لو، وہ بتا دے گا۔ ہم ذرا مصروف ہیں، اپنی جان سے آکر بات کروں گا اور اس فسادی کی بھی خبر لوں گا، ٹھیک؟

اللہ حافظ۔

دارار تیزی سے ساری بات کہتا فون کان سے ہٹاتا پوری طرح لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا جہاں وہ کام غلط کر چکا تھا۔

دعا!؟

دعا!

ارے تم یہاں ہو؟ اور ہم تو تمہیں نیچے ڈھونڈ رہے تھے۔ تمہیں اتنا کچھ بتانا ہے۔ چلو ہمارے کمرے میں، ہم تمہیں اپنی شاپنگ دکھائیں اور پتا ہے ہم آمدہ کے لئے بھی چیزیں لائے ہیں، اور ہاں اس بریسلیٹ نما کڑے کا آرڈر بھی دے دیا ہے۔ دیکھنا، اتنا پیارا ہے، آمدہ اور لالا اور مانسا، سب کو بہت پسند آئے گا۔

اور ابھی وہ مزید کچھ بولتی جب اسکی نظر دعا کے روئے ہوئے لال چہرے پر پڑی۔

دعا! تم رو رہی ہو؟ کیوں رو رہی ہو؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟

زرتاشہ اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے، اپنے ہاتھوں میں اسکا ہاتھ لئے پوچھنے لگی۔

جس پر دعا اسے نم نظروں سے دیکھتے اسکے گلے لگ گئی اور روتے ہوئے اپنے اور ریان کے بیچ ہوئی ایک ایک بات بتاتی چلی گئی۔

اوہو دعا ! اس میں تم رو کر کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہو؟ کل پھر مایوں میں تمہارا چہرہ اتنا موٹا لگے گا۔ تم پریشان نہ ہو، لالا کا غصہ ٹھنڈا ہوگا تو خود ہی مان جائیں گے۔ تم بس ایک اچھا سا، پیارا سا وائس میسج انہیں بھیج دو۔پتا ہے ایک دفعہ ہم نے بھی لالا کو غصے میں ایسے ہی ہاتھ جھٹک دیا تھا، وہ ہمیں منانے اور کھانا کھلانے آئے تھے۔

پھر؟

پھر کیا؟ تھوڑی دیر بعد ہم نے ان سے معافی مانگ کر انہیں منا لیا۔ تم بھی منا لینا۔ اور ویسے بھی میاں بیوی میں لڑائیاں ہو جاتی ہیں۔ ہمارے اور سائیں کی بھی تو ہوتی ہیں، ہوتی ہیں کہ نہیں؟

زرتاشہ کے انداز پر دعا فوراً سر ہلاتے ہاں میں جواب دے گئی۔

تو بس اب چپ کر کے آرام کرو۔ اور رہی بات تمہاری شاپنگ کی، تو ہم سے لکھ لو ابھی لالا کا غصہ ٹھنڈا ہوگا اور وہ پورا مال ادھر لے آئیں گے تمہارے لئے۔ مگر ایک بار ان سے بات کرنے کی کوشش کرو۔ ویسے ہم بات کرتے مگر کہیں لالا کو برا نہ لگ جائے۔ مورے بول رہی تھی میاں بیوی کی بات کسی کو نہیں بتاتے، خود ہی آپس میں حل کر لیتے ہیں۔ چاہے جتنی بھی ناراضگی ہو وہ کسی باہر والے پر ظاہر ہونے نہیں دیتے۔ تو بھی لالا کو خود مناؤ، فون نہیں اٹھا رہے تو میسج چھوڑ دو۔

زرتاشہ اسے سمجھاتے ہوئے زمین سے اٹھ گئی۔

مگر بھابھی، وہ رخصتی سے انکار کر چکے ہیں۔

دعا نے مزید روتے ہوئے کہا۔

انہوں نے تمہارے سامنے بات کی نہیں نا، سیدھا باہر چلے گئے۔ ابھی ہم سائیں سے بات کر کے آرہے ہیں، انہیں بھی لالا کے آنے کا علم نہیں تھا۔ اور اگر واقعی ایسا کچھ ہوا تو تمہاری بھابھی ہے نا، فکر نہیں کرو۔ ایک بار لالا تو کروا ہی لیں گے لالا کو۔

زرتاشہ اسکا نم چہرہ صاف کرتے اسے تسلی دیتے بولی کیونکہ وہ اپنے بھائی کو جانتی تھی، کچھ دیر میں وہ خود یہاں ہوگا۔

زرتاشہ یہ کہتے اسکے کمرے سے نکل گئی۔ اسے اپنے بھائی بھابھی کے بیچ بولنا بہتر نہیں لگا۔ پھر زارا کا خیال آتے ہی وہ اسکے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ بھی صبح سے طبیعت خرابی کی وجہ سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔۔

روح حیات 16

از قلم مسکان خان

دعا زرتاشہ کے جانے کے بعد بیڈ پر بیٹھتی ریان کو کال ملانے گئی جو دو رنگ میں اٹھائی گئی۔

ہیلو ریان۔

دعا بیبی، میں ڈرائیو کر رہا ہوں، گھر جا کر کال کرتا ہوں۔

ریان دعا کی کال ریسیو کرتا، اسکی بات سنے بغیر ہی اپنی بات کہتا فون کاٹ گیا۔

جبکہ دعا پریشانی سے فون کو ہی دیکھتی رہی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ فون اٹھا لے گا مگر اگلے ہی لمحے وہ اسکی بے یقینی میں اضافہ کرتے اسکا فون کاٹ گیا۔

دعا تھوڑی دیر اسکی کال کا انتظار کرتی اپنی پھیلائی چیزیں سمیٹنے والی تھی جب کمرے کا دروازہ بجا۔

دعا باجی، کھانا کھا لو، بی بی جی نے بھیجا ہے۔

درخشہ باہر سے ہی اسے اپنے آنے کی وجہ بتاتے بولی۔

نہیں، مجھے بھوک نہیں ہے، لے جاؤ کھانا۔

دعا اسے جواب دیتی واپس اپنے کام پر لگ گئی مگر پھر کچھ سوچتے ساری چیزیں ایسے ہی چھوڑتی سونے چلی گئی۔۔۔

اسلام و علیکم بھابھی، میں آجاؤں؟

زرتاشہ علیار کے کمرے کا دروازہ بجاتے بولی جو ہلکا سا کھلا ہوا تھا۔

ہاں آجاؤ۔

زارا اسے اجازت دیتے بولی۔

اب کیسی طبیعت ہے آپکی؟ میں پہلے آتی مگر آپ کے سونے کا خیال کرتے نہیں آئی۔ آپ صبح ناشتے پر بھی نہیں آئی تھیں۔ زیادہ درد ہو رہا ہے تو ہم دوبارہ ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔

نہیں نہیں، ٹھیک ہوں۔ وہ بس علی کے بغیر سوئی ہوں تو درد ہو رہا ہے۔

زارا ڈاکٹر کے پاس جانے کا سنتے ہی جلدی سے نفی کرتے بولی۔ اسے جلد بازی میں اپنے کہے الفاظ پر غور ہی نہیں ہوا جبکہ زرتاشہ اسکی بات پر چہرہ نیچے کئے با مشکل اپنے چہرے پر ابھرنے والی مسکراہٹ روک رہی تھی۔

ویسے بھابھی، جہاں تک میرے دماغ کو پتا ہے زیادہ تر عورتیں اپنے شوہروں کے جانے کے بعد سوتی ہیں مگر آپ تو لالا کے ساتھ سوتی ہیں۔ کیا بات ہے، کیا بات ہے، یہ تو شعر بن گیا۔

زرتاشہ بلا آخر اپنے مزاج کے آگے مجبور ہوتے اسے چھیڑ ہی گئی۔

اسکی بات پر زارا ہوش اڑنے کی طرح منہ کھولے اسے دیکھنے لگی جو بات فوراً پکڑتی تھی۔

و۔۔۔ ہم۔۔۔ ہمارا وہ مطلب نہیں تھا، تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، وہ۔۔۔ وہ تو بس۔۔۔

جی جی، مجھے پتا ہے آپ بہت معصوم اور بھولی ہیں، لالا کے آگے آپکی زبان نہیں کھلتی ہے۔

زرتاشہ بلا آخر اسکے گال کھینچتے شرارت سے بولی۔

زرتاشہ! ہم تو نا، ہم تمہاری شکایت مورے سے کریں گے، تم ہمیں تنگ کر رہی ہو۔

اسکے یوں مسلسل چھیڑنے پر زارا نے روہانسی ہوتے اسے دھمکی دی۔

اچھا اچھا، ہم نہیں چھیڑ رہے آپکو۔ ہم بس آپ سے آپکی طبیعت پوچھنے آئے تھے۔ کھانا کھائیں گی آپ؟ منگواؤں؟

زرتاشہ اسے اپنے آنے کی وجہ بتاتے ساتھ کھانے کا پوچھنے لگی۔ گھر میں صرف وہ تینوں ابھی جاگ رہی تھیں۔ وردہ اور رودابہ صبح سے جاگے کل کی تیاریوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے ابھی سونے چلی گئی تھیں اور دارار بھی نہیں تھا، تو اسے کھانا کھانے میں اچھا نہیں لگ رہا تھا، اس لئے وہ اسکے ساتھ کھانے کا سوچنے لگی۔

علی ناشتا کر کے گئے تھے؟

کھانے کا نام سنتے ہی اسے علیار کے ناشتے کی فکر ہوئی تو پوچھے بغیر نہیں رہ سکی۔

یہ تو آپ لالا سے کال کر کے خود پوچھیں، میں کیوں بتاؤں؟ آپکے میاں ہیں۔ آپ فی الحال اپنا بتائیں، کھانا کھائیں گی یا نہیں؟

زرتاشہ ایک بار پھر اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔

تم پھر شروع ہو گئی؟

زارا اسے مصنوعی گھوری سے نوازتے بولی جو پہلے دن یہاں آئی تھی تو کسی طرح سہمی ہوئی تھی اور اب کسی طرح پوری حویلی میں رونق لگا کے رکھتی ہے۔

اچھا اچھا، جا رہی ہوں، غصہ تو نہ کریں۔ بعد میں کھا لیجئے گا کھانا مگر ذرا اپنے علی کو کال کر کے انکی خیر خیریت بھی پوچھ لیجئے گا، ساتھ آئی لو یو بھی بول دیجئے گا۔

زرتاشہ !

زارا نے با مشکل خود کو اسکے پیچھے بھاگنے سے روکا جو آج اسے زچ کرنے کا مکمل ارادہ رکھے ہوئے تھی۔

رکو تم ذرا، مورے اور تائی جان کو اٹھنے دوں، انہیں بتاتی ہوں تم دعا کے ساتھ رہ کر بالکل اسی طرح ہوتی جا رہی ہو۔ دیکھنا، تمہارا ٹائم بھی آئے گا۔

زارا اسے تیزی سے کمرے سے بھاگتا دیکھ کر تیز آواز میں بولی تا کہ وہ سن سکے۔ آج کتنے مہینوں بعد وہ یہ کھل کر ہنسی تھی۔ تھوڑی دیر کے لئے سہی، وہ تو بھول ہی گئی تھی کہ اسکی زندگی میں اداسی بھی ہے۔ کسی نے اسکی بات کو اسکی ہی نظر میں سوالیہ نشان بنا دیا تھا مگر جو بھی تھا، وہ دعا کی شادی کے بعد علیار سے دو ٹوک بات کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

علیار پولیس اسٹیشن میں اپنے کمرے میں بیٹھا کسی ضروری کیس کو ریڈ کر رہا تھا جب دارار کی کال آئی۔

لالا، آپکو یاد ہے میں نے آپکی شادی سے پہلے ایک یو ایس بی دی تھی جو آپ نے اپنے تھانے میں رکھی تھی؟ وہ مجھے چاہیے۔ آپ تھانے میں ہیں نا؟ مجھے ڈھونڈ کر اس فائل کی

کاپی سینڈ کر دیں، ارجنٹ ہے۔

دارار اسے اپنی پرانی فائل یاد دلاتا التجائی انداز میں بولا۔

علیار اسے دس منٹ کا بولتا اپنی کھولی فائل بند کرتا اس یو ایس بی کو ڈھونڈنے لگا۔ پھر کچھ یاد آنے پر وہ دوسرے ڈراور کی طرف بڑھا جہاں اسے یو ایس بی مل گئی۔

وہ فوراً اپنا لیپ ٹاپ کھولتا اسکی مطلوبہ فائل ڈھونڈنے لگا جب اسکی نظر "زندگی" نامی فولڈر پر پڑی۔

اس ایک لمحے میں وہ کتنی موت مرا مگر اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا ایک بار اسے کھول گیا۔

وہ جو اسکی یادوں کو بھی اپنے دل کے تہہ خانے میں بند کرتے بس اپنے اپنوں کے لئے زندگی گزار رہا تھا، اپنے جینے کی وجہ کو دیکھتے آنسو اپنے آپ اسکے رخسار پر بہتے تھے جہاں اسکی رائمہ اسکے پسند کئے گجرے میں ملبوس، آنکھوں میں دنیا جہاں کی محبت لئے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ کتنے ہی لمحے ٹکٹکی باندھے اسکی تصویر کو دیکھتا رہا اور آنسو اسکی آنکھوں سے رواں تھے۔

وہ اپنے دماغ کے لاکھ منع کرنے کے باوجود خود پر ظلم کرتا تصویریں آگے کرتا دیکھنے لگا جہاں اس نے اسکے ساتھ گزارا ایک ایک لمحہ قید کرنے کی کوشش کی تھی۔

یہ سوچتے کہ وہ اپنے بڑھاپے میں اسکے ہمراہ اپنی یہ حسین یادیں جیئے گا۔ یہ کہاں پتا تھا کہ ایک دن انہی یادوں کو دیکھ کر اس پر اگلا سانس تنگ ہو جائے گا۔

وہ تصویریں آگے کرتا چلا گیا جہاں انکے ہنی مون کی تصویر تھی۔ اس تصویر کو دیکھتے اسے اپنے ہنی مون سے پہلے کا دن یاد آیا جب وہ جانے سے پہلے اسلام آباد کسی ضروری میٹنگ کے لئے آیا تھا مگر اسکی شیطان بیوی مسلسل اسے بے باک میسجز کرتی اسکے جذبات بھڑکا رہی تھی۔

وہ طبیعت خرابی کا کہتا میٹنگ بیچ میں ہی چھوڑتا، گھنٹے کا راستہ آدھے گھنٹے میں طے کرتا اس تک پہنچا تھا جو اسکے ہوش اڑانے کا پورا ارادہ کئے اسکی لائٹ کریم نائٹ ڈریس میں ملبوس اس پر بجلیاں گرا رہی تھی۔

اسے اسکی یہ ادا بے حد پسند تھی۔ وہ اسکے معاملے میں کسی چیز میں کنجوسی نہیں کرتی تھی، خاص کر جب جذبات کی بات آئے۔ وہ بڑے مزے سے اسکا سر اپنے سینے پر رکھتی، کتنی کتنی دیر اسکے ایک ایک نقش پر انگلیاں پھیرتی، انہیں اپنے لبوں کے لمس سے مہکاتی رہتی تھی۔ یہ اسکے پیار جتانے کا انداز تھا۔

ابھی علیار مزید آگے دیکھتا جب دارار کا فون آیا اور وہ اسکی یادوں کی زد سے نکلتا فون کو دیکھنے لگا جو مسلسل بج رہا تھا۔

وہ فوراً خود پر بے بسی کا خول چڑھاتا فولڈر سرے سے ہی بند کر گیا، اپنا چہرہ صاف کیا اور خود کو نارمل کرنے لگا۔

وہ ایک مضبوط اعصاب کا مالک مرد تھا، اسے اپنے جذبات پر قابو کرنا آتا تھا مگر رائمہ کے معاملے میں اسکے خود پر بٹھائے سخت پہرے بھی ٹوٹ جاتے تھے۔

وہ اسکے سامنے کسی کھلی کتاب کی طرح تھا۔ اسے نہیں یاد تھا کہ اس نے کبھی رائمہ سے لڑائی کی ہو یا وہ کبھی جھگڑے ہوں۔ وہ ہمیشہ اسے اپنی محبت کے شکنجے میں جکڑے رکھتی تھی۔

جس میں علیار خوشی خوشی زندگی گزارنے کو تیار تھا مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ جسکے بغیر زندگی تصور نہیں کی تھی، اسکے بغیر وہ آٹھ مہینے سے سانسیں لے رہا تھا۔

وہ فولڈر کے ساتھ ساتھ لیپ ٹاپ بھی بند کرتا کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا جب اسکے ذہن میں زارا کا صبح منہ بنانا یاد آیا تو اسکے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ پھیلی مگر اگلے ہی لمحے اسکا سات مہینے پہلے کیا فیصلہ یاد کرتے فوراً اسکے اعصاب تن گئے۔

وہ جانتا تھا وہ اسکے ساتھ زیادتی کرتا ہے مگر نہ وہ اسے معافی مانگنے کا ارادہ رکھتا تھا اور نہ ہی اسے اپنی زندگی میں وہ مقام دینا چاہتا تھا جو اسکی رائمہ کا تھا کیونکہ اسکے گھر والوں کے ساتھ ساتھ اسکی زندگی برباد کرنے میں اسکا بھی ہاتھ تھا۔

وہ ان سب کو اپنی محبت کا گناہ گار سمجھتا تھا جس میں بقول اسکے زارا کا پورا پورا ہاتھ تھا جو آج اسکی رائمہ کی زندگی گزار رہی تھی۔

نہیں، میں اپنی رائمہ کے ساتھ بے وفائی نہیں کروں گا۔ پہلے وہ میری بیوی ہو مگر میری محبت بس تم تھی، تم نہیں تو کچھ نہیں۔ بس کاٹ رہا ہوں یہ زندگی مگر معاف نہیں کروں گا کبھی ان لوگوں کو۔ تمہیں کچھ کہہ نہیں سکتا، تم پر علیار یوسفزئی کا قتل بھی معاف ہے۔

وہ اپنے خیالوں میں اسے مخاطب ہوتا بولا جب اسکا فون ایک بار پھر رنگ ہوا۔

وہ سرد سانس لیتا فون اٹھا گیا۔

کیا ہے؟

علیار بغیر کسی لحاظ کے بولا، سمجھ گیا تھا کہ اسے علم ہو گیا ہے اس نے کیا کھول لیا ہے۔

یار وہ فولڈر مت کھولنا۔

دارار نے تیزی سے پھولی سانسوں کے درمیان کہا۔ وہ اسے کال پر فولڈر کا بولنے کے بعد باہر واک پر چلا گیا تھا۔

اسکی بات پر علیار خاموش رہا۔

تو ٹھیک ہے نا؟

دارار اسے کافی دیر خاموش دیکھ کر بولا جو سامنے کسی غیر مرئی نکتے پر غور کر رہا تھا۔

ہاں، مجھے کیا ہونا ہے؟ فون رکھو۔

علیار اسکی بات کا سرسری سا جواب دیتا فون کاٹ گیا۔

اسکے یوں عجلت سے فون کاٹنے پر دارار تیزی سے فون پھینکتا ایک مکا دیوار پر مار گیا۔

اسکی لاعلمی کی وجہ سے اسکا بھائی ایک بار پھر اس کرب سے گزر گیا جس سے نکالنے کی کوشش وہ پچھلے سات مہینوں سے کر رہا تھا۔

دارار نے غصے سے اپنے بال مٹھی میں دبوچے چیخ ماری تو ڈیرے پر موجود ملازم بھی اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

سردار سائیں ! آپکا تو خون بہہ رہا ہے۔ داد بخش جلدی سے پٹی لاؤ، سردار سائیں کی اپنی کرتی ہے۔

ڈیرے پر موجود ملازم اسکے ہاتھ سے خون بہتا دیکھ کر تیزی سے میڈیکل باکس ڈھونڈنے لگے۔۔۔

دوپہر سے شام ہو چکی تھی۔ اسکی کال کا انتظار کرتے کرتے نہ جانے کب اسکی آنکھ لگ گئی۔ ابھی بھی وہ خوابِ خرگوش کے مزے لے رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔
وہ نیند میں کسمسائی، کروٹ بدل گئی۔

وردہ جو اسکے دوپہر سے سونے کی وجہ سے پریشان تھی، وہ تھک ہار کر اسکے کمرے میں داخل ہوئی۔

کمرے کی حالت دیکھتے تو انہیں لگا مانوں کسی نے کمرے کی چھت ان پر گرا دی ہو۔ وہ غصے سے اسکی طرف دیکھتی ایک ایک چیز اٹھا کر صوفے پر مننے ڈھنگ سے رکھتی، تن فن کرتی بیڈ کی طرف بڑھی جہاں وہ بڑے مزے سے سو رہی تھی مگر وہ غصے سے اسے جگانے لگی۔

اسکے چہرے پر آنسوؤں کے ہلکے ہلکے نشان دیکھ کر کچھ پریشان ہوئی۔

وہ اسکے سرہانے بیٹھتی اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتے اسے آرام سے پکار بیٹھی۔

دعا جو ریان کی ناراضگی کی وجہ سے بے آرام نیند سو رہی تھی، وہ انکی آواز سنتے ہی ہڑبڑا کر اٹھی۔

ج۔۔۔جی ! جی !

وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھتے بولنے کے ساتھ اردگرد دیکھنے لگی۔

دعا ! دعا ! کیا ہو گیا؟ میں ہوں بیٹا۔ کیا ہوا ہے؟

وردہ اسکے چہرے پر آئے بال سمیٹتے ہوئے بولی۔

او چھوٹی جان، آپ ہیں۔ و۔۔۔ وہ میں ڈر گئی تھی، اچانک آئی نا آپ۔

دعا اپنے اعصاب بحال ہونے پر ملکہ بلکہ انداز میں بولی مگر اٹھتے ہی اسے پھر سے ریان کی ناراضگی ستانے لگی۔

میں اچانک نہیں آئی ہوں لڑکی، تم گدھے بیچ کر سو رہی تھی اور یہ۔۔۔یہ کیا ہے؟ یہاں تو طوفان آیا تھا جو چیزیں اتنی پھیلی ہوئی ہیں۔ اور تم تو غالباً جانے والی تھی ریان کے ساتھ، تو یہاں کیا کر رہی ہو؟ اور ریان کب گیا؟ نہ تم نے کھانا کھایا اور نہ ہی تم شاپنگ پر گئی۔

میں کہہ رہی تھی لڑکی، چلو ساتھ چلتے ہیں، ایسے کیسے ہوگی دلہن کی تیاری؟ مگر تم پر اسکے ساتھ جانے کا بھوت سوار تھا۔ لڑکوں کو کہاں پتا ہوتا ہے ان سب چیزوں کا، مگر تم کوئی بات مان لو۔ اور یہ آنسوؤں کے نشان کیسے ہیں؟ کسی بات پر روئی ہو؟ کہیں ریان سے جھگڑا تو نہیں کر لیا؟

وردہ اسکی حرکتوں پر اسے خوب جھاڑتے ساتھ ہی اسکے چہرے کا تنقیدی جائزہ لیتے استفسار کرنے لگی جس پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

تو پھر کیا یہ خود بخود آ گئے ہیں؟ بات کو گول مت کرو، پہلے یہ بتاؤ تم گئی کیوں نہیں جب ریان یہاں آیا تھا؟

وردہ ایک بار پھر اسے بات گھماتا دیکھ کر اب کی بار تھوڑی سختی سے بولی۔

چچی جان، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ پریشان کیوں ہو رہی ہیں؟ ہو جائے گی شاپنگ۔ وہ تو بس اس وقت ہمارے سر میں تھوڑا درد ہونے لگا تو ہم نے ریان کو منع کر دیا۔ وہ تو آئے تھے ہمیں لے کر جانے کے لئے اور اسی درد کی وجہ سے ہم رو رہے تھے، اور کوئی بات نہیں ہے۔ آپ خامخواہ پریشان نہ ہوں۔

دعا اپنے بال سمیٹتی ادھر اُدھر دیکھتی انکے سوالوں سے بچنے کے لئے راہِ فرار ڈھونڈتے بولی۔

اچھا، میں تمہاری باتوں پر یقین کر لیتی ہوں۔ ویسے میرا دل کچھ اور کہہ رہا ہے مگر تم اتنی سمجھدار ہو کہ اپنی شادی شدہ زندگی چلا سکو۔ باقی کسی مسئلے یا پریشانی میں بڑوں سے پوچھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

وردہ سرسری طور پر اسے سمجھاتی اٹھ کر اسکی چیزیں جگہ پر رکھنے لگی جب درخشہ کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتے اندر آئی۔

وہ دو بی بی جی، آپ نیچے چلو، آپکو داجی بلا رہے ہیں، جلدی ہے۔ یہ سب ہم کر دیں گے۔

درخشہ اندر آتے انہیں داجی کا پیغام دیتے بولی۔

کیا ہوا ہے درخشہ؟ کچھ پریشان لگ رہی ہو۔

وردہ جو ڈریسنگ روم میں اسکی الماری میں اسکے کپڑے رکھ رہی تھی وہ جانچتی نظروں سے اسے دیکھ کر پوچھنے لگی۔

کچھ نہیں، آپ بس ہمارے ساتھ نیچے چلو۔

انکی بات پر درخشہ نفی کرتے بولی۔

اچھا! اچھا! چلتی ہوں۔ تم تو جلے پیر کی بلی بن گئی ہو۔

وردہ اسکی جلد بازی پر چوٹ کرتے ایک بار پھر دعا کو اپنا نشانہ بن گئی۔

دعاء، تم اٹھو، ہاتھ منہ دھو کر تیار ہو۔ اس طرح کے حلیے میں مجھے اب نہ دکھو۔ تمہیں چاہے کچھ بھی ہو، خود سے لاپرواہی نہیں برتنی چاہیے۔

درخشہ، اسکا کھانا اوپر پہنچاؤ اور ساتھ چائے بھی تاکہ کھا پی کر یہ کچھ بہتر محسوس کرے۔

رات کو میں نے بیوٹیشن کو گھر بلایا ہے، تمہارا ٹریٹمنٹ کر دے گی۔ میری تو بہو کا بھی یہی حال ہے، مجھے لگ رہا ہے اس عمر میں بھی میں بچے پال رہی ہوں۔

وردہ اسکی جلد بازی پر چوٹ کرتے ایک بار پھر دعا کو اپنا نشانہ بن گئی۔

چچی جان، کیا ہوا ہے آپکی عمر کو؟ ابھی بھی جب آپ کل تیار ہوں گی تو چچا جان یوں آپ پر فدا ہو جائیں گے کہ پوری محفل میں بس آپکے پیچھے پیچھے رہیں گے۔

دعا انکا دھیان ہٹانے کے خاطر انہیں چھیڑتے بولی جس پر لال بھبھوکا ہوتے وہ تیزی سے سامان رکھتے وہاں سے نکل گئی مگر جانے سے پہلے وہ اسے گھورنا نہیں بھولی تھی۔

اب بتاؤ کیا بات ہے؟ کیوں اتنی عجلت میں ہو؟

وردہ دعا کے کمرے کا دروازہ ٹھیک سے بند کرتے درخشہ سے پوچھنے لگی۔

بی بی جی، نیچے ریان لالا آئے ہیں اور وہ اپنے ساتھ پورا مارکیٹ لائے ہیں، اور ساتھ تین لڑکیاں بھی ہیں۔ انہوں نے ہمیں یہ بات دعا باجی کو بتانے سے منع کیا تھا۔ باقی سب بھی وہیں بیٹھا ہے۔ ہم تو زرتاشہ بھابھی کے اشارہ کرنے پر چپکے سے یہاں آئے ہیں۔ تاکہ دعا باجی کا کمرہ دیکھ لے صاف ہے یا نہیں مگر آپ ہم سے پہلے وہاں تھی تو بات گول کرنے کے لئے ہمیں جو سمجھ آیا ہم نے بول دیا کہ وہ لوگ دعا باجی کے کمرے میں آنے والے ہیں سارے سامان کے ساتھ۔

اچھا چلو یہ تو اچھی بات ہے۔

وردہ حیرانی اور خوشی کی ملی جلی کیفیت میں بولی۔

چلو بھئی نیچے چلو۔۔۔

وہ جیسے ہی فریش ہو کر باہر نکلی تو دروازے پر دستک ہوئی۔

آجائے۔

دعا اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے مصروف سے انداز میں اجازت دے گئی۔

ریان جو دروازے پر اسکی اجازت کا منتظر تھا وہ اندر داخل ہوا اور اپنے ساتھ اپنے اسٹاف کو بھی لے کر آیا۔ وہ انہیں سامان رکھنے کی ہدایت دینے لگا۔

دعا جو ڈریسنگ روم میں تیار ہوتے ریان سے ملنے کا ارادہ رکھتی تھی، اپنے کمرے کو کسی اسم مارکیٹ بنتا دیکھ اسکے اوسان خطا ہوئے اور وہ حیرانی سے ساری چیزیں دیکھ رہی تھی۔

جب اسکی نظر ریان پر پڑی جو کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا، اسکے دیکھتے ہی وہ قریب آتا بغیر کسی کا لحاظ کئے اسے خود سے لگا با شدت اسکا ماتھا چوم گیا۔

دعا اسکے لمس پر آنکھیں موندے ہوئے تھی۔ اسکے کچھ دیر بعد پیچھے ہونے پر نم نظروں سے اسے دیکھنے لگی جو اسکی آنکھوں میں ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ اسکی نم آنکھیں دیکھتا اسکے آنسو اپنے لبوں سے چنتا پیچھے ہوا۔

اسٹاف جو چیزیں سیٹ کر رہا تھا وہ دعا کو نہیں دیکھ پایا کیونکہ ریان مکمل طور پر اسے چھپائے اپنی پشت انکی طرف کئے ہوئے تھا۔

وہ اسکے سر پر دوپٹہ ازسرِ نو درست کرتا اسے لئے صوفے کی طرف بڑھا۔

میں یہ پہلے آپ مایوں کے آپشن دیکھ لیں۔ سر نے بتایا ہے ایونٹ کل ہے اور اگر آپکی کوئی پسند ہے یا آپکے ذہن میں کوئی آئیڈیا ہے تو بلا جھجک ہمیں بتائیے تاکہ سلیکشن میں آسانی ہو سکے۔

دعا اسے کیا جواب دیتی، وہ تو بس حیرانی سے ساری چیزوں کو دیکھ رہی تھی۔

یہ لیں بھئی آپ سب کا ناشتہ، اور دعا یہ صوفیا ہے بھائی کی سب سے پرانی ایمپلائی کم اسکے ہر مسئلے کا حل۔ یہ تین سال کی تھی جب ہمیں ملی تھی اور جب سے ہمارے ساتھ ہے تو

جو بھی چیز ہو تم اسے بلا جھجک بتا دو اور تم اسے بھابھی بلاؤ، یہ کالا کی بیوی ہے۔

زرتاشہ درخشہ کے ساتھ اندر داخل ہوئی ان سب کے لئے ناشتہ لگاتے بولی۔

دیدہ، اسکی ضرورت نہیں ہے۔ ہم سب ابھی مصروف ہیں، بھابھی کی ساری تیاری باقی ہے۔ آخر کیسے ہوگا سب کچھ؟ مجھے تو ٹینشن ہو رہی ہے کہیں میرا بی پی نہ لو ہو جائے۔

صوفیا زرتاشہ کے تعارف کروانے پر نارمل ہوتے اپنی پریشانی بتانے لگی جبکہ ریان اسے اپنے پرانے روپ میں آباد دیکھ بس اپنا سر ہلا گیا۔ وہ بھی زرتاشہ سے کم نہیں تھی، بالکل نوٹنکی۔

چھوڑو تم یہ جوس پیو اور دعا کو ڈیزائن دکھاؤ، میں ذرا آتی ہوں۔بیوٹیشن آئی ہے، میں اسے جب تک زارا بھابھی کے روم میں بھیج دوں۔

زرتاشہ اسے تفصیل سے سمجھاتے وہاں سے نکل گئی۔۔۔

جی دیکھا سردارنی سائیں، ہم نے کہا تھا آپکی بہو کو چھٹے کا مسئلہ ہے۔ کیسے ایک ہی مالش میں خود سے اٹھ بیٹھ رہی ہے۔ ابھی تھوڑا آرام کرنے دو، باقی انشاء اللہ اب نہ مالش کی ضرورت ہوگی اور نہ ہی دوائی کی۔ ایک تم ایسے اچھلنے لگے گا آپکا ہوا جسم۔ اچھا اب ہم چلتے ہیں۔

جی بہتر۔

درخشہ انہیں چھوڑ کر واپس آگئی۔

اور اب کیسا لگ رہا ہے زارا؟ واقعی آرام ہے نا بچے؟

رودابہ اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرتے بولی جو پٹھے بیٹھ جانے کی وجہ سے تکلیف میں تھی اور مسلسل رو رہی تھی۔

جی تائی جان، اب بالکل ٹھیک ہوں۔ پہلے تو اٹھ بیٹھ نہیں سکتی تھی، سب علی کر رہے تھے، اب تو کافی بہتر ہے۔

زارا ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

علیار واقعی تمہارا خیال رکھ رہا ہے نا؟ پہلے جیسا تو نہیں ہے کہ وہ تم سے انجان بنا پھر رہا ہے اور تم میرے سامنے اسکی کرتوتوں پر پردہ ڈال رہی ہو۔

،وردہ جو کب سے خاموش اسے دیکھ رہی تھی

وہ اس کا ہاتھ تھامتے بیڈ پر بیٹھتی پوچھنے لگی۔ یہ بات ہی انہیں کھلتی رہتی تھی کہ زارا، علیار کے ساتھ خوش نہیں ہے اور انہوں نے اس کی زندگی برباد کر دی ہے۔

نہیں مورے، ابھی انہوں نے ہمارا بہت خیال رکھا ہے۔ سارے کام بھی خود کر رہے" تھے، ہمارے بھی اور اپنے بھی۔ بہت بہت خیال رکھا ہے انہوں نے ہمارا۔" زارا نے بمشکل اپنی آنکھوں کی نمی چھپاتے انہیں مسکرا کر تسلی دینی چاہی۔

بیٹا، کیا یہ تبدیلی اُس دن وردہ کے اس عمل کے بعد آئی ہے؟" رودابہ اسے یوں" مسکراتے ہوئے بتانا دیکھ بیڈ پر بیٹھتے پوچھنے لگی۔ انکار میں مگر کوئی اور ہی کہانی بن رہی تھی۔

جس پر زارا نے انہیں تسلی دینے کے لیے شرمانے کی فل ایکٹنگ کرتے مطمئن کرنا چاہا۔ ورنہ اس کا دل تھا کہ اس کے گلے لگ کر بتائے کہ اُس نے اُس رات کس طرح کا سلوک کیا تھا اس کے ساتھ کہ اس کی روح تک چھلنی ہو گئی تھی۔

"چلو ماشاء اللہ، یہ بہت ہی اچھی بات ہے۔ رب کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ وہ میں نے بیوٹیشن بلوائی ہے، آگئی ہے۔ میں اسے بھیجتی ہوں، وہ تمہاری سروسز کر دے گی۔ منع کرنے کا سوچنا بھی مت۔ کپڑے تمہارے واش روم میں ٹانگ دیے ہیں۔ سروس کروانے کے بعد شاور لے لینا۔ علیار کے آنے سے پہلے وہ آئے تو تم اچھے سے تیار ہونا تاکہ تمہیں دیکھ کر اس کی ساری تھکن اتر جائے۔ چلو اب ہم چلتے ہیں۔ اللہ میری بچی کو ہمیشہ خوش رکھے اور برے لوگوں سے محفوظ رکھے۔"

وردہ نے آیت الکرسی پڑھ کر پھونکتے ہوئے اسے ہدایت دی۔ رودابہ کے ہمراہ وہ اس کے کمرے سے نکل گئی اور وہ بس نم نظروں سے ان کی پشت کو دیکھتی رہی۔ اتنا اچھا گھر ملا تھا اسے، اتنے اچھے لوگ۔ کسی رشتے کی کمی محسوس نہیں ہوتی تھی اسے۔ بھائی، باپ، ماں سب کا پیار ملتا تھا اسے، مگر جو ایک رشتہ جس کے دم پر سب تھا، وہی نہیں ملا اسے۔ وہ اس کا ہو کے بھی اس کا نہیں تھا۔

ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب بیوٹیشن دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوئی۔ وہ زارا کو ساری سروسز کے بارے میں بتاتی اپنے کام پر لگ گئی۔ وہ دو گھنٹے اس پر اپنی ہاتھ کی مہارت دکھاتے اس کا حلیہ بدل چکی تھی۔ انہوں نے اس کی ساری گرومنگ کی تھی، بس

اس نے اپنے بالوں میں ہاتھ لگانے نہیں دیا تھا کیونکہ اسے نہیں پتا تھا علیار کو اس کا بال کاٹنا کیسا لگے گا، تو اس نے بس ٹرم کروانا بہتر سمجھا۔

"میم، اب آپ دیکھ لیں، سب کچھ ہو گیا ہے۔"

ٹھیک ہے، تھینک یو۔" زارا انہیں بھیجتی خود شاور لینے چلی گئی۔"

ابھی اسے گئے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے جب علیار دھڑاکے سے کمرے میں داخل ہوا۔ ہوا کمرے میں اس کی غیر موجودگی دیکھ کر جھٹکے سے اپنا سامان ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا، گن دراز میں رکھے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔ واش روم سے شاور کی آواز سنتے وہ کچھ پریشان ہوا۔ وہ کیسے نہا رہی تھی؟ اسے تو اٹھا بیٹھا نہیں جا رہا تھا۔

زارا! زارا!" علیار نے تیز آواز میں اسے پکارا۔"

جی، میں یہاں ہوں واش روم میں۔" زارا اسے جواب دیتی جلدی سے فارغ ہوتے" اپنے کپڑے پہننے گئی جب اس کی نظر ایک پر پڑی ننگے کپڑوں پر، جہاں شلوار قمیض کے بجائے نائٹی تھی، وہ بھی وائٹ کلر کی۔

زارا نے تولیہ اور باتھ روب کے لیے نظر دوڑائی تو وہ بھی نہیں تھا۔ زارا نے تھوک نگلتے دروازے کو دیکھا۔ باہر علیار تھا، اب کرے کیا، نہ کرے؟ اسے کپڑے مانگے؟ نہیں، نہیں۔ ایک تو دیں گے نہیں، اوپر سے بے عزتی الگ۔ ابھی تو لگ بھی نشے میں رہے ہیں۔

ایک کام کرتی ہوں، ڈریسنگ روم میں جا کر جلدی سے باتھ روب پہن کر ان کی بات "سن لوں گی، پھر چینج کر لوں گی۔ ہاں، یہ ٹھیک ہے۔"

وہ خود سے ہم کلام ہوتی ہمت کرتے دروازے کی طرف بڑھی۔ آہستہ سے دروازہ کھولتے باہر نکلنے لگی۔ پہلے اس نے سر نکال کر کمرے کی طرف دیکھا جو خالی تھا۔

"لگتا ہے باہر چلے گئے۔" وہ دل میں سوچتی اطمینان سے باہر نکلی۔

علیار جو کونے والی الماری کے لاکر میں دارار سے منگوایا اپنا سامان رکھ رہا تھا، وہ دروازہ کھلنے کی آواز پر اس کی طرف متوجہ ہوا تو ساکت ہی رہ گیا۔

زارا جو یہ سوچ کر باہر نکلی تھی کہ وہ کمرے میں نہیں ہے، اسے وہاں دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس سے پہلے وہ واپس اندر بھاگتی، علیار تیزی سے اس کے قریب جاتا، اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے جھٹکے سے اپنے قریب کر گیا۔

"تم اس وقت کیوں نہائی ہو؟ اور یہ اتنے آرام سے کیسے چل رہی ہو؟ تمہاری کمر میں درد نہیں تھا اتنا کہ تم اٹھ بیٹھ بھی نہیں سک رہی تھی؟" علیار اس کے چہرے پر آئے نم بالوں کو پیچھے کرتے بولا۔

آج اسے اس کے سراپے میں عجیب سی کشش محسوس ہو رہی تھی جس کی طرف وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مائل ہو رہا تھا۔

زارا تو اس کی حرکت پر ہی ساکت تھی۔

"بولو۔" اسے مسلسل چپ دیکھ کر علیار اس کی کمر کو جھنجھوڑتا بولا۔

وہ... مورے اور تائی جان نے مالش والی کو بلوایا تھا۔ انہوں نے دیکھا تو کہا پٹھے بیٹھے"
ہیں اور وہ مالش سے بٹھا کر چلی گئی، تو ابھی کافی آرام ہے، چلنے پھرنے میں درد نہیں ہو
رہا۔" زارا اس کی آر پار ہوتی نظروں سے پریشان ہوتی چہرہ نیچے جھکا گئی۔
اچھا... تو اس کا مطلب ہے تم ٹھیک ہو چکی ہو۔" علیار اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے"
بولا۔
زارا نے بمشکل لرزتے ہاتھوں سے اس کے کندھے پر دباؤ ڈالا، جو مدہوش ہوتا اس کی
گردن پر اپنا بھیگا لمس چھوڑ رہا تھا۔

روح حیات 17

از قلم مسکان خان

اس کا مطلب ہے تم ٹھیک ہو چکی ہو۔" وہ اس کی گردن میں بھیگا لمس چھوڑتے اسے"
استفسار کرنے لگا۔
زارا کی تو اس کی اتنی سی ہی قربت میں جان ہوا ہوئی تھی۔ اس نے اس کے کندھے پر
دباؤ ڈالتے اسے دور کرنا چاہا تو وہ مزید سختی سے اس کی کمر کو جکڑتا اپنے قریب کر گیا۔
مجھے لگا تھا تم یہ پہنو گی نہیں۔" علیار اس کی گردن سے کندھوں تک اپنی ناک ٹریس"
کرتے بولا۔
جبکہ زارا نے اس کی بات پر پریشانی سے اسے دیکھا جو اپنے مزاج کے خلاف اس کے
قریب آ رہا تھا۔

نجانے کیوں اس کا دل چاہا کہ اسے پوچھے کہ اب کیوں اس کے قریب آرہا ہے، جب چھ مہینے اسے اپنے نکاح میں لینے کے بعد وہ یوں دستبردار ہوا جیسے اس کا وجود اس کمرے میں ہو ہی نہ، وہ اس کی بیوی ہی نہ ہو۔ مگر کیا وہ آج تک بھی اپنے حق کے لیے اس سے سوال کرپائی تھی جو اب کرتی۔ وہ آہستہ آہستہ ہی سہی، اگر اس کی طرف مائل ہو رہا تھا تو یہ بھی کافی تھا۔

"کہاں گم ہو جاتی ہو؟" علیار اس کے گال پر سختی سے اپنے دانت گاڑتے اس کی توجہ اپنی طرف کرنی چاہی۔

"ج۔ جی؟" زارا نے اس کی حرکت پر سٹپٹاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"کچھ پوچھا ہے تم سے، یہ کب خریدا تم نے؟" علیار اس کے نائٹی کے آستین پر ہاتھ پھیرتا، اس کی انگلیاں اپنی انگلیوں سے الجھاتا اس کا ہاتھ اپنے گردن کے پیچھے کرتا، اسے مزید اپنے قریب کرگیا۔ اتنا کہ وہ اس کے لبوں تک باآسانی رسائی حاصل کر سکے۔

اس کے سوال پر زارا نے کچھ پریشانی سے ماتھے پر بل ڈالے اپنی زیبِ تن نائٹی کو دیکھا، جس کا آدھا اوپر کا حصہ نیٹ کا تھا، جس پر آستین کے نام پر بس ڈوریاں تھیں۔ اس کا بیک بالکل بیک لیس تھا جو اس کی کمر تک گہرا تھا، اور سامنے کا گلا بھی کافی گہرا تھا۔ اس کی لمبائی بمشکل اس کے گھٹنوں سے نیچے تک تھی۔ وہ تو شکر تھا اس پر گاؤن تھا جو قدرے بہتر تھا، باآسانی اس کے ٹخنوں تک جا رہا تھا، بس اس کا سامنے کا گلا ذرا گہرا تھا جس کو

زارا اپنی مٹھی میں دبوچ کر کس کر تھامے باہر آئی تھی، مگر علیار کو اچانک یہاں دیکھ اسے بوکھلاہٹ میں اس کا خیال ہی نہیں رہا تھا۔

"و۔ وہ... میں جلدی میں کپڑے لے جانا بھول گئی تھی۔ م۔ مورے نے کہا تھا انہوں نے رکھ دیے ہیں اندر، مگر اندر اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔" زارا نے اسے کچھ روہانسے ہوتے نظریں جھکائے سب کچھ بتایا، مگر نجانے کیوں اتنی سی بات پر رونے کے ساتھ ساتھ اسے اپنے گال جلتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"تو اس میں رونے والی کون سی بات ہے؟ مجھے لگا تھا تمہیں یہ پہنانے کے لیے محنت کرنی پڑے گی۔" علیار اس کے عارض پر بہتے آنسوؤں کو اپنی انگلی کی پوروں سے صاف کرتا نرمی سے اس کے لبوں پر جھک گیا۔

اس کے لمس کی نرمی محسوس کر کے زارا جی جان سے لرزی تھی اور اس کے کندھے پر رکھے ہاتھ سے فوراً اس کا کندھا دبوچ گئی۔ علیار اس کے لبوں کی نرمی محسوس کرتا اس کی مہکتی سانسوں کو اپنے اندر اتار رہا تھا، جو اسے آج کچھ بدلی بدلی لگی۔ وہ اس کے لبوں کو اپنے دانت سے دباتا، کھینچ کر چھوڑتا اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکا گیا، جبکہ زارا اس کی اس حرکت پر مزید سرخ ہو گئی۔

وہ ایک ہاتھ سے اسے اپنے قریب کیے، دوسرے سے اس کے نم بالوں کو اپنے ہاتھ میں لیتا ان کی خوشبو محسوس کرنے لگا۔

آج کچھ بدلا بدلا ہے۔ تم نے شیمپو اور باڈی واش بدلا ہے؟" علیار خمار سے بھاری ہوتی" آواز کے ساتھ اس کی بدلی مہک کے بارے میں استفسار کرنے لگا۔

جبکہ زارا اس کی جسارتوں پر بمشکل اپنے پیروں پر کھڑی تھی۔ وہ اسے کیا جواب دیتی۔

علیار اس کے بالوں کو ایک کندھے پر کرتا اس کے گاؤن کی ڈوری کھول گیا۔ وہ اس کا گاؤن ایک کندھے سے ہٹاتا اس کی آستین اتارتا اس کی انگلی کی پوروں پر لب رکھتا اوپر کا سفر طے کرنے لگا، جبکہ زارا اس کے عمل پر مزید خود میں سمٹتی

اس کے کندھے پر چہرہ چھپانا چاہا تو علیار اس کے عمل کو ناکام بناتا اس کا چہرہ تھام کر اوپر کرتا اپنے چہرے کے قریب کر گیا اور بغور اس کے چہرے کو دیکھا، جو بند آنکھوں اور لرزتی پلکوں سمیت لب ہلکے واکیے کانپ رہی تھی۔

علیار کو اس کے لبوں کو دیکھ کر کچھ یاد آیا، وہ اسے یوں ہی لیے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھا جہاں اس نے سامان رکھتے ہوئے کچھ دیکھا تھا۔ اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے خود سے لگائے کھڑا کرتا، ہاتھ بڑھا کر اپنی مطلوبہ چیز اٹھالی جبکہ زارا اس کے حصار میں ہنوز آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔

وہ ریڈ کلر کی لپ اسٹک اٹھاتا اس کے لبوں پر لگا گیا جو مشکل ہی سے کہیں سے لگی تھی۔ وہ ٹشو کی مدد سے پھیلی ہوئی لپ اسٹک صاف کرتا اسے دیکھنے لگا جو اب اسے اچھے لگ رہے تھے، جبکہ زارا اس کی حرکت پر مزید سختی سے آنکھیں بھینچ گئی۔ اسے اندازہ تھا اس وقت اس کا سراپا کیا منظر پیش کر رہا ہوگا۔

علیار اسے خود سے کچھ دور کرتا بغور اس کا جائزہ لینے لگا جو لرزتی ہوئی اس کے سامنے کھڑی تھی۔پیروں کو چھوتا گاؤن ایک کندھے سے ڈھلک رہا تھا، ایک کندھے پر اس کے بھیگے بال تھے جن سے ٹپکتا پانی ایک سائیڈ سے گاؤن کو گیلا کر رہا تھا۔ سفید شفاف رنگت پر اس کا بھیگا سراپا، اوپر سے اس نے مزید خود پر ظلم کرتے اس کے لبوں کو لال رنگ سے سجا دیا تھا۔ اس وقت وہ صرف اپنی جھلک سے ہی اس کے ہوش اڑا رہی تھی، مگر علیار آج ساری رات اسے اپنے حصار میں رکھنا چاہتا تھا۔

وہ بغیر جلد بازی کیے نرمی سے اس کے بازوؤں پر ہاتھ پھیرتا، اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے انگوٹھے سے اس کے گال سہلانے لگا۔

آج آنکھیں کھولنے کا ارادہ نہیں ہے؟" علیار اس کے گال سہلاتے اپنی نظروں کو" بمشکل اس کے ہوش ربا سراپے میں الجھنے سے روکتا اسے پوچھنے لگا۔

آنکھیں تو کھولوں..." علیار اس کا رخ شیشے کی طرف کرتا خود اس کے عین پیچھے کھڑا ہوتا" اسے اپنے حصار میں لے گیا، جبکہ اس کی آواز پر زارا غائب دماغی سے آہستہ سے اپنی آنکھیں وا کرتی دیکھنے لگی۔

جب اس کی نظر سامنے اس کے چہرے پر پڑی، جو آنکھوں میں خمار لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا، اس کے لبوں پر ایک نرم مسکراہٹ تھی۔ زارا نے حیرانی سے ٹکٹکی باندھے اس مسکراہٹ کو دیکھا۔یہ پہلی بار تھا جب وہ اس کے ساتھ مسکرایا تھا۔ اس کی مسکراہٹ پر بے ساختہ اس کی آنکھیں نم ہوئیں اور وہ نظریں جھکا گئی۔

اس کے یوں نم آنکھیں اور اس کے تضاد اس کا یوں نظریں جھکانا علیار کو اچھا نہ لگا۔ وہ جھٹکے سے اس کا رخ اپنی طرف کر گیا۔

یہ آنکھیں کیوں نم ہوئی ہیں تمہاری؟ ہمارا عکس تمہیں اچھا نہیں لگا؟ میرا قریب آنا تمہیں" برا لگتا ہے؟" علیار اس کی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتا لہجے میں سختی لیے اسے استفسار کرنے لگا۔

جبکہ اس کے یوں اچانک سخت لہجہ اختیار کرنے پر زارا ڈرتے سے آنکھیں کھولتی اسے دیکھنے لگی، جب علیار اس کی آنکھوں کے کونے پر ٹھہری نمی کو اپنی انگلی سے چھو کر اس کے سامنے کر گیا۔

"بولو... ایک تو تم ایک بار میں جواب دیا کرو۔"

نہیں... وہ تو بس یوں ہی آ گئے تھے۔" اسے منتظر دیکھتے زارا نے بمشکل اپنے لبوں کو" جنبش دی، اسے جواب دیا۔

اس کا مطلب ہے تمہیں میری قربت بری نہیں لگتی۔" علیار اس کا چہرہ ایک بار پھر" اوپر کرتے پوچھنے لگا، جو بات بات پر سر جھکا دیتی تھی۔

نہیں... شوہر کی قربت کسی بیوی کو بری لگتی ہے؟" زارا نے بمشکل خود میں ہمت کرتے" اسے یقین دلانا چاہا، جو شاید اس کے عمل سے کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔

اچھا... اگر ایسا ہے پھر تم کچھ ایسا کرو جس سے میں یہ مان جاؤں کہ تمہیں میرا قریب آنا" برا نہیں لگتا۔" علیار اس کے چہرے پر آئی لٹوں کو انگلی کی پوروں میں الجھاتا بولا۔

ت۔ تو میں کیا کروں... جس سے آپ کو یقین ہو جائے؟" اس کے یوں کہنے پر زارا خود کو" اسے پوچھنے سے روک نہ سکی۔

جبکہ علیار اس کی بات پر مسکرایا۔

جو میں بولوں گا وہ تم کر لو گی؟ انکار کی گنجائش نہیں ہے۔" علیار نے اسے جانچتی نظروں" سے دیکھ کر کہا جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو، کر لو گی؟

اس کے انداز پر زارا فوراً ہاں میں سر ہلا گئی۔

چلو پھر مجھے کس کرو... وہ بھی فرنچ۔" علیار دونوں ہاتھ اس کی کمر میں جماتا اسے ایک قدم" دور ہوتے بولا، جبکہ زارا اس کی بات پر آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی جس کی حرکتیں آج اسے مدہوش کیے جا رہی تھیں۔

کیا ہوا؟ کرو۔ ورنہ آج تم نے میرا کہنا نہیں مانا تو اب مجھے تمہاری شکایت مورے سے" کرنی پڑے گی کہ ان کی بہو میری ایک بات تو سنتی نہیں ہے اور وہ سمجھتی ہیں میں تمہیں تمہارے حق نہیں دیتا۔" علیار اسے ہنوز بت بنے دیکھے ایک آخری حربہ استعمال کرتا اپنی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتا عام سے انداز میں بولا۔

جبکہ اس کی بات پر تو زارا کو اپنا سر گھومتا محسوس ہوا۔ وہ سب کچھ تو اس کے مطابق کرتی تھی، پھر یہ... زارا کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کرے، تو بس شرم سے چہرہ جھکا گئی۔

علیار اس کے جھکے سر کو دیکھتا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جب زارا کو یہ لگا وہ واقعی موروے سے شکایت کرنے جا رہا ہے تو بمشکل اپنے بےترتیب گاؤن کو سنبھالتے تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔

م۔ میں کر رہی ہوں۔" زارا اس کا رخ اپنی طرف کرتے بولی۔ "

"تو کرو، کس نے روکا ہے؟"

اس کی بات پر زارا ہمت کرتے اس کے قریب ہوئی مگر پھر کچھ سوچ کر پریشان ہوتے اس کی طرف دیکھنے لگی، جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ... ہمیں وہ کرنا نہیں آتا جو آپ بول رہے ہیں۔" زارا نے نم لہجے سمیت شرمندہ" ہوتے کہا۔

اس کی بات پر علیار کا قہقہہ بےساختہ کمرے کی زینت بنا۔

تو جب میں تمہیں کس کر رہا ہوتا ہوں تو کہاں تم ہوتی ہو؟" علیار ہلکے سے اسے اپنے" قریب کرتے بولا۔

اس کے کہنے پر زارا کا دل کیا کہ بول دے ہم ایسی چھچھوری حرکتوں پر دھیان نہیں دیتے، مگر اپنی جان پیاری تھی۔ کوئی بعید نہیں تھا اس کا اکڑ والا سی پی اسے گولی ہی مار دے۔

اچھا چلو... تم کس کر لو، فرنچ میں کر دوں گا۔" علیار اسے احسان جتانے کے انداز میں" بولتا اس کی مشکل آسان کر گیا۔

جس پر زارا نے اچک کر اس کے لبوں پر اپنے لب رکھنے چاہے مگر ہائٹ ڈیفرنس ہونے کی وجہ سے بمشکل اس کے لبوں کے کنارے کو چھو کر پیچھے ہو گئی۔ اتنے سے عمل میں ہی اس کی سانس پھول گئی تھی۔ اسے اپنا دل دو سو کی اسپیڈ سے دوڑتا محسوس ہوا۔

علیار جو ابھی ٹھیک طرح سے اس کے لبوں کے لمس کو محسوس بھی نہیں کر پایا تھا، اسے اپنے لبوں کے کنارے پر لب رکھتے دیکھ جان بوجھ کر اسے سہارے سے اوپر نہیں اٹھایا۔

زارا جلدی سے اس کے لبوں سے ہٹتے پیچھے ہوئی اور ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔

ایسے کس کرتے ہیں؟" علیار نے گھورتے ہوئے اسے دیکھا۔"

ہمیں نہیں آتا کرنا، ہم آپ سے کہہ تو رہے ہیں۔" اس کے یوں بے جان گھورنے پر" زارا نے روہانسے ہوتے کہا۔

جبکہ علیار بغیر اس کے رونے کا خیال کرتے اس کے لبوں پر جھکتا شدت سے اس کے لبوں کو چومتا پیچھے ہوا۔

نہیں آتا تو سیکھ لو، کام آئے گا تمہارے۔ اب تم نے ہی کرنے ہیں یہ کام۔" علیار" بے باکی سے بولتا اسے مزید سرخ کر گیا۔

علیار ایک بار پھر اس کے لبوں پر قابض ہوتا اس کے لبوں کو چومنے لگا۔ وہ شدت سے اس کے لبوں کو چومتا، ان پر لگی لپ اسٹک کو پوری طرح مٹاتا پیچھے ہوا۔ وہ اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکائے اپنی سانسیں ہموار کرتا ایک بار پھر اس کے نچلے لب پر جھک گیا۔

وہ اس کے نچلے لب کو اپنے دانتوں سے ہلکا سا دباتا، پھر چھوڑتا بارہا اس کے لبوں کو چوم رہا تھا۔

زارا اس کے یوں بارہا اپنے لبوں کو چومتے دیکھ بے خود ہوئی اس کے سینے پر چہرہ چھپا گئی۔ وہ اپنے ہر انداز سے آج اسے حیران کیے جا رہا تھا۔

چلو ڈانس کرتے ہیں... وہ بھی رومانٹک۔" علیار اس کا ہاتھ تھامتے اسے خود سے علیحدہ" کرتے بولا، جبکہ زارا نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں۔

"دیکھو مت... جو بولا ہے وہ کرو۔"

علیار اسے لیے کمرے کے بیچ میں آیا، کمرے کی لائٹس ڈِم کیں اور ہلکی آواز میں انگلش سونگ لگا کر اسے اپنے قریب کر گیا۔ پھر کچھ یاد آتے اس کا گاؤن ریموو کرتا اسے صوفے پر پھینک گیا۔

اس کی اس حرکت پر زارا اچانک اس کے قریب ہوتے اس میں چھپنا چاہی، جب وہ کمرے کی لائٹس مزید ڈِم کرتا ملکئی نگینوں والی لائٹس آن کر گیا۔ وہ گانے کی لائنز کے ساتھ اسے اپنے ساتھ گائیڈ کرتا ڈانس اسٹیپس لے رہا تھا۔

وہ اسے اپنی بانہوں میں تھامے، اپنے سینے سے لگائے، اس کی ایک لیس پشت پر اپنی سرسراتی انگلیاں پھیرتا رہا۔ اس کا ہاتھ اس کی پشت کے نشیب و فراز پر پھسلتا ٹھیک اس کی کمر پر جا رکا۔ وہ اس کی کمر کی رائیوں سے نیچے ہاتھ رکھتا اسے خود سے لگاتے اوپر اٹھا گیا، اتنا کہ وہ اس کے لبوں کو باآسانی چوم سکے۔

وہ اس کے لبوں پر اپنے لب رکھتا اسے یوں ہی بانہوں میں بھرے رہا، پھر احتیاط سے اسے لیے بیڈ کی طرف بڑھا۔

وہ نرمی سے اسے بیڈ پر لٹاتا اپنی شرٹ اتار گیا، جبکہ اس کے یوں اچانک لٹانے پر نائٹی، جو پہلے ہی بے ترتیب ہو چکی تھی، مزید سرک کر اوپر کی طرف ہو گئی۔ زارا نے تھوک نگلتے علیار کو دیکھا، جو آج کسی صورت اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

وہ اس کی گردن پر جھکتا شدت سے وہاں اپنے دانت گاڑ گیا۔ اس کے اچانک جھک کر دانت گاڑنے پر بے ساختہ زارا کی سسکی برآمد ہوئی۔

تمہارا سارا دھیان مجھ پر ہونا چاہیے۔ ایک لمحے کے لیے بھی مجھ سے غافل ہونے کی" "غلطی مت کرنا، ورنہ تمہاری سسکیاں تمہارے کانوں میں شور کی طرح بجیں گی۔

علیار بے باکی سے اپنی کاٹی ہوئی جگہ پر ہلکا سا لمس دیتے بولا، جبکہ اس کے یوں لمس دینے پر زارا کو اپنی گردن میں شدید جلن محسوس ہوئی۔

وہ اپنی انگلیاں اس کی انگلیوں سے الجھاتا، اس کے قریب مزید جھکتا گیا۔ وہ اس کی گردن پر جگہ جگہ اپنا لمس چھوڑتا، اس کے دل کے مقام پر ہولے سے لب رکھ کر پیچھے ہوا اور اپنی انگلیاں اس کی نائٹی کے اسٹرپ سے الجھاتا اسے کندھے سے نیچے سرکا گیا۔

وہ ایک بار پھر اس کے دل کے مقام پر جھکا، وہاں اپنے لب رکھتے اسے بوکھلانے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں کا لمس اپنے دل کے مقام پر محسوس کرتے زارا نے اس کے

بالوں میں ہاتھ الجھائے اسے روکنا چاہا، جو اس کی مزاحمت ناکام بناتا اس کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں قید کر چکا تھا۔

وہ پوری طرح اسے اپنے شکنجے میں جکڑے ہوئے تھا۔

زارا، جو کب سے اس کی جان لیوا شدت بھری قربت میں اپنی سسکیاں روکنے کی کوشش کر رہی تھی، بے ساختہ اس کے لمس پر کانپ اٹھی۔

علیار، جو اس کے مخملی سراپے میں بری طرح کھویا ہوا تھا، اس کی ہر لرزش کو محسوس کرتے اپنے عمل میں مزید شدت لے آیا۔ وہ اس کے وجود پر اپنے لبوں کا نرم لمس چھوڑتا، پھر نرمی سے اپنے دیے نشانوں پر انگلی پھیرنے لگا۔

زارا، جس کی اس کی شدت پسند قربت پر سانسیں بکھر رہی تھیں، بے اختیار اس کے کھردرے لمس پر سمٹتی چلی گئی۔

وہ نرمی سے اپنے دیے نشانوں پر لب رکھتا اس کی کروٹ بدل گیا، جس سے وہ منہ کے بل بستر پر لیٹ گئی۔

وہ اس کی بے داغ پشت پر ہاتھ پھیرتا اس کی بیک پر بندھی ڈوری کھول گیا۔

وہ اس کی گردن پر لب رکھتا نیچے کا سفر طے کرتا ہر ایک جگہ پر اپنے لب رکھ رہا تھا۔ وہ اچانک اس کی کروٹ بدلتا اسے سیدھا کرتا، پھر اس کا گاؤن ایک طرف سرکا گیا۔

زارا بغیر کسی مزاحمت کے بیڈ شیٹ سختی سے مٹھی میں دبائے لیٹی ہوئی تھی، جب علیار اس پر جھکتا اسے اپنے حصار میں لیتا کمفرٹر ان دونوں پر درست کرتا اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے گیا۔

اسے اپنے قریب سے قریب تر ہوتے دیکھ زارا کو بے ساختہ اس رات کا اس کا جنونی روپ یاد آیا تو اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے۔

علیار نے پریشانی سے اس کے آنسو دیکھے اور جھک کر انہیں اپنے لبوں سے چن لیا۔

ابھی تو میں نے تمہاری روح تک رسائی حاصل ہی نہیں کی... تم ابھی سے رو رہی ہو؟""

علیار نے اپنے انداز میں اس کے رونے کی وجہ جاننی چاہی۔

و۔ وہ... آپ..." زارا بمشکل لفظ جوڑ پائی۔"

شش... مجھے پتا ہے تم میری شدتیں برداشت نہیں کر سکتیں، مگر تمہارے علاوہ مجھے سکون" بھی کہیں نہیں ملے گا۔ اور علیار گندگی اور غلاظت کو منہ نہیں لگاتا... تو میرا جنون، میری "نرمی، میری سختی... سب تمہیں برداشت کرنی ہو گی۔ خود میں ہمت پیدا کرو۔

علیار یہ کہتا اس کے لبوں کو اپنے نرم لمس میں لیتا اسے اپنے قریب کیے رہا۔ مگر اس بار اس کی پوری کوشش تھی کہ اس کے کسی عمل سے اس کی بیوی کو دوبارہ تکلیف نہ ہو۔

وہ اس کے ریلیکس ہونے کا انتظار کرتا آہستہ آہستہ اسے اپنے قریب محسوس کروا رہا تھا۔ زارا نے بمشکل اپنے لبوں پر ہاتھ رکھتے اپنی سسکی کا گلا گھونٹنا چاہا، جب علیار اس کا وہ ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا اپنی کمر پر رکھ گیا۔

کمرہ ساؤنڈ پروف ہے... تم جتنا چاہو اتنی آواز میں بات کر سکتی ہو۔ مگر تمہارا یوں "

"بے جان رونا مجھے پسند نہیں... اور تمہیں اپنی قربت میں روتا دیکھنا بھی اچھا نہیں لگتا۔

علیار اس کے ماتھے سے ماتھا لگائے پھولی سانسوں کے درمیان بولا، جبکہ زارا اسے کیا سنتی، وہ تو خود اس کی قربت کی شدت سے بے حال ہوئی تھی۔

علیار اس کے اے سی چلنے کے باوجود بھیگے چہرے پر جگہ جگہ اپنے نرم لب رکھتا اس کی گھبراہٹ کم کر رہا تھا۔ وہ خود آج اپنے آپ سے حیران تھا۔

جبکہ اس کے اس عمل پر زارا نے رونا چھوڑ کر اسے دیکھا، جو آنکھیں موندے بار بار اس کے چہرے پر اپنے نرم لمس چھوڑتا اس میں جیسے پوری دنیا بھلائے بیٹھا تھا۔

اسے خود میں سکون پاتا دیکھ زارا بھی اس کے مزید قریب ہوتی آنکھیں موند گئی۔ دیر سے ہی سہی، اگر اس کا شوہر اس کی طرف مائل ہو رہا تھا تو وہ خوش تھی۔ وہ ہر حال میں اپنے رب کی شکر گزار تھی۔

اس کے لیے اتنا کافی تھا کہ وہ اس کے ساتھ ہے۔ مگر وہ چاہتی تھی کہ جس طرح دارار زرتاشہ سے محبت کرتا ہے، اس کا خیال رکھتا ہے، ویسے ہی کبھی علیار بھی اسے چاہے۔ اور اگر تھوڑی ہی سہی اس کی یہ خواہش پوری ہو رہی تھی تو وہ کیوں خوش نہ ہوتی؟

وہ اپنی تمام سوچوں کو جھٹکتی اس کے لمس میں، اس کی قربت میں آنکھیں موند گئی... اور رات ان دونوں کے آغوش میں سرکتی چلی گئی۔

مایوں کے آپشن سلیولیس ہی زیادہ اچھے لگتے ہیں۔" صوفیہ دعا کے سامنے مایوں کے"
ڈیزائنر ڈریسز رکھتے بولی۔ "اگر آپ کو ان میں کچھ پسند نہیں آرہا تو کوئی بات نہیں، آپ
"اس میں سے دیکھ لیں۔

صوفیہ اسے آئی پیڈ پر مزید ڈیزائن دکھاتے بولی، جبکہ اس کی سلیولیس والی بات پر ریان نے
ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا۔

کیا مطلب ہے تمہارا سلیولیس ہی ہوتے ہیں؟ اب میری بیوی بغیر آستین والے کپڑے"
"پہن کر اپنے بھائیوں اور باہر کے لوگوں کے سامنے بیٹھے گی؟

ریان نے اس کی بات پر صوفے کی پشت چھوڑتے کچھ آگے ہو کر اسے دیکھا۔

نہیں لالا، آپ فوراً غصہ کیوں ہو جاتے ہیں؟ بھابھی دیکھیں اپنے میاں کو... انہیں تو"
لڑکیوں کی کچھ سمجھ ہی نہیں۔ بس دو دو بہنیں پال لی ہیں۔ وہ تو شکر ہے حویلی میں بو دادی
"تھیں، ورنہ ہم دونوں ٹوم بوائے ہوتے۔

صوفیہ ریان کے یوں اچانک غصہ کرنے پر اس کی شکایت دعا سے لگاتے ساتھ اس کی
خامی بھی بتا گئی، جبکہ اس کی نوک جھونک پر ریان نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو
""اچھا؟

او لالا، گھوریں مت۔ دیکھیں، مایوں صرف عورتوں کا فنکشن ہوتا ہے، اس میں صرف"
عورتیں ہوتی ہیں۔ مگر یہ گھر والوں پر ہے کہ وہ کس طرح کا ایونٹ رکھتے ہیں۔ اور دوسری
بات... سلیولیس اس لیے کہ ایک تو گرمی لگتی ہے، دوسرا مہندی لگاتے لگاتے لگانے

اور لگوانے والے دونوں کی کمر اکڑ جاتی ہے، تو اتنی ساری تکلیفوں میں آستین کی تکلیف کا اضافہ کیوں کرنا؟ مگر اگر بھابھی بولیں گی تو میں ان کے پسند کیے ڈیزائن میں تھری کوارٹر سلیوز ڈلوا دوں گی۔"

"ہاں، ڈلوا دو۔ مجھے اپنی بیوی کے بازو دکھانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔"

"بھابھی، آپ ڈیزائن تو پسند کریں۔" صوفیہ اس کی توجہ ڈیزائنز کی طرف کرتے بولی۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا..." دعا نے بمشکل اپنے آنسوؤں پر قابو کرتے کہا۔

"اوہو، تو کوئی بات نہیں۔ لالا، بھابھی کے لیے ڈریس آپ پسند کریں۔ یہ دیکھیں ڈیزائن۔"

صوفیہ اس کے آگے سارے ڈیزائن رکھتے بولی۔

"تم کیوں نہیں پسند کر رہی؟ یہ دیکھو، یہ اچھا لگ رہا ہے... اور یہ والا بھی۔"

ریان اپنے اور اس کے درمیان کشیدگی ایک طرف کرتے اس کی مدد کرنے لگا۔ یہ اس کی زندگی کے اہم ترین دن ہونے والے تھے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی وجہ سے خراب ہوں۔

وہ اس کے سامنے رکھے دو آپشنز پر ہاتھ رکھتے بولا۔ ایک ہلکے پیلے رنگ کا غرارہ تھا جس کی قمیض پر گوٹے کا خوبصورت کام ہوا تھا، جبکہ دوسری فلئیر والی فراک تھی جس کے گھیر میں گوٹے کی بارڈر تھی اور پورا ڈریس ہلکے پیلے رنگ کا تھا، مگر اس کی آستینیں نہیں تھیں۔

دعا نے پریشانی سے دونوں ڈریسز کو دیکھا۔ اسے دونوں ہی اچھے لگے تھے مگر کوئی ایک فائنل نہیں ہو رہا تھا۔

میرا خیال ہے ایک ایک کر کے دوسرے فنکشنز کے ڈریس دیکھتے ہوئے کل کا ڈریس" پسند کرنا چاہیے۔" صوفیہ اسے الجھن کا شکار دیکھ کر بولی۔

"ہاں، تو پھر غرارہ ڈن کرو۔"

ریان کچھ سوچتے غرارے کو فائنل کرنے لگا، جبکہ دعا کو بھی اس کی پسند کافی اچھی لگی۔

وہ تو چاہ یہی رہی تھی کہ اس کے لیے ڈریس وہ پسند کرے۔

مگر اس کی آستین..." صوفیہ نے انہیں آستین کی یاد دہانی کروانی چاہی۔"

کوئی بات نہیں، یہ ایسے ہی اچھا لگ رہا ہے۔ مہندی کے لیے کوئی اور کمفرٹیبل سا ڈریس" دیکھ لو جو اتنا ہیوی نہ ہو، جسے چینج کرتے میری بیوی تھک جائے۔"

وہ اس طرح اسے اپنے ساتھ ساری شاپنگ وہیں بیٹھے بیٹھے کمرے میں کروا گیا۔

"...آمدو بولو... بابا"

"...ہاں اوئی اوئی... نہیں، پمپکن بابا۔ میرے بے بی بابا... بابا"

علیان بیڈ پر لیٹا اسے اپنے پیروں پر بٹھائے ایک انگلی اس پر اور ایک خود پر رکھتا باری باری اسے پہچان کروا رہا تھا، جبکہ آمدہ تو اس کی ساری باتوں پر بس کھلکھلا کر اس کے قریب ہونا چاہ رہی تھی۔

علیان اسے اپنے سینے پر لٹاتا چھوڑ گیا، جو موقع ملتے ہی اس کی داڑھی کو اپنی مٹھی میں دبونے کی کوشش کرتے انہیں کھانا چاہ رہی تھی۔ اور اس چکر میں وہ علیان کی ٹھوڑی اور شرٹ کو اپنی رال سے گندا کر چکی تھی۔

جبکہ علیان اس کی حرکت پر مسکراتا اس کے سر پر لب رکھ گیا۔

اسی لمحے مائنسا ہاتھ میں چائے کی ٹرے تھامے اندر داخل ہوئی۔

"آمدہ... آپ بابا کو گندا کر رہی ہیں، بے بی۔ ایسے نہیں کرتے۔"

مائنسا ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھتی بیڈ پر بیٹھتے اسے اپنی گود میں لینا چاہی، جو جب سے علیان سے ملی تھی اس کے علاوہ کسی کی گود میں آنے پر راضی ہی نہیں ہو رہی تھی۔

ابھی بھی آمدہ اپنا نام سنتے فوراً اس کی طرف متوجہ ہوئی مگر اسے علیان سے دور کرتا دیکھ وہ چیخ کر روتی ایک ہاتھ سے اس کی شرٹ سختی سے مٹھی میں جکڑ گئی۔

اس کی اس حرکت پر مانسا جو کب سے اس کا رویہ دیکھ رہی تھی وہیں چھوڑ کر رونا شروع ہو گئی۔

علیان ان دونوں کو ایک ساتھ روتا دیکھ بوکھلاتے ہوئے اسے گود میں لیے اٹھ بیٹھا۔

"یار کیا ہو گیا ہے تم کیوں رو رہی ہو؟ آمدو بچے چپ... ادھر ہی بابا کے پاس یہ دیکھو ہاں..."

علیان ایک کندھے پر آمدہ کا سر رکھتے اسے چپ کراتا، جبکہ دوسرے ہاتھ سے مانسا کو اپنے سینے میں بھینچ گیا۔ خو نا جانے کون سی کسرپوری کرتی آمدہ سے زیادہ رو رہی تھی۔ جبکہ آمدہ تو اپنی پسندیدہ جگہ ملتے خاموش ہو گئی تھی۔

مانسا رونا بند کرو اور بتاؤ کیا بات ہے کیوں اچانک رو رہی ہو تم؟ پر بھی کدو کا اثر آگیا"

"ہے... کدو کی ماما۔

علیان چپکے سے جھک کر اس کے گال پر لب رکھتے بولا۔

نہیں... یہ... یہ جب سے آپ سے ملی ہے میرے پاس نہیں آرہی۔ مجھے تو بھول ہی گئی"

"...ہے میں بھی تو اس کی ماما ہوں

مانسا اس کے لمس پر ناک سکیڑتے منہ پھلائے بولی۔

روح حیات 18

از قلم مسکان خان

مانسا ابھی وہ بچی ہے، اسے نہیں پتا ان سب چیزوں کا۔ اور تم بھی اس کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کرنے کے بجائے کب سے ادھر ادھر لگی ہو۔ تم اس کی ماں ہو، اسے فیل ہونا چاہیے۔ چلو شاباش اب رونا بند کرو۔

علیان اسے سمجھاتا، اس کے آنسوں صاف کرتا بولا اور آئدہ کو اپنی گود سے اٹھا کر بیڈ پر تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا جو اس کے لیے خاصا مشکل تھا۔

اسے لیٹا دیں، ابھی مورے نے اسے بیٹھانے سے سختی سے منع کیا ہے۔" مانسا علیان" کو دوبارہ اسے بیٹھاتا دیکھ کر بولی جس پر وہ اسے اس کی گود میں دے گیا۔

مانسا کی گود میں لینے پر آئدہ بغیر کسی ری ایکشن کے منہ میں اپنی مٹھی ڈالنے کی کوشش کرتی بڑے مزے سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

مانسا جھک کر سائڈ ٹیبل سے نسوار نکالتی پہلے آئدہ کا چہرہ اور مٹھی صاف کرتی ہے پھر علیان کا، جہاں اس نے اپنے بغیر دانت والے منہ سے "تشدد" کیا ہوا تھا۔

مانسا کے علیان کا چہرہ صاف کرنے پر آئدہ ہاتھ پیر مارتی ان کی توجہ اپنی طرف کرنا چاہتی۔

"" اوہ ہوئے گندے، اتنی تھوک نہیں نکالتے۔

آئدہ کو ایک بار پھر اپنا چہرہ گندا کرتے دیکھ علیان اسے گد گدی کرتا بولا جس پر وہ کھلکھلا کر مانسا کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

دیکھو نا، تمہارے پاس بھی آرام سے ٹائم ہے، تم اسے وقت دو۔ باقی چیزیں چھوڑ دو۔" اسے ابھی ہماری ضرورت ہے۔ باقی کام تو ہوتے رہیں گے۔ اور رہی بات گھر کے کام کی تو اس کے لیے ملازم ہے، اور ابھی زارا بھابھی بھی ہیں، وہ آسانی سے ان سب کو سپروائز کر لیتی ہیں۔ پھر اب تم تین لوگ ہو گے تو کام اور جلدی ختم ہو جائے گا۔ اور "اگر نہیں بھی ہوتا تو چھوڑ دو، میری بیٹی کو بس ہماری پوری توجہ اور کیئر چاہیے۔

"یہ بابا، یہ مانا اور یہ آئندہ ماں۔"

علیان باری باری خود پر، مانسا پر اور آئدہ پر انگلی رکھتا اسے سمجھا رہا تھا جیسے وہ ابھی اس کے پیچھے بول پڑے گی۔

"لالا، بارات اور دلہن کے آپشن تو بھابھی کو دکھانے دیں۔"

نہیں، وہ جو ڈریس میں نے سلیکٹ کیے تھے ان کے ساتھ ساری چیزیں گاڑی میں ہیں۔"

"وہ ڈراور سے نکلوا کر روم میں منگوا دو تاکہ یہ ٹرائی کر لے ایک بار۔

مگر لالا...

ریان اسے سرسری طور پر کہتا واپس اپنے فون میں مصروف ہو گیا۔

اس کے خود ہی ڈریس پسند کرنے پر دعا کا اترایا ہوا منہ دیکھتے صوفیا نے احتجاج کرنا چاہا۔

کوئی اگر مگر نہیں، جو بولا ہے وہ کرو اور جلدی جلدی چیزیں سمیٹو، مجھے جانا ہے ایک"

"ضروری کام ہے۔

ریان اس کے احتجاج کو رد کرتا بولا۔

چلو تم لوگوں کا ہو گیا تو یہاں سے جاؤ، مجھے دعا سے بات کرنی ہے۔

ریان اپنے فون میں مصروف سا سب کو باہر کا راستہ دکھاتے بولا جبکہ دعا خاموش اور پریشان سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

کھانا کیوں نہیں کھایا اب تک؟" ریان نے دعا کو اپنے قریب کرتے پوچھا۔"

بھوک نہیں تھی۔" دعا ایک نظر اس کا چہرہ دیکھ کر نظریں جھکا گئی۔"

"مجھے نہیں لگتا یہ بات ہے۔"

ریان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے اپنی گود میں بٹھا گیا۔

دعا اس کی اس جسارت پر آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی جو ایک ہاتھ اس کی کمر کو جکڑتا، دوسرے سے اس کا چہرہ تھام گیا۔ اسے اپنے قریب ہوتا دیکھ دعا کے بدن میں لرزش طاری ہوئی تھی اور اس نے بے ساختہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس سے دور ہونا چاہا جب ریان اس کی گردن پر ہاتھ ڈالتا اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کر گیا۔

سوری مجھے ایسے غصہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ اس کے ماتھے پر لب رکھتا بولا۔ سوری مجھے تمہیں دیا ٹائم کسی اور کو نہیں دینا چاہیے تھا۔ اب کی بار وہ اس کے لبوں کو چومتا بولا۔

اس کے مونچھوں کی میٹھی سی چھن پر دعا نے آنکھیں نیچے کسمسائی تھیں۔

اگلی بار ایسا کچھ نہیں ہوگا بلکہ میں اگلی بار کا موقع ہی نہیں آنے دوں گا۔ ریان ایک بار پھر اس کے لبوں پر لب رکھتا جذب سے بولا تو اس کی بات پر ایک آنسو لڑھک کر دعا کے عارض پر بہا جسے ریان اپنے لبوں سے چن گیا۔

آپ بہت برے ہیں، بہت بہت برے ہیں۔ ہم یہاں سوچ سوچ کر جان جا رہی تھی کہ آپ اب رخصتی نہیں لیں گے۔ ہم ساری زندگی یہاں کسی بے ضرر سے کی طرح پڑے رہیں گے۔ دعا بمشکل خود کو رونے سے باز رکھتے ہوئے بولی مگر اس کے آنسو اس کے رخسار کی زینت بنے ہوئے تھے۔

اس کے لہجے کی اذیت اور کرب محسوس کرتے ریان نے تڑپتے ہوئے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اسے مزید بولنے سے روکنا چاہا جب وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی نفی میں سر ہلاتے اپنے لبوں پر رکھے اس کے ہاتھ کو ہٹایا اور ریان نے بھی اسے ایسا کرنے دیا۔

آپ کی غلطی تھی، آپ ہمیں کال کر کے بتا دیتے کہ ایک ایمرجنسی ہو گئی ہے۔ ہم گھنٹوں تک کھڑکی کے پاس آکر دیکھ رہے تھے کہ آپ آئے ہیں یا نہیں۔ مانتے ہیں ہمیں غصے میں یہ نہیں کہنا چاہیے تھا کہ ہم یہ رخصتی نہیں کریں گے، مگر آپ کو بھی ہم سے یوں لاپرواہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ ہم آپ کی ذمہ داری ہیں۔ آپ کا فرض بنتا ہے اگر آپ لیٹ ہیں یا آج مصروف تھے تو ہمیں بتا دیتے۔

ہم نے کون سی ہنڈیا کی تھی؟ اور ہاں اگر ہم یوں غصہ کریں گے تو آپ نے بولا کہ رخصتی نہیں لیں گے، کل رخصتی کے بعد کیا بولیں گے؟ نکل جاؤ میرے گھر سے؟ ہم خفا تھے، آپ کو نہیں لگتا آپ کو ہمیں منانا چاہیے تھا؟ دعا بمشکل آنسوؤں کے درمیان بڑے ضبط سے بولی ورنہ اس کا دل کر رہا تھا کہ ریان کے بال نوچ لے۔

اپنے دل کی بات پر لبیک کہتے ہوئے وہ اس کے بالوں کو مٹھی میں دبوچتی دو تین بار جھٹکا دے کر اس کی گرفت میں جھٹپٹائی اور اس کے شکنجے سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی جبکہ ریان تو اس کے تشدد پر باقاعدہ آنکھیں پھلائے اسے دیکھنے لگا۔

اہلیہ اتنا ظلم کیوں؟ ریان اس کی حرکت پر صدمے کی کیفیت سے نکلتا بولا جو آزادی نہ ملنے پر اس کے کندھے پر سر چھپاتے سونے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔

میرا خیال ہے مجھے آپ کا نام جنگی اہلیہ رکھنا چاہیے جو پنجے مارنے کے ساتھ ساتھ جھپٹتی اور دیو ہیکل بھی ہے۔ جسٹس لائک اے وائلڈ کیٹ۔ ریان اس کا چہرہ اپنی گردن سے نکالتا شرارتی لہجے میں بولتا اسے دیکھنے لگا۔

اہلیہ ! ریان نے سنجیدہ لہجے میں اسے پکارا۔ جس پر دعا بھی اپنا غصہ چھوڑتے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

آئم سوری، اگلی بار آپ کا ٹائم کسی اور کو نہیں دوں گا اور نہ ہی آپ پر غصہ کروں گا۔

ریان اس کے کان پکڑتا بولا۔

وہ سب تو ٹھیک ہے مگر آپ اپنے کان پکڑیں نا، ہمارے کیوں پکڑ رہے ہیں؟ دعا اس کے کیوٹ انداز پر بغیر سوچے بولی۔

اچھا اگر اپنے پکڑنے سے معافی مل جائے گی تو ہم تو اٹھک بیٹھک کرنے کو بھی تیار ہیں۔" ریان اسے اپنی گود سے صوفے پر منتقل کرتے ہوئے بولا اور خود اپنی پینٹ چٹکی میں بھر کر کھینچ کر اٹھک بیٹھک کرنے لگا۔ پھر جب دعا نے تیزی سے اسے روکا تو وہ زبردستی اسے اپنے ساتھ بیٹھا گیا۔

چلئے کیا یاد رکھیں گے، معاف کیا۔" دعا ایک ادا سے اس پر احسان جتانے کے انداز میں" بولی، جس پر ریان نے بس نفی میں سر ہلا دیا۔

پھر دعا تیزی سے آگے ہوئی اور اس کے گال پر اپنے پیر سے ڈھکے ہوئے ہونٹ رکھ دیے، اس کے کندھے پر سر ٹکا کر بولی،

"سوری، غلطی ہماری تھی۔ ہم نے آپ کو بولنے کا موقع نہیں دیا اور بہت بدتمیزی بھی کی تھی۔ ہم غصے میں تھوڑی جذباتی ہو جاتی ہوں، مگر اب اگر مجھے غصہ آئے تو آپ سنبھال لیجئے گا، ہمارے منہ پر ٹیپ لگانے کے بجائے۔"

دعا اپنی حرکت پر ادا سے کہتی اسے ساتھ مشورہ بھی دے گئی، جس پر ریان مسکرا دیا۔

"آپ کو پورا حق ہے، بلا جھجک غصے میں میرا سر پھاڑ دیں، مگر دور کرنے کی کوشش مت کریں گا۔ دور کرنے یا ہونے کی صورت میں ذمہ دار آپ خود ہوں گی، پھر مجھ سے گلہ مت کریں گا۔ اور ٹیپ لگانے کی کیا ضرورت ہے، اس کام کے لیے میں کافی ہوں۔" ریان اس کا چہرہ تھوڑی سے تھام کر اوپر کرتا ہوا آہستہ سے اس کے لبوں پر جھک گیا۔

وہ نرمی سے اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے گیا، پھر اس کے نیچے لبوں کو کسی کینڈی کی طرح چوس کر چھوڑ دیا اور سانس لینے کی مہلت دیتے ہوئے اس کے اوپر والے لبوں پر بھی قابض ہو گیا۔

دعا اس کے نرم مگر شدت بھرے لمس سے جی جان سے لرز گئی۔ وہ اس کی کمر پر بے باکی سے ہاتھ پھیر رہا تھا اور اسے مزید خود میں سمٹنے پر مجبور کر رہا تھا۔

اس کی حالت دیکھ کر ریان نے اسے مزید بھینچ لیا اور اس کی آتی جاتی سانسوں کے ساتھ کھیلتا رہا۔

دعا جو یہ سوچ رہی تھی کہ وہ چند لمحوں میں بے ہوش ہو جائے گی، اسے واقعی اپنی آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھاتا محسوس ہوا۔ اس نے مشکل سے آنکھیں بند کر کے اسے دیکھا، پھر اس کے کندھے پر مکے مار کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی۔

ریان اپنی اہلیہ کی نازک حالت پر رحم کھاتا پیچھے ہوا، پھر دو تین بار شدت سے اس کے لبوں کو چوم کر اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

دعا مدھم سا سر چکراتے ہوئے اس کے سینے سے لگی گھری گھری سانس لے رہی تھی۔

پانی..." دعا اس کے سینے سے لگی مشکل سے سرگوشی میں بولی۔"

ریان نے فوراً گلاس اٹھا کر اس کے لبوں سے لگا دیا۔

اہلیہ، وہ باکس دیکھ رہی ہیں، اس میں کچھ سامان ہے جو آپ نے دو دن میں ختم کرنا" ہے۔ جان بالکل نہیں ہے آپ میں، اتنی ہی کسی میں آپ کا یہ حال ہو گیا ہے۔ گولڈن نائٹ پر تو آپ پہلے مرحلے میں ہی بے ہوش ہو جائیں گی اور میرے سارے ارمان دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ میں بس ترسی نگاہوں سے آپ کو دیکھتا رہوں گا۔ کتنا بڑا لگے گا بزنس ٹائکون ریان خان اپنی گولڈن نائٹ پر، کورن والی فیلنگ لیے اپنی نازک کم، وائلڈ اہلیہ... نہیں نہیں، وائلڈ بیوی کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا ہوں گا۔ اور ایسے ہی گولڈن نائٹ فیسٹ ڈے آفٹر ویڈنگ میں بدل جائے گی اور آپ بس اپنی "نیندیں پوری کرتی رہیں گی۔ بتائیں ایسا کیسے چلے گا، مجھے تو سوچ کر ہی چکر آ رہے ہیں۔

ریان تنگ کرتے ہوئے بولا۔

مت کریں تنگ، اور آپ دونوں کو نوشکی بول رہے تھے، ہمیں تو آپ خود نوٹنکی لگ رہے" ہیں، وہ بھی سب سے بڑے!" دعا اس کے کندھے پر ہلکا سا تھپڑ مار کر بولی۔

جبکہ ان دونوں کے ذکر پر علیان کو کچھ یاد آیا تھا۔

دعا ایک بات ہمیشہ یاد رکھئے گا، میری زندگی میں جو آپ کا مقام ہے وہ کوئی نہیں لے سکتا۔ مجھے یہ بالکل اچھا نہیں لگے گا کہ میری بیوی کسی کی وجہ سے انسیکیور ہو۔ آپ کے لئے صرف یہ اہم ہونا چاہیے کہ میں اپنی اہلیہ سے بہت محبت کرتا ہوں اور اس کا ثبوت آپ کو میری آنکھوں میں صاف ملتا ہے۔ میں جانتا ہوں محبت لفظوں کی محتاج نہیں ہوتی مگر بیوی کو اظہار اچھا لگتا ہے۔ آپ کا مقام میرے دل میں ہے، آپ میری روح کا حصہ ہیں اور آپ کو بھی یہ محسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی آپ کی جگہ لے سکتا ہے۔

میری بیوی بہت پیاری ہے۔ سمجھ آئی بات؟

اور رہی بات صوفیا کی تو وہ اپنے الگ گھر میں رہتی ہے۔ اس کا نکاح ہو چکا ہے مگر کچھ مصروفیات کی وجہ سے رخصتی ڈھلی ہوئی ہے۔ اس کا ہماری حویلی سے تعلق نہیں مگر ایک بڑے کی طرح میں اس کی ہر چیز دیکھتا ہوں۔ تو آپ بھی اس سے یا کسی سے بھی انسیکیور ہونے کے بجائے اس کی بڑی بنیں اور میری زندگی میں اپنی اہمیت کو سمجھیں۔

دعا ایک نماز سے فارغ ہو کر تسبیح ہاتھ میں لئے پریشانی سے بیڈ پر سوئے علیان کو دیکھ رہی تھی۔ پھر ہمت کر کے اس کی طرف بڑھی اور بیڈ کی دوسری طرف سے چڑھ کر اس کے

قریب آئی۔ آنکھیں بند کر کے تسبیح میں آیت پڑھ کر اس کے وجیہہ چہرے پر پھونک مار گئی۔ پھر آہستہ آہستہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جو ابھی تک سو رہا تھا۔ ایک گہری سانس لیتے ہوئے وہ پلٹ کر لیٹ گئی۔

علیان نے اس کی کمر پر ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

""سوئی نہیں ابھی تک؟

ن... نہیں، فجر ہو گئی تھی اس لئے..." دعا نے ہلکے سے جواب دیا۔"

اچھا؟ فجر ہو گئی ہے اور تم نے مجھے اٹھایا نہیں؟" علیان نے موبائل دیکھتے ہوئے کہا۔"

"مجھے نہیں پتا تھا آپ کو اٹھانا ہے، ہمیں لگا آپ تھک گئے ہیں اس لئے سو رہے ہیں۔"

دیکھا تو نہیں بخار تو نہیں ہے؟" اس نے اس کی پیشانی چیک کی۔"

کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟" وہ اس کی پشت سہلاتے ہوئے پوچھنے لگا۔"

دعا بس خاموشی سے سر ہلا گئی۔

بھوک لگی ہے؟" ایک اور سوال کیا۔"

اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتی، دونوں کے پیٹ نے ایک ساتھ شور کیا۔

اچھا، کچھ کھا لیتے ہیں مگر تمہیں بیڈ سے اترنے کی ضرورت نہیں ہے۔" علیان نے سخت" لہجے میں کہا۔

وہ اسے بیڈ پر ہی چھوڑ کر خود اٹھ گیا اور فون پر آرڈر دینے لگا۔ دعا کمبل مضبوطی سے پکڑے بیٹھی رہی۔ علیان واش روم میں چلا گیا۔

دعا اس کی پشت دیکھ کر شرما گئی اور آہستہ سے بولی:

""اف یا اللہ... ان میں تو لگتا ہے جن گھس گیا ہے۔

زارا نے ایک سرد سانس کھینچتے ہوئے تسبیح سائڈ ٹیبل پر رکھتے سوچنے لگی۔ اتنے میں واش روم کا دروازہ دوبارہ کلک ہوا۔ وہ جلدی سے واپس لیٹتی کمبل سر تک لے گئی کہ علیار اسے دیکھ لے تو وہ اپنے بال خشک کر رہا تھا۔ جب دروازے پر دستک ہوئی وہ دونوں ہی دروازے کی طرف متوجہ ہوئے۔ علیار اپنے کندھے پر تولیہ رکھتا اچھے سے اپنے برہنہ سینے کو ڈھکتے ہوئے تیزی سے دروازہ کھول کر ناشتہ تھامتے واپس بند کر گیا۔ وہ ناشتہ بیڈ پر رکھتا تولیہ سائڈ ٹیبل پر اچھال گیا۔

علی ! وہاں تو مت پھینکو سامان ٹوٹ جائے گا۔" زارا نے احتجاج کرتے ہوئے کہا جو" تولیہ پھینکتے ہوئے بیڈ پر بیٹھتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔ وہ اس کا نماز کی طرح بندھا دوپٹہ کھولتا اسے بیڈ پر رکھتا اس کے تم بالوں میں ہاتھ چلاتا ان کی خوشبو اپنے اندر اتارتا ان کی نرماہٹ محسوس کر رہا تھا۔

چائے بناو میری !" علیار اس کی پشت اپنے سینے سے لگائے مسلسل ایک ہاتھ اس کے" بالوں میں چلاتا اور دوسرا اس کی کمر سے گزارتے ہوئے اس کے پیٹ پر بندھے ہوئے تھا۔

اس کی اتنی قربت پر زارا نے بمشکل لرزتے ہوئے اس کے لیے چائے بنائی اور کانپتے ہاتھوں سے اسے تھامنے لگی۔

تم پلاؤ..." علیار اسے کپ اپنی طرف بڑھاتا دیکھ کر بولا۔"

اس کی بات پر زارا کو تو یہی لگا کہ وہ اپنے ہوش ہی کھو دے گی۔

"م... میں؟"

ہاں اور کون؟" علیار اس کے گال پر لب رکھتا اس کے کندھے پر ٹھوڑی لگائے بولا۔"

اچھا... لاؤ تم ناشتہ کرو..." علیار بالآخر اس پر ترس کھاتے بولا جس کی شکل دیکھ کر لگ رہا"
تھا بس بے ہوش ہونا باقی تھا۔

جبکہ اس کی اس بات پر بھی زارا نے اسی پریشانی سے دیکھا۔ دیکھا وہ کیسے کھائے جب وہ پوری طرح اسے اپنی گرفت میں لیے بیٹھا تھا، اس کی سانسیں تو اسے اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھیں۔

علیار اسے کھاتے نہ دیکھ کر بریڈ اس کے لبوں سے لگا گیا۔ زارا نے تھک ہار کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لے کر کھانے شروع کیے کیونکہ وہ اسے چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

علی... نیچے جانا ہے، دیر ہو رہی ہے، رات مایوں ہے، بہت سارے کام ہیں۔" زارا"
اسے اپنی گردن پر چہرہ چھپائے لیٹے دیکھ کر بولی۔

تم بیمار ہو اور کام کے لیے باقی لوگ ہیں، تم اپنے شوہر پر دھیان دو۔" علیار اس کی"
گردن سے چہرہ نکالتا اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

"...مگر"

کوئی اگر مگر نہیں، میرا خیال ہے تم بہت آرام کر چکی ہو۔" علیار اس کے رخسار پر لب رکھتے بولا۔

اسے واپس بہکتا دیکھ زارا خاموشی سے اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔ اس کی قربت سہنا اس کے لیے آسان نہیں ہوتا تھا، وہ ہمیشہ ہی اسے بے حال کر دیتا تھا۔ یہ تو وہ بھی نہیں جانتی تھی کہ رات کے بعد اس میں اتنی طاقت کہاں سے آئی کہ وہ اٹھ بیٹھ رہی تھی، یا شاید رات اس کی گزری طبیعت کے مدنظر وہ اس پر زیادہ سختی کرنے سے گریز کر گیا۔

اسے ایک بار پھر اپنی سوچوں میں گم دیکھ کر علیار اس کے لبوں پر قابض ہوا جو رات بھر اس کی شدتیں سہتے ہوئے کمزور ہو چکے تھے، مگر وہ انہیں بخشنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ وہ اس کے لبوں کو چومتا، کھینچ کر چھوڑتا، پیچھے ہوتا اور اس کی گردن پر اپنا بھیگا لمس چھوڑ رہا تھا۔ وہ اس کی گردن سے لے کر کالربون تک زبان پھیرتا، جگہ جگہ اپنے لب رکھتا، دانت گاڑتا اسے سسکنے پر مجبور کر رہا تھا۔

زارا نے سکتے ہوئے اسکے کندھے کو چھوڑ کر تکئے کو اپنی مٹھی میں دبوچ لیا علیار ایک جھٹکے سے اس پر سے اٹھتا اسکی کروٹ بدلتا اسکے تمیز کی آپ کھولتا واپس اسے سیدھا کرتا اسکی کمیز اتار گیا اس اچانک افتاد پر زارا نے ٹپٹاتے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے اسکے قریب ہونا چاہا جو بڑی پر بیٹا اسکی کمیز بھی تو لئے کے ساتھ پھینک گیا۔ آج میں تمہیں روشنی میں دیکھنا چاہتا ہوں دیکھ لوں۔ علیار اس پر ایک بار پھر سیاہ فگن ہوتا بولا جو اسکے اپنے قریب آتے ہی اسکے سینے میں چھپنے کی کوشش کرنے گئی علیار اسکے بلاکوز کے اسٹریپ کو دانتوں میں

پھسا کر اسے کندھے سے نیچے کرتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا اسکے جواب کا انتظار کرنے لگا جو سبھی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ بولوں دیکھ لوں ؟ علیار نے اسکے گال سہلاتے ایک بار پھر پوچھا نا جانے کیوں اسے اسکے گال اتنے اچھے لگتے تھے جو بلکل کسی بچے کی طرح سوفٹ اور فلافی تھے وہ بے ساختہ جھک کر اسکے گال اپنے دانتوں میں دیا گیا۔ علی !۔ اسکے دانت کاٹنے پر زارا نے بے ساختہ چیخ کر اسے پکارا جو آج اسے کھانے کا آراد رکھتا تھا۔ اجازت دوں ورنہ ایسی ہی تمہیں آئسکریم سمجھ کر چاٹ چاٹ کر کھا جاو گا۔ علیار اپنی کائی ہوئی جگہ پر شدت سے لب ضبط کرتا بولا۔ وہ ہم۔ ہمیں ڈر لگتا ہے۔۔ کس سے مجھ سے یا۔ وز و معنی انداز میں اپنی بات کہتا باقی ادھوری چھوڑ گیا۔ اچھا چلو مت دو اجازت میں خود ہی کر لوں گا جو مجھے کرنا ہے۔ وہ اس پر اور خود پر کمبل لیتا بولا۔

علیب۔ باہر سب انتظار کر رہے ہونگے۔ زارا اسکے آزادے بھانپتے بولی۔ کرنے دو میں انتظار نہیں کر سکتا۔ علیار یہ کہتا اسکے لبوں پر جھک گیا وہ اسکی سانے بڑی طرح روکتا اسکے پورے جسم پر بے باکی سے ہاتھ پھیرتا اسکے دل کے مقام پر اگر رکا وہ اسکے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتا انکی نرماہٹ محسوس کرتا اسکے لبوں کو آزادی بخشا اسے دیکھنے لگا جو اپنے لب آزاد ہوتے ہی تیز تیز سانسے لیتی اپنا ہاتھ پہلوں میں گرائے بیڈ شیٹ کو مٹھی میں دبوچے ہوئے تھی علیار اسے اٹھاتا گھنٹے سے اسکی بلائوز کی ہوں کھولتا اسے بھی باقی چیزوں کے ساتھ پھینک گیا زارا بس آنکھیں موندے آنے والے

وقت کے لئے خود کو تیار کر رہی تھی۔ علیار اسکا بلا گو زا اسکے تن سے جدا کرتا ایک بار پھر

اس پر قابض ہو اور اسکی دھڑکنوں پر اب رکھتا ہے ہاکی سے بھر جسارت کرتا اسے تڑپنے

پر مجبور کر رہا تھا زارا نے اپنی دھتر کنوں پر اسکے دانتوں اور لبوں کے تشدد کے ساتھ

ساتھ پیر کی چھبن محسوس کرتے سکی تھی۔ علیار اسکی دھڑکنوں کے ساتھ کھلواڑ کرتا نیچے کا

سفر طے کرنے لگا اسکے لبوں کے بے باک لمس کو اپنی پیٹ پر محسوس کرتے زارا نے

اسے روکنا چاہا تو علیار اسکی وہی ہاتھ تھامتا اپنی انگلیاں اسکی انگلیوں سے الجھاتا ٹھیک

اسکے ٹرائوزر کے بیلٹ پر رکھ گیا۔ علی !۔۔ اسکی اتنی بے ہائی پر زارا نے بے بس ہوتے

روتے ہوئے اسے پکارا جو آج اسے اپنی بے باکی سے مارنا کا آرا دور کھتا تھا ملیار اس پر

ترس کھاتا ایک بار پھر اسکی سانے بند کر گیا وہ یونہی اپنے لبوں سے اسکے لب جوڑے کچھ

لمحے کے لئے روکتا اسکی ٹرائوزر کو بھی باقی کپڑوں کے پاس پھینک گیا وہ واپس اس پر سیاہ

فگن ہوتا اسکے لبوں کو نرمی سے چومتا اسکی برہنہ تھائز پر اپنی سرسراتی انگلیاں پھیرتا اسکے

اور اپنے درمیاں تمام تر پردے کراتا آہستہ آہستہ اسکے روح تک رسائی حاصل کر گیا کیونکہ

وہ جانتا تھا وہ واویلا مچانے والی لڑکی نہیں ہے مگر کل رات کی اسکی شدت بھرے لمس

سے اب بھی اسے تکلیف ہوگی وہ مکمل طور پر اس میں کم وقت کا خیال بھلاتے ہیں خود کو

سیراب کر رہا تھا

۔۔۔۔ سائیں ادھر دیکھیں یہ للوائے۔ زرتاشہ وائٹ اور شاکنگ پنک پر منڈلا سا سوٹ پہنے، ہاتھوں میں بھر بھر کر شاکنگ پنک چوڑیاں پہنے، وہ ہاتھ میں پیالا تھامے دارار کے ساتھ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ دارار جو کسی ضروری کام میں مصروف تھا، اس نے لیپ ٹاپ سے سر اٹھا کر ایک سرسری نگاہ اس پر ڈالی اور واپس نظریں جھکا لیں۔

کیا لگوائوں؟""

دارار نے مصروف سے انداز میں لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کرتے ہوئے کہا۔

یہ ہلدی لگوائیں، ہماری نہیں ہوئی تھی نا تو ہم دعا کے لیے پینے کے بعد آپ کے لیے بھی" لے آئیں۔" زرتاشہ ہلدی کے پیالے کو دیکھتے ہوئے بولی۔

وہ تو ٹھیک ہے مگر میں کیوں لگواؤں؟" دارار اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے بھی کام" میں مصروف رہا۔

کیونکہ ہمارا دل ہے آپ کو ہلدی لگانے کا، مگر آپ تو ہماری بات سننے کے بجائے اس" میں لگے ہوئے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں جب سے ہم نے آپ کو بتایا ہے کہ ہمیں آپ کے فارن ریٹرن ہونے کا پتا ہے، آپ کچھ زیادہ ہی لیپ ٹاپ چلا رہے ہیں۔ ہم بھی اسے گوپی کی طرح دھو دیں گے، نا رہیں گا نا آپ اسے دیکھیں گے۔" زرتاشہ روٹھے پن سے کہتی اس کے پاس سے اٹھنے لگی جب دارار اس کا ہاتھ تھامتا اسے اپنے سینے پر گرا لیا۔

بس یہ ایک آخری سینڈ کر دوں پھر دیکھتا ہوں، میرے بے بی ڈک کو کیا ہوا ہے۔""

اور یہ لو ہو بھی گیا۔

دارار جلدی جلدی سینڈ کرتا لیپ ٹاپ بند کرتا اسے سائڈ پر رکھ گیا۔

ہاں تو میرے کیوٹ پلس ہاٹ بے بی، مجھے بتاؤ اب کیا ہوا ہے؟ اور یہ گوپی اور تسلہ کون"

ہے؟" دارار اس کے چوڑیوں سے سجے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا شرارت سے بولا۔

گوپی کوئی بھی ہو آپ دھیان دینے وہ نا ایک نمبر کی گندی بدھو اور بے وقوف ہے۔ اور"

اس کی بہن اللہ سائیں ہم آپ کو کیا بتائیں، بس ہم نے کہا ہے نا آپ ہمیں دیکھئے، اسے تو

ہم بعد میں دیکھ لیں گے۔ ہمت کیسے ہوئی ہمارے شوہر پر نظر رکھنے کی، ہم اس کی ساس

"آرے ہاں وہ تو شادی شدہ ہے۔

زری... زری بس بس، وہ صرف ایک کردار ہے، وہ مجھ پر کچھ نہیں ڈال رہی۔ تم اب"

"کل سے یہ فضول انڈین سیریل نہیں دیکھو گی، تم اسے دیکھ کر بگڑتی جا رہی ہو۔

ہم کوئی بگڑ نہیں رہے ہیں اور آپ سارا دن ہوتے ہی نہیں ہیں اور ہم بور ہو جاتے ہیں"

تو کیا کریں؟" زرتاشہ اس کی بات پر پہلے احتجاج کرتی پھر کچھ اداسی سے بولی۔

چھوڑو اسے، یہ بتاؤ اسے کیوں لائی ہو؟" دارار اس کے ہاتھ میں تھامے باؤل کی طرف"

اشارہ کرتا بولا۔

یہ ابھی تو ہم نے آپ کو بتایا، یہ ہلدی جو ہم آپ کو لگانے کے لیے لائے ہیں۔" زرتاشہ"

اپنے ہاتھ میں تھوڑا سا ابٹن لیتے ہوئے بولی۔

اچھا تو پھر لگا بھی دو۔" دارار اس کے سامنے اپنا گال کرتا بولا۔"

جس پر زرتاشہ نے ہنستے ہوئے ابٹن لگا دیا۔

اب تم نے لگا لی، میری باری۔ میں بھی تو اپنی بیوی کو ابٹن لگاؤں گا۔" دارار اس کے" مسکراتے چہرے کو نظروں میں رکھتا بولا۔

ہاں یہ لیں۔" اس کی بات سنتے ہی زرتاشہ اس کے آگے ایکشن کا باؤل کر گئی۔"

ایسے نہیں، میری بے بی ڈک کی ابٹن تھوڑے الگ انداز میں ہونی چاہیے۔" دارار اس" کے ہاتھ سے پیالا لیتا، اس کی کمر سے تھام کر اپنے قریب کر گیا۔

ایسے نہیں بے بی ڈک، ابین تھوڑے الگ انداز میں ہونی چاہیے۔" وہ اسے کمر سے تھام" کر اپنے قریب کرتا بولا۔

کون سا الگ انداز؟ ہمیں تو یہی طریقہ پتا ہے، اور ابھی شام دعا کی بھی انہی ہو گی تو آپ" دیکھ لیجئے گا۔ اور یہ کس خوشی میں آپ ہمارے اتنے قریب ہو رہے ہیں؟ دور رہ کر بات کریں۔" زرتاشہ اس کے الگ انداز کہنے پر تنگ کر اسے اپنی بات کا یقین دلاتی، اس کے قریب ہونے پر اس کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانے کی کوشش کرتے بولی۔

یہ ہر اس رومانٹک شوہر کا طریقہ ہے جو اپنی بیوی کا دیوانہ ہے، تو مجھے بھی تو بتانے دو میں" اپنے بے بی ڈک کا کتنا دیوانہ ہوں۔" دارار شدت سے اس کے لب چومتا بولا۔

زرتاشہ اسے اپنے لبوں پر جھکتا دیکھ تیزی سے پیچھے ہونا چاہا، جب دارار اسے اپنے ساتھ بیڈ پر گراتا، ایک ہاتھ سے ہلدی کا پیالا سائڈ پر کرتا کروٹ بدلتا اسے اپنے نیچے کر گیا۔

سائیں اگر تو آپ ہمیں گندہ کرنے کا سوچ رہے ہیں تو ابھی کہ ابھی اپنی سوچ پر استغفار" پڑھ لیں کیونکہ ہم شام کے لیے نہا چکے ہیں، ہمیں بہت کام ہے، اتنا ٹائم نہیں ہو گا کہ دوبارہ ہیئر واش کریں اور انہیں سکھانا بھی بہت مشکل ہے۔" زرتاشہ بے دھیانی میں اپنی بات کہتی اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی جو اس کی بات کا کوئی اور ہی مطلب نکالتے آنکھوں میں خمار لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ویسے بے بی ڈک، ارادہ تو میرا چھوٹی موٹی سی تاخیر کر کے تمہیں چھوڑ دینے کا تھا، مگر" اب اگر تم خود ہی مجھے اکسا رہی ہو تو کیا کر سکتے ہیں۔" دارار آنکھوں میں خمار لیے شدت سے اس کے گال چومتا بولا۔

زرتاشہ نے تھوک نگلتے اسے دیکھا جو اس کے گلے ہی پڑ گیا تھا۔

"...س۔ سائیں، پ۔ پیچھے ہٹیں، مجھے بہت کام ہے اور اور آپ"

ہشش بے بی ڈک، زیادہ چالاکی مت دکھاؤ، مجھے پتا ہے سارے کام اور تیاریاں ہو چکی" ہیں اور تم خود آئی تھی ہلدی لگانے، تم نے لگائی اب میری باری، میں جیسے چاہوں لگاؤں گا۔" اس کے احتجاج پر دارار اسے خاموش کرواتا بولا۔

وہ اسے اچھے سے بیڈ پر لیٹاتا، اس کے گلے سے دوپٹا الگ کرتا بیڈ کی دوسری سائیڈ پر پھینک گیا، جبکہ زرتاشہ اس کی آنکھوں میں خمار کی سرخی بڑھتے دیکھ اپنی نظریں جھکا گئی۔

دارار اس کی جھلمل آنکھوں اور اس کے تضاد، اس کی رقص کرتی پلکوں کو دیکھتا جھک کر ان پر لب رکھ گیا۔ اس کے گرم لبوں کا لمس اپنی ٹھنڈی آنکھوں پر محسوس کرتے زرتاشہ نے بیڈ پر رکھے اپنے ہاتھ کو اس کے سینے پر رکھتے اس کی قمیض مٹھی میں دبوچ لی۔ دارار کے لب اس کی آنکھوں سے ہوتے اس کے گال پر رکے جہاں وہ اپنے لب شدت سے ضبط کرتا اسے اپنی گھنی مونچھوں کی چبھن سے روشناس کرا رہا تھا۔ اس کی مونچھوں کی میٹھی سی چھن کے تضاد اس کے نازک وجود کو اپنے وجود سے ملاپ محسوس کرتے زرتاشہ مزید بے چین ہوتی اس میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

جب دارار اس کی کوشش ناکام بناتا اس کے نشیب و فراز پر اپنے دھلکتے ہاتھ پھیرتا اسے ایک جھٹکے میں بے بس کرتا اس کے دونوں ہاتھوں سے اپنی قمیض آزاد کرواتا اسے تکیے سے لگا گیا، اپنے ایک ہاتھ میں قید کر گیا۔

اس کے عمل پر زرتاشہ نے مزید بے چین ہوتے اسے تڑپتے ہوئے جھنجھلائے نظرات سے دیکھا، جو اپنے تھوڑے سے عمل پر آج اسے بے چین کرتا اس کی جان لیوا سانسوں پر لایا ہوا تھا۔ اس کی حرکت پر زرتاشہ نے سرد سانس لیتے خود کو پرسکون کیا۔

اس کے چہرے پر آتے جاتے رنگوں کے ساتھ اس کے ہر ایک نظرات کو دیکھتے دارار مسرور ہوتا اسے دیکھنے لگا۔

وہ اسکی آنکھوں میں ہاتھ پھیرتا۔ اتنے میں ہاتھ میں ابٹن بھی لے چکا تھا۔ وہ اسکے گال پر تھوڑا سا ابٹن لگاتا۔ ان پر اپنے بیرڈ سے ڈھکے گال رگڑ گیا۔ جس ابٹن دارار کے گال پر

منتقل ہو گئی۔ اسکے بیرڈ کی چھبن پر زرتاشہ نے سختی سے اسکے کندھے دبوچ لئے۔ جو اپنا ہلدی زدہ ہاتھ کی 5 بدن سے لے کر گہرائیوں تک پھیرتا۔ اسے اپنی پکڑ مضبوط کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ وارار اسے ہلکا سا ابٹن لگاتا۔ کمرے کی لائٹ آف کرتا۔ نغینوں والی لائٹ آن کر گیا۔ جھٹکے سے اپنی کمیز اتارتا۔ صوفے پر پھینکتا۔ ایک بار پھر اس پر جھک گیا۔ جو اچانک لائٹ بند ہونے پر کچھ گھبرائی تھی۔ وہ اسکی کمیز کے بٹن انتہائی آہستگی سے کھولتا۔ ہر ایک بٹن کے کھولنے کے ساتھ اسکے دل کے مقام پر لب رکھتا۔ نیچے کا سفر طے کر رہا تھا۔ وہ اسے اوپر کی طرف اٹھاتا۔ جھٹکے سے اسکی زپ کھولتا۔ اسے اسکے تن سے جدا کر گیا تھا۔ زرتاشہ نے اس اچانک افتاد پر بوکھلاتے ہوئے اس میں چھپنا چاہا۔ جب دارار اسکی برہنہ کمر کو جکڑتا۔ اسے اپنے سینے میں چھپنے سے روکتا۔ بیڈ سے لگا گیا۔

نہتا بے بی ڈک اب یہ چھپن چھپائی نہیں چلے گی۔" دارار اسکے ماتھے پر لب رکھتا۔" آنکھوں میں شرارت لیے بولا۔

وہ بلندی کے پیالے سے ایک بار اور ہلدی لیتا۔ اپنا ہاتھ اسکے دل کے مقام پر بلاؤز کے اوپر پھیرتا۔ وہاں سے بیلی بٹن تک جاتا۔ اسکے ارد گرد اپنی انگلیاں گھماتا۔ اسکی گردن میں جھکتا۔ جابجا اپنے لب رکھتا۔ اسکے کندھے تک آتا۔ وہاں اپنے دانت گاڑ گیا۔ وہ اسکی کمر کے نیچے سے ہاتھ گزارتا۔ اپنی انگلیاں اسکے بلاؤز کے ہوں میں الجھا رہا تھا۔ اسکی کام کی لو اپنے لبوں میں و۔ زرتاشہ اسکے جھلسانے والے لمس پر تڑپتے ہوئے اسکے کندھے سے ماتھا لگائے تیز تیز سانسیں لیتی۔ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔

اسکی یوست پڑتی سانسیں دیکھتا۔ دارار اسکے لبوں پر قابض ہوتا۔ پوری شدت سے اپنی سانسیں اس میں منتقل کرتا۔ کسی ٹافی کی طرح اسکے لبوں کو کھا رہا تھا۔ وہ اسکے بلاؤز کو اپنے دباتا۔ شدت سے انہیں شک کرتا۔ اپنے دانتوں سے کچلتا۔ انہیں چوم رہا تھا جیسے کسی پھل کا ذائقہ لے رہا ہو۔

اسکے اتنے بے باک انداز پر زرتاشہ نے اپنی بڑی آنکھیں مزید پھیلائے حیرت سے اسے دیوانہ وار اپنے لبوں کو چومتا دیکھ رہی تھی۔ جو آنکھیں موندے کسی ریگستان کے پیاسے کی طرح اسکے لبوں کو پانی کا جام سمجھتے پی رہا تھا۔ جب زرتاشہ سے مزید برداشت نا ہوا تو وہ ہاتھ پیر مارتی اسے ہوش دلانے کی کوشش کرنے لگی۔ جو اسکے ہونٹوں کے ساتھ چمٹا کسی اور ہی جہاں کی سیر پر تھا۔

اسے اسکے نازک مکے اور پیروں کی ہلچل سے کوئی خاص فرق نا پڑا بلکہ وہ اسکے پیروں کو اپنے پیروں سے لاک کرتا۔ اسکے بلائی کیوں کو چھوڑتا۔ اسکے نچلے لبوں پر فوکس کر گیا۔ اسکے لبوں کا دباؤ اپنے نچلے لبوں پر محسوس کرتے زرتاشہ نے اسکی بے باکی کو مزید تاک میں لاتے ہوئے اسکے بلائی کیوں پر دانت گاڑ دیے۔

اسکے عمل سے دارار ساکت ہوتے اسے دیکھا۔ جس سے وہ کتنا بے باک جسارت کی امید نہیں رکھتا تھا۔ اسے کچھ لمحوں کے لیے سٹل ہوتا دیکھ زرتاشہ اسکے کندھے کو ہلاتے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔ جب دارار اسکے نچلے لبوں پر اپنے دانت گاڑتا۔ ایک جھٹکے میں اسکا بلاؤز کھولتا۔ اسے اسکے تن سے جدا کر گیا۔

وہ اپنا ہلدی میں ڈوبا ہاتھ اسکے دھڑکن پر پھیرتا۔ انہیں بھی ابٹن سے رنگ گیا تھا۔ اسکے عمل پر زرتاشہ کی تڑپتے ہوئے سسکی نکلی۔ جو دارار کے لبوں میں ہی کہیں گم ہو گئی

وہ اسکی دھڑکن پر اپنے ہاتھ سے بے باک جسارت کرتا، اسکے لبوں کو بلا آخر آزادی بخشا، اسکے دل کے مقام پر لب رکھ گیا۔ زرتاشہ اسکی اتنی بے باکی پر کوئی مزاحمت بھی نہیں کر پائی۔ وہ بے آواز روتی، اسکا شدت بھرا لمس برداشت کر رہی تھی، جو ایک ہاتھ سے اسکے ہاتھ قید کئے، دوسرے سے اسکی دھڑکنوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا، اسکے دل کے مقام پر جھکا ہوا تھا۔۔۔

وہ اسکی دھڑکنوں کو اپنے کھردرے ہاتھوں سے چھوتا، اسکی نازک جلد کو جھلستا، دوسرے سے مسلسل اسکی دھڑکنوں کو سک کرتا، وہاں بھی نیلے نشان چھوڑتا، پیچھے ہوا اور بغیر اسے سنبھلنے کا موقع دیے اسکے نازک وجود کو اپنے سینے میں بھینچتا، اسکے نشیب و فراز کی نرمی محسوس کرتے اسے اپنے سینے میں لگی آگ میں ٹھنڈی پھواری گرتی محسوس ہوئی۔ وہ اس پر اور خود پر کمبل دیتا، اسکے ماتھے پر لب رکھ گیا۔

"سوری، کچھ زیادہ چوٹ لگ گئی۔"

دارار اسے نرمی سے خود سے لگاتا، اسکے کندھوں پر لب سہلاتے بولا، جہاں خون کی ننھی سی بوند جما تھی۔ اسکے کھردرے انگلیوں کا لمس اپنے لبوں پر محسوس کرتے زرتاشہ نے

بے ساختہ سسکی لی، جس پر دارار نے شرمندہ نظروں سے اسے دیکھا، جو اسکے اس طرح دیکھنے پر روٹھے پن سے منہ پھیرتی دوسری طرف دیکھنے لگی۔

جب وہ اسکے ٹراؤزر کے بیلٹ کو پکڑتا، ایک جھٹکے سے اسے اسکے تن سے جدا کر گیا۔

زرتاشہ نے اس اچانک افتاد پر تڑپتے ہوئے اسے دیکھا، وہ ذو معنی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ساری شرمندگی اپنی طرف، بے بی ڈک، مگر اسکا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ اپنے رومانس میں کمپرومائز کروں گا۔ نا نا، میرے یہاں ایسا کچھ نہیں ہوگا۔"

وہ اپنے لہجے کو افسوس زدہ بنا کر کہتا، ایک جھٹکے سے اسکی روح میں سمکتا، تاثر بھرے لمس سے اسکے لبوں پر جھک گیا۔۔۔

"علی! کہاں رہ گئے ہیں؟ کہا بھی تھا جلدی آجائیں۔ اب بتاؤ دیر ہو رہی ہے، وہ لوگ آنے والے ہوں گے اور انکا کچھ پتا نہیں ہے۔ مورے سے کیا کہوں نیچے جا کر؟"

زارا اضطرابی کیفیت میں کمرے میں یہاں سے وہاں چکر لگاتی، پریشانی سے خود کلام ہوتے بارہا وقت کو دیکھ رہی تھی، جو اس وقت شام کے چھ بجا رہا تھا۔

یوں تو علیار کا ڈیوٹی ٹائم ختم ہو چکا تھا، مگر وہ حسبِ معمول لیٹ تھا، مگر آج زارا کو اسکے دیر سے آنے کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔ وہ اسے دو دو دفعہ ہدایت سے آگاہ کر چکی تھی کہ آج اسے ہر حالت میں گھر پر وقت پر موجود ہونا ہے، مگر وہ اسے ضروری کام کا کہتا صبح نو بجے کا نکلا، اب شام کے چھ ہو رہے تھے، کوئی آتا پتا نہ تھا۔

زارا نے پریشانی سے کوئی بہانہ بنانا سوچا، جو وہ جا کر نیچے بتا سکے، کیونکہ رخصتی تین دفعہ ان دونوں کو بلانے آچکی تھی نا۔ اسکے پاس فون تھا کہ وہ علیار سے کانٹیکٹ کر سکے۔ دوبارپتا کر کے وردہ کو سمجھانے کا ارادہ کرتی، تیار ہونے کے لئے ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی۔

کچھ دیر بعد وہ اپنی پھوپھو کے بھیجے ہوئے جوڑوں میں سے ایک ہلکے کام والا گلابی سوٹ نکال کر پہن چکی تھی۔ جانتی تھی اسے ایسا جوڑا پہننے پر خوب ڈانٹ پڑنے والی ہے، مگر اسکے پاس کم کام والے کپڑوں میں اچھا بس یہی تھا، جسے بھی وہ شادی سے پہلے کئی بار پہن چکی تھی۔ وردہ نے اسے جو بھی کپڑے لے کر دیے تھے وہ سب بھاری اور وزنی تھے۔ اپنی طبیعت خرابی اور علیار کے بدلے رویے کی وجہ سے وہ دعا کی شادی کی شاپنگ کو تو سرے سے ہی فراموش کر گئی تھی۔

اور ناہی وردہ نے اسے تقریب کی مناسبت سے جوڑے بھجوائے تھے، جو وہ اکثر کر دیتی تھی۔ شاید انہیں مصروفیات میں یاد نا رہا ہو۔ زارا نے خود کو شیشہ میں دیکھتے وضاحت دی۔ اسکا رنگ روپ تو ہر طرح سے علیار کے ساتھ جچتا تھا، مگر اسکا حلیہ کسی بھی طرح سے حویلی کی بڑی بہو کی طرح کا نہیں لگ رہا تھا۔ کوئی بھی ایک جھلک اسکے کپڑوں کو دیکھ کر اندازہ لگا سکتا تھا کہ یہ کتنے پرانے ہیں۔

وہ خود کو آئینہ میں دیکھتے ایک سرد سانس کھینچتا اپنی منفی سوچوں کو جھٹکتی، اپنے سر پر ڈوپٹا جماتے کمرے سے باہر نکلنے کے لئے پلٹی، جب اسی لمحے علیار کمرے میں داخل ہوا، جس کے ہاتھ میں بہت سارے شاپنگ بیگ تھے اور وہ اس وقت بلیک پینٹ کے ساتھ بلیک

جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔ ہاتھ میں دستانے اور ساتھ ہیلمٹ سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ بائیک چلا کر آرہا ہے۔ اسے اس لباس میں زارا نے کچھ پریشانی سے دیکھا۔ بائیک تو وہ بہت کم چلاتا تھا، بلکہ صرف تب جب اسے جلدی ہو کہیں جانے کی۔

علیار نے زارا سے شادی کے بعد بائیک چلانا چھوڑ دی تھی کیونکہ یہ اسے شدت سے رائمہ کی یاد دلاتی تھی۔ یہی بات اسے دعا نے بتائی تھی تاکہ وہ کبھی بھی اسے بائیک رائیڈنگ کی فرمائش کرتے اسکے ماضی کے زخموں کو نا کھرید دے۔ تو پھر آج ایسا کیا ہو گیا جو اس نے دوبارہ بائیک چلائی؟ زارا بھی پریشانی سے سوچ رہی تھی، جب علیار سارا سامان صوفے پر رکھتا، اپنے گلوز بھی وہی پھینکتا، بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹ گیا۔

اسکے یوں کرنے پر زارا نے پریشانی سے اسے دیکھا، جو سرد سانس لیتے اپنا جیکٹ کھول رہا تھا۔ کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔ وہ سائڈ ٹیبل پر رکھے پانی کے جگ سے گلاس میں پانی ڈالتی، اسکی طرف آتے پانی کا گلاس پکڑا گئی کہ علیار لیٹے لیٹے ہی ایک نظر اسے دیکھتا اٹھ کر گلاس تھام گیا۔ ایک جھٹکے میں پانی ختم کرتا، گلاس صوفے پر پھینک گیا۔

اسے یوں کانچ کے گلاس اچھالتا دیکھ زارا کی چیخ نکلی، مگر اس سے پہلے گلاس زمین بوس ہوتا، علیار اسکا ہاتھ تھامتا، اسے جھٹکا دے کر اپنے اوپر گرا گیا، جو جب سے وہ آیا تھا پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ زارا اسکے سینے پر گری حیرانی سے اپنی بڑی آنکھوں کو مزید پھلائے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسے گلاس کی آواز نہیں آئی، شاید گلاس کارپٹ پر گرا

تھا۔ زارا نے سوچتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھتے، اسکے سینے پر ہاتھ لگائے اٹھنے لگی، جب علیار اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا، اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

کیا بات ہے؟ پریشان کیوں کھڑی تھی؟ کچھ ہوا ہے؟ علیار اسکے بال سہلاتے بولا، جو ہلکے نم تھے۔

و۔ ہاں۔ و۔ وہ مایوں کے لئے دیر ہو رہی ہے اور آپ اتنے لیٹ آئے ہیں۔ ت۔ تیار ہو جائیں، ہمیں نیچے جانا ہے۔ دو دفعہ درخشہ بھابھی آچکی ہے۔ زارا اسکے سینے سے لگی اپنے سوکھے پڑتے حلق کو تر کرتی بمشکل بولی، جبکہ علیار اسکے لہجے کو محسوس کرتا، مسکراتے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتا، وہاں اپنے تشنہ لبوں کا لمس چھوڑتا، اسے اپنی گردن میں چہرہ چھپانے پر مجبور کر گیا۔

علیار اسکے بال سائڈ کرتا، وہاں اپنے لب رکھنے لگا۔ علیار کروٹ بدلتے اسے اپنے نیچے کر گیا۔ وہ اسکی گردن پر جھکتا، وہاں اپنا لمس بکھیرتے، کندھے سے اسکی کمیز سرکانے لگا، جب اسکے ذرا سے زور لگانے پر کمیز کندھے سے پھٹ گئی۔

کمیز کے پھٹنے کی آواز پر زارا، جو آنکھیں موندے، دونوں ہاتھ بیڈ پر لٹکائے، سرخ مٹرم چہرہ لئے تیز تیز سانسیں لے رہی تھی، وہ پٹ سے حیرت سے آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی، پھر فوراً گردن موڑتی اپنی کمیز کو دیکھنے لگی، جو آستین تک پھٹ چکی تھی۔ اپنی کمیز کی حالت دیکھتے اسکی آنکھوں میں فوراً آنسو جمع ہوئے اور وہ تیزی سے علیار کو خود پر سے ہٹاتی ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی۔

علیار بھی اسکی کمیز کی حالت، کے ساتھ ساتھ اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھتا، اسے جانا د بازار حیرت سے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی پرانی کمیز کی ابتر حالت دیکھ رہی تھی۔

وہ اچانک اپنا وینا پھینکتی، بیڈ پر اوندھے منہ گرتی، زارو قطار رونے لگی۔ علیار اسکی حرکتوں پر پریشانی سے ماتھے میں بل ڈالے، اسے دیکھ رہا تھا، جو بچیوں سے رو رہی تھی۔

زارا!۔۔ علیار بیڈ پر اسکے قریب بیٹھتا، اسکے بال ٹھیک کرتا بولا، جو اچانک کرنے کی وجہ سے ایک طرف کو ہو چلے تھے۔

زارا!۔۔ وہ اسے ہنوز ہچکولے لیتا، ایک بار پھر پکار بیٹھا، جس کا جواب اب بھی نادر تھا۔

زارا!۔۔ وہ تھوڑا سختی سے اسے پکارتا، زبردستی سیدھے کر گیا، جب اسکا سرخ بھیگا چہرہ اسکے سامنے آیا۔

کیا ہوا ہے؟ کیوں رو رہی ہو؟۔ وہ زارا کو بٹھاتا، اپنے سینے سے لگاتا بولا۔

وہ وجہ آ۔ آپ۔۔۔ آپ نے ہمارا جوڑا پھاڑ دیا، ہم نے مایوں میں پہنا تھا، اب ہم کیا پہنیں۔ زارا ہچکیوں سے روتے ہوئے اسے بولنے لگی۔ وہ پہلے ہی اپنے اس پرانے جوڑے کی وجہ سے خاصی اداس تھی۔ اسے یاد تھا، زرتاشہ نے اسے بتایا تھا، وہاب شاپنگ کر کے آئے تھے۔ یہاں تک کہ ریان نے بھی دعا کی ساری شاپنگ یہاں گھر سے کروائی تھی۔ ایک بس دو ہی تھی جس کی شاپنگ نہیں ہوئی تھی، اور علیار۔۔۔ وہ تو کچھ

دن سے اسکے ساتھ تھا۔ یہی اسے حقیقت کم، خواب زیادہ لگ رہا تھا، جس کے ٹوٹنے کا ڈر اسکے دل میں کنڈلی مار کر بیٹھا تھا۔

کیا !۔۔ تم یہ جوڑا نیچے پہن کر جانے والی تھی؟ وہ بھی مایوں کے لئے؟۔ اسکی بات پر علیار بے چینی سے اسکا چہرہ اوپر کی طرف کرتا بولا، جس پر وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ہے۔ دیکھو اس سوٹ کو، یہ تو گھر میں پہننے کے قابل نہیں لگ رہا۔ اسکی شکل سے ہی لگ رہا ہے اسکا پوچا بن جانا چاہئے، اور اسے پہن کر نیچے جانے والی تھی؟ تمہارے پاس اور کوئی کپڑے نہیں ہے؟ مورے نے تمہارے کپڑے نہیں بھجوائے؟۔ علیار اسکا اپنا کندھا ٹھیک کرتا بولا، جس سے نظر آتی ریڈ اسٹریپ اسکا دل ورغلا رہی تھی۔

اسکے اسٹریپ ٹھیک کرنے پر زارا تیزی سے ہوش میں آتی، اس سے دور ہوتے اپنا دوپٹہ اٹھانے لگی، جب علیار بات کو سمجھتا صوفے کی طرف بڑھا، جہاں بہت سے شاپنگ بیگ تھے۔ وہ ان میں سے ایک بیگ کھولتا، اس میں سے ڈریس نکال کر اسکی طرف بڑھا گیا۔

یہ لو، جاؤ چینج کرو جلدی۔ مورے مجھے نیچے بول چکی ہے جلدی آنے کا۔ سب ہمارا ہی انتظار کر رہے ہیں۔ علیار باقی سامان بیگ سے نکالتا، اسے بت بنے کھڑے دیکھ کر بولا۔

اسکی بات پر زارا فوراً ہاں میں سر ہلاتے واشروم میں بند ہو گئی، تو علیار بھی اسکے پیچھے سنڈی روم میں تیار ہونے چل دیا۔

کچھ دیر بعد وہ چینج کرتی باہر آئی، جب علیار بھی تولیہ لئے کمرے میں آیا۔ اسے اپنے پسند کئے جوڑے میں ملبوس، تیزی سے بالوں میں برش کرتی، انکی چوٹی بنا رہی تھی۔

آرام سے ! آرام سے ! اتنی جلدی کس بات کی ہے کہ بال ہی اتر کر ہاتھ میں آجائیں گے۔

علیار اسکے قریب جاتا، اسکے ہاتھ سے برش لیتا، آہستگی سے ان پر پھیرنے لگا، جسے وہ تیز تیز سنگھی کرتی، بقول علیار کے ظلم کر رہی تھی۔

وہ اپنے حساب سے آہستہ آہستہ اسکی چوٹی بناتا، شیشے میں ابھرتے اپنے اور اسکے عکس کو دیکھنے لگا۔

بس ایسے ہی اچھے لگ رہے ہیں، کھولنا مت۔ وہ اسکی چوٹی کو اسکے کندھے پر رکھ کر دیکھتا ہوا، واپس اسکی چوٹی پیچھے کر گیا۔ پھر بیڈ پر رکھا شاپر اٹھاتا، اس میں سے کاغذ میں چھپی چیز باہر نکالنے لگا، جسے دیکھتے ہی زارا کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ ٹھیک اسکے پیچھے کھڑا ہوتا، اسکی چوٹی میں اچھے سے لپٹ گیا۔

وہ ایک سنگل لڑی والا موتیے کے پھولوں سے بنا بڑا آجر تھا، جسے علیار اسکی چوٹی کے ارد گرد پینسنا، اسکے آخری سرے کو پن کر گیا۔ پھر دوسرے شاپر سے اسکے کان کے آویزے اور کنگن، 1700 سے بوندے تھاتا خود دوسرے شاپر سے کچھ اور دیکھنے لگا۔ اسکے بندے پکڑائے پر زارا انہیں جلدی سے تھامتی پہن گئی، جب تک علیار دوسرے شاپر سے اسکے ڈریس کے ہم رنگ کی چوڑیوں کو سیٹ نکالتا، اسکا ہاتھ تھامے اسے پہنے لگا۔ وہ جلدی جلدی اسکی تیاری مکمل کروانا، اسکے رخ اپنی طرف کرتے دیکھنے لگا، جو بلو کر کے نیٹ

کے گزارے میں ملبوس، ساتھ میلو رنگ کی گھٹنوں کو چھوتی کمیز اور نیٹ کا گرین ڈوپٹا، اور ہلکے میک اپ کے نام پر صرف پنک لپ گلوس لگائے بہت ہی پیاری لگ رہی تھی۔ جبکہ زارا کو علیار کا یہ بدلہ رویہ پریشان تو کر رہا تھا، مگر وہ صرف اتنا جانتی تھی کہ وہ اسکا محرم ہے اور اسکے قریب آنے کا حق رکھتا ہے۔ مگر کہیں نا کہیں اسکے دل میں ایک خوف تھا، دوبارہ ٹھکرائے جانے کا خوف، مگر وہ اس خوف کے نظر خوشی کے نصیب ہوئے چند پل ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ کچھ لمحے اسکے ساتھ جینا چاہتی تھی، اور وہ جی رہی تھی۔ اسکے لئے یہ سب اہمیت نہیں رکھتا تھا، پہلے ہی وہ ایک خواب کیوں نا ہو، مگر اسکا ارادہ تھا دعا کی شادی کے بعد وہ علیار سے واضح طور پر بات کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

وہ علیار کی آواز پر اپنی سوچیں جھنجھکتے اسکے ہاتھ کی طرف دیکھنے لگی، جو ہاتھ میں میرے کانچ کی چوڑیاں پکڑے دوسرے سے اسکا ہاتھ مانگ رہا تھا۔ وہ اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دے گئی۔ وہ احتیاط سے اسے چوڑیاں پہناتا، اسکے ہاتھ میں گجرے بھی پہنا گیا۔ دو ایک نظر شیشے میں دیکھتا، اسکا ہاتھ تھامے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

ارے یہ کیا پہنایا ہے تم نے میرے کدو کو؟ علیان، آیدہ کو بیڈ پر لیٹے ہاتھ پیر چلاتے دیکھ کر بولا۔ کمرہ خالی تھا، البتہ واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ شاید مائسا شاور میں تھی، اور وہ آیدہ کے گرد تکیہ لگا کر گئی تھی۔ وہ ایک نظر ٹائم دیکھتا، سوچنے لگا۔ مائسا نے

اسے گھنٹے پہلے درخشہ سے پیغام بھیجوا کر کمرے میں بلوایا تھا، مگر وہ باہر کے کام میں مصروف اب کمرے میں آیا تھا۔

مائسا واشروم سے تولیے میں بال لپیٹے باہر نکلی، جب اسکی نظر بیڈ پر لیٹے بیٹھی پوزیشن میں علیان پر پڑی، جو اب دانتوں میں دبائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ مائسا سرے سے اسے نظر انداز کرتی، ڈوپٹے سے اپنے بال جھٹکتی انہیں سکھانے لگی۔ پھر وہ ڈریسنگ روم میں جاتی، علیان کی الماری ڈھونڈتے اسکی ٹی شرٹ نکالتے اپنے بال اس میں لپیٹ گئی۔

علیان لب دباتا اسکی ایک ایک کارروائی دیکھ رہا تھا، جو غصہ میں منہ پھلائے سرے سے اسے نظر انداز کرتی پورے دھرلے سے اسکی چیزیں استعمال کر رہی تھی۔ یہ اسکی تیسری ٹی شرٹ تھی جسے وہ اپنے بال سکھانے کے لئے استعمال کر چکی تھی۔ وہ اپنے ہیر ڈرائر سے نہیں سکھاتی تھی، شاید یہی اسکے بالوں کے اتنے اچھے ہونے کی وجہ تھی۔

علیان ہاتھ کروٹ بدلتا، اوندھے لیٹتا، تھوڑی کے نیچے ہاتھ لگاتا پوری دلجوئی سے اسے دیکھنے لگا، جو میک اپ کے نام پر آنکھوں میں بھر بھر کر کاجل لگائے، گالوں میں برش آن لگاتے انہیں مزید گلابی بنائے، اب اپنے ہونٹوں پر گلوس لگاتے، اپنے کانوں میں بڑے بڑے ائرنگ پہنتی اسکی طرف بڑھی۔ وہ اسکی موجودگی کو سرے سے نظر انداز کرتی جھک کر آیدہ کو اٹھانے لگی، جب وہ اسکا وہی ہاتھ تھامتا، اسے اپنے قریب بیڈ پر گراتا، اس پر سیاہ فگن ہوگیا، مگر ساتھ ہی آیدہ کے ہاتھ میں اسکی پسند کا سوفٹ ٹوائے دینا نہیں بھولا۔

اسکے یوں گرانے کے تضاد، اسکے سیاہ فگن ہونے پر مائسا نے بھوئیں چڑھائے اسے دیکھا، جو بے باک نگاہوں سے اسکا سکین کرتا، لبوں پر شرارتی مسکراہٹ لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

دور ہے ابھی بھی، کیوں آئے ہیں؟ جائے باہر جائے، اور اپنی بیٹی کو بھی ساتھ لے کر جائے گا۔ میں اب سے اپنی مورے کے ساتھ رہوں گیں۔ آپ دونوں بے ایمان باپ بیٹی کو میں نہیں جانتی۔

وہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتی، اسے خود سے پرے کرنے کی کوشش کرتے بولی، جب علیان اسکے گلوس لگے لبوں پر جھک، دوان پر جھکتا، ایک بار انہیں زبان سے سک کرتا، پیچھے ہوتے اپنے لبوں پر زبان پھیرتا انکا میٹ چکھنے لگا۔

اچھا ہے، مگر اتنا میٹھا نہیں ہے۔ اگلی بار سے میٹھی والی لگانا۔

علیان اسکے لبوں کے ارد گرد پھیلی لپ اسٹک کو صاف کرتا، اسکے بے باکی سے بولتا، اسکے کانوں سے دیوار نکال گیا۔ اسکی اتنی بے باک حرکت کے تضاد، اسکی بے باک بات پر مائسا گردن تک سرخ ہوتی آنکھیں موند گئی۔

ابھی کہاں میرے بچوں کی، ابھی سے اپنی آنکھیں مت بند کرو۔ ابھی تو بہت کچھ اور کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تمہارے اس وائلڈ مین کا رومینس بھی بہت وائلڈ ہوگا، آخر کو ہم بے ایمان ٹھہرے۔

علیان اسکے کان میں سرگوشی کرتے، ساتھ ساتھ اسکے کان کی لو پر زبان پھیرتا، اپنا ایک ہاتھ اسکی کمیز کے اندر لے جاتا، اسکے بیلی بٹن میں گھمانے لگا۔ اسکی اس حرکت پر مائسا نے چیخ مارتے اسکے ہاتھ کو تھامتے، اسکی حرکت کو روکنا چاہا، جب وہ اپنا عمل روکتا، اسکے پیٹ پر اپنی چاروں انگلیاں کسی پر کی طرح پھیرتا، ساتھ ساتھ اسکی گردن کو بھی سک کر رہا تھا۔ اسکے بے باک لمس پر مائسا ہانپتے ہوئے تیز تیز سانسے لے رہی تھی، جب علیان اسکے پیٹ پر سرسراتے اپنے ہاتھ کو اوپر کی طرف لے جاتا، اسکے بلائوز کے اوپر رکھ گیا۔ اسکی اس حرکت پر مائسا نے تڑپتے ہوئے اسکا کندھا تھام لیا۔

ہشش! تمہاری آواز نہ آئے، ہماری بیٹی بھی یہی ہے۔

علیان اسکے لبوں کے کنارے پر اپنے لب رکھتا بولا، جبکہ اسکے ہاتھوں کا دباؤ اپنی دھڑکن پر بڑھتا محسوس کرتے مائسا اپنے لب دانتوں تلے دباتے اپنی سسکی روکنے کی کوشش کرنے لگی۔

دل تو میرا کر رہا ہے اس وقت تمہاری روح میں سما جاؤں، مگر نہ وقت ٹھیک ہے نہ جگہ۔ مگر آج رات تم اپنی آزادی کا مت سوچنا۔ ہماری بیٹی اپنی دادی کے ساتھ سوئے گی، تاکہ میں تم سے تفصیلی ملاقات کر سکوں۔

وہ اسکے لب دانتوں سے آزاد کرتا، وہاں اپنے لب رکھنے کے ساتھ ساتھ دانت بھی گاڑ گیا تھا۔

خبردار جو آئندہ تم نے میرے حصے کا کام کیا۔ اور ان نشانوں کو چھپانے کی ضرورت نہیں ہے، نہ ہی اپنے چہرے پر بکھرے ان رنگوں کو زیادہ دباؤ۔ سب کو پتہ ہونا چاہیے کہ مائسا، علیان یوسف کی روح اور جسم کی مالکہ ہے، جو میری واحد بیگم ہے اور میرے بچوں کی اماں۔

اب اٹھو، میری بیٹی کو وہ گلابی ناؤ یہ نہیں، اور اس شاپر میں تم دونوں کے لئے کچھ ہے، دیکھ لو، جب تک میں فریش ہو کر آتا ہوں۔

علیان اسکے ماتھے پر لب رکھتا، اسکی کمیز ٹھیک کرتا، ساتھ اسکا پھیلا میک اپ بھی صاف کرتا، اسے ضروری ہدایت دیتا واشروم میں بند ہو گیا۔

یہ سب آپکی ہی وجہ سے ہوا ہے۔ ہم سے چلا بھی نہیں جارہا۔ کیا کیا سوچا تھا، ہم ڈانس کریں گیں، گھر جا کر وہاں بھی کتنی تیاریاں کرنی ہے۔ ہم نے سب اب تک کر لیا ہوتا اگر آپ پر جن نہ سوار ہوتا۔ جائے، اب ہم آپ سے نہیں بولیں گیں، سائیں۔

زرتاشہ جلدی جلدی تیار ہوتی، غصہ میں ایک ایک چیز پٹخ کر رکھتی، دارار کو اپنی ہنسی دباتا دیکھ کر بولی، جو اسکا حشر بگاڑنے کے بعد بڑے مزے سے بیڈ پر آرام کر رہا تھا، مگر اسکی شدت پسندی کی وجہ سے زرتاشہ کو اپنی ٹانگوں کے درمیان شدید تکلیف محسوس ہو رہی تھی، جس سے اسے چلنے میں بھی تکلیف ہو رہی تھی۔

اسکا تپا ہوا لال چہرہ دیکھتے بے ساختہ دارار کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔ اسکی حرکت پر زرتاشہ روہانسی ہوتے ساری چیزیں وہی پھینکتی تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی۔

زری !۔۔ میری جان !۔۔ رکو تو، اچھا ادھر آؤ۔ کیا ہوا ہے میرے بچے کو؟۔۔

دارار اسے دروازے کی طرف بڑھتا دیکھ، ایک ہی جست میں اس تک پہنچتا، تیزی سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا، اسے گود میں اٹھاتا،بیڈ کے قریب جاتا، اسے اپنی گود لئے بیٹھ گیا۔

زری، میری جان، کیا ہوا ہے؟ کیوں ناراض ہو؟ اور یہ آنسو کس وجہ سے ہیں؟

دارار اسکی آنکھوں میں ٹھہری نمی کو اپنی انگلی کی پوروں سے چنتا بولا۔

آپکی وجہ سے ہیں۔ ہمیں اتنا درد ہو رہا ہے، چلا بھی نہیں جارہا۔ اب بتائیں، میں کیا کروں؟ نیند بھی آرہی ہے، میری تو مہندی بھی نہیں لگی، کچھ بھی نہیں ہوا۔ سب آپکی وجہ سے ہوا ہے، سب آپکی وجہ سے ہوا ہے۔

زرتاشہ اسکے کندھے پر مکے جڑتے، اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے رونے لگی۔ اپنے کندھے کو بھیگتا محسوس کر کے دارار صحیح معنوں میں پریشان ہوتا، اسکا چہرہ اپنی گردن سے نکالنے لگا، جو نفی میں سر ہلاتے اسکی گود سے اتر کر بیڈ کی دوسری سائڈ پر جاتی،پیٹ پکڑ کر لیٹ گئی۔

اسے یوں لیٹتا دیکھ دارار کے صحیح معنوں میں ہوش اڑ گئے تھے۔ وہ پریشان ہوتا اسکی طرف بڑھا تھا۔

زری، زیادہ درد ہو رہا ہے؟ اچھا رکو، میں ابھی دوائی دے دیتا ہوں، پھر ٹھیک ہو جائے گا۔ اور تم پریشان نہ ہو، آرام کرو۔ جیسے ہی زیان آئے گا، میں اپنے بچے کو اٹھا دوں گا۔ رکو، تمہیں میڈیسن لے کر آتا ہوں۔

دارار اسکے پیٹ پر ہاتھ رکھتے، اسکے بال سہلاتا، بارہا اسکا ماتھا چومتے بولا، جو درد سے آنکھیں نیچے کئے، اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے سمٹ کر لیٹی ہوئی تھی۔

اسکی بات پر زرتاشہ بس خاموش رہی۔ وہ بیڈ سے اترتا، کسی کو میسج کرتا، واپس اسکے سرہانے بیٹھتا، اسکا پیٹ سہلانے لگا۔

بس ابھی ٹھیک ہو جائے گا، میری جان، پریشان نہ ہوں۔

دارار اسے تسلی دیتا بولا، جو کروٹ بدلتے اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔ وہ نرمی سے اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتا، اسے ریلیکس کر رہا تھا، جب کمرے کا دروازہ بجا۔

اچانک دروازہ بجنے پر زرتاشہ، جو آرام سے اسکے کشادہ سینے پر سر رکھے لیٹی ہوئی تھی، وہ آنکھیں کھولتی ہڑبڑا کر اٹھی۔ اسے یوں اچانک اٹھتا دیکھ دارار نفی میں سر ہلاتا، اسکے کندھے سے تھام کر بیڈ پر لٹا گیا۔

ادھر ہی لیٹو، جو بھی ہے میں دیکھ لوں گا۔

دارار اپنے لہجے کو سنجیدہ بناتے، اسکے کندھے پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہتا، دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے پر دوسری ملازمہ دارار کی منگوائی دوائی کا شاپر اسے پکڑاتی چلی گئی، جب دارار قدم در قدم چلتا واپس بیڈ پر اسکے سرہانے بیٹھتا، گولیاں چیک کرتا، اسکے آگے پین کلر کرتا، جگ سے پانی گلاس میں ڈالنے لگا۔

اسے اپنی طرف گولی بڑھاتے دیکھ، زرتاشہ بھی ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگائے بیٹھ گئی۔ وہ پین کلر اسکے منہ میں ڈالتا، پانی کا گلاس اسکے لبوں سے لگا گیا۔

۔ تم زیادہ اچھل کود مت کرنا، صرف بیٹھ کر دیکھنا، اور رہی بات مہندی کی تو وہ تم لیٹے لیٹے لگوا لینا۔ ابھی تم کچھ دیر آرام کرو، جب تک فریش ہو کر آرہا ہوں، پھر ساتھ چلے گئیں۔

ماشاء اللہ، ماشاء اللہ۔ تم سب بہت ہی پیارے لگ رہے ہو۔ سب آجائیں پھر فنکشن شروع کریں گیں۔ داور، تم ریان سے فون کر کے پوچھو دو لوگ کب تک آئیں گیں۔ درخشہ، جا کر دیکھو باقی لوگ کہاں رہ گئے ہیں۔

رودابہ، علیار، زارا اور داعود کو دیکھتے بولی، جو اس وقت پر تیار تھے۔

زارا بچے، تم ذرا دعا کو دیکھ لو، میں وردہ کو دیکھوں۔

رودابہ زارا سے کہتی، خود بھی باقی کے انتظام کے ساتھ ساتھ وردہ کو بھی دیکھنے کا ارادہ کرتے اندر کی طرف بڑھی، جو پون گھنٹے پہلے انہیں دس منٹ میں واپس آنے کا بول کر گئی تھی۔۔۔

داعود، تم مجھے بتاؤ یہ آج کل تمہیں کن چکروں میں پڑے ہو؟ اور مورے نے کل بھی جب تمہاری رخصتی کا ذکر کیا تو تم نے بات کو سرے سے ہی رد کر دیا۔ آخر چل کیا رہا ہے تمہارے دماغ میں؟

علیار بھویں چڑھاتے، سخت تاثرات لئے اسے دیکھتا بولا، جو ابھی کچھ دیر پہلے فون پر شاید اپنے دادا سر سے بحث کر رہا تھا۔

کچھ خاص نہیں، لالا۔ میرا ابھی رخصتی کا ارادہ نہیں ہے۔ ابھی میں اپنے پولیٹیکل کیریئر پر فوکس کر رہا ہوں اور آپ مجھے وہی کرنے دیں۔

داعود کل کی طرح آج بھی اسکی بات کو ٹالتے بولا۔

کیوں؟ تم لڑکی ہو جو شادی کر کے ڈسٹرب ہو جاؤ گے؟ میں کچھ نہیں جانتا، صرف الیکشن تک کا انتظار کروں گا۔ اس کے بعد ہم تمہاری رخصتی کی تاریخ لینے جائیں گیں، اور اس بات پر اب میں مزید بھی نہ سنوں۔

علیار اسے انگلی اٹھاتے وارن کرتا بولا۔

لالا، اف ہو۔ آپ سمجھیں نا، شادی کے بعدبیوی کے لئے ٹائم نکالنا پڑتا ہے، اور بھی بہت سے کام ہیں جنہیں انجام دینا ضروری ہوتا ہے، اور ابھی میرے پاس ٹائم نہیں ہے۔ کم ازکم میرے میئر بننے تک تو بالکل بھی نہیں۔ ایک بار کانووکیشن سیریمنی ہو جائے، پھر دیکھیں گیں۔

داعود اسکی بات پر لب بھینچے بے بسی سے اسکے کان میں سرگوشی کرتا، آخری جملہ اسے دور ہو کر بولا۔

کیا مطلب ہے تمہارے اس میں؟ ابھی ڈیڑھ سال پڑا ہے۔ تم اس بچی کو مزید ڈیڑھ سال لٹکانے کا سوچ رہے ہو؟ پہلے ہی تین سال سے وہ تمہارے نام پر بیٹھی ہے۔ مجھے مزید بکواس نہیں چاہیئے، سنا تم نے؟

علیار اسکی بے باک بات کے تضاد اسکے ڈیڑھ سال کی رٹ سنتا تنک کر بولا، پھر وہاں سے نکل گیا۔۔۔

داعود، علیار کی پشت کو دیکھتا، ایک بار پھر پریشانی سے اپنے کسی کو کال ملاتا فون کان سے لگا گیا۔ دوسری طرف موجود شخص نے نہ جانے اسے کیا کہا جس پر غصہ سے اپنا فون زمین پر مار گیا، جب اسی لمحے سامنے سے اسے علیان آتا دکھائی دیا، جو کدو کی پونی ٹھیک کر رہا تھا، جو بار بار اپنا سر اسکی گردن پر چھپاتی اپنی پونی کو لوڈ کر رہی تھی۔

کدو!۔۔

علیان اسے تنبیہی انداز میں پکارتا، واپس اسکی پونی ٹھیک کرتا اسکی طرف آ رہا تھا۔ اسے یہ منظر بہت مکمل لگا، بس شاید مانسا کی کمی تھی۔

وہ اس خوبصورت منظر میں کھویا، یک ٹک بس آمدہ کو ہی دیکھ رہا تھا، جو اس وقت بے بی فینسی ڈریس میں ملبوس تھی، جو علیان نے خاص آج کے لئے بنوایا تھا۔ وہ بلو رنگ کے غرارے کے ساتھ سلیو لیس شرٹ پہنے ہوئے تھی، جس کے گلے پر ہلکا سا کام تھا، اور غرارے کے گھیر اور گھٹنوں کے پاس بھی کام تھا، جس پر وہ اپنے کرلی بلیک بالوں کی دو پونیاں بنائے ان میں چھوٹے سے گجرے لگائے ہوئے تھی۔

وہ اسکے ہیئر اسٹائل کو دیکھتا نفی میں سر ہلا گیا۔ یقیناً یہ اسکے بھائی کی کارستانی ہے۔

یار لالا، آپ اتنے امیر کب ہوئے کہ اپنا فون توڑتے پھر رہے ہیں؟

علیان اسے کچھ قدم دور پڑا فون اٹھاتا، اسکی طرف آتے اسکے ہاتھ میں فون پکڑا گیا۔

نماء خوا اپنا غصہ ان بے جان چیزوں میں نکالنے کے بجائے کسی صحیح کام میں اپنی انرجی ویسٹ کریں۔۔بیوی لائیں اور ان کے ساتھ اپنی انرجی ویسٹ کریں۔

علیان ایک آنکھ دبا کر، لب دباتے ذو معنی انداز میں بولا، جبکہ اسکی بات پر داور، جو آمدہ کو گود میں لے رہا تھا، اسکے ہاتھ پر اپنے بڑھائے ہوئے ہاتھ کا مکہ جڑتا، آمدہ کو اس سے جھپٹنے کے انداز میں اپنی گود میں لے گیا۔

چلو، پرنس بتایا جان نے آنکھ کے لئے کچھ بہت ہی اچھا بنوایا ہے۔

اور اسے لیتا آگے کی طرف جاتا، آمدہ سے باتیں کرنے لگا تاکہ اسکا دھیان اسکی باتوں پر رہے، ورنہ اس نے ابھی علیان سے دور جانے پر رونا ڈال دینا تھا۔

داور نے اپنے ذہن میں سوچتے ہوئے اسے پھولوں سے بنے جھولے پر بٹھاتا، کمرے میں موجود فوٹوگرافر کو اسکی تصویریں لینے کے لئے اشارہ کر چکا تھا۔

چلو بھئی، سارے جلدی کرو، ریان آ چکا ہے۔ دارار، جاؤ جا کر ان لوگوں کو دیکھو اور صحیح سے انکی خاطر مدارت کرو۔ کسی چیز میں کمی نہیں آنی چاہیے۔ میں جب تک دعا کو بھی لے کر آتی ہوں۔

اسلام و علیکم !۔۔

ریان، جو ابھی ابھی سٹیج پر بیٹھا تھا، دارار کو اپنی طرف آتا دیکھ کر اپنی نشست سے اٹھتے، اسے سلام کرتے، اسے بغل گیر ہوتے بولا۔

دارار بھی صرف زرتاشہ کی خاطر بمشکل نارمل تاثرات رکھتے اسے ملا، ورنہ دل تو اسکا کر رہا تھا اپنے اس فسادی سالے کی گردن مروڑ دے۔ جو اسے گلے ملتا تیزی سے الگ ہوا، جب باقی سب بھی اسے اسٹیج کی طرف بڑھتے ہوئے نظر آئے۔

یار، کیا یہاں بیٹھنا ضروری ہے؟ کافی عجیب سا لگ رہا ہے۔ میں اس ٹیبل پر بیٹھ جاتا ہوں، کوئی مسئلہ تو نہیں ہو گا؟

ریان، علیار کو مخاطب کرتا بولا، جو ابھی ابھی اسے بیٹھتا دیکھ اسکی طرف بڑھا تھا۔

کیوں؟۔۔ کیا ہوا ہے؟ کوئی بات ہے؟ تم یہاں کمفرٹیبل نہیں ہو؟۔۔

علیار اسے کچھ پریشان سا دیکھتا، ایک کے بعد ایک سوال کرتا بولا۔

نہیں، ایسا نہیں ہے۔ دو گاؤں کے سارے مجھے ہی دیکھ رہے ہیں۔

ریان پریشانی سے اپنی جگہ پر پہلو بدلتے بولا۔

ہاں، بیٹھ جاؤ، جیسا تمہیں کمفرٹیبل لگے۔

علیار بھی اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھتا، اسکے لئے آسانی کرتا بولا، کیونکہ شادی میں واقعی بہت لوگ تھے اور ریان کو اکیلا رہنا پسند ہے۔ اتنے رش میں وہ غصہ میں آنے لگتا ہے۔ اسے یہ بات زرتاشہ نے بتائی تھی۔

وہ اسے مہمانوں کے ساتھ ہی ایک خالی ٹیبل پر بٹھاتا، باقی لوگوں کو دیکھنے لگا۔۔۔

وہ اپنے چاروں بھائیوں ہمراہ سیج کی سیڑھیاں اترتی زنان خانے کی طرف بڑھی، جہاں اسکے مایوں اور مہندی کی رسم ادا ہونی تھی۔

وہ پیلو رنگ کے گوٹے کے کام والے غرارے اور ہم رنگ کی قمیض پہنے، گوٹے کے کام سے سجا دوپٹہ سر پر سیٹ کئے، بالوں کی چوٹی بنائے انہیں ایک کندھے پر رکھے، دوسرے پر دوپٹہ پن کئے، ہاتھ میں بھر بھر کر ہرے رنگ کی کانچ کی چوڑیاں اور ساتھ پھولوں کے بھرے بھرے گجرے پہنے، سر پر پھولوں سے بنی چادر اوڑھے، وہ ان پانچوں بھائیوں ہمراہ زنان خانے میں داخل ہوئی، جہاں گاؤں اور رشتے داروں کی خواتین موجود تھیں۔

وہ چاروں اسے پھولوں سے بنے جھولے پر بٹھاتے پیچھے ہو گئے۔ ان پانچوں کے چہروں پر سکون بھری مسکراہٹ تھی، جو کسی صورت کم ہی نہیں ہو رہی تھی، البتہ اپنی بہن کو یوں مایوں کے جوڑے میں دیکھتے دارار کی آنکھیں تھوڑی نم ہوئی تھیں۔

جسے وہ بغیر کسی کا لحاظ کیے زرتاشہ کو سائیڈ سے اپنے حصار میں لیتا، اسکے بالوں میں چہرہ چھپاتے چھپا گیا۔ اسکی اس حرکت پر وہاں آتے سلیمان صاحب کا چہرہ سرخ ہوا تھا اور وہ اندر داخل ہونے کے بجائے تیزی سے رخ پلٹتے نکل گئے۔

جبکہ رودابہ نے انکے یوں واپس مڑ کر جانے پر اچھا خاصا کھسیانہ ہوتے انہیں دیکھا، جو بیٹی کی رسم کا آغاز کرنے کے بجائے واپس باہر کی طرف بڑھ چکے تھے۔ انہوں نے درخشہ کو اشارہ کرتے واجی کو بلوانے کا کہا تاکہ وہ ہی رسم شروع کر دیں۔

واجی کو آتے دیکھ وہ چاروں بھی وہاں سے چلے گئے۔ انکا ارادہ تمام خواتین کے جانے کے بعد آنے کا تھا۔۔۔

تمام ہو اتین رحم کر کے جا کی تھی۔ دعا کو اتنی دیر بیٹھے بیٹھے اپنی پیٹ اکڑی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ ڈھائی گھنٹے سے یہاں بیٹھی تھی، اب تو اسے اپنی پیٹھ تک نہیں ٹھیک لگ رہی تھی۔

دعا نے بمشکل اپنے اکڑے بدن کو جنبش دینے کی کوشش کرتے سوچا کہ تقریب میں لوگ کھانا کھا کر جا رہے تھے۔ زارا، زرتاشہ اور مائسا تو گھن چکر بنی ہوئی تھیں۔ اتنے سارے مہمانوں کو دیکھنا آسان نہیں تھا۔ اپنی بھابھیوں کی درگت دیکھ کر اسے بے ساختہ ان پر ترس آیا جن کا حال ہی بے حال تھا۔۔۔

ارے ارے یہ کیا ہے اور یہاں کیوں لائے ہو؟

وردہ ملازم کو نہانے والے سب کے سائز کا تسلا لاتے دیکھ کر بولی، جسے وہ زنان خانے میں رکھتا جس طرح نظریں نیچی کر کے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔ جب درخشہ علیان کی ہدایت پر اس میں پانی اور گلاب کی پتیاں سجا رہی تھی جبکہ زنان خانے میں موجود گھر کی ساری خواتین پریشانی سے ساری چیزوں کو دیکھ رہی تھیں۔

جب وہ سب ریان کے ہمراہ اندر داخل ہوئے تو زرتاشہ اپنے لالا کو دیکھتے چہکتے ہوئے اس تک پہنچی اور اسے دعا کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھا گئی، جسے ریان بڑی ہی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا جو اس وقت تین دوپٹوں سے خود کو ڈھانکے ہوئے تھی۔

اہلیہ یہ آپ نے تین دوپٹے ہم سے چھپنے کے لئے لئے ہیں یا لوگوں سے؟

ریان نا محسوس انداز میں دوپٹے کے اندر سے اسکا ہاتھ تھامتے بولا، جب اسے اپنے ہاتھوں پر کچھ ٹھنڈا اور تر محسوس ہوا۔ وہ تیزی سے اسکا ہاتھ چھوڑ کر اپنی ہتھیلی دیکھنے لگی جہاں ابٹن لگی تھی۔

زرتاشہ اسکی ابٹن لگی ہتھیلی دیکھتے بمشکل اپنی ہنسی دباتے یہاں وہاں دیکھنے لگی، وہ اچھے سے جانتی تھی اسکے لالا کو ان سب چیزوں سے کتنی چڑ ہے۔۔۔

اہلیہ یہ کیا لگا ہوا ہے یار، عجیب چپچپا سا ہے۔

ریان اپنی ہتھیلی کو دیکھتا جلاتے ہوئے اپنی جیب سے رومال نکالنے لگا جب دعا بہت ہی آہستہ آواز میں بولی:

"ریان رہنے دیں، اسے ابھی مت اتاریں۔"

مگر اس سے مجھے عجیب سا لگ رہا ہے۔ ریان اسکا گھونگھٹ سے ڈھکا سر دیکھتے بولا۔

اچھا، آپ اسے چپ سے میری کلائی کے اوپر لگا دیں۔

دعا اسکے آواز میں موجود پریشانی کو بھانپتے بولی، جو واقعی ایک ابٹن سے اتنا چڑا ہوا لگ رہا تھا۔

اسکی بات پر ریان بے ساختہ مسکرایا: "چلیں رہنے دیں اہلیہ، ایسے ہی ٹھیک ہے۔ آپ کے لئے ہم کچھ دیر یہ ابٹن برداشت کر سکتے ہیں۔"

ریان اپنی ہتھیلی پر لگی ہلدی کو اپنے ہاتھ کے پشت پر لگاتا بولا۔

تو بھی لالا آپ نے کرنا یہ ہے کہ یہاں تین رسمیں ہیں۔ پہلے تو آپ نے ہماری بہن اور اپنی دلہن کا گھونگھٹ اٹھا کر اسے دیکھنا ہے کیونکہ اس کے بعد آپ اسے سیدھا رخصتی کے بعد منہ دکھائی کی رسم میں ہی دیکھ پائیں گے۔

علیان ہاتھ نچاتے کسی روایتی عورت کی طرح اسے تمام رسومات سے آگاہ کر رہا تھا۔

"...دوسری رسم یہ ہے کہ آپ کو ہماری بندریاں"

!علیان

اچھا! اچھا! دھیم کائے تونا اے سی پی صاحب۔ بھابھی اپنے سڑے ہوئے مزاجی "خدا کو سنبھالیں۔"

علیان ریان کے تبھی انداز میں اسے پکارنے پر زارا کو بیچ میں ہی لیتے بولا، جو سر جھکائے کنفیوز سی علیار کے ساتھ اسکے حصار میں بیٹھی تھی۔ یا یوں کہنا بہتر ہو گا کہ علیار نے زبردستی اسے آنکھیں دیکھاتے ہوئے اپنے پاس بٹھایا تھا اور اسے مزید تنگ کرنے کے لئے صوفے کی آڑ میں اپنا ہاتھ اسکی کمر پر رکھے اسے اچھا خاصا پریشان کر رہا تھا۔ مگر علیان اپنی چیل جیسی نظروں سے ان سب کی ایک ایک چیز نوٹ کر رہا تھا تاکہ بعد میں ان سب کا خون جلا سکے۔

ہاں تو میں کہاں تھا؟ دوسری رسم...ہاں دوسری رسم میں آپ سب کو ہمارے پرائے دھن کے ہاتھوں میں مہندی لگانی ہے، وہ بھی بغیر گند مچائے۔ اور یہ رسم تمام شادی شدہ

لوگ کریں گے، اور جو غیر شادی شدہ ہے وہ شدید سنگل فیل کرتے ہوئے کمرہ چھوڑ دیں یا اپنی منکوحہ کی رخصتی کروالیں۔

علیان داعود کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھتا بولا، جو کسی کو مسیج کرنے میں مصروف تھا۔ اسکی بات پر فون سے نظریں اٹھاتے داعود نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔

ذرا اپنے ساتھی پر بھی نظریں کرم کر لو جو کب سے خود کو شادی شدہ لوگوں میں شامل کرنے کے لئے بے چین ہے۔

داعود درخشہ کو دیکھتے بولا، جو منہ پر تھی رکھے باپ دادا کا لحاظ کر کے خود کو کچھ بے باک کہنے سے روک رہی تھی۔ ریان بھی ان سب کی نوک جھونک بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

ارے ارے رک جاؤ ! کہانی کا ٹوئسٹ تو سن لیں۔

علیان ان سب کو واپس اپنے فون اور بیوی میں مصروف ہوتا دیکھ کر بولا۔

جو سب سے بڑی مہندی لگائے گا اسے وہ کرنا ہو گا جو اس چٹ میں سے نکلے گا۔

علیان ان سب کے سامنے قرعہ بقول کرتا بولا۔

لالا اور داور، آپ دونوں آدھے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ داچی کے ایک ایک ہاتھ میں مہندی لگا دینا۔ وہ بھی کر نکلی سنگل ہے۔

علیان ان سب کے ساتھ ساتھ اپنے دادا کو بھی نہیں بھولا جو اسکی بے شرمی دیکھ کر پہلے ہی سرخ چہرے لئے بیٹھے تھے۔ اسکی بات پر استغفار پڑھتے اٹھنے لگے۔

اب تیسری رسم بھی بول دو یا تمہارے شان میں دس توپوں کی سلامی دی جائے۔

دارار سے مسلسل بات کو گھماتا دیکھ کر آخر میں تپ کر کہا کیونکہ اسکی بیوی اسکے مہندی لگانے کا سن کر پہلے ہی صاف انکار کر چکی تھی۔

وہ بولا: ”لالا، میں ان ساری رسموں کے بعد بتاؤں گا۔ چلیں بھی، سارے اپنی اپنی جگہ سنبھال لیں۔“

”واجی آپ کدھر کو نکلے؟“ علیان سب کو اپنی جگہ بیٹھنے کا کہتے ساتھ خود بھی ماکسا کے ساتھ صوفے پر جگہ سنبھال گیا تھا۔ وہ ہشام صاحب کو جاتا دیکھ کر بولا۔

”بیٹا ہم یہ رسمیں برداشت نہیں کر سکتے، ہم آرام کرنے جا رہے ہیں۔“

ہشام صاحب اسکی پکار پر سب کو کہتے کمرے سے چلے گئے، وہ زیادہ دیر تک جاگنے کے عادی نہیں تھے۔

”چلیں بھئی، پہلی رسم کریں!“

علیان ہشام صاحب کے جانے کے بعد سب کی توجہ رسم پر لانے کی کوشش کرتا ہے جو پہلی رسم کو بھلائے دوسری کو یاد رکھتے ہوئے درخشہ سے مہندی منگوا رہے تھے۔

چھوڑیں لالا، آپ رسم شروع کریں۔

علیان ان سب کو اپنی بیوی کے ساتھ مصروف دیکھتا جلتے ہوئے بولا، یہاں تک کہ اسکے بابا اور چاچو بھی اپنی اپنی مصروفیت میں لگے ہوئے تھے۔ وہ خود وہاں کھڑا اپنی بیٹی اور بیوی کو چھوڑے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔

اسکی نظر بے ساختہ آمد پر گئی جو ماں کی گود میں اسے ہی غور سے دیکھ رہی تھی۔ علیان بھی ان سب کو انکے حال پر چھوڑ کر اپنی بیٹی کی طرف بڑھ گیا۔

تکباب میں ہڈی بنا چھوڑوں اور میری پرنس کو مہندی لگا والا گھونگٹ اٹھا کر خود ہی دیکھ لیں گیں اور اگر تم نہیں لگا سکتے تو اسے مجھے دے دو وہ اپنے تایا سے مہندی لگوانے میں کوئی حرج نہیں ہو گا۔"

تم کباب میں ہڈی بنا چھوڑوں اور میری پرنس کو مہندی لگا دو۔ گھونگھٹ اٹھا کر خود ہی دیکھ لیں گے، اور اگر تم نہیں لگا سکتے تو اسے مجھے دے دو۔ وہ اپنے تایا سے مہندی لگوانے میں کوئی حرج نہیں ہو گا۔

داعود نے علیان کے سلگتے چہرے کو بانغور دیکھتے دانت کچکچا کر کہا، وہ اسکے جینے کو حرام کر رہا تھا۔ اسکی بات پر ریان نے اپنے مونچھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے خود کو کنٹرول کیا۔

اسکی بات پر علیان سٹپٹا کر فوراً آمدہ کو اپنی گود میں لے گیا، جیسے ابھی داعود اسے اٹھا کر چھین لے گا۔

سوچنے کا بھی مت، میں اپنی بیٹی کو خود مہندی لگاؤں گا۔ آپ اپنی بیوی لائیں تا کہ اسے مہندی لگا سکیں۔

علیان آمدہ کو واپس مانسا کی گود میں دیتا کون پکڑتا اسے لگانے لگا، جب بے ساختہ مانسا کی ہی چھوٹی سی ہنسی نکل گئی۔ جبکہ آمدہ بس اپنی گردن گھما کر اپنے ماں باپ کو دیکھ رہی

تھی۔ وہ بار بار ہاتھ بڑھاتے مائسا کے کان میں پہنے ہوئے آویزوں کو چھو کر اپنا ہاتھ پیچھے کر لیتی، کبھی اسکی کام دار کمیز پر ہاتھ پھیرتی، کبھی چوڑیوں کو انگلیوں سے چھوتی۔

آپ پہلے اس میں سے پن تو نکال لیں!

مانسا اسے ہنوز بندے کو زور لگاتے دیکھ کر بولی۔

یہ لیں۔

وہ کون اسکے ہاتھ سے لیتی، اس میں سے پن نکالتے اسکی طرف بڑھا دیا کہ علیان اسے خود پر ہنستے ہوئے دیکھ کر تپا ہوا تھا۔ اسے کون سے پن نکالتے دیکھ کر وہ کھسیانی سی ہو گئی۔

کون بنائے گا؟ کچھ پیارا سا بنوائے گا، میری بیٹی کے ہاتھ گندے نہ ہوں۔

مانسا جھک کر صحیح سے کون پکڑتے ہوئے کسی خدشے کے تحت بولی، کہیں واقعی اسکی بیٹی کے ہاتھ خراب نہ کر دے۔ اس نے اپنی ہی سوچ پر جھجری لی۔

تو پھر تم ہی بتا دو کیا لگانا ہے، مجھے تو پھل، سبزی اور جانور ہی بنانے آتے ہیں۔

اسکی بات پر علیان نے ایسے کہا جیسے یہ بہت ہی پتے کی بات ہو۔

مانسا بس روہانسے ہوتے اپنے موڈی میاں کو دیکھنے لگی جس کا پارہ ایک منٹ میں ہائی ہو جاتا تھا، سمجھ ہی نہیں آتا تھا کہ ابھی کون سا موڈ چل رہا ہے۔

اپنا فون دیں۔

مانسا اسکی سنجیدہ اور آرپار ہوتی نظروں کو نظر انداز کرتے اسکے سامنے ہتھیلی پھیلاتے بولی۔

علیان بغیر کسی سوال کے موبائل ان لاک کر کے اسے دے دیتا ہے۔ وہ کوئی ایک کھول کر اس پر کچھ لکھتی ہے، سرچ کرتی ہے، مطلوبہ چیز ملنے پر سکرین اسکی طرف گھما دیتی ہے۔

یہ لیں، یہ ڈیزائن لگائیں۔

مانسا اسے ڈیزائن سرچ کر کے دیتے بولی جس پر علیان اسے غور سے دیکھتا ڈیزائن کا معائنہ کرنے لگا۔۔۔

ریان ان سب کو اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ مصروف دیکھ کر بجائے گھونگھٹ اٹھانے کے آہستہ سے دعا کے سر پر کچھ تلاش کرنے لگا۔ بہت دھیان سے اسکا گھونگھٹ والا دوپٹہ اوپر کیا اور آگے کی طرف کھینچ لیا۔ یہ سب اس نے بہت احتیاط سے کیا تاکہ اسکے سر پر پہنی پھولوں کی چادر خراب نہ ہو۔

دعا پریشانی سے گھونگھٹ کی آڑ میں اسکی حرکت سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی جو اس کا گھونگھٹ ہٹانے کے بجائے نہ جانے اسکے دوپٹے کے ساتھ کیا کر رہا تھا۔ وہ شش و پنج میں تھی جب ریان اسکا آگے کیا ہوا گھونگھٹ اٹھا کر بغیر کسی لحاظ کے خود ہی اس میں جھک گیا۔

اسکی حرکت پر دعا سٹپٹا کر پیچھے ہوئی اور فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی شرمندگی چھپانے لگی۔

بہت ہی پیاری لگ رہی ہیں آپ، اہلیہ۔

ریان اسکے ماتھے پر لب رکھتا بولا۔

دعا کو تو جیسے سانس لینا بھی مشکل ہو گیا۔

ریان... س... سب... م... موجود ہیں... آپ کیا کر رہے ہیں؟

دعا نے بمشکل لرزتے ہوئے کہا، اسے سب کے سامنے اس بے باکی کی امید نہیں تھی۔

آپ کو اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ سب مصروف ہیں۔

ریان اسکے گال سہلاتا بولا۔

مت کریں ایسا، مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔

دعا نے اسکی بات کے تضاد اسکی حرکت پر اسکا ہاتھ بڑی مشکل سے اپنے لرزتے ہاتھوں سے دور کرتے کہا۔ جبکہ ریان نے اسے سنجیدہ تاثرات سے روتے ہوئے اپنا ہاتھ دور کرتے دیکھا اور فوراً گھونگھٹ سے باہر نکل کر اسکا دوپٹہ ٹھیک کیا، پھر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے امڈنے والے غصے پر قابو کرنے لگا۔ کیونکہ اس وقت اسے دعا کی بات ٹھیک لگی تھی، مگر اسکا خود سے دور کرنا ہمیشہ اسے مشتعل کر جاتا تھا، اور ابھی بھی یہی ہوا تھا۔

وہ اپنے سائیڈ پر پڑا تیل والا پانی کا گلاس اٹھا کر ایک ہی سانس میں پی گیا۔

دعا بھی اسکے یوں اچانک خاموشی سے نکل جانے پر پریشان ہوئی اور نرمی سے اسکا ہاتھ تھام کر اسے ہلاتے ہوئے اپنی طرف متوجہ کرنے لگی۔

سی... سوری... وہ... وہ سب بیٹھیں ہیں، مجھے عجیب سا لگ رہا تھا، میرا مقصد آپ کو جج کرنا نہیں تھا۔

دعا اپنے لرزتے ہاتھوں سے اسکے سخت مردانہ ہاتھ تھامتے بولی، جسکی ابھرتی رگیں اور سنہرے بال اسے ہمیشہ بری طرح متاثر کرتے تھے۔

کوئی بات نہیں اہلیہ، میری غلطی ہے۔ مجھے خیال کرنا چاہیے تھا کہ آپ کمفرٹیبل ہیں یا نہیں۔

ریان اپنے ہاتھ پر دھرے اسکے ہاتھ کو اپنی پکڑ میں لیتا اسے سہلاتے ہوئے اپنے لب اسکے ہاتھ سے لگا گیا۔

اس حرکت پر دعا کا چہرہ سرخ اور کندھوں تک شرمندگی چھا گئی اور اسکے ہاتھوں میں لرزش طاری ہوئی، جسے ریان نے بخوبی محسوس کیا تھا۔ وہ مسکراتا اسکا ہاتھ اپنی گود میں رکھ گیا۔

آپ کو اس رسم کا پہلے سے پتا تھا؟

ریان نے کسی خدشے کے تحت اسے سوال کیا، جس پر دعا نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

تو پھر آپ نے ڈیزائن بھی چوز کر رکھا ہوگا؟

وہ اپنے ماتھے پر آیا تو اسکے اگلے سوال پر دعا تیزی سے سر ہلا گئی۔

تو آپ اس ناچیز کو کب وہ ڈیزائن دکھانے کا ارادہ رکھتی ہیں؟

ریان نے ان سب کو اپنی بیویوں کے ہاتھ میں تیزی سے مصروف دیکھ کر کہا، جو سب کام شروع کر چکے تھے مگر وہ ابھی تک بیٹھا ہوا تھا۔

اچھا... ہمارا فون نکالیں، ہم آپ کو ایک ڈیزائن دکھاتے ہیں۔

دعا اسکی طرف اپنا پوتلی بیگ کرتے بولی۔۔۔

یہ لیں ڈیزائن۔ دعا نے اسکی طرف اپنا فون میں اوپن کی پکچر دکھاتے ہوئے بولی جس پر ریان نے ایک نظر چار اور پھر ایک نظر گھونگٹ میں چھپی اپنی بیوی کو دیکھا۔

اہلیہ، میں بزنس مین ہوں، مہندی آرٹسٹ نہیں۔

ریان نے اسکا سلیکٹ کیا ڈیزائن دیکھتے ہوئے کچھ پریشانی سے کہا۔

ریان اتنا بھی لفٹ ڈیزائن نہیں ہے، آپ پریشان نہ ہوں، ہم نے آپ کے لئے اس ڈیزائن کی ویڈیو نکال کر رکھی ہے، آپ ایک بار اسے دیکھ لیں گے پھر سمجھ آجائے گا، تو آپ جلدی سے لگا لیجئے گا۔

دعا گھونگھٹ کی آڑ میں اسکا پریشان ہوتا چہرہ دیکھ کر بولی۔

اہلیہ، آپ مجھے بے ایمانی کرنا سکھا رہی ہیں، کوئی ضرورت نہیں ہے ان ویڈیوز کی، میں خود لگا لوں گا اور ان سب سے اچھے لگاؤں گا۔

ریان اسکی ویڈیو بند کرتا وہ پکچر اپنے فون میں لیتا اسکا فون بند کر کے واپس اسکے بیگ میں ڈال گیا۔

دعا اسکی بات پر بس نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

ریان کو دعا نے ایک پین ڈیزائن دیا تھا جو اسکے ہاتھ کی سیدھی طرف بنانے دیا تھا جس کے بیچ میں کپل کا نام تھا۔ ریان ہر اینگل سے مہندی کے ڈیزائن میں بنے سرکل کو ناپتا ہلکے ہلکے ٹریس بنا کر لگا رہا تھا جبکہ دعا تو اسکی فیشنگ پر حیران تھی جو اپنی پوری دل جمعی سے ڈیزائن لگانے میں مصروف تھا۔

ریان ! دعا نے بڑی مشکل سے اپنی گردن سیدھی کرتے اسے پکارا۔

جی؟ اسکی پکار پر وہ ڈیزائن چھوڑتا اسکی طرف متوجہ ہوا اور سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

یہ پھول والا دوپٹہ اتار دیں اور دوسرے والی کو بھی سیٹ کر دیں، یہ بہت آگے ہے اور اسکے وزن سے مجھے گردن میں درد ہو رہا ہے۔

دعا مشکل سے سر اٹھاتے ہوئے بولی تو ریان دوپٹہ پکڑ کر اس کا پھولوں سے بنا دوپٹہ اتار دیتا ہے اور آگے سے گھونگھٹ ٹھیک کرتا بس معمولی سا ڈھانپ دیتا ہے کہ صرف اسکا چہرہ ڈھکا رہ جائے اور واپس اپنے کام پر لگ گیا۔

علیار یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ زارا نے اسے ہاتھ میں گند مچاتے دیکھ کر بولا جو گھڑی گھڑی لائن خراب کر دیتا تھا۔

ہشش ! لائن صحیح سے نہیں بن رہی، تم چپ رہو، میں ڈسٹرب ہو رہا ہوں۔

علیار ایک بار پھر اپنا ڈیزائن خراب ہوتا دیکھ کر بولا۔

آپ چھوٹے چھوٹے اسٹیپس فالو کریں اور پہلے ہلکے ہاتھ سے کون پکڑیں، آپ نے کون پکڑی ہے، گن نہیں جو اتنی سختی سے بار بار خراب کر رہے ہیں، اسے ہلکے ہاتھ سے پکڑیں اور آہستہ آہستہ لگائیں پھر ٹھیک لگے گی۔

زارا اسے سختی سے گھورتے ہوئے بولی، اسکے یوں کہنے پر زارا نرم نظر آگئی۔

اچھا ! سوری۔

علیار اسکی آنکھوں کی نمی اپنی انگلی کے پوروں سے صاف کرتا دوسرا ڈیزائن بنانے لگا جو زارا نے اسے دکھایا تھا۔

اب ٹھیک ہے؟ علیار اسکے دکھائے ڈیزائن کو راؤنڈ بنا کر اسے دکھاتا ہے۔

اسکی بات پر زارا نے ہاں میں سر ہلا دیا۔ اسکے یوں سر ہلانے پر بے ساختہ علیار کی نظر اسکے سرخ ہوتی ناک اور آنکھوں پر پڑی جس پر سرد سانس کھینچ کر رہ گیا۔

ہم آرہے ہیں۔ زارا کی ہاتھ پر جلن ہو رہی ہے۔

علیار اسے اپنے ساتھ کھڑے کرتے بولا جبکہ اسکی بات پر سب ہی متوجہ ہو کر پریشانی سے انہیں دیکھنے لگے۔

کیا ہوا ہے بچے، مہندی سے کوئی ری ایکشن ہوا ہے؟

دعا دونوں کو کھڑے دیکھ کر بولی جبکہ زارا نے نظریں اٹھا کر بھی انہیں دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔

نہیں مورے، دو، اپنی میڈلین لگانا بھول گئی تھی، وہی لگانے جا رہا ہوں، اسکی کمر میں درد ہو رہا ہے۔

علیار نے دوسرا بہانہ بنایا کیونکہ اسکی پہلی بات پر سب ہی سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے اور اسکی بیوی خاصی کنفیوز ہو رہی تھی۔

اچھا، جاؤ اور جلدی آنا، اگر تم نہیں لگا سکتے اسے مہندی تو اپنی بیٹی کو مہندی میں خود لگوا لوں گی۔

وردہ اپنی بہو کا جھکا چہرہ دیکھ کر علیار کو خاصے سخت لہجے میں بولتی واپس سے اپنی مہندی کی طرف متوجہ ہو گئی، جہاں سالب صاحب نہ جانے کیا بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

علیار اسے بیڈ روم میں ہاتھ پکڑ کر لایا، اسے بیڈ پر بٹھاتا خود گھٹنوں کے بل اسکے پیر کے پاس بیٹھتا اسکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام گیا۔

اب بتاؤ کیا بات ہے، کس خوشی میں رویا جا رہا ہے؟

علیار اسکے چہرے کو بغور دیکھتے بولا۔

اسکی بات پر ایک موٹی بوند ٹوٹ کر زارا کے عارض پر بہی جسے وہ فوراً صاف کر گئی۔

وہ... ہم تو نہیں رو رہے۔

زارا اپنی ناک سکیڑتے بولی۔

اچھا! تو پھر یہ آنکھیں کیا مجھے دیکھ کر چمک رہی ہیں؟ اور یہ ناک... یہ کیوں لال ہو رہی ہے؟ اور یہ لب... یہ کیوں کپکپا رہے ہیں؟

علیار اسکا ایک ہاتھ چھوڑتا، باری باری اپنی انگلی کے پوروں سے اسکی آنکھ کے گوشے صاف کرتا، اسکی کھڑی ناک پر اپنی انگلی پھیرتا، اسکے گد گدے لبوں کو اپنے انگوٹھے سے چھوتا بولا۔

اسکی حرکت کے تضاد اسکی آنکھوں میں اترتی خمار کی سرخی دیکھ کر زارا سٹپٹا کر پیچھے ہوئی اور فوراً اپنا چہرہ صاف کر گئی۔

ک... کوئی بات نہیں ہے، بس یونہی... و... وہ ہم میک اپ نہیں کرتے ہیں، شاید اس وجہ سے آپ کو لگ رہا ہو۔

زارا فوراً کھڑی ہوتے بولی۔

مانا تم سی پی کی بیوی ہو مگر جھوٹ بولنا تمہارے بس کی بات نہیں، تو بغیر مزاحمت کے مجھے بتاؤ ہوا کیا ہے۔

اسے کھڑے ہو کر نکلتا دیکھ علیار اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا، اسکی پشت کو اپنے سینے سے لگاتے بولا۔

اسکی اتنی نزدیکی میں زارا کی سانسیں فوراً تیز ہوئی تھیں اور وہ بمشکل اپنے دھڑکتے دل پر قابو کیے بیٹھی تھی۔ وہ اسے سختی سے خود سے لگائے کھڑا تھا۔

علیار اسے کچھ نہ بولتا دیکھ اسکی چوٹی احتیاط سے دوسرے کندھے پر کرتا، اسکی زپ پر اپنی سرسراتی انگلیاں پھیرتا ایک جھٹکے میں اسے کھول گیا۔ اسکا ایک ہاتھ اسکی زپ پر سرسرا رہا تھا جبکہ دوسرا اسکی کمیز کے اندر اسکی ٹراؤزر کی بیلٹ پر تھا۔

اسکے بے باک لمس پر زارا ہانپتے ہوئے ماتھے پر بل ڈالے اسے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

علی...

اسکے ہاتھ کو مزید نیچے کا سفر طے کرتا دیکھ وہ اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے اسکے حصار میں گھومتی اسکے روبرو ہوئی۔

علیار نے اسکے عمل پر ہنکار بھرتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

م...مجھے آپ سے کچھ سوال کرنا ہے؟

زارا اسکے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے اس سے اجازت چاہی۔

پوچھو۔

ک...کیا میں اس تبدیلی کی وجہ جان سکتی ہوں؟

وہ اپنا دوسرا ہاتھ اسکے کندھے پر رکھتے بولی۔

علیار، جو اسکے سوال کو سن کر بھوئیں اچکائے اسے دیکھ رہا تھا، اسکے تاثرات فوراً نارمل ہوئے اور وہ لمحے میں معاملہ سمجھ گیا۔

اس تبدیلی کی وجہ مجھے بھی نہیں پتا۔ مجھے بس اتنا پتا ہے کہ تمہارے پاس مجھے سکون ملتا ہے، اور جب جب میں یہ سکون ہوتا ہوں تمہاری قربت میں سب بھول جاتا ہوں۔

علیار اپنی ہی دلی اور دماغی کیفیت سے پریشان ہوتا اسے وہ بات بتا گیا جو وہ اپنے اندر محسوس کر رہا تھا۔

اسے یہ بات خود بھی سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ زارا کی قربت کیوں چاہتا ہے، جب رائمہ اسکی محبت ہے جو آج بھی اسکے سینے میں دل بن کر دھڑک رہی ہے۔ مگر اسے جواب کی امید ایسا نہیں تھا کہ اسے زارا سے محبت ہے۔ وہ تو پہلے بھی نہیں تھی، شاید نفرت بھی نہیں تھی۔ زارا کے معاملے میں اسکا دل کورے کاغذ کی طرح تھا جس پر وہ کچھ بھی لکھنا نہیں چاہتا تھا، یا خود میں اتنی ہمت نہیں رکھتا تھا کہ کچھ لکھے۔ مگر وہ جس چیز سے مسئلہ ہے، شاید یہی اسکی اپنی غلطی ہے جسے وہ ماننے سے انکار کر رہا تھا۔ وہ ایک بار پھر اپنی منفی سوچ کا ساتھ دے گیا۔

میں ایسا ہی الجھا ہوا ہوں، جسے تم چاہ کر بھی نہیں سمجھا سکتیں۔ جیسا ہوں ویسے ہی قبول کر لو۔ مجھے سلجھانے لگو گی تو خود الجھ جاؤ گی۔ میں ایسا ہی ہوں، کھوکھلا اور بے رنگ۔ اپنے رنگ

بھرنے کی کوشش مت کرنا، میرے رنگ میں رنگ جاؤ۔ میں نہیں چاہتا تم رنگوں سے خالی ہو جاؤ، پہلے ہی وجہ سے تم ٹھیک نہیں ہو۔

علیار اسے مزید اپنے قریب کرتا، اسکے ماتھے سے اپنا ماتھا لگاتے بولا جیسے ڈھکے چھپے الفاظ میں اسے آگاہ کرنا چاہ رہا ہو۔

آپ مجھے ہر حال میں قبول ہیں۔ کوئی فرق نہیں پڑتا مجھے، آپ الجھے ہیں یا سمجھے، رنگین ہیں یا بے رنگ، جیسے بھی ہیں مجھے پسند ہیں آپ۔ بس خود کو کھوکھلا مت کہیں۔

زارا اسکے بیرڈ میں ڈھکے گال سہلاتے ہوئے کہنے لگی۔ اسکی بات پر علیار نے بے یقینی سے اسے دیکھا، جب وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ایڑیوں کے بل کھڑے ہوتے اسکی ٹھوڑی پر لب رکھ گئی۔

علیار اسکی جسارت پر آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگا۔ وہ ایک لمحے کے لئے اسے بھی حیران کر گئی تھی، مگر اسے اپنے لبوں کے بجائے ٹھوڑی کو چھوتا دیکھ کر علیار اسکی کمر پر رکھا اپنا ہاتھ سختی سے اسکے گرد پھیلاتا، اسے زمین سے اٹھا کر اپنے لبوں کے قریب کرتا اسکے لب اپنے دانتوں سے دبا گیا۔

کرنی ہو تو پوری کس کیا کرو، مجھے چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے، ورنہ پورے ہفتے کمرے سے نکلنے کے لئے ترسو گی۔

علیار اسے شدت سے خود سے لگاتا، غراتے ہوئے بولا، جبکہ زارا اسکی بات پر مسکرا کر رہ گئی۔ وہ رومینس بھی تفصیل میں کرتا تھا۔

علیار اسے پہلی بار اپنے ساتھ مسکراتا دیکھ کر بے ساختہ اسکی آنکھوں کے سامنے ہاسپٹل کا منظر گھوما، جب وہ داعود کی بات پر اسے دیکھتے مسکرا رہی تھی۔

تم اب کسی کے سامنے نہیں مسکراؤ گی، خاص کر اپنے اس سڑے ہوئے بھائی کے سامنے، جو بس ہم دونوں کے کباب میں ہڈی کا کام کرتا ہے۔

علیار ماتھے پر بل ڈالے مزید سختی سے اسکی کمر کو جکڑتا بولا۔ اسکی اتنی سختی پر زارا کو اپنی پسلیاں ٹوٹتی محسوس ہوئیں۔ وہ سمجھ گئی تھی وہ کس کی بات کر رہا ہے، مگر ابھی اسے روکنا بہتر نہیں لگا، ورنہ وہ بات کو کوئی اور رنگ بھی دے سکتا تھا۔

وہ شکی نہیں تھا مگر شاید اسے داعود کا زارا کے لئے اس طرح لڑنا اچھا نہیں لگا تھا۔ وہ بعد میں اسکی غلط فہمی دور کرنے کا سوچ کر اسکے سینے پر سر رکھنے لگی، جب وہ اسکی کوشش ناکام بناتا اسکے لبوں پر جھک گیا۔

آج اسکے لمس میں نرمی تھی۔ وہ انتہائی احتیاط سے اسکے نرم گداز لبوں پر اپنے لب رکھتا، نرمی سے اسکے نچلے لبوں کو اپنی قید میں لیتا انہیں چومنے لگا، جبکہ زارا اسکا نرم لمس محسوس کرتے بے

ساختہ اسکے بالائی لبوں پر اپنے لب رکھے تو اسکے مونچھوں کی چھبن محسوس کرتے وہ کسمسائی تھی۔

جس پر علیار اسے مزید خود سے لگاتا، اسکی کھلی زپ کو مزید سرکاتا، اسکی قمیض میں ہاتھ ڈالتا، اسکی برہنہ پیٹ پر ہاتھ سرسراتے، دوسرا ہاتھ سامنے سے اسکی کمر پر رکھے اوپر کی طرف لے جاتا، اسکی دھڑکنوں کے کنارے پر پھیرنے لگا۔

اسکے کھردرے ہتھیلی کا لمس اپنی برہنہ پیٹ اور دھڑکنوں کے کنارے پر محسوس کرتے زارا نے سٹپٹا کر اسے دور ہونا چاہا، جب وہ مزید سختی سے اسے خود سے لگاتے بیڈ پر گرا گیا۔

وہ ہنوز اسکے لبوں سے اپنے لب جوڑے بڑی طرح اسکی ہر آتی جاتی سانسوں کے ساتھ کھلواڑ کرنے لگا۔ اسکے لمس میں پل پل بڑھتی شدت کو محسوس کرتے زارا بیڈ پر دھرے اپنا ایک ہاتھ اسکے چہرے پر رکھتی، دوسرے سے اسکے بال سہلانے لگی۔

علیار اپنے بالوں میں چلتی اسکی نرم مختصر انگلیوں کا لمس محسوس کرتے، اسکی اکھڑتی سانسوں کا خیال کرتے، اسکے لبوں کو آزادی بخش گیا۔

وہ پیچھے ہوتے اسے دیکھنے لگا، جو اسکے شدت بھرے عمل پر بے ترتیب سانسیں لیتی، بے سدھ نڈھال سی پڑی تھی۔

اسکے مچھلے لبوں پر ہلکی سی خون کی بوند بھی نمایاں ہوئی۔ وہ دوبارہ جھکتا، اس بوند کو لبوں سے چن گیا۔ اسکے لبوں کے بھیگے لمس کو اپنے زخمی ہونٹوں پر محسوس کرتے زارا نے سسکی لی تھی۔

"تم نے مجھے مجبور کیا تھا، میں تو اچھا بھلا تم سے پوچھ رہا تھا۔"

اسکی بات پر زارا، جو اپنی سانسیں نارمل کر رہی تھی، اس نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔ مطلب سارا الزام اس پر ڈال کر وہ کتنی آسانی سے بری الذمہ ہو گیا تھا۔ اسکی بات پر وہ نفی میں سر ہلاتے اٹھ بیٹھی اور اپنا ہاتھ پیچھے لے جاتے زپ بند کرنے لگی، جب علیار اسے کھینچ کر خود سے لگاتا، اسکی زپ بند کرنے کے ساتھ ہی اسکے بال بھی سیٹ کرنے لگا، جو اس نے اپنے جذبات میں خراب کئے تھے۔

وہ اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے لاتا، اسکی پھیلی ہوئی لپ اسٹک صاف کرتا، اسے دوبارہ سے وہی لپ گلوس لگا گیا۔ زارا اسکی تمام تر کارروائی خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

"چلو، اس سے پہلے مورے تمہاری طبیعت کا پوچھنے اوپر آجائے۔"

علیار اسکا ہاتھ تھامتے، اسے اپنے ساتھ لئے باہر کی طرف بڑھا۔۔

"لالا! مجھے لگا آج آپ آئیں گے ہی نہیں۔۔"

داور نے اسے زارا کے ساتھ واپس کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر بولا، جو اپنے شکن زدہ لباس کو ٹھیک کر رہا تھا۔ اسکی بات پر داعود نے بھی فون سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا، جسکے لباس کی

شکن اسے اچھے سے اسکے کارنامے کا پتا دے رہی تھی۔ وہ ایک نظر اسے دیکھتا واپس اپنے کام پر لگ گیا۔ پتا چلا وہ کم عقل اے سی پی اسکی بیوی کو دیکھنے کے جرم میں ہی اسکی درگت بنا دے، اسے اب تک یہ بات سمجھ نہیں آتی تھی کہ وہ لوگ اپنی بیویوں کو لے کر اتنے پوزیسیو کیوں ہیں۔ ((کیونکہ ابھی اسکی اپنی بیوی نہیں آئی ہے۔

وہ اپنی سوچ پر سر ہلاتے اپنے کام پر لگ گیا۔ اسے یہاں بیٹھنا بے کار لگ رہا تھا، مگر اپنی بہن کی خوشی کی خاطر موجود تھا۔

لالا ! اگر آپ نے اب بھی مہندی لگانا شروع نہ کی تو آپکو اپنی وردی کی پاور کا استعمال کرتے" ہوئے آدھی رات کو کسی مہندی والی کو گن پوائنٹ پر پکڑ کر اسے بھابی کی مہندی لگوانی ہوگی، کیونکہ "مجھے آپکے آثار کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے ہیں۔

علیان، جو آنکہ کے ہاتھ میں طوطی بنا چکا تھا، وہ اسکی دونوں کلائیاں اپنی نرم گرفت میں لیتا، اس پر مسلسل پھونک مارتے بولا تاکہ اسکی مہندی جلدی سوکھ جائے۔ ابھی کچھ ہی دیر گزرے تھے جب وہ دونوں میاں بیوی آنکو کے ہاتھ پر پھونک مار رہے تھے، جب درخشہ اسکے سامنے ایک چھوٹا سا منی ٹیبل فین کر گئی، جو زرتاشہ نے اپنے کمرے سے منگوایا تھا۔

درخشہ کے ہاتھ سے فین لیتے علیان نے سر کو خم دیتا شکریہ ادا کیا، جسے وہ ہاتھ اٹھا کر موصول کرتے واپس اپنی مہندی کی طرف متوجہ ہو گئی۔ جہاں دارا پوری کوشش کرتے ہوئے اسکا بنایا ڈیزائن ہو بہو نگار رہا تھا۔ زرتاشہ تو اسکی فینشنگ دیکھ کر حیران تھی، جو ایک ایک ڈیزائن کو بالکل

ٹھیک سے نگار رہا تھا۔ اس نے پہلے چین سے سارا ڈیزائن ٹریس کیا، بعد میں مہندی کو استعمال کیا۔ زرتاشہ تو اپنے سائیں کی ہوشیاری پر اسکی بلائیں لیتے نہیں تھک رہی تھی، جس نے اسکی طبیعت کا خیال رکھتے ہوئے اسے جلدی جلدی مہندی لگا رہا تھا، تاکہ وہ آرام کر سکے، مگر ساتھ ساتھ اسے جوس اور بسکٹ کھلانا نہیں بھولا تھا۔۔۔

"چلو بھئی ! کس کس کا باقی ہے؟"

داور تقریباً سب کو ہی فارغ ہوتا دیکھ کر بولا۔

" ! تم اپنے کام سے کام رکھو"

اسکے اس طرح کہنے پر تقریباً سب نے یک زبان ہو کر کہا تھا۔ وہ سب ہی فارغ ہوتے اپنی بیویوں کے ہاتھ پر بنائے اپنے شاہکار کو دیکھ رہے تھے۔

چلیں بھی، مجھے پتا ہے آپ سب لگا چکے ہیں، تو مجھے تو دیکھنے دیں کس نے زیادہ اچھی لگائی ہے، مجھ سے اور رہا نہیں جائے گا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں میری جلاد بھائیوں نے میری معصوم بھابھی کے ہاتھ کا کیا حشر کیا ہے۔ اسکی بات پر سلیمان اور صاحب صاحب، جو ٹیک کر صوفے کی پشت سے ایک لگائے ہوئے تھے، وہ مزید پھیل کر بیٹھ گئے، جبکہ انکی بیویاں تو انکے بنائے ڈیزائن پر سر پکڑ چکی تھی، جنہوں نے ایک گول دائرہ بھی ٹھیک سے نہیں بنایا تھا اور اس میں انکے پسینے چھوٹ گئے تھے۔

بابا اور چاچو، آپکو زیادہ شوخا ہونے کی ضرورت نہیں ہے، میں ذرا اپنی باؤنڈری کا خیال کرتے ہوئے آپکو اس لسٹ میں شامل نہیں کیا ہے، ورنہ آپ نے تو ان سے بھی زیادہ گند مچایا ہے۔ اور انہیں بڑے مزے سے دونوں ہاتھ صوفے کی پشت پر پھیلائے بیٹھے دیکھ کر، اپنی نشست سے ذرا اٹھ کر انکی کارستانی دیکھتا بولا۔

اسکی بات پر سلیمان صاحب بس دانت پیس کر رہ گئے۔ اگر ابھی انکی بیوی انکے پہلو میں نا ہوتی تو وہ ضرور اپنی پیشاوری چپل سے اسکا منہ لال کر دیتے۔

بابا، خواب دیکھنا اچھی بات ہے، مگر خیالی پلاؤ پکانا ایک بہت بڑی عادت۔ داور انکا کیا ہوا چہرہ دیکھ کر بولا، سمجھ گیا تھا اسکے باپ کے دل میں اس وقت کیا چل رہا ہے۔

بھابھی، کدھر؟ آپ لوگوں کا ارادہ نہیں ہے ہمیں ڈیزائن دکھانے کا؟۔ داور ان سب کو اپنے شوہروں کے سہارے کھڑے ہوتا دیکھ کر بولا۔

نہیں، انہوں نے جو بھی لگایا ہے بہت اچھا۔ آپ پورے کنوارے اور آدھے شادی شدہ اپنے کمرے میں جا کر آرام کریں، اور لالا آپ دعا کو کھانا کھلا دینا، ہم سب کے ہاتھ پر مہندی لگی ہے۔ زرتاشہ اسے ہنگوں کی طرح منہ کھولے دیکھ کر بڑے آرام سے ان دونوں کے سر پر بم پھاڑتی اپنے لالا سے مخاطب ہوئی، جو شاید نکلنے کی تیاری میں تھا۔

اچھا ٹھیک ہے، گڑیا۔ اسکی بات پر ریان دعا کو بازوؤں سے تھام کر کھڑا کرتا بولا۔

درخشہ، تم لالا کو کھانا دے کر مہندی والی کو بلوا لینا، تاکہ وہ دعا کے پیر پر بھی مہندی لگا دے اور دوسرے سائڈ پر بھی۔ زرتاشہ اسے ہدایت دیتی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے آگے بڑھ گئی۔ اسے ابھی بھی اپنی ٹانگوں سے چلا نہیں جا رہا تھا۔

زرتاشہ کے ہاتھوں اتنی بے عزتی پر داعود کو تو کوئی فرق نہیں پڑا، جبکہ داور ضرور منہ بھونتا اپنے کمرے میں چلا گیا، مگر ان سب کو یہ دہائی دینے کے بعد کہ بہت جلد اس کا شمار بھی شادی شدہ میں ہو گا۔ اسکی دہائی پر سب ہی اسے جانے کا اشارہ کرتے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

سب کو کمرے میں جاتا دیکھ دارار، جو زرتاشہ کو لئے جان بوجھ کر آہستہ آہستہ چل رہا تھا، احتیاط سے اسے باہوں میں بھر گیا۔

آپکو کچھ اور نہیں ملا تھا؟ اپنے یہ شورٹس ہی ملے تھے؟ زرتاشہ نے فوراً بیڈ پر لیٹتے اپنی کھوئی ٹانگوں پر کمفرٹر ڈھکتے کہا۔

اور پیر پر مہندی تو نیچے سے لگتی ہے، یہ شورٹس پہننا ضروری تھا۔ زرتاشہ اسکے ضد کرنے پر دارار کی ٹی شرٹ کے ساتھ ساتھ اسکے شورٹس پہنے تھے، جو اس نے اسے مہندی لگانے کا بہانہ کرکے پہنائے تھے۔

بے بی ڈول، میں نے تمہیں کہا تھا وہ نائٹی پہن لو، تم ہی نہیں مانی، مگر چلو اچھا ہے، اس سے زیادہ تم اس میں ہاٹ لگ رہی ہو۔ دارار اسے دیکھتا، چھپ کر آئل کی بوتل اپنے ساتھ بیڈ پر رکھتے، اسے اپنی باتوں میں الجھاتے بولا۔

۔ اسکی بے باک بات پر زرتاشہ نے اپنی گول آنکھیں مزید بڑی کر کے اسے آنکھیں دکھانے لگی، جس پر دارار محظوظ ہوتا اسکے قریب ہوتے اسکی ناک پر لب رکھ گیا۔ یو اس طرح آنکھیں بڑی کر کے تم مجھے ڈرا تو نہیں سکتی، البتہ بہکا ضرور سکتی ہو۔

دارار اسکے پیر پر سے اچانک کمبل ہٹاتا، فوراً اسکے پیر کو اپنے شکنجے میں لیتا، اس پر تیل لگاتے بولا، جبکہ اسے یوں کمبل ہٹاتا دیکھ زرتاشہ نے فوراً اپنے پیر پیچھے کرنے چاہے، اس سے پہلے ہی وہ اس پر قابض ہو گیا۔

چپ کر کے لیٹ جاؤ اور مجھے کرنے دو جو میں نے کرنا ہے، ورنہ تمہارے ہاتھ پیر باندھ دوں گا، "اور پھر مالش کروں گا۔ پھر نہ کہنا، "سائیں ہم آپ سے نہیں بولیں گیں۔

دارار انگلی اٹھا کر اسے دھمکی آمیز انداز میں بولتا اپنے کام پر لگ گیا۔

وہ اسکے دونوں پیروں کی اچھے سے مالش کرتا، اسکی سر کی طرف بڑھا۔ وہ اسکے بال پونی سے آزاد کرتا، ان پر اپنی لمبی انگلیاں چلاتا، اسے ریلیکس کر رہا تھا۔ اسکی سرسراتی انگلیاں اپنے دھڑکتے سر

پر محسوس کرتے زرتاشہ آسودگی سے مسکراتے اپنے سر پر چلتا اسکا ہاتھ تھامتے انہیں اپنے لبوں سے لگا گئی۔

بہت شکریہ، آپ اس دنیا کے بیسٹ ہسبینڈ ہیں۔

زرتاشہ شدت سے اسکے ہاتھ چومتے، آنکھیں موندے بولی، جبکہ دارار اسکی بات پر مسکراتے ہوئے اسکے سر کی مالش کرنے لگا۔۔۔

ریان ! آپ رہنے دیں، ہم مہندی سوکھنے کے بعد کھا لیں گیں، آپ پریشان نہ ہوں۔

دعا اسے خود کو اٹھائے کمرے میں لے جاتا دیکھ کر بولی، جو سب کے جانے کے بعد اسے کچھ لمحے کے لئے زنان خانے میں چھوڑتا، اپنی نگرانی میں اسکا کھانا لگواتا، درخشہ کو اپنے پیچھے آنے کا کہتا، اسے بانہوں میں بھرتا سیڑھی کی طرف بڑھا تھا۔ درخشہ ان دونوں سے قدرے پیچھے اپنے منہ میں ڈوپٹا ڈالے چل رہی تھی۔ اسے ریان سے اتنی بے باکی کی امید نہیں تھی۔

یہاں رکھ دیں کھانا۔

ریان اسکے کمرے میں داخل ہوتا، اپنے پیچھے داخل ہوتی درخشہ کو بے تاثر نگاہوں سے دیکھتے کہا، جسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ وہ اسکی بات پر سر ہلاتے کھانا صوفے کے سامنے ٹیبل پر رکھتی کمرے سے نکل گئی۔

ریان اسے ڈریسنگ ٹیبل کی چیئر پر بٹھاتا، باری باری اسکے جسم سے ڈوپٹے الگ کرتا۔ بغیر اسے دیکھے ڈریسنگ روم میں جاتا، وہاں سے اسکے لئے کوئی دوسرا ہلکا ڈوپٹا لاتے اسے پہنا گیا۔

یہ سب بھی اتارنا ہے؟ آپ نے ایسے ہی ٹھیک ہے؟

ریان اسے پھولوں کے بنے جیولری کی طرف اشارہ کرتے بولا، جس پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔ اس نے جان کر آج کی جیولری پھولوں کی سلیکٹ کی تھی تاکہ اسے تکلیف نہ ہو، کیونکہ بارات کی جیولری پہلے ہی بہت ہیوی تھی، جس پر ریان نے اعتراض بھی کیا تھا مگر اس نے ضد کر کے وہی سلیکٹ کی تھی۔

مگر انہیں تھوڑی دیر ٹرائے کرنے کے بعد اسے اپنے کان سن ہوتے محسوس ہوئے تھے جیولری کے وزن کے تضاد۔ آج جس طرح ریان کی بھیجی ہوئی فوٹوگرافر نے شام سے اسکی درگت بناتے اسکا فوٹو شوٹ کیا تھا، اور پھر مایوں کے لئے مسلسل بیٹھے بیٹھے اسکی اپنی کمر معلوم ہی نہیں ہو رہی تھی۔

ریان اسے کھانا کھلانے کے بعد اسے آرام کرنے کا کہتا، خود بھی اپنی حویلی کے لئے نکل گیا تھا۔۔۔

میر اپیارا کرو، ویسے ہی سو جاؤ، اور تم نے کل صبح سے پہلے نہیں اٹھنا۔ آپکے بابا آپکی ماما کے ساتھ تھوڑا وقت گزارنا چاہتے ہیں۔

علیان آمدہ کا ماتھا چومتے اسے اسکے بے بی کاٹ میں لٹاتا بولا، جو بڑے مزے سے علیان کی گود میں سو چکی تھی۔

یہ آپ کب لائے؟۔۔

اپنے کمرے میں ایک اور فرنیچر کا اضافہ ہوتا دیکھ کر مائسا نے حیرانی سے پوچھا، جب وہ لوگ تیار ہو کر نیچے گئے تھے تب تو یہ کاٹ نہیں تھا، مگر پھر اسے اپنا سوال ہی بے تکا لگا۔ علیان پچھلے کچھ ہی دنوں میں ہر وہ چیز لا چکا تھا جو ایک دو مہینے کے بے بی کے لئے ضروری تھی، مگر ساتھ ہی وہ وہ چیز بھی لے رہا تھا جسے آئدہ دیکھ کر مسکرا دیتی یا چھو لیتی۔

"تب، جب میرا ارادہ اپنی بیوی کے عقل اور ہوش ٹھکانے لگانے کا بنا۔"

علیان احتیاط سے آئدہ کو اس کے کاٹ میں لٹاتا، اس کے کان میں ایئر نوائز لگا گیا تا کہ اس کی بے باک باتیں اس کی بیٹی نہ سن سکے۔

"کیا مطلب؟"

اس کی بات پر کاٹ کی طرف جھکتی مائسا نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ کر کہا، جس پر علیان آئدہ کے ماتھے پر لب رکھتا، پیچھے ہوتے اسے ایک ہی جست میں اپنی باہوں میں بھرتا بیڈ کی طرف بڑھا۔

توبتائیں دلبر، آپ کس طرح کا رومینس پسند کریں گی؟ وائلڈ، سوفٹ، ہارڈ اور سینشوئل؟ یا پھر" ایکسائٹنگ یا پیشنٹ؟

(Soft, Hard, Wild, Sensual, Passionate)"

علیان اس پر گھٹا کی طرح چھاتا، اپنی کمیز اتار کر پھینکتا، اس کی کنپٹی پر لب رکھتے بولا، جبکہ اس کی اس قدر بے باکی پر مائسا اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی جو صرف اپنی باتوں سے ہی اسے کانپنے پر مجبور کر رہا تھا۔

ارے! تم تو ابھی سے شرما گئی دلبر، ابھی بہت سے مراحل باقی ہیں جو تمہیں شرمانے کا پورا پورا" موقع دیں گے۔"

علیان اس کے ماتھے پر لب رکھتے، اس کا ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹاتے بولا۔

"ع۔ علیان! ہمیں ڈر لگ رہا ہے۔"

اس کی آنکھوں میں اترتی خمار کی سرخی دیکھ کر مائسا نے سمٹتے ہوئے کہا جو پل میں گلابی ہو چکی تھی۔

کسی مجھ سے؟ یا آگے کے پروسس سے؟ اگر مجھ سے ڈر لگ رہا ہے تو یہ تم انتہائی فضول کام کر" رہی ہو۔ اکلوتا شوہر ہوں تمہارا، مجھ سے رومینس کرو نہ کہ ڈرو۔ اور اگر آگے کے پروسس سے ڈر لگ رہا ہے تو مجھ پر بھروسہ رکھو، اپنی جان سے زیادہ تمہاری جان کی حفاظت کروں گا، اور اپنی

عزت سے زیادہ تمہاری عزت کو اہمیت دوں گا۔ تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو، میں کبھی بھی تمہارے ساتھ زبردستی نہیں کروں گا۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے تم یہ سوچ اپنے ذہن میں پالے بیٹھی ہو کہ میں نے تمہارے ساتھ زبردستی کی ہے؟"

علیان نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔ اس کے اس طرح اچانک سنجیدہ ہونے پر مائسا نے سمٹتے ہوئے اسے دیکھا۔

"ن۔ نہیں ایسا نہیں، و۔ وہ تو بس۔۔۔"

"ش! مزید کچھ مت بولو۔ جب تمہیں یہ نکاح زبردستی کا نہیں لگ رہا تو پھر یہ گریز کس بات کا؟"

علیان اس پر سے ہٹتا، بیڈ پر اس کے برابر میں لیٹتا، اپنا بازو آنکھوں پر رکھ گیا۔

"آپ خفا ہو گئے ہیں؟"

مائسا اس کے آنکھیں بند کئے لیٹے دیکھ کر پوچھنے لگی۔ اس کے سوال پر علیان کوئی بھی جواب دیے بغیر ہنوز خاموش ہی رہا۔

"سنیے!"

اسے ہنوز خاموش دیکھ مائسا نے کچھ سوچتے ہوئے اسے پکارا۔ اس کے پکارنے کے انداز پر بمشکل علیان نے اپنے لبوں پر آنے والی مسکراہٹ پر قابو کیا۔

"اچھی سنیے نا! "

مائسا اس کے سینے پر ٹھوڑی ٹکائے، اس کے لبوں کو انگلی سے چھوتے اسے پکارنے لگی، جس پر علیان نے بمشکل اپنے دھڑکتے دل پر قابو کیا تھا جو اس کی انگلیوں کے لمس پر ہی سرپٹ دوڑ رہا تھا۔

"کدو کے بابا۔۔۔"

مائسا اس کے مزید قریب ہوتی، اس کے آنکھوں پر رکھے اس کے ہاتھ کو ہٹاتے، اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کرتے ہوئی۔ اس کے اتنے قریب ہونے پر اسے اپنے پورے بدن میں کپکپی محسوس ہوئی تھی۔

اور سمارا خون سمٹ کر چہرے پر آتا مگر اسے منانے کا سوچتے ہمت کر گئی۔

علیان !۔۔ مائسا اسکے چہرے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے اسکے ماتھے اپنا ماتھا لگاتے اسے پکارنے لگی۔

اگر تم مجھے کس کرو گی تو میں مانو گا۔

اسے یوں انوکھے انداز میں خود کو منایا دیکھ علیان اپنی ایک آنکھ کھولتے اسے دیکھ کر کہا جبکہ مائسا جو اسکی خاموشی پر رونے والی ہو رہی تھی اسکی ضد سنتے اسکا منہ ہی بن گیا اور وہ اسکے اوپر سے ہٹتے اسکے سینے پر سر رکھتی اسکی کمر کے گرد اپنے بازو حائل کر گئی۔

وہ تو نہیں ہو سکتا کیونکہ ہمیں آتا ہی نہیں ہے۔ مائسا اسکے گرد اپنی پکڑ کستے آنکھیں موندتے ہوئے کہا۔

علیان نے اسکی بات پر اسکے سر کو گھورا کر رہ گیا۔

اگر نہیں آتا تو کوشش تو کر سکتی ہو۔ علیان اسکی کمر پر ہاتھ پھیرتا اسے اپنی طرف متوجہ کرتے بولا۔

تو آپ کر لیں کوشش، کس نے منع کیا۔

اسکی بات پر مائسا بے خودی میں اسے جواب دینے گئی جب علیان کی پکڑ اپنی کمر پر سخت ہوتا دیکھے اس نے اپنی بات پر غور کیا تو اب دانتوں تلے دبائی۔

چلیں اگر ہمارے بچوں کی اماں کی یہی خواہش ہے تو آپ کا حکم سر آنکھوں پر محبوبہ۔

علیان خود کروٹ بدلتا اسے اپنے سینے سے بیڈ پر منتقل کرتا اسکے چہرے کو دیکھنے لگا جہاں اسکی قربت کے ساتھ ساتھ اسکی بے باکی کے رنگ بھی پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے۔

وہ اسکے چہرے پر جھکتا، باری باری اسکے کان کو بھاری آویزوں سے آزاد کرواتا، باری باری وہاں اپنے لب رکھتا اسکے لبوں پر جھک گیا۔ وہ اسکے لبوں پر جھکتے بغیر اسے سمجھنے کا موقع دیے پوری شدت سے اسکے لبوں کو اپنے شکنجے میں لیتا اسکی زبان کو سک کرنے لگا۔ مائسا تو اسکے انداز پر آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی جو بری طرح سے اسکی سانسیں چراتا، ایک ہاتھ اسکے

خدوخال پر پھیرتا، دوسرے سے اسکے بیک کے پچھلے تسل کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا، اپنے پیر کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھاتے اسے چیکنے پر مجبور کر رہا تھا۔

مائسا نے با مشکل اپنے ماؤف ہوتے دماغ اور لڑتے ہاتھ کے ساتھ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے ہوش دلانا چاہا جس پر علیان اسکی زبان پر رحم کھاتا اسکے لبوں پر قابض ہو گیا۔ وہ بغیر کسی رعایت کے اسکے بالائی لبوں کو کھانے کے انداز میں چوم رہا تھا۔ اسکے اتنے شدت بھرے عمل پر مائسا نے اسکے لیتے اسکے نچلے لبوں پر دانت گاڑے جو دیوانہ وار اسکے لبوں کو چومتا اسے بے چین کر رہا تھا۔

اسکے دانت گاڑنے پر علیان نے بھوئے چڑھائے اسے دیکھا۔

تم نے کہا تھا مجھے کس نہیں آتا، اب میں کر رہا ہوں تو کیا پریشانی ہے؟

اسکی مزاحمت پر علیان نے دانت کچکچاتے کہا۔

آ۔ آپ۔۔۔ آپ ہماری سانس بند کر رہے ہیں، کسی نہیں۔۔۔ مائسا نے با مشکل اپنی پھولی سانسوں کے درمیان سرگوشی نما آواز میں کہا۔ اسے اپنے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے۔

تو تم کر لو آرام سے کس، کس کرنے سے روکا ہے تمہیں؟ یہ تمہاری سزا ہے۔ تمہیں پہلے ہی کس کرنا سیکھ لینا چاہیے تھا، اب بھگتو۔

علیان بے باکی سے اسکے لبوں پہ اپنا خون رگڑتا ایک بار پھر اسکے لبوں پر جھک گیا جو اسکی شدت سے بے تحاشا سرخ ہو رہے تھے۔ وہ اسکے لبوں پر زبان پھیرتا نرمی سے ان پر لب رکھ گیا۔ وہ کتنے ہی لمحے اسکے لبوں پر اپنے لب رکھے اسے اپنی سانسیں مہیا کر رہا تھا۔

مائسا جو اسکے نرم لمس پر پگھلتی اسکے کس کرنے کا انتظار کر رہی تھی، اسے کتنی ہی دیر اپنے لبوں پر لب رکھے آنکھیں موندے دیکھ آہستہ سے اسکی پیٹھ پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگی جیسا وہ کرتا تھا۔

اسکے عمل پر علیان نے فوراً آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا جو انتہائی آہستگی سے اسکی گرم پشت پر اپنا ٹھنڈا ہاتھ پھیرتی، اپنی انگلیاں اسکے ریڑھ کی ہڈی پر پھیرتی، آہستہ سے اپنے لب وا کرتی اسکے بالائی لبوں کو اپنی قید لیتی انہیں سک کرنے لگی۔

وہ علیان کو حیران کرتے انتہائی نرمی سے اسے کس کر رہی تھی۔ اسکے عمل پر با مشکل علیان نے اپنے باڈی بلڈر وجود کا وزن اپنے ہاتھ پر رکھا تھا، ورنہ وہ اسکے عمل پر گمش کھا کر اسے ہی اپنے نیچے دبا دیتا۔ وہ انتہائی رومینٹک انداز میں اسکے لب چومتے پیچھے ہوئی۔ اس کے پیچھے ہونے پر علیان نے با مشکل اپنی بوجھل ہوتی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"شکریہ آمدہ کے بابا، اور مائسا کے مزاجی خدا ہونے کے لئے۔ اگر آپ نا ہوتے تو نا آئندہ ہوتی نا آمدہ کی ماما۔ ہم دونوں کا وجود آپ سے ہے، آپ نہیں تو کچھ نہیں۔ مانا آمدہ کی وہ کائنات ہے، آپ اس دنیا میں ہماری جنت ہیں۔"

مائسا اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولی۔

اسکے اتنے اچھے اظہار پر علیان کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھیں۔

"تم اور میرا سب کچھ۔ جب پتا چلا تم میرے کدو کی اماں ہو، اسی ٹائم فیصلہ کر لیا تھا شادی تم سے ہی کروں، تا کہ اس پیارے سے کدو کو ہمیشہ اپنے پاس رکھ سکوں۔ تم سے پہلے اس سے محبت ہوئی تھی، مگر تم اس بات پر جیلس مت ہونا۔ تمہارا مقام یہاں ہے۔"

وہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے بولا۔

"تمہیں یہاں بیٹھایا ہے۔"

وہ اپنی پلکوں کو چھوتے بولا۔

"تم یہاں سوار ہو۔"

وہ اپنے دماغ کی طرف اشارہ کرتے بولا۔

"آمدہ تمہارے یہاں ہے۔"

وہ اسکے دل کے مقام پر انگلی پھیرتا بولا۔

"اس لئے مجھے عزیز ہے۔ تمہارا مقام الگ ہے، نا میں تمہاری محبت اپنے لئے ناپ سکتا ہوں نا اسکی۔ بس اتنا جانتا ہوں کہ میں جنت میں تم دونوں کے ساتھ جاؤں گا۔"

علیان بامشکل اپنی آنکھوں کی نمی کے ساتھ ساتھ اپنے لئے اترتی نمی پر بھی قابو پاتے بولا۔

"چلو، بہت ہو گئی ڈیڈ باتیں۔ اچھا بھلا رومینٹک موڈ بنا تھا، ہالی وڈ والا، اور تم نے مجھے بولی وڈ کا دیوداس بنا دیا۔"

اسکی بات پر مائسا نے منہ کھولے اسے دیکھا۔

"تو آپ خود ہی ناراض ہو گئے تھے۔"

مائسا اسکی بات پر نفی کرتے بولی۔

"تو کون سا تم نے منایا؟ میں نے ہی کیا جو کیا۔ اچھا اب بس چھوڑو، اور مجھے اپنے کام پر فوکس کرنے دو۔ تم ہمیشہ مجھے ڈسٹریک کرتی ہو۔"

علیان اسکی گردن پر جھکتا، وہاں اپنے لبوں سے سک کرتے بولا۔

"ہا۔ ہم نے کب۔۔"

"ہشش! مجھے لگا تھا تمہاری زبان میٹھی ہے، مگر اب لگ رہا ہے تم میٹھی ہو، یا شاید یہاں بھی میں غلط ہوں۔ کچھ اور بھی ہے جو بہت زیادہ میٹھا ہے، جسے چکھنا بھی باقی ہے۔"

علیان اسکے لبوں پر انگلی پھیرتے اسے خاموش کرواتا، ساتھ ہی ذو معنی انداز میں اسکے دل کے مقام پر انگلی پھیرتا بولا۔

اسکی بات پر مائسا سٹپٹاتے اپنی نظریں جھکا گئی۔ اسکے یوں نظریں جھکانے کے تضاد اس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر بے ساختہ علیان کا قہقہہ چھوٹا تھا، جس پر مائسا فوراً اسکے منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔

"آمدہ اٹھ جائے گی۔"

"تو تم بس خاموش رہنا۔"

علیان کمرے کی لائٹ ڈِم کرتا، سائیڈ لیمپ چلا گیا۔ اس نے ایک وال لیمپ بھی لگوایا تھا جو آمدہ کے بے بی کاٹ کے پاس تھا، تاکہ رات کو وہ ڈرے نا۔

علیان اسے تھوڑا سا اوپر اٹھاتا، اسکی زپ کھولتے اسکی کمیز اسکے تن سے جدا کر گیا۔

"کیا بیوی! اب یہ سکن کلر اب مت پہننا، بلکہ میں کل ہی تمہیں اچھے کلر لا کر دوں گا۔"

علیان اسکی بلاؤز کی اسٹریپ میں اپنی انگلیاں الجھاتا بولا۔ وہ اسکی گردن پر جھکتا، اسکی گردن سے لے کر کندھے تک اپنے لبوں کا لمس چھوڑتا اسکے بلاؤز کو بھی کمیز کے ساتھ ہی پھینک گیا۔

وہ اس کے کندھے سے لے کر دل کے مقام تک آتا، وہاں اپنی شدت میں بھیگتا اس کی دھڑکنوں پر جھکتا اور وہاں شدت سے اپنے لب رکھتا سک کرنے لگا۔

ماکسا نے اس کی شدت پسندی پر اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے اسے ریلیکس کرنا چاہا، جس پر علیان اس کی دھڑکنوں کو محسوس کرتے ہوئے نیچے کی طرف آ رہا تھا۔

وہ اس کے جسم کے قریب آکر نرم اور جذباتی انداز میں اس پر جھکا رہا، اور مانسا نے اس کے بالوں پر اپنی گرفت مضبوط کی تاکہ اسے اپنی طرف متوجہ کر سکے۔

اس کے ردعمل پر علیان نے رک کر اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

ہمیں ایسے اچھا نہیں لگ رہا۔ مانسا اسے اپنے پیٹ پر جھکا دیکھ کر سوالیہ نظروں سے اپنی طرف دیکھتے پا کر بولی۔

بے فکر رہو، وہ نہیں کر رہا جو تم سوچ رہی ہو۔ علیان شدت سے اس کے پیٹ پر لب رکھتا اوپر کی طرف اٹھا تو اس پر سیاہ فلش ہو گیا۔

وہ اس کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھاتے اس پر اور خود پر اچھے سے کمفرٹ دیتا بہت احتیاط سے اس کی روح میں اتر گیا۔ اس کی اتنی نرمی اور احتیاط کے باوجود مانسا نے اپنے لبوں پر لب جماتے اپنی سسکی کو روکا۔

علیان جو آنکھیں نیچے کیے اس کی روح میں اتر رہا تھا، بامشکل خود پر ضبط کیے ہوئے تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جس کے عارض سرخ ہوتے بھیگے ہوئے تھے۔ وہ سختی سے آنکھیں نیچے کیے اپنے لب آپس میں پیوست کیے ہوئے تھی۔

علیان اسے اپنی قربت سے آزاد کرتا اس کے گال سہلاتے اسے دیکھنے لگا۔

ہماری آنکھوں میں دیکھتے رہو، انہیں بند کرنے کی غلطی مت کرنا۔

علیان اس کے لبوں پر انگلی پھیرتا نرم انداز میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر دوبارہ اس کی روح میں اتر گیا۔ اس کی پہلے سے زیادہ شدت پر ماکس نے سختی سے آنکھیں بند کر لیں۔

وہ اس کے ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی جب وہ دوبارہ اسے آزادی دیتا، اس کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ کی گرفت میں لیتا، اس کے سر کے اوپر تکیے پر رکھتا، اور اپنا ایک پیر اس کی کمر پر رکھ کر مزید شدت سے اس میں اتر گیا۔

وہ اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر بار بار اس کی آنکھوں میں جھانکتا، پھر اسے آزادی دے دیتا۔

مانسیا اس کے اس بے باک عمل پر با مشکل اپنے آنسو روک کر اسے دیکھنے لگی اور زبردستی اس کی مضبوط گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کرواتی اس کی گردن میں بازو حائل کر گئی۔

اگر آپ کی ان حرکتوں سے ہمیں ہاض نہیں آرہا تو ہم آپ سے ناراض ہو جائیں گے۔

مانسا اس کی گردن پر بازو ڈالتے اپنا چہرہ اس کی گردن میں چھپاتی، با مشکل اپنے بھیگے لہجے پر قابو پاتے بولی۔

تو تم وہ کرو جو میں کہہ رہا ہوں۔ تمہارا میاں ایک انتہائی یونیک ہے، اور اس کی قربت بھی پھر اسی کی طرح ہو گی۔۔جلا دینے والی۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم میرا ساتھ دو، کیونکہ میرے ارادے بہت خطرناک ہیں۔

علیان اس کے کان میں سرگوشی کرتا ہوا بولا۔

وہ اس کی دھڑکنوں کو چھوتا ایک بار پھر اس کی روح میں اتر گیا۔

!علیان

مانسا نے سہم کر اسے پکارا، اور اس کی دھڑکنوں سے اپنا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی، مگر وہ اسے مزید خود سے لگا گیا اور اپنے عمل میں شدت لے آیا۔

مانس نے سکتے ہوئے اسے پکارا اور ساتھ اسکی دھڑکنوں سے اپنا ہاتھ باناتے اسکے سینے میں چھپنا چاہا جب علیان اسے مزید خود سے لگاتا اپنے عمل میں شدت لے آیا۔ مایا جو مشکل اسکے شدت بھرے لمس پر اپنا رونے اور سکی پر بندھ باندھے ہوئے تھی بے ساختہ اسکی سکی کمرے میں گونجھی چونکہ کمرا اسائونڈ پروف تھا تو آواز تو باہر نہیں جاتی تھی مگر اسکے اتنے تیز سکنے پر علیان نے بے ساختہ آنکھو کے کاٹ کی طرف دیکھا جو ہنوز سو رہی تھی۔۔بیوی تمہاری یہ سکی قربت کے لمحات میں میرے لئے کسی میٹھے سر سے کم نہیں ہوتے مگر انہیں صرف میرے کانوں میں گھلنے کی اجازت ہے یو اسے ہمارے بینی تک مت پہنچاو۔ علیان نے اپنا شدت بھرا عمل روکتے کہاں۔ ت۔ تو پھر۔۔ ہم کیا کریں ہمیں خود ہی رونا آرہا ہے۔ ماکسا نے یا مشکل ڈرتے ڈرتے اعتراف کیا علیان کی آنکھوں میں اتر اخبار اسے خوف زدہ کر رہا تھا۔ تم میرے لبوں کو چوم لوں جیسے میں نے چوما تھا ان سے بری طر حلپٹ جاو؟ میری پیٹ کو جکڑنے کے بجائے انہیں کھوریچ دور میرے سینے کے بال اپنی مٹھی میں دبوچ لو؟ میرے سینے اور گردن پر اپنے دانت گاڑ لو۔

علیان اس کے کان کو سہلاتے، اس کا ہاتھ اپنی پیٹھ پر رکھتے بولا، بے باکی سے اسے اپنے مزید قریب کر گیا۔ اس کے یوں جھونکا دینے پر مانسا کی سسکی نکلی۔

"ہمیں لگتا ہے ابھی تو ہم نے صحیح سے آپ کو اپنا آپ محسوس نہیں کروایا، تو آپ کی سسکیاں بند نہیں ہو رہیں۔ جس لمحے کروائے گئیں تو آپ تو ہمیں اپنے ان آنسوں سے ہی بیچ میں لٹکنے پر مجبور کر دیں گی۔ خیر، ہمیں اس سے فرق نہیں پڑتا۔ ہم پورے پورے آپ کے ہیں۔ جب آپ کا نازک بدن ہمیں برداشت نا کر سکے تو ہماری پشت کو زخمی کر دیجیے گا، تاکہ نہاتے وقت ہمیں لگے تو کہ ہم اب کنوارے نہیں رہے۔ ایک عدد بیوی آگئی ہے ہماری، جس نے پورے حق سے ہماری روح میں اترتے ہمیں سرشار کیا ہے۔"

علیان اس کے دونوں پیر اپنی کمر کے گرد لاک کرتا ایک بار پھر اس کی روح میں اتر گیا۔ مانسا اس کے کہے مطابق اس کی پشت پر اپنے ناخن گاڑتے، اس کے کندھے پر اپنے لب رکھے ہوئے تھی۔

علیان کافی دیر اسے اس پوزیشن میں رکھے ہوئے تھا جب نا جانے اس کے دل میں کیا سمایا۔ وہ یوں ہی اسے خود سے جوڑے بیڈ کے کنارے پر جاتا، اپنے اور اس کی چادر ٹھیک کرتا، ایک جھٹکے میں اسے بالکل کاؤنٹر پر کر گیا۔ اس طرح کہ وہ زمین پر کھڑا تھا اور مانسا کے دونوں پیر بھی زمین کو چھو رہے تھے۔ وہ اسی پوزیشن میں دوبارہ اپنا عمل کرتا، اسے تڑپنے پر مجبور کر رہا تھا۔

"سوری دلبر، بٹ یور مین لوو وائلڈ رومینس اینڈیور سو ناو ڈیٹ وائلڈنس، اینڈیور دا اونلی ون ہو ہیز آر ائٹ ٹو سی، ٹو فیل مائی وائلڈنس اَنٹِل ہیو۔"

علیان یوں ہی اسے تھامے اس کے لبوں پر جھک گیا۔ مانسا با مشکل ہی اس کی بات سمجھ پائی۔ اس کی شدت پسندی پر مائسا کو اپنے اعصاب شکن ہوتے محسوس ہوئے۔ وہ با مشکل ہی خود کو ہوش باختہ رکھے ہوئے تھی۔

"علیان بس !۔۔ اب ہم سے اور نہیں ہو گا۔"

ماکسا نے دو گھنٹے بعد اسے پکارا۔ اسے اپنی ٹانگیں سُن ہوتی محسوس ہوئیں اور کمر میں شدید تکلیف۔

"اتنی جلدی نہیں، میری جان۔ ابھی پوری رات باقی ہے اور میرا تمہیں صبح سے پہلے چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"

علیان اسے چادر میں لپیٹے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھتے بولا۔

مانسا، جس نے با مشکل خود کو ہوش میں رکھا ہوا تھا، اسے ڈریسنگ روم کی طرف جاتا دیکھ کر پریشان ہوتی اسے دیکھنے لگی۔ وہ جونہی اسے لے ڈریسنگ روم میں داخل ہوا، مائسا جو پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی فوراً شرم سے چہرہ اس کی گردن میں چھپا گئی۔

اس کا پورا ڈریسنگ روم مرمرفِٹ تھا۔ کبرڈ کے ڈور سے لے کر ڈرار تک ہر ایک چیز پر مرر تھا، سوائے ایک دروازے کے جو واش روم کا تھا۔ وہ مِسٹ گلاس کا تھا۔

"دلبر، ابھی بہت سے ایڈونچر باقی ہیں۔"

علیان اس کی کمر کے نیچے اس کے نشیب و فراز پر ہاتھ مارتے بولا، جس پر مانسا نے سٹپٹا کر مزید اس کے گلے میں باہیں تنگ کرتے اسے چپکا لیا۔

وہ کبرڈ کے اندر ڈریسنگ مرر پر اس کو بٹھاتا، وہاں بھی ساری لائٹ آف کرتا، بس کبرڈ کے گرد لگی ایل ای ڈی لائٹ آن کر گیا۔ وہ یوں ہی اسے بٹھائے اس کی روح میں سماتا، خود کو اور اسے سیراب کرتا کسی اور ہی جہاں میں تھا۔

"دلبر!۔۔"

علیان کچھ لمحے بعد اسے پکارا۔

"تم کمفرٹیبل ہو نا؟"

علیان شیشے پر ہاتھ لگائے، چادر کو پکڑے اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے بولا۔ جس پر مائسا آنکھیں موندے اس کے کندھے سے ہاتھ گزارتے اسے مزید اپنے قریب کر گئی۔

"بالکل ہوں، آپ خوش تو میں خوش۔"

وہ اس کے گال پر لب رکھتے بولی۔

"علی!۔۔۔"

زارا، جو اس کے سینے پر سر رکھے سامنے ٹی وی پر اس کا لگایا کوئی ٹاک شو دیکھ رہی تھی، کسی احساس کے تحت اسے پکار بیٹھی۔

"ہماری مایوں تو ایسی نہیں ہوئی تھی نا؟ آپ نے ہمیں مہندی لگائی تھی اور نا گھونگھٹ اٹھانے کی رسم ہوئی تھی۔"

زارا، جو کب سے اپنے دل میں یہ سوال لیے بیٹھی بلا آخر دل کے ہاتھوں اسے مجبور ہوتے یہ پوچھ بیٹھی۔

"کیونکہ تمہارا اور میرا نکاح پہلے نہیں ہوا تھا۔ خاندان میں زیادہ تر نکاح پہلے ہوئے ہیں۔ دارار اور زرتاشہ کے نکاح اور رخصتی کے درمیان تین گھنٹے کا فرق تھا۔"

"علی !۔۔ ہم۔۔۔ ایک بات اور پوچھوں؟۔۔"

زارا کے دوبارہ سوال کرنے پر علیار ٹی وی کی آواز کم کرتا، پوری توجہ سے اسے دیکھنے لگا کیونکہ وہ "ہم" بول کر اسے ڈسٹرب کر رہی تھی اور وہ اس پر غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"و۔ وہ۔۔۔"

"پوچھ لو۔"

اسے یوں نظریں جھکائے ہچکچاتا دیکھ کر علیار اس کی مشکل آسان کرتے بولا۔

"اب اگر آپ گاؤں سے باہر جائیں گے تو ہمیں لے کر چلنا، ہمیں بھی شہر دیکھنا ہے۔"

زارا نے اسے تکتے ہوئے بڑی امید سے کہا، جبکہ اس کی بات پر علیار ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھنے لگا۔

"تم نے شہر کی یونیورسٹی سے پڑھائی کی ہے۔ تم تو گاؤں میں ٹیچنگ بھی کرتی رہی ہو، پھر تم نے شہر کیسے نہیں دیکھا؟۔۔"

علیار ماتھے پر بل ڈالے اسے گھورتے بولا۔

"بہت مشکل سے تو ہمارا ایڈمیشن ہوا تھا۔ پہلے تو وہ لوگ ہمارے بیک گراؤنڈ کی وجہ سے ہمیں لے ہی نہیں رہے تھے۔ پھوپھو جان کے دیور وہاں لائبریری میں کام کرتے تھے، تو ان کی بات چیت ایک این جی او کی ہیڈ سے تھی۔ انہوں نے ہمارا رزلٹ دیکھا اور کریم انکل کو وہ کافی عرصے سے جانتی تھیں، اس وجہ سے انہوں نے ہمارا ایڈمیشن اپنے پرسنل خرچے پر کروایا تھا۔ اور ہم وہیں ہاسٹل میں رہتے تھے، مگر با مشکل جو خرچہ پھوپھو جان دیتی تھیں اس پر ہم گزارا کرتے تھے، تو کبھی بھی باہر نکلنے کا موقع نہیں ملا۔"

زارا اپنی انگلیاں آپس میں الجھاتے ہوئے اسے جواب دے رہی تھی۔

"تو تم یونیورسٹی میں ہی جاب کر کے خرچہ نکال لیتی۔"

علیار، جو با غور اس کی بات سن رہا تھا، خود کو یہ بولنے سے روک نہ سکا۔

"کیمپس میں بہت سے لڑکے بھی تھے، جو تقریباً ہر جگہ ہوتے تھے، تو ہمیں اچھا نہیں لگتا تھا۔ اور کریم انکل نے بھی ہمیں ایسے جاب کرنے سے منع کیا تھا۔ اگر کوئی بدماش پیچھے لگ جاتا تو؟ اس لیے میں کلاس میں بھی الگ ہی رہتی تھی۔ وہ این جی او کی ہیڈ، واحدہ آنٹی، ان کی وجہ سے کافی سیفٹی تھی۔ ڈین بھی بہت خیال کرتے تھے میرا۔"

"اچھا، تو تم شہر ان سب سے ملنے جانا چاہو گی؟۔۔"

علیار اس کی سب سے بانڈنگ کا سن کر بولا۔

"نہیں، سب کو ہمارے گھر، جہاں آپ رہتے ہیں، اس میں دعوت پر بلوا لیں گے۔۔۔"

زارا اجازت طلب نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی، جس پر علیار مسکرا دیا۔

"ٹھیک، بلا لینا۔ اب اِدھر آؤ، دکھاؤ تمہاری مہندی تو سوکھی بھی نہیں اب تک۔"

علیار اسے مزید کچھ بولنے کے لیے لب وا کرتے دیکھ کر اپنی طرف بلاتا ہوا بولا۔

"ہاں، سوکھ گئی ہے۔۔۔"

زارا بھی اس کے کہنے پر جلدی سے اپنی مہندی کی طرف دیکھنے لگی، کہیں اس نے اپنا پسندیدہ کام، انگلیاں الجھانے کے چکر میں، اسے خراب تو نہیں کر لیا۔

"ہاں، سوکھ گئی ہے۔ میں دھو کر آتی ہوں۔۔۔"

زارا اپنی سوکھی مہندی کو دیکھ کر فوراً بیڈ سے اترنا چاہتی تھی جب علیار اس کا بازو تھامے اسے بیڈ پر ہی بیٹھے رہنے کا اشارہ کر گیا۔

"ایسے ہی رہنے دو، صبح دھونا۔ نکال، لاؤ کون دو، میں تمہارے پیر پر لگاؤں۔۔۔"

علیار ٹی وی بند کرتا، اسے تکیے کے سہارے ٹیک لگا کر بٹھاتا، خود اس کے پیر کے پاس بیٹھتے ہوئے اسے کون کی طرف اشارہ کرتے بولا، جس پر زارا نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"آ۔ آپ لگائیں گے؟۔۔"

زارا اس کی بات پر حیرانی سے منہ کھولے اسے دیکھ کر بولی، جس پر علیار، جو اپنے فون پر ڈیزائن سرچ کر رہا تھا، اس کے ہاتھ روکے اور اپنے اسکرین سے نظریں اٹھا کر ایک بھنو چڑھائے اسے دیکھا۔

"تو یہ کس نے لگائی ہے؟ ظاہر سی بات ہے، میں ہی لگاؤں گا۔"

علیار اسکی بات پر تنک کر کہتا، اسے آنکھوں سے کون کی طرف اشارہ کرتے بولا، جس پر زارا خاموشی سے کون پکڑاتی اپنے پیروں کے لئے دعا کرنے گئی۔ وہ کل تک اسے صحیح سلامت ملیں۔

علیار کون کو تھامے اسکے پیر اپنی طرف کرتا، انہیں اپنے مطابق رکھنے لگا۔ یہ آج پہلی بار تھا جب وہ اسکے پیر ہاتھوں میں لے کر دیکھ رہا تھا، جبکہ زارا کو اپنے پیر پر اسکے کھردرے ہاتھوں کے لمس سے عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

ع۔ علی، آپ ہمارے پیر پر ہاتھ مت لگائے، ہمیں اچھا نہیں لگ رہا۔

زارا نے علیار سے مخاطب ہوتے کہا، جو مثلِ سا بینا بس اسکے پیر کو دیکھ رہا تھا۔

تمہارے پیر بہت پیارے ہیں۔

علیار اسکے نرم گلابی پیروں پر اپنی انگلی پھیرتا بولا۔

اسکے سرسراتے لمس پر زارا کو اپنے پورے بدن میں لرزش محسوس ہوئی۔

علی، نا کریں۔

اسے ہنوز اپنے پیروں پر ہاتھ پھیرتا دیکھ زارا نے روہانسی ہوتے کہا۔

اچھا ! میں تو کروں گا۔

اسکی بات سنتے علیار نے بھی چہرے پر شرارتی تاثرات لئے اسے کہا اور جھک کر اسکے پیروں پر لب رکھ گیا۔

علی !۔

زارا نے چیخ کر اسے پکارتے، اپنا پیر دور کرنا چاہا، جب علیار اسکے پیر پر اپنی پکڑ قست، انہیں جھٹکا دیتے ایک جھٹکے میں بیڈ پر لیٹا گیا۔

اس اچانک افتقاد پر زارا خواب کا منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی، اور ساتھ ساتھ اس لمحے کو بھی کوس رہی تھی جب اس نے چینج نہیں کیا۔ وہ ہنوز علیار کے لائے گاؤن میں ملبوس تھی، جبکہ علیار نے اس سے کہا بھی تھا کہ وہ چینج کرلے، مگر وہ یہ کہہ کر ٹال گئی کہ وہ اسی میں کمفرٹ فیل ہے۔

وہ زیادہ سے زیادہ وقت اس کے ساتھ گزارنا چاہتی تھی، مگر اب اسکے ارادے بھانپتے اسے اپنی بے وقوفی پر سر پیٹنے کا دل کیا۔ اسکا ارادہ علیار سے ڈھیر ساری باتیں کر کے بھرپور سونے کا تھا، تاکہ وہ کل فریش ہو کر اٹھے۔

ایک عرصے بعد اسے پرسکون نیند آنی تھی۔ جب سے اسکی شادی ہوئی تھی، علیار کے رویے نے اسے بے چین کر رکھا تھا۔ ان سات مہینوں میں زیادہ تر راتیں اسکی یا تو جاگ کر یا رو کر گزری تھیں۔ اگر کبھی وہ سو بھی جاتی تو اس نیند میں نا وہ مٹھاس تھی نا سکون جو شادی سے پہلے تھا۔

مگر تب بھی اسے ہوسٹل میں ہر وقت چوکنا رہنا پڑتا تھا، اور گاؤں واپس آکر وہ کام پر لگ گئی۔ صبح اسکول، پھر دوپہر میں گھر کے کام، پھر شام کو بچوں کی ٹیوشن۔ اسکے بعد بھی وہ بچا وقت لوگوں کے کپڑے سینے میں گزار دیتی تھی۔ اسے نہیں یاد کہ وہ سکون سے سوئی ہو گی۔

ماں باپ کے آغوش کا سکون اسے ملا نہیں، مگر اسکی پھوپھو ہمیشہ کہتی تھی وہ اپنے شوہر کے حصار میں سکون سے سوئے گی، ایسے جیسے کوئی معصوم بچہ جسے دنیا سے کوئی غرض نا ہو، جس کا تکیہ اسکے محرم کا سینہ یا بازو ہو گا، اور کمبل اسکے مضبوط بازو، جس کی قربت گرمی میں ٹھنڈک اور

سردی میں گرماہٹ پہنچائے گی۔ ایک بار جب وہ اس نیند کا مزہ چکھ لے گی، اسکے سارے گلے ختم ہو جائیں گے۔

اپنی پھوپھو کی اتنی بے باک بات پر وہ لال بھبھوکا ہو جاتی تھی۔ وہ تو اب بھی اکثر ان سے زندگی کے سکون کے بارے میں باتیں کرتی تھی۔

وہ جو اپنے خیالوں میں گم تھی، علیار کے لبوں کا لمس اپنے پیر کی انگلی پر محسوس کرتے وہ جھلا اٹھی۔ علیار کے اچانک کھینچنے کی وجہ سے اسکا گاؤن اٹھ کر گھٹنوں تک آچکا تھا، اور ظلم یہ تھا کہ وہ بڑے آرام سے اسکے مومی پیروں پر ہاتھ پھیرتا گھٹنے تک کا سفر طے کر چکا تھا۔

ع۔ علی۔ آ۔ آپ مہندی لگا رہے تھے۔

زارا اسکے لبوں کا لمس اپنے ٹخنے سے اوپر کی طرف محسوس کرتے، اسے یاد دلاتے کہا، جو سب کچھ بھلائے اپنی من مانی میں لگا ہوا تھا۔

ویسے تو میں ایک بہت ضروری شو دیکھ رہا تھا، مگر تم پاس ہو اور میں کام پر دھیان دے دوں؟ نا ممکن۔ مگر تم فکر نا کرو میری جان، تمہاری مہندی مجھ پر ادھار، جب تم صبح اٹھی ہو گی تو لگی ہو گی۔

علیار خمار آلود لہجے میں اسے کہتا، اپنی ٹی شرٹ اتار کر پھینک گیا جو اس نے زارا کے اصرار پر ہی پہنی تھی۔ وہ فنکشن کے بعد سے اسے بیڈ پر بیٹھے اپنی مہندی سکھاتا دیکھ کر جان کر پورے کمرے

میں بغیر ٹی شرٹ کے گھوم رہا تھا، تو وہ اپنا کام چھوڑے اٹھ کر اسکی ٹی شرٹ نکال کر لائی جسے علیار نے اسے بہت تنگ کرنے کے بعد پہنا تھا۔ اسکا لال بھبوکا چہرہ اسے مزا دے رہا تھا، جیسے ابھی اس نے صرف اسکے پیر پر ہاتھ پھیرتے ہی وہ سٹپٹا کر اپنے پیر پیچھے کھینچ گئی تھی۔

علیار اسکے پیر چھوڑتا، اٹھ کر اسکے روبرو ہوتا، اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے آہستہ آہستہ سے اپنا چہرہ اسکے قریب کرگیا۔ اسے ٹی شرٹ اترتے دیکھ زارا لال بھبوکا چہرہ لئے نظریں پھیر گئی، جب علیار اسکی تھوڑی پر ہاتھ رکھتا اسکا چہرہ اپنی طرف کرگیا۔

ادھر دیکھو، نظریں پھیرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

علیار اسے اپنے سینے سے لگاتا، اسکی زپ سرکاتے بولا۔

ع۔ علی۔ میری مہندی ! ۔

زارا اسے اپنی من مانی کرتا دیکھ کر اپنی مہندی کے لئے فکر مند ہوتے بولی۔

کچھ نہیں ہوگا تمہاری مہندی کو، بالکل ٹھیک رہے گی، بس تم موومنٹ خراب مت کرنا۔

علیار اسکے دوپٹے سے اسکے ہاتھ باندھتا، تکیے سے لگا گیا۔ اسکی حرکت پر زارا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

پریشان مت ہو، تم کل بالکل فریش اور سب سے زیادہ خوبصورت دیکھو گی۔ علیار کی قربت کا رنگ تمہارے انگ انگ کو مہکاتا، تمہارے چہرے کو نکھرنے پر مجبور کر دے گا۔ ایک ہی نظر میں سب کو سمجھ آجائے گا تم کس کی ہو۔

علیار بے باکی سے اسکے نشیب و فراز پر ہاتھ پھیرتا، اسکی قمیض اسکے تن سے جدا کر گیا۔

تم نے کیسے سوچ لیا تھا تم ریڈ پہنو گی اور میں تمہارے چہرے کو اسکے ہم رنگ نہیں کروں گا۔

علیار اسکے بلاؤز کے کلر کو دیکھتے بولا۔

ع۔ علی۔ لائٹ۔

اسکی بات پر زارا نے آنکھیں کھولے اسے دیکھا تو اسکا دھیان لائٹ پر گیا۔

لائٹ ایسے ہی رہے گی، میں تمہیں ان روشنیوں میں ہر پردے سے آزاد دیکھنا چاہتا ہوں۔

علیار اسکی دھڑکنوں پر ہاتھ پھیرتے بولا۔

کل سے تم انکے ساتھ کمربند بھی پہنا کرنا، بہت اچھے لگے گی، میں لے کر آیا ہوں، تم نے دیکھے نہیں۔

علیار اسکی بلاکور کی اسٹریپ پر اپنی انگلیاں الجھاتے، بے باکی سے اسکے نیم برہنہ وجود پر اپنی آر پار ہونے والی نظریں گاڑتا بولا۔

اسکی بے باک نظریں خود پر محسوس کرتے زارا کو دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کے ڈر پر تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کہہ رہا ہے، اسے بس اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے پتا تھا وہ بے باک ہے، شدت پسند بھی ہے، مگر اس قدر؟ اسے اسکی بے باک باتوں کے ساتھ روح کو آر پار کرنے والی نظریں لرزنے پر مجبور کر رہی تھیں۔ اسے اپنے ہاتھ باندھتا دیکھ وہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔

علی! ۔

زارا نے سرگوشی نما آواز میں اسے پکارا۔

جی جانِ یار! ۔

اسکی سرگوشی پر علیار نے مسکراتے ہوئے اسے پکارا۔

ایسے ہمارے بازو دکھیں گے۔

اسے اپنے ہاتھ کی فکر ستائی۔

تو میں دبا دوں گا۔۔

اسکی بات پر علیار نے اسے جواب دیتے کہا۔

زارا اپنی آخری مزاحمت بھی رائیگاں جاتا دیکھ کر اپنی آنکھیں موند گئی، جب علیار کمرے کی لائٹ ڈم کرتا، لیمپ لائٹ آن کر گیا۔

وہ نرمی سے اسکے لبوں کو چومتا، اپنے ایک ہاتھ سے اسکے دونوں ہاتھوں کو احتیاط سے اسکی پہنچی کے نیچے سے پکڑتا، دوسرے کو اسکے بالوں میں الجھاتا، نرمی سے اسکے لبوں کا جام پی رہا تھا۔ وہ اسکی گردن پر جھکتا، وہاں اپنے لب رکھتا، اسکی سانولی گردن کو چومتا، اسکی بیوٹی بون پر آیا۔ وہ وہاں اپنے ہاتھ پھیرتا، اپنی انگلیاں اسکی اسٹریپ میں الجھاتا، انہیں نیچے کرتا، اسکی گردن کی گھڑیوں پر شدت سے اپنے لب ضبط کر رہا تھا۔ زارا اسکے لبوں کی شدت اپنی نازک جلد پر محسوس کرتے مزید سختی سے اپنی پلکیں بھینچے ہوئے تھی۔ وہ اپنے ہاتھ مہندی خراب ہونے کی وجہ سے ہلا بھی نہیں پارہی تھی۔۔

علیار اسے اپنے بازوؤں میں بیڈ سے تھوڑا اوپر اٹھاتے، اسکے بلاؤز کی اسٹریپ کھولتے، اسے اسکے تن سے الگ کرتا، اپنی ٹی شرٹ کے ساتھ پھینکتا، اسکی قربت بدلتا، اسے منہ کے بل لٹا گیا۔ زارا اپنی آنکھیں پھیلائے ارد گرد دیکھنے لگی، جب اسے کمرہ نیم اندھیرے میں ڈوبا نظر آیا۔

علیار اسکی برہنہ پشت پر اپنی سرسراتی انگلیاں پھیرتا، اسکی پچھلی گردن پر لب رکھ گیا۔
"آج میرے ارادے کچھ اور ہیں، جو تمہاری نازک جان کے لئے اچھے ثابت نہیں ہوں گے۔"

علیار اسکی کمر کے خم پر اپنے ہاتھ پھیرتا، بے باکی سے اسکے کان میں سرگوشی کرتا، اسکے کان کی لو کو اپنے لبوں میں قید کرتا، اسکی پشت اپنے چٹانی سینے سے لگا گیا۔ اپنے چٹانی سینے پر اسکی ملائم پشت

کو محسوس کرتے علیار نے آنکھیں موندی تھیں۔ وہ یونہی اسے اپنے سینے سے لگائے، اپنا ہاتھ اسکے پیٹ سے گزارتا، اسکی بیلی بٹن پر آکر رکا۔

اسکی کھردری انگلیاں وہاں محسوس کرتے زارا نے سختی سے آنکھیں بھینچتی، خود کو مزید بیڈ سے لگایا تھا، جب علیار اسکی کوشش سمجھتا، ایک ہاتھ سے اسے تھوڑا بیڈ سے اٹھاتے، اپنی انگلیاں اسکی بیلی بٹن کے ارد گرد پھیرتا، کبھی اسکی دھڑکنوں تک جا رہا تھا تو کبھی اسکے ٹراؤزر کے بیلٹ تک۔ وہ صرف اسے اپنے ہاتھ سے ہی بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپا رہا تھا۔ زارا با مشکل اپنے آپ کو رونے سے روکے ہوئے تھی، ورنہ اسکی حرکتیں اسے رونے پر مجبور کر چکی تھیں۔

"علی !۔۔" زارا نے با مشکل روتے ہوئے اسے پکارا۔

"علی کے آگے بھی کچھ بول لیا کرو۔" علیار اپنے ہاتھ پیچھے کرتا، اسکے کندھے پر لب رکھتے بولا۔

جبکہ اسکی بات پر زارا خاموش ہوگئی کہ جب علیار اسکے کندھے سے نیچے جا بجا اپنے لب رکھتا، اسکی پشت کے کنارے پر لب رکھتا، اسکی پوری پشت کو اپنے لبوں کے لمس سے مہکاتا، اسے سیدھا کر گیا۔

"اب بولو، کیا بات ہے؟" اسے آنکھیں موندے دیکھ علیار اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھتے بولا۔

"آ۔ آپ کو ہمیں تنگ کر کے مزا آ رہا ہے۔۔" زارا اسکا کھلا کھلا چہرہ دیکھتے بولی۔

"مزے کی کیا بات کر دی تم نے، مسز سمیرا؟ یہ لال ٹماٹر چہرہ دیکھ کر میں سرشار ہو جاتا ہوں، اور اسے مزہ نہیں، ایڈونچر کہتے ہیں۔۔۔بیڈ ایڈونچر۔" علیار اسکے عارض پر اپنی مونچھیں رگڑتا بولا۔

"ہمیں نہیں کرنا ایسا کوئی ایڈونچر، توبہ توبہ !۔۔بندہ ایڈونچر کے لیے پکنک پر جاتا ہے، دوسرے شہر گھومنے جاتا ہے، کیمپنگ کرتا ہے، یہ کیسا ایڈونچر ہے؟" زارا اسکی بات پر ناک پھلاتے ہوئے بولی۔

"یہ ہسبینڈ اور وائف کا ایڈونچر ہے، جسکے بارے میں میری معصوم بیوی کو نہیں پتا۔" علیار اسکے لبوں پر جھک لگاتا، اسکی دھڑکنوں کو اپنی گرفت میں لے گیا۔ اسکے پاک لمس پر زارا کی سسکی اسکے منہ میں ہی کہیں گم ہوئی، جو بری طرح اسکی دھڑکنوں کے ساتھ کھلواڑ کرتا، اسکے لبوں کو بے دردی سے چوم رہا تھا۔ اسے اتنی شدت سے اپنے لب چوماتا دیکھ، زارا کو ایک بات کا یقین تھا کہ کل میک اپ آرٹسٹ سے میک اپ کرواتے ہوئے اسے شدید شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا، کیونکہ۔۔۔اسکی شدت پسندی سے اسے اندازہ ہو گیا تھا، یقینا اسکی گردن اپنے شدت بھرے لمس سے نیلی کر دی ہو گی، بلکہ صرف گردن ہی نہیں، جہاں جہاں اس نے شدت سے اپنے لب ضبط کئے ہیں، ہر اس جگہ ہے۔ زارا نے اسکے لبوں پر غصہ سے دانت گاڑتے سوچا، جبکہ علیار اسکے عمل پر اپنا ہر عمل چھوڑتا، آنکھیں کھولے مٹل سا اسے دیکھ رہا تھا، جو اپنے ننھے سے ماتھے پر بل ڈالے، آنکھیں موندے، ہنوز اسکے لبوں پر اپنے دانت گاڑے ہوئے تھی۔۔

اسکی حرکت پر علیار محفوظ ہوتا، با مشکل اپنے لبوں پر امنڈنے والی ہنسی پر قابو کرتا، اسکے موتی جیسے دانتوں پر زبان پھیر گیا۔ اسکی حرکت پر زارا سٹپٹاتے ہوئے اسکے لب کو اپنی گرفت سے آزاد کرتے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"نظریں مت چراؤ، مسز! ابھی ہماری باری باقی ہے۔" علیار اپنے لبوں پر انگوٹھا پھیرتے، اس پر آئی ہلکی سی خون کی بوند کو اپنی انگلی کی پوروں سے چنتا، انہیں اسکے سامنے کرتا بولا۔

"یہ جو تم نے میرا خون ضائع کیا ہے، اسے اب تم ہی بڑھاؤ گی۔ تمہارے اس حرکت سے میرا کتنا خون ضائع ہو گیا ہے۔ اب اگر کسی ریڈ یا پولیس مقابلے کے دوران میں خون کی کمی سے بے ہوش ہو گیا تو۔۔۔" علیار اپنے تاثرات انتہائی معصوم بناتے ہوئے کہا۔

اسکی بات پر زارا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

"آپ پریشان نا ہوں، ہم نے جان کر کیا؟ بس انجانے میں ہو گیا۔ ہم آپکو صبح جو پروٹین شیک دیتے ہیں وہ دو دفعہ دیں گیں، پھر ٹھیک ہو جائے گی آپکی کمزوری۔ بلکہ رکئے، ہم ابھی بنا کر دیتے ہیں۔"

اسکی بات سنتے زارا سٹپٹاتے بیڈ سے اٹھنا چاہا، جب علیار کا کھلکھلاہٹ بھرا قہقہہ کمرے میں گونجا۔ وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے، بیڈ پر لوٹ پوٹ ہوتا ہنسے ہی جا رہا تھا، جبکہ اسکی حرکت پر زارا نے اسے پریشانی سے دیکھا۔۔۔

یار تم اتنی بھولی کیوں ہوں !۔۔ علیار لاڈ سے اسے کہتا شدت سے اسکی تھوڑی چوم گیا۔ کیا مطلب ؟ ۔۔ اسکی بات پر زارا نے ماتھے پر بل ڈالے

اسے دیکھا۔ کچھ نہیں تم کل مجھے شیک بنا کر دے دینا۔ اسکی بات پر زارا خاموش رہی۔ علی !۔۔ لائٹ تو جلائے میں آپکی چوٹ دیکھ لوں۔ زارا نے

پریشانی سے کہا سوچ لو اگر میں لائٹ ان کر گیا پھر تمہیں ہی مسلہ ہو گا۔ علیار ذو معنی انداز میں کہتا اسکی دھڑکنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اسکی بات پر

زارا نے سٹپٹاتے اسکا ہاتھ ہٹانا چاہا جب وہ سختی سے اسے اپنے قریب کرتا اسکی دھڑکن میں چہرا چھپاتا اسکی دھڑکنوں کو اپنے لبوں سے چھوتے لگا وہ

اس پر اور خود پر کمبل دیتا یونہیں اسکی دھڑکن کو لبوں سے شک کر رہا تھا۔ جبکہ اسکی بے نالیوں پر زارا حیران پریشان کسی کمرے کے نیم اندھیرے

میں آنکھیں پھیلائے ہوئے تھی کہاں دیکھا تھا اس نے علیار کا تھا بے باک روپ۔ آنکھیں موند کر سو جاو مسز میرا آزادہ آج بس انہیں ہی محسوس

کرنے کا ہے۔ علیار اسکا ساکت وجود دیکھتے اس کمبل کو مزید درست کرتے اسکی کمر کے غم کو سہلاتے بولا اور واپس اسکی دھڑکنوں پر جھکتا نہیں

سک کرنے لگا جبکہ اسکی بات پر زارا کو خود پر یخ ٹھنڈا پانی گرتا محسوس ہوا اور اسکا دل کر ابیڈ پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے اسے اپنے عرض

شدید چبتے محسوس ہوئے اور اس پر ستم یہ کہ وہ ان پر ہاتھ بھی نہیں رکھ سکتی تھی علیار نے اسکے
ہاتھ ہنوز باندھے ہوئے تھے۔۔۔۔ صبح کی روشن
کرنہیں حویلی پر پڑتی اسکی خوبصورتی پر چار چاند لگا رہی تھی پھولوں اور روشنیوں سے بھی حویلی
اس میں ہونے والی اہم خوشی کا پتا دے رہی تھی
اتنے سارے پھولوں کی بھینی خوشبوں حویلی کے چار سو پہلے دور سے ہی اس گھر پر شادی کا
اعلان کر رہی تھی فجر کے بعد ہی تمام ملازمین اپنے
کاموں پر لگے تھے حویلی کے لان پر ایک گھما گھمائی ساماحول تھا۔ سلیمان صاحب، سائب
صاحب اور ہشام صاحب تینوں باپ بیٹے وہاں کرسی
لگائے بیٹھے تھے اپنی چائے کے مزے لے رہیں تھے وہی حویلی کے اندر چار سو خاموشی تھی
سوائے کچن کے جہاں وہ تینوں کھڑے کچھ نا کچھ
بنانے میں مصروف تھے اس وقت حویلی کا ڈرتی کچن اور رین چن سب ہی پہلا ہوا تھا وہ تینوں تین
طرف اپنے اپنے چولہے لئے سب کے لئے
ناشتہ بنا رہے تھے جب داعود حویلی میں داخل ہوا اپنے باپ دادا اور چاچو کو باہر بیٹھ دیکھ ان سے
ملتا اندر کی طرف بڑھا جب اسے درخشہ سیڑھیوں
کے نیچے راہداری پر گھن چکر بنی نظر آئی۔ وہ پریشانی سے کچن کو ہی دیکھ رہی تھی جبکہ باقی ملازمائے
اپنا چہرا پر ڈوپٹا ڈھکے اپنی ہی پر قابو پانے کی

کوشش کر رہی تھی۔ داعود جو اوپر کی طرف بڑھ رہا تھا یہ سب دیکھتے اپنے قدم انکی طرف بڑھا گیا۔

کیا ہو رہا ہے یہاں ؟ ۔۔ داعود ان سب

کے قریب جاتے بولا جب اسکی نظر سامنے کے منظر پر گئی جہاں وہ سب چکن کا حال بگاڑتے

جلدی جلدی کچھ بنانے میں لگے ہوئے تھے ابھی وہ

سب کچھ دیکھ کر ہضم کرنے کی کوشش کر رہا تھا جب اسکی نظر علیان پر گئی جو آمدہ کو اپنے سینے پر

باندھے کام کر رہا تھا یہ منظر دیکھ کر اسکی آنکھیں

بل کر باہر آنے کے درپر تھی وہ تیزی سے کچن کے اندر داخل ہوا اور ایک چپت اسکے سر پر لگائی

۔ آمدہ جو بڑے مزے سے اسکے ہائے سیپ پر اپنا

چہزار کھے علیار کی پشت کو دیکھ رہی تھی وہ اچانک منظر میں تبدیلی آنے پر اسے دیکھنے لگی جب

داعود علیان کو سمجھنے کا موقع دئے بغیر اسکے پشت

سے بے بی کیر کر کھولتا آنکدہ کو اس میں سے نکالتا اپنی گود میں لے گیا۔ دماغ خراب ہے تیرا انچی کو

اتنی گرمی میں کچن میں لے کر کھڑا ہے وہ بھی

آگ کے اتنے قریب۔ واعود آئندہ کی موجودگی کا خیال کرتے ہوئے قدر دھیمے لہجے میں دانت

کھاتے بولا

۔ وہ کرو کسی ملازمہ کی گود میں نہیں جا رہی تھی اور ان دونوں کو وہ ایسے دیکھ رہی تھی جیسے alien

ہو۔

"تو میں کیا کرتا؟ مجبوری تھی، اور ویسے بھی اتنی گرمی تھوڑی ہے، موسم اچھا ہے۔ اور اسے کہیں بھی لے جا کر نہیں رکھا جا سکتا۔"

"عقل تمہاری کہاں چلی گئی ہے علیان؟ اے کی وہاں ڈائننگ اوپر اور یہ ادھر نہیں! اور یہ جو کیر کر ہے جس میں تم نے اسے ڈال رکھا تھا، دیکھو باہر سے کتنا گرم ہو رہا ہے تو یہ اندر سے بچی کا کیا حال کر رہا ہو گا!"

"تم رہنے ہی دو، مجھے بتاؤ ما کیا کہاں ہے؟" آنکھیں۔ "وہ کو اسے دو اور یہ کس خوشی میں آپ لوگوں نے اس حسین اور پر امن کچن پر قبضہ کیا ہوا ہے؟"

داعود علیان کو جھاڑتا ان دونوں سے مخاطب ہوا جو اس کی موجودگی سرے سے ہی نظر انداز کیۓ اپنے کام پر مصروف تھے۔

"لالا یار میں آپ کی طرح تجربہ کار تھوڑی ہوں کہ مجھے اتنا نکاح کا ایکسپرینس ہو، ابھی میرا نکاح ہوا ہے، ساتھ تازہ تازہ میں باپ کے عہدے پر فائز ہوا ہوں، مجھے کیا علم ان چیزوں کا، آپ سے ہی سیکھوں گا۔ اب ہمارے دونوں بڑے لالا، اس کام میں آپ سے کم ہی تجربہ رکھتے ہیں۔"

"علیان لالا کی شادی کو یہی کوئی سات مہینے اور دارار لالا کی پندرہ سے بیس دن اب آپ بتائیں ہوئے نا آپ زیادہ تجربہ کار؟" علیان اس کی بات کو اپنے رنگ دیتا، اس کی بنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے دیے بغیر لہجے میں مصنوعی سنجیدگی لاتے ہوئے بولا۔

اس کی بات پر دارار اور داعود کا کچن میں گونجتا قہقہہ گونجا جس پر داعود نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"اچھا نا، مزاق کر رہا تھا۔" علیان اسے اپنے گلے سے لگا کر پچکارنے کے انداز میں بولا۔

"ہٹ جاؤ دور مجھ سے، تو نہایا ہوا نہیں ہے!" داعود اسے خود سے دور جھٹکتا بولا۔

"کیا بات کر دی لالا، ہم پر تو ہر روز غسل فرض ہے ورنہ اس کے بغیر فجر کی نماز ادا نہیں ہو گی۔" علیان اس کی بات پر آنکھ ونک کرتا، زو معنی انداز میں بولا مگر آواز اتنی رکھی کہ صرف وہ چاروں ہی سن سکے۔

"خبیث انسان!" داعود اسے گالی دیتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"درخشہ! آمدہ کا سر ملیکس بنا کر لاو۔" داعود آمدہ کو لئے اوپر کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

جبکہ اس کی بات پر علیان درخشہ کو منا کرتا ایک آخری بار ساری تیاری دیکھتا، ملازمہ کو ناشتہ ٹرے میں لگانے کا اشارہ کرتا اپنے فون پر آتی ضروری کال کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ تینوں بھی اپنا اپنا ناشتہ لے کر روم کی طرف بڑھ گئے تھے۔

داعود ان سب کو ڈائننگ کے بجائے اپنے کمرے میں جاتا دیکھ زیادہ حیران نہیں ہوا۔ وہ آمدہ کو درخشہ کے ہاتھوں علیان تک پہنچاتا خود اپنی بلیک کافی کے گھونٹ بھرنے لگا۔ شاید تھکاوٹ کی

وجہ سے اس کی مورے تھوڑی دیر سے اٹھنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ وہ سر جھکاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کی دو اہم میٹنگز تھیں، ایک اپنے بزنس کے سلسلے میں اور دوسری یونین کونسل سے۔ وہ شاور میں جاتا، اپنی بلیک کافی ٹیبل پر رکھتا، خود کو میٹنگ کے لئے تیار کرنے لگا۔۔۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو زرتاشہ ہنوز سو رہی تھی۔ اس کی پہنی ہوئی شرٹ مزید بے ترتیب ہو چکی تھی۔ وہ اس کے سونے کے انداز پر سر ہلاتا، ناشتہ ٹیبل پر رکھتا اس کی طرف بڑھا۔ زرتاشہ کی عادت تھی اس کے اوپر پیر رکھ کر سونے کی، بلکہ وہ خود تقریباً اسے اپنے اوپر منتقل کر کے سوتی تھی۔ وہ یوں بیڈ پر ہاتھ پیر چلاتی اپنی کمفرٹ پوزیشن ڈھونڈ رہی تھی۔ دارار نے نفی میں سر ہلاتے اسے بیڈ پر ٹھیک کیا اور اس کے چہرے پر آئے آتلی بالوں کو سنوارا، اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا۔

زری!۔۔ دارار اسے ہلکی آواز میں اٹھاتا اس کے سرہانے بیٹھتا اپنا موبائل دیکھنے لگا۔ جبکہ اس کی آواز پر زرتاشہ جو تھوڑا سا کسمسائی تھی وہ اس کے گرد ہاتھ باندھتے اپنا چہرہ اس کی سائڈ پر چھپائے ہنوز سو رہی تھی۔ اس کے یوں چہرہ چھپانے پر دارار ناشتہ ٹھنڈا ہوتا دیکھ اسے صحیح سے اٹھانے لگا۔

"زری!۔۔ زری اٹھو ناشتہ کر لو!۔۔ زری!"

دارار کے اتنے بار پکارنے پر اس نے صرف ایک ہی بار ہنکار بھرتے اسے جواب دیا۔

"اٹھو ناشتہ کر لو، ٹھنڈا ہو جائے گا۔۔"

"مگر ہمیں ابھی بھوک نہیں، سونے دیں۔۔"

"کیوں بھوک نہیں ہے؟ رات بھی تم نے اتنا سا کھایا تھا، فوراً اٹھ جاؤ اس سے پہلے میں تمہیں اپنے طریقے سے اٹھاؤں۔" دارار اس کے نا اٹھنے کی بہانے بازیاں سنتا اپنے لہجے کو تھوڑا سخت بناتے بولا۔ یہ تو اب اس کا روز کا تھا، زرتاشہ فجر پڑھ کر فوراً بستر میں گھس جاتی تھی۔

"بے بی ڈک اگر تم ایک منٹ کے اندر نا اٹھی تو میں ابھی کے ابھی تمہیں اپنی اس ٹی شرٹ سے آزاد کر کے تمہاری روح میں اتر جاؤں گا۔"

دارار اس کا چہرہ اپنی سائڈ سے نکالتا اس کے کان میں سرگوشی کرتا اس کی کان کی لو پر اپنے لب رکھ گیا۔ اس کی بات کے تضاد اس کے بھیگے لمس پر زرتاشہ نے سٹپٹاتے ہوئے پٹ سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"یہ ہوئی نا بات، اب اٹھو۔ میرا ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ فریش ہو کر آؤ پہلے ناشتہ کرو پھر نہانا پھر دعا کو ایک سرپرائز دینا۔"

دارار اس کی کھولی ہوئی چوٹی واپس باندھتا اسے بولا، جبکہ زرتاشہ جو نیند میں اونگھتے ہوئے اس کی بات سن رہی تھی، "سرپرائز" اور "دعا" کا نام سنتے ہی اس کی نیند یکدم اڑ گئی اور وہ اپنی گول آنکھیں مزید بڑی کیے تیزی سے گردن اس کی طرف کرتی دیکھنے لگی۔

"کیا سرپرائز؟ ہمیں بھی بتائیں سائیں؟" زرتاشہ ایک سائیڈ ہوتے بولی۔

"ابھی نہیں، پہلے تم ناشتہ کرو پھر۔۔" اسے ایک سائیڈ ہوتے دیکھ دارار واپس اس کی گردن سیدھی کرتا اس کا دھیان ناشتے پر کرتا بولا جس پر زرتاشہ منہ بھورتے واش روم میں بند ہو گئی۔

وہ صرف ہاتھ منہ دھو کر ٹراؤزر پہنے باہر آئی کیونکہ بھوک تو اسے بھی بڑی تیز لگی تھی، مگر جیسے ہی وہ کمرے میں واپس آئی دارار اسے روم میں کہیں نہیں ملا۔ وہ ادھر ادھر دیکھتی بالکونی کی طرف بڑھی جہاں اسے دارار فون پر بات کرتا نظر آیا۔ وہ کافی دیر کھڑی اس کا انتظار کرتی رہی مگر دارار کی کال ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ وہ منہ بھورتے آہستہ سے اس کے قریب جاتی اس کی پشت سے اپنا ماتھا لگا گئی۔

دارار جو کال پر مصروف تھا، اسے اپنی پشت پر ماتھا لگتے دیکھ ہاتھ بڑھا کر اپنے سامنے کرتا اس کی پشت کو ریلنگ سے لگا گیا اور اسے اپنے روبرو کر گیا۔ زرتاشہ اسے ہنوز مصروف دیکھ اس کے شرٹ کے بٹن کھول بند کرتی خود کو اس میں مصروف کئے ہوئے تھی۔ تھوڑی دیر بعد دارار کال ختم کرتا اس کی طرف متوجہ ہوا، اس کے ماتھے پر لب رکھتا اندر کی طرف بڑھا۔

"آپ کتنی لمبی بات کرتے ہیں، ہمارا بھوک سے برا حال ہو رہا ہے۔" زرتاشہ اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھتے بولی۔

"اتنی لمبی بھی نہیں کرتا، زیادہ باتیں میں صرف تم سے کرتا ہوں۔ وہ کام کی بات تھی، خیر چھوڑو۔ اب تم ناشتہ کرو اور بتاؤ کیسا بنا ہے؟" دارار اس فضول سی بحث کو مزید طول دیے بغیر اس کا دھیان ناشتے کی طرف کرتا بولا۔

"یہ آج آپ ہمیں ناشتہ کے لیے اتنا فورس کیوں کر رہے ہیں؟"

زرتاشہ پڑھاتے ہوئے انڈے کا بائٹ لیتے بولی، جب ایک نوالہ لینے کے بعد وہ ماتھے پر بل ڈالے دوسرا نوالہ لے گئی۔

"یہ !۔۔یہ تو موری نے نہیں بنایا، کس کا بنایا ہوا ناشتہ لے آئے آپ؟ موری نے نہیں بنایا ناشتہ، ان کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟" زرتاشہ کسی اور کے ہاتھ کا ناشتہ دیکھتے منہ بناتے بولی۔

"موری کی طبیعت بالکل ٹھیک ہے اور یہ ناشتہ تمہارے میاں نے بنایا ہے۔" وہ اسے خود سے الگاتے اس کے منہ میں دوسرا نوالہ ڈالتا بولا، جبکہ اس کی بات پر زرتاشہ کی آنکھیں حد درجہ پھیل گئی تھیں، وہ اپنی آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھنے لگی۔

"آ۔ آپ نے بنایا ہے یہ؟" زرتاشہ کبھی اسے کبھی بل والے پراٹھے کو دیکھنے لگی، وہ پھر جھکتے دوسری ڈھکی پلیٹیں ہٹاتی باقی کے لوازمات دیکھنے لگی جہاں پینکیک اور سینڈوچ بھی تھے۔

داراراس کا حیران چہرہ دیکھتے پینکیک توڑتا اپنے منہ میں ڈال گیا، جبکہ پینکیک کی فلائی نہ دیکھتے زرتاشہ کو مزید حیرت ہوئی۔

"یہ واقعی آپ نے بنایا ہے سائیں؟"

"نہیں، فوراً میں کھانا مجھے تم بنا کر دیتی تھی۔" داراراس سے تذکرے بغیر رونا سا کرتے ہوئے بولا، جو اس کے بنائے ناشتے کی تعریف کرنے کے بجائے ایسے دیکھ رہی تھی جیسے کوئی نمونی چیز دیکھ رہی ہو۔

"یا اللہ! سائیں آپ کو اور کیا کیا آتا ہے؟ آپ باہر رہے ہیں تو آپ کو کپڑے سینا بھی آتا ہو گا؟" زرتاشہ اپنی حیرت سے نکلتے اس کی بات پر چہکتے ہوئے بولی۔

اس کی بات پر دارار نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

"تمہیں تو تعریف کرنا بھی نہیں آتا، چھوڑو ناشتہ کرو۔"

داراراس کے اندازِ تعریف پر بدمزہ ہوتا بولا، جو اسے تعریف کم اور بے عزتی زیادہ لگ رہی تھی۔

"سائیں!" زرتاشہ مسلسل اسے خود کو ناشتہ کرواتا دیکھ کر چڑتے ہوئے بولی۔

"بولو، کیا بات ہے؟" اس کے چڑھنے پر دارار سرد سانس کھینچتا اپنا ہاتھ روک گیا۔

"تھینک یو، ناشتہ بہت بہت مزے کا ہے، موری سے تھوڑا سا کم۔" زرتاشہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر کہتی ساتھ اپنی دو انگلیوں میں تھوڑا فاصلہ رکھے ٹھوڑے کی طرف اشارہ کرتے بولی، جس پر دارار مصنوعی خفگی سے اسے دیکھنے لگا۔

"بچ جاؤ تم لڑکی۔" وہ اسے بچے ہوئے ناشتے کی طرف اشارہ کرتا بولا، جبکہ اس کی بات پر وہ کھلکھلاتی اسے بھی ناشتہ کروانے لگی۔

چلو با با کدو، ہم ناشتہ کریں گے ساتھ، ماما کو تنگ بھی کریں گے۔

علیان راہداری عبور کرتے ساتھ ساتھ آمدہ سے باتیں بھی کر رہا تھا، جسے ابھی وہ زبردستی داعود سے کروا کر آیا تھا۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ آمدہ وہاں آرام سے بیٹھے داعود کی میٹنگ اٹینڈ کر رہی تھی اور اسے دس منٹ اپنی بیٹی کے میٹنگ سے فارغ ہونے کا انتظار کرنا پڑا۔ وہ اسے بتاتے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہوا جہاں مانسا خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی اور آمدہ پوری توجہ سے اپنی آنکھیں اس کے چہرے پر لگا کر نکتہ نکتہ اسے دیکھ رہی تھی۔

"چلو کدو، ماما کو اٹھاؤ، مشن شروع کرو۔"

علیان آمدہ کو مانسا کے برابر میں لیٹاتا بولا، جبکہ اس کے لیٹنے پر آمدہ خاموشی سے مانسا کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا یار، کرواتے شریف نہیں ہوتے، اپنی ماما کو تگنی کا ناچ نچانا ہوتا ہے مگر کوئی نہیں، بابا اپنی جان کو سب سکھا دیں گے۔"

علیان آئندہ کی ٹھوڑی پر انگلی پھیرتا اس سے باتیں کرنے لگا۔ اس کے اس طرح انگلی پھیرنے پر آمدہ کھلکھلاتے اپنے بغیر دانت والے مسوڑے اسے دکھانے لگی، جس پر علیان جھک کر لب رکھ گیا۔

"چلو اب موری کو اٹھاؤ! میری ایچ کب تک بھوکا رہے گا، ہاں!"

"دلبر!"

علیان مانسا کے بال سہلاتا اس کے عارض پر لب رکھتے اسے پکار بیٹھا۔ اس کی آواز پر مانسا نے کسمساتے ہوئے بامشکل اپنی آنکھیں وا کر کے اسے دیکھا۔

"اٹھ جاؤ جانم، آمدہ اور آئندہ کے بابا بھوکے ہیں۔"

علیان اس کی ناک کی ٹِپ پر لب رکھتے بولا۔

اس کی بات پر مانسا نے دیوار پر لگی گھڑی کی طرف دیکھا جہاں آٹھ بج رہے تھے، وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھی۔

"نیچے سب اٹھ گئے ہیں؟" مانسا اپنا ڈوپٹہ ڈھونڈنے لگی جب اس کی نظر ناشتہ کی ٹرے پر پڑی۔

"ہاں، اٹھ گئے ہیں مگر اپنے اپنے کمروں میں ہیں۔ تم کیا ڈھونڈ رہی ہو؟" علیان اس کی بات کا جواب دیتے اسے ادھر ادھر دیکھتا پا کر بولا۔

"ڈوپٹہ! میرا ڈوپٹہ کہاں ہے؟" مانسا خود پر سے مکمل طور پر بلینک کٹ ہٹاتے بیڈ سے نیچے اترتے بولی۔ جب علیان ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھامتا جھٹکے سے اسے اپنے قریب کر گیا۔

"دلبر! تم ڈوپٹہ لے کر سوئی تھی جو اسے ڈھونڈ رہی ہو؟ تم نے تو نہانا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا، وہ تو میری وجہ سے تم نے شاور لیا، مگر اب مجھے لگ رہا ہے غلطی ہو گئی۔ ایک بار شاور روم میں رومینس بھی کر لیتے تو اچھا تھا۔"

مانسا اس کے اچانک کھینچنے پر حیرانی سے اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی، اسے آئندہ کے سامنے اپنی بے شرمی کا مظاہرہ کرتا دیکھ وہ تیزی سے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

"کیا کر رہے ہیں؟ آمدہ یہی ہے!" وہ اس کی بے باک باتوں پر سرگوشی نما آواز میں آئندہ کی طرف اشارہ کرتے بولی۔

"میری بیٹی بہت سمجھدار ہے، دیکھو اپنے بابا کو۔ بڑی ہو کر وہ کتنی آسانی سے چپ چاپ لیٹی کھیل رہی ہے۔ اسے پتا ہے یہ اس کے بابا کا رومینس ٹائم ہے۔"

علیان اس کی بات پر شدت سے اس کی ہتھیلی پر لب رکھتا بولا، جبکہ اس کی جسارت پر مانسا سٹپٹا کر اپنا ہاتھ پیچھے کرتی اس پر سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی جب علیان اس کی کمر پر بازو پھیلا کر اسے مزید اپنے قریب کر گیا۔

"ن۔۔۔ ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔"

اس کی آنکھوں میں خمار کی سرخی اترتی دیکھ مانسا نے با مشکل اٹکتے ہوئے اس کی توجہ ناشتہ کی طرف کرنی چاہی۔ بھانپ اڑاتا ناشتہ دیکھ کر تو اس کی بھی بھوک چمک اٹھی تھی۔

"اچھا چلو، جانے دوں گا۔ پہلے تم مجھے رومینٹک انداز میں مارننگ وش کرو جیسے میں کرتا ہوں۔"

علیان ایک ہاتھ سے اس کی کمر پر اپنی گرفت ٹھیک کرتا دوسرا ہاتھ اس کے چہرے سے لے کر گردن تک پھیرتا بولا۔

اس کی حرکت پر مانسا نے با مشکل تھوک نگلتے اسے دیکھا جو شاید اسے ریلیف دینے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا، مگر پھر اس کا مارننگ کہنے کا انداز یاد کرتے ہی مانسا کو اپنے عارض تپتے محسوس ہوئے۔

"و۔۔۔ وہ آمدہ کو بھوک لگی ہے، کل کر دوں گی وش۔۔"

مانسا اس کی توجہ آئندہ کی طرف کرتے اس کا دھیان خود پر سے ہٹانا چاہتی تھی مگر وہ ہنوز اسے گھور رہا تھا۔ اس نے تھوک نگلتے ہوئے اس کے عارض پر لب رکھے اور تیزی سے پیچھے ہوئی۔

"بس، ابھی کے لیے اتنا ٹھیک ہے، میں نے برش نہیں کیا۔" وہ جلدی سے پیچھے ہوتے اس کے سینے پر ہاتھ رکھے اس پر سے اٹھنا چاہتی تھی۔

"بیوی، بہانہ تو ڈھنگ کا بناؤ۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تم نے برش کیا ہے یا نہیں۔ اور میں تمہیں فرینچ کس کرنے نہیں کہہ رہا جو تمہیں برش کی فکر ستانے لگی ہے۔ جلدی کرو اور ناشتہ کرنے کا موقع دو، افٹر آل یہ ناشتہ تمہارے بچوں کے ابا نے بنایا ہے۔"

وہ مانسا کے لبوں کو ہولے سے چومتا بولا، جبکہ اس کی بات پر مانسا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

"یہ آپ نے بنایا ہے؟" مانسا کبھی اسے تو کبھی ناشتہ کو دیکھ رہی تھی جو انتہائی نفاست سے ٹرے میں سیٹ تھا۔

"چھوڑو ہمیں دیکھنے تو دیں۔" مانسا اس کی گرفت میں مچلتے آزاد ہونا چاہتی تھی تو علیان نے بھی اسے جانے دیا۔

"ٹرالی ادھر لے آؤ، میری ایچ بھی بھوکا ہے۔"

علیان آمدہ کو اپنی گود میں لیتے خود بھی ہیڈ بورڈ کے سہارے بیٹھ گیا تھا۔ مانسا جو ایک ایک ڈش سے ڈھکن اٹھاتی ستائشی نظروں سے ناشتے کو دیکھ رہی تھی جہاں علیان نے فل دیسی ناشتہ بنایا تھا۔

مانسا اپنے منہ میں آتے پانی کو قابو کرتی تیزی سے واش روم کی طرف بھاگی۔ پانچ منٹ میں فریش ہو کر وہ اتنی ہی تیزی سے بیڈ میں اس کے برابر میں اچک کر کے بیٹھ گئی۔

اس کے بیٹھنے کے انداز کو دیکھتے علیان اپنی ہی جگہ سے تھوڑا سا آنکھیں کھول کر اسی طرح بیٹھ گیا۔ اس کے یوں بیٹھنے پر آمدہ کھلکھلاتے ہوئے مانسا کو دیکھتی اپنی سافٹ ٹوائے سے کھیلنے لگی۔

"یہ سب واقعی آپ نے بنایا ہے؟" مانسا کو جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"جی ہاں بیوی، اب جلدی سے کھاؤ اور دعا کو سرپرائز دینے بھی جانا ہے۔ ہم سب نے اس کے لیے سرپرائز پہلے سے پیک کیا ہے۔ اور ویسے میں نے یہ اکیلے نہیں بنایا، آمدہ ساتھ تھی۔"

علیان اسے بیڈ پر اپنی طرف کھینچتا، پلیٹ میں تھوڑا سا حلوہ پوری اور ساتھ چھولے اور آلو کا سالن نکالتا، ایک نوالہ توڑ کر اس کے منہ میں ڈال گیا۔

"آپ اتنی گرمی میں اسے لے کر کچن میں تھے؟ یہ دور ہی ہو گی گرمی سے آپ، رہنے دیتے علیان۔" مانسا آمدہ کے بال اس کے چہرے سے ہٹاتے اداسی سے بولی۔

"نہیں تو، آمدہ بابا کے ساتھ رو تو نہیں رہی نا۔ اور آمدہ اور کیسے رہتی؟ بھلا ہم دن اچھا نہیں بنا سکتے جب تم ہماری رات اتنی اچھی بنا سکتی ہو؟"

علیان آمدہ کے منہ میں نوالہ ڈالتا ساتھ ساتھ مانسا کو بھی کھلا رہا تھا۔

"آپ بھی کھائیں نا!" مانسا اسے صرف آمدہ کو اور اسے کھلاتا دیکھ کر بولی۔

"تو آپ کھلا دیں!" علیان اسے دیکھتا لاڈ سے بولا۔

"مسٹر علیار اٹھ جاؤ یا ابھی بھی نیند باقی ہے؟"

علیار اس کی گردن پر جھکتا، جابجا اپنا لمس پھیلاتا خمار آلود لہجے میں بولا۔

جتنا وہ اس کے قریب جاتا تھا اتنی ہی اس کی طلب مزید بڑھتی تھی۔ بس اسے دیکھنے کی غلطی، اور اس کا دل اس کی قربت کے لیے تڑپنے لگتا تھا۔ ابھی بھی وہ بامشکل اس کی نیند کا خیال کیے خود پر قابو کیے بیٹھا تھا۔

زارا جو خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی، اس وقت علیار کو اس کی نیند شدید بری لگی۔ مگر وہ بے چاری فجر کے بعد ہی سوئی تھی۔ تب بھی زارا اس کی جان لیوا قربت سہتے سہتے نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔

جب علیار اسے سوتا دیکھ کر اس پر کمبل درست کرتا فجر کے لیے نکل گیا تھا اور پھر اس کے لیے ناشتہ بنانے لگا، مگر اس کے نیم برہنہ وجود کو کمبل میں دیکھ کر وہ بھی اس کے برابر ہی نیم دراز ہو گیا تھا۔ اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتا، اس کی لٹ اپنی ناک کے قریب لے جا کر اس کی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا۔

"زارا!"

وہ کمبل سے ڈھکے اس کے لب و سراپا پر ہاتھ پھیرتا ایک بار پھر اسے پکارنے لگا، مگر جواب ہنوز نہ تھا۔ وہ نیند کی اتنی پکی نہیں تھی، مگر شاید تھکاوٹ کی وجہ سے اتنی گہری نیند میں تھی۔

"جانم !"

علیار اسے ایک بار پھر پکارتا اپنا ہاتھ کمبل کے اندر ڈال کر اس کی کمر پر پھیرتا اس کا رخ اپنی طرف کر گیا۔

زارا جو گھری نیند میں بھی اس کی پکار سن رہی تھی، تھکاوٹ کی وجہ سے اپنی بند آنکھیں کھول نہیں پا رہی تھی۔ پہلے اپنی گردن پر میٹھا سا درد محسوس ہوا تو اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی، مگر نیند غالب رہی اور وہ دوبارہ سو گئی۔ مگر اپنی کمر پر کسی کے نرم ہاتھ سرسراتے محسوس ہونے پر وہ تیزی سے رخ بدل کر اپنی بھاری پلکیں کھولنے لگی۔ جب اس کی نظر علیان کے کشادہ سینے پر پڑی اور کمرے میں ہلکی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

"مسز، ادھر دیکھ لو، مجھ ناچیز نے تمہیں اٹھایا ہے۔"

علیار اس کی کمر کو جھٹکا دیتا اس کی توجہ اپنی طرف کرتا بولا، جس پر زارا ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا لڑکی ہے، ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟"

علیار اس کے لب چومتا اس کے ماتھے پر پڑے ننھے بل اپنی انگلیوں سے سہلاتے ہوئے بولا اور وہاں بھی اپنے لب رکھ گیا۔

جاگ جاؤ اور کتنا سوتی ہو تم؟ میں کب سے بور ہو رہا ہوں، اٹھو شاباش!

علیان اسے دوبارہ آنکھیں موندتا دیکھ کر اس کے کندھے کی ہڈی پر اپنے ہاتھ پھیرتا بولا۔

اس کی انگلیوں کا لمس اپنے کندھے پر محسوس کرتے زارا نے سٹپٹا کر آنکھیں کھولیں، اسے دیکھتی پھر آہستہ سے اپنے کندھے کی طرف نظریں دوڑائیں۔ خود کا نیم برہنہ وجود کمبل میں محسوس کرتے ہی اس کی نیند بھی اڑ گئی۔

علیار کے سامنے اپنی ایسی حالت دیکھتے اسے اپنا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آتا محسوس ہوا اور عارض پر ہلکی سی لالی آ گئی۔ کل رات کا منظر فلم کی طرح اس کی آنکھوں کے پردوں پر لہرا رہا تھا۔ رات علیان نے کچھ نہیں کر کے بھی بہت کچھ کر دیا تھا۔ اس کی دھڑکنوں پر ابھی بھی اس کے لمس کی یاد موجود تھی۔

زارا نے اپنی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھنے کی غلطی نہیں کی۔ اس کے چہرے پر بکھرے قوس و قزاح کے رنگ دیکھتے علیار مسکرا دیا۔ وہ اس کی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھتا اس کا چہرہ اوپر کی طرف اٹھا گیا۔

"لڑکی ! کل میں نے تو تمہیں اتنا نہیں تھکایا جتنا تم خود نیند پوری کر رہی ہو۔" علیار اس کے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتا بولا۔

اس کا چہرہ اٹھنے پر زارا اب اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کی بے باک بات پر نظریں جھکا گئی۔

"اب میں نے ایسا بھی کیا کہ تم خرگوش بن گئی؟ اور کیا تمہیں نہیں لگتا کل رات کا ادھار تمہیں مجھے لوٹانا چاہیے؟"

علیار اس کی گردن کی طرف جھکتے ہوئے بولا۔

ن نیچے نیچے سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔ زارا نے اس کی بے باک بات پر بمشکل اٹکتے ہوئے اسے نیچے جانے کا خیال دلایا۔

تمہیں ان کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ سب بھی اپنی بیویوں کے ساتھ مصروف ہیں۔"
"تم اپنے شوہر کے ساتھ مصروف ہو جاؤ۔

علیان اس کی گردن کے سائیڈ پر لب رکھتا وہاں سک کرنے لگا، جبکہ اس کے لبوں کا دباؤ اپنی سائیڈ گردن پر محسوس کرتے زارا نے سختی سے آنکھیں میچ کر اپنے سوکھی مہندی والے ہاتھ سے اس کے کندھے دبوچ لیے۔

مہم !" زارا نے بمشکل اپنے لبوں کو آپس میں پیوست کر کے اپنی سسکی روکی۔ اس کی دبی دبی" سسکیاں سنتے علیان اس کی گردن سے چہرہ نکالتا اس کے لبوں پر جھک گیا۔

وہ اس کے آپس میں پیوست ہوئے لبوں پر اپنے لب رکھتا، اس کے ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتا انہیں اپنے بالوں میں الجھا گیا۔ جبکہ اس کی حرکت پر زارا ہنوز اپنے لب سختی سے آپس میں پیوست کیے اسے کس کرنے نہیں دے رہی تھی۔

علیان اس کے اپنے لب نہ کھولتے دیکھ کر اس کے دھڑکنوں کے مقام پر ہلکی سی چوٹ سا لمس دیتا ہے۔ اس کی حرکت پر بے ساختہ زارا کی سسکی برآمد ہوتی ہے۔ موقع ملتے ہی علیان پوری طرح اس کے لبوں پر قابض ہوتا، گھونٹ گھونٹ اس کی سانسیں کھینچتا ساتھ ہی اس پر سے کمبل ہٹا دیتا ہے۔

اس سے پہلے زارا کے نیم برہنہ وجود کو ہوا کا ایک جھونکا بھی چھوتا، وہ واپس دونوں کے وجود پر اچھے سے کمبل ڈھک دیتا ہے۔ اس کے تکئے کے اردگرد اپنے ہاتھ لگاتے ہوئے اپنے باڈی بلڈر وجود کا وزن منتقل کر کے زارا کے نازک وجود کو دبانے سے باز رکھے ہوئے تھا۔

جبکہ زارا تو ابھی تک اس کی چنکانے والے عمل سے ہی سنبھل نہیں پائی تھی۔ اسے پہلے سے اپنی زخمی شدہ دھڑکنوں میں تکلیف ہو رہی تھی جنہیں وہ رات بھر اپنی شدت بھرے لمس سے عذاب بنا چکا تھا، اور اب اس کے یوں چنکانے پر تو زارا تڑپ اٹھی اور اس نے اس کے گھنے بالوں کو اپنی مٹھی میں دبوچ لیا۔

اس کی حرکت پر علیان مسکرا دیا اور مزید شدت سے اس کے لبوں کا جام پینے لگا۔ اس کی اتنی سختی پر زارا کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا، جس پر اس نے مزاحمت کرتے اس کے بال جھٹکے اور اسے ہوش کی دنیا میں واپس لانے کی کوشش کی۔

اس کی اکھڑتی سانسیں محسوس کرتے علیان اس پر رحم کرتے اس کے لبوں کو آزادی بخش گیا مگر اپنے اب اس کے لبوں سے دو انچ فاصلے پر رک گیا۔

زارا کو آزادی ملتے ہی وہ تیز تیز سانسیں لینے لگی اور اپنا تنفس ہموار کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کی اس قدر سختی پر اسے سانس بھی مشکل سے آ رہی تھی۔

جیسے ہی اس نے آنکھیں اٹھائیں، وہ پھر اسی کی گہری نظروں میں قید ہو گئی۔ وہ آنکھوں میں خمار لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اس کی بولتی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتے زارا کا دل چاہا کہ بھاگ کر نیچے چلی جائے۔ اس سے اچھا تب تھا جب وہ اس کے قریب نہیں آتا تھا، کم از کم وہ سکون میں تو ہوتی تھی۔

وہ ابھی اپنے دماغ میں سوچ ہی رہی تھی جب اس نے اپنے خیالوں کو فوراً جھٹکا۔ آخر وہ اس کا شوہر تھا، اس کے قریب نہیں آئے گا تو کس کے قریب آئے گا؟ اس سوچ کے ساتھ ہی اسے وہ لمحے یاد آئے جب وہ مکمل طور پر اس سے بے اعتنائی برتتا تھا۔ اسی نے تو رو رو کر اپنے رب سے

دعا کی تھی کہ اس کے شوہر کا دل اس کی طرف مائل ہو جائے، اور اب اگر ایسا ہو رہا تھا تو وہ کیوں ناشکری کرتی؟

وہ فوراً اپنی تمام تر سوچوں کو جھٹکتی ایک نظر اسے دیکھ کر واپس نظریں جھکا گئی۔ اس کی بے باک بولتی نظریں اسے ہمیشہ کپکپانے پر مجبور کر دیتی تھیں۔

ع۔ علی!" زارا نے بمشکل اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا جو مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔"

بیوی، ایسے مت دیکھو... بس اجازت دے دو، ورنہ یہ نہ ہو تمہارا پیارا شوہر انتظار میں ہی ختم ہو" "جائے۔

علیار اسکے عارض پر اپنی ناک ٹریس کرتا پھولی سانسوں کے درمیان بولا، جبکہ اسکی بات سنتے زارا نے حیرت سے اسے دیکھا۔ پہلے کب اسکی اجازت لی تھی؟

"بولو، اجازت ہے؟"

اسے آنکھیں پھیلائے اپنی طرف دیکھتا پاکر علیار اسکے لب چومتا بولا۔

"...ج... ج... جی"

تم مجھے اجازت دے رہی ہو جو میں چاہوں کر لوں؟" علیار اسکی تھوڑی پر انگلی رکھتا اسکا چہرہ" اوپر کرتے بولا۔

"جی... ج!"

اچھا پھر بعد میں شکوہ مت کرنا۔" علیار اسے چھیڑنے کے فرض سے بات کو مزید تول دیتے" ہوئے کہا۔

اسکے چہرے پر بکھرے قوس و قزاح کے رنگ دیکھتے علیار اسکی گردن پر لب رکھتا وہاں سے اوپر کا سفر طے کرنے لگا۔ وہ اسکے چہرے اور گردن پر ہر اس جگہ لب رکھ رہا تھا جہاں دو گلابی پڑی ہوئی تھی۔

اسکے مونچھوں کی چھبن پر زارا سر سے سانس کھینچتی اپنا چہرہ ایک طرف کر گئی کہ علیار اسکے ماتھے پر لب رکھتا، اسکے بعد اسکی دونوں آنکھوں پر لب رکھتا، اسکے بعد اسکے عارض پر لب رکھتے ہوئے اسکے لبوں پر جھک گیا۔

نرمی سے اسکے نیچلے لب کو چومتا اپنا ایک ہاتھ اسکی دھڑکن کے ٹھیک نیچے رکھ گیا، ساتھ ہی اپنے نیچلے لبوں کو چومتا اسکی دھڑکنوں کے ٹھیک نیچے اپنی انگلیوں کے پروں سے سہلاتے ہوئے اپنے مونچھوں کو اسکے بالائی لبوں پر رگڑتا اسکے پچھلے لبوں پر دانت گاڑ گیا۔

اسکے دانتوں کی چھین کے تضاد مونچھوں کی چھین محسوس کرتے زارا نے اپنے لب واہ کرتے سسکی لینی چاہی، جب علیار پوری شدت سے اسکی زبان کو سک کرنے لگا۔

جبکہ اسکی اتنی بے باکی پر زارا گندے گندے منہ بناتے آنکھیں پھیلائے اسکے کندھے پر ہاتھ مارتے اسے خود سے دور کرنا چاہا، جب علیار اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتا اپنا سارا وزن اس پر ڈال گیا۔

اسکے باڈی بلڈر وجود کا وزن اپنے نیم برہنہ وجود پر محسوس کرتے زارا کو اپنا سانس روکتا محسوس ہوا۔

علیار اسکا لال ہوتا چہرہ محسوس کرتے اسے ترس کھاتا آزاد کر گیا۔

آزادی ملتے ہی زارا تیز تیز سانسیں لیتی اپنا تنفس ہموار کر رہی تھی، جبکہ اسکے یوں سانسیں ہموار کرنے پر زارا کے بدن کی نرمی علیار کو اپنے چٹانی سینے پر محسوس ہوئی اور وہ دانت پر دانت جماتے بمشکل خود کو اس پر ٹوٹ کے برسنے سے روک رہا تھا۔

جب زارا اسکے کندھے پر اپنے دونوں ہاتھ لگاتے اپنی بے حال ہوتی حالت پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی، علیار اسکی کمر پر ہاتھ ڈالتے اسے سختی سے خود سے لگاتا، اسکی ٹراؤزر کو بھی الگ کرتا اسکے اور اپنے درمیان تمام تر پردے ہٹاتا ایک جھٹکے میں اسکی روح پر قابض ہو گیا۔

جبکہ زارا اسکی اتنی تیزی اور سختی پر ہل بھی نہ سکی، وہ بس آنکھیں نیچے، اپنے لب دانتوں میں دبائے اسکی گردن میں بانہیں ڈالے خود کو اسکے سہارے پر چھوڑ چکی تھی۔۔۔

"...یا اللہ، یہ سارے آگئے"

علیان آمدہ کو فیڈر پلانے کے ساتھ ساتھ ایک چکر لگاتے بولا جہاں گھر کے سارے افراد بیٹھے اس کے انتظار میں تھے، جبکہ سب ہی اسکی حرکت دیکھ کر بمشکل خود کو کنٹرول کر رہے تھے۔

جو عورتوں کی طرح کمر کی ایک طرف آنکڑا لگا کر، کسی لڑاکا عورت کی طرح بات کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ علیار کے کمرے کی طرف دیکھتا باتیں بنا رہا تھا، جیسے وہ گراؤنڈ فلور سے فرسٹ فلور میں موجود اپنے ساؤنڈ پروف کمرے میں اس کی باتیں سن رہا ہو گا۔

بھائی تو مجھے جو بولنا ہے جا کر اس کے کمرے کے دروازہ بجا کر بول، اور مجھے میری بھتیجی دے" "دے، کہیں تیرا ہی اثر نہ آجائے۔

داعود اسے یوں تلتا دیکھ کر اس کے ہاتھ سے آمدہ کو لیتے بولا۔ جواب میں آمدہ بڑے آرام سے داعود کے گود میں بیٹھی اس کے سینے سے پشت لگائے بڑے مزے سے اپنا فیڈر پی رہی تھی اور ساتھ اپنے باپ کو بھی دیکھ رہی تھی۔

لو آگئے !" علیان، علیار اور زارا کو آستا دیکھ کر بولا۔"

جبکہ زارا اس کے اس طرح کہنے پر علیار کے پیچھے چھپ کر چہرہ جھکائے چل رہی تھی۔ تقریباً سب ہی اس کے انتظار میں تھے۔

سب کی نظریں خود پر محسوس کرتے زارا نے کھسیانے ہوتے علیار کو دیکھا، جو عصر کی اذان سے کچھ دیر پہلے ہی اسے آزادی دیتے اپنے حصار میں لئے بیٹھا تھا۔ جبکہ وہ بار بار اسے وقت کا خیال کرواتی تھی مگر وہ ہر بار اسے آنکھیں دکھاتا، اس کے لبوں پر اپنے لب رکھتا اسے خاموش کرا دیتا تھا۔

ان سب کو مسلسل خود کو تکتا پا کر علیار بڑے آرام سے زارا کو اپنے آگے کرتا گارڈن کی طرف بڑھ گیا۔

اس سارے واقعے کو دیکھ کر رودا بے حد خوش تھی۔ بالآخر اس کی دعا قبول ہو گئی تھی اور علیار زارا کو اپنی زندگی میں جگہ دے رہا تھا، مگر ایسا کب تک تھا یہ وہ نہیں جانتی تھی۔ وہ دل ہی دل میں اپنے رب کا شکر ادا کرتی محو بھی ان لوگوں کے پیچھے چلی گئی کیونکہ بریچ کا انتظام سب نے وہیں کیا تھا۔

"درخشہ، دعا نہیں آئی؟"

"وہ بی بی جی پیچھے سو رہی تھی، ہم نے اٹھایا ہے تو ابھی وہ منہ ہاتھ دھونے گئی۔"

درخشہ ان سب کو گارڈن میں سائے کے نیچے بیٹھا دیکھ کر بولی، جہاں علیار نے برنچ کے لئے مصنوعی چھت بنوائی تھی تاکہ اگر دھوپ ہو تو وہ لوگ سکون سے بیٹھ سکیں۔ آج کل کا موسم کافی خوشگوار تھا۔ اس نے چھت کے ساتھ ہی چاروں کونوں پر کرسیاں بھی لگوائی تھیں۔ جی میں ایک بڑی سی ٹیبل تھی جہاں ناشتے کے تمام لوازمات موجود تھے، جس میں سے ایک ایک ڈش ان سب بھائیوں نے اور باقی ملازمہ نے تیار کی تھی، اور کچھ بیکری آئٹم بھی موجود تھے۔

"ارے بھئی تم سب یہاں بیٹھے رہیں گے؟ جاؤ دعا کو لے کر آؤ۔ یہ نہ ہو وہ خود نیچے آجائے اور پورا سرپرائز خراب ہو جائے۔ ابھی تم لوگ بھی ان چیزوں سے جلدی فارغ ہو، اور بھی بہت سے کام ہیں۔"

داجی ان سب کو دیکھتے بولے جو انتہائی پرسکون انداز میں کرسیوں میں بیٹھے اپنا فون یوز کر رہے تھے۔

"جا رہے ہیں داجی، اور ویسے بھی ہم نے اس کام کے لئے منسٹر کو اسپیشلی باہر کیا ہے، ہماری بہن کو بھی تھوڑا پروٹوکول ملے۔"

ان کی بات سنتے فون سے سر اٹھاتے علیان نے کہا۔

اس کی بات پر داعود نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو: واقعی؟

جاو داعود! " اسے اپنی جگہ سے اٹھتا دیکھ علیار نے ان سب کو دیکھتے ہوئے کہا جو شدید بوریت" کا شکار ہوئے اس کے جانے کے منتظر تھے، اور سب سے بڑھ کر تو اس کی اپنی بیوی، جو کل رات سے بھوکی تھی۔ صبح اس نے اسے ناشتہ دینے کے بجائے کسی اور ہی کام پر لگا دیا تھا، اور اپنا بنایا ناشتہ اس وقت درخشہ سے گرم کر کے لانے کو کہہ کر وہ یہاں آیا تھا۔ اس کی بیوی کل رات کی بھوکی تھی اور اس کی شکل سے لگ بھی رہا تھا۔جس طرح ندیدوں کی طرح وہ ناشتہ کو تک رہی تھی، کوئی بھی ایک نظر دیکھ کر کہہ دیتا وہ بھوکی ہے۔

علیار ٹیبل کے نیچے سے اس کا ہاتھ سہلاتے اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

ایسے ناشتہ کو مت دیکھو، سب کو پتا چل جائے گا تم بھوکی ہو۔" علیار ہنوز اس کا ہاتھ سہلاتا" اسے دیکھتا بولا۔

جواب میں وہ ناشتہ کو چھوڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

مگر ہمیں واقعی میں بہت بھوک لگی ہے، ہمارے پیٹ سے آوازیں آرہی ہیں۔" زارا اسے دیکھتے" روہانسے ہوتے کہا۔

اس کی آنکھوں میں ابھرتی نمی کی لکیر دیکھ کر علیار نے کرسی کے پیچھے سے ہاتھ گزارتا اسے اپنے قریب کر لیا۔

سوری مسز، ابھی بس ناشتہ شروع ہو گا تو کر لینا۔ دعا کا تھوڑا دیر انتظار کر لو ہم۔" علیار نرمی سے" اس کا پیٹ سہلاتے بولا۔

"لالا آپ کی قسر کمرے میں پوری نہیں ہوئی جو آپ یہاں بھی شروع ہو گئے ہیں۔"

علیان جو کب سے کن انکھیوں سے علیار کو خسر پھسر کرتے دیکھ رہا تھا، اپنی زبان کے آگے مجبور ہوتا بولا۔

اس کی بات پر کسی نے غور نہیں کیا کیونکہ سب ہی اپنے اپنے باتوں میں مصروف تھے۔

اس کی بات پر علیار نے ایک کڑی نگاہ اس پر ڈالی۔

تم اپنی کو دیکھو۔" علیار اس کی توجہ مائسا اور آنکدہ کی طرف کرتا بولا۔"

لالا آپ ہمیں کہاں لے کر جا رہے ہیں؟" دعا داعود کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے بولی جو اس کی" آنکھوں میں پٹی باندھنے کے باوجود اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھے اسے باہر کی طرف لے کر آ رہا تھا۔

شش ! سارے خاموش، وہ آئی ہے۔" داجی دعا کو دیکھتے ہوئے ان سب کو خاموش کروا گئے۔"

"چلو ہاں بس یہی رکو۔"

"لالا یہ کہاں لے آئے ہیں؟"

ابھی آنکھیں مت کھولنا، جب بولوں تب کھولنا۔" داعود اسے چھوڑ کر سب کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔

ہاں اب کھولو!" داعود سب کے ساتھ کھڑا ہوتا بولا۔"

اس کے کہنے پر دعا نے آنکھوں سے پٹی ہٹائی، جہاں وہ سارے ایک ساتھ بیٹھے تھے۔ انہیں ایک ساتھ بیٹھے دیکھنے کے تضاد وہ اردگرد دیکھنے لگی، جہاں پورا لان انتہائی خوبصورتی سے سجا اپنی مثال آپ لگ رہا تھا۔ دعا حیرت سے ساری سجاوٹ اور ناشتے کو دیکھ رہی تھی۔

دعا کیا اب وہیں کھڑی کھڑی دیکھتی رہو گی؟ اب بھی جاؤ، بھوک لگی ہے نا۔ صبح کا ناشتہ کیا ہوا" ہے ہم نے، اور میرا کدو تو تمہارے انتظار میں مارے بھوک کے ٹیبل کھانا شروع ہو گیا ہے۔" علیان اسے ایک جگہ جما کھڑا دیکھ کر بولا۔

دعا آنکھیں جھپکتے ہوئے ان کی طرف بڑھی جو واقعی میں ٹیبل پر حملہ کر کے کھانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی جبکہ علیان نے اس کے دونوں ہاتھ تھام رکھے تھے۔

ویسے یہ خاص انتظام کیوں؟" دعا دارار کے دوسری سائڈ والی کرسی پر بیٹھتی سارے لوازمات کی" طرف دیکھتے بولی۔

یہ سب تم سے جان چھڑوانے کی خوشی میں ہے۔ آج سے ریان (اللہ ہمارا سر درد اپنے سر لے" "رہا ہے)، تو کیوں نہ ایک آخری بار ہم سب مل کر اس دردِ سر کو بانٹ لیں؟

جو کب سے خاموش تھا وہ اسے چھیڑنے کے غرض سے بولا۔

اس کی بات پر علیار اور دارار نے اسے ایسے گھورا جیسے ابھی کھا جائیں گے۔

لالا !" اس کی بات پر دعا نے چیختے ہوئے اسے پکارا۔"

"چھوڑو تم، یہ کھاؤ، یہ میں نے بنایا ہے۔"

دارار ادھر اور لعنت بھیجتا اس کے آگے چیزکیک کی پلیٹ کر گیا۔

اس کی بات "میں نے بنایا ہے" سن کر وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ہیں لالا ! آپ نے بنایا ہے؟ وہ بھی اپنے ہاتھ سے؟" دعا نے حیرانی سے پوچھا۔"

ہاں میں نے بنایا ہے، اپنے ہاتھ سے۔" دارار دعا کی بات پر اسی انداز میں جواب دیتا بولا۔"

سب ہی اس کی حیرانگی پر بس مسکرا کر رہ گئے۔

واہ واہ کیا بات ہے لالا ! اگر یہ آپ نے بنایا ہے تو اس کا مطلب ہے اس ٹیبل پر موجود ایک"
"ایک چیز آپ سب نے بنائی ہو گی۔

دعا ان سب کو دیکھتے سوالیہ نظروں سے بولی۔

بالکل ٹھیک گیس کیا ہے۔ اس ٹیبل پر موجود کوئی نا کوئی چیز ہم میں سے کسی ایک نے بنائی"
"ہے۔ چلو اب تم بتاؤ کس نے کیا بنایا ہوگا۔

زرتاشہ اسے بآسانی گیس کرتا دیکھ کر اپنا گیم آگے بڑھا رہی تھی۔

وہیں دعا اس کی بات پر سوچتی نظروں سے ٹیبل پر رکھے لوازمات کو دیکھ رہی تھی۔

بھابھی یہ مورے یا چاچی کے ہاتھ کا کھانا تھوڑی ہے جو میں گیس کر لوں۔ یہ تو لالا کے ہاتھ کا" کھانا ہے جو ہم نے اپنی پوری زندگی میں نہیں چکھا۔ یہ میرا پہلا ایکسپیرینس ہے تو ہم اس کام میں بری طرح فیل ہونے والے ہیں۔" دعا زرتاشہ کی بات پر اسے دیکھتی انتہائی افسردگی سے بولی۔

اس کی بات پر وہ تینوں جہاں مسکرا رہے تھے، ان کی مسکراہٹ فوراً سمٹ گئی اور وہ لوگ سنجیدہ منہ بنا کر اسے دیکھنے لگے۔

دعا ایک کام کرو پہلے تم ٹیسٹ کر لو، بلکہ بھابھی پہلے آپ سب اپنے مزاجی خدا کا بنایا کھانا ٹیسٹ" کریں، پھر ہم دس منٹ ویٹ کریں گے۔ اگر آپ لوگ اسی طرح مسکرا رہے ہوں گے تو ہم سب بھی یہ کھانا کھا لیں گے۔" واعود بھی دعا کی بات پر ان تینوں کو سلگانے کا موقع ہاتھ سے جانے دیے بغیر بولا۔

کیوں، تمہیں میری بیوی فوڈ ٹیسٹر لگ رہی ہے جو تیرے کھانے سے پہلے وہ کھا کر چیک کرے؟""
علیار اس کی بات پر بمشکل ضبط کرتے بولا۔

جبکہ اس کا لال بھبھوکا چہرا دیکھ کر بے ساختہ داعود کا قہقہہ چھوٹا۔

یار لالا آپ لال کیوں ہو رہے ہیں، میں نہیں کہہ رہا آپ کی بیوی کو کچھ۔" داعود اس کا لال بھبھو" کا چہرا دیکھ کر ہاتھ اٹھاتے سرائینڈر کے انداز میں بولا۔

بس کرو تم دونوں ! اور دعا آپ ناشتہ شروع کریں، رات سے آپ بھوکی ہیں، پھر آپ نے اور" بھی تیاریاں کرنی ہیں۔" سلیمان صاحب ان دونوں کو ڈانٹتے ہوئے دعا کو پلیٹ کی طرف اشارہ کرتے بولے۔

ان کی ڈانٹ پر سب ہی پلیٹ پر متوجہ ہو گئے کیونکہ وہ کم گو تھے، زیادہ کسی بھی معاملے میں انوالو نہیں ہوتے تھے، مگر ان کی ایک ڈانٹ ان سب کے لیے کافی ہوتی تھی۔

وہ سب ابھی ناشتہ سے فارغ ہو کر چائے کا مزہ لے رہے تھے جب ایک ملازمہ کچھ بیگ تھامے ان کی طرف آرہی تھی۔

ارے رکیہ تم !" اس ملازمہ کو دیکھ کر زرتاشہ حیرت سے بولی۔"

اس کی آواز پر وہ سب بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"اسلام و علیکم زرتاشہ باجی ! یہ لالا نے بھابھی کے لیے بھجوایا ہے، اور یہ آپ کے لیے۔"

وہ ایک بیگ دعا کی طرف اور ایک زرتاشہ کی طرف بڑھا گئی۔

"کیا ہے اس میں؟"

جی، لالا نے کہا ہے آپ کی ضرورت کی چیزیں ہیں، اور باجی آپ کے بیگ میں لالا نے کہا ہے"
"آپ کا پسندیدہ سامان ہے۔

رقیہ انہیں تفصیل دیتی باہر چلی گئی۔

دعا ذرا کھولوں تو ہم بھی تو دیکھیں کیا بھیجا ہے تمہارے ہو چکے مزاجی خدا اور لالا کے ہو چکے پیسا"
"چھاپنے کی مشین نے۔

دعا کے ہاتھ میں تھامے بیگ کو تجسس سے دیکھتے ہوئے واعود بولا۔

جبکہ دارار نے زرتاشہ کو دیکھا جو اس کی بات پر غور نہیں کر رہی تھی بلکہ بیگ کو جلدی جلدی کھولنے میں لگی تھی جو رین سے پیک تھا۔

دارار نے اسے گھورتے ہوئے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ کوئی بھروسہ نہیں تھا، اس کی بیوی ابھی جن دیوروں کو اپنے لالا کی طرح سمجھ رہی ہے وہ انہیں اس کے لالا کو بیش قیمتی ناموں سے نوازنے پر جوتے مارنے لگے اور پھر خود ہی روتے ہوئے اپنے اسی فسادی لالا کو بلا لے۔

دارار اپنی سوچ پر نفی کرتا زرتاشہ کو دیکھنے لگا جو اب بیگ کھول چکی تھی اور اس میں چوڑیاں، گجرے اور موتی چور کے لڈو کا ڈبا تھا

۔ دعا میک اپ آرٹسٹ کو اپنی پسن بتاتے بولی ٹھیک ہے میم جیسا آپ کے ویسے آپکو ضرورت نہیں ہے میک اپ کی مگر کیمرے میں میک اپ سے فیچرا نہینس ہو کر دیکھتے ہیں اس لئے تھوڑا ہیوی میک اپ ہوتا ہے برانڈ کا۔ میک آرٹسٹ اسکی بات پر مسکراتے بولی وہ بھی تجسس میں بتلا تھی بزنس مین ریان خان اور منسٹر داعود یوسفزئی کی بہن کو دیکھنے کے لئے اور بلاشبہ دعا کو ایک نظر دیکھنے کے بعد ہی اندازہ ہو گیا تھا وہ داعود کی بہن ہے۔ آپ اسکی فکر نا کریں میں نے گھونگھٹ لیا ہوا ہو گا اور مجھ سے اتنا میک اپ برداشت نہیں ہوتا آپ پلیز کم کرنا گر ریان کا مسئلہ ہے تو ان سے میں بات کر لوں گی۔ دعا میک اپ آرٹسٹ سے گزارش کرتے بولی جو اسکی بات پر نفی میں سرہلا گئی۔ میم جو آپ بولو گی ہم ویسا ہی کرے گیں۔ ٹھینک یو۔ دعا اسے ماننا دلکھ چھکتے ہوئے بولی ویسے بھی اس نے جتنے برانڈل میک اپ وڈیو نیٹ پر دیکھیں تھے ان میں موجود میک اپ کی تعداد دیکھ کر ہی اسکے پسینے چھوٹ گئے تھے اسے تو سوچ سوچ کی ہول اٹھ رہے تھے وہ اپنے منہ اور بال کا حشر ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔ سائیں جلدی اوپر آئیں کمرے میں ۔۔۔ زرتاشہ اپنا لہنگا اٹھائی بالکنی سے جھانکتے لان کی دوسری طرف دیکھنے کی کوشش کرتے بولی جہاں بارات کا انتظام کیا گیا تھا۔ جبکہ اسے اتنی سی بات کہہ کر فون کاٹ دیکھے دار اریشانی سے حویلی کے اندر کی طرف بڑھا۔

وہ بس ان بھائی بہن کی جوڑی پر نفی میں سرہلا گیا۔ ابھی کمرے سے نکلتے وقت ہی وہ اسے موتی چور کے لڈو کا کہہ رہی تھی اور اس کے بھائی نے بھجوا دیے۔ شاید ان کی بونڈنگ ہی ایسی تھی، فوراً ایک دوسرے کی دکھ، پریشانی اور خوشی بھانپ جاتے تھے۔ اسے یاد ہے جس دن وہ پہلی بار

زرتاشہ سے ناراض ہوا تھا اور اس کے فون پر ریان کا فون آیا تھا جو زرتاشہ کے پاس رہ گیا تھا۔ یقیناً اس وقت بھی اس نے اس کے فون پر زرتاشہ کی خیریت معلوم کرنے کے لیے اسے فون کیا تھا جو شاید اس کے قصے کی وجہ سے پریشان ہو گئی تھی۔ ان دونوں کے پیار پر دارار بس سرد سانس کھینچ کر رہ گیا تھا۔

"دعا اپنا بیگ کمرے میں جا کر کھولنا اور تم اس کی چیزوں پر تاک جھانک چھوڑو، اور کام پر لگو۔ دعا جاؤ تم بھی اپنی تیاری دیکھو، کچھ ہی دیر میں سیلون والی آجائے گی۔" دارار اپنا موبائل اور گاڑی کی چابی اٹھاتا بولا۔

ان لوگوں نے سیلون والی کو گھر کی تمام لیڈیز کو تیار کرنے کے لیے گھر پر ہی بلوایا تھا۔

"ع۔ علی!" "ہم؟" زارا نے اسے سرگوشی نما آواز میں پکارا جو پچھلے تین گھنٹے سے بس آنکھیں موندے یونہی اسے اپنے حصار میں لیے لیٹا اس کے بالوں میں ہاتھ چلا رہا تھا، جبکہ زارا اس کی اتنی قربت اور اس کے تضاد کے باعث سو بھی نہ سکی کیونکہ علیار سے پہلے کبھی یہ کرم نوازی کی نہیں تھی۔ زارا بس حیران پریشان اسے دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ بظاہر تو پُرسکون تھا مگر اس کی اندرونی کیفیت کیا تھی یہ زارا جان نہ سکی۔

"اپنے چھوٹے سے دماغ پر زیادہ زور مت ڈالو، مجھے بس کچھ دیر آرام کرنا ہے اور تمہاری جان کو سکون نہیں، چپ کر کے لیٹی رہو۔"

اس کی نظریں مسلسل اپنے چہرے پر محسوس کرتے علیار نے سادے سے لہجے میں کہا، جبکہ اس کی بات پر زارا جھونپ سی گئی۔

ع۔ علی !" کچھ دیر بعد زارا نے پھر اسے پکارا۔"

"ہم؟"

"ہمیں تیار ہونا ہے، پانچ بج رہے ہیں، چھ بجے نکلنا ہے۔"

زارا اسے ہنوز آرام سے لیٹا دیکھ کر وقت کا خیال دلاتی بولی۔

اس کی بات پر علیار نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

میرا خیال ہے تمہیں آرام کرنا اچھا نہیں لگ رہا۔ ٹھیک ہے، مگر اگر تم نے رات کو یہ کہا کہ میں" تھک گئی ہوں، مجھے سونا ہے، میری پیٹ دکھ رہی ہے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ جا رہا ہوں میں، بھیجتا ہوں سیلون والی کو تمہیں تیار کرنے کے لیے۔ ڈریس ڈریسنگ روم میں ہے، درخشہ "نے پریس کر دیا تھا۔

علیار شدت سے اس کی ٹھوڑی چومتا، اس کے کان کے قریب جھک کر سرگوشی نما آواز میں بولا، پھر کمرے سے باہر چلا گیا۔

زارا ابھی بھی اپنے رخسار پر ہاتھ رکھے دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ گیا تھا۔ پھر وقت کا خیال کرتے ہوئے تیزی سے فریش ہونے چلی گئی۔ ویسے بھی اس نے زیادہ میک اپ نہیں

کروانا تھا، پچھلی بار بھی علیار کو اس کا اتنا میک اپ پسند نہیں آیا تھا، تو وہ آج بھی کم ہی میک اپ کروانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ آج لیڈیز اور جینٹس کے بیٹھنے کا انتظام علیحدہ تھا، پردے کا خاص خیال رکھا گیا تھا۔

"بات سنیں، آپ میرے بالوں پر سپرے اور جیل وغیرہ مت یوز کریں، بس سلیک سا جوڑا بنا دینا اور اس میں یہ سارے روزیز لگا دینا۔ اور ہاں، آئی میک اپ بھی اتنا ہیوی مت کرنا، بس تھوڑا تھوڑا میک اپ کر دیں، باقی کہ اسٹیک ریڈ ہی لگانا، اور جیولری بھی ساری پہنانا۔"

دعا میک اپ آرٹسٹ کو اپنی پسند بتاتے بولی۔

"ٹھیک ہے میم، جیسا آپ کے ویسے۔ آپ کو ضرورت نہیں ہے میک اپ کی، مگر کیمرے میں ہو کر دکھتے ہیں اس لیے تھوڑا ہیوی میک اپ ہوتا ہے براںڈ enhance میک اپ سے فیچرز کا۔"

میک اپ آرٹسٹ اس کی بات پر مسکراتے ہوئے بولی۔ وہ بھی تجسس میں بتلا تھی بزنس مین ریان خان اور منسٹر داعود یوسفزئی کی بہن کو دیکھنے کے لیے، اور بلاشبہ دعا کو ایک نظر دیکھنے کے بعد ہی اندازہ ہو گیا تھا وہ داعود کی بہن ہے۔

آپ اس کی فکر نہ کریں، میں نے گھونگھٹ لیا ہوا ہوگا اور مجھ سے اتنا میک اپ برداشت نہیں" "ہوتا، آپ پلیز کم کرنا۔ اگر ریان کا مسئلہ ہے تو ان سے میں بات کر لوں گی۔

دعا میک اپ آرٹسٹ سے گزارش کرتے بولی، جو اس کی بات پر نفی میں سر ہلا گئی۔

"میم جو آپ بولیں گی ہم ویسا ہی کریں گے۔"

تھینک یو۔" دعا اسے مانتے ہوئے ہلکے سے مسکراتے ہوئے بولی۔"

ویسے بھی اس نے جتنے برانڈڈ میک اپ ویڈیوز نیٹ پر دیکھے تھے ان میں موجود میک اپ کی تعداد دیکھ کر ہی اس کے پسینے چھوٹ گئے تھے۔ اسے تو سوچ سوچ کر ہی ہول اٹھ رہے تھے۔ وہ اپنے منہ اور بال کا حشر ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"سائیں جلدی اوپر آئیں کمرے میں۔۔۔"

زرتاشہ اپنا لہنگا اٹھائے بالکنی سے جھانکتے لان کی دوسری طرف دیکھنے کی کوشش کرتے بولی جہاں بارات کا انتظام کیا گیا تھا۔

جبکہ اسے اتنی سی بات کہہ کر فون ہاتھ میں لیے دارار پیشانی سے حویلی کے اندر کی طرف بڑھا۔

زری! زری!۔۔ دارار کمرے میں داخل ہوتا ازترابی کیفیت میں عجلت سے نظریں یہاں وہاں گھماتا اسے ڈھونڈنے لگا۔ بھاگ کر آنے کی وجہ سے اسکی سانس پھولی ہوئی تھی۔ زرتاشہ جو بالکنی کے دروازے کے آوٹ میں چھپی اپنے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی ہی کنٹرول کرنے کی کوشش کر

رہی تھی۔ دارار جو ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ رہا تھا اسکی چوڑیوں کی کھنک سنتا رک کر بالکنی کی طرف بڑھتا ایک ہی جست میں ہاتھ بڑھاتا اسے دروازے سے کھینچ کر کمرے میں لاتا بیڈ پر بیٹھا گیا۔

بتاؤ مجھے کیا بار بار تم مجھے تنگ کرنے سے باز نہیں آؤ گی؟ دارار بیڈ پر اسکے ارد گرد ہاتھ رکھتا اس پر جھکتے بولا، جبکہ اسکا سجا سنورا سراپا دیکھ کر ایک پل کو وہ مسحور ہوا تھا مگر اسکی شیطانی یاد کرتے فورا خود کو کمپوز کر گیا۔

اسکی بات پر زرتاشہ نفی میں گردن ہلاتے بیڈ پر دھرا اپنا ہاتھ اسکے گلے میں ڈالتے اسے بیڈ پر گراتی خود اسکے اوپر اسکے پیٹ پر بیٹھتے اس کے انداز میں اس پر جھکتے اسکے ارد گرد اپنے بازو رکھ گئی، جبکہ اسکے انداز پر دارار آنکھیں وا کرتے حیرانگی والے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

آپ کو ذرا ہمارا خیال نہیں ہے، لالا کی بارات لانی ہے ہمیں وہاں جانا ہے اور آپ ہمیں دیکھنے کے بجائے ہماری فکر کرنے کے بجائے وہاں تیاریاں دیکھ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے اب ہم بھی جا رہے ہیں، لالا کے ساتھ تیار ہونے سے پہلے ہمیں لینے آ رہے ہیں اور رات ہم وہیں رکیں گے۔ پہلے ہی بتا دیا ہے آپ کو ہم سے خفا ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

زرتاشہ روٹھے پن سے کہتی اسکے بیڈ سے ڈھلکے گال اپنے دونوں ہاتھوں کی چنکی میں بھرتے انہیں کھینچ کر چھوڑتی اس پر سے اترنے لگی، جب دارار جو کب سے آنکھیں پھیلائے حیرانی سے اسکی باتیں سن رہا تھا جو اپنے میکے رکنے کا سارا بوجھ اس پر ڈالتی انتہائی چالاکی سے بھاگ رہی تھی۔

آہو ! اب اگر آج رات تم وہاں رکو گی تو میرا کیا ہو گا بے بی ڈک ؟ مجھے تو تمہارے بغیر نیند ہی نہیں آتی۔ دارار اسکی گردن میں احتیاط سے ہاتھ ڈالتے اسے واپس خود پر جھکا گیا مگر اس بیچ اس نے ریحان رکھا کہ اسکی تیاری خراب نہ ہو۔

تمہیں کچھ تو اپنے معصوم شوہر کا خیال کرنا چاہیے، اور یہ تمہارا لالا خود تیار ہونے کے بجائے یہاں تمہیں پک اینڈ ڈراپ کی سروس دے رہا ہے۔ دارار اپنے چہرے پر ازلی معصومیت سجاتے جان بوجھ کر منہ لٹکائے بولا، جبکہ زرتاشہ جو اس کا معصوم چہرہ دیکھ کر روکنے سے انکار کرنے کا سوچ رہی تھی اسکی دوسری بات پر سنجیدہ تاثرات لئے اسے دیکھنے کم گھورنے زیادہ لگی۔

اب ایسے تو مت دیکھو بے بی ڈک، پہلے ہی دل بے ایمان ہو رہا ہے، کہیں ایسا نہ ہو سارے لحاظ بھلا کر تمہارے اس لالا کو انتظار کی سولی پر لٹکا کر اپنی روح کو سکون پہنچا دوں۔ دارار اپنا چہرہ تھوڑا اوپر کرتا اسکی گردن پر لب رکھتے ہوئے اسکے لہجے کا بوجھل پن محسوس کرتے زرتاشہ نے تھوک نگلا اور اس پر سے اٹھنے لگی، جب دارار نے بھی اسے جانے دیا۔

مگر اس سے پہلے وہ اس سے دور ہوتی دارار اٹھ کر بیٹھتا فورا اسے اپنی گود میں بٹھاتا ایک جھٹکے میں اسے منہ کے بل اپنی گود میں لیٹا گیا جس سے زرتاشہ کا پیٹ دارار کی گود میں اور باقی جسم بیڈ پر تھا۔ وہ اوندھے منہ بیڈ پر اور کچھ اسکی گود میں لیٹی حق دق ہو کر اپنے ساتھ ہوئی حرکت کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی، جب دارار نے اسکی پشت پر سیٹ ہوئے ڈوپٹے کو پن سے آزاد کر گیا۔ دوپٹا ہٹتے ہی اسکی تقریبا برہنہ پشت اسکے سامنے آگئی۔

یہ ڈریس دارار نے ہی اسکے لئے پسند کیا تھا مگر میک اپ آرٹسٹ کو یہ ہدایت دینا نہیں بھولا تھا کہ اسکی بیوی کی پشت لازمی ڈھکے، بھلے ہی لیڈیز کے پردے کا مکمل انتظام تھا مگر وہ یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اسکی ہوئی کو کوئی عورت بھی دیکھے۔

ڈریس کا پچھلا گلا انتہائی گہرا تھا، تقریبا اسکی پشت کمر تک نظر آرہی تھی، گلے کے سینٹر اور کندھے کے پاس ڈوری تھی جس پر کمیز بھی ہوئی تھی۔ اسکی کمیز کمر سے تھوڑے نیچے تک تھی جو اسکے لہنگے کے بیلٹ کو چھپا رہی تھی۔ اسکے بال بھی دارار نے میک اپ آرٹسٹ سے کہہ کر بندھ والے تھے، وہ وانہیں بھی کسی اور کے سامنے کھولا برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اسکے بیک کی ڈوریاں کھولتا اسکی آدھی برہنہ پشت پر جھک گیا۔ زرتاشہ اسکے مونچھوں کی چھبن اپنی پشت پر محسوس کرتے زرتاشہ نے ٹپٹاتے سیدھا ہونا چاہا، جب دارار اسکی کمر سے نیچے اسکے ابھرا پر زور ڈالتا اسکی کوشش ناکام بنا گیا۔ وہ جابجا اسکی پشت پر لب رکھتا اسکے گلے میں پہنے بار کی بھی ڈوری اوز کر کرتا اسکی گردن پر لب رکھتا وہاں اپنے دانت گاڑ گیا۔ وہ اسکی پوری پشت پر اپنے لبوں کا بھیگا لمس چھوڑتا وہاں اپنے دانت گاڑتے نیچے کا سفر طے کرنے لگا۔ اسکے لبوں کا بھی یا لمس اپنی پشت پر محسوس کرنے کے تضاد اسکی دانتوں کی چھین سے زرتاشہ نے بامشکل اپنی سکی رو کی۔ وہ کوئی مزاحمت بھی نہیں کر رہی تھی اس ڈر سے کہ کہیں اسکے گجرے نا خراب ہو جائے۔

وہ انہی سوچوں میں آپ بھی تھی جب دارار ایک جھٹکے میں اسے سیدھا کر گیا، جس سے زرتاشہ کی گردن لٹک گی اور ہار جو پہلے جھول رہا تھا وہ بھی اسکے منہ پر آگیا۔ دارار اسے گود میں اٹھا تا بیڈ پر ٹھیک سے لیٹاتا، اس کا سر اپنی گود میں رکھتا اسکی خراب ہوئی تیاری ٹھیک کرتے اسکی گردن پر

جھکتا وہاں شدت سے اپنے لب رکھ گیا۔ اسکی شدت پر زرتاشہ جو کب سے اسکی شدتے برداشت کر رہی تھی وہ بلا آخر رو پڑی۔ اسکے یوں اچانک رونے پر دارار جو اسکی گردن پر جھکا ہوا تھا چہرا اٹھاتے اسے دیکھنے لگا جو نم آنکھوں میں شکواہ لئے نظریں پھیرتی اسکی گود سے اٹھتی ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہوئی اپنی خراب ہوئی تیاری کو دیکھتے اپنا بار اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر اٹھنے کے انداز میں رکھ گئی۔

"لالا کی ساری نہیں جارہے ہم اب نیچے، تین گھنٹے پورے تین گھنٹے لگا کر ہم تیار ہوئے تھے۔ رسمیں ہم نے گھر کے اندر رکھوائی، فوٹو گرافر بھی ہم نے لیڈیز بلائی تاکہ ہم آپکا کا دلایا جوڑا پہن کر تصویر بنا سکے۔ مگر آپ نے کیا کیا؟ ہماری پوری تیاری خراب کر دی، ایسے کوئی کرتا ہے؟ جائیں اب جا کر نیچے لالا کو ہمارے نا آنے کی وجہ بتائیں، ورنہ ہم مورے کے کمرے میں سونے جارہے ہیں، بول دیں گیں ہماری طرف سے معازرت، مگر ہم اس حالت میں نہیں کے شادی اٹینڈ کر سکے، وہ بھی اپنے اکلوتے سگے لالا اور اپنی اکلوتی سنگی نند کی۔"

زرتاشہ جو کب سے اپنے آنسوں پر بندھ باندھنے کی کوشش کر رہی تھی وہ بلا آخر نکل ہی گئے۔ وہ روتے ہوئے اسے دھمکانے کے انداز میں کہتی وہی ڈریسنگ ٹیبل کی چیز پر بیٹھتی اپنا سر ڈریسنگ ٹیبل پر لگائی۔ جبکہ اسے یوں روتا دیکھ دارار تیزی سے اٹھتا اسکی طرف بڑھا۔

"بے بی ڈک ڈونٹ کرائے۔۔"

آپکو کیا میں دیپیکا پاڈوکون لگ رہی ہوں جو آپکی انگلش سن کر فلیٹ ہو جائے گی؟ ہاں وہ لگ رہی" "! ہوں میں آپکو

زرتاشہ اسکے یو انگلش میں منانے پر جلے بھنے انداز میں اس سے انگلی اٹھاتے استراف کرنے لگی، جس پر دارارا اسے بھڑکتا دیکھ فوراً نفی میں سر ہلا گیا۔ وہ تیزی سے اٹھتا اسکی پشت پر جاتا اسکی ساری ڈوریاں باندھتا واپس اسکا ڈوپٹا سیٹ کرتا اسکے کندھے پر لب رکھ گیا۔ بے بی ڈک میں بس تمہاری تعریف کر رہا تھا اور یہ تکلیف جس پر تم رو رہی ہو وہ اس لیے دی تا کہ اگر تمہیں غلطی سے کوئی لیڈیز بھی دیکھے تو شرم سے کہیں اور دیکھنے لگے کیونکہ تم پر میں کسی عورت کی بھی نظر برداشت نہیں کر سکتا۔ دارار اسکی گردن اور پشت پر اپنے دیے نشانات کی طرف اشارہ کرتا یوں ہی اسکا سر خود سے لگاتے بولا جبکہ اسکی بات پر زرتاشہ نے لکھے اٹھا کر اسے دیکھا پھر کرسی سے کھڑی ہوئی اسکے مقابل آگئی۔

ایسے کرتے ہیں تعریف بیوی کی؟ زرتاشہ اسکی بات سنتے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے سنجیدہ تاثرات لیے اسے استفسار کرنے لگی جبکہ دارار کو تو آج اسکا ریٹیٹیوڈ ہی بدلا بدلا لگ رہا تھا۔

بتائیں اب کہاں کھو گئے آپ، ایسے تعریف کرتے ہیں بیوی کی یوں اس طرح جس طرح آپ نے کی۔ مناسب کا تعریف کرنے کا اور پیار جتانے کا انداز الگ ہوتا ہے مگر آپ تعریف کے طور پر ہمیں پھول دے سکتے ہیں، چاکلیٹ لا سکتے ہیں، کیک دلا سکتے ہیں مگر نہیں دنیا کے سارے اچھے طریقے چھوڑ کر آپ کو یہی طریقہ ملا تھا تو آپ بھی ہماری—

بس ! بس ! بس میری سردارنی اتنا غصہ کس کا غصہ نکال رہی ہو اپنے معصوم شوہر پر بس چپ، یہاں بیٹھو اور بتاؤ کیا بات ہے کیوں اتنی چڑچڑی ہو رہی ہو۔ دارار اسے خود سے لگاتا اسے مسلسل بولتا دیکھ اسے خاموش کرا دیتا، صوفے پر بٹھاتا خود اسکے گھٹنوں کے پاس بیٹھتا نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتا اسے سہلاتے اس سے پوچھنے لگا جبکہ زرتاشہ جو بغیر رکے بنا سوچے سمجھے ایک ہی سانس میں اسے سنائے جارہی تھی وہ بے تاثر چہرے سے اسے دیکھنے لگی پھر اگلے ہی لمحے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے رونے لگی۔

اسکے یوں اچانک رونے پر دارار خاصا پریشان ہوا تھا اور ساتھ ہی وقت کا خیال بھی آیا انہیں دیر ہو رہی تھی۔ وہ اسے یونہی خود سے لگائے پہلے ریان کو کال ملاتا اسے واپس جانے کا بولتا فون سائیڈ پر رکھ گیا جو اسکی نادان بیوی کے انتظار میں نہ جانے کب سے کھڑا تھا جبکہ اسے کال پر ریان سے بات کرتا دیکھ زرتاشہ آرام سے اسکے کندھے سے لگی آنکھیں موندے ہوئے تھی جب دارار فون سائیڈ پر کر کے اپنی پوری توجہ اس پر کر گیا۔

میرے اجازت دو، اور سچ سچ بتاؤ... یور آر پیڈ یو پیریڈ؟ دارار اسکا چہرہ تھامتے بولا جبکہ اسکی بات پر زرتاشہ کی آنکھیں کچھ لمحے حیرت سے پھیلیں تھی مگر پھر وہ فوراً شرم سے چہرہ واپس اسکی گردن میں چھپا گئی۔

اسکی خاموشی سے دارار کو اپنا جواب مل گیا۔

ادھر دیکھو، کہیں درد ہو رہا ہے؟ دارار اسکا چہرہ ٹھوڑی سے اوپر اٹھاتے اسکے نم آنکھوں کی پور یں صاف کرتا پوچھنے لگا جس پر زرتاشہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

کہاں؟ اسکے ہاں کہنے پر دارار اسکے پیٹ پر ہاتھ رکھتے پوچھنے لگا جس پر زرتاشہ اسکا ہاتھ تھامتے اپنی درد والی جگہ پر رکھ کر اسے درد کا بتانے لگی۔ ویسے تو اسے اتنا درد نہیں ہو رہا تھا بس ہلکے ہلکے کرنٹ یں تھے کیونکہ چینج کلر وہ لے چکی تھی مگر اسے دارار سے لاڈا اٹھوانے میں مزا آرہا تھا وہ اپنا چہرہ لڑکاتے اسے یہ دکھانے لگی کہ وہ تکلیف میں ہے تاکہ اسے تنگ کر سکے جیسے اس نے ابھی اسے تنگ کیا تھا۔

اچھا تم رکو میں بینڈ کر دیتا ہوں پھر بات واٹر بیگ بھی منگواتا ہوں سر کو ذرا... دارار اسے وہیں بٹھاتا خود واش روم سے فرسٹ ایڈ باکس لینے چلا گیا جب زرتاشہ کھڑی ہو کر اپنا رس وغیرہ ٹھیک کرتے خود کو ایک آخری بار شیشے میں دیکھتے اسکا انتظار کرنے لگی جب دارار باکس تھامے کمرے میں داخل ہوا۔

تم کھڑی کیوں ہو گئی؟ بیٹھو فوراً۔

دارار اسے کھڑا دیکھ کر صوفے کی طرف اشارہ کرتا بولا، جب زرتاشہ اسکے ہاتھ سے باکس لیتے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتی۔

"ہمیں کہیں درد نہیں ہو رہا، ہم ٹھیک ہیں۔ آپ بس ہمارے لئے رات کو چاکلیٹ کیک کا بندوبست کر لیجئے گا، باقی سب خیر ہے۔ اور ہم نہیں جا رہے گھر، رکنے بس دعا کو چھوڑ کر ساری چیزیں دیکھ کر لالا سے پیسے اینٹھ کر واپس آجائیں گے۔"

زرتاشہ اسکے سر پر بم پھاڑتی اسے انگلی میں ایک ایک چیز گنواتے بولی۔

"ایک منٹ، ایک منٹ! یہ کیسی زبان یوز کر رہی ہو تم؟ پیسے اینٹھ کر، باقی سب خیر ہے؟ آئندہ نا سنوں میں جیسے بات کرتی ہو ویسے ہی کرو، مجھے میرا بے بی ڈک معصوم ہی پسند ہے، یہ غنڈوں والی لینگویج استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے، سمجھی؟"

دارار اسے آرام سے سمجھاتا بولا، جبکہ اسکی بات پر وہ فوراً بامس میں سر ہلا گئی کہ زیادہ فرمانبرداری مت دیکھاو دن بدن بے معاش ہوتی جا رہی ہو۔

دارار اس کا چہرہ تھامتا شدت سے اپنے لب اسکے عارض پر رکھتا بولا، جس پر زرتاشہ نے منہ بناتے اسکے ہمراہ کمرے سے باہر نکل گئی، جس پر دارار بھی اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتا اسکے ہم قدم ہو گیا۔ اسے ریان کی حویلی بھی جانا تھا اسے ڈراپ کرنے۔

علی! یہ بھی پہنا ہے؟ زارا تیار ہو کر باہر آتے پرنس کوٹ اسکی طرف بڑھاتے بولی۔

"چینج اور کچھ دو!" علیار بغیر اسکی طرف دیکھے ہنوز لیپ ٹاپ پر نظریں گاڑے بولا۔

جبکہ اس کا جواب سنتے زارا نے ایک نظر گھڑی کی طرف دیکھا جو سات بج رہی تھی۔

"علی ! ٹائم نہیں ہے دیکھیں سات بج گئے ہیں اور کب پہنیں گے مجھے بچے بھی جانا ہے۔"

زارا ایک بار پھر اسے مخاطب کرتے بولی۔

جب علیار نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

کیا مطلب ہے تم ایسے نیچے جاؤ گی؟" علیار سر تا پیر اس کا جائزہ لیتا بولا۔"

"! جی"

جس پر زارا نے نا سمجھی سے اسے دیکھتی پھر خود کو دیکھنے لگی جو لیمن کلر کے چوڑیدار اور لانگ شرٹ پہنے بالوں کو کھلا چھوڑے انہیں سینٹر پارٹ کر کے پشت پر پن اپ کیے، شاید سر بھی رکھنے والی تھی۔ میک اپ کے نام پر صرف پنک لپ گلوس لگا ہوا تھا، کانوں میں علیار کے ہی لائے ڈائمنڈ ائیر نگ تھے۔

لڑکی دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا ! ایسے نیچے جاؤ گی؟ ایسے بارات میں شرکت کا ارادہ ہے"

"تمہارا؟

اسکا جواب اور تیاری دیکھ کر علیار کا دماغ جنگ سے اوپر ہو گیا، ضبط کرنے کے باوجود بھی اپنا لہجہ نرم نہیں رکھ سکا۔

اسکا سخت لہجہ محسوس کرتے بے ساختہ زارا کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

اسے روتا دیکھ علیار پریشانی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا: "بس تم نے مجھے ڈرانے کا اچھا بہانا ڈھونڈ رکھا ہے، ادھر آؤ۔"

علیار اسکے آنسو صاف کرتا اسے لئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔

"یہ ڈریس ہے تمہارا آج کا، یہ نہیں، یہ مجھے پسند آگیا تھا تو لے لیا۔"

علیار اسکی پشت کو اپنی سینے سے لگاتا اسکے گرد اپنا حصار باندھتا سامنے ڈریس کی طرف اشارہ کرتے بولا جو ریڈ کلر کی شارٹ شرٹ تھی جس کے آستین، کمیز کی فٹنگ اور دامن پر گولڈن کام تھا۔ شرٹ کے ساتھ ہی جیکارڈ کا دوپٹہ تھا۔

"مگر یہ بہت بھاری ہے اور یہ تو برائیڈل لگ رہا ہے، مجھ سے نہیں پہنا جائے گا، اور اگر سب نے میرا مذاق اڑایا تو؟"

زارا اس کا نرم لہجہ محسوس کرتے اسکے آگے اپنا مسئلہ رکھتے بولی، یہ ڈریس تو اسے بھی بہت پسند تھا مگر اس نے دل پر پتھر رکھ کر یہ ڈریس پہن لیا تھا۔

اسکی بات سنتے علیار نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

"کس کی اتنی ہمت ہے تمہیں کچھ کہہ دے؟ کسی نے نیچے تم سے کچھ کہا ہے؟"

علیار اس کا رخ اپنی طرف کرتے بولا۔

نہیں !" اپنا راز پکڑے جاتے دیکھ زارا فوراً اسکی نظریں چراتے نفی میں سر ہلا گئی، جبکہ اسے" یوں نظریں چراتا دیکھ علیار بھی خاموش ہو گیا۔

چلو تم پہلے یہ چینج کر کے آؤ، کوئی اگر مگر نہیں۔" علیار اسے احتجاجاً لب کھولتا دیکھ کر بولا اور بغیر" اسکی رائے لیے ڈریس اسے تھام گیا۔

اگر تم نے دس منٹ میں چینج نہیں کیا تو میں اپنے طریقے سے تمہیں چینج کرواؤں گا جو تمہیں" "بالکل اچھا نہیں لگے گا۔

علیار سے ایک آنکھ بند کر کے بولا جس پر زارا فوراً ڈریسنگ روم کا دروازہ اسکے منہ پر بند کر گئی۔

اسے یوں ڈیل کر دروازہ بند کرتا دیکھ علیار کا کھکا کمرے میں گونجا۔

وہ چینج کر کے کمرے میں داخل ہوئی جہاں علیار ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے اپنا شاپنگ بیگ کھول کر بیٹھا تھا کچھ دیکھ رہا تھا، جب کلک کی آواز پر اسکی طرف متوجہ ہوا۔

آجاؤ اور جلدی سے یہاں بیٹھو۔" علیار نے اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھایا۔"

"یہ لو، یہ پہنو جلدی، ٹائم نہیں ہے۔ اور اپنے بال ویسے ہی بناو جیسے پہلے بنائے تھے۔ میک اپ ٹھیک ہے، ویسے بھی وہاں کسی عورت کا منہ نہیں ہے میری خوبصورت بیوی کو تاڑے۔"

علیار اسکے آگے ایک ایک کر کے اسکی جیولری دیتا ساتھ ہی منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگا۔ زارا اب وقت کا خیال کرتے جلدی جلدی ہاتھ چلاتے تیار ہو گئی۔

"چلیں!"

اسے تیار دیکھ کر علیار اپنا لیپ ٹاپ آف کرتا اسے چارج پر لگایا، اپنا فون جیب میں ڈالتے اسے پوچھنے لگا۔ جواب میں زارا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہوئی اپنا دوپٹہ سر پر سیٹ کر رہی تھی۔

"اس فنکشن میں سر پر نہیں رکھنا چاہو تو مسئلہ نہیں ہے، لیڈیز کا انتظام الگ ہے اور کوئی بھی باہر بلکہ گھر کا آدمی بھی اس طرف نہیں آئے گا۔"

علیار اسے سر پر دوپٹہ جماتے دیکھ کر بولا۔

"نہیں، ایسے ہی ٹھیک ہے ہمیں اسکے بغیر اچھا نہیں لگتا۔"

زارا اسکی بات سنتے نظریں جھکا کر بولی، اسے علیار کی جانچتی نظریں اپنے آرپار ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"اچھا، جیسے تمہاری مرضی، چلو۔۔۔"

وہ سارے بھائی، دادا، ساکب اور سلیمان صاحب کے ہمراہ بارات کی آمد کا سن کر اسکے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ وہیں رشتہ داروں میں موجود لڑکیاں بارات دیکھنے کے لئے چھت پر گئی تھیں مگر نا امید ہوئیں کیونکہ دارار نے گارڈن اور لان کی چھت کو مکمل طور پر پیک کروا رکھا تھا۔

ان کا ارادہ شادی اسلام آباد کے کسی ہوٹل میں کرنے کا تھا مگر ریان کو شادی گاؤں میں ہی کرنی تھی جس کی وجہ سے وہ لوگ انکار نہ کر سکے، مگر ان لوگوں نے یہاں کا انتظام بھی کسی ہوٹل سے کم نہیں کروایا تھا۔

ابھی وہ سب کھڑے ہی تھے جب ایک کے بعد ایک مختلف ماڈل کی گاڑیاں قافلے کی صورت میں آرہی تھیں۔ تقریباً بیس گاڑیاں الگ الگ ماڈل کی حویلی کے گیٹ کے باہر دیوار کے ساتھ پارک ہوئیں مگر ان میں سے کوئی نکلا نہیں۔

"ویسے ایک بات صحیح ہے، لالا آپکا سالا ہے تو پیسا چھاپنے کی مشین۔ گاڑیاں کا رش دیکھ رہے ہیں آپ، میں تو اندر بار رہا ہوں، یہ تین گاڑیاں دیکھ کر مجھے شدید غرمی کا احساس ہو رہا ہے۔"

علیار ایک لینڈ کروزر آتا دیکھ کر بولا۔ یقیناً اس میں ریان ہوتا، مگر وہ گاڑی جینٹس سائڈ روکنے کے بجائے پہلے لیڈیز سائڈ کی طرف گئی۔ دارار سمجھ گیا یقیناً اس گاڑی میں اسکی بیوی موجود ہے۔

کچھ دیر بعد وہ گاڑی ساری گاڑیوں کے ساتھ پارک ہوئی اور ایک ایک کر کے مہمان بھی اپنی اپنی گاڑیوں میں آنے لگے تھے۔ ریان کے زیادہ دوست رشتہ دار نہیں تھے، جو بھی دور دور کے تھے وہ سب شامل تھے۔

ریان کا ارادہ بغیر کسی ڈھول باجے کے سادہ سی اینٹری کا تھا مگر۔۔۔

زرتاشہ نے جاتے ہی شور ڈال دیا تھا کہ وہ کسی قیمت پر نہیں جائے گی اگر بارات میں ڈھول باجے اور پٹاخے نہیں ہوں گے۔ اپنی بہن کی ضد کے آگے ہارتے ہوئے آدھے گھنٹے کے اندر اندر ساری چیزوں کا انتظام کیا تھا۔

ریان اپنے اکلوتے دوست موسیٰ کے ہمراہ وہاں بے تاثر چہرے سے سارے شور شرابے کو دیکھ رہا تھا جبکہ اسکا بے تاثر چہرہ دیکھ کر موسیٰ بامشکل اپنی ہنسی کنٹرول کر رہا تھا۔

ابھی وہ لوگ وہیں کھڑے تھے جب آسمان میں ایک ساتھ آتش بازی شروع ہو گئی، کیونکہ ریان نے فائرنگ سے صاف منع کیا تھا جس پر زرتاشہ نے بھی بار بار سونیا کے ذریعے گارڈز کو آتش بازی کی ساری ہدایت دے دی تھی۔ زرتاشہ آمدہ کو اپنی گود میں لئے اینٹری کے دور سے آتش بازی دیکھ رہی تھی۔پٹاخوں اور ڈھول کی دھمک سنتے ہی رشتے میں موجود لوگ خوشیاں منانے

لگے تھے جبکہ ان سب کو شور شرابہ اور پہلے سے گلے میں مصروف دیکھ کر علیان، داعود اور داور ان سب کے بیٹھنے کا انتظام ایک بار پھر دیکھنے لگے۔

"تو کیوں اتنا سنجیدہ منہ لئے کھڑا ہے؟ تیری ہی شادی وہ بھی پسند کی، اگر بہن کے کہنے پر ان سب کو جھیل سکتا ہے تو بھابھی کی خاطر چار ڈھول کے بھی لگائے۔"

موسیٰ اسکے کان میں سرگوشی کے انداز میں بولا کیونکہ ڈھول باجے کی آواز بہت تیز تھی۔

"میں تیرا منہ توڑ دوں گا، بکواس مت کر۔"

اسکی بات سنتے موسیٰ کھلکھلاتا اسے تپانے کے لئے خود بھی اسکے کزنوں کے ساتھ لوڈی ڈالنے میں لگ گیا۔ اسے یوں سب کے ساتھ پاگلوں کی طرح ڈانس کرتے دیکھ ریان نے دانت کچکچاتے اسے دیکھا۔

آدھے گھنٹے خوار ہونے کے بعد ریان نے سکھ کا سانس لیا۔ لوگ شروع ہوئے تو رکنا ہی بھول گئے تھے، جبکہ کہاں اس نے سوچا تھا بالکل سادہ شادی ہو گی۔ اسکی فلس آٹھ بجے وہ یہاں موجود ہو گا، اور دو گھنٹے میں وہ کھانے اور رخصتی سے فارغ ہو کر دس ساڑھے دس بجے تک اپنی حویلی اور اپنے کمرے میں دعا کے پاس ہو گا، مگر ان سب کی اسپیڈ دیکھ کر تو اسے اپنی پلاننگ پر پانی پھر تا محسوس ہو رہا تھا۔

ریان کو ابھی وہاں بیٹھے آدھا گھنٹا ہی ہوا تھا جب علیان اسے دعا کے ساتھ کپل پکچر بنوانے کے لئے حویلی کے اندر دعا کے کمرے تک چھوڑتا باہر چلا گیا۔

ریان دروازہ بجا کر اندر داخل ہوا جہاں دعا پھولے سانس کے ساتھ بیٹھی اپنا تنفس بحال کر رہی تھی۔

"اہلیہ کیا ہوا ہے آپکو؟ اتنی سانس کیوں چڑھی ہوئی ہے آپکی؟"

ریان اسے چہرے سے ہٹا ہوا دیکھ تیزی سے اسکی طرف بڑھتا پوچھنے لگا۔

دعا جو ابھی اپنے شوٹ کے چکر میں اتنے بھاری برائیڈل ڈریس میں ساتھ چکر لگا کر بیٹھی با مشکل اپنا چکراتا سر اور پھولے سانس کو ٹھیک کر رہی تھی، اسے یہاں دیکھتی فوراً ہوش میں آتی اپنا گھونگھٹ والا دوپٹہ تلاش کرنے لگی۔ اس پہلے ریان اسکے قریب آتا وہ فوراً اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ گئی۔

"ریان آپ ابھی ہمیں نہیں دیکھ سکتے۔"

ریان جو پریشانی سے اسکی طرف بڑھ رہا تھا اسکے یوں چہرہ چھپانے پر اسکے تضاد اسکی بات سنتے اسکے ماتھے پر بلوں کا جال بڑھا تھا۔

"اور کیوں نہیں دیکھ سکتا؟"

اسکی بات پر ریان ماتھے پر بل ڈالے بولا۔

"کیونکہ کیونکہ میں کہہ رہی ہوں۔"

اسکی بات پر جب دعا کو کچھ سمجھ نہیں آیا تو جو دل میں آیا وہ بول دیا۔

"آپ پلیز ہمیں دو منٹ دیں۔"

ریان پریشانی سے کھڑی لیڈی فوٹو گرافر کو دیکھ کر بولا۔

اسکی بات سنتے فوٹو گرافر اپنا کیمرا تھامے باہر نکل گئی۔

"اب ذرا مجھے بتائیں کیوں نہیں دیکھ سکتا؟"

ریان فوٹو گرافر کے جانے کے بعد اسکے چہرے سے زبردستی ہاتھ ہٹاتے بولا۔

"آرے بھی، آپ ہمیں جب دیکھ سکتے ہیں جب ہم آپ سے منہ دکھائی لیں گی۔"

دعا ہنوز آنکھیں نیچے کیے بولی جیسے آنکھیں میچنے سے ریان اسے نہیں دیکھ سکتا۔

"اوہ تو یہ کہیے کہ آپ چاہتی ہیں میں آپکو سیدھا اپنی بیوی پر دیکھوں، ٹھیک آہلیہ ! ہم آپکی اس خواہش کا بھی احترام کریں گے، مگر فی الحال آنکھیں کھول لیں، ہم نے کپل پکچر بنوانی ہے جو یوں آپکے کبوتر بننے سے نہیں ہو گی۔"

ریان اسکا بازو تھامے اسے کھڑے ہونے میں مدد کرتے ہوئے بغیر اسکے چہرے کی طرف دیکھے پانی کا گلاس اسے پکڑا گیا۔ وہ دیکھ تو اس نے اسے آتے ہی چکا تھا مگر اسکی خواہش کا پاس رکھنا اسکا فرض تھا۔

"مگر!۔۔۔"

"نہیں دیکھوں گا آپکو اہلیہ، بھروسہ رکھیں، فوٹو گرافر کو اندر بلا رہا ہوں۔"

اسے احتجاجاً لب کھولتے دیکھ کر ریان اسے یقین دلاتا ہوا بولا۔ جبکہ اسکی بات پر دعا خاموش ہو گئی۔ اتنا تو اسے پتا تھا ریان اپنی بات کا پکا ہے۔

فوٹو شوٹ کے بعد ریان دعا کو لئے احتیاط سے سیڑھیاں اتارتا اسے حویلی کے اندورنی گیٹ تک زرتاشہ کے حوالے کر گیا، خود مردوں کی سائڈ چلا گیا جہاں وہ سب اسکے ساتھ ڈنر کرنے کے منتظر تھے۔

تمام معاملے سے فارغ ہو کر رخصتی کا شور اٹھا تھا۔ داجی تو پہلے ہی لیڈیز والی سائڈ کے باہر کھڑے دعا کے آنے کے منتظر تھے۔ جب گھر کی خواتین اسے لئے باہر کی طرف آئیں، دعا گھونگھٹ کی آڑ میں داجی کو دیکھتے ہی بغیر اپنے بھاری ڈریس کا خیال کئے تیزی سے انکی طرف بڑھتے انکے سینے سے لگ کر زار و قطار رونے لگی۔

اسے یوں روتا دیکھ زرتاشہ کا بھی رونا شروع ہو گیا تھا۔ جبکہ ریان جو ان سب کے ہمراہ لیڈیز سائڈ کی طرف اپنی گاڑی لے کر آرہا تھا زرتاشہ کو روتا دیکھ کر تیزی سے گاڑی سے اتر کر اسکی طرف بڑھا۔

"گڑیا تم کیوں رو رہی ہو؟"

اسے یوں روتا دیکھ ریان اسے اپنے سینے سے لگاتا بولا۔

ریان کا حصار پاتے ہی زرتاشہ مزید شدت سے رو دی۔

دارار تو اپنی بیوی کو بہت ضبط سے یوں ریان کے گلے لگے روتا دیکھ رہا تھا، اور دادا جی سے الگ ہوتی اپنے بابا کے گلے لگ کر رونے لگی۔ سلیمان صاحب اور دعا کو یوں روتا دیکھ سالب صاحب جو کب سے خود کو حوصلہ کئے کھڑے تھے وہ بھی رو پڑے۔

سب بھائی سپاٹ چہرہ لئے کھڑے ضبط سے اپنی لال ہوتی آنکھیں بار بار رگڑتے اپنے آپ پر بھرپور قابو کئے ہوئے تھے۔ ریان مشکل سے اپنی اہلیہ اور بہن کا یوں ہچکیوں سے رونا برداشت کر رہا تھا، جب زرتاشہ اسے الگ ہوتی دارار کی والدہ کے گلے لگ کر رونے لگی۔

دارار اسے یوں پانی کی ٹینکی بہاتا دیکھ بس پہلو ہی بدل سکا اور اس سے کمرے میں جا کر حساب لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

مانسا اور زارا نم نظروں سے یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ دونوں کے میکے میں کوئی نہیں تھا۔ ابھی مائسا اس منظر کو دھندلائی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی جب علیان آمدہ کو تھامے اسکے قریب آتا اسکے گرد حصار باندھتا اس کا ماتھا چوم گیا۔

"کم آن بیوی، تم تو مت رو۔"

علیان اسے خود سے لگاتا بولا۔

ساکب اور سلیمان صاحب کو دعا سے الگ نہ ہوتا دیکھ کر علیار آگے بڑھتا، انہیں زبردستی دعا سے دور کر کے ابھی ریان کی طرف لے کر جاتا جب داور دعا کو اپنے سینے سے لگائے اسکے گھر گھٹ والے دوپٹے میں چہرہ چھپاتے بے آواز رونے لگا۔

داور!" دعا کو اب روتا دیکھ علیار اسے تنبیہی انداز میں پکارا، جس پر وہ با مشکل خود پر ضبط کرتا" اپنے آنسوں پونچھتا اسے الگ ہوا۔

داود دعا کے سر پر قرآن پاک رکھے اسکے سائڈ سے ہی اپنے گلے لگاتا اسکا سر چوم گیا۔

ان سب کو انٹرفیس کے قریب آتے دیکھ ریان اپنی گاڑی کی چینجر سائڈ کا دروازہ کھولتا دعا کے آنے کا انتظار کر رہا تھا جو لرزتے قدموں سے دارار اور علیار کے سہارے آرہی تھی جبکہ علیان اس سے نہیں ملا تھا، وہ با مشکل خود کو رونے سے روک رہا تھا اسی لئے خود دور دور تھا۔

دارار دعا کو کار کی فرنٹ سیٹ پر بٹھاتا اسکے سر پر ہاتھ رکھتا اسکا ماتھا چوم گیا۔

دعا ادھر دیکھو، بس اور نہیں رونا ہم۔ اور ایک بات یاد رکھنا، کوئی بھی مسئلہ تم ہمیں بے" جھجک کال کر سکتی ہو۔ تمہارے 100 بھی موجود ہے، تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم کوئی بھی بات بلا تھنک ہم سے شیئر کر سکتی ہو، اور یہ بالکل مت سوچنا یہ گھر اب تمہارا "! نہیں ہے۔ میرا چاند یہ آج بھی اتنا ہی تمہارا ہے جتنا ہم بھائیوں کا، ہم

دارار اسکے کان میں سرگوشی کرتا بولا۔

دعا نے بھی ہاں میں سر ہلا دیا۔

"لالا ! علیان لالا و۔۔۔ وہ رکو تم، میں بلا رہا ہوں۔"

"علیان ! ادھر آؤ تم، کیا ادھر چھپے ہو؟ آمدہ کو مجھے وود دعا بلا رہی ہے۔"

دارار اسکے ہاتھ سے آمدہ کو لیتا اسے دعا کی طرف اشارہ کرتا بولا۔

اسکی بات پر علیان جو اس لمحے سے بچنا چاہتا تھا وہ دعا کے قریب جاتا اسکے سر پر ہاتھ رکھ گیا۔

"لالا میرے کدو کو صبح لے کر آنا، اسے ملوائے نا۔"

علیان جو نم نظروں سے گھونگھٹ سے ڈھکا اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا، دعا کی بات سنتے اسے گھورنے لگا۔

"مطلب تجھے مجھ سے نہیں ملنا تھا، کدو سے ملنا تھا؟"

علیان نے اسکی بات سنتے ایک بار تصدیق چاہی، جس پر دعا ہاں میں سر ہلا گئی۔

"صحیح بات ہے، میں ہی پاگل ہوں جو بہن کے رخصت ہونے کے دکھ میں روئے جا رہا ہوں، اور کوئی نہیں ملا رہا میں اپنے کدو سے، اپنے میاں کو بول کر دو۔"

"ہٹ نوٹنکی!"

ابھی وہ جلے دل کے ساتھ مزید گل افشانی کرتا جب دارار اسکے سر پر چپت لگاتا آنکھوں کو دعا کی گود میں دے گیا۔

"چلو کر ڈالا، کہ رہے ہے تو میں مان جاتا ہوں، دیکھ لے میرے کرو مگر ایک بات یاد رکھنا، جتنا ناک میں دم تم ہمارا کیا ہے اس سے تین گنا زیادہ یار ریان لالا کے کرنا، انہیں بھی تو پتا چلے کون سی آفت انکے گلے پڑی ہے۔"

علیان ماحول کو ہلکا پھلکا بنانے کے لئے اپنی ازلی انداز میں واپس آتا بولا۔

اسکی بات پر سب کا ہی قہقہہ چھوٹا، جبکہ ان بھائی بہنوں کی حرکت دیکھ کر ریان بس سر ہلاتا رہ گیا اور اپنی گڑیا کی طرف نظریں دوڑائی جو ہچکیوں سے رو رہی تھی مگر آنکھیں ابھی بھی نم تھیں۔ وہ گھر پر اسے تفصیل سے ڈانٹ لگانے کا ارادہ کر رہا تھا۔

دعا کو سب سے ملوانے کے بعد دارار دعا کی سائڈ کا دروازہ بند کرتا علیار کے کان میں کچھ کہتا زرتاشہ کی طرف بڑھا۔ اپنی گاڑی بھی اس نے لیڈیز کی سائڈ کی طرف ہی پارک کی تھی۔ وہ اسکا ہاتھ

تھامے اسے اپنی گاڑی میں سوار کر کے ریان اور دعا کی گاڑی سے پہلے نکل گیا تاکہ اسے پہلے وہاں پہنچا سکے۔

ریان اپنی گاڑی میں سوار ہوا۔ ابھی وہ لوگ آدھے راستے ہی پہنچے تھے جب دعا نے اسے سائڈ پر گاڑی روکنے کا کہا۔ اسکے اچانک اس طرح کہنے پر ریان بھی گاڑی روکتے اسے دیکھنے لگا۔

"ریان پیچھے ہمارا ایک وڈ ہے، ایک منٹ دیں، اورہاں گاڑی کی لائٹ بھی آن کر دیں اور آپ تھوڑی دیر کے لئے گاڑی سے اتر جائیں۔"

دعا یونہی گھونگھٹ میں بامشکل اپنی بھیی آواز پر قابو پاتے کہتی ہے۔

اسکی بات پر ریان اسے پریشانی سے دیکھتا ہے۔

"اہلیہ کیا ہوا ہے؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟"

ریان پریشانی سے اسے استفسار کرتا فورا گاڑی کی لائٹ آن کرتا اسکی طرف دیکھنے لگتا ہے۔

"جی، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ و۔۔۔ وہ بس میرا میک اپ خراب ہو گیا ہے تو ہمیں وہ ٹھیک کرنا ہے۔ آپ پلیز ہمارا بیگ پیچھے سے دے دیں۔"

ریان کے پریشان تاثرات دیکھ کر دعا ڈرتے ہوئے بامشکل اسے اپنی گاڑی رکوانے کی وجہ بتاتی ہے۔

ریان اسے ایسے دیکھتا ہے جیسے اس نے جن دیکھ لیا ہو۔

"سیریسلی اہلیہ؟ اس کے لئے آپ نے مجھے اتنا ٹینشن دیا؟ گھر جا کر ٹھیک کر لیجئے گا، یہاں کیسے کریں گی آپ؟ وہاں کسی سے کروا لیجئے گا۔"

ریان اسکی بات پر نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔

"نہیں ریان، ابھی کرنا ہے، وہاں سے ہو گی ہماری پکچر اچھی نہیں آئے گی۔ آپ بس ہمیں بیگ پکڑائیں۔"

اسکے انکار پر دعا احتجاجاً کہتی ہے تو ریان بھی اسکی بات مانتا گاڑی سے نکلتا بیک سیٹ سے اسکا بیگ اسے دیتا خود باہر اس کا انتظار کرنے لگا۔

پورے دس منٹ بعد وہ اسے آواز دیتی ہے جس پر ریان بھی سکھ کا سانس لیتا گاڑی واپس حویلی والے روڈ پر لے لیتا ہے۔

دارار موسیٰ کے ساتھ ریان کی حویلی کے دوسری طرف بیٹھا تھا کیونکہ مین گیٹ سے دعا کی اینٹری تھی جس کے لئے ریان نے خاص انتظام کیا تھا، اور خواتین کے پردے کی وجہ سے بھی موسیٰ کو

وہاں کھڑے ہونا اچھا نہیں لگا۔ ریان کے فارغ ہونے کے بعد اس سے مل کر شہر کے لئے نکلنے کا ارادہ رکھتا تھا کیونکہ ولیمہ پرسوں تھا اور کل اسے کچھ ضروری کام بھی تھا۔

دارار موسیٰ کو کمپنی دینے کے لئے وہاں بیٹھا تھا، ان کے ساتھ ریان کے کچھ کزن بھی تھے۔

جونہی ریان کی گاڑی حویلی کے مین گیٹ سے اندر داخل ہوئی، گاڑی جانے کے راستے پر زمین میں لگی لائٹس گاڑی کے آگے بڑھنے پر آن ہو رہی تھیں۔ جونہی دعا کار سے اتری تو حویلی کے چاروں طرف ایک ساتھ آتش بازی ہوئی۔

اچانک ہوئی آتش بازی کی آواز پر دعا ریان کا بازو دونوں ہاتھوں میں جکڑ گئی، جب ریان اسے گھماتا آسمان کی طرف آتش بازی کی طرف اشارہ کرتا اسے لئے حویلی کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھا جہاں پورے فرش پر سرخ گلابوں کی پتیاں بچھی تھیں۔

جونہی دعا نے پہلا قدم سیڑھی پر رکھا اندرونی دروازے کے ساتھ ہی فائر ورکس شروع ہو گئے اور ساتھ پھولوں کی پتیاں بھی برسنے لگیں۔

اتنے اچھے ویلکم پر دعا نم نظروں سے ساری چیزوں کو دیکھ رہی تھی، جبکہ زرتاشہ نے کمر پر ہاتھ رکھے اپنے لالا کو گھورا۔ جب وہ دھوم دھام سے بارات لے جانے کا کہہ رہی تھی تب تو اس نے بہت اعتراض کیا تھا، اور ابھی اپنی مرضی سے اتنا اچھا میک اپ کر دیا تھا۔ وہ بھی تو یہی چاہتی تھی۔

ریان اسے لئے حویلی کے اندر لاؤنج کی طرف بڑھا جہاں ان کی ماں گھر کی ملازمین کے ساتھ موجود کچھ رسمیں کرنے کے ارادے رکھتی تھی، جس پر ریان نے بھی انہیں انکار نہیں کیا۔ آخر کو انہوں نے اسے بچپن سے پالا تھا، اتنا حق تو تھا انکا اس پر۔

ریان دعا کو صوفے پر بیٹھاتا خود بھی اسکے برابر میں بیٹھ گیا جب بی اماں برتنوں میں ڈھکی کچھ چیزیں لا کر انکے سامنے ٹیبل پر رکھ گئی۔

ریان بچے، ابھی کچھ رسمیں ہوں گی، ہم آپ دونوں کو بتاتے ہیں کیا کرنا ہے۔ سب سے پہلے "مشرقِ مشرقی" کی رسم ہو گی جسے منہ دکھائی بھی کہتے ہیں۔ آپ دونوں کو ایک دوسرے کا چہرہ آئینے میں دیکھنا ہو گا۔

اماں نے دعا کی گود میں رائس اور پرل سے ڈیکوریٹ ہوا شیشہ رکھتے ہوئے بولی، اور ساتھ ہی ملازمہ کو دعا کے گھونگھٹ والے دوپٹے کے چاروں کنارے پکڑنے کا کہتی ہے۔ ریان کو گھونگھٹ کے اندر سر کر کے شیشے میں دیکھنے کی ہدایت دیتی خود سائڈ پر ہو گئی۔

اسی لمحے فوٹوگرافر بھی حرکت میں آتی اس لمحے کو کیمرے میں قید کر گئی۔ زرتاشہ بھی اس لمحے کو اپنے موبائل میں قید کرنا نہیں بھولی تھی تاکہ گھر جا کر سب کو دکھا سکے۔

ریان نے آئینے میں ابھرتے دعا کے عکس کو بس ایک لمحے کے لئے دیکھا۔ اگر اسکی اہلیہ چاہتی تھی کہ وہ اسے کمرے میں دیکھے تو وہ ضرور اسکی خواہش کا احترام کرے گا۔

"چلئے اب آپ کو دلہن کو منہ میٹھا کروانا ہو گا۔"

بی اماں دعا کی گود سے شیشہ ہٹاتے ان کے سامنے ٹیبل پر کھیر کا پیالہ رکھ گئی۔

"چلو ریان، اب تم اس سے دلہن کا منہ میٹھا کرو۔"

بی اماں کی بات سنتے ریان تھوڑا سا کھیر کے پیالے میں لیتا گھونگھٹ اٹھا کر اسے کھلانے لگا۔

"بیٹا اب یہ گھونگھٹ اتار دو۔"

اسے یوں گھونگھٹ اٹھا کر کھلاتا دیکھ کر بی اماں زبان سے کہتی ہے جبکہ انکی بات سنتے زرتاشہ شرارتی نظروں سے دعا کو دیکھتی ہے۔

اوہو ماں کی سمجھا کریں، وہ گھونگھٹ کمرے میں ہی اتارے گی، آخر کو اسے یوں تیار دیکھنے کا حق" "صرف لالا کا ہے۔

انکی بات پر زرتاشہ ویڈیو بناتے بناتے شرارتی انداز میں کہتی ہے، جس پر دعا کا گھونگھٹ سے جھکا سر شرم سے مزید جھک جاتا ہے، جبکہ اسکی بات پر بی اماں اسکی شرارت سمجھتے ہوئے اسکے سر پر ہلکی سی چپت لگاتی ہیں۔

"دن بدن بد معاش ہوتی جا رہی ہے آپ دیکھ رہے ہو ریان، پہلے یہ شیطان تھی مگر اب بد معاشی بھی شروع کر دی ہے اس نے۔"

"اوہو اماں بی، ہم کوئی ڈان تھوڑی ہیں جو بد معاشی کریں، ہم تو دعا کو چھیڑ رہے تھے، آپ نے تو ہماری شکایت لگا دی۔"

"نہیں میری بچی، ابھی آپکی شکایت ہم سردار دارار سے لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

اسکی بات سنتے ہی اماں بھی اس کے انداز میں بولی۔

"دیکھ رہے ہیں بھائی آپ کیسے بی اماں دیوانی ساسوں کی طرح اپنے داماد کو ہماری شکایتیں کر رہی ہیں۔"

"اف ہو اماں، شکایت کا کیا فائدہ، اب تو دارار پھنس چکا ہے۔ رہنے دیں آپ دونوں، چلو دعا ہم تمہارا کمرہ دیکھتے ہیں، یہ لوگ ہمارے مطلب کے نہیں ہیں۔"

انہیں مسلسل خود کو تنگ کرتا دیکھ زرتاشہ اپنا موبائل بند کرتی صوفے سے کھڑی ہو کر اپنے ساتھ دعا کو بھی کھڑا کرتے بولی۔

وہ دعا کو کمرے میں بیٹھاتی، ملازمہ سے کھانے کی ٹرے کمرے میں رکھواتی، دعا کو جوس کا گلاس دیتے ہوئے باتھ روم میں اسکی چیزیں سیٹ کرتی کمرے میں آگئی۔

دعا، یہ کھانا تم لالا کے ساتھ کھا لینا۔ باتھ روم میں تمہاری چیزیں میں نے سیٹ کردی ہیں، "
سوٹ کیس تمہارا ڈریسنگ روم میں ہے، کل تم سیٹ کر لینا۔ باقی لالا نے کافی اچھی شاپنگ کی
ہے تمہاری، بعد میں دیکھ لینا۔ میں چلتی ہوں، سائیں انتظار کر رہے ہوں گے۔ صبح ملیں گے،
"ہاں۔

زرتاشہ اسے جلدی جلدی ساری باتیں بتاتی کمرے سے نکل گئی۔

"تم نے زارا سے کیا کہا تھا جو میری بیوی اس قدر اداس ہو گئی؟"

علیار جو میز کے حصوں سے اوپر جا رہا تھا اپنی خالہ زاد کزن الشبا کو نیچے سے جاتے دیکھ کر تن فن کر کے اس تک پہنچا اور تیز آواز میں بولا۔ وہ ملازمہ سے پہلے ہی پتا کروا چکا تھا کہ اسکی غیر موجودگی میں کس نے اسکی بیوی کو کچھ کہا ہے، اسے کچھ کچھ اندازہ تو تھا ہی کہ یہ کس کی خرافات ہو گی۔

"میں نے کیا کہنا ہے اسے؟ دو تو خود ہی دوسروں کی جگہ پر قبضہ کرنے والی ہے۔"

الشبا جانتے بوجھتے اسکی رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

بکواس بند کرو اپنی، اور تمہیں یہاں رکنے کی اجازت کس نے دی ہے؟ میرے ہی گھر میں کھڑی "
"ہو کر میری بیوی کو تم ہریس کرو گی، اور میں تمہیں جانے دوں گا؟

علیار اسکی بات سنتے بمشکل اپنی آواز اور لہجے پر قابو کرتے دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔

اسی لمحے زارا، جو چائے بنا کر سب کے لئے لائی تھی، تیزی سے باہر آئی۔

"! علی"

وہ ضبط سے لال چہرے لئے الشبا کے سر پر کھڑا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟ آپ کو کچھ چاہیے؟"

زارا نے ڈرتے ہوئے کہا، کہیں وہ اس پر ہی غصہ نہ کرے۔ مگر کہیں نہ کہیں اسکا دل مطمئن تھا، وہ اسے کسی کے سامنے کچھ نہیں کہتا تھا۔

"ادھر آو تم۔ معافی مانگو میری بیوی سے۔"

علیار زارا کو پکڑ کر اپنے ساتھ کرتا الشبا سے بولا۔

معافی؟ اور میں کیوں مانگوں معافی؟ میں نے کیا غلط کہا ہے؟ میں نے حقیقت ہی بتائی ہے۔ یہ" ایک نمبر چالاک، مکار اور منحوس لڑکی ہے، جو پیدا ہوتے ہی اپنے ماں باپ کو کھا گئی، اور اس کے بعد دوسرے کا حق کھاتی ہے۔ اسکا پیشہ ہی دوسروں کی چیزیں چھیننا ہے۔ دوسروں کے شوہروں پر نظر رکھنا اور انکا حق کھانا۔ تبھی تو آج یہاں رائمہ کی جگہ ہے، پہلے اس نے اسکی جگہ لی "پھر میری جگہ۔

وہ مزید زہر اگلنے ہی والی تھی کہ ایک زوردار تھپڑ اسکے گال پر جڑ گیا۔

"بکواس بند کرو اپنی، گھٹیا عورت ! ہمت کیسے ہوئی تمہاری میری بیوی کے کردار پر الزام لگانے کی؟"

علیار اسے زمین سے اٹھاتا ایک اور تھپڑ جڑ دیتا ہے۔

"میری بیوی ہے وہ، علیار یوسفزئی کی ! یہ اسکی جگہ ہے، یہ جگہ نا تمہاری تھی، نا کبھی ہو گی۔ گھٹیا عورت ! ہمت کیسے ہوئی تمہاری میرے سامنے کھڑے ہو کر میری ہی بیوی کی کردار کشی کرنے کی؟"

علیار اسے وہاں سے گھسیٹ کر لاؤنج میں لاتا ایک اور تھپڑ دے دیتا ہے، جبکہ اسکے زہریلے الفاظ زارا کے کانوں میں گونج رہے تھے۔ وہ بت بنی وہیں کھڑی تھی، اسے کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا، وہ بس دیوار کو دیکھ رہی تھی۔

علیار کی تیز آواز سنتے ملازم نے لان میں بیٹھے گھر والوں کو اطلاع دی، جس پر وہ سب تیزی سے اندر کی طرف بڑھے۔

الشبا کو علیار کے ایک تھپڑ کے بعد ہی دماغ گھوم گیا تھا، مگر وہ کیسے موقع جانے دیتی۔ وہ ڈھیٹ بن کر علیار کے سامنے زہر اگلتی رہی۔

اسی دوران علیار کو اپنا غصہ کم ہوتا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ اسکے الفاظ اسے ماضی میں لے گئے تھے، جس سے وہ آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔

ابھی علیار غصے میں اپنا پکوٹ اتارتا، علیان الشبا کو پکڑتا ہوا دور لے گیا اور علیار کو دیکھنے لگا جو پھولی سانسوں سمیت خون آشام آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"لالا کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ آپ اسے دھکا کیوں دے رہے تھے؟"

علیان اسکے سامنے آتا الشبا کی حالت دیکھ کر بولا۔ اسکے چہرے کو ایک نظر دیکھ کر ہی ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے تھپڑوں سے اسکا منہ رنگ دیا ہو۔

"علیار یہ کیا ہے؟ کیا تم نے الشبا پر ہاتھ اٹھایا ہے؟"

واجی، الشبا کی حالت دیکھ کر علیار سے استفسار کرنے لگے جو اس وقت خاصا غصہ میں لگ رہا تھا۔

"موری خالہ کو بلاؤ اور اس گھٹیا عورت کو یہاں سے دفع کریں، مجھے یہ عورت ایک منٹ اور برداشت نہیں ہو گی۔"

علیار بمشکل خود کو قابو کرتے ہوئے لہجہ سخت رکھتے بولا۔

"مگر علیار، بتاؤ تو ہوا کیا ہے؟"

اسکی بات پر رودا جو کب سے سارا معاملہ خاموشی سے دیکھ رہی تھی، وہ بھی اس سے استفسار کرنے لگی۔

خالہ زارا نے علیار کو میرے خلاف باتیں بتائی ہیں، اور اس کے کہنے پر اس نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا" "! ہے۔ اس نے نام نہاد جھوٹ بولا ہے میرے بارے میں

الشبا غصے والی نظر علیار پر ڈالتے ہوئے زارا کو ذلیل کرنے کا موقع ہاتھ سے جانے دیے بغیر بولی۔

اسکی بات سنتے سب نے ہی اسے حیرانی سے دیکھا۔ ضروری کال سنتے اندر داخل ہوتے داور اور داعود نے بھی حیرانی سے اسے دیکھا۔

اس وقت زارا لرزتے قدموں سے اوپر کی طرف بڑھ گئی۔ اسکی عجیب سی حالت سب نے محسوس کی تھی۔ اسی وقت داخل ہوتی زرتاشہ کو بھی اسکی حالت عجیب لگی۔

"! بھابھی"

زرتاشہ نے اسے پکارتے ہوئے اسکی طرف بڑھنا چاہا، مگر وہ سب کو نظر انداز کرتی انہی مردہ قدموں سے اوپر کی طرف چلی گئی۔

علیار، تم ہمیں بتاؤ ہوا کیا ہے؟ الشبا مہمان ہے کیا؟ جو یہ کہہ رہی ہے وہ سچ ہے؟ زارا نے ان" "سے کچھ کہا ہے؟

داجی معاملہ کو ختم کرنے کے لئے علیار سے مخاطب ہوئے۔

واجی، آپ کو لگتا ہے بھابھی نے کچھ کہا ہو گا؟ اگر انہوں نے اسے کچھ کہا ہوتا تو وہ اس وقت" یہاں کھڑی ہو کر اسے مزید ذلیل کر رہی ہوتی، مگر میرا خیال ہے یہاں صرف ان کا ہی تماشا لگ

رہا ہے۔ سارے ملازمین دیکھ رہے ہیں، بات گاوں میں پھیل سکتی ہے، لوگ ان کے بارے
"میں باتیں کریں گے۔

جاؤ، سارے اپنے اپنے کام پر لگ جاؤ، اور اگر گھر کی بات باہر گئی تو وہ شخص دوسرا لفظ کہنے کے"
"قابل نہیں رہے گا۔

دارار سب کو کھڑے تماشا دیکھتے، آپس میں کھسر پھسر کرتے دیکھ کر بولا۔

درخشہ ! الشبا کو اسکے گھر لے کر جاؤ۔ تم دلشیر کے ساتھ اسے اسکے گھر چھوڑ کر آؤ، بلکہ"
نہیں، چچی جان اسکے بھائی کو بلائیں اور کہیں کہ ابھی آکر اسے لے جائے۔ اور آپ سب بھی
"اپنے کمروں میں جائیں، اس بارے میں ہم صبح بات کریں گے، رات بہت ہو چکی ہے۔

"علیان، داعود، دارار جاؤ اپنے اپنے کمروں میں۔ موری آپ بھی جائیں۔"

دارار لاؤنج میں لگے رش کو ختم کرتے ہوئے معاملہ کل تحمل سے حل کرنے کا سوچتا ان سب کو وہاں سے جانے کا کہہ گیا، جس پر سب ہی اپنے کمروں کی طرف چلے گئے، جبکہ علیار ہنوز الشبا کو ہی دیکھ رہا تھا۔

چچی جان، یہ آپ کے کمرے میں نہیں جائے گی بلکہ مہمان خانے میں جائے گی۔ اور رہنے دیں"
اس کے بھائی کو کال نہ کریں، کل صبح میں خود ہی اس معاملے سے نمٹ لوں گا۔ فلحال آپ
اسکے ساتھ مہمان خانے میں رہیں۔ درخشہ، دھیان رہے یہ اپنے کمرے سے قدم باہر نہ نکالے۔ اگر

اسکے لگائے الزامات صحیح ثابت ہوئے تو بھابھی اس سے معافی مانگیں گی، اور اگر یہ ناحق ثابت ہوئی تو میری بہن کے خلاف بکواس کرنے پر میں اسے وہ سبق سکھاؤں گا کہ یہ یاد رکھے گی۔"

دارار ان سب کو دیکھ کر کہتا زرتاشہ کو لیتا اوپر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

ان سب کو وہاں سے جاتے دیکھ علیار بھی حویلی سے باہر نکل گیا۔

دعا بیڈ پر گھونگھٹ اٹھائے بیٹھی کمرے کا جائزہ لے رہی تھی جو اسکے کمرے سے تین گنا بڑا تھا۔ دروازے سے داخل ہوتے ہی سامنے خاصے فاصلے پر بیڈ تھا۔ بیڈ کی الٹی ہاتھ پر ایک صوفہ تھا جسکے ٹھیک پیچھے ایک بڑی سی کھڑکی تھی جس سے حویلی کے باہر کا گیٹ نظر آرہا تھا۔

بیڈ کے سامنے دیوار پر ایل ای ڈی ٹی وی تھا۔ اس سے تھوڑے فاصلے پر ڈریسنگ ٹیبل تھا۔ اسکے ساتھ ہی ایک دروازہ کمرے کی دوسری طرف تھا۔ صوفہ سیٹ تھا جسکے سینٹر میں کانچ کی ٹیبل تھی جہاں آرام سے پانچ چھ لوگ بیٹھ سکتے تھے۔ صوفے کے پیچھے سے بالکونی کا دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور اس میں مہرون اور پیچ کے پردے لہرا رہے تھے۔

دعا کو کمرہ کافی اچھا لگا تھا مگر وہ اس میں کچھ تبدیلی کرنے کا ارادہ رکھتی تھی کیونکہ پورا کمرہ وائٹ اینڈ گولڈ تھیم میں تھا۔ دعا ستائشی نظروں سے پورے کمرے کو دیکھتے اپنے دماغ میں اس میں رد و بدل کرنے کا سوچ رہی تھی جب اسکی نظر کھانے پر گئی جو ٹھنڈا ہو رہا تھا۔

دماغ میں گھڑی پر وقت دیکھتے اس نے دروازے کو دیکھا جہاں دور دور تک ریان کا پتا نہیں تھا۔ دعا گھونگھٹ سنبھالتے بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی، نہ جانے اسے کب نیند آگئی۔

ریان ڈیڑھ گھنٹے بعد کمرے میں داخل ہوا۔ دارار کے نکلنے کے بعد کمپنی میں الیکٹرک شارٹ کا بتایا گیا جس سے کسی کو جانی نقصان نہیں ہوا مگر کمپنی کے لفٹ میں ہونے والے شارٹ سرکٹ سے کمپنی کا نقصان ضرور ہوا تھا۔ مگر اصل پریشانی کی بات یہ تھی کہ موسا کو لگ رہا تھا یہ کسی نے جان کر کیا ہے، اور اسی معاملے کی تہہ تک پہنچتے انہیں ڈیڑھ گھنٹے لگ گئے تھے۔

اس سارے معاملے میں وہ دعا کو تو بھول ہی گیا تھا۔ اگر بی جان باہر آکر اسے نا کہتی کہ اپنے کمرے میں جائے تو وہ جاتا بھی نہیں۔

ریان جونہی اندر داخل ہوا تو اسکی نظر سامنے بیڈ پر سوئی ہوئی دعا پر گئی جو شاید اسکا انتظار کرتے کرتے ایسے ہی سو گئی تھی۔ اسے یوں گھونگھٹ میں سوتا دیکھ ریان نے خود کو سو بار کوسا کہ اسکی لاپرواہی کی وجہ سے وہ اسکا انتظار کرتے کرتے سو گئی تھی۔

ریان اپنے پیچھے احتیاط سے دروازہ بند کرتا بیڈ تک گیا جب اسکی نظر صوفے پر رکھے کھانے پر گئی جو اپنی ناقدری پر بدحال ہو رہا تھا۔ شاید کھانے کے معاملے میں بھی اسکی اہلیہ اسکا انتظار کر رہی تھی۔ ریان دل ہی دل میں سوچتا اپنے رب کے حضور معافی مانگتا انٹرکوم سے کسی کو سرونٹ روم سے بلاتا کھانا دوبارہ گرم کرنے کے لئے بھیجوا دیا۔

خود فریش ہونے چلا گیا۔ جب تک وہ فریش ہو کر آیا، سرونٹ کھانا روم کے باہر لا چکا تھا۔ اس نے اسے نوک کرنے سے منع کیا تھا اور اسکی توقع کے عین مطابق وہ جتنی دیر میں فریش ہو کر باہر پہنچا، تب تک وہ بھی اوپر ہی آرہا تھا۔

ریان اسے کھانا لیتا دروازہ بند کرتا بیڈ کی طرف بڑھا۔ وہ صوفے پر کھانا رکھتا بیڈ کی طرف بڑھا۔

"اہلیہ! "

"اٹھ جائیں، چینج کر لیں، آپ ایسے ہی سو رہی ہیں۔"

ریان بغیر اس کا گھونگھٹ اٹھائے اسے آرام سے اٹھاتا بولا۔

"ہوں! "

یوں اچانک اٹھنے پر دعا مکمل نیند سے بیدار نہیں ہوئی تھی، وہ غائب دماغی سے ریان کو دیکھ رہی تھی۔

"اٹھ جائیں، چینج کر کے پھر سو جائیے گا۔"

ریان ایک بار پھر مخاطب ہوا۔

"جی! "

دعا نے گھونگھٹ سنبھالتے ڈریسنگ روم کی طرف قدم بڑھایا۔ اسے اپنے سونے پر افسوس ہو رہا تھا، اسے تو پتا ہی نہیں چلا تھا کہ کب ریان کمرے میں آیا اور چینج بھی کر لیا۔

وہ گھونگھٹ اتارتے خود کو ہی کوستی واپس کمرے میں چلی گئی مگر دل میں زرتاشہ کو شدت سے یاد کر رہی تھی، اگر وہ سامنے ہوتی تو اسے گلے لگا لیتی، جس نے اسکی ضرورت کا سامان سامنے ہی رکھا تھا۔

ریان اسے واپس بغیر چینج کئے یونہی آتا دیکھ ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھنے لگا۔ جب وہ قدم در قدم چلتی بیڈ پر کھڑی ہوتی، بالکل سچ میں بیٹھتی، اپنا لہنگا بیڈ پر پھیلاتی اچھے سے بیٹھ گئی۔

چلیں ریان، اب آپ شروع ہو جائیں۔" دعا ایک آخری بار اپنا لہنگا سیٹ کرتے بولی۔"

اسکی بات پر ریان نے اکبر و اچکاتے اسے دیکھا۔

"کیا شروع کروں اہلیہ؟ وڈینگ نائٹ؟"

اسکے اتنے آرام سے "شروع ہو جائیں" کہنے پر ریان اسکے قریب ہوتا اسکے کان میں بے باک سرگوشی کرتا بولا۔

"م.. میرا مطلب وہ وہ نہیں تھا۔"

اسکی بات پر دعا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا جبکہ گھونگھٹ سے نظر آتی اسکی حرفی جیسی آنکھوں کے یوں پل پل بدلتے زاویے دیکھ کر ریان اسکی آنکھوں کے سحر میں ایک لمحے کو کھو گیا تھا۔

"تو پھر آپ کا کیا مطلب تھا؟"

ریان اسکا الجھتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا انہیں نرمی سے سہلاتے بولا۔

"میر.. میرا مطلب تھا آپ.. آپ میرا وہ.. میرا مطلب ہے آپ گھونگھٹ اٹھائیں۔"

"اچھا ! "

"چلیں ہم آپکی یہ خواہش بھی پوری کر دیتے ہیں، مگر اس سے پہلے آپ اپنا حق لے لیں۔"

ریان اسے کہتے سائڈ ٹیبل کی دراز سے ایک موٹا لفافہ اور ایک باکس نکالتا بیڈ پر رکھتا سیدھا بیٹھ گیا۔

یہ لیجئے اہلیہ، یہ آپکا حق۔ اصولاً تو مجھے یہ آپکو نکاح والے دن ہی دے دینا چاہیے تھا مگر میرے ذہن "سے بالکل نکل گیا تھا۔"

ریان اسکے ہاتھ میں لفافہ تھماتا بولا۔

دعا نے اتنا بھاری لفافہ سائڈ پر رکھ دیا، اسے اس لفافے میں بالکل دلچسپی نہیں تھی۔

"اور یہ لیجئے آپکی منہ دکھائی۔"

ریان اسکے لفافہ سائڈ کرنے پر اسے باکس پکڑاتا بولا۔

"اف ریان، پہلے گھونگھٹ تو اٹھائیں پھر منہ دکھائی دیں گے۔"

دعا اپنے سر پر چپت مارنے کے انداز میں بولی۔

"آپ اتنی دفعہ منع کر چکی ہیں، میں نے سوچا اب جب آپ کہیں گی تب ہی اٹھاؤں گا، خیر۔۔۔"

ریان اسکا گھونگھٹ پلٹتے کتنی ہی دیر بس یک ٹک اسے دیکھتا رہا، جبکہ اسکی نظریں مسلسل خود پر محسوس کرتے دعا خاصی کنفیوز ہو رہی تھی۔ وہ اسے کسی بات کی توقع رکھتی تھی۔

"!ریان"

اسے ہنوز بس مسلسل خود کو دیکھتا پا کر دعا نے اسے پکارا۔

ریان جو اس کا کنفیوز ہونا بہت اچھے سے محسوس کر رہا تھا، وہ اسکی بات پر مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ میں تھاما ہوا باکس کھولتے اسکی طرف بڑھ گیا۔

"یہ لیجئے آپکی منہ دکھائی کا تحفہ۔"

ریان دعا کو کچھ لیے مسکراتے ہوئے بولا۔

"ریان ! یہ تو... یہ تو بہت ہی پیارا ہے۔ آپکو پتا ہے مایوں کے دن صبح ہی ہم نے یہ ڈیزائن کسی بہت بڑے میگزین کے کور پر دیکھا تھا۔ گرین ڈائمنڈ ! بہت ہی حسین تھا وہ، مگر اب لگ رہا ہے یہ زیادہ حسین ہے۔"

دعا ستائشی نظروں سے سیٹ کو دیکھتے اس پر اپنی نازک مرمری انگلیاں پھیرتے بولی۔

اسکے انداز پر ریان مسکراتے ہوئے اسکے ہاتھ سے باکس لیتا، اس میں سے رنگ نکال کر دعا کی انگلی میں پہنا گیا۔

"بالکل اہلیہ، یہ وہی ہے... گرین ڈائمنڈ۔"

ریان اسکی ہاتھ کی پشت کو سہلاتے باکس سائڈ پر رکھ گیا۔

"آپکو پسند آیا؟"

ریان سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"بہت، بہت پسند آیا۔ مگر ہمیں ایک بات بتائیں، یہ آپکو کیسے پتا چل جاتا ہے ہمیں کیا پسند ہے اور کیا نہیں؟"

دعا اسکے دیے تحفے پر اپنی پسندیدگی ظاہر کرتی ساتھ ساتھ اپنے دل میں ابھرتا سوال بھی کر گئی۔

"اگر مجھے اپنی بیوی کی پسند ناپسند کا خیال نہیں ہو گا تو کون کرے گا؟ اور ویسے ہمیں آپکے دل کی ساری باتیں خود ہی پتا چل جاتی ہیں۔"

ریان اسکے ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتا اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"اچھا! تو چلیں یہ بھی چیک کر لیتے ہیں۔ ذرا آپ ہمیں یہ بتائیں کہ ابھی ہمارے دل میں کیا چل رہا ہے؟"

دعا اسکے کنفیڈنس پر آنکھیں وا کرتے اسے چیلنجنگ نظروں سے دیکھتے بولی۔

"فی الحال تو میری بیوی کا دل میری قربت کے لئے کر رہا ہے، مگر اس سے پہلے انہیں کھانا کھلانا ضروری ہے ورنہ وہ کھائی کہ مجھے برداشت نہیں کر سکتی۔ بھوکے پیٹ کیسے رہ گئی؟"

ریان اسکے گال سہلاتے بولا۔

اسکے بے باک انداز پر دعا کو اپنا چہرا بھانپ آتا محسوس ہوا اور وہ جھینپتی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

پل پل اسکا سرخ ہوتا چہرا دیکھ کر ریان کا کھکا بے ساختہ چھوٹ گیا تھا۔

"چلیے، کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے، مگر پہلے آپ یہ سب اتار لیں تاکہ آرام سے کھا سکے۔ ان سے آپکو الجھن ہو رہی ہو گی۔"

ریان اسکے ڈوپٹے، جیولری کی طرف اشارہ کرتے بولا۔

"آپ اتار دیں، ہم سے نہیں اترے گی۔"

دعا ریان کی بات پر پریشانی سے ساری پینس کے بارے میں سوچتے بولی۔

"لائیے۔"

اسکی بات پر ریان، جو کھانے کی طرف بڑھ رہا تھا، بیچ میں رک کر پہلے اسکے پنز کھولنے لگا۔

ایک منٹ کی مشقت کے بعد وہ اسکے ڈوپٹے کی پنز کھولتا اسے آزاد کر گیا، اسکے دونوں ڈوپٹے بیڈ پر رکھتا اسکے بالوں کی طرف بڑھا۔

اہلیہ، کس نے آپکو یہ مشورہ دیا تھا اتنا بھاری ڈریس پہنے اور پھر دو ڈوپٹے اور اب یہ ہیئر اسٹائل؟"
"حد کرتے ہیں آپ بھی۔ مجھے تو لگ رہا ہے آپکا سر چکرا رہا ہو گا اور آپ مجھے بتا نہیں رہی۔

ریان اسکے ڈوپٹے کے وزن اور جوڑے کا وزن دیکھتے ہوئے جھلاتے ہوئے بولا۔

بالکل نہیں ریان، یہ سب ہم نے آپ کے لئے پہنا تھا اور ابھی آپ نے صحیح سے دیکھا بھی" نہیں اور کہہ رہے ہیں اتار دیں۔ آپ بس یہ جیولری اتاریں اور ہمیں کھانا دیں۔ اگر ہمارا سر چکرائے گا تو ہم آپکے پاس ہی بے ہوش ہو جائیں گے، تو آپ ہمیں پانی چھڑک کر ہوش میں لے "آئیے گا۔

دعا اسکے لہجے کی پریشانی محسوس کرتے مسکراتے ہوئے کندھے اچکاتے بولی۔

"جیسے آپکی مرضی... یہ لیں، میں کھانا لاتا ہوں۔"

ریان اسکے انداز پر نفی میں سر ہلاتا اسکا لہنگا بیڈ سے سمیٹتا کھانے کی ٹرے اپنے اور اسکے درمیان رکھ گیا۔

"یہ لیجئے۔"

ریان چمچ سے چاول اسکے لبوں کے قریب کرتا بولا۔ وہ اپنے ہاتھ سے اسے کھانا کھلاتا، انٹرکوم سے ملازم کو بلا کر برتن واپس بھیجنے لگا۔

وہ کمرے کی لائٹ آف کرتا نائٹ لائٹ آن کر گیا۔ پھر وہ بیڈ پر بیٹھتے ہی دعا کو ایک جھٹکے میں اپنے حصار میں لے گیا۔

ہاں جی آپ بتائیں آہلیہ، کیا بات ہے؟ آج آپ اپنے شوہر پر بڑی مہربان ہو رہی ہیں۔ مطلب" "میرے لیے تیار ہونا، میرا انتظار کرنا... آج آپکے سارے انداز ہمیں پاگل کر رہے ہیں۔

ریان اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتا نرمی سے اسکے عارض پر اپنی انگلیاں سہلاتے بولا۔

اسکی تپتی سانسیں، جھجک اور لجاوٹ اسے واضح محسوس ہو رہی تھی۔ دعا کی آنکھیں لرزتی ہوئی اسکے سرخ عارض پر جھک گئیں۔

"اف ! اہلیہ، آپ تو آج اس ناچیز کو گھائل کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔"

ریان اسکے ماتھے پر لب رکھتا، اسکے سرخ عارض پر اپنی داڑھی سے ڈھکے گال سہلاتا بولا۔

آج آپ واقعی ریان کی اہلیہ لگ رہی ہیں... میرے رنگ میں رنگی، میری قربت لیے، میری" زندگی ! آپ بہت خوبصورت منظر پیش کر رہی ہیں۔ اتنا خوبصورت کہ بندہ چاہے ابھی سارے "پردے گرا کر آپ اور اپنی جان ایک کر دے۔ مگر ابھی میں آپکو جی بھر کے دیکھنا چاہتا ہوں۔

وہ نرمی سے اسکی ناک سے اپنی ناک سہلاتے محبت بھرے لہجے میں بولا۔

دیکھنا چاہتا ہوں جب اللہ ایک بار مانگی ہوئی دعا کو کن کہتا ہے تو قبولیت کتنی خوابناک ہوتی" "...ہے۔ میں اللہ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں آج اپنے پروردگار کا کتنا شکر گزار ہوں

ریان جذباتی لہجے میں اللہ کا شکر ادا کرتا رہا۔

دعا اسکے نرم اور گہرے انداز پر مسکرا رہی تھی۔

ریان اگر میں اتنی سمجھدار نہ ہوتی تو آپکا کیا ہوتا؟ آپ کو یہ بھی شکر ادا کرنا چاہیے کہ آپکی بیوی اتنی" چالاک ہے، ورنہ آپکی اتنی گہری باتوں میں تو میں بے ہوش ہی ہو جاتی۔ بلکہ آپکے انداز میں کہوں "تو کش کھا جاتی۔

وہ ہنستے ہوئے اسکے گال کھینچتی بولی۔

"لگتے ہیں ایسے بولتے ہوئے۔ چلیئے ہم بھی آپکے ساتھ شکرانے کی نماز ادا کرنا cute اللہ آپ اتنے
بندہ ہمیں cute چاہتے ہیں۔ آخر ہم بھی اللہ سے محبت کرتے ہیں، اور اب تو اللہ جی نے اتنا
"دے دیا ہے تو کم کیسے ناشکر ہوں؟

دعا کھلکھلا کر بولی۔

"جی جی اہلیہ، آپ یہ جو ہماری گہری باتیں سمجھ جاتی ہیں اس کے پیچھے آپکا چالاک ہونا ایک اہم
"وجہ ہے۔ چلیں، آپ بھی چینج کر کے وضو کیجیئے، میں نماز کی تیاری کرتا ہوں۔

ریان اسکے عارض پر ہلکے سے لب رکھتا اسے اٹھنے میں مدد دیتا بولا۔

"شکریہ، ہمارے لیے اتنی تیاری کرنے کے لیے... بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ۔"

وہ اسکے لب چومتا اسکی کمر پر ہاتھ پھیرتے بولا۔

"نماز؟ ہاں... نماز؟"

دعا ہلکے سے حیران ہوئی۔

"ہاں نماز،

۔ ن۔ نماز ! ہوں ؟۔ نماز ریان

وہ آنکھیں موندے تیز تیز سانس لیتے اپنے لبوں کی طرف جھکتا دیکھ کر دعا نے اسے نماز کا یاد دلایا۔

"ہم... جائیں اہلیہ، جلدی کریں کہیں ایسا نہ ہو میرا دل ہی بے ایمان ہو جائے۔ ویسے آج آپ بڑا میرا ضبط آزما رہی ہیں۔"

ریان جلدی سے فاصلہ برقرار کرتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف اشارہ کرتے بولا۔

"آپ اپنا نائٹ ڈریس پہن لیجیے گا، اس پر اسکارف بھی ہے۔ وہ فل باڈی کو کور کرتا ہے اور ویسے بھی نائٹ ڈریس ٹراؤزر اور شرٹ میں آپ کافی کمفرٹیبل رہیں گی۔"

ریان سائڈ دراز سے جائے نماز نکالتے ہوئے مصروف انداز میں بولا۔

"مگر ریان، ٹراؤزر شرٹ میں کیسے نماز ہو گی؟"

دعا جو ڈریسنگ روم کی طرف جا رہی تھی، رک کر اس سے پوچھنے لگی۔

"اہلیہ، اس پر جو اسکارف ہے وہ بالکل عبایا کی طرح ہے۔ آپ ایک بار دیکھیں تو پھر کہیں گی۔"

ریان نے اطمینان سے جواب دیا۔

دس منٹ بعد دعا میک اپ صاف کیے، سادہ چہرے کے ساتھ اسکارف ہاتھ میں لیے باہر آئی۔ وہ بالوں کو آزاد کرتی ڈریسنگ چیئر پر رکھ کر اسکارف لے کر ریان کی طرف بڑھی۔

"ریان، یہ پہنا دیں۔"

وہ اسکارف اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

"لائیے۔"

ریان نے اس کے ہاتھ سے اسکارف لیا اور اسے اچھے سے پہنا دیا۔ پھر خود بھی وضو کرنے چلا گیا۔

نماز کے بعد دونوں بیٹھے دعا کر رہے تھے۔ دعا اپنی دعا مکمل کر کے ریان کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

کچھ دیر بعد ریان بھی دعا سے فارغ ہوا اور اس کی طرف دیکھا۔ دعا فوراً اس کے قریب ہو کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ ریان نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر دعا کی اور پھر اپنے چہرے پر بھی ہاتھ پھیر لیا۔

وہ اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھتا اور پھر اس کے چہرے پر پھونک دیتا۔

ابھی وہ اٹھا ہی تھا کہ اس کا فون پھر بج اٹھا۔

یا اللہ خیر!" دعا پریشان ہو گئی۔ "ریان، اس وقت کون ہو سکتا ہے؟ جلدی دیکھیں، اللہ کرے"

"سب خیر ہو۔

"ہاں سب ٹھیک ہے میری اہلیہ، بس کمپنی میں کچھ مسئلہ ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں، آرام سے لیٹ جائیں، میں آتا ہوں۔ یہ کال ضروری ہے۔"

ریان نے اسے لیٹاتے ہوئے کمفرٹر اوڑھایا اور فون اٹھا لیا۔

کچھ دیر بعد بھی دعا اسے قریب سے دیکھتی رہی۔ وہ بے چینی سے اسے تکتی رہی۔

"ریان! "

"جی اہلیہ؟"

"آپکی کال..."

دعا نے اسے متوجہ کیا۔

"جا رہا ہوں اہلیہ، آپکو میرے قریب اچھا نہیں لگ رہا کیا؟ جو مجھے بھگانے کی کوشش کر رہی ہیں؟"

ریان ماتھے پر مصنوعی بل ڈال کر بولا۔

"نہیں، آپ بہت اچھے لگ رہے ہیں۔ میری طرف سے پوری اجازت ہے آپ رات بھر یوں بیٹھ کر مجھے دیکھتے رہیں، مگر پہلے یہ کال سن لیں جو رات کے اس پہر مجھے ٹینشن دے رہی ہے۔"

دعا نے اس کی ٹی شرٹ کے گلے میں انگلی پھیرتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"اچھا بابا، جا رہا ہوں۔"

ریان مسکرا کر فون کی طرف بڑھ گیا۔

:میں نے اس کو بھی بہتر انداز میں، صاف اردو، بہتر فلو اور ناول اسٹائل میں درست کر دیا ہے

سائیں! آپ کسی سے پتا تو کریں کیا ہوا ہے؟ میں نے اتنی آوازیں دیں، اتنی دیر تک دروازہ بھی"
نوک کرتی رہی مگر بھابھی نے نہیں کھولا۔ میرے پہنچنے سے پہلے ہی وہ دروازہ بند کر چکی تھیں۔
"ان کے چہرے پر قرب صاف نمایاں تھا۔

آپ علیار لالا کو کال کریں اور کہیں آکر بھابھی کو دیکھیں۔ واللہ عالم، بیچاری کس حال میں"
"!ہے

اور لالا غصے میں باہر چلے گئے ہیں اور آپ نے چچی جان کو بھی اس چڑیل کے ساتھ بھیج دیا"
"ہے۔ آپ کو لگتا ہے بھابھی ایسا کچھ کریں گی؟ مجھے تو یقین نہیں آتا اس کی جھوٹی باتوں پر۔

پہلی بات تو وہ یہاں رکنے کیوں آئی ہے؟ نہ اس کی دعا سے اتنی دوستی ہے، نہ چچی جان سے کوئی"
"اتنا لگاؤ۔ پھر بھی وہ یہاں رک گئی۔

اور آپ... آپ نے ان کی والدہ کو کال کیوں نہیں کی؟ پوچھیں کہ کس کی اجازت سے انہوں نے" اپنی بدتمیز اور بے لحاظ لڑکی کو یہاں چھوڑا ہے، وہ بھی ایسے وقت میں جب وہ خود موجود نہیں ہیں "! اور مہمانوں سے حویلی کا آدھا حصہ بھرا پڑا ہے

اور وہ لڑکی بڑے آرام سے گلے میں دوپٹہ ڈالے گھوم رہی ہے، حد ہے! ہمارا دل کر رہا ہے" "! ایک تھپڑ مار کر اسے پورے گھر کا سکون واپس لے آئیں

زرتاشہ تن فن کرتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی اور دارار کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ کمر پر دونوں ہاتھ رکھے وہ غصے میں اپنی بھڑاس نکال رہی تھی، پھر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف جا کر غصے سے اپنی چیزیں رکھتی ہوئی بیٹھ گئی۔

دارار بس خاموشی سے سامنے دیوار کو گھور رہا تھا۔

"سائیں... آپ سن بھی رہے ہیں؟"

زرتاشہ اس کے سر پر پہنچ کر کمر پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

"! سائیں"

وہ دوبارہ اسے پکارتی ہے اور اس کے پاس بیٹھ کر اس کا ہاتھ تھام لیتی ہے۔

"کیا بات ہے؟ آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔"

دارار، جو اپنی سوچوں میں گم تھا، اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیا بات ہے؟"

اسے خاموش دیکھ کر وہ پھر بولی۔

"ادھر بیٹھو۔"

دارار نے اسے بیڈ سے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا اور اس کی گردن میں چہرہ چھپا لیا۔

"تم مجھ سے باتیں چھپاتی ہو؟"

دارار اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اس کی پیٹھ سہلاتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولا۔

"ہم نے کب آپ سے کوئی بات چھپائی ہے؟"

زرتاشہ نے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتے ہوئے بھویں چڑھا کر کہا۔

"تم نے بتایا نہیں کہ تم کالج جاتی ہو اور تمہارے ایکزام بھی آنے والے ہیں۔"

دارار اصل بات پر آگیا۔

"ہاں تو ہمیں کیا پتا تھا یہاں سب اتنا اچھا ہو گا؟ اماں بی نے تو ہمیں ڈرا کر بھیجا تھا کہ یہاں آکر بہت کام کرنے پڑیں گے، جیسے درخشہ کرتی ہے۔ ہماری کوئی عزت نہیں ہو گی، بس ماسی والی زندگی ہو جائے گی۔ مگر یہاں تو سین ہی الٹ ہے۔"

"اور پہلے تو تم اپنی لینگویج ٹھیک کرو۔ منع کیا ہے نا میں نے۔ اور دوسری بات، تم نے ان کی بات پر یقین کیسے کر لیا کہ ریان خان اپنی اکلوتی بہن کو ماسی بننے دے گا؟"

دارار اس کی کمر ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے بولا۔

"اچھا، ان سب میں ہمارا کالج کہاں سے آگیا؟ ہم نے بس آپ کو بتایا نہیں تھا، چھپایا تو نہیں تھا۔"

"یہی چھپانا ہوتا ہے بی بی ڈک۔ اگر تم شادی کی صبح ہی بتا دیتی تو میں تمہاری اتنی کلاسز ضائع نہ ہونے دیتا۔"

"خیر، گاڑی میں تمہاری کتابیں اور کالج کارڈ موجود ہے، صبح تیاری کر لینا۔ پہلے ہم ڈین کے پاس جائیں گے، مجھے ان سے کچھ کام ہے، پھر دعا کی طرف چلیں گے۔ اب چینج کر کے آجاؤ، آرام کرنا ہے مجھے۔"

دارار نے اس کے عارض پر ہلکا سا لمس کرتے ہوئے بات ختم کی۔

زرتاشہ منہ کھولے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"کیا مطلب ہے اب ہمیں کل کالج جانا ہو گا؟ بالکل نہیں! ابھی نا پہلے ہمیں لالا کی سمجھ آئی، اب آپ کی سمجھ آرہی ہے۔ مطلب ہم ریان خان بزنس ٹائیکون کی بہن اور سردار دارار یوسفزئی کی بیوی ہیں، ہمیں نہیں ضرورت پڑھائی کرنے کی۔ ہم نہیں جائیں گے کالج!"

اس کی بات پر زرتاشہ سینے پر ہاتھ باندھے، منہ پھلاتے بولی۔

"زری! تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ معاشرے میں پڑھے لکھے مرد سے زیادہ پڑھی لکھی عورت ضروری ہوتی ہے۔ ماں، بہن، بیوی، بیٹی کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ اور میں کچھ نہیں جانتا، تم اپنی پڑھائی مکمل کرو گی اور اس بزنس میں میرا ساتھ دو گی۔ سارے معاملات میں اکیلے نہیں دیکھنے والا۔ ہم کل جا رہے ہیں، بس بات ختم۔ اب جلدی چینج کر کے آؤ، ورنہ میں خود کر دوں گا، اور دوسرے کپڑے پہنانے کی زحمت بھی نہیں کروں گا۔ جلدی جاؤ، اور بال دھو لینا، پتہ نہیں کیا کر دیا ہے۔ کل بتاؤں گا اس اسٹائلسٹ کو! "

دارار بغیر ایک اور لفظ سنے اپنا فیصلہ سناتے بولا۔

"حد ہے بھئی، کیا زندگی ہو گئی ہے! اب شادی کے بعد بھی پڑھوں؟ ہمارے تو سارے ارمان ہی چکنا چور ہو گئے! "

زرتاشہ اونچی اونچی آواز میں ڈریسنگ روم میں بڑبڑاتے ہوئے بولی۔

"بے بی ڈک، میں سن رہا ہوں! "

"ہم ہیں رہے بول ہی لیے کے سنانے کو آپ تو ہاں! "

زرتاشہ اس کی پکار پر چڑ کر کہتی واش روم کا دروازہ زور سے بند کر گئی۔

"ہماری بات چھوڑیں، ہم آپ سے زارا بھابھی کا پوچھ رہے تھے۔ وہ نیچے وہ لڑکی کیا کہہ رہی تھی؟ اس کی جگہ کیا لالا کی شادی پہلے اس سے طے تھی؟ اور لالا اور بھابھی کی لو میرج ہے؟"

زرتاشہ کچھ دیر بعد بالوں میں لپٹا تولیہ صوفے پر پھینکتی، جلدی سے بیڈ پر چڑھتی، اس کے سامنے الٹی پلٹی مار کر بیٹھتے پوچھنے لگی۔

اس کے سوال پر دارار نے ایک سرد سانس کھینچتے اس کی طرف دیکھا۔

"نہیں، علیار اور بھابھی کی لو میرج نہیں ہے۔ ان کی دوسری شادی ہے۔ بھابھی، علیار کی دوسری وائف ہیں۔ اس کی پہلی وائف رائمہ تھی، جس کا انتقال ہو گیا تھا۔ علیار رائمہ کو شادی سے پہلے ہی پسند کرتا تھا، بلکہ یہ کہو کہ دیوانہ تھا وہ رائمہ کا۔ مگر حادثے میں ہوئی رائمہ کی موت نے اسے بھی مار دیا تھا۔ علیار اور رائمہ کی شادی کو صرف تین مہینے ہوئے تھے۔ وہ دونوں شہر جانے والے پل پر بائیک رائیڈنگ کے لیے گئے تھے، تب ہی وہاں ایکسیڈنٹ میں رائمہ کی موت ہوئی تھی۔ آج تک اس حادثے کے بارے میں علیار نے کسی سے کچھ شیئر نہیں کیا۔ اس دن کے بعد سے آج تک میرا بھائی بس زندگی کاٹ رہا ہے، جی نہیں رہا۔ مگر اب لگتا ہے شاید واپس جینے لگے گا۔ بھابھی کی توجہ اور خیال اسے دوبارہ زندگی کی طرف مائل کر لے گا۔"

دارار کھوئے ہوئے لہجے میں ماضی کے اس سیاہ دن کا ذکر کرنے لگا۔

"اچھا! تو اگر لالا اپنی پہلی بیوی سے اتنی محبت کرتے تھے تو زارا بھابھی سے شادی کیوں کی؟"

زرتاشہ اپنے ذہن میں آیا سوال پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔

"پھپھی جان نے اپنی کلائی پر چھری رکھ کر اسے منایا تھا۔"

"اچھا... مگر لالا جس طرح ہر وقت گھر پر ہوتے ہیں تو بھابھی کو کمرے سے نکلنے نہیں دیتے، اور جس طرح وہ بھابھی کی ہر چیز خود لے کر آتے ہیں، ہر وقت انہیں اپنے ساتھ لگائے رکھتے ہیں، ان کی نظریں ہر وقت بھابھی پر ہوتی ہیں... وہ سب کیا ہے؟ لگتا تو نہیں کہ ان کی شادی زبردستی کی ہے۔"

زرتاشہ اپنی دوسری الجھن بتاتے بولی۔

اس کی بات پر دارار کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

"یہ تبدیلی میرے بچے کے آنے کے بعد ہوئی ہے۔ لگتا ہے صاحبزادے کو بھابھی سے شدید محبت ہو گئی ہے۔ یہ بات ہم نے بھی محسوس کی ہے۔ بس اللہ کرے ایسا ہی ہو، اور دونوں اپنی زندگی میں خوش رہیں۔"

دارار اسے جھٹکے سے کھینچ کر اپنے قریب کرتا، اس کے بال انگلیوں سے سلجھاتے ہوئے بولا۔

"کیا مطلب ہے ہماری شادی کے بعد لالا کو بھابھی سے محبت ہوئی؟ اس سے پہلے کیا کرتے تھے؟"

"اس سے پہلے... وہ انہیں نظر انداز کرتا تھا۔ ایسے جیسے ان کا وجود اس گھر میں ہو ہی نہ۔"

اب مزید سوال نہیں۔ جو تمہیں جاننا چاہیے تھا میں نے بتا دیا۔ اب کل تم نے میری سردارنی" ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے سارا معاملہ سنبھالنا ہے۔ اور ہاں، ایک بات یاد رکھنا... اس سب میں بھابھی ہرٹ نہیں ہونی چاہییں۔ وہ بچی پہلے ہی بہت کچھ دیکھ چکی ہے۔ اور اس الشبا کو... میں "کل ایسا سبق سکھاؤں گا کہ دوبارہ کوئی اپنی اوقات بھولنے کی ہمت نہیں کرے گا۔

داراب پُرعزم لہجے میں بولا اور کمرے کی لائٹ ڈِم کرتے ہوئے زرتاشہ کو اپنے حصار میں لیتا سونے کی کوشش کرنے لگا۔

وہ اپنے کمرے کی بالکونی میں بیٹھی دیوار سے ٹیک لگائے کسی غیر مرئی منظر کو گھور رہی تھی۔ اس کے ذہن میں بے شمار سوچیں گردش کر رہی تھیں۔ اس لمحے اسے اپنا وجود ہی اس گھر میں سب سے بڑا سوال محسوس ہو رہا تھا۔

ہاں، اسے علیار سے محبت بھرے الفاظ یا بے تحاشا توجہ کی امید نہیں تھی... مگر کم از کم وہ یہ تو چاہتی تھی کہ علیار اسے یقین دلاتا کہ اس کی موجودگی، اس کا وجود، اس کے لیے معنی رکھتا ہے۔ یہ جگہ ہمیشہ سے اسی کی تھی... اور اسی کی رہے گی۔

ہاں، اس نے الشبا کے سامنے اسے اپنی بیوی کہا تھا... مگر یہ تو وہ تنہائی میں بھی کہتا تھا۔ بلکہ تب بھی، جب اسے صرف اپنی ضرورت پوری کرنی ہوتی تھی۔ اس نے کبھی یہ تو نہیں کہا تھا کہ وہ اس کی محبوب بیوی ہے۔

اگر محبت نہیں تھی... تو کیا اب بھی اس کے دل میں اس کے لیے کوئی نرم گوشہ نہیں تھا؟

یہ خیال آتے ہی زارا کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔ اس نے بے اختیار اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور آنکھیں میچ لیں۔ علیار کا رویہ... اور رائمہ سے اس کی محبت... اسے ایک ایسے خوف میں بتلا کر چکی تھی جہاں وہ خود کو ڈوبتا محسوس کر رہی تھی۔ جیسے سانسیں رک رہی ہوں۔

"...اگر علیار نے بھی ہم سے بے رخی برتی... تو ہم تو مر جائیں گے"

زارا نے خود ہی خود پر ظلم کرتے ہوئے ہر غلط سوچ کو اپنے دل و دماغ میں جگہ دے دی تھی۔ الشبا کے وہ الفاظ، جنہیں اس نے صبح نظر انداز کر دیا تھا، اب چابک بن کر اس کے وجود پر برس رہے تھے۔ اور علیار کی ادھوری، الجھی ہوئی باتوں نے ان زخموں پر کیل کا کام کیا تھا۔

وہ بے آواز روتے ہوئے دل ہی دل میں اپنے رب سے فریاد کر رہی تھی۔

جب کسی صورت دل کا بوجھ کم نہ ہوا تو اس نے ہمت کی۔ وہ ڈریسنگ روم میں گئی۔ نہا کر نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتی تھی... شاید سجدوں میں اسے کچھ سکون مل جائے۔

وہ خود کو اس بھاری جوڑے سے آزاد کرتی جلدی جلدی چہرہ صاف کر کے نہا دھو کر وضو بناتی باہر آئی۔ مگر جیسے ہی اس کی نظر اپنے غرارے پر پڑی... الشبا کی آواز ایک بار پھر اس کے کانوں میں گونج اٹھی۔

"اوہ... تو آج تم نے بھی اس کی پسند کا غرارہ پہنا ہے؟ ویسے پوچھوں گی نہیں کہ جس علیار کو میں اتنا پسند کرتی ہوں، اس کے پیچھے پاگل ہوں، آج میں نے کیوں اس کی پسند کا غرارہ نہیں پہنا... خیر، تمہارے پوچھتے پوچھتے رات گزر جائے گی، میں ہی بتا دیتی ہوں۔"

الشبا معصوم بنتے ہوئے اس کے دل میں زہر گھول رہی تھی۔

"یہ کلر... اور یہ غرارہ... دونوں ہی رائمہ کو بہت پسند تھے۔ اتنا کہ اس نے اپنی شادی پر بھی غرارہ ہی پہنا تھا... اور شادی کے اگلے دن بھی ہر وقت غرارے میں گھومتی تھی۔"

زارا کے قدم جیسے وہیں جم گئے تھے۔

"ویسے برا نہ مانو تو ایک مشورہ دوں؟ ایک بار چیک کر لینا... کہیں یہ بھی تو اس کی اترن نہیں۔"

الشبا اوپر چلی گئی تھی... مگر اس کے الفاظ زارا کے دل میں پیوست ہو گئے تھے۔

زارا کو اس وقت خود میں اتنی ہمت محسوس نہیں ہو رہی تھی کہ وہ ہل بھی سکے۔

وہ تمام گزری باتوں کو یاد کرتی... دل کے بوجھ کو گھسیٹتی... نماز پڑھنے کے لیے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

۔۔۔ ریان ! ۔۔ ریان ! !

دعا انتہائی آہستہ آواز میں اسے پکارتے، اس کی توجہ اپنی طرف کرنی چاہی جو دس منٹ کا بول کر آدھا گھنٹہ لگا چکا تھا، مگر کال تھی یا میٹنگ، بند ہی نہیں ہو رہی تھی۔ بیڈ کے ایک کونے سے بیڈ پر لیٹے لیٹے دعا کو نیند کے جھونکے آ رہے تھے مگر مجال ہے جو ریان نے کمرے میں قدم رکھا ہو۔ وہ خود ہی اس کی کلاس لینے کے غرض سے بالکنی تک گئی جس کا دروازہ لاک تھا، اسے یوں اس کی آواز نہیں جا رہی تھی مگر وہ ازلی ڈھیٹ بنی اسے گھورنے کے ساتھ ساتھ سرگوشی میں پکار بھی رہی تھی جیسے وہ اسے با آسانی سن سکتا ہو۔

اپنی پشت پر کسی کی مسلسل نظر محسوس کرتے ریان نے مڑ کر دیکھا تو دعا کو منہ پھلائے کھڑے دیکھ کر وہ بس دو منٹ کا اشارہ کرتا واپس کال پر مصروف ہو گیا، جبکہ اپنے یوں نظر انداز ہونے پر دعا منہ پھلاتے بیڈ پر لیٹتی، کمبل تانے سونے کی تیاری کرنے لگی، جب اسے کمرے کی جلتی لائٹ اور بھی زیادہ اریٹیٹ کرنے گئی۔ غصے سے کمفرٹر منہ تک لیتی، وہ سونے کی کوشش کرنے لگی جو نیند بھی کچھ دیر پہلے اس پر غالب ہو رہی تھی، اسے وہ اس وقت دور دور تک بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

وہ نماز سے فارغ ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اپنے رب کو اپنے سارے دکھ، درد، پریشانی اور تکلیف بتانے لگی۔ پورے دن میں اپنے ساتھ ہوئی ہر ایک چیز بتائی۔ وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔ وہ دعا سے فارغ ہوتے صوفے پر بیٹھی بالکنی کے کھلے دروازے سے نظر آتے آسمان کو

دیکھ رہی تھی، جہاں اندھیری رات کے بادل رخصت ہوتے ایک نئی اور پُرروشن صبح کا پیغام دے رہے تھے۔ فجر کی اذان میں ابھی وقت تھا۔ اسے علم ہی نہیں ہوا کب اس کی تکلیف بھری شام گزر گئی اور کرب بھری رات وہ اپنے رب کی پناہ لیتی، اس کی رحمت کے سائے میں گزار چکی تھی۔ اب تو صبح کے آجانے کا وقت ہونے والا تھا۔ وہ دل میں اپنی زندگی سے متعلق ایک فیصلہ کرتی فجر پڑھنے کے غرض سے کھڑی ہو گئی۔

نماز، قرآنِ پاک کی تلاوت سے فارغ ہوتی وہ بیڈ پر کچھ دیر سونے کے غرض سے لیٹ گئی، مگر اس سے پہلے اپنا موبائل، جو اس نے پچھلے کتنے عرصے سے دیکھا تک نہیں تھا، اسے چارج پر لگا کر دیکھنے لگی آیا یہ چل بھی رہا ہے یا نہیں، جس کی اسے امید کم ہی تھی کیونکہ اس نے اپنا فون کوئی سات مہینے پہلے دیکھا تھا۔ وہ اسے چارج پر لگا کر کچھ دیر انتظار کرنے لگی، مگر فون ہنوز اپنی ناقدری پر اب چلنے سے انکار کر رہا تھا۔ وہ فون کو وہیں چھوڑتی ہوئی اٹھ کر اپنی دوست سے کسی ضروری کام کے سلسلے میں بات کرنے کا ارادہ رکھنے لگی۔ وہ مزید اپنی زندگی خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

زارا اپنے دل میں عزم کرتی، آنکھیں موندے سونے کی کوشش کرنے لگی۔ سارے دن کی مصروفیات اور ہونے والے واقعات نے اس کے اعصاب کو شکن کر دیا تھا۔ وہ اپنی تھکی آنکھیں موندتے کچھ لمحوں میں ہی نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔

صبح کے آٹھ بجے علیار کل رات والی شلوار قمیض میں ملبوس، پرنس کوٹ ہاتھ میں تھامے تھکا ہارا سا کمرے میں داخل ہوا۔ رات بھر وہ اس جگہ بیٹھا اسے تکتا رہا جہاں اس کی بانہوں میں اس نے دم توڑا تھا۔ پھر فجر کے بعد وہ اس کی قبر پر چلا گیا۔ با مشکل خود میں حوصلہ کرتے اسے زارا کے بارے میں بتانے لگا۔ یہ یوں کہا جائے کہ قبر میں لیٹے، مٹی تلے دفن وجود سے زیادہ خود کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کرنے لگا کہ اس نے اس کے ساتھ بے وفائی نہیں کی، وہ بس اس کی بیوی ہے جس کے ساتھ اسے سکون ملتا ہے۔ وہ بھول جاتا ہے وہ دکھ جس نے اس کا کچھ بہت قیمتی چھین لیا تھا۔

واللہ عالم وہ کسے یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا، اسے یا خود کو، کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔

اپنے دماغ کو ایک بار پھر کشمکش میں بتلا ہوتا دیکھ وہ پریشانی سے اپنی آنکھیں بھینچ گیا۔ اسے اپنا سر پھٹتا محسوس ہوا۔ اس نے با مشکل اپنی آنکھیں کھولتے اپنے سکون کی تلاش میں کمرے میں نظریں دوڑائیں، جسے ماننے سے ابھی کچھ ہی لمحے پہلے وہ انکار کر چکا تھا۔ وہ اپنی ہی سوچ جھٹکتا اس کی طرف بڑھا، جو بیڈ پر ایک کونے پر سکڑی سمٹی کمفرٹر میں دبی خوابِ خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔

علیار اپنا کوٹ صوفے پر اچھالتا اس کی طرف بڑھا، اپنی ٹائی اور ویسٹ ایک ساتھ ہی اتار کر صوفے پر پھینکتا وہ بھی کمفرٹر میں گھس گیا۔ احتیاط سے اسے اپنے قریب کرتا، اس کا سر اپنے سینے پر رکھتا، اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتا، اس کی قمیض کی زپ کھولتے اس کی برہنہ پیٹ پر ہاتھ پھیرنے

لگا۔ اس کی خوشبو اپنے اندر اتارتے ہی اسے اپنے اعصاب پرسکون ہوتے محسوس ہوئے۔ وہ اس کی شرٹ کندھے سے سرکاتا نرمی سے وہاں اپنے لب رکھ گیا۔ اس کی مونچھ اور داڑھی کی چبھن سے زارا کانپتے اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی، جو بات علیار کے لیے خاصی حیران کن تھی، ورنہ وہ اس کے لمس پر فوراً اٹھ جاتی تھی۔

وہ مزید اپنی سوچ کو طول نہ دیتا، خود بھی آنکھیں موند گیا۔ اس کا نرم گداز وجود اپنے چٹانی وجود کے ساتھ محسوس کرتے اسے اپنے تپتے بدن پر ٹھنڈی پھوار سی محسوس ہوئی۔

وہ پرسکون ہوتا ہی اس کے کندھے پر لب رکھے آنکھیں موند گیا۔ کچھ دیر میں وہ بھی سو گیا تھا کیونکہ دونوں ہی اپنی زندگی میں ہوئی اور ہونے والی چیزوں سے پریشان اپنا سکون تلاش کر رہے تھے، مگر ماضی کا سایہ ان کے تھوڑے بہت سکون پر طوفان کا کام سرانجام دے رہا تھا۔۔۔

ریان جلدی جلدی اپنی کال وائنڈ اپ کرتا کمرے میں آیا تو اس نے حیرانی سے کمرے میں جلی لائٹ کو دیکھا، جو وہ بند کر چکا تھا، مگر لگتا ہے اس کی اہلیہ اسے اپنے پاس بلانے کے لیے جان بوجھ کر لائٹ آن کر کے ہی سونے کی تگ و دو میں تھی۔ وہ دل ہی دل میں سوچتا، چہرے پر مخفی مسکراہٹ لیے اس کی طرف بیڈ پر بڑھا، مگر اس سے پہلے لائٹ ڈم کرنا نہیں بھولا تھا۔

وہ بیڈ پر اس کے برابر میں لیٹا اسے دیکھنے لگا، جو اس کی طرف پشت کیے بھرپور ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی۔

"اہلیہ!۔۔" ریان اس کے قریب لیٹتے سرگوشی نما آواز میں اسے پکارنے لگا۔

"آہل۔۔۔ سو جائیں اور سونے دیں۔ اگر ابھی بھی آپ کو کوئی کام ہے تو اسٹڈی میں چلے جائیں۔ ویسے بھی ساری رات تو آپ فون اور ارجنٹ کالز کے نذر کر چکے ہیں، تو پلیز لائٹ آف کریں اور سو جائیں، سونے دیں۔" دعا بغیر اس کی طرف مڑتے یوں ہی اپنی بات کہتی آنکھیں موند گئی۔

جبکہ اس کی بات سنتے ریان لب دانتوں میں دبائے اس کی پشت کو دیکھنے لگا۔

"جانم بیوی، آپ کو نہیں لگتا یہ ظلم ہے؟ مطلب بندہ شادی شدہ ہو، اس کے باوجود خود سے خود ہی لیٹ کر سوئے۔۔" ریان جھٹکے سے اس کا رخ اپنی طرف کرتے بولا۔

"ہم؟۔۔" وہ تھوڑی سے اس کا چہرہ تھام کر اوپر کرتے جواب طلب نظروں سے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

اس کی اتنی قربت پر دعا کی جان ہوا ہوئی تھی۔ وہ بس سانس روکے اسے دیکھنے لگی، جو اپنی مہکتی پرتپش سانسیں اس کے چہرے پر چھوڑتا اسے جھلسا رہا تھا۔ اس کے سانسوں کی خوشبو دعا کو اپنے ہوش پر طاری ہوتی محسوس ہوئی، جب ریان اس کے نائٹ سوٹ کی شرٹ کے اندر ہاتھ ڈالتا اسے اس کی بل کھاتی برہنہ کمر پر رکھتا، ایک ایک کر کے اپنی انگلیاں اس کی کمر کے خم پر پھیرتا اسے بھرپور طریقے سے چھیڑ رہا تھا۔

اس کی کھردری انگلیوں کا لمس بے باکی سے اپنی نازک جلد پر محسوس کرتے دعا نے آنکھیں موندتے اس کی گردن میں چہرہ چھپانا چاہا، جب اس کا ہاتھ اس کے برہنہ چٹانی سینے پر پڑا۔ اس کی انگلیوں کے لمس کے سحر میں دعا اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے وہاں اپنی ہتھیلی پھیرتی اس کی سختی محسوس کرنے لگی۔

اہلیہ، کچھ مانگوں گا تو آپ دیں گی کیا؟" ریان اس کے نرم و نازک ہاتھ اپنے سینے پر محسوس کرتے" آنکھیں موندتے اپنا چہرہ مزید اس کے قریب کرتا بوجھل لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

اس کی قربت میں تو دعا کی زبان تالو سے چپک گئی تھی۔ وہ بس اپنے سر کو جنبش دیتی گردن ہلاتے اسے ہاں میں جواب دے گئی۔۔

کس می !" ریان اس کے لبوں سے ہولے سے اپنے لب ملاتے بولا۔ اس کے اتنے سے لمس پر" دعا کو اپنے عارض تپتے محسوس ہوئے۔ وہ چہرے پر شرمیلی مسکراہٹ لیے اس کی گردن پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔ اس نے اسے دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔

نیند نہیں آرہی، اہلیہ؟ ویسے لاٹک تو بھئی، لاٹک۔ ناؤ گیو می یور فرسٹ آفیشل کس؟۔" ریان" اس کا چہرہ ایک بار پھر اٹھاتا بولا، جسے وہ شرم سے جھکاتے کہیں توڑ ہی نہ دے۔

جبکہ دعا ریان کی "فرسٹ آفیشل کس" والی بات پر ابھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"اوہو میری بھولی زوجہ، رخصتی کے بعد والی کس، اس سے پہلے ہم نے جو کیا اس کا آؤٹ کم نہیں آنا تھا، مگر اب ہم جو کریں گے اس کے رنگ بھی دیکھیں گے، اور آؤٹ کم پر ریان خان اپنا سب کچھ، اپنی ذات سمیت وارنے کو تیار ہو گا۔ مگر اس سے پہلے آپ ذرا عمل تو کریں، اپنے شوہر کو بہکنے پر مجبور کریں۔"

ریان اس کے گداز لبوں کو انگلی سے سہلاتے بولا، جبکہ اس کی بات سمجھ آنے پر دعا کو صحیح معنوں میں اپنے طوطے اڑتے محسوس ہوئے اور ماتھے پر پسینے کی ننھی بوندیں نمودار ہوئیں۔

"یہ کیا، اہلیہ؟ آپ ابھی سے ڈر رہی ہیں، ابھی تو پوری رات باقی ہے۔" ریان اس کے ماتھے پر آئے پسینے کو سائیڈ ٹیبل پر رکھے ٹشو سے صاف کرتے بولا۔

"آ۔ آپ مذاق کر رہے ہیں نا؟ میں کیوں کرنے لگی آپ کو۔۔۔ بہکانے کے کام؟ اور ویسے بھی آپ لیٹ ہو چکے ہیں، اب تو سونے کا وقت ہے، تو آپ آنکھیں بند کر کے سو جائیں۔" دعا اس کی بے باک نظروں سے پزل ہوتی اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے اسے سونے کا بولتی، خود بھی اس کے سینے میں چہرہ چھپائے سونے کی کوشش کرنے لگی۔

"نا نا، اہلیہ! آپ کی یہ چالاکی میرے ساتھ نہیں چلے گی۔ اور ویسے آپ سے کس نے کہا ہے بیوی کے ساتھ رومانس صرف رات کو ہی کیا جاتا ہے؟ وہ تو کبھی بھی کر سکتے ہیں، بس زندہ دل بندہ ہونا چاہیے جو دل و جان سے اپنی بیوی کا دیوانہ ہو۔" ریان اپنی آنکھوں پر رکھے اس کے ہاتھ کو لبوں سے لگاتا بولا۔

"اور آپ بات کو مت گھمائیں، اہلیہ۔ جلدی سے وہ کریں جو میں نے کہا ہے، ورنہ اگر آپ کا یہ شوہر خود کرنے پر اتر آیا تو کل صبح آپ اپنے یہ ہونٹ کسی کو دکھا نہیں پائیں گی۔" ریان سختی سے اسے خود سے لگاتا بولا۔

اس کی سخت گرفت میں دعا پھڑپھڑا بھی نہ سکی۔

"ڈارٹ بیوی، آپ کے شوہر میں زیادہ برداشت نہیں ہے، اتنا صابر نہیں ہوں میں۔" ریان اس کے عارض پر لب رکھتے بولا، جبکہ اس کی بات پر دعا نے تھوک نگلتے اسے دیکھا۔

"ڈارٹ !۔۔" ریان اس کے لبوں کے قریب اپنے لب کر گیا، جب دعا ہڑبڑا کر اس کے لبوں کو ہلکے سے چھو کر پیچھے ہوئی۔

اس کی حرکت پر ریان مسکراتے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتا اس کے لبوں پر قابض ہو گیا۔ اس کے عمل کی سختی محسوس کرتے دعا نے اس کے سینے کے ساتھ اپنی مٹھی میں دبوچی شرٹ کو اور زور سے پکڑ لیا۔ جتنا اس کا لہجہ نرم تھا، اس کے لمس میں اتنی ہی سختی تھی۔

ریان سختی سے اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیے اس کی سانسیں چرا رہا تھا۔ وہ اس کے ہلکے لبوں کو شدت سے چومتا پیچھے ہوتا اس کے چہرے کو دیکھنے لگا، جو اس وقت بھاپ اڑاتا محسوس ہو رہا تھا۔

ریان کمرے کی ہلکی روشنی میں اس کا سرخ کندھاری چہرہ دیکھتا ایک ایک کر کے اس کے ہر نقش پر لب رکھنے لگا۔ وہ باری باری اس کی دونوں آنکھوں پر، پھر عارض پر لب رکھتا اس کی سائیڈ گردن میں چہرہ چھپا گیا۔

وہ اس کی گردن پر اپنی بیرڈ رگڑتا وہاں اپنے لب رکھتا، جا بجا اس کی صراحی دار گردن پر اپنے لب ثبت کر رہا تھا۔ اسے اپنی گردن پر چہرہ چھپائے آگے بڑھتے دیکھ دعا کا سانس آنے والے وقت کو سوچ کر رکا تھا۔

اس کی بے ترتیب سانسیں محسوس کرتے ریان اس کی گردن پر شدت سے دانت گاڑ گیا، جس پر دعا نے بے ساختہ اپنی سانس بحال کرتے سسکی بھری۔

زوجہ، آپ بھروسہ رکھیں، میں کچھ بھی ایسا نہیں کروں گا جس سے آپ اَن کمفرٹیبل فیل" کریں۔" ریان اس کے عارض سہلاتے بولا۔

اس کی بات سنتے دعا فوراً ہاں میں سر ہلا گئی۔

اجازت ہے؟۔۔۔" اسے یوں کیوٹ انداز میں اپنا سر ہلاتے دیکھ کر ریان نے اس سے اجازت" چاہی۔

اس کے اجازت مانگنے پر دعا، جو اس کے وجیہہ چہرے کو دیکھ رہی تھی، نظریں نیچے کرتی اس کے سینے کی طرف دیکھنے لگی۔

"یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں، اہلیہ؟ مجھے لگا تھا میری بیوی خاصی کانفیڈنٹ ہے، مگر آپ تو بھیگی بلی بن گئی ہیں۔"

ریان شرارت سے اس کی گردن سے لے کر اس کے دل کے مقام تک اپنی انگلیاں ٹریس کرتے بولا، جبکہ اس کی بات پر دعا کا سر مزید جھک گیا۔

جب ریان قربت بدلتا اس کے اوپر سایہ فگن ہوا۔

"کہیے، اہلیہ! اجازت ہے اپنا حق لینے کی یا یہ ناچیز اپنا ارادہ ترک کر دے؟" ریان اس کی ٹائٹ سوٹ کے بٹن کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے بولا۔

اسے کسی صورت ناں دیکھ دعا اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

"تو پھر میں ہاں سمجھوں؟" اسے خود سے یوں پستہ دیکھ ریان اسے مزید تنگ کرتے ہوئے بولا۔

"ریان! مجھے پتا ہے آپ جان بوجھ کر مجھے تنگ کر رہے ہیں۔ اگر اب آپ نے ایسا کیا تو میں ناراض ہو جاؤں گی، اور مناؤں گی بھی نہیں۔" دعا اس کی مسکراہٹ نوٹ کرتے خفا ہوئی، پھولے پن سے بولی۔

"ایک منٹ، ایک منٹ! یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ آپ مجھ سے ناراض ہو سکتی ہیں؟ اور اگر ہونا بھی چاہیں تو صرف آپ ناراض ہو کر مجھ سے اتنی دور ہی رہ سکتی ہیں، اس سے زیادہ

نہیں، ورنہ آپ کے ناراض ہونے پلس آپ کے دور جانے پر میں آپ سے خفا ہو جاتا ہے۔"
ریان اس کی ناراض ہونے والی بات پر اپنے سینے سے اس کا چہرہ نکالتا سنجیدہ انداز میں بولا۔

اس کی بات پر دعا نے آنکھیں پھیلائے اس کی عجیب سی منطق پر اسے دیکھا۔ مطلب اگر وہ ناراض ہوئی تو الٹا یہ اس سے ناراض ہو جائے گا۔ مطلب حد ہے۔

حد ہے، ریان ! یو آر اَن پریڈکٹیبل۔" دعا اس کی بات پر اس کے کندھے پر ایک چپت لگاتے" بولی۔

بہت بولنے لگی ہیں آپ، کچھ کرنا پڑے گا آپ کا۔" ریان ایک بار اس کے لبوں پر قابض" ہونے سے پہلے بولتا اپنا لب اس کے لبوں پر رکھ گیا تھا۔

اس کی شدت پسندی پر دعا نے اس کے کندھوں کو دبوچتے ان کا سہارا لیا۔

ریان یوں ہی اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑے، ایک ہاتھ سے اس کا چہرہ تھامے، دوسرے ہاتھ کو اپنے اور اس کے درمیان سے گزارتا اس کی شرٹ کے بٹن ایک ایک کر کے کھولنے لگا۔

اپنی شرٹ کے بٹن کھلتے محسوس کر دعا نے سٹپٹاتے ریان کے قریب ہوتے اس میں چھپنا چاہا، جب ریان اس کی کوشش کو ناکام بناتا اس کے لبوں کو آزادی دیتا اس کی گردن پر جھک گیا۔

وہ اس کی سائیڈ گردن پر اپنے لبوں کا نم لمس چھوڑتا وہاں اپنے دانت گاڑنے لگا۔ وہ اس کی گردن سے چہرہ نکالتا اس کی شرٹ کو اس کے تن سے جدا کر گیا۔

وہ اس پر کمفرٹر دیتا اس کی دھڑکنوں پر جھک گیا۔ وہ شدت سے اس کی دھڑکنوں پر اپنے لب رکھتا اسے پوری طرح بے بس کر چکا تھا۔ وہ اس کے اور اپنے درمیان تمام پردے مٹاتا اسے اپنی روح اور جان کا حصہ بنا گیا۔۔۔

زارا کی جب آنکھ کھلی تو خود کو اس کے حصار میں دیکھ وہ خالی نظروں سے اسے دیکھتی اس کے حصار سے نکلتے بیڈ سے نیچے اتر گئی۔

جو نہی وہ کھڑے ہوتے جھک کر اپنا دوپٹہ اٹھانے لگی تو اپنی قمیض کی ابتر حالت دیکھ کر ایک پل کو اس کا سانس رکا تھا۔

تو کیا وہ اس کی نیند کی بھی پروا کیے بغیر وہ سب کچھ کر چکا تھا؟

دل میں بہت سی منفی سوچیں بھی آئیں۔ وہ سر جھکائے ہاتھ پیچھے لے جا کر اپنی قمیض کی زپ بند کرنے لگی، جب علیار اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے بیڈ پر گرا گیا۔

یہ کدھر جانے کی تیاری کر رہی تھیں تم؟" علیار اس کی پشت کو اپنے برہنہ سینے سے لگاتے بولا۔"

نیچے دیر ہو گئی ہے، ناشتہ دیکھنا تھا جو دعا کی طرف جاتا ہے۔" زارا سامنے پردے کی اوٹ میں" نظر آتے باہر کے منظر پر اپنی نظریں ٹکائے بولی۔

ہمم، مگر وہ سب ملازمہ دیکھ لے گی، تم یہی بیٹھو۔" علیار اس کے کندھے پر سر رکھتا بولا۔"

"نہیں، وہ نیچے مہمان ہیں، اور شاید مجھے میرے کل کے کیے کی سزا بھی تو ملنی ہے۔ چھوڑیں مجھے، جانا ہے۔"

زارا اسے کل رات ہوئی بات یاد دلاتے بولی، جسے وہ ایسے فراموش کیے ہوئے تھا جیسے ہوئی ہی نہ ہو۔

"ٹھیک یاد دلایا تم نے، چلو تیار ہو، نیچے چلتے ہیں۔" علیار اس کی قمیض کی زپ بند کرتا کرتا خود بھی اپنا فون اٹھا کر چیک کرنے لگا۔

زارا بغیر کچھ کہے واش روم میں چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ فریش ہو کر باہر آئی۔

"آپ کے کپڑے نکال دیے ہیں، آپ بھی فریش ہو جائیں، نیچے چلتے ہیں۔" زارا باہر آتے علیار سے بولی، جو فون پر نہ جانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔

"ہمم، تم ادھر ہی میرا انتظار کرو، پھر ساتھ چلتے ہیں۔" علیار اپنا فون چارج پر لگاتا ڈریسنگ روم کی طرف جاتے ہوئے بولا۔

جبکہ اس کی بات پر زارا بغیر کوئی تاثر دیے کمرہ سمیٹنے لگی۔ اس نے اب سوچ لیا تھا اگر وہ اپنے دل میں اس کے لیے کوئی جذبہ نہیں رکھتا تھا تو وہ کیوں اپنے احساسات اور جذبات کا مذاق بنوائے۔

وہ دل میں عزم کرتی علیار کے آنے تک کمرہ صاف کر چکی تھی۔ بس روم میں جھاڑو لگا کر وہ کچرا اٹھا رہی تھی، جب علیار کمرے میں آیا۔ اس نے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا، جو فرش پر بیٹھی ڈسٹ بن میں کچرا ڈال رہی تھی۔

تم کیوں کر رہی ہو؟ ملازمہ سے کروا لو۔" علیار اسے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا دیکھ کر بولا۔"

روز میں ہی کرتی ہوں، اور ویسے بھی مجھے عادت ہے ان سب کاموں کی۔" زارا، جو ہاتھ" دھونے کے غرض سے واش روم جا رہی تھی، رک کر اسے جواب دیتی واپس چلی گئی۔

جبکہ علیار اس کی بات پر کچھ سوچتا تیار ہونے کے لیے اس کا انتظار کرنے لگا۔

جب وہ ہاتھ خشک کرتی باہر آئی، اسے ہنوز اسی پوزیشن میں کھڑے دیکھ زارا نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

تیار کرواؤ مجھے۔" علیار اس کے ہاتھ میں اپنی قمیض تھماتے بولا۔"

نہ جانے کیوں، اسے آج زارا کا رویہ کچھ بدلا بدلا لگا۔ اس کی خاموشی اور سادہ سا لہجہ اسے بری طرح کھل رہا تھا۔

زارا اس کے ہاتھ سے قمیض لیتی اس کے بٹن کھولتی اس کی طرف بڑھانے لگی، جب وہ ڈریسنگ ٹیبل کی چیئر پر بیٹھ گیا۔

پہنا دو، میرا دل نہیں کر رہا پہننے کا۔" علیار کسی نروٹھے بچے کی طرح منہ لٹکاتے بولا۔"

اس کی بات پر زارا بغیر کچھ کہے اسے قمیض پہنانے لگی۔ وہ اسے قمیض پہناتی پیچھے ہونے گئی، جب علیار اس کی کلائی تھامتا جھٹکے سے اسے اپنے قریب کر گیا۔

کیا یار! اور کون تیار کرے گا مجھے؟ گھڑی پہناؤ، تکمیل تیار کرو۔" اسے اپنی طرف سوالیہ نظروں" سے دیکھتا پا کر علیار اسے وضاحت دیتا بولا۔

اس کی بات پر زارا خاموشی سے عمل کرتی پہلے اس کے آستین کے کف پر کفلنگ لگانے لگی، جب وہ اسے ٹوک دیتا ہے۔

"یہ مت پہناؤ، سلیوز فولڈ کر دو۔"

اس کی بات پر زارا اپنا سر جھکاتی اس کے کہے مطابق اس کے آستین کے کف فولڈ کرتی، اس کے بال بناتی، اس پر پرفیوم چھڑکتی، سارا سامان تکمیل پر سیٹ کرنے لگی۔

یہ کیا، مسز؟ اتنا سا پرفیوم کیوں سپرے کیا ہے؟ بھر بھر کر کرو تاکہ دور سے ہی تمہیں پتا چل" جائے کہ میں آگیا ہوں، اور تم سب کام چھوڑ کر بھاگ کر میرے پاس آجاؤ۔" علیار اسے اتنا سا پرفیوم سپرے کرتا دیکھ اپنے خیالات سے اسے آگاہ کرتا بولا۔

جبکہ اس کی بات سنتے زارا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

دیکھ کیا رہی ہو؟ کرو، ہمیں دیر ہو رہی ہے، کسی کو ٹھکانے بھی لگانا ہے۔" علیار اسے یوں" آنکھوں کی طرح خود کو تکتے دیکھ کر بولا۔

زارا جلدی جلدی اس کی ساری تیاری مکمل کرواتی، اس کے جوتے اس کے آگے رکھنے گئی، جب وہ اسے روک گیا۔

"یہ رہنے دو، میں خود کر لوں گا۔ تم جاؤ ہاتھ دھو کر آؤ، پھر چلتے ہیں۔"

وہ دونوں جب نیچے آئے تو ہال میں دارار بیٹھا ان لوگوں کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

"! اسلام و علیکم، بھابھی"

اسے سر جھکائے ہال میں داخل ہوتا دیکھ کر دارار نے خود ہی مخاطب کرنا بہتر سمجھا۔ وہ جو علیار کے پیچھے سر نیچے کیے چل رہی تھی، دارار کی بھاری آواز پر چہرہ اٹھاتے ایک نظر اسے دیکھتی آہستہ سے اس کے سوال کا جواب دیتی کچن کی طرف بڑھنے لگی۔

"زارا، یہیں بیٹھ جاؤ، ناشتہ ملازمہ دیکھ لے گی۔"

اسے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا کچن کی طرف بڑھتا دیکھ کر علیار بولا، جبکہ اس کی بات پر دارار نے ابرو اچکائے اسے دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو یہ کب ہوا۔

اس کی بات سنتے زارا نے پریشانی سے کمرے میں نظریں دوڑائیں جہاں تقریباً سب ہی موجود تھے، سوائے خواتین کے۔

بیٹھ جائیں، بھابھی۔ یہ آپ کے ہی شوہر ہیں، ہاں وہ بات اور ہے کہ انہوں نے شوہروں والی" حرکتیں اب کرنا شروع کی ہیں۔" داعود شش وپنج کا شکار ہوئے اپنی انگلیاں مروڑتے ہنوز کھڑے دیکھ کر بولا۔

اس کی آواز اتنی تیز ضرور تھی کہ سارے لڑکے سن سکے، کیونکہ دادی اپنے اخبار میں مصروف تھیں اور سلیمان صاحب کسی ضروری کاغذ کا معائنہ کر رہے تھے، جبکہ ساکب صاحب کل رات ہوئے واقعے سے خاصے ڈسٹرب تھے، اسی لیے ابھی تک اپنے کمرے سے نکلے نہیں تھے۔

داعود کی بات سنتے جہاں ان سب نے اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش کی تھی، وہیں زارا نے پریشان نظروں سے اسے دیکھا جو داعود کو گھورنے کا کام انجام دے رہا تھا۔

علیار اس کا ہاتھ تھامتے اسے اپنے ساتھ بٹھا گیا۔

اسی وقت ہال میں رودابہ، زرمشہ اور مانسا داخل ہوئیں۔ زرتاشہ آمدہ کو علیان کے حوالے کرتی خود بھی دارار کے برابر میں بیٹھ گئی۔ موسیٰ علیان کو آمدہ کا سیریلیکس پکڑاتے خود بھی ان دونوں کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

درخشہ ! جاؤ جا کر چاچو اور چچی کو بلاؤ، اور ساتھ اس لڑکی کو بھی۔" دارار سب کو اطمینان سے" بیٹھتا دیکھ کر بولا۔

جبکہ اس کی بات پر تمام تر واقعے سے انجان داعود اور داور کے بھی کان کھڑے ہوئے تھے، اور دونوں نے ایک دوسرے کو اشارہ کر کے معاملہ جاننا چاہا، جس سے دونوں ہی انجان تھے، تو دونوں کی توپ کا رخ علیان کی طرف ہوا جو بھی انہیں کچھ بتاتا، جب درخشہ، روداد اور الشبا کو ساتھ لیے ہال میں داخل ہوئی۔

برخوردار، پہلے ناشتہ تو کر لیتے، بچے سارے کل کے تھکے ہیں !" واجی اسے ابھی ہی معاملہ نپٹانے" کا ارادہ رکھتے دیکھ کر بولے۔

وہ بھی کر لیں گے، داجی۔ پہلے ذرا حساب کتاب کر لیں۔ آخر کو ہمارے گھر آئے مہمان کو" پریشانی کا سامنا کرنا پڑا ہے اور بقول ان کے اس گھر کی بڑی بہو نے اسے کچھ برا بھلا بھی کہا "ہے، تو بات کا سامنے آنا بھی ضروری ہے۔

دارار جو ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا، ان کی بات پر اپنی توجہ کا مرکز الشبا پر کر گیا۔

ہاں تو الشبا، تم ذرا بتانا پسند کرو گی کہ بھابھی نے تمہیں کب اور کیا کہا تھا؟" دارار اچانک ہی" الشبا سے مخاطب ہوا، جس پر وہ گڑبڑا کر ان سب کو دیکھنے لگی۔

علیار نے اپنی سرد نظریں اس پر گاڑ رکھی تھیں، جبکہ دارار کی بات سنتے داعود اور داور نے بھی حیرت سے الشبا کو دیکھا۔

ہمم، تو بتاؤ الشبا، بھابھی نے کیا کہا تھا؟" دارار ایک بار پھر اپنا سوال دہراتے بولا۔"

"وہ۔۔۔ وہ اس نے مجھ پر الزام لگایا تھا کہ میں نے اس کے ساتھ بدتمیزی کی ہے، اور۔۔۔ اور یہ بھی کہ میں نے اسے برا بھلا کہا ہے۔"

الشبا نے بمشکل اپنی بات پر قائم رہنے کی کوشش کرتے ہوئے لڑکھڑاتے لہجے میں اپنی بات کہی۔

"مگر جہاں تک ہم سب کو یاد ہے، یہ الزام آپ بھابھی پر لگا رہی تھیں۔ اور ایک بات اور، اس نے نہیں، انہوں نے۔ اس گھر کی بڑی بہو ہیں، عزت سے بات کرو۔"

اس کی بات پوری ہونے پر زرتاشہ بڑے مزے سے چائے کی چسکیاں لیتے بولی، جبکہ۔۔۔

جبکہ اس کے انداز پر دارار کا دل کیا شدت سے اس کے گال چوم لے۔

"ہاں وہ ایک منٹ، ایک منٹ ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی ہے۔" زرتاشہ فوراً معاملہ ختم کر کے اپنے لالا کے گھر جانا چاہتی تھی اسی لیے وہ خود ہی معاملہ ختم کرنے گئی۔

"نہیں، مجھے ینا نے بتایا تھا زارا، اسے میں نے کمرے میں پوچھا تھا مگر اس نے کچھ نہیں کہا۔ اس کے رویے سے مجھے اندازہ ہو چکا تھا، اور میرا خیال ہے اس نے دن میں بھی زارا کو کچھ کہا ہے مگر شاید اس وقت وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔"

"ہاں تو الشبا تم کہو گی لالا بھی جھوٹ بول رہے ہیں اور اپنی بیوی کی حمایت کر رہے ہیں؟ اور ینا کو زارا نے پیسے دیے ہوں گے یہ سب کہنے کے لیے؟ چلو میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے، میرے

لالا میرا ویٹ کر رہے ہیں۔ ہم سی سی ٹی وی دیکھ لیتے ہیں اور سمین بھی لے لیتے ہیں، معاملہ یہی ختم ہو جائے گا۔ کس نے کیا کہا ہے اور کس کو کیا کہا ہے۔" زرتاشہ معاملہ ختم کرتے بولی۔

جبکہ زرتاشہ کی بات سنتے الشبا کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں اور اس کی رنگت سفید پڑ گئی۔ وہ فق چہرے سے اسے دیکھنے لگی۔

چلو آؤ الشبا، ہم سی سی ٹی وی دیکھتے ہیں۔" زرتاشہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی اس کا ہاتھ تھامتے" بولی۔

ہاں، میں نے ہی اسے برا بھلا کہا تھا اور مجھے اس بات کا کوئی افسوس نہیں ہے۔ یہ ہے چور جو" بس دوسروں کی جگہ ہڑپ کرنا جانتی ہے۔ یقیناً اس کی نظر پہلے سے علیار پر ہو گی تبھی تو ان کا ہنستا "بستا گھر کھا گئی۔ پہلے رائمہ مری، پھر اس نے میری جگہ چھین لی۔ آؤ۔۔۔

ابھی الشبا اپنی بات کا اعتراف کرتے مزید زہر اگلتی، اس کی بکواس سنتے زرتاشہ نے ایک زوردار تھپڑ اسے دے مارا۔

چچی جان ! آپ نے اپنی بہن کو کال کی ہے نا؟ ان سے کہیے پولیس اسٹیشن سے اپنی بیٹی کی" ضمانت کا انتظام کریں، کیونکہ میں نے اس پر ہتکِ عزت کا کیس کر دیا ہے۔" زرتاشہ نے ان سب کے سر پر بم پھوڑتے کہا۔

جبکہ اس کی بات پر زارا نے تم نظریں اٹھا کر اسے دیکھا، جو اس کے شوہر کے لیے اس کی جگہ کھڑی تھی، وہ کوئی اور لے رہا تھا۔

اور کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟ میں کسی عام انسان کی بیٹی نہیں ہوں، میرا باپ دوسرے" گاؤں کا سردار ہے، اور اگر تم شاید بھول رہی ہو تو میں تمہیں یاد دلا دوں—تم ونی میں آئی ہوئی لڑکی "...ہو جو زرخرید غلام

ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتی کہ دارار نے اپنا پُھکوتا اسے اتنی تیز سے مارا کہ وہ زمین پر گر گئی۔ شدت کی وجہ سے اس کا سر زمین سے لگا اور وہاں سے خون رسنے لگا۔

دارار کے اس ری ایکشن پر سب ہی اپنے لبوں پر ہاتھ رکھے حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔ ابھی سب ہی دارار کے عمل پر سکتے میں تھے جب وہ تیزی سے اسے زمین سے اٹھاتا اس کا گلا اپنے ہاتھ میں دبوچ گیا۔

ہمت کیسے ہوئی تمہاری ! میری بیوی ہے وہ اس گاؤں کی سردار کی بیوی ہے ! اگر کسی نے اس" "! کے خلاف بکواس کرنے کی جرات کی زبان کاٹ دوں گا میں اس کی

دارار جھٹکے سے اسے زمین پر پھینکتا ہال میں جمع ملازمین سے بولا جو اس کی دھاڑ سن کر وہاں آئے تھے۔

ملازمین کے بیچ کھڑی وہ عورت اپنے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجائے وہاں سے نکلنے لگی۔یہ منظر اس کے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہونے والا تھا۔

دل شیر! اسے باحفاظت اس کے گاؤں چھوڑ کر آؤ، اور اس کے باپ سے کہہ دینا اپنی بیٹی کو" لگام ڈالے، دوسرے کے شوہروں پر بری نظر رکھتے پکڑی گئی ہے۔ اس بار میں اسے عزت سے لوٹا رہا ہوں، اگلی بار اس کے بھیجے اس فساد کا حساب کر کے صرف ولیمہ کا دعوت نامہ بھیجوں گا۔ پھر نہ کہنا کہ سردار دارار نے یہ فیصلہ کس سے پوچھ کر کیا۔ اور میری بیوی کی عزت کے خلاف جو "الفاظ بولے ہیں، ان کا حساب تو میں ضرور لوں گا۔۔۔

دارار زرتاشہ کا ہاتھ تھامے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"سب آکر ناشتہ کریں، ہمیں نکلنا ہے۔ دعا انتظار کر رہی ہوگی، اور ویسے بھی ہم کسی اور کی خراب حرکتوں کی وجہ سے اپنے گھر کا ایونٹ اور خوشیاں کیوں خراب کریں؟" دارار، حال سے جاتے ہوئے، علیان زارا کو اپنے ساتھ لیتے آگے بڑھتا بولا۔

جبکہ ایک ایک کر کے سب ہی حال سے ڈرائنگ روم کی طرف چلے گئے، سوائے الشبا اور وردہ کے۔

"ہمیں آپ سے اس حرکت کی امید نہیں تھی، علیار سے آپ کی نسبت ہم نے کبھی بھی طے نہیں کی تھی۔ یہ بس آپا کی خواہش تھی جس کے آگے ہم نے کچھ نہیں کہا تھا کیونکہ ہم رشتے کا لحاظ کر رہے تھے، مگر ہم اپنی اولاد کی خوشیوں کے آگے کسی بھی رشتے یا انسان کو فوقیت نہیں دیں گے۔ اور جو آپ نے کیا ہے وہ صرف دونوں خاندانوں میں دشمنی کی وجہ ہے، اور آپ کی اس حرکت کے لیے ہم آپ کو کبھی معاف نہیں کریں گے۔ آپ کی وجہ سے ہم نے اپنی بہن کھو دی۔"

"جا سکتی ہیں آپ یہاں سے، اور دوبارہ بھی ہمارے گھر کا رخ مت کیجیے گا۔ اور ہاں، ایک منٹ رکیے... یہ لیجیے۔ آپ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ تم میری بیٹی کی بے عزتی کرو گی اور میں اس بات کو جانے دوں گی؟ وہ میری بیٹی ہے، اسے کچھ بھی کہنے سے پہلے یہ یاد رکھنا، میں بھلے ہی اس وقت اس کے ساتھ نہیں ہوں مگر بعد میں اس بات کا ضرور حساب لوں گی۔"

وردہ اسے ساری بات عام سے لہجے میں کہتی ایک تیز تھپڑ اس کے منہ پر مار گئی۔ کل رات سے اتنے تھپڑ کھانے کے بعد الشبا، جو بمشکل اپنی ٹانگوں پر کھڑی تھی، زمین بوس ہوتی آنکھیں بند کر گئی۔

"دل شیر!" وردہ، دارار کے خاص آدمی کو اندر بلاتے بولی، جو دارار کی پکار پر گھر کی خواتین کے موجود ہونے کے خدشے سے باہر ہی کھڑا دارار کے حکم کا انتظار کر رہا تھا۔
"اسے اس کی حویلی چھوڑ آؤ، اور آپا سے کہنا مجھے ان کی طرزِ تربیت سے یہ امید نہیں تھی۔"

وہ سب ناشتہ سے فارغ ہو کر دعا کی طرف نکلنے کی تیاری کرنے لگے۔ وہاں صرف لڑکوں اور لڑکیوں نے جانا تھا۔ گھر کے بڑوں کا ارادہ گھر رکنے کا ہی تھا، بھلے ہی ریان نے خود انہیں صبح آنے کا انویٹیشن دیا تھا، مگر وہ بیٹی کے گھر جانے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ جبکہ لڑکوں کا دعا کے بغیر ناشتے میں دل ہی نہیں لگ رہا تھا۔ وہ سب بے دلی سے بس تھوڑا تھوڑا کھاتے، اسے دیکھنے کا ارادہ رکھتے تھے تاکہ ان کے بے چین دل کو اپنی بہن کو دیکھ کر سکون مل جائے۔

"اہلیہ، جلدی کریں، سب آجائیں گے اور آپ سو رہی ہوں گی، پھر مجھے نہ کہیے گا میں نے اٹھایا نہیں۔" ریان اپنا لیپ ٹاپ چارج پر لگاتے اسے دسویں بار اٹھا رہا تھا۔

"اہلیہ... اٹھ جائیں۔" ریان اپنا فون اور لیپ ٹاپ چارج پر لگاتے اس کے سرہانے بیٹھتا، اس کے چہرے پر آئے بال ہٹاتا اسے آرام سے اٹھانے لگا۔

"اٹھ جائیں زوجہ، جب وہ لوگ چلے جائیں تو آپ سو جائیے گا۔"

ریان اسے کسمساتے دیکھ کر بولا،

"اچھا، اگر آپ کو زیادہ نیند آرہی ہے تو میں منع کر دیتا ہوں، کہہ دوں گا ہم دن میں چکر لگا لیں گے۔"

ریان اسے ہلکی سی آنکھیں کھولے دیکھ کر بولا۔ دعا تو مزے سے خوابِ خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔ اسے ریان کا بیڈ اتنا پسند آیا تھا کہ اس کا آنکھیں کھولنے کا بھی دل نہیں کر رہا تھا۔

ریان شاید اسے کافی دیر سے آوازیں دے رہا تھا مگر وہ مزے سے سونے میں مصروف تھی۔ ابھی بھی ریان نے کیا کہا، اسے کچھ سنائی نہیں دیا۔ اسے پھر خود پر نیند غالب ہوتی محسوس ہوئی۔

ریان، جو اس کے جواب کا منتظر تھا، اسے دوبارہ سوتا ہوا دیکھ کر اسے اٹھا کر اپنے سینے سے لگا گیا۔

"اہلیہ، پلیز اٹھ جائیں، اب تو میری بھی بس ہو گئی ہے۔ کل سے آپ بالکل فکس ٹائم پر سوئیں گی۔" ریان اس کی گہری ہوتی سانسیں محسوس کرتے بولا۔

"دعا!" ریان نے آخری بار کوشش کرنے کے غرض سے اسے پکارا۔

"ج... جی!" اس کی بھاری پکار پر دعا فوراً آنکھیں کھول گئی، جبکہ اس کی پھرتی پر ریان آئبرو اچکائے اسے دیکھنے لگا۔

آرام سے اہلیہ، کب سے آپ کو اٹھا رہا ہوں مگر آپ کو اس ناچیز پر ترس ہی نہیں آ رہا۔ ایسے کیسے چلے گا؟ آپ بس ابھی اٹھ جائیں کیونکہ آپ کے بھائی حویلی سے نکل چکے ہوں گے۔ کل سے میری جان نے جتنی دیر سونا ہو سو جائے، کوئی پابندی نہیں ہے۔ ریان اس کے بکھرے بال سنوارتا بولا جبکہ اس کی بات پر نیند سے جھومتی دعا مسکرا اٹھی۔ رات بھی وہ صرف اس کا خیال کرتے اسے تھوڑی دیر بعد ہی سونے دیا تھا، یہ کہہ کر کہ وہ کل یہیں سے راؤنڈ ٹو کنٹینیو کرے گا، جبکہ اس کی بات دعا کو تب سمجھ نہیں آئی تھی مگر اب آ گئی۔ وہ اس کی نیند کا خیال کرتے اسے سلا رہا تھا۔

میں اٹھ گئی ہوں ریان۔ اس کے محبت بھرے انداز پر دعا نے مسکراتے اس کے سینے سے چہرہ نکالتے کہا۔ اس کا سوتا چہرہ دیکھ کر ریان جھکتا پہلے اس کے گندھاری لبوں کو ہلکے سے چومتا پھر اس کے ماتھے پر شدت سے لب رکھ گیا۔

شکریہ زندگی، اب چلیں آپ فریش ہو جائیں، کپڑے آپ کے میں نے نکال دیئے ہیں، جب تک میں نیچے ناشتے کا دیکھ لوں۔ ریان اسے خود سے الگ کرتا بولا۔

ارے نہیں، آپ رکئے، میں بس ایک منٹ میں نہا کر آئی پھر میں خود جا کر ناشتہ دیکھ لیتی ہوں، آپ کے کپڑے نکلے ہوئے ہیں۔ دعا اسے بیڈ سے کھڑا ہوتے دیکھ کر فوراً بولی اور ساتھ ساتھ تیزی سے نیچے بھی اتر گئی۔

نکلے تو ہیں مگر اگر میری زوجہ نکال دیں گی تو اور بھی اچھا ہوگا۔ ہم ان کی پسند کا لباس پہنیں اور وہ میری پسند کا۔ ریان اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتا بولا۔

اچھا چلیں، آپ نے میرے لیے ریڈ کلر نکالا ہے تو میں آپ کا بلیک کلر نکالتی ہوں۔

جو اچھا لگے وہ نکال دیں اہلیہ، بس جلدی جلدی کریں۔ ریان جو اس کے اٹھنے کے بعد بیڈ سیٹ کرتے بولا، جو ملازمہ سے کروانے کی پوزیشن میں نہیں لگ رہا تھا اور ویسے بھی وہ اپنے اتنے کام تو خود ہی کر لیتا تھا کیونکہ اسے کسی کا اپنے کمرے میں آنا پسند نہیں تھا سوائے زرتاشہ کے۔ بی اماں بھی باہر سے ہی اسے کام بتا کر چلی جاتی تھیں۔

ریان ڈائننگ روم میں دعا کے ساتھ چیزیں سیٹ کر رہا تھا جب وہ سب اندر داخل ہوئے۔

السلام علیکم !۔ اسے پلیٹیں لگاتے دیکھ زرتاشہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی جب ریان اسے اپنے سینے سے لگاتا اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتا پیچھے ہوتا ان سب سے ملنے لگا۔ جب وہ سب دعا سے ملنے لگے تو لڑکے بھی ریان سے ملنے کے بعد دعا سے ملنے لگے۔

چلیں لالا، لاؤنج میں بیٹھتے ہیں۔ دعا ان سب کو وی آئی پی لاؤنج کی طرف اشارہ کرتے بولی۔ یہ ریان کے فلور کا لاؤنج تھا جہاں ملازم کی انٹری بند تھی۔

وہ سب ہی لاؤنج میں بیٹھتے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ وہ سب ناشتے سے فارغ ہوتے حویلی کے لیے نکل گئے تھے جبکہ دارار، ریان سے زرتاشہ کے کالج کے متعلق بات کرتا اس کے ضروری ڈاکیومنٹس لیتا اس کے کالج کی طرف روانہ ہو گیا۔

اہلیہ، آپ بھی کل جائیں گی تو اپنی پڑھائی کی ساری چیزیں لے کر آئے گا تاکہ آپ بھی اپنی پڑھائی کا مینیو کر سکیں۔

آپ مجھے پڑھنے دیں گے ریان؟۔ اس کی بات پر دعا، جو جوس کا سپ لے رہی تھی، وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔

بالکل میری جان، آپ نے اپنی پڑھائی مکمل کرنی ہے اور میرے پاس ہی انٹرن شپ شروع کرنی ہے تاکہ میری بیوی بھی تو بزنس ورلڈ کو جان سکے۔ چلئے اب آپ چل کر آرام کریں، میرا کچھ آفس کا کام ہے وہ کرنا ہے۔ آپ سو جائیں گی، میں سنڈی میں ہوں، اپنی طرف آپ کو اٹھا دوں گا۔ ریان دعا سے کہتا اسٹڈی کی طرف چلا گیا جبکہ اس کی بات پر دعا مسکراتے ہوئے اس کی پشت کو دیکھتی اپنا جوس اور سینڈوچ لیے لاؤنج کی طرف چلی گئی کہ ٹی وی دیکھتے دیکھتے وہ کھا سکے۔

ارے دارار، آؤ آؤ !۔

کیا بات ہے آج سردار صاحب کا رخ ہماری یونی کی طرف، خیریت تو ہے؟ اور آپ۔۔۔ ڈین پہلے دارار سے بغل گیر ہوتا، اسے بیٹھنے کا کہتا، اس کے پیچھے چھپی زرتاشہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

میری بیوی، زرتاشہ دارار یوسفزئی کی۔ دارار اس کی توجہ اپنی طرف کرتے بولا۔ یوں تو زرتاشہ سرتا پیر ڈھکی ہوئی تھی مگر اس کے باوجود بھی دارار کسی کی نظر اس پر برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اوہ! آئم سو سوری بھابھی !۔ ڈین، جو دارار کا کلاس فیلو تھا، وہ دارار کے تعارف کا مطلب سمجھتے ہوئے معذرت کرتے بولا۔

ہم! مجھے تیری ہیلپ چاہیے۔ دارار سیدھا مدعے پر آتے بولا۔

کسی معاملے میں؟۔ اس کی بات پر ڈین اپنی کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھتے بولا۔

ایک کام کر، تو ادھر چل، ہم وہاں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ یہاں بھابھی کو آرام سے بیٹھنے دے، مجھے یوں اچھا نہیں لگ رہا۔ ڈین، جو دارار کا دوست تھا، اسے زرتاشہ سے زیادہ اکوڑنس محسوس ہو رہی تھی۔ دارار کی تیز نظریں وہ مسلسل خود پر محسوس کر رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا اس کا کھسکا دوست اس کی طرح اپنی بیوی کے پیچھے پاگل ہے۔

وہ ڈین سے زرتاشہ کی کلاسز اور باقی ساری ضروری چیزوں کے بارے میں بات کرتا حویلی کی طرف روانہ ہو گیا۔

کیا بات ہے بے بی ڈک، کوئی خفا خفا لگ رہا ہے؟۔ دارار زرتاشہ کو مسلسل گاڑی کے شیشے سے پار دیکھتے دیکھ کر بولا۔

آپ کو کیا، کوئی خفا ہو یا نہ ہو، آپ تو اپنی من مرضی ہی کریں گے، ہماری تھوڑی سنیں گے۔ اور جب آپ کو ہماری سننی ہی نہیں ہے تو آپ کو بول کر فائدہ؟۔ زرتاشہ ہنوز کھڑکی سے باہر دیکھتی نروٹھے پن سے بولی۔

دارار اس کے انداز پر محظوظ ہوتا، بمشکل اپنے چہرے پر ابھرنے والی ہنسی کو لبوں پر ہاتھ رکھے قابو کرنے لگا کیونکہ اسے اندازہ تھا وہ اسے کن آنکھیوں سے دیکھ رہی ہے۔

اچھا، حویلی چھوڑو، ہم پیزا کھانے چلتے ہیں۔ آؤ آج میں تمہیں ہمارے ریسٹورنٹ لے کر چلوں۔ میرا گول گپا اچھے سے کھانے سے تو مان ہی جائے گا، کیوں بے؟۔ دارار اس کا پھولا چہرہ دیکھتا اس کے گال کھینچتا بولا۔

یہ تو کھانے کے بعد ہی سوچا جائے گا۔ اس کی آفر پر زرتاشہ نے اٹیٹیوڈ سے احسان جتانے والے انداز میں کہا جبکہ اس کے انداز پر دارار بس مسکرا کر رہ گیا۔ یقینا اس کی بیوی کو پڑھائی کے لیے منانا ایک مشکل مرحلہ ہونے والا تھا۔

زارا اپنے کمرے میں آتی جلدی سے چینج کرنے چلی گئی۔ اسے اتنے بھاری کپڑوں سے الجھن ہو رہی تھی۔

ابھی وہ چینج کر کے باہر آئی تو وردہ اس کے انتظار میں کمرے میں موجود تھی۔

مورے ! آپ کو کوئی کام تھا؟ مجھے بلا لیا ہوتا۔ زارا، وردہ کو بالکنی کے پاس کھڑا دیکھ کر بولی۔

کوئی بات نہیں بیٹا، ہم فارغ تھے تو ہم آگئے اپنی بیٹی کے پاس۔ بیٹھنے کا نہیں کہیں گی؟۔ وردہ، زارا کو نظریں چراتے تولیے پر انگلیاں الجھاتے دیکھ کر بولی۔

ج۔ جی، آپ کو میری اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ زارا ان کی آواز پر اپنی سوچ سے نکلتی، انہیں مودبانہ انداز میں بولی۔

بلکل ہے میری جان۔ ہر اس انسان کو اجازت کی ضرورت ہے جو اس کمرے کا فرد نہیں ہے، اور اس کمرے کا فرد صرف آپ اور علیا رہیں۔ اس کے باہر ہر انسان کو اندر داخل ہونے سے پہلے آپ کی اجازت کی ضرورت ہے۔ وردہ اسے لیے صوفے پر بیٹھتے بولی۔

مجھے سمجھ نہیں آرہا بچے، بات کہاں سے شروع کروں۔ میں جانتی ہوں جو کچھ بھی کل ہوا، یا یہ کہنا بہتر ہوگا کہ جو کچھ بھی کل سے ہو رہا ہے، اس میں کافی حد تک میرا قصور ہے، بلکہ قصور ہی میرا ہے۔ میں نے اس کے بڑھتے قدموں پر لگام نہیں ڈالی، ان لوگوں کی سوچ اور زبان کو اس حد تک بڑھنے دیا کہ ان کے ہاتھ آپ تک پہنچ گئے۔ مگر آپ جانتی ہیں نا بچے۔۔۔

مورے کو اگر ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ وہ میری بچی کو اس طرح تکلیف دے گی تو میں کبھی بھی اسے یہاں تک آنے ہی نہ دیتی۔ وردہ نم نظروں سمیت اس کی طرف دیکھتی، اس کا ہاتھ تھامے بولی جبکہ ان کی بات پر زارا کوئی بھی تاثر نہیں دے رہی تھی۔ وہ بس خاموشی سے انہیں سننے کا کام انجام دے رہی تھی۔

ہمیں معاف کردیں میری جان، ہماری وجہ سے آپ کو اتنی تکلیف برداشت کرنی پڑی۔

کوئی بات نہیں مورے، ہمیں تو اب عادت ہو گئی ہے۔ آٹھ مہینے کافی ہوتے ہیں کسی بھی انسان کو پوری طرح بدلنے کے لیے، اس کی زندگی کا زاویہ بدلنے کے لیے۔ وردہ ابھی اپنی بات کر ہی رہی تھی جب زارا بیچ میں ہی ان کی بات کاٹتی اپنی بات کا آغاز کر گئی۔

وہ لب بھینچے ہوئے بمشکل خود میں ہمت جمع کرتے بات شروع کر گئی۔ اسے اپنے حلق میں آنسوؤں کا گولا پھنستا محسوس ہوا۔ وہ کانپتے ہاتھوں سے پانی کا گلاس تھامتے دو گھونٹ پی کر واپس ٹیبل پر رکھ گئی۔

آپ کو پتا ہے مورے، ہمیں نہیں پتا تھا کہ ہم اتنے مضبوط بھی ہیں۔ درحقیقت ہمیں الشبا کی بات کا برا نہیں لگا۔ ہمیں پتا ہے وہ غلط فہمی کا شکار ہے، یک طرفہ محبت نے اسے خسارے اور رسوائی میں مبتلا کر دیا ہے مگر انہوں نے جو بھی بات کہی، وہ حقیقت ہے۔ وہ سچ ہی تو کہہ رہی تھی۔ زارا بارہا اپنا آنسوؤں سے لبریز چہرہ صاف کرتے کسی غیر مرئی نکتے کو دیکھتے اپنی بات کہہ رہی تھی جبکہ اس کی بات کے آغاز پر ہی وردہ کو اس کے لہجے میں چھپے دکھ اور تکلیف پر اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔ ایک تکلیف کی لہر انہیں اپنے وجود میں سرایت کرتی محسوس ہوئی۔

آپ کو پتا ہے اس نے ہم سے کیا کہا؟ بلکہ رکیں، ہم آپ کو دکھاتے ہیں۔ مگر اس سے پہلے آپ ہمیں ایک بات بتائیں، کیا رائمہ کو غرارے بہت پسند تھے؟ اتنا کہ وہ آئے دن غرارے پہنتی تھی؟

زارا بچے، ہم یہاں آپ کی بات کر رہے ہیں، اس میں رائمہ کہاں سے آگئی؟ وردہ اس کی بات سنتے پریشانی سے بولی۔

بتائیں نا مورے، انہیں بہت پسند تھے کیا غرارے؟۔۔ زارا اپنی بات پر زور دیتے کسی ضدی بچے کی طرح بولی جو اپنی ماں کی بات سمجھنے کے بجائے اپنی ضد منوانے پر مجبور تھا۔

ہاں میری جان، اسے پسند تھے۔

کتنے؟۔۔ ان کا جواب سنتے زارا نے اپنی بات پر غور دیتے کہا۔

اس کا کیا مطلب ہوا بچے؟ کتنے؟ بس پسند تھے اور آپ انہیں یہاں کیوں شامل کر رہی ہیں؟ ہم تو آپ کی بات کر رہے تھے۔

نہیں مورے، آپ بس بتائیں انہیں غرارے کتنے پسند تھے۔

بہت پسند تھے، بہت زیادہ۔ اتنے کہ اس نے اپنی شادی پر، شادی کی اگلی صبح، یہاں تک کہ ولیمے پر بھی ضد کر کے غرارا ہی پہنا تھا۔ اس کے بارہا ایک ہی سوال پر وردہ نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

اب آپ یہیں رکیں، ہمیں آپ کو کچھ دکھانا ہے۔ آپ کو یاد ہے علی ہمارے لیے بہت ساری شاپنگ کر کے آئے تھے؟ مایوں کے دن ہم نے آپ کو بتایا تھا۔ زارا حیرانی کے انداز میں انہیں یاد دلاتی علیار کا لایا ایک ایک ڈریس بیڈ پر چلنے لگی۔

یہ دیکھیں مورے، یہ بھی غرارا، یہ بھی غرارا اور یہ بھی غرارا۔ بلکہ رکیں، ابھی بات یہاں ختم نہیں ہوئی ہے۔ یہ دعا کی بارات کا سوٹ، یہ بھی غرارا ہے۔ آپ کو پتا ہے الشبا نے ہم سے کیا کہا تھا؟ انہوں نے کہا تھا:

"او تو آج تم نے بھی اس کی پسند کا غرارا پہنا ہے۔ ویسے پوچھوں گی نہیں جس علیار کو میں اتنا پسند کرتی ہوں، اس کے پیچھے پاگل ہوں، آج میں نے کیوں اس کی پسند کا غرارا نہیں پہنا۔ خیر، تمہارے پوچھتے پوچھتے رات یہیں گزر جائے گی، میں ہی بتا دیتی ہوں کہ علیار کو غرارا نہیں پسند تھا مگرہاں، رائمہ کو بہت پسند تھا۔ تم نے دیکھا ہی ہوگا، بلکہ تم کیسے دیکھو گی؟ وہ تو تمہیں اس قابل بھی نہیں سمجھتا ہوگا کہ اس کی ایک جھلک بھی تمہیں دکھا دے۔"

مورے، کیا ہم اس قابل ہیں کہ ان کی پسند کے بجائے ان کی سابقہ بیوی کی پسند کی چیزیں پہنے؟ وہ تو مر چکی ہیں، ہم جانتے ہیں ہم ابھی جگہ نہیں لے سکتے، نہ ہی ہم لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہماری تو اپنی جگہ ہونی چاہیے مگر کیا علی ہمیں اس قابل بھی نہیں سمجھتے کہ ہمیں اپنی پسند پہنا سکے؟ اس سے بہتر تو ہم اپنے پرانے کپڑوں میں تھے، کم از کم کوئی انہیں دیکھ کر یہ تو نہیں کہتا تھا کہ یہ کسی کی اترن ہے۔

ہم نے ان سے بھی گلہ نہیں کیا، کوئی شکایت نہیں کی۔ ہم جانتے ہیں ان کا دکھ بہت بڑا ہے مگر وہ تو ہمیں اپنے دکھ میں بھی حصہ دار ہی نہیں سمجھتے۔ وہ کیوں نہیں ایک بار ہمیں اپنی شریکِ حیات کی حیثیت سے ہمارے ساتھ اپنے دکھ بانٹتے؟ اگر ہم نا سمجھتے تو پھر ہم سے کہتے مگر وہ بس اپنے دکھ،

درد اور تکلیف کو خود تک رکھ کر ہمیں اذیت میں مبتلا کرتے ہیں۔ ان کی اس سرد مہری نے آج کسی باہر والے کو نہ صرف یہ بات محسوس کروائی بلکہ اسے بولنے کا موقع بھی دیا اور ان سارے معاملے میں وہ بس خاموش رہے۔ جو کام انہیں کرنے چاہییے تھے وہ کوئی اور انجام دے رہا تھا۔

دارار لالا کو کیوں فکر تھی کہ کسی نے ہمیں کچھ کہا ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہم تو علی کی بیوی ہیں۔ جب انہیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تو کسی اور کو کیوں پڑ رہا ہے؟ مورے، ہم نہیں جانتے مسئلہ کیا ہے مگر علی کے معاملے میں ہم نے ہر ممکن کوشش کی کہ خود کو اس حد تک بدل لیں کہ ہم، ہم رہے ہی نہیں۔ اور ہم نے کیا بھی ایسا؟ انہوں نے چھ ماہ تک ہمارے وجود کو، ہماری موجودگی کو کسی خاطر میں ہی نہیں لیا۔ انہیں اس بات سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا کہ یہاں ایک وجود موجود ہے جو ان سے منسلک ہے۔ چھ ماہ بعد انہیں یاد آیا ان کی ایک بیوی ہے جو دن رات ان کی راہ تکتی ہے، ان کی ایک جھلک کی منتظر ہے۔

آپ کو پتا ہے مورے، پہلے ہمیں لگتا تھا کہ یہ سرد مہری ہمیں مار دے گی مگر اب لگتا ہے ان کا یہ دہرا رویہ، یہ دورُخ، ہمارے سینے میں آہستہ آہستہ بہت ہی پیار سے خنجر اتار رہے ہیں۔ اور آپ کو مزے کی بات بتائیں؟ ہماری بے بسی دیکھیے، خنجر مارنے والا کوئی اور نہیں، وہی شخص ہے جس کے لیے ہم اپنا سب کچھ ختم کر چکے ہیں، یہاں تک کہ اپنی عزتِ نفس بھی۔

جس زارا کو آپ رخصت کر کے لائی تھیں اور یہ جو زارا آپ کے سامنے موجود ہے، وہ دو الگ الگ زارا ہیں۔ جو آئی تھی وہ یہ خواب لے کر آئی تھی کہ وہ علیار یوسفزئی کی بیوی کے مرتبے پر فائز

ہوتے ایک دن اس کی محبوب بیوی ضرور بن جائے گی اور ابھی آپ کے سامنے جو ہے، وہ یہ مان چکی ہے کہ وہ بس دنیا کے لیے علیار یوسفزئی کی بیوی ہے اور یہ خطاب مرنے والے دن، مرنے کے بعد اور قیامت کے دن استعمال ہوگا، اور اس کی اجازت بھی علی بمشکل دباؤ میں آکر ہی دیں گے کیونکہ پوری دنیا کے سامنے تو مرنے والی کا پاس رکھنا ہوگا۔

زارا اپنی بات کہتے تھک ہار کر وہیں زمین پر دو زانوں بیٹھتی، انگلی گود میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

زارا !۔۔ میرے بچے، ایسے نہیں کہتے میری جان۔ وردہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے بمشکل اپنے آنسو روکے ہوئے تھی۔ انہیں نہیں پتا تھا ان کی لائی بچی اس حد تک ٹوٹ گئی ہے کہ اسے موت زندگی سے اچھی لگنے لگی ہے، وہ موت کی منتظر ہے۔

زارا ان کی گود میں سر رکھے دل کھول کر روتی اپنا دل ہلکا کر رہی تھی۔ وہ اپنے لیے فیصلہ کر چکی تھی، بس ایک آخری کیل لگانا باقی تھا۔

مورے، ہم نے اپنے لیے ایک فیصلہ کیا ہے اور مجھے یقین ہے آپ اس فیصلے میں میرا ساتھ ضرور دیں گی۔ زارا اپنے آنسو پونچھتے، ان کی گود سے اپنا سر اٹھاتے بولی جبکہ ابھی کچھ دیر پہلے آئے علیار، جس نے آہستہ سے دروازہ کھولا تھا، اس کا فیصلہ سنتے خالی نظروں سے اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا جہاں وہ اس کے لیے گلاب کے پھول لایا تھا۔ وہ بغیر اس کی پوری بات سنے، اس

کے آدھے ادھورے جملے کو سنتے ہی گلاب وہیں باہر رکھے کچرے کے ڈبے پر پھینکتا باہر کی طرف چلا گیا۔

ایک بار پھر بغیر اسکی پوری بات سنے، خود ہی یک طرفہ فیصلہ کرتے وہ کئی زندگیاں برباد کرنے کا عزم، جانے انجانے میں کر چکا تھا، وہیں زارا اپنی بے بسی سے پریشان خود کو اس خود ترسی والے ماحول سے نکالنا چاہتی تھی۔

وردہ اسکا فیصلہ سنتے بامشکل پُرنم نظروں سے مسکرا دی۔

"جیسا میری جان کو اچھا لگے، آپکی مورے آپکے ساتھ ہے، اور یہ گھر آپکا ہے۔ اور اس گھر میں رہنے کے لئے میری بیٹی کو کسی فرد سے تعلق رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، اسکا صرف میری بیٹی ہونا کافی ہے۔ اور اس فیصلے میں ہم آپکے ساتھ ہیں میری جان۔ چلو، تھوڑی ہمت کرو، نہا دھو کر نیچے آؤ، مورے اپنی جان کے لئے اچھا سا ناشتہ بناتی ہے، پھر دونوں ماں بیٹی میرے کمرے میں ناشتہ کریں گیں۔"

وردہ اسکا چہرہ صاف کرتے صوفے سے اٹھتی بولی، وہیں انکی بات پر زارا ہلکا سا مسکراتی ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی، اس بات سے انجان کہ آنے والا وقت کیا طوفان لانے والا ہے۔۔

علیار حویلی کی پارکنگ میں موجود اپنی پولیس جیپ میں بیٹھا زارا کی باتوں پر غور کر رہا تھا۔

"ٹھیک، اگر اسے مجھ سے اتنی ہی گھٹن محسوس ہوتی ہے تو میں کون سا اسکے لئے مرا جا رہا ہوں، اور اچھا ہی ہے۔ ویسے بھی میں ہی غلط تھا جو سوچ رہا تھا کہ میں نے رائمہ سے بے وفائی کی ہے۔ مجھے کوئی اس لڑکی سے محبت نہیں ہے، میں نے اس سے بس اپنا حق لیا ہے اور کچھ نہیں، اور جس چیز کی طلب ہو اسے ملنے کے بعد تو انسان کو سکون ہی ملے گا نا۔ میں ہی پاگل تھا جو سوچ رہا تھا وہ میرے سکون کا ذریعہ ہے، وہ بس میرے سر پر تھوپی ہوئی لڑکی ہے۔ یہ بات آج اس نے خود ثابت کر دی ہے۔"

علیار اسکی آدھی ادھوری بات پر اپنے فیصلے تک پہنچ چکا تھا، بغیر انجام کی پرواہ کئے۔۔

ولیمہ کی تقریب ریان نے اپنے شہر سے تھوڑی دور اپنے فارم ہاؤس پر رکھی تھی جہاں اسکے بزنس پارٹنرز اور ملک کی بڑی بڑی ہستیاں شامل تھیں۔ یوسفزئی حویلی والے تو کافی پہلے سے یہاں موجود تھے، صرف داعود کسی ضروری سیاسی میٹنگ کی وجہ سے لیٹ تھا۔

داعود عجلت میں فارم ہاؤس کا لان عبور کرتا، ایک سرسری نگاہ سب پر ڈالتا اندر کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسکی نظر ابراہیم خان پر گئی، جسے دیکھتے ہی اسکے اعصاب تن گئے تھے اور وہ اندر جانے کا ارادہ ترک کرتا اسکی طرف بڑھا تھا۔

"کیا حال ہے سر صاحب؟ آپ تو رخِ روشن سے ہی غائب ہیں۔"

داعود انکی پشت تک پہنچتا اپنے چہرے پر بکھرنے والی طنزیہ مسکراہٹ کو قابو کرتے بولا، جبکہ داعود کی آواز پر ابراہیم خان برہمی سے مڑتے اسے دیکھنے لگے۔

"ہم کیوں آپکو بھولیں گیں، بھول تو آپ گئے ہیں کہ آپکا سامان ہمارے گھر موجود ہے جسے آپ نے لے کر جانا ہے۔"

اسکے طنز پر ابراہیم صاحب سلگتے ہوئے خود کو بولنے سے باز نہ رکھ سکے۔

"اور میں بھی آپکو بتا چکا ہوں، جس دن آپ مجھے کرسی دیں گیں، اس دن آپکی پوتی بھی رخصت ہو جائے گی۔"

انکی بات پر داعود قدرے اطمینان سے کرسی کھینچتا اس پر بیٹھتے بولا۔ وہ دونوں ایک کونے پر بیٹھے بات کر رہے تھے جہاں لوگوں کا رش کم تھا۔

"ہاں تو ہم کون سا آپکو اس کرسی سے انکار کیا ہے۔"

ابراہیم خان اسکے وہی جواب پر پریشانی سے بولے۔یہ لڑکا کسی صورت ماننے کو تیار ہی نہیں ہو رہا تھا۔

تو میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں، کرسی دو اور جیتی کو اسکے گھر دیکھو، بات ختم۔ اور میرا خیال ہے یہ بات آپ بھی بہت اچھے سے جانتے ہوں گے کہ الیکشن میں ابھی سات آٹھ مہینے ہیں اور اس سے پہلے میں رخصتی کا سوچنا بھی نہیں چاہتا۔ اور یہ بھی ٹھیک رہے گا، ادھر مجھے کرسی دیں،

ادھر میں آپکی پوتی کو رخصت کر کے جشن تو منا سکوں۔ وہ کیا ہے، گندا کھانے کی عادت نہیں ہے مجھے، ورنہ کوئی شوق نہیں ہے مجھے تمہاری پوتی کو منہ لگانے کا۔ مت بھولو، یہ پارٹی بھی میری بدولت ہے اور نکاح کے دن ہمارا معاہدہ ہو چکا تھا۔ میں تمہاری پوتی سے نکاح کروں گا اور تمہاری اس ڈوبتی پارٹی میں پیسہ لگاؤں گا اور تم مجھے منسٹر بناؤ گے۔ تم اپنا معاہدہ پورا کرو، میں اپنا کردوں گا۔ اور اگر تمہارے اس خرافاتی دماغ میں کچھ گھٹیا پک رہا ہے تو ایک بات یاد رکھنا، داعود یوسفزئی چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہے۔ داعود انگلی اٹھاتا تنبیہی انداز میں اسے کہتا اندر کی طرف چلا گیا جبکہ ٹیبل پر بیٹھی اس لڑکی کا وجود بامشکل اسکی تلخ باتیں سن کر خود پر قابو کیے ہوئے تھا۔

حد ہے ابا ! آپکو کس نے کہا تھا اسکی شادی اس سے کروائیں؟ اس سے بہتر تھا آپ اسکی شادی اس جاگیردار سے کروا دیتے، کم از کم یہ اس وقت ہمارے سر پر مسلط تو نہیں ہوتی۔ اے لڑکی ! ادھر سے دفع ہو جاؤ، جا کر گاڑی میں بیٹھو۔ سلمیٰ بیگم اسے دیکھتی زہر خند لہجے میں بولی۔۔۔

داعود جو ابھی اندر داخل ہوا تو علیار، دارار وغیرہ تقریباً سب ہی اسے گھور رہے تھے۔

تم گم تھے؟ تم نے گھنٹہ پہلے بولا تھا پہنچنے والا ہوں، پہنچنے والا ہوں۔ اور کتنی دیر لینے کا ارادہ تھا تیرا؟ اور یہ باہر اپنے کسی رشتہ دار سے میل ملاپ پر لگا ہوا تھا۔ دارار اسے آڑے ہاتھوں لیتا بولا۔ ان سب کی ڈیکور ہو چکی تھی، بس داعود کی وجہ سے فیملی پکچر باقی تھی جسکے بعد ریان نے باہر جا کر گیسٹ سے ملنا تھا۔

چھوڑو اسے داعود، جلدی سے تصویر بناؤ، ریان نے باہر بھی جانا ہے۔

ج۔ جی مورے، اور ہاں۔۔۔ ایک منٹ، ایک منٹ ! وہ باہر آپکی منکوحہ بھی آئی ہوئی ہے، انہیں بھی بلا لیں۔ وردہ اسے ریان اور دعا کی طرف بڑھتا دیکھ کر بولی جبکہ وردہ کی بات پر سب نے ہی چونک کر انکی طرف دیکھا۔

چچی جان ! تو آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ اور وہ باہر کیوں بیٹھی ہے؟ اندر بلائیں نا، باہر تو پردے کا انتظام نہیں ہے۔

بیٹا، وہ شاید اپنے دادا کے ساتھ موجود ہیں اور ویسے بھی انہوں نے ہمیں نہیں پہچانا۔ ہم ہی دور سے انکا نام سن کر پہچان گئے تھے جب وہ فریش ہونے آئی تھی۔۔۔

اچھا انکا نام کیا ہے؟۔۔ وردہ کی بات سنتے زرتاشہ نے تجسس سے کہا۔

انکا نام روشبا نے ہیں؟۔۔ زرتاشہ کے تجسس پر جہاں سب ہی مسکرائے تھے وہیں داعود اسکے نام پر بس پہلو بدل کر رہ گیا تھا۔ نا جانے کیوں اسکا نام سنتے ہی اسے اپنا دل کسی اور ہی لے میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔

نوری جاؤ لان میں جو تیسرے لائن میں پہلی ٹیبل ہے، اس میں ابراہیم خان کی فیملی موجود ہے، وہاں سے روشبا نے بھابھی کو بلا کر لاؤ۔ ریان اپنی ہاؤس ہیلپ کو آواز دیتا، داعود پر نظریں گاڑے روشبا نے کے نام پر زور دیتا بولا۔

رکو نوری! کوئی ضرورت نہیں ہے اسے بلانے کی اور ویسے بھی ابھی رخصتی نہیں ہوئی تو وہ ہمارے گھر کا فرد نہیں ہے۔ ریان لالا آپ میرے ساتھ پچھلے رہیں ہیں یا میں جاؤں؟۔ داعود نوری کو روکتا، ان سب کو یاد کرواتے بولا جبکہ اسکی بات پر سارے بڑوں نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

میاں! تمہارا مطلب کیا تھا اس بات سے؟ کیا تم کہیں سنا ہے بغیر نکاح کے رخصتی؟ بتاؤ ہمیں سنا ہے؟۔۔ داجی اسکی بات پر اسکے مدِ مقابل آکر بولے۔

انکی بات پر داعود سر جھکاتا نفی میں سر ہلا گیا۔

تو پھر رخصتی سے زیادہ نکاح اہم ہے جو ہو چکا ہے، اور اب ہم تمہارے منہ سے یہ فضول بات نہ سنیں۔ تمہارے جو ارادے اس بچی کو لے کر ہیں ہم کبھی اپنے جیتے جی تمہیں اس میں کامیاب ہونے نہیں دیں گے، سمجھے؟ آپکی رخصتی اس بچی کے ساتھ ہوگی اور ہم نے آپکو صرف علیار کے کہنے میں وقت دیا ہے، ورنہ ہمارا ارادہ دعا کے بعد آپکی رخصتی کا تھا مگر خیر ساتھ مہینے اور صحیح۔ اور یہ تم سے کس نے کہہ دیا کہ وہ اس گھر کا فرد نہیں ہے؟ وہ ہماری ہونے والی یوسفزئی حویلی کی بہو ہے، سنا تم نے؟۔ داجی اپنی ایک ایک بات پر زور دیتے بغیر کسی کی طرف دیکھے باہر

نکل گئے جبکہ سب ہی خاموشی سے واجی کو غصہ کرتے دیکھ رہے تھے۔ سلیمان صاحب نے انکے بیچ بولنا مناسب نہیں سمجھا اور انکی بات صحیح بھی تھی۔ داعود انکی بات پر لب بھینچے رہ گیا۔

چھوڑو ٹاپک کس طرف جا رہا ہے، ولیمہ کا ایونٹ انجوائے کرو۔ داعود چلو بھی، سب باہر چلیں۔ اور خواتین آپ سب کو نوری دوسری سائڈ پر لے جائے گی، وہاں پردے کا انتظام ہے۔ ریان ان سب کی توجہ کا مرکز کسی اور طرف کرتے بولا۔

جبکہ ریان کی پردے والی بات پر داعود نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ اگر پردے کا انتظام تھا تو وہ کیوں اتنے مردوں کے بیچ بیٹھی تھی؟ یقینا تیار بھی ہوگی۔ داعود باہر لوگوں، خاص کر کے مردوں کے رش کا سوچتے سلگتے دل سے اسکے بارے میں سوچنے لگا جسکے وجود کو ابھی وہ ماننے سے انکار کر رہا تھا اور بغیر کسی پردے کے یوں کھلے عام مردوں کے بیچ موجود تھی۔ یہ بات اسے سلگانے کے لئے کافی تھی۔

وہ غصے سے تن فن کرتا باہر کی طرف بڑھا۔

موبین جاؤ، پتا کر کے آؤ وہ لڑکی وہاں موجود ہے یا نہیں۔ داعود اپنے خاص آدمی کو اشارہ کرتے بولا جبکہ اسکی بات پر موبین نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

کون سر؟۔۔

تمہاری بھابھی، اسے دیکھو وہ وہاں ان لوگوں کے بیچ موجود ہے یا نہیں۔ داعود اسکے نہ پہچاننے پر دانت کچکچاتے بولا۔

معاف کیجیئے گا سر مگر ہم نے کبھی انہیں دیکھا نہیں تو ہم کیسے پہچانیں گے؟۔ داعود کی بات پر اسکا خاص ملازم نظریں جھکائے شرمندہ سے لہجے میں بولا۔

اسکی بات پر داعود کا دل کیا خود کو شوٹ کر لے کیونکہ دیکھا تو اس نے بھی نہیں تھا، بس ایک جھلک جو بھی اسے پوری طرح میسر نہیں ہوئی تھی۔ اسے بس اسکے وہ ہاتھ یاد تھے جو اسکی قید میں آنے سے پہلے کس طرح لرز رہے تھے۔ انکی لرزش آج بھی داعود کو اپنی آنکھوں میں کسی کل کے ہوئے واقعہ کی طرح یاد تھی۔ اسکے ہاتھوں کا وہ ٹھنڈا پڑنا، اسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے بعد اسکی دھیمی سانس کھنچتا وہ لمحے، وہ چاہ کر بھی کبھی نہیں بھول پاتا تھا اور آج شدت سے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔

کم از کم ایک دیدار تو کر لیتا اس کا، اب کیسے ڈھونڈے گا اسے اس بھیڑ میں؟ اگر اپنے اس خبیث سسر سے پوچھنے گیا تو خامخا اس بڈھے نے سر پر چڑھ جانا ہے۔
داعود ابراہیم خان کونے میں کھڑے اپنے کسی سیاسی پارٹی کے ممبر سے بات کرتا دیکھ کر سلگتے ہوئے سوچ رہا تھا۔

موبین، میں تمہیں نام دے رہا ہوں، تم اس لڑکی کی ساری بایوگرافی نکالو۔ فی الحال کے لیے مجھے" خود کو انگوروں پر ہی سینکنا ہو گا کیونکہ میری ہی نا اہلی ہے کہ مجھے پتا ہی نہیں ہے میری بیوی کون ہے۔ واہ داعود، واہ شاباش ہے تجھ پر!"

وہ خود کو دل ہی دل میں دو سو گالیوں سے نواز رہا تھا۔

اتنے میں طاریان کی پکار پر وہ اس کی طرف بڑھ گیا جو اپنے کسی دوست سے سب کو ملوا رہا تھا۔۔۔

علی، کھانا لاؤں آپ کے لیے؟ آپ نے وہاں پر ڈنر نہیں کیا، لاؤں آپ کے لیے کھانا؟""

زارا اپنے کپڑے چینج کرنے کے لیے ڈریسنگ روم میں تھی مگر اس کے بھوکے ہونے کا خیال آتے ہی وہ تیزی سے باہر آکر اس سے کھانے کا پوچھنے لگی۔

نہیں، رہنے دو!""

اس کی بات پر علیار بغیر اس کی طرف دیکھے ہنوز عام سے لہجے میں بولا۔

اچھا... وہ... مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے؟""

زارا کھڑے کھڑے خود میں ہمت جمع کرتے ہوئے بولی۔ فیصلہ تو وہ کر چکی تھی مگر اس پر مہر لگانے سے پہلے وہ خود کو ایک موقع دینا چاہتی تھی تاکہ کوئی بھی فیصلہ مجبوریوں کی بنیاد پر نہ کرے، بلکہ اپنے دل کی سن کر کرے، نہ کہ حالات کے آگے مجبور ہو کر۔

وہیں کھڑے کھڑے بات کرو گی؟ بیٹھ جاؤ، بیٹھ کر بات کرو۔ کھا نہیں لوں گا تمہیں۔""

علیار اسے خود سے اتنے فاصلے پر کھڑے انگلیاں مروڑتے دیکھ کر بولا۔

اس کی بات پر زارا جزب و جزب کا شکار ہوتی بینڈ کے کونے پر ٹک کر بیٹھ گئی۔ اس کا اتنی دور بیٹھنا علیار نے بغور نوٹ کیا تھا، مگر پھر اس کی ان معصوم حرکتوں پر اس کا دل چاہا کہ اسے کھول کر گلے لگا لے، مگر خود پر کنٹرول کر لیا۔ اسے ایسا اچھا لگ رہا تھا تو ایسا ہی صحیح، ویسے بھی وہ دل میں عہد کر چکا تھا کہ وہ اس کی کچھ نہیں لگتی۔ شاید پہلے وہ سکون کا ذریعہ تھی، مگر اب وہ اس بات سے بھی انکار کر چکا تھا۔ وہ دل ہی دل میں اس کے چہرے پر نظریں گاڑے اپنی سوچ میں گم تھا۔

علی..."

اسے خود کو گھری نظروں سے دیکھتا دیکھ کر زارا نے اسے پکارا۔

ہاں؟ ہمم، کہو؟ کیا بات ہے؟""

علیار اپنی سوچ کو جھٹکتے گلا کھنکارتے بولا۔

"...وہ... میں نے اسکول جوائن کرنا ہے، مجھے وہاں ٹیچنگ کی جاب مل گئی ہے اور"

تم نے جاب کیوں کرنی ہے؟""

ابھی اس کی بات مکمل ہوتی اس سے پہلے ہی علیار ماتھے پر بل ڈالے اسے پوچھنے لگا۔

"میرا دل ہے جاب کرنے کا، اور ٹائم بھی پاس ہو جائے گا۔ مگر آپ فکر نہ کریں، آپ کے کام میں کوئی مسئلہ نہیں آئے گا۔"

زارا اسے وضاحت دیتے بولی۔

اس کی بات پر علیار کچھ لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا جو اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔

"اتنا بھی مت مروڑو، ٹوٹ جائیں گی۔ چلی جاؤ، تم اسکول ٹیچنگ کے لیے۔ میری طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

علیار اجازت دیتا ہوا خود اپنے فون پر لگ گیا۔

اس کی بات پر زارا نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا، جو بغیر کسی ہنسی اور ضد کے اسے اتنی آسانی سے اجازت دے گیا تھا۔ زارا نے بمشکل اپنے چہرے پر آنے والی مسکراہٹ کو روکا، وہ یہ خوشی اکیلے منانا چاہتی تھی۔

اس کے فیصلے پر علیار خاصی پریشانی سے اپنا فون چلا رہا تھا۔ اسے لگا تھا وہ کچھ اور بات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، مگر اسے جاب کی بات کرتے دیکھ کر علیار کو خاصی حیرانی ہوئی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ اسے لڑکیوں کی جاب سے مسئلہ تھا، اس نے بس کبھی زارا کے معاملے میں اتنی دلچسپی نہیں دکھائی تھی کہ وہ جان سکے وہ کیا کرتی ہے، کیا نہیں، اسے کیا پسند ہے کیا نہیں۔

مگر میں کیوں جانو اس کی پسند ناپسند کو؟ مجھے اسے کوئی لینا دینا نہیں ہے، جو دل میں آئے وہ کرے۔"

علیار ابھی بھی اپنے دل اور دماغ کی جنگ میں الجھا اس کے بارے میں منفی سوچ ہی رہا تھا جب وہ اٹھ کر کمرے سے چلی گئی۔

"دیکھا اگر میں نامحرم نہ ہوتا تو خود سے میرے پاس بیٹھتی بھی نہیں ہے۔ یہ نہیں کہ اگر آج میں نے گلے نہیں لگایا تو خود لگ جاتی۔ وہ بھی تو میرے سینے سے لگ کر مجھے ساری باتیں بتا سکتی تھی مگر نہیں، اسے بہانہ چاہیے ہوتا ہے مجھ سے دور جانے کا۔"

علیار اس کے جانے کے بعد سلگتے دل کے ساتھ خود سے ہم کلام تھا جب زارا ٹرے تھامے کمرے میں داخل ہوئی۔

علیار جو مسلسل اس کے بارے میں سوچ رہا تھا، کسی کو کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر دروازے کی طرف متوجہ ہوا۔ زارا کو ہاتھ میں ٹرے تھامے اندر آتے دیکھ کر وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگا، جو ٹرے بیڈ پر اس کے پاس رکھ کر خود بھی وہاں بیٹھ گئی تھی۔

"یہ لیجیے آپ کی چائے اور سینڈوچ۔"

زارا ٹرے اس کے سامنے کرتی بولی۔

"تم سے کس نے کہا مجھے چائے اور سینڈوچ کھانے ہیں؟"
علیار کی بھوک تو سینڈوچ دیکھ کر ہی جاگ اٹھی تھی، مگر اسے تنگ کرنا اس نے خود پر فرض کر رکھا تھا۔

"آپ نے ڈنر نہیں کیا تھا، پھر باہر بھی تھے تو میں نے سوچا..."
زارا کو سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیسے وضاحت دے، وہ تو بس اس کی فکر میں یہ سینڈوچ لے آئی تھی۔

"اچھا، اب تم اتنا بول رہی ہو تو میں کھا لیتا ہوں۔"
علیار اس کے جواب پر احسان جتانے والے انداز میں بولتا فوراً الٹی ٹانگ پر بیٹھ کر سینڈوچ کے ساتھ انصاف کرنے لگا۔

زارا اسے مزے سے کھاتا دیکھ کر اپنی سائیڈ پر آ کر چھوٹے چھوٹے چائے کے گھونٹ بھرنے لگی۔

علیار جو مزے سے کھانے میں مصروف تھا، اسے صرف چائے پیتے دیکھ کر رک گیا۔

"تم بھی تو کھاؤ، تم نہیں کھا رہی؟"
وہ اسے صرف چائے پیتے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے بولا۔

مجھے بھوک نہیں ہے، اور ویسے بھی میں نے ڈنر کیا تھا۔""

زارا جواب دیتی ہوئی اپنا خالی کپ ٹیبل پر رکھ کر نائٹ سوٹ پہنے چلی گئی۔

علیار جاتے ہوئے حیرانی سے اس کی پشت کو دیکھ رہا تھا۔

یہ مجھ سے پہلے کب سے کھانا کھانے لگی؟""

علیار حیرانی سے سوچ رہا تھا جب وہ اس کے لائے گرے کلر کے نائٹ سوٹ میں ملبوس باہر آئی۔

علیار جو چائے کا گھونٹ بھر رہا تھا، اچانک چائے اس کے منہ سے پھوارے کی صورت میں نکل گئی، جسے وہ فوراً سائیڈ ٹیبل پر رکھے ٹشو سے صاف کرنے لگا۔

کیا ہوا ہے آپ کو؟ پھندا لگ گیا ہے؟ پانی پیجیے۔""

زارا نے جلدی سے اسے پانی دیا۔

علیار نے فوراً گلاس منہ سے لگایا اور اپنی حیرانی چھپانے لگا۔

زارا اس کی پیٹھ سہلاتی رہی، پھر اس کے نارمل ہونے کے بعد جلدی سے اپنے بال سمیٹ کر سونے کے لیے بیڈ پر لیٹ گئی، لیمپ آف کیا اور کمفرٹر اوڑھ لیا۔

علیار پریشانی سے اپنی ابتر ہوتی حالت کو دیکھ رہا تھا۔ بھلے ہی زارا نے بہت ڈیسنٹ نائٹ سوٹ پہنا تھا جو اس کے پیروں کو چھو رہا تھا، مگر پھر بھی نہ جانے کیوں اسے یہ پہنتا دیکھ کر علیار کو اپنے جذبات مچلتے محسوس ہوئے۔ وہ تیزی سے چائے کا کپ رکھتا شاور لینے چلا گیا، ورنہ یقیناً اس کے منہ زور جذبات زارا کا ہی جینا حرام کر دیتے۔

وہ آدھا گھنٹہ ٹھنڈے پانی سے شاور لینے کے بعد بغیر اس کی طرف دیکھے بیڈ پر اس کی طرف پیٹھ کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔ گھنٹہ گزرنے کے بعد بھی نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ تھک ہار کر اس کی طرف پلٹ کر لیٹ گیا۔ زارا اپنی ناک تک کمفرٹر لئے خوابِ خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔

علیار نے اسے دیکھتے ہی ضبط سے آنکھیں نیچی کر لیں۔ اس کی بیوی نے نا چاہتے ہوئے بھی اسے اچھے سے سلگاتے اپنا بدلہ لے لیا تھا۔ علیار بار بار پچتا کر اس کی گردن کے نیچے سے اپنا ہاتھ گزارتا احتیاط سے اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا۔ زارا کی گہری سانسیں محسوس کرتے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ گہری نیند میں جا چکی ہے۔ وہ اسے تھوڑا اوپر کرتا خود اس کے سینے میں چہرہ چھپا کر آنکھیں موند کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔

دعا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے اپنے بال سیٹ کرتی جلدی سے بیڈ پر بیٹھ گئی تاکہ ریان جب آئے تو اسے ایسے دیکھے۔ اس نے آج خود ملازمہ سے کہہ کر پورا ولیمہ سیٹ کروایا تھا۔ یا یوں کہا جائے کہ

وہ اچھے سے آرام کرنے کے بعد تقریباً سارے مہمانوں کو جا چکے دیکھ کر فوراً اپنی حویلی کے لئے روانہ ہو گئی تھی۔ مگر کچھ گیسٹ نیچے گیسٹ روم میں موجود تھے جنہیں ریان رخصت کر رہا تھا، تو وہ بغیر وقت ضائع کیے سکن کا بہانہ بناتی اپنے فلور پر آگئی تھی۔ یہاں سے ملازموں کو رخصت کرنے کے بعد وہ بڑے مزے سے ریان کے لئے تیار ہو رہی تھی۔ اس نے اس کی لائی ہوئی ساڑھی پہن رکھی تھی اور اس وقت اس کا انتظار کر رہی تھی۔

ریان اپنے سارے گیسٹ کو جلدی جلدی فارغ کرتا اپنے روم میں آیا تا کہ اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزار سکے۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا، کمرہ کل کے مقابلے میں زیادہ خوابناک ماحول میں سجا ہوا تھا۔ اس نے کمرے پر ایک طائرانہ نظر ڈالی۔ ہر چیز پاوڈر بلو ٹون میں ترتیب سے رکھی ہوئی تھی۔ وہ کمرے کی سجاوٹ کو داد دینے والی نظروں سے دیکھتا بیڈ کی طرف بڑھا، جہاں اس کی اہلیہ اس کا انتظار کر رہی تھی، مگر وہ کل کے مقابلے میں قدرے سمٹ کر بیٹھی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ ناپ تول کر قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھا۔

دعا سر جھکائے بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی، مگر اس نے گھونگھٹ بھی لیا ہوا تھا۔ اس کے بیٹھنے کے انداز سے ہی ریان سمجھ گیا تھا کہ اس کی بیوی نے ساڑھی پہن رکھی ہے—آخر یہ اسی نے پسند کی تھی۔

وہ بیڈ پر اس کے قریب بیٹھتا اس کا ہاتھ تھام گیا۔

اہلیہ، کیا آپ کو مجھ سے اپنا یہ چہرہ چھپانا اتنا اچھا لگتا ہے کہ آپ ہر بار گھونگھٹ لے لیتی ہیں؟""

ریان اس کی ساڑھی کا پلو اس کے چہرے سے ہٹاتا بولا۔

اس کی بات پر دعا نے ماتھے پر ننھے ننھے بل ڈال کر اسے دیکھا۔

"ریان آپ ہمارا مزاق اڑا رہے ہیں، وہ تو کل ہمارے سونے کی وجہ سے وہ خراب ہو گئی تھی،

بس اس لئے میں نے سوچا آپ کو سرپرائز..."

دعا اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر تھوڑا کنفیوز ہوتے بولی۔ اس نے ہمت کر کے یہ سب کیا تھا، مگر اب اسے اپنی جان ہلکی ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ کل تو ریان نے اس پر بہت نرمی رکھی تھی، مگر آج اس کی بولتی بے باک نظریں وہ بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔ اسے اس کی آنکھیں اپنی روح تک پار ہوتی محسوس ہوئیں، جن میں آج صرف عزت اور احترام کے ساتھ ساتھ اس کے جذبات اور محبت کا عکس بخوبی نظر آ رہا تھا۔

دعا اپنی بڑی براؤن آنکھیں اس کی ہلکی بھوری آنکھوں پر گاڑے اسے دیکھ رہی تھی، جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اپنا ہاتھ بڑھاتا اس کے سر سے پلو ہٹا گیا۔ اس کے سر سے پلو ہٹانے پر دعا کو اپنی برہنہ پشت پر اسے کسی ٹھنڈی ہوا کا بخوبی احساس ہوا، کیونکہ پلو ایک سائڈ پر تھا جو صرف اس کے بازوؤں کو ڈھک رہا تھا، اس کی پشت کو نہیں، اور ہال بھی اس نے ایک کندھے پر کر رکھا تھا کیونکہ ساڑھی کا بلائوز خاصہ بولڈ تھا اور ساڑھی بھی ٹرانسپیرینٹ تھی، جو دعا کا وجود

چھپانے کے لئے ناکافی تھا۔ وہ تو بیڈ پر یوں ٹھنے کی وجہ سے اس کی بچت ہو گئی تھی، ورنہ ساڑھی پہننے کے بعد جو منظر وہ دیکھ چکی تھی اسے تو اپنے کان سے دھوئیں نکلتے محسوس ہوئے تھے، مگر ریان کو خوش کرنے کے لئے وہ ہمت کرتی اپنے بنائے پلین پر عمل کر گئی تھی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ اہلیہ، بالکل ویسی جیسی یہ ساڑھی لیتے ہوئے میں نے آپ کو تصور کیا تھا، بلکہ اس سے بھی زیادہ حسین۔"

ریان دعا کے کان میں پہنے آویزے کو تھامتے، اپنے لبوں کو اس کے کان کے قریب لے جا کر سرگوشی میں بولا۔

اس کی بات پر دعا کے چہرے پر ایک شرمیلی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس کے یوں مسکرانے پر ریان سٹل ہوتا اس کے لبوں پر لگے گلوس کو دیکھنے لگا۔

"آپ کو پتا ہے اہلیہ، آپ کی ایک ایک چیز میں نے خود لی ہیں، اور ہر چیز لیتے ہوئے آپ کا تصور لازمی کیا تھا۔ یہی وجہ تھی میں نے نکاح ایک ہفتے پہلے کیا تھا تاکہ میں آرام سے آپ کو اپنے خیالوں میں سوچ سکوں، مجھ پر کوئی پابندی نہ ہو۔"

ریان اس کے لبوں پر نظریں جمائے بولا۔

اس کی نظریں اپنے لبوں پر محسوس کرتے دعا کو اپنا سانس سینے میں اٹکتا محسوس ہوا۔ اچانک ہی اس کے بدن میں لرزش کی ایک لہر دوڑی۔ اتنی گھبراہٹ اسے کل نہیں ہوئی تھی جتنی آج ہو رہی تھی، بلکہ کل تو ریان نے اسے خاصا ریلیکس کر رکھا تھا، مگر آج اس کا دل چاہا خود کو کہیں

چھپالے۔ ریان کو یوں دیوانوں کی طرح اپنے ایک ایک نقوش کو نکتہ پاکر صحیح معنوں میں دعا کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔

ریان اسے جھٹکے سے اپنے قریب کرتا خود بیڈ پر پیر رکھ کر لیٹا اور اسے اپنے سینے پر گرا دیا۔ اس اچانک افتاد پر دعا نے بمشکل اپنی چیخ روکی۔ ریان اس کے نازک وجود کو خود سے لگائے اس کی نیم برہنہ پشت پر اپنے گرم ہاتھ پھیرتا اسے چھیڑتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اس بندہ بشر کو بھڑکانے کا کام آج آپ نے خوب انجام دیا ہے اہلیہ۔ بنا کچھ کیے جو حالت آپ" اس وقت میری کر چکی ہیں، اس کا میں آپ کو اچھے سے اندازہ کرواؤں گا۔ مگر اس سے پہلے ذرا میں دل کھول کر اپنی بیوی کو دیکھ تو لوں، تاکہ تا قیامت یہ منظر میری آنکھوں میں قید رہے۔"
ریان ایک ہاتھ اس کی پشت پر پھیرتا، دوسرے سے اس کے بال سہلاتا محبت پاش لہجے میں بولا۔

سے آئی؟""

ریان اس کے لبوں پر فوکس کرتے بولا۔

اس کی نظریں اپنے لبوں پر ٹھہرتی محسوس کر کے دعا کو اپنا سانس بھاری ہوتا محسوس ہوا، مگر یہ بھی جانتی تھی کہ اس کی اجازت کے بغیر ریان اسے چھوئے گا نہیں۔ وہ ریان کی آنکھوں میں دیکھتی اپنے سر کو ہلکی سی جنبش دے گی۔

اس کی ہاں پر ریان اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اس کے لبوں پر جھک گیا۔ اس کے گرم لب اپنے لبوں پر محسوس کرتے دعا نے آنکھیں موند کر اپنے لب ہلکے سے واہ کرتے آہستہ آہستہ اس کا ساتھ دینے کی کوشش کرنے لگی، جس میں وہ بڑی طرح ناکام ہو رہی تھی۔

اس کی پیش قدمی محسوس کرتے ریان اپنا عمل روکے اسے اپنی من مرضی کرنے کا موقع دے رہا تھا، مگر اس کی معصوم آہلیہ کو فرینچ کس کرنا آتا ہی نہیں تھا۔ وہ آہستہ آہستہ اس کے بلائی کیوں کو اپنے لبوں کی قید میں لے گیا، تا کہ اس کی اہلیہ اس کے نچلے لب کو اپنی قید میں لے سکے۔ مگر جونہی دعا نے اس کے نچلے لب کو اپنی نازک قید میں لیا تو اس کی مونچھوں اور بیرڈ کی چھین اپنی چن اور لوئر اپ پر محسوس کرتے وہ باقاعدہ لرزی تھی۔ اس کی لرزش محسوس کرتے ریان، جو با مشکل خود پر پہرے بٹھائے اپنے اہلیہ کی خوشی کے لئے آرام سے سب کچھ کر رہا تھا، وہ اچانک اسے بلائی کب چھوڑتا اس کے نچلے لبوں پر اپنا دباؤ بنا گیا اور اس کے لبوں کو آرام سے شدت سے چومتا اپنا ایک ایک اسٹیپ اس پر اچھے سے واضح کر رہا تھا۔ وہ یہ نہیں، اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑے قربت بدلتا اس پر سیاہ فگن ہوتا، اس کا چہرا اپنے ایک ہاتھ میں احتیاط سے دبوچتا، دوسرے ہاتھ کے سہارے اپنا وزن بیلنس کرتا اس کی زبان کو سک کرنے لگا۔ اسے اپنی زبان کو سک کرتا دیکھ کر دعا نے سٹپٹاتے آنکھیں کھولتے اسے خود سے دور کرنا چاہا، جب ریان اپنی پچھلی باڈی کا ویٹ اس پر ڈالتا اس کے لبوں کو آزادی دیتا، سانسیں لیتا اسے دیکھنے لگا جو تیز تیز سانس لے رہی تھی۔ اس کے سانسوں کے زیر و بم سے ریان کو دعا کی دھڑکنوں کی نزاکت بڑے اچھے سے محسوس ہو رہی تھی، اور نازک وجود کو اپنے سخت وجود سے یوں نکر آتا محسوس کر کے ریان

چاہتے ہوئے بھی اپنے منہ زور جذبات پر قابو نہیں کر پا رہا تھا، تو وہ اس کی گردن میں چہرا چھپاتے خود کو ریلیکس کرنے لگا۔

اس کے منہ زور جذبات کو اپنے نازک وجود پر محسوس کرتے دعا کی آنکھیں تحیر سے پھیلیں تھی، جب ریان خود پر کنٹرول کرتا دوبارہ کر بٹ بدلتا اسے اپنے سینے پر منتقل کر گیا۔ وہ اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑتا اس کی بلاؤز کی ڈوری کھول گیا۔ اس کی پھرتی پر دعا نے حیرانی سے اسے دیکھا، جب وہ قربت ہر استاد دوبارہ اسے بیڈ پر لانا چاہتا تھا، خود سے اسے دور ہوتا اپنی شرٹ اتارتا صوفے پر پھینک گیا۔ وہ اپنے جوتے اور سوکس اتارتا اس کے ساتھ ہی بیڈ پر نیم دراز ہو گیا۔

اہلیہ یہ کینڈلز بجھا دوں کیا؟ آپ کمفرٹیبل محسوس کر رہی ہیں؟""
ریان اس کا لرزتا وجود دیکھ کر بولا۔

ن... نہیں ریان، ہمیں ٹھنڈ لگ رہی ہے۔""
ریان کی بات پر دعا اسے دیکھتی مدھم لہجے میں بولی۔

اس کا باڈی بلڈر وجود دیکھتے دعا کو اپنے عارض چھتے محسوس ہوئے تھے، جس طرح بے باکی سے اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا ہی دور پھینک گیا تھا۔ دعا کو یکدم اپنی دھڑکن سٹپٹاتی محسوس ہوئی۔ بات کرتے ہوئے بھی وہ اس کے سینے کے بجائے گردن میں نظریں گاڑے ہوئے تھی۔

اس کی نظروں کا شرمانا اور لجھانا محسوس کرتے ریان اپنے چہرے پر مسکراہٹ لیے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے تھام کر اوپر کی طرف کر گیا۔

کیا بات ہے اہلیہ، آپ کو اپنا بندہ پسند نہیں آیا؟""

ریان اس کی ٹھوڑی تھام کر اس کا چہرا اوپر اٹھاتا اس کی آنکھوں میں جھانکتے اس کی کلائی تھامتا اس کے ہاتھ کو اپنے سینے پر رکھتا اسے اپنے سینے سے لے کر انہیں تک پھیرنے لگا۔

دعا ہارڈ باڈی اپنی بھاری پلکوں کے نیچے محسوس کرتے دعا نے سختی سے آنکھیں بند کر لیں۔ ریان ایک بار پھر اس سیاہ فگن ہوتا اس کے پلو کا پن کھلواتا اسے اس کے کندھے سے بناتا بیڈ پر رکھتا اس کی گردن میں جھک گیا۔

وہ جگہ جگہ اس کی گردن پر لب رکھتے خود کو سیراب کرتا، اس کے بلاوز کو کندھے سے سرکتا، وہاں اپنے اب رکھتا اوپر کی طرف ہوتا، اس کے چہرے کو دیکھنے لگا جو آنکھیں نیچے کیے تیز تیز سانس لے رہی تھی۔ ریان اس کے کان کے جھمکے اتارتا اسے سائڈ ٹیبل پر رکھتا، اس کے بلاوز کو اس کے تن سے جدا کرتا اس کی دھڑکنوں پر جھک گیا۔ وہ اس کی دھڑکنوں پر نرمی سے لب رکھتا نیچے کا سفر طے کرنے لگا، وہ اس کی ساڑھی کو مکمل طور پر کھولتا زمین میں پھینک گیا۔

"ریان وہ ایسے خراب ہو جائے گی۔"

دعا اپنی پسندیدہ ساڑھی کی بے حال ہوتی حالت دیکھ کر بولی، جبکہ بات پر ریان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

"آپ اپنے حال کی فکر کریں میری جان، ساڑھی کا کیا ہے، میں نئی کر دوں گا۔"

ریان اس کے بلاوز کو بیڈ پر رکھتے ایک بار شدت سے اس کی دھڑکنوں پر لب رکھ گیا۔

دعا نے اس کی مونچھوں کی چھبن پر سٹپٹاتے اپنی حالت پر غور کیا، وہ تو اپنی ساڑھی کے چکر میں اردگرد کو سرے سے بھول ہی گئی تھی۔ ریان اس کی دھڑکنوں کو شدت سے اپنے لبوں میں لے گیا۔

"ر... ریان!"

اس کے جان لیوا کام پر دعا نے سسکتے ہوئے اسے پکارا تو ریان اس پر کمفرٹ دیتا ایک بار پھر اس کی دھڑکنوں پر جھک گیا تھا۔ اس کی شدت پسندی پر دعا نے ٹرپتے ہوئے اس کے بالوں میں اپنے ہاتھ الجھائے تھے۔ اس کی نرم مرمری انگلیاں اپنے بالوں پر محسوس کرتے ریان مدہوش ہوتا ایک ہی جھٹکے میں اس کے لبوں پر قابض ہو گیا۔ دعا تو اس کی تیزی پر بس حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی، کل اس کے کام میں جتنی نرمی تھی آج اتنی ہی شدت تھی جسے محسوس کرتے دعا کی جان ہوا ہو رہی تھی۔

ریان اس کی سکرٹ کھولتا اسے بھی ساڑھی کے ساتھ چسینک گیا۔ وہ اپنے اور اس کے درمیان تمام تر پردے گراتا ایک جھٹکے میں اس کی روح میں سما گیا۔ دعا کو اپنے پورے وجود میں تکلیف کی ایک سرائیت کرتی محسوس ہوئی جب ریان کچھ لمحے رکتا نرمی سے اس کے لبوں پر اپنے لب رکھتا، اپنے ہاتھ اس کے اردگرد کیے پر لگا گیا۔

اہلیہ، جگ میں ! ""

ریان اس کے بھیگے چہرے کو دیکھتے بولا، جانا چاہتی ہوئی بھی تکلیف کی وجہ سے رو رہی تھی۔ اس کی آواز پر دعا نے اپنی نم آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔

ریان بہت درد ہو رہا ہے، کل تو اتنا نہیں ہوا تھا۔ ""

دعا نے سسکتے ہوئے اس کے کشادہ سینے میں چھپتے اپنی تکلیف بتائی، جس پر ریان اس کی بات سنتا اس کی برہنہ کمر سے ہاتھ گزارتا کروٹ بدلتا اسے اپنے اوپر کر گیا۔

آہ ! ""

اس اچانک مومنٹ پر دعا نے اس کے سینے کے بال اپنی مٹھی میں دبوچتے اپنی کروٹ وکیں چاہی جو نا چاہتے ہوئے بھی اس کے لبوں سے نکل گئی تھی۔

ریان قربت بدلتا اسے اپنے سینے پر منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ اسے اپنی گود میں بیٹھا گیا تھا۔ اس کی اتنی بے باک حرکت پر دعا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا، جب وہ اس کا ہاتھ تھامتا اپنی

آنکھوں پر رکھتا اس کے بدن کو ٹٹولنے کے انداز میں چھوتا اس کی گردن تک ہاتھ لے جاتا اسے اپنے لبوں پر جھکا گیا۔

"اب درد ہو رہا ہے؟"

ریان اسے یوں ہی اپنی گود میں بیٹھائے اس کے لبوں کو نرمی سے آزاد کرنے پوچھنے لگا، جبکہ اس کی بات پر دعا نے شرم اور خفت کے ملے جلے تاثرات لیے اسے دیکھا جو ابھی بھی آنکھیں موندے ہوئے تھا مگر اسے خود سے جدا نہیں کیا تھا۔ اس پوزیشن میں دعا کو پہلے تھوڑا اور گھبراہٹ ہوئی مگر پھر وہ کافی ریلیکس ہو گئی، مگر ریان کی یہ پوزیشن اسے الٹا کنفیوژ کر رہی تھی۔

"ریان مجھے ایسے اچھا نہیں لگ رہا۔"
دعا اپنی پوزیشن کی طرف اشارہ کرتے بولی۔

"اہلیہ میری آنکھیں یونہی بند رہیں گی، چاہے تو آپ پٹی کر لیں، مگر پوزیشن چینج نہیں ہو گی، کم از کم تب تک جب تک آپ اس چیز سے یوز ٹو نہیں ہو جاتیں۔"
ریان یوں ہی اپنی آنکھیں موندے اسے اپنے سینے سے لگاتے بولا، جبکہ اس کی بات پر دعا پریشانی سے اسے گلی مچیبی سی کیفیت کا شکار تھی۔

وہ اس کے سینے سے لگی عجیب سی کیفیت کا شکار تھی، جب ریان یوں ہی آنکھیں بند کیے کمفوٹر کو اس کے گرد ڈھک گیا جس سے دعا کی پوری بازی کندھے سے تھوڑا نیچے تک چھپ گئی تھی۔ ریان ہنوز آنکھیں بند کیے اپنے انداز سے اس کے بدن کو اچھے سے ڈھانپتا کمفوٹر کے دونوں سروں کو

اس کی دھڑکن کے پاس اپنے ہاتھ میں دبوچ گیا تھا تاکہ وہ کرے نہ کرے، وہ جان گیا تھا اس کی اہلیہ کسی وجہ سے انکارٹیبل فیل کر رہی ہے۔ بھلے ہی وہ اس کے لئے اپنی محبت جتاتی تھی مگر ریان کو اندازہ تھا اس کی بیوی اتنی بھی بولڈ نہیں ہے جو اس قسم کا سٹنٹ اس کے ساتھ کرے۔

ریان کے یوں کمفوٹر سے ڈھلکنے پر دعا نے سکھ کا سانس لیا تھا مگر اگلے ہی پل اس کا بھاری مردانہ ہاتھ اپنی دھڑکنوں کے بھی محسوس کرتے ایک بار پھر اس کی جان ہوا ہوئی تھی۔

ر... ریان !""

دعا نے لرزتے لہجے میں اسے پکارا۔

جی جان، ریان۔""

ریان اس کے لہجے کی لرزش پر مسکراہٹ لیے محبت پاش لہجے میں اس کی پکار کا جواب دیتا یوں ہی آنکھیں موندے اسے خود سے اس قدر قریب محسوس کر رہا تھا۔

و... ہمیں ایسا اچھا نہیں لگ رہا !""

دعا نے روہانسے ہوتے اس سے کہا، جبکہ اس کی بات پر ریان بند آنکھوں سے مسکرایا۔

آپ ہی بتا دیں اہلیہ، ویسے آپ کو درد ہو رہا تھا، ایسے آپ کو اچھا نہیں لگ رہا۔ اب اس سب" کے بیچ میں آپ کے شوہر کی نازک جان پھنس گئی ہے جس کے ہوش و حواس آپ نے اپنا یہ سجا

سنوارا سراپا دیکھ کر بخوبی اڑا دیے ہیں۔ اب آپ خود ہی بتائیں ہم کیا کریں، آپ سے دور تو نہیں ہو سکتے کیونکہ ہمارا بالکل موڈ نہیں ہے کہ ہم اپنی باڈی ہیٹ کم کرنے کے لئے ٹھنڈے پانی میں ڈوبتے پھرے۔"

ریان اپنے لہجے میں مصنوعی معصومیت لاتے بولا، جبکہ اس کی بات پر دعا نے پریشانی سے اسے دیکھا، جب وہ جھٹکا دیتا اسے خود پر جھکا گیا۔

"میری جان اپنے اس معصوم شوہر پر بھروسہ کریں، وہ آپ کو بیڈ کی وائلڈ لائف کا ٹریلر دکھانے والا ہے جس میں آپ صرف رولر کوسٹر رائڈ پر بیٹھی ہیں۔ تو بس آپ آرام سے اپنی کرسی کی پیٹی کو باندھیں اور مزید سیفٹی کے لئے اپنے شوہر کے کشادہ سینے پر ہاتھ لگائیں، باقی کا کام آپ کے اس بندو بشر کا ہے۔"

ریان اسے خود پر جھکائے کمفوٹر کو پیچھے کی طرف دعا کی پشت پر باندھتا، اس کا ہاتھ اپنے سینے پر لگاتا اس کی پوزیشن بیلنس کرتا اپنی آنکھیں کھول گیا۔ دعا جو کب سے اس کی بند آنکھوں اور اس کے تضاد، اس کی گھنی مڑی پلکوں کو دیکھ رہی تھی، اس کے یوں اچانک آنکھیں کھولنے پر سٹل ہوتی اس کی خوبصورت آنکھیں دیکھنے لگی جن میں اتری عمار کی سرخی انہیں مزید حسین بنا رہی تھی۔

ریان اس کے اکھڑ ٹیبل کی رٹ کو بند ہوتا دیکھ اپنی آنکھیں کھولے اس کے سراپے کو دیکھنے لگا جو اس وقت وائٹ کمفوٹر میں لپٹی ہوئی تھی۔ اس کے سلکی بال کچھ الجھے ہوئے تھے تو کچھ بکھرے

ہوئے اس کے ایک کندھے پر پڑے تھے۔ کانوں میں اب بھی اویزے تھے جنہیں ریان نے ہاتھ بڑھاتے اتر کر ساڑھی کے ساتھ پھینکنا چاہا جب دعا جلدی سے اس کا ہاتھ تھام گئی۔

کیا کر رہے ہیں ریان، ہمارے جھمکے؟""

دعا جو اس کی آنکھوں کے سحر میں گم تھی اسے اپنے فیورٹ جھمکے پھینکتا دیکھ کر تیزی سے اس کا ہاتھ تھام گئی۔

میں نہیں پھینکوں گا!""

ریان اسے ہنوز اپنے ہاتھ سے دیکھ کر بولا۔

نہیں، آپ اسے اچھے سے آرام سے وہاں رکھ دیں۔""

دعا اس کے بھاری ہاتھ کو سائڈ ٹیبل کی طرف کرتے بولی۔

اہلیہ آپ دیکھ تو رہی ہیں سائڈ ٹیبل بھی دور ہے، اگر اسے سائڈ ٹیبل پر پھینکوں گا تو یہ ٹیبل پر رکنے" کے بجائے گر جائے گا، پھر آپ خفا ہوں گی۔ ایک کام کریں آپ اسے ادھر بیڈ کے کونے پر رکھ دیں۔"

ریان اس کے جھمکے اس کے ہاتھ میں پکڑاتا کمفوٹر کے اندر اپنا ہاتھ ڈال گیا۔ اس کی بات پر دعا بڑے آرام سے جھک کر جھمکے رکھنے لگی، جب ریان اپنا ہاتھ اس کی برہنہ ٹانگ سے لے کر کمر تک پھیرتا اسے سٹپٹانے پر مجبور کر رہا تھا۔

ریان کے گرم ہاتھوں کا لمس اپنی ٹھنڈی ٹانگوں پر محسوس کرتے دعا نے پٹپٹاتے اس کی آنکھوں میں دیکھا، جب ریان اس کے دیکھنے پر آنکھ ونک کرتا اپنا ہاتھ اس کی کمر کے اوپر سہلانے لگا۔

"دوسرا جھمکا بھی اتاریں اہلیہ۔"

ریان ایک ہاتھ سے اس کی کمر کو جھٹکا دیتے اسے خود پر جوڑ کا گیا، اس کے ایک ہاتھ سے جھنکار دینے پر دعا کسی کٹی ڈالی کی طرح اس کے سینے سے آلگی۔

اتار دیں اہلیہ، اتنا صابر نہیں ہے آپ کا شوہر کہ رات بھر آپ کو یوں خود سے لگائے رکھے۔"
"ہمارے جذباتوں کا بھی ذرا خیال کریں۔

ریان اس کے کان کی لو پر لب رکھتے بولا، جبکہ اس کی بات پر دعا لرزتے ہاتھوں سے دوسرا جھمکا بھی اتارتی سائڈ ٹیبل پر رکھ گئی۔

ناوکس میں!""
ریان اس کے سر پر ایک بم پھاڑنے کے بعد دوسرا بھی پھاڑتے بولا، اس کی بات پر دعا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

"ایسے تو مت دیکھیں زوجہ، آپ کی آنکھیں زیادہ میٹھی ہوتی ہیں۔"

ریان اپنے لب اس کے لبوں کے قریب کرتا اپنی پرتپش سانسیں ان پر چھوڑتا بولا۔

اس کی حرکتوں پر دعا کو اپنے کان سے دھواں نکلتا محسوس ہوا جو ایک ہاتھ سے اس کی برہنہ ٹانگ، دوسرے سے اس کی کمر اور لبوں سے اس کے لب کو چھوتا اسے مکمل طور پر بے بس کر رہا تھا۔

اس کی اتنی ساری بے باکیوں پر دعا کی آنکھوں میں پانی جمع ہوا تھا۔ وہ تو بڑا معصوم سمجھ رہی تھی جس نے کل اتنی آسانی سے اس کی نیند کا خیال کرتے اسے سونے دیا تھا اور زیادہ تنگ بھی نہیں کیا تھا، مگر اب اس کا بدلا ہوا روپ دیکھ کر دعا کا دل کیا کہیں چھپ جائے۔ کیوں اس نے اپنے بندے کو شریف سمجھنے کی غلطی کی اور کیا ضرورت تھی اتنی بے ہودہ ساڑھی پہننے کی، خامخا اس نے بھرپے ہوئے شیر کو ہوا دے دی، اب بھگتو۔

دل ہی دل میں سوچتی روہانی ہو رہی تھی جب ریان اس کی گردن میں چہرہ چھپاتا وہاں شدت سے اپنے دانت گاڑ گیا۔

"مانا آپ ہماری محبوب بیگم ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میرے علاوہ آپ کسی اور خیال میں گم ہوں۔ اچھے بچوں کی طرح وہ کریں جو میں نے کہا تھا تاکہ ہم اپنی بیڈ روم وائلڈ ایڈوینچر کا آغاز کر سکیں۔ ابھی ایسا بہت کچھ ہونا باقی ہے جو میری معصوم جان نے نہیں سوچا ہو گا۔"

ریان اس کی آنکھوں پر لب رکھتے شدت سے بولا، جبکہ اس کی بات پر دعا نے مزید روہانسے ہوتے اسے دیکھا۔

آپ ہمیں ڈرا رہے ہیں نا؟ ایسا کچھ نہیں ہے۔""

دعا نے بڑے ہی کیوٹ انداز میں اپنی ناک سکیڑتے اسے تصدیق چاہی۔

بلکل میری جان ایسا کچھ نہیں ہے، مگر ایسا ہو گا۔ اب آپ مجھے کس کر رہی ہیں یہ میں کروں گا"
"کیونکہ میرے صبر کا دامن انتہائی نازک ڈوری پر مشتمل ہے۔

ریان اس کے کمرے پکڑ کر اٹھاتا دوبارہ ہی سے ایڈجسٹ کر کے بیٹھاتا ہے، جبکہ اس کی حرکت پر دعا سختی سے آنکھیں میچ لیتی ہے۔ یہ مرحلہ کل سے زیادہ آج اس کے لئے تکلیف دہ ہو رہا تھا۔

کمپیریزن بند کریں اہلیہ۔ کل آپ کو ریبائی دی تھی کیونکہ میری جان کل بہت تھکی ہوئی تھی، مگر"
"آج آپ کو میں تھکانے کا ارادہ رکھتا ہوں تاکہ کل آپ کے پاس آرام کرنے کی کوئی جائز وجہ ہو۔

ریان بڑے آرام سے اسے اپنے بنائے ارادوں سے آگاہ کرتا بولا، جبکہ اس کی بات پر دعا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

جب وہ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتا اس کے لبوں پر جھک گیا۔

"! آئی ٹولڈ یو نو وڈیٹ"

ریان اس کے لبوں پر پہلے ہلکے سے دانت گاڑتا شدت سے اس پر قابض ہو گیا۔ ریان اس کے لبوں کو شدت سے چومنے کے ساتھ ساتھ اپنا عمل کرتا اسے بوکھلانے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس کے

شدت بھرے عمل پر دعا تڑپتے اسے دیکھ رہی تھی جو آج اپنے ہر عمل سے اس کے ہوش اڑا رہا تھا۔

یوں ہی جیسے جیسے رات گزر رہی تھی، زبان کی شدت میں بڑھتا اضافہ اس کی شدت پسندی کا منہ بولتا ثبوت بن رہا تھا۔

اگلی صبح یوسفر کی حویلی میں معمول کے مطابق تھی۔ سب ہی ناشتہ کے لئے ڈائننگ روم میں موجود تھے۔ سب نے اپنے کاموں کے لئے نکلنا تھا۔

علیان اس وقت آمدہ کو تھامے بیٹھا تھا جس نے فجر سے اٹھ کر اس کی معصوم بیوی کو گنچکر بنایا ہوا تھا اور اس کی بیوی نے بھی اس کی نیند کا خیال کرتے اسے اٹھانے کے بجائے باہر لان میں ٹہلانے میں مصروف تھی۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو کمرے میں اپنی متاعِ جان کی موجودگی نا پا کر وہ اسے ڈھونڈتے پہلے بالکونی کی طرف بڑھا جہاں اس کی نظر ان دونوں پر گئی جب اس کی کدو اس کی معصوم بیوی کو ٹف ٹائم دے رہی تھی۔ ابھی بھی وہ کچن میں اس کا سیر میکس بنانے میں مصروف تھی۔

”زرتاشہ میڈیا، آپ ناشتہ کیوں نہیں کر رہی؟“

داراجی جو اپنی چائے کا گھونٹ بھر رہے تھے اسے کالج یونیفارم میں منہ پھلائے بیٹھے دیکھ کر اتنا تو سمجھ گئے تھے کہ وہ کالج جا رہی ہے مگر اس کے لٹکے منہ کی وجہ انہیں سمجھ نہیں آئی۔ دارار ابھی تک نیچے نہیں آیا تھا البتہ اسے ضرور تیار کر کے بیچے بھیج دیا تھا۔

واجی آپ ہی کچھ سمجھائیں سائیں کو، کیوں ہمیں زبردستی کالج بھیج رہے ہیں؟ شادی کے بعد کالج" کون جاتا ہے؟ ہم نے گھر پر رہنا ہے، آپ سب کے لئے مزے مزے کے کھانے بنانے ہیں "...اور

کوئی ضرورت نہیں ہے کھانے اور خدمتوں کی۔ ویسے تو راجی اپنی سنگل لائف اچھے سے" انجوائے کر رہے ہیں، انہیں نہ تمہاری خدمت کی ضرورت ہے نہ کھانے کی۔ اور اگر ہو گی تو میں ہوں نا، اپنےپیارے واجی کے دکھ کو سمجھتے ہوئے ان کی دوسری شادی کروا دوں گا تاکہ ان کے سارے دکھ درد ایک ہی دفعہ ختم ہو جائیں۔ تم فل حال اپنی پڑھائی پر دھیان دو جس کی تمہیں اشد ضرورت ہے۔ اور جو کھانے تم واجی کو بنا کر دے رہی تھیں، اگر ان کی خدمت کا اتنا ہی شوق ہے تو تم رات کا ڈنر بنا لینا، داجی کی خدمت بھی ہو جائے گی اور تمہارا شوق بھی پورا ہو جائے گا "...ہم

دارار جو ڈائننگ روم میں داخل ہو رہا تھا اس کی بات سنتے بڑے آرام سے اس کے برابر میں بیٹھتا اپنے خیالات سے اسے آگاہ کر گیا جیسے کہنا چاہ رہا ہو یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔

ان دونوں کی نوک جھوک پر جہاں ٹیبل پر بیٹھے واعود، علیار، داور اور علیان نے اپنی ہنسی چھپائی تھی وہیں سلیمان اور ساکب صاحب اور داجی نے اسے گھور کر دیکھا جو ان کی معصوم بہو کے پیچھے لگ گیا تھا۔

اس کی بات پر زرتاشہ نے منہ پھلاتے کچن میں جانا بہتر سمجھا تاکہ مورے سے وہ اس کی شکایت کر سکے۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق کچھ لمحے بعد ہی اسے اپنی ماں کی منبع پکار سنائی دی۔

دارار تم کیوں بچی کو تنگ کر رہے ہو؟ ایک وہ صبح صبح اتنی گرمی میں کالج جا رہی ہے اور تم مزید" "اسے تنگ کر رہے ہو۔

روداب ڈائننگ روم میں درخشہ کے ہمراہ داخل ہوئی اسے لتھاڑتے ہوئے بولی۔

دارار انگلی دبا کر چپ چاپ سنتا ان کے پیچھے آتی اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا جو پورے گھر کے سامنے اسے ڈانٹ سنواتی بڑے مزے سے ان کی کرسی کے برابر میں بیٹھنے کا ارادہ کرتی اس طرف بڑھ بھی چکی تھی۔

دارار کو یوں ڈانٹ کھاتا دیکھ آنکہ بڑے غور سے پہلے روداب پھر دارار کو دیکھنے لگی۔

ان کے خاموش ہونے کے بعد وہ علیان کی گود میں مچلتی، لڑ لڑ کر روداب کی طرح دارار کو اپنی زبان میں ڈانٹنے کی کوشش کر رہی اور اس کوشش میں اس کے منہ سے پھوارے کی الفاظ کم اور

تھوک زیادہ نکل رہی تھی جسے وہ دارار کی طرف اشارہ کرتے اپنے ہاتھ کو منہ میں ڈالتے مزید پھیلانے لگی۔

سب ہی اپنا پانا کام چھوڑتے گھر کی نئی لیڈی باس کی بات غور سے سن رہے تھے۔

"جی میڈم ہم سمجھ گئے آپ کی بات کو بھی اور آپ کی دادی کی بات کو بھی۔"

دارار ٹیبل سے ٹشو نکالتا علیان کی طرف بڑھاتا بولا، جبکہ علیان اسے لیتی اپنی اچھلتی بیٹی کا منہ صاف کرنے لگا جو صبح سے باپ کو لفٹ نہیں کرا رہی تھی اور مائسا کے اسے گود میں دینے کے بعد تو ایسے خاموش بیٹھی تھی جیسے بڑا ہی کوئی ظلم ہوا ہو اس پر۔

"کدو، بابا کو بھی بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟ میرا چاند مجھ سے ناراض ہے؟"

علیان اسے اپنی گود پر اپنے سہارے کھڑا کرتا ہوا، جو اس وقت اس کے لائے اورنج فلورل فراک میں ملبوس سر پر میچنگ ہینڈ لگائے، ہاتھ میں بھی میچنگ ڈیزی بریسلیٹ پہنے، پیروں پر کپڑوں سے میچنگ کے کاٹن شوز پہنے کُل تیار تھی۔ مائسا روز دن میں دو بار اسے ایسے ہی تیار کرتی تھی اور اس وقت تو شاید دونوں ماں بیٹی کی تو سنگ چل رہی تھی۔

علیان حال میں اس کے سیر میکس تھام سے داخل ہوئی مائکا کو دیکھ کر سوچنے لگا جو خود بھی اس کے پرنٹ سے میچنگ کی کاٹن کے کوآرڈ سیٹ میں ملبوس، سر پر اور سج جارجٹ کا دوپٹہ لگائے ہوئے تھی۔

"مانسا!"

علیان کے برابر میں بیٹھی آمدہ کو اس سے لینا چاہا جب وہ تھپک کر اس کی گود میں بیٹھ گئی۔

"یہ کیا؟ اس نے تمہاری گود میں آنے سے کھلا انکار کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے میرا کدو ابھی بھی بابا کی ٹیم میں ہی ہے، تمہارا جادو اس پر نہیں چلا۔ اور دو میں خود ہی اپنی بیٹی کو کھلا دوں گا۔ ایک میں وہ شریف اور معصوم انسان ہوں جو بغیر کچھ کہے تمہارے جال میں ایسا پھسا ہے کہ قیامت تک نکلنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"

علیان ساری باتیں اس کے کان میں جھک کر سرگوشی کی طرح کر رہا تھا، ورنہ اگر اس کے بھائیوں نے سن لیا تو اس کی شامت تھی، بھلے وہ سب خود کیوں نہ انتہا کے بے باک ہوں۔

علیان نے جلے دل کے ساتھ سوچتے آمدہ کو چھوٹے چھوٹے سیر لیکھیں کے نوالے کھلانے لگا۔ اس کی بات پر ماکسا نے کن آنکھیوں سے اسے گھورا۔

"ناشتہ کرو میری جان، ناشتے کے بعد روم میں پرنسپلی تمہیں منا دوں گا۔"

علیان اس کے لپ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھتے اسے دیا تا اسے ٹپٹانے پر مجبور کر رہا تھا۔ مائکا جو اس کے لئے چائے ڈال رہی تھی اچانک اس کا بھاری ہاتھ اپنی ٹانگ پر محسوس کرتے ہی جان سے لرزی تھی۔

"علیان! وہ ہم سب کے بیچ میں ہے۔"

مانسا نے ارد گرد دیکھتے اسے جگہ کا خیال کروانا چاہا جو بڑے آرام سے ایک ہاتھ سے اسے تنگ کر رہا تھا۔

ناشتے کے بعد چپ چاپ کمرے میں آجانا، ورنہ میں بغیر کسی کا لحاظ کئے تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا۔"

علیان اسے تبھی انداز میں بولتا چائے کے گھونٹ بھرنے لگا۔ مائکا جو صبح سے اپنی بھوک سے بے حال تھی، علیان کی باتوں سے اسے ساری بھوک اڑن چھو ہوتی محسوس ہوئی۔ اسے پکا یقین تھا علیان بھلے ہی قصہ نہیں کرتا مگر اس کی شدت پسندی والی قربت اسے آگ میں جلانے کے مانند ہوتی جسے برداشت کرتے کرتے اسے اپنی روح کو بچی ہوتی محسوس ہوتی ہے۔

"زیادہ مت سوچوں آمدہ کی ماما یہ کام آئندہ کا ہے۔"

درنشہ تقریباً سارا ناشتہ لگا چکی تھی جب زارا عبایہ پہنے تیزی سے نیچے اتر رہی تھی۔ وہ پہلے اٹھ کر معمول کے مطابق اس کا ناشتہ بناتی اسے دیتی پھر اوپر تیار ہونے کی تھی، جبکہ صبح اس کو دردو نے کہا بھی تھا کہ وہ علیان کا ناشتہ بنا دیتی ہیں مگر اس نے صاف انکار کر دیا یہ کہہ کر کہ دونوں کام اس نے ہی کرنے ہیں۔

زارا اپنا بیگ کچن میں رکھتی علیان کی کافی بناتے اسے دینے لگی۔

"یہ لیجیئے آپ کی کافی۔"

"اسے رہنے دو، آج چائے بنا دو۔"

علیان کافی کو دیکھتے منہ بناتا بولا جیسے پہلے کبھی اس نے ایسی کافی پی ہی نہ ہو۔ وہاں اس کی بات پر جہاں زارا کو جھٹکا لگا تھا وہیں سب گھر والوں نے بھی اسے حیرانی سے دیکھا۔ مانا وہ شام کو چائے پیتا تھا مگر صبح صبح تو وہ ہر قیمت پر صرف کافی ہی پیتا تھا، وہ بھی بلیک۔

"ج۔ جی!"

زارا سے مسلسل حیرانی سے دیکھتے ہوئے تصدیق چاہی۔ کیا ہوا؟ چائے بنا دو اور جلدی سے ناشتہ کرو۔

دارجی: وہ مجھے آپ کو کچھ بتانا تھا اور وہ اسکول جوائن کرنا چاہتی ہے کیونکہ گھر میں اس کا خاصا ٹائم فارغ گزرتا ہے اور یوں فارغ بیٹھ کر یہ بیمار رہنے لگی ہے، تو میں نے اسے جانے کی اجازت دے دی ہے۔ امید ہے آپ سب کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

علیار ان سب پر نظریں دوڑاتے ہوئے بولا۔

میرے پیارے ہوتے، آپ نے ہمیں بتانے کی مشقت اب بھی کیوں کی؟ اصول تو آپ کو کل رات آکر ہم سے بات کرنی چاہیے تھی۔ زارا اپنی ہم سے کل ہی اجازت لے چلی تھیں جو ہم نے دے دی تھی، بھلا ہمیں کیا اعتراض ہوتا۔ مگر آپ ذرا گھر کو بھی دیکھیں اور بیوی کا خیال رکھیں۔

داچی اس کی عزت سے بے عزتی کرتے بولیں۔ ان کی بات سنتے چائے ڈالتے زارا کے ہاتھ لرزے تھے۔ وہ سمجھ گئی وہ کسی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ان کی بات سنتے زارا کے چہرے کا رنگ سفید پڑا تھا جسے زرتاشہ نے باخوبی نوٹ کیا تھا۔

داچی یہ غلط بات ہے۔ آپ نے ایسے سائیں کو نہیں ڈانٹا تھا اور بھابھی آپ کیوں یہ ظلم کر رہی ہیں؟ مجھے تو زبردستی بھیجا جا رہا ہے۔ پڑھنے کے بعد اسکول کون جاتا ہے؟ میں تو ٹیچر بن کر بھی اس مخطرناک جگہ پر نہیں جاؤں گی۔

زرتاشہ نے بڑی ہوشیاری سے بات کو گھماتے باقاعدہ جھرجھری لیتے ہوئے زارا سے کہا۔ اس کے انداز پر سب ہی مسکرا دیے تھے جبکہ دارار اپنی نوٹنکی بیوی کی نوٹنکی دیکھ بس سر ہلا کر رہ گیا۔

چلیں بھی، سارے نکلنے کی کریں۔ اور علیار آپ ہمیں بتائیں کہ گزارا کو لینے اور چھوڑنے کا کام کر سکتے ہیں یا نہیں، ورنہ ہم خود زارا کو پک اینڈ ڈراپ کر لیں گے۔

ساکب صاحب ناشتہ سے فارغ ہوتے باہر کی طرف جاتے ہوئے بولے۔ ان کی بات پر علیار نے ابرو اچکائے انہیں دیکھا تو بس انہیں گھور کر باہر نکل گئے۔ وہ کل ہوئی باتوں کی وجہ سے علیار سے بے حد ناراض تھے۔ ان کی نظر میں زیادہ قصور علیار کا تھا جس کے ہوتے ہوئے کسی باہر والے کو اس قدر موقع ملا کہ وہ ان کی بیٹی کا تماشہ لگا گیا۔ وہ الشبا کے والد سے اس کی اس حرکت کے بارے میں بات کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ وہ اسے ہی اسے اتنی آسانی سے اتنا سب کچھ کر کے

جانے کی اجازت دینے والے نہیں تھے تاکہ وہ کل کو اٹھ کر دوبارہ ان کی بیٹی کو کچھ بولے اور وہ یونہی منہ دیکھتے رہیں۔

آمدہ: گندی بات ہے بچا۔ بابا نے کام پہ بھی تو جانا ہو گا۔ اب ہر جگہ آمدہ ساتھ تو نہیں جائے گی نا۔ ماما کے ساتھ رہتے ہیں بچا، ماما آپ کو ٹی وی دکھائیں گی، ہم کھیلیں گے، گھومیں گے، سوئیں گے، ماما بی مزے کریں گی، ایسے تنگ نہیں کرو بچا۔

مانسا اسے مسلسل ہچکیوں سے روتا دیکھ کر کمرے میں چکر لگاتی اسے تھپکاتے ہوئے پکارنے کی کوشش کر رہی تھی جو علیان کے جانے کے بعد رو رو کر خود کو پاگل کر چکی تھی۔ وہ تو اسے بھلا کر گیا تھا مگر جب کافی دیر تک وہ واپس نہیں آیا تو جو آمدہ کا رونا شروع ہوا اور اسے یوں مسلسل روتا دیکھ کر اب تو مانسا صحیح معنوں میں پریشان ہوئی تھی۔ وہ شاید علیان سے بہت زیادہ اٹیچ ہو گئی ہے جبھی آج اس کے جانے پر اس طرح ری ایکشن دے رہی ہے۔

مانسا نے اسے فون ٹرائی کیا تھا مگر بیل جا رہی تھی۔ مانسا نے پریشان ہوتے ایک بار پھر اسے فون کرنا چاہا مگر جواب وہی تھا۔

آمدہ بس بچے۔

مانسا اسے لئے تھک ہار کر بیٹھ گئی جو ماں کے بیٹھنے پر اس کے سینے پر سر رکھتی اب چپ ہو گئی تھی۔ اس کے چپ ہونے پر اکسا نے نے سکھ کا سانس لیا اور اس کا چہرہ صاف کرنے لگی مگر

اس کے چہرے کو دیکھتے اسے اپنا دل دو حصوں میں تقسیم ہوتا محسوس ہوا جہاں اس کی بیٹی بے آواز رو رہی تھی۔

ماں کا پیار اچھا بابا آجائیں گے میری جان، اچھا تھوڑا سا سیر لکھیں کھا لو۔

مائسا ایک بار پھر اس کا چہرا اصاف کرتی سائڈ ٹیبل سے بول اٹھاتی چمک اسکے طرف بڑھانے لگی جب وہ منہ پھیر گی۔ اسکی حرکت پر مانسا سرو سانس کھینچ کر رہ گئی۔ میری بیٹی اچھا چلو ماما بیٹی سوتے ہیں جب اٹھے گیں تو بابا آجائے گئیں بلکہ ابھی ماما بابا سے پوچھتی ہے۔ مانسا کو پتا وہ علیان کی بات سنے بغیر ملے گی نہیں اسی لئے وہ اپنا فون اٹھاتی علیان کا وٹس ایپ کھول گئی وہ اسے ڈیٹا آف میں وائس میسج چھوڑتے کچھ دیر انتظار کرنے کا ناٹک کرنے لگی اسکے وائس ریکارڈ کرنے پر آمدہ اپنی آنکھیں بڑی کرتی وائس دیکھنے لگی۔ ابھی بابا جواب دیتگیں۔ ہاں آرا ہا ہوں۔ وہ آئندہ کو بارات والے دن کی وائس سناتے اسے بھلاتے ہوئے سلانے کی کوشش کرنے لگی۔ سو جائیں ماما کی جان جب اٹھیں گی تو بابا آنکہ کے پاس ہونگے ہم۔ ماکس اسے اپنے سینے سے لگاتا کمرے کی لائٹ اف کرتی اسے سلانے لگی علیان کی آواز سنتے آمدہ بھی کسی پر تک مستمعین ہو گی تھی اس لئے چپ چاپ اسکے سینے میں چہرا چھپائے سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

شام کے وقت وہ اسے نہلا ہلا کر تیار کرتی نیچے لے کر آئی جبکہ آمدہ بھی سو کر اٹھنے کے بعد کافی خاموش تھی اور اسکے اس بے ہیویر کے بارے میں وہ ڈاکٹر سے بات کرنے کا آرا دور رکھتی تھی۔ وہ اسے لئے لان میں آتی وہاں کھلنے لگی کیونکہ اب تو علیان نے آجانا تھا شام کے

ساڑھے پانچ ہو رہے تھے۔ آنکہ و مانسا کے کندھے پر سر لگائے بلکل خاموش تھی جب علیان کی گاڑی حویلی کے مین گیٹ سے اندر داخل ہوئی اسکی گاڑی کا ہارن سنتے ہیں آمدہ تیزی سے چہرا اٹھاتے ہارن کی سمنت دیکھنے لگی جبکہ ماکسا بھی اپنی بیٹی کو با غور دیکھ رہی تھی جب علیان حویلی کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا اسکی نظر ان پر نہیں کی تھی وہ سیدھا اندر کی طرف چل گیا۔

آمدہ جو اسے دیکھ کر خوش ہوئی تھی واپس چپ چاپ اپنی ماں کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند کی جبکہ مانسا کو اسکی اس ایک ایک حرکت اپنے دل پر محسوس ہو رہی تھی۔ اسکے ایک ایک آنسو اسے اپنے سینے میں تیر کی طرح چبھتے ہوئے محسوس ہوئے۔ بھلے ہی اس نے اسے پیدا نہیں کیا تھا مگر اسکے اس دنیا میں آنے کے بعد وہ اس رشتے سے جڑ گئی تھی جس کی اسے پہلے کوئی سمجھ نہیں تھی۔

وہ اس کا سکون اور شفقت سے بھرپور سایا بننا چاہتی تھی مگر اسے علم تھا کہ علیان مصروف ہوگا، لیکن اسے اس سے شکوہ تھا کہ وہ جاتے ہوئے کم ازکم اسے سمجھا کر جاتا، کیونکہ اسکی بات آمدہ ایک بار میں مان جاتی تھی۔ وہ ابھی چھوٹی تھی مگر جس طرح وہ چیزوں کو observe کرتی تھی، یہ عادت مانسا کو خاصی پریشان کر رہی تھی۔ وہ وہیں لان میں کھڑی اپنی سوچوں میں گم رہی۔

علیان جیسے ہی اندر داخل ہوا تو ہال، ڈائننگ روم اور مردان خانہ سب خالی تھے، شاید سب اپنے پچھلے دنوں کے کام نپٹا رہے تھے۔ وہ سر جھٹکتا تیزی سے اوپر اپنی کمرے کی طرف بڑھا۔

جوں ہی وہ کمرے میں داخل ہوا تو ہر طرف اندھیرا اس کا استقبال کر رہا تھا کیونکہ مانسا نیچے جاتے ہوئے ساری لائٹس بند کر گئی تھی۔ اپنی متاعِ جان کو کمرے میں نہ پا کر وہ بالکونی کی طرف بڑھا جہاں اسے پورا لان خالی نظر آیا۔ پھر وہ واپس کمرے میں داخل ہوا اور نیچے جا کر انہیں ڈھونڈنے کا ارادہ کیا۔

ابھی وہ دروازے کی طرف بڑھتا جب کلک کی آواز سے دروازہ کھلا اور مانسا آمدہ کو گود میں تھامے اندر داخل ہوئی۔ ان دونوں کو دیکھتے ہی علیان کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے تھے۔

"کدو، بابا کی جان کدھر تھا؟"

علیان اسے مائسا کے کندھے سے لگا دیکھ کر بولا، جبکہ مانسا اس کی کمرے میں موجودگی پر وہیں دروازے پر رک گئی۔

جب علیان قدم در قدم چلتا ان کے قریب جاتا پہلے مائسا کے ماتھے پر لب رکھتا پھر آمدہ کے ماتھے پر لب رکھنے لگا۔ اس کے لب رکھنے پر آمدہ جو ہمیشہ جھکتے ہوئے اس کے گال پر لب رکھتی تھی اس نے کوئی بھی تاثر نہیں دیا تھا۔

"کچھ ہوا ہے؟ یہ اتنی چپ چپ کیوں ہے؟ اور تمہارا منہ کیوں لٹکا ہوا ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟ کوئی بات ہے؟"

علیان ایک ایک سوال کرتا ماتھے پر بل ڈالے اسے استفسار کرنے لگا، جب وہ نفی میں سر ہلاتی بیڈ کی طرف بڑھ گئی۔

"کرو! آج بابا کے پاس نہیں آئے گا؟"

علیان نے مانسا کے بیڈ پر بیٹھنے سے آمدہ کو اس سے لینا چاہا جس پر آمدہ قس کر مانسا کی قمیض کو پکڑ گئی۔ اس وقت مانسا اس کی طرف پشت کئے کھڑی تھی۔

"میرے بچے، میری جان کیا ہوا ہے؟ ایسا اداس کیوں ہے؟"

علیان نے ایک بار اور کوشش کرنی چاہی مگر ناکام ہی رہا، اپنی بیٹی کے رویے پر تو اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔

مانسا سے مزید کھڑا نہیں رہا گیا تو وہ بیٹھ گئی۔

"مائسا کیا بات ہے؟ کچھ تو ہے جو تم بتا نہیں رہی، آمدہ کو کیا ہوا ہے؟"

"کچھ نہیں ہوا، کچھ بھی نہیں ہوا۔ آپ جہاں گئے ہوئے تھے جائیں۔"

اس کے بار بار پوچھنے پر مانسا غصہ سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے ہٹاتے بولی، جبکہ علیان حیرت سے ماتھے پر بل ڈالے اس کے روڈ بیہیور کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا بات ہے؟ بتاؤ گی نہیں تو پتا کیسے چلے گا؟"

علیان اب کی بار قدرے سرد لہجے میں بولا، اسے مانسا کا ہاتھ جھٹکنا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔

"آپ کو کیا ہے؟ کچھ بھی آپ جائیں، جا کر اپنے کام میں مصروف رہیں۔ ہمیں دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ماں بیٹی ایک دوسرے کو خود دیکھ لیں گے۔"

مانسا آمدہ کا خیال کرتے آہستہ آواز میں نم لہجے میں بولی، اپنی بیٹی کا رونا وہ بھلا نہیں پا رہی تھی۔ اگر وہ ایک کال اٹھا کر اس سے بات کر لیتا تو...

مگر نہیں، اس نے اس کی ایک بھی کال اٹھانا ضروری نہیں سمجھا۔

مانسا کو وہ منظر یاد کرتے ہوئے آنکھوں کی بارش روک نہ سکی، مگر علیان نے یہ سب دیکھ لیا تھا۔

"یار میں میٹنگ میں تھا، نہیں ملا ٹائم تمہیں کال کرنے کا۔"

اس کے رونے پر علیان نے اسے اپنے حصار میں لینا چاہا مگر مانسا نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

"آپ کو صبح نو بجے سے شام پانچ بجے تک ایک بار بھی موقع نہیں ملا کال ریسیو کرنے کا؟ اتنی لمبی میٹنگ میں تھے آپ؟ اور کال کرنی نہیں تھی؟ آنے والی کال ریسیو کرنی تھی۔ میں پاگل نہیں ہوں جو چالیس کالز آپ کو یہ پوچھنے کے لئے کرونگی کہ میرے بابو نے کھانا کھایا یا نہیں۔ ظاہر سی بات ہے کوئی ایمرجنسی ہی ہوگی تبھی فون کیا ہوگا۔ مگر اب آپ رہنے دیں بلکہ یہ لیں، اسے

بھی اپنے پاس رکھیں کیونکہ اگر میرے ضرورت کے وقت آپ ہی میرا فون نہیں اٹھائیں گے تو
"اس عذاب کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مانسا غصے میں اسے باتیں سناتی اپنا فون اس کے ہاتھ میں تھما گئی۔

علیان حیرانی سے اسے اتنا غصہ کرتے دیکھ رہا تھا، جس کا چہرہ اس وقت لال لال بھبکا ہوا تھا، اور اس کے غصے کے تضاد اسے اپنی بیٹی کی خاموشی پر حیرت ہو رہی تھی جو ایک بار بھی اسے دیکھنے کی غلطی نہیں کر رہی تھی۔

سوری دار، با قسم لے لو، قدو کی اس کمبخت کی آواز ایک بار بھی جو میرے کانوں میں پڑی ہو،" اور میں آج بیک ٹو بیک میٹنگ میں تھا۔ کل اور پرسوں کی میٹنگ جو شیڈول تھی انہیں بھی آج ہی ارجنٹ نوٹس پر نمٹا کر آیا ہوں۔ مگر تم یہ بھی تو دیکھو کہ میں اپنے ٹائم پر واپس آیا ہوں، اور کام جلدی جلدی نمٹانے کے چکر میں میں نے فون کو دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔ اب معاف بھی کر "دو، دوبارہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔

علیان اپنے کان پکڑتے اس کے قدموں پر بیٹھتا بولا۔

آپ کی اس سوری کا ہم کیا کریں؟ بتائیں کیا کریں؟ آپ کو اندازہ بھی ہے یہ کتنی روئی ہے؟ تین" گھنٹے رو رو کر اس نے اپنی جان ہا کان کر لی۔ اب بھی دور ہی ہے، بھلانے کی کوشش کی میں نے اسے آپ کے پرانے وائس نوٹ سنا کر، مگر جب سے چپ چاپ آنسو بہا رہی ہے۔ آپ اتنے

لاپرواہ کیسے ہو سکتے ہیں؟ کیا سارا دن میں ایک بار بھی آپ کو ہمارا خیال نہیں آیا کہ فون دیکھ لوں، آئندہ کا پوچھ لوں؟ آپ کو پتا بھی ہے آپ کے بغیر یہ نہیں رہتی، مگر نہیں، آپ کو ہم دونوں یاد ہوتے تو آپ فون کرتے۔ بتائیں اب چپ چاپ میری باتیں کیوں سن رہے ہیں؟ بتائیں لے آگے وہ وقت واپس۔ آپ کو پتا ہے یہ نارمل بچوں سے زیادہ سینسیٹو اور مچور ہے، خاص طور پر آپ کے معاملے میں کیونکہ آپ نے اسے باپ کے محفوظ لمس سے روشناس کروایا ہے۔ اب کیا کروں یہ تو ری ایکٹ ہی نہیں کر رہی بس چپ ہے۔ کیا کروں میں بتائیں؟"

مانسا اس کے کندھے پر ایک کے بعد ایک مکہ مارتی اس کے سینے میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ یہ بات اسے صبح سے پریشان کر رہی تھی اور آمدہ کی مینٹل ہیلتھ کو لے کر بہت سی منفی سوچیں اس کے دماغ میں گھر کر رہی تھیں۔

علیان مانسا کو خود سے لگائے آنکھیں پھیلائے حیرت سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

"دلبر یار، تم تو چپ ہو اور میرے کدو کو کچھ نہیں ہوا۔ وہ بس ناراض ہو گیا ہے اپنے بابا سے، ابھی مان جائے گی۔ ہم اٹھو، حوصلہ کرو، بعد میں لڑنا مجھ سے۔ اور یار تم تو مضبوط بنو، اگر میں فون نہیں اٹھا رہا تھا تو اسے لے کر آفس آ جاتی۔ تمہارے میاں کا ہی کسی نے روکا ہے؟ نہیں نا؟ اچھا اب اٹھو میری جان اور اپنے کدو کو دیکھو، بعد میں اس کی ماما سے نمٹ لوں گا۔"

علیان اس کا چہرہ صاف کرتا اس کے ماتھے پر لب رکھتا بولا۔

علیان وہ ٹھیک ہو جائے گی نا؟ آپ ایک کام کریں، ہم اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتے ہیں، ہاں؟۔ مانسا زمین سے اسکے سہارے کھڑی ہوتی اسے مشورہ دیتے ہوئی، جب علیان اسکے لبوں پر انگلی رکھ گیا۔

ہش! وہ بالکل ٹھیک ہے، بس اپنے بابا سے ناراض ہو گی اور تم سے بھی، جبھی تمہیں کچھ بتا نہیں رہی۔ ابھی تم دیکھنا کیسے مانے گی میری بیٹی۔ تم ادھر ہی رکو، میں ابھی آتا ہوں۔

علیان مانسا سے کہتا تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسکے واپس باہر جانے پر آمدہ نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ مانسا لب کاٹتے اپنی بیٹی کو دیکھنے لگی۔

ایک منٹ بعد علیان کمرے میں دوبارہ داخل ہوا مگر اب اسکے ہاتھ میں پھولوں کا ایک گلدستہ اور ایک اور بیگ تھا، جسے دیکھ کر ہی لگ رہا تھا اس میں کیک ہے۔

کدو!۔ بابا کی جان!۔یہ میرے بچے کے لئے، اور یہ بھی۔

علیان اسکی گود میں پھولوں کا بکے رکھتا، کیک کا ڈبہ سائیڈ پر رکھ گیا۔ اپنی گود میں رکھا گلابوں کے پھولوں کا بکے دیکھتے، آمدہ جو چہرہ نیچے کئے اپنا فلشی ٹوائے کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی، وہ

اپنی گود میں رکھا گلابوں کے پھولوں کا بکے دیکھتے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے علیان کو دیکھنے لگی، جو اسکے دیکھنے پر کان پکڑ گیا۔

سوری میری جان، بابا کا پیارا کدو، بابا کو معاف کر دو۔

علیان اسکی سوجی آنکھیں دیکھتا اسکے چھوٹے چھوٹے ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتا بولا۔

اچھا بابا پہلے ماما کو سوری بولتے ہیں، پھر آمدہ کو بولیں گے، اوکے؟

علیان اسے مائسا کی طرف دیکھتا دیکھ کر بولا۔

علیان بیڈ پر آگے ہوتا پہلے مائسا کے ہاتھ اور پھر اسکا ماتھا چومتے کان پکڑ کر سوری کرنے لگا۔ آمدہ باغور سے دیکھ رہی تھی۔

اچھا! اگر میرا اچھا ایسے نہیں مان رہا تو بابا صلح بیٹھک کر لیتے ہیں ہم۔

علیان اسے بس خود کو اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے تکتا دیکھ کر بولا۔

چلو دلبر، تم میری بیٹی کو بیٹھا کر مضبوطی سے پکڑو، میں صلح بیٹھک کرتا ہوں۔

علیان مائسا کو آمدہ کو گود میں بٹھانے کا اشارہ کرتا خود صلح بیٹھک کرنے لگا۔ اتنا کرنے کے بعد بھی جب آمدہ نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تو اب اسے بھی پریشانی ہونے لگی تھی۔

اچھا ایک کام کرتے ہیں، بابا آپکو کے ساتھ پش اپ کرتے ہیں۔

وٹ !؟۔

علیان مائسا کو دیکھتے ایک اور آئیڈیا دیتا بولا۔ اسکے آئیڈیا پر مانسا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی تھی کیونکہ آمدہ کو علیان کے سینے اور پیٹ پر بیٹھنے میں بڑا مزہ آتا تھا، یہ بات وہ بہت اچھے سے جانتی تھی۔ اسکی بات پر مائسا تیزی سے گردن ہلا گئی۔

علیان جلدی سے پش اپ کی پوزیشن لے گیا۔ اسے پوزیشن لیتا دیکھ، آمدہ اپنی آنکھیں بڑی کرتی اپنی ماں کو دیکھنے لگی، جب مائسا اسے گود میں اٹھائے شدت سے اسکے گال چومتی، اسے لئے علیان کی طرف بڑھی، اسے اسکے پیٹ پر بٹھا گئی۔

اسکے پیٹ پر آمدہ تقریباً لیٹنے کے انداز میں بیٹھی تھی کیونکہ ابھی وہ بہت چھوٹی تھی، بیٹھ نہیں سکتی تھی۔ وہ تو علیان اسے اپنے سینے سے لگا کر بٹھاتا تھا یا تکیہ کے سہارے، تو وہ اس وقت تقریباً اپنے باپ کی کشادہ پشت پر لیٹی، اسکی گردن کے گرد اپنے چھوٹے ہاتھ باندھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ مائسا نے اسکے پیٹ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا تا کہ وہ گرے نہ۔

چلو کدو، شروع کریں۔

علیان اسکی توجہ اپنی طرف کرتا پش اپ کرنے لگا۔ خود کو یوں اوپر نیچے جاتے دیکھ پہلے تو وہ ڈری، مگر جب اسے مزہ آنے لگا تو وہ جھولا جھولتے بڑے مزے سے کبھی علیان کے کان نوچنے کی

کوشش کر رہی تھی تو کبھی اسکی داڑھی کو کھینچنے کی۔ اس چکر میں وہ علیان کی کمیز اور چہرے کو اچھا خاصا گندا کر چکی تھی۔

علیان، بس رک جائیں کہیں اسے الٹی نہ ہو جائے۔

مانسا اسے پینٹیس پش اپ سے آگے جاتا دیکھ کر بولی۔

اسکی بات پر علیان ہائے بھرتا، ایک ہاتھ پر اپنا وزن بیلنس کرتا، دوسرے سے آمدہ کو اپنی گود میں لے گیا۔ اسکے یوں گود میں لینے پر آمدہ کھلکھلاتے ہوئے اسکی کمیز اپنی مٹھی میں دبوچتی کھلکھلانے لگی۔

جب علیان بیڈ پر جاتا، اسے اپنی گود میں بٹھاتا، اپنی کمیز اتار کر مائسا کو تھما گیا۔ اس کے یوں اچانک کمیز اتارنے پر مائسا نے ٹپٹا کر اسے دیکھا، یکدم اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو بیوی؟ ابھی اچھی خاصی ایکسر سائز کی ہے، سو ہیٹنگ ہو رہی ہیں، اور"
"ابھی میں اپنے کدو کو چھوڑ کر نہانے نہیں جا سکتا۔

علیان اس کے لال ہوتے چہرے کو دیکھ کر محفوظ ہوتا بولا۔ اس کی بات پر مائسا اپنی خفت مٹانے کے لیے جلدی سے ڈریسنگ روم میں چلی گئی، جلدی سے ناول لا کر اسے دیا۔

"یہ لیں، وہ پینا صاف کر لیں۔"

مانسا اس کے برہنہ کشادہ سینے سے نظریں چراتی بولی۔

"تم کر دو، میں اپنی کدو کے ساتھ مصروف ہوں۔"

علیان آمدہ کو اپنی باڈی سے دور رکھتا، اسے ہوا میں اوپر کرتا، اس کے پھولے گالوں کو چومنے لگا، جس پر آمدہ اس کی داڑھی اور مونچھوں کی چبھن کی وجہ سے بس کھلکھلانے کا کام کر رہی تھی۔ اپنی بیٹی کو واپس نارمل ہوتا دیکھ مائسا نے سکھ کا سانس لیا۔ وہ اس کی چیخ سے کافی ڈر گئی تھی۔ اسے یوں ہنستا کھیلتا دیکھ، مانسا جلدی سے اس کی پشت اور سینے کو صاف کرتی دوبارہ ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ وہاں سے اس کی نئی ویسٹ لائی، اسے دے گئی۔

بھی کیک تو کھولوں، میرے کدو نے کیک کھانا ہے میرے بچے کو۔ پھول کیسے لگے میری جان؟" اب بابا آمدہ کو چھوڑ کر نہیں جائے گیں۔ آمدہ بھی بابا کے ساتھ آفس جائے گی، ٹھیک ہے؟ "علیان ایک بار پھر اس کے رخسار چومتا، اسے باتیں کرنے لگا۔

اسے اپنے ساتھ کھیلتا دیکھ، آمدہ اپنی پرانی ٹون میں آتی، اب اپنی زبان میں اسے شکایت شروع کر چکی تھی۔ وہ اسے اپنے ہاتھ پیر مارتی، اپنی باتیں سمجھانے کی کوشش کرنے گئی، جس پر علیان بھی سر ہلاتے پوری توجہ سے سننے لگا، جیسے اسے سب سمجھ آرہا ہو۔ مگر اتنا وہ جان گیا تھا کہ وہ اس پر ہی غصہ کر رہی ہے جو اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

سوری بابا کی پیاری بیٹی، میرا کدو، میرا لہوا بھی۔ بابا اپنی جان اور اپنی کدو جان دونوں کو گھمانے" "لے کر جائے گیں، جہاں آمدہ، بابا، ماما مزے کریں گے ہم۔

علیان اس کے ماتھے پر لب رکھتا، اسے اپنے سینے سے لگاتا بولا۔ اتنی دیر میں مائسا نے درخشہ سے پلیٹ، مگ اور چائے منگوائی تھی۔

"دلبر! یہ کریم کیک کے ساتھ چائے کون پیتا ہے؟"

علیان اسے چائے بناتا دیکھ کر بولا۔

"ہم دونوں پیتے ہیں، اور کیک آمدہ کا ہے، تو اس کے بابا کھانے کی سوچیں بھی مت۔"

مائسا اس کی چائے سائیڈ ٹیبل پر رکھتی، کیک کا سلائس کاٹنے آمدہ کے سامنے رکھ گئی۔

"یہ میں اپنے لیے بھی لیا تھا، تم باکس کیوں بند کر رہی ہو؟"

علیان مانسا کو آمدہ کو کیک کا سلائس دینے کے بعد باکس بند کرتا دیکھ کر بولا۔

یہ آپ کی سزا ہے۔ آپ کی وجہ سے میری بیٹی انتشار ہوئی ہے، تو آپ کو کیک نہیں ملے گا، بس" میری جانو کھائے گی۔ اب چپ چاپ اپنی چائے پیجیے، اور یہ کوکیز کھائیے اگر آپ کو زیادہ ہی "چائے کے ساتھ کچھ کھانے کا شوق ہو رہا ہے۔

مانسا بڑے آرام سے اس کے سر میں بم پھاڑتی بولی، اور کیک کو لے جا کر دوسری سائیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ گئی۔ اس کی بات پر علیان نے حیرت سے اسے دیکھا، جو بڑے آرام سے کیک کے چھوٹے سے نوالے آمدہ کو کھلا رہی تھی۔

"علیان ! یہ اس کے لیے ٹھیک ہو گا؟ مطلب ابھی یہ بہت چھوٹی ہے، اور کیک؟"

مائسا جو کیک کا پیس آدہ کی طرف بڑھا رہی تھی، وہ ہاتھ روکے اس سے استفسار کرنے لگی۔ وہ اس کی صحت پر کمپرومائز نہیں کر سکتی تھی۔

ہاں، ٹھیک رہے گا، مگر تھوڑا سا ہی دینا، اور ویسے بھی اس نے کھانا کم ہے اور کھیلنا زیادہ ہے۔" ابھی تم اسے چھوڑ دو، پھر دیکھنا یہ اپنی پیدائش پر رو رہا ہو گا، میری بیٹی نے اس کا وہ حال کرنا ہے۔"

علیان کیک لینے سے پہلے ہی ڈاکٹر سے پوچھ چکا تھا۔ آدہ کی ہیلتھ کے معاملہ میں وہ بہت زیادہ پوزیسیو تھا، اور وہ کچھ بھی ایسا ویسا اسے کھلا کر اپنی بیٹی کو بیمار نہیں کرنا چاہتا تھا، پس اس نے یہ ایک ایک ہوم بیڈ شیف سے آفس سے واپسی پر لیا تھا جو نیوٹریشنسٹ بھی تھی اور اسکی قریبی جانے والی بھی، تو وہ کیک کو لے کر مطمئن تھا۔

اچھا، آپ کہہ رہے ہیں تو دے دیتی ہوں۔ مانسا اسکی بات پر مطمئن ہوتی بولی۔ مانسا جو آدہ کی طرف کیک کی بائٹ بڑھا رہی تھی، جب آدہ نے اسے اسکے ہاتھ سے لینا چاہا۔

اچھا، ایک منٹ بے بی، ایسے یہ گر جاتا ہے، ماما کھلاتی ہے نا۔ اچھا کرو یہ لو۔ مانسا اپنا ہاتھ اسے پکڑاتے ہوئے بولی، جو بمشکل اسکے ہاتھ کو تھامتی بائٹ علیان کی طرف بڑھانے گئی۔

دیکھا، صرف میرے کدو کو میری فکر ہے، میرا پیارا بچہ۔ علیان اسکے ہاتھ سے ایک بائٹ کھاتا، قس کر اسکے گال چوم گیا۔

واہ! ماما کو نہیں، صرف بابا کو۔ یہ تو غلط ہے، ماما نے آپکے بدلے کی لڑائی کی ہے۔ مانسا اپنا منہ کے زاویے اداس بناتے بولی، جبکہ اسکے چہرے کو دیکھ کر آمدہ ہنس دی۔

یہ کیا گند ہے جو ماما پر ہنس رہا ہے؟ مانسا اسکے پیٹ میں گد گدی کرتی، اسکی لاڈیاں کرتی بولی۔

بیوی، میرے کدو کو مجھے دو۔ اپنی بیٹی کو میں کیک کھلا دوں گا، تم جا کر جلدی سے پیکنگ کرو، ہم گھومنے جا رہے ہیں۔ علیان آمدہ کو اپنے سینے پر بٹھاتا، کیک کی پلیٹ اپنے قریب کھینچتا، ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگانے کے انداز میں لیٹ گیا۔

کہاں جانے کی پیکنگ کروں؟ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ ۔ مانسا نے اس سے حیرانی سے پوچھا، جسے بیٹھے بٹھائے گھومنے کا شوق چڑھا تھا۔

وہ میں نہیں بتا سکتا، وہ سرپرائز ہے۔ تم بس آمدہ کے چار پانچ سوٹ اور اسکا سارا ضروری سامان، اور اپنے بھی کپڑے دو دن کے حساب سے رکھ لو، مگر ایک آدھا سوٹ زیادہ ہی رکھنا، اور میرے بھی رکھ لو، اور وہ جو گرز ہیں وہ بھی رکھ لینا اپنے۔ اب جلدی کرو، تمہارے پاس صرف آدھا گھنٹہ ہے۔ سب سے کونے والی وارڈروب میں نیچے کی طرف لاگیج رکھا ہے، نکال لو۔ جب

تک آمدہ اور باپا کارٹون دیکھیں گے ہم۔ میرا بچہ رونا نہیں ہے ہم۔ علیان اسے انسٹرکشن دیتا، ایک بار پھر آمدہ کے گال چوم گیا۔

علیان، یہ اچانک کہاں جانے کی سوجھ گئی ہے آپکو؟ اور کیا ہم اکیلے جا رہے ہیں؟ باقی گھر والے نہیں جا رہے؟ مانسا علیان کو دیکھتے بولی۔

نہیں، کوئی نہیں جا رہا، کیونکہ ہم کپل ٹرپ پر جا رہے ہیں، اور کپل ٹرپ پر ہمارے ساتھ ہمارا کدو فری ہے۔ اگر اب تم نے مزید کوئی سوال کیا اور دو منٹ کے اندر پیکنگ شروع نہیں کی، تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ گود میں اٹھا کر لے جاؤں گا، جیسے آمدہ کو لے کر جاتا ہوں۔ اب جاؤ، جا کر جلدی کرو۔ علیان اسے دھمکاتا بولا، اور اسکی دھمکی کافی حد تک کام بھی آ گئی۔ وہ تیزی سے ڈریسنگ روم میں گھستی، اسکا دروازہ بند کر گئی۔

اسکی حرکت پر علیان کا بے ساختہ قہقہہ چھوٹا تھا، جسے سنتے مانسا خامخا سرخ پڑ گئی۔ کچھ دیر بعد ہی وہ اپنی پیکنگ کمپلیٹ کرتی بیگ باہر لے آئی۔

لائیں، اسے دیں، پہلے میں اسے تیار کروں پھر خود ہوں گی۔ مانسا آمدہ کو اسکے ساتھ کھیلتا دیکھ کر بولی۔

اسکی چیزیں مجھے دے دو، یہاں بیڈ پر آج بابا آمدہ کو تیار کریں گے، کیوں کدو؟ چلو بھئی چلو۔ وہ اسے گود میں لئے واش روم چلا گیا۔

سورج کی کرنیں اسکے کمرے کی کھڑکی سے جھلکتی انکے کمرے میں آتی انہیں تنگ کر رہی تھیں۔ ریان نے اپنی آنکھیں مسلتی انہیں کھولا تو اسکی نظر اسکی متاعِ جان پر گئی، جو بڑے مزے سے تقریباً اس پر لیٹی سونے کا کام انجام دے رہی تھی۔

ریان نے ہاتھ بڑھاتے اپنا موبائل تھاما، گھڑی میں وقت دیکھ کر اسے حیرت ہوئی۔ یہ آج زندگی میں پہلی بار تھا جو وہ اتنی دیر سویا تھا۔

وہ احتیاط سے دعا کو سائڈ پر لٹاتا، خود فریش ہونے چلا گیا۔ اسے عادت نہیں تھی زیادہ دیر تک سونے کی، اس وجہ سے اسے اپنی طبیعت میں بوجھل پن محسوس ہو رہا تھا، اور اپنی طبیعت کے مدنظر وہ الٹا شاور لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

بیس منٹ بعد وہ فریش ہوتا، صرف وائٹ ٹرائوزر میں باہر آتا، ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جاتا، اپنے بال بناتا، خود پر اچھے سے باڈی سپرے کرتا اپنی اہلیہ کی طرف بڑھا، جو اس وقت سراپائے حسن بنی بہت اچھے سے اسکا امتحان لے رہی تھی۔

ریان قدم در قدم چلتا اسکے قریب جاتا، اپنا ایک گھٹنا موڑتے بیڈ پر ٹیک لگا کر بیٹھتا، اپنا چہرہ اسکے چہرے کے قریب کر گیا، جو اس وقت ریڈ سلک کی نائٹی میں ملبوس اسکا خوش خروش ازا رہی تھی۔ یہ نائٹی بھی رات اس نے خود ہی اسے پہنائی تھی۔ وہ تو نڈھال سی اسکے حصار میں پڑی تھی۔

"اہلیہ !"

ریان اسکی گردن سے لے اسکی دھڑکن کی گہرائیوں تک انگلی پھیرتا ایک سرد سانس کھینچ گیا۔ اسکی چھوٹی سی اہلیہ اسے یا تو بہت زیادہ صابر بنا کر چھوڑیں گی یا پھر شدید بے صبر، ایسے زن مرید کا خطاب ملنے والا ہو جو ہر وقت اپنی بیوی کے پہلو سے چپکا رہتا ہے۔ ریان نے اپنی ہی سوچ پر جھرجھری لی۔

"اہلیہ !"

ریان اسکے کندھے پر لب رکھتے اسے پکارا اور ہمیشہ کی طرح اسکی اہلیہ اپنی نیند سے وفاداری کرتے ہوئے اسکی طرف اپنی پشت کرتی ہونے لگی۔ اسے الٹا نہ دیکھے، ریان اسے جھٹکے سے سیدھا کرتا سیدھا اسکے لبوں پر قابض ہو گیا کیونکہ اسکی بیوی ایسے اٹھنے والوں میں سے نہیں تھی۔

دعا، جو بڑے مزے سے اپنی میٹھی نیند کے مزے لے رہی تھی، اچانک کسی کو اپنے لبوں سے چپکا محسوس کر کے پٹ سے اپنی آنکھیں کھولتے ارد گرد دیکھنے لگی۔ جب اسکی نظر ریان کے بھیگے بالوں پر گئی، جن سے گرتی بوندیں اسکے عارض اور گردن سے پھسل کر تکیے پر ضبط ہو رہی تھیں، دعا ریان کو بری طرح اپنے لبوں پر قابض دیکھ کر پٹپٹاتے ہوئے اسے خود سے دور کرنے کے لئے اسکے کندھوں پر دباؤ ڈالتی اسے خود سے دور کرنا چاہا، جب ریان اسکے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لیتا دائیں ہاتھ سے اسکے سر کو گردن کر گیا۔

اسکی حرکت پر دعا نے حیرت سے اسے دیکھا، جو صبح صبح جنونی بنا ہوا تھا۔ ریان اسکے بلائی لبوں کو شدت سے چومتا انہیں مزید کندھاری کرنا چاہ رہا تھا، جو رات بھر اسکی شدت سہتے سہتے پہلے ہی خون چھلکانے کے درپر تھے۔

دعا نے نم نظروں سے اسے دیکھا، جو بغیر کسی چیز کا لحاظ کئے اسکے لبوں پر بری طرح قابض تھا۔ وہ اسکے بلائی لبوں کو چھوڑتا، اسکے نچلے لبوں کو دانت میں دبا کر بھینچ کر چھوڑتا، پیچھے ہوا۔ اسکے پیچھے ہونے پر دعا تیز تیز سانس لیتی اپنی اکھڑتی سانسوں کو ہموار کرنے میں بالکل ہو رہی تھی، جب ریان دوبارہ نرمی سے اسکے لبوں سے اپنے لب جوڑتا اسے اپنی سانسیں مہیا کرنے لگا۔

وہ مکمل طور پر اسکی سانسیں ہموار کرواتا پیچھے ہوا۔ دعا نے شکوہ کن نظروں سے اسے دیکھا۔

"اب ایسے نہ دیکھیں بیگم، ابھی آپ کا یہ بندہ بشر مزید بے ایمانی کا ارادہ رکھتا ہے۔"

ریان اسکے عارض سے لے کر گردن تک اپنی انگلی ٹریس کرتا اسکی دھڑکن پر ہلکے سے لب رکھ گیا۔ اسکی ٹھنڈی انگلی کے لمس کے ساتھ ساتھ اسکے ٹھنڈے لبوں کو اپنی دھڑکن پر محسوس کرتے دعا کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں کیونکہ اسے اسکا لمس اپنی جلد پر محسوس ہوا تھا۔ انکے کسی کپڑے پر، جونہی ریان پیچھے ہوا، دعا نے سٹپٹاتے اپنے سراپے پر غور کیا تو دل کیا کہیں جا کر ڈوب مرے۔ ایک تو وہ ملک کی نائٹی، جسکے اثر میں صرف دو ڈوریاں تھیں، جو نہ جانے کن کن چیزوں کا کام انجام دے رہی تھیں، مگر اسکی نائٹی کا اثر نکا ہی اس پر تھا۔ اور نائٹی کے گاؤن سے

اگر بچتی تو بھی تب جب وہ ترتیب سے اسکے بدن میں موجود ہوتا۔ وہ تو ایک کندھے سے مکمل اترا ہوا تھا اور دوسرے سے اسکی دھڑکن پر نہ ہونے کے برابر تھا۔

دعا نے اپنی بے ترتیب حالت پر سختی سے آنکھیں میچ کیں۔ اپنی حالت کو دیکھتے ہوئے اسکا دل کیا بیڈ کے نیچے چھپ جائے۔ نا جانے ریان کب سے اسے اس حالت میں دیکھ رہا تھا اور بڑے مزے سے اپنی نیند پوری کرنے میں مصروف تھی۔

آہلیہ ! دوبارہ سونے کی ضرورت نہیں ہے، آپکی نیند کا کورس پورا ہو چکا ہے، کیونکہ ابھی صبح" نہیں، دوپہر کے گیارہ بج رہے ہیں۔ اور آپ فجر سے سونے کا کام انجام دے رہی ہیں، تو مزید سونے کے لئے آپکا اٹھنا بے حد ضروری ہے، ورنہ سونے کی زیادتی کی وجہ سے آپکی طبیعت میں "بوجھل پن آسکتا ہے۔

ریان اسکے سرخ پڑتے عارض پر انگلی پھیرتا بولا۔

اسکی بات پر دعا نے جیسے ہی آنکھیں کھولیں، آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔

"ایسے مت دیکھیں بیغم، پہلے ہی اس نائٹی میں آپ میرا اچھا خاصا امتحان لے چکی ہیں۔"

ریان یہ کہتا اسکے عارض پر نرمی سے لب رکھتا، ہاتھ بڑھا کر کمرے کی ساری لائٹس آف کر گیا۔

اس اچانک ہوئے اندھیرے پر دعا نے پریشانی سے اسے دیکھتے اسکے کندھے تھام لئے، جب ریان ایک بار پھر اسکے عارض پر لب رکھتا، خود بیڈ سے اترتا، اسے اپنی بانہوں میں بھرتا ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ... ریان! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

دعا کو اسکے ارادے کچھ ٹھیک نہ لگے، اس نے تھوک نگلتے اسے دیکھا۔

"وہی جس سے میری اہلیہ کے ہوش اڑیں گے۔ رات انہوں نے میرے اڑائے تھے، اب میری باری ہے۔ اور ویسے بھی ریان خان ادھار نہیں رکھتا۔"

ریان اسکے نائٹ گاؤن کی ڈوریوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے بولا۔

دعا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا، جب ریان اسکے نفی میں سر ہلانے پر ہاں میں گردن ہلاتا، ایک جھٹکے میں اسکے گاؤن کی ڈوری کھول گیا۔

گاؤن، جو اسکے سونے اور گود میں اٹھانے کی وجہ سے پہلے ہی بے ترتیب تھا، وہ فوراً اسکے کندھے سے گرتا ڈریسنگ ٹیبل کے شیلف پر ڈھیر ہو گیا۔

ریان اسکے چاندنی سے دمکتے سراپے کو تھوک نگلتے دیکھ رہا تھا، جو لال رنگ میں مزید حسین لگ رہا تھا۔ وہ اسکی کالر بون پر انگلی ٹریس کرتا، وہاں اپنے لب رکھ گیا۔

اندھیرے میں اسکے بدن پر وہ اپنی شدت کے نشان بخوبی دیکھ رہا تھا، جو پوری آب و تاب سے چمکتے، انکے درمیان رات ہوئی ملاقات کا بخوبی پتا دے رہے تھے۔

وہ اپنے دیے نشان پر نرمی سے لب رکھتا، مرہم کا کام کر رہا تھا۔

اپنے زخموں پر اسکے لبوں کا ٹھنڈا لمس محسوس کرتے، دعا نے شدید جلن محسوس کی تھی اور اس نے بے ساختہ سسکی بھری تھی۔

ریان کندھے سے اسکی نائٹی سرکاتا، جا بجا اپنے دیے نشانوں پر لب رکھتے نیچے کا سفر طے کرنے لگا۔

دعا اپنے دونوں ہاتھ ڈریسنگ ٹیبل پر ٹکائے، اپنا سر شیشے سے ٹکائے بیٹھی تھی۔ ریان کے شدت بھرے لمس پر اسکا سانس پھول گیا تھا۔

وہ اسکی نائٹی کو اسکے تن سے الگ کر گیا۔

اپنی نائٹی کے امر کو زمین بوس ہوتا دیکھ کر، دعا نے تیزی سے نائٹ گاؤن سے خود کو ڈھکنے کی کوشش کی، جب ریان اسکے گاؤن کو کندھے پر پکڑتے خود اسکی دھڑکن میں جھک گیا، جہاں پہلے ہی اسکے شدت کے نشان تھے۔

وہ ہر ایک نشان کو بغور دیکھتا، وہاں اپنی انگلیاں پھیر رہا تھا۔ اسکی انگلیوں کے کھردرے لمس پر دعا نے تڑپتے اسکا ہاتھ تھاما، جب ریان نرمی سے اپنے ہاتھ سے اسکا ہاتھ ہٹاتا، ہر اس جگہ پر اپنے لب رکھنے لگا جہاں اسکی شدت کے نشان تھے۔

وہ اسکی دھڑکن سے لے کرپیٹ تک ہر جگہ اپنے لب رکھتا اسے بے بس کر رہا تھا۔

دعا خود کو اسکے رحم و کرم پر چھوڑتی، اپنی آنکھیں موند گئی۔

آج ریان جھٹکے سے اسے اپنے قریب کرتا، اسکے پیر اپنی کمر کے گرد باندھتا، اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

""اہلیہ ! قس کر مجھے پکڑ آگے کیا ہو گا، ارکاز میدان میں نہیں ہوں۔

ریان اسکے پیروں کے ساتھ ساتھ اسکا ہاتھ بھی اپنے کندھے پر ڈال گیا۔ ابھی دعا اسکی بات سمجھتی جب وہ اسکی میں اتر گیا۔ دعا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔ وہ اس سے اتنی زیادہ بے باکیاں، جتنی وہ کل رات سے کر کر کے اسے گش کھانے پر مجبور کر رہا تھا۔ ابھی وہ دماغ میں مزید کچھ سوچتی جب ریان اپنے عمل میں شدت لاتا، اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسکا چہرا اپنے چہرے کے قریب کرتا، اسکے لبوں سے اپنے لب جوڑے گیا۔ دعا نے آنکھیں موندے اسکا لمس برداشت کرنے لگی۔۔۔

"علیان ! ابھی تو بتا دیں کہاں جا رہے ہے آپ؟ بس یونہی ہمیں لے آئے ہیں۔ گھر پر کسی کو بتایا بھی نہیں۔ اگر ہم سب کو ساتھ لے لیتے تو کیا ہو جاتا؟ اور سب کو چھوڑیں، کم از کم ہم زارا بھا بھی اور مورے وغیرہ کو لے لیتی، مگر نہیں آپ میری سنتے کہاں ہیں۔ دیکھ لیں ابھی بھی میں ہی بول رہی ہوں، مجال ہے جو آپ میری بات سن لیں۔"

مانسا گاڑی میں بیٹھے اسے بڑے مزے سے ڈرائو کرتے ہوئے بولی، جو بغیر کسی بتائے بس ان دونوں کو لے کر نکل پڑا تھا، اور نکلتے وقت اس نے بتانے کی ضد کی تو اسے بھی آمدہ کی طرح گود میں اٹھا کر گاڑی کی سیٹ پر اپنی دیا، جس پر مانسا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا، جو کسی جگہ بھی اپنی بے باکی سے باز نہیں آتا تھا۔

"دیکھو بیوی ! اگر تم چپ نا ہوئی تو میں اپنی بیٹی کا بھی خیال نہیں کرونگا اور یہی تمہارے ہونٹوں سے چمٹ جاونگا۔ اب مرضی تمہاری ہے۔ ہاں، اگر تم ایسے ہی کچھ چاہتی ہو تو بس اشارہ دے دو، مجھے برا نہیں لگے گا۔ آخر کو میری بیوی ہو، تمہارے بھی آرمان ہیں، اور جب بندہ اتنا ہینڈسم ہو تو بیوی تو فلیٹ ہو گی۔"

"ہشش ! شرم کر لیں علیان۔ یہ آپکی باتیں اتنی غور سے سنتی ہے، ذرا آپکو بچی کا خیال نہیں ہے۔ نہیں بولتی میں کچھ آپ سے۔ اگر گھر جا کر مورے خفا ہوئی کہ آپ مجھے بغیر بتائیں کیوں گئے تو پھر دیکھ لیجئے گا، ہم آپکو کمرے میں گھسنے نہیں دینگے۔"

مانسا اسے وارن کرنے کے انداز میں کہتی، کھڑکی سے باہر خود بھی دیکھتی، آمدہ کو بھی دکھانے لگی کیونکہ شاید وہ لوگ کسی باغ یا فارم ہاؤس کی طرف جا رہے تھے، کیونکہ شہر کا راستہ تو کب کا ختم ہو چکا تھا۔۔۔

"لو جی! آگئی ہماری منزل۔"

علیان گاڑی فارم ہاؤس کے اندر پارک کرتا بولا۔ وہ تیزی سے اپنی سائڈ کا دروازہ کھولتا، مانسا کی طرف آتا، اسکی سائڈ کا دروازہ کھولتے اسکی گود سے آمدہ کو لیتا، اسے اترنے میں مدد کرنے لگا۔ آمدہ تو گاڑی میں بیٹھتے ہی ایکٹیو ہوتی، مزے سے اردگرد کا جائزہ لے رہی تھی۔ ابھی بھی وہ علیان کے کندھے پر اپنے ہاتھ رکھتی، گردن گھماتے ہر طرف دیکھ رہی تھی۔

"کیسا لگا فارم ہاؤس؟"

علیان مانسا کو بھی اپنے حصار میں لیتا، اسے استفسار کرنے لگا، جو چہرے کو حجاب سے ڈھکے، بدن پر بڑی سی چادر اڑھے ہوئے تھی۔ گاڑی میں اس نے حجاب نہیں کیا تھا کیونکہ گاڑی کے شیشے بند تھے، مگر اترتے وقت وہ اپنا چہرا ڈھک چکی تھی۔

اچھا ہے، ابھی اندر سے دیکھو گی پھر تعریف کرونگی۔ باہر سے تو پیارا ہی لگ رہا ہے۔ کس کا ہے؟ آپ نے رینٹ پر لیا ہے؟"

مانسا فارم ہاؤس کے باہر کے انٹیریر کو دیکھتے ہوئے اسے پوچھنے لگی، جس نے اسے ایسے دیکھا تھا جیسے کہہ رہا ہو "آریو سیریس؟"

"بیوی ! کیا تم نے باہر آتے ہوئے نیم پلیٹ نہیں دیکھی تھی؟"

علیان نے دانت کچکچاتے اسے پوچھا۔

"نہیں۔"

وہ بھی اسے عام سے لہجے میں جواب دے گئی۔

"یار ! حد کرتی ہو تم بھی۔"

"یہ فارم ہاؤس میری بیٹی کا ہے۔ آج ہی اسکے سارے معاملات نپٹا کر آرہا ہوں، تبھی تم دونوں کو یہاں گھمانے لایا تھا۔ میں چاہتا تھا سن سے پہلے یہاں میری بیٹی آئے۔ اب چلو، کیا یہی کھڑے رہنا ہے؟ لگتا ہے میرے لڈو کو جگہ پسند آئی ہے۔"

علیان بڑے آرام سے اسکے سر پر بم پھوڑ گیا۔ مانسا نے حیرانی سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا، جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ پل میں اسکی آنکھیں نم ہوئی تھیں اور دل اسکا گرویدہ ہوا تھا۔ کیا مرد ایسے بھی ہوتے، جو کسی کی بھی بیٹی یوں اپنی بیٹیوں سے زیادہ مان اور عزت دے کر پالتے ہیں؟ یوں خریدی ہوئی لڑکی کو اپنی بیوی بناتے ہیں اور انہیں زمانے کے ہر سوال سے بچانے کے لئے خود کو مشکوک بنا لیتے ہیں، مگر کسی کو اتنا منہ نہیں دیتے کہ کوئی اسکے بیوی بچے کو کچھ بول سکے؟

ایسے تو نہیں ہوتے مرد۔ وہ اپنے ہی گھر میں اپنے باپ کو دیکھ چکی تھی۔ اس نے علیار کو دیکھا تھا، مگر پھر دارار بھی کسی حد تک اس جیسا تھا، مگر اسکے دماغ نے اسکی سوچ کی نفی کی کیونکہ دارار کی بیوی کوئی عام لڑکی نہیں تھی۔ عام تو وہ تھی، بلکہ یوں کہا جائے تو بہتر ہوگا کہ وہ گئے گزروں میں شمار ہوتی تھی، جبکہ حقیقت جانے کے بعد لوگ اپنے گھر میں ملازم نا رکھے، اور یہاں اسکے شوہر نے نہ صرف خود ہی اسے سر آنکھوں پر نہیں بٹھایا تھا بلکہ پورے گھر سے بٹھوایا تھا۔

مانسا اسے نم نظروں سے دیکھتی، ایڑیوں کے بل کھڑی ہوتی، اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتی، اسکے ماتھے پر لب رکھ گئی۔۔۔

وہ اپنی ایڑیوں کے بل کھڑی ہو کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتی اور اس کے ماتھے پر لب رکھ گئی۔ علیان نے آنکھیں موند کر اس کے لمس کو محسوس کیا تھا۔ مانسا اس کے ماتھے پر لب رکھنے کے بعد اس کے کندھے سے ہاتھ گزارتی اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

مجھے نہیں پتا تھا کہ ہم دونوں کا نصیب اتنا اچھا ہوگا، جسے آپ ملیں گے۔ آپ کے ساتھ" تھوڑے دن ہی رہ کر لگتا ہے کہ اللہ نے تمام پریشانیوں کا صلہ آپ کی صورت میں ہمیں دے دیا "ہے۔

مانسا اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے بولی۔ اس کی بات پر علیان دل سے مسکراتا اس کی کمر پر ہاتھ گزارتا اسے اپنے سینے میں مزید بھینچ گیا۔

"ویسے اس فارم ہاؤس کو لینے کی دو وجہ ہے۔ ایک تو یہ ہمارے پر اٹوٹ فیملی ٹائم کے لیے بہت اچھا ہے۔"

علیان اس کی کمر پر ہاتھ پھیرتا بولا تو اس کی بات پر مائسا نے بھی اس کی گردن سے چہرہ نکالتے اس کے وجیہ چہرے کو دیکھا۔

"اور دوسرا؟" وہ اسے دیکھتے سوالیہ نظروں سے بولی جو چہرے پر شرارتی مسکراہٹ لیے اس کے تمتمتے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔

"دوسرا یہ کہ جب آمدہ کے بھائی بہن آئیں گے پھر اس کے بعد ہماری لڑائی ہوگی تو تم اس جگہ کو اپنا میکہ سمجھ کر یہاں آسکتی ہو۔ تم مجھ سے خفا ہو کر یہاں آؤ گی، پھر میں تمہیں یہاں آکر مناؤں گا بلکل نیو لی ویڈ کپل کی طرح۔ ہم چھ بچوں کے بعد بھی ایک دوسرے سے ایسے ہی رومینٹک رہیں گے، جب وہ سب ہماری ناک میں دم کر دیں گے اور ہمیں پرائیویسی نہیں دیں گے تو ان سب کو وہاں بیچ کر ہم دونوں بھاگ کر یہاں آجائیں گے۔"

علیان اسے دیکھتا شرارت سے بولا۔

"بیوی ایسے مت شرماؤ، شام بھی ہو گئی ہے اور میری بیٹی بلکل ایکٹیو ہے۔ ابھی میں تمہارے ساتھ رومینس نہیں کر سکتا۔"

علیان اس کے سرخ عارض سہلاتے بولا۔ اس کی بے باک باتیں سنتے مائسا خفت سے چہرہ چھپا گئی۔

"اللہ اللہ بیوی، آج تم مجھے چاروں کھانے چت کر کے رہو گی۔ اچھا اندر چلو، میں گل رحیم سے سامان اندر رکھواتا ہوں۔"

علیان آمدہ کو لیے اسے لے کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

"رہنے دیں ریان، یہ درد نہیں جائے گا۔ آپ کے وائلڈ ایڈوینچر نے میری کنڈیشن مائلڈ کر دی ہے۔ آپ بتائیں کیا کروں؟"

دعا نے روہانسی ہوتے بیڈ پر لیٹے اسے شکوہ کرنے لگی جب ریان اس کے کندھے دباتا اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"کس نے کہا تھا آپ سے ڈریسنگ ٹیبل پر شروع ہو جائیں؟ یہ اتنا بڑا بیڈ کم تھا آپ کے لیے جو آپ وہاں پر شروع ہو گئے؟"

دعا اپنے کندھے سے اس کا ہاتھ روکتے اسے استفسار کرنے لگی۔ اس کی بات پر ریان نے آنکھوں میں شرارت لیے اسے دیکھا۔

میں کرتا ہوں میری جان، اس وائلڈ ایڈوینچر میں میری اہلیہ کو مزا بھی تو ویسا ہی آیا نا۔ اور رہی" بات ڈریسنگ ٹیبل پر رومینس کرنے کی، تو بیوی کے ساتھ الگ جگہ پر رومینس کرنے کا الگ مزا ہے۔"

ریان اسے آنکھ مار کر کہتا اس کے بازو دبانے لگا جو مسلسل ڈریسنگ ٹیبل پر ہاتھ لگانے کی وجہ سے سن پڑ چکے تھے۔

"آپ ادھر رکیں، میں کھانا لے کر آ رہا ہوں۔"

ریان اس کے کندھے تھپکتا کھانا لینے چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ہی وہ ٹرے میں کھانا لے کر اندر داخل ہوا اور ٹرے اس کے سامنے رکھ گیا۔

"ریان، اس کے لیے الفریڈو پاستا لایا ہوں۔ چلیے شروع ہو جائیں آہلیہ۔"

اس کے ٹرے رکھتے ہی دعا بھی اٹھ کر بیٹھتی کھانے لگی۔۔۔

"علیان آ جائیں، فرائز تیار ہیں۔"

مانسا سوئمنگ پول کے پاس ٹیبل پر ناشتے کا سامان رکھتے بولی جو اس نے آ کر بنانا شروع کیا تھا۔

علیان جو آمدہ کو لیے اسے سوئمنگ سکھا رہا تھا اچانک مائسا کے آنے پر وہ آمدہ کو جلدی سے نکال بھی نہیں سکا۔ اپنی مشکل سے تین ماہ کی بیٹی کو یوں پانی میں ڈوبتا دیکھ کر مانسا کو اپنا کلیجہ منہ کو آتا محسوس ہوا۔

"علیان ! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ نکالیں اسے ! اسے کچھ ہو جائے گا اللہ میری بچی! "

مانسا ناشتہ کی ٹرے وہیں پٹختی تیزی سے پول کے دوسرے کنارے کی طرف بڑھی جہاں علیان نے آمدہ کو رکھا تھا۔ اس کی چیخ سنتے ہی علیان جلدی سے آمدہ کو پانی سے باہر نکال گیا۔

"آمدہ میری جان، ادھر دیں اسے... آپ ایسے کون کرتے ہیں؟ وہ اتنی چھوٹی بچی ہے، اسے تیرنا کہاں آتا ہوگا؟ اتنے سارے پانی میں اس نے ڈوب جانا ہے! "

مانسا کنارے کے قریب بیٹھتی ہاتھ بڑھا کر آمدہ کو لینا چاہا جب علیان اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھامتے اسے جھٹکے سے کھینچ کر پانی میں گرا گیا۔

اسے یوں پانی میں گرتا دیکھ کر آمدہ کھلکھلاتے پانی پر ہاتھ مارنے لگی۔

"چلو کدو اب ماما بھی آگئی ہیں، اب ہم اچھے سے سوئمنگ کریں گے۔"

علیان بغیر مانسا کو سمجھنے کا موقع دیے پانی کے اندر ہی اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے خود سے لگا گیا۔ اچانک پانی میں گرنے سے مانسا کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا، اسے اپنی سانس سینے میں اٹکتی محسوس ہوئی۔

جب علیان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے خود سے لگائے کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔ پانی اتنا گہرا نہیں تھا، وہ بمشکل اس کے کندھوں تک آرہا تھا، تو وہ آرام سے اس میں چل رہا تھا۔ وہ آمدہ

کو اس کے ڈک والے ٹیوب میں بیٹھاتا، ایک ہاتھ سے بیوی اور دوسرے سے بیٹی لیے کنارے کی طرف بڑھا جہاں مانسا کالایا گرم گرم ناشتہ ان کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ کنارے پر جا کر مانسا کو پانی سے نکال کر بیٹھاتا اور آمدہ کی ڈک والی ٹیوب کو اچھے سے کنارے کے ساتھ ایڈجسٹ کر گیا۔ اتنی دیر میں مانسا کا سانس بھی بحال ہو گیا تھا۔ اس نے غصے سے علیان کو دیکھا۔

"یہ کیا حرکت تھی آپ کو اندازہ ہے نا وہ کتنی چھوٹی ہے، تو اسے سوئمنگ کرانے کی کیا سوجھی آپ کو؟ ہاں ! آپ نا کیوں ایسے کرتے ہیں؟ دکھائیں اسے مجھے، اتنی دیر سے پانی میں رکھا ہوا ہے ! "

بخار ہو جائے گا، فلو ہو جائے گا، مگر نہیں—آپ نے تو میری سنی ہی نہیں ہے۔

مائسا، علیان کے وجیہ چہرے کو دیکھ کر بمشکل اس پر غصہ کر پائی، وہ ایسے ہی مسکرا کر اس کا غصہ ختم کر دیتا تھا۔

"او ہو... ایک تو تم ہر چیز کا اسٹریس بہت لیتی ہو۔ پہلی بات تو سوئمنگ کرنے سے اس کے اندر پانی نہیں جائے گا، اور ابھی ویسے بھی میں اسے بس پانی سے مستی کروا رہا تھا تاکہ یہ بھی میرے ساتھ انجوائے کرے۔ اور دوسری بات، کیوں بخار ہو گا؟ میرا کدو اتنا سٹرونگ ہے۔ تم بات

بات پریوں ڈرنا چھوڑ دو اور انجوائے کرو کیونکہ ہم یہاں انجوائے کرنے آئے ہیں۔ اب جاؤ چینج کر کے آؤ اور میرے لیے ہاتھ روب بھی لے آنا۔ جب بابا اور کدو جوس انجوائے کرتے ہیں..."

یوں دن گزر رہے تھے۔

زارا کو سکول جاتے دو مہینے ہو چکے تھے۔ وہ سکول کے کوریڈور سے گزرتی اپنی کلاس کی طرف جا رہی تھی جب اسے زوردار چکر آیا۔ اپنی طبعیت میں خرابی تو وہ کافی دن سے نوٹس کر رہی تھی مگر بتایا کسی کو نہیں تھا۔ اسکول جوائن کرنے کے بعد ہی علیار کسی ضروری کیس کے سلسلے میں نکلا ہوا تھا اور اب تک اس کی حویلی واپسی نہیں ہوئی تھی، نہ ہی اس نے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی، تو زارا نے بھی اسے کال کرنا ضروری نہیں سمجھا۔

وہ ایک ہاتھ ریلنگ پر رکھے، دوسرے سے اپنے چکراتے سر کو تھامے مسلسل اس ستمگر کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی جس نے پلٹ کر ایک بار بھی پوچھنا گوارا نہیں کیا تھا۔

زارا اپنی سوچ کو جھٹکتے ہوئے، اپنی اکتاہٹ زدہ طبیعت کو نظر انداز کرتی آفس کی طرف بڑھنے لگی تاکہ گھر جا سکے۔ وہ لیو لینے کے لیے جیسے ہی ساکب صاحب کو فون کر کے بولنے لگی اسے ایک بار پھر زوردار چکر آیا اور وہ وہیں باہر زمین بوس ہو گئی۔

اسے یوں اچانک گرتا دیکھ کر جہاں ساکب صاحب پریشان ہوئے تھے وہیں مین گیٹ پر کھڑا گارڈ اس کی طرف بڑھا۔ شور سنتے آفس سے پرنسپل بھی باہر آئی۔

"مس زارا !"

وہ تیزی سے اس کا فون اٹھا کر کان سے لگا گئی، جہاں ساکب صاحب ہنوز لائن پر موجود تھے مگر وہ اسکول کی طرف نکل چکے تھے۔ کسی ان ہونی کے خدشے سے وہ بیس منٹ کا راستہ دس منٹ میں طے کرتے اسکول تک پہنچے، جہاں میڈم ابھی بھی زارا کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی۔ انہوں نے کسی بھی گارڈ کو اسے ہاتھ لگانے نہیں دیا تھا۔

ساکب صاحب وہاں ٹیچرز کا رش دیکھ کر ان کی طرف بڑھے۔ زارا کو بے ہوش دیکھ کر وہ سب کو دور کرتے اسے لیے گاڑی کی طرف بڑھے۔ گارڈ سے کہہ کر اس کا فون اور بیگ بھی گاڑی میں رکھا اور تیزی سے ہسپتال کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے ابھی تک گھر پر کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ زارا کی کال پر وہ بغیر کسی کو کچھ کہے تیزی سے وہاں پہنچے تھے۔

گاڑی ہسپتال کے باہر روک کر انہوں نے اسٹریچر منگوایا، زارا کو اس پر ڈالا اور اندر کی طرف بڑھے۔

"ڈاکٹر ! میری بیٹی..."

ساکب صاحب کو سب ہی جانتے تھے کیونکہ وہ گاؤں کے سردار بھی رہ چکے تھے اور پنچائیت کے فیصلوں میں موجود ہوتے تھے۔

"سردار صاحب آپ رکیں، ہم دیکھتے ہیں۔"

ڈاکٹر زارا کو اندر لے جاتی بولی۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر زارا کا تفصیلی چیک اپ کرنے کے بعد باہر آئی۔

"مبارک ہو سردار صاحب، آپ کی بیٹی ماں بننے والی ہے۔"

ڈاکٹر نے پروفیشنل مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

ساکب صاحب، جو پریشانی سے سر جھکائے بیٹھے تھے، ڈاکٹر کی بات سن کر ایک لمحے کو ساکت رہ گئے۔ پھر آنکھوں میں حیرانی لیے گردن ہلائی، جیسے تصدیق چاہ رہے ہوں۔ ڈاکٹر نے اسی انداز میں سرہلا دیا اور اپنے کیبن میں آنے کا کہہ کر نکل گئی۔

ساکب صاحب پہلے زارا کو ایک نظر دیکھنے لگے جو شاید ابھی بھی سو رہی تھی یا بے ہوش تھی۔ پھر وہ اسے وہیں چھوڑ کر ڈاکٹر کے کیبن کی طرف چل دیے۔

"سردار صاحب، آپ کی بیٹی کے شوہر کہاں ہیں؟"

ڈاکٹر نے کرسی پر بیٹھتے ہی سوال کیا۔

"وہ ڈیوٹی پر ہیں۔"

انہوں نے ماتھے پر بل ڈال کر جواب دیا۔

"کون سی ڈیوٹی پر؟ سردار صاحب، آپ کی بیٹی کی طبیعت بے حد خراب ہے، اور ان کی پریگننسی بھی کافی کمپلیکیٹڈ ہے۔"

ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں بولی۔

"ان کی پریگننسی تین ہفتے کی ہے، اور بچے کی گروتھ میں کچھ ایشو لگ رہے ہیں۔ ابھی ہم نے ان کا دوبارہ الٹراساؤنڈ کرنا ہے۔ پھر میں آپ کو تفصیل بتاؤں گی۔ فی الحال میرا مشورہ یہی ہے کہ انہیں شہر کے ہسپتال لے جائیں، اور بہتر ہوگا ان کے شوہر کو بلائیں۔ میں ابھی انہیں بلڈ چڑھا رہی ہوں، اس کے بعد دیکھیں گے کیا کرنا ہے۔"

ڈاکٹر یہ کہہ کر کیبن سے باہر نکل گئی۔

ساکب صاحب کچھ دیر خاموشی سے سامنے دیوار کو دیکھتے رہے، پھر زارا کی کال ہسٹری دیکھنے لگے جہاں نہ کسی کو کال کی گئی تھی نہ آئی تھی۔

انہوں نے گہرا سانس لیا، پھر فیصلہ کرتے ہوئے وردہ کو کال کی اور ڈرائیور کے ذریعے ہسپتال بلایا۔ خود وہ زارا کے روم کی طرف چل دیے۔

ڈاکٹر سے زارا کی فائل لیتے ابھی وہ وردہ کا انتظار ہی کر رہے تھے جب حویلی کی گاڑی ہسپتال کے دروازے پر رکی۔ وردہ کے ساتھ رودابہ اور دارار کا خاص آدمی گل رحیم موجود تھا۔

گل رحیم ریسیپشن سے ان کا پتا کرتا تیزی سے ان دونوں کو لیے اپنے مطلوبہ فلور پر پہنچا، جہاں ساکب صاحب زارا کے روم کے باہر اس کی فائل تھامے اپنا سر جھکائے ان ہی کا انتظار کر رہے تھے۔

وردہ اور رودابہ انہیں دیکھتی تیزی سے انکی طرف بڑھی۔

"ساکب صاحب ! کیا ہوا ہے؟ آپ ہاسپتال میں کیوں ہیں؟ کس کی طبیعت خراب ہے؟ بتائیں بھی۔ پورے راستہ دل ہول رہا تھا، اور آپ نے علیان وغیرہ کسی کو اطلاع کیوں نہیں کی؟"

"آپ پہلے سانس تو لے لیں بیگم، اور بیٹھیں یہاں پر۔ گل رحیم ! تم پانی لے کر آؤ۔ بھابھی، آپ بھی یہاں بیٹھیں۔"

"ساکب ! بتا بھی دو یہاں کون موجود ہے؟ کس کے لئے تم ہاسپتال میں رکے ہو؟ اور کون ہے اندر؟"

"بھابھی، اندر زارا ہے۔"

ساکب صاحب ان دونوں کے بیٹھنے کے بعد خود کھڑے ہوتے بولے۔

"اندر زارا؟ کیا ہوا ہے زارا کو؟ آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ کہاں ہے وہ؟ ٹھیک تو ہے؟"

وردہ انکی بات سنتے ایک کے بعد ایک سوال کرتے ان سے استفسار کرنے لگی۔

آپ لوگ پریشان نا ہوں، بس دعا کریں۔ ایک خوشخبری ہے مگر ابھی مشکل مرحلہ باقی ہے،"
"شاید زارا کے حصہ میں تھوڑے امتحان اور باقی ہیں۔

"کیا خوشخبری ہے؟ جلدی بتاؤ ساکب، کہیں وہی تو نہیں جو ہم سوچ رہے ہیں؟"

رودابہ دو منٹ میں معاملہ کی تہہ تک پہنچتے بولی۔

"جی بھابھی، آپ لوگ دادی اور میں دادا بننے والا ہوں۔"

ساکب صاحب ان دونوں کے چہرے پر چھلکتی خوشی کو دیکھتے خود بھی نم نظروں سے مسکرا دیے۔ خاندان کا پہلا وارث آنے والا تھا۔ آخر کار انہیں یہ خبر سننے کئی برس نکل گئے تھے، اور وہ لوگ نا جانے کب سے دل ہی دل میں اس خبر کے منتظر تھے۔

رودابہ خوشی اور بے یقینی کی کیفیت لئے انہیں دیکھ رہی تھی، اوریہی حال وردہ کا بھی تھا۔ وہ تو کچھ لمحے کے لئے سٹل ہوتی انہیں دیکھ رہی تھی۔

"گل رحیم! جاؤ جا کر جلدی سے مٹھائی لے کر آؤ۔"

رودابہ گل رحیم کو قریب آتے دیکھ کر بولی۔

"جی بی بی جی۔"

گل رحیم انکی بات پر سر ہلاتے مٹھائی لانے جانے لگا۔

"رکو، یہ پیسے بھی لو۔ غریبی کو دے دو، اور تم بھی رکھ لو۔"

رودابہ اپنے بیگ سے نوٹ کا بنڈل نکال کر اسے پکڑاتے بولی۔

"زارا کہاں ہے؟ ہمیں اس سے ملنا ہے۔"

وردہ ساکب صاحب کو دیکھ کر بولی۔

وہی تو میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔ ڈاکٹر نے ابھی بے بی کی گروتھ میں کچھ پرابلم بتائی ہے، مگر وہ" بھی اس چیز کو لے کر مطمئن نہیں ہے۔ وہ چاہتی ہے زارا کے سارے ٹیسٹ شہر کے ہسپتال میں ہو جائیں تو تسلی رہے گی، اور انکے مطابق زارا کا حمل تین ہفتہ پر اتنا ہے۔ اسی لئے میں نے آپ کو بلایا تھا تاکہ ہم شہر کے لئے نکل سکیں۔ ابھی زارا کو ہوش نہیں آیا ہے، ڈاکٹر اسے خون "چڑھا رہی ہے۔

"یا اللہ ! میری بچی۔ بھابھی، اب کیا کریں؟"

پریشان نا ہو وردہ، حوصلے سے کام لو۔ ساکب ! پہلے تو تم انکو اطلاع کرو، ساری صورتحال کے" بارے میں بتاؤ۔ زارا کو ہوش آجائے پھر ہم نکلتے ہیں۔ وہاں جا کر علیار کو بھی بلا لینا، بچے باپ "اور شوہر کا ہونا زیادہ ضروری ہے۔

ٹھیک ہے بھابھی، آپ لوگ یہاں انتظار کریں۔ میں ڈاکٹر سے پوچھتا ہوں ہم مل سکتے ہیں یا" "نہیں۔

وردہ اور رودابہ وہاں گھنٹوں سے بیٹھی تسبیح پر ورد کرنے میں مصروف تھیں۔ زارا کو خون چڑھ چکا تھا مگر ڈاکٹر نے کہا تھا اسکے ہوش میں آنے کے بعد ہی اسے لے کر شہر کے ہسپتال جائیں، تو وہ دونوں وہاں بیٹھی اسکے اٹھنے کا انتظار کرنے کے ساتھ ساتھ اسکے لئے دعا گو بھی تھیں۔

زارا نے بمشکل اپنے پھٹتے سر کو تھامتے اپنی آنکھیں کھولیں۔ اپنے رکھتے سر کی وجہ سے وہ کافی دیر تک غائب دماغی سے چھت کو گھورنے میں مصروف تھی، جب وردہ کی نظر اس پر پڑی۔

"زارا بچا ! آپکو ہوش آگیا؟ اب کیسا محسوس ہو رہا ہے آپکو؟"

وردہ اسکے قریب جاتی، اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے اس سے استفسار کرنے لگی۔

"مورے ! ہمارا سر پھٹ رہا ہے، اور ہم۔۔۔یہاں۔۔۔"

"ہشش ! زیادہ بولو مت بچے، ابھی تم آرام کرو۔ میں ڈاکٹر کو بلا کر لاتی ہوں۔"

رودابہ بھی اسکے قریب جاتے بولی، جب تک وردہ آہستہ آہستہ اسکے بال سہلاتے اسے آرام پہنچانے لگی۔

"مورے ! مجھے کیا ہوا ہے؟ اور مجھے یہاں کون لے کر آیا تھا؟ میں تو اسکول میں تھی۔"

زارا اپنے سر پر رکھے وردہ کے ہاتھ کو تھامتے بولی۔

"بیٹا، ابھی جو ں آپکو بتانے جارہی ہوں وہ بہت غور اور تحمل سے سنیئے گا۔"

وردہ اسکے سوال پر ایک سرد سانس کھینچتے ہوئے اسے ساری صورتحال سے آگاہ کرنے کے لئے خود کو تیار کرنے لگی۔

وردہ! تم اسے بتاؤ، میں ڈاکٹر کے پاس سے آتی ہوں۔ وہ زارا کو چیک کر لیں پھر ہمیں نکلنا ہے۔"

رودابہ ان دونوں کو سپیس دیتی وہاں سے باہر چلی گئی۔

"بیٹا، آپ ماں بننے والی ہیں۔"

وردہ اتنی خوشی کی بات اسے ایسے گوش گزار کر رہی تھی جیسے بہت ہی کوئی سنگین معاملہ ہو۔ زارا کو انکے لہجے میں کچھ عجیب سا لگا، انہیں تو یہ خبر خوشی خوشی سنانی چاہیے تھی۔

"تو مورے، یہ تو خوشی کی بات ہے۔ آپ اتنا پریشان ہو کر کیوں بتا رہی ہیں؟"

زارا اپنے دل میں آئی بات زبان پر لے آئی۔

بیٹا، وہ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ انکی تسلی کے لئے آپ کے سارے ٹیسٹ ایک بار پھر کے ہاسپتال میں ہونا ضروری ہیں، بس۔"

وردہ بمشکل اپنے آنسو روکتے اسے آدھی بات بتاتے بولی۔ پہلے ہی اسکی حالت نازک ہے، اب ایسے میں علیار بھی یہاں نہیں ہے۔ وہ پہلے ہی احساسِ محرومی کا شکار ہے، اگر اسے مزید صدمہ دیا تو یہ بات وہ برداشت نہیں کرپائے گی اور یقینا اپنی طبیعت مزید خراب کر لیتی، تو انہوں نے اسے آدھی بات بتانا ہی بہتر سمجھا۔

"مگر مورے۔۔۔۔"

ابھی زارا مزید کوئی سوال کرتی جب رودابہ ڈاکٹر کے ہمراہ اندر داخل ہوئی۔

"مسز علیار، کیسی ہیں آپ؟"

ڈاکٹر اندر داخل ہوتے انتہائی خوشگوار لہجے میں اس سے استفسار کرنے لگی۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

اپنے طرزِ مخاطب پر زارا نے جھجکتے ہوئے جواب دیا۔

اچھی بات ہے۔ ابھی آپ اور ٹھیک ہو جائیں گی جب آپ اپنا اور اپنے بے بی کا بہت سارا" خیال رکھیں گی۔ ابھی میں آپکو دوسرے ہاسپتال بھیج رہی ہوں، کچھ ٹیسٹ ہونے ہیں آپ کے، "پھر آپ اپنے بے بی کے ساتھ انشاء اللہ گھر جانا ہے۔ ابھی آپکو کہیں چین ہو رہا ہے؟

ڈاکٹر نے بھی اسے بات چھپانا ہی بہتر سمجھا، اور ویسے بھی انہیں صرف خدشہ تھا۔ گاؤں میں جدید طرز کی مشین نا ہونے کی وجہ سے وہ شیور نہیں تھی۔ انہیں رپورٹ میں کچھ ایشو لگ رہا تھا،

مگر پھر وہ صرف اپنے شک کی بنا پر انہیں کوئی ٹینشن نہیں دینا چاہتی تھی، اسی وجہ سے جو رپورٹ میں لکھا تھا انہوں نے وہی بتا دیا۔

"ہاں، میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔"

انکے سوال پر زارا انہیں جواب دیتے بولی۔

ٹھیک، ابھی میں آپکو میڈیسن دیتی ہوں مگر کوشش کریں انہیں پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں تا کہ ان کا" سر درد ختم ہو۔ اور ہاں، اب آپ ڈاکٹر کی ہدایت کے بغیر انہیں کوئی میڈیسن نہیں دیں گی، اور نا تم نے ڈاکٹر سے پوچھے بغیر کچھ کھانا ہے۔ اب آپ انہیں لے جا سکتی ہیں، ڈسچارج پیپر ریسپشن "سے بنوا لیں۔

ڈاکٹر انہیں ساری ہدایات دیتی چلی گئی، جب ان کے جانے کے بعد ساکب صاحب اندر داخل ہوئے۔

"کیسی طبیعت ہے بیٹا اب آپکی؟"

ساکب صاحب اسکے سر پر ہاتھ رکھتے بولے۔

"یینم، یہ لیں۔ آپ یہ کھانا زارا کو کھلا دیں پھر ہم نے نکلنا ہے۔"

ساکب صاحب انکے ہاتھ میں شاپر دیتے بولے، جنہیں وہ تھامتی، سر ہلاتے اسکے لئے کھانا نکالنے لگی۔

وہ لوگ آدھی رات کے وقت ہاسپتال پہنچے۔ رودابہ نے گل رحیم کو گاڑی آہستہ چلانے کی ہدایت دے چکی تھی، اسی وجہ سے انہیں وہاں پہنچتے پہنچتے شام ہو گئی تھی۔ ساکب صاحب ریسپشن میں جا کر زارا کی ساری چیزیں دیتے ویٹنگ ایریا میں بیٹھ گئے۔ نرس زارا کو ٹیسٹ کے لئے اندر لے جا چکی تھی۔

وہ لوگ وہیں بیٹھے زارا کا انتظار کرنے لگے۔ ساکب صاحب کی بات علیان سے ہو گئی تھی، وہ آفس سے ہی یہاں آنے والا تھا مگر اب تک پہنچا نہیں تھا۔ ابھی ساکب صاحب دوبارہ اسے فون کرتے جب وہ سامنے سے انہیں آتا دکھائی دیا۔

"علیان! کتنی دیر کر دی تم نے آنے میں، تم تو میرے پہنچنے سے پہلے پہنچنے والے تھے۔ خیر چھوڑو، جاؤ جا کر زارا کو دیکھو وہ گھر پر ہے یا نہیں۔ میں کب سے اسے فون کر رہا ہوں، مجال ہے جو وہ اٹھائے۔"

ساکب صاحب علیان کو دیکھتے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں بولے اور دوبارہ اسے فون کرنے لگے مگر جواب وہی ناممکن تھا۔

"یا اللہ! ایسی بھی کون سی ڈیوٹی ہے جو یہ فون نہیں اٹھا سکتا۔ تم تو جاؤ۔"

"وہ بابا، میں ابھی وہیں سے آرہا ہوں مگر بھائی گھر میں نہیں تھے، ملازم نے کہا وہ صبح سویرے کے نکلے ہوئے ہیں۔"

کیا یہ لڑکا باپ بننے کے بعد بھی مجھ سے مار کھانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ تھانے فون کرکے پتا کرو"

"وہاں تو نہیں ہے۔

ساکب صاحب اپنے سر سہلاتے بولے، علیان کی حرکتوں سے انہیں اپنا سر چکراتا محسوس ہو رہا تھا جو اتنی بڑی خبر پر بھی غائب تھا۔

تین گھنٹے کے انتظار کے بعد وہ لوگ سارے ٹیسٹ کروا کر فارغ ہوتے رپورٹ کا انتظار کر رہے تھے جب نرس نے انہیں ڈاکٹر کے بلانے کا پیغام دیا۔

علیان وردہ کو لے کر ڈاکٹر کے کیبن کی طرف بڑھا کیونکہ ساکب صاحب آج علیار کو چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ وہ اس کے سارے دوستوں کو فون کرکے اس کے بارے میں استفسار کر رہے تھے۔ ان کے لئے یہ بات ناقابلِ برداشت تھی کہ ان کی بہو یہاں اکیلے سب کچھ جھیل رہی ہے اور وہ وہاں مزے سے سکون کی زندگی گزارے۔ وہ تو پہلے ہی اس کے زارا کو یہاں چھوڑ کر جانے پر اتفاق نہیں کر رہے تھے مگر پھر اس کی لاپرواہی کا سوچتے رک گئے کیونکہ یہاں تو اسے دیکھنے کے لئے بہت لوگ تھے، وہاں کون ہوتا۔ اور علیار سے انہیں ویسے ہی امید نہیں تھی۔

" ! جی ڈاکٹر"

علیان ڈاکٹر کے سامنے کی نشست سنبھالتے مؤدب انداز میں ان سے مخاطب ہوا کیونکہ وہ ایک عمر رسیدہ خاتون اور اپنے پیشے کی ماہر لگ رہی تھی۔

"آپ پیشنٹ کے کون ہیں؟"

ڈاکٹر علیان کو دیکھتے ہوئے اپنا چشمہ اتارتے عام سے لہجے میں بولی۔

"میں ان کا دیور ہوں۔"

علیان نے کرسی پر پہلو بدلتے جواب دیا۔ وہ جانتا تھا ایسے معاملات ڈاکٹر عموماً شوہر سے ڈسکس کرتی ہیں مگر وہ تو یہاں موجود ہی نہیں تھے، بلکہ ان سے تو رابطہ بھی نہیں ہو رہا تھا۔

"دیکھیں، اس سے پہلے آپ کچھ بولیں میں ہی بتا دیتی ہوں۔ میرے لالا یعنی بھابھی کے شوہر ایک آفیسر ہیں اور اس وقت کسی ضروری کیس کے سلسلے میں کہیں گئے ہوئے ہیں اور ان سے رابطہ ممکن نہیں ہے، تو جو بھی بات کرنی ہے آپ بلا جھجھک ہم سے کر لیں۔"

علیان نے ڈاکٹر کو کچھ بولنے سے پہلے ہی فوراً کہا۔

ڈاکٹر نے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"آپ کی شادی ہو چکی ہے؟"

"جی بالکل، الحمدللہ میری پانچ مہینے کی بیٹی ہے۔"

"تو پھر آپ کو اندازہ ہوگا، ایسے حالات میں پیشنٹ کو اپنے شوہر کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم ان سے متعلق بات کسی اور سے نہیں کر سکتے۔ خیر آپ ان کی ساس ہیں، میں آپ کو بتا دیتی ہوں۔

سب چیزیں بالکل ٹھیک ہیں اللہ کے کرم سے، بس میں اتنا کہوں گی کہ کوشش کریں وہ پرسکون اور خوش رہیں۔ ایسے وقت میں لڑکیاں بہت عجیب سی کیفیت کا شکار ہوتی ہیں، ان کی ذہنی اور جسمانی حالت کافی نازک ہوتی ہے، تو جتنا ہو سکے ان کا خیال رکھیں..."

وہ خوش رہیں، زیادہ اسٹریس نہ لیں۔ اور باقی ان کی یہ پرانی رپورٹس غلط ہیں، یا تو یہ کسی اور پیشنٹ سے مکس ہو گئی ہیں یا شاید ٹیسٹنگ میں کوئی مسئلہ ہے۔ بہرحال یہ رہی ان کی فائنل رپورٹ: بچہ اور ماں دونوں ٹھیک ہیں، لیکن ان کی ڈائٹ ٹھیک نہیں لگ رہی۔ ان کے کھانے پینے اور آرام پر توجہ دیں اور انہیں باہر کے کھانے سے پرہیز کروائیں۔ باقی انشاءاللہ سب ٹھیک ہو گا۔ کوشش کریں ان کے شوہر کو بلائیں، ایسے میں انہیں ابھی زیادہ ضرورت ہو گی۔ ڈیوٹی اپنی جگہ، مگر فیملی کو پہلے دیکھنا چاہیے۔ میں نے ان کی دوائیاں لکھ دی ہیں، ملٹی وٹامن ہے، انہیں روز پابندی سے دیجیے گا۔ اور ان کا فالو اپ چیک ہو گا تو میں فری لکھ رہی ہوں، آپ ایک مہینے بعد پھر چکر لگا لیجئے گا۔

ڈاکٹر نے پرسنکرپشن پکڑاتے ہوئے کہا۔

علیان، گاڑی علیار کے بنگلے کی طرف لے لو۔" ساکب صاحب ہسپتال سے نکلتے ہوئے بولے۔"

نہیں بابا، ہمیں گھر جانا ہے۔ وہ خود گھر آجائیں گے لالا۔ گھر چلیں، ہماری طبیعت نہیں ٹھیک۔""
زارا ساکب صاحب کی بات سنتے عام سے لہجے میں بولی۔

اس کی بات پر ساکب صاحب نے بھی کچھ بولنا مناسب نہیں سمجھا اور واقعی اس کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے ابھی سو جائے گی۔

وردہ اسے آرام سے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بٹھاتی، جہاں وہ ٹیک لگاتے تھوڑی ہی دیر میں خوابِ خرگوش کے مزے لینے لگی۔

جیسے ہی وہ لوگ حویلی پہنچے، واجی حویلی کے داخلی دروازے پر کھڑے ان کا انتظار کر رہے تھے۔

جیسے ہی ان کی گاڑی حویلی کے داخلی دروازے کے سامنے رکی، داچی وہاں ٹہلتے ان کا انتظار کر رہے تھے۔ علیان سب سے پہلے گاڑی سے اتر کر ان کی طرف بڑھا۔

"داچی آپ! "

ابھی وہ اپنی بات مکمل کر ہی رہا تھا جب داچی نے اپنے سامنے رکھا ڈنڈا اٹھایا اور اسے مارنے کے لیے بڑھے، اور ایک زوردار ڈنڈا اس کے بازو اور ایک کمر پر پڑا۔

"یا اللہ ! داچی کیا کر رہے ہیں؟ مجھ بیچارے پر آتے ہی جسمانی تشدد کیوں؟"

علیان انہیں دونوں ہاتھوں سے روکتا ہوا ان سے استفسار کرنے لگا جب وہ اپنا ڈنڈا زمین پر رکھتے اسے گھورنے لگے۔

کیا وقت ہو رہا ہے؟ تم اس وقت گھر واپس آتے ہو؟ ماں اور چاچی نا جانے تمہاری گل رحیم" کے ساتھ کہاں کی ہوئی ہے۔ تمہارے باپ سے کچھ پوچھو تو اسے پتا نہیں ہے۔ دارار کو سرداری

کے کام سے فرصت نہیں، ایک کو منسٹری سے فرصت نہیں، ایک تو کئی عرصے سے گھر نہیں آتا اور بچے دو ان کا تو ہمیں علم ہی نہیں ہوتا کہ کرتے کیا ہیں۔ اور یہ تمہارا باپ کہاں ہے؟ ہم دو چکر لگا کر آ چکے ہیں زار ایشیا کے اسکول سے مگر وہاں تالا تھا۔ ہم اس کے ساتھ کام کرنے والی ٹیچر کے پاس گئے تو وہ بچی بولی وہ تو ساکب کے ساتھ ہی گھر کے لیے نکل گئی ہے۔ رات ہونے کو ہے کسی کا کچھ پتا نہیں ہے، علیار کا نمبر نہیں لگ رہا۔ اب اس عمر میں اپنے بوڑھے دادا کی ہڈیاں تڑوانا چاہتے ہو تم سب؟"

وہ ایک ہی سانس میں ساری خفگی نکالتے بولے۔

"میرے پیارے داجی، آپ چلیں میرے ساتھ اندر۔ اندر چلیں، وہ سب گاڑی میں ہی ہیں۔ آپ کا یہ اینگری ینگ مین والا روپ دیکھ کر ڈر گئے ہیں آپ۔ چلیے اندر چلیں، اتنی اچھی خوشخبری لایا ہوں آپ کے لیے کہ سنتے ہی آپ یہی ٹھمکے لگانا شروع کر دیں گے۔"

علیان ایک ہاتھ سے انہیں اپنے حصار میں لیتا اندر کی طرف بڑھا اور دوسرے ہاتھ سے سب کو اندر آنے کا اشارہ کر گیا۔

گرین سگنل ملتے ہی ساکب صاحب، جو علیان کی درگت دیکھ کر اپنی سانس روک چکے تھے، ایک گہری سانس لیتے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا گئے۔

ساکب، تم بھی نا کیا کرتے ہو۔ کم از کم بابا کو تو اطلاع کر دیتے۔ اب بھگتو، چلو وردہ... اس سے" پہلے بابا مزید گرم ہو جائیں۔ پچھلی بار انہیں غصہ علیار نے دلایا تھا تو اس کی اچھی والی پٹائی ہوئی تھی، اس بار یہ عظیم کام تم نے انجام دیا ہے تو اس کا عظیم انجام تمہیں ہی جھیلنا ہے۔ چلو بھی "ہمت کرو، ویسے ڈنڈا بڑا خطرناک تھا، لگتا ہے علیان کو زور سے لگا ہو گا۔

رودابہ وردہ کے ساتھ مل کر ساکب صاحب کا مذاق اڑاتی خود گاڑی سے اترتی ساتھ ساتھ زارا کی مدد کرتے اسے اپنے ہمراہ اندر لے جانے لگی۔

"آجاؤ ساکب، تمہارے بغیر یہ خوشخبری بابا کو نہیں سنائی جائے گی۔"

وہ جاتے جاتے بولی۔

وہ تینوں اندر داخل ہوئے تو لانچ میں ہی سب موجود تھے، سوائے لڑکوں کے، وہ سب اپنے اپنے کام سے نکلے ہوئے تھے۔ زرتاشہ اور مانسا آمدہ کو لیے ایک صوفے پر بیٹھی تھیں، تو دوسرے پر داجی جنہیں علیان نے پکڑ رکھا تھا جیسے ابھی وہ بھاگ جائیں گے۔

"ارے ! تم تو ہمارا ہاتھ چھوڑ دو، ہم کیا کہیں بھاگ رہے ہیں جو تم نے ہمیں پکڑ رکھا ہے؟"

وہ بولے اور اپنے ہاتھ اور کندھے پر اس کی بھاری گرفت محسوس کرتے ہوئے سب نے ہی ان کی طرف دیکھا۔

ان کے انداز پر زارا بھی پریشانی سے مائسا اور زرتاشہ کو دیکھنے لگی، جو خود ان کے غصے کی وجہ سے ناواقف تھیں۔

"بہو بیٹھ بھی جاؤ، بچی کو لے کر کھڑی کیوں ہو؟ اور یہ اس کا چہرہ اترا کیوں ہوا ہے؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

داجی ان تینوں کو کھڑے دیکھتے پریشانی سے پوچھنے لگے۔

"...جی بابا"

"تم رہنے دو بہو، اس کا جواب تو ہم ساکب سے ہی لیں گے۔"

وردہ کو کچھ بولتا دیکھ کر کرداجی انہیں چپ کراتے بولے۔ جب ساکب صاحب بھی اندر داخل ہوئے۔

السلام علیکم بابا۔" انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی سلام کرنا بہتر سمجھا۔"

"وعلیکم السلام۔" اس کے سلام پر داجی نے ہلکے سے انہیں جواب دیا، جس کی آواز صرف علیان تک ہی گئی تھی۔

"برخوردار! تم خود ہمیں بتانا شروع کرو گے یا دادا ہونے کے بعد اپنی پوتی کے سامنے ہم سے ڈنڈے کھاتے ہوئے بتاؤ گے کہ یہ جو کام تم نے انجام دیا ہے وہ کس خوشی میں کیا ہے؟"

داجی ساکب صاحب کو گھورتے ہوئے اپنے ڈنڈے کی طرف اشارہ کرتے بولے۔

جبکہ ان کی بات پر علیان کی نظر بھی اپنے کدو پر گئی جو اس کے پاس آنے کے لئے بے چین ہو رہی تھی۔ تو وہ اٹھا کر اسے ماکسا کی گود سے لے گیا، جس پر وہ ہمیشہ کی طرح اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے اس کے کندھوں پر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ رکھ گئی۔ اس کی اس ہر حرکت پر مائسا ہمیشہ علیان سے یہی کہتی تھی کہ یہ آپ سے گلے ملتی ہے، جس پر علیان بس ہنس کر رہ جاتا تھا کیونکہ اس کے کدو کی حرکتیں ہی نرالی تھیں۔

"بابا! وہ دراصل زارا کی طبیعت خراب ہو گئی تھی اچانک، اور اسی وجہ سے ہمیں پریشانی میں یاد نہیں رہا کسی کو اطلاع کرنا۔"

ساکب صاحب داجی کی گھوری مسلسل خود پر محسوس کرتے ہوئے آخر خود ہی بول پڑے۔

"تو برخوردار! جاتے ہوئے اطلاع نہیں دے سکے مگر ہسپتال پہنچ کر تو کر سکتے تھے نا؟"

داجی نے کہا۔

"دادا جی، ہماری طبیعت بہت زیادہ خراب تھی اور مجھے ہوش بھی نہیں آرہا تھا، تو اس لئے بابا بھی پریشان ہو گئے تھے۔"

ساکب صاحب کو مسلسل جھاڑ سنتے دیکھ کر زارا نے بولنا ضروری سمجھا کیونکہ پریشان تو وہ اسی کی وجہ سے ہو رہے تھے۔

"تو بیٹا ! کس نے کہا تھا اسے اکیلے جائے؟ یہ اتنے سارے مسٹنڈے کیوں پالے ہیں ہم نے؟"

زارا کی بات پر واجی نے قدرے آرام سے جواب دیا۔

چھوڑیں واجی، میری بات سنیں۔جو اہم اور بہت ضروری خبر ہے وہ یہ ہے کہ برسوں بعد آپ"
"کو خوشی سے ناچنے کا موقع ملنے والا ہے۔

علیان اپنے باپ کو مسلسل جھاڑ سنتے دیکھ کر بولا۔

ہاں تو بتاؤ نا کیا خوشخبری ہے؟ جلدی بتاؤ ! اور یہ علیار کا نمبر کیوں نہیں لگ رہا؟ تم کل اس کے"
"بنگلے جا کر دیکھو کیا بات ہے۔

" ! واجی ! سب چیزوں کو چھوڑیں اور خوشخبری پر دھیان دیں۔ آپ پردادا بننے والے ہیں"

" ! کیا؟"

نہیں، میں قسم سے کہتا ہوں ! خوشی سے ہم بے ہوش نہ ہو جائیں۔بیچارہ ساکب، تم نے اتنی"
اچھی خبر ہمیں اتنی دیر سے سنائی ہے۔یہ کون سا طریقہ ہے خوشخبری سنانے کا؟ میٹھائی لے کر
" ! آؤ، اور تم گلے تو ملو، دادا بننے والے ہو

واجی جلدی سے کھڑے ہوتے ساکب صاحب سے بغلگیر ہوئے، ان سے اپنی خوشی سنبھالی نہیں
جا رہی تھی۔

"یہ لیں داجی، منہ میٹھا کریں۔"

علیان اس کے منہ میں میٹھائی ڈالتے بولا۔

"عقل مند! تم اپنے باپ بننے کے ٹائم میں بھی ہمیں ایسے ہی سوکھا سوکھا خبر سنائی تھی، اور ابھی بھی تمہارا ایہی حال ہے۔ اب اسے چھوڑو، جلدی اس نکلی پولیس سے رابطہ کرو، بولو گھر آئیں ورنہ ہم اسے اپنی جائیداد سے آؤٹ کر کے سب کچھ اپنی آنے والی پوتا پوتی کو دے دیں گے، پھر بیٹھا رہے وہیں چالیس ہزار کی سرکاری ملازمت کرتے ہوئے ہم سے نہ کہے پھر آکر۔ فون کرو جلدی اسے! اور زری بیٹی، تم جلدی سے باقیوں کو فون کر کے گھر آنے کا کہو۔ آج رات زبردست قسم کا دعوت والا کھانا ہونا چاہیے۔"

"ساکب! کھانا باہر سے منگوا لو، بہوئیں آرام کریں گی۔ اور بہو، آپ زارا کا صدقہ وغیرہ دیں اور اسے کمرے میں لے جائیں۔یہاں کیوں بیٹھا رکھا ہے؟ کچھ یخنی وغیرہ پلا دیں تاکہ بچی میں جان آئے، کیساپیلا چہرا ہو رہا ہے ان کا۔"

داجی خوشی سے جلدی جلدی ہدایت دیتے باہر کی طرف بڑھے۔

"مگر داجی آپ کہاں جا رہے ہیں اتنی جلدی میں؟"

میں مسجد جا رہا ہوں شکرانے پڑھنے۔ واجی عجلت میں کہتے مسجد کی طرف نکل گئے۔

چلیں بھی، آپ لوگوں کے آرام کا ٹائم ہے اب اللہ رحم کرے بابا کے بعد کس کی بے عزتی لکھی ہے، ویسے مجھے بڑا دکھ ہوا بابا۔ علیان اپنی ماں کی طرف دیکھ کر کہتا، سا کب صاحب کو چھوڑتے تیزی سے آمدہ کو لیتے سیڑھی کی طرف بڑھا۔

علیان، تم نے فون کیا تھا علیار کو؟ ایسا کرو کسی کو ابھی بھیج دو شہر۔" داچی ٹیبل پر بیٹھتے ساتھ ہی بولے۔

واجی، میں صبح خود وہاں گیا تھا مگر لالا تھے نہیں۔ وہ کسی بہت ضروری کیس کے لیے نکلے ہوئے تھے، اور چوکیدار نے کہا وہ صبح چھ بجے کے نکلے ہیں اور دو دن سے انہیں رات آنے میں بھی دیر ہو رہی ہے۔ تو میں نے تھانے بھی فون کیا تھا، سب کانسٹیبل نے بھی کیس کا ہی کہا ہے۔ اب کل میں فجر میں دوبارہ جاؤں گا تاکہ ان کے نکلنے سے پہلے پہنچ جاؤں۔

علیان انہیں ساری بات سے گوش گزار کرتا بولا۔

ہاں، یہ ٹھیک ہے، تم صبح دوبارہ جاؤ اور ایک کام کرو، ہم بھی ساتھ چلتے ہیں تمہارے۔" داچی اس کی بات سے اتفاق کرتے بولے۔

نہیں واجی، آپ کیوں صبح صبح پریشان ہو رہے ہیں؟ اور ویسے بھی میں مائسا اور آئندہ کو لے کر نکلوں گا، آئندہ کا چیک بھی ہونا ہے تو شام یہ دونوں میرے ساتھ ہی واپس آجائیں گے۔

ہم، یہ بھی ٹھیک ہے۔ یہ باقی سب کیوں نہیں آئے ابھی تک؟" داجی اب ان کی غیر موجودگی" کے بارے میں استفسار کرتے بولے۔

"آ رہے ہیں مورے اور تائی جان کھانا نکال رہی ہیں۔"

اوہ، بھی آگیا۔ باقی سب کہاں ہیں؟ دارار اور داور، داود ان کو بھی تو بلاؤ۔" داجی رودابہ کو" کرسی پر بیٹھتا دیکھ کر بولے۔

"آ رہے ہیں راجی، سب فریش ہونے گئے ہیں۔"

زارا بچے، اب آپ کی طبیعت ٹھیک ہے نا؟" واجی زارا کا زرد چہرہ دیکھ کر بولے۔"

"جی داجی، بس تھوڑی بہت خراب ہے جو ڈاکٹر نے کہا ہے وہ ہو گی۔"

اچھا اچھا، بس تم نے اپنا بہت خیال رکھنا ہے بیٹا، اور اس کے لیے پریشان ہونے کی" ضرورت نہیں ہے۔ کل ہم کان سے پکڑ کر اسے یہاں لے آئیں گے تاکہ ہماری بیٹی کا خیال رکھ سکے ہم۔" داجی اسے دیکھتے ہوئے علیار کا ذکر کرتے بولے۔

کیونکہ زارا اکثر اس کے بارے میں ہی سوچ سوچ کر اپنی طبیعت بگاڑ لیتی ہے اور اسے اس بات کا علم تک نہیں ہوتا کہ اگلا اس کی فکروں میں گھل رہا ہے۔

واجی تاسف سے سوچتے اپنا سر جھٹک کر کھانے پر دھیان دینے لگے۔ اب یہ معاملہ انہوں نے اپنے ہاتھ میں لینا تھا، ایک عرصے سے وہ زارا کے ساتھ ہو رہی ناانصافی دیکھ رہے تھے، اب وہ صاف صاف بات کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

"اسلام و علیکم راجی، کیا بات ہے یہ آج آپ نے ماحول کیوں بنا رکھا ہے؟" دارار ان کے برابر کی کرسی سنبھالتے بولا۔

"بے شرم! ماحول نہیں، خوشی منا رہے ہیں بہت بڑی خوشی، اور اسے منانے کے لیے تم سب کا انتظار ہو رہا ہے۔ کہاں ہے باقی سب ابھی تک کیوں نہیں آئے؟ بھوک سے ہماری جان جا رہی ہے۔" واجی دارار کے کندھے پر چپیت لگاتے بولے۔

"آ گئے آ گئے واجی! یہ لیں، ویسے آج آپ ہمیں اتنی شدت سے کیوں یاد کر رہے تھے؟ کہیں دوسری شادی کا تو ارادہ نہیں ہو گیا آپ کا؟ اگر ایسا ہے تو دادی میری پسند کی ہو گی، پچھلی بار آپ کی مرضی کی تھی، اس بار اپنے اس معصوم پوتے کی خواہش سن لیجیے گا۔" اور تیزی سے اپنی کرسی پر بیٹھتا معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے بول گیا۔

اس کی بات پر جہاں سب نے اپنی ہنسی دبا لی، وہیں راجی نے کھسیانے ہوتے اسے دیکھا۔

"خانہ خراب! تم کو ہمارے دوسرے شادی سے اتنا کیا ہے؟ ہو، ان سب کی لڑکی دیکھو تا کہ یہ خبیث ہماری جان چھوڑے۔" راجی اس کی بات پر کھسیانے ہوئے رودابہ سے بولے۔

ان کی بات پر رودابہ بھی اپنی ہنسی دبا گئیں۔

چلیں داجی، اب تو سب آ گئے ہیں، اب بتا دیں کیا خوشی کی خبر ہے، بغیر سنے ہمارے پیٹ میں "ایک نوالا نہیں جائے گا۔

داعود سب کے آنے کے بعد بولا۔

""ہاں ہاں بتاتا ہوں، درخشہ پہلے میٹھائی کھلائوں اسے پھر بتائوں گا۔

یہ لیں لالا۔" درخشہ ان سب کے سامنے میٹھائی رکھتے ہوئے بولی۔"

"چلیں داجی، اب تو میٹھائی بھی کھا لی، اب تو بتا دیں اتنا پینس کیوں پھیلا رکھا ہے؟"

"ہاں بھی تو سنو، تم سب چاہنے والے ہو اور میں پڑا دادا اور علیار باپ ہونے والا ہوں۔"

ان کی بات سننے سے پہلے جہاں تجسس پھیلا تھا وہیں ان کی بات سنتے سب کے چہروں پر ایک بھرپور مسکراہٹ پھیل گئی تھی اور سب نے بے یقینی سے زارا کو دیکھا تھا جو محنت سے سرخ چہرہ لیے نظریں جھکا گئی۔

مبارک ہو۔" وہ سب اپنی اپنی کرسی سے اٹھتے ایک ایک کر کے زارا کے سر پر ہاتھ رکھتے اس پر" سے پیسے وار کر درخشہ کو پکڑا گئے۔

چلو بھی اب اسی خوشی میں اپنے داجی کی طرف سے یہ ڈنر انجوائے کرو۔" داجی ان سب کو" مسکراتی نظروں سے دیکھتے بولے۔

"دا جی مگر علیار کہاں ہے؟ اسے بھی تو بلائیں۔"

"ہائے اس گدھے کی وجہ سے ہمارا دل جلا ہوا ہے، مت پوچھو اس کا۔"

خوشگوار ماحول میں وہ سب کھانا کھاتے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

ہاں تم صبح آجانا پھر دونوں چلیں گے۔""

"ہاں ہاں مانسا کو بھی لے لیں گے۔"

"نہیں، زارا ابھی باہر جانا منع ہے۔"

"نہیں مگر شاید وہ اسکول جانے والی ہے، اب یہ تو ان پر ہے۔"

""ہاں چلو ٹھیک، تم آجاؤ پھر بات کریں گے۔ اللہ حافظ۔

"زری تم بس دعا سے فون پر ہی لگی رہنا، کالج کا کام پورا کیا؟"

دارار جو کب سے کمرے میں بیٹھا اس کے کال کے ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا، فون بند ہوتے ہی اسے مخاطب ہوتے بولا۔

" ! نہیں"

اس کے سوال پر زرتاشہ نے منہ بھورتے یک لفظی جواب دیا۔

اور میں جان سکتا ہوں کیوں نہیں کیا؟" اس کے انداز پر دارار ابرو چڑھاتے ہوئے بولا۔"

"نہیں، آپ یہ بھی نہیں جان سکتے۔"

اس کے دوبارہ استفسار کرنے پر زرتاشہ تیزی سے اپنا فون رکھتے خود پر کمبل اوڑھ کر سونے لگی۔

بے بی ڈک ! ذرا بتانا پسند کریں گی کہ میری ملکہ کو اب کس چیز نے ناراض کر دیا ہے جو وہ ہڑتال پر اتر آئی ہے؟

دارار اسے جھٹکے سے اپنے قریب کرتا بولا۔

"یہ تو آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ کیا بات ہے۔"

اس کی بات پر زرتاشہ روٹھے پن سے بولی۔

تو تم بتاؤ ناچیز کو کہ کس بات نے ہماری پیاری سی بیگم کو دکھی کیا ہے جو وہ ہم سے خفا خفا لگ "رہی ہے۔

دارار اس کا چہرہ تھوڑی سے تھام کر مزید اپنے قریب کرتا بولا۔

" ! خفا خفا نہیں رہے، خفا ہے"

اسے اپنی لاڈ سے کرتا دیکھ کر زرتاشہ اس کی شرٹ کے بٹن سے کھیلتے ہوئے اسے بتانے لگی۔

"تو پھر اپنی پیاری بیوی کو میں کیسے مناؤں؟ دو مان جائیں؟"

دارار بے باکی سے اس کی کمر سہلاتے ہوئے بولا۔

"زیادہ کچھ نہیں کرنا پڑے گا آپ کو، بس ہمارا ایک چھوٹا سا کام کرنا ہوگا۔"

زرتاشہ انگلی سے زور دیتے ہوئے بولی۔

"اور وہ چھوٹا سا کام کیا ہے؟"

آپ نے یہ وعدہ کرنا ہے کہ آج سے میرے سارے کالج کے کام اور اسائنمنٹ آپ کریں" "گے۔

زرتاشہ بڑے مزے سے بتانے لگی۔

اس کی بات پر دارار نے داد دینے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

اور آپ سے ایسا کس ناچیز نے کہا ہے؟بیوی کے ہم یہ کام یعنی وعدہ پورا کریں گے، اور بہت طریقے ہوتے ہیں بیوی کو منانے کے جن میں تمہارا شوہر بہت ماہر ہے، بے بی ڈک ! تو مجھے یہ وعدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، میرا خیال ہے اس سے پہلے میں منانا شروع کروں تم اپنا کالج کا کام ختم کر لو، کہیں ایسا نہ ہو وہ الگ ہی رہ جائے اور صبح تم اس کے لیے روتی پھرو۔

دارار اس کے عارض پر لب رکھتے، ذومعنی انداز میں بولا۔

کیا مطلب ہے آپ کی بات کا کہ میں اپنا کام کمپلیٹ نہ ہونے پر روتی پھروں؟" زرتاشہ لڑکیوں کی طرح بیڈ پر کھڑی ہوئی اپنی کمر پر دونوں ہاتھ لگائے بولی۔

بلکل ایسا، بلکل بھی نہیں ہے۔" دارار اس کے انداز سے محفوظ ہوتا، اسے اپنا سر ہاتھ پر لگائے" قربت کے بل لیٹتا اسے آرام سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"یار بیوی ادھر آ کر بات کرو، دور دور ہو کر بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

دارار اسے جھٹکے سے کھینچتا خود پر گرا گیا۔

زرتاشہ جو اس اچانک افتاد کے لیے تیار نہ تھی وہ اس کے سینے پر گری، قس کر آنکھیں موند گئیں۔

جب دارار اس کے ڈر کا فائدہ اٹھاتا قربت بڑھاتا خود اس پر سیاہ قلن ہو گیا۔

وہ ایک جھٹکے میں اپنی کمیز اتار کر صوفے پر پھینکتا ہے دیکھنے لگا، جس کی آنکھوں میں اب ڈر کی جگہ حیرت نے لے لی تھی۔

"آپ سائیں ! یہ غلط بات ہے، ہمیں اپنا کام کرنا ہے۔"

زرتاشہ اس کی چالاکی پر اسے کچھ بول بھی نہیں پائی، وہ اپنی حیرانی پر قابو پاتے اس کے کندھے پر کے مارتی اسے خود سے دور کرنا چاہا۔

"ایسے کیسے ہٹ جائے؟ دیکھو نا، اپنی باری لگا چکے ہیں تو اگر اصولاً دیکھا جائے تو اگلا نمبر ہمارا ہونا چاہیے، مگر خیر ابھی میری بے بی ڈک چھوٹی ہے۔ مگر کوئی بات نہیں، ہمارا کام ہے پیدا کرنا نہیں سمجھانا، وہ ہم ہمارے سنگل راجی پر چھوڑ دیں گے۔"

دارار اسے دیکھتے شرارت سے بولا۔

"کسے داجی سنبھالیں گے اور ہم پید۔۔۔" زرتاشہ کو پہلے تو اس کی بات سمجھ ہی نہ آئی، وہ ماتھے پر بل ڈالے اسے استفسار کرنے لگی، جب اس نے بات دہراتے دارار کو دیکھا جو آنکھوں میں شوخی لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"ہمارے منی ورزن کو، بے بی ڈک ! اب ہماری باری ہے۔ لالا اپنی حاضری لگوا چکے ہیں تو ان کے بعد ہمارا ہی تو نمبر ہے۔ اب اگر میں ہی اس پر محنت نہیں کروں گا تو کیا تم کرو گی؟ ویسے یہ آئیڈیا بھی برا نہیں ہے، اگر تم چاہو تو۔۔۔"

دارار اس کے سرخی بھگیرتے چہرے کو دیکھتے معنی خیز انداز میں بولا۔

اس کی ہر بار ہوتی پاک نظروں پر زرتاشہ نے تھوک نگلتے ہوئے اسے دیکھتے نفی میں سر ہلایا، جس پر دارار ہاں میں سر ہلاتے اس کا دوپٹہ صوفے پر پھینک گیا۔

"بے بی ڈک مجھے ہمارا چھوٹا ورژن چاہیے، جو داجی کی ناک میں ادھم مچائے۔"

دارار اس کی گردن میں جھکتا بولا۔

"سی۔۔۔ سائیں!"

"دیکھو نا تمہارے اسی ڈر کی وجہ سے سب ہم سے پہلے بازی لے جائیں گے اور ہم بس دیکھتے رہ جائیں گے۔ معاف کرنا میری چھوٹی پیاری بیوی، مگر آج تمہاری نہیں چلنے والی، آج میری ہی چلے گی۔"

دارار اسے مسلسل نفی میں سر ہلاتا دیکھ کر بولا۔

"تو میری چلتی کب ہے؟ ہر بار آپ کی چلتی ہے۔"

زرتاشہ اپنا سر جھکاتے ہوئے تڑخے انداز میں اسے جواب دینے لگی۔

"دیکھا، مجھ سے لڑنے کے ٹائم تمہارا سارا ڈر ختم ہو جاتا ہے۔ ویسے اگر تم چاہو تو ہم بیڈ پر تمہاری مرضی کر سکتے ہیں، مگر تمہیں شرمانے سے فرصت کہاں، آدھا ٹائم تو تم شرما شرما کر ضائع کر دیتی ہو۔"

دارار اسے دیکھتا لب دباتے بولا۔

"ہاں، آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں ہم سب سمجھ رہے ہیں، مگر ہم اتنے بے شرم اور بے صبرے نہیں ہیں۔ سمجھ آئی ہے آپ کو بات؟ آپ نے کیا ہمیں وہ اپنی فلموں کی گندی ہیروئن سمجھ رکھا ہے جو اچھل اچھل کر ہیرو سے ایسے چپکتی ہے جیسے وہ ہیرو نہیں ہوں بلکہ پڑھانے میں کام آنے والی میڈم بھی ہو، جس کے بغیر وہ لوگ چل ہی نہیں پاتے۔"

اس کی بات پر زرتاشہ اپنے جلے دل کے پھپھولے نکالتے ناک چڑھاتے بولی:

"تو وہ تو ہیرو ہوتا ہے، مگر میں تو تمہارا اپنا ذاتی شوہر ہوں۔ مجھ سے چپک کر بیساکھی بنانے میں کیا برائی ہے؟ اور آپس کی بات ہے اتنی اچھی بیساکھی بننے پر مجھے برا بالکل بھی نہیں لگے گا، تم ٹرائے تو کر کے دیکھو۔"

دارار اس کے عارض سہلاتا، آنکھوں میں شرارت لیے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے بولا۔

"بات سے ہمیں سب سمجھ آ رہا ہے، یہ آپ کیا کرنا چاہ رہے ہیں؟ اگر آپ ابھی ہم پر سے نہ ہٹے تو ہمارا سارا اسائنمنٹ آپ ہی کریں گے، ورنہ ہم بابا سائیں سے صبح آپ کی شکایت لگائیں گے اور کالج بھی نہیں جائیں گے کیونکہ آپ نے ہمارا ٹائم ضائع کیا۔ اسی وجہ سے ہمارا کام نہیں ہو سکا۔"

زرتاشہ اسے اپنے حساب سے دھمکی دیتے ہوئے ڈرانا چاہا، جس پر دارار بس ابرو چڑھاتے اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"اور تم کہو گی کیا؟"

"ہم کہیں گے کہ رات بھر آپ اپنی گندی واہیات انگلش موویز دیکھ رہے تھے، جس کی وجہ سے ہم اپنی پڑھائی پر دھیان نہیں دے پا رہے تھے۔ ہم نے آپ سے کئی بار مدد مانگی مگر آپ نے صاف انکار کر دیا، کہا کہ اپنا کام خود کرو، میرا دماغ مت خراب کرو۔ اور اسی وجہ سے ہمارا

اسائنمنٹ مکمل نہیں ہو پایا۔ تو بابا سائیں آپ خود بتائیں، ایسے میں ہم کیسے کالج جا سکتے ہیں؟ وہاں ہماری کتنی بے عزتی ہو گی اور وہاں کی لڑکیاں تو ویسے ہی ہم سے جلتی ہیں۔"

زرتاشہ اپنے ناک سے مکھی اڑانے کے انداز میں کہتی اسے خود پر ہٹانے لگی، جبکہ اس کی بات پر دارار حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھنے لگا۔

"اللہ اللہ زری! تم کتنی بڑی ہو گئی ہو، ذرا شرم نہیں آئے گی تمہیں اپنے میاں پر اتنا خطرناک الزام لگاتے ہوئے؟ کچھ تو خوف کر لو، میں ہی وہ میاں ہوں جو تمہیں گھمانے لے کر جاتا ہوں، تمہاری ہر خواہش پوری کرتا ہوں۔"

اس کی بات پر دارار بغیر اس پر سے ایک انچ بھی ہلے صدمے کی کیفیت میں بولا۔

"ہم کیوں خوف کریں؟ اور آپ اپنے بارے میں یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ آپ نے ہم پر کتنے ظلم کیے ہیں؟ پہلے تو ہمیں زبردستی کالج بھیجا، پھر اتنا اچھا ہم نے آسان سا کورس چوز کر رکھا تھا آپ نے اپنی مرضی سے اسے بدلوایا، اور پھر ہم پر مزید ظلم کرتے ہوئے روز ہمیں یوں پڑھانے بیٹھ جاتے ہیں جیسے ہم کوئی بچے ہوں۔ یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ اتنا ظلم تو ہمارے لالا نے بھی نہیں دیا تھا۔ ہماری پڑھائی پر جتنا ہاتھ دھو کر، بلکہ نہیں۔ ہاتھ پیر منہ سب دھو کر آپ میرے پیچھے پڑے ہیں۔ وہ کیا ہے ہاں! یہ ظلم نہیں، ظلمِ عظیم ہے۔"

زرتاشہ نے باقاعدہ ہاتھ اٹھاتے دہائی دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اس بات کا مداوا نہیں ہو سکتا؟"

دارار نے اسے کمر سے تھامتے اپنے اوپر کرتے بولا۔

ہو سکتا ہے، بالکل ہو سکتا ہے۔ اگر آپ ہمارا سارا اسائنمنٹ کر دیں تو ضرور مداوا ہو سکتا"

"ہے۔

زرتاشہ ہنوز اپنی بات پر قائم رہتے ہوئے اس کے سینے پر ٹھوڑی رکھے بولی۔

ایسے کچھ نہیں ہو رہا۔ اپنا اسائنمنٹ تم خود کرو گی، میں بس تمہارے سر کی مالش کر دوں گا،"

"تمہارے ہاتھ پیر دبا دوں گا۔

دارار صاف انکار کرتے بولا۔

تو پھر ٹھیک ہے، جب میں نے ہی کام کرنا ہے تو میں کیوں یہاں اپنا وقت ضائع کر رہی ہوں؟"

"اپنا کام نہ کر لوں؟

آرے یار! ایک تو اس رومینس کے چکر میں تمہیں مناتے مناتے ساری وائب کا بیڑا غرق ہو"

"جاتا ہے۔

دارار اسے الجھا دیکھ کر دوبارہ خود پر گراتے ہوئے تیزی سے اپنے نیچے کرتا بولا۔

"کس کا بیڑا غرق کیا ہے ہم نے؟"

ابھی زرتاشہ مزید کچھ کہتی جب دارار اس کے لبوں پر قابض ہو گیا اور اس کی سانس روک گیا۔

وہ شدت سے اس کی مہکتی سانسیں اپنے اندر اتارتا، وہ شدت سے اس کے لبوں کو چومتا اسے بوکھلانے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس اچانک افتاد پر زرتاشہ نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا جو ایک ہاتھ سے سائیڈ ٹیبل سے ریموٹ اٹھا کر کمرے کی ساری لائٹس آف کر کے ڈوم لائٹ آن کر گیا۔ وہ ہنوز اس کے لبوں پر قابض ہو کر اس کی سانسیں پی رہا تھا۔

وہ کبھی اس کے بالائی ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیتا تو کبھی نچلے ہونٹوں کو۔ اس کی اتنی شدت پسندی پر زرتاشہ بس بوکھلائے ہوئے اس کے کندھے تھام لیتی جو بڑی شدت سے اس کی زبان کے ساتھ چپکا ہوا تھا۔

دارار پوری شدت سے اس کی سانسیں چراتے اس کی گردن پر جھک گیا تھا۔ وہ اس کے کالر بون پر جھکتے وہاں شدت سے اپنے دانت گاڑ رہا تھا۔ زرتاشہ جو اس کے شدت بھرے کس سے ابھی تک سنبھل نہیں پائی تھی، وہ اپنی گردن پر اس کے دانتوں کا دباؤ محسوس کرتے ہوئے بمشکل اپنی سسکی روکی تھی۔

دارار اپنے دیے نشان کی جگہ پر لب رکھتا، اس پر اٹھتا ایک جھٹکے میں اس کی قمیض پیچھے سے پھاڑتا اسے بھی صوفے پر پھینک گیا۔۔۔

اس اچانک افتاد پر زرتاشہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتی تیزی سے خود پر ڈھکنے کے لیے دوپٹہ ڈھونڈنا چاہا، جب وہ اسے صوفے پر پڑا اپنی ناقدری پر روتا نظر آیا۔

زرتاشہ نے روہانسے ہوتے اپنی دھڑکنوں کو اپنے ہاتھوں سے ڈھکنا چاہا، جب دارار اس کی کوشش ناکام بناتے اس کے لبوں پر قابض ہو گیا۔ وہ ایک ہاتھ سے اس کی دونوں کلائیوں کو اپنی گرفت میں لیے دوسرے سے اس کی گردن پر اپنی پکڑ کستا، اس کے لبوں پر جھک گیا۔

اس کے اس طرح کرنے پر زرتاشہ کو اپنے جسم کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آتا محسوس ہوا۔ وہ پیر کے ناخن تک لال ٹماٹر ہوتی اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کرنے لگی۔ جب وہ اس کی گردن پر رکھے اپنے ہاتھ کو پوری بے باکی سے پھیرتا ٹھیک اس کی دھڑکن کے بیچ میں رکھ گیا۔

اس کا بھاری کھردرا ہاتھ اپنی دھڑکن کے بیچ میں محسوس کرتے زرتاشہ کی دھڑکنیں ساکت ہو گئی تھیں اور اسے اپنا دل سست پڑتا محسوس ہوا۔ دارار بے باکی سے اس کے لبوں کو سک کرتا، اس کی بلاؤز میں ان کو الجھانا اسے کھینچ کر مزید اپنے قریب کرتا، اس کی نازکی کو اپنے سخت سینے پر محسوس کر رہا تھا۔

اپنے اور اس کے درمیان موجود ہاتھ کو اس کی کمر کے گرد باندھتا اسے مزید سختی سے خود میں بھینچتا مزید اس کی سانسیں خود سے الجھا گیا۔

زرتاشہ اس کی سخت گرفت کے تضاد اپنی سانسوں کے ساتھ ہوتی مسلسل چھڑ چھاڑ پر اسے اپنی آنکھوں کے آگے اندھیرا آتا محسوس ہوا۔ جب دارار اس کی مزاحمت کو رکتا دیکھ کر نرمی سے اس کے لبوں کو آزاد کرتا، اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا لگاتے آنکھیں موند گیا۔

زرتاشہ اپنے لبوں کی آزادی ملنے پر بیڈ پر ڈھے ہوتی اپنی آنکھیں موند گئی۔ اسے اب اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔ وہ خود میں مزاحمت کی طاقت بھی محسوس نہیں کر رہی تھی، اسے ایک ہی کسی میں اپنی ساری طاقت ختم محسوس ہوئی۔

اسے ہنوز آنکھیں موندے دیکھ دارار نرمی سے اس کے عارض سہلاتے اسے محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اس کی انگلی کے کھردرے لمس پر زرتاشہ نے آنکھیں کھولتے اسے غصے سے دیکھا۔

"ایسا بھی کون سا جن چڑھ گیا ہے آپ کو جو اس طرح کی حرکتیں کر رہے ہیں؟"

زرتاشہ نے ناک چڑھاتے اسے کہا۔ اس نے بمشکل اپنی آواز نکالی تھی، سانسوں کے مسلسل رکنے کی وجہ سے اسے اپنے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے تھے۔

دارار کے اس قدر شدت بھرے لمس پر اسے اپنے حلیے کا ذرا اندازہ نہیں تھا، اس لیے وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے بڑے مزے سے اپنی ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی۔

"بے بی ڈک خفا تو مت ہو۔ اب تم اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ بس میرا دل کیا میں تمہارے ان گلابی لبوں سے چمٹ جاؤں، تو میں چمٹ گیا۔ ویسے اتنے اچھے نظارے دیکھنے کے بعد تم مجھ سے کسی چیز کی امید رکھتی ہو؟"

دارار اس کے خد و خال پر انگلی ٹریس کرتے بولا۔

اس کی بات پر زرتاشہ کا دھیان فوراً سے اپنے سراپے پر گیا، جسے دوسرے سے بھولے بیٹھی تھی۔ وہ جلدی سے خود کو ڈھکنے کے لیے اردگرد نظریں دوڑانے لگی کچھ ڈھونڈنے گئی۔

"میری بیبی ڈک مجھ سے چھپنا بے کار ہے۔ ویسے یہاں میرے سینے کے علاوہ کوئی اور آپشن نہیں ہے جس سے چپک کر تم میری نظروں سے چھپ سکو۔ چاہو تو ناراضگی کر لو، میں بالکل برا نہیں مانوں گا۔"

دارار معصوم بننے کی ازلی کوشش کرتا اپنی آنکھیں مٹکاتے ہوئے بولا۔

جبکہ اس کی بات پر زرتاشہ نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازتے ہوئے اپنا چہرہ رخ موڑ لیا، قربت بدل گئی۔

"ویسے بیوی، سائیڈ ویو بھی برا نہیں ہے بلکہ یہ پہلے والے سے زیادہ اچھا ہے۔"

وہ اس کی بل کھائی کمر کو چٹکی میں بھر کر چھوڑتے دوسرے ہی پل اس کی بے داغ ملائم کمر پر اپنے ہاتھ پھیر رہا تھا، جس کے ساتھ ساتھ وہ اسے سٹپٹانے پر مجبور کر رہا تھا۔

اس کے ہاتھوں کی بے باکی پر زرتاشہ تیزی سے اپنا رخ سیدھا کرتی اس کی طرف دیکھنے لگی۔ لیٹی وہ ابھی قربت کے بل ہی تھی۔

"ویسے کیا بات ہے، دینے والے نے بھی مجھ نافرمان کو کیا خوب دیا ہے۔"

دارار سیٹی کی دھن بجاتا، ہاتھ اٹھاتے دہائی کے انداز میں بولا تھا۔

اس کی بات کے تضاد اس کی نظروں کا مرکز سمجھتے زرتاشہ کا دل کیا اپنا سر دیوار پر مار لے۔ کرے تو کرے کیا؟ نہ یہ بندہ انا اپنی بے باکی سے باز آرہا تھا، نہ اس کے پاس چھپنے کا کوئی راستہ تھا۔ کمرے میں جلتی نیو لائٹس کی روشنی صرف بیڈ کو ہی روشن کر رہی تھی، اتنی زیادہ نہیں تھی کہ وہ صوفے تک جا کر اپنا دوپٹہ اٹھا لے یا ڈریسنگ روم تک چلی جائے۔ اس کے ٹٹول ٹٹول کر پہنچنے تک دارار واپس باآسانی اسے اپنے شکنجے میں لے سکتا تھا، اور ویسے بھی آج وہ چمگادڑ سے حرکتوں میں مشابہت کرتا لگ رہا تھا۔

بے بی ڈک، اتنا مت سوچو۔ اللہ نے اس دماغ کو صرف میرے بارے میں سوچنے کے لیے بنایا" ہے، تو بس وہ کام کرو، ٹال مٹول مت کرو اور ادھر آؤ۔ میں نے تمہیں بھلا چھوڑا؟ تم تو دور ہی چلی گئی۔ ایسی حالت میں تمہیں ٹھنڈ لگ سکتی ہے، اور اس ہوا کا کیا بھروسہ، میری ذرا سی دوری پر تمہیں چھو کر گزرنے کا کام انجام دے دے، تو خامخا مجھے اسے بھی تم پر تنگ کرنا پڑے "گا۔

دارار اسے جھٹکے سے اپنے قریب کھینچتا سختی سے خود میں بھینچ گیا، اتنا کہ ان دونوں کے درمیان ہوا بھی نہ گزر سکے۔

"اب ایسے تو مت دیکھو، مجھے نہیں پسند۔ میرے علاوہ تمہیں کوئی چھوئے تو یہ پھر ہوا ہے۔"

"تھرڈ پرسن... نہیں نہیں... تھرڈ گیس ہے... ہاں دیکھو، اب تم نے فارن ریٹرن شوہر مانگا تھا تو اس کے ساتھ اور بھی بہت کچھ ملتا ہے، جیسے فارن اسٹائل ڈیٹ، فارن اسٹائل ویڈنگ، فارن اسٹائل ویڈنگ نائٹ، فارن اسٹائل رومینس، اور چپ چپ... ہمیں پتا چل گیا ہے کہ کیا کیا ملتا ہے مگر سب سے پہلے فارن اسٹائل بے خودی اور بے شرمی ہے۔ کمیز اتارو اپنی۔"

زرتاشہ اس کے لبوں پر ہلکی سی چپٹی لگاتے اسے چپ کرواتے بولی، جو اپنی اتنی زیادہ بے باک باتوں سے اس کے کانوں سے دھواں نکال رہا تھا۔ وہ اسے چپ کرواتے اس سے اس کی قمیض مانگنے لگی۔

"بے بی ڈک، کیا تمہیں اس رومینٹک لائٹ میں اپنا ذاتی اور خوبصورت شوہر شرٹ لیس نہیں دکھائی دے رہا؟ میں نے تمہاری طرح اوپر صرف انڈرگارمنٹس ہی پہن رکھے ہیں، قمیض میری کب کی تمہاری قمیض کے ساتھ اپنا من کرچکی ہے۔ ایک میں ہی معصوم ہوں جو اب تک بس دور دور سے ہی اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا رہا ہوں۔"

اس کی بے باک سن کر وہ مزید خود میں سمٹتی بیڈ سے اترنے لگی، جب دارار اسے کھڑے ہونے کا موقع دیتا ٹھیک اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ وہ اس کی بلاؤز کی ہک سے انگلی الجھاتا اسے جھٹکے سے کھول گیا۔

اس کی اچانک اس حرکت پر زرتاشہ نے چیختے ہوئے بمشکل سامنے سے اپنے بلاؤز کو سنبھالا۔

جب دارار اس کی پشت اپنے سینے سے لگاتا اسے لیتا بیڈ پر گرا، وہ فوراً سے قربت بدلتا اس پر سیاہ فام... سیاہ فام ہو گیا، اسے خود سے لگاتا ہاتھ کے سہارے سے بیڈ پر ٹھیک سے لیٹا دیا۔

اس کے جسم پر موجود وہ نازک سا پردہ بھی گرا گیا۔ اس کی حرکت پر زرتاشہ قس کر آنکھیں میچ گئی، مزید مزاحمت کے لیے کچھ بچا ہی نہیں تھا، کرنا وہی تھا جو اسے اچھا لگے۔

دارار اس سے ہٹتا اپنی ویسٹ اتار کر اسے بھی باقی کپڑوں کے ساتھ پھینک گیا۔

"بیوی قسم لے لو، اس اندھیرے میں یہ روشنی دودھ میں مکھی کا کام کر رہی ہے، اور تمہارے اس نادان شوہر کو تم واضح بالکل نظر نہیں آ رہی۔ بس تمہارے کندن سا سر آپ دمک رہا ہے اور اس کی چمک دیکھنے کے لیے مجھے ان روشنیوں کی ضرورت نہیں، وہ خود ہی بلب کا کام کر رہا ہے۔ اب تم بتاؤ اس میں میں نے کیا کیا ہے جو تم مجھے ان نظروں سے دیکھ رہی ہو؟"

"ہم آپ کو کسی نظروں سے نہیں دیکھ رہے، آپ بس دن بدن بدتمیز ہوتے جا رہے ہیں اور ساتھ میں چھچھورے بھی۔"

زرتاشہ بڑے آرام سے اسے اپنے نئے ناموں سے پکارتی اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر اس کی بات پر دارار نے اسے آنکھیں دکھانی چاہیں، جب وہ اسے ہی آنکھ ونک کرتی اسے حیران پر حیران کر رہی تھی۔

"زرمباشہ کی بچی، مجھ سے بے ہودگی، مجھ سے تم کو تمہیں میں بدتمیزی اور چھچھورپن کا صحیح مطلب بتاؤں گا، رک جاو تم ذرا۔"

ایک اور رات وہ دونوں گزشتہ راتوں کی طرح ایک دوسرے میں گم ہو کر گزارتے، پردے کے آؤٹ سے جھانکتے کو بھی شرمانے پر مجبور کر رہے تھے، جو ایک بار اور اس کے لمحوں کا گواہ تھا۔۔۔

صبح کا سویرا حویلی میں ایک نئی روشنی لایا تھا مگر ماحول میں گھوٹی خوشی کی خوشبو گھر کے مکینوں کی خوشی کا پیغام دے رہی تھی۔ وہ سارے حسبِ معمول اٹھے اپنے کام پر لگے ہوئے تھے سوائے کچھ لوگوں کے جو ابھی بھی سونے میں مصروف تھے۔

"مورے، آپ کو نہیں لگتا آج لالا نے حد کر دی ہے؟ مطلب دوپہر کا سورج سر پر ہے اور وہ اب تک خوابِ خرگوش کے مزے لے رہے ہیں؟"

داور سیب کھاتے ہوئے کچن میں موجود ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ اس کی بات پر وردہ اور رودابہ دونوں نے یک وقت اسے گھورا۔

"! اسلام و علیکم"

ابھی وہ مزید کچھ بولتا جب زارا کچن میں داخل ہوتی ان سب کو سلام کرتی ان کی طرف متوجہ ہو گئی۔

وعلیکم السلام بچے، آپ کیوں نیچے آئی؟ مجھے بلا لیا ہوتا، کوئی کام تھا آپ کو؟ کچھ چاہیے؟ کچھ کھانا" "ہے آپ نے؟

وردہ زارا کو دیکھتے ایک کے بعد ایک سوال کرنے لگی۔

"وردہ، سانس تو لے لو۔"

"او ہاں سوری بھابھی۔ بچے بتاؤ کیا چاہیے؟"

وردہ ان کی بات پر اپنے سر پر چپت لگاتے ایک بار پھر زارا سے پوچھ بیٹھی۔

"نہیں مورے، وہ تو ہم کمرے میں اکیلے بور ہو رہے تھے تو اس لیے یہاں چلے آئے۔"

زارا کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتی آرام سے اپنی بوریت کا بتانے لگی۔

"تو بیٹا آپ یہاں گرمی میں کیوں آئی؟ ٹی وی دیکھ لیتی یا پھر سو جاتی۔"

رودابہ اسے دیکھتے سہولت سے مشورہ دینے لگی۔

"چچی جان، سو کر تو ہم آدھے گھنٹے پہلے ہی اٹھے ہیں اور ٹی وی دیکھ دیکھ کر ہم تھک چکے ہیں۔"

اچھا چلیں کوئی بات نہیں، بھا بھی میرا بھی کچھ یہی حال ہے۔ آج میرا آفس جانے کا دل نہیں"
"تھا تو میں بھی یہاں بیٹھی ہوں۔

"چچی جان، آپ نے مجھ سے تو نہیں پوچھا، جب سے کچھ کھاؤ گے یہ نا انصافی کیوں؟"

داور وردہ کی پچھلی بات یاد کرتے بولا۔

کوئی نا انصافی نہیں ہے کیونکہ تمہیں ابھی میں نے اوپر فرائز بنا کر بھیجے تھے، جن کے ساتھ انصاف"
"کرنے کے بعد تم یہاں ہو۔ سمجھے؟ مجھ سے چالاکی نہیں کرتے۔

وردہ اسے خود کو باتوں میں الجھاتے دیکھ کر سموسے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس کے ہاتھ پر چپت لگاتی وارن کرتے بولی۔

" ! کیا یار، چچی جان ! ایک تو کھانے دیں"

داور سموسے ہاتھ نہ لگنے پر دہائی دیتا بولا۔

ابھی نہیں، چائے بن جائے پھر ساتھ کھانا۔ چلو دونوں اٹھو، لاؤنج میں چلو، لے کر آ رہی ہوں"
"میں۔

"ارے واہ، یوں کی خدمتیں ہو رہی ہیں؟"

ساکب صاحب داجی کے ہمراہ اندر داخل ہوتے وردہ کو ان دونوں کے سامنے ٹیبل پر سموسے، چائے اور چپس رکھتے دیکھ کر بولے۔

"بلکل ہو رہی ہے مگر کوئی ہے جو یہاں ہڈ رامی کر رہا ہے۔"

وردہ ان کی بات کا جواب دیتی، نظروں ہی نظروں میں داور کی طرف اشارہ کرتے بولی جو بغیر کسی کے آنے کا نوٹس لیے بس کھانے میں مصروف تھا۔

داجی جو زارا کے سر پر ہاتھ رکھ رہے تھے، وہ اس کی حرکت اور اس کے ساتھ ساتھ وردہ کی بات سنتے اسے کھانے کی دنیا سے ہوش کی دنیا میں واپس لانا چاہا۔

خود کو کھانے کے ڈی اسٹرب ہوتا دیکھ کر داور نے اپنی ڈسٹربنس کی وجہ کو گھورنا چاہا مگر داجی کو خود کو گھورتا ہوا پا کر وہ کھسیانے ہوتے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

اس کی حرکت پر واجی بس نفی میں سر ہلاتے صوفے پر بیٹھ گئے جہاں رودابہ انہیں پانی دیتی باقی کا ناشتہ ان لوگوں کے لیے لگانے لگی۔

واجی ویسے آج آپ کو کچھ عجیب نہیں لگ رہا؟""
وہ انہیں دیکھتے چائے کے گھونٹ بھرتا بولا۔

"عجیب؟ یہاں تو ہمیں کچھ عجیب نہیں لگ رہا سوائے تمہارے۔"

اس کے بے تکے سوال پر داجی بھی اسے گھورتے بولے۔

واجی میں عجیب نہیں، میں یونیک ہوں۔ یہاں کچھ عجیب ہے، کوئی ہے جو اس وقت یہاں موجود" "نہیں ہے بلکہ ابھی تک ان کے آستانے میں ہی موجود ہے۔

" ! داور"

اس کی حرکتوں اور باتوں پر رودابہ نے اسے سنجیدہ انداز میں پکارا۔

موری ہم نے کچھ تھوڑی کیا ہے، ہم تو بس داجی کو بتا رہے تھے کہ یہاں موصوف شادی شدہ" لوگ مجھے اور داور کو شدید سنگل فیل کرا رہے ہیں۔ اور انہیں اس بات کی خبر تک نہیں ہے۔ اب واجی کو بھی تو پتا ہونا چاہیے نا، آخر کو میرا دکھ اور میرے دل پر گزر رہی کیفیت کو وہی سمجھ "سکتے ہیں، ان کے علاوہ کوئی نہیں۔

برخوردار تم باز آؤ، جاؤ تو اسی میں تمہاری بہتری ہے ورنہ مجھے سنگل کہتے کہتے کہیں تم ہی نا سنگل" ہو جاؤ۔ یہ ہم نے آپ سے کچھ کہا تھا؟ اس کے لیے لڑکی دیکھیں تاکہ اس عذاب سے ہماری جان چھوٹ سکے۔ ہاں اگر کوئی اسے شادی کے بعد گود لینے کو تیار ہو تو وہ بھی بہتر ہے، بہت ناک "میں دم کر رکھا ہے ان سب نے ہمارا۔

واجی اس کی بات پر ناک سے مکھی اڑانے کے انداز میں اسے نظر انداز کرتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے۔

داجی کی بات پر داور نے آنکھیں پھیلائے انہیں دیکھا۔

"داجی آپ کے کہنے کا کیا مطلب ہے؟ اب میں گھر جمائی بن کر رہوں گا؟"

انہوں نے تصدیق چاہی۔

"جی بالکل، آپ صحیح سمجھ رہے ہیں۔ ہم آپ کو گھر جمائی بننے کا ہی کہہ رہے ہیں۔"

داجی نے اسے واضح الفاظ میں بڑے آرام سے اپنی بات کہہ دی۔

نہیں واجی ! میرا آپ کو چھوڑ کر جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے، البتہ اپنی ہونے والی وادی ساس" سے ضرور آپ کے رشتے کی بات کروں گا تاکہ جب میں اپنی بیوی کے ساتھ بزی ہو جاؤں تو آپ "اکیلے نہ محسوس کریں۔

داور اپنے چائے کا کپ نیچے رکھتا ان کی گود میں بیٹھنے لگا جب باقی سب کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی اور لاؤنج میں سب کا مشترکہ قہقہہ گونج اٹھا۔

ارے ہٹو ہم پر سے ! علیان کو فون کرو، پوچھو اس کی ملاقات ہوئی علیار سے یا ہم خود نکلیں شہر" "کے لیے۔

داجی اس کے پیٹ پر تھپڑ لگاتے اسے اپنی جگہ پر بیٹھنے کا کہتے ساتھ ہی علیان سے استفسار کرنے کا کہہ چکے تھے۔

"ایک منٹ، ابھی کرتا ہوں۔"

وہ ان کی بات پر اپنی جیب سے فون نکالتے علیان کا نمبر ملا گیا۔

واجی، لالا کا نمبر جا رہا ہے، میں نے انہیں میسج کر دیا ہے، ان کے گارڈ کو بھی فون کر لیتا ہوں"
"سب ٹھیک ہے یا نہیں۔

اس کے نمبر مصروف آنے پر کچھ پریشانی سے بولا۔

"ہاں کرو۔"

اس کی بات پر واجی بھی پریشان ہوئے تھے۔ ابھی وہ گارڈ کو فون کر رہا تھا جب علیان کی کال آنے لگی۔

" ! اسلام و علیکم لالا"

وہ اس کی کال ریسیو کرتے ہوئے بولا۔

"جی ٹھیک ہے، میں کہہ دیتا ہوں داجی سے۔ ٹھیک، اللہ حافظ۔"

داور اس کی بات پر ہامی بھرتے فون کاٹ گیا۔

"کیا ہوا؟ کیا کہا ہے علیان نے؟ جلدی بتاؤ۔"

:دارجی نے اسے بڑے آرام سے اپنا فون واپس اپنی جیب میں رکھتے ہوئے دیکھا اور بولے

"ایک منٹ، ایک منٹ ! دار جی، لالا کہہ رہے تھے کہ ابھی صبح لالا سے ملاقات ہو گئی ہے، وہ شام میں ان کے ساتھ ہی آنے لگے۔"

داور انہیں علیان کی کہی بات بتانے کے بعد اب فرائز کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

"شکر ہے، ہمیں لگا تھا کہیں کچھ غلط نہ ہو۔"

اس کی پوری بات سنتے راجی سکھ کا سانس لیتے ہوئے بولے۔

ہماری اس بات پر سب نے ہی اتفاق کیا کیونکہ کہیں نہ کہیں سب کو ہی علیار کی غیر موجودگی کسی بڑی چیز کے ہونے کا پتا دے رہی تھی۔ اب اس کی واپسی کا سنتے ہی جیسے سب کے بے چین دلوں کو راحت ملی تھی۔

زارا اپنی اور اس کی ہوئی اس پہلی اور آخری گفتگو کو یاد کرتے من ہی مسکرا رہی تھی جب پہلی بار اس نے اس سے ٹھیک سے بات کی تھی جیسے میاں بیوی کرتے ہیں۔ وہ اس کے بعد ہوئی ساری تلخ چیزوں کو بھلاتے اپنے اور اس کی آنے والی زندگی خوشی خوشی گزارنا چاہتی تھی، جہاں وہ، علیار اور ان کا بچہ تینوں ہی خوش رہیں۔

زارا اس کے آنے کا سوچتے ہوئے اپنی تیاری کرنے کمرے میں چلی گئی تاکہ وہ آئے تو اچھے سے تیار ہو کر اس کی تھکن اتر جائے، اور پھر اسے اتنی بڑی خوشی بھی تو دینی تھی، وہ ایسے پھیکے پھیکے تھوڑی دے گی۔

"مورے، ہم آرام کرنے جا رہے ہیں۔"

ان سب کو ایک دوسرے کے ساتھ باتوں میں مشغول دیکھ کر زارا دھیرے سے وردہ کے کان میں سرگوشی کرتی لاؤنج سے باہر نکل گئی۔ اس کا رخ اب کچن کی طرف تھا جہاں وہ اس کے پسند کا کھانا بنانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

پورے تین گھنٹے کی محنت کے بعد وہ ساری تیاری دیکھتے ہوئے اپنا بنایا ہوا کیک فرج میں رکھتی اور ایک ایک ڈش کو یونہی رکھتی جا رہی تھی۔ اس کا ارادہ تیار ہو کر کھانے کو ڈِس آؤٹ کرنے کا تھا۔

ابھی وہ جانے کے لیے مڑی ہی تھی جب وردہ اور رودابہ کمر پر ہاتھ رکھے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

"یہ کیا ہے؟ ہم آپ کو آرام کرنے جا رہی تھی؟"

رودابہ اسے آنکھیں پھیلائے استفسار کرنے لگی۔

"وہ... وہ... وہ تو ہم بس... ہم نے بس علی کے لیے تھوڑا سا کھانا بنایا ہے۔"

"یہ تھوڑا سا کھانا؟"

وردہ ٹیبل اور کاؤنٹر پر رکھی ڈشز کو دیکھتے بولی۔

"...ہاں وہ بس"

"اف اللہ لڑکی ! تم اتنا کچھ اکیلے کیوں بناتی ہو؟ ہمیں بلا لیتی مدد کے لیے۔ ایسی حالت میں تم یہ سب کام کرتی رہی؟ اور یہ... یہ کیا ہے؟ تم نے سل میں مصالحہ بھی پیسا ہے؟"

وردہ چکن میں پیسہ ہوا مصالحہ اور ساری چیزیں دیکھتے بولی۔

"اور یہ ہاتھ میں کیا ہے؟ صفائی کا کپڑا؟ فوراً رکھو !"

وردہ اس کے ہاتھ میں کپڑا دیکھ کر بولی جس سے وہ کاؤنٹر صاف کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔

"جاؤ، میاں کے لیے کھانا بنا لیا، اب اچھی سی تیاری بھی کر لو اور آرام کرو۔ آئندہ ناں دیکھوں میں تمہیں سپر مین بنتے ہوئے۔"

وردہ اس کے ہاتھ سے کپڑا لیتی اسے کچن سے باہر جانے کا کہتی ساری چیزیں دیکھنے لگی۔

"وہ مورے..."

زارا نے کچھ یاد آتے ہی انہیں دوبارہ پکارا۔

"ہاں، بولو؟"

"آپ نا ان کے لیے ڈِش آؤٹ مت کرنا، میں خود آ کر کر لوں گی۔"

زارا انہیں دیکھتے ہچکچاتے ہوئے بولی کیونکہ دوبارہ ان سے ڈانٹ اور گھوری سننے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

ٹھیک ہے، ڈِش آؤٹ بھی تم ہی کرنا، مگر ابھی ان لوگوں کے آنے میں وقت ہے۔ جاؤ جا کر تیار "ہو، آرام کرو۔ میں جوس بھجوا رہی ہوں، وہ پیو۔

وردہ اس کی بات پر راضی ہوتے ہوئے نفی میں سر ہلاتی ہے۔

وہ اپنے بیٹے کے پیچھے پاگل اپنی بہو کا خیال رکھ رہی تھیں اور اس کی محنت دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں اس کے لیے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کر رہی تھیں، ساتھ ہی ملازمہ کو پورا کچن صاف کرنے کا حکم دے دیا۔

وہ اپنے کمرے میں آتے ہی اپنا ڈوپٹہ بیڈ پر رکھتی اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی تاکہ اپنے لیے ایک اچھا سا ڈریس نکال سکے۔ مگر اس سے پہلے وہ علیار کا نائٹ سوٹ نکالتی، اس کی ضرورت کی ساری چیزیں جگہ پر رکھتی اور اس کا ایک اور ڈریس نکال کر باہر ہی ہینگ کر گئی۔

اس کے سارے کاموں سے فارغ ہوتی وہ اپنی تیاری کی طرف متوجہ ہوئی۔

ایک کام کرتی ہوں، لان کا سوٹ پہن لیتی ہوں، ویسے بھی کہیں جا تھوڑی رہے ہیں، خامخواہ" "اور لگے گا۔

زارا اپنے سامنے پاوڈر بلیو کلر کے کام والے ڈریس کو دیکھ کر سوچنے لگی جس کے گلے، آستین اور دامن پر باریک اور حسین کام تھا۔ لانگ شرٹ کے ساتھ پاجامہ تھا جس کے پونچے پر بھی کام تھا۔ یہ ڈریس بھی زارا کو اچھا لگ رہا تھا تو وہ اپنے لیے ملیٹ سے ایمبرائیڈری والا سکن کلر کا لان

کا سوٹ نکال کر اسے دیکھنے لگی۔ اسے یہ جوڑا ہی اچھا لگا، وہ اسے ڈن کرتی اپنی باقی چیزیں دیکھنے لگی۔

وہ اچھے سے شاور لیتی، اپنا ڈریس پہنتی اور اپنے بالوں کو تولیے سے آزاد کرتی انہیں خشک کرنے لگی۔

اپنے بالوں پر ہلکا ہلکا ڈرائر کرتی وہ اپنے ملائم نم بال پشت پر چھوڑتی اپنا میک اپ کرنے لگی۔ میک اپ کے نام پر وہ ہمیشہ کی طرح ہلکی سی فیس پاؤڈر لگاتی اور آنکھوں میں ہلکا سا کاجل لگا گئی۔

"پستک مل رہی ہے؟"

وہ خود کو شیشے میں سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے ہم کلام ہوئی۔

"ہاں، علی کی پسند کا لگاتی ہوں۔"

وہ فوراً اس کی پسند کا پنک شیڈ نکال کر اپنے لبوں پر پھیر گئی۔

اللہ ! یہ لگ تو بہت اچھا رہا ہے مگر نیچے سب ہوں گے، ایک کام کرتی ہوں اسے اوپر کر لیتی "ہوں، پھر ٹھیک کر لوں گی۔ ہاں، یہ ٹھیک ہے۔

وہ اپنے بنائے مسئلے کا خود ہی حل نکالتی اس پر عمل کرتی ایک بار پھر خود کو شیشے میں طائرانہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

یہ سب تو ٹھیک ہے بس چوڑیاں پہن لیتی ہوں، اور ہاں یہ بھی پہن لوں گی۔

وہ ٹرین کلر کی سادے کانچ کی چوڑیوں کے ساتھ علیار کے لائی ہوئی چوڑیاں بھی ساتھ ڈال گئی۔ اپنے بالوں کو پیچھے پن کرتی انہیں پشت پر کھلا چھوڑتی وہ اپنا دوپٹہ لیے بیڈ کی طرف بڑھی۔ اپنی تیاری کے چکر میں پھیلائی ساری چیزیں سمیٹتی، ہر چیز جگہ پر رکھتے وہ پورا کمرہ صاف کرتی بیڈ پر تھوڑی دیر کمر سیدھی کرنے کے لیے لیٹ گئی۔

لیٹنے سے پہلے وہ الارم لگانا نہیں بھولی تاکہ اگر اس کی آنکھ لگ بھی جائے تو وہ اس کے آنے سے پہلے اٹھ جائے۔

"سائیں ! ٹائم کیا ہو رہا ہے؟"

زرتاشہ نیند سے جاگتے ہی آنکھیں بمشکل کھولتی، بوجھل آواز میں اس سے استفسار کرنے لگی۔

"ساڑھے پانچ۔"

داراراس کے بال سمیٹتا اس کے ماتھے پر لب رکھتے بولا۔

اس کی اپنی آواز بھی نیند کی زیادتی یا شاید بے وقت سونے کی وجہ سے بھاری ہو رہی تھی۔

"اچھا، لیکن چھ بجے تو...!"

زرتاشہ نیند میں ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں سمجھ پائی، مگر اگلے ہی پل جیسے ہی اس کی بات اس کے دماغ میں اتری، وہ فوراً اس کے اوپر سے ہو کر اس کے سائیڈ سے اس کا فون اٹھاتی ٹائم دیکھنے لگی۔

اسکرین دیکھتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور بغیر اپنے سراپے کی پرواہ کیے وہ اچھل کر اس سے دور ہوئی، اور اس کا موبائل بھی وہیں بیڈ پر گر گیا۔

اس کی حرکت پر دارار نے ماتھے پر بل ڈالے گھورتی نظروں سے اس کی طرف دیکھا جیسے وجہ پوچھ رہا ہو۔

"اپنی آنکھوں کے ایکسپریشن دینا چھوڑیں اور یہ ٹائم دیکھیں ! کیا ٹائم ہو رہا ہے؟"

زرتاشہ اس کے تاثرات کو نظر انداز کرتی بولی۔

"ابھی تو بتایا ہے، ساڑھے پانچ ہو رہے ہیں۔ اس میں اتنا حیران ہونے والی کیا بات ہے؟"

دارار ہنوز اپنی بات دہراتے ماتھے پر بل ڈالے بولا۔

" ! سائیں ! شام کے ساڑھے پانچ ! شام کے"

مطلب سمجھ آ رہا ہے آپ کو؟ ہم لوگ سارا دن کمرے سے باہر نہیں نکلے، کل رات سے کمرے" " ! میں آئے ہیں اور آپ کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا

اس کی اتنی نا سمجھی پر زرتاشہ اسے دیکھتے دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔

او۔ تو تم اس بات پر پریشان ہو رہی ہو، بے بی ڈک! ویسے تو کسی کو کوئی مسئلہ نہیں ہوا ہو گا تم خامخا ہی پریشان ہو رہی ہو، اور اگر مسئلہ ہو بھی گیا ہو تو تم کہہ دینا میں نے نکلنے نہیں دیا۔

دارار اسے خود سے لگاتے بڑے آرام سے بولا۔ اسکی بات سنتے ہی زرتاشہ کا دل کیا کہ اپنا سر دیوار پر مارے، جو ہمیشہ اسے الٹا ہی مشورہ دیتا تھا۔

اچھا اگر مورے نے پوچھا، "بیٹا خیریت؟ آج صبح سے کمرے سے نہیں نکلی۔" پھر بتائیں، پھر ہم کیا کہیں گئیں؟

زرتاشہ اسکے حصار میں مزاحمت کرتے بولی۔

پہلی بات تو مورے بہت سمجھدار ہیں، وہ ایسا کوئی سوال نہیں کریں گی، اور اگر کر بھی لیں تو تم کچھ مت کہنا، میں کہہ دوں گا۔

اسکی بات پر دارار بڑے آرام سے قربت بدلتے اسے اپنے ساتھ لگاتا دوبارہ آنکھیں موند گیا۔

اور یہی تو ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ مورے سے کیا کہیں گے؟

زرتاشہ نے پہلے ہی پوچھنا چاہا کیونکہ وہ اس سے کسی سیدھی بات کی توقع نہیں کر سکتی تھی۔

تو میں کہہ دوں گا کہ آپ کو دادی بنانے کے لئے محنت کر رہا تھا تاکہ اگلا نمبر ہمارا ہو۔

دارار اسکے بال سے چھیڑ نکالتا بولتے ساتھ ہی اسکے ماتھے پر لب رکھتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا،

جبکہ اسکی بات پر زرتاشہ بس سرد سانس کھینچ کر رہ گئی۔ وہ اس سے ایسے ہی جواب کی توقع کر رہی تھی جو دوسرے کو اپنی بے باک باتوں سے سٹپٹا کر گش کھانے پر مجبور کر دے۔

سکون سے سو جاؤ بیوی، کوئی کچھ نہیں کہے گا، اور کہہ بھی دیا تو انکی نظریں تم تک پہنچنے سے پہلے میری آنکھیں ان کے لئے کافی ہوں گی۔
دارار اسکی پشت سہلاتے دوبارہ گہری نیند میں چلا گیا۔۔۔

چھ بجے کے قریب وہ دونوں فریش ہوتے ایک ساتھ نیچے اترے۔ زرتاشہ نیچے آتے ہی کچن میں چلی گئی کیونکہ ان دونوں کو ہی بہت شدت سے بھوک لگ رہی تھی۔ وہ سیدھا کچن میں جاتی اپنے اور دارار کے لئے ناشتہ بنانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ جونہی وہ کچن میں داخل ہوئی اسکی نظر زارا پر پڑی، جو آج معمول سے ہٹ کر تیار، خوش اور فریش فریش سی لگ رہی تھی۔

زرتاشہ ہاتھوں سے اسکا معائنہ کرتے آبرو اچکائے اسکی طرف دیکھا۔

خیریت تو ہے بھابھی؟ یہ جو آج آپ گلو کر رہی ہیں، یہ بے بی کا کمال ہے یا بے بی کے بابا کا جنہوں نے ظالم حسینہ بنتے ہوئے اب تک آپکو اپنا دیدار نہیں کروایا؟
زارا، جو اپنی ہی دھن میں دم لگی بریانی کو ڈش آؤٹ کر رہی تھی، اسکی آواز پر چونک کر اسکی طرف دیکھنے لگی۔

ارے زرتاشہ، تم کب آئی؟

زارا احتیاط سے بریانی کا پوٹ کاؤنٹر پر ڈش کے قریب رکھتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی۔

جب آپ اپنے "ان" کے خیالوں میں گم، لبوں پر شرمیلی مسکان لئے ان کے لئے کھانا بنا رہی تھی۔

زرتاشہ اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔ اسکی بات سنتے زارا جھپ سی گئی۔

اللہ اللہ بھابھی! آپ نا اس طرح لالا کے سامنے شرمانا، قسم سے وہ وہیں فلیٹ ہو جاتا ہے۔

زرتاشہ اسکا لال ہوتا چہرہ دیکھ کر اسے چھیڑتے ہوئے بولی۔

بیوی، تمہیں کتنی دفعہ منع کیا ہے ایسے بات مت کیا کر۔ یہ کون سی لینگویج ہے "فلیٹ ہو جائیں گے"؟ اور وہ کچھ بھی ہو، تم اپنے کام سے کام رکھو۔ بھابھی آپ جلدی کر لیں، یہ نہ ہو آپ میری ڈک سے باتیں کرنے میں لگی رہیں اور علیار آجائے۔

دارار اسکے سر پر چپت لگاتے اسے ناشتہ بنانے کا کہہ کچن سے باہر نکل گیا۔

لائیں بھابھی، پہلے میں آپکی ہیلپ کروا دوں۔ آپ ڈش آؤٹ کر لیں، میں ٹیبل سیٹ کر دیتی ہوں۔

زرتاشہ زارا کو کھانا نکالتے دیکھ کر بولی۔

نہیں زرتاشہ، تم رہنے دو۔ رات کی بھوکی ہو، پہلے تم ناشتہ کا دیکھ لو۔ لالا کو بھی بھوک لگی ہوگی۔ بلکہ اس میں کباب ہیں، تم جلدی سے پراٹھا بنا لو۔ بلکہ فریج میں فروزن پراٹھا ہوگا، لالا کھاتے ہیں نا۔ میں چائے رکھ دیتی ہوں، اور اگر آملیٹ بنانا ہے تو درخشہ کو بلا لو، وہ کر دے گی۔

بھابھی، میں بنا لوں گی، آپ پریشان نہ ہوں۔ میں بنا لوں گی، بس تھوڑی ہی دیر لگے گی۔
زرتاشہ اسکے فکر کرنے پر مسکراتی جلدی جلدی ناشتہ بنانے لگی۔۔۔

بھابھی! زارا بھابھی! آپکے وہ آگئے ہیں۔۔

برخوردار! یہ کون سا طریقہ ہے؟ ہم کب سے تمہیں کال کر رہے تھے۔ مانا ضروری کیس ہوگا، آپ کے پاس ٹائم نہیں ہوگا، مگر ایک میسج تو تم اس بوڑھے دادا کے لیے چھوڑ سکتے تھے۔ مگر نہیں۔

واجی علیار کے بیٹھتے ہی اسے جھاڑتے ہوئے بولے۔ ان کی بات پر جہاں لاؤنج میں بیٹھے سب لوگوں نے تائید کی، وہیں زارا نے علیار کو دیکھا جو بغیر کسی تاثر کے بس اپنے ہاتھوں پر نظریں گاڑے ہوئے تھا۔

داجی وہ ابھی اس نے بولنے کے لیے لب وا کیے تھے جب داجی اسے ہاتھ کے اشارے سے روک گئے۔

"باقی باتیں کھانے کے بعد ہوں گی۔ تمہاری بیوی اور ہماری بیٹی نے اپنے ہاتھ سے بہت سارا کھانا بنایا ہے، کھا لو پھر بات کرتے ہیں۔"

واجی زارا کو وہاں کھڑا دیکھ کر اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

ان کی بات سنتے علیار کی نظر بھی بے ساختہ اس پر پڑی تھی تو وہ نظر ہٹانا ہی بھول گیا۔ وہ نک سک سے تیار اس کے ہوش اڑا رہی تھی۔ اسے مسلسل خود کو تکتا پا کر زارا نے ادھر اُدھر دیکھتے اسے پانی کا گلاس پکڑایا۔ وہ اس کی نظریں مسلسل خود پر محسوس کرتی کنفیوز ہوتے سب کو دیکھنے لگی جہاں سارے ایک کے بعد ایک کر کے ڈائنگ روم کی طرف بڑھ رہے تھے۔

ان سب کو جاتا دیکھ زارا نے سکون کا سانس لیا، ورنہ جس طرح سے وہ اسے دیکھ رہا تھا یقیناً داجی اور اپنے لالا کے سامنے وہ شرم سے بے ہوش ہی ہو جاتی۔

زارا تیزی سے اس کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتی دو سو کی اسپیڈ سے واپس کچن میں چلی گئی تاکہ اس کی آر پار ہوتی نظروں سے بچ سکے، جبکہ اس کی عجلت پر کچھ لمحے علیار کے ماتھے پر بل پڑے مگر اگلے ہی لمحے وہ غائب ہوتے اس کا چہرہ سپاٹ ہوا تھا۔ وہ کھڑا ہوتا ڈائنگ روم کی طرف چل دیا۔

کافی لمبا سفر تھا اور اتنے دنوں سے کام کے بوجھ اور کیس کے سلسلے میں وہ ٹھیک سے سو نہیں پایا تھا۔ اب اس کا ارادہ کھانا کھا کر سونے کا تھا۔

سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا۔ کسی نے بھی علیار سے گڈ نیوز کے بارے میں ذکر نہیں کیا تھا۔ سب کا یہی سوچنا تھا کہ زارا اسے خود ہی بتائے گی۔

کھانے سے فراغت حاصل کرتے داجی نے اسے اپنے ساتھ اپنے کمرے میں آنے کا اشارہ کرتے خود اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد باقیوں کا رخ بھی اپنے اپنے کمروں کی طرف تھا کیونکہ علیان آمدہ کے چیک اپ اور علیار کے گھر جانے میں وہ ٹھیک ٹھاک تھک چکا تھا اور آمدہ نے بھی اسے کافی ٹف ٹائم دیا تھا۔

داور بھی اپنے آفس کے کام کے لیے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا اور داعود الیکشن کے قریب ہونے پر اس میں مصروف تھا تو اس کا تھکنا لازمی تھا۔

علیار واجی کے ہمراہ ان کے پیچھے ان کے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود کھڑکی کے پاس کھڑے ہو گئے۔

”علیار! ہم بغیر لگی لپٹی کے بات کریں گے۔ آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟“

داجی ہنوز کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے اس سے استفسار کرنے لگے۔

واجی کی بات سنتے علیار نے حیرت سے انہیں دیکھا۔

ہمیں مت دیکھو، اپنی حرکتوں پر غور کرو۔ مانا تم مصروف تھے، بہت ضروری اور پیچیدہ کیس“ ہوگا، مگر میاں ایسی بھی کیا مجبوری کہ دو مہینے میں بیوی کی ایک خبر نہیں۔ لوگ تو اپنی بیوی سے تھوڑی دیر دور نہیں رہتے۔ کبھی تم نے اپنا احتساب کیا ہے کہ تم اس معصوم کو کتنی تکلیف دیتے ہو؟

یہ جو تم ملک کی خدمت، عوام کے کام، اپنا فرض، یہ سب جو تم ایمانداری سے انجام دے رہے ہو، کچھ کام نہیں آنے والا جب تم اپنی بیوی کے ساتھ ہی ٹھیک سے نہیں رہو گے تو ان باقی نیکیوں کا کیا کرو گے؟ یہ کسی زمرے میں نہیں آئے گا۔

۔ واجی اب اسے دیکھتے سخت لہجے میں بولے۔

"واجی جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا نہیں ہے۔"

انکی بات سنتے علیار نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

بالکل ٹھیک کہا تم نے، ہم آج تک جیسا سوچتے آئے تھے ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔ رائمہ کی" موت کیسے ہوئی، وہ تم جانتے ہو۔ تم نے بتایا تھا وہ ایک ایکسیڈنٹ تھا اور بات کو کافی وقت ہو چکا ہے۔ تمہیں اگر زارا سے شادی نہیں کرنی تھی تو نکاح کے وقت انکار کر دیتے، ہم اس بچی کے لئے کوئی اور بہتر رشتہ دیکھ لیتے۔ اور اگر بات ہماری عزت کی تھی، جس کی تم نے لاج رکھنا "چاہتے ہوئے ہم پر احسان کیا ہے، تو برخوردار اس کام کے لئے ہمارے اور بھی ہوتے تھے۔

واجی آج بغیر کسی لگی لپٹی کے اس پر برستے ہوئے بولے۔

"واجی!"

انکی آخری بات کو سمجھتے، نہ چاہتے ہوئے بھی علیار کی آواز تیز ہوئی تھی اور وہ بمشکل اپنے غصے کو پیتا، لال بھبھوکا چہرہ لئے دیوار کو گھورنے لگا۔

آواز نیچی رکھو جعلی اے سی پی۔ کتنا برا لگ رہا ہے اپنی بیوی کا تصور بھی کسی اور کے ساتھ؟ یہ" خیال بھی چبھ رہا ہے کہ وہ تمہارے نہیں، کسی اور کے حصے میں چلی جاتی؟ ذرا سوچو، تم اسے اپنی زندگی میں مکمل طور پر نہ اپنا کر، رائمہ کو اپنے حال میں شامل کر کے اسے کیسا محسوس کروا رہے ہو۔ اس پر کیا گزرتی ہو گی؟ تمہیں ایک جیتے جاگتے انسان کو دیکھ کر، جو اپنی مری ہوئی بیوی کے لئے اپنی موجودہ بیوی کو تکلیف دے رہا ہے۔ اتنے بڑے ہو کر اتنی عقل نہیں ہے تم میں کہ رشتوں کے ساتھ انصاف کر سکو؟

مانا تمہیں رائمہ سے محبت تھی، بلکہ محبت نہیں عشق تھا۔ چلو یہ بھی مان لیتے ہیں کہ تم اسکی محبت نہیں بھلا سکتے، مت بھلاؤ، کوئی نہیں کہہ رہا تمہیں اسکی محبت کو بھلاؤ۔ مگر کسی مرے ہوئے کے لئے نہ خود کو مار دو، نہ کسی زندہ کو موت کی زندگی دو، جو تل تل ہر سانس میں جیتی مرتی رہے، پھر بھی تم پورے اسکے حصے میں نہ آؤ۔

علیار، تم بچے نہیں ہو۔ اتنا تو سمجھتے ہو گے کہ رائمہ کی اپنی جگہ ہے اور زارا کی اپنی۔ وردہ مہینے آپکے ساتھ رہی ہیں اور زارا آٹھ مہینے سے آپکے ساتھ، اور ان شاء اللہ پوری زندگی رہے گی۔ تو کیا تم اب تک اس بچی کو سمجھ نہیں پائے؟ اپنے لئے اسکی محبت کو بھانپ نہیں پائے؟

بہر حال مختصر بات یہ ہے کہ جو ماضی ہوا وہ گزر چکا ہے۔ یقیناً اسے برداشت کرنا اور اس لمحے سے گزرنا تمہارے لئے آسان نہیں تھا، مگر یہ اللہ کا نظام ہے۔ اگر وہ آپ سے آپکا کچھ قیمتی لیتا ہے تو آپکو اس سے زیادہ بہترین دیتا ہے۔ ہم جانتے ہیں تم یہی سوچو گے کہ تمہیں بہترین نہیں، وہی

چاہیے تھی، مگر یہ اسکا فیصلہ ہے جو انسان کے بس میں نہیں ہے۔ اور خوش وہی لوگ رہتے ہیں جو اسکے فیصلے پر صبر کرتے ہوئے اپنے رب پر توکل رکھتے ہیں۔

اور تمہیں خود کو صابر بتاتے ہو؟ ایک بار پورے دل سے، کورے دل سے زارا کو اپنا کر دیکھو۔ اسے وہ محبت، مان اور عزت دے کر دیکھو جس کا وہ حق رکھتی ہے۔ دیکھنا، تم اپنے سارے دکھ اور غم بھول جاؤ گے۔"

داجی اسے اپنی ساری باتیں یونہی کھڑے کھڑے، کھڑکی سے باہر کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھتے ہوئے بولے، جبکہ علیار انکی ساری باتیں سنتا بے تاثر سا بیٹھا تھا، جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا اس پاس کیا ہو رہا ہو۔ وہ اپنے اندر ہو رہی جنگ اور ایک جانے پہچانے خوف کی ضد میں تھا، جس کا اظہار وہ بعد میں کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ بہت سے انکشاف ہونے باقی تھے جو کئی لوگوں کی زندگی کا رخ بدلنے والے تھے، مگر انکا پتا وقت کے ساتھ ساتھ ہی ہو گا۔

"اب کسی سوچ میں گم ہو گئے تم؟ جاؤ اپنے کمرے میں، اور اسکی باتیں سن لینا، حال پوچھ لینا۔ اتنے دن بعد لوٹے ہو، وہ کیسی ہے، تمہاری غیر موجودگی میں کیا کیا ہوا، ساری چیزیں اس سے متعلق ایک ایک بات کے بارے میں استفسار کرنا۔ اسے اچھا لگے گا۔"

داجی اسے ہنوز اسی پوزیشن میں بیٹھا دیکھ کر بولے۔ وہ اسکے دکھ کو بخوبی سمجھ رہے تھے۔ وہ بھی اس لمحے سے گزر چکے تھے جب انکی دل و جان سے چاہنے والی بیوی انہیں اس اتنی بڑی دنیا میں تن وتنہا چھوڑ کر چلی گئی تھی، مگر انہوں نے خود کو اپنے بچوں کے لئے مضبوط کیا تھا، ورنہ

انکی جدائی کا غم انکی سانسیں روک رہا تھا۔ وہ علیار کی پشت کو دیکھ کر سوچتے ہوئے ایک بار پھر اپنی بیوی کی یادیں گم ہو گئے، جنکے ساتھ گزاری خوشگوار زندگی کی یادیں انکے چہرے پر آسودگی بھری مسکراہٹ لے آئی تھیں۔۔۔

علیار کمرے میں داخل ہوا تو زارا نماز پڑھ رہی تھی۔ وہ ایک نظر اسکی طرف دیکھتا واش روم میں چلا گیا۔ جونہی وہ واش روم میں گھسا، اپنی ساری چیزیں پہلے سے ترتیب سے موجود دیکھ کر بے ساختہ اسکے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی، مگر یہ بھی لمحوں کا ہی کھیل تھا۔ اگلے ہی پل اپنا فیصلہ یاد کرتے اسکا چہرہ سپاٹ ہوا تھا۔ وہ اپنی چیزیں لیتا باتھ روم میں گھس گیا۔

اسکے فریش ہونے تک زارا بھی نماز سے فارغ ہو چکی تھی۔ وہ بیڈ پر بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی۔ جب علیار فریش سا باہر آیا، اسے یوں ہنوز نماز کی طرح دوپٹہ باندھے دیکھ کر وہ اسکی طرف دیکھتا آئبرُو اچکائے دیکھنے لگا۔ اسے خود کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتا پا کر زارا نفی میں سر ہلا گئی۔

جب علیار بیڈ کی دوسری سائیڈ بیٹھتا چائے کے گھونٹ بھرنے لگا، جو ابھی درخشہ دے کر گئی تھی، زارا وہیں بیٹھی اپنی انگلیاں مروڑتی شش و پنج کا شکار تھی کہ بات کیسے شروع کرے۔

"کچھ کہنا ہے؟"

علیار اسکے چہرے کے الجھے تاثرات دیکھتے ہوئے بولا۔

اسکے یوں اچانک سوال کرنے پر زارا گھبراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی، پھر اپنی بات کہنے کے لئے اس نے جو کیک بنایا تھا وہ لینے بغیر اسے کچھ کہے تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

اسکے یوں اچانک اٹھ کر جانے پر علیار ماتھے پر بل ڈالے اسکی پشت کو گھورا، جب کچھ دیر بعد وہ ہاتھ میں ایک ٹرے لئے دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی۔ اب کی بار علیار نے نظریں اٹھا کر اسے نہیں دیکھا تھا، وہ اسکی خوشبو سے ہی پہچان گیا تھا کہ وہ ہے۔ وہ بغیر اسکی طرف دیکھے اپنے لیپ ٹاپ میں مصروف تھا جب زارا کیک کی ٹرے اسکے سامنے رکھتی، کیک میں سے کور نکالتی گئی۔

جب کیک پر نظر پڑتے علیار کے لیپ ٹاپ پر چلتی انگلیاں رکیں تھیں۔ وہ کیک پر لکھی تحریر کو بغور دیکھ رہا تھا جس پر "Congratulations" لکھا ہوا تھا۔ وہ تحریر پڑھنے کے بعد زارا کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا، جو لال بھبھوکا چہرہ لئے پہلو بدل کر بیٹھنے لگی۔

"کیا بات ہے؟ تم کچھ کہنا چاہتی ہو؟ اور یہ مبارکباد کس خوشی میں ہے؟"

"وہ۔۔۔ اہم۔۔۔ وہ علی۔۔۔"

"وہ لڑکی! یہ وہ وہ کیا لگا رکھا ہے؟ صاف صاف کہو کیا بات ہے۔"

اسکی "وہ وہ" کی گردان سنتے علیار نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

اسکے لہجے پر زارا سہمتے ہوئے ہیڈ بورڈ سے جا لگی۔ اسکا اچانک اس طرح تیز لہجے میں کہنا اسے سہا چکا تھا۔ اسکی آنکھوں کی سطح پر فوراً نمی تیر گئی تھی۔ وہ آنکھوں میں لبالب پانی لئے اسے دیکھنے لگی۔

اسے یوں اس طرح خود کی طرف دیکھتا پا کر علیار اپنا ماتھا مسلتے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"بولو، کیا بات ہے۔"

وہ اسکے سمٹے ہوئے تاثرات دیکھتا اپنا لہجہ نرم بنانے کی بھرپور کوشش کرتے بولا۔

اپنے ڈر کو پشت پر ڈالتے زارا نے اسے دینے والی خوشی کو فوقیت دیتے ہوئے ایک بار پھر خود میں ہمت جمع کی۔

"علی۔۔۔ علیار۔۔۔ وہ مجھے آپ سے بات کرنی ہے، مطلب کچھ بتانا ہے۔"

"بھئی، ہاں، کہو کیا بات ہے۔"

علیار اب کی بار غصے سے چیختا ہوا بولا۔ اسکی ایک ہی گردان اسے جھنجھلانے پر مجبور کر رہی تھی۔ اسکے غصے کے تضاد، اسکے لہجے کی کڑواہٹ محسوس کرتے زارا کی آنکھوں میں تیزی سے نمی ابھری، جسے وہ چہرہ جھکاتے چھپا گئی۔

"ام۔۔۔ و۔۔۔ وہ آپ بابا بننے والے ہیں۔۔۔"

وہ سرگوشی نما آواز میں منمناتے ہوئے، اسے محبت پاش نظروں سے دیکھتے ایک بار پھر خود میں ہمت جمع کرتے بولی کہ شاید اسکی آنکھوں میں اپنے لئے محبت دیکھتے وہ اسکے جذبات اور احساسات کو سمجھ سکے۔ اتنی سی بات پر اسے اپنے جسم کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آتا محسوس ہوا۔

"کیا۔۔۔؟"

اس نے ایک بار اور تصدیق چاہی۔ اسکے استفسار کرنے کے انداز سے ہی اسکی معاملے سے ناپسندیدگی ظاہر ہو رہی تھی۔ اسکے زاویے دیکھتے زارا کو اپنا دل پہلو میں ڈوبتا محسوس ہوا اور تیزی سے اپنی پکڑ بیڈ شیٹ پر قس گئی۔

"آ۔۔۔آپ بابا۔۔۔بننے والے ہیں۔۔۔"

اس نے ایک بار پھر اپنی بات دہرائی، مگر اب کی بار اسکا لہجہ لڑکھڑایا نہیں تھا۔ سامنے والی کی آنکھیں جو بیان کر رہی تھیں، اسے شاید ایک بیوی چپ ہو جاتی، مگر ایک ماں کو اپنا دل چیرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا، اور وہ بھی ایسی ماں جسے اس خوشی کا احساس بھی ابھی ٹھیک سے محسوس نہیں ہوا تھا۔

وہ علیار کو بغور دیکھتے ہوئے سوچنے لگی، جسکے تاثرات اسے خوش ہونے کے علاوہ باقی چیزوں کا پتہ دے رہے تھے۔

بات سنو میری، میرا نہ تم سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی تمہارے پیٹ میں پلتی اس چیز سے۔"
"میری ایک انجانی غلطی کو میرے سر تھوپنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ سفاکی کی انتہا کرتا اپنی بات سے اسے زلزلوں کی زد میں لے آیا تھا۔

اسکی بات سنتے زارا نے بے یقینی سے اسے دیکھا، جو اسکے ساتھ اپنے رشتے کو ماننے سے انکار کرنے کے ساتھ ساتھ اسکے اور اپنے درمیان موجود پاک رشتے کو بھی گالی دے رہا تھا۔ اسکی بات سنتے زارا کو لگا کسی نے اسے کان پر چھتّا ہو مار دیا ہو۔ وہ پتھرائی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسکی باتوں سے اسے اپنا سر چکراتا محسوس ہوا، مگر ابھی اسے خود کو سنبھالنا تھا، اپنے لئے نہیں تو اپنے بچے کے لئے، جسے وہ ہر حال میں اس دنیا میں لانے والی تھی۔

علیار، بچے تو اللہ کی نعمت ہوتے ہیں، اور رب کی نعمتوں کو یوں ٹھکرانا نہیں چاہیے۔۔۔ میرا"
"آپکے سوا کون ہے۔۔۔؟

اسکی بات سنتے علیار کا دل ایک لمحے کو ڈوبا تھا، مگر اسے اپنے جذبات پر قابو کرنا تھا۔ اپنے لئے نہ صحیح مگر کسی اور کے لئے، وہ اس لمحے میں پگھل نہیں سکتا تھا۔

زارا خود بھی بیڈ کے سہارے کھڑے ہوتے اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگی۔ شاید وہ کسی پریشانی یا الجھن میں اسے ایسا کہہ رہا ہو۔ اسکی محبت اب بھی اس بات کو ماننے سے انکار کر رہی

تھی کہ وہ اس بچے کو اسکے لئے ایک گالی بنا چکا ہے، جسے اسکے باپ نے اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی اپنانے سے انکار کر دیا تھا۔

وہ ہچکیوں سے روتی، بہت مشکل سے اپنے اعصاب پر قابو پاتے اس ستمگر کو منانا چاہ رہی تھی۔

"یہ میرا مسئلہ نہیں ہے، نہ تم میری بیوی ہو اور نہ ہی اس چیز سے میرا کوئی لینا دینا ہے۔۔۔"

وہ اسکے پیٹ کی طرف اشارہ کرتا بولا۔

اسکی بات سنتے زارا کی نظریں بھی اپنے پیٹ کی طرف گئی تھیں۔

"ٹھیک۔۔۔ مان لیتی ہوں آپکی بات کو۔ آپکا ہم سے کوئی تعلق نہیں، نہ مجھ سے، نہ ہمارے ہونے والے بچے سے۔۔۔ کسی سے بھی آپکا کوئی تعلق نہیں۔ تو پھر اس بات کا میں کیا مطلب سمجھوں ہم۔۔۔؟"

اسکی بات پر زارا اپنے آنسو رگڑ کر صاف کرتے، اسکے سامنے آتی، اپنے ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے بولی۔ اسکی باتوں سے زارا کا لہجہ سپاٹ ہو چکا تھا۔

علیار کو اسکا یوں سوال کرنا کسی انہونی کا پتہ دے رہا تھا، مگر جتنا برا وہ اسکے ساتھ کر چکا تھا، اس سے مزید زیادہ کیا ہی برا ہو گا۔ وہ بس سوچ کر رہ گیا۔

"جواب دیں میری بات کا۔۔۔ کوئی تعلق نہیں ہے نا آپکا ہم سے۔۔۔؟ نا میں آپکی ہوئی، نا یہ آپکا بچہ۔۔۔؟"

زارا نے ایک بار اپنا سوال دہرایا، مگر اسکے چہرے پر چھلکتی نمی اور اسکی روندھی ہوئی آواز علیار کو اسکی اندرونی کیفیت کا بخوبی پتہ دے رہی تھی۔

"نہیں ہے آپکا مجھ سے تعلق؟ یہ بچہ آپکا نہیں ہے؟ بتائیں، اب خاموش کیوں ہیں۔۔۔؟"

اسکی مسلسل خاموشی پر اب کی بار زارا چیختے ہوئے بولی۔ اسکے یوں اچانک چیخنے پر علیار کی نظر بے ساختہ دروازے کی طرف گئی۔ شکر وہ بند تھا، ورنہ اسکی آواز سنتے کوئی بعید نہیں تھا کہ سب اپنے کمروں سے باہر آجاتے۔

"ہاں، نہیں ہے تعلق۔۔۔ نہ تم سے، نہ اس سے۔۔۔"

علیار اسکے دوبارہ چیخنے سے پہلے اپنی بات بول گیا۔ لہجہ اب بھی ہر جذبے سے عاری تھا۔

"تو پھر اس حساب سے تو میں بدکار۔۔۔!"

"زارا۔۔۔!"

ابھی زارا اپنا جملہ مکمل کرتی جب علیار کا ہاتھ اٹھا تھا، مگر وہ اپنے اعصاب پر قابو پا گیا۔

زارا نے دھندلائی نظروں سے اسکے اٹھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا۔ اتنے عرصے میں انکے درمیان بہت کچھ ہوا، مگر کبھی علیار نے اسے مارنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔

کیوں۔۔۔؟ اتنا برا لگ رہا ہے آپکو۔۔۔؟ آپ بھی تو یہی کہہ رہے ہیں، میں آپکی بیوی نہیں "
ہوں، یہ آپکا بچہ نہیں ہے۔۔۔ تو کس کا بچہ ہے یہ، ہاں۔۔۔؟ جواب دیں میری بات کا۔۔۔
اب خاموش مت رہیے گا، اور نہ ہی یہ سوچنے کی غلطی کیجئے گا کہ میں ہماری اولاد کے بارے میں
آپکے اتنے اچھے خیالات کے بعد آپکو باآسانی جانے دوں گی۔ مجھے آپکی ایک ایک بات کا جواب
"چاہیے۔۔۔یہ آپکا بچہ نہیں ہے تو کس کا ہے۔۔۔؟ کیا مطلب ہے آپکی اس بات کا۔۔۔؟

زارا اسکے سامنے کھڑی ہوتی، آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس سے سوال کرنے لگی۔ اسکا انداز
علیار کو شرمسار کر رہا تھا، مگر کاش وہ پہلے ایسی ہو جاتی تو آج وہ دونوں اس مقام پر نہ ہوتے۔

وہ کرب سے سوچتے اپنی آنکھیں بھینچ گیا۔

"مجھے نہیں پتا۔۔۔ میں بس اتنا جانتا ہوں کہ میرا تم دونوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔"

علیار اسے اپنا وہی بے حس جواب دیتا وہاں سے جانے لگا، جب زارا اسکا ہاتھ تھام گئی۔

ٹھیک۔۔۔ نہیں ہے نا آپکا کوئی تعلق۔۔۔؟ تو چھوڑ دیں مجھے۔ ہٹا دیں اپنا نام میرے نام سے، "
اور دستبردار ہو جائیں اس بچے سے۔۔۔ صرف زبانی نہیں، قانونی طور پر بھی چھوڑ دیں ہمیں۔
مکمل طور پر۔۔۔ نہیں چاہیے آپکا یہ کھوکھلا ساتھ، جو صرف دنیا والوں کو دکھانے کے لئے
"دیں۔۔۔ مجھے طلاق دیں۔۔۔

"!زارا۔۔۔"

آج تو کہہ دیا، آئندہ مت کہنا۔ میں جیوں یا مروں، تم یہی رہو گی، چاہے کچھ بھی ہو جائے۔" میری ایک بات کان کھول کر سن لو، اگر تمہارے قدم اس گھر کو چھوڑ کر اس ارادے سے نکلے کہ تم مجھ سے الگ زندگی گزار سکتی ہو، تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ تم نے ابھی میرا اصلی روپ دیکھا نہیں ہے۔ اگر میں روایتی پٹھانوں کی طرح سلوک تمہارے ساتھ نہیں برت رہا، تو یہ تمہاری خوش نصیبی ہے کہ تمہیں ڈھیل ملی ہوئی ہے۔ ایک بات یاد رکھو،بیوی پسند ہو، ناپسند ہو، قبول ہو یا نہیں۔۔۔ ہم پٹھان انہیں چھوڑتے نہیں ہیں۔۔۔"

"اچھا۔۔۔ تو آپ پٹھان اپنی بیوی کو نہیں چھوڑتے، مگر اس سے نکاح میں ہوتے ہوئے اسے بیوی ماننے سے انکار کر سکتے ہیں۔۔۔ اپنی اولاد کو ماننے سے انکار کر سکتے ہیں۔۔۔ اپنے دنیا میں آنے سے پہلے گالی بنا سکتے ہیں، مگر چھوڑ نہیں سکتے۔۔۔ واہ ہے آپ پٹھانوں کی۔۔۔ تب کہاں جاتی ہے آپ پٹھانوں کی غیرت۔۔۔؟ اپنی ہی اولاد کو گالی بناتے ہوئے نہیں جاگ رہی آپکی غیرت۔۔۔؟ بتائیں مجھے۔۔۔ اب کیوں چپ ہیں۔۔۔؟ میری ایک بات یاد رکھئے گا، اپنے اوپر ہوئی ہر چیز میں نے آپکو معاف کی ہے، مگر اپنے بچے پر اٹھائی آپکی انگلی کے لئے میں آپکو بھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔"

زارا اسے انگلی اٹھاتے، وارن کرنے کے انداز میں بولی۔

اسکی بات پر بھی علیار نے کوئی ردِ عمل نہیں دیا، جیسے اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔ اسکا بے تاثر چہرہ دیکھ کر زارا کو اپنا دل پہلو میں ڈوبتا محسوس ہوا۔ کیا کوئی اتنا بے حس ہو سکتا تھا۔۔۔؟

آپ نہیں چھوڑیں گے مجھے۔۔۔ ٹھیک، یہ آپکا فیصلہ ہے۔۔۔ یہ بچہ آپکا نہیں، یہ بھی آپکا ہی فیصلہ ہے۔۔۔ اب میرا فیصلہ بھی سن لیں۔ آپکے پاس تین دن کا وقت ہے۔ تین دن کے اندر اندر اس بچے کی ساری کنڈیشنز آپ میرے نام کریں گے۔ اب میں آپکی ان زبانی باتوں میں نہیں آنے والی۔۔۔ اور آپکا اور میرا فیصلہ میں نے اللہ پر چھوڑ دیا۔۔۔ جا سکتے ہیں آپ، جہاں جانے کے لئے اتنے بے چین ہو رہے تھے کہ اپنی اولاد سے متعلق باتیں سننے کا بھی وقت نہیں ہے آپکے پاس۔۔۔"

زارا اسکا ہاتھ چھوڑتے، اسے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئی بولی۔یہ ساری باتیں اس نے کس دل سے کہی تھیں، یہ صرف وہی جانتی تھی، مگر اسے اتنا ضرور پتا تھا کہ وہ اپنے بچے کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی برداشت نہیں کرے گی۔

علیار اسکے بھرے ہوئے تاثرات کو دیکھ کر باہر چلا گیا، کیونکہ وہ اپنے آپے میں نہیں لگ رہی تھی، اور ہوتی بھی کیسے۔۔۔؟ اسکی باتیں ہی ایسی تھیں۔ مگر ابھی اسے اپنے کام پر دھیان دینا تھا۔ وہ کسی بھی طرح معاملے کی زد میں نہیں بہہ سکتا تھا، خاص طور پر جب تک تمام ماضی کے معاملات سے نہیں نمٹ جاتا۔

وہ اپنے کمرے سے نکلتا سیدھا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ اب اسکا رخ اپنے ڈیرے کی طرف تھا، جہاں کچھ خاص چیزیں اسکا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔

"ریان۔۔۔! ریان۔۔۔! میری بات سنیں نا۔۔۔کیا آپ اس لیپ ٹاپ پر ہر وقت لگے رہتے ہیں۔۔۔؟ اور کوئی کام نہیں ہوتا آپکو۔۔۔؟ بس اس میں ٹک ٹک کرتے رہتے ہیں۔۔۔"

دعا اسے شام سے لیپ ٹاپ پر لگا دیکھ کر جھنجھلاتے ہوئے بولی۔ اسکا ارادہ ریان کے آفس سے آنے کے بعد حویلی چکر لگانے کا تھا، مگر اسے آتے ہی بغیر کچھ کھائے بس لیپ ٹاپ پر لگا ہوا تھا۔

"ریان۔۔۔!"

اسے جواب نہ دیتا دیکھ کر دعا نے جھنجھلاتے ہوئے دوبارہ اسے پکارا۔

"ہم۔۔۔"

اسے چڑتے دیکھ کر ریان بس ہنکارا بھرتے رہ گیا۔

اسے ہنوز خاموش دیکھ کر دعا تیزی سے اٹھتی، ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی۔ وہ تیار ہوتے، اپنا بیگ اٹھائے تیزی سے باہر نکل گئی۔ ریان جو اپنے کام میں اتنا مگن تھا، اس نے دعا کے ڈریسنگ روم میں جانا نوٹس نہیں کیا تھا، اور نہ ہی وہ اسکے اتنی تیزی سے نکلنے پر اسکے ہاتھ میں تھامے بیگ کو دیکھ سکا۔

دھپ سے دروازہ احترام سے بند ہونے پر وہ حیرت اور غصے سے دروازے کو دیکھنے لگا، جو شور کرتے ہوئے اسے ڈسٹرب کر رہا تھا۔

دعا تیزی سے تن فن کرتی باہر نکلی۔ وہ حویلی کے مین گیٹ پر پہنچتی، اردگرد ڈرائیور کو دیکھنے لگی۔ اسے یوں باہر نکلتا دیکھ کر راہداری سے گزرتی بی اماں اسے حیرانی سے دیکھتی اسکی طرف بڑھیں۔

"بیٹا، آپ اس وقت کہاں جا رہی ہیں۔۔۔؟ اور ریان کہاں ہے۔۔۔؟"

"وہ اپنے کمرے میں ہیں، اور میں آپکو نہیں بتاؤں گی کہاں جا رہی ہوں، پھر آپ نے ریان کو بتا دینا ہے میں کہاں گئی ہوں۔۔۔"

دعا انہیں دیکھتے پریشانی سے بولی۔

"بیٹا، آپ ریان سے جھگڑا کر کے جا رہی ہیں۔۔۔؟"

اسکی نہ بتانے والی بات سن کر بی اماں پریشانی سے پوچھنے لگیں۔ اس بات پر دعا نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"وہ ہم سے جھگڑا تھوڑی کرتے ہیں۔۔۔ ہم ان سے خفا ہو کر جا رہے ہیں، مگر ہمیں کوئی ڈرائیور نہیں دیکھ رہا۔۔۔"

وہ بی اماں کی بات سنتے اداسی سے بولی۔

"تو بیٹا، آپ ان سے خفا ہو کر بھی کیوں جا رہی ہیں۔۔۔؟ ایسے جانا اچھی بات نہیں ہوتی۔ آپ رکیے، ہم ابھی انہیں بلاتے ہیں۔ انکے کان پکڑ کر پوچھیں گے ایسا کیا کر دیا ہے اس نے جو ہماری پھول سی بہو روٹھ گئی ہے۔۔۔"

بی اماں پیار سے اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرتی اسے اندر آنے کا کہنے لگیں۔

انکی بات پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"آپ بس ڈرائیور کو بلا دیں، ہمیں جانا ہے۔ آپکو ہماری قسم ہے، بس ڈرائیور کو بلا دیں۔۔۔"

دعا انکی اندر جانے کی بات سنتے فوراً انکار کرتے بولی۔ اتنے عرصے سے ریان کی ساری توجہ اپنی طرف دیکھتی آئی تھی۔ وہ چاہے جتنا مصروف ہوتا، اسکی ایک بات سنتے ہی سارے کام چھوڑ کر اس پر دھیان دیتا تھا۔ اسی لئے آج خود کے اگنور ہونے، اسکی توجہ نہ ملنے پر وہ اوور ری ایکٹ کر رہی تھی۔

اسکی بات سنتے ہی بی اماں لب بھینچ کر رہ گئیں۔ وہ بس دل ہی دل میں دعا کر رہی تھیں کہ کوئی اور ملازم یا ریان نیچے آجائے، جس سے وہ اسے جانے سے روک پائیں، مگر اس سے پہلے وہ کوئی اور ایکشن لیتیں، دعا انہیں چھوڑتی خود ہی پارکنگ کی طرف بڑھ گئی۔

اسے پارکنگ پر آتا دیکھ ریان کا خاص ملازم گاڑی کے قریب ہوتے دروازہ کھولنا چاہا، جب دعا اسے ہاتھ کے اشارے سے منع کر گئی۔ وہ خود گاڑی میں بیٹھ گئی، جب ریان کا ملازم اسے گاڑی میں بیٹھتا دیکھ کر خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا، جسے دعا گاڑی نکالنے کا کہتی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا گئی۔

اسے جاتا دیکھ کر بی اماں سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔ پھر کچھ سوچتے وہ تیزی سے ریان کی فلور کی طرف بڑھیں۔ وہ انہیں اس بات کی قسم دے کر گئی تھی کہ وہ کہاں جا رہی ہے یہ نہیں بتائیں، مگر چلی گئی ہے یہ تو بتا سکتی تھیں۔ وہ یہی سوچتے ہوئے تیزی سے اوپر کی طرف بڑھ رہی تھیں، جتنا تیزی سے وہ عمر کے اس پڑاؤ میں چل سکتی تھیں۔

آدھی سیڑھیاں چڑھنے کے بعد انہیں انٹرکام کا خیال آیا تو پھر نیچے اترنے لگیں۔ وہ جلدی سے انٹرکام پر پہنچتی اسے فون کرنے لگیں۔

ریان جو کام میں مگن تھا، انٹرکام کو بجتا دیکھ اس نے اردگرد دعا کے لئے نظریں دوڑائیں۔ جب اسے کمرہ خالی دیکھ کر حیرانی ہوئی، وہ خود ہی اٹھتا انٹرکام کی طرف بڑھا۔

فون اٹھاتے ہی بی اماں تیزی سے ریان کو ساری بات تفصیل سے بتا گئیں۔ انکی بات سنتے ریان کو لگا اسکے پیروں تلے زمین کھسک گئی ہو۔ وہ تیزی سے اپنا فون اٹھاتا باہر کی طرف بڑھا۔ دو دو کر کے سیڑھیاں پھلانگتا وہ نیچے آیا، جہاں بی اماں بے چینی سے اسکا انتظار کر رہی تھیں۔

وہ بغیر انہیں کچھ کہے ڈرائیور کو آواز لگاتا، اس سے جھپٹنے کے انداز میں چابی لیتا گاڑی حویلی سے باہر نکال گیا۔ اسکے پیچھے گارڈز کی گاڑیاں بھی تھیں۔

وہ تیزی سے گاڑی چلاتے، ایک ہاتھ سے تیزی سے دارار کا نمبر ڈائل کر گیا، جو دورانِ رنگ ہی اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو دارار! دعا آئی ہیں وہاں۔۔۔؟"

ریان بغیر کسی سلام دعا کے سیدھے مدعے کی بات پوچھ گیا۔

اسکے اس انداز نے دارار کو کافی حیران اور پریشان کیا۔ وہ ماتھے پر بل ڈالے موبائل کان سے لگاتے ایک بار پھر اسکرین کو دیکھا، جہاں ریان کا نام ہی شو ہو رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔ وہ یہاں کیوں آئے گی۔۔۔؟ تو میری بہن سے لڑا ہے، پیسہ چھاپنے کی مشین۔۔۔؟"

اسکی بات سنتے دارار فوراً اپنے اندازے سے بات کی جڑ تک پہنچتے بولا۔

"ارے نہیں ہوئی میری ان سے لڑائی۔۔۔ میں نہیں لڑتا اپنی بیوی سے، تو فون بند کر بہنوئی۔۔۔"

اسکے سوال پر ریان جو پہلے ہی پریشان تھا، وہ جھنجھلاتے ہوئے بولا اور فون کاٹ گیا۔

فون کے کٹنے پر دارار نے حیرانی سے موبائل کی اسکرین کو دیکھا، پھر کچھ سوچتے دعا کو فون ملا گیا۔۔۔ جو کچھ رنگ کے بعد میں ہو گیا۔۔۔

اسلام و علیکم لالا!

دارار کی کال آتا دیکھ کر دعا فوراً کال ریسیو کرتے چہکتے ہوئے بولی۔ اسکی آواز سے چھلکتی خوشی نے ہی دارار کو مسحور کر دیا تھا۔

وہیں دوسری طرف ریان جو دعا کا نمبر ڈائل کر رہا تھا، اسے مسلسل بزی دیکھ کر غصہ سے فون ڈیش بورڈ پر دے مارا۔ وہ اس وقت فل اسپیڈ سے ڈرائیو کر رہا تھا، اسکا بس چلتا تو وہ اڑ کر اسکے پاس پہنچ جاتا۔ اوپر سے وہ ڈرائیور بھی اسکا کال نہیں اٹھا رہا تھا۔

"دعا ! تم کہاں ہو؟ اور کیا تم ریان کو بتائے بغیر کہیں نکلی ہو؟"

دارار نے خیریت پوچھنے کے بعد سیدھا اپنے سوال پر آتے ہوئے کہا۔

"ج۔۔۔ جی لالا۔۔۔"

اسے یوں ڈائریکٹ سوال کرتے دیکھ کر دعا نے گھبراتے ہوئے کچھ بھی کہہ دیا۔

"یعنی تم واقعی اسے بغیر بتائے رات کے اس وقت گھوم رہی ہو؟ کہاں ہو تم اس وقت؟"

اسکے لہجے کی لڑکھڑاہٹ ہی دارار کو اسکی کارستانی کا پتا دے رہی تھی۔

"م۔۔۔ میں۔۔۔ وہ شاپنگ کے لئے مال جا رہی تھی۔۔۔"

اپنا کارنامہ پکڑے جانے پر دعا منمناتے ہوئے بولی۔

"! میری ڈرائیور سے بات کرواؤ"

اسکی بات سنتے دارار نے ماتھا مسل دیا۔

وہ ڈرائیور کو گاڑی واپس لینے کا کہتا خود بھی ریان کو فون کرنے لگا۔ ریان جو ابھی دعا کے موبائل کو ٹریک کرنے والا تھا کہ دارار کا نمبر آتے ہی ٹھٹک گیا۔ کسی احساس کے تحت وہ تیزی سے کال ریسیو کر گیا۔

"ہیلو ریان! دعا گھر پہنچ رہی ہے، تم بھی پہنچو اور ہاں زیادہ غصہ مت کرنا اس پر، غلطی سمجھ کر جانے دینا۔۔۔"

دارار ابھی اپنی بات مکمل کرتا کہ ریان نے فون کاٹ دیا۔ اس کے لئے یہی کافی تھا کہ وہ گھر پہنچ رہی ہے۔ وہ بھی تیزی سے گاڑی ریورس کرتا حویلی کی طرف بڑھا۔

دعا کی گاڑی ہی حویلی میں داخل ہوئی۔بی اماں جو ہال میں ان دونوں کا انتظار کر رہی تھیں، پریشانی سے ٹہل رہی تھیں۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھیں۔ دعا کو اندر آتا دیکھ کر انہوں نے سکھ کا سانس لیا۔

"بیٹا! آپ کمرے میں جائیں فوراً، ریان غصے میں ہے، آپ نے پریشان کر دیا انہیں۔۔۔"

بی اماں نے ریان کا غصہ یاد کرتے ہوئے نرمی سے کہا۔ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ریان سب کے سامنے اسے ڈانٹے۔

دعا بھی انکی بات مانتے ہوئے تیزی سے اپنے فلور کی طرف بڑھ گئی۔

روم میں جاتے ہی وہ فوراً اپنے کپڑے بدل کر نائٹ سوٹ پہن کر سونے کا سوچنے لگی، تاکہ ریان آئے تو وہ سوئی ہوئی ہو۔ مگر یہ صرف اسکی سوچ تھی۔

بی اماں جیسے ہی ملازموں کو بھیج کر فارغ ہوئیں، ریان کی گاڑی اور اسکے گارڈز کی گاڑیاں حویلی میں داخل ہوئیں۔ بی اماں اسے آتا دیکھ کر ہی سرد سانس لے گئیں۔

"ریان بیٹا۔۔۔ ابھی۔۔۔"

بی اماں کچھ بولتیں کہ ریان نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

"دعا آگئیں؟"

وہ تیزی سے اندر کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"ہاں آگئی ہے مگر پہلے تم میری بات سنو۔۔۔"

بی اماں نے سمجھانے کی کوشش کی۔

"ابھی نہیں بی اماں، بعد میں۔۔۔"

وہ بغیر سنے اوپر کی طرف بڑھ گیا۔ بی اماں پیچھے اسے آوازیں دیتی رہ گئیں۔ ان دونوں کی حرکتوں نے انہیں سر پکڑنے پر مجبور کر دیا۔ وہ صوفے پر بیٹھ گئیں، ریان کے غصے سے وہ اچھی طرح واقف تھیں...

اسے غصہ جلدی نہیں آتا تھا مگر آ جائے تو جاتا نہیں تھا۔ وہ باتیں نہیں بھولتا تھا، اور ابھی تو اسکے تاثرات بخوبی بتا رہے تھے کہ وہ کتنے غصے میں ہے۔ انہیں بس دعا کی ٹینشن ہو رہی تھی۔ وہ اپنی بے وقعتی سے اسے اچھا خاصا غصہ دلا چکی تھی۔

وہ کافی دیر وہاں بیٹھی رہی، پھر ریان کو نیچے نہ آتا دیکھ کر وہ ان دونوں کے لیے دعا گو ہوتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ ان کا ارادہ صبح ریان سے بات کرنے کا تھا۔

وہ تیزی سے اپنے کمرے میں داخل ہوا، اردگرد نظریں دوڑاتے اسے ڈھونڈنے لگا جس نے ان چالیس پچاس منٹ میں اسے ٹھیک ٹھاک خوار کروایا تھا۔ اسے کمرے میں نہ پا کر وہ تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا، جس کا دروازہ لاک تھا۔ وہ تیزی سے پلٹا، سائیڈ ٹیبل سے ڈریسنگ روم کی چابی اٹھائی اور دروازہ کھول گیا۔

جونہی وہ ڈریسنگ روم میں داخل ہوا، واش روم سے پانی گرنے کی آواز آنا بند ہو گئی۔ پورا ڈریسنگ روم خالی اسے منہ چڑا رہا تھا، اور الماری کے کھلے پٹ اور نیچے گرے اسکے کچھ کپڑے اندر موجود نفوس کے عجلت میں واش روم میں بند ہونے کا ثبوت دے رہے تھے۔

ریان سارا ڈریسنگ روم خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا جیسے یہی قصوروار ہو۔ وہ تن فن کرتا بغیر کسی لحاظ کے سیدھا واش روم میں گھس گیا۔

دعا یہ سوچ کر بڑے مزے سے نہا رہی تھی کہ ریان اندر نہیں آئے گا۔ وہ ڈر کے مارے واش روم کا دروازہ ڈر سے کھولنے پر بے ساختہ چونکی، جلدی سے کاؤنٹر پر رکھا چھوٹا سا تولیہ اپنے گرد لپیٹ گئی۔

وہ حیرانی سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی جو خون آشام نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ وہ دو ہی قدم بھر کر اس تک پہنچا، سختی سے اسکا بازو جکڑ کر اسے جھٹکے سے اپنے قریب کیا۔ دعا جو اسکے نرم مزاج کی عادی تھی، اسکی اتنی سخت گرفت اور بے لچک رویے پر اسکی آنکھیں فوراً چھلکنے لگیں اور وہ نم نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

وہ بھی اسے گھورتے اپنے لب سختی سے آپس میں پیوست کئے ہوئے تھا، جیسے خود کو کچھ بولنے سے باز رکھ رہا ہو۔

دعا سے جب خود پر اسکی مسلسل گھوری برداشت نہیں ہوئی تو وہ اپنی حالت کی پرواہ کئے بغیر اسکے سینے سے لگنے کی کوشش کرنے لگی، جس پر ریان نے بھی اسے نہیں روکا۔ وہ اسکے سینے پر سر ٹکائے خود کو معصوم اور مظلوم ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے ایک ہچکی لے بیٹھی، جس پر ریان کے ماتھے پر مزید بل پڑ گئے۔ اس وقت وہ کسی طرح خود کو اس پر برسنے سے روک رہا تھا، یہ وہی جانتا تھا۔

دعا کافی دیر اسکے سینے سے لگی رہی، جب ریان نے کوئی رد عمل نہیں دیا اور نہ ہی اسکے گرد اپنی باہیں باندھیں تو دعا نے اسکے گرد سے اپنی باہیں کھول کر اسکے سینے پر ٹھوڑی ٹکا کر اسے دیکھا۔

"ریان۔۔۔"

دعا نے اپنی آواز میں نمی لاتے اسے پکارا، جس پر ریان نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اسکی مسلسل خاموشی پر دعا کو صحیح معنوں میں اپنے ہوش ٹھکانے لگتے محسوس ہوئے۔ وہ جو کب سے سوچ رہی تھی کہ ریان اسے منائے گا یا اسکے آنسوؤں، نم لمحات دیکھ کر پریشان ہو جائے گا، ایسا کچھ بھی نہ ہوتے دیکھ کر دعا نے پریشانی سے اسکی طرف دیکھا۔

جب ریان نے اسے خود سے دور کیا اور واش روم سے جانے لگا تو دعا تیزی سے اسکا ہاتھ تھام گئی۔

"ریان۔۔۔ سوری۔۔۔ آپ ناراض تو نہ ہوں۔۔۔ وہ بس آپ میری بات نہیں سن رہے تھے تو دعا۔۔۔"

وہ یونہی اسکا ہاتھ تھامے اسکے سامنے آتے اسکی بات سن رہی تھی جب ریان نے اسے سخت تاثرات سے دیکھا۔

"تو کیا میں مصروف تھا؟ اگر تھوڑی دیر آپکی بات نہیں سنوں گا تو آپ گھر سے چلی جائیں گی؟ مجھے آپ سے اس حرکت کی امید نہیں تھی، اور حیرت کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے کیے پر شرمندہ بھی نہیں ہیں۔ ہاتھ چھوڑیں میرا، مجھے کسی بھی قسم کی سختی کرنے پر مجبور مت کریں۔ اور اس

وقت نہانے کا کون سا ٹائم ہے؟ حد ہے غیر ذمہ داری کی، فوراً پانی سے نکلیں، اپنے بال خشک کریں۔"

میں بی اماں سے کہہ کر دودھ بھیجوا رہا ہوں، چپ چاپ پی کر سو جائیں، اور خبردار جو مزید کوئی فضول حرکت آپ نے سوچی۔

ریان اسکا ہاتھ اپنی کلامی سے بناتا، اسے تنبیہ آمیز انداز میں کہتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

اسکی باتوں کے تضاد اور بے لچک لہجے پر دعا کا دل کیا کہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے، کیونکہ ریان کا لہجہ ہی اسکی ناراضگی کا پتا دے رہا تھا۔ وہ پریشانی سے جلدی سے باتھ روب پہنے باہر نکلی تاکہ اسے منا سکے، مگر اسکے تیزی سے نکلنے کے باوجود بھی ریان جا چکا تھا اور کمرہ خالی تھا۔بیڈ پر اسکا لیپ ٹاپ ویسے ہی کھلا پڑا تھا جس پر وہ کوئی ضروری کام کر رہا تھا۔

دعا نے آئبرو اچکاتے ہوئے اس پر موجود فائل سیو کی اور اسے چارج پر لگا دیا، پھر خود ڈریسنگ روم میں چلی گئی تاکہ چینج کر کے نیچے جا سکے۔ شاید وہ سنیڈیلان میں ہی ہو—وہ خود سے سوچتی ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی۔ جلدی سے اپنا نائٹ سوٹ پہنتے ہوئے اس پر اپنا بڑا سا دوپٹہ اوڑھ کر وہ نیچے کی طرف جانے لگی۔

جب راہداری میں ہی اسے ایک ملازمہ اوپر آتی دکھائی دی جس کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھا۔

دعا نے آئبرو اچکاتے ہوئے اس سے پوچھا:

"کہاں؟"

"بی بی جی، صاحب نے کہا تھا یہ آپ کو لازمی دینا ہے۔"

ملازمہ نے کمر پر ہاتھ لگائے ہوئے، نظریں نیچی کئے جواب دیا، کیونکہ اسے خود بھی کافی عجیب لگ رہا تھا۔ اتنے عرصے سے یہاں کام کرنے کے باوجود کسی کو بھی اس فلور پر آنے کی اجازت نہیں تھی، سوائے بی اماں کے۔ مگر وہ اتنا زیادہ اوپر نیچے نہیں کر سکتی تھیں، اور آج تو ویسے بھی ان کے جوڑوں میں درد تھا، اسی لئے انہوں نے ملازمہ کو اوپر بھیج دیا تھا۔

ملازمہ کی بات سنتے ہی دعا کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

"ریان نیچے ہے؟"

دعا نے حیرت سے پوچھا۔

"پتا نہیں بی بی۔"

اس کے سوال پر ملازمہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب پتا نہیں؟ تم نے ابھی تو کہا کہ انہوں نے کہا ہے کہ مجھے لازمی دودھ دینا ہے۔"

اس کے انکار پر دعا نے ماتھے پر بل ڈالے، تھوڑی سختی سے پوچھا۔

"و۔۔۔ وہ مجھے اماں نے کہا تھا۔"

اسے غصے میں دیکھ کر ملازمہ نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا، چھوڑو تم۔ میں خود دیکھ لیتی ہوں۔"

دعا ملازمہ کے پاس سے گزرتے ہوئے بولی۔

"بی بی ! اچھا دودھ۔۔۔"

اسے تیزی سے سیڑھیاں اترتا دیکھ کر ملازمہ نے اسے پکارا۔

"نیچے لے آؤ۔"

دعا بغیر پیچھے مڑے اپنی بات کہتے نیچے جانے لگی۔

اس کی بات سنتے ملازمہ کی رونے والی شکل ہو گئی۔ اب وہ بھرے ہوئے دودھ کا گلاس لے کر اس کے پیچھے اچھلتے ہوئے تو نیچے نہیں جا سکتی تھی۔

دعا تیزی سے نیچے اترتے ہوئے پہلے سیکنڈ فلور پر ریان کی سنڈری دیکھتی ہے جو خالی تھی۔ پھر وہ مزید وہاں وقت ضائع کیے بغیر نیچے چلی گئی۔

پورا ہال، ڈرائنگ روم، ڈائننگ روم—ہر جگہ اسے دیکھنے کے بعد تھک ہار کر بی اماں کے کمرے کی طرف بڑھی۔ ان کے کمرے کے باہر ہی اندر کا اندھیرا دیکھ کر وہ ہلکے سے دروازہ کھولتے اندر

جھانکنے لگی۔ انہیں سوتا دیکھ کر وہ خاموشی سے واپس مڑتی اور لاؤنج میں ہی بیٹھ گئی تاکہ اس کے واپس آنے کا انتظار کر سکے۔

...نہ جانے کب اس کا انتظار کرتے کرتے اس کی آنکھ لگ گئی

ریان فجر کی اذان کے بعد حویلی میں داخل ہوا۔ ساری رات گاڑی میں بیٹھے بیٹھے اسے اپنی کمر ٹوٹتی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ بغیر لاؤنج کی طرف گئے ہی اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اب اس کا ارادہ وہاں جا کر تیار ہو کر جلدی آفس جانے کا تھا تاکہ جو کام رات کو نہیں ہو سکا، وہ جلدی جا کر مکمل کر لے۔

وہ ہاٹ شاور لیتا، اپنے تنے ہوئے اعصاب کو سکون دیتا، کمرے سے تیار ہو کر آفس کے لئے نکل گیا۔

بی اماں جو فجر کی نماز کے بعد گارڈن کی طرف جانے کا ارادہ رکھتی تھیں، وہ لاؤنج کی لائٹ آن دیکھ کر اس کی طرف بڑھیں۔ وہاں دعا کو سوتے دیکھ کر انہیں پریشانی نے گھیر لیا اور وہ اس کے برابر میں صوفے پر بیٹھ کر اس کے بال سہلانے لگیں۔

وہ سمجھ گئیں کہ وہ رات سے ہی یہی سو رہی ہے کیونکہ ریان اسے دیکھے بغیر آفس جا چکا ہے۔ کیونکہ انہیں اپنے کمرے میں ریان کی گاڑی کی آواز آئی تھی، اور ریان کبھی بھی دعا سے اتنا لاپرواہ نہیں ہوا تھا کہ اسے ایسے کہیں بھی سونے دے دیتا۔ وہ کبھی اس سے لاپرواہی نہیں برتتا تھا۔

انہوں نے پریشانی سے دعا کو دیکھا جو عجیب کیفیت میں ترچھی لیٹی ہوئی سو رہی تھی۔

بی اماں اس کے بال سہلاتے ہوئے اسے پکارا:

"دعا بچے!"

دعا نیند میں کسی کے ہاتھوں کا لمس اپنے بالوں میں محسوس کرتے ہوئے اسے ریان سمجھ کر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اٹھ گئی۔

"ریان!"

وہ تیزی سے اٹھتے ہوئے اردگرد دیکھنے لگی، جب اس کی نظر بی اماں پر پڑی جو پریشان سے تاثرات لئے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"اماں! وہ ریان آگئے؟ اپنے کمرے میں ہیں؟ اور آپ اتنی دیر رات کو کیوں اٹھ کر گھوم رہی ہیں؟"

وہ اچانک بیدار ہونے کی وجہ سے جو اس کے ذہن میں چل رہا تھا، بغیر سانس لئے تیزی سے پوچھنے لگی۔

بی جان نے اسے جواب دینے کے بجائے اسے زبردستی اپنی گود میں لیٹا لیا اور اس کے بال سہلانے لگیں۔

"بیٹا آپ یہاں کیوں لیٹی ہوئی تھیں؟"

بی اماں یونہی اس کے بال سہلاتے ہوئے اس سے استفسار کرنے لگیں۔

انکی بات پر دعا کی آنکھیں نم ہوئیں، مگر وہ ان کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی، آخر غلطی بھی تو اس کی ہی تھی۔ وہ دل میں سوچتے ہوئے مشکل سے اپنی آنکھوں میں ابھرتی نمی کو پیچھے دھکیلتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔

"آپ سب چھوڑیں، مجھے بتائیں ریان آئے ہیں گھر؟"

اس کی بات بدلنے پر بی اماں کے ذہن میں دوسرا سوال آنے لگا۔

آپ ہماری بات نہ گھمائیں اور بتائیں مجھے، یہاں کیوں سو رہی تھیں؟ ریان نے کہا تھا تمہیں" "!یہاں رہنے کو یا اس نے آپ کو کمرے سے باہر کیا ہے؟ بتاؤ مجھے

بی اماں بھرے ہوئے لہجے میں بولیں۔

انکی بات سنتے ہی دعا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور وہ فوراً نفی میں سر ہلا گئی۔

انہوں نے ہمیں کچھ بھی نہیں کہا، ڈانٹا بھی نہیں۔ بس یونہی چپ چاپ ہمیں تھوڑی دیر گھورا" پھر کمرے سے چلے گئے۔ ہم انکے پیچھے پیچھے نیچے بھی آئے تھے مگر جب تک وہ جا چکے تھے۔ تو ہم نے سوچا ان کا انتظار کر لیتے ہیں، مگر شاید وہ آئے نہیں ہیں۔ ورنہ اپنے ساتھ ہمیں کمرے میں لے "جاتے۔ مگر آپ کیوں اتنی رات کو یہاں بیٹھی تھیں؟

دعا نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے ان سے یہاں موجودگی کی وجہ دریافت کی۔

اس کی بات سنتے ہی اماں نے سرد سانس لی۔

"بیٹا پہلی بات تو رات نہیں، صبح ہو رہی ہے۔ اور میں تھوڑی دیر پہلے ہی فجر سے فارغ ہوئی ہوں۔ اور دوسری بات ریان آیا تھا مگر شاید سنڈی سے تیار ہو کر ہی واپس چلا گیا، اسی لئے اسے روم میں آپکی غیر موجودگی کا پتا نہیں چلا۔ خیر شام جب وہ آئے تو آپ اسے منا لینا۔ اور آئندہ ایسی غلطی مت کرنا بیٹا، یوں اپنی جگہ چھوڑ کر نہیں جاتے۔ اور ناراض ہو کر شوہر سے دور جانا بھی نہیں چاہیے۔ پہلی بات تو آپ کی دوری سے دوسرے کو موقع ملتا ہے، اور دوسری بات آپ کی ناراضگی کسی دوسرے کے لئے سنہری موقع بن جاتی ہے۔ اور میاں بیوی کے رشتے میں پہلے ہی شیطان گھات لگائے بیٹھا ہوتا ہے، وہ مزید آگ میں گھی کا کام کرتا ہے۔ تو کوشش کریں اگر آپ ریان سے ناراض ہوں یا ریان آپ سے ناراض ہو تو یہ ساری باتیں اپنے کمرے تک ہی رکھیں، کسی ملازم کو بھی بتاتے نہ پھریں۔"

کسی ملازم کو بھی بتانا چلے۔ اور دوسری بات آپ نے ریان کے قریب رہ کر اسے اپنے قریب رکھ کر ناراضگی کا اظہار کرنا ہے۔ ہم اب جاو اپنے کمرے میں آرام کرو، میں ناشتہ بھیجواتی ہوں۔

بی اماں اس کا ہاتھ تھامے اس کی پشت کو سہلاتے ہوئے اسے ساری باتیں غور سے سمجھانے لگیں تاکہ ان دونوں کے درمیان آئی یہ تھوڑی سی بھی کشیدگی دور ہو جائے۔

انکی بات پر دعا سمجھنے کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے اوپر کی طرف چلی گئی کیونکہ اگر ریان اس سے مل کر نہیں گیا تو بات واقعی بڑی ہے اور اب اس مسئلے کو حل کرنا پڑے گا۔ وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ساری باتیں سوچنے لگی۔

اس کا ارادہ اوپر جاتے ہی اپنے ساتھی یعنی زرتاشہ کو فون کرنے کا تھا جو اکثر اس کے لالا کو ایسے ہی غصہ ہو کر تنگ کرتی تھی، یقینا اس کے پاس اس مسئلے کا حل ہو گا۔

وہ یہی سوچتے سوچتے اوپر کی طرف جانے لگی بلکہ نہیں، تینوں کو کال کرتی ہوں پھر صحیح آئیڈیا ہو جائے گا۔

روم میں آتے ہی پہلے جلدی سے فریش ہونے چلی گئی۔ فریش ہونے کے بعد تیزی سے بیڈ پر بیٹھتی وہ تینوں کو ایک ساتھ کال ملانے لگی کیونکہ اسے پتا تھا وہ تینوں ہی اٹھی ہوئی ہوں گی۔

کیونکہ ایک شوہر اسے کالج کے نام پر اس ٹائم اٹھنے پر مجبور کیا ہوا تھا، دوسری ویسے تو اپنی مرضی سے اٹھتی تھی مگر چونکہ کل اس کے لالا آئے ہیں تو کوئی بعید نہیں انہوں نے انہیں ٹف ٹائم دے رکھا ہو، اور تیسری بیچاری کی بیٹی ہی وقت کی اتنی پابند تھی جیسے ساری مسجدوں کی اذان اسے ہی دیتی ہو۔

دو گھنٹے ماں کو خوار کرنے کے بعد وہ بڑے مزے سے اپنے باپ کے سینے پر چھپ کر سوتی تھی۔

اس کی اپنی حرکتوں کی وجہ سے مانسا نے تو ایک بار تپ کر کہہ ہی دیا تھا کہ صبح صبح میرے میاں پر قبضہ کر لیتی ہو، جس پر رونا الگ تھا اور علیان کو شکایات الگ۔

مانسا کی بات اور اس کا اس دن کا چہرہ یاد کرتے ہوئے بے ساختہ ایسی صورتحال میں بھی دعا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

کال کی رنگ ٹون جاتی دیکھ کر دعا بے صبری سے کال ریسیو ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ جب کال تینوں نے ایک ساتھ اٹھائی تو ان تینوں کو ایک ساتھ دیکھ کر دعا نے سکھ کا سانس لیا۔

"! اسلام و علیکم بھابھی"

دعا ان تینوں کو ایک ساتھ سلام کرتے ہوئے بولی۔

اس کے بجھے بجھے لہجے پر زرتاشہ نے یونی کے تیار ہوتے ہی اسے دیکھا۔

"کیا بات ہے؟ لالا کی جان، منہ کیوں لٹکا ہوا ہے؟"

زرتاشہ نے شرارتاً چھیڑتے ہوئے اس سے استفسار کرنا چاہا۔

"مت پوچھیں مجھے، آپ تینوں کو میری شدید ضرورت ہے، ہم سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے۔"

دعا ان تینوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔

اس کی بات سنتے ہی مانسا جو آمده کو ناشتہ کروا رہی تھی، اس کے ہاتھ بھی تھم گئے تھے، اور زارا جو بیڈ پر بیٹھی اپنے اسکول کا کام کر رہی تھی، اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

"ایسا بھی کیا ہو گیا ہے جو تم صبح کے اس وقت یوں پریشان پھر رہی ہو؟"

زارا اسکول کے کام سے نظر ہٹا کر پوری توجہ سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

اس کی بات پر ان دونوں نے بھی تائید میں سر ہلایا۔

"وہ... ہوا یہ کہ۔۔۔"

دعا ان کے پوچھنے پر کل رات سے اب تک ہوئی ایک ایک چیز ان سب کو بتا گئی۔

اس کی باتیں سن کر ان تینوں کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"مطلب حد ہے دعا! اتنی غیر ذمہ داری؟"

مانسا کو اس کی حرکتیں سنتے اپنا دماغ چکراتا محسوس ہوا۔

"دعا پھر لالا نے کیا کہا جب تم گھر آئی؟"

اس کی بات نے زرتاشہ کو خاصا پریشان کر دیا تھا، کیونکہ اپنے بھائی کے غصے کو وہ جانتی تھی۔ ایک تو عموماً آتا نہیں تھا، اب آیا ہے تو اتنی جلدی جائے گا نہیں۔

اپنے بھائی کی عادت یاد کرتے زرتاشہ کو پریشانی بھی ہوئی اور ساتھ اپنی نند کے لئے برا بھی لگا، مگر پہلے یہ جاننا ضروری تھا کہ کہیں اس کے لالا غصے میں اپنا نقصان تو نہیں کر چکے ہیں۔

"! ارے یہی تو مسئلہ ہے"

:انہوں نے کہا

"تو کیا میں... اگر مصروف تھا، اگر تھوڑی دیر آپکی بات نہیں سنوں گا تو آپ گھر سے چلی جائیں گی؟ وہ بھی اس وقت؟ مجھے آپ سے اس حرکت کی امید نہیں تھی اور حیرت کی بات یہ ہے کہ آپ اپنے کیے پر شرمندہ بھی نہیں ہیں۔ ہاتھ چھوڑیں میرا، مجھے کسی بھی قسم کی سختی کرنے پر مجبور مت کریں۔ اور اس وقت نہانے کا کون سا ٹائم ہے؟ حد ہے غیر ذمہ داری کی۔ فوراً پانی سے نکلیں، اپنے بال خشک کریں۔ میں بی اماں سے کہہ کر دودھ بھیجوا رہا ہوں، چپ چاپ پی کر سو جائیں، اور خبردار جو مزید کوئی فضول حرکت آپ نے سوچی! "

بس وہ اتنا ہی کہہ کر جتنے غصے سے کمرے میں آئے تھے، اس سے زیادہ غصے سے باہر چلے گئے۔ ہم نے رات بھر ان کا انتظار بھی کیا مگر وہ سنڈے سے ہی تیار ہو کر بغیر ناشتہ کیے آفس کے لئے فجر میں ہی نکل گئے۔

"آپ تینوں بتائیں مجھے کیا کرنا چاہیے کہ ریان مان جائے؟"

دعا نے ان سب کو ساری باتیں تفصیل سے بتاتے ہوئے پریشانی سے اپنے لب کاٹے۔

یا اللہ دعا ! تم میں کون سی روح گھس جاتی ہے؟ ویسے صحیح بھی ہے، تمہارے لالا کا بھی یہی"
حال ہے، کچھ بتانے میں انہیں بہت مسئلہ ہوتا ہے، سارے کام وہ خود ہی کر لیتے ہیں۔"

مانسا اس کی باتیں سنتے صدمے سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔

جبکہ زارا نے کوئی تاثر ہی نہیں دیا کیونکہ نہ تو آج تک علیار کا ایسا رشتہ روٹھنے منانے والا تھا، نہ ہی
وہ بھی ایسے روٹھتی تھی کہ وہ اسے کوئی مشورہ دیتی۔

دعا میری طبیعت تھوڑی خراب ہو رہی ہے، تم ان دونوں سے مشورہ لو، میں آرام کرنا چاہتی"
ہوں۔"

زارا اپنے تاثرات چھپاتے ہوئے فوراً کال کاٹ گئی۔

اس کے یوں کال کاٹنے پر دعا کو حیرانی تو ہوئی مگر اسے ابھی اپنے مسئلے کی پڑی تھی جسے حل کرنا
بے حد ضروری تھا۔

دیکھو، میرے تجربہ کے حساب سے تمہارے علیان لالا جب ایسی حرکت کرتے ہیں (جو انہوں"
نے ایک بار ہی کی ہے)، تو پھر وہ ہمیں منانے کے لئے معافی مانگتے ہیں، سچے دل سے اور ہمارے
لئے بڑا سا بوکے لے کر آتے ہیں۔ ساتھ میں... تم بھی لالا کو ایسے ہی منا کر دیکھو۔"

مانسا اسے اپنے حساب سے مشورہ دیتے ہوئے بولی، جبکہ ان کی بات پر زرتاشہ کے ماتھے پر بل پڑ
گئے تھے جیسے کسی گہری سوچ میں ہو۔

دعا تم ایک کام کرو، اچھا سا ناشتہ یا کھانا ریڈی کرو، اپنے ہاتھوں سے خود لالا کے لئے بناو،پیک کرو، اچھی سی تیاری کرو اور لالا کے آفس چلی جاو۔ وہاں جا کر انہیں سرپرائز دینا اور کوشش کرنا کسی طرح پٹا کر تم انہیں منا لو۔"

زرتاشہ ابھی اسے مزید مشورہ دے رہی تھی جب اپنے سامنے دارار کو ماتھے پر بل ڈالے کھڑے دیکھ کر اس نے تھوک نگلا۔

"ہم آپ دونوں کو بعد میں کال کرتے ہیں۔"

زرتاشہ اس کے سخت تاثرات دیکھتے ہوئے بغیر ان لوگوں کی طرف دیکھے اور سنے تیزی سے کال کاٹ گئی۔

اچانک کال ڈسکنٹ ہونے پر مانسا اور دعا نے حیرانی سے بلیک اسکرین کو دیکھا۔

لگتا ہے لالا آگئے ہوں گے۔ دعا تم زرتاشہ کی باتوں پر عمل کرو مگر گارڈز کے بغیر مت جانا۔ میرا خیال ہے ریان بھائی مان جائیں گے، اگر تب بھی نہ مانے تو بیوی والا روپ اختیار کر لینا، باقی سب اپنے آپ ہی ٹھیک ہو جائے گا۔"

دارار جو بڑے آرام سے کمرے میں داخل ہوا تھا اور اسے کال پر دعا کے ساتھ مصروف دیکھ رہا تھا، وہ بغیر ان کی بات کی طرف توجہ دیے واشروم جانے کا ارادہ رکھتا تھا کہ زرتاشہ کی بات سنتے ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگا۔

وہ غلطی سے نکل گیا ہمارے منہ سے۔

زرتاشہ نے فوراً معذرت کرتے ہوئے صفائی دینا بہتر سمجھا، جبکہ اس کے کیوٹ انداز کا دارار پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ یونہی سینے پر اپنے ہاتھ باندھے اسے گھور رہا تھا۔

"سائیں بول دیا ہم نے، غلطی سے کہہ دیا تھا، آپ کیوں مسلسل ہمیں گھور رہے ہیں؟ کھانا کھانے کا ارادہ ہے ہمیں۔"

خود پر محسوس ہوتی اس کی مسلسل گھوریوں سے تنگ آکر زرتاشہ تڑخ کر بولی۔

اس کے انداز پر دارار نے ماتھے پر بل ڈالے اور ایک نظر اسے دیکھا۔

"اچھا، سوری۔ ہم اب دوبارہ ایسی لینگویج یوز نہیں کریں گے۔"

زرتاشہ بار بار پٹ پٹ کر اس کے بتائے ہوئے انداز میں بولی، شاید اس لاڈ صاحب کی گھوریاں کم ہو جائیں۔

اور ایسا ہوا بھی، دارار اس کی حرکتوں پر نفی میں سر ہلاتے ہوئے واشروم چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی زرتاشہ نے سکھ کا سانس لیا، ورنہ نمکین بھرا شیر سے سامنا کرنا پڑتا۔

ابھی مزے سے اپنی دھن میں بیڈ پر لیٹتی خود کو کمفرٹ لینے ہی والی تھی کہ اندر سے دارار کی پکار سن کر اس کا دل کیا اپنے بال نوچے۔ وہ اندر سے ہی اسے کالج کے لئے تیار ہونے کا بول چکا تھا، وہ ہر حال میں پڑھا کر ہی دم لینے والا تھا۔

زرتاشہ بس سوچ کر ہی روتی پیر پٹختی نیچے کی طرف بڑھی تاکہ اس کی شکایت لگا سکے اور اس کی پڑھائی والی بات سے خراب ہوئے اپنے موڈ کو اچھے سے ناشتے سے بہتر کر لے۔

دعا ان سب کی بتائی ہوئی باتوں کو سوچتی تیزی سے سائڈ ٹیبل سے کوئی چین نکال کر بیٹھ گئی۔ اپنے سامنے اس نے ریان کا لیپ ٹاپ کھول لیا تھا تاکہ اپنے میاں کو منانے کے نسخے وہ "السن ملک" کے رشتے دار چیٹ جی پی ٹی سے لے سکے۔

وہ لیپ ٹاپ اپنے سامنے رکھتے ہی اس کے کی بورڈ پر تیزی سے اپنی انگلیاں چلاتی اپنا مطلوبہ سوال لکھ گئی:

"رومانٹک ویز ٹو میک اپ ود ہسبینڈ"

اپنا سوال لکھنے کے بعد وہ کچھ دیر انتظار کرنے لگی۔ جب اسے اس کا جواب موصول ہوا تو وہ اسے کچھ خاص سمجھ نہیں آیا، اس لئے دوبارہ اسے پوائنٹس میں جواب دینے کو کہہ گئی۔

پھر کچھ دیر بعد اسے اس کا جواب مل گیا۔ وہ AI کے بتائے تمام پوائنٹس کو اپنی کاپی پر لکھتی انہیں غور سے دیکھنے لگی۔

"جہاں پہلا جواب تھا: "ڈووٹ ہی لائک

اب ریان کو کیا کرنا پسند ہے یار، یہ کیا بات ہوئی؟ اب انہیں اگر کام کرنا پسند ہوگا تو میں تھوڑی" ان کے روز آفس جاؤں گی۔ مگر پہلی چیز تو یہی ہے کہ ریان کو کام بہت پسند ہے... نہیں نا؟ اتنا "! بھی بدھو نہیں ہوں

دعا اس کے بتائے ہوئے جوابات پر غور کرتی خود سے ہم کلام تھی۔ جب کچھ یاد آنے پر وہ اپنے سر پر چپت لگاتی خود کو لعن طعن کرنے لگی۔

"ریان کو سب سے زیادہ میں پسند ہوں، وہ مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔"

وہ خود سے ہی اترا کر کہتی اپنا مصنوعی کالر اٹھاتے بولی۔

چلو اب ریان کو میں پسند ہوں تو میں اچھے سے تیار ہو کر جاؤں گی، بلکہ وہ جو ساڑھی لائے تھے" "میرے لئے وہ پہن لوں گی، ہاں۔

اب دوسری چیز کیا ہے؟ 'میک آ رومینٹک میل ود رائس اینڈ ڈنر اور بریک فاسٹ'... یار ایک تو" ہر چیز رومینٹک ہی کیوں؟ چلو یہ تو میں ویسے بھی کرنے والی ہوں۔ بس ٹھیک ہے اتنا کافی ہو گا۔ "چلو دعا گفٹ کام پر لگ جا۔

دعا اپنی ڈائری پر نوٹ کی ایک ایک چیز کو دیکھتے جلدی سے لیپ ٹاپ بند کرنے لگی جب اس کے سامنے وہی ڈریس آئی جو اس نے ریان سے چھپ کر آرڈر کی تھی، جو اسے ماڈل پر تو بہت اچھی

لگی تھی مگر خود پر تھوڑی عجیب لگی۔ اسے پہنتے ہی اس کا دل کیا بھاگ کر چینج کر لے کیونکہ وہ ڈریس بہت زیادہ بولڈ تھا۔ دعا نے شرم کے مارے جلدی سے چینج کر لیا تھا۔ وہ ماضی میں گزرے لمحے یاد کرتے ایک بار پھر شرم اور خفت کا شکار ہوئی تھی مگر کچھ سوچتے وہ ایک اور سرپر ایئر پلین کر گئی۔

"ارے بیٹا ہم نے آپ کو کہا تھا کہ آپ اوپر آرام کریں، ہم ناشتہ بھیجوا رہے ہیں پھر تم نیچے کیوں آئی؟"

بی اماں دعا کو کچن میں کھڑا دیکھ کر بولی۔

"وہ ہم ریان کے لئے کھانا بنانا چاہتے ہیں۔"

دعا انہیں دیکھ کر بولی۔

"مگر بیٹا اسٹاف بنا لیں گے، تم کیوں پریشان ہو رہی ہو؟"

بی اماں اس کی بات سنتے بولی۔

"نہیں بی اماں، میں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنانا ہے، آپ مجھے یہ ساری چیزیں دیکھ کر دے دیں۔"

دعا انہیں اپنی ریسپی کی انگریڈینٹس کی لسٹ پکڑاتے بولی۔

"اچھا، آپ پہلے ناشتہ کریں، اس کے بعد کوئی اگر مگر نہیں سنیں گے۔"

بی اماں اس کے اتنے اصرار پر ہار مانتے ہوئے بولی، مگر پہلے اسے ناشتہ کروانا ضروری تھا کیونکہ اس نے رات ڈنر بھی نہیں کیا تھا۔

"بی اماں ہم سے نہیں کھایا جائے گا، ریان نے بھی نہیں کھایا ہو گا اب تک۔"

دعا ان کی بات سنتے اداسی سے بولی۔ اسے یقین تھا ریان اس کے بغیر کھانا نہیں کھاتا، اور رات کو تو وہ پہلے ہی کام میں مصروف تھا۔

"اچھا دودھ پی لو پھر پکا لینا، اب کوئی بحث نہیں زندگی میں۔"

بی اماں ہار مانتے ہوئے بولی۔

"اچھا۔"

دعا بمشکل دودھ کا گلاس پی کر اپنے کام پر لگ گئی اور ریان کے لئے اس کی پسند کا کھانا بناتے ہوئے وقت کا اندازہ ہی نہیں ہوا۔ گھڑی پر دس بجتے دیکھ کر وہ ایک طائرانہ نگاہ اپنی بنائی ساری ڈشز پر ڈالتی تیزی سے اوپر کی طرف بڑھی تاکہ اپنے چینج پر عمل کر سکے۔

وہ اچھے سے شاور لیتی، جان بوجھ کر ریان کا باڈی واش یوز کرنے لگی کیونکہ ریان کو اس کی خوشبو بہت پسند تھی اور وہ اس بات سے بہت اچھی طرح واقف تھی۔ اچھے سے فریش ہوتی وہ باتھ روب پہنے اپنی آرڈر کی ہوئی ڈریسز میں سے ایک پہن لیتی، اپنے بال ڈرائے کر کے فی الحال کھلے

چھوڑ دیے۔ وقت کی کمی کا احساس کرتے ہوئے وہ جلدی جلدی تیار ہو کر اپنا عبایا پہن لیتی، اپنا بیگ اور فون اٹھا کر نیچے کی طرف بڑھی، پھر کچھ سوچ کر پلٹتی اپنا بیگ واپس رکھ گئی کیونکہ اس کی تو اسے ضرورت نہیں تھی۔

وہ یہی سوچتے اپنا بیگ واپس رکھتی نیچے کی طرف چلی گئی۔ جلدی سے اس نے ریان کے لئے بنایا ہوا ٹفن باکس بیگ میں ڈالا اور ریان کی کمپنی کے لئے نکل گئی۔

ریان کی کمپنی گاؤں سے گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کی دوری پر تھی مگر ریان کو روز اتنی دور آنے جانے میں مسئلہ نہیں ہوتا تھا کیونکہ اسے پتا تھا نا زرماشہ اپنی حویلی سے دور رہ سکتی ہے اور نہ ہی دعا رہ سکے گی، اس لئے وہ شہر شفٹ نہیں ہو رہا تھا۔

دعا کے لئے ڈیڑھ گھنٹے کا یہ سفر اپنی زندگی کا لمبا ترین سفر لگ رہا تھا۔ وہ اڑ کر ریان کے پاس جانا چاہتی تھی مگر نا چاہتے ہوئے بھی وہ انتظار کی سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔

جیسے ہی آفس کی بلڈنگ آئی، ڈرائیور نے گاڑی آفس کے انٹرنل پر روک دی، جہاں بڑی عجلت میں اترتی وہ اندر کی طرف بڑھی۔ اس کے ساتھ اس کے گارڈز بھی تھے، کچھ دارار کے بھیجے ہوئے اور کچھ ریان کے اپنے۔

وہ نیچے ریسپشن کے قریب پہنچی اور وہاں موجود لڑکی سے ریان کے فلور کا پتا کرنے لگی، جو سر تا پیر اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے بتایا کہ سب سے اوپر والا فلور ہے۔

وہ جلدی سے لفٹ میں سوار ہونے لگی، جب گارڈز بھی اس کے پیچھے آنے لگے، جنہیں وہ سختی سے منع کر چکی تھی۔ وہ کل والی لاپرواہی کے بعد رات کی طرح ریان سے مار نہیں کھانا چاہتے تھے۔

جی ہاں، ریان دعا کو کمرے میں چھوڑ کر رات خود ہی اپنے گارڈز اور ڈرائیور کی طبیعت صاف کرتا ہوا گاڑی میں سو گیا تھا۔

دعا بے چینی سے فلور کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔ جیسے ہی لفٹ کا دروازہ کھلا، وہ جلدی سے باہر نکلی۔

اس کی نظر ایک اور ریسپشن پر پڑی، وہ وہاں موجود لڑکی سے ریان کے آفس کا پوچھنے لگی تو اس نے بھی حیرانی سے اسے دیکھا جو سر تا پیر کالے عبائے میں چھپی ہوئی تھی، ہاتھ میں بلیک گلوز پہنے ہوئے تھے۔ اس کا عبایا بٹر فلائی ٹائپ تھا، جس کی سلوٹ اس کی باڈی سے جڑی ہوئی تھی اور کندھے پر باریک سا کام ہوا تھا۔

دعا کو پتہ نہیں کیوں ان سب کی نظریں عجیب سی لگیں۔

"میں آپ سے پوچھ رہی ہوں، ریان خان کا آفس؟"

دعا اب کی بار دھیما مگر سخت لہجے میں بولی۔

"تم کون ہو لڑکی؟"

اس سے پہلے کہ ریسیپشنسٹ جواب دیتی، ایک ڈائڈ بالوں کی اونچی پونی بنائے، نائٹ شرٹ اور جسم سے چپکی پینٹ پہنے، چہرے پر تیز میک اپ کئے لڑکی نے اس سے سوال کیا۔

اس کے حلیے اور سوال کرنے کے انداز پر دعا نے اسے گھور کر دیکھا۔

"مسز ریان خان۔ آفس کس طرف ہے؟"

دعا نے ایک لفظی جواب دیا۔

"، سر ابھی بہت ضروری میٹنگ میں ہیں، تھوڑا ٹائم لگے گا فارغ ہونے میں"

وہ لڑکی متکبرانہ انداز میں بولی۔

"اور آپ کو کیسے پتا وہ بزی ہیں؟"

دعا نے زور دیتے ہوئے پوچھا۔

"کیونکہ میں ان کی سیکریٹری ہوں۔"

وہ لڑکی جواب دے کر واپس اندر چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد دعا نے ریسیپشنسٹ کو دیکھا، جو شرمندگی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"میم آپ وہاں انتظار کر لیں۔"

ریسیپشنسٹ نے اسے ویٹنگ ایریا کی طرف اشارہ کیا۔

دعا بھی ویٹنگ ایریا کی طرف بڑھ گئی، جب اسے اپنا گارڈ اس کا ہی خرید کر پھولوں کا بُک تھامے اس کی طرف آتا دکھائی دیا، جو شاید وہ عجلت میں گاڑی میں ہی بھول آئی تھی۔

گارڈ اسے بُک دیتا اس سے کچھ دور ہی کھڑا ہو گیا۔

کافی دیر گزرنے کے بعد بھی جب کوئی خبر نہیں آئی تو دعا نے اسے دوسری منی پر بیٹھنے کا کہہ دیا، جس پر وہ سر ہلاتا بیٹھ گیا اور انتظار کرنے لگا۔

یوں ہی انتظار کرتے کرتے دعا کو خبر ہی نہ ہوئی کب اس کی آنکھ لگ گئی، رات کو نہ سونے اور آدھی ادھوری نیند اور تھکن کی وجہ سے...

سے اسے فوراً نیند اپنے اعصابوں پر قابض ہوتی محسوس ہوئی۔

ریان ظہر کی اذان کا وقت دیکھتے ہی اپنا کام سمیٹ کر آفس سے باہر نکلتا تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ آج اس کا ارادہ باہر کی مسجد میں نماز پڑھ کر واپسی پر دعا کے لئے بالوں والے گجرے لے کر گھر جانے کا تھا۔

کل رات سے اپنی اہلیہ کو نہ دیکھ کر اسے اپنا دل عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

جیسے ہی وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچا تو مین گیٹ کی طرف جانے لگا، اس کی نظر اپنے گارڈز پر پڑی جنہیں اس نے دعا کی سیکیورٹی کے لئے لگایا تھا۔ انہیں یہاں دیکھ کر وہ ٹھٹک گیا، تیزی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا ان کی طرف پہنچا، گارڈز بھی ریان کو دیکھ کر فوراً کھڑے ہو گئے۔

"تم سب یہاں کیا کر رہے ہو؟ تمہیں کہا تھا حویلی پر اپنی خان بی بی کی حفاظت کرنی ہے۔"

ریان ان سب کو وہاں دیکھ کر سخت تاثرات لئے بے تاثر لہجے میں بولا۔

اسے غصہ کرتا دیکھ کر سارے گارڈز کے پسینے چھوٹ گئے تھے، کل رات ہی تو وہ ریان کے ہاتھوں اپنی درگت بنوا چکے تھے، مزید ڈانٹ سننے کی ان میں ہمت نہیں تھی۔

"وہ خان بی بی تو آپ سے ملنے اوپر آئی ہوئی ہیں، کافی دیر ہو گئی انہیں اوپر گئے ہوئے، ان کے ساتھ گل شیر بھی ہے۔"

اس سے پہلے کہ ریان ان سب پر گرجتا، ان میں سے ایک فوراً بول پڑا۔

"کیا؟ وہ اوپر ہیں؟ کتنی دیر ہو گئی ہے؟"

ریان اپنے ماتھے پر ان گنت بل ڈالے بولا۔

"وہ خان، دو گھنٹے سے زیادہ ہو گئے ہیں خان بی بی کو اوپر گئے ہوئے۔"

اسی ملازم نے دوبارہ گھبرا کر جواب دیا۔

"کیا مطلب؟ وہ دو گھنٹے سے یہاں ہیں اور مجھ سے ملی نہیں؟ تم مجھے کال کر کے بتا دیتے، حد ہے!"

ریان ان لوگوں پر گرجتا واپس اوپر کی طرف بڑھا۔ اس کے پیچھے اس کا ایک گارڈ بھی تھا جو اسے جواب دے رہا تھا کیونکہ یہ بات قابلِ پریشانی تھی کہ اس کی خان بی بی اوپر گئی اور اب تک ملی نہیں۔

ریان تیزی میں لفٹ کا بٹن دباتا اندر داخل ہوا جبکہ اس کا گارڈ سیڑھیوں سے ایک ایک فلور چیک کرنے لگا۔ اس نے کمپنی کا مین گیٹ بھی بند کروا دیا تھا۔

پہلے تو اسے دعا کے یہاں آنے کی وجہ سمجھ نہیں آئی، پھر اس کی غیر موجودگی اور دشمنوں کے خطرات... ان سب باتوں سے ریان کا دل ڈوبنے لگا۔

وہ بے صبری سے لفٹ میں اسکرین پر فلور نمبر بدلتے دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی اس کا فلور آیا وہ تیزی سے باہر نکلا اور ریسپشن کی طرف بڑھا۔

"یہاں میری بیوی آئی تھی؟"

ریان بغیر لحاظ کے اس پر دھاڑتے ہوئے بولا۔

اس کی تیز آواز پر نہ صرف دعا جو سوئی ہوئی تھی وہ نہ جاگی، بلکہ ریسپشنسٹ بھی سہم کر دیوار سے لگ گئی۔

اس وقت دعا کا گارڈ بھی وہاں موجود نہیں تھا جو ریان کو اس کی موجودگی کا بتا سکتا، اور دعا میڈم اس وقت خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔

ریسپشنسٹ اس کی دھاڑ پر اتنی سہم گئی کہ اس کے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔ اس نے بمشکل اپنے لرزتے ہاتھوں سے ویٹنگ ایریا کی طرف اشارہ کیا۔

ریان کا دماغ اس وقت غصے سے پھٹ رہا تھا، وہ اس کا اشارہ سمجھتا ہوا تقریباً پورے اسٹاف کو حیرانی میں چھوڑتا ہوا آگے بڑھا، پہلی بار سب اسے اس قدر غصے میں دیکھ رہے تھے۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں، جواب دو مجھے! میری بیوی یہاں آئی تھی؟ کہاں ہے وہ؟"

ریان ایک بار پھر گرجتا ہوا بولا۔

"و... و... وہ... سر... وہ وہاں ہیں"

ریسپشنسٹ بمشکل آنسو روکتے ہوئے بولی۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی، ریان تیزی سے اس طرف بڑھ گیا جہاں دعا موجود تھی۔ اس کے پیچھے گارڈ نے آکر اسے جگایا تھا، اور ریان کی تیز آواز سن کر وہ عجیب سی نیند اور جاگ کی کیفیت میں اٹھ بیٹھی تھی۔

یہ ساری صورتحال دیکھتے ہوئے ریان کی سیکریٹری نے تھوک نگلا، جس نے جان بوجھ کر ریان کو اس کے آنے کی اطلاع نہیں دی تھی۔

اور ٹا کسی اور کو بتایا تھا، اور ریسیپشنٹ ویسے بھی نیو بائر تھی تو اسے اس کی حرکتوں کا نہیں پتا تھا، اسی لئے اس کے منع کرنے پر اس نے بھی نہیں بتایا۔

دوسری طرف دعا کو اپنے سامنے دیکھ کر ریان بغیر کچھ سوچے سمجھے اسے سختی سے اپنی بانہوں میں بھینچ گیا۔ ان دس منٹوں میں اسے کئی بار اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا، یہ سوچ ہی اس کے اوسان خطا کرنے کے لئے کافی تھی کہ اس کی اہلیہ دو گھنٹے پہلے آکر اس سے ملی نہیں۔

اسے اپنی لاپرواہی پر افسوس ہو رہا تھا۔ کیا ہوا تھا جو وہ جانے سے پہلے اسے دیکھ لیتا، مل لیتا تو وہ آج پریشان ہوتی، یہاں تک نہیں آتی۔

ریان سختی سے اسے خود سے لگائے اپنے بے چین دل کو قرار پہنچا رہا تھا۔ وہ بغیر کسی کا لحاظ کیے یونہی اسے خود سے لگائے کھڑا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں نا، اہلیہ؟"

وہ کافی دیر بعد اسے اپنے سینے سے الگ کرتا اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اسے استفسار کرنے لگا۔

اس کی سوال پر دعا نے مسکراتے ہوئے اپنا سر نفی میں ہلایا تھا۔ چونکہ اس نے عبایا لگایا ہوا تھا تو ریان اس کے تاثرات نہ دیکھ سکا۔

"کیا ہوا ہے؟ کہیں چوٹ لگی ہے آپ کو؟ طبیعت ٹھیک نہیں؟ کسی نے کچھ کہا ہے آپ سے؟"

اس کا جواب سنتے ہی ریان ایک کے بعد ایک سوال کرتا بولا، جب دعا نے اسے خاموش کروایا۔

وہ دونوں ایسے ایک دوسرے میں گم تھے جیسے آس پاس کوئی نہ ہو۔

"پہلے نہیں تھی، آپ کو دیکھ لیا ہے تو اب ٹھیک ہوں۔"

دعا اس کا ہاتھ تھامتے بولی۔

اس کی بات اور اس کے پرسکون لہجے کو سنتے ہی ریان کو اپنے دل پر ٹھنڈی پھوار سی گرتی محسوس ہوئی اور وہ سکھ کا سانس لے گیا۔

"چلیں آپ میرے آفس میں چلیں، آپ اتنی دیر سے آئی تھیں تو مجھے کال کیوں نہیں کیا؟"

ریان اسے اپنے حصار میں لئے آفس کی طرف بڑھتا بولا، جب دعا نے اسے روک کر گارڈ سے پہلے وہ ٹفن باکس لے لیا جو اس نے پکڑا ہوا تھا، اور یقینی طور پر اس کا کھانا بھی ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ دعا اداسی سے سوچتی ہوئی ٹفن باکس کو دیکھنے لگی۔

"وہ مجھے آپ کی سیکریٹری نے کہا کہ آپ بہت ضروری میٹنگ میں ہیں اور کافی ٹائم بعد فارغ ہوں گے، تو مجھے آپ کو ڈسٹرب کرنا ٹھیک نہیں لگا، اس لئے فون نہیں کیا۔"

وہ ریان کے ساتھ اس کے آفس کی طرف جاتے ہوئے بولی۔

اس کی بات سنتے ہی ریان ٹھٹک گیا، پھر کچھ سوچ کر رک گیا۔

"دل شیر، ہماری اہلیہ پہلی بار آفس آئی ہیں، اس خوشی میں ذرا سب کا منہ میٹھا کرواؤ اور سب کو اچھے سے باور کروا دو کہ وہ کیا مقام رکھتی ہیں، اور آئندہ یہ غلطی نہ ہو۔"

ریان رک کر تیز آواز میں دل شیر سے مخاطب ہوتا اپنی بات کہہ کر اندر چلا گیا، جہاں اس کی اہلیہ بڑے مزے سے اس کے پورے آفس کا ٹور کر رہی تھی۔

"زبان میں تو صرف سوچا تھا، آپ کے آفس میں تو واقعی روم ہے اور آپ کو اتنی اونچائی سے ڈر نہیں لگتا؟"

دعا پہلے اس کے آفس سے اٹیچ بیڈ روم کو سرسری طور پر دیکھتے ہوئے جلدی سے ماربل کی طرف بڑھتے بولی۔

ریان نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور اس کا لایا ہوا کھانا اپنے روم میں موجود مینجر ویو کے ٹیبل پر رکھ دیا، پھر جا نماز اٹھا لی۔

"میں نماز پڑھنے جا رہا تھا، آپ نے پڑھنی ہے؟"

ریان جا نماز قبلہ سمت بچھاتے اسے پوچھنے لگا۔

اس کی بات پر دعا فوراً ہاں میں سر ہلا کر وضو کرنے چلی گئی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے ہمراہ نماز ادا کرتے اور پھر کھانا وغیرہ کھانے بیٹھ گئے۔

ریان خاموشی سے پہلا نوالہ کھانے لگا مگر پھر پہلے ہی نوالے میں وہ ٹھٹک کر دعا کو دیکھنے لگا، جو پوری توجہ سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیسا بنا ہے؟"

دعا اسے مسکراتی نظروں سے دیکھ کر بولی۔

"یا یہ آپ نے بنایا ہے؟"

ریان حیرانی سے اسے دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔

"جی میں نے بنایا ہے، آپ کو منانے کے لئے بنایا ہے۔"

"آئندہ سوری ریان، دوبارہ میں ایسے لاپرواہی نہیں کروں گی۔"

دعا اس کے مزید قریب ہوتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر بولی۔

اس کی بات پر ریان مسکراتے ہوئے اسے بغیر سمجھنے کا موقع دیے اس کے لبوں پر قابض ہو گیا۔ وہ پوری شدت سے اس کے لب چومتا، اپنی زبان میں گھلے اولیو چکن کڑاہی کا ذائقہ اسے بھرپور طریقے سے محسوس کروا رہا تھا۔ وہ اس کی سانسیں چراتا، کچھ اپنی اسے دیتا، پھر پیچھے ہٹا تو دعا اپنی ہل چل کرتی سانسوں کو استوار کرتے ہوئے اس کے سینے سے اپنا سر لگا گئی۔

ریان نرمی سے اس کے بال سہلانے لگا۔

"کون کافر اپنی اہلیہ سے ناراض ہے؟ آپ کو یہاں دیکھ کر ہی میرا غصہ، ناراضگی سب ختم ہو جاتی ہے۔ یہ جو میری پیاری سی بیوی کی میٹھی سی مسکان ہے، یہ با آسانی اپنی ایک جھلک سے میرے غصے کو ہٹا دیتی ہے۔"

ریان اس کا چہرہ تھوڑی سے تھامتے ہوئے اسے اوپر اٹھاتا، ایک ہاتھ اس کے تم گلابی لبوں پر انگلی پھیرتے ہوئے بولا، جہاں کچھ دیر پہلے تک لنک لپ گلوس تھا، جسے ریان نے بڑے ہی بے باک طریقے سے مٹا دیا تھا۔

"اچھا چلیں کھانا کھاتے ہیں، مجھے بہت زور سے بھوک لگ گئی ہے، کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی..."

"کیا مطلب؟ آپ نے صبح ناشتہ نہیں کیا تھا کیا؟"

اس کی بات سنتے ہی ریان ماتھے پر بل ڈالے اس سے استفسار کرنے لگا۔

"او نہوں۔۔۔"

اس کے سوال پر دعا نے نفی میں سر ہلایا۔

"اور رات کا کھانا؟ رات کا کھانا کھایا تھا آپ نے؟"

ریان کو اب اس کی لاپرواہی پر صحیح سے غصہ آیا تھا، اسی لئے وہ اس کے قریب ہوتا سختی سے بولا۔

"اب آپ اس بات پر تو غصہ نہ کریں۔ ایک تو پہلے آپ ہماری بات نہیں سن رہے تھے، اپنے کام پر لگے تھے، پھر ہم گھر سے چلے گئے، اس کے بعد جب ہم آئے تو آپ غصے میں چلے گئے، پھر آپ کے انتظار کرتے کرتے ہماری آنکھ لگ گئی، پھر صبح ہو گئی، پھر ہمیں آپ کا خیال آیا، آپ کے خیال میں ہم سے ناشتہ نہیں کیا گیا، پھر ہماری بھوک اُڑ گئی، پھر ہم آپ کو منانے کی تیاری میں لگ گئے، پھر۔۔۔"

"بس ! بس ! میری بیوی بس ! پھر آپ یہاں آئیں، پھر آپ یہاں آکر مجھے کال کرنے کے بجائے سو گئیں، ہے نا؟ جانے دیں ان ساری باتوں کو اور کھانا کھائیں۔ آپ سے اسی لاپرواہی کی امید تھی مجھے۔"

ریان اس کے آگے گرم کیا ہوا کھانا رکھتا خود اٹھ کر جانے لگا تو دعا اس کا ہاتھ تھام گئی۔

"ریان ! میں نے سوری کہا تو ہے، ہو گئی غلطی، غصہ آگیا تھا مجھے، اب نہیں ہو گا ایسا۔ اب تو ناراضگی چھوڑ دیں۔ اگر آپ نہیں مانے نا تو ہم بھی کھانا نہیں کھائیں گے۔"

دعا اسے دھمکی دیتے ہوئے بولی۔

اس کی بات پر ریان ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھنے لگا۔

"آپ مجھے دھمکا رہی ہیں؟ ریان خان کو؟"

اس کی بات پر ریان ابرو اچکائے اسے دیکھتا، قدم در قدم اس کے قریب ہوتا، صوفے پر ہاتھ رکھے اس کے چہرے پر جھکتے ہوئے بولا۔

"بالکل نہیں، میں ریان خان کو نہیں بلکہ اپنے رایو کو دھمکا رہی ہوں۔"

دعا اس کے قریب آنے پر پردے سے ڈھکے اس کے گال کھینچتے، اسے اپنے دیے تک نیم سے پکارتے ہوئے بولی، جس پر ریان نے منہ بسورتے اس کے برابر ہی صوفے پر ٹیک لگا لی۔

"اہلیہ ! حد کرتی ہیں آپ۔ صحیح سے منانا بھی نہیں آتا آپ کو۔"

ریان نے اس کے منانے کے انداز پر خاصا تپ کر کہا۔

جبکہ اس کے پھولے ہوئے لال ہوتے چہرے کو دیکھ کر دعا نے بمشکل اپنی ہنسی دبائی تھی۔

"جب آپ کو پتا ہے مجھے منانا نہیں آتا تو ناراض کیوں ہوتے ہیں؟"

دعا اس کے بیٹھنے پر اس کے سینے پر تھوڑی ٹکائے، اس کی تھوڑی پر اپنی شہادت انگلی سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے بولی۔

"کھانا کھائیں آپ، رہنے دیں۔ مجھے سمجھ آگیا ہے یہ کام آپ کے بس سے باہر ہے۔"

ریان روٹھے روٹھے انداز میں اس سے بولتا نوالے توڑ کر اسے کھلانے لگا، جبکہ دعا خوشی خوشی کھانے لگی اور اسے بھی کھلانے لگی۔

"کھانا بہت مزے کا تھا۔"

ریان نے اسے دیکھتے ہوئے ایک بار پھر کہا۔

"یہ بات آپ پہلے بھی کہہ چکے ہیں۔"

دعا نے ابرو اچکا کر اصل وجہ جانی چاہی۔

"ہمیں یقین ہی نہیں آ رہا کہ میری اہلیہ اتنا اچھا کھانا بھی بنا سکتی ہیں۔"

ریان آہستہ سے اسے مزید اپنے قریب کرتا بولا۔

"اچھا، تو کیسے یقین آئے گا آپ کو؟"

دعا اسے خود کے قریب کرنا نوٹس کرتے ہوئے جان کر انجان بنتی ہوئی بولی۔ وہ سب سمجھ رہی تھی، اس کی چھپی باتوں کا مطلب بخوبی جان رہی تھی۔

"جب میری اہلیہ مجھے یقین دلائیں گی تب۔"

ریان اس کی ٹانگوں پر ہاتھ پھیرتے بولا۔

"اور میں آپ کو کیسے یقین دلاؤں؟"

دعا اس کے ہاتھ کی بے باکی پر خود میں سمٹتی، اس کے کوٹ کے کالر پر انگلی پھیرتے بولی۔

"یہ تو آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ میں کیسے یقین کروں گا۔ اب یہ نہ کہیے گا آپ کو یہ بھی نہیں پتا۔"

اسے ہنوز اپنے کوٹ پر انگلی پھیرتا دیکھ کر ریان اس کا ہمیشہ والا جواب یاد کرتے بولا۔

"اہم۔۔۔پہلے آپ میرا جواب تو سن لیں۔"

دعا نے اسے چھیڑنے کی غرض سے اپنے لب دبائے بولی۔

"اچھا، آپ یہیں بیٹھیں، میں ذرا واشروم سے آ رہی ہوں۔"

دعا اسے کچھ بولتے بولتے روکی اور پھر واشروم کا بہانہ کرتے ہوئے آفس میں بنے ریان کے روم کی طرف چلی گئی۔

ریان نے منہ بسورتے اس کی پشت کو دیکھا جو اس کے اشارے ہی نہیں سمجھ رہی تھی کہ وہ اسے بیوی والے انداز میں منائے۔

ہائے رے تمہاری قسمت! بیوی ملی تو بھی اتنی بھولی کہ میری آدھی بے باکی تو انہیں سمجھ ہی نہیں آتی۔"

ریان سرد سانس لیتا، دہائی دیتے خود سے کہہ رہا تھا۔

دعا جو روم میں جاتی، اپنا عبایا اتارتی، اپنے بال ٹھیک کرتی، خود کو ایک نظر شیشے میں دیکھتی اپنے آئیڈیا پر عمل کرنے لگی۔

"ابھی ریان یہی سوچ رہا تھا جب اسے دعا کی چیخ کی آواز سنائی دی۔"

وہ تیزی سے اندر کی طرف بھاگا۔ جونہی وہ کمرے میں داخل ہوا، پورا روم خالی تھا اور واشروم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ اگلے ہی دم میں جاتا اندر دیکھنے لگا کیونکہ دعا اسے واشروم کا ہی بول کر گئی تھی، مگر خالی واشروم کو دیکھ کر پریشانی سے واپس مڑا۔

جب حیرت سے اس کی آنکھیں تحیر سے پھیل گئی تھیں۔

جہاں دعا سامنے بلیک کلر کی لانگ سلیٹ والی سلیو لیس ڈریس پہنے ہوئے تھی، جو اس کی پوری باڈی پر چپکا ہوا تھا۔ اپنے بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑے، ہلکا سا میک اپ کئے، وہ ریان کے سارے اعصاب شکن کرتے ہوئے اس کے ہوش اڑا چکی تھی۔

اس کے چاروں خانے چت ہونے کی گواہی اس کے ماتھے پر چمکتی پسینے کی بوندیں دے رہی تھیں، جو دعا کو اس اسٹائل میں کھڑا ہوتا دیکھ کر مزید بڑھ گئی تھیں۔

اس کی ادا سے کھڑے ہونے پر ریان کو اچانک کمرے میں آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی۔ وہ تیزی سے اپنی شرٹ کے اوپری بٹن کھولتا گہری سانس لینے لگا۔

دعا اپنی ایک ٹانگ سلیٹ سے باہر کی طرف نکالے کھڑی تھی، جس سے اس کی گوری چمکتی سنہری ٹانگیں تھائی تک نظر آ رہی تھیں۔

اسے اس طرح کالر کھول کر سانس لیتا دیکھ کر دعا خود میں اپنی تمام تر ہمت جمع کرتے اسی اسٹائل سے قدم در قدم چلتی اس کے قریب ہو گئی۔

وہ ٹھیک اس کے سامنے کھڑی ہوتی، اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے خود اس کی شرٹ کے مزید دو بٹن کھولتے وہاں اپنی نازک گلابی ہتھیلی رکھ دی۔

ہتھیلی رکھتے ہی اسے اپنے شوہر کی حالت کا بخوبی اندازہ ہو گیا تھا، جس کا جسم اچانک ہی تندور سے مشابہت کر رہا تھا۔

دعا نے لب دباتے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا، جو اپنا سانس روکے اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔

جب دعا اپنا ہاتھ اس کے برہنہ سینے سے ہٹاتی وہاں اپنی شہادت انگلی لگاتے اسے اس کے سینے پر زور دیتی، اسے پیچھے کی طرف بڑھنے کا اشارہ دینے لگی، جس پر ریان یونہی چپ چاپ ندیدوں کی طرح اس کے حسین چہرے کو دیکھتا اس کی انگلی کے زور پر پیچھے ہونے لگا۔

جب اچانک اس کا پیر بیڈ سے ٹکرایا، اس سے پہلے وہ سنبھلتا دعا اسے گرا گئی۔

اچانک یوں گرنے پر ریان نے حیرت سے اپنی بیوی کو دیکھا، جو اس کی اضطرابی کیفیت جانتے ہوئے بھی انجان بنی اسے تڑپانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

ریان کو گرانے کے بعد دعا بڑے آرام سے اپنے ڈریس کو ٹانگوں کی طرف سے پیچھے کی طرف کر گئی، جس سے اس کی دونوں ٹانگیں تقریباً برہنہ ریان کی نظروں کے سامنے تھیں۔

وہ یونہی اپنا ڈریس پیچھے کی طرف دھکیلتی، ریان کے گھٹنوں کے ارد گرد اپنے گھٹنے لگاتے، خود بھی بیڈ پر چڑھتے دو قدم لیتی اس کے پیٹ پر بیٹھ گئی۔

اس کی اس حرکت پر صحیح معنوں میں ریان کے ہوش اڑے تھے۔ وہ اپنی بیوی سے اتنی بولڈنس کی امید نہیں کر رہا تھا کہ وہ اس قسم کا بھی کوئی اسٹنٹ کرے گی۔

وہ سمجھ گیا تھا میڈم نے ساری محنت اسے منانے کے لئے ہی کی ہے، مگر یہ سب کچھ اس کی توقع کے برعکس تھا۔

ابھی ریان مزید کچھ سوچتا جب دعا بیڈ پر پاس ہی پڑا اپنے بیگ کی طرف ہاتھ بڑھاتے اس میں سے ایک ویلوٹ کی رسی نکال گئی۔

رسی دیکھتے ہی ریان سمجھ گیا اس کی بیوی اس کے ساتھ کیا کرنے والی ہے، مگر وہ اسے یہ کرتے دیکھنا چاہتا تھا، اسی لئے خاموشی سے لیٹے اپنے دونوں ہاتھوں کو بیڈ پر پھیلائے ہوئے تھا۔

جب دعا اس کے چہرے پر جھکتی، ایک ہاتھ اس کی گردن کے نیچے سے گزارتی، اس کا سر اوپر کی طرف کرتے وہ رسی اس کے گلے میں لپیٹ گئی۔

ریان کے گلے میں لپیٹنے کے بعد دعا اپنے لبوں کا پاؤٹ بناتے اس کی گردن کو دیکھنے لگی، آیا کہ اس نے اس سین کی طرح رسی باندھی ہے بھی یا نہیں۔

دعا کو یوں سوچتا دیکھ کر ریان خود ہی اپنی گردن اٹھاتے اس کی رسی درست کرتے اسے تھما گیا۔

"یہ لیں اہلیہ، یہ ایسے ہو گا۔"

ریان رسی ٹھیک کرتے دونوں سرے اسے پکڑاتا بولا۔

"اوہ ہو ! آپ نے خراب کر دیا، میں آپ کو پھانسی تھوڑی دے رہی ہوں۔"

اس کی خراب کی ہوئی رسی کو ٹھیک کرتے بولتے، بغیر اسے کچھ سمجھنے کا موقع دیے، آہستہ سے اس کے لبوں پر جھک گئی۔

جبکہ ریان اس کی حرکت سمجھتے ہوئے مسکرانے لگا، جو اسے اس دن دیکھی ہالی ووڈ مووی والے سین کی طرح کس کرنا چاہ رہی تھی، مگر پھر سب کچھ کاپی کرتے ہوئے بھی یہاں اس کی بیوی ازلی معصوم نکلی، جو اسے "چوک ملکس" بھی اتنے آرام سے کر رہی تھی۔

ریان سے جب رہا نہ گیا تو وہ اس کی گردن پر ہاتھ ڈالتا اسے مزید سختی سے خود سے لگا، مکمل طور پر اس کے لبوں پر قابض ہو گیا۔

دعا، جو اب تک اس کے ہوش اڑانے کا ارادہ رکھتی تھی، اسے خود کو اپنے شکنجے میں لیتا دیکھ کر صحیح معنوں میں اس کے ہوش اڑے تھے۔

ریان اپنا ایک ہاتھ اس کی برہنہ ٹانگ پر رکھتا، دوسرا اس کی گردن پر رکھے وہاں دباؤ ڈالتا، کسی صحرا کے پیاسے کی طرح اس کے لبوں کا جام پی رہا تھا۔

دعا اس کی اتنی شدت پر اپنے ہاتھ سے دبوچی اس کے گلے میں لٹکی رہی، جبکہ اس کے اس طرح رسی کھینچنے پر ریان کو اپنے پورے بدن میں اسپارک دوڑتا محسوس ہوا اور وہ مزید سختی سے اس کے لبوں پر اپنی جنونیت اتارنے لگا۔

وہ اس کے گلابی لبوں کو اپنے دانتوں میں دباتا، کس کر کھینچتا، پھر اس کے نچلے لب کو اپنے دانتوں میں دبا گیا۔

دعا تو اس کی اتنی شدت پسندی پر سسک بھی نہ سکی جب ریان اس کی برہنہ ٹانگ کے پیچھے ہاتھ لے جاتا، ٹھیک اس کے گھٹنے کے اوپر ہاتھ رکھتے وہاں چٹکی کاٹ گیا۔

اس کے اچانک چٹکی کاٹنے پر دعا نے سسکی لینے کے لئے اپنے لب کھولے، جب ریان موقع پاتے اس کے لبوں کے ساتھ ساتھ اب اس کی زبان پر بھی اپنی شدت نچھاور کر رہا تھا۔

وہ شدت سے اس کی زبان کو چھوتا، اپنی زبان اس کی زبان سے الجھائے اس کے لبوں سے چمٹا ہوا تھا۔

دعا کو اس سارے عمل میں سمجھ ہی نہیں آیا کہ اسے اچانک کیا ہو گیا، جبکہ وہ ابھی بھی اپنے دماغ میں اس فلم کا سین یاد کر رہی تھی جسے دیکھ کر اس نے یہ پلان انجام دیا تھا۔

سین میں تو ہیروئن بے قابو ہوئی تھی، مگر اسے بے قابو ہوتا دیکھ دعا کو سمجھ ہی نہیں آیا وہ اب کیا کرے۔

ریان اس کے لبوں سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ وہ اپنی سانسیں روکے اسے سانسیں مہیا کر رہا تھا مگر اس کے لبوں کو رِہائی نہیں دے رہا تھا، جو یقیناً اس کے دانتوں اور مونچھوں کی چھبن کی وجہ سے اب تک سوجھ چکے ہوں گے۔

ریان کافی دیر بعد خود پر اور اس پر ترس کھاتا پیچھے ہوا، جب دعا تیز تیز سانسیں لیتی اسے شکوہ کی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"اہلیہ! ایسے مت دیکھیں، ساری کارستانی آپ کی ہے اور آگے بھی جو ہو گا اس کی قصوروار بھی آپ ہی ہوں گی۔ اب اتنی جلدی عبایا پہنیں، میں یہاں ایک منٹ اور نہیں رک سکتا۔"

ریان اپنی بے ترتیب سانسوں کو استوار کرتا بوجھل لہجے میں بولنے کے ساتھ ساتھ اپنے گلے سے رسی کھولتا جیب میں رکھ گیا اور اسے یونہی گود میں لئے جھک کر اس کا عبایا اٹھاتا، اس کا بیگ اسے پکڑاتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"دو منٹ کے اندر اندر اپنا حلیہ یہاں جانے والا کریں، ہم گھر جا رہے ہیں۔"

ریان اسے آفس میں رکھے صوفے پر بٹھاتا خود اپنا حلیہ درست کرنے لگا کیونکہ اپنی حالت تو وہ درست کر نہیں سکتا تھا، جو اپنی ہوش رُبا سراپا دکھا کر اس کی بیوی نے خراب کی تھی۔

وہ اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتا، اپنے بال اور کوٹ ٹھیک کرتا باہر کی طرف بڑھا تاکہ جانے سے پہلے ایک آخری کام نمٹا سکے۔

وہ اپنی سیکیٹری کے کیبن کی طرف جاتا باہر رکا، پھر اسے وہاں پیچھے دوسری لڑکیوں سے دعا کے متعلق باتیں کرتا دیکھ کر اسے اپنے خون میں شرارے پھوٹتے محسوس ہوئے اور اسے اپنا ضبط آخری مراحل چھوتا محسوس ہوا۔

مس ردا ! اگلی بار جب آپ کہیں جاب پر لگیں، جو میں یقینا ہونے نہیں دوں گا، اس بات کا" خیال رکھیے گا کہ کسی کی فیملی پر انگلی نہیں اٹھاتے، ورنہ سامنے والا انگلی کے ساتھ ساتھ ہاتھ "توڑنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے۔

ریان بامشکل اپنا غصہ ضبط کرتا، دانت کچکچاتے اسے کہتا، اپنے دوسرے ایمپلائی کو آواز دے گیا۔

"! عاقب"

ریان کی دھاڑ سنتے ہی وہ تیزی سے اس کے سامنے حاضر ہوا۔

"! جی سر"

وہ مؤدبانہ انداز میں اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"مس ردا کا ٹریننیشن لیٹر بناؤ، اور ساتھ ساتھ اس لیٹر میں ان کی قابلیت اور اوچھی حرکتوں کے بارے میں ضرور لکھنا، جتنا زیادہ ہو سکے... تاکہ انہیں بھی مورلز اور ویلیوز کا پتہ چلے۔"

ریان، ردا کو خونخوار نظروں سے گھورتا، عاقب سے کہتا رکا نہیں۔ وہ تیزی سے پلٹتا اپنے کیبن کی طرف چلا گیا جہاں دعا اچھے سے عبایا لگائے اس کا ہی انتظار کر رہی تھی۔

"کہاں چلے گئے تھے آپ؟ کب سے انتظار کر رہی ہوں۔ آپ کو پتہ ہے ہمارے ہونٹ سوجھ گئے ہیں۔ ابھی ہلکے ہلکے ہیں، رات تک اور موٹے ہو جائیں گے، پھر میں بھینس جیسی تو نہیں لگوں گی نا؟"

جونہی ریان دوبارہ اپنے کیبن میں داخل ہوا، دعا اسے دیکھتے پہلے اپنا سوال کرتی، پھر اپنا مسئلہ بتانے کے ساتھ ساتھ دکھانے بھی لگی۔ اور واقعی، ریان کے یوں دانتوں سے کھینچنے اور اس کے شدت بھرے لمس پر بچارے واقعی سوجھ رہے تھے۔

مگر ریان کو اپنی کارستانی پر فخر ہوا۔ وہ اس کا سوجا ہوا چہرہ دیکھتا، اس کے لبوں سے اپنے لب ہلکے سے مس کرتا پیچھے ہو گیا۔

"اہلیہ! ابھی انہیں اور بھی سوجنا ہے۔ آخر کار پورا دن اور رات باقی ہے۔ آج آپ کے اس بندۂ بشر کے ارادے نیک نہیں ہیں ہم۔"

ریان واپس اس کا نقاب ٹھیک کر کے اس کے گال تھپتھپاتا، اس کا ہاتھ تھامے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھامے، دوسرے سے اس کا بیگ پکڑے لفٹ کی طرف بڑھا۔

اسے لفٹ میں داخل ہوتا دیکھ کر اس کے گارڈز بھی اس کے پیچھے چل دیے تھے۔ وہ سب دوسری لفٹ سے نیچے کی طرف جانے لگے۔

"ریان ! ہم کہاں جا رہے ہیں؟ آپ مجھے پہلے اپنی کمپنی کا ٹور تو کروائیں۔"

دعا، ریان کو گراؤنڈ فلور کا بٹن پریس کرتا دیکھ کر بولی۔

"اہلیہ ! اس وقت آپ کا شوہر اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ آپ کو ٹور دے۔ میری حالت ابتر کرنے کے بعد آپ مجھے مزید تڑپانے کا ارادہ رکھتی ہیں؟"

ریان اسے سختی سے اپنے قریب کرتا، مزید خود میں بھینچ گیا۔

دعا اس کی ابتر ہوتی حالت سے محظوظ ہوتے اپنی ہنسی نہ چھپا سکی۔

"جس لین ! جس لین، اہلیہ ! جتنا ہنسنا ہے ہنس لیں۔ آپ کو تو میں سیدھا اب گھر پر ہی دیکھوں گا، پھر میری باری ہوگی ہنسنے کی نہیں... اپنی اہلیہ کی بری ہوتی حالت دیکھ کر بے باک قہقہے لگانے کی۔"

ریان اسے مسکراتا دیکھ کر اس کی کمر کو اپنی مضبوط گرفت میں دبوچتے، سلگتے ہوئے بولا۔

جبکہ اس کی بات کا بھی دعا پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا کیونکہ اسے پتا تھا گھر جا کر وہ بی اماں کے سامنے ہی کوئی بہانہ بنا دے گی اور ریان بس منہ بسور کر اوپر چلا جائے گا۔

دعا اس کا چہرہ دیکھتے اپنے دماغ میں اسے مزید تنگ کرنے کے تانے بانے بننے لگی۔

"ایسے مت دیکھیے اہلیہ ! ذرا اپنی نظروں پر قابو رکھیے۔ میں نے مشکل سے خود کو روکا ہوا ہے۔ پھر آپ مجھے ڈیسپریٹ مت کہیے گا۔"

ریان اس کی حرکتوں کو بخوبی سمجھتا بولا۔

دعا اسے مزید تنگ کرتی، جب گراؤنڈ فلور آگیا اور وہ دونوں لفٹ سے باہر نکل گئے۔

ریان اسے لئے گاڑی کی طرف بڑھا مگر دعا کے بیٹھنے سے پہلے وہ گاڑی کی بیک سیٹ اور ڈرائیور سیٹ دونوں کے درمیان پارٹیشن کرتا، پہلے خود بیٹھا پھر دعا کو اندر کھینچ گیا۔

اس کے یوں اچانک کھینچنے پر دعا، جو آرام سے اندر بیٹھنے کا ارادہ رکھتی تھی، آنکھیں پھیلائے ریان کو دیکھتی پہلے سیٹ پر گری جب ریان ایک ہی جست میں اسے اٹھاتا اپنی گود میں بٹھا گیا۔

اس اچانک ہوئی کارروائی پر دعا حق دق سے منہ کھولے ریان کو دیکھ رہی تھی جو بڑے آرام سے اسے اپنی گود میں بٹھائے، اس کی کمر کے گرد اپنے ہاتھ باندھتا، اس کی گردن کے پاس چہرہ چھپا گیا تھا۔

"ریان ! آپ۔۔۔"

ہش ! خاموش رہیے کیونکہ جس طرح میری سانسوں میں طوفان مچا ہوا ہے، اسے بس اس"
"خاموشی اور آپ کی دھڑکنوں کے شور کی ضرورت ہے۔

ریان اسے مزید سختی سے خود سے لگا گیا تو دعا نے بھی احتجاج ترک کر دیا کیونکہ وہ پہلے ہی اسے بہت تنگ کر چکی تھی۔

دعا، جو خاموشی سے اس کی گود میں بیٹھی تھی، گاڑی کو کسی مینشن کے اندر داخل ہوتا دیکھ کر ٹھٹکی۔

یہ وہ لوگ کہاں آئے تھے؟ انہیں تو حویلی جانا تھا۔

"! ریان"

کسی اور کے گھر میں گاڑی داخل ہوتا دیکھ کر دعا نے پریشانی سے ریان کا کندھا ہلاتے اسے پکارا۔

ریان ! یہ ہم کہاں آئے ہیں؟ ہمیں تو حویلی جانا تھا۔ یہ کس کا گھر ہے اور ہم یہاں کیوں آئے"
"ہیں؟

دعا گاڑی کو بڑے سے کار پورچ میں پارک ہوتا دیکھ کر بولی۔

کتنے سوال کرتی ہیں آپ اہلیہ ! کبھی کبھی لگتا ہے آپ کا زرتاشہ کے ساتھ رہنا بند کروانا پڑے گا"
کیونکہ آپ میں بھی اس کا ہی اثر آگیا ہے پٹر پٹر بولنے کا۔ میں ایک طوطے کو جھیل رہا ہوں، وہی
"بہت ہے۔

ریان اس کے اتنے سارے سوالوں پر اسے اپنی گود سے سیٹ پر بٹھاتا، پہلے خود گاڑی سے اترا پھر اسے بھی اتار گیا۔

دعا نے حیرت سے پورے گھر کو دیکھا جو جدید طرز کا بنا ہوا تھا۔ اس کی خوبصورتی کا ثبوت اس کا فرنٹ ایلیویشن تھا جو گلاس والز پر بنا ہوا تھا۔

دعا تو بس حیرانی سے سامنے ہی دیکھ رہی تھی جب اس کی نظر گارڈن پر گئی جس میں اسے ہر قسم کے پھول نظر آئے۔

وہ ریان کو وہاں چھوڑے بھاگتے ہوئے پھولوں تک پہنچی جہاں ہر طرح کے حسین مہکتے پھولوں کو دیکھ کر دعا کو اپنا دل باغ باغ ہوتا محسوس ہوا۔

وہ خوشی سے پھولوں پر جھکتی، ان کی مہک اپنے اندر اتارنے لگی۔

کچھ دیر بعد کسی احساس کے تحت اس نے اپنے پسندیدہ پھول کو تلاشنا چاہا جو اسے اپنے اردگرد موجود پھولوں میں کہیں نظر نہیں آیا تو وہ منہ بسورتے ریان کی طرف چل دی جو اپنے سینے پر ہاتھ باندھے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ریان ! یہاں ہر قسم کے پھول موجود ہیں مگر ہمارا پسندیدہ پھول کہاں ہے؟ وہ تو یہاں ہے ہی ”
“نہیں۔ اور ویسے یہ کس کا گھر ہے؟ کافی اچھا لگ رہا ہے۔

دعا پہلے اداسی سے اپنے پسندیدہ پھول کے بارے میں استفسار کرتی، اس کے بعد واپس گھر کی طرف متوجہ ہوئی جو واقعی اسے بہت پسند آیا تھا۔

"اہلیہ ! ایک تو کبھی کبھی مجھے آپ کی باتوں سے لگتا ہے آپ کو اب تک اس بات کا یقین نہیں ہے کہ آپ کے شوہر کے پاس بہت پیسے ہیں۔ اتنے کہ وہ ایسے بے شمار گھر اپنی بیوی کے قدموں میں رکھ سکے۔"

ریان اس کے قریب آنے پر اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتا بولا۔

"اور دوسری بات، آپ کے پسندیدہ پھولوں کی... تو ذرا پیچھے جا کر دیکھیں۔ ایسا ہو سکتا ہے ریان خان کوئی چیز اپنی اہلیہ کے لئے لے اور اس میں میری اہلیہ کی پسند شامل نہ ہو؟"

ریان اس کا ہاتھ تھامے پیچھے کی طرف چل دیا جہاں اس کا سرپرائز تھا جسے دیکھ کر یقیناً اس کی بیوی بے خوشی سے چھلانگیں لگانا شروع کر دیتی۔

وہ ریان کی بات پر ماتھے پر بل ڈالے پیچھے کی طرف چل دی۔

دعا جو ارد گرد کا بغور جائزہ لے رہی تھی، جب اپنے ناک میں جانی پہچانی خوشبو کے ٹکرانے سے ٹھٹکی، تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں جہاں ریان نہ جانے کب اس کے پیچھے آکر اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔ دعا مسکراتی نظروں سے سامنے دیکھ رہی تھی جہاں لیلی کے بے شمار پھول کھلے ہوئے تھے۔

ریان ! یہ آپ نے میرے لیے لگوایا تھا؟" دعا نے گردن ترچھی کرتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھ کر" پوچھا۔

جس پر ریان جھکتا، اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑ گیا۔

"اہلیہ، لگوایا نہیں... لگایا ہے۔ آپ کے شوہر نے لگایا ہے، وہ بھی اپنے ہاتھوں سے، تاکہ میری جان سے عزیز اہلیہ کو پسند آ سکے۔"

ریان اس کی ٹھوڑی پر لب رکھتے ہوئے بولا۔ اپنے جذبات ضبط کرنے کے چکر میں اس کی آواز خاصی بھاری ہو چکی تھی اور آنکھیں ہلکی سرخ، جسے دیکھتے دعا نے پریشانی سے اس کی آنکھوں پر انگلی پھیری۔

"اندر چلیں، اہلیہ؟"

ریان اسے مزید سختی سے اپنے قریب کرتا، جھٹکے سے اپنی باہوں میں اٹھا گیا۔

ریان !" اس اچانک حرکت پر دعا نے بمشکل سنبھلتے ہوئے اس کے گلے میں باہیں ڈالیں۔"

اہلیہ، آج کے لیے آپ مجھے پہلے ہی معاف کر دیں... کیونکہ آج شاید آپ کو میرا الگ ہی روپ" دیکھنے کو ملے۔"

ریان اسے لیے اوپر کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

ریان، اب آپ مجھے ڈرا رہے ہیں..." اس کی بات سنتے دعا نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔"

ریان اسے لیے کمرے میں داخل ہوا اور پیر کی ٹھوکر سے دروازہ بند کر گیا۔

”ویسے آپ کو ڈرنا بھی چاہیے... کیونکہ میں آپ سے خفا ہوں۔“

ریان اسے بیڈ پر لٹاتے ہوئے اس کا اسٹالر کھولنے لگا۔

اس کی بات سنتے دعا نے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا۔ اسے اپنے میاں کے غصے والے رومانس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کیونکہ اب تک وہ اس کے غصے کے بارے میں سنتی آئی تھی، اور پورے راستے میں وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ اگر وہ اس سے بات کر رہا ہے تو صرف اس کی خاطر، تاکہ اسے برا نہ لگے، مگر کل کی حرکت وہ اب تک بھولا نہیں تھا۔

دعا ابھی انہی سوچوں میں گم تھی جب ریان اسے اٹھا کر بٹھاتا اس کا عبایا اتار گیا تھا۔ وہ اس کا عبایا صوفے پر رکھتا، ریموٹ سے کمرے کی لائٹس مدھم کرتا اور پردے برابر کر گیا۔ پھر اپنا کوٹ اتار کر صوفے پر پھینکتا، ساتھ ہی شرٹ اور بیلٹ بھی اتار گیا۔

دعا چپ چاپ تھوک نگلتے اس کی ساری کارروائی دیکھ رہی تھی۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے قدم در قدم چلتا ہوا بیڈ پر اس کے قریب آگیا۔ جھٹکے سے اسے کھینچتا، بیڈ کے کنارے پر لے آیا، اس کا ایک پاؤں بیڈ کے ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف کر دیا۔

اس کی پوری کارروائی دعا خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

وہ اس کی برہنہ گوری ٹانگوں پر اپنی انگلی سر سراتا اوپر کی طرف آیا۔ اپنی انگلی اس کے ماتھے کے بیچ پر رکھتا وہاں سے نیچے کا سفر طے کرنے لگا۔ پہلے ماتھے سے ہوتا ہوا ناک تک آیا، پھر اس کے لبوں پر۔ اچانک ہی اس نے اس کے ہلکے سوجھے ہوئے لبوں کو چٹکی میں بھرتے اپنا ہاتھ اس کی گردن پر رکھ دیا۔

وہ اس کی گردن بہت ہلکے ہاتھ سے جکڑے، اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ جبکہ اس کے اس طرح چٹکی بھرنے پر دعا بمشکل سسکی روک سکی۔ جب اس نے اس کی گردن پر اپنی گرفت مضبوط کی، وہ جن آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا، دعا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی نظریں اس کے وجود کے آر پار ہو رہی ہوں۔

پھر ریان یونہی اس کی گردن دبوچے اس کے لبوں پر جھک گیا۔ وہ اس کی گردن پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے اس کے لبوں پر پوری طرح قابض ہو رہا تھا۔ اس کے بالائی لب کو اپنے دانتوں میں لیتا، آہستہ آہستہ کھینچنے لگا جبکہ دعا اس کی شدت پر اپنی پلکیں بھینچے اس کے وجود میں سمٹتی چلی گئی۔

دونوں طرف سے اپنی سانسوں کا سلسلہ بند ہوتا دیکھ، دعا کو اپنا دل پسلیاں توڑ کر باہر آتا محسوس ہوا۔ ایک عجیب سی لہر اسے اپنے پورے بدن میں سرایت کرتی محسوس ہوئی۔ ریان ایک ہاتھ سے اس کی گردن دبوچے، دوسرے سے اس کی ڈریس کا کونہ تھامتا، اسے مزید اوپر کی طرف گیا۔

وہ اس کی نرم ٹانگوں کو دبوچ گیا۔ وہ پوری طرح اس کے لبوں پر قابض ہوئے، ایک ہاتھ سے اس کی گردن جکڑے، دوسرے سے اس کی ران کو تھامے ہوئے تھا۔

کافی دیر بعد جب ریان کا دباؤ اچانک اس کی گردن پر بڑھا اور دعا کو اپنی سانس اٹکتی محسوس ہوئی تو وہ اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر مارتی اسے ہوش دلانے کی کوشش کرنے لگی، جو پہلے سے مزید سختی سے اس کے لبوں کو سک کرنے لگا۔

اس کی اتنی شدت پر دعا کو اپنی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاتا محسوس ہوا اور وہ بے بس ہوتی اپنا ہاتھ پہلو میں گرا گئی۔ ریان باخوبی اس کے ہاتھوں کا گرنا محسوس کرتے، اس پر رحم کھاتا پیچھے ہوا۔

دعا تیز تیز سانس لیتی اپنا تنفس بحال کرنے لگی، جبکہ ریان کا حال بھی کچھ الگ نہ تھا مگر وہ اتنی شدت کے باوجود بھی اپنی سانسیں بحال کرتا، اسے بے باکی سے دیکھنا نہیں بھولا تھا۔

"اہلیہ، اسے کہتے ہیں چوک ٹوکس۔ اگلی بار اگر آپ کا ایسا کوئی رومینس کرنے کا دل ہو تو بس اشارہ کر دیجیے گا، آپ کا یہ خادم آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے گا۔"

ریان اس کی ڈریس کی سائیڈ ڈوری کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا، اسے اوپر نیچے کرتے دعا سے بولا، جو سانس روکے اس کی بات سن رہی تھی۔ اسے کیسے پتا وہ کیا کر رہی تھی؟

"اہلیہ، کتنی دفعہ کہا ہے اپنے اس نازک دماغ پر زور مت ڈالا کریں۔ ان کا کام صرف مجھے سوچنا ہے۔ ویسے میں آپ سے خفا ہوں، تو اس وقت آپ مجھے منانے کے طریقے سوچیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔"

ریان اس پر سے ہٹتا، ٹھیک اس کے برابر اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر لیٹتا بڑے آرام سے بولا۔

اس کی بات پر اب صحیح معنوں میں دعا کے ہوش اڑے تھے۔ مطلب وہ جو اب تک اس کے ساتھ اتنا کچھ کر رہا تھا، تو کیا مانا نہیں تھا؟ اور جو اس نے اتنی محبت اور محنت سے اس کے لیے کھانا بنایا، جسے وہ تقریباً چاٹ کر کھا گیا، تو کیا وہ اب تک مانا نہیں تھا؟

دعا نے اپنے ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ سوچا اور روہانسی ہوتے اسے دیکھنے لگی، جو اس کے سامنے اپنے چٹانی سینے اور سکس پیک ایبز کی بھرپور نمائش کرتا، آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

"جی اہلیہ، آپ جو سوچ رہی ہیں وہ بالکل درست ہے۔ آپ کی اتنی محنت کے بعد بھی میں مانا نہیں ہوں، اور آپ کی سزا بھی باقی ہے۔ مگر اس سے پہلے آپ کو اپنے اس بندۂ بشر کو کنونس کرنا ہو گا کہ وہ آپ کی معافی کی عرضی سے مطمئن ہو۔"

ریان مسلسل اس کی نظریں خود پر محسوس کرتے بولا۔

"ریان، یہ زیادتی ہے۔ ہم کل سے کوشش کر تو رہے ہیں، آپ اب خود ہی مان جائیں۔ ہم اور کیا کریں؟"

دعا اس کی بات سنتے اب صحیح معنوں میں پریشان ہوئی تھی۔

"یہ تو آپ کو پتا ہو گا، کیونکہ بیوی تو آپ ہیں میری۔"

ریان اپنا سر اپنے ہاتھ پر لگاتے بولا۔۔۔

یہ تو آپ کو پتا ہونا چاہیے کیونکہ بیوی تو میری آپ ہیں۔

ریان اپنا سر اپنے ہاتھ پر ٹکاتے، کریب کے بل لیٹتے بولا۔ اس کی بات پر دعا گہری سوچ میں پڑ گئی کہ ایسا کیا کرے؟ بیوی شوہر کو کیسے مناتی ہے؟ ذہن پر زور ڈالنے پر دعا کو ایک آئڈیا آیا اور وہ اس کے قریب ہوتے، اس کی طرف چہرہ کیے لیٹ گئی۔ وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے، اس کے گرد حصار باندھ گئی۔

اس کے یوں قریب آنے پر ریان اپنی مسکراہٹ چھپاتا، بدلے میں خود بھی اس کے گرد حصار باندھ گیا۔

ریان، ہم نے آپ سے سوری کہا تو ہے، اور آپ کے لیے کھانا بھی بنایا۔ از اپولوجی آپ کے" لیے یہ گندا سا ڈریس بھی پہن لیا۔ آپ ہی بتائیں ہم اور کیا کریں؟ جو جو اس انجان مسلک کے "رشتے دار نے بولا، میں سب تو کر چکی ہوں، اور کیا کروں؟

دعا اب کی بار واقعی پریشانی سے آنکھیں نمی لیے اسے دیکھ رہی تھی۔ جبکہ اس کے "رشتہ دار" والی بات پر ریان نے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا۔

"کس کے رشتہ دار سے بات کی تھی آپ نے؟"

ریان نے پریشانی سے اسے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"!چیٹ جی پی ٹی... اس ملک کا رشتہ دار"

دعا اس کے سوال پر اپنے ازلی انداز میں جواب دیتی بولی۔

حد کرتی ہیں آپ بھی، اہلیہ۔ آپ پر ریان خان کا قتل بھی معاف ہے۔ آئندہ آپ کو مجھ سے" کوئی بات کرنے کے لیے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے، اور نہ ہی مجھے منانے کے لیے کسی سے صلح مشورہ کرنے کی۔ ویسے تو آپ کا بندۂ بشر آپ سے ناراض ہو نہیں سکتا، بس وقتی طور پر دور جا سکتا ہے، وہ بھی زیادہ دیر کے لیے نہیں۔

تو آئندہ پہلے تو کوئی اس قسم کی حماقت نہ کیجیے گا جس سے آپ کی جان کو خطرہ ہو اور مجھے آپ کی لاپرواہی کی وجہ سے آپ سے ناراض ہونا پڑے۔ اور اگر ایسا ہو بھی جاتا ہے، تو آپ اپنے ان پیارے پیارے لبوں سے بس ہمیں چوم لیجیے گا، اور بندہ ختم۔ وہ انگلش میں کیا کہتے ہیں؟ 'Just one kiss is all we need.'"

ریان کی بات سنتے دعا روتے ہوئے بھی مسکرا دی۔ اسے یوں مسکراتا دیکھ کر ریان اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا۔

"ہاں، تو میں نے اپنے حساب سے جو سمجھ آیا سب کر لیا۔ وہ مووی والا سین بھی کیا، مگر آپ تو مان ہی نہیں رہے تھے۔"

دعا اس کی بات پر اسے شکوہ کرتے بولی۔

"تو آپ میرے تھوڑے لاڈ اٹھائیں، ناراض ہوں۔ تھوڑے نخرے تو کروں گا نا۔ آپ میری لاڈیاں کریں تاکہ مجھے pampered والی فیلنگ آئے۔"

ریان دعا کا شکوہ سنتے، آنکھیں موندے سیدھا لیٹ گیا۔ ویسے اس کی اپنی اضطرابی حالت خراب تھی، مگر اپنی بیوی کے ساتھ یہ موقع ہر رات میسر نہیں ہوتے تھے جہاں قربت کے سوا یادیں بھی ہوں، جنہیں یاد کرتے وہ مسکرا دے۔

"اچھا، یہ بات ہے؟ تو آپ پہلے بتائیں نا۔ ابھی کرتی ہوں میں آپ کی لاڈیاں۔ لاڈیاں ہی کرنی تھیں تو میں نے کیوں خود کو اتنا ہلکان کیا؟ اوپر سے یہ ڈریس اتنا عجیب تھا کہ ہماری جان جا رہی تھی اسے پہننے میں، مگر بس آپ کو منانے کا سوچ کر ہم نے کڑوا گھونٹ پی لیا۔ اس سے اچھا تو ہم آپ کی لائی نائٹی پہن کر آ جاتے۔"

دعا ایک بار پھر اپنی عجیب و غریب ڈریس کو دیکھتے بولی جو کھڑے ہونے پر اس کی ٹانگیں ڈھک رہی تھی اور بیٹھنے پر تو حال ہی بے حال تھا۔

"میری جان، آپ بغیر کسی چیز کے بھی چلیں گی بلکہ دوڑیں گی، مگر پھر آپ کا بندۂ بشر آپ کی حیا اور شرم کا خیال کرتے ہوئے ساڑھی سے ہی گزارا کر سکتا ہے۔"

ریان اپنے سینے پر ہاتھ سہلاتے، دکھی انداز میں یونہی آنکھیں موندے بولا، جبکہ اس کی بات پر دعا کو اپنا چہرہ آگ بھبھاتا محسوس ہوا۔ پھر وہ اس کی لاڈیوں والی بات کا خیال کرتے، اس کے قریب ہوتی، اس کا سر دبانے کے لیے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھتے دبانے لگی جب ریان تیزی سے اپنی آنکھ کھولتا، اس کا ہاتھ تھام گیا۔

"یہ کیا کر رہی ہیں آپ، اہلیہ؟"

وہ یونہی اس کا ہاتھ تھامے، اسے جھٹکے سے واپس لیتا، خود اس پر سیورتنگ ہوتے بولا۔

"ابھی تو آپ نے کہا آپ کی لاڈیاں کروں، تو بس میں آپ کا سر دبانے لگی۔"

دعا اس اچانک افتاد پر حیرانی اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات لیے ہوئی تھی۔

"سر دبانا لاڈیاں ہوتا ہے،،بیوی؟"

۔ اس کے جواب پر ریان حیران ہوتا اسے دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"ہاں، سر دبانا، پیر دبانا، تیل مالش کرنا، کھانا پکا کر دینا وغیرہ وغیرہ۔"

دعا اسے دیکھتے، انگلیوں پر ایک ایک چیز گنواتے ہوئے بولی۔

"نہیں، کسی کے ناز نخرے اٹھانا، اسے یوں کس کرنا، خاص طور پر بیوی یا شوہر کو، اس کی چھوٹی چھوٹی چیزوں کا خیال رکھنا... یہ ہے لاڈیاں۔"

ریان اس کے گال، ماتھے، ناک کی ٹپ، اس کے ایک ایک نقش پر لب رکھتے بولا۔

"تو آپ اٹھا لیں میری لاڈیاں۔ اور ویسے بھی ساری زندگی آپ نے ہی اٹھانی ہیں، کیونکہ مجھ سے یہ اٹھانے اٹھوانے کا مشقت بھرا کام نہیں ہوتا۔ میرے شوہر مجھے اپنی ہاتھ کا چھالا بنا کر رکھتے ہیں۔"

اس کے لبوں کا لمس اپنے چہرے پر محسوس کرتے، دعا اس کی بیئرڈ اور مونچھوں کی چبھن پر کھلکھلاتے ہوئے بولتی، اس کی گردن میں اپنی باہیں ڈال گئی۔

"اچھا! یہ تو بہت گندی بات ہے، اور اس گندی بات کے لیے آپ کو سزا تو ملنی چاہیے، وہ بھی گندی والی... بلکہ رومینٹکلی گندی والی۔ کیونکہ پہلے آپ نے اپنے شوہر کو پریشان کیا، پھر اس معصوم کو چاروں خانے چِت کر کے جان بوجھ کر اس کی حالت سے انجان بنتی رہیں، اسے انتظار کی سولی پر لٹکائے رکھا... تو سزا تو بنتی ہے۔"

ریان اس کی حرکت سمجھتا، جو جان بوجھ کر جب سے بغیر پہل کیے اسے تنگ کر رہی تھی، اس کی گردن پر جھکتا، اس کے کان میں سرگوشی کرتا بولا۔

"اور اگر میں کہوں کہ مجھے آپ کی ہر سزا دل و جان سے قبول ہے تو؟"

اس کی سرگوشی پر دعا اس کی بات سمجھتی، اسی کے انداز میں سرگوشی کرتے بولی۔

"تو میں اپنی اہلیہ کو اس حسین سزا کی بہت ہی جمیل حقیقت سے واقفیت کرواؤں گا۔"

ریان نے اپنی بات سے اسے ڈرانا چاہا۔

"تو پھر دیر کس بات کی، اہلیہ کے سرتاج؟"

دعا بھی بدلے میں اسے چیلنجنگ انداز میں، اس کی گردن سے چہرہ نکالتے، اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"اوہ! اہلیہ، یعنی آپ میرا بیڈ بوائے والا روپ دیکھنا چاہتی ہیں؟"

ریان اس کے جواب پر داد دینے والے انداز میں ابرو اچکاتے بولا۔

"نہیں، بیڈ بوائے نہیں... گوڈ اِن مائے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

دعا اپنی بات کہتے، مزید کوئی وقت ضائع کیے بغیر اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑ گئی، جو کب سے یہی چاہ رہا تھا۔

وہ اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑے، ان کی نرمی محسوس کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے لبوں کی نرمی بھی بخوبی اسے محسوس کروا رہی تھی۔ وہ اس کے گلے میں بانہیں ڈالتی، ایک ہاتھ اس کے بالوں میں الجھاتے، دوسرا اس کی چوڑی پشت پر پھیرتے، اپنے لبوں کو ہلکے سے وا کرتے، پہلے

تھوڑا سا اس کے لبوں کو سک کرتی، پھر اچانک پوری شدت سے انہیں اپنے دونوں نرم گداز لبوں میں دبا گئی۔

اس کی حرکت پر ریان نے بمشکل خود کو اس پر گرنے سے بچاتے ہوئے اپنا وزن اپنے بازوؤں پر بیلنس کیا تھا، جسے اس کی بیوی ہر صورت ناکام بنا رہی تھی۔

وہ جس طرح اس کے لبوں کو سک کرتے ہوئے اس کی پشت پر ہاتھ پھیر رہی تھی، ریان کو اپنی حالت مزید غیر ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کے مسلسل سلو کس نے ریان کی جان حلق میں اٹکا دی تھی، مگر اس کی اہلیہ اپنا سارا صبر یہی اس کس پر لگاتے اسے مزید بے قرار کر رہی تھی۔

کافی دیر بعد دعا اس کے بالائی لب کو چھوڑتے پیچھے ہوئی، جسے اس نے کسی کینڈی کے ٹی وی ایڈ کی طرح سک کیا تھا۔

وہ ایک جھلک اس کے چہرے کو دیکھتی، اپنی نظریں نیچی کر گئی، جو ابھی بھی اسے ہی دیکھتا، بے حد تیز سانس لے رہا تھا۔

اس کی نظروں اور اپنی حرکت پر دعا کو اپنا چہرہ بھاپ اڑاتا محسوس ہوا، مگر اپنے شوہر کی یہ خواہش تو وہ آج پوری کر کے رکھنے کا ارادہ رکھتی تھی، اس لیے دوبارہ ہمت کرتی، اس کے چہرے پر اپنی ہتھیلی پھیرتے، اس کے بھیگے لبوں پر اپنی ایک ایک انگلی سہلاتے، اس کے نچلے لبوں پر جھک گئی۔

ریان نے بھی اسے چپ چاپ وہ کرنے دیا جو وہ کرنا چاہتی تھی۔

وہ بغیر کوئی ردِ عمل دیے اسے اپنی مرضی کے مطابق سب کرنے دے رہا تھا، جو اس کے نچلے لبوں کو بہت احتیاط سے چوم رہی تھی کہ کہیں اس کی داڑھی اس کے لبوں پر نہ لگ جائے۔ ریان اس کی حرکت سمجھتا مسکرا دیا تھا۔

جب دعا مزید اس کا چہرہ اپنے قریب کرتی، اب اپنے عمل میں تھوڑی تیزی لاتے کبھی اس کے بالائی لب کو سک کرنے کی کوشش کرنے لگتی تو کبھی نچلے۔ وہ اس کے بالوں کو چونکا دیتی، کس میں اس کا بھی ساتھ مانگ رہی تھی، جسے سمجھتا ریان بھی اس کا ساتھ دینے لگا۔

دونوں ہی سانسوں کے پریشان، ایک دوسرے کی بکھرتی سانسیں اپنے اندر اتار رہے تھے جب دعا، ریان کی گردن پر ناخن گاڑتے، اس کی زبان سے اپنی زبان الجھا گئی۔ اس کی اس حرکت پر ریان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

جب دعا اس کی زبان کو سک کرتے پیچھے ہوئی، شاید وہ مزید سانسوں کا زیر و بم برداشت نہیں کر سکتی تھی، جبکہ ریان تو ابھی بھی اس عمل کی زد میں تھا۔ وہ اسے تیز تیز سانسیں لیتا دیکھ رہا تھا، جو اس کی ٹھوڑی پر اپنا ماتھا ٹکائے اپنی گرم مہکتی سانسیں اس کی گردن اور برہنہ سینے پر چھوڑتی، اپنے حواس اور سانس دونوں بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

جبکہ ریان کا حال بھی اس سے مختلف نہ تھا مگر اسے اپنی اہلیہ کی حرکت پر شاک زیادہ تھا کہ وہ کوئی اتنا بولڈ اسٹیپ بھی اٹھا سکتی ہے۔ مگر یہ بھی اندازہ تھا کہ اس کی ناراضگی سے اس کی جان جاتی تھی اور اسے راضی کرنے کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی، جس کا منہ بولتا ثبوت ابھی اس کی کچھ دیر پہلے کی حرکت تھی۔

اس کی نظریں مسلسل خود پر محسوس کرتے دعا نے اپنی آنکھیں کھولتے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا، جو اپنی آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ریان اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے یونہی اس کی گردن میں جھک گیا۔ وہ اس کے بالوں میں ہاتھ الجھاتا انہیں جھٹکا دے گیا، جس سے اس کی شفاف گردن اسے بہتر دکھ رہی تھی۔ وہ اس کی گردن کے بیچ اپنے لب رکھتا، اسے سک کرنے لگا۔

اسے اپنی گردن کے بیچ میں سک کرتا دیکھ کر دعا نے اپنی سانس تک روک لی تھی۔ ریان اس کی گردن پر یونہی دانت گاڑ گیا۔ اس کے یوں دانت گاڑنے پر دعا نے سسکی لیتے اپنا سانس بحال کیا تھا۔ وہ اس کی نچلی گردن کو سک کرتا وہاں لال نشان چھوڑ کر پیچھے ہوتا، وہاں اپنے لب رکھ گیا۔

دعا پہلے اس کے دانتوں کی کاٹ پر سکی تھی مگر اب اسے اس جگہ پر ریان کے لب رکھنے کی وجہ سے شدید جلن کا احساس ہوا اور ایک موتی اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر عارض پر بہہ گیا، جسے ریان اپنے لبوں سے چن گیا۔

ابھی سے اہلیہ؟ ابھی بہت سے مراحل باقی ہیں جن میں آپ کو یہ آنسو بہانے کا بھرپور موقع ملے "گا۔"

ریان کہتا ایک بار پھر اس کی سائیڈ گردن پر جھک گیا۔ وہ وہاں اپنے دانت گاڑتا، اس کی ڈریس کی زپ کے ساتھ اپنا ہاتھ الجھا گیا۔ وہ آہستہ سے اس کی زپ سرکاتا، ساتھ ساتھ اس کی گردن پر بھی لو بائٹس بنا رہا تھا۔

اس کے زپ کھولنے کی آواز پر دعا کے ہاتھ بے ساختہ اس کی گردن پر پڑے تھے اور اس نے اپنا چہرہ اس کی گردن میں چھپانا چاہا، جب ریان اسے بیڈ سے لگاتا اس کی کوشش ناکام بنا گیا، جو اس میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہ معنی خیز سی اس کی آنکھوں میں دیکھتا بیڈ سے اتر گیا۔

اپنے لب دانتوں میں دبائے وہ اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہی تھی، جو بیڈ سے نیچے اترتا، جھٹکے سے اس کے گھٹنے پکڑتا، اسے بھی بیڈ کے کنارے پر کھینچ گیا۔ اس اچانک افتاد پر دعا نے بمشکل اپنی چیخ روکی تھی۔

ریان اسے بیڈ کے کنارے پر کرتا، اس کی ڈریس مکمل طور پر اس سے جدا کر گیا۔ اس کی حرکت پر دعا کو اپنے سارے جسم کا خون چہرے پر آتا محسوس ہوا اور وہ تیزی سے ارد گرد دیکھتی، خود کو چھپانے کے لیے کچھ ڈھونڈنے لگی، جب...

جب ریان اپنے ہاتھ میں تھامی اس کی ڈریس کو زمین پر پھینکتا، کمفرٹر اپنی مٹھی میں دبوچتا اسے کھینچ کر اپنے قریب کرتا، اس کی ٹانگیں اپنی کمر کے گرد باندھ گیا۔ اس کی حرکت پر دعا نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ لیں، جب ریان کمفرٹر کو اپنی پشت پر ڈالتا، اس کے کونوں کو اپنے ہاتھ کی مٹھی میں دبوچتا، اس کے اردگرد اپنے ہاتھ لگاتا اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کر گیا۔

"اہلیہ ! "

ریان بمشکل اپنے حلق سے آواز نکالتے اسے پکار رہا تھا، جو انتہا کی بھاری ہو رہی تھی۔ اپنی بیوی کے اس روپ کو دیکھتے اسے اپنا پورا حلق خشک کانٹوں سے چبھتا محسوس ہو رہا تھا۔

"ج۔۔۔جی؟"

اس کی اتنی بھاری ہوتی آواز پر دعا نے چونک کر آنکھیں کھولتے بمشکل اسے جواب دیا تھا، مگر اس کی خمار سے لال ہوتی آنکھیں دیکھ کر وہ فوراً نظریں جھکا گئی۔

"اہلیہ، اس کمفرٹر کو پکڑیے۔"

ریان اسے کمفرٹر کا کونا پکڑاتے بولا۔

اس کی بات پر دعا نے جھجکتے ہوئے لرزتے ہاتھوں سے کمفرٹر کو تھاما اور اپنی آنکھیں بند کر لیں، جیسے خود کو آنے والے وقت کے لیے تیار کر رہی ہو۔ ریان اس کی حرکت پر مسکراہٹ دباتا، خود

کو مزید پردوں سے آزاد کرواتا، اسے بغیر سمجھنے کا موقع دیے اس کی روح میں سماتا، اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ گیا۔

وہ ایک ہاتھ سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے، دوسرے سے اس کی ٹانگیں اپنی کمر کے گرد کستا، اپنے عمل میں سختی لے آیا۔ اس کی اتنی سختی پر دعا نے قس کر اپنی آنکھیں میچتے بمشکل اپنی سسکی روکی تھی۔

ریان سارے لحاظ بھلاتا کسی پیاسے کی طرح خود کو سیراب کر رہا تھا۔ اس کے ایک ایک عمل پر دعا کو اپنا پورا بدن ہلتا محسوس ہوا۔ اس نے بے ساختہ اپنی آنکھیں کھولتے اسے دیکھا، جس کا خود کا چہرہ گردن تک شدید سرخ ہو رہا تھا۔ بال بے ترتیبی سے ماتھے پر گرے ہوئے تھے اور وہ تیز تیز سانسیں لیتا اپنے عمل میں مزید تیزی لے آیا تھا۔

اس کی اتنی تیزی پر دعا نے کلائی پر ہاتھ رکھتے اس کا سہارا لیا تھا۔۔۔

"مورے، وہ مجھے آمدہ کو انجیکشن لگوانا تھا۔ اب صبح صبح میں جلدی میں علیان کو یاد دلانا بھول گئی، تو آپ مجھے اجازت دے دیں۔ میں یہاں گاؤں کے ہاسپٹل سے لگوا کر آجاتی ہوں، پھر علیان کام سے آکر پریشان ہوں گے، اور ابھی میں انہیں فون کر کے تنگ نہیں کرنا چاہتی۔"

مانسا، آمدہ کو گود میں تھامے وردہ سے اجازت مانگتے ہوئے بولی، جو اس وقت ساکب صاحب کا کوئی کام کر رہی تھی۔

بیٹا، بالکل چلی جاؤ، مگر تم اکیلی جاؤ گی؟ بھابھی بھی نہیں ہیں، اور ساکب صاحب کا یہ کام بھی ضروری ہے۔"

وردہ پہلے اس کی بات پر مسکراتے ہوئے بولی، مگر اس کے اکیلے جانے پر انہیں پریشانی ہوئی۔

"مورے، میں ایک کام کرتی ہوں، درخشہ کو لے جاتی ہوں ساتھ۔"

اس کی بات پر مانسا بھی پریشان ہوئی تھی۔ واقعی آمدہ کو اکیلے سنبھالنا مشکل تھا، خاص کر جب وہ باہر ہو۔ وہ علیان کے سوا کسی کے پاس زیادہ دیر ٹھہرتی نہیں تھی۔ ایسے میں اسے اکیلے لے کر ہاسپٹل جانا حماقت ہوتی۔

"ہاں، یہ ٹھیک ہے بیٹا، تم درخشہ کو لے جاؤ ساتھ۔ ابھی نکل رہی ہو؟"

"جی مورے، بس عبایا لگا لوں۔"

"ہاں، خیر سے جاؤ۔"

وردہ اس کی بات پر مطمئن ہوتی اسے تسلی دیتے اپنے کام پر لگ گئی، اور مانسا بھی اپنے کمرے کی طرف چل دی تاکہ اپنا عبایا پہن سکے۔

وہ دونوں آمدہ کو انجیکشن لگوا کر باہر نکل ہی رہے تھے، جب اپنے اسی گھٹیا آدمی کو دیکھ کر مانسا کو اپنے اوسان خطا ہوتے محسوس ہوئے، اور بے ساختہ اس کی پکڑ آمدہ پر سخت ہوئی تھی۔

اس نے اردگرد اپنے گارڈز کے لیے نظر دوڑائی، مگر اسے رحان دورانی کے ہی آدمی نظر آئے۔

اسے اس وقت شدت سے علیان کی یاد آئی، جن کی کھا جانے والی نظروں سے رحان دورانی اسے دیکھ رہا تھا۔

اسے اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے اور بے ساختہ اس کے قدم پیچھے کی طرف بڑھے تھے، مگر اس سے پہلے وہ پیچھے بھاگتی یا درخشہ کو آواز دیتی، رحان دورانی اس کا ہاتھ تھام گیا، جسے مانسا نے پوری شدت سے جھٹک دیا۔

سوچنا بھی مت کہ تم علیان یوسفزئی کی بیوی کو ہاتھ لگا سکتے ہو۔

اس کے ہاتھ پکڑنے پر مانسا اس کے قدم بہ قدم قریب ہوتے، غراتے ہوئے بولی تھی۔

"! او تو چونٹی کے بھی پر نکل آئے ہیں"

،اس کی بات سنتے رحان دورانی اپنا ناپاک قہقہہ لگاتے بولا

چھمک چھلو بنی ہوئی عورت، کسی کی بیوی بننے سے پاک باز نہیں ہو جاتی۔ رہتی وہیں ہے جہاں" "! سے وہ آئی ہے... کوٹھے سے

رحان دورانی اس کی بے خوف آنکھیں دیکھتا، اس کے چہرے پر پھنکارتے ہوئے بولا۔ اس کی بے خوف آنکھیں اسے سانپ کی طرح ڈستی محسوس ہو رہی تھیں۔ اس لڑکی کا یوں بے خوف ہونا، اسے اپنے منہ پر جوتے کی طرح لگ رہا تھا۔

"آج لڑکی تو چپ چاپ میرے ساتھ چل رہی ہے، یا یہاں سے گھسیٹتے ہوئے لے کر جاؤں یوسفزئی کی پاک باز اور پارسا بہو کو؟ ویسے حیرت ہے، جس حساب سے تیرے اس نامرد شوہر نے اسے اپنی بیٹی بنایا، جو بہت جلد یتیم ہونے والی ہے، لگ رہا ہے کہ تو یہاں آنے سے پہلے اس کے ساتھ رنگ رلیاں منا چکی ہے۔ تبھی تو اتنے آرام سے کوٹھے میں پیدا ہوئی لڑکی کو اپنی بیٹی بنا چکا ہے۔ آخر کو یہ اس کی ناجائز بیٹی جو ٹھہری! "

رحان دورانی اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ اس کی بات سے مانسا کو اپنی رگوں میں خون کے شرارے پھوٹتے محسوس ہوئے۔ اگر اس وقت آمدہ اس کے ساتھ نہ ہوتی تو وہ اس گھٹیا انسان کا منہ اپنے جوتے سے لال کر دیتی۔

"اسے لو اس سے! کی! "

رحان دورانی اپنے آدمی سے بولا۔

ابھی وہ اس کا خبیث چہرہ دیکھ کر سوچ ہی رہی تھی کہ رحان دورانی کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

"سوچنا بھی مت! یہ علیان یوسفزئی کی بیٹی ہے، اور اسے ہاتھ لگانے پر تم لوگوں کے ساتھ کیا کرے گا، یہ مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس دن اس کے گھر میں لاشے دیکھ کر تو اندازہ ہو گیا ہو گا تم لوگوں کو! "

اس کے آدمی کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر مانسا بغیر کسی ڈر کے صاف الفاظ میں بولی۔

اس کا یہ ایٹیٹیوڈ دیکھ کر رحان دورانی کا دل کیا کہ ایک جھانپڑ قس کر اس کے منہ پر رسید کر دے، مگر کسی اور طریقے سے اس کی اکڑ توڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ دل میں کہیں نہ کہیں علیان کا خوف بھی تھا۔

"! آج لے چلو ان دونوں کو، گاڑی میں بٹھا کر"

رحان دورانی اپنے آدمی سے کہتا، خود بھی اپنی گاڑی میں سوار ہوا اور اسے بھی بٹھا گیا۔

مانسا بھی بغیر کسی احتجاج کے بیٹھ گئی کیونکہ اسے پتا تھا، اسے یقین تھا کہ علیان اسے اور آمدہ کو خراش تک آنے نہیں دے گا۔

وہ اپنے عبائے کے اندر اپنا موبائل بے ساختہ ہاتھ سے چیک کرتی، اس کی موجودگی کنفرم کرتی، جلدی سے گاڑی میں سوار ہو گئی۔ چڑھنے کے بعد اس نے آمدہ کے سوتے وجود کی آڑ میں جلدی سے اپنا موبائل سائلنٹ کر لیا تھا۔

"ارے علیان ! تم کب آئے؟ اور اوپر کہاں جا رہے ہو؟"

وردہ، جو کچن میں پانی پی رہی تھی، اسے دن کے اس وقت گھر واپس موجود دیکھ کر بولی، جس کا چہرہ ہی بتا رہا تھا کہ وہ بہت تھکا ہوا ہے۔

اپنا کوٹ ایک ہاتھ میں ڈالے، وہ سیڑھی پر کھڑا ان کی بات سننے لگا۔

وہ مورے، اپنے کمرے میں جا رہا تھا۔ آمدہ کی ویکسینیشن تھی اور مجھے صبح یاد نہیں رہا۔ ابھی یاد"
"آیا تو سوچا آکر لے جاؤں۔

علیان انہیں دیکھتا، تھکے تھکے لہجے میں بولا۔

بیٹا، مگر مانسا تو درخشہ کے ساتھ جا چکی ہے۔ بلکہ اب تک تو ان دونوں کو آجانا چاہیے تھا۔ تم فون"
"! کرونا

،وردہ کی بات سنتے علیان ماتھے پر بل ڈالے بولا

"چلی گئی؟ اکیلے شہر چلی گئی؟"

شہر نہیں، بیٹا۔ یہاں گاؤں ختم ہونے پر جو ہاسپٹل ہے وہاں گئی ہے۔ اس نے بولا تھا کہ تمہیں"
پریشان کرنے سے بہتر وہ خود ہی چلی جائے۔ تم ایک کام کرو، اسے فون کر لو۔ اور نسیم کو بھی
"ساتھ لیا تھا، گل رحیم کے ساتھ گئی ہے۔

"اچھا، ٹھیک ہے۔ میں کرتا ہوں۔ یہ لڑکی بھی نا...پتا ہے آمدہ اس کو اتنا تنگ کرتی ہے۔"

اکیلے کیسے سنبھالے گی۔ علیان پریشانی سے بولا، مگر مانسا تو بھی گل رحیم کا فون ملا رہا تھا، دونوں ہی
اس کا فون نہیں اٹھا رہے تھے۔

"موری، آپ مجھے درخشہ کا نمبر دیں۔ یہ لڑکی، کیا کروں میں اس کا؟ یہاں کے ہسپتال سے ڈر لگتا ہے، آمدہ کو پھر بھی لے گئی اسے یہاں۔ پچھلی بار ان لوگوں کی لاپرواہی نے میرے کندو کا سجاد دیا تھا۔ میں بتا رہا ہوں، آپ کی بہو کی اس لاپرواہی پر ٹھیک ٹھاک ڈانٹ کھانے والی ہے مجھ سے وہ۔"

علیان غصے سے کہتا درخشہ کا نمبر ڈائل کرنے لگا، جو کچھ ہی بیلز میں اٹھا لیا گیا۔

"او ہیلو، کون بول رہا ہے؟"

اس سے پہلے علیان کچھ بولتا، درخشہ کی پریشان سی آواز فون میں گونجی۔

"علیان بات کر رہا ہوں، درخشہ اپنی بھابھی سے بات کرواؤ۔"

اس کی بات پر علیان لب بھینچے بولا، وہیں وردہ بھی پریشانی سے اس کے جواب کی منتظر تھی۔

"لالا، ہم کیا بتائیں، غضب ہو گیا ہے خدا کا۔ ہم بھابھی کو یہ کھانا خراب گل رحیم کے پاس چھوڑ کر گیا تھا۔ ہم اپنا بیگ اندر وارڈ میں بھول گیا تھا تو ہم نے بھائی کو کہا آپ چلو، ہم آتا ہے، اور پیچھے پیچھے یہ گل رحیم بھی تھا، مگر نا جانے یہ کسی لڑکی لوٹارنے میں لگ گیا۔ جب ہم بھابھی کو ڈھونڈتا باہر آیا تو وہ کسی آدمی... نہیں نہیں، بہت سارے آدمیوں کے ساتھ کسی گاڑی میں بیٹھ کر جا رہی تھی۔ اس سے پہلے ہم آواز دیتا، گاڑی نکل گیا، مگر ہم نے گاڑی کا تصویر لے لیا ہے۔ ہم آپ کو بھیج رہا ہے۔ جلدی آجاؤ، ہم کو بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

درخشہ روتے ہوئے ایک ہی سانس میں بات بتاتے بولی۔

"ہم نے یہاں کے لوگوں سے پوچھا، بولا بھابھی کا اس آدمی سے بحث ہو رہا تھا، اور وہ آدمی لوگ دورانی کے آدمی ہیں۔ وہی ٹھنڈا 300 والا۔ آؤ جلدی آجاؤ، ہم کو بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

درخشہ کی بات سنتے علیان کو اپنے دماغ میں شرارے پھٹتے محسوس ہوئے۔ اس کی بیوی اس غلیظ رحان دورانی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر گئی ہے، یہ سوچ ہی اسے کانٹوں پر لوٹانے کے لیے کافی تھی۔

وہ غصے سے بغیر درخشہ کی دوسری بات سنے اپنے کمرے کی طرف بڑھا، وہاں سے اپنی رائفل لیتا اندھادھند نیچے بھاگا۔ پیچھے وردہ، جو اس کے یوں تن فن کرتے اوپر جانے پر اسے آوازیں دے رہی تھی، اسے دو منٹ بعد ہی گن کے ساتھ نیچے آتا دیکھ کر ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

"علیان ! کیا ہوا ہے؟ مانسا اور آمدہ ٹھیک ہیں نا؟ تم کہاں لے کر جا رہے ہو اس گن کو؟ کچھ بتاؤ ہمیں ! "

وردہ پریشانی سے اس کے پیچھے چلتی بولی، جو لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی طرف جا رہا تھا۔

"آرہا ہوں مورے، آپ کی بہو کو لے کر۔ بس دعا کریں دونوں کو خیر سے لے آؤں۔"

علیان ان کی پریشان آواز پر اپنی آنکھیں میچتا، پلٹ کر انہیں کہتا تیزی سے اپنی گاڑی پر سوار ہوتے نکل گیا۔

وہیں درخشہ بھی پریشانی سے ہسپتال کے باہر ہی بیٹھ گیا تھا۔ اگر ان دونوں کو کچھ ہو گیا تو علیان تو اس کی جان ہی لے لے گا، اور اس قصے سے کون واقف نہیں تھا۔ اور یہ اس کی لاپرواہی تھی جس کی وجہ سے مانسا خطرے میں تھی۔ یہ سوچ کر ہی اسے مزید رونا آنے لگا۔۔۔

ابھی علیان تیزی سے ریش ڈرائیونگ کرتا رحان دورانی کی حویلی کی طرف جا رہا تھا جب اسے اپنے فون پر مانسا کی کال آتی سنائی دی۔ وہ تیزی سے فون کان سے لگاتا اپنی رفتار کم کر گیا۔

مانسا جیسے ہی گاڑی سے اترنے لگی تھی، وہ راستے میں ہی کسی طرح اپنا فون نکال چکی تھی۔ اترتے وقت اس نے بہت ہی احتیاط سے علیان کو فون لگاتے اسے اپنے عبائے پر ڈھکی چادر میں ہی چھپا لیا تھا، کیونکہ بیگ اس کے پاس تھا نہیں، اور وہ لوگ اس پر شک کرتے۔

علیان اپنا فون کان سے لگائے اس کی بات سن رہا تھا، جہاں وہ تو کچھ نہیں کہہ رہی تھی مگر اسے رحان دورانی کے آدمیوں کی آوازیں بخوبی آ رہی تھیں۔

وہ ان کی باتیں سنتا اپنی گاڑی اسٹارٹ کر گیا۔ وہ آدھے گھنٹے کا راستہ منٹوں میں طے کرتا، تن فن کرتا رحان دورانی کے ڈیرے کی طرف بڑھا ہوا تھا۔

وہ اس کے آدمیوں کو اندھا دھند مارتا اندر کی طرف جا رہا تھا، جہاں شاید آمدہ نے اٹھ کر رونا شروع کر دیا تھا۔

علیان اس کے رونے کی آواز سنتا مزید بے دردی سے اس کے آدمیوں کو مار رہا تھا، جب رحان دورانی موقع دیکھتا اپنے ایک آدمی کو اشارہ کرتا تیزی سے مانسا کو اندر بنے کمرے کی طرف دھکیلنے والا تھا۔

اس کے اچانک کھینچنے پر مانسا اور آمدہ بے ساختہ زمین پر گری تھیں، جس سے آمدہ کے رونے میں مزید تیزی آئی تھی۔

مانسا، جو اچانک گرنے کی وجہ سے آمدہ کے سر کے نیچے اپنا ہاتھ لگائے تھی، اس کے ہاتھ پر لگتے ہی اس کی ایک تیز چیخ نکلی تھی۔

اس کی چیخ سنتے بے ساختہ علیان کا دھیان ان دونوں کی طرف گیا۔

اس کی نظریں اپنی طرف متوجہ دیکھ کر رحان دورانی موقع پاتے ہی اپنی گن سے گولی چلا دی۔۔۔

آمدہ کے رونے میں مزید تیزی آئی تھی۔ مانسا، جو اچانک گرنے کی وجہ سے آمدہ کے سر کے نیچے اپنا ہاتھ لگا گئی تھی، اس کے ہاتھ پر چوٹ لگتے ہی اس کی ایک تیز چیخ نکلی تھی۔

اس کی چیخ سنتے بے ساختہ علیان کا دھیان ان دونوں کی طرف گیا۔ اس کی نظریں اپنی طرف سے ہٹتی دیکھ کر رحان دورانی موقع پاتے ہی علیان پر اپنی گن سے گولی چلا دی۔

گن میں سائلینسر نہ لگے ہونے کی وجہ سے گولی کی تیز آواز گونجی تھی۔

گولی کی آواز پر بے ساختہ مانسا کو اپنا دل پہلو میں ڈوبتا محسوس ہوا اور اس کی پکڑ آمدہ پر مزید تنگ ہوئی۔ اس نے بمشکل اپنی گردن موڑ کر پیچھے دیکھا جہاں علیان کا بازو لہولہان ہو چکا تھا۔

اس کے بازو سے تیزی سے بہتا خون دیکھ کر مانسا کے بھی رونے میں تیزی آئی تھی اور وہ رحان دورانی کے آدمی سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔

اس آدمی کی سخت گرفت پر جب مانسا کو کچھ سمجھ نہ آیا تو وہ اس کے ہاتھ میں دانت گاڑتے آگے کی طرف بھاگنے لگی، جہاں علیان آنکھیں نیچی کیے اپنا بازو دبوچتے خون روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ابھی وہ اس کی طرف پہنچتی کہ رحان دورانی کے آدمی کا ہاتھ اس کے اسکارف پر پڑا، جو اس کے ہاتھ میں آگیا۔ اسکارف کھنچنے کی وجہ سے اس پر لگا پن جھٹکے سے کھلا اور اس کی نوک مانسا کے گال پر لگی۔

وہ کٹ لگاتے نکل گئی اور اس کے گال سے خون نکلنے لگا، مگر اسے پروا کہاں تھی۔ اسے اگر کچھ دکھ رہا تھا تو وہ بس علیان کا خون تھا۔

وہ بس اس کے پاس جانا چاہتی تھی۔

رحان دورانی کا آدمی اس کا اسکارف پھینکتا اس کا ہاتھ دبوچ گیا۔ پورے ڈیرے پر مانسا کی سسکیاں اور آمدہ کے اونچے اونچے رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔

علیان اپنی تکلیف بھولتا ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا، جو نم نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ جہاں اس کی کل کائنات ابتر حالت میں تھی۔

ان کی حالت دیکھتے علیان کو اپنے دل میں درد کی ٹیس اٹھتی محسوس ہوئی۔

اس سے پہلے رحان دورانی دوبارہ گولی چلاتا، علیان اپنی گن نکالتا ایک فائر رحان دورانی کے ہاتھ پر کرتا، دوسرا سیدھا اس کے دل پر کر گیا۔

وہ اسے زمین بوس کرنے کے بعد تیسرا فائر اس آدمی کے ماتھے کے بیچ و بیچ کر گیا جس نے مانسا کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔

"! مرنم مت، مانسا ! آمدہ کی آنکھوں پر ہاتھ رکھو اور ادھر آؤ"

علیان تقریباً دھاڑتے ہوئے بولا۔

علیان کی گن میں سائلینسر لگا ہونے کی وجہ سے گولی کی آواز زیادہ نہیں ہوئی تھی، اس لیے زیادہ لوگ الرٹ نہیں ہوئے تھے۔ اور رحان دورانی نے پلان کر کے مانسا کو نہیں اٹھایا تھا، تو ڈیرے پر اس کے سارے آدمی موجود نہیں تھے۔

مگر جتنے تھے، وہ رحان دورانی کے سینے سے بہتا خون دیکھ سب ہی خوف زدہ ہو گئے تھے، جبکہ علیان رحان دورانی اور اس کے آدمیوں کو خون آشام نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

وہ مانسا کے قریب آنے سے پہلے چار قدم کا فاصلہ طے کرتا خود اس کے قریب پہنچا، اس کا ہاتھ تھامے اسے اپنی گاڑی تک لایا اور وہاں بٹھا گیا۔

وہ گاڑی کا دروازہ بند کرتا، دوسری طرف سے پہلے آمدہ کا فیڈر نکالتا، واپس اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولتا اسے اپنی گود میں لے گیا۔

وہ اسے اپنی گود میں لیتے، اس کی پیٹھ سہلاتا، اسے پرسکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"کدو، میرا بچہ... یہ پی لو۔"

علیان اسے سیدھا اپنی گود میں لٹاتا اس کے منہ میں فیڈر دے گیا۔

آمدہ اس کا چہرہ دیکھنے کے بعد خاموشی سے ایک ہاتھ سے اس کے کندھے کے پاس شرٹ دبوچے، دوسرا ہاتھ اس کے چہرے کی طرف بڑھا رہی تھی، جب علیان اس کی حرکت سمجھتا اس کے ماتھے پر لب رکھتا، اس کے ہاتھوں کو بھی باری باری چوم گیا۔

"میرا اچھا بچہ.... بہت درد ہو رہا ہے بابا کی جان کو؟ ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ بابا اپنی بیٹی کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جائیں گے، پھر گھومنے بھی جائیں گے۔"

علیان بمشکل اپنا لہجہ نرم کرتا، اسے شانت رکھنے کے لیے اسے باتوں میں مصروف رکھ رہا تھا، اور رحان دورانی کے آدمی حیرت سے دم سادھے اسے دیکھ رہے تھے، جو ابھی کچھ دیر پہلے اس کے خون کا پیاسا بنا ہوا تھا۔

خون کا پیاسا تو وہ ابھی بھی لگ رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ابھی بھی اس کی گن تھی، جس میں سائلینسر لگا ہوا تھا۔ بازو سے ہنوز خون بہہ رہا تھا مگر اسے پرواہ کہاں تھی، وہ بس آمدہ کو سکون سے سلانا چاہتا تھا۔

کسی کی اتنی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ قریب جا کر تڑپتے ہوئے رحان دورانی کو اٹھا لے۔ سب ہی اس کے ایک ایک قدم پر نظریں گاڑے ہوئے تھے کیونکہ ہتھیار ان کے پاس تھے نہیں، وہ اس کمرے میں تھے جہاں ابھی ابھی علیان نے رحان دورانی کے خاص آدمی کی لاش گرائی تھی۔

سب ہی سانس روکے اسے دیکھ رہے تھے، جس کی سوٹ کی شرٹ ایک طرف سے پوری خون خون ہو چکی تھی مگر وہ پھر بھی آمدہ کو اٹھائے اسے دودھ پلا رہا تھا۔

اور مانسا... بس خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

جس نے اسے دیکھنے کی غلطی تک نہیں کی تھی، بس اپنی بیٹی کے ساتھ لگا ہوا تھا۔

تو کیا وہ اسے یہاں دکھائی نہیں دے رہی تھی؟

مانسا نے اسے دیکھتے کرب سے سوچا۔

جب آمدہ کے سونے کا یقین کرتا علیان دروازہ کھولتا، آمدہ کو اس کی گود میں دیتا، وہاں گیا جہاں رحان دورانی کے آدمی کی لاش گری تھی۔

وہ اس کے قریب جاتا، وہاں گرا مانسا کا اسکارف اٹھاتا، اسے لیے واپس اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ وہ دوپٹہ اچھے سے مانسا کے گرد اڑھاتا، گاڑی سے ٹشو نکالتا اس کے چہرے پر بہتا خون صاف کرنے لگا۔

اس کی حرکت پر بے ساختہ کتنے ہی آنسو مانسا کے عارض پر بہے تھے اور وہ اپنے چہرے پر حرکت کرتے اس کے ہاتھ تھام گئی۔

"علیان... گھر چلیں۔ مجھے گھر جانا ہے۔"

مانسا اس کی سوالیہ نظروں کو اپنے اوپر محسوس کرتے بولی۔ اسے نظریں ملانے کی ہمت اس میں رہی نہیں تھی، یا شاید اس کا خطرناک روپ دیکھ کر اسے وحشت ہو رہی تھی۔

اس کی بات پر علیان بغیر کچھ کہے پہلے اس آدمی کی لاش کو اپنی گاڑی کی ٹینکی پر باندھتا، اسے بند کر گیا، پھر رحان دورانی کے تقریباً مردہ ہوتے وجود کو اپنی پچھلی سیٹ پر پھینکتا خود بھی گاڑی میں سوار ہو گیا۔۔۔

داور، جو وردہ کی کال پر علیان کے پیچھے پیچھے رحان دورانی کی حویلی گیا تھا مگر وہاں سے اسے اس کے ڈیرے کا پتا چلا، تو سیدھا ادھر چلا گیا۔

وہاں پورے ڈیرے کی ابتر حالت، باہر پڑی اس کے لوگوں کی لاشیں اور زمین پر جگہ جگہ خون کے نشان دیکھتے اسے اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔

وہ وہاں کسی ملازم کو بھی دیکھے بغیر واپسی کے لیے مڑا۔ راستے میں ہی وہ داؤد، علیار اور دارار کو فون کرنا نہیں بھولا تھا۔

وہ پریشانی سے ڈرائیو کر رہا تھا جب اسے اپنے آگے تھوڑی دور پر علیان کی گاڑی نظر آئی۔ وہ اپنی اسپیڈ تیز کرتا اس کے برابر پہنچا۔

علیان، جو بس خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا، بغیر کچھ کہے۔

اس وقت اسے کوئی درد، کوئی تکلیف محسوس ہی نہیں ہو رہی تھی۔

گاڑی میں وقفے وقفے سے مانسا کی سسکی گونج رہی تھی۔ وہ بغیر اپنے زخمی بازو کا خیال کیے گاڑی ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتا، دوسرے سے مانسا کو اپنے بازو کے حلقے میں لیے ہوا تھا، جو مسلسل اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

یقیناً وہ خوف کے زیرِ اثر تھی، مگر کچھ سوال تھے جن کے جواب وہ سختی سے لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

وہ اسے اپنے سینے سے لگائے ڈرائیو کر رہا تھا جب اسے سائیڈ مرر سے داور کی گاڑی اپنی گاڑی کے پاس آتی نظر آئی، تو وہ اپنی گاڑی کی اسپیڈ کم کرتا، اپنی گاڑی روک گیا۔

اس کے گاڑی روکنے پر مانسا نے بھی سر اٹھاتے اسے دیکھا، تو داور کی گاڑی دیکھ کر وہ بھی سیدھی ہوتی اپنا چہرہ صاف کرنے لگی۔

جب اسے اپنے ہاتھ پر خون محسوس ہوا تو وہ ٹشو اٹھاتی اپنے چہرے پر رکھ گئی۔

علیان بھی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولتے اترا۔ اس کا خون سے لت پت بازو دیکھ کر وہ تیزی سے اس کے سینے سے لگ گیا۔

تو ٹھیک تو ہے؟" وہ اسے سختی سے اپنے سینے میں بھینچتے بولا۔"

اتنا خون کیوں نکل رہا ہے؟ چل جلدی ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔ اور کدو... داور، بھابھی ٹھیک" ہے نا؟ تم اکیلے کیوں گئے؟ کسی کو بلا لیتے۔ اور یہ دیکھو، کتنا خون نکل رہا ہے، کہیں گولیاں اندر نہ "ہوں، تو جلدی بیٹھو۔

وہ اس کے بازو نا نول کر دیکھتا، ایک کے بعد ایک سوال کرتا بغیر رکے بول رہا تھا۔ اس نے اسے اپنی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا۔ علیان نے بھی کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔

وہ اسے بٹھا کر دوسری طرف کا دروازہ مانسا کے لیے کھول گیا، جس پر مانسا بھی سر جھکاتے گاڑی میں سوار ہو گئی۔ پھر وہ اپنے ایک آدمی کو اشارہ کرتا گاڑی ڈیرے پر پہنچانے کا کہہ کر خود اپنی گاڑی میں سوار ہو گیا۔

تو ٹھیک ہے نا؟ کہیں اور تو چوٹ نہیں لگی نا؟" وہ ڈر کی وجہ سے ایک بار پھر وہی سوال دہرانے" لگا۔

ہاں، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ تو میری محبوبہ کی طرح رونا بند کر اور ادھر پارٹیشن کر، مجھے اپنی بیوی" "کے ساتھ پرائیویسی چاہیے۔

علیان اس کے بار بار ایک ہی سوال کرنے پر دانت کچکچاتے بولا۔

اس کی بے باک بات پر جہاں مانسا کا چہرہ شرم سے سرخ ہوا، وہیں داور نے بھی اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور پیچھے ہاتھ بڑھا کر پارٹیشن اوپر کر دی۔

پارٹیشن ہوتے ہی علیان سیٹ کی پشت سے اپنا سر لگاتے اسے واپس اپنے حصار میں لے گیا۔

کچھ دیر بعد گاڑی رکنے پر علیان نے آنکھیں کھولیں اور اپنے سینے کی طرف دیکھا جہاں مانسا بھی آنکھیں موندے نیند میں جا چکی تھی۔ اس کے گال پر چوٹ دیکھ کر علیان کو ایک بار پھر اپنا غصہ شدت سے ابھرتا محسوس ہوا۔

وہ آرام سے اس کا بازو سہلاتے اسے پکارنے لگا کیونکہ اسے داور نے اترنے کا کہا تھا۔

اس کی آواز پر مانسا نے کسمساتے آنکھیں کھولیں اور اسے دیکھا۔ کچھ دیر تک تو وہ غائب دماغی سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی، مگر پھر اس کی خون سے رنگی شرٹ دیکھ کر اسے سب کچھ فلم کی طرح یاد آنے لگا اور وہ فوراً اپنی آنکھیں جھکا گئی۔

"اتر جاؤ، گھر آگیا ہے۔"

گھر؟ مگر ہم گھر کیوں آئے ہیں؟ آپ کو تو ہاسپٹل جانا چاہیے تھا۔ وہاں چلیں، میں لالا کو بولتی"

"ہوں۔

مانسا حیرانی سے اسے کہتے ہوئے اترنے لگی۔

وہ باہر اتری تو سامنے ہسپتال دیکھ کر اس نے حیرانی سے داور کو دیکھا، جو اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

مانسا چپ چاپ باہر کھڑی ہو گئی۔ جب داور نے اس کی طرف کا دروازہ کھولا۔

اترنے کے بعد سامنے وہی ہسپتال دیکھ کر علیان نے ماتھے پر بل ڈالے اور داور کو گھورا۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتا، اچانک پولیس جیپ رکی۔ تھوڑی پیچھے ہی داؤد کی گاڑی بھی ہسپتال کی پارکنگ میں آرکی تھی۔

وہ دونوں ہی تیوری چڑھائے اسے دیکھ رہے تھے۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا، وہ آگے بڑھا اور غصے میں ایک مکا اس کے جبڑے پر جڑ دیا۔

اس اچانک مکے پر جہاں بمشکل علیان نے خود کو گرنے سے بچایا، وہیں مانسا کی چیخ نکلی۔ سب کی توجہ اسی طرف گئی۔

اس کے چہرے پر کٹ اور وہاں سے بہتا ہوا خون دیکھ کر علیار فوراً آگے بڑھا اور مانسا کو اس کی گود سے لے گیا۔

اندر چلو بیٹا، تم اور تم تینوں بھی اندر آؤ۔ پہلے اسے علاج کی ضرورت ہے، ٹھیک ہو جائے تو مار لینا۔

علیار آمدہ کو تھامے اندر کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ شام کی ہلکی ہلکی دھوپ پڑنے پر آمدہ کسمسا کر اپنی آنکھیں کھولتی منہ بھورتے اردگرد دیکھ رہی تھی۔

اور بس پھر کیا... ہمیشہ کی طرح اسے اردگرد کا جائزہ لیتے ہی اپنا باپ نظر آگیا، جسے اس نے صبح ہی ہوش میں دیکھا تھا۔ وہ فوراً اس کی گود میں جانے کے لیے مچلنے لگی۔

اور ایسا کیسے ممکن تھا کہ وہ اردگرد ہو اور علیان کی توجہ کہیں اور چلی جائے؟ وہ اس کی پکار پر بھاگتے ہوئے اس تک پہنچا اور اسے علیار کی گود سے لے لیا۔

"اسے ابھی رہنے دیتے، پہلے بازو تو دیکھ لیں۔ تم یہ میرے پاس ٹھیک تو ہے؟"

علیار اسے گود میں اٹھاتے ہوئے بولا۔

"لالا، میرے دوسرے بازو پر چوٹ لگی ہے۔ آپ کو تنگ کرنا شروع کر دیتی اور میں ٹھیک ہوں، گولی چھو کر گزری ہے۔"

علیان اس کے ماتھے پر بل دیکھ کر بولا۔

"وہ تو ڈاکٹر ہی بتائے گا تم کتنے ٹھیک ہو اور گولی کتنی لگی ہے۔ جو تم خان بنے گھوم رہے ہو۔ خیر چلو اندر، مانسا کی بھی بینڈج ضروری ہے۔"

علیار اسے لیے اندر کی طرف بڑھ گیا، پیچھے داور اور داؤد بھی ان کے ہم قدم ہو لیے۔

"سر پہلے آپ ٹریٹمنٹ کروالیں، فی الحال کوئی میل ڈاکٹر نہیں ہے۔"

ترس نے اسے دیکھتے ہوئے کہا، جبکہ وہ آنکھیں گھمانے میں مصروف تھا۔

اس کی بات پر علیان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"پہلے میری بیوی کا ٹریٹمنٹ کریں آپ لوگ، اور میل ڈاکٹر کا بندوبست بھی میں نہیں کرواؤں گا۔"

وہ نرس کو سرسری نظر سے دیکھتے ہوئے بولا۔ کہیں اور ہوتا تو علاج کروا لیتا، مگر یہاں اس کی بیوی ساتھ تھی۔

نرس اس کی بات پر خاموش ہو گئی۔

اسی وقت آمدہ بھی اپنی معصوم سی حرکتوں میں مصروف تھی، جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

آپ ان سے چیک اپ کروا لیں، زخم خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔" مانسا نے نظریں جھکائے" آہستہ سے کہا۔

نہیں، پہلے تم۔" علیان سخت لہجے میں بولا۔"

اتنے میں نرس دوبارہ اندر آگئی۔

"سر، میل ڈاکٹر تھوڑی دیر میں آ رہے ہیں، میم جب تک آپ ٹریٹمنٹ کروا لیں۔"

نرس نے اطلاع دی اور ساتھ ہی مانسا کو بھی ساتھ چلنے کا کہا۔

"نہیں، یہ کہیں نہیں جائے گی۔ آپ ان کا ٹریٹمنٹ یہیں کریں۔"

علیان نے فوراً روک دیا۔

نرس نے گہرا سانس لیا اور میڈیکل باکس وہیں منگوا لیا۔

نرس نے بمشکل ہی مانسا کی بینڈیج کی کیونکہ علیان کی نظریں مسلسل اس کے ہاتھ پر ہی تھیں۔

دوسری طرف ٹریٹمنٹ کے بعد، ڈاکٹری نے جا کر کہہ دیا کہ ڈاکٹر آنے والا ہے۔ اس کے بعد وہ چاروں آرام سے بیٹھے اس کے فارغ ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ داور بھی وہیں آگیا تھا اور اس وقت وہ اسے اپنے پہنچنے کے بعد کی ساری تفصیل دے رہا تھا۔

میل ڈاکٹر کے آنے کا سن کر مانسا فوراً سب سے پہلے اپنا چہرہ اچھی طرح ڈھانپ کر بیڈ سے اٹھ کر صوفے پر جا بیٹھی، مگر پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے آمدہ کو بھی اٹھانے کی کوشش کی، مگر آمدہ نے ہمیشہ کی طرح انکار کرتے ہوئے اس کے پاس جانے کے پرپوزل کو ریجیکٹ کر دیا۔ وہ اکثر ماں ایسے ہی کرتی تھی، علیان کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چلتی تھی۔

مانسا اس کی عادت کو جانتے ہوئے اسے علیان کے پاس ہی چھوڑ کر خود روم میں موجود دوسری چیئر پر جا کر بیٹھ گئی، جب ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوا۔

ہمت کی بات ہے، گولی چھو کر گزری ہے اور اچھا خاصا خون بہہ چکا ہے، مگر پھر بھی آپ اتنے" "آرام سے بیٹھے ہیں۔ بس مجھے آپ کا زخم کلین کرنا ہوگا، آپ پلیز بچی کو یہاں سے اٹھا لیں۔

ڈاکٹر نے سرسری طور پر اس کا زخم دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کی بات پر اکسانے میں پریشانی سے علیان کو دیکھا۔ اگر وہ بھی اسے اٹھاتی تو وہ پورے اسپتال کو سر پر اٹھا لیتا، مگر یہاں سے جا بھی نہیں سکتی تھی۔

"نہیں، آپ اسے بھی رہنے دیں، یہ نہیں جائے گی میری بیٹی کے پاس۔"

علیان ڈاکٹر کو دیکھتے ہوئے دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔ اس کی ایک سرسری نظر بھی اسے اپنی مانسا پر برداشت نہیں تھی، اسی لیے خاص غصے میں بولا۔

ڈاکٹر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"مگر آپ بچی کو اس طرح وارڈ میں لے کر بیٹھے ہیں، یہ بہت چھوٹی ہے اور اس قسم کے دردناک مناظر اس کے لیے سیف نہیں ہیں۔"

"پہلی بات، یہاں سارے وارڈ ہی ایسے ہیں۔ اور میری بیٹی یہیں ٹھیک ہے۔ آپ میرا اپریٹ کریں، بس بینڈیج ہی تو کرنی ہے، کر دیں۔ گھر جا کر میں خود اپنی بیٹی کو سنبھال لوں گا۔"

علیان بڑے سکون سے بولا۔

ڈاکٹر نے گہرا سانس لیا اور اپنا ایکوپمنٹ اٹھاتے ہوئے زخم کا بغور معائنہ شروع کر دیا۔ ابھی اس نے سوئی لگائی ہی تھی کہ آمدہ کی نظر ڈاکٹر کے ہاتھ میں موجود نوک پر پڑی۔

اس کی بڑی بڑی آنکھیں حیرت سے اور زیادہ پھیل گئیں، اور پھر وہ زور زور سے چیخنے لگی۔

کمرے کی خاموش فضا میں آمدہ کی تیز آواز سے ڈاکٹر بھی چونک گیا۔

وہیں علیان نے فوراً اپنی بیٹی کو سنبھالتے ہوئے اس کی پیٹھ سہلائی، مگر آمدہ مسلسل روتی جا رہی تھی۔

مانسا بھی پریشانی سے آگے بڑھی۔

علیان کو اپنی بیٹی کے چہرے پر خوف کے تاثرات تو سمجھ آ رہے تھے مگر وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

اسی وقت باہر کھڑے تینوں بھی اندر آ گئے۔

آمدہ مسلسل ڈاکٹر پر اپنی زبان میں برس رہی تھی۔ ڈاکٹر بھی بے چارہ ہاتھ روکے اسے دیکھ رہا تھا۔

اسے یوں دیکھتے ہوئے علیار آگے بڑھا اور اسے گود میں اٹھا لیا، مگر وہ فوراً اس کے کپڑوں سے چپک گئی اور ڈاکٹر کے کوٹ کو دیکھ کر دوبارہ چیخنے لگی۔

علیار نے جلدی سے اسے سنبھالا، جبکہ ڈاکٹر بھی خاموشی سے اپنا کام دوبارہ شروع کرنے لگا۔

آمدہ اپنی پوری جان لگا کر ڈاکٹر کے کوٹ سے چپکی ہوئی تھی اور اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے زور زور سے چیخ رہی تھی۔

علیان اس کی نازک حرکت کی وجہ سمجھتا مسکراتا ہوا اسے اپنی گود میں لے گیا۔ آمدہ کے گود میں آتے ہی اس نے فوراً ڈاکٹر کا کوٹ چھوڑ دیا، مگر اس کی بڑبڑاہٹ پھر بھی جاری رہی۔ وہ کبھی گردن موڑ کر علیان کو دیکھ کر کچھ نہ کچھ بول رہی تھی، کبھی علیار کو دیکھ کر اشارے کر رہی تھی۔

اس کی اس حرکت سے ڈاکٹر بھی خاصا پریشان تھا۔

بابا کو درد لگ رہا ہے، آپ نے خاموش رہنا ہے۔""

علیان نے اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے پیٹ سہلایا۔

اس کی بات سن کر آمدہ ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھتی پھر دوبارہ علیار کی طرف ہاتھ بڑھانے لگی۔

"ادے... کدو چپ کرو، پا... اب دوا لگوا لیں پھر تم سے نمٹتے ہیں۔"

علیان نے اسے واپس اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ارے آپ تو اپنا کام کریں، میری بیٹی کو بس غصہ جلدی آجاتا ہے۔"

علیان نے ڈاکٹر کو شاکڈ کیفیت میں کھڑا دیکھ کر کہا۔

زرتاشہ کالج کی راہداری سے گزرتی تیزی سے باہر کی طرف جا رہی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اسے دارار کی کال آئی تھی کہ گھر میں کوئی ایمرجنسی ہے، اس لیے وہ اسے لینے نہیں آرہا بلکہ ڈرائیور بھیج رہا ہے۔

گھر میں ایمرجنسی کا سن کر وہ فوراً فنکشن ادھورا چھوڑ کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔ آج دعا بھی نہیں آئی تھی، وہ دوریان کے ساتھ شہر گئی ہوئی تھی اور اسے اس بات کا علم صبح کالج آکر ہی ہوا تھا۔ کالج کے آفٹر نون فنکشن کی وجہ سے وہ دیر تک رک گئی تھی۔

وہ اپنی اونچی ہیل پر لمبے لمبے ڈگ بھرنے کی کوشش کرتے ہوئے گیٹ کی طرف جا رہی تھی اور ساتھ ڈرائیور کو بھی فون کر رہی تھی جس کا نمبر دارار نے اسے دیا تھا۔ دوپٹہ سنبھالتے وہ تیزی سے

آگے بڑھ رہی تھی جب فون کی طرف دھیان ہونے کی وجہ سے کسی سے زوردار ٹکراؤ ہوا اور اس کے ہاتھ سے فون، بیگ اور کتابیں زمین پر گر گئیں۔

زرتاشہ نے پہلے حیرت سے اپنی کتابوں اور سامان کو دیکھا، جو وہ جلد بازی میں بیگ میں ڈالنے کی زحمت بھی نہیں کر سکی تھی۔

سامنے کھڑے لڑکے نے بھی حیرت سے اپنے ہاتھ میں موجود رنگ باکس اور گلاب کو دیکھا جو زرتاشہ کے قدموں کے پاس گرے تھے۔

وہ تیزی سے گھٹنوں کے بل بیٹھا، ایک ہاتھ سے رنگ باکس اور گلاب اٹھا کر اوپر کیا، پھر دوسرے ہاتھ سے اس کی کتابیں اور سامان اٹھا کر اسے پکڑا دیا اور خود بھی کھڑا ہو گیا۔

اس کے گھٹنوں کے بل بیٹھنے کی وجہ سے اس کی بلیک جینز پر مٹی لگ گئی تھی۔ زرتاشہ نے خاموشی سے اس کے ہاتھ سے اپنا بیگ لیا، پھر بیگ سے ٹشو نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔

وہ لڑکا خاموشی سے اپنی پینٹ صاف کرنے لگا۔ زرتاشہ نے بغیر اس کے چہرے کی طرف دیکھے معذرت کی اور باہر کی طرف چلی گئی۔

وہ کون تھا، یہ لمحہ بھر میں اس کا پورا ٹائم بریک کر چکا تھا۔

اس کے جانے کے بعد کافی دیر تک وہ لڑکا زرتاشہ کی پشت کو دیکھتا رہا، جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔ کہیں دور کسی نے یہ سارا واقعہ دیکھ کر کیمرے کی آنکھ میں قید کر لیا۔

وہ سب جب حویلی پہنچے تو سب پریشان سے لاؤنج میں بیٹھے ان کا انتظار کر رہے تھے۔ درخشہ بھی وہیں تھی۔

مانسا اور علیان کو دیکھتے ہی وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھی۔

"لالا ! تم ٹھیک ہو نا؟ ہمیں معاف کر دو، ہمیں نہیں پتا تھا ہم بیگ لینے اندر جائیں گے اور وہ لوگ بھابھی کو لے جائیں گے۔ ورنہ ہم اپنے ہوتے ہوئے ایسا کبھی نہیں ہونے دیتے۔ تم چاہو تو ہمیں سزا دے دو، مگر ہم نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا۔"

درخشہ علیان کو دیکھتے ہوئے روتے ہوئے بولی۔ وہی سب اس آنسوؤں کی ٹینکی کو پانی بہاتا دیکھ کر سر ہلاتے ہوئے اندر کی طرف چلے گئے۔

"درخشہ، سب ٹھیک ہے تم پریشان نہ ہو۔ اور ماری تمہاری غلطی نہیں ہے، ابھی میں تھک گیا ہوں، بعد میں بات کرتے ہیں ہم۔"

علیان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور آگے کی طرف چلا گیا تاکہ کسی صوفے پر بیٹھ سکے۔ اس کی بات سنتے ہی درخشہ نے بھی اپنا چہرہ صاف کیا اور کچن کی طرف چل دی تاکہ سب کے لیے جوس بنا سکے۔

علیان کے بیٹھتے ہی داجی نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

لڑکے ! تم ہمیں بتاؤ کیا حرکت تھی؟ کیوں تمہارے اس ناراض دشمن نے ہماری بچی پر حملہ" "کیا؟ اور اس کمبخت کو ہمارے گھر کی عزت کا پتا کیسے چلا؟

داجی اس سے آمدہ کو اپنی گود میں لیتے ہوئے بولیں، جبکہ ان کی تیز آواز پر آمدہ غور سے ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔ یہ دیکھ کر وہ فوراً خاموش ہو گئیں۔

"داجی، مجھے اندازہ نہیں تھا وہ ایسے حملہ کرے گا۔"

علیان نے مانسا کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

اندازہ نہیں تھا؟ ! تمہیں اندازہ نہیں تھا؟بیوی بچے والے ہو کر بھی تمہیں اپنے دشمنوں کی" حرکت کا اندازہ نہیں تھا؟ اگر آج ان دونوں کو کچھ ہو جاتا تو تم اس وقت آفس سے واپس بھی نہ "آتے ! اور یہ کیسے آدمی پال رکھے ہیں تم نے جو ہماری عزت کی حفاظت ہی نہیں کر سکتے؟

داجی اب قدرے سخت لہجے میں بولیں۔

دارار، تم پنچایت بیٹھانے کا انتظام کرو۔ کل صبح اس رحان دورانی کو تو ہم اب پنچایت میں" بٹھائیں گے۔ بہو، تم بچی کو اندر لے جاؤ، دیکھو وہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ اور تم بھی اپنے کمرے میں "جاؤ۔ باقی باتیں رات کو ہوں گی۔ ابھی کوئی باہر جاتا نظر نہ آئے۔

دارار، تم اپنی بیٹی کا پتا کرو وہ کہاں ہے۔ تم نے ڈرائیور کیوں بھیجا؟ سب نے ہمیں تنگ کیا ہوا "ہے، رات کو دیکھتے ہیں تم سب کو۔

داجی آمدہ کو گود میں لیے اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔

داری آئندہ کو لیتے اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے ان سب سے بولیں۔ ان کی بات پر سب ہی تائید میں سر ہلاتے ہوئے اپنے اپنے کمرے کی طرف چل دیے۔

کیونکہ سب ہی صبح سے اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے، پھر اچانک ہوئے اس حادثے نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

علیان مانسا کا ہاتھ سختی سے تھامے اپنے کمرے کے اندر داخل ہوا جبکہ اس کے چہرے کے تاثرات سپاٹ تھے۔ الکسا نے اسے تھکے ہوئے انداز میں دیکھا جس کے چہرے سے ہمیشہ والی خوشی کہیں غائب تھی۔ وہ اسے بیڈ پر بٹھا کر خود اسے وہیں چھوڑ کر واش روم کی طرف چلا گیا تاکہ فریش ہو سکے۔

مانسا خاموشی سے اس کی ایک ایک کاروائی دیکھ رہی تھی۔ علیان بغیر اسے ایک لفظ کہے واش روم کی طرف چلا گیا۔ وہ ڈریسنگ روم سے اپنا ٹراؤزر لینے گیا اور واش روم میں بند ہو گیا۔

اسے ٹراؤزر لے کر جاتے دیکھ کر مانسا تیزی سے واش روم کی طرف بڑھی۔ وہ سوچے بغیر واش روم کے دروازے میں گھس گئی کیونکہ کنڈا نہیں لگا ہوا تھا۔

اچانک اسے اندر آتے دیکھ کر علیان نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا، جیسے پوچھ رہا ہو کہ کیوں آئی ہو؟

مانسا اس کے الفاظ سمجھتے ہوئے فوراً نظریں جھکا گئی۔ اس کا سینہ کھلا ہوا تھا اور اس پر خشک خون کے دھبے دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی تھی۔

"کیا ہوا ہے یہاں؟ کیوں آئی ہو؟"

علیان نے سخت اور بے تاثر لہجے میں پوچھا۔

"و... وہ... آپ کیا کرنے جا رہے تھے؟"

مانسا نے نظریں ادھر ادھر کرتے ہوئے پوچھا۔

"خود کو تیار کر رہا تھا تاکہ تمہارے ساتھ رومینس کر سکوں۔"

اس کی بات پر علیان نے بالکل آرام سے جواب دیا۔

"ک... کیا؟"

مانسا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"کیا کیا؟ کچھ نہیں۔"

"پھر وہ ذرا سا جھکا، "وہ تم کیا شاور لینے جا رہے تھے؟

"ہاں ظاہر سی بات ہے، رومینس کے لیے فریش تو ہونا پڑتا ہے، ورنہ مزہ نہیں آتا۔"

اس کی بات پر مانسا کا چہرہ سرخ ہو گیا اور وہ وہیں کھڑی رہ گئی۔

"کھڑی کیوں ہو؟ جاؤ یہاں سے، یا مجھے شاور دینے کا ارادہ ہے؟"

"ج... جی؟"

نہیں تو پھر باہر جاؤ، مجھے شاور لینا ہے۔ ویسے تمہارے سامنے بھی لے سکتا ہوں، کچھ تم سے" "چھپا تو نہیں ہے، مگر پھر تمہیں ڈر لگ جائے گا۔

مانسا خاموش کھڑی رہی۔

وہ... میں کہہ رہی تھی آپ کی ابھی بینڈیج ہوئی ہے، آپ ایسے شاور لیں گے تو پٹی خراب ہو" "جائے گی۔

مانسا نے اپنی اصل پریشانی بتاتے ہوئے کہا۔

تو؟

اس کی بات پر علیان ہنوز ہی ریکس انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے بھی اس سے نظریں نہیں ہٹائیں تھیں۔ شادی کے اتنے مہینے بعد بھی اس کی بیوی اس سے ایسے ہی شرما رہی تھی جیسے ابھی ابھی رخصتی ہوئی ہو۔

علیان اسے دیکھتا بس سوچ کر ہی رہ گیا۔

"تو آپ نہائیں مت۔"

مانسا نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے دو قدم اس کے قریب آکر کہا۔ اس کے قریب ہونے پر علیان نے داد دینے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"شاور نہ لوں تو کیا اس گندگی کے ساتھ تمہاری روح میں اتر جاؤں؟ مجھے نہیں برداشت، میرے جسم کے علاوہ کوئی بھی چیز تمہیں چھوئے، چاہے وہ میرا ہی خون کیوں نہ ہو۔"

علیان اسے کہتے ہوئے دو قدم کا فاصلہ طے کرتا اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔

"بھلے ہی تم میری دلبر صحیح، مگر تم سے کچھ حساب کتاب باقی ہے۔ باہر انتظار کرو، اور کدو کو تھوڑی دیر بعد دادی کے پاس سے لے آنا۔ اور خبردار جو تم کمرے سے باہر نکلی۔"

وہ اسے واش روم کے باہر چھوڑ کر دروازہ بند کر گیا۔

اس اچانک افتاد پر پہلے پہل مانسا کو کچھ سمجھ نہیں آیا، وہ بس حیرت سے منہ کھولے دروازے کو دیکھتی رہ گئی، جہاں اب اندر سے شاور کی آواز آ رہی تھی۔

اس نے گہری سانس لی اور ڈریسنگ روم سے اپنا ڈریس لے کر خود فریش ہونے چلی گئی۔ وہ بھی نہانا چاہتی تھی۔

وہ جلدی سے شاور لے کر واپس کمرے میں آئی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اور غلطی کر کے اس کے غصے کا مرکز بنے۔ مگر اس سے پہلے اس نے درخشہ سے کہہ کر کھانا اوپر منگوا لیا تھا تاکہ کسی طرح اسے کھلا کر دوا دی جا سکے۔

وہ ڈر اور پریشانی کے ملے جلے احساس کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنے بال سلجھانے لگی۔ پھر ڈرائر سے بال خشک کیے، اور جیسے ہی واش روم کے دروازے کھلنے کی آواز آئی وہ فوراً بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی، تاکہ آرام سے اس کی پٹی کر سکے۔

علیان نے مانسا کو کن آنکھوں سے بیڈ پر بیٹھے دیکھا، مگر اسے نظر انداز کرتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو گیا، اپنے بال پونچھے اور تولیہ صوفے پر پھینک دیا۔ پھر بال سیٹ کیے، باڈی اسپرے کیا اور صوفے پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا۔

مانسا حیرت سے اسے دیکھتی رہ گئی کہ وہ بیڈ پر بیٹھنے کے بجائے اتنی دور جا بیٹھا تھا۔ ابھی وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ دروازہ کھلا اور درخشہ کھانے کی ٹرے لے آئی۔

وہ سیدھا علیان کے سرہانے کھڑی ہو گئی۔

"کھانا... آپ نے کھانا نہیں کھایا تھا تو۔"

مانسا نے اسے کھانے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

مجھے بھوک نہیں ہے، تم کھا لو۔ اور ویسے بھی یہاں اتنی ذمہ داری کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جب تم اتنے اہم معاملے میں بھرپور طریقے سے اپنی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کر چکی ہو تو اب یہ احساس اور خیال کیسا؟

علیان اس کی فکر پر بھرپور جلتے ہوئے بولا جبکہ اس کی بات تو مانسا کے سر کے اوپر سے گزر گئی اور وہ نا سمجھی سے اسے ہی دیکھتی رہی۔

"اتنی انجان مت بنو جیسے تمہیں علم ہی نہ ہو کہ میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں۔"

علیان کو اس کی لاعلمی پر اب جی بھر کر غصہ آیا تھا۔ جتنا وہ اس کا چہرہ دیکھ کر خود کو ہر قسم کے ری ایکشن سے دور رکھنے کی کوشش کر رہا تھا، اتنا ہی اس کی بیوی کی لاعلمی اسے مجبور کر رہی تھی کہ وہ اسے سختی سے جواب دے۔

"مجھے بالکل نہیں پتا آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

مانسا نے غصے کی وجہ سے اس کے ماتھے پر پڑے بلوں کو دیکھتے ہوئے کھانے کی ٹرے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"واہ دلبر... آپ کی یہ لاعلمی پر تو میرا دل کر رہا ہے کہ ماتھا چوم لوں آپ کا۔"

اسے ہنوز بات نہ سمجھتے دیکھ کر علیان دانت کچکچاتے ہوئے بولا۔

"ہیں؟ یا اللہ ایک بیوی دی اور وہ بھی سدا کی بے وقوف!"

اس کے "ہیں؟" پر علیان نے دوہائی لینے کے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب ہے آپ کی بات کا؟ کتنی ہنسی آرہی ہے آپ کو، اور آپ نے مجھے بے وقوف کیوں کہا ہے؟ ایسا کیا کر دیا ہم نے جو آپ جب سے مجھے سنائے جا رہے ہیں؟"

مانسا نے غصے سے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"یہ بتاؤ تم اس رحمان دورانی کے ساتھ گاڑی میں کیوں گئی؟ اور یہ بھی بتاؤ بغیر مجھے اطلاع دیے ہسپتال کیوں گئی، تمہیں پتا ہے وہ خبیث انسان تمہاری تاک میں بیٹھا ہوگا! کیوں گئی تھی تم؟"

اس کی بات پر مانسا لب بھینچ کر خاموش ہو گئی۔

"میں پوچھ رہا ہوں! تمہاری ہمت کیسے ہوئی حویلی سے قدم باہر نکالنے کی؟ کیا واپس اس غلاظت میں جا رہی تھی تم؟"

وہ دھاڑا۔

"ہاں... ایک طوائف اور اس کی اولاد دونوں کا تعلق کوٹھے سے ہی ہوتا ہے۔"

وہ اس کی دھاڑ پر پہلے اسے نم آنکھوں سے دیکھتی رہی، پھر اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کے روبرو ہو گئی۔

اس کے جواب پر علیان کو اپنا ضبط جواب دیتا محسوس ہوا، مگر اس کی شکوہ بھری نظروں کا مطلب وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کہہ بیٹھا ہے۔

میری ایک بات کان کھول کر سن لو مانسا۔ علیان یوسفزئی تم اس حویلی کی بہو اور میری پہلی اور" آخری بیوی ہو، اور آمدہ میری بیٹی ہے۔ میں کبھی اپنی بیٹی پر کسی غلیظ چیز کا سایہ بھی نہیں پڑنے "دوں گا۔ آئندہ تم مجھے بغیر بتائے حویلی سے باہر قدم نہیں نکالو گی۔

وہ اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے بات ختم کرتا ہے۔ پھر اس کے ماتھے کو اپنی آہنی گرفت میں لے کر اس کے لبوں کو ہلکا سا چومتا ہے اور کمرے سے نکل جاتا ہے۔ اب اس کا رخ دادی کے کمرے کی طرف تھا۔

اس کے جانے کے بعد مانسا بیڈ پر بیٹھ کر روتے ہوئے غصے سے اپنا نم چہرہ صاف کرنے لگی۔

بالکل بات نہیں کر رہی میں... بھلا مجھے کیا ضرورت پڑی ہے اس جہنم میں جانے کی؟ کیسے انہوں نے بغیر سوچے سمجھے مجھ پر الزام لگا دیا اور پھر خود ہی بات ختم کر دی۔ اگر میں نے بھی نا کو چنے نہچائے تو میرا تو میرا نام بھی مانسا علیان یوسفزئی نہیں۔ آج کے بعد آپ مجھ پر غصہ کرنے سے پہلے دس بار سوچیں گے۔

مانسا اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے غصے سے بولی۔

اگر مجھے میری بیٹی کی نیند عزیز نہ ہوتی تو آج میں تمہارے سارے بگڑے اعصاب ٹھکانے لگا"
"دیتا۔

وہ کمرے میں آکر بیڈ پر بیٹھا، پھر جھٹکے سے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اس کی گود میں آمدہ کو دیتے ہوئے بولا، جو دادی کے دیے ہوئے ربڑ ٹوائے کو منہ میں لیے بیٹھی تھی۔

فیڈ کرواؤں اسے تاکہ میری رانی اپنی نیند پوری کرے... اور اس کے بابا اس کی ماں کی نیند حرام"
"کریں؟

علیان اس کی قمیض کے اندر ہاتھ ڈالتے ہوئے ہلکے سے بولا۔

اس کی بات پر مانسا کے عارض نا چاہتے ہوئے بھی لال ہو گئے، مگر اپنی ناراضگی برقرار رکھتے ہوئے وہ بغیر کچھ کہے اس کا ہاتھ اپنی قمیض سے نکال کر آمدہ کو فیڈ بنانے لگی۔

دادی کے کمرے سے وہ فیڈر لے کر آئی تھی مگر میڈم نے پورا گرا دیا تھا، اور اپنے باپ کی طرح دائی کو تگنی کا ناچ نچا دیا تھا۔

وہ اسے بیڈ کی دوسری طرف بٹھا کر اردگرد بڑے بڑے کشن رکھ رہی تھی۔ وہ ابھی اس کی سائیڈ پر ہی آئی تھی کہ علیان خاموشی سے اس کی ایک ایک کاروائی دیکھ رہا تھا۔ وہ غصے سے لال چہرے کے ساتھ فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر اس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

چونکہ گولی اس کے سیدھے بازو کو چھو کر گزری تھی، اس لیے علیان ہٹ دھرمی سے اپنا سارا کام اسی ہاتھ سے کر رہا تھا۔

مانسا غصے سے اس کا گیلا بینڈج دیکھ کر اسے گھورنے لگی۔

"یہ کیا ہے؟ ہاں کیا ہے یہ؟ اب آپ لاپرواہی نہیں کر رہے؟ مجھے تو بڑی لمبی چوڑی تقریر سنا دی تھی لاپرواہی پر، اب آپ کا کیا خیال ہے؟"

اس کی گیلی بینڈج دیکھتے ہی وہ پہلے والے غصے میں آگئی۔ اس بار اس کی آواز پہلے سے تیز تھی جس پر علیان اور آمدہ دونوں نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔

آمدہ نے ایک نظر اپنے باپ کو دیکھا، اور فوراً اس کے سینے میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔ اسے بس اپنی ماں کی ڈانٹ اور گھوریاں کم کرنی تھیں۔

علیان نے بھی کچھ نہیں کہا، وہ خود بھی اس ڈانٹ کے نشانے پر تھا مگر اسے مانسا کا یہ نیا روپ اچھا لگ رہا تھا۔

"چپ... بالکل چپ ! خبردار جو تم نے اپنے باپ کی شان میں کوئی بات کی۔"

مانسا نے آمدہ کو ڈانٹتے ہوئے انگلی اس کے لبوں پر رکھ دی۔

آمدہ نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا، پھر فوراً باپ کے سینے میں چھپ گئی۔

مانسا نے آہ بھر کر آمدہ کو دیکھتے ہوئے اس کی فیڈنگ مکمل کروائی، پھر احتیاط سے اس کے زخم کی پٹی کی اور دوائی لگائی۔

اس ساری کاروائی میں علیان بس اسے ہی دیکھتا رہا، جو غصے میں بھی بے حد خوبصورت لگ رہی تھیجو خفا خفای بڑی اپنی لگ رہی تھی۔

ماکسا اس کی بینڈج کرتی اپنا ہاتھ دھونے چلی گئی۔ واپس آنے پر وہ اپنے ساتھ اس کی ویسٹ لانا نہیں بھولی تھی۔ وہ احتیاط سے اس کا ہاتھ اٹھا کر اسے ویسٹ پہنا گئی، پھر خاموشی سے اپنے اور اس کے درمیان کھانا رکھ کر اسے کھلانے لگی۔

علیار تھکا ہارا سا اپنے یونیفارم کی آستین کے کف مروڑتا کمرے کے اندر داخل ہوا۔ پورا کمرہ خالی تھا مگر بیڈ پر لگیج کھلا تھا، اس میں کچھ ضروری کاغذات تھے جو فائل میں قید تھے۔ فائل دیکھتے ہی اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔ وہ صوفے پر بیٹھا پانی کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے لگیج کو ہی دیکھ رہا تھا۔

جب زارا اپنے کچھ سادہ کپڑے—یا یوں کہہ لیں کہ شادی کے وقت ساتھ لائے ہوئے کپڑے—بیڈ پر رکھتی ایک سرسری نگاہ اس پر ڈال کر دوبارہ اپنے کام میں لگ گئی۔ وہ اسے سرے سے نظر

انداز کرتی اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔ پہلے کپڑے، پھر فائل، پھر دوائیاں... اور آخر میں لگیج کا زپ بند کر گئی۔

وہ اسے وہیں چھوڑ کر اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

علیار بس شاک کی کیفیت میں بیٹھا کبھی بند بیگ کو دیکھ رہا تھا اور کبھی آدھے کھلے دروازے کو۔ اسے پرسوں اپنے اور اس کے درمیان ہونے والی تلخ کلامی بھی یاد نہیں آ رہی تھی۔ وہ ہاتھ مسلتے ہوئے ابھی اسے واپس بلانے اور بیگ کے بارے میں پوچھنے ہی والا تھا کہ زارا ٹرے تھامے کمرے میں داخل ہوئی۔

وہ ٹرے صوفے پر رکھ کر اسے دیکھنے لگی۔

"کھانا کھا لیں۔"

وہ عام سے لہجے میں کہہ کر ڈریسنگ ٹیبل سے اپنی چوڑیاں سمیٹنے لگی جو اس نے کافی عرصے سے سنبھال کر رکھی تھیں۔ وہ انہیں باکس میں رکھ کر اپنے بیگ میں بھی رکھ گئی۔

"یہ تم اپنا سارا پرانا سامان کسی کو دے رہی ہو؟"

علیار جو بھوک سے بے حال تھا فوراً کھانے میں لگ گیا، مگر اسے اپنا سامان سمیٹتے دیکھ کر بولا۔

"آپ کھانا کھا لیں، پھر بتاتی ہوں دے رہی ہوں یا نہیں۔"

زارا احتیاط سے زمین پر تکیہ رکھ کر اس پر بیٹھ گئی، کیونکہ وہ کوئی بھی بھاری کام کر کے اپنے بچے کے لیے رسک نہیں لینا چاہتی تھی۔

اس کی بات پر علیار نے حیرت سے اسے دیکھا، جس کا لہجہ اور انداز دونوں بدلے ہوئے تھے۔

"ہم کھا لیا، اب بتاؤ۔"

وہ صوفے سے اٹھ کر بیڈ کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

"اوہ... ہم بتاتی ہوں، مگر ابھی چائے باقی ہے۔"

زارا یہ کہہ کر چائے لینے جانے لگی کہ علیار نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"تم بیٹھو، میں کہہ دیتا ہوں درخشہ لے آئے گی۔"

وہ اس کی آنکھوں میں کچھ عجیب سا دیکھ رہا تھا—جیسے اداسی، جیسے ویرانی۔ اور یہ پہلی بار تھا کہ اسے اپنے دل میں کوئی انجانا سا خوف محسوس ہوا۔

"...آج میرا دل ہے کہ آپ میری ہاتھ کی چائے پئیں"

زارا نے اپنے ہاتھ پر رکھے اس کے ہاتھ کو ہٹاتے ہوئے کہا اور کمرے سے نکل گئی، جبکہ علیار وہیں بیٹھا سوچ میں پڑ گیا۔

اس کے ذہن میں آیا کہ شاید پرسوں ان کی بحث کی وجہ سے اس کا رویہ بدل گیا ہے، یا شاید وہ ناراض ہے۔ وہ خود کو یہی سمجھا کر دل کو تسلی دینے لگا کہ یہ بس وقتی بات ہے۔

"شاید ایسی حالت میں بندہ چڑچڑا ہو ہی جاتا ہے..." وہ اپنے آپ سے سوچتا رہا اور بے چین دل کو قابو کرنے کی کوشش کرتا رہا۔

ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم تھا جب زارا چائے کا ایک کپ تھامے کمرے میں داخل ہوئی۔

"ارے ایک ہی کپ؟ تم نہیں پیو گی؟" علیار نے کپ دیکھ کر پوچھا۔

"ڈاکٹر نے منع کیا ہے۔"

"اچھا..." وہ خاموش ہو گیا۔

علیار چائے پیتا رہا، مگر اس کی نظریں مسلسل زارا پر تھیں۔ وہ کبھی اس کے ہاتھ کو دیکھتا، کبھی اس کے چہرے کو، جیسے ہر نقش کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ زارا خاموش تھی۔

"کہو... کیا بات کرنی تھی تم نے؟"

علیار نے کپ ختم کرتے ہوئے کہا۔ اسے اس کی خاموشی عجیب لگ رہی تھی۔

"پہلے آپ چائے ختم کریں، ورنہ میری باتوں میں ٹھنڈی ہو جائے گی۔"

زارا نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"تم کون سا گھنٹوں مجھ سے باتیں کرتی ہو جو ٹھنڈی ہو جائے گی... کہو تو سہی۔"

علیار نے بھی ہلکی سی مسکراہٹ دینے کی کوشش کی۔

"آپ نے اگر میری بات سنی ہوتی تو آپ کو پتا ہوتا کہ میں کم بولتی ہوں یا زیادہ۔ خیر... یہ لیں۔"

زارا نے کپ اس کے ہاتھ سے لے کر بیڈ کے سائیڈ دراز سے ایک خاکی لفافہ نکالا۔

وہ خاموشی سے اس کے پاس بیٹھ گئی اور کھانا کھلانے لگی۔

"تم بھی تو کھاؤ، بس خود کو کھلاتی جا رہی ہو۔"

علیار نے نرمی سے کہا۔

"دلبر، چپ چاپ خود بھی کھاؤ۔ پہلے ہی میرا بازو ٹھیک نہیں ہے۔"

وہ اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اسے نوالہ کھلاتی رہی۔

آخر کار اس نے بھی خاموشی سے کھانا شروع کر دیا۔

کھانے کے بعد مانسا ٹرے اٹھانے لگی کہ علیار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے دوبارہ بیڈ پر بٹھا دیا اور خود ٹرے رکھ دی۔

اس کی حرکتیں دیکھ کر مانسا کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی آگئی، مگر وہ مسکرا دی۔

"کیا بات ہے دلبر... اکیلے اکیلے مسکرا رہی ہو؟"

علیار واپس آکر بولا۔

اس کی بات پر مسکراہٹ فوراً ختم ہو گئی۔

وہ بیڈ پر لیٹا اور اچانک اسے اپنے اوپر گرا لیا۔ مانسا نے بمشکل ہاتھ سنبھالا۔

آہستہ!" وہ گھبرا گئی۔"

آمدہ بھی فوراً ہلنے لگی۔

"اوہ میری اکدو... ادھر آؤ۔ ابھی بابا اور ماما ضروری بات کر رہے ہیں۔"

وہ اسے اپنی گود میں بٹھا کر بولا۔

پھر مانسا کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدہ ہوا۔

اب بتاؤ دلبر... یہ جو پہلے تم نے بکواس کی تھی، یہ گندا خیال تمہارے دماغ میں آیا کہاں سے؟" جہاں تک میں جانتا ہوں اپنی بیوی کو اسے ان سب چیزوں کا نہ نہیں پتا تو بتاؤ مجھے یہ سب کسی "خبیث نے کہا ہے تم ہم۔؟

علیان بڑے آرام سے اس کی ٹھوڑی پر انگلی سہلاتے ہوئے بولا۔ اس کی بات پکڑ لینے پر مانسا کی آنکھیں فوراً بھر آئیں۔ رحان دورانی کے الفاظ ایک بار پھر اس کے دماغ میں گونجنے لگے۔ وہ سختی سے آنکھیں بند کر کے چہرہ جھکا گئی، جیسے خود کو چھپانا چاہتی ہو۔

بے ساختہ کتنے ہی آنسو اس کی پلکوں کی باڑ توڑ کر اس کے عارض پر بہنے لگے۔

"ارے میرے جگر کے ٹکڑے... میری جان... بس، ٹھیک ہے... کس نے کیا کہا ہے تمہیں؟ یہ بکواس کس نے کی ہے؟ کیونکہ میں جانتا ہوں میری ماکسا ایسا ویسا کچھ سوچ بھی نہیں سکتی۔"

علیان اسے روتا دیکھ کر بار بار اس کے آنسو صاف کرتا ہوا بولا۔

"اب بس رونا بند کرو، صاف صاف بتاؤ ہوا کیا تھا؟ کیوں گئی تھی تم اس کے ساتھ؟"

وہ اسے ہنوز روتا دیکھ کر ٹوکتے ہوئے بولا۔

"پھر وہی بات... میں گئی تھی؟ آپ نے دیکھا تھا مجھے جاتے ہوئے؟ جب سے الزام لگا رہے ہیں... تم... تم نے دیکھا تھا مجھے؟"

اس کے بے جا الزام پر مانسا تپتے ہوئے اس کے کشادہ سینے پر تین چار ہلکے تھپڑ لگا کر بولی۔

اس کے ری ایکشن اور سوال پر علیان خاموش سا ہو گیا۔ اسے تو بس درخشہ سے سنا تھا کہ وہ گئی ہے... اور وہ فوراً پریشان ہو گیا تھا۔

وہ کچھ لمحے خاموش رہا، پھر اسے دیکھنے لگا۔

"تو یہی تو میں کہہ رہا ہوں میری جان... وہاں کیا ہوا تھا؟ جب تک تم بتاؤ گی نہیں مجھے پتا کیسے چلے گا؟"

ہاں تو یہی تو میں اپنی جان سے پوچھ رہا ہوں کہ ہوا کیا تھا۔

علیان اس کے چہرے پر آئے ہوئے بال پیچھے کرتا، اسے مزید اپنے سینے کے اوپر کرتا بولا۔

"آپ نے... آپ نے پہلے یہ نہیں پوچھا تھا؟" اس کے لہجے کو نرم پڑتا دیکھ کر مانسا اب سسکیاں لے کر اسے چکوا رہی تھی۔

"تو میری جان کا ٹوٹا ہوا دل تو پوچھ رہا ہوں نا، کیا ہوا تھا وہاں؟ اور ایسی بھی کیا ایمرجنسی تھی کہ اگر میں دن میں نہ بھی آتا تو رات آکر اپنی کدو کو اور کدو کی روتی امی دونوں کو اپنے ساتھ لے جاتا۔"

علیان اسے تسلی سے سہلاتے ہوئے، سائڈ ٹیبل سے ٹشو اٹھا کر اس کے آنسو صاف کرتا، اپنی ٹانگیں لمبی کرتے ہوئے اسے اپنے اوپر آرام سے منتقل کر گیا تھا۔ اس طرح کہ مانسا علیان کے سینے پر تھوڑی لگائے لیٹی رہے۔

"وہ... وہ میں نے سوچا اتنی گرمی ہے، پہلے ہی آپ کو بہت کام ہونگے، یہاں آدھے گھنٹے دور پر تو ہے ہاسپٹل، اس لیے میں لے جاتی ہوں تاکہ آپ شام میں آکر پریشان نہ ہوں۔ اور میں مورے سے اجازت لے کر گئی تھی۔"

"وہاں سب کچھ ہو گیا تھا، ہم باہر نکل رہے تھے۔ آمدہ سو چکی تھی کیونکہ آمدہ کے دانت کی دوائی لینے میں کافی ٹائم لگ گیا تھا۔ اور جب میں باہر نکلنے لگی، درخشہ نے اپنا بیگ بھول دیا تھا، وہ اسے لینے گئی تو میں نے سوچا اکیلے ہی گاڑی تک چلی جاتی ہوں... مگر پھر نا جانے کہاں سے وہ آگیا، اور وہ مجھے دھمکانے لگا تھا۔"

مانسا نے بمشکل اپنے رونے پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"اس نے کیا کہا تھا؟ مجھے لفظ بہ لفظ بتاؤ۔"

اس کی بات سنتے ہی علیان کا موڈ ایک بار پھر غارت ہوتا محسوس ہوا۔ اس کی دھمکانے والی بات پر اس کے اعصاب تن گئے تھے۔ وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بولا۔

"وہ... وہ کہہ رہا تھا، 'اے لڑکی تو چپ چاپ میرے ساتھ چل رہی ہے یا یہاں سے گھسیٹے ہوئے لے کر جاؤ... یوسفزئی کی پاک باز اور پارسا بہو کو....'"

مانسا نے بمشکل اس کا پہلا جملہ دہرایا اور مزید بولنے کے لیے خود میں ہمت جمع کرنے لگی۔ کیسے بولتی اپنے ہی شوہر اور بیٹی کے لیے اس کے کہے گھٹیا اور سیاہ الفاظ۔

"مانسا، اور کیا کہا ہے اس نے؟ بتاؤ مجھے، جو بھی اس نے کہا ہے۔"

علیان اسے اپنے لبوں کو بند کرتے دیکھ کر سختی سے بولا۔

"علیان، ہم سے نہیں کہا جائے گا جو اس نے کہا، آپ سمجھ کیوں نہیں رہے؟"

اس کی ضد پر مانسا کو اب پریشانی ہونے لگی تھی۔

سمجھ! سمجھ میں نہیں رہا؟" علیان تلخ لہجے میں بولا۔ "تو تم سمجھ نہیں رہی ہو! وہ زہریلے الفاظ" میرے لیے سننا بہت ضروری ہے تاکہ ان الفاظ کی تکلیف میں اپنے دل پر محسوس کروں اور "اسے بد سے بدتر موت دے سکوں۔

وہ اپنے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ اس کی وہی ضد پر مانسا نے اسے بے بسی سے دیکھا۔

بول دو میری جان... آج ایک آخری بار ان الفاظ کو دہرا دو، اور ان کا زہر مجھے دے دو۔ میں نہیں" "چاہتا میری میٹھی سی بیوی اس کی کڑواہٹ اپنے اندر رکھے۔

علیان اس کے گال سہلاتا، اسے کسی بھی طرح آمادہ کرنا چاہتا تھا۔

"...اس نے کہا تھا"

حیرت ہے جس حساب سے تیرے اس... اس... اس شوہر نے اس سے اپنی بیٹی بنایا جو بہت جلد جلدپیدا ہونے والی ہے، لگ رہا ہے کہ تو یہاں آنے سے پہلے اس کے ساتھ رنگ رنگ رلیاں منا چکی ہے، تبھی تو اتنے آرام سے کوٹھے میں پیدا ہونے والی لڑکی کو اپنی بیٹی بنا چکا ہے، آخر یہ اس کی ناجائز بیٹی ہے۔

یہ الفاظ ماں کسا نے بمشکل اپنے آنسو روکتے ہوئے کہے تھے، اور اس سارے وقت اس کی نظریں بس آمدہ پر تھیں۔

اس نے کتنی مشکل سے یہ الفاظ کہے تھے، یہ صرف اس کا دل جانتا تھا۔ وہ الفاظ تھے یا پچھلا سا سیسہ۔

ماں کسا نے اپنی نم نظریں آمدہ پر سے ہٹائیں اور اپنے سامنے بیٹھے علیان کو دیکھا، جو آنکھوں میں لہو لیے سامنے دیوار کو گھور رہا تھا۔

علیان اس نے اس نے مجھے ان ہی نظروں سے دیکھا تھا، ہماری بیٹی کو ایسے ہی دیکھ رہا تھا، کہہ رہا تھا وہ سب کو بتا دے گا میری بیٹی کہاں پیدا ہوئی ہے۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا، میں کیا کروں؟ اس لیے میں نے شور نہیں کیا۔ آپ... آپ کچھ کریں، ہمیں کسی ایسی جگہ لے جائیں جہاں ہمیں کوئی جانتا نہ ہو، جہاں اس کا سایہ بھی ہم تک نہ پہنچ سکے۔ مجھے اس کی موجودگی سے خوف آتا ہے۔ اسے کیسے پتا چلا میں ہاسپٹل گئی ہوں؟ وہ یقینا میرا پیچھا کر رہا ہے، مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ آپ ہم دونوں کو کہیں چھپا دیں، ورنہ وہ آپ کو بھی کچھ کر دے گا۔ وہ بہت برا ہے... بہت برا۔

وہ لڑکیوں کو ایسے گندے گندے لباسوں میں تیار کرواتا ہے، اور جو نہیں ہوتیں ان پر اپنے آدمیوں سے کہہ کر زبردستی ان کے کپڑے پھاڑتا ہے، سب کے سامنے۔ وہ ان سب کو کسی جانور کی طرح باندھتا، گھسیٹتا، نوچتا ہے۔ رات رات بھر ان کی چیخوں کی آواز آتی ہے۔ اور وہ عورت... وہ عورت... ہشش...چپ...چپ... میری جان، نا یہاں وہ آئے گا، نا کوئی عورت۔ یہ تمہارا گھر ہے، اور گھر گھر کی عورتوں اور اس کے ناموس کی حفاظت کے لیے ہوتا ہے۔ اور اس گھر کا محافظ ابھی زندہ ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اللہ ہے، میری جان، جس نے اس غلیظ جگہ پر بھی میری بیوی اور بیٹی کو پاک رکھا ہے۔ انسان مرد ہو یا عورت، پاک نیت اور نظر سے ہوتا ہے، جسم سے نہیں۔ ورنہ دوسری شادی کرنے والے مرد عورت ناپاک نہیں ہوتے۔ ہمارا رب نیت دیکھتا ہے۔ اب خاموش ہو جاؤ، دیکھو آئندہ بھی کیسے تمہیں دیکھ رہی ہے۔ کدو... ماما... گڈ گرل، ماما نہیں روتی۔

علیان اس کا نم چہرہ صاف کرتے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگا لیتا ہے، ساتھ آئندہ کو بھی تھام لیتا ہے جو اب کھیلتے کھیلتے سونے کی طرف مائل ہو رہی تھی۔ اسے اب ان دونوں کو خود ہی سنبھالنا تھا۔ اپنی بیوی کی کیفیت وہ دیکھ چکا تھا جو کب سے خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی مگر اندر سے ٹوٹ رہی تھی۔ اس کے اس درد سے وہ بھی ناواقف تھا۔ وہ سوچوں میں کھو جاتا ہے، اور پھر سائڈ ٹیبل سے ایک خاکی لفافہ اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتا ہے۔

علیار نے ماتھے پر بل ڈالے پہلے اس کے چہرے کو دیکھا جو بے تاثر تھا، پھر اس خاکی لفافے کو دیکھنے لگا۔ اس کا دل گواہی دے رہا تھا، مگر وہ چاہ کر بھی اس پر یقین نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اس لفافے کو دیکھتے ہوئے بمشکل اپنے دماغ میں اٹھتی دھمک پر قابو پایا۔ وہ سمجھ رہا تھا یہ سب کس طرف جا رہا ہے، مگر وہ مر کر بھی اس کے حق میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔

علیار کو اب اس جگہ سے وحشت ہونے لگی۔ وہ تڑ سے اٹھا اور جانے لگا تو زارا نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

علیار، میں آپ کو کچھ دے رہی تھی اور آپ اسے بغیر دیکھے ہی جا رہے تھے؟" زارا اس کے" سامنے آکر اس کا راستہ روکتے ہوئے بولی، جبکہ علیار کو اپنا نام بھی اتنا برا نہیں لگا جتنا اسے "علی" کہہ کر پکارنے والی کی آواز اچھی لگتی تھی۔ وہ اپنے ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کرتا ہے۔

ک... کیا دے رہی ہو؟ بعد میں دیکھ لوں گا، مجھے جانا ہے۔" علیار نے کہا۔"

زارا ماتھے پر بل ڈالے اس کی عجیب سی حالت دیکھ رہی تھی، جو کپکپا رہا تھا اور اس سے نظریں چرا رہا تھا۔

عیار تو ہمیشہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والا بندہ ہے، تو یہ اچانک کیا ہوا؟ وہ سوچ ہی رہی تھی جب علیار اس کے سائیڈ سے لگنے کی کوشش کرنے لگا، مگر زارا نے دو بار اس کا راستہ روک لیا۔

"علیان، میں بات کر رہی ہوں اور آپ بار بار باہر جانے کی کر رہے ہیں۔ کم از کم میری بات تو سن لیں۔ اس اینویلپ میں کیا ہے اور ویسے بھی آپ دیکھیں گے، اس کے بعد ہی میں یہاں سے جاؤں گی۔"

زارا غصے سے دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوئی اور ہاتھ میں لیے ہوئے اینویلپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ اس نے آخر بات قدرے سخت انداز میں کہی تھی مگر علیان نے بخوبی سن لی تھی اور وہ غصے سے زارا کو دیکھنے لگا۔ زارا کو اب اس کی طبیعت اور رویہ دونوں عجیب لگ رہے تھے، وہ کافی عجیب بیہیو کر رہا تھا، مگر جب کمرے میں آیا تھا تو ٹھیک تھا۔

"یہ دیکھو، اس میں پیپرز ہیں۔"

"ہشش! بشش! چپ، بالکل چپ۔ ایک لفظ نہیں کہو تم... سنا تم؟ ایک لفظ نہیں کہو گی تم! اور کیا ہے ان پیپرز میں، ہاں؟ کیا ہے؟"

زارا نے ابھی پیپر لفافے سے نکالے ہی تھے کہ علیان اس پر جھپٹ پڑا۔ وہ اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروانے لگا، ایک ایک لفظ پیچ کر بولا۔ اس کی دھاڑتی آواز پر زارا مزید سہم کر اس سے دور ہونا چاہا، مگر وہ اسے مزید دیوار سے لگا گیا۔ زارا کی مسلسل نظر پھیر لینے کی کوشش کو محسوس کر کے علیان نے پیپر اس کے ہاتھ سے جھپٹنے کے انداز میں لے کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

زارا منہ پر ہاتھ رکھے اس کی حرکت دیکھ رہی تھی جو کوئی دیوانہ معلوم ہو رہا تھا۔

"ادھر آؤ، کیا تھا ان پیپرز میں؟ ہم؟"

علیان پیپر پھاڑنے کے بعد جیسے ہی اس سے دور ہوا تھا، زارا اس سے فاصلے پر ہو گئی۔ وہ ایسی حالت میں رسک نہیں لے سکتی تھی۔ اسے اپنے سے دور جاتا دیکھ کر علیان دو قدم کا فاصلہ طے کرتا، اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے سینے سے لگا کر استفسار کرنے لگا۔ چہرہ غصے کی شدت سے سرخ تھا اور گردن کی رگیں بھی ابھر رہی تھیں۔

تم مجھے چھوڑنے جا رہی تھی؟ مجھ سے خفا ہو کر چلی جاؤ گی مجھے... میں کیسے رہوں گا تمہارے بغیر؟"
تمہارا علیان کیسے رہے گا تمہارے بغیر؟ تم مجھے کیسے چھوڑ کر جا سکتی ہو؟ ہاں؟ سوچا بھی کیسے تم
"نے کہ تم مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی؟

اس کی آنکھوں میں تیرتی بے یقینی اور خوف کو دیکھ کر وہ اپنا لہجہ نرم کرتے ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد باندھے اور دوسرے سے اس کا چہرہ تھامے بولا۔

زارا اس کی پل پل بدلتی کیفیت پر حیران اپنی آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی، آنکھوں میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔ اس کی حالت اسے اب پریشانی میں مبتلا کر رہی تھی۔ بار بار اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو اس کی داڑھی میں جذب ہو رہے تھے۔

"جواب دو... مجھے خاموش کیوں ہو گی؟ چھوڑ کر جا رہی تھی مجھے؟ یہ سامان! یہ سامان! تم نے کیوں پیک کیا ہے؟ ہاں؟ کیوں کیا ہے؟ مجھ سے دور جانے کے لیے ہی نا؟"

وہ اچانک بیڈ پر رکھے اس کے لائیج کو زمین پر پھینک گیا۔ اس اچانک افتاد پر زارا منہ پر ہاتھ رکھے اس کا بھرا ہوا روپ دیکھ رہی تھی جو اس کے جانے کے بھانپ سے ہی پاگل سا ہو رہا تھا۔

"میں... میں وہ... میں وہ نہیں"

"اس دن بھی کہا تھا نا تم سے! تم کہیں نہیں جاؤ گی... پھر کیوں جا رہی تھی؟ ہاں؟ اس بچے کے لیے؟ اس بچے کے لیے مجھے چھوڑ کر جا رہی تھی؟ اس دن تم نے مجھے کہا تھا نا..."

جیسا ہوں ویسا قبول کر لو گی، پھر کیوں جا رہی ہو؟ مجھ سے زیادہ محبت ہے تمہیں اس سے؟ کیوں نہیں سمجھ رہی تم؟ میں نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر... تم کیوں نہیں سمجھ رہی میری کیفیت، میری مجبوریاں؟

علیان زارا کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے اس کا ہاتھ تھامے بولنے لگا، اور نا جانے کتنے ہی آنسو اس کے چہرے پر بہہ رہے تھے۔ وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح اس سے لڑنے، جھگڑنے اور منت کرنے پر آگیا تھا، اور زارا پر ایسا سکتہ طاری تھا کہ اسے اپنی زبان گنگ ہوتی محسوس ہوئی۔

"کیوں جا رہی ہو؟ بیوی... مت جاؤ تم... تمہارا علیان مر جائے گا تمہارے بغیر... تمہارے بغیر میں زندہ رہ کے کیا کروں گا؟"

اس نے روتے ہوئے اس کا چہرہ اپنی گود میں چھپا لیا۔

"میں جا رہی ہوں؟ میں نہیں جا رہی علی... آپ نے مجبور کیا مجھے جانے پر... آپ نے مجبور کیا ہے مجھے یہ فیصلہ کرنے پر... آپ ایک ماں سے کہہ رہے ہیں کہ اپنی اولاد اور شوہر میں کسی ایک کو چنے!"

زارا کے الفاظ پر علیان ساکت سا رہ گیا۔ اس کا دماغ کہہ رہا تھا اس کی بات پر یقین مت کرے، مگر دل... دل تو بکھر رہا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر زارا کو اپنے دل میں درد کی لہر اٹھتی محسوس ہوئی۔ وہ اپنے محبوب شوہر کو کبھی اس حالت میں نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ نا چاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

یہ کیسا امتحان تھا زندگی کا...؟

اسے اب اندازہ ہو رہا تھا کہ بہت کچھ ہے جو علیان اس سے چھپا رہا ہے۔ اس کی آنکھوں کا دکھ، اس کی بے بسی—سب کچھ چیخ چیخ کر کچھ اور کہہ رہا تھا، مگر وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"علی... مجھے جانا ہے... آپ مجھے دوبارہ مجبور نہ کریں..."

اس نے زبردستی اس کا چہرہ اپنی گود سے اٹھایا۔

میں نہیں بناؤں گا کوئی پیپرز... اور نہ ہی تم کہیں جاؤ گی۔ اور اگر تم نے ایک قدم بھی اس کمرے"
" ! سے باہر نکالنے کی کوشش کی تو زارا... میں اپنی جان لے لوں گا

علیان نے اچانک اپنی گن نکال کر اپنے سر پر رکھ لی۔ اس اچانک افتاد پر زارا نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

" ! علی ! نیچے کریں اسے ! پلیز ! اللہ کا واسطہ ہے ! نیچے کریں اسے"

وہ تڑپ کر اس کے قریب پہنچی، مگر وہ اسے ہاتھ کے اشارے سے روک گیا۔

"...پہلے وعدہ کرو... تم کہیں نہیں جا رہی"

" ! نہیں... پہلے تم اسے نیچے کرو... یہ کیا کر رہے ہو تم ؟"

" ! وعدہ کرو، زارا... وعدہ کرو"

۔ علیار اسکی بات پر نفی میں سر ہلاتے بولا

اچھا... اچھا وعدہ نہیں جا رہی میں کہیں... میں... میں اسے بھی واپس رکھ رہی ہوں، بس یہ لیں" آپ اسے نیچے کریں۔ یہ میں نے آپ کے دراز میں رکھ دی، بس اس کی چابی بھی آپ رکھ لیجئے "گا۔

زارا اسے تھوڑا بہت آمادہ ہوتا دیکھ کر جلدی سے بیگ کھولتی، کاغذ اسے پرسنل سائیڈ دراز میں رکھ گئی۔

"ایسے نہیں... تم... تم اس کی چابی بھی مجھے دو۔"

علیان کو ابھی بھی اس کی بات پر یقین نہیں ہوا تھا۔

"...اچھا یہ لیں، چابی بھی لیں۔ اسے چھوڑ دیں، میرے پاس آجائیں۔ ادھر آئیں"

زارا اس کی طرف چابی کرتے ہوئے اسے گن نیچے رکھنے کا کہہ رہی تھی، اسے اپنے پاس بلانے لگی۔ وہ نگاہیں بس اس کی انگلی پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ سانس روکے بس اس کی انگلی کو ہی دیکھ رہا تھا۔

علیان کی لال، نم زدہ آنکھیں... اس کا یوں ایک ایک لفظ بولنا... یہ سب دیکھ کر زارا کو اپنا کلیجہ منہ کو آتا محسوس ہوا۔

"اچھا میں وہاں آجاؤں؟"

علیان نے تھک ہار کر گن نیچے کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں، آپ یہاں آجائیں... بلکہ ایک کام کرتے ہیں، ہم دونوں وہاں تھوڑی دیر سو جاتے ہیں۔"

اسے گن نیچے کرتا دیکھ کر زارا نے سکھ کا سانس لیا اور بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"! نہیں"

اس کی بات پر علیان فوراً جی اٹھا۔ اس کے یوں اچانک اٹھنے پر زارا ہیڈ بورڈ سے جا لگی۔

"نہیں... مجھے پتا ہے تم جان کر مجھے سلانا چاہ رہی ہو تاکہ میں سو جاؤں اور تم یہاں سے چلی جاؤ۔"

وہ دوبارہ گن اپنے سر پر رکھتے ہوئے بولا۔

علی... آپ کی قسم میں کہیں نہیں جا رہی... آپ یہاں آ جائیں، اسے رکھ دیں... اب مجھے تکلیف" "ہو رہی ہے۔ آپ کیوں مجھے اتنا تنگ کر رہے ہیں؟

زارا کی آواز بھر آئی۔ اسے اپنی جان خطرے میں محسوس ہو رہی تھی، اور وہ گن بار بار اپنے سر پر ایسے تان رہا تھا جیسے کوئی کھلونا ہو۔

"! تم... تم میری قسم کیوں کھا رہی ہو؟ اللہ کی قسم کھاؤ... میں بس اسی کی قسم مانتا ہوں"

علیان نے پھر بھی تصدیق چاہی۔

اس کی اس حرکت پر زارا نے بے بسی سے اسے دیکھا، پھر ایک جھٹکے میں بیڈ سے اتر کر واش روم کی طرف چلی گئی۔ اس نے جان کر دروازہ کھلا چھوڑا تاکہ وہ اندر آ سکے۔

علیان بھی فوراً اس کے پیچھے آیا مگر دروازے سے ہی جھانکتا کھڑا رہا۔

زارا کو وضو کرتے دیکھ کر وہ وہیں رک گیا۔ اس کا دماغ ہر طرح کی منفی سوچوں سے بھرا ہوا تھا، مگر وہ خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

زارا وضو مکمل کر کے باہر آئی اور اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"یہ لیں... اب میں وضو میں ہوں، ٹھیک؟"

اس نے تھکن سے کہا۔

اب اسے پکا یقین ہو گیا تھا کہ بہت کچھ ہے جو اس کا میاں اس سے چھپا رہا ہے... مگر وہ بھی بات کی تہہ تک پہنچ کر رہے گی۔

میں وضو کی حالت میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا رہی... نہ آج،" "...نہ کل، نہ کبھی

:وہ رک گئی، پھر نرم آواز میں بولی

"...بس اب یہ سیفٹی لاک بند کریں اور اسے رکھ دیں"

زارا اس کی ضد کو سرے سے ختم کرتی ہوئی بولی۔ اس کے وعدے پر علیان مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگا اور گن کی سیفٹی لاک کرتا ہوا آگے بڑھا، دراز میں رکھ کر اسے لاک کر دیا۔

گن رکھتا دیکھ کر زارا نے سکھ کا سانس لیا اور وہ واپس مڑ کر کمرے سے جانے لگی جب علیان تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

" ! کہاں جا رہی ہو؟ ابھی تو تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم نہیں جاؤ گی"

علیان اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنی طرف گھماتے ہوئے بولا۔ اس کے چہرے پر اب بھی وہی ڈرے ہوئے تاثرات تھے۔ زارا کو اب حقیقی معنوں میں اس کی فکر ہونے لگی۔

"...میں کچن میں جا رہی تھی، رات کے کھانے کا دیکھنے"

زارا نے اس کے ڈرے ہوئے تاثرات دیکھ کر وضاحت دی۔

نہیں... تم مت جاؤ، یہیں رہو میرے پاس۔ مجھے اکیلے ڈر لگے گا۔ ابھی تم نے کہا تھا نا ہم" "...سوئیں گے تو تم میرے ساتھ ہو گی

علیان اسے بیڈ پر لاتے ہوئے بولا۔

اس کی بات پر زارا نے سرد سانس کھینچی۔ بہت سی کڑیاں تھیں جنہیں جوڑنا تھا، مگر ابھی وہ جلد بازی نہیں کر سکتی تھی۔ علیان کے معاملے پر وہ بعد میں سوچنے کا ارادہ رکھتی تھی، ابھی اسے اس کے ساتھ کی ضرورت تھی... اور وہ اسے مشکل وقت میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

وہ اس کی چوڑی پشت کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگی، پھر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"ایک منٹ... آپ نے ہاتھ دھوئے تھے؟"

زارا نے اچانک سوال کیا۔ اسے یاد آیا کہ وہ کھانا لانے گئی تھی اور واپسی پر اس نے ہاتھ دھوئے بھی تھے یا نہیں۔

اس کی بات پر علیان نے منہ بھورتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔

"علی! یہ کون سی گندی عادت ہے؟ آپ نے ہاتھ ہی نہیں دھوئے؟ ابھی کے ابھی؟ اور آپ ایسے ہی سونے لگے تھے؟ نہائے گا کون؟ چلیں واشروم میں... آج میں آپ کو اچھی طرح ہاتھ دھلاؤں گی۔"

زارا نے ساری ناراضگی ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

"مگر..."

علیان نے احتجاج کرنا چاہا مگر زارا نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ دی۔

"بس ایک لفظ نہیں... چپ چاپ چلیں میرے ساتھ۔"

وہ جلدی سے باتھ ٹب بھرنے لگی۔ پھر اسے وہیں چھوڑ کر کپڑے نکالنے چلی گئی۔

واشروم میں واپس آکر اس نے ٹب کا پانی چیک کیا اور شاور جیل تلاش کرنے لگی۔

"علی... کون سا صابن ڈالوں؟"

اس نے مختلف فلیورز دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"...بلیو والا ڈال دو"

علیان نے بس اندازے سے کہہ دیا۔ وہ خود اسے دیکھنے میں لگا ہوا تھا، باقی چیزوں کی خبر ہی نہیں تھی۔

"بلیو کیوں؟"

"کیونکہ بلیو والا ہم تینوں کا فیورٹ ہے... آپ کا، میرا، اور آلو کا۔"

زارا نے بڑے مزے سے کہا اور اس کا ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھ دیا۔

"آلو؟"

"!ہاں... آلو، کدو کا بھائی آلو"

علیان پل بھر میں سمجھ گیا کہ وہ ان کے آنے والے بچے کی بات کر رہی ہے۔

زارا نے جان کر اسی وقت بات چھیڑتے ہوئے با غور اس کے تاثرات دیکھے، جو پہلے کی طرح ناگوار نہیں تھے۔ وہ بس یک ٹک اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا تھا جو اس کے پیٹ پر رکھا تھا۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے اپنا دوسرا ہاتھ اس کی کمر سے گزارا، اسے اپنے قریب کیا اور اس کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکا دیا۔

"...تم بھی میرے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"

وہ مان بھرے لہجے میں اس سے فریاد کرنے لگا۔

اس کے اندازِ فریاد پر زارا انکار ہی نہیں کر سکی۔ وہ چینج کرنے ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ جب تک وہ آئی، علیان بھی باتھ ٹب میں بیٹھ گیا تھا۔

جب تک وہ آئی وہ آنکھیں موندے باتھ ٹب میں بیٹھا اپنے سر کو ہیڈ ریسٹ پر ٹکائے ہوئے تھا۔

زارا احتیاط سے بغیر کسی آواز کے باتھ ٹب میں داخل ہوئی۔ اسے باتھ ٹب میں آتے دیکھ کر علیان نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

وہ باتھ ٹب کی دوسری سمت بیٹھ رہی تھی جہاں سے وہ اور علیان آمنے سامنے ہوتے۔ علیان نے اس کی کلائی تھامی اور اسے اپنی سمت بٹھا لیا۔ اب اس کی پشت علیان کے سینے سے لگی تھی۔

اس کے بدن میں اپنی ٹی شرٹ دیکھ کر علیان نے ایک ہلکی سی سانس لی۔ اس معاملے میں اس کی بہادری اور صبر دونوں ہی ختم ہو جاتے تھے۔ ابھی کچھ دیر پہلے جو کچھ ہوا تھا، اس کے بعد وہ خود کو اس کی نظر میں بہت صابر ثابت کر چکی تھی—جو اپنی ذات سے پہلے اسے فوقیت دے رہی تھی۔

اس کی اس عمل کے بعد علیان کو خود بہت چھوٹا اور خود غرض محسوس ہوا، مگر وہ اسے یہاں سے جانے نہیں دے سکتا تھا۔

"...یہ بھی اتار دو"

علیان نے ایک ہاتھ سے اس کی ٹی شرٹ اور دوسرے ہاتھ سے اپنے ٹراؤزر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، جو پہلے ہی گیلا ہو چکا تھا۔

اس کی بات پر زارا نے گردن موڑ کر اسے گھورا۔کم گھور، زیادہ حیرت سے۔

"...اتار دو... میں کچھ نہیں کر رہا، وعدہ"

اس کے گھورنے پر علیان فوراً آنکھیں موندتے ہوئے بولا۔

زارا نے بھی بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اتار دی۔ ویسے بھی باتھ ٹب میں بنا جھاگ ان دونوں کی گردن تک آ رہا تھا۔

علیار فوراً اسے اپنی آنکھیں موندتے ہوئے بولا تو زارا نے بھی بغیر کسی بینس کے اتار دی۔ ویسے بھی ببل سوپ سے بنا جھاگ ان دونوں کی گردن تک آ رہا تھا۔

زارا نے ٹی شرٹ اتارتے ہوئے ہاتھ کے ٹب کے پاس ہی نیچے رکھ دی اور ساتھ ٹراؤزر بھی۔ علیار نے حیرت سے اپنی ٹراؤزر اور ٹی شرٹ کو دیکھا، مطلب اس کی ہر چیز پر قبضہ ہو چکا تھا۔

ابھی وہ بغور اپنی نئی ٹی شرٹ کو زمین میں سلامی دیتے دیکھ ہی رہا تھا جب زارا بڑے آرام سے اس کے سینے سے اپنی پشت لگاتے آنکھیں موند گئی۔

"ادھر دیکھیں۔"

"ہاں؟"

زارا ناول سے اس کے بال رگڑتے اس کی گردن سیدھی کرتے بولی، جو بار بار اسے ادھر ادھر کرتا اسے تنگ کر رہا تھا۔

"! علی"

"ہم؟"

"میں کیا اماں ہوں؟"

زارا نے یونہی مصروف سے انداز میں اس کے بال خشک کرتے ہوئے کہا۔

"...نہیں تو"

اس کے سوال پر علیار اپنے سر پر رکھا اس کا ہاتھ بناتے اس کی شکل دیکھتے بولا، جس کے نین نقش تو بالکل سنجیدہ تھے مگر آنکھوں کی چمک کچھ اور ہی پیغام دے رہی تھی۔

"تو میں آپ کو بیبی کیوں کر رہی ہوں؟"

"اہم... کیونکہ تم میری بیوی ہو۔"

علیار اب اس کی بات میں چھپی شرارت سمجھتے عام سے انداز میں جواب دے گیا۔

" ! اچھا بیوی"

زارا نے "بیوی" پر کافی زور دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بیوی کیا ہوتی ہے؟"

وہ اب اس کے بال برش کرتی بڑے آرام سے بولی۔ اب کی بار علیار ٹھٹکا تھا۔

"بیوی؟"

اس کے سوال پر علیار بھی سوچ میں پڑ گیا۔

"ہاں بیوی؟"

اسے سوچ میں مبتلا ہوتا دیکھ کر زارا نے ایک بار پھر اپنا سوال دہرایا۔

"میں نے تمہیں بیوی کا مجھے پتا نہیں وہ کیا ہوتی ہے۔ میرے لیے بس تم ہو، جو بھی ہو بس تم ہو۔ کسی خاکے میں نہیں ڈالا کیونکہ میرے لیے تم اس مقام کی جیتی جاگتی ہستی ہو، مجھ میں بستی ہو۔"

علیار نے یہ سب اس سے صرف کہا نہیں بلکہ اس کی ہتھیلی پر لکھ دیا۔ وہ ایک ایک لفظ کر کے لکھتا اس کے سمجھنے کا انتظار کرتا، پھر دوسرا لفظ لکھتا۔

اس کی حرکت پر زارا نے حیرت سے اسے دیکھا جو بولتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ کہا کچھ نہیں تھا مگر آنکھیں اور الفاظ جو کہہ چکے تھے وہ سمجھ چکی تھی، مگر یقین کی ڈور ابھی تھامنے میں وقت تھا۔

"چلیں، سونا نہیں ہے اب میں تھک گئی ہوں۔"

زارا خود ہی نظروں کا تسلسل توڑتے ہوئے بولی۔

اس کی بات پر علیار مسکرا دیا۔

زارا نے حیرت سے اس کی مسکراہٹ کو دیکھا۔ اس کی روح نکالنے کے بعد کتنے آرام سے مسکرا رہا تھا۔

"مگر خیر... میں نے بھی آپ کو ایسا سبق سکھانا ہے، علیار صاحب کے سارے کھاتے ایک ہی بار میں بند ہو جائیں گے، اور اگر میں نے بھی ایسا نہ کیا تو میں اپنے آلو کی اماں نہیں۔"

زارا کسی سیریل کے ویمپ کی طرح محوِ گفتگو تھی، پھر خود ہی اپنی حرکت پر ٹھٹک کر سیدھی ہو کر استغفار پڑھ گئی۔

"بیوی کہاں کھو گئیں، اب آجاؤ۔"

علیار اسے ہنوز وہیں دیکھ کر بولا۔

"ہاں آئی۔"

زارا جلدی سے برش وہیں رکھتی اس کے ساتھ ہی کمفرٹر میں گھس گئی۔ آج تین دن بعد سکون کی نیند سو سکے گی، یا شاید مہینوں بعد۔

زارا کو سوچ کر ہی خود پر ایک سکون کا احساس طاری ہوتا محسوس ہوا۔ وہ اپنی سائڈ پر لیٹتی خود پر اور علیار پر اچھے سے کمفرٹر دے گئی۔

"چلیں اب سو جائیں۔"

زارا اس سے لائٹ آف کرتے بولی۔

...آگے کیا کرنا تھا یہ وہ سوچ چکی تھی

!سائیں ! سائیں

زرتاشہ کمرے میں داخل ہوتے اردگرد نظریں دوڑاتی اسے آواز دینے لگی، مگر پورا کمرہ خالی دیکھ کر اپنے سر پر ہاتھ مارتے اسٹڈی کی طرف چل دی۔ یقیناً وہ وہیں ہوگا۔یہ سوچتے بڑے مزے سے اسٹڈی کی طرف چل دی۔

دبے پاؤں وہ اسٹڈی کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہو گئی۔ جو نہیں وہ اندر داخل ہوئی پوری اسٹڈی اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔

سوائے اسٹڈی ٹیبل کے، جہاں رکھی ٹیبل لیمپ جلتے ہوئے دارار کا عکس بخوبی دکھا رہی تھی، جو اپنےپیٹ صوفے سے لگائے بیٹھا تھا۔

زرتاشہ دبے پاؤں اس کے قریب جاتی اچانک ہی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ گئی۔

" ! بھاو"

زرتاشہ نے اسے اچانک چونکا کر ڈرانا چاہا مگر دارار یونہی آنکھیں موندے رہا۔ اس کے کوئی بھی تاثرات نہ دینے پر زرتاشہ نے منہ بھورتے اسے دیکھا۔

"سائیں، آپ کو ڈرنا چاہیے تھا نا؟ ہم نے آپ کو بھاو کیا تھا۔"

زرتاشہ اسے ہنوز خاموشی سے آنکھیں موندے بیٹھا دیکھ کر بولی۔

" ! ہم"

اس کی بات پر دارار نے بمشکل آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ اس کی شدید سرخ اور دوڑوں والی آنکھیں دیکھ کر ایک پل کو زرتاشہ بھی ڈر گئی۔

"سائیں، آپ کی آنکھوں کو کیا ہوا ہے؟ یہ اتنی لال کیوں ہو رہی ہیں؟"

زرتاشہ ٹیبل پر اس کے قریب بیٹھتی اس کی آنکھ کی پوریں سہلاتے بولی۔

کچھ نہیں ہوا، اور تم نیچے مت بیٹھو، ادھر آ کر بیٹھو۔ وہاں ہم لکھتے پڑھتے ہیں، وہ بیٹھنے کی جگہ" نہیں ہے۔"

دارار نے تعمیل سے اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیا۔

"اب کہو، کیا بات ہے؟ کیوں آئی تھیں تم یہاں؟"

دارار اسے خود سے لگاتے بڑے لاڈ سے بولا۔ اسے دیکھتے ہی اسے اپنی ساری پریشانی کہیں دور جا کر سوتی محسوس ہوئی۔ اس کا معصوم چہرہ اسے اس لفافے پر یقین کرنے نہیں دے رہا تھا۔ وہ اپنی ساری منفی سوچوں کو جھٹکتا اسے مزید سختی سے خود میں بھینچ گیا۔

آپ کو پتا ہے آج کیا ہوا؟ ابھی نے ہمیں کہا کہ میں آرہی ہوں، پھر لالا آ گئے۔ وہ کمرے میں" گئے، اس کے بعد سے اب تک ہم لاؤنج میں بیٹھے بھابھی کا انتظار کرتے رہے مگر وہ نہیں آئی۔ مورے اور چاچی بھی آرام کر رہی تھیں، دعا لالا کے ساتھ شہر گئی ہیں تو ہم نے فون کر کے ڈسٹرب نہیں کیا۔ اور اور داعود لالا گھر نہیں تھے۔ واجی کو ہم جتنا پکا سکتے تھے پکا چکے، آخر خوان

کی عمر اور عہدے کا بھی تو خیال رکھنا تھا نا، تو ہم نے انہیں مزید اپنی باتوں سے بور نہیں کیا۔ اور یہاں آپ کے پاس چلے آئے۔ ویسے آپ کو ڈھونڈنے میں بھی کافی ٹائم ویسٹ ہو چکا ہے ہمارا۔ پہلے ہم نے آپ کو روم میں دیکھا، پھر بالکانی میں، لان میں، پھر آخر میں ہمیں پتا چلا گھر پر تو ایک ہی جگہ ہے جہاں آپ چلا کانٹے ہیں، اور وہ یہ اسٹڈی ہے۔ تو بس ہم آکر یہاں آ گئے۔ اب آپ ایک کام کریں جلدی سے ہماری اس بوریت کو دور کرنے کا انتظام کریں، آدھا انتظام "ہم کر چکے ہیں بس آپ کو آنا ہے۔

زرتاشہ بڑے آرام سے اس کی گود میں بیٹھی اس کی گردن میں اپنی بانہیں ڈالتی اپنی ساری کارستانی سنا رہی تھی۔

اس کی چلتی زبان پر دارار اپنے لبوں پر مٹھی جمائے بغور اس کے لبوں کو دیکھ رہا تھا۔

سائیں، آپ سن رہے ہیں کچھ؟ سنا بھی آپ نے یا بس عمران ہاشمی بننے کا ہی سوچ رہے تھے" "آپ؟

اس کے نظریں اپنے لبوں پر محسوس کرتے زرتاشہ نے تنک کر کہا۔

مطلب یہاں وہ اسے اپنے پلان کا بتا رہی ہے اور موصوف کسی اور ہی دنیا کی سیر پر ہیں۔ وہ صرف جل کر سوچ ہی سکی مگر ابھی شیر سے بگاڑ کر اپنے آپ کو کھائی میں نہیں ڈلوانا تھا۔

اپنا کام مانو، ناز زرتاشہ بیوی والا رویہ استعمال کرو۔

"ہاں؟"

زرتاشہ اسے ہنوز اپنی ہی دنیا میں کھویا ہوا دیکھ کر بولی۔

" ! سائیں"

زرتاشہ اس کی گردن پر انگلی ٹریس کرتے ہوئے سائیں کو صحیح کرنے کے لیے پکارا۔

داراار اس کے انداز پر آئبر واچ کیے اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ آپ ہمیں ذرا سا برگر، کولڈ ڈرنک اور لوڈڈ فرائز منگوا دیں بلکہ ہمارے لیے منگوا دیں، پھر"
"دونوں مل کر ڈزنی مووی دیکھیں گے، اچھی سی۔

زرتاشہ یونہی اس کے چہرے پر اپنی انگلیاں چلاتے اسے منانے کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے
بولی۔

اس کی حرکتوں پر بمشکل داراار نے اپنی ہنسی روکی۔

اچھا، اور تم سے کسی نے کہا ہے کہ میں نے مووی دیکھنی ہے یا یہ جو بھی گندی چیز ہے جس کا"
"تم نام لے رہی ہو وہ میں نے کھانی ہے؟

"استغفر اللہ سائیں ! توبہ توبہ ! یہ اتنا بڑا دھوکہ... ہمیں نہیں پتا تھا، ہمیں بالکل نہیں پتا تھا آپ ہمارے دشمن ہیں ! اگر ہمیں ذرا بھی پہلے اندازہ ہوتا کہ آپ ہمارے پہلے پیار کی اس طرح توہین کریں گے تو ہم کبھی آپ سے شادی نہ کرتے۔ جائیں، اب ہم آپ سے بات نہیں کریں گے۔"

زرتاشہ اپنے جان سے عزیز کھانے کی توہین سنتے ہی فوراً اس کی گود سے اتر گئی اور اس کے سامنے کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر بالکل لڑاکا عورتوں کی طرح بول رہی تھی۔ دارار کو اس کے انداز پر بس سر پیٹنے کی ضرورت باقی رہ گئی۔

دارار نے بے بسی سے شکل بنا کر اسے دیکھا جو اس کے سامنے کمر پر ہاتھ لگائے اسے گھور رہی تھی۔

وہ ہاتھ بڑھاتا جھٹکے سے اسے کھینچ کر دوبارہ اپنی گود میں بیٹھا لیا۔

"پہلی بات تو جو بات کرنی ہے یہاں بیٹھ کر کرو، یہاں دور دور جا کر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور کیوں نہیں کرتی تم مجھ سے شادی اس برگر اور فرائز کے لیے؟ اب تم دیکھو، میں اسے آرڈر کر کے تمہارے سامنے چبا چبا کر کھاؤں گا اور خبردار جو اس کا ایک نوالہ بھی تم نے اپنے ان لبوں سے لگایا۔"

دارار ایک ہاتھ سے اس کی تھائیز کو مٹھی میں دبوچتے ہوئے دو ٹوک بولا۔

زرتاشہ نے ساکت ہوتے ہوئے خفگی سے اسے دیکھا۔

"چلو باقی کی لڑائی کمرے میں جا کر کریں گے، کبھی تم غصے میں مجھے کس کر لینا تو کبھی میں سختی سے
...تمہاری سانسیں چرا لوں گا ہمم"

دارار اس کے گال تھپکتا اسے جھٹکے سے باہوں میں اٹھاتے ہوئے بولا۔

"ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ آپ نے ہمارے پہلے پیار کو ٹھکرایا ہے، اس کی انسلٹ کی ہے، تو آپ کو
اس بات کی سزا ملنی چاہیے اور وہ سزا میں ڈیسائڈ کروں گی۔"

زرتاشہ اس کی بے باک بات پر بمشکل سمجھتے ہوئے اسے دھمکانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

اس کی دھمکی پر دارار نے داد دینے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

یہ تو بیڈ پر ہی پتا چلے گا کہ کون کتنی سزا کا حقدار ہے، مگر اس سے پہلے ذرا میں اپنی پیاری سی بیوی کی
خواہش تو پوری کر دوں۔

دارار اسے یونہی باہوں میں بھرے راہداری سے گزرتے ہوئے بولا جبکہ اس کی بات پر نا چاہتے
ہوئے بھی زرتاشہ کو شرم سی محسوس ہوئی اور وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

وہی پلر کی اوٹ میں چھپا شخص ان دونوں کو حسد بھری نگاہ سے دیکھتا رخ موڑ گیا۔

درختہ!

""ہاں لالا۔

"اپنی بھابھی کے ساتھ سو جاو، میں تھوڑی دیر میں آؤں گا۔ دیکھنا، وہ ڈریں نہ۔"

علیان اپنی جیب بند کرتا باہر کی طرف بڑھتے ہوئے بولا جو بس اپنے کوارٹر میں جانے کی تیاری ہی کر رہی تھی۔

"جی لالا۔"

وہ علیان کی بات پر ہاں میں سر ہلاتے تیزی سے سیڑھی کی طرف چل دی، مگر علیان کو اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی تو اس نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"میرے پیچھے آو۔"

وہ اسے اپنے ساتھ لیے کمرے میں داخل ہوا۔

میں تمہیں یہاں صرف پہرے داری کے لیے چھوڑ کر جا رہا ہوں، سو مت جانا، بس دو تین گھنٹے"

"میں لوٹ آؤں گا۔ دروازہ اندر سے لاک کر لو، میرے پاس چابی ہے۔

علیان اسے دبی آواز میں کہتا، اسے صوفے کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کرتا، خود مانسا کی طرف آگیا۔ وہ اس کا ماتھا چومتا، اس پر کمفوٹر درست کرتا، احتیاط سے کمرے سے نکل گیا۔ اب اس کا رخ اپنی پسندیدہ جگہ کی طرف تھا جہاں اس کا دل و جان سے عزیز دشمن پڑا تھا۔ وہ بڑے مزے سے

سیٹی کی دھن بجاتا حویلی کے داخلی دروازے سے اپنی گاڑی نکالتا، اسے کچھ دور پارک کر کے وہیں سے پیدل حویلی کی پچھلی طرف کا رخ کر گیا۔۔۔

کیا یار! اتنی دیر۔۔۔ مانا تو شادی شدہ ہے مگر ہم کنوارے ہیں، اس بات کا احساس کسی اور دن "کروا دیتا۔"

داور، علیان کو اب حویلی کے تہ خانے میں داخل ہوتا دیکھ کر بولا، جس کا انتظار وہ دونوں پچھلے تین گھنٹے سے کر رہے تھے۔

اس کی بات پر داؤد نے موبائل سے سر اٹھاتے اسے گھور کر دیکھا۔

ہاں ہاں، پتا ہے آپ سنگل نہیں ہیں اس گھر میں، اور میرے دکھ سکھ کے ساتھی میرے واجی "ہی سنگل ہیں، باقی سب کے پاس اپنی اپنی موجود ہے۔"

اس کی بات پر اب کی بار داؤد کے ساتھ ساتھ علیان نے بھی اسے گھورا تھا۔

"رک جائیں، پورا جملہ تو بولنے دیں،،بیویاں آپ سب کے پاس اپنی اپنی بیویاں موجود ہیں۔"

علیان کے بگڑے ہوئے تیور دیکھ کر داؤد فوراً سنجیدہ ہو گیا۔

ان لوگوں کی سنجیدہ شکل دیکھنے سے اچھا تھا میں زرتاشہ بھابھی کا برگر ہی لے آتا، کم از کم ان "کے ساتھ لگا تو لیتا، یہاں گرمی میں اڑنے سے تو بہتر تھا۔"

"اگر اب تم نے ایک لفظ اور اپنے منہ سے نکالا تو اس سے پہلے میں تمہاری مرمت کروں گا۔"

داؤد اسے مسلسل بکواس کرتا دیکھ کر سکتے ہوئے بولا۔

اس کی دھمکی پر داؤد منہ بسورتے خاموش ہو گیا۔

ویسے اسے مارنے کی کوئی خاص وجہ؟" داؤد اب کی بار سنجیدہ ہوتے ہوئے علیان کو دیکھتے ہوئے" بولا، جو ٹھیک رحان دورانی کے سامنے اپنی کرسی لگا چکا تھا۔

"اس نے میری بیوی اور بیٹی پر ہاتھ ڈالا ہے۔"

علیان بڑے مزے سے ان کے سروں پر بم پھوڑ گیا۔ دونوں نے حیرت سے دیکھا اور بجلی کی تیزی سے اس سے دور ہو گئے۔

حد ہے لالا ! جس نے ہمارے گھر کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے، آپ اس کی مرہم پٹی مجھ سے کروار" "ہے ہیں؟

داؤد نے حیرانی اور تاسف کے ملے جلے تاثرات لیے اسے دیکھا۔

بالکل، کیونکہ میں نہیں چاہتا یہ صرف ایک گولی سے مرے۔ تم بتاؤ اس کی حالت کیسی ہے؟ میرا" "تو چرسہ لے گا، مرے گا تو نہیں؟

علیان آرام سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے، اپنی سگریٹ جلاتے ہوئے بولا۔

"میں یہ ابھی بات سننے کے قابل ہے۔ آپ ابھی اسے مار نہیں سکتے۔ گولی اس کے دل سے خاصے فاصلے پر لگی ہے مگر ابھی ریکور ہونے میں ہفتہ لگے گا۔"

وہ اپنے ہاتھ میں پہنے گلوز وہیں رکھ کر ویسٹ بن پر پھینکتے ہوئے بولا۔

"غلام دین، اسے بیڈ پر لیٹا کر اس کے ہاتھ پیر باندھ دو اور نظر رکھنا۔ اگر میری عزت پر ہاتھ ڈالنے والا یہاں سے بھاگا تو میں پہلے بھاگنے کے لئے اس کی ٹانگیں کاٹوں گا اور انہیں ٹانگوں کو اٹھا کر تم لوگ پورے گاوں میں گھومو گے، سمجھے؟"

علیان اس کے اپنے سامنے رسیوں میں جکڑے ہوئے کھڑے دیکھ کر بولا، کیونکہ اس طرح اس کے زخم ٹھیک نہیں ہونے تھے، اور وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں اسے مارنا نہیں چاہتا تھا، ورنہ اس کی زندگی جہنم بنانے کا کام وہ ابھی سے کر دیتا۔

علیان اس کے نیم مردہ وجود کو دیکھتا، اسے وہیں چھوڑ کر جانے لگا۔

"تم دونوں بھی چلو، یہاں کیا چالاکی کرنی ہے، چلو۔"

علیان ان دونوں کو بڑے آرام سے صوفوں پر تقریباً لیٹا ہوا دیکھ کر بولا۔

"زرّی یہ غلط بات ہے، تم نے کہا تھا ڈزنی مووی۔۔۔یہ کیا ہے؟"

دارار آنکھیں پھیلائے اسکرین پر شروع ہونے والی اینیمیٹڈ مووی کو دیکھ کر چھٹتے ہوئے بولا، جو اس وقت کمرے کا بھرپور رومنگ ماحول بنائے پوری استقامت سے اسکے برہنہ سینے پر اپنا سر رکھے نیم لیٹی ہوئی تھی۔ وہ ایک ہاتھ سے لوڈڈ فرائز کھاتی، دوسرے سے اسکی ناول تھامے ہوئے تھی۔

دارار کی بات پر اس نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔

لو بھلا ! ہم نے آپ سے اسٹڈی میں ہی تو کہا تھا کہ ہم ڈرٹی مووی دیکھیں گے، تو پھر؟""
زرتاشہ نے اسکی بات پر جتانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"تو پھر ہم ڈزنی مووی ہی تو دیکھ رہے ہیں۔"

زرتاشہ کو اب اسکی منطق سمجھ نہ آئی۔

ہاں ہم ڈزنی مووی دیکھ رہے ہیں مگر میں نے سوچا تھا کوئی رومانٹک مووی دیکھیں گے ناکہ" اینیمیٹڈ، اور ویسے بھی اس وقت کپل رومانٹک مووی ہی دیکھتے ہیں، اور اسکے بعد جو جو انہوں نے "دیکھا اسے پریکٹیکلی اپلائے بھی کرتے ہیں۔

دارار اسکی کمر کے گرد ہاتھ کو سہلاتا نرمی سے اسکی تھوڑی تھامتا اسکا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔

اسکی اس حرکت پر بے ساختہ زرتاشہ کا ہاتھ اسکے کندھے پر پڑا تھا، دو اسکے برہنہ کندھے کو دبوچتی اسکے لمس کی شدت کو سہنے لگی۔ وہ بڑی مشکل سے اسکی سانسیں منتشر کرتے پیچھے ہوا، جب دارار اسکے عارض پر اپنا تھوڑا سہلاتا بولتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا، جو اپنی بڑی بڑی سی آنکھوں میں کچھ شرارت اور کچھ حیا کی لالی لئے اسے مدہوش کر دینے والی اٹھتی کرتی پلکوں کا عکس بخوبی دکھا رہی تھی۔

زرتاشہ اسکی بولتی نظروں سے کنفیوز ہوتی اسکے چہرے کو دیکھتی واپس اپنی نظریں نیچے کر لیتی۔

اسکی حرکت پر بے ساختہ دارار کا کہرا کمرے کی زینت بن گیا۔

بیبی ڈک، تم تو بنا کچھ کئے ہی میرا موڈ بنا دیتی ہو۔ میری ایک فرمائش پوری کرو گی؟""

دارار ہنوز اسکے عارض سہلاتا بڑے مان سے اس سے پوچھنے لگا۔

اسکی بھری ہوئی آواز پر زرتاشہ نے بے ساختہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھا، جو اپنی ایک ہی جسارت سے اسے کنفیوز کر رہا تھا۔

ڈریسنگ روم میں جاؤ، ہاں ایک پنک شاپنگ بیگ ہے، اس میں جو بھی ہے بغیر کسی سوال کے" پہن کر آؤ۔"

دارار سنجیدگی سے بولا۔

اسکی لہجے کی سنجیدگی پر زرتاشہ نے بغور اسکے چہرے کو دیکھا، جو آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے جانے کا کہہ رہا تھا۔ وہ تھوک نگلتے چھوٹے چھوٹے قدموں سے ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی۔

اسکے جانے کے بعد دارار وہیں بیٹھا چہرے کے زاویے بگاڑ کر ایک رومانٹک مووی لگا گیا۔

زرتاشہ روہانسی ہوتے ڈریسنگ روم میں جاتی، اسکی ہائی جگہ سے وہ بیگ اٹھا کر اسے گھما گھما کر اسکا طائرانہ جائزہ لینے لگی۔ پھر منہ بھورتے اسکے اندر موجود چیز نکالتی اسے اپنے سامنے کر گئی۔

لال اور نیٹ کی، پاوڈر بلیو کلر کی شارٹ نائٹی دیکھ کر بے ساختہ زرتاشہ کی ملگجی سی چیخ نکل گئی تھی اور وہ نائٹی زمین پر پھینک گئی۔

"بیبی ڈک، نائٹی ہی ہے، کوئی کیڑا تھوڑی جو تم یوں چیخ رہی ہو۔ اور ابھی سے مت چیخو میری جان، ابھی بہت سے مراحل باقی ہیں۔"

دارار اسکی ہلکی سی چیخ سنتے با مشکل اپنا امڈتا ہوا کمبک روک کر بولا، اسکے تاثرات imagine کرتے ہی اسکا دل کر رہا تھا چھت پھاڑ کر کہہ دے۔

اسکی باتیں سنتے ہی زرتاشہ نے ڈریسنگ روم کے بند دروازے کو اسکی شکل سمجھ کر گھورا، پھر اس نائٹی کو دیکھا جو زمین پر اپنی ناقدری پر رو رہا تھا۔ وہ اسکے ساتھ کا گاؤن اٹھاتے اس کا جائزہ لیتی چہرے پر شاطر مسکراہٹ لئے واش روم کی طرف چل دی، اسے مزا چکھانے کا بھرپور ارادہ رکھتے ہوئے۔

واشروم سے پانی گرنے کی آواز سنتے دارار نے معنی خیزی سے اسکرین کو دیکھا، جہاں رومینٹک مووی کے چکر میں کچھ زیادہ ہی بولڈ مووی لگا چکا تھا۔ دارار ہیروئن کو دیکھ کر منہ بھورا کر واپس سے اینیمیٹڈ مووی لگا گیا۔ وہ مووی لگاتے اپنے موبائل میں گم ہو گیا جب کچھ دیر بعد اسے ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ دارار نے گردن گھما کر اسے دیکھا جو اپنے نم بالوں کو پشت پر کھلے چھوڑے، لبوں پر ملکی پنک لپ گلوس لگائے، نائٹی کے گاؤن کو کس کر باندھے اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑے قدم در قدم اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔

وہ بیڈ پر اس کی سائڈ پر آتی انتہائی آہستگی سے اپنا ہاتھ گاؤن کی ڈوری تک لے جاتی ہے، وہیں رک گئی۔ اس کے ہاتھوں کی حرکت رکنے پر دارار نے اپنی نظریں اس کی کمر کے گرد بندھی ڈوری سے ہٹاتے ہوئے اس کے چہرے پر کیں، اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ جب زرتاشہ نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں لائٹ بند کرنے کا اشارہ کیا۔

اس کے اشارے کو سمجھتے دارار سائڈ لیمپ آف کر گیا کیونکہ پورے کمرے میں اس وقت نیم اندھیرا تھا، صرف سائڈ لیمپ اور ٹی وی کی اسکرین سے نکلنے والی روشنی ہی کمرے میں روشنی کا باعث تھی اور دارار بخوبی اس کی چالاکی سمجھ رہا تھا جو یقینا اس سے ٹی وی بند کرنے کی توقع میں تھی۔

اس کی حرکت پر زرتاشہ کو اپنے ماتھے پر پسینے کی بوندیں ابھرتی محسوس ہوئیں مگر وہ ہمت کرتی واپس سے اپنے کام پر لگ گئی۔ آہستہ آہستہ اپنی کمر کے گرد بندھے نائٹی کے رہن کو کھولنے لگی، جبکہ دارار لب دانتوں میں دبائے بے باکی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ ہمت کر کے اپنا گاؤن ریموو کرتی اسے وہیں زمین پر پھینک گئی، جبکہ گاؤن کے ریموو ہوتے ہی اس کی بے باک نظریں اپنے بدن کے آر پار محسوس کرتے زرتاشہ نے تھوک نگلا۔ وہ کچھ کہتی یا کرتی جب دارار نے جھٹکے سے اسے کھینچ کر اپنے قریب کیا، زمین سے اٹھاتے بیڈ پر لایا اور اپنے قریب لینا چاہا تو خود اس پر سایہ فگن ہو گیا۔ اس کی پھرتی پر زرتاشہ نے منہ کھولے اسے حیرت سے دیکھا۔

جب وہ یوں ہی اس کی آنکھوں میں جھانکتا اس کے گال سہلانے لگا۔ اس کی حرکت پر زرتاشہ منہ بھورتے اس کے گلے میں اپنی بانہیں ڈال گئی۔

سائیں اب ہم نے یہ چین لیا نا، مگر آج آپ اسے پھاڑے گا نہیں ورنہ ہم آپ سے پکا والا خفا ہو" جائیں گے۔ اس کا کلر بہت اچھا ہے، آپ کی بار مال جائے گا تو ہمارے لیے اسی کلر اور سیم "فیبرک پر کوئی اچھی سی ڈریس لانا۔

زرتاشہ بڑے مزے سے اسے اپنی لاڈو الی ایک اور فرمائش کرتی ہے۔ اس کی نئی فرمائش شروع ہوتے ہی دارار مسکراتے اس کے لبوں پر انگلی رکھ گیا۔

تمہاری فرمائشیں بعد میں سنوں گا، فی الحال تم اپنے اور میرے دل کی دھڑکن سنو۔" دارار اس" کے لبوں پر انگلی ٹریس کرتے ہوئے بولا۔

سائیں پہلے ہمیں بھوک لگی ہے بہت زور سے، اگر ایک منٹ سے پہلے پہلے ہمیں کچھ نہ ملا تو ہم" "آپ کا سر بھی کھا سکتے ہیں۔

زرتاشہ نے بمشکل اپنی پیٹ سے نکلنے والی آواز کو روکا۔

ہاں تو تم پر گر کھاتا کس نے روکا ہے؟ تم برگر کھاؤ پھر میں تمہیں کھاؤں گا۔" اس کی بھوک کی" بات سنتے دارار نے بڑے آرام سے اپنے کندھے پر رکھے اس کے بازو پر ہلکے سے دانت گاڑ دیے۔

نہیں ہمیں برگر نہیں کھانا، ہمارا دل اب بہت زور سے نوڈلز کھانے کو کر رہا ہے تو آپ ہمیں وہ بنا" "کر لادیں۔

زرتاشہ بڑے لاڈ سے اسے التجا کرتے بولی۔ اس کی بے وقت بھوک پر دارار نے اسے گھور کر دیکھا۔

۔

جارہا ہوں، رونے مت لگ جانا۔

اسے اپنے چہرے کے زاویے بگاڑتے دیکھ کر دارار اسکے پاس سے دور ہوتا ہوا بیڈ سے اترتا اور تن فن کرتا ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا۔

کچھ دیر بعد وہ اپنی ٹی شرٹ پہنتے ہوئے باہر کی طرف جانے لگا۔

دس منٹ میں لا رہا ہوں، خبردار جو تم سوئی۔""

وہ اسے وارن کرتا ہوا تیزی سے تن فن کر کے روم سے نکل گیا۔

اسکے جانے کے بعد زرتاشہ نے اپنی نظروں کا مرکز ٹی وی کی طرف کر دیا جہاں اسکی پسندیدہ مووی چل رہی تھی۔

علیار کی جب آنکھ کھلی تو پورا کمرہ ویسے ہی اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

وہ گردن گھما کر زارا کی غیر موجودگی میں فوراً سے اٹھ بیٹھا۔

پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔ وہاں اسکے سامان اور سارے ڈاکیومنٹس اپنی جگہ پر موجود دیکھ کر وہ سکھ کا سانس لیتا ایسے ہی ننگے پاؤں نیچے کی طرف چل دیا۔

زارا! زارا!""

وہ سیڑھیوں سے نیچے اترتے ساتھ اسے آوازیں بھی دینے لگا۔

"درخشہ، زارا کہاں ہے؟"

وہ آدھی سیڑھی سے کچن کی طرف جاتی درخشہ کو دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"لالا، بھابی تو کہیں گئی ہے۔"

درخشہ اسکے سوال پر بے نیازی سے بولی۔

"کہاں؟"

"یہ تو ہمیں نہیں پتا، لالا۔ بس کہیں چلی گئی ہے۔"

درخشہ کی بات سنتے ہی علیار کی رنگت فوراً سفید پڑ گئی تھی اور اسے اپنی ٹانگوں سے جان جاتی محسوس ہوئی۔

دل میں تکلیف کی ایک لہر سرایت کرتی محسوس ہوئی۔ ابھی وہ وہیں گر جاتا جب اسے یوسف نے ریلنگ تھامے دیکھا اور فوراً اسکی طرف بڑھا۔

اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتا، علیان نے تیزی سے اسے تھام لیا۔

"لالا ! لالا ! مورے ! بابا دیکھیں لالا کو کیا ہوا ہے !"

علیار کی بند ہوتی آنکھیں دیکھ کر درخشہ پریشان ہو کر سب کو پکارتے ہوئے بولی۔

"علیان ! یا اللہ، میرا علیار !"

وردہ علیان کی پکار پر تیزی سے کمرے سے باہر آگئی۔

سلیمان صاحب بھی کمرے سے باہر نکلے۔ سیڑھی پر علیار کو تھامے علیان کو دیکھ کر وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھے، اور ساتھ ہی ساکب صاحب بھی لاؤنج سے آ گئے۔

علیار کی حالت دیکھ کر انہیں اپنا کلیجہ منہ کو آتا محسوس ہوا۔

علیان! اسے لاؤنج میں لے کر چلو!""
سلیمان صاحب خود حرکت میں آتے بولے۔

علیان علیار کو لاؤنج میں لے گیا۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر بھی آگیا تھا جو اس وقت علیار کا چیک اپ کر رہا تھا۔ گھر میں موجود افراد پریشانی سے کھڑے آنسو بہا رہے تھے۔

ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد کہا:
"گھبرانے کی کوئی بات نہیں، یہ اسٹریس کی وجہ سے بے ہوش ہوئے ہیں۔ اچھا ہی ہوا کہ بے ہوش ہو گئے، ورنہ انہیں پینک اٹیک بھی ہو سکتا تھا اور دماغ کی نس پھٹ بھی سکتی تھی۔ مگر الله کا کرم ہے۔
آپ لوگ کوشش کریں ان سے بات کر کے ان کی پریشانی دور کریں۔ فی الحال انہیں آرام کی ضرورت ہے، ذہنی اور جسمانی دونوں طور پر۔ کچھ دیر میں ہوش آ جائے گا۔"

ڈاکٹر پریسکرپشن دے کر وہاں سے چلا گیا۔

ابھی ڈاکٹر کو گئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ وردہ اسکے سرہانے بیٹھی اسے دم کر رہی تھی جب وہ جھٹکے سے اٹھ گیا۔

"زارا! زارا! مورے! زارا کہاں ہے؟ کہاں ہے زارا؟ بیٹا بتاؤ، زارا کہاں گئی ہے؟"

وہ ادھر ہی ہے، ادھر دیکھو، ادھر تو دیکھو۔

"مجھے کیا ہوا ہے؟

وردہ اسے یوں چھٹکتے دیکھ کر زبردستی اپنے پاس بٹھاتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"مورے، زارا کہاں ہے؟"

"مورے، زارا کہاں ہے؟"

آہو، اس بات پر اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے بیٹا؟ آج اس کی ڈاکٹر کے پاس" اپائنٹمنٹ تھی تو بس پوری کی پوری منڈلی ایک ساتھ گئی ہے ہسپتال۔
زارا مجھے کہہ کر گئی ہے کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، تم آرام کر رہے ہو تو تمہیں ڈسٹرب نہ کروں۔"

وردہ آرام سے اس کا کندھا سہلاتے ہوئے بولی۔

"اچھا، آپ میری اس سے بات کروائیں ابھی، کہ ابھی۔"

علیار ان کی بات پر کچھ حد تک مطمئن ہوا مگر ایک بار اس کی آواز سننا چاہتا تھا۔

اچھا، رکو۔ میں ایک کام کرتی ہوں، اسے ویڈیو کال کر لیتی ہوں، ہاں؟""
وہ جیسے اس کی پریشانی سمجھتے ہوئے اس کا مسئلہ حل کرتے ہوئے بولی۔

ان کی بات پر علیار نے فوراً ہاں میں سر ہلا دیا تھا۔

وہ جھٹ سے اسے کال ملائی جو تین بیل پر اٹھا لی گئی۔

اسلام علیکم مورے، سب ٹھیک ہے نا؟ علی کی طبیعت ٹھیک ہے نا؟ آپ نے ویڈیو کال کی؟"
"کوئی مسئلہ ہو گیا ہے؟

کال ریسیو کرتے ہی زارا پریشانی سے بولی۔

اس کی آواز اور شکل دیکھ کر علیار نے باقاعدہ سکھ کا سانس لیا۔

"نہیں، سب ٹھیک ہے مگر تم مجھے بغیر اٹھائے کیوں کی؟"

علیار وردہ کے ہاتھ سے فون لیتا، اسکرین کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے اسے استفسار کرنے لگا۔

آپ سو رہے تھے تو میں نے جگانا مناسب نہیں سمجھا، اور ابھی آپ آرام ہی کریں گے۔ میرا"
"چیک اپ بس ہو گیا ہے، بس رپورٹ کا ویٹ کر رہی ہوں، وہ آجائے پھر ہم نکل جائیں گے۔

زارا اسے ساری تفصیل دیتی فون کاٹ گئی۔

ان کی بات ختم ہونے پر سب نے ہی ابرو اچکائے اور علیار کی طرف دیکھا جو چہرہ اونچا کر گیا۔

"یہ کیا حرکت ہے علیار؟ اتنی زیادہ طبیعت خراب ہے، کسی بات اتنا سٹرِس میں لے رکھا ہے تم نے کہ تمہارا نروس بریک ڈاؤن ہو جاتا۔ زارا، تمہیں خیال ہے کہ اب تمہاری یہ لاپرواہیاں نہیں چلیں گی۔ ارے تم اللہ کے کرم سے ایک بچے کے باپ بننے والے ہو اور حالت دیکھو اپنی، ایسی شکل ہوتی ہے بچے کے باپ کی؟"

"چلو، ٹھہرو علیان تم لالا کو کمرے میں چھوڑ دو اور وہیں رہنا۔ میں بس اس کے کھانے کے لیے یخنی چڑھا کر آ رہی ہوں۔"

وردہ اس کی ابتر حالت دیکھتے ہوئے اسے لتاڑتے ہوئے بولی، جس کا چہرہ انہیں دھسا ہوا لگ رہا تھا۔

"چپ، کوئی چوں چراں نہیں، اور آپ ساکب صاحب جیسے ہی آ جائیں گے، اس کی اسٹیٹ سے پندرہ دن کی چھٹی لے لیجئے گا، ابھی میرا بیٹا آرام کرے گا۔"

وردہ بڑے آرام سے ان سب سے کہتی کچن میں چلی گئی جہاں اس کے پیچھے پیچھے درخشہ کا رخ بھی اب اس طرف تھا۔

اس سب کے جاتے ہی ساکب صاحب بھی پریشان سی نظروں سے اپنے جوان جہاں بیٹے کو دیکھ کر چلے گئے۔

چلیں لالا، آپ کے کمرے میں چل کر دو چار اچھی باتیں کر لیتے ہیں، کچھ میں آپ کا غم بانٹ لوں گا، کچھ آپ میرا بانٹ لیجئے گا۔"

علیان اسے ٹھیک دیکھ کر اپنی ٹون میں واپس آتے ہوئے بولا۔

اس کی بات پر علیار مسکرا بھی نہ سکا، نہ جانے کیوں اسے اپنا دل عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

علیان یوں ہی مسکراتے اسے اوپر کی طرف لے گیا تاکہ اسے آرام کروائے، جو یقینا اس نے اکیلے میں نہیں کرنا تھا۔

دارار دبے پاؤں کچن میں آکر اس کے لیے نوڈلز پکانے لگا۔ وہ دس منٹ میں اس کے اور اپنی باؤل تیار کرتا اوپر کمرے کی طرف چل دیا۔

جونہی وہ دروازہ کھول کر کمرے کے اندر داخل ہوا، اس کی بیوی اس کی توقع کے عین مطابق سینے تک کمبل لیے اینیمیٹڈ مووی دیکھنے میں لگی تھی۔

جتنی توجہ اور دھیان سے وہ ٹی وی دیکھ رہی تھی، دارار نے اسے گھور کر دیکھا۔ مطلب اتنی توجہ سے پڑھا تو نہیں جاتا تھا میڈم سے، جو اتنی توجہ سے یہ دیکھ رہی تھی۔

وہ تنک کر سوچتا نوڈلز کا باؤل سائڈ ٹیبل پر رکھتا، خود بھی اس کے اوڑھے کمفرٹر کا حصہ بن گیا تاکہ اس کے ساتھ نوڈلز کھا سکے کیونکہ نوڈلز دیکھ کر اس کی بھوک بھی چمک اٹھی تھی۔

زرتاشہ کن آنکھوں سے اسے دیکھتی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"لائیں سائیں، یہ لیں۔"

وہ بیٹھتے ہی جھٹ سے اس کے ہاتھ سے پیالا جھپٹتی نوڈلز کے ساتھ انصاف بھی کرنے لگی۔ دارار بس ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا جو بغیر پوچھے ہی کھانے پر ٹوٹ پڑی۔

"زری! مجھے بھی... مجھے بھی کھانا ہے۔"

دارار اتنی تیزی سے کھاتے دیکھ کر بولے بغیر نہ رہ سکا۔

"آپ کو بھی کھانا تھا؟"

اس کی بات پر زرتاشہ یونہی منہ میں نوڈلز سے بھرا فورک ڈالے اس سے پوچھنے لگی۔

"ظاہر سی بات ہے، اتنے سارے نوڈلز کیا تم اکیلے کھاؤ گی؟ اور مجھے کھانا تھا۔ نہیں کھانا ہے سب چیزیں ہم آدھی آدھی کھائیں گے نا، کہ تم بس راکشس بن کر سب اکیلے ہی کھا جاؤ۔"

اسے ہنوز یونہی منہ میں فورک رکھے دیکھ کر دارار تپ کر بولا اور اس کے ہاتھ سے باؤل لے لیا۔

پلیٹ پر دونوں کے لیے نوڈلز الگ کرتے ہوئے اسے اس کی پکڑائی گئی، خود اپنی والی پلیٹ تھام گیا۔

نوڈلز کو آدھا ہوتا دیکھ کر زرتاشہ نے منہ بھورتے اسے دیکھا جو بڑے آرام سے اس کی نوڈلز کھا رہا تھا۔

"گھور مت، تم اپنی کھاؤ۔"

اس کی نظریں مسلسل اپنے نوڈلز پر محسوس کرتے ہوئے دارار نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے بولا۔ اس کے آنکھیں دکھانے پر زرتاشہ بھی منہ بھورتے ٹی وی دیکھتے ہوئے کھانے پر لگ گئی۔

اچانک کھاتے کھاتے دارار کا دھیان ان ہی لفافوں پر گیا جو دو دن سے اسے موصول ہو رہے تھے۔ وہ بس سوچ کر ہی رہ گیا اور زرتاشہ کے چہرے کو حصار میں رکھے مسلسل انہی چیزوں کے بارے میں نا چاہتے ہوئے بھی سوچ رہا تھا۔

اس کی نظریں خود پر محسوس کرتے ہوئے زرتاشہ جلدی جلدی اپنا نوڈلز ختم کرتے اسے دیکھا جو ابھی بھی سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے سائیں؟ آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟"

زرتاشہ نے بلینکٹ خود پر درست کرتے ہوئے بولا۔

اس کی آواز پر دارار نے حیران ہوتے اسے دیکھا اور اپنا باؤل سائڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"بھر گیا پیٹ یا اور بھی کچھ کھانا ہے؟"

دارار جھٹکے سے اسے اپنے قریب کرتا بولا۔

اس اچانک بڑھنے والی قربت پر زرتاشہ نے آنکھیں پھیلائے سانس روکے اسے دیکھا۔

"ارے ابھی سانس مت روکو، بیبی ڈک، بہت سے موقع باقی ہیں اس کام کے لیے۔"

دارار اس پر سے بلینکٹ ہٹاتے اس کی تھائی پر ہاتھ رکھتے اسے مزید اپنے قریب کر گیا۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہولے سے اس کے لبوں پر جھک گیا۔ زرتاشہ جو پریشانی اور حیرانی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہی تھی، اس کے لبوں پر جھکنے پر اپنی آنکھیں موند گئی۔

دارار آہستہ سے اس کے لبوں کو سک کرتا اپنا دوسرا ہاتھ اس کی تھائی پر اوپر سے نیچے تک رگڑ رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں کے کھردرے لمس پر زرتاشہ نے باقاعدہ جھرجھری لی تھی۔

دارار اس کے تڑپنے پر ایک ہاتھ بیڈ پر ٹکا کر دوسرے سے اسے سہارا دے رہا تھا، اسے بیڈ پر جھکنے پر مجبور کر رہا تھا۔

دارار یوں ہی اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑے اسے بیڈ پر لٹاتا گیا۔

وہ اس کے لبوں کو سک کرتا اچانک اپنا ہاتھ اس کی تھائی سے تھوڑا اوپر موجود نائٹی کے اندر ڈال گیا۔ اس کا ہاتھ اپنی نائٹی کے اندر جاتے محسوس کر کے زرتاشہ کی بے ساختہ چیخ نکل گئی۔

موقع ملتے ہی دارار نے اپنے لبوں سے اس کی چیخ گلا گھونٹ دیا اور اس کی زبان سے اپنی زبان الجھا گیا۔

اس کی حرکت پر زرتاشہ نے تڑپتے ہوئے اس کے کندھے دبوچ تھے۔ جب دارار اس کی نائٹی کے اندر موجود اپنا ہاتھ مزید سرکانے لگا، اس کی کمر کے گرد رگڑتے ہوئے وہ مزید سختی سے اس کے لبوں کو سک کرنے لگا۔

وہ مکمل طور پر اس کی سانسیں چراتا پیچھے ہوا، جب زرتاشہ نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا۔ دارار بغیر کچھ کہے اس کی گردن پر جھک گیا، وہ اس کی خوشبو اپنے اندر اتارتا ہوا اسے دور ہوتے ایک جھٹکے میں اپنی ٹی شرٹ اتار کر دور پھینک گیا۔

اس کے دور ہونے پر زرتاشہ نے اپنی موندی موندی آنکھیں کھولتے اسے دیکھا جو اپنی ٹی شرٹ اتارنے کے بعد اس کے قریب بیڈ پر جھک کر اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔

اسے یوں خود کو بانہوں میں اٹھاتا دیکھ کر زرتاشہ نے جلدی سے اس کی گردن میں اپنی بانہیں ڈالیں اور پریشانی سے اسے دیکھا جو اسے لے کر ڈریسنگ روم کی طرف جا رہا تھا۔

اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں جب دارار اسے لیے باتھ روم میں داخل ہوا اور شاور کے نیچے کھڑا کر دیا، پھر روف شاور آن کر دیا۔

وہ زرتاشہ کو احتیاط سے زمین پر اتارتا دوبارہ اس کے لبوں پر جھک گیا۔

اپنے اوپر گرتی تیز پانی کی بوچھاڑ اور اپنے لبوں پر ہوتے تشدد پر زرتاشہ با مشکل سنبھلتی روف شاور بند کر گئی۔

اس کے روف شاور بند کرنے پر دارار نے بھی کوئی ری ایکشن نہیں دیا، بس اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑے اسے مزید اپنے قریب کر گیا۔

جب زرتاشہ اس کے گرد گرے اپنے ہاتھ کو اس کے کندھے پر بجاتے اس کے بالوں میں الجھا گئی۔

اپنے بالوں میں اس کی مرمری انگلیوں کا لمس محسوس کرتے دارار مزید سختی سے اس کے لبوں کو سک کرتا اس کے نشیب و فراز پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ گیا۔

دارار کافی دیر بعد اس کے اکھڑتی سانسیں محسوس کرتے اسے دور ہوتا اس کی گردن پر جھک گیا۔
اپنی ملائم جلد پر اس کے نرم گرم لبوں کے لمس کے ساتھ اس کی مونچھوں اور داڑھی کی چھبن پر زرتاشہ سسکتے ہوئے اس کے سکس پیک ایبز پر اپنے ہاتھ لگاتے خود کو سہارا دینے لگی تھی۔

اپنی گردن پر مسلسل اس کے لبوں کا لمس محسوس کرتے زرتاشہ کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔ وہ با مشکل اپنا ایک ہاتھ اس کے کشادہ کندھے پر پھیلائے اور دوسرا اس کے ہئیر پر لگائے اس کے سہارے کھڑی تھی۔

دارار اس کی گردن پر ٹھہری پانی کی بوندیں دیکھتے انہیں ایک ایک کر کے پوری شدت سے خود میں اتار رہا تھا۔ ایک ہاتھ اس کے ابھر پر لگائے، دوسرے اس کی برہنہ تھائی کو دبوچے، نہ جانے کس بات کا جنون اس کی گردن پر اتار رہا تھا۔

اس کے دانتوں کا لمس مسلسل ایک ہی جگہ محسوس کرتے زرتاشہ کو اب وہ جگہ سن ہوتی محسوس ہوئی۔ اس کے عمل کی شدت کی وجہ سے وہ سسک بھی نہیں پا رہی تھی۔

دارار مکمل طور پر اس میں گم، کسی اور ہی جہاں میں تھا، جب اسے اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہوا۔

وہ تیزی سے اس کی گردن سے دور ہوتے اپنی سک کی ہوئی جگہ کو دیکھنے لگا، جہاں کی جلد ریڈ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے دانتوں کے دباؤ کی وجہ سے پھٹ چکی تھی اور وہاں سے ہلکا سا خون ابھر رہا تھا۔

دارار نے اپنی نظریں اس کی گردن سے ہٹاتے اس کے چہرے کو دیکھا جو آنکھیں موندے بس اپنی سانسیں ہموار کرنے پر تلی تھی۔

دارار اس کی کمر کے گرد ہاتھ باندھتا اسے زمین سے اوپر اٹھا گیا۔

اس کی حرکت پر زرتاشہ نے اپنی آنکھیں بمشکل واہ کرتے اسے دیکھا، جو اپنی آنکھوں میں شمار کی سرخی لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"...اپنی نیت تمہیں پینا"

دارار اپنی بھاری، بوجھل آواز میں اس سے کہا۔

اس کی بات پر زرتاشہ اپنے ننھے سے ماتھے پر بل ڈالے نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

ایسے ہنوز اسے اپنی طرف نا سمجھی سے دیکھتا پا کر دارار خود ہی اس کی ایک ٹانگ اپنے گرد لپیٹ گیا۔

"بیبی ڈک، کیوں مجھے سختی پر اکسا رہی ہو؟ اپنی ٹانگیں لپیٹو جلدی۔"

اس کی بات سن کر زرتاشہ منہ بھورتے ہوئے نرمی سے سر ہلا گئی۔

اس کے انکار پر دارار نے بھی اسی کی طرح سر ہلاتے ہوئے اسے تصدیق چاہی۔ اس کے یوں سر ہلانے پر زرتاشہ نے بھی اسے تصدیق دیتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تو دارار نے ابرو اچکاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"سائیں ہمیں یہاں اچھا نہیں لگتا، بیڈ پر چلیں۔"

اس کی بولتی ہوئی اپنے آر پار ہوتی نظریں خود پر محسوس کرتے زرتاشہ بالآخر اس کے گرد اپنی دونوں ٹانگیں لپیٹتے اس کی گردن میں بھی اپنی بانہوں کا بار ڈالے چہرہ جھکائے مناتے ہوئے بولی۔

اس کی بات پر دارار بمشکل اپنے لبوں پر آنے والی مسکراہٹ روکے اسے دیکھنے لگا۔

اچھا مگر مجھے تو ایسے ہی یہاں پر اچھا لگتا ہے، پانی کے نیچے تم ہو، میں ہوں، میرے گرم جسم سے تمہارا جسم ٹکرائے جیسے آگ سے پانی، تم مجھ میں کھو جاؤ، میں تم میں۔ دارار شدت سے اس کے عارض پر لب رکھتا ہے، ہنستے ہوئے بولا۔

اس کی بے باک بات پر جہاں زرتاشہ شرماتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے لگی تھی، وہیں کچھ خیال آتے ہی وہ تیزی سے ایک ہاتھ اس کے کندھے پر مار گئی۔

"ایسی بات اتنی تیز آواز میں کون بولتا ہے؟ کوئی سن لے گا تو؟" زرتاشہ نے اسے آنکھیں دکھاتے ڈرانا چاہا۔

"آف لڑکی! پہلی بات تو تم مجھے یوں آنکھیں مت دکھایا کرو، پیاری لگنے لگتی ہو۔ اور دوسری بات ہمارا کمرا ساؤنڈ پروف ہے، ہماری آواز میں کوئی نہیں سنتا۔ ورنہ جتنا تم رات چیختی، سسکتی میرا نام پکارتی ہو، اگلے ہی دن گھر والوں نے مجھے دوسرے گھر میں شفٹ کر دینا تھا۔ اور ویسے اگر اونچی آواز میں نہ بولوں تو تمہارے کانوں میں بول دوں؟"

دارار اس کے گال پر شدت سے لب رکھتا، اس کے کان کی لو کو اپنے دانتوں میں لے گیا۔

ہمیں نہیں پتا، آپ بس کمرے میں چلیں۔" زرتاشہ اس کی حرکت پر خفگی سے بولی۔"

چلیں جائیں گے، چلیں جائیں گے۔ مگر تمہیں نہیں لگتا کہ اس سے پہلے ہمیں کچھ کام کر لینا" چاہیے؟ میرا مطلب ہے، میں کام دیکھو، اب تم بھی بھیج چکی ہو اور میں بھی۔ تو ایک دو راؤنڈ کر کے جاتے ہیں، باقی کا کام اندر روم میں کر لیں گے۔ ویسے تمہیں ایک بار شاور رومینس ٹرائی کرنا "چاہیے، میرا آجائے گا، ٹرسٹ می۔

دارار اس کے روٹھے ہوئے چہرے کو دیکھتا اسے مزید تنگ کرتے ہوئے بولا۔

سائیں!" اس کی شرارت سمجھتے ہوئے زرتاشہ نے اس کے کندھے پر مکا مارتے روہانسی ہو کر" پکارا۔

"اچھا اچھا، چل رہے ہیں۔"

دارار اسے باہوں میں بھرتا کمرے کا رخ کر گیا۔ اب اگر اس کی بیوی کمفرٹیبل نہیں تھی تو وہ یہ کام نہیں کرے گا۔

وہ اسے کمرے میں لایا اور بیڈ پر احتیاط سے لٹا دیا۔ دونوں نفوس ایک دوسرے کے وجود میں گم، ایک دوسرے کے آغوش میں خود کو سیراب کرتے، ایک دوسرے کو سکون مہیا کر رہے تھے۔

:اگلا حصہ

"لالا! یہ آپ کا فون کب سے کمرے میں بج رہا تھا۔"

علیار گھر پر موجود باقی گھر والوں کے ہمراہ کھانا کھا رہا تھا جب درخشہ بھاگتے ہوئے اس کے پاس اس کا فون لے کر آئی۔

ابھی وہ کمرے میں جا کر زارا کو فون کرنے کا ارادہ ہی رکھتا تھا کہ اتنی دیر ہو گئی تھی۔ بقول وردہ، وہ لوگ دوپہر میں نکلے تھے، اور جب وہ اٹھا تھا اس وقت شام ہو رہی تھی، اور شہر سے گاؤں ڈیڑھ گھنٹے کی دوری پر تھا۔ اس حساب سے ان لوگوں کو اب تک گھر ہونا چاہیے تھا۔

موبائل کی اسکرین پر زرتاشہ کا نام دیکھ کر وہ تیزی سے کال لیس کر گیا۔ وہ بھی زارا کے ساتھ ہی گئی ہوئی تھی۔

موبائل کان سے لگاتے ہی زرتاشہ کی بات سنتے اسے اپنا آپ زلزلوں کی زد میں آتا محسوس ہوا، اور بے ساختہ موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا۔

سب نے اسے حیرانی سے دیکھا جو پتھرائی سی کیفیت میں سامنے دیوار کو دیکھ رہا تھا۔

علیان جو اس کے پڑوس میں ہی بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا، وہ حیرانی سے اس کا گرا ہوا فون دیکھتا علیار کو دیکھنے لگا جس کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل رہے تھے۔

سب نے ہی حیرت سے اسے یوں روتا دیکھا۔ ابھی کوئی بھی کچھ کہتا، جب علیان کے فون پر داعود کی کال آنے لگی جسے وہ تیزی سے ریسیو کر گیا۔

"علیان ! لالا کو لے کر فوراً ہاسپٹل پہنچو، ابھی کے ابھی ! بھابھی کی کنڈیشن خراب ہے، پہنچو جلدی ! "

داعود بغیر کوئی ادھر ادھر کی بات کیے، یں مدعا بتاتا، اسے جلدی آنے کا کہتا فون کاٹ گیا۔

کچھ دیر تک تو علیان کو بھی سمجھ نہ آیا وہ کیا کرے۔ ان دونوں کو یوں بت بنا دیکھ کر ساکب صاحب نے اسے تیزی سے جھنجھوڑا، جب علیان کرسی دھکیلتا تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بھاگا۔

"علیار ! بتا تو صحیح کیا ہوا ہے؟ کسی کی کال تھی اور تم نے کسی کو کال کی تھی؟ علیان، سب ٹھیک تو ہے؟"

ساکب صاحب اسے سرپٹ بھاگتا دیکھ کر اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے بولے، تو ماکسا اور دردو نے بھی انہیں پریشانی سے دیکھا۔

"بھابھی... وہ... بابا ! "

علیان کو تو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"بھابھی کیا؟ کچھ بولو بھی ! علیان ! " ساکب صاحب اب کی بار تیز آواز میں بولے۔

ان کی تیز آواز پر آنکھیں نمجتے ہوئے انہیں دیکھا اور تیزی سے علیان کی گود میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

"کیا کر رہے ہو؟ ساکب صاحب کی ڈر رہی ہے۔ علیان، بتاؤ تو صحیح کس کی کال تھی؟ دینا اور یہ علیار اتنی خراب طبیعت میں کہاں گیا ہے؟ کیا بات ہے؟ کیوں ہمیں پریشان کر رہے ہو؟"

"بابا... بھابھی کا کچھ نہیں ہو..."

"اٹھو۔ سنا تم نے! خبردار جو کوئی فضول بات اپنی منہ سے نکالی بھی! چلو، ہمیں شہر جانا ہے۔ فوراً!"

ابھی علیان اپنا جملہ مکمل کرتا اس سے پہلے ہی سیڑھی سے اترتا علیار اسے سختی سے دھکیل گیا۔

"یا اللہ... کیا ہوا ہے زارا کو؟ تم لوگ بتاؤ گے مجھے بھی! ٹھیک تو ہے؟"

وردہ علیان کی بات پر اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"مورے، ابھی کچھ پتا نہیں ہے۔ داعود نے بس اتنا کہا کہ اٹلی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے، باقی سب ٹھیک ہے، صرف زارا کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ میں وہاں جا رہا ہوں، باہر منیب موجود ہے۔ علیان، تم سب کو لے کر پہنچو۔"

علیار یہ کہتا تیزی سے باہر کی طرف بڑھا۔

"سر میں ڈرائیو کرتا ہوں!" منیب اسے پریشانی سے باہر آتا دیکھ کر بولا۔

"نہیں، ہم کار میں نہیں جا رہے۔ میری بائیک نکالو!"

علیار نے اپنی بائیک کی چابی اس کی طرف اچھالی، خود اپنی سیلٹی کی چیزیں پہننے لگا۔ وہ اپنی گن میں گولیاں چیک کرتا، اسے بھی اپنی ہولسٹر میں رکھ گیا۔

وہ ساری چیزیں رکھتا تیزی سے منیب کو ابھی بھی وہیں بت بنا دیکھ کر چابی جھپٹنے کے انداز میں لے کر خود ہی نکل گیا۔

اس کے پاس ابھی باتیں سمجھانے کا بھی وقت نہیں تھا۔ وہ تیزی سے گاڑی اسٹارٹ کرتا اسے گیئر دیتا ہوا نکل گیا، جبکہ منیب ہوش میں آتا تیزی سے پیچھے سوار ہو گیا۔

علیار بغیر اسے کچھ کہے گاڑی حویلی کے دروازے سے نکالتا ہوا تیزی سے نکل گیا، جبکہ حویلی کے ملازم نے بھی حیرانی سے علیار کو دیکھا تھا جس نے آج تقریباً سال بعد اپنی گاڑی کو ہاتھ لگایا تھا۔

!مورے، سنا آپ نے؟ یہ تو لالا کی گاڑی کی آواز ہے

علیان اتنے سنگین سچویشن میں بھی اس کی بات کی آواز سنتا چونک کر وردہ سے بولا۔

اس کی بات پر وردہ نے غصے سے اپنے لاڈلے بیٹے کو دیکھا۔

"!کیا مطلب ہے؟ ظاہر سی بات ہے وہ اپنی گاڑی پر ہی جائے گا نا"

ساکب صاحب نے بھی اسے تپ کر دیکھا اور سر جھٹکتے سلیمان صاحب کو کال کرنے لگے۔

"!نہیں مورے، لالا کی بائیک کی آواز ہے... وہ اپنی بائیک پر گئے ہیں"

کیا؟ اللہ! تم گاڑی نکالو، ہم لوگ آرہے ہیں۔ یہ لڑکا بائیک کیوں لے گیا؟ اب یقیناً یہ تیز ڈرائیو "کرے گا!"

علیار اپنی بائیک پر ہوتے ہوئے، تیز رفتاری سے دو گھنٹے کا راستہ چالیس منٹ میں طے کرتا ہوا ہاسپٹل کے گیٹ کے سامنے رکتا ہے۔ وہ تیزی سے اترتا ہے اور چابی منیب کی طرف اچھالتا اندر کی طرف بھاگ جاتا ہے۔

وہ تیزی سے ریسپشن کی طرف بڑھا تھا، وہاں سے تھوڑی دیر پہلے آئے ایکسیڈنٹ کیس کا پوچھتا ہوا وہ داعود کو بھی کال ملانے لگا۔

ریسپشن پر موجود لڑکے نے اسے تھرڈ فلور کا بتا دیا، وہ بغیر لفٹ کا انتظار کیے اندھا دھند سیڑھیوں کی طرف بھاگا۔

دو دو کر کے سیڑھیاں چڑھتا وہ ہر ممکن کوشش کرتے تھرڈ فلور تک پہنچا۔ وہاں موجود چھوٹی سی ریسپشن دیکھتے وہ آئی سی یو کا پوچھتے اس طرف بڑھا۔

وہ تیزی سے اس طرف بڑھا جب داعود کی اس سے زوردار ٹکر ہوئی۔

"لالا آرام سے!" داعود تیزی سے اسے تھامتے بولا جو بدحواسی میں لڑکھڑاتے ہوئے اس سے دو قدم دور ہوا تھا۔

"زارا... زارا کہاں ہے؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟ ڈاکٹر... ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟"

علیار بغیر رکے جلدی جلدی پوچھنے لگا۔

اس کی سانس اس قدر پھولی ہوئی تھی کہ اسے اپنی آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔

داعود جس نے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، اس نے حیرانی سے اس کے گندے ہاتھوں کو دیکھا، پھر اسے لیے نیچے کی طرف بڑھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جس وقت اس نے فون کیا تھا وہ کھانا کھا رہا تھا اور جلد بازی میں ہاتھ بھی نہیں دھوئے تھے۔

"تم مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟ بس یہ بتاؤ، زارا کہاں ہے؟ ٹھیک ہے نا وہ؟"

علیار اپنے قدم وہیں جماتا اس سے بولا۔

"لالا آپ یہاں بیٹھیں، بھابھی کو ابھی ڈاکٹر چیک کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ سب ٹھیک ہوگا۔ ظاہر ہے انہیں سر پر معمولی سی چوٹ آئی ہے مگر وہ اسی وقت بے ہوش ہو گئی تھیں۔ ڈاکٹر ان کا مکمل چیک اپ کر کے ہی کچھ بتائیں گے کہ کہیں کوئی انٹرنل انجری تو نہیں ہے۔"

داعود زبردستی اسے شیلف پر بیٹھاتے ہوئے بولا۔

لیکن علیار نے اس کی کوئی بات نہیں سنی، سوائے "سر پر چوٹ" کے۔

وہ اسے دھکا دیتا ہوا شیلف سے اٹھا کر سیدھا آئی سی یو کی طرف بھاگا، جہاں وارڈ کے قریب ہی زمین پر بیٹھی زرتاشہ ہچکیوں سے رو رہی تھی، اور دارار وہاں آئی سی یو کے ساتھ والی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

وہ بغیر کسی کی طرف دیکھے سیدھا وارڈ میں گھس گیا۔

لالا !— علیار ! " اس کی حرکت پر ان دونوں نے اسے پکارا، مگر وہ آئی سی یو کے اندر گھس گیا تھا" اور اس کے پیچھے وارڈ کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔

اس کے یوں اچانک اندر داخل ہونے پر نرس اور جونیئر ڈاکٹر کی چیخ نکل گئی۔

سینئر ڈاکٹر نے نرس کو اشارہ کیا کہ اپنے کام پر لگی رہے۔ ان کے پاس وقت بہت قیمتی تھا اور وہ کسی سرپھرے کے لیے اپنے مریض کی زندگی کا قیمتی وقت ضائع نہیں کر سکتے تھے۔

" !آپ کون ہیں اور اس طرح اندر کیسے آ گئے؟ باہر جائیں"

نرس اس کے سامنے آتی ڈبے ڈبے آواز میں بولی۔

اے سی پی ہوں میں، اور یہ میری بیوی ہے۔ میں یہیں رہوں گا۔ آپ لوگ اپنا کام کریں۔" اسے میرے بغیر ڈر لگتا ہے۔ اور اگر آپ میں سے کسی نے کوئی مسئلہ کیا تو اس بندوق کی پہلی گولی "اسے ہی لگے گی۔ مجھے جینڈر سے فرق نہیں پڑتا۔

علیار اپنی بندوق ہولسٹر سے نکالتے ہوئے اس کے سامنے کر گیا۔ نرس کو اس کی یونیفارم کی آستین سے پکڑ کر سائیڈ پر کیا اور خود زارا کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔

وہ اس کا زردی مائل چہرہ دیکھنے لگا۔

نرس نے ڈرتے ہوئے سینئر ڈاکٹر کی طرف دیکھا، جبکہ باقی ڈاکٹرز بھی اس کے ہاتھ میں گن دیکھ کر پیچھے ہو گئے۔

علیار اپنی بائیک پر ہوتے ہوئے، تیز رفتاری سے دو گھنٹے کا راستہ چالیس منٹ میں طے کرتا ہوا ہاسپٹل کے گیٹ کے سامنے رکتا ہے۔ وہ تیزی سے اترتا ہے اور چابی منیب کی طرف اچھالتا اندر کی طرف بھاگ جاتا ہے۔

وہ تیزی سے ریسپشن کی طرف بڑھا تھا، وہاں سے تھوڑی دیر پہلے آئے ایکسیڈنٹ کیس کا پوچھتا ہوا وہ داعود کو بھی کال ملانے لگا۔

ریسپشن پر موجود لڑکے نے اسے تھرڈ فلور کا بتا دیا، وہ بغیر لفٹ کا انتظار کیے اندھا دھند سیڑھیوں کی طرف بھاگا۔

دو دو کر کے سیڑھیاں چڑھتا وہ ہر ممکن کوشش کرتے تھرڈ فلور تک پہنچا۔ وہاں موجود چھوٹی سی ریسپشن دیکھتے وہ آئی سی یو کا پوچھتے اس طرف بڑھا۔

وہ تیزی سے اس طرف بڑھا جب داعود کی اس سے زوردار ٹکر ہوئی۔

لالا آرام سے !" داعود تیزی سے اسے تھامتے بولا جو بدحواسی میں لڑکھڑاتے ہوئے اس سے دو" قدم دور ہوا تھا۔

"زارا... زارا کہاں ہے؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟ ڈاکٹر... ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟"

علیار بغیر رکے جلدی جلدی پوچھنے لگا۔

اس کی سانس اس قدر پھولی ہوئی تھی کہ اسے اپنی آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔

داعود جس نے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، اس نے حیرانی سے اس کے گندے ہاتھوں کو دیکھا، پھر اسے لیے نیچے کی طرف بڑھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جس وقت اس نے فون کیا تھا وہ کھانا کھا رہا تھا اور جلد بازی میں ہاتھ بھی نہیں دھوئے تھے۔

"تم مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟ بس یہ بتاؤ، زارا کہاں ہے؟ ٹھیک ہے نا وہ؟"

علیار اپنے قدم وہیں جماتا اس سے بولا۔

"لالا آپ یہاں بیٹھیں، بھابھی کو ابھی ڈاکٹر چیک کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ سب ٹھیک ہوگا۔ ظاہر ہے انہیں سر پر معمولی سی چوٹ آئی ہے مگر وہ اسی وقت بے ہوش ہو گئی تھیں۔ ڈاکٹر ان کا مکمل چیک اپ کر کے ہی کچھ بتائیں گے کہ کہیں کوئی انٹرنل انجری تو نہیں ہے۔"

داعود زبردستی اسے شیلف پر بیٹھاتے ہوئے بولا۔

لیکن علیار نے اس کی کوئی بات نہیں سنی، سوائے "سر پر چوٹ" کے۔

وہ اسے دھکا دیتا ہوا شیلف سے اٹھا کر سیدھا آئی سی یو کی طرف بھاگا، جہاں وارڈ کے قریب ہی زمین پر بیٹھی زرتاشہ ہچکیوں سے رو رہی تھی، اور دارار وہاں آئی سی یو کے ساتھ والی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

وہ بغیر کسی کی طرف دیکھے سیدھا وارڈ میں گھس گیا۔

لالا !— علیار ! " اس کی حرکت پر ان دونوں نے اسے پکارا، مگر وہ آئی سی یو کے اندر گھس گیا تھا" اور اس کے پیچھے وارڈ کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔

اس کے یوں اچانک اندر داخل ہونے پر نرس اور جونیئر ڈاکٹر کی چیخ نکل گئی۔

سینئر ڈاکٹر نے نرس کو اشارہ کیا کہ اپنے کام پر لگی رہے۔ ان کے پاس وقت بہت قیمتی تھا اور وہ کسی سرپھرے کے لیے اپنے مریض کی زندگی کا قیمتی وقت ضائع نہیں کر سکتے تھے۔

" !آپ کون ہیں اور اس طرح اندر کیسے آ گئے؟ باہر جائیں"

نرس اس کے سامنے آتی ڈبے ڈبے آواز میں بولی۔

اے سی پی ہوں میں، اور یہ میری بیوی ہے۔ میں یہیں رہوں گا۔ آپ لوگ اپنا کام کریں۔" اسے میرے بغیر ڈر لگتا ہے۔ اور اگر آپ میں سے کسی نے کوئی مسئلہ کیا تو اس بندوق کی پہلی گولی "اسے ہی لگے گی۔ مجھے جینڈر سے فرق نہیں پڑتا۔

علیار اپنی بندوق ہولسٹر سے نکالتے ہوئے اس کے سامنے کر گیا۔ نرس کو اس کی یونیفارم کی آستین سے پکڑ کر سائیڈ پر کیا اور خود زارا کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔

وہ اس کا زردی مائل چہرہ دیکھنے لگا۔

نرس نے ڈرتے ہوئے سینئر ڈاکٹر کی طرف دیکھا، جبکہ باقی ڈاکٹرز بھی اس کے ہاتھ میں گن دیکھ کر پیچھے ہو گئے۔

نرس وٹ ریسپشن دس اور آپ یہ آئی سی یو ہے۔ اسے اندر رکھیں، ورنہ اگر آپ کے پاس گن ہے تو ہمارے پاس بھی ہے۔ اور مجھے اپنے کام میں خلل ڈالنے والے لوگ پسند نہیں۔ اور آپ کو نہیں پتا اس وقت ایک ایک لمحہ آپ کی وائف کے لیے قیمتی ہے، تو مجھے ڈسٹرب نہ کریں۔ اور آپ سب اگر اپنا اتنا ہی ڈر لگ رہا ہے ان سب چیزوں سے تو باہر جائیں اور دوسرے ڈاکٹر کو بھیجیں، اور آپ لوگ گھر جا کر آرام کریں۔ نرس، ڈو اٹ۔

وہ تک انہیں ساری ڈاکٹرز کو باہر نکالے، ابھی کے ابھی، اور مجھے آپ ہیلپ کریں۔

سینئر ڈاکٹر پہلے علیار کو جھاڑتے ہوئے بعد میں ان سب ڈاکٹرز کو باہر کرتی ہوئی اپنے کام پر لگ گئی۔ اس کی بات پر علیار بھی تیزی سے اپنی گن اندر رکھ گیا۔

علیار باغور ڈاکٹر کو دیکھ رہا تھا جو زارا کے پیٹ پر جیل لگاتے ہوئے اسکرین پر کچھ دیکھ رہی تھی۔ علامہ نے ایک نظر اس چیز کو دیکھتے ہوئے نظریں واپس زارا کے چہرے پر مرکوز کر لیں۔

وہ دل ہی دل میں بار بار آیت الکرسی پڑھ کر پھونک رہا تھا، اپنے رب سے دعا گو تھا۔ ابھی وہ آنکھیں موندے اپنے رب سے اپنی بیوی اور بچے کی زندگی کی دعا کر رہا تھا، جب ڈاکٹر نے آئی سی یو کی لائٹ آن کی اور اس کی طرف دیکھا۔

اچانک ہونے والی روشنی پر علیار نے بے ساختہ زارا کی دھڑکن پر ہاتھ رکھ کر خود کو تسلی دی۔

اس کی دھڑکن نارمل محسوس کرتے ہی وہ شدت سے اس کے لب اور ماتھا چومتا پیچھے ہوا۔ اس کی حرکت پر نرس تو خفت کا شکار ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی، وہیں ڈاکٹر نے لب بھینچ کر انہیں دیکھا اور اسے باہر آنے کا اشارہ کیا۔

وہ باہر نکل گئی۔

ڈاکٹر کے باہر آتے ہی جہاں وہ سب ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے، وہیں ڈاکٹر اپنے پیچھے آتے ہوئے علیار کا ویٹ کرنے لگی، جس کا اپنا چہرہ بھیگا ہوا تھا۔

اللہ کا شکر ہے، پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ کسی کی دعا ہے جو اس وقت ان کے حق میں" کام آئی ہے۔ جتنا ایکسیڈنٹ اکسٹریم تھا، آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ خوف سے ہی بے ہوش ہو گئی تھیں، ورنہ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ فلحال انہیں خون کی ضرورت ہے، آپ لوگ اس کا انتظام "کریں۔ ماں اور بچہ دونوں بالکل ٹھیک ہیں، بس ان کے سر پر چوٹ آئی ہے۔

اور مسٹر اے سی پی، آپ ذرا میرے ساتھ کیبن میں آئیں، مجھے آپ سے ضروری بات کرنی" "ہے۔

ڈاکٹر علیار کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"ڈاکٹر، گھبرانے کی تو کوئی بات نہیں ہے نا؟ سب ٹھیک تو ہے؟"

علیار ڈاکٹر کو کیبن میں بلاتا دیکھ کر پوچھے بغیر رہ نہ سکا۔

"سب ٹھیک ہے، بس وائف کی ہیلتھ کو لے کر کچھ باتیں ہیں۔ آپ سب پریشان نہ ہوں، ریلیکس ہو جائیں۔ اور بیٹا آپ بھی اپنا ٹریٹمنٹ کروائیں۔"

ڈاکٹر نے دارار کی فکر پر اس سے کہا، جو خون میں لت پت ہاتھ لیے زرتاشہ کی طرف دیکھ رہا تھا اور آنسوؤں سے لبریز چہرہ لیے مسکرا دیا۔

درحقیقت جب زارا کا ایکسیڈنٹ ہوا تو وہ دونوں ساتھ بیٹھے تھے۔ زرتاشہ ضد کر کے بیچ میں بیٹھی تھی، جبکہ دارار نے اسے کہا بھی تھا کہ زارا کے لیے سائیڈ پر بیٹھنا ٹھیک نہیں، مگر زارا نے دارار کو انکار کرتے ہوئے خود سائیڈ پر ہی بیٹھ گئی۔

ایکسیڈنٹ کے وقت گاڑی کے الٹنے سے زارا کے سر پہلے شیشے پر لگا جس سے وہ فوراً بے ہوش ہو گئی، مگر زرتاشہ کو صرف جھٹکا لگا تھا اور اس جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھل گیا تھا۔ گاڑی فلپ ہونے کی وجہ سے دروازہ ٹوٹ کر الگ ہو گیا تھا۔

اس سے پہلے زارا کا جسم روڈ کی زمین پر لگتا، زرتاشہ تیزی سے ایک ہاتھ سے اس کی باڈی کو تھامتے ہوئے دوسرے سے کار کے کھلے شیشے والی جگہ پکڑ گئی اور اپنا ایک پیر دروازے کے سائڈ پر نکال کر اپنے ساتھ ساتھ زارا کا بھی وزن بیلنس کرنے لگی۔

اس نے اپنی پکڑ اتنی مضبوط رکھی تھی کہ زارا کے جسم کا ایک بھی حصہ روڈ کو چھو نہ سکے۔ زارا کو زمین سے نہ ٹکراتے دیکھ کر داعود جلدی سے دوسری طرف کا دروازہ توڑتے ہوئے پہلے اسے باہر نکالنے لگا، جس پر زرتاشہ نے بامشکل سختی سے اپنے لب آپس میں بھینچے اور انکار کرتے ہوئے زارا کی طرف اشارہ کیا۔

وہ جلدی سے اپنے چکراتے سر کو تھامتا ان دونوں کو باہر نکال گیا۔

"ڈاکٹر۔۔"

علیار ڈاکٹر کے کیبن کے باہر کھڑا ہوتا تھوڑا سا دروازہ کھول کر ان کی اجازت کا انتظار کرنے لگا۔

"آئیں، آئیں اے سی پی صاحب۔"

اسے یوں دروازے پر کھڑا دیکھ کر ڈاکٹر اسے اجازت دیتی، خود بھی اپنی نشست سنبھالتی اور اسے سامنے والی نشست کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کر گئی جس پر علیار سر ہلاتے ہوئے بیٹھ گیا۔

سو مسٹر اے سی پی، میں بات کو زیادہ گھما بھی نہیں رہی۔ آپ کی وائف کے تعلقات کیسے ہیں؟"

ڈاکٹر سیدھا اپنے مدعے پر آتے ہوئے اسے دوٹوک انداز میں کہتی اپنی کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گئی۔

اس کے سوال پر علیار نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"کیا مطلب؟ میں کچھ سمجھا نہیں آپ کی بات کا مطلب۔۔"

علیار ڈاکٹر کی بات پر ماتھے پر بل ڈالے بولا۔

مطلب بہت صاف ہے مسٹر، آپ کی وائف ایک بچہ کنسیو کر رہی ہیں، اینڈ شی از ناٹ ہیلتھی" انف۔ ایون بیفور دا ایکسیڈنٹ، اٹس ناٹ جسٹ کے وہ ہیلدی نہیں ہیں، سم تھنگ از آف۔ کچھ تو ہے، یہ کوئی ایسی چیز ہے جو انہیں ذہنی طور پر اتنا متاثر کر چکی ہے کہ ان کی خوراک کی "غذائیت ان تک پہنچ نہیں رہی، اور یہ ایک طویل عرصے سے چل رہا ہے۔

ہر حال، اصل بات کچھ دیر بعد آنے والی رپورٹس سے بھی چل جائے گی، مگر آپ کو یہاں بلا کر" بتانا اس لیے ضروری تھا کہ اگر یہ چیز ختم نہیں ہوتی تو معذرت کے ساتھ ہم نہیں کہہ سکتے کہ آپ کی وائف بچہ ڈلیور کر پائیں گی۔ پہلی بات تو یہ نو مہینے ان کے لیے بہت خطرناک ہو سکتے ہیں، بیبی کسی بھی وقت اندر ہی اندر دم توڑتے ہوئے ان کی پوری باڈی میں زہر پھیلا سکتا ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں ایک پری میچیور ڈلیوری ہو گی، اور میرا تجربہ یہ نہیں کہتا کہ وہ ایک پری میچیور ڈلیوری "بھی کر پائیں گی۔

آپ کو یہاں بلا کر یہ سب بتانے کا مقصد یہی تھا کہ ابھی شروع کے دن ہیں، ان کا بہت خیال" "رکھیں، خاص طور پر ڈائٹ کا۔ باقی آپ اللہ سے دعا کریں، انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا۔

ڈاکٹر علیار سے کہتے ہوئے اپنی فائل دیکھنے لگی جبکہ علیار بھی بات ختم ہونے پر اٹھ کر اس کے کیبن سے باہر آگیا۔

لالا، بھابھی کو خون دے دیا ہے، اب انہیں وارڈ میں شفٹ کر دیں گے، آپ مل لینا۔ میں ذرا" "موری کو کال کر دوں، وہ آپ کے گھر پر رکے ہیں۔

داعود اس سے کہتا باہر کی طرف بڑھا جہاں ابھی بھی زرتاشہ یونہی اپنا ہاتھ لیے بیٹھی تھی۔

وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ان کی طرف بڑھ گیا۔

"زرتاشہ، جاو بچے اس کی بینڈیج تو کر دو، وہ ایسے تو زخم مزید خراب ہو جائے گا۔"

علیار اسے ایک نشست چھوڑ کر دوسرے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

سامنے بینچ پر دارار اسے بس لب بھینچے گھور رہا تھا۔

ابھی علیار اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ سامنے سے ہی اسے ریان آتا نظر آیا۔

"بھابھی ٹھیک تو ہیں؟"

دور کی سلام دعا کے بعد زرتاشہ کو گود سے لگاتے ہوئے علیار سے استفسار کرنے لگا۔

"اللہ کا شکر ہے، کوئی خطرے کی بات نہیں ہے۔"

علیار اس سے کہتا واپس اپنی نشست پر بیٹھ گیا۔

جب ریان نے اپنا رخ دارار کی طرف کیا جو ایسے ہی سپاٹ تاثرات لیے سامنے دیوار کو گھور رہا تھا۔ پھر ریان نے ایک اچھی نگاہ اس پر ڈالی، اور زرتاشہ کو لیے باہر کی طرف نکل گیا تاکہ اس کی بینڈیج کروائے۔

"زری میری گڑیا، کیا ہوا ہے؟ کیوں رو رہی ہو؟"

ریان اب کی بار جھنجھلاتے ہوئے اس کا چہرہ صاف کرتے ہوئے بولا۔

جو ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ پہلے تو اس نے سوچا کہ دارار نے اسے کچھ کہا ہوگا، مگر اس کے انکار کرنے پر اسے اس کے رونے کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔

"لالا!"

اس کے اس طرح کہنے پر زرتاشہ بچوں کی طرح اپنے ہاتھ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔
اس کے انداز پر ریان بمشکل اپنی مسکراہٹ دباتا اسے اپنے حصار میں لے گیا۔

"کیا بات ہے میرے جگر کا ٹکڑا، ایسے کیوں رو رہی ہو؟ بھوک لگی ہے؟ چوٹ میں درد ہو رہا ہے؟ تو پھر کیوں رو رہی ہو؟"

ریان نرمی سے اس کے بال سہلاتا ہوا ایک ایک کر کے اسے سوال کرتا بولا۔ اس کے ہر سوال پر زرتاشہ نفی میں سر ہلا گئی تھی۔

بار بار ریان نے سانس لیتے ہوئے اسے یونہی اپنے سینے سے لگا لیا اور اس کے بال سہلانے لگا تاکہ وہ سو جائے، اور ہوا بھی کچھ ایسا ہی، وہ کچھ دیر میں ہی نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

اس کے بھاری ہوتی سانسیں اپنے سینے پر محسوس کرتے ہوئے ریان نرمی سے اسے بیڈ پر لیٹاتا، ڈاکٹر کو اس کی بینڈیج کا کہتا، خود باہر کی طرف چل دیا۔

اسے اس ایکسیڈنٹ کی اطلاع علیار نے دی تھی کیونکہ داعود نے اسے فون پر زرتاشہ کے زخمی ہونے کا بھی بتایا تھا، مگر اس وقت معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اس نے کسی اور کو نہیں بتایا تھا۔ مگر تھوڑی دیر بعد ہی، اپنے گھر سے نکلنے سے پہلے وہ ریان کو اطلاع دینا نہیں بھولا تھا۔

ریان تیز تیز قدم اٹھاتا واپس آئی سی یو کے باہر آیا جہاں اب باقی گھر والے بھی موجود تھے، بس دارار نہیں تھا جسے وہ ڈھونڈ رہا تھا۔

وہ سب سے ملتا ہوا جلدی سے اسے ڈھونڈنے کے لیے باہر کی طرف گیا۔ وہ مسلسل اسے کال کرتا اسے ڈھونڈنے میں لگا ہوا تھا۔ نیچے کے دو فلور چیک کرنے کے بعد اس نے دو بار زرتاشہ کا روم بھی چیک کیا تھا کہ کہیں وہ وہاں واپس تو نہیں آگیا، مگر وہاں زرتاشہ کو اکیلا دیکھ کر وہ واپس مڑ گیا۔ اب اس کا رخ باہر کی طرف تھا تاکہ وہ اپنے سر پھرے بہنوئی کی خبر لے سکے۔

وہ اسے مسلسل کال کرتا باہر کی طرف بڑھا جب اسے دارار کونے کی بینچ پر بیٹھا سیگریٹ پھونکتا نظر آیا۔ وہ غصے سے فون کٹ کرتا تیزی سے اس کی طرف بڑھا، اس کا گریبان پکڑتا بغیر کسی لحاظ کے ایک زبردست گھونسا اس کے منہ پر جڑ دیا۔

دارار، جو اپنے ہی خیالوں میں گم تھا اور سامنے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا، اس نے حیرانی سے ریان کو دیکھا اور اپنے لبوں کا کنارہ صاف کیا، جہاں سے ہلکی سی خون کی لکیر بہہ رہی تھی۔

"کمینے انسان ! تجھے میں نے اپنی بہن اس لیے دی ہے؟"

ریان ایک بار پھر اسے گریبان سے پکڑ کر اپنے قریب کرتے ہوئے اس کے منہ پر پھنکارتے ہوئے بولا۔ آس پاس سے آتے جاتے لوگ انہیں غور سے دیکھ رہے تھے۔

"اس کی غلطی تھی۔"

دارار جھٹکے سے اس کا ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹاتے ہوئے اتنی دیر میں صرف ایک ہی بات بولا۔

"مثال کے طور پر کیا غلطی سرزد ہو گئی میری بہن سے؟"

ریان بھی اس کا گریبان چھوڑ کر اپنے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے بولا۔

جب میں نے اسے منع کیا تھا کہ وہ بھابھی کو ونڈو سائیڈ پر نہ بٹھائے تو اس نے میری بات کیوں" "نہیں سنی؟ اگر آج اس کی وجہ سے بھابھی یا بچے کو کچھ ہو جاتا تو میں علیار کو کیا منہ دکھاتا؟

دارار اس کے پُرسکون انداز پر جھنجھلاتے ہوئے بولا۔

"یہی منہ دکھاتے تم۔ اور اگر تمہاری بھابھی کی سیفٹی اتنی ضروری تھی تو تم اسے اس سائیڈ سے نکال کر واپس بٹھا دیتے۔ عقل مند انسان، تمہیں یہ سمجھ نہیں آرہا کہ پیچھے دو لوگ موجود تھے اور دونوں ہی اگر چاہتے تو ونڈو یا سینٹر میں بیٹھ سکتے تھے۔ مگر تم اپنی عقل کیوں چلاو گے؟"

"کتنے گھنٹے ہو گئے اس ایکسیڈنٹ کو؟ تین، ہے نا؟ ان تین گھنٹوں میں تم نے اب تک میری بہن کا زخمی ہاتھ نہیں دیکھا، نہ ہی اسے ٹریٹ کروایا۔ کیوں تم وہی ساکت بن کر کھڑے رہے؟"

"اس لیے دی تھی میں نے اپنی بہن تمہیں کہ تم یہ سلوک برتو اس کے ساتھ؟ جواب دو! خاموش کیوں ہو؟ مجھے ہرگز تم سے اس حرکت کی امید نہیں تھی۔ اب زری تمہارے ساتھ گھر نہیں جائے گی، وہ میرے ساتھ اپنے گھر جائے گی۔"

ریان ایک آخری بار اس کی خاموشی پر اس کے منہ پر مکا مارتا وہاں سے نکل گیا، اب اس کا رخ زرتاشہ کی طرف تھا۔

تاکہ اسے کچھ کھلا سکے، یقینا اس کی بہن نے بھوکا ہی ہونا تھا۔

زارا کو ڈاکٹر نے روم میں شفٹ کر دیا تھا۔ علیار نے سب کو گھر جانے کا کہہ دیا تھا کیونکہ زارا کی چھٹی کل صبح ہی ہوئی تھی۔ اس وقت ہاسپٹل میں داعود، علیار، ریان اور دارار تھے۔

ریان زرتاشہ کے ساتھ تھا جس کو ابھی ڈرپ لگی ہوئی تھی، دارار کا اسے کچھ پتا نہیں تھا جبکہ داعود باہر بیٹھا ہوا تھا تاکہ اگر انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ خود لے آئے۔ اس نے آنے والے روم کی سیکیورٹی بھی بڑھا دی تھی۔

علیار زارا کے سرہانے ہی بیٹھا اس کے کملائے ہوئے چہرے کو دیکھ رہا تھا جو کل رات تک کیا تھا اور اب کیا ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر کی باتوں نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اپنی الجھنوں اور پریشانیوں میں وہ اسے سرے سے ہی فراموش کرتا اس کے ساتھ بہت زیادہ ناانصافی کر چکا تھا جس کا ازالہ وہ چاہ کر بھی نہیں کر پائے گا۔ جس قرب سے وہ گزری ہے اسے تو اس کا اندازہ بھی نہیں تھا۔ اپنی خود غرضی میں وہ اس کی زندگی مکمل طور پر تباہ کر چکا تھا۔

وہ سوچتا ہوا اپنی آنکھیں نیچے کر گیا اور ایک آنسو نکل کر اس کے عارض پر بہہ گیا جسے وہ نرمی سے پونچھتا اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا۔

"اٹھ جاو، اور کتنی دیر انتظار کروانا ہے؟"

علیار اس کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔

زارا نے کسمساتے ہوئے اپنی آنکھیں وا کیں۔ اس نے بمشکل اپنی آنکھیں کمرے کی روشنی میں کھولی تھیں۔

علیار یونہی اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھے نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔ جب زارا نے بمشکل ڈرپ اور مشینوں میں جکڑا ہوا اپنا ہاتھ اٹھایا۔

اسے ہاتھ اٹھاتا دیکھ کر علیار تیزی سے اس کا ہاتھ تھامتے سیدھا ہو کر اس کا چہرہ دیکھنے لگا، جو اپنے خشک ہوتے لبوں کو وا کر کے کچھ کہنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"پانی دوں؟"

علیار اس کے سوکھے پڑے ہوئے لبوں پر اپنی انگلی پھیرتے ہوئے اس سے پوچھ گیا۔ جس پر زارا نے بمشکل اپنا سر ہاں میں ہلایا۔

علیار اسے اپنے سہارے اپنے سینے سے لگا کر بیٹھ گیا اور اس کے لبوں سے گلاس لگا دیا۔

زارا گھونٹ گھونٹ پانی پیتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔ جب اس کے دیکھنے پر علیار اس کی آنکھوں پر باری باری اپنے لب رکھ گیا۔

"بس!"

علیار اسے گلاس لبوں سے ہٹاتے ہوئے اس کے بھیگے لبوں کو صاف کرتے بولا۔

اس کی بات پر زارا نے ہاں میں سر ہلا دیا۔ وہ اسے واپس احتیاط سے بیڈ پر لیٹا گیا تب ہی راؤنڈ پر موجود ڈاکٹر نرس کے ساتھ اسے دیکھنے آ گئی۔

"مسز علیار، اب آپ کو کیسا لگ رہا ہے؟"

ڈاکٹر ایک نظر اس کی ڈرپ اور وائیٹلز چیک کرتے ہوئے بولی۔

تو زارا نے اس کے سوال پر آنکھیں جھپکی۔

"چلیں آپ آرام کریں، اگر کوئی بھی بات ہو تو آپ ہمیں بلا لیجئے گا۔"

ڈاکٹر علیار سے کہتی نرس کے ہمراہ وہاں سے نکل گئی۔

"اب کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟ نہ چکر آ رہے ہیں؟"

علیار اسے آنکھیں موندتے دیکھ کر فکر مندی سے بولا۔

تو زارا نے بس اپنے سر کی طرف اشارہ کیا۔

"تمہارے سر پر چوٹ لگی تھی نا، اس لیے درد ہو رہا ہے۔ میں مساج کر دیتا ہوں، ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ تمہیں بھوک لگی ہے؟"

علیار آہستہ آہستہ اس کے بال سہلاتے ہوئے نرمی سے پوچھنے لگا۔

"ہاں۔۔"

زارا نے ہلکے سے لب جنبش دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا، ادھر ہی رکو، میں ابھی لاتا ہوں۔"

اس کی بات پر علیار فوراً کھڑے ہوتے ہوئے بولا تو زارا فوراً اس کا ہاتھ تھام گئی۔

اچانک ہونے والی حرکت سے زارا کے ہاتھ پر لگی ڈرپ کی سوئی چبھ گئی۔

علیار اس کی تکلیف سنتے تیزی سے پلٹا اور اس کے مشینوں کے ساتھ موجود ٹیبل کی بیل بجا گیا۔
بیل کی آواز پر نرس تیزی سے ان کے روم میں آئی۔

"اسے نیڈل سے تکلیف ہو رہی ہے، آپ چیک کر لیں۔"

وہ زارا کو آنکھیں نیچے کیے ہوئے دیکھ کر بولا۔

اس کی بات پر نرس سر ہلاتے ہوئے جلدی سے اس کی نیڈل ٹھیک کرتی، ڈرپ چیک کرتی اور واپس چلی گئی۔بیل کی آواز سے داعود بھی کمرے میں آگیا تھا۔

زارا نے ابھی بھی اس کا ہاتھ یوں ہی تھامے رکھا تھا۔ وہ داعود کو اس کے کھانے کا کہتا خود اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

"تم مجھے کہہ بھی سکتی تھی، خود کو جھٹکا دینے کی کیا ضرورت تھی؟"

علیار واپس اپنی نشست سنبھالتا اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

زارا بھی اس کی بات پر بغیر کچھ کہے آنکھیں موند گئی تھی، مگر پھر کچھ یاد آتے ہی اس نے آنکھیں وا کرتے ہوئے اسے دیکھا اور اپنے سر پر چلتے اس کے ہاتھ پر بہت احتیاط سے اپنا ہاتھ رکھ کر اس کی توجہ اپنی طرف دلانے کی کوشش کی۔

اپنے ہاتھ پر اس کے ہاتھ کا لمس محسوس کرتے ہی علیار نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ اس نے بمشکل اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنے پیٹ پر رکھا۔

علیار نے پہلے تو ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا، مگر پھر اس کی بات سمجھ گیا۔

"وہ بالکل ٹھیک ہے۔"

وہ کان کے قریب جھکتے ہوئے سرگوشی میں کہتا ہوا بولا، ساتھ ہی وہاں اپنے لب بھی رکھ گیا۔

اس کی بات سنتے ہی زارا کو ایک سکون کی لہر اپنے پورے جسم میں سرایت کرتے ہوئے محسوس ہوئی۔ اس کی آنکھیں شدت سے بھیگ گئیں، جنہیں چھپانے کے لیے وہ آنکھیں موند گئی۔

علیار نے ایک بار پھر جھک کر اس کی آنکھوں پر لب رکھے اور اس کے پلکوں پر ٹھہری نمی اپنے لبوں سے چھین لی۔ اس کے پیٹ پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ گیا۔

زارا کا دل چاہا کہ اسی لمحے پھوٹ پھوٹ کر رو دے، اور وہ کر بھی گئی۔ وہ اس کی گردن میں اپنا چہرہ چھپا کر ایک ہاتھ سے اس کا کالر تھامے بے آواز رو رہی تھی۔

ابھی دونوں اپنے اپنے غموں میں گم تھے جب داعود نے گلا کھنکھارتے ہوئے ان کی توجہ اپنی طرف دلانی چاہی، تو زارا تیزی سے اس سے دور ہو گئی۔

اس کے تیزی سے دور ہونے پر علیار نے ایک سخت نظر سے داعود کو گھورا، جو کندھے اچکا گیا۔

علیار گردن گھماتے ہوئے اسے احتیاط سے لیٹاتا، اس کی جلد بازی پر اسے آنکھیں دکھانے لگا۔

لالا، یہ آپ کی بتائی ہوئی جگہ کا کھانا ہے، آپ چیک کر لیں۔ اور اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو" "میں باہر ہی ہوں۔

داعود ان دونوں کو اکیلا چھوڑتا کمرے سے نکل گیا، اور ویسے بھی دونوں ایک دوسرے کے علاوہ (کسی کو گھاس کہاں ڈال رہے تھے۔ (وہ تنک کر سوچتا باہر نکل گیا۔

علیار کو ایک ٹک خود کو تکتا پا کر زارا نے کھانے کی طرف اشارہ کیا، تو وہ مڑ کر بظاہر سوپ کو دیکھتا ہے اور اس میں سے ایک چمچ پہلے خود چکھ کر دیکھنے لگا۔

ابھی وہ اسے اٹھا کر بٹھانے ہی لگا تھا کہ داور دروازہ ناک کر کے کمرے میں آیا۔

"لالا، یہ مورے نے بھیجا ہے بھابھی کے لیے یخنی اور یہ آپ کا کھانا۔"

داور اس کے آگے دونوں لفافے رکھتے ہوئے بولا۔

"مورے نے گاؤں سے بھیجا ہے، تم ڈیڑھ گھنٹہ ڈرائیو کر کے آئے ہو؟"

علیار اس کے ہاتھ میں موجود لفافے تھامتے پریشانی سے بولا۔

"نہیں لالا، مورے تو یہاں آپ کے گھر پر رکی ہوئی ہیں، بلکہ سب ہی رکے ہوئے ہیں سوائے داعود اور لالا کے، وہ تو آپ کے ساتھ یہاں ہیں۔"

داور اسے تفصیل بتاتے ہوئے ٹیبل پر کھانے کا بیگ رکھتے ہوئے اس میں سے لفافے نکالنے لگا۔

"یہ آپ کا کیا مطلب ہے؟ ہم سب کی ہی چیز ہے۔ آئندہ ان الفاظ کا خیال رکھنا۔"

علیار اس کی بات پر ماتھے پر بل ڈالے اسے ڈانٹتے ہوئے بولا۔

"غلطی ہو گئی لالا، اب خیال رکھوں گا۔ آپ یہ لیں، کھانا کھائیں۔ میں باہر جا رہا ہوں۔"

داور اسے چیزیں پکڑاتا باہر نکل گیا۔

علیار گھر کا بنا کھانا بھی پہلے خود چکھتا اور کچھ دیر انتظار کرنے لگا، جبکہ زارا دوسری بار اس کی اس حرکت پر ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھ رہی تھی۔

اس کے ماتھے پر چھوٹے چھوٹے بل دیکھ کر علیار نے بمشکل اپنے لبوں پر ابھرنے والی مسکراہٹ روکی اور اس کے ماتھے کو انگلیوں سے سہلانے لگا۔

"جب سے تم ماں بننے والی ہو تب سے کافی غصہ کرنے لگی ہو۔ اللہ رحم کرے، کچھ دن بعد تو تم مجھے کچا ہی کھا جاؤ گی، ہے نا؟"

زارا جو پہلے ہی اسے گھور کر اپنے منہ میں کھانا ڈالنے کی منتظر تھی، اس کی بات پر منہ پھلا کر غصے سے اسے دیکھنے لگی۔

آف بیوی، تم تو پورے طریقے سے مارنے کا ارادہ رکھتی ہو۔ چلو کوئی نہیں، آپ کی خاطر ہم ہر" درد کھا لیں گے۔"

علیار اس کی اداؤں پر دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے گھائل ہونے کے انداز میں بولا، جبکہ چہرے پر پرکشش مسکراہٹ موجود تھی۔

زارا ایک ٹک ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہی تھی، جب اچانک اس کے پیٹ نے شور مچایا اور اسے ہوش اور دنیا میں واپس آنے کا کہا۔

"دیکھا آپ کی وجہ سے ہمارا بچہ بھوک سے پریشان ہو رہا ہے، جلدی کھلائیں اسے۔"

زارا اسے ہنوز اپنی مسکراہٹ دیتا ہوا دیکھ کر آہستہ سے دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔

"ابھی کھلاتا ہوں میرے بچے کو۔"

علیار بڑے آرام سے کہتا ہوا پہلے سوپ کا چمچ لیتا ہے، اس پر پھونک مارتا اور اس کے لبوں کے قریب لے جاتا ہے۔

زارا تو اس کی بات پر حیرانی سے منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسے اس بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا کہ وہ اسے بچہ کہہ رہا ہے یا ان کے بچے کو۔ وہ حیرانی سے منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کھاؤ! "

علیار اسے منہ کھولے حیرانی سے خود کو تکتا دیکھ کر بولا۔

تو زارا نے بھی خاموشی سے کھانا کھا لیا۔

کھانا کھانے کے بعد علیار نے اسے دوائی دے کر سلا دیا۔

"زری چلو بیٹا، ہم نے حویلی جانا ہے۔"

ریان وارڈ میں آتے ہوئے بولا جہاں ڈاکٹر نے اسے ڈرپ لگائی تھی۔

"مگر لالا ابھی بھابھی کو تو ڈسچارج بھی نہیں کیا اور میں تو ان سے ملی بھی نہیں ہوں۔ آپ کیسے جانے کا کہہ رہے ہیں؟ اور ویسے بھی ابھی داور لالا نے کہا تھا کہ ساری حویلی والے تو ادھر شہر والے گھر میں ہیں، تو آپ مجھے حویلی کیوں لے کر جا رہے ہیں؟"

"زری بحث مت کرو، ہم اپنی حویلی جا رہے ہیں اور تم اب کوئی سوال جواب نہیں کرو گی۔"

مگر لالا کیوں؟ یوں اچانک جب یہاں ہماری ضرورت ہے؟ اور سائیں کو پتا چلے گا تو وہ الگ خفا" "ہوں گے ہمارے اس طرح جانے پر۔

زرتاشہ نے اس کے قریب ہوتے ہوئے اسے لاڈ سے سمجھانا چاہا۔

"میری جان، میرے ایجا، تمہیں لگتا ہے میں کچھ غلط کروں گا اپنی جان کے ساتھ؟ تم بس چلو۔"

اچھا، ایک بار سائیں سے پوچھ لیتی ہوں۔ مجھے پتا ہے وہ انکار نہیں کریں گے مگر پوچھنا اچھا ہوتا" "ہے، ورنہ وہ خفا ہو جاتے ہیں اور آپ کو نہیں پتا ان کو منانا اس دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔

زرتاشہ اپنے بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے بولی کیونکہ ریان اس کی ڈرپ اتار چکا تھا۔

"اچھا تم ادھر ہی رکو، میں اسے بلا کر لاتا ہوں۔"

ریان اس کی بات پر مسکرا بھی نہ سکا، وہ جانتا تھا وہ اپنی بہن کے لیے حساس ہے۔ شاید وہ زیادہ سوچ رہا تھا، مگر زرتاشہ جس حالت میں اسے اتنی دیر بعد ملی تھی، وہ اس کے لیے ناقابلِ یقین تھا۔

دارار کو خود کو مضبوط بناتے ہوئے زارا کے ساتھ ساتھ اس کا ٹریٹمنٹ بھی کروانا چاہیے تھا۔ جب وہ یہاں پہنچا تب تک تو ان کے ایکسیڈنٹ کو کافی وقت گزر چکا تھا۔ اور اگر وہ تب بھی نہ آتا تو اس کی بہن یوں ہی اپنا زخمی بازو لیے بیٹھی رہتی۔

ریان کو سوچ کر ہی نئے سرے سے دارار پر غصہ آ رہا تھا۔

اس نے ابھی دروازہ کھولا ہی تھا کہ اسے سامنے دارار گزرتا ہوا نظر آیا، جو یقینا اس کی بہن اور اپنی بیوی سے تو نہیں ملنے جا رہا تھا، ہاں شاید وہاں سے اس کا رخ داعود اور ریان کی طرف تھا۔

اس نے بمشکل اپنے غصے پر قابو کرتے ہوئے ضبط سے اپنی آنکھیں میچ کر کھولی اور اسے آواز دے دی۔

اس کے پکارنے پر دارار نے آبر ابھارتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا، جیسے پوچھ رہا ہو: "کام بتاؤ؟"

"زرتاشہ تمہیں بلا رہی ہے۔"

وہ اس کی حرکت پر دانت کچکچاتے ہوئے بولا، مطلب اسے وارڈ میں دیکھ کر بھی اس کی طرف توجہ نہیں دی۔

"اس سے کہو میرے پاس وقت نہیں ہے۔"

دارار اسے دیکھتا ہوا لاپرواہی سے بولا۔

اس سے پہلے کہ ریان اسے کچھ کہتا، زرتاشہ جو اندر اپنی چادر ٹھیک کر رہی تھی، اس کی بات سنتے ہی تیزی سے باہر آگئی۔

"سائیں آپ ہماری بات تو سنیں..."

"لالا ہم سائیں سے اکیلے میں بات کر لیں؟"

زرتاشہ فوراً اس کے قریب آئی اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔ ابھی تک اس نے اس کے چہرے پر غور نہیں کیا تھا، نہ ہی وہ بھائی کے سامنے یہ کر سکتی تھی۔

وہ ریان سے مؤدب انداز میں بولی۔ ریان اس کی بات پر سر ہلاتے ہوئے دروازے سے ہٹ گیا۔

وہ یونہی اس کے سینے پر بندھے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیے اسے کمرے کے اندر لے جانے لگی، جب دارار نے اپنے ہاتھ پر سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

زرتاشہ نے حیرانی سے اپنے گرے ہوئے ہاتھ کو دیکھا۔

"مجھے کوئی بات نہیں کرنی، تم نے جہاں جانا ہے جاؤ۔"

دارار سپاٹ لہجے میں کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

زرتاشہ ساکت کھڑی بس اپنے گرے ہوئے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی، جسے ابھی ابھی دارار جھٹک کر گیا تھا۔ اس نے بمشکل نظریں اٹھا کر دیکھا، راہداری خالی تھی۔

رات کا وقت ہو رہا تھا۔ یوں تو اس وقت پیشنٹس سے ملنے کی کسی کو اجازت نہیں تھی، مگر داعود اور علیار نے اپنے سورس سے زارا کے پاس ہی موجود رہنے کی اجازت لی ہوئی تھی۔

زرتاشہ کو لگا کہ اس نے کچھ غلط سنا ہے۔ یہ تو اس کا دارار نہیں تھا۔ وہ ہنوز ڈھیلی نظروں سے راہداری کو دیکھ رہی تھی جب ریان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"لالا!"

زرتاشہ ریان کو نرمی سے اپنی طرف دیکھتا دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"لالا... لالا..."

"میرے ایجا، بس چپ... میں بات کر لوں گا، کیا مسئلہ ہے ابھی تم گھر چلو، میرے بچے کو آرام کی ضرورت ہے۔"

ریان پیار سے اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بولا۔

"مگر لالا... ہم ان سب سے معافی مانگ لیتے ہیں۔ ہمیں نہیں پتا تھا کہ ایکسیڈنٹ ہو جائے گا اور زارا بھابھی کی جان خطرے میں آجائے گی۔ وہ تو ہم نے بس یونہی کہہ دیا تھا۔ نہیں، ایسا نہیں لگتا... ہم نے جان کیا ہے؟ کیا سب کچھ تو وہ ہم سے خفا ہو کر کیوں چلے گئے؟"

زرتاشہ ریان کے سینے سے اس کا کوٹ اپنی مٹھی میں دبوچتے ہوئے ہچکیوں سے بولی۔

"میری جان، میرے ایجا، میں جانتا ہوں میری زری نے کچھ نہیں کیا۔ اور دارار بھی شاید ابھی غصے میں ہے، وہ زارا کی وجہ سے پریشان ہوگا۔"

کیوں لالا؟ ان کے پاس تو سب ہے، ہمیں کیوں نہیں دیکھا؟ ہمیں کون دیکھے گا؟ زارا بھابھی کے" لیے اس وقت سب سے ضروری علیار لالا اور ان کا بچہ ہے، اور وہ دونوں ہی اس کے پاس ہیں۔ تو باقی... باقی سب میں سے کسی نے بھی پلٹ کر ہمارے بارے میں پوچھنا ضروری نہیں سمجھا۔ کوئی ہمیں دیکھنے نہیں آیا جب ہم وہاں موجود تھے۔ کسی کا بھی دھیان ہماری طرف نہیں گیا۔ ایسا نہیں ہے کہ ہمیں بھابھی سے جیلسی ہے، وہ تو ہماری بہت اچھی دوست ہیں، بہن جیسی ہیں۔ مگر کیا سب کو لگتا ہے کہ ہم نے جان بوجھ کر یہ سب کیا ہے؟"

وہ ریان کے چہرے کو دیکھتے کسی ڈرے ہوئے بچے کی طرح اسے اپنے خدشات اور کیفیات بتا رہی تھی۔ ان سب کے رویے اور بے اعتنائی نے گویا آج اسے توڑ دیا تھا۔

جب سب آپ سے اتنا پیار کریں اور آپ کی ایک غلطی—وہ بھی ایسی جو آپ کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو کہ آپ سے ایسی کوئی غلطی ہوئی ہے—اس کی سزا دے دیں تو دل پھٹ کر منہ کو آتا محسوس ہوتا ہے۔

ریان اس کی باتوں پر بس نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس کے آنسوں سے لبریز چہرے کو صاف کر رہا تھا۔ اس کی حالت اسے تکلیف دے رہی تھی۔

آج اسے لگ رہا تھا کہ وہ اپنی بہن کے حق میں اچھا سوچنے کے چکر میں شاید اس کے ساتھ زیادتی اور اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر چکا تھا۔

اس سے تو اچھا تھا کہ وہ اپنے جگر کے ٹکڑے کو ساری زندگی اپنے پاس رکھتا اور اسے زمانے کی سرد و گرم سے بچا لیتا، رب سے اپنی زندگی اس کی زندگی جتنی مانگ لیتا۔ وہ ربِ رحیم ہے، کیسے ایک بھائی کی فریاد اپنی بہن کے حق میں نہ سنتا؟

وہ قرب کی اذیت پر خود کو اس وقت محسوس کر رہا تھا۔ وہ آنکھیں میچتا اسے شدت سے اپنے سینے سے لگا گیا۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے اعصاب بحال کرتا اس سے الگ ہوا اور اپنے رومال سے اس کے آنسو صاف کیے، پھر اسے لے کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔ زرتاشہ بغیر کسی مزاحمت کے اس کے ساتھ چل دی۔

ثابت ہو گیا تھا کہ اس کا بھائی ہی تھا جو اس کی ہر تکلیف، غلطی، تاہی اور گناہ سب بغیر کسی اف کے اٹھا بھی سکتا تھا اور اپنے سر بھی لے لیتا تھا—وہ بھی بغیر کسی بدلے کے۔

لالا... انور کو چابی دے دیں، آپ میرے ساتھ پیچھے بیٹھیں۔ مجھے آپ کی گود میں سر رکھ کر سونا ہے۔"

زرتاشہ نے علیار کو اس کے لیے چینجر سیٹ کا دروازہ کھولتے دیکھا تو بولی۔

اس کی بات پر ریان سرہلاتے ہوئے مسکراتے ہوئے پیچھے کی سیٹ پر بیٹھا اور اسے ساتھ بٹھا کر اس کا سر اپنی گود پر رکھ دیا۔ اس نے پارٹیشن کر دیا تاکہ ڈرائیور کو نہ ان کی آواز سنائی دے نہ کچھ دکھائی دے۔

وہ آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا اسے ریلیکس کرنے لگا۔

رات نا جانے کسی پہر زارا کی آنکھ کھلی تو اس نے کسمسا کر اردگرد دیکھا، جہاں علیار اس کے سرہانے سو رہا تھا۔

وہ ٹکٹکی باندھے کافی دیر تک اس کے چہرے کو تکتی رہی، پھر کچھ یاد آنے پر اپنی انگلی اس کے ایک ایک نقش پر ٹریس کرنے لگی۔

وہ اپنی انگلی اس کی گھنی ابرو پر چلاتی ہوئی اس کی مرمری پلکوں پر رک گئی۔ پھر اس کے خم دار ہونٹوں کو اپنی انگلی کے نیچے محسوس کرتے ہوئے مسکرا کر اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"!علیار... علیار"

زارا نے اسے ہلکے سے ہلاتے ہوئے پکارا۔

اس کی پکار پر علیار جو پہلے ہی نیند میں اس کا لمس پہچانتے ہوئے مسکرا رہا تھا، وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

"ہاں ہاں!"

علیار نے ہڑبڑا کر اٹھتے ہوئے اسے دیکھا جو منہ بنائے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے زارا؟ کہیں درد ہو رہا ہے؟ ڈاکٹر کو بلاوں؟ تمہاری طبیعت خراب ہو رہی ہے کیا بات ہے، بتاؤ مجھے۔"

علیار تیزی سے اس پر جھکتا، ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھتا اور دوسرا فوراً اس کے پیٹ پر رکھ گیا۔

"وہ..."

اس کے اتنے شدید ردعمل پر زارا نے اپنے لب مروڑتے ہوئے اسے دیکھا۔

"وہ کیا؟ زارا جلدی بتاؤ، پیٹ میں درد ہو رہا ہے؟ بیبی فیل نہیں ہو رہا؟ کیا ہو رہا ہے تمہیں؟"

علیار نے اب کی بار جھجکتے ہوئے اسے دیکھا، جو اپنی ایک پکار سے اس کا سکون چین سب کچھ اڑا چکی تھی۔

"وہ ہمیں نا..."

زارا ایک بار پھر اس کا پریشان چہرہ دیکھتے ہوئے کچھ لمحے کے لیے رکی۔

"وہ ہمیں نا بھوک لگی ہے، بہت زور کی۔"

یہ کہتے ہی وہ اپنی آنکھیں موند گئی۔

اس کی بات سنتے ہی علیار کرسی پر ڈھے سا گیا۔ اس کے تنے اعصاب خود بخود نارمل ہو گئے اور وہ ایک لمبی سانس ہوا کے سپرد کرتا اس کا چہرہ دیکھنے لگا، جو ہلکی سی آنکھ کھول کر اس کے تاثرات دیکھ رہی تھی، پھر واپس اپنی آنکھیں سختی سے میچ چکی تھی۔

اس کے تاثرات دیکھتے ہوئے بے ساختہ علیار کا قہقہہ گونجا، جسے اس نے بمشکل باہر جانے سے روکا، کیونکہ باہر مریخ پر اس کے تینوں بھائی تھے جو نہ جانے کب سے ایک ٹانگ پر کھڑے ہر لمحہ اس کے ساتھ تھے۔

"لڑکی تم بھی حد کرتی ہو، اتنی سی بات کے لیے اتنا ڈرامہ؟ دو منٹ رکو، میں ابھی تمہارے لیے یہ گرم کر کے لاتا ہوں۔"

وہ یخنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"نہیں، میں نے وہ نہیں کھانا۔ آپ جا کر میرے لیے پراٹھا اور املیٹ لے کر آئیں، اور ساتھ چائے بھی۔"

زارا اس کے یخنی کے مشورے پر منہ بھورتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی فرمائش بھی کر دی۔

علیار منہ کھولے اس کی فرمائشوں کی لسٹ میں رہ گیا تھا، جب اس کی چائے والی بات پر اس نے سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ لیا۔

"نہیں، بالکل بھی نہیں۔ چائے کا تو سوچنا بھی مت، اور ابھی ڈاکٹر نے ایک دو دن تمہیں پرہیز کا کہا ہے۔ تو ہم ایک کام کرتے ہیں، ایک گلاس گرم دودھ اور ساتھ ابلے ہوئے انڈے لے لیتے ہیں، وہ تمہارے لیے اچھا ہو گا۔"

علیار اس کی فرمائش کو رد کرتے ہوئے اسے دوسرے بہتر آپشن بتانے لگا۔

ابھی وہ بول ہی رہا تھا جب زارا کروٹ بدل کر لیٹ گئی، مطلب صاف تھا: "مجھے اب بات نہیں کرنی۔"

علیار نے بے بسی سے اس کی پشت کو دیکھا۔ مطلب ابھی سے اسے موڈ سوئنگ جھیلنے پڑیں گے۔ کہاں وہ لڑکی جو کچھ بولتی نہیں تھی، اور کہاں اب وہ اسے بھیگا ہوا کر کے باتیں سنا رہی تھی۔

علیار بے بسی سے سوچتا اپنی پسند کی چیز اس کے لیے آرڈر کر گیا۔

"اچھا اب تم ناراض تو نہ ہو؟"

علیار اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے سیدھا کرتے بولا۔

"ناراض ہو چکی ہوں۔ already اور کیوں ناراض نہ ہوں؟ ویسے بھی میں"

زارا روٹھے پن سے کہتی واپس کروٹ بدل گئی، اور اس کے پیٹ سے اب بھوک کے مارے آوازیں آرہی تھیں۔

علیار نے لب بھینچتے ہوئے اس کی پشت کو دیکھا، یقیناً اب اس ایمبرسمنٹ کا ملبہ بھی اسی کے سر آئے گا۔

دیکھ لیا آپ نے ! میں اور میرا آلو بھوک سے تڑپ رہے ہیں اور آپ ابھی تک یہیں بیٹھے“

”! ہیں

زارا نے اب باقاعدہ آنسوؤں سے روتے ہوئے اس سے کہا۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا، دروازے پر دستک ہوئی اور وہ اسے چھوڑتا تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور اپنے خاص آدمی کے ہاتھ سے اپنا آرڈر لے لیا۔

”زارا رونا تو بند کرو، یہ دیکھو میں نے کیا منگوایا ہے۔“

علیار پیار سے اسے پکارتا، اس کے آنسوؤں سے لبریز چہرے کو صاف کرتا اسے پچکارنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔

”ہمیں نہیں دیکھنا آپ کا دودھ اور انڈا۔“

زارا اپنے کندھے سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولی۔

”جانِ جاناں، تم ایک بار دیکھو تو... آلو کے لیے کیا لایا ہوں۔“

”! خبردار ! خبردار ! جو آپ نے اسے اپنا آلو کہا“

اس کی بات پر زارا فوراً تکتے ہوئے اسے انگلی اٹھاتے وارن کرتے ہوئے بولی۔

"میں نے کب کہا کہ آلو میرا ہے؟"

علیار نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کرتے ہوئے کہا۔
اس کی بات پر زارا کو ایک پل کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔

"میری تو صرف آلو کی اماں ہے، اور آلو پورا کا پورا میری جانِ جاناں کا ہے۔"

علیار اس کے قریب ہوتے اس کے لبوں پر جھکتے ہوئے بولا۔

وہ ہلکے سے اس کے لبوں کو چوم کر پیچھے ہوا اور اسے اٹھا کر ٹیک لگا کر بیٹھا دیا۔

"چلو اب تم یہ سینڈوچ کھاؤ، یہ بالکل بھی پھیکا اور بڑے ٹیسٹ کا نہیں ہے۔"

علیار سینڈوچ کا ریپر کھول کر اس کے لبوں سے لگاتا بولا۔

زارا نے اس کی بات پر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پہلے ایک بائٹ لیا، پھر اس کا ٹیسٹ دیکھنے لگی۔ ٹیسٹ سمجھ آنے پر وہ بڑے مزے سے کھانے لگی۔

"مجھے ابھی کے ابھی گھر جانا ہے۔"

زارا اپنا سینڈوچ ختم ہونے کے بعد اس سے بولی۔

علیار نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"ابھی آدھی رات کو ہم کل تو جا رہے ہیں نا گھر؟"

علیار اس کی بات پر اپنی حیرانی چھپاتے ہوئے پریشانی سے بولا۔

"نہیں! مجھے ابھی جانا ہے۔ آپ لے کر جا رہے ہیں یا میں باہر جا کر داعود لالا سے بولوں؟"

زارا ضد کرتے ہوئے اسے دھمکی دیتے ہوئے بولی۔

"پتا ہے مجھے، لگتا ہے تم ماں نہیں، ٹھنڈی بننے والی ہو۔ جب سے تمہیں یہ خبر ملی ہے تم نے مجھے دھمکانا شروع کر دیا ہے۔"

علیار چہرے کے نیچے سے اپنے شوز پہنتے ہوئے تنے ہوئے انداز میں اس سے بولا۔

"جو بھی آپ سمجھیں، مگر مجھے ابھی کے ابھی اس ہاسپٹل سے جانا ہے۔ جب میں اور آلو ٹھیک ہیں تو یہاں رکنا کیسا؟ آپ کسی ہوٹل کا روم بک کروائیں، میں نے وہاں رہنا ہے، شام کو میں گھر جاؤں گی۔"

اس کی ایک اور فنی منطق پر علیار نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا، جو ایک کے بعد ایک نیا بم اس پر پھاڑ رہی تھی۔

"زارا کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ ابھی کہہ رہی تھی گھر جانا ہے، اب ہوٹل جانا ہے۔ تم ایک بات مجھے بتاؤ، ایکسیڈنٹ کی چوٹ کہیں تمہارے اندرونی دماغ پر تو نہیں لگ گئی؟ کیسی بھیکی بھیکی باتیں کر رہی ہو۔"

علیار اس کی بات پر اب واقعی پریشان ہوتے ہوئے بولا۔

"کیا کہنا چاہتے ہیں آپ؟ میں پاگل ہو گئی ہوں؟ ٹھیک ہے، اگر دو منٹ میں آپ نے یہ کام نہ کیا نا تو میں اپنے وعدے سے مکر کر آپ کو چھوڑ کر چلی جاؤں گی، پھر سوچتے رہیے گا کون پاگل ہوا ہے۔"

زارا اب خود ہی احتیاط سے بیڈ سے اترتے ہوئے بولی۔

اس کی بات پر علیار کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں اور وہ فوراً اس کے قریب پہنچ کر اسے اپنے حصار میں لے گیا۔

"کرواتا ہوں، کرواتا ہوں... تم تو فوراً غصہ ہو جاتی ہو۔"

علیار اس کے گرد اپنا حصار باندھتے ہوئے اپنا فون نکالتے ہوئے بولا۔

"ہونا فوراً ناراض ہو جاتی ہوں؟ ابھی تک میں ناراض ہوئی نہیں ہوں، جب ہوں گی تو پتا چلے گا۔"

اس کی بات پر زارا نے منہ بھورتے ہوئے جاتے ہوئے لہجے میں اس سے کہا اور وردہ کے لائے ہوئے اس کے بیگ کی طرف بڑھ گئی۔

"میں ہونے بھی نہیں دوں گا، تم ادھر ہی بیٹھو، میں لے کر آ رہا ہوں تمہاری ساری چیزیں۔ چینج مت کرنا، اس پر چادر اوڑھ لو۔"

علیار اسے ہاسپٹل کے ڈریس میں دیکھتے ہوئے بیگ میں اس کا گھر کا سوٹ موجود دیکھ کر بولا۔

"ہاں، یہ ٹھیک ہے۔"

زارا بھی علیار کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے بولی۔

علیار اسے لیتا چپ چاپ ہاسپٹل سے نکلنے کے بعد اسے احتیاط سے بیک سیٹ پر بٹھاتا، داعود کو کال ملا گیا کیونکہ جب وہ زارا کو لے کر نکل رہا تھا تو وہ دونوں بیچارے نیند میں جھول رہے تھے، اور دارار اسے نہیں دیکھا تھا۔

اس نے زارا کو بہت چپ چاپ لے کر آیا تھا، اس کے ڈسچارج پیپرز بنوانا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا، اور یہ آئیڈیا بھی اسے زارا نے ہی دیا تھا۔

علیار کو تو اب اس کی حرکتوں پر سر چکرانے لگا تھا، جو عجیب و غریب باتیں کرتے ہوئے اسے حق کھانے پر مجبور کر رہی تھی۔

علیار کو کال ملاتے ہوئے اپنی گاڑی کے باہر ہی اس کی کال کا ویٹ کرنے لگا جو تین بیل پر اٹھا لی گئی۔

"ہیلو جی لالا، کچھ چاہیے تھا آپ کو؟"

داعود نے فوراً کال ریسو کرتے نیند سے بوجھل آواز میں ہڑبڑاتے ہوئے کہا۔

نہیں، مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ تم داور اور دارار کو لے کر گھر چلے جاؤ، میں زارا کو لے کر کہیں جا رہا ہوں۔ اور ہاں، وہ زرتاشہ کو بھی دیکھ لینا، بچی کو چوٹ لگی تھی۔ اس کے ساتھ ریان تو تھا مگر تم اپنے ساتھ اسے بھی گھر لے جانا لازمی۔ شاید دارار بھی اس کے پاس ہو۔ ہم کل صبح تک گھر آجائیں گے، اور بل وغیرہ موبائل پر کلئیر کر دے گا۔"

علیار اسے ساری بات سمجھاتے ہوئے بغیر اس کی کال کاٹ گیا، جبکہ داعود ہنوز صدمے کی کیفیت میں اس کی باتیں سن رہا تھا۔ اسے لگا اس نے کچھ غلط سن لیا ہے۔

"لے کر چلے گئے؟ مطلب کیا ہے اس بات کا؟"

اس کی باتوں سے اسے اپنی تھوڑی بہت نیند بھی اڑتی محسوس ہوئی اور وہ تیزی سے ان کے روم کی طرف بڑھا جو کہ خالی تھا۔

داعود نے روم خالی دیکھ کر بس سرد سانس کھینچ کر چھوڑ دی اور داور کو اٹھانے اور دارار کو ڈھونڈنے لگا۔

"آدھی رات کو صحیح خوار ہوا ہے تو داعود کو کون کہے گا تم منسٹر ہو۔"

داعود ہم کلام ہوتا باہر کی طرف بڑھا۔

وہ دونوں بمشکل خود کو نیند سے بیدار کرتے ہوئے زرتاشہ کے روم کی طرف بڑھا۔

جونہی وہ لوگ روم میں داخل ہوئے تو پورا کمرہ خالی تھا۔ داعود نے حیرانی سے کمرے کو دیکھا۔

"اب زرتاشہ بھابھی کہاں چلی گئی؟"

وہ خالی کمرہ دیکھ کر خود سے پوچھنے لگا۔

"ارے وہ بھی دارار لالا کے ساتھ نکل گئی ہوگی، چلو ہم بھی گھر چلتے ہیں۔ آپ بس دارار لالا کو بتا دو کہ ہم گھر جا رہے ہیں، بلکہ میں خود ہی بتا دیتا ہوں۔"

داور دارار کو کال پر اطلاع کرتا گھر کے لیے نکل چکا تھا، اس غلط فہمی میں کہ زرتاشہ شاید اس کے ساتھ ہوگی۔

یہ لو بھی آگیا تمہارا روم، مگر رکو ایک منٹ ہاں۔

علیار اسے لے کر کمرے میں داخل ہونے سے پہلے ہلکے سے دروازہ کھولتا خاموشی سے اندر داخل ہوا۔

بیڈ پر بٹھانے کے بعد وہ اپنے لائے ہوئے بیگ سے ایک آل-پرپوز اسکریو ڈرائیور نکالتا پہلے سارے شوز کھول کر چیک کرنے لگا۔ اس نے زارا کو خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا تھا۔

سارے شوز اور چیزیں چیک کرنے کے بعد وہ ٹیبل، میڈیا وال، صوفہ—ایک ایک چیز چھانٹ چھانٹ کر چیک کر گیا، یہاں تک کہ بلب بھی۔

سب کو چیک کرنے کے بعد وہ باتھ روم کی طرف بڑھا، وہاں بھی مکمل تسلی کرتا ہوا ہر جگہ دیکھتا رہا۔

پھر کچھ یاد آنے پر وہ دیکھنے لگا کہیں ہوٹل والوں نے تو انہیں کچھ نہیں دیا نا، کوئی بُک وغیرہ یا سارا۔ "complimentary" اور "welcome gift"

مکمل تسلی کرنے کے بعد وہ بیڈ پر چھوٹی سی بیٹھی زارا کے قریب آکر بیٹھ گیا۔

زارا نے حیرانی سے اس کی ساری حرکتیں اور ایک ایک چیز کو دیکھ رہی تھی۔ کسی حد تک تو بات پہلے بھی اس کے ذہن میں آگئی تھی، یقیناً جس بات کا خدشہ وہ یہاں ظاہر کر چکا تھا، ایسا ہی کچھ حویلی میں بھی تھا— جیسے ہیرنگ سینسر ٹائپ۔

مطلب اس کا شک صحیح تھا، کوئی تو تھا جو علیار کے اس قسم کے رویے کے پیچھے تھا۔ مگر آج وہ اس رویے کے بارے میں اور ساری وجوہات کے بارے میں جاننے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

"علیار، ایک بات پوچھوں؟"

کافی دیر خاموشی کے بعد زارا نے خود کو اچھے سے سیٹ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں، ایک کیا، جو دل میں آئے پوچھ لو۔"

علیار نے بھی یوں ہی آنکھیں موندتے ہوئے لیٹے لیٹے جواب دیا۔

"کیا رائما ابھی بھی زندہ ہے؟"

اس نے بڑے عام سے لہجے میں کہا۔

اس کی بات پر علیار جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

"استغفراللہ ! مرے ہوئے لوگ کب زندہ ہوتے ہیں؟ مگر تمہیں کیوں لگا کہ وہ زندہ ہو سکتی ہے؟"

اس کے سوال پر علیار نے پہلے حیرانی سے اسے دیکھا، مگر اس کی بے تاثر آنکھوں نے اس کی ساری حیرانی دور کر دی، کیونکہ اس کا سوال صرف ایک وار تھا جو شاید جگہ پر بھی لگا تھا۔

"اچھا اگر مر گئی تو ہمارے نیچے کیا کر رہی ہے؟"

زارا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"زارا!"

اس کی بات پر علیار نے درشت لہجے میں اسے پکارا۔

"چلائیں مت۔ چلانا مجھے بھی آتا ہے۔ آج آپ چلائیں گے نہیں، میرے سوال کا جواب دیں گے، اور آج اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو میں وہ کر گزرونگی کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔"

علیار نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اس کی آنکھیں تحیر سے پھیل گئیں، ماتھے پر بلوں کا جال بڑھ گیا۔

اس کے انداز پر اسے اپنے اعصاب ٹوٹتے محسوس ہوئے—ہر بات پر لبیک کہنے والی بیوی کا یوں تن کر سامنے کھڑا ہو جانا اس کی مردانہ انا کو اندر ہی اندر کہیں چوٹ دے گیا تھا۔

"کیا کرو گی تم؟ ہاں؟ مجھے چھوڑ کر جاؤ گی؟ میں خود بھی مر جاؤں گا اور تمہیں بھی مار دوں گا۔ ہمت کیسے ہوئی یہ بات کہنے کی کہ تم—"

ابھی علیار بول ہی رہا تھا کہ وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے بیچ میں ہی خاموش کروا گئی۔

وہی جو ہر بار کرتی ہے جب اس کے اولاد پر سوال اٹھتا ہے، وہی سب کچھ—یا شاید اس سے بھی زیادہ۔

"پتا یہاں آپ کو لانے کی ایک وجہ ہے میرے پاس۔ مجھے آپ سے بات کرنی تھی، جو آپ کے رویے نے مجھے بخوبی بتا دیا تھا کہ حویلی میں یا دوسرے گھر میں نہیں ہو سکتی۔ چلیں، آج بہت سے سوال ہیں جن کے جواب مجھے آپ سے چاہئیں۔ دونوں بار آپ نے بولا تھا، اور میں نے سن لیا تھا۔ آج آپ کی باری ہے—صرف سننا نہیں، جو میں پوچھوں گی ساتھ ساتھ جواب بھی چاہیے۔"

زارا بیڈ سے اٹھ کر اسے اکیلا چھوڑتی ہوئی سامنے صوفے پر جا کر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"پوچھو۔"

اس کے بے لوث انداز کے بعد علیار نے بھی آج اسے اور خود کو ایک عذاب سے باہر نکالنے کا سوچ لیا تھا۔ سوچ لیا تھا کہ وہ اسے ایک ایک چیز بتا دے گا۔

"کیا آپ کے مجھ سے اس قدر برے رویے کے پیچھے کی وجہ رائما ہے؟"

پہلے سوال پر ہی زارا کو اپنی زبان لڑکھڑاتی محسوس ہوئی۔ وہ کیسے اس سے اپنے حق کے لیے سوال کرے گی اگر ابھی سے کمزور پڑ جائے گی؟ وہ اپنا سوال کرتے ہوئے اپنے عارض پر بہے آنسوؤں کو صاف کرتی اس کی طرف دیکھ رہی تھی اور اس کے جواب کی منتظر تھی۔

اس کی بات پر علیار سرد سانس کھینچ گیا اور قدم در قدم چلتا اس کے قریب آکر گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"نہیں... شروع میں سب کچھ اتنی جلدی ہوا کہ میں اسی سوچ میں رہا کہ شاید میں تمہیں دھوکہ دے رہا ہوں۔ اگر میں تمہارے ساتھ خوش تھا تو شاید میں اسے دھوکہ دے رہا ہوں۔ اس کی موت بہت سے راز اپنے اندر رکھتی ہے زارا، اور جس حساب سے تم مجھے یہاں لائی ہو کچھ حد تک تم اندازہ لگا چکی ہو کہ بات کیا ہے۔

میں بس شاید اپنے ہی غم سے نہیں نکل پایا اور اپنے ساتھ ساتھ تمہاری زندگی بھی خراب کر دی۔ سوچا تھا اس بارے میں بہت، کہ تمہیں جانے دوں، مگر جب تم نے واقعی جانے کا مطالبہ کیا تو لگا جیسے سینے میں چلتا یہ گوشت کا لوتھڑا بند ہو جائے گا۔ تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا تھا..."

میرے بغیر نہیں رہ سکتے مگر مجھے بدکردار بنا سکتے ہیں؟ میرے بغیر نہیں رہ سکتے مگر مہینوں تک بات" بند کر سکتے ہیں؟ میرے بغیر نہیں رہ سکتے مگر مجھے یہ یقین نہیں دلا سکتے کہ یہاں صرف میں رہتی ہوں؟ "!یہ گھر صرف میرا ہے، کسی اور کی کوئی گنجائش نہیں

وہ اس کے سینے پر انگلی سے دباؤ دیتے ہوئے لہجے میں بولی۔

بار بار آنسوؤں کا گولا اسے اپنے حلق میں اٹکتا محسوس ہو رہا تھا جسے وہ زبردستی نیچے اتار رہی تھی۔

اچھا... چلو ایک بات مان لیتی ہوں، آپ کہیں نا کہیں اپنے ماضی کو حال پر فوقیت دے گئے۔" آپ جان بوجھ کر نہیں، احساسِ ندامت میں اس ٹراما سے نہیں نکلے۔ مگر اس دن دعا کی مہندی کی "رات ہماری بات ہو چکی تھی، ہم نے ایک دوسرے سے اپنے دل کی بات کی تھی نا؟

زارا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کی تصدیق چاہی۔ اس کی بات پر علیار نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

جب ہم نے بات کر لی تھی، آپ نے کہہ دیا تھا کہ آپ جیسے ہیں مجھے ویسا ہی قبول کرنا ہو گا۔ تو" پھر آپ نے ہمارے بچے کو قبول کیوں نہیں کیا؟ کیوں اسے اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی مارنے کی کوشش کی؟ کیوں اسے میرے لیے گالی بنا دیا؟ کیوں اپنی ہی اولاد کو آپ نے فراموش کر دیا؟ جسے اس وقت سب سے زیادہ آپ کے لمس، پیار اور خیال کی ضرورت تھی؟ کیوں علیار؟ "!کیوں؟ یہ آپ کی غلطی تھی

زارا نے اس کا گریبان پکڑتے ہوئے اسے جھنجھوڑا۔ آنسو اس کے عارض کو مکمل طور پر بھگو رہے تھے مگر اسے کوئی پرواہ نہیں تھی، وہ بس آج سارے حساب چکانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

:وہ اپنے عارض صاف کرتی اس کا ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھتے ہوئے بولی

"مان لیا یہ آپ کی غلطی ہے، مگر غلطی تو ایک بار ہوتی ہے نا؟ یہ صرف ہماری پہلی رات کو سزا نہیں ہے۔ اگر یہ غلطی ہے تو پھر آپ کو اس کے بعد میرے قریب آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ کیوں؟ جب یہ غلطی ہے، تو میری قربت بھی غلطی ہے؟ تو پھر یہ شادی بھی غلطی ہو گی، اور کل کو !ہمارے رشتے کو بھی ایک غلطی بنا دیں گے"

زارا اس کا گریبان چھوڑتے ہوئے روتے ہوئے بولی۔

علیار اس کی باتوں پر حیرت اور غم کی ملی جلی کیفیت لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

اس کی باتیں بری طرح اس کے دل کو متاثر کر گئی تھیں اور اس بات کا اندازہ اسے بہت دیر سے ہوا تھا۔

زارا کو روتے روتے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہو رہی تھیں اور وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھے اس کی حالت دیکھ رہی تھی۔ اس پر علیار پریشان ہو کر فوراً اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

زارا نے سسکتے ہوئے دوبارہ اس کا گریبان تھاما اور اپنا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ نے ٹھیک نہیں کیا میرے ساتھ۔ میں کبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو۔ جس طرح میں آپ کو یہاں لائی ہوں، آپ بھی مجھے یہاں لا کر اپنی پریشانی بتا سکتے تھے مگر آپ تب بھی چپ تھے اور آج بھی چپ ہیں۔ کوئی جواز، کوئی وجہ نہیں دے رہے ہیں۔"

زارا نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جب تم سب کچھ جان گئی ہو، سمجھ چکی ہو تو میری مجبوری سمجھ لو کہ میں خاموش ہوں۔ میری خاموشی میری مجبوری ہے۔"

علیار اس کے آنسوؤں سے لبریز چہرے کو صاف کرتے ہوئے بولا۔

"میں ازالہ کر لوں گا اپنی ساری خطاؤں کا۔"

علیار اسے خود سے لگاتے ہوئے بولا۔

"ازالہ! کیسا ازالہ؟ ہاں؟ کیا آپ کا ازالہ میری زندگی کے وہ خوبصورت پل واپس لا سکتا ہے جب آپ کو یاد ہے؟ پہلی بار آپ میرے قریب آئے تھے اور پھر یوں مجھ سے دور ہوئے جیسے میں کوئی چھوت ہوں؟ اور کتنے دن آپ نے اپنے ہی کمرے میں آنا تک گوارا نہیں کیا؟ آپ کو ہماری شادی کی رات یاد ہے؟"

زارا اسے ان دونوں کے درمیان پہلی بار گزری قربت کی یاد دلاتے ہوئے بولی۔

نہیں ہے نا یاد؟ کیسے یاد ہو گی؟ ساری رات، یہاں تک کہ صبح آٹھ بجے تک میں آپ کے انتظار میں تھی۔ پہلے ہی آپ میرے قریب نہ آتے، مجھے وہ درجہ نہ دیتے، مگر کیا آپ کو نہیں لگتا تھا کہ بطور بیوی میں آپ سے ایک وضاحت کی امید رکھتی تھی؟ ایک بار شادی کی پہلی رات ہی آپ مجھے اپنے احساسات بتا سکتے تھے، اپنی مشکلات بتا سکتے تھے کہ ابھی آپ اس رشتے کے لیے تیار نہیں ہیں، مجھے کچھ وقت چاہیے، سال، مہینے۔کچھ بھی آپ مانگ سکتے تھے۔ مگر نہیں، آپ کا ایسا کوئی ارادہ ہی نہیں تھا۔"

"...شادی کی رات آنا تو دور کی بات، آپ ایک ہفتے تک مجھے دیکھے ہی نہیں، صرف ٹیبل پر"

زارا نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ علیار نے بھی اسے روکا نہیں، وہ اس کی ایک ایک بات اور تکلیف سننا چاہتا تھا، جاننا چاہتا تھا کہ اس کے دل میں کیا ہے۔

"اور آپ کو پتا ہے آخری کیل آپ نے کب ٹھونکی؟"

ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم تھا جب زارا نے اسے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"آخری کیل آپ نے ہمارے بچے کو... چیز، ہماری قربت کو غلطی اور مجھے بیوی کے رویے سے ایک لڑکی بنا کر ٹھونکی ہے۔ میں پوچھتی ہوں، جب آپ نے اتنا سب کچھ کر ہی لیا تھا تو پھر اس دن مجھے جانے کیوں نہیں دیا؟ ہاں کیوں رکھا اپنے سر پر بندوق؟ کیوں کیا مجھے ایموشنل بلیک میل؟ کیوں کیا؟ کس لیے؟ محبت؟ آپ کو مجھ سے ہے نہیں۔ مجھے بیوی کا مقام آپ دینا نہیں

چاہتے، یہ اولاد اسے بھی آپ نے ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ تو اس حساب سے اگر آپ کی زندگی میں کوئی غیر ضروری چیز ہے تو وہ ہوں میں اور میری اوقات۔ تو ہمیں آپ کی زندگی سے چلے جانا چاہیے تھا۔ پھر کیوں؟ کیوں نہیں جانے دے رہے؟ آؤ علیار! کیوں؟ کیوں؟ کیوں؟ کیوں؟ آخر کیوں؟"

زارا اس کے سینے پر مکے مارتے ہوئے روتے ہوئے بولی۔

کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ آپ صرف گھر والوں کی وجہ سے مجھے برداشت کر رہے ہیں؟ اور کوئی بات نہیں ہے، نہ محبت ہے، نہ عزت ہے، بس جھیل رہے ہیں مجھے... کیونکہ یہاں تو آپ کے ہمیشہ رائمہ ہی رہے گی نا۔ میرے لیے تو میں ایک خالی جگہ تھی نا آج؟"

زارا اس کے دل کے مقام پر انگلی رکھتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے، ایک کام کیجئے، میں یہاں سے ہی کہیں چلی جاتی ہوں آپ سے دور، بہت دور، تاکہ آپ کبھی بھی ہم تک نہ پہنچ سکیں۔ اور اگر گھر والے پوچھیں تو کہہ دیجئے گا مجھے بس لالچ تھا اور اس لالا کی وجہ سے پیسے لے کر بھاگ گئی۔ اور وہ بھی پولیس والے ہیں، ایسے کیس کو بیچ میں کیسے ثابت کرنا ہے اچھی طرح جانتے ہوں گے، کر لیجئے گا، میں جا رہی ہوں۔"

زارا اپنے گرد سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے اس کے حصار سے نکلتی اور اٹھ کھڑی ہوئی، جبکہ علیار ابھی بھی سکتے میں اس کی باتیں سن رہا تھا۔

وہ اپنے گرد چادر اوڑھ کر گیٹ کی طرف بڑھی، جب علیار تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اسے پیچھے سے ہی گود میں اٹھا کر بیڈ کی طرف لے جانے لگا۔

"چھوڑیئے مجھے، علیار! ہم جا کر ہی رہیں گے۔ اپنے اوپر ہونے والی کسی بھی زیادتی پر میں کچھ نہیں کہتی، مگر اپنے بچے پر میں کچھ بھی برداشت نہیں کروں گی۔ آپ کا یہ بے لوث رویہ، یہ بے اعتنائی میں نے برداشت کر لی، مگر میں اس ساری تکلیفوں سے اپنے آلو کو نہیں گزارنے دوں گی۔ کسی قیمت پر نہیں۔ آپ کی یہ سرد مہری اگر اسی طرح رہی تو یہ اس کی شخصیت برباد کر دے گی، جو مجھے کسی قیمت منظور نہیں۔ ہمیں جانے دیں، آپ کی زندگی میں نہ میری جگہ ہے اور نہ اس بچے کی۔ تو بہتر ہوگا کہ میں چلی جاؤں۔"

علیار اسے بیڈ پر لیٹاتے ہوئے اس کے اعتراف میں اپنے ہاتھ اس کے چہرے پر رکھ گیا۔

"تم نے اپنی ساری باتیں کر لیں، ابھی تم ہی کہہ رہی تھیں کہ میرے رویے کے پیچھے ایک وجہ ہے، اور وہ وجہ میں نے تمہیں نہیں بتائی۔ پھر تم خود ہی وہ وجہ جانے بغیر کیسے جا سکتی ہو؟ ہاں، کیسے جا سکتی ہو؟"

علیار نرمی سے اپنا ایک ہاتھ اس کے عارض پر سہلاتے ہوئے بولا۔

"وجہ کوئی بھی ہو، مگر کوئی بھی وجہ آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ آپ میری ذات اور میرے بچے کی تذلیل کریں۔"

زارا اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

"لڑکی، مجھے لگ رہا ہے ہمارے آلو نے تمہیں بہت تنگ کر رکھا ہے، اسی لیے تم سارا غصہ مجھ پر نکال رہی ہو۔"

علیار اس کے غصے سے لال ہوتے چہرے کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔

"آلو نے نہیں، میری طبیعت خراب ہے۔ یہ آپ کی باتوں اور رویے کا اثر ہے جو پچھلے آٹھ مہینوں میں آپ مجھ سے برت چکے ہیں۔ یہ سارا نزلہ آپ کے رویے کا ہے۔ خبردار جو میرے آلو کو اس میں گھسیٹا تو! "

"اچھا ٹھیک ہے، نہیں گھسیٹتا تمہارے آلو کو... مگر میری بات تو سن لو، ایک بار، صرف ایک بار مجھے وضاحت کا موقع دو..."

کیوں دوں میں آپ کو وضاحت کا موقع؟ کیا میرے موقع دینے سے ہی آپ کو اپنی بات کہنے کا موقع ملے گا؟ اس سے پہلے اگر آپ مجھے سمجھانے، اپنی مشکلات بتانے کی کوشش کرتے تو کیا میں نہیں سمجھتی؟ نہیں سنتی؟ مگر نہیں، آپ نے نہیں بتایا کیونکہ آپ مجھے بتانا ہی نہیں چاہتے تھے۔ اپنی مشکلات اور پریشانیوں میں شریک ہی نہیں کرنا چاہتے تھے۔

آپ کو کبھی یہ احساس نہیں ہوا کہ آپ کی یہ چپنی، یہ خاموشی میرے دل پر کیا اثر ڈالے گی؟ مگر اگر آپ نے تب نہیں سوچا تو پھر اب سوچنے کا کیا فائدہ؟ اور اب بھی یہ بات آپ اس لیے مجھ سے شیئر کر رہے ہیں کیونکہ کچھ حد تک میرا اندازہ درست نکلا ہے، ورنہ ایسا کچھ نہ ہوتا۔ ابھی بھی آپ سے بات کرنے کے لیے میں آپ کو یہاں لائی ہوں۔ آپ تو سب کچھ ہونے کے بعد معصوم بن جاتے ہیں۔

زارا نے اس کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتے ہوئے بولا۔

جانِ جانا، میں معصوم بن نہیں جاتا، میں معصوم ہوں۔ تمہیں اپنا شوہر معصوم نہیں لگ رہا؟" "میرے حالات ہی ایسے تھے، میں کیا کرتا؟

علیار اس کے جھٹکنے والے ہاتھ کو تھامتے ہوئے باری باری اس کی انگلیوں کے پوروں کو چومتے ہوئے بولا۔

"خبردار! خبردار! جو آپ نے حالات کو دوش دیا۔ سب آپ کا اپنا کیا دھرا ہے۔"

زارا اپنا ہاتھ اس کی قید سے آزاد کرواتے ہوئے بولی۔

"زارا، ایسا نہیں ہے۔ تم کب سے اتنا کروا بولنے لگی ہو؟ میری زارا تو بہت میٹھا بولتی ہے۔"

علیار بس حیرانی سے اس کے بھرپور انداز کو دیکھ رہا تھا، جو پہلے آدھی رات کو اسے یہاں لے آئی تھی اور اب مسلسل اس کی کلاس لے رہی تھی۔

"جب سے مجھے پتا چلا ہے کہ آپ کے ان ساری ذلیل اور خراب حرکتوں کے پیچھے کوئی وجہ ہے، جو آپ ابھی بھی مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھ رہے ہیں۔"

زارا نے ایک اور بھیگا ہوا تکیہ اس کے منہ پر مارا۔

"اب آپ مجھ پر سے ہٹ جائیں کیونکہ وجہ آپ بتانے والے نہیں ہیں، اور اس کے علاوہ کچھ بھی جان کر میں کیا ہی کر لوں گی؟ میرا آلو ٹھیک ہو گیا ہے اور ہمیں سونا ہے، تو جگہ دیں۔"

زارا اسے بس آنکھیں پھیلائے خود کو تکتا پا کر بے زار سے لہجے میں کہتی جمائی لینے لگی۔

"اچھا پھر تم سو جاؤ، مگر ایک بات یاد رکھو... میں تم سے اور اپنے بچے سے اس دنیا میں سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔ ایسا نہیں ہے کہ مجھے یہ قبول نہیں ہے، بس میری مجبوری ہے، بہت سنگین مجبوری۔ ورنہ میں مر جاتا مگر کبھی تمہیں یہ نہ کہتا کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے، تم بس اتنا یاد رکھنا کہ اگر علیار یوسفزئی کی کوئی بیوی ہے تو وہ صرف زارا علمیار یوسفزئی ہے، اور اگر کوئی رہے گی تو وہ بھی صرف اور صرف زارا ہی رہے گی۔ میری زارا، میری جانِ جاناں۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں... تا قیامت تک کسی اور کی گنجائش نہیں ہے۔ کیا اس کے بعد بھی کسی شک کی گنجائش ہے؟ میں تم سے اور ہمارے آلو سے بہت بہت محبت کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں میرے الفاظ اور ان کی سفاکی کا ازالہ یہ سادہ سا اظہار نہیں کر سکتا، مگر ایک بار میں ان سارے معاملات سے نمٹ لوں پھر سب سے پہلے تم سے اپنی غلطیوں کا ازالہ کروں گا۔ پھر تم جو سزا چاہو دے

دینا، بس اتنا یاد رکھنا کہ کوئی ایسی سزا میرے حق میں مت لکھ دینا جس سے اس وقت مر جاؤں۔"

علیار اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر ایک ایک بات کہہ رہا تھا، جبکہ زارا بس آنکھیں پھیلائے اس کا اظہار سن رہی تھی، جو اس کے لیے کسی صدمے سے کم نہیں تھا۔

"چلو اب تم سو جاؤ، اور جلد ہی میری سزا تجویز کر لینا۔"

علیار اس سے کہتا کمرے کی لائٹ آف کر گیا۔

اب تم سکون سے سو جاؤ اور مجھے بھی سونے دو۔ آج میں ایک مدت بعد تمہیں اور ہمارے بچے کو محسوس کر کے سکون سے سوؤں گا۔ ایک طویل عرصے بعد یہ سکون میسر ہو گا۔ پتا ہے کب سے سوچا تھا کہ تمہارے ساتھ ایسے ہی سوؤں گا، مگر جب بھی سوچتا تھا، ساتھ یہ بھی خیال آتا تھا کہ پہلے ایک بار سب کچھ حل کر لوں پھر تمہیں بتاؤں گا۔ ادھر میری طرف دیکھو۔

علیار اس کا چہرہ اٹھاتے ہوئے بولا جو بس اس کے سینے کو گھورتے جا رہی تھی۔

"یہ وعدہ ہے، میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔ جانتا ہوں گزرا ہوا وہ وقت واپس نہیں لا سکتا جس میں تم حسین یادیں بنانا چاہتی تھی، مگر اتنا وعدہ ضرور کر سکتا ہوں کہ آنے والا وقت تمہاری زندگی

کا حسین ترین وقت بنا دوں گا، جس میں تم بہت سی یادیں بنا سکو گی، اتنی کہ ان کے سہارے ساری زندگی گزار لی جائے۔"

علیار ایک عزم سے کہتا اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا۔

"تو کیا آنے والا وقت اچھا ہوگا؟ ہم تینوں ساتھ ہوں گے؟"

زارا نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اپنے دل میں چھپے خدشے کو ظاہر کیا۔

"بالکل، اگر تم چاہو گی تو ہم ساتھ ہوں گے۔ وہ ہماری زندگی کا بہترین وقت ہوگا، جہاں میری زارا کو اتنا اختیار ضرور ہوگا کہ وہ اپنی زندگی کے فیصلے کر سکے۔ کوئی بھی اس پر مسلط نہ کیا جائے گا، اس کے پاس انکار کی گنجائش ہوگی۔"

علیار زارا کو دیکھ کر یقین سے کہتا اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگا گیا۔ زارا بخوبی سمجھ رہی تھی کہ وہ اس کے شادی کے فیصلے کے بارے میں بات کر رہا ہے۔

وہ اس کے ہاسپٹل گاؤن کے بیک بٹن کھولتا وہ بیڈ سے اتر گیا۔ زارا نے پریشانی سے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔

"یہ آپ نے کیوں کھول دیا ہے؟"

"تھک جاؤ گی، تمہیں چینج کروانا ہے۔ اس میں تم مجھے عجیب سی لگ رہی ہو۔ یہ پہن لو، ورنہ کسی نے دیکھ لیا تو بولیں گے کہ میں نے ہاسپٹل سے پیشنٹ کو بھگا کر لایا ہوں۔"

علیار اس کے سامنے نائٹ سوٹ کا ٹراؤزر رکھتے ہوئے بولا۔

"! بھگایا تو ہے آپ نے پیشنٹ کو"

اس کی بات پر زارا بھی شرارت سے کہتے ہوئے بیڈ سے کھڑے ہونے لگی۔

"ادھر سہارا دیں مجھے، اکیلے نہیں ہوگا۔"

زارا اسے کہتی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر احتیاط سے چینج کرنے لگی۔ چلو اب میں پہلے تمہیں شرٹ پہنا دیتا ہوں، تم نے سامنے سے اس گاؤن میں سے ہاتھ نکالنا ہے، میں پیچھے ہوں ہم۔

علیار اسے سمجھاتا خود اس کی پشت پر کھڑا ہو گیا۔ اس کی بتائی ہوئی ہدایات کے ساتھ زارا چینج کرتی رہی۔ بیڈ پر ڈھل سی گئی۔ علیار نے بھی اسے چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ احتیاط سے اسے بیڈ پر لٹاتا، خود بھی اپنے جوتے اتارتا، ہاتھ دھو کر اس کے برابر میں سو گیا۔ دونوں اس قدر تھکے ہوئے تھے کہ فوراً نیند کی وادیوں میں اتر گئے۔

ریان اپنی بانہوں میں سوئی ہوئی زرتاشہ کو لے کر اندر داخل ہوا۔ دعا جو لاؤنج میں ہی بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی، اس نے حیرانی سے ریان کو دیکھا جو اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا اوپر اس کے فلور پر چلا گیا۔ مگر سب سے اوپر اس کے اپنے روم میں جانے کے بجائے وہ اسے لے کر اپنی اسٹڈی روم میں آگیا۔ وہاں موجود بیڈ پر وہ اسے سلاتا، اس پر اچھی طرح کمفرٹر ڈالتا اور خود

باہر کی طرف ہو لیا، جہاں دعا نیچے ہی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ رات کا وقت ہونے کی وجہ سے ملازم اپنے اپنے کوارٹر میں تھے، اس لیے کسی کو ان کی آمد کا علم نہیں ہوا۔ دعا اب وہاں اس کے لیے پانی کا گلاس لیے کھڑی تھی جیسے وہ اس کے بیٹھتے ہی دے گی۔

"آپ کیوں اپنی نیند خراب کر رہی ہیں؟ آپ کو بس یہاں موجود ہونے کا کہا تھا، میری خدمت کرنے کو نہیں۔" وہ اس کے ہاتھ سے گلاس لیتا اور اس کے گال تھپکتا ہوا بولا۔

"اچھا تو یہ کام پھر آدھی رات کو کون کرتا ہے؟" دعا اس کے برابر میں صوفے پر بیٹھتی ہوئی اسے مخاطب کرنے لگی۔ وہ اس وقت بیبی پنک کلر کے نائٹ سوٹ میں ملبوس تھی اور گلے میں لان کا دوپٹہ ڈالے ہوئے تھی۔

"آپ کا بندو بشر خود کر لیتا ہے، آپ کو بس کچھ ضروری باتیں بتانے کے لیے جگایا ہے۔ اگر امپورٹنٹ نہ ہوتا تو صبح ہی آپ کو بتا دیتا۔" ریان اس وقت اس کی نیند خراب کرنے کی وضاحت دیتے ہوئے بولا۔

"چلیں اوپر کمرے میں چل کر بتائیں، میں نے ہم دونوں کے لیے کافی بنا کر رکھی ہے، بس لے کر آتی ہوں۔" دعا اسے ماتھا مسلتا دیکھ کر بولی۔

"ہاں، چلو۔" ریان فوراً ہامی بھرتے ہوئے بولا۔ اس وقت اسے کافی کی شدید طلب محسوس ہو رہی تھی۔

"چلیں اب بتائیں کیا بات ہے جس نے میرے ربیع کو پریشان کر دیا ہے؟" دعا اسے نیم دراز ہوتے دیکھ کر بولی۔ دونوں اپنی اپنی کافی ختم کر چکے تھے۔

"دراصل اگر حویلی سے کسی کا فون آئے تو آپ نے یہ نہیں بتانا کہ زرتاشہ یہاں ہے، ٹھیک ہے؟ وہ میری اسٹڈی میں ہی رہے گی۔" ریان نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کی بات پر دعا نے ماتھے پر بل ڈال کر نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"مگر کیوں؟ کیا بات ہوئی ہے ریان؟ آپ مجھے شروع سے بتائیں۔" دعا کسی خدشے کے تحت اس سے بولی اور ساتھ ہی اٹھ بیٹھ گئی۔

ریان اسے علیار کے آئے فون کال سے لے کر ہاسپٹل میں ہونے والی ایک ایک چیز بتا گیا۔

"کیا مطلب ہے؟ یعنی آپ کہنا چاہ رہے ہیں کہ آپ زری بھابھی کو لائے ہیں اور کسی کو اس بات کا علم ہی نہیں ہے؟" دعا دم سادہ سی اس کی بات سننے کے بعد بولی۔ اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ سب بھی ہو سکتا ہے۔

"ریان، کیا پتا آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو اور ایسا نہ ہو؟" دعا نے ریان کو دیکھتے ہوئے کہا جس کے چہرے پر درد کے تاثرات واضح تھے۔

دعا پریشانی سے سوچتے ہوئے سامنے دیوار کو دیکھنے لگی۔

"غلط فہمی کی کوئی گنجائش نہیں ہے آہلیہ! اس نے خود قبول کیا ہے۔ دو تین اچھے اچھے گھونسے جڑ کر آرہے ہیں ویسے مجھے لگتا ہے کہ کسی کو علم نہیں ہے کیونکہ جب زری نے اس سے پوچھنا چاہا تو وہ خود ہی کہہ گیا 'جہاں جاتا ہے جاؤ'۔ اس کے بعد اس نے اسے چیک بھی نہیں کیا اور باقی گھر والے تو پہلے ہی نہیں دیکھ رہے تھے۔"

"آپ کو نہیں لگتا آہلیہ، یہ سارا سب غلط ہے؟ ان ساری چیزوں میں میری زری کی کوئی غلطی نہیں ہے، یہ صرف ایک حادثہ تھا جبکہ زارا بھابھی بھی بالکل ٹھیک ہیں، بلکہ وہ تو چپ چاپ علیار کے ساتھ ہسپتال سے جا بھی چکی ہیں۔ سب جا چکے ہیں سوائے میرے اس خبیث بہنوئی کے۔" ریان دانت کچکچا کر اسے یاد کرتا بولا۔

"جب زرتاشہ اور زارا دونوں بھابھی وہاں نہیں ہیں تو لالا وہاں کیوں رکتے ہیں؟" دعا اس کے انکشاف پر پریشانی سے بولی۔

کیونکہ جب وہاں کوئی ہے ہی نہیں تو رکنے کا جواز ہی نہیں بنتا۔

"ریان مجھے اب تک یقین نہیں آرہا کہ وہاں اتنا سب کچھ ہوا ہے۔ یا اللہ! زری بھابھی تو بہت ڈر ہی گئی ہوں گی۔"

"میں نے فل وقت سنبھال لیا ہے، باقی اللہ مالک ہے۔ مگر آپ نے وہی کرنا ہے جو میں نے کہا ہے آپ سے، اہلیہ۔ اگر حویلی سے کسی نے بھی زرتاشہ کی موجودگی کا استفسار کیا تو آپ نے

صاف انکار کرتے ہوئے سرے سے ہی انجان بن جانا ہے۔ میں یہ حرکت پہلی اور آخری بار برداشت کر رہا ہوں اور ایسا دوبارہ نہ ہو اسی لیے یہ قدم اٹھایا ہے۔ امید ہے آپ کو برا نہیں لگا ہوگا، اور اگر لگا ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔" ریان بیڈ پر رکھا اس کا ہاتھ تھامتے، اسے اپنے لبوں سے لگاتے بولا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے ریان، وہ بس میں ان سب کے رویّے پر شاکڈ ہوں۔ مگر پھر بھابھی کی بھی فکر ہو رہی ہے۔ یہ اچانک کیا ہو گیا ہے؟ وہ بہت خوش تھی ہاسپٹل جانے کے لیے، اسی لیے تو ضد کر کے لالا کو بھی اپنے ساتھ لے کر گئی تھی۔ یہاں تک کہ آپ کو پتا ہے اس نے کہا تھا کہ زارا بھابھی کے بعد یہ پہلا بے بی ہوگا تو اس کی ساری چیزیں ہم سب انجوائے کریں گے۔ وہ چاہتی تھی بھابھی کے چیک اپ کے بعد ہم سب کسی اچھی سی جگہ پر سیلیبریٹ کریں۔"

"یہ بات انہیں بہت تکلیف دے گی۔ پہلے وہ زارا بھابھی کی چوٹ کی وجہ سے گلٹ میں ہوں گی۔ اچھا، میرے ساتھ ساتھ آپ پریشان مت ہو جائیے گا، میرا تو کام ہی یہی ہے۔ خیر آپ سو جائیں، صبح آپ نے ہی ہم دونوں کو سنبھالنا ہے کیونکہ میں اپنی دوست کو ایسے نہیں دیکھ سکتی۔" دعا دکھ سے کہتی اس کے سینے سے لگ گئی۔

"اہلیہ، آپ تو پریشان نہ ہوں۔ نہ جانے کل کتنی چیزیں زری کو سمجھانی پڑیں، اور شاید چوٹ کی وجہ سے اسے بخار آجائے کیونکہ کار میں ہی اس کی باڈی کا ٹمپریچر تھوڑا تیز تھا۔" ریان بھی اس کے گرد اپنا حصار تنگ کرتے اسے مزید خود میں چھپاتے ہوئے بولا۔

"ریان، سب کی طرف سے میں معافی مانگتی ہوں آپ سے۔ مجھے پورا یقین ہے کسی کی بھی ایسی intention نہیں ہوگی کہ سب کچھ زری بھابھی کی وجہ سے ہوا ہے۔" دعا ریان کی گردن سے چہرہ نکالتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی۔

"پہلی بات تو آپ یہاں میری اہلیہ کے طور پر موجود ہیں، تو آپ کو کسی بھی چیز کے لیے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے، کبھی بھی نہیں۔ آپ وہاں ہونے والے معاملات کی ذمہ دار نہیں ہیں، اور نہ ہی ہماری شادی وٹہ سٹہ کی ہے جو کسی کی بھی وجہ سے ہمارے رشتے پر فرق پڑے۔" ریان اس کے گال تھپکتے اسے اچھے سے سمجھا گیا۔

"چلیے اب آپ سو جائیں، ویسے بھی میں نے آپ کی نیند پہلے ہی خراب کر دی ہے اور ابھی فجر میں بھی وقت ہے۔" ریان اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے اسے سلانے کی کوشش کرنے لگا، مگر خود اس کا سارا دھیان صرف زرتاشہ کی طرف تھا۔

اپنا غصہ کم ہونے کے بعد وہ زارا کے روم کے باہر بیٹھنے کے ارادے سے اس کے روم کی طرف بڑھا۔ روم کے باہر داعود کو نہ پا کر وہ حیران ہوتا ان دونوں کو کال ملانے لگا، جس میں ایک تو نیند میں اتنا غرق تھا کہ اس نے کال اٹھانا ضروری نہیں سمجھا اور دوسرے کا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہ تھا۔

دل میں ان دونوں کو دو سو گالیاں نوازتے وہ نا چاہتے ہوئے بھی علیار کو کال ملا گیا، جو اس نے کچھ دیر میں اٹھا لی۔ مگر اس سے ملنے والی خبر پر اسے اپنے دماغ کے شرارے بھڑکتے محسوس ہوئے اور وہ حیرانی سے کال ڈسکنیکٹ ہوتے اپنی موبائل اسکرین کو دیکھنے لگا۔

مطلب سارے کے سارے اسے چھوڑ کر نکل گئے؟ زرتاشہ بھی؟ اور ریان کے ساتھ کیوں نہیں گئی؟ داعود کے ساتھ گھر واپس کیوں آگئی؟

دارار بس یہی سب سوچ کر رہ گیا، مگر پھر اس کے نہ رکنے کو اپنی ناراضگی کی وجہ دیتا وہ بھی گھر کی طرف چل دیا۔ تھکا تو وہ بھی بہت گیا تھا اور اس وقت صرف سونا چاہتا تھا، اس بات سے انجان کہ وہ وہاں ہے ہی نہیں... اور کل کی صبح اس کی زندگی میں نئے طوفان لانے والی ہے، جن کے بیج اس نے خود بوئے تھے۔

جوں ہی دارار علیار کے شہر والے گھر میں داخل ہوا، سامنے ہی ایک بڑی سی لابی تھی۔ لابی کی سائیڈ سے سیڑھیاں اوپر کی طرف جا رہی تھیں۔ الٹے ہاتھ پر علیار کا چھوٹا سا آفس تھا، جسے وہ بہت کم استعمال کرتا تھا، مگر کسی آفیشل میٹنگ کے لیے اگر اسے گھر پر بیٹھنا ہوتا تو وہ یہیں کرتا تھا۔

لابی کے آگے ایک گیٹ تھا۔ گیٹ سے داخل ہو کر سیدھے ہاتھ پر ڈرائنگ روم، پھر ڈائننگ روم اور پھر کچن تھا۔ کچن کے سامنے ہی جدید طرز کا بڑا سا لاؤنج تھا اور لاؤنج کے کونے پر ایک ماسٹر بیڈروم۔

دارار نے نیچے سارے کمرے دیکھنے کے بعد اوپر کی طرف بڑھنا بہتر سمجھا کیونکہ اندر والے بیڈروم میں دادی سو رہی تھیں۔

وہ بغیر کوئی آواز کیے اوپر کی طرف بڑھا۔ بہت احتیاط سے اس نے سارے کمرے چیک کیے تھے۔ ایک کمرہ لاک تھا اور ایک روم میں داعود اور داور دونوں ہی الٹی ترچھی حالت میں سو رہے تھے۔

وہ دونوں کمرے چھوڑتا تیسرے روم کی طرف بڑھا جو کہ خالی تھا۔

اس نے حیرانی سے خالی کمرے کو دیکھا۔

زرتاشہ کو یہاں ہونا چاہیے تھا کیونکہ اگر ایک روم لاک تھا تو اس میں رودابہ اور سلیمان صاحب ٹھہرے تھے... تو زرتاشہ کہاں تھی؟

دارار کو اب صحیح معنوں میں پریشانی ہونے لگی۔

وہ باقی روم چیک کرنے کے بعد تیزی سے ریان کو کال ملانے لگا۔

دعا جو تہجد کے لیے اٹھ رہی تھی، ریان کے موبائل کے وائبریٹ ہونے پر تیزی سے اٹھائی اور بالکنی میں آگئی کیونکہ ریان کی بمشکل تھوڑی دیر پہلے ہی آنکھ لگی تھی اور وہ نیند میں بھی اپنے بالوں میں اس کا چلتا ہاتھ محسوس کر رہی تھی، جو آنکھیں موندے بس اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے سویا تھا۔

دعا کا حال بھی کچھ الگ نہ تھا۔

تھوڑی دیر کی نیند کے بعد ہی اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ زرتاشہ کی حالت اور اپنے گھر والوں کے رویّے نے اسے خاصہ پریشان کر دیا تھا مگر وہ اپنی پریشانی ریان پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

کافی دیر سوچنے کے بعد اس نے کچھ دن بعد ان سب سے بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

اتنے میں تہجد کا وقت ہوتا دیکھ کر وہ نماز کے ارادے سے اٹھ گئی کہ دارار کی مسلسل کال آتی دیکھ کر اس نے گہری سانس لیتے کال ریسیو کر لی۔

بے غیرت انسان ! تو میری بیوی کو کہاں لے کر گیا ہے؟ اور اگر گیا تھا تو بتا نہیں سکتا تھا؟ ویسے" کس کی اجازت سے تو نے میری بیوی پر قبضہ کر رکھا ہے؟ فوراً سے پہلے میری اس سے بات "! کرواؤ

دارار بغیر دوسری طرف موجود دعا کی بات سنے اپنی ہی سنانے لگا اور اپنے دل کی بھڑاس نکال کر ہی خاموش ہوا۔

”...اسلام علیکم لالا“

دعا کو اس کا طرزِ مخاطب خاصا عجیب لگا، مگر اپنے بھائی اور شوہر کے بیچ میں بولنا بھی مناسب نہیں لگا، تو اس نے سلام کرنا ہی بہتر سمجھا۔

جبکہ دارار کال پر دعا کی آواز سنتے حیرانی سے اپنا فون کان سے ہٹا کر سامنے کرنے لگا کہ کہیں اس نے تھکاوٹ کی وجہ سے دعا کو تو کال نہیں کر دی۔

مگر اسکرین پر ”پیسہ چھاپنے کی مشین“ لکھا دیکھ کر وہ مطمئن ہو گیا کہ کال صحیح جگہ کی ہے۔

وہ دوبارہ فون کان سے لگا گیا۔

و علیکم السلام دعا بچے، ریان کہاں ہے؟“ دارار نے اسے مخاطب کرتے وقت اپنے لہجے کو“ نارمل کرتے ہوئے کہا۔

وہ تو سو رہے ہیں لالا، رات لیٹ آئے تھے، مگر آپ کچھ کہہ رہے تھے زری بھابھی کے بارے“ میں؟ وہ تو ریان کے ساتھ یہاں نہیں آئی، تو پھر آپ کیوں کہہ رہے تھے وہ یہاں ہے؟”

دعا نے ازلی معصومیت سے اس کے ہوش و حواس اڑا دیے تھے، جبکہ اس کی بات پر تو دارار کو باقاعدہ اپنے اردگرد کی دیواریں گھومتی محسوس ہوئی تھیں۔

”کیا مطلب دعا؟ زری ریان کے ساتھ رات وہاں نہیں آئی؟“

"دارار نے ایک بار اور تصدیق چاہی کہ وہ کہہ دے، "ہاں آئی ہے، میں مذاق کر رہی تھی۔

نہیں لالا، زری بھابھی یہاں نہیں آئی، اور ریان نے تو کہا وہ کسی میٹنگ کی وجہ سے مصروف" "تھے، پھر کسی قریبی کے ساتھ میڈیکل ایمرجنسی ہو گئی تو وہ وہاں چلے گئے تھے، بس۔

اچھا، پھر اس نے میرے ساتھ مذاق کیا ہو گا۔ سوری تمہیں رات کے اس وقت تنگ کر دیا،" "چلو تم آرام کرو۔

دارار یہ کہہ کر فون رکھنے لگا۔

"کوئی بات نہیں لالا، ویسے بھی میں اٹھ ہی رہی تھی، اچھا ہوا آپ کی کال نے اٹھا دیا۔"

دارار اسے الوداعی کلمات کہتا فون کاٹنے ہی لگا تھا کہ دعا کی چہکتی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور وہ بس ہنکارا بھر کر فون کاٹ گیا۔

اس کے کال کاٹنے کے بعد دعا اپنے کندھے پر شاباشی دیتے، جونہی پیچھے مڑی تو اپنے ٹھیک پیچھے ریان کو سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا دیکھ کر وہ ہڑبڑا گئی۔ اسے اچانک اپنے پیچھے دیکھ کر اس نے بمشکل اپنی چیخ روکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی، جو بھویں اچکائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ سب کیا تھا آہلیہ؟"

وہ یونہی سینے پر ہاتھ باندھے اس سے استفسار کرنے لگا۔

"پہلے تو آپ مجھے اس طرح ڈرانا بند کریں، اور دوسری بات، آپ اٹھ کیوں گئے؟ آپ تو سو رہے تھے۔"

دعا اس کا ہاتھ تھامتے روم کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

"ایسا ہو سکتا ہے؟ آپ میرے پاس نہ ہوں اور مجھے نیند آجائے؟ اسی وجہ سے تو میں آپ کو وہاں رات رکنے نہیں دیتا، دو منٹ نہیں گزرتے، مجھے پتا چل جاتا ہے میرا سکون میرے آغوش میں نہیں ہے۔"

ریان ہوا کی وجہ سے اس کے بکھرے ہوئے بال سنوارتے بولا۔ اس کی بات پر دعا کو اپنے جسم میں دوڑتا خون چہرے پر چھلکتا محسوس ہوا اور پلکیں خود بخود عارض پر سجدہ ریز ہوئی تھیں۔

"اچھا ہاں ریان، لالا کی کال تھی۔ وہ بھابھی کا ہی پوچھ رہے تھے۔ میں نے کہہ دیا کہ آپ تو دیر تک آفس میں تھے، پھر کسی قریبی کی میڈیکل ایمرجنسی کا بول کر نکل گئے تھے اور دیر رات واپس آگئے تھے، مگر آپ کے ساتھ زری بھابھی نہیں تھیں۔"

دعا اپنے شرمانے کے کام کو سائیڈ پر کرتی اسے مدعے کی بات بتانے لگی۔ اس کی بات پر ریان سر ہلاتے اپنی ٹی شرٹ پہنے لگا۔

"میں نیچے زری کو دیکھنے جا رہا ہوں، آپ بھی نماز پڑھ کر وہیں آجائیے گا، کہیں جاگ نہ گئی ہو، اور ویسے بھی مجھے نیند نہیں آرہی اب۔"

ریان اس کے گال تھپکتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

دعا کی بات سنتے دارار تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھا تاکہ جلد از جلد ہاسپتال پہنچ سکے۔ وہ ریش ڈرائیونگ کرتا تیزی سے ہاسپتال پہنچا۔ وہاں پہنچتے ہی وہ تیزی سے ریسپشن کی طرف لپکا۔

"Excuse me، کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں؟ زرتاشہ دارار اس ہاسپتال کی پیشنٹ تھیں، کچھ دیر پہلے ہی ان کا ٹریٹمنٹ ہوا ہے۔ ام... وہ ہاسپتال کے کسی روم میں ہیں؟"

"سر ایک منٹ، میں ابھی چیک کرتا ہوں۔"

ریسپشن پر موجود لڑکا اس کی بات سنتے ہوئے فٹافٹ اپنے کمپیوٹر پر ٹائپ کر کے اس کے لیے انفارمیشن نکالنے لگا۔

"سر، زرتاشہ دارار نام کی کوئی بھی پیشنٹ ہمارے یہاں رات نہیں رکی ہے، نہ ہی اس نام سے کوئی بھی روم بُک ہے۔ البتہ زرتاشہ دارار کے نام سے ایک پیشنٹ بارہ پینتالیس کے وقت یہاں پیمنٹ کر کے گئی ہے۔ ان کو ڈاکٹر حمنا نے ایکسیڈنٹ کے لیے ٹریٹ کیا تھا۔"

"اچھا، کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں وہ یہاں سے کس کے ساتھ گئی تھی؟ وہ میری وائف ہیں۔"

دارار اسے دیکھتے ہوئے پریشانی سے بولا۔

"سر، میں ابھی نائٹ شفٹ کی ڈیوٹی پر آیا ہوں، تو اس وقت میں یہاں موجود نہیں تھا، اور ویسے بھی پیمنٹ کا کاؤنٹر اس طرف ہے، یہاں نہیں۔"

وہ لڑکا اسے معذرت کرتے ہوئے بولا۔ اس کی بات سنتے دارار جلدی سے پیمنٹ کاؤنٹر کی طرف بڑھا، مگر وہاں لمبی قطار دیکھ کر وہ تیزی سے مغیب کا نمبر ملا گیا۔ اسے یہاں بلانے کے بعد وہ تیزی سے اوپر والے فلور کی طرف بڑھتا اس روم کی طرف چلا گیا جہاں وہ آخری بار اسے دیکھی تھی۔

وہ بے دھڑک روم میں داخل ہوا تو روم خالی تھا، البتہ اس کے مڑتے ہی ڈاکٹر حمنا دروازے کے عین سامنے داخل ہو رہی تھی۔ انہوں نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"معاف کیجیے گا، مگر آپ میرے کیبن میں اس وقت کیا کر رہے تھے؟"

ڈاکٹر حمنا اپنے سینے پر ہاتھ باندھتے اس سے استفسار کرنے لگی۔

"سوری ڈاکٹر، مگر وہ میری وائف زرتاشہ دارار... میں انہیں چیک کرنے آیا تھا۔ کیا وہ یہاں ہیں؟"

اس کی بات سنتے ڈاکٹر کے تاثرات تھوڑے نارمل ہوئے۔

"جی، انہیں ٹریٹمنٹ کروائے گئے تین گھنٹے ہو چکے ہیں، یا شاید اس سے بھی زیادہ۔"

ڈاکٹر نے اسے کہتے ہوئے جانا چاہا۔

"ایک منٹ ڈاکٹر، کیا وہ اپنے بھائی کے ساتھ گئی تھی یہاں سے؟"

دارار نے ڈاکٹر سے تصدیق چاہی۔

"دیکھئے مسٹر، یہ مجھے نہیں پتا وہ کس کے ساتھ یہاں سے گئی ہے یا نہیں۔ اگر آپ کو ان کا اتنا ہی خیال تھا تو یہاں ان کے ساتھ موجود ہونا چاہیے تھا۔ ویسے آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں، میں نے نہیں دیکھا وہ کس کے ساتھ گئی تھی اور کس کے ساتھ نہیں، مگر ان کے بھائی کسی ضروری کال کی وجہ سے پہلے ہی میرے کیبن سے چلے گئے تھے، پھر میں نے دونوں بہن بھائی کو نہیں دیکھا۔"

ڈاکٹر اسے ساری بات کہتے اپنے کیبن میں چلی گئی۔

ڈاکٹر کی بات سنتے دارار کا دل کیا کہ اپنا سر دیوار پر دے مارے۔ اس کی ذرا سی لاپرواہی نہ جانے اسے کہاں کہاں خوار کروانے والی تھی۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا جب اس کا موبائل ایک بار پھر رنگ ہوا۔ فون پر مغیب کا نام دیکھ کر وہ تیزی سے کال ریسیو کر گیا۔

"ہیلو مغیب، مجھے جلدی سے جلدی اس ہاسپتال کی سی سی ٹی وی فوٹیج نکلوا کر دو، خاص طور پر اس وقت کی جب تمہاری بھابھی نے پیمنٹ کی ہے، بارہ سے ایک کے درمیان کا لازمی، اور اس سے پہلے کا بھی سب نکلوا کر لاؤ فوراً۔ میں ہاسپتال کی پارکنگ میں ہوں۔"

دارار عجلت میں اپنی بات کہتا کال کاٹنے لگا جب مغیب کی آواز نے اسے روک دیا۔

"سر، پارکنگ میں سگنل نہیں ہے، آپ وہیں ویٹ کریں، میں جلدی سے کام کر کے آپ کو کال کرتا ہوں۔"

مغیب کی بات پر وہ ہامی بھرتا فون کاٹ گیا۔ اب اس کا رخ ہاسپتال کے باہر بنے گارڈن کے بینچ کی طرف تھا، جہاں وہ پہلے بیٹھا تھا۔

مغیب کچھ دیر میں ہی سی سی ٹی وی فوٹیج لے کر حاضر ہو گیا۔۔۔

مغیب سی سی ٹی وی فوٹیج لے کر آ گیا تھا۔ وہ دارار کو بینچ پر بیٹھا دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"سر! یہ لیجیے، آپ کا کام ہو گیا ہے۔ میں نے اسے چیک کر لیا ہے، ایک بار آپ بھی کر لیں۔"

مغیب مودبانہ انداز میں اس سے کہتا لیپ ٹاپ اس کی طرف بڑھا گیا، جہاں ایک یو ایس بی فائل موجود تھی جس میں ساری ریکارڈنگ تھی۔ دارار ساڑھے گیارہ بجے کے بعد کی فوٹیج لگاتا اسے فاسٹ فارورڈ کرنے لگا جب اسے زرتاشہ کاؤنٹر پر بل دیتی نظر آئی۔

دراصل جب وہ کیبن کے ساتھ جا رہی تھی اور ریان اپنے کسی آدمی کو بلوا کر اسے پیمنٹ کروانے لگا تو وہ ضد کر کے خود ہی لائن میں کھڑی ہو گئی، اور لیڈیز کی لائن اس وقت اتنی لمبی بھی نہیں تھی۔ وہ اپنی ضد سے وہاں کھڑی ہوتی اپنے کارڈ سے ہی پیمنٹ کر کے آئی، بغیر اس بات پر غور کیے کہ یہ کارڈ اسے ریان نے ہی دیا تھا۔

اس کی حرکتوں پر ریان بس نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔ چونکہ ان سارے مناظر میں ریان جو اسے لیے مین گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا، وہ وہیں تھا، تو اسی لیے سی سی ٹی وی کی آنکھ سے اوجھل ہو گیا۔ وہ زرتاشہ کو اپنی طرف آتا دیکھ باہر نکل گیا، اس لیے جب کیمرے نے اس کی کوریج کی تب بھی ریان کیمرے میں موجود نہیں تھا۔

دارار اسے اکیلے نکلتا دیکھ کر غصے سے لیپ ٹاپ ہی توڑنے والا تھا جب جلدی سے مغیب آگے بڑھتا اسے تھام گیا۔

"سر!"

"مغیب، وہ کس کے ساتھ گئی ہے؟ کسی گاڑی میں گئی ہے؟ یہ سب کیسے پتا چلے گا؟ تم ایک کام کرو... پارکنگ، ہاں پارکنگ کی بھی فوٹیج لے کر آؤ۔"

دارار نے بمشکل ہی اپنے غصے کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"سر..."

اس کی بات پر مغیب پریشانی سے اسے پکار بیٹھا۔

"کوئی بری خبر مت دینا مغیب..."

دارار پہلے ہی اسے وارن کر گیا۔

"سر... وہ پارکنگ کے کیمرے خراب ہیں۔"

مغیب نے ڈرتے ہوئے اس سے کہا۔

"کیا؟!"

اس کے جواب سے دارار کو اپنی سماعتوں پر بم پھٹتا محسوس ہوا۔ وہ حیرانی اور بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی مذاق کر رہا ہو۔

"تم مذاق کر رہے ہو مغیب؟ اتنے بڑے ہاسپتال کا سی سی ٹی وی خراب ہے؟"

دارار نے ہنوز بے یقینی سے کہا۔

"یس سر، وہ دراصل انہیں چِپ نہیں مل رہی ہے اس لیے..."

اس کی بات پر مغیب نے بھی منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"یا اللہ! یہ سی سی ٹی وی ہی میری آخری امید تھی۔ خیر، تم اس کو چھوڑو، گاڑی نکالو، میں سیٹ ہوں۔ ہم گاؤں جا رہے ہیں۔"

دارار اپنے سر کو پکڑتے ہوئے بولا۔

"کہاں جا سکتی ہو آخر تم؟ یہی میرا انتظار کر لیتی۔ تم تو اتنی تیز اور چالاک نہیں کہ یہ سب کچھ کر سکو، پھر..."

اس کی خبر نہ ملنے پر دارار کے دل میں درد کی ایک لہر اٹھی تھی۔ جانتا تھا مقابل کو اس دنیا کے پینترے نہیں آتے تھے۔ دل اس کے لیے پریشان ہوا تھا، دماغ کو تھا بس ایک بار، ایک بار وہ دکھ جائے، پھر وہ خود ہی سب کچھ سنبھال لے گا، مگر اس کی خاموشی اور سرد مہری پر بھی جی بھر کر غصہ آیا تھا۔ کیا تھا اگر وہ بولے گا تو چلی جائے گی؟ یونہی کہیں بھی؟ اور اسے اطلاع بھی نہیں کرے گی؟

اطلاع سے دارار کے ذہن میں ایک بات آئی اور تیزی سے اپنا فون نکالتا اس کا نمبر ڈائل کر گیا، جہاں کال تو جا رہی تھی مگر کوئی ریسیو نہیں کر رہا تھا۔ اس نے جھنجھلاتے ہوئے ایک بار اور کال ملائی۔ دوبارہ وہی جواب ملنے پر بھی وہ کوشش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مغیب بھی گاڑی پارکنگ سے نکال کر لے آیا، اس کے باوجود بھی وہ تیزی سے اسے کال ملاتا گاڑی کی طرف بڑھا۔ اس تک پہنچ کر خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا، اسے پیشنجر سیٹ سنبھالنے کا کہتا، مونیٹرنگ کو اس کا نمبر دیتے اسے ٹریس کرنے کو کہتا گاڑی مزید تیز چلانے لگا۔

مغیب نے بھی اپنے کام میں مہارت دکھاتے ہوئے دس منٹ میں اسے لوکیشن نکال کر دے دی۔

اس کے لوکیشن نکالنے کے بعد دارار گاڑی سائیڈ پر روکتا اسے واپس گاڑی چلانے کو کہہ گیا کیونکہ اس وقت اسے اپنا دماغ اس قابل نہیں لگ رہا تھا کہ وہ ڈرائیو کر سکے۔

وہ پیشنجر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتا، بغیر لوکیشن کی طرف دیکھے آنکھیں موندتا سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔ مغیب بھی ایک نظر اسے دیکھتا ڈرائیونگ پر فوکس کرنے لگا۔ فجر کے اجالوں میں ابھی کافی وقت باقی تھا۔ ہر طرف گہری کالی رات کا اندھیرا تھا۔

مغیب ایک بار پھر اپنی قابلیت ظاہر کرتے ہوئے اسے وقت سے پہلے ہی وہاں پہنچا گیا۔ اس کی آواز پر دارار نے اپنی آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹا کر اسے دیکھا۔ کیا وہ شہر میں ہی تھی؟ جو دس منٹ میں وہ لوگ اپنی مطلوبہ جگہ پر موجود تھے۔

وہ حیرانی سے سوچتا گاڑی سے اترنے لگا جب اس کی نظر علیار کے گھر کی طرف بڑھی، جس کے وسیع پورچ میں اس وقت وہ دونوں موجود تھے۔ وہ حیرانی سے گھر کو دیکھتا مغیب کو دیکھنے لگا جو اترتے ہی مودبانہ انداز میں اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

"مغیب، یہی لوکیشن ملی تھی تمہیں؟ تم نے چیک کیا ہے نا؟"

دارار نے اسے دیکھتے تصدیق چاہی۔

"یس سر، یہی لوکیشن تھی بھابھی کے فون کی۔ آپ ایک بار اندر صحیح سے چیک کریں، ورنہ اجازت دیں تو میں کر دوں۔"

مغیب اسے دیکھتے ہوئے عام سے مگر کڑک لہجے میں بولا۔

"نہیں، تم رہنے دو۔ میں کر کے آتا ہوں۔"

دارار سرد سانس کھینچ کر کہتا دھیمے قدموں سے اندر کی طرف بڑھا۔ اب کی بار ہر کمرہ، واش روم اور بالکنی چیک کرنے کے بعد وہ سب سے آخر میں اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہاں بھی سب چیزیں چیک کرنے کے بعد وہ بیڈ پر ڈھ سا گیا اور اس نے اپنا سر ہاتھوں میں کر لیا۔

اپنی لاپرواہی پر دل کیا کہ خود کو پیٹ لے۔ وہ اپنے بال نوچتا چیخنے لگا۔ پھر کچھ سوچتے وہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھا جہاں ابھی بھی مغیب گاڑی میں موجود اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"مغیب، گاؤں چلو۔"

دارار تیزی سے گاڑی میں سوار ہوتا اسے بولا۔ اس کی بات پر مغیب سر ہلاتے تیزی سے گاڑی روڈ پر دوڑا گیا۔

ریان جونہی اپنے اسٹڈی کے ساتھ اٹیچ سیکریٹ روم میں داخل ہوا، زرتاشہ آنکھیں کھولے بس چھت کو گھور رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے کنارے نم تھے جن سے نکلتی آنسوؤں کی بوندیں بہہ کر بالوں میں جذب ہو رہی تھیں۔

ریان اپنی لاڈلی بہن کو اس حالت میں دیکھ کر اپنے دل پر گھونسے پڑتے محسوس ہوئے۔ وہ اپنے خیالوں میں اتنا گم تھی کہ اس نے ریان کے آنے کا بھی نوٹس نہیں لیا تھا۔

ریان اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا اس کی طرف بڑھا۔ وہ بیڈ پر اس کے سرہانے بیٹھتا اس کے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کر گیا۔ اچانک محسوس ہونے والے لمس پر زرتاشہ نے ہڑبڑا کر اٹھنا چاہا جب ریان اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا اسے واپس لٹا گیا۔

"کیسا ہے میرا بچہ؟ بخار تو نہیں ہے؟"

ریان اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے بولا۔

اس کے سوال پر زرتاشہ نفی میں سر ہلاتے آنکھیں موند کر اس کی سائیڈ پر اپنا چہرہ چھپا گئی۔

"زری، میری جان، کیا ہو گیا ہے؟ کیوں رو رہی ہو بچہ؟"

ریان اپنی ٹی شرٹ کو گیلا ہوتا محسوس کرتے بولا۔

"زری، بتاؤ کیا ہوا ہے؟ کیوں رو رہی ہو؟ اب تم مجھے پریشان کر رہی ہو۔"

ریان اسے زبردستی سیدھا کرتے ہوئے بولا۔ اس کا زردی مائل چہرہ دیکھ کر اسے اپنے دل پر چوٹیں پڑتے محسوس ہوئیں۔

"لالا۔۔۔"

زرتاشہ نے روتے ہوئے اسے پکارا۔

"جی میری جاں، میری جان۔"

اس کی پکار پر ریان جی جان سے متوجہ ہوتا اس کے صدقے واری ہو رہا تھا۔

"انہوں نے... ہم نے سب جان کر کیا ہے۔ سب نے یہی سوچا۔ کسی کو ہماری فکر نہیں ہے ہم... ہم جان بوجھ کر تھوڑی بھابھی کو یا بے بی کو چوٹ لگا دیں گے۔ پھر سب کو ایسا کیوں لگا؟ ہم نے تو ایکسیڈنٹ نہیں کروایا۔ گاڑی تو داعود لالا چلا رہے تھے مگر سب نے ہمیں..."

زرتاشہ نے اسے دیکھتے بمشکل اپنے رونے پر قابو کرتے لرزتے ہوئے کہا۔

"سب نے تمہیں کیا، میری جان؟"

ریان اس کی بات پر ماتھے پر بل ڈالے اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کرتا، اس کے بار بار بہنے والے آنسو صاف کرتے ہوئے تجسس سے پوچھا۔

"ک... کچھ نہیں..."

اسے یوں بات پکڑتا دیکھ کر زرتاشہ کو اپنے بولنے پر افسوس ہوا اور وہ بات گھمانے کے لیے ادھر اُدھر دیکھتے اپنی بات بدلنے کے لیے کچھ سوچنے لگی۔

"ان سب نے تم سے یہ پوچھنا بھی ضروری نہیں سمجھا کہ تمہیں کہاں چوٹ لگی ہے؟ تم ٹھیک تو ہو؟ ہے نا؟"

ریان نے اس کی بات پکڑتے ہوئے کہا جبکہ اس کے بولنے پر زرتاشہ نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

ایسے مت دیکھو تمہارا لالا ہے میں۔ مجھے اندازہ ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں۔" تم سے بہتر تمہیں جانتا ہوں۔ اور پھر مجھے یہ کیسے نہیں پتا چلے گا کہ میرے بچے کو کس بات نے زیادہ تکلیف دی ہے، ہم؟"

ریان ایک بار پھر اس کے نم عارض صاف کرتے بولا۔

لالا، وہ سب بھی مجھ سے پیار کرتے ہیں، پھر ان لوگوں کو نہیں پتا چلا کہ ان کی یہ بے اعتنائی" ہمیں تکلیف دے رہی ہے؟ اور سائیں، انہوں نے کتنے آرام سے ہمیں کہہ دیا 'جہاں جاتا ہے جائے'۔ انہیں کوئی فکر نہیں ہے ہم کہاں جائیں گے۔"

زرتاشہ اس کے سینے پر سر رکھتے اپنے خدشات بتاتے ہوئے بولی۔

میری جان، سب سے پہلے تم رونا بند کرو، اور باقی ساری چیزیں اپنے لالا پر چھوڑ دو۔ بس ایک" بات یاد رکھنا، تمہارے لالا جو کر رہے ہیں تمہاری بہتری کے لیے کر رہے ہیں۔ ہم؟ اب تم نے پریشان نہیں ہونا۔ میں اپنی جان کا بریک فاسٹ لاتا ہوں جلدی سے، وہ کرو، پھر نماز پڑھ کر آرام۔ مگر اس سے پہلے میں ذرا تمہارا ٹیمپریچر چیک کر لوں۔"

ریان اس کے گال تھپکتا اسے بیڈ پر لٹاتا تھرمامیٹر سے اس کا ٹیمپریچر چیک کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا تاکہ مسجد جا کر فجر کی نماز پڑھ سکے کیونکہ اذان کی آواز آنا شروع ہو چکی تھی۔

اس کے جانے کے بعد زرتاشہ اپنے ذہن پر آتی تمام منفی سوچوں کو جھٹکتے آنکھیں موند گئی۔ جب اس کے لالا نے کہا کہ وہ سب کچھ سنبھال لیں گے تو وہ سنبھال لیں گے، اب اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر ان سب کے رویے نے کہیں نہ کہیں اس کے معصوم دل کو توڑ دیا تھا، جسے چاہ کر بھی وہ لوگ نہیں جوڑ پاتے۔

دعا آہستہ سے ریان کے اسٹڈی میں داخل ہوئی تو زرتاشہ اپنی آنکھوں پر بازو رکھے لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے اس کے آنے کا نوٹس نہیں لیا تھا۔ دعا قدم در قدم چلتے اس کے قریب بیڈ پر ہی اس کے گھٹنوں کے پاس بیٹھ گئی۔

"! بھابھی"

دعا کو نہ جانے کیوں دارار اور اپنے گھر والوں کے رویے پر شرمندگی ہو رہی تھی۔ ابھی بھی خود میں بمشکل ہمت کرتے یہاں آئی تھی۔

"...ہم"

اس کے بلانے پر زرتاشہ نے بغیر اپنی آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے اسے ہنکارا بھرتے جواب دیا۔

بھابھی، وہ دارار لالا کی طرف سے میں معافی چاہتی ہوں۔ میں یہاں ان کی حرکت کو جسٹیفائی نہیں کرونگی۔ بس اتنا کہوں گی کہ آپ اپنی طبیعت کا خیال کریں۔ جلد یا بدیر سب کو اس بات کا

اندازہ ہو جائے گا۔ اور ابھی علیار لالا گھر نہیں پہنچے، جب وہ جائیں گے اور زارا بھابھی اور انہیں پتا چلے گا تو دیکھئے گا کیسے سب کی کلاس لیتے ہیں۔ اور دارچی، داجی کو بھی نہیں پتا ہے۔

"!!دعا"

اس مسلسل ٹول مٹول بولنے پر زرتاشہ نے اسے چپ کروانا چاہا۔ وہ سمجھ رہی تھی وہ پریشانی میں کچھ بھی کہے جا رہی ہے جس کا اندازہ اسے خود بھی نہیں ہو رہا۔

"دعا، میں ٹھیک ہوں بس چوٹ کی وجہ سے تھوڑی طبیعت عجیب ہے اور کچھ نہیں۔ اور تمہیں کسی کی بھی طرف سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ میرا مسئلہ ہے۔ اور پھر میاں بیوی کے بیچ تھوڑی بہت اَن بن تو ہو جاتی ہے۔ مجھے ان کے غصہ کرنے کا برا نہیں لگا، مجھے ان کے الزام کا برا لگا ہے۔ مجھے سارے گھر والوں کی بے اعتنائی کا برا لگا ہے مگر تم فکر نہ کرو، لالا نے کہا ہے وہ سب دیکھ لیں گے تو دیکھ لیں گے۔ تم بھی پریشان نہ ہو ہم۔"

:وہ تھوڑا سا مسکرا کر بولی، پھر بات بدلتے ہوئے بولی

"ویسے ہمیں خوش ہونا چاہیے کیونکہ اب میں یہاں رکنے آئی ہوں تو ہم دونوں مل کر خوب مزے کریں گے۔ ویسے تمہیں زارا بھابھی کی طبیعت کا پتا چلا؟ وہ ٹھیک ہے اور بے بی؟"

"ہاں، دونوں بالکل ٹھیک ہیں اور اس وقت زارا اپنے ہسبینڈ ویریسٹ کی بری طرح خبر لے رہی ہیں جو انہیں اتنا لمبا عرصہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ویسے اب علیار لالا کو پتا چلے گا نا تو چبانے کیسا ہوتا ہے، ان کی شکل تو دیکھنے والی ہو گی نا؟"

دعا نے بات کو دوسری طرف موڑتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا۔

زرتاشہ بھی اس کی باتوں میں بہک گئی اور اس کا ذہن اس معاملے سے ہٹ گیا۔ ویسے بھی وہ چاہتی تھی وہ یہاں کچھ خوش رہے، نہ کہ اپنے لالا کے لیے روئے۔

وہ دونوں باتوں میں مصروف تھیں جب ریان ان کے لیے ناشتہ لے کر اندر داخل ہوا۔

"لیڈیز! آپ کا ناشتہ حاضر ہے، آجائیں۔"

ریان نے ناشتہ ٹیبل پر رکھتے ہوئے خوش دلی سے کہا۔

وہ دونوں ابھی تک ایک دوسرے میں مگن تھیں۔

"ہاں آرہے ہیں... ویسے بھی آپ کون سا ہم دونوں کے لیے موسم کے حساب سے ناشتہ لے کر آئے ہوں گے—اپنا وہی ایووکاڈو ٹوسٹ، دودھ بوائل اور پتہ نہیں کیا کیا۔"

دعا نے منہ بھورتے ہوئے کہا۔

"اہلیہ، آپ پہلے دیکھ تو لیں میں اپنی گڑیا اور آپ کے لیے کیا لایا ہوں۔"

ریان مسکراتے ہوئے ڈش کا ڈھکن اٹھانے لگا۔

ڈش میں سے بھاپ اڑاتے ہوئے چھوٹے سالن کے ساتھ حلوہ اور پوری دیکھ کر دونوں کے منہ میں بے ساختہ پانی آگیا۔

دعا فوراً اس کے ہاتھ سے پلیٹ جھپٹنے کے انداز میں لے کر ایک میں سالن اور تھوڑا سا دہی نکال کر رکھتی ہے، دوسرے میں حلوہ ڈالتی ہے اور ایک پوری زرتاشہ کو پکڑا دیتی ہے اور دوسرا خود پکڑ کر کھانے لگتی ہے۔

اس کی عجلت پر زرتاشہ اور ریان دونوں سر ہلا کر رہ جاتے ہیں۔

ریان ان دونوں کے ساتھ بیٹھ کر اپنا ایووکاڈو ٹوسٹ اور چائے پینے لگتا ہے۔

جبکہ زرتاشہ ہنوز پوری کو تھامے ہوئے تھی کیونکہ چوٹ اس کے دونوں ہاتھوں پر گئی تھی۔ ایک پر گہرا زخم لگا تھا تو دوسرے پر کانچ کے ٹکڑے پیوست تھے۔ اتنی ساری چوٹوں کے باوجود وہ وہاں آئی سی یو کے باہر ڈھیٹ بن کر بیٹھی تھی، اور شاید ریان نہ جاتا تو وہ بیٹھے ہی رہتی۔

اس کا نہ خود اپنی کوئی ٹریٹمنٹ کروانے کا ارادہ تھا اور نہ ہی کسی کو اتنی پرواہ۔ کہتے ہیں نا، جب آپ خود اپنا خیال نہیں رکھتے تو کوئی آپ کا خیال نہیں رکھتا—اور یہ بات زرتاشہ کو اس وقت خود پر پوری طرح بجتی محسوس ہوئی۔

وہ یونہی پوری تھامے اسے دیکھ رہی تھی کہ دعا کو بے ساختہ اس کی چوٹ کا خیال آیا۔ وہ فوراً اس کے منہ کے قریب لے گئی، جبکہ زرتاشہ ہنوز کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہی تھی۔ ریان بھی اپنے ٹوسٹ میں مصروف ہونے کی وجہ سے اس کی حرکت نہ دیکھ پایا۔

"بھابھی!"

اب کی بار دعا نے اسے پکارا تو زرتاشہ کے ساتھ ساتھ ریان بھی اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"اگر آپ ایسے ہی اپنے خیالوں میں گم رہیں گی تو یہ مزے کا ناشتہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اور پھر آپ کو تو پتا ہے ریان ہم دونوں کو ایسی چیزیں کھانے نہیں دیتے، یہ ہمارے لیے کسی نعمت سے کم نہیں۔ چلیں بھابھی، کھا لیں۔"

دعا نے نرمی سے کہا۔

"اور بھابھی، آپ کیسے کھائیں گی؟ آپ کے ہاتھ میں چوٹ ہے، آپ کو ریان کھلا دیں۔"

دعا نے بات مکمل کرتے ہوئے ریان کی طرف دیکھا۔

ریان فوراً سمجھ گیا اور زرتاشہ کو کھلانے لگا۔

"زری... بنتا ہے نا، مجھے کیا لگتا ہے تم چلی گئی ہو تو تمہارے حصے کی ساری شرارتیں آہلیہ کرنے لگی ہیں۔ میں بالکل بور نہیں ہوتا، بلکہ لگتا ہے تم نے سب کچھ سکھا کر انہیں بھیجا ہے کہ لالا کو ایسے تنگ کرنا۔"

ریان نے دعا کو آنکھ مار کر شرارت سے کہا۔

"اللہ لالا ! آپ کے کہنے کا کیا مطلب ہے؟ میں آپ کو سارا سارا دن تنگ کرتی ہوں؟"

دعا نے فوراً فیک ناراضگی دکھائی۔

"نہیں !تنگ کرتی تھی، تنگ کرتی ہو... اور میں چاہتا ہوں ہمیشہ کرتی رہو۔"

ریان نے اس کے گال کھینچتے ہوئے کہا اور پھر دوبارہ زرتاشہ کو کھلانے لگا۔

اسی طرح وہ تینوں خوشگوار ماحول میں ناشتہ کرتے رہے۔ فارغ ہونے کے بعد ریان زرتاشہ کو چینج کے لیے لے گیا اور خود اسٹڈی سے باہر نکل گیا، جبکہ دعا بھی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تاکہ فریش ہو سکے۔

دارار کی گاڑی جیسے ہی حویلی کے مین گیٹ پر پہنچی، گیٹ بند تھا اور گارڈ اپنی کیبن میں سو رہے تھے۔ مغیب نے گاڑی روکی تو دارار نے لال انگاروں جیسی آنکھیں لیے سامنے حویلی کو گھورا۔

مغیب کی نظریں خود پر محسوس کرتے ہوئے دارار نے ہاتھ بڑھا کر ہارن بجایا، جیسے صبر کا پیمانہ پہلے ہی لبریز ہو۔

ہارن کی تیز آواز سے کیبن میں سویا ہوا گارڈ ہڑبڑا کر اٹھا اور تیزی سے باہر نکلا۔ اس وقت نہ صرف گیٹ کے گارڈز بلکہ ریان کے اندر موجود سیکیورٹی اسٹاف بھی الرٹ ہو گیا۔

سب نے فوراً اپنی رائفلیں گیٹ کی طرف کر دیں۔

اندھیری رات میں پورچ کی لائٹس جل اٹھیں تو آنے والی گاڑی واضح ہو گئی۔

گارڈ دارار کی گاڑی کو پہچانتے ہی تیزی سے گیٹ کھولنے کا سگنل دے گیا۔ سب گارڈز نے اپنی رائفلیں نیچے کر کے دوبارہ اپنی پوزیشن سنبھال لی۔

یہ سارا منظر ریان اپنی بالکونی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اندر کی طرف بڑھ گیا کیونکہ دعا ابھی تک واش روم میں تھی اور اس کا اس کے بغیر نیچے جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اسے پورا اندازہ تھا کہ اب تک بی اماں بھی اٹھ کر لاؤنج میں آگئی ہوں گی کیونکہ کچھ دیر میں ریان نے آفس کے لیے نکلنا تھا۔

فجر کی نماز ہو چکی تھی مگر فضا میں ابھی بھی اندھیرا چھایا ہوا تھا، جبکہ دور کہیں آسمان پر روشنی کی ہلکی سی کرن دکھائی دے رہی تھی۔

فجر کی اذان کی آواز سنتے ہی علیار نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں۔ اس نے کروٹ لینا چاہی تو اسے اپنے سینے پر بوجھ محسوس ہوا۔ اس نے گردن جھکا کر دیکھا تو زارا تقریباً اس کے اوپر ہی سو رہی تھی۔

اس کے سونے کا انداز دیکھ کر وہ بس مسکرا کر رہ گیا۔ نماز کے وقت نکلنے کا خیال کرتے ہوئے وہ احتیاط سے زارا کو بیڈ پر لٹاتا اور خود واش روم کی طرف چلا گیا۔

فریش ہو کر وضو بنانے کے بعد وہ باہر آیا تو زارا اب بھی اوندھے منہ سو رہی تھی۔ وہ اسے احتیاط سے سیدھا کرتا اور اس کے گرد تکیہ لگا دیتا۔ وہ پہلے کبھی اس طرح نہیں سوتی تھی، مگر شاید دوا اور ایکسیڈنٹ کے باعث ہونے والی کمزوری کی وجہ سے وہ اس طرح سو رہی تھی۔

علیار اسے سیدھا کر کے اپنی نماز کے لیے چل دیا۔ اس کا ارادہ کمرے میں ہی نماز پڑھنے کا تھا کیونکہ وہ زارا کو روم میں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔

وہ نیت باندھ کر نماز کے لیے کھڑا ہو گیا۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر کافی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ اپنی دعا کا آغاز کہاں سے کرے۔ اس نے مڑ کر ایک بار زارا کو دیکھا اور اسے دیکھتے ہی اسے ماضی کی اپنی تمام کوتاہیوں کا احساس شدت سے ہوا۔

اس کا معصوم چہرہ دیکھ کر اس کے ضمیر نے اسے بری طرح جھنجھوڑ دیا۔ اپنی سرکشی اور خود سری کی وجہ سے آج وہ اس حال میں تھا کہ رب کی بارگاہ میں اس کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے کہ وہ کن کن گناہوں کی معافی مانگے اور کن کن نعمتوں پر شکر ادا کرے۔

یہ سب سوچتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے جنہیں اس نے صاف کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اپنے رب کے حضوریوں ہی دو زانو بیٹھا ماضی میں ہوئی چیزیں یاد کر رہا تھا۔

:پھر بہت ہمت کرتے ہوئے، آنسو کا گولا اپنے حلق میں اتارتے ہوئے اس نے دعا کا آغاز کیا

یا اللہ، یا ربِ کریم ! بے شک تو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت" کے لائق نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میرے اور تیرے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ تو میرے سارے حالات سے واقف ہے۔ مگر پھر بھی آج میں تیری بارگاہ میں اپنی رضا سے حاضر ہو کر اپنے دل کا حال بیان کرنا چاہتا ہوں، اپنے دل پر گزرنے والا کرب بتانا چاہتا ہوں۔

کیونکہ یہاں ایسا کوئی نہیں ہے جو مجھے تجھ سے زیادہ چاہے اور میرا بھلا سوچے۔ میرے اللہ، میں بہت پریشان ہوں۔ میرا ضمیر مجھے میرے ماضی میں کیے گئے گناہوں کی وجہ سے جھنجھوڑ رہا ہے۔ وہ بار بار مجھے یاد دلاتا ہے کہ تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔

زارا میری بیوی ہے، میرے آلو کی ماں ہے، جسے میں نے آج پہلی بار واقعی محسوس کیا ہے۔ میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں، اتنی کہ بیان نہیں کر سکتا... یا شاید کر سکتا ہوں—اتنی کہ میں اس کی معافی اور اس کے دل کی رضا حاصل کرنے کے لیے آج پہلی بار سچے دل سے تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں۔ وہ چیز جس کی توفیق مجھے اپنے ہوش سنبھالنے سے لے کر اب تک نہیں ہوئی تھی..."

میرے دل نے کہا ہے کہ اس سے معافی مانگو، وہ دے گا۔ اسے بتاؤ کیونکہ وہ دلوں کے حال بہترین جانتا ہے۔

آپ جانتے ہوں گے، اے اللہ ! جب جب میں نے اپنی زارا کو تکلیف دی ہے، وہ کسی نہ کسی کرب سے گزری ہوگی۔ اس دنیا میں صرف آپ ہی اس کی اس تکلیف کو جانتے ہیں، اس کے قریب سے واقف ہیں۔

میرے مالک ! میں تیری بارگاہ میں معافی کا طلبگار ہوں۔ میں جانتا ہوں مانگنا نہیں آتا، مگر پھر بھی یہ آپ کا یہ بندہ اپنے گندے گناہوں میں لتھڑے ہاتھ لیے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہے، اس امید کے ساتھ کہ تو سچی توبہ کرنے والوں کو معاف کر دیتا ہے۔

یا اللہ ! اے میرے پاک پروردگار، مجھے معاف کر دے۔ میں نے تیرے بندوں کا دل دکھایا، یہ جان کر بھی کہ انہوں نے میرے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا۔ مجھے معاف کر دے ان تمام گناہوں کے لیے جو میں نے جان بوجھ کر کیے، انجانے میں کیے، اپنے نفس کے بہکاوے میں کیے، اور غصے کی شدت میں کیے۔

میرے اللہ ! مجھے معاف کر دے۔ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ جاہرانہ سلوک کیا، یہ جانتے ہوئے کہ وہ آپ کی طرف سے ملا ہوا ایک انمول تحفہ ہے، ایک ایسی نعمت جس کا شکر میں اپنی پوری زندگی سجدے میں رہ کر بھی ادا نہیں کر سکتا۔

مجھے معاف کر دے میرے رب ! اس نے ہر بار بخوبی میرا ہر حق ادا کیا، مگر میں نے ہی آپ کے دیے ہوئے اختیارات اور حقوق کا غلط استعمال کرتے ہوئے، بغیر اس کی رضامندی جانے، اس کے ساتھ ازدواجی زندگی قائم کی اور بغیر کسی لحاظ کے اپنے الفاظ کی سختی سے اس کی روح کو مزید تکلیف دی۔

مجھے معاف کر دے میرے اللہ ! بجائے اس کی ذمہ داری اٹھانے کے، میں مسلسل اس کی حق تلفی کرتا رہا، اپنے ماضی پر روتا رہا اور اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی اس تکلیف میں بتلا کرتا رہا۔

مجھے معاف کر دے میرے ربِ کریم ! میں نے آپ کی عطا کردہ بہترین نعمت کی ناشکری کی۔ وہ ٹھیک کہتی ہے—میں ایک بار اسے سارے معاملات سے آگاہ کر سکتا تھا، مگر میں نے اپنی ہی اولاد کو گالی دینا بہتر سمجھا۔ بجائے اس کے کہ اس مسئلے کا کوئی حل نکالتا، میں نے اپنی تکلیف کو اہمیت دی اور اپنے ذاتی مفاد کے لیے اسے مزید اذیت دی۔

مجھے معاف کر دے میرے رب ! مجھے معاف کر دے...

اور پھر وہ رب کے حضور روتا ہوا اپنے دل کی ایک ایک بات کہہ کر اپنا سارا بوجھ ہلکا کر رہا تھا۔ اپنی تمام پریشانیاں باہر نکالنے کے بعد علیار کا دل چاہا کہ وہ وہیں بے سدھ ہو جائے...

زارا جو اپنے پیٹ میں ہونے والی تکلیف اور عجیب سی سوئی جاگی کیفیت کی وجہ سے نیم غنودگی میں تھی، کسی کے رونے کی آواز پر اچانک چونک کر اٹھ بیٹھی۔

وہ بدحواسی میں اسے پکارنے ہی والی تھی کہ اس کی نظر صوفے کے قریب پڑی۔ وہ دعا مانگتے ہوئے علیار کو دیکھ رہی تھی۔

کمرے میں جلتے لیمپ کی وجہ سے اس کا ہلکا سا عکس نمایاں ہو رہا تھا۔ اسے ٹھیک سے نظر نہیں آ رہا تھا، مگر اس کے وجود کی لرزش وہ بخوبی محسوس کر رہی تھی۔

اس کے کانوں میں اس کے مدھم سسکیوں کی آواز صاف آ رہی تھی، جنہیں وہ دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔

زارا بہت احتیاط سے بیڈ سے اتر کر اس کی طرف چلی گئی۔ قریب جانے پر اسے اس کے رونے کی آواز بخوبی سنائی دینے لگی۔ اسے لگا جیسے کسی نے اس کا دل مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

اس دن بھی وہ رویا تھا تو زارا بے یقین تھی، اور آج بھی اس کا رونا زارا کو بے یقین کر رہا تھا۔ یہ پہلی بار تھا جب وہ اسے یوں نماز پڑھتے دیکھ رہی تھی۔

وہ قدم بہ قدم چلتی اس کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔ اس کے قریب بیٹھتے ہی اس نے اس کی پشت سے اپنا سر ٹکا دیا۔

علیار... آپ کیوں رو رہے ہیں؟""

اس نے آہستہ سے اس کی پشت سے لگے ہوئے کہا۔

اس کے یوں کہنے پر علیار کے رونے میں مزید شدت آگئی۔ اسے تو عادت تھی اس کے منہ سے ..."علی، علی" کی گردان سننے کی، مگر اب اسے اپنا پورا نام بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا

علیار کے رونے میں مزید شدت آگئی۔ اسے تو عادت تھی کہ اس کے منہ سے "علی، علی" کی ...گردان سنتا رہے، مگر اب اسے اپنا مکمل نام بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا

علیار آپ مجھے پریشان کر رہے ہیں...""

اسے یوں مزید شدت سے روتا دیکھ کر زارا اس کی پشت سے سر اٹھاتے ہوئے پریشانی سے بولی۔

تو علیار نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اسے اپنے قریب کر لیا۔ وہ کسی بچے کی طرح اس کے بازوؤں کے نیچے سے سر نکالے، غور سے اس کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی جو بڑے آرام سے اسے اپنے حصار میں لینے کے باوجود دعا کے لیے اٹھائے ہوئے تھے، اور وہ یوں ہی رو رہا تھا۔

فرق صرف اتنا تھا کہ اب زارا اسے دیکھ نہیں پا رہی تھی۔

کافی دیر گزرنے کے بعد بھی جب اس کا رونا بند نہ ہوا تو زارا نے اس کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا۔ پھر نہ جانے اس کے دل میں کیا آیا، وہ خود ہی تیز آواز میں "آمین" کہتی اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر گئی۔

"چلیں، ان شاء اللہ آپ کی ساری دعائیں قبول ہو جائیں گی۔ اب چلیں نا، سونا ہے مجھے۔"

اس تحکمانہ لہجے پر وہ مزید ڈر گئی۔

"...مجھے نیند نہیں آتی"

زارا نے اسے دیکھتے ہوئے تعجب سے کہا، جو ایک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیوں؟ تمہیں کہیں درد ہو رہا ہے؟ اور تم اس طرح نیچے کیوں بیٹھی تھیں؟ تمہارے پیٹ پر میرا گھٹنا لگ سکتا تھا۔ زارا، بے احتیاطی نہ کرو اور مجھے بتاؤ کہاں درد ہے، میں ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں۔"

علیار اس کی نیند نہ آنے والی بات پر پریشانی سے بولا، پھر اسے اس کی بے احتیاطی یاد آئی۔

"میرے پیٹ اور پیر میں بہت زیادہ درد ہو رہا ہے..."

زارا اس کی ہلکی پھلکی ڈانٹ پر منہ بناتے ہوئے بولی۔

تو علیار بھی اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا، جائے نماز کو سمیٹتے ہوئے اسے اٹھا کر لے گیا۔

"چلو آؤ، میں کچھ کرتا ہوں۔ تم بغیر چپل کے نہ گھوما کرو۔"

"میں کہاں گھوم رہی ہوں؟ بس وہاں سے یہاں آئی ہوں، تین سے ساڑھے تین قدم ہی لیے ہیں۔"

"اچھا ہاں، تم نہیں گھوم رہیں۔ چلو بیڈ پر آؤ۔"

علیار جائے نماز فولڈ کر کے دراز میں رکھتا ہوا واپس آیا اور خود بھی بیڈ پر بیٹھ گیا۔ وہ اپنے پیچھے سے تکیے نکالتا، اسے اپنے سامنے رکھتا اور بازوؤں سے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا گیا۔

اس اچانک حرکت پر زارا اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

"پریشان مت ہو، بس تمہارے پیٹ کے درد کا انتظام کر رہا ہوں۔"

علیار اسے ٹھیک سے بیٹھاتا، اس کے سامنے تکیہ ایڈجسٹ کرتا ہوا اس کے پیٹ کے قریب آ گیا۔

پھر اس نے اس کی نائٹ شرٹ اوپر کی طرف فولڈ کی اور خود اٹھ کر چلا گیا۔

زارا اس کی ہر حرکت کو حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ ہاتھ میں آئل کی بوتل لیے واپس آیا اور اسی پوزیشن میں بیٹھ کر اس کے پیٹ کی مالش کرنے لگا۔

اس کی مہارت سے چلتی نرم انگلیوں اور ان کی حدت پر زارا کو اپنے درد میں راحت محسوس ہونے لگی اور وہ آہستہ آہستہ ریلکس ہو کر آنکھیں موند گئی۔

علیار کافی دیر تک دھیان سے مالش کرتا رہا، اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ کب اس کی سانسیں بھاری ہو گئیں۔

کافی دیر بعد اس نے ہاتھ روکتے ہوئے اسے سرگوشی میں پکارا، مگر کوئی جواب نہ ملا۔ وہ مسکرا کر اپنی جگہ سے اٹھا، اسے سیدھا کر کے لیٹایا، تکیے اس کے گرد لگائے اور اس کے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔

وہ اس کے پیروں کی بھی مالش کرتا رہا، پھر ہاتھ دھونے چلا گیا... ویسے بھی وقت کافی ہو چکا تھا۔

اور دونوں ہی رات سوئے نہیں تھے۔ وہ اسے سکون سے آنکھیں موندے سوتا دیکھ کر اپنی ٹی شرٹ اتارتا، خود بھی اس کے برابر میں لیٹ گیا۔

دل تو بہت چاہ رہا تھا کہ اسے اپنی بانہوں میں لے کر سوئے، مگر دماغ اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔ وہ اپنے دل کی بات مانتے ہوئے احتیاط سے اس کی کمر کے گرد ہاتھ گزارتا اور اسے اپنے سینے میں بھینچ لیتا۔

اس کے سینے سے لگنے کی دیر تھی کہ زارا نے اپنا بازو اس کی کمر کے گرد لپیٹ لیا اور اپنا چہرہ اس کی گردن میں چھپا لیا۔

اس کی حرکت پر علیار کے لب خود بخود مسکراہٹ میں ڈھل گئے، اور وہ سکون سے مسکراتا ہوا خود بھی آنکھیں موند کر سو گیا۔

دعا کے بعد اسے اپنا آپ کافی ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔ اب بس اسے اپنی باتوں پر عمل کرنا کرتی تھی، اور اس کا ارادہ وہ کر چکا تھا۔ زارا کو وہ تمام حق دینے تھے جو وہ deserve تھا—

یہ سب سوچتے سوچتے وہ نہ جانے کب خواب کی وادیوں میں گم ہو گیا، جہاں کوئی بھی پریشانی اس کا پیچھا نہیں کر سکتی تھی۔

دارار گاڑی سے اترتا تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اسے اندر داخل ہوتا دیکھ کر ریان، جو پہلے ہی اس کی آمد سے واقف تھا، دوسرے دروازے سے حویلی سے نکل گیا۔ جبکہ اس کی اتنی اچانک جلدی دیکھ کر دعا بھی حیران ہوئی تھی، مگر اس نے کچھ نہیں کہا۔

جلدی میں اس نے اپنے بال بھی نہیں سکھائے تھے۔ ریان بیک سائیڈ کے دروازے سے نکل کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔

بیٹھتے ہی اس نے سب سے پہلے اپنے اسٹڈی روم کا لاک اپنے لیپ ٹاپ سے activate کیا تاکہ دارار اگر وہاں تک پہنچ بھی جائے تو زرتاشہ تک نہ پہنچ سکے۔ اور اسے پورا یقین تھا کہ وہ ایسا ضرور کرے گا۔

وہ لاک ایکٹیویٹ کرنے کے بعد سکون سے گاڑی کی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتا ہوا اپنے کان میں ائربڈ لگاتا اور حویلی کے سارے CCTV فوٹیجز لاک کر کے دیکھنے لگا۔

درحقیقت وہ روم ریان کا سیکرٹ روم تھا، جس کے بارے میں صرف زرتاشہ اور دعا کو علم تھا، مگر وہ دونوں یہ نہیں جانتی تھیں کہ اندر کیسے جانا ہے۔ باہر آنے میں انہیں آسانی تھی کیونکہ ریان

کی ہوئی تھی۔ یہ کام اس نے رات ہی کر لیا تھا، ورنہ activate نے ان دونوں کی فیس آئی ڈی وہ کمرہ صرف ریان ہی کھول اور بند کر سکتا تھا۔

ابتدا میں دعا کو اس کے سخت سیکیورٹی سسٹم کی کچھ سمجھ نہیں آئی، مگر پھر اسے لگا شاید وہ اپنے سسٹمز کی وجہ سے ایسا کرتا ہو، اس لیے اس نے زیادہ سوال نہیں کیا۔

دارار جیسے ہی حویلی میں داخل ہوا، وہ سیدھا راہداری سے گزرتا زرتاشہ کے کمرے کی طرف بڑھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اسی دوران بی اماں بھی چائے لیے باہر لان کی طرف بڑھ گئیں، کیونکہ ملازم نے انہیں ریان کے جانے کی اطلاع دے دی تھی۔ ورنہ وہ ریان کے جانے تک وہیں موجود رہتیں اگر انہیں کچھ چاہیے ہوتا۔

دعا نے انہیں بار بار منع کیا تھا، مگر وہ صاف انکار کر دیتی تھیں، کیونکہ ان دونوں کو دیکھ کر انہیں تسلی ہوتی تھی۔ ان کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی، اس لیے ان کی پوری زندگی ریان اور زرتاشہ کے گرد ہی گزر رہی تھی۔

انہیں ان دونوں کو اپنی زندگی میں خوش دیکھ کر اندر سے سکون سا محسوس ہوتا تھا۔

دارار راہداری سے گزر ہی رہا تھا جب بی اماں کی نظر اس پر پڑی۔ اسے اس وقت یہاں دیکھ کر انہیں خاصی حیرت اور پریشانی ہوئی تھی۔ دارار جو غصے میں اندر داخل ہو رہا تھا، انہیں دیکھ کر احتراماً رکا، مگر انہیں سلام کرتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

وہ بغیر کہیں اور دیکھے سیدھا زرتاشہ کے روم کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا تو پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس نے اپنے موبائل کی لائٹ آن کرتے ہوئے کمرے میں روشنی کا سوئچ تلاش کیا۔ سوئچ ملنے کے بعد وہ تیزی سے سارے لائٹس آن کر گیا۔

اچانک لائٹس آن ہونے پر پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔ دارار نے اپنی آنکھیں میچ کر کھولیں اور خود کو اس روشنی میں ایڈجسٹ کیا۔

پورے کمرے کو خالی دیکھ کر اسے اپنی آخری امید بھی ڈوبتی محسوس ہوئی، مگر وہ پھر بھی ہمت کرتا ہوا ایک بار ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔ وہ بھی ایسے خالی تھا جیسے وہاں دن سے کوئی آیا ہی نہ ہو۔ آخری بار زرتاشہ ریان کے ولیمے پر آئی تھی، اور اب بھی اس کی چھوڑی ہر چیز ویسے کی ویسے ہی رکھی تھی۔ شاید اس کی غیر موجودگی میں کوئی یہاں آیا ہی نہیں تھا۔

وہ مایوس ہو کر کمرے سے نکل گیا۔

دعا، بینا ! دارار آیا ہے، وہ بہت غصے میں اوپر کی طرف بڑھا ہے۔""

بی اماں نے دعا کو نیچے آتے دیکھ کر پریشانی سے کہا۔

"لالا !" دعا نے چونکتے ہوئے کہا، "وہ کب آئے؟"

ابھی کچھ دیر پہلے۔ اس کی آنکھیں بہت لال ہو رہی تھیں۔"بی اماں نے پریشانی سے بتایا۔"

اچھا آپ فکر نہ کریں، میں دیکھتی ہوں۔" دعا کہتی ہوئی سرسری انداز میں پلٹ کر اوپر جانے"
لگی۔

ابھی وہ فرسٹ فلور کے ریلنگ تک ہی پہنچی تھی جب دارار اسے غصے سے آتا نظر آیا۔

لالا ! آپ یہاں؟ سب خیریت تو ہے؟" دعا نے اپنے چہرے پر معصومیت سجاتے ہوئے جان"
بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا۔

دارار نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے فوراً سوال کیا:

""زری کہاں ہے دعا؟

زری؟... ہیں ! زری بھابھی؟ وہ یہاں کیوں ہوں گی لالا؟ وہ تو حویلی میں ہوں گی نا۔" دعا نے لا"
علمی کا ناٹک کرتے ہوئے کہا۔

دعا، ریان انہیں یہاں لے کر آیا ہے کیا؟ میرا مطلب ہے رات کو... یا آدھی رات کو... کیا پتا وہ"
یہیں ہوں اور تم سو رہی ہو؟" دارار نے غصے کو قابو کرتے ہوئے سوال گھمایا۔

لالا ! ریان انہیں آدھی رات کو یہاں کیوں لائیں گے؟ ہاں وہ آدھی رات کو آئے تھے مگر میں" جاگ رہی تھی۔ زرتاشہ بھابھی تو ان کے ساتھ نہیں آئی تھیں، اور اگر آئی ہوتیں تو میں نے آپ کو کال پر ہی بتا دیا ہوتا۔" دعا نے اب پوری تفصیل دیتے ہوئے اسے مزید پریشان کیا۔

آپ مجھے سچ سچ بتائیں، کیا بات ہے؟ ریان بھی رات ٹھیک نہیں لگ رہے تھے جب وہ اپنے" کسی قریبی دوست کے ساتھ ہاسپٹل سے آئے تھے... کہاں ہے زرتاشہ بھابھی؟ آپ کو نہیں پتا؟" دعا نے سوال ختم کیا۔

اس کی بات سنتے ہی دارار کے اعصاب ٹوٹتے محسوس ہوئے۔ وہ پریشانی سے اپنا سر مسل گیا۔

دعا، تم برا نہ ماننا... میں ایک بار یہ حویلی چیک کر لوں؟" دارار نے بے بسی سے کہا۔"
اسے اب بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ زرتاشہ یہاں نہیں ہے، وہ خود دیکھ کر تسلی کرنا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے لالا، آپ دیکھ لیں۔ میں آپ کا لاؤنج میں انتظار کر رہی ہوں۔"

دعا یہ کہتے ہوئے نیچے کی طرف چلی گئی جبکہ دارار سر ہلاتے ہوئے ایک ایک روم چیک کرنے لگا۔ تقریباً آدھا گھنٹہ محنت کے بعد بھی جب اسے کچھ نہ ملا تو تھک ہار کر نیچے کی طرف بڑھ گیا۔

بیٹا یہ کیسے ممکن ہے؟ تم کیا کہہ رہی ہو؟""

بی اماں پریشانی سے بولیں۔

دارار یہاں زرتاشہ کے لیے آیا ہے، مگر میری بچی تو یہاں آئی ہی نہیں ہے۔ تم ایک کام کرو، "جلدی سے ریان کو ساری صورتحال سے آگاہ کرو۔ غضب ہو خدا کا، کہاں ہو گی ہماری بچی؟ اگر وہ یہاں نہیں، وہاں نہیں تو پھر کہاں ہے؟ اگر ریان کو علم ہوتا تو اب تک اسے ڈھونڈ بھی لیا ہوتا۔ تم فوراً کال کرو نا بیٹا۔"

بی اماں پریشانی سے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولیں۔ دعا کی بات سنتے ہی انہیں اپنا دل بیٹھتا محسوس ہو رہا تھا۔

"بی اماں، وہ فون نہیں اٹھا رہے..." دعا نے مصنوعی پریشانی کا لبادہ اوڑھتے ہوئے کہا۔

"بیٹا! پھر تم اس کے ڈرائیور کو فون کرو، یا کسی گارڈ کو باہر بھیج کر سکون سے چیک کرو۔"
بی اماں اب اپنے ماتھے پر ٹھنڈے پسینے محسوس کر رہی تھیں۔

ان کی حالت دیکھ کر دعا کو دل میں تکلیف ہوئی، مگر یہ بھی ضروری تھا۔ اسے ظاہر کرنا تھا کہ جب ریان نے اسے منع کر دیا تھا تو وہ اس کے خلاف جا کر کوئی تسلی بخش خبر نہیں دے سکتی۔

دارار جو ہر کمرے کی خاک چھان کر خالی ہاتھ لوٹا تھا، دونوں کی باتیں سن کر اسے اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا۔

آدھی رات کو وہ ہاسپٹل سے نکلی ہے... کہاں گئی ہو گی؟

یہ سوچ کر ہی دارار کو اپنے اوپر شدید غصہ آرہا تھا۔ وہ ضبط سے نیچے کی طرف بڑھا، خود کو اپنی بہن کے ان گنت سوالوں کے لیے تیار کر رہا تھا۔ ہر سوال کا جواب دیے بغیر وہ جا نہیں سکتا تھا۔

اس کے قدم بھاری محسوس ہو رہے تھے، جیسے من من کے ہوں۔

وہ ابھی نیچے کی طرف جا ہی رہا تھا جب اس کے ذہن میں اپنی حویلی کا خیال آیا۔ وہاں بھی تو اس نے کسی سے نہیں پوچھا تھا۔

وہ سب کو چھوڑتا ہوا تیزی سے باہر کی طرف بڑھا، جبکہ دعا اسے پیچھے سے آوازیں دیتی رہ گئی، مگر وہ جس تیزی سے آیا تھا، اس سے زیادہ تیزی سے حویلی سے نکل گیا۔

اب اس کا رخ اپنی حویلی کی طرف تھا۔

جوں ہی دارار اپنی حویلی میں داخل ہوا، وہ تیزی سے اوپر کی طرف بڑھا۔

کسی کے قدموں کی تیز دھمک سن کر مانسیہ جو کچن میں فیڈر تیار کر رہی تھی، حیرانی سے باہر نکلی اور اسے دیکھا۔ اسے اس وقت یہاں دیکھ کر اسے خوشگوار حیرت ہوئی، مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی، وہ اوپر چلا گیا۔ مانسیہ سر جھٹک کر دوبارہ اپنے کام میں لگ گئی۔

دارار اپنا روم چیک کرنے کے بعد تیزی سے رودابہ کے روم کی طرف بڑھا، کہ کہیں وہ بھی ادھر نہ ہو۔

وہ روم بھی خالی دیکھ کر وہ تھک ہار کر لاؤنج میں ہی بیٹھ گیا۔

علیان، جسے مانسیہ نے اس کی آمد کے بارے میں بتایا تھا، سب کی خیریت پوچھنے کے لیے اس کے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ مگر اسے نیچے بیٹھا دیکھ کر وہ بھی وہیں آگیا۔

اسلام و علیکم لالا ! " علیان نے اسے سر پکڑے بیٹھا دیکھ کر کہا۔"

اپنے عقب سے آنے والی آواز پر دارار نے چونک کر اسے دیکھا۔ اس کی لال سرخ، انگاروں جیسی آنکھیں دیکھ کر ایک پل کے لیے علیان بھی حیران رہ گیا۔

لالا، کیا ہوا ہے؟ سب ٹھیک تو ہے نا؟ آپ اتنے پریشان کیوں لگ رہے ہیں؟""
علیان فکر مندی سے اس کے برابر بیٹھتے ہوئے بولا۔

دارار نے آئندہ کو اشارہ کیا کہ وہ بیٹھ جائے، مگر اس کی آواز میں صرف ایک لفظ تھا:

"...علیان... زری"

دارار کو نہ جانے کیوں بولتے ہوئے اپنے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے۔ اسے سمجھ ہی نہیں آیا کہ اپنی لاپرواہی میں کی گئی غلطی کا کیسے بتائے جس کا خمیازہ اتنا بڑا بھگتنا پڑ رہا تھا۔

لالا بتائیں کیا ہوا ہے؟ بھابھی کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟ اور داعود کی؟ اور زرتاشہ بھابھی بھی تو" تھی کاریں، سب ٹھیک ہے نا وہاں؟"
علیان نے بے چینی سے اس سے سوال کیا۔

ہاں ہاں سب ٹھیک ہے، بس وہ...""
دارار نے بڑی مشکل سے خود میں ہمت جمع کرتے ہوئے اسے جواب دیا، مگر آگے کی بات کہنے کی سکت اب بھی خود میں نہیں پا رہا تھا۔ وہ لوگ تو جان چھڑکتے ہیں اس پر، ان لوگوں پر اس کی گمشدگی کا کیا اثر ہوگا؟ اور قصوروار بھی تو وہ تھا، مگر کیا صرف وہی تھا؟

دارار بس سوچ کر رہ گیا۔ اگر اس نے اس کا خیال کیا ہوتا تو اس کے گھر والے بھی کرتے، مگر جب اس نے ہی اس کی کسی چیز کو اہمیت نہیں دی تو اس کے گھر والے کیوں دیتے؟ وہ بس سوچ کر رہ گیا۔

مگر خیر، اسے بتانا پھر اسے ڈھونڈنا بھی تھا کیونکہ اب اسے معاملہ اپنے ہاتھ سے نکلتا محسوس ہو رہا تھا۔ مگر جلد یا بدیر سب کو اس بارے میں اطلاع تو کرنی تھی، تو ابھی کر دیتا تو بہتر تھا۔ اسے جلدی ڈھونڈنا بھی تھا۔

علیان، وہ زرتاشہ..."""

دارار اس کا نام لیتے ہوئے کچھ پل کو رکا۔

زرتاشہ کیا لالا؟ بھابھی ٹھیک تو ہیں نا؟"""

اس کا نام لینے پر علیان کسی خدشے کے تحت بولا۔

"وہ زرتاشہ مل نہیں رہی ہے... میرا مطلب ہے گم ہو گئی ہے۔"

مطلب لالا ! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ کو اندازہ ہے آپ کیا بول رہے ہیں؟ بھابھی کہاں جائیں" "گی؟

اس کی بات پر علیان نے حیرت اور بے یقینی سے اسے دیکھا۔

علیان... وہ مجھ سے خفا ہو کر کہیں چلی گئی ہے۔""

دارار نے اسے ساری کہانی سنا دی۔

اس کی بات پر علیان بے یقینی سے اسے دیکھتا رہا۔

لالا آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ تائی جان اور تایا جان نے بھابھی کو دیکھا بھی نہیں...یہ کیسے ممکن" "! ہے؟ اور باقی سب کو چھوڑیں، آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ یا میرے خدا

چھوڑیں ان سب چیزوں کو، میں بس دو منٹ میں فریش ہو کر آرہا ہوں، پھر ہم بھابھی کو" "ڈھونڈتے ہیں۔ آپ ریان لالا کو کال کریں، میں ابھی آیا۔

علیان اسے باتیں سنانے کے بجائے عقل سے کام لیتا تیزی سے اوپر کی طرف بڑھا تاکہ اسے ڈھونڈ سکے۔

ریان کا نام سنتے ہی دارار کو اپنا دل مزید ڈوبتا محسوس ہوا۔ کل وہ آکر اسے احساس بھی کرواتا، مگر وہ اپنے غصے میں کچھ بھی سن اور سمجھ نہیں رہا تھا۔

"علیان ! کیا ہوا ہے اور آپ اتنی جلدی میں کہاں جا رہے ہیں؟"

مانسا نے اسے عجلت میں پہلے ڈریسنگ روم میں گھستے اور پھر نکلتے دیکھ کر پریشانی سے پوچھا۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے سے اپنی گاڑی کی چابی اور والٹ اٹھا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے، اپنا اور کرو کا بہت سارا خیال رکھنا۔ ابھی میں جلدی میں ہوں، یہ تنگ کرے تو مجھے فون کر دینا، میں ویڈیو کال کر لوں گا۔ ابھی ارجنٹ ہے، آکر بتاؤں گا کہاں گیا تھا۔"

وہ مانسا کے گال پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھاتا ہوا تیزی سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے دونوں گال، ناک اور ماتھے کو چوم کر وہ باہر نکل گیا۔ مانسا نے کوئی سوال کرنا ضروری نہیں سمجھا، جب وہ منع کر چکا تھا تو وہ اسے فورس نہیں کر سکتی تھی۔

علیان تیزی سے وردہ کے کمرے کی طرف بڑھا جو اپنے روم سے نکل ہی رہی تھی۔ انہوں نے حیرانی سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

"موری، کسی ضروری کام سے دارار لالا کے ساتھ جا رہا ہوں، آکر ساری بات بتاؤں گا۔"

علیان انہیں اطلاع دیتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

داراراابھی بھی اپنی سوچوں میں گم تھا جب علیان تیزی سے نیچے اتر کر اس کی طرف آیا۔

چلیں لالا، آپ نے ریان لالا کے گھر پر دیکھا تھا، کہیں ایسا تو نہیں کہ بھابھی کسی کو بغیر بتائے "وہاں چلی گئی ہوں؟

علیان گاڑی میں سوار ہوتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہوئے بولا، جبکہ انہیں نکلتا دیکھ کر غیب نے بھی اپنی گاڑی اس کے پیچھے لگا دی تھی۔

میں وہیں سے آرہا ہوں، وہ وہاں نہیں ہے۔ میں نے ایک ایک کمرہ چیک کیا ہے۔" دارار نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

اچھا، آپ ابھی دعا کو کال کر کے پوچھیں، شاید آپ کے نکلنے کے بعد بھابھی پہنچ گئی ہوں۔"" علیان نے گاڑی گھماتے ہوئے کہا۔

دارار نے اس کی بات پر سر ہلاتے ہوئے دعا کو کال ملائی، مگر کال مصروف آرہی تھی تو اس نے فون رکھ دیا۔

لگی رہی فون۔۔۔" دارار نے جھنجھلا کر کہا۔"

اچھا، تھوڑی دیر بعد پھر کر لیں گے۔ آپ نے کچھ کھایا ہے لالا؟" علیان نے اس کا مرجھایا ہوا" چہرہ دیکھ کر کہا۔

نہیں، تم بس جلدی چلو۔ پہلے کہاں چلیں؟" دارار نے ہنکار بھرتے ہوئے کہا۔"

لالا ایسے کیسے؟ آپ کو کچھ کھانے کی ضرورت ہے، میں آپ کی ایک نہیں سنوں گا۔" علیان نے" کہا۔

وہ ابھی بات کر ہی رہا تھا جب دارار کا فون بجنے لگا۔ دعا کا نام دیکھ کر اس نے فوراً کال ریسیو کی اور اسپیکر آن کر دیا۔

لالا اسپیکر پر کریں۔۔۔" علیان نے کہا۔"

لالا، زری بھابھی کہاں ہیں؟ ریان بھی کال نہیں اٹھا رہے، کیا وہ حویلی میں نہیں ہیں؟ آپ تو" انہیں بول کر نکلے تھے۔ کیا آپ اچانک آئے اور چلے گئے؟ مجھے بہت پریشانی ہو رہی ہے۔ اگر بھابھی آپ کے ساتھ ہیں تو میری بات کروا دیں، میں ریان کو کیا جواب دوں گی؟"

دعا کی پریشان آواز دونوں کو سنائی دی۔

دعا، تمہارا ریان لالا سے کوئی رابطہ نہیں ہوا؟ رات انہوں نے تمہیں کچھ نہیں بتایا؟" علیان نے" پوچھا۔

لالا یہی تو میں کہہ رہی ہوں، میرا ان سے کوئی رابطہ نہیں ہو رہا۔ میں نے ان کے پی اے کو بھی" کال کی مگر وہ ابھی تک آفس نہیں پہنچے۔ راستے میں ہیں۔ رات والی بات تو بس اتنی تھی کہ ریان نے کسی قریبی دوست کی میڈیکل ایمرجنسی کا کہا تھا، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ آپ لوگ مجھے ساری بات بتائیں، لالا کی اچانک آمد اور زری بھابھی کی غیر موجودگی سے امی کی طبیعت خراب ہو "رہی ہے، پلیز مجھے پوری بات بتائیں۔

دعا کی آواز میں بے چینی صاف جھلک رہی تھی۔

اچھا تم پریشان نہ ہو، ہم کچھ کرتے ہیں۔" علیان نے اسے تسلی دی۔"

"لالا، مجھے سچ سچ بتائیں، بھابھی کو کیا ہوا ہے؟ وہ کہاں ہیں؟ میں ریان کو کیا بتاؤں؟"

اچھا دعا، ابھی تم ریان کو کچھ نہیں بتاؤ گی، اور بی اماں کو بھی سمجھاؤ۔ ہم بھابھی کو ڈھونڈ رہے" "ہیں۔

مگر لالا!" دعا نے ہلکی سی اداکاری کے ساتھ کہا۔"

اچھا لالا، آپ جلدی کچھ کریں۔ ریان ڈیڑھ گھنٹے میں آفس پہنچ جائیں گے۔ اس سے پہلے بھابھی" کو ڈھونڈیں، وہ بھی صحیح سلامت۔ اور ہاں، مورے سے کہہ دیجیے گا کہ مجھے آپ سے اور خاص طور پر آپ سے اس حرکت کی امید نہیں تھی کہ آپ اپنی ہی بیوی کے معاملے میں اتنے لاپرواہ ہو "جائیں۔

یہ کہہ کر دعا نے فون کاٹ دیا۔

دارار خاموشی سے کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔ دعا کی باتیں اس کے دل میں چبھتی چلی گئیں، اور اسے اپنے سینے میں درد سا محسوس ہوا۔

ہاسپتال سے لے کر ہوٹل، بس اسٹاپ، ریسٹورنٹ ہر جگہ کی خاک چھانتے انہیں دوپہر کے بارہ بج چکے تھے۔ علیار نے کال کر کے سب کو حویلی بھیجوا دیا تھا۔ وہ خود شام کو گھر جانے کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس سے پہلے کچھ چیزیں تھیں جو اسے زارا کو دلوانی تھیں۔ اپنے کیے کا ازالہ اس نے ابھی سے شروع کرنا تھا۔

علیان اسے لے کر ہر اس ممکن جگہ پر گیا تھا جہاں اسے لگا زرتاشہ جا سکتی ہے۔ پارکنگ کی فوٹیج انہیں اس وقت کی ملی نہیں، اور جو ملی اس سے ان کا کام نہیں بن سکا۔ اب دارار کو اپنی امید دم توڑتی محسوس ہو رہی تھی۔ دعا انہیں نہ جانے کتنے کال کر چکی تھی۔

ریان اور باقی گھر والے ابھی تک اس بات سے لاعلم تھے، جبکہ ریان اپنے آفس میں بیٹھا ان کی ایک ایک حرکت کی رپورٹ اپنے خاص آدمی سے لے رہا تھا۔ اس نے زرتاشہ کو فون کیا تھا مگر میڈیسن کی وجہ سے شاید وہ سو رہی تھی۔ دعا ایک بار چیک کر کے آچکی تھی، اور اس کا زردی مائل چہرہ دیکھ کر اس کا دل نہیں چاہا کہ وہ اپنے لالا کو زرتاشہ کے بارے میں بتائے۔

علیار کی جب دوبارہ آنکھ کھلی تو گھڑی بارہ بجا رہی تھی۔ اس نے یکدم اٹھنے کی کوشش کی مگر اپنے اوپر جانا پہچانا وزن محسوس کر کے وہ لیٹا رہا۔ وہ کبھی اتنی دیر نہیں سوتا تھا، مگر شاید پہلے دنوں بلکہ مہینوں سے ہونے والی بھاگ دوڑ نے اس کے اعصاب مکمل طور پر تھکا دیے تھے، اس لیے آج وہ زارا کو اپنے حصار میں لے کر بے فکری سے سو گیا تھا۔

وہ مسلسل اپنے حالات میں ہاتھ چلاتے ہوئے گزرے دنوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ پھر کچھ سوچ کر اس نے فون اٹھایا اور ایک نمبر ٹائپ کر کے چھوڑ دیا۔ اس نے زارا کے چہرے پر آئے بال ہٹائے، اس کا چہرہ سوجا ہوا سا لگ رہا تھا۔ وہ سرد سانس لیتے ہوئے اسے جگانے لگا۔

"! زارا۔۔۔ زارا"

"ہم۔۔۔"

وہ ہلکی سی آواز کے ساتھ اس کی گردن میں اور زیادہ سمٹ گئی۔

زارا! اٹھ جاؤ، تمہیں بھوک نہیں لگی؟ دوپہر ہونے والی ہے۔ کل رات کا ہی کھانا کھایا ہے،"
"اٹھو شاباش۔

علیار نے اسے زبردستی خود سے الگ کرتے ہوئے بستر پر سیدھا لٹایا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ ایسے نہیں اٹھے گی، دوائیوں کا اثر تھا جس کی وجہ سے وہ اتنی دیر سو رہی تھی۔

"ہمم!"

زارا چڑچڑی ہو کر دوسری طرف کروٹ لے کر لیٹ گئی۔

"زارا! اب اٹھ بھی جاؤ، ورنہ میں ابھی تمہیں لے جا کر شاور کے نیچے کھڑا کر دوں گا۔"

علیار اسے دھمکاتے ہوئے بولا۔

اس کی دھمکی پر زارا نے آنکھیں کھول کر اسے حیرانی اور غصے کے ملے جلے تاثرات سے دیکھا۔

"آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں؟"

"ہاں، اگر تم بھی۔۔۔۔"

علیار اپنی بات مکمل کر ہی رہا تھا کہ اچانک تکیا زور سے آ کر اس کے چہرے پر لگا۔ وہ اس اچانک حملے کے لیے تیار نہیں تھا، دو قدم پیچھے لڑکھڑا گیا۔

اس نے حیرت سے پہلے تکیے کو اور پھر زارا کو دیکھا۔ زارا نے غصے سے دوسرا تکیہ مارا، اور پھر بیڈ پر موجود ہر چیز اٹھا کر اس پر پھینکنے لگی۔ کمپیوٹر کو بھی کھینچ کر نیچے کر دیا۔

اتنی زیادہ حرکت کے بعد اسے چکر آنے لگے اور سانس پھول گیا۔ وہ بیڈ پر ڈھے گئی۔

علیار بس ساکت اسے دیکھ رہا تھا، جو دو منٹ میں پورے کمرے کا نقشہ بدل چکی تھی۔

۔۔۔ زارا کو جب اپنے چکر کم ہوتے محسوس ہوئے تو وہ اپنے سر پر دونوں ہاتھ رکھ گئی۔ اسے یوں تیز تیز سانسیں لیتے اور سر پر ہاتھ رکھے دیکھ کر علیار تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"زارا! تم ٹھیک تو ہو؟ سر میں درد ہو رہا ہے؟ تم اتنا سوئی تھیں، اس لیے طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ سوری، تم ایک کام کرو صوفے پر ٹیک لگا کر بیٹھو، میں ابھی بیڈ ٹھیک کر دیتا ہوں، پھر تم کچھ کھا کر ریسٹ کر لینا، ہم۔"

علیار اسے اپنے سینے سے لگاتا بولا۔

""علیار مجھے بہت چکر آ رہے ہیں، سب اندھیرا اندھیرا لگ رہا ہے۔"
زارا نے اپنے ہاتھ جکڑتے ہوئے مدھم لہجے میں کہا۔

""اچھا! اچھا! تم پریشان نہ ہو، چلو آؤ پہلے میں تمہیں فریش کرواتا ہوں، ہم۔"
علیار اسے تھامے واشروم کی طرف بڑھا۔

وہ یوں ہی اسے کھڑا کر کے اپنے سہارے شاور دلواتا، اسے باتھ روب پہنا کر باہر لے آیا۔ اسے صوفے پر بیٹھا کر اس کے بال ڈرائے کیے اور بیگ سے اس کے کپڑے نکالنے لگا۔

""چلو آؤ، چینج کر لو۔"

وہ اسے واپس سے اپنے ہی سہارے کھڑا کر کے اندر کی طرف بڑھا، وہاں اسے چینج کروا کر واپس کمرے میں لایا اور صوفے پر بٹھا دیا۔

تم بالکل یہاں سے ہلنا مت، میں ناشتہ کا آرڈر دے کر آرہا ہوں۔ میرے آنے سے پہلے گیٹ پر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور اگر زیادہ بھوک لگی ہے تو یہ کھا لو۔"

علیار اسے سختی سے ہدایت دیتا ہوا اس کے ہاتھ میں ڈرائے فروٹس کا پیکٹ پکڑا گیا۔

اس کی بات پر زارا سرہلا کر وہ کھانے لگی۔

وہ زمین پر گری ساری چیزیں جلدی سے بیڈ پر پھینک کر واشروم کی طرف بڑھا۔ وہ دس منٹ میں فریش ہو کر تیزی سے باہر آیا اور بیڈ بنانے لگا۔ اس نے ایک نظر گردن گھما کر زارا کو دیکھا جو نٹس کھاتے کھاتے ساتھ کارٹون بھی دیکھ رہی تھی۔

ابھی وہ بیڈ بنا کر ہٹا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

دروازے پر دستک سنتے ہی ناشتے کا سوچ کر زارا کی آنکھیں چمکیں اور وہ نٹس چھوڑ کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

علیار ناشتہ کی ٹرے روم سروس والے سے لیتا اندر کی طرف بڑھا، پھر ٹرے رکھ کر واپس مڑا اور دروازہ لاک کر دیا۔

زارا کے لیے اس نے اس کے موڈ اور صحت کے حساب سے ناشتہ منگوایا تھا تاکہ اس کی ڈائٹ پر فرق نہ پڑے۔ ویسے بھی وہ ڈاکٹر سے جلد ہی اس کی ڈائٹ چارٹ لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

وہ اپنی سوچوں میں گم ہو کر ٹیبل کی طرف بڑھا جہاں زارا ناشتہ کا معائنہ کر رہی تھی۔

یہ تمہارے لیے نہیں ہے۔""

پہلے ٹرے میں موجود حلوہ دیکھ کر زارا نے غصے سے اسے دیکھا جس پر علیار اس کے برابر ہی بیڈ پر بیٹھا اور صاف انکار کر گیا۔

"یہ میرا ناشتہ ہے: بوائلڈ انڈا، ایک اور پروٹین شیک تمہارا۔ یہ ہے اسپنج، چکن سینڈوچ اور یہ کولڈ چاکلیٹ شیک۔ اگر شیک پینے کا دل نہ کرے تو یہ لیموں ٹی پی لینا۔ یہ بھی بہت اچھا ہے۔ ورنہ ان کے پاس اور بھی فلور ہے، ونیلا سینڈوچ جو تمہیں اچھا لگے وہ بتا دو، میں منگوا دیتا ہوں۔"

علیار اپنی ٹرے اس سے دور کرتے ہوئے اس کے قریب کر گیا، مگر اس نے اس طرح میں سے چاکلیٹ شیک نکال دیا تاکہ کہیں اسے دودھ کی اسمیل سے وِمٹنگ نہ شروع ہو جائے۔

"ہم باقی سب تو ٹھیک ہے، بس اس دودھ کو ہٹا کر پائن ایپل جوس منگوا دیں۔ مگر ہاں، ابھی میں آپ کی مرضی کا کھا رہی ہوں، تھوڑی دیر بعد آپ مجھے شامی کباب اور پودینے کی چٹنی لا کر دیں گے۔"

زارا نے احسان جتانے والے انداز میں کہا، مگر آخری بات پر دھمکی دینا نہ بھولی۔

اس پر علیار بس مسکرا کر سر ہلا گیا۔

ٹھیک ہے، تم یہ کھاؤ میں وہ بھی منگوا دیتا ہوں، بلکہ یہاں ایک بہت ہی اچھا ریسٹورنٹ ہے، ہم وہاں جا کر کھا لیں گے، ہم تم چلو گی؟

علیار اس کے گلے اور دامن پر دونوں نیپکن لگاتے ہوئے بولا۔

اس کی آفر پر زارا فوراً سے گردن ہلا گئی۔

""وہاں ساتھ مال بھی ہے نا؟ ہم شاپنگ بھی کر لیں گے۔

علیار نے کسی خدشے کے تحت اسے جھجکتے ہوئے پوچھا، کہیں وہ انکار نہ کر دے۔

ہم اپنے آلو کے لیے شاپنگ کریں گے؟""

زارا اس کے ہاتھ سے پہلا بائٹ کھاتے ہوئے پوچھنا ضروری سمجھا، کہیں وہ کسی اور چیز کے لیے تو نہیں لے کر جا رہا ہے۔

"ہاں بالکل، تم جس کی بولو گی اس کی شاپنگ کر لیں گے۔"

اچھا ٹھیک ہے پھر، مجھے جلدی جلدی ناشتہ کروائیں۔""

زارا شاپنگ پر جانے کا سن کر خوشی سے بولی۔ پہلی دفعہ وہ شاپنگ مال دیکھنے جا رہی تھی، ورنہ اس نے صرف گاؤں کے بازار ہی دیکھے تھے۔ کبھی موقع ہی نہیں ملا تھا شہر آنے کا۔ اس نے صرف ٹی وی پر دیکھا تھا۔ اب اصل میں دیکھنے اور وہاں سے اپنے آلو کے لیے شاپنگ کرنے کا سوچ کر وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔

علیار اسے ناشتہ کروانے کے بعد تیار کر کے اسے لے کر مال کی طرف چلا گیا۔ موسم بھی کافی خوشگوار تھا، مگر پھر بھی علیار نے اس کے لیے امبریلا تھام رکھی تھی۔ وہ ایک ہاتھ میں اس کا بیگ پکڑے دوسرے ہاتھ سے اسے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھا، ساتھ ہی چھتری بھی پکڑی ہوئی تھی۔ آنے جانے والے سارے لوگ، خصوصاً لڑکیاں، کچھ رشک سے اور کچھ حسد سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

علیار اسے لے کر مال کی انٹرنس تک پہنچا، پھر کچھ یاد آنے پر رکا۔
"پہلے ریسٹورنٹ چلیں گی یا شاپنگ؟"

علیار اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا، جو مال کے انٹیریر کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے اس کی بات پر غور نہیں کیا تھا۔

پہلے مال یا ریسٹورنٹ؟" علیار نے دوبارہ پوچھا۔"

پہلے شاپنگ!" زارا نے فوراً کہا۔"

"تو پھر چلو، ٹھیک ہے، تم بتا دینا ہم۔"

علیار اسے اس کی واٹر بوتل پکڑاتے ہوئے بولا تاکہ وہ پیاس لگنے پر پانی پی سکے۔

"سب سے پہلے آلو کی شاپنگ کے لیے چلیں۔"

زارا نے اس کے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے خوشی سے کہا کیونکہ اسے نیچے سے ہی بہت سی چیزوں کی شاپ نظر آرہی تھی۔

پاس سے گزرتی کچھ لڑکیوں نے عجیب سے منہ بناتے ہوئے اسے "آلو" کہنے پر دیکھا، مگر زارا ان سب کی نظروں کو ایسے نظر انداز کر رہی تھی جیسے وہاں وہ کوئی اور ہو ہی نہ۔

علیار اسے سیدھا بچوں کی شاپ پر لے آیا۔

"علیار، آپ نا مجھے دیکھ کر لیجیئے گا اور ہم صرف لڑکے کی شاپنگ کریں گے۔"

زارا شاپ میں گھستے ہی اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیوں صرف لڑکے کی شاپنگ؟ لڑکیوں کی کیوں نہیں؟"

اس کی بات پر پنک ڈریس دیکھتے ہوئے علیار نے اسے ٹھٹک کر دیکھا۔

"کیونکہ مجھے پتا ہے اندر آلو ہے، اسٹرابری نہیں!"

اس کے انجان بننے پر زارا نے تپ کر کہا۔

علیار کچھ دیر اسے دیکھتا رہا، پھر پورے شاپ میں بے ساختہ اس کی ہنسی گونج اٹھی۔

یار تم بھی نا، کیا کیا سوچتی ہو۔ چلو آؤ، تمہارے آلو کے لیے ہی کپڑے دیکھتے ہیں، تمہاری پسند کے۔"

علیار اسے اپنے حصار میں لیے مزید اندر کی طرف بڑھا۔

اور پھر علیار نے اس کے لیے ایک کے بعد ایک چیز لی۔۔جس کی ابھی ضرورت بھی نہیں تھی؛ روم ڈیکوریشن سے لے کر اس کے کپڑے سب کچھ۔ علیار کے ہاتھوں میں تو سامان ہی نہیں سمٹ رہا تھا۔

زارا تم اوپر ہی بیٹھو، میں بس دس منٹ میں یہ سب گاڑی میں رکھ کر آتا ہوں، ہم۔""

علیار اسے فوڈ کورٹ میں بیٹھاتے ہوئے وہاں سے اس کے لیے جوس آرڈر کرتا اسے دیتے ہوئے بولا۔

میں اکیلے بیٹھوں، اگر کام ہو گیا تو؟""

زارا نے اس کی بات سنتے ہوئے سمجھتے ہوئے کہا۔

"تم ادھر سے ہلنا مت، میں بس گیا اور آیا، ہم۔"

اس سے پہلے کہ زارا کچھ کہتی، وہ تیزی سے نیچے کی طرف بڑھ گیا اور زارا بس اس کی پشت کو دیکھتی رہی۔

اسے گئے دس منٹ ہو گئے تھے، اور وہ بس اسی جگہ دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ گیا تھا۔ اب اسے صحیح معنوں میں پریشانی ہونے لگی تھی۔ جب مزید دس منٹ گزرنے کے بعد بھی وہ نہیں آیا تو زارا ہمت کر کے اٹھ کر اس طرف چل دی جہاں سے وہ گیا تھا۔

قریب جانے پر اسے پتا چلا وہاں ایک الیویٹر تھا۔ وہ جو کب سے اس کے نہ آنے پر اپنے آنسو روک رہی تھی، وہ شدت سے بہنے لگے۔

رش ہونے کی وجہ سے اچانک اسے دھکا لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ الیویٹر پر منہ کے بل گرتی، علیار تیزی سے اسے تھام کر اپنے سینے میں بھینچ گیا۔

اچانک ہونے والے حادثے پر لوگ وہیں رک گئے۔ زارا بھی اپنی سانس رکتی محسوس کرنے لگی تھی۔ وہ آنکھیں نیچے کیے بغیر اس بچانے والے کو پہچانے اس کے سینے میں منہ چھپائے کھڑی تھی۔

جبکہ علیار نے اپنا ایک ہاتھ اس کی کمر پر کس لیا اور اسے مزید سختی سے خود سے لگا لیا۔ اس نے اس لڑکے کو کالر سے پکڑ لیا جس نے جان بوجھ کر زارا کو دھکا دیا تھا۔ اس نے جھٹکتے ہوئے اس لڑکے کو زمین پر پٹخ دیا اور اسے خون آشام نگاہوں سے گھورا۔

"جب اتنا ہی پردے میں رکھنا ہوتا ہے تو لایا ہی مت کرو۔"

وہ لڑکا زمین سے اٹھتے ہوئے اپنی شرٹ ٹھیک کرتے ہوئے علیار سے بولا۔

اس کی بات پر علیار زارا کو وہیں چھوڑ کر اس کے قریب آیا اور ایک زور دار مکا اس کے جبڑے پر جڑ دیا۔ وہ لڑکا کراہتے ہوئے زمین پر گر گیا، اور اس کے منہ سے خون بھی نکل آیا۔

زارا ان سب چیزوں سے انجان بس ہوش بحال کرنے میں لگی ہوئی تھی، مگر یہ منظر اس کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹ نہیں رہا تھا اور بے ساختہ اسے بہت زور دار چکر آنے لگا۔

سب تماشائی بنے ان تینوں کو دیکھ رہے تھے۔

"علی !"

جب زارا سے مزید اپنا توازن برقرار نہ رہا تو وہ آہستہ سے اسے پکارتے ہوئے زمین بوس ہونے لگی۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ گرتی، علیار اس کی آواز پر ہی تیزی سے متوجہ ہوا اور اپنی بیوی کو یوں بے ہوش ہوتے دیکھ کر اس کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔

"یہ لڑکی ماں بننے والی ہے اور صحت نام کی کوئی چیز نہیں ہے اس میں۔"

علیار اسے خود سے لگاتے ہوئے اپنا فون نکال کر انسپکٹر کو کال کرنے لگا اور زارا کو پانی پلانے لگا۔

اس سے پہلے موقع پاتے ہی وہ لڑکا وہاں سے فرار ہو گیا، مگر بعد میں اسے گرفتار کر لیا گیا۔

"...پولیس والے کی بیوی کو دھکا دینے کا انجام"

علیار دانت چبا کر کہتے ہوئے زارا کی طرف متوجہ ہوا جو اس کے کندھے میں چہرہ چھپا چکی تھی۔

سر، کچھ لے کر آؤں؟ بھابھی کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔""
کانسٹیبل علیار کے قریب آکر مودب انداز میں بولا۔

نہیں، تم رہنے دو، تم جاؤ۔""
علیار نے اسے انکار کر دیا کیونکہ وہ جانتا تھا زارا ان لوگوں کے سامنے کمفرٹیبل نہیں ہو گی۔

اس حادثے کے بعد سے زارا ایک لفظ بھی نہیں بولی تھی۔ وہ بس اس کی شرٹ کو آگے اور پیچھے سے پکڑے ہوئے ہلکے ہلکے کانپ رہی تھی۔

علیار اسے لیے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بھی پورے راستے کچھ نہیں کہا تھا۔

وہ اسے لیے احتیاط سے گاڑی کے بیک سائیڈ پر سوار ہو گیا اور اپنے کانسٹیبل کو گاڑی ڈرائیو کرنے کا کہہ کر خود بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔
وہ اسے لیے اپنے پسند کے ریسٹورنٹ کی طرف چل دیا تاکہ اس کے ذہن سے کچھ دیر پہلے ہونے والے واقعے کے اثرات مٹا سکے، جو اسے مشکل ہی لگ رہے تھے، کیونکہ جس طرح اس نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں، علیار سرد سانس بھر کر ہی رہ گیا۔

اسے سختی سے آنکھیں نیچے کیے دیکھ کر علیار سرد سانس کھینچ کر رہ گیا۔ وہ اس کے ذہن سے تھوڑی دیر پہلے ہونے والے حادثے کا ڈر مٹانا چاہتا تھا مگر اس کی حالت دیکھ کر اسے یہ کام خاصا

مشکل لگ رہا تھا، اسی لیے وہ اسے لے کر اپنے فیورٹ ریسٹورنٹ کی طرف بڑھا۔ اب وہیں جا کر وہ اس کا ڈر اور موڈ دونوں ٹھیک کر سکتا تھا۔

ریسٹورنٹ پہنچنے کے بعد علیار ایک پرائیویٹ اسپاٹ بک کرواتا اسے لیے اس طرف چل دیا۔ زارا نے ابھی بھی اس کی شرٹ کس کر تھامی ہوئی تھی۔ وہ اسے بیٹھاتا، خود اس کے لیے آرڈر دیتا پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"ہاں، اب بتاؤ کیا بات ہے؟ کیوں اتنا ڈر رہی ہو، ہم؟"
علیار نرمی سے اس کے عارض پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

وہ بمشکل اس کے بدن کی لرزش برداشت کر رہا تھا۔ اس کا نم، متورم چہرہ دیکھ کر علیار کو خاصی پریشانی ہوئی تھی کیونکہ اس کے لب بھی کپکپا رہے تھے۔

"ا۔ اب۔ اب میں نا کبھی۔۔۔ کبھی بھی آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔۔۔"
زارا نے بمشکل اپنے بدن اور لبوں کی لرزش پر قابو پاتے ہوئے رکتے رکتے کہا۔ اس کا پورا چہرہ سپید پڑا ہوا تھا جبکہ ہاتھ پیر بالکل ٹھنڈے ہو رہے تھے۔

علیار نے اس کی بات پر ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا۔

"کیوں زارا؟ کیوں نہیں جاؤ گی؟"

علیار اس کے قریب ہوتے اس کی پشت سہلاتے، اس کے لبوں سے پانی کا گلاس لگاتے ہوئے بولا۔

"کیونکہ۔۔۔ کیونکہ آپ۔۔۔ آپ جان بوجھ کر مجھے وہاں چھوڑ کر چلے گئے تھے تاکہ کوئی مجھے اغوا کر لے اور آپ گھر میں بول دیں گے میں گم ہو گئی ہوں۔۔۔"

زارا نے بمشکل اسے دیکھتے سمجھتے ہوئے کہا، مبادا کہیں وہ اس پر غصہ نہ کرے، مگر وہ اپنی بات کہہ گئی۔ اسے اس وقت خود سے زیادہ اپنے بچے کی فکر تھی۔

اس کی بات پر علیار کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ اسے دیکھے یا اپنے کیے پر روئے، کیونکہ اسے اتنی بے اعتباری دکھانے والا بھی تو وہی تھا کہ آج وہ اس مقام پر آپہنچی تھی جہاں وہ آسانی سے یہ سوچ سکتی تھی کہ وہ اس سے اور اپنے بچے سے غافل ہو جائے گا۔

"زارا۔۔۔ میری بات غور سے سنو۔"

علیار وہیں اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتے اس کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے بولنا شروع ہوا کیونکہ اسے یقین دلانا بہت ضروری تھا، ورنہ کوئی اور اس کی اس کمزوری کا بھرپور فائدہ اٹھا سکتا تھا۔

میں اپنے اللہ کو حاضر ناظر جان کر تم سے کہہ رہا ہوں، میں نے پہلے جو بھی اپنے بچے کے متعلق" کہا وہ صرف میری ایک مجبوری تھی۔ میں خواب میں بھی اسے یا تمہیں خود سے الگ نہیں کر سکتا، تو تم دونوں کو نقصان پہنچانا بہت دور کی بات ہے۔

میں جانتا ہوں میری باتوں پر تمہیں یقین نہیں ہو گا اور نہ ہی تمہیں کرنا چاہیے، مگر میں اس سے بڑی کوئی قسم نہیں کھا سکتا۔ بس اتنا جان لو کہ علیار یوسف اس دنیا میں سب سے زیادہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ اس پاک رب کی ذات ہے، اس کی ناراضگی کے خوف سے لوٹا ہوں کیونکہ میں اس کی ناراضگی افورڈ نہیں کر سکتا۔

میں جانتا ہوں میرے پہلے کے رویے رب کو راضی کرنے والے نہیں تھے، مگر میں بھی انسان ہوں، سب سے بڑھ کر مسلمان ہوں۔ ایک بھٹکا ہوا مسلمان جو اپنے رشتوں میں انصاف نہ کر سکا۔

مگر میں اپنے کیے ایک ایک گناہ کا ازالہ کر لوں گا، اور مجھے پورا یقین ہے ایک دن ایسا ضرور آئے گا جس دن تم مجھے پورے دل سے معاف کر دو گی۔ میں اپنے ہر عمل سے تمہارے چھلنی دل پر مرہم رکھ کر اسے ٹھیک کر دوں گا، اسے پہلے کی طرح اپنی لے پر دھڑکنے والا بنا دوں گا۔

بھلے وہ دن دور سہی مگر وہ دن آئے گا ضرور۔ مگر تب تک کے لیے تم مجھ پر یقین کر سکتی ہو کہ میں تمہیں اور ہمارے بچے کو کسی قیمت پر کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ یہ غلطی ایک بار کر چکا ہوں، اور علیار یوسف اپنی غلطی دہراتا نہیں ہے۔

۔۔۔ علیار بہت مشکل سے خود میں ہمت جمع کرتے اسے یہ بات کہتا۔ نہ جانے کیوں اسے یقین دلانے میں اپنا آپ بہت بے بس محسوس ہو رہا تھا۔ اگر اس وقت وہ ڈری ہوئی نہ ہوتی تو شاید وہ بھی اپنی کیفیات اس پر ظاہر نہ کرتا، مگر شاید اللہ نے یہ حالت اسی لیے اس پر ظاہر کی تھی تاکہ وہ اسے کھل کر سب کچھ بتا سکے۔

علیار اسے کچھ بھی نہ کہتا دیکھ کر اٹھ کر اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔ اس کے اٹھ جانے کے بعد بھی زارا مسلسل اسی جگہ کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی باتوں نے بے شک اس کے سارے زخم ہرے کر دیے تھے مگر ایک ماں ہونے کی حیثیت سے وہ اپنے ان زخموں کا بدلہ اپنی اولاد سے اس کا باپ چھین کر نہیں لے سکتی تھی۔

زارا یہ سوچ کر بس اپنی آنکھیں موند گئی اور نہ جانے کتنے آنسو اس کے عارض کی زینت بنے تھے۔ اسے یوں روتا دیکھ علیار فوراً اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

دونوں ہی زندگی کے اس موڑ پر کھڑے تھے جہاں سے واپسی ناممکن تھی مگر آگے کا سفر حسین بنایا جا سکتا تھا۔

"میری زار، زندگی میں ایک آخری بار۔۔۔ ایک آخری بار اپنے علی پر پورے دل سے بھروسہ کر کے دیکھو۔ وعدہ کرتا ہوں جب تک یہ سانسیں ہیں یہ بھروسہ دن بدن بڑھے گا، کبھی کم نہیں ہو گا۔ میں نے کہا ہے ہر ایک چیز، ہر ایک لفظ کا مداوا کروں گا تو میں کروں گا۔ تم بس سب کچھ سوچ سوچ کر خود کو اذیت مت دو۔ تم خوش رہو، اپنا بہت سارا خیال رکھو۔"

علیار اس کے عارض صاف کرتے ہوئے بولا۔

"میں خوش رہوں؟۔۔۔کیسے خوش رہوں علیار؟ کیا سوچ کر خوش رہوں؟ ہاں؟ کہ ہماری زندگی کے اہم آٹھ مہینے برباد کرنے کے بعد آپ کو خیال آگیا ہے کہ آپ غلط کر رہے ہیں؟ یا اس بات پر خوش رہوں کہ ہمارے بچے کو آپ نے اس وقت ماننے سے انکار کیا جب سب سے پہلے اسے آپ کا لمس ملنا چاہیے تھا؟ یا اس بات پر خوش رہوں کہ جب میں نے اپنے لیے فیصلہ کر لیا تب آپ کو خیال آگیا کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں اور ہمارا بچہ آپ کی زندگی میں کوئی مقام رکھتے ہیں اور آپ ہم پر جان چھڑکتے ہیں؟ کس بات پر خوش رہوں؟ بتائیے مجھے۔"

زارا اس کی بات پر اسے بری طرح گھورتے ہوئے انگلیوں پر ایک ایک چیز گنواتے ہوئے بولی۔

اس کی بات پر علیار کی نظریں خود بخود نیچے ہو گئی تھیں۔ وہ چاہ کر بھی اس کے دل سے یہ پھانس نہیں نکال سکتا تھا۔

"اب نظریں جھکانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کو طعنے نہیں دے رہی ہوں، بس بتا رہی ہوں کیونکہ مجھے ان سب چیزوں سے اذیت ہوئی تھی، اور میں تب تک بولتی رہوں گی جب تک وہ اذیت کم نہیں ہو جاتی۔ جب تک آپ مجھے اپنے ماضی کے بارے میں مکمل طور پر بتا نہیں دیتے، جب تک آپ مجھے اپنا لباس سمجھ کر اپنی زندگی میں موجود ہر پردے سے آزاد کر کے اپنا نہیں لیتے، تب تک میں بولوں گی۔

اور ویسے بھی مجھے پرمٹ ہے جو دل میں آئے وہ بولنے کا، رات میں آپ کو دھکے مار کر کمرے سے نکالنے کا، اور غصے میں آپ کے بال، منہ، گردن، ہر چیز نوچنے کا۔۔۔"

زارا بڑے آرام سے اسے آنکھیں دکھا کر اپنی بات کہتی، اس کا جھکا سر دیکھ کر اس کا چہرہ زبردستی اوپر کرتے ہوئے ایک ایک لفظ شانِ بے نیازی سے کہتی آخر میں اچانک اس کے بال نوچنے لگی۔

علیار تو بس حیرت اور صدمے سے ہی اسے دیکھ رہا تھا جو ہر تھوڑی دیر میں اسے ایک نیا شاک دے رہی تھی۔ وہ تو اپنے بال نوچے جانے پر بھی حیرانی سے بس اپنے ساتھ ہوتے تشدد کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے منہ سے کراہ بھی نہیں نکلی تھی۔

ابھی زارا اس کے بال نوچنے میں مصروف تھی جب ویٹر ان کا آرڈر لے کر آیا۔ اس نے حیرانی اور عجیب تاثرات سے ان دونوں کو دیکھا۔

"اہم۔۔۔ اہم۔۔۔"

ویٹر کو وہاں دیکھ کر زارا سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور اس کے بال چھوڑ دیے۔

"آپ کی شادی ہو چکی ہے؟۔۔۔"

زارا ویٹر کو کھانا رکھتے دیکھ کر بولی۔ اس کی بات پر ویٹر نے بس تیزی سے نفی میں سر ہلا دیا۔

"اچھی بات ہے، سبق لے لیں معصوم بیوی کو تنگ کرنے کے نتائج۔۔۔"

زارا ویٹر کو دیکھتے ہوئے کہتی اپنے کباب اپنی طرف کھینچ گئی۔

"تم جاؤ یار۔۔۔"

ویٹر کو ہکا بکا وہیں کھڑا دیکھ کر علیار اپنے بال ٹھیک کرتے ہوئے اس سے بولا۔ اس نے پرائیویٹ فیملی کورٹ تو بک کیا تھا مگر ویٹر کے آنے کے بارے میں اس نے سوچا نہیں تھا۔ وہ بھی اس شاک میں تھا کہ زارا اس کے بال نوچ سکتی ہے، اسے مین ہینڈل کر سکتی ہے۔ نہ جانے کیوں یہ سوچ کر ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

زارا جو پوری طرح اپنے کباب کے ساتھ انصاف کر رہی تھی، اس نے ایک ابرو اچکا کر اسے دیکھا جیسے پوچھنا چاہتی ہو "کیا ہوا ہے؟"

اس کے انداز پر علیار نفی میں سر ہلاتے اپنا کھانا کھانے لگا کیونکہ بھوک تو اسے بھی لگی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں اپنے کباب ختم کرنے کے بعد زارا اس کے گرلڈ چکن کو ہی دیکھ رہی تھی جس کے دو بائٹس ہی مشکل سے علیار نے لیے تھے اور وہ کسی ضروری کال پر مصروف ہو گیا تھا۔

اسے مسلسل اپنی طرف دیکھتا پا کر علیار اسے کھانے کا اشارہ کر گیا اور یہی اس کی غلطی تھی۔

ابھی وہ مڑ کر اپنے سینئر کو کچھ ضروری میل کرنے لگا، جو نہی پانچ منٹ بعد وہ اپنا کام کر کے فارغ ہوا، زارا اس کا گرلڈ چکن مکمل کھا چکی تھی اور اب اپنا منہ صاف کر رہی تھی۔

اس کی پھرتی پر علیار کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ کہاں اس کی بیوی چوزے کی طرح دانہ چگتی تھی اور کہاں یہ۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔

"زارا! تم نے سب کھا لیا؟۔۔۔ میرا مطلب ہے تم نے ہی سب کھایا ہے؟"

علیار کو سمجھ نہ آئی وہ کیسے اس سے پوچھے۔ اس کا مارے حیرت کے منہ ہی نہیں بند ہو رہا تھا۔

جبکہ اس کے سوال پر زارا نے ایک بار پھر تیوری چڑھائے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب ہے؟ پہلے آدھا آپ نے کھایا تھا۔ میں کیا آپ کو کھانا چور یا کھاؤ ر دکھتی ہوں جو آپ کا کھانا چرا کر کھاؤں گی؟ اور آپ نے ہی مجھے اشارہ کیا تھا کھا لو تو میں نے کھا لیا۔۔۔"

زارا نے کندھے اچکاتے ہوئے اس سے کہا اور بڑے آرام سے سارا ملبہ اس پر ڈال گئی۔

"نہیں نہیں، میں نے ایسا کب کہا ہے۔ تم کھاؤ، جو تمہارا دل کرے، بس اپنی صحت کا خیال رکھنا ہے تم نے۔۔۔"

علیار اپنے تاثرات پر قابو پاتے اس کا چہرہ ٹشو سے صاف کرتے ہوئے بولا۔

"لو بھلا، اب یہ بھی میں کروں؟ تو آپ کس لیے ہیں؟ میں چھٹی پر ہوں تو میں نے بعد بس اپنے آلو کا خیال رکھنا ہے، باقی کے کام آپ کے ہیں۔ آپ اپنے اس تھانے سے تین مہینے کی چھٹی لے لیں۔ ویسے بارہ مہینے کی ملتی نہیں؟ یوں یہ بول کر کہ آپ پرٹینٹ ہیں۔۔۔ میرا مطلب ہے ہم پرٹینٹ ہیں۔۔۔"

زارا اپنا اسکارف لوز کرتے، اپنا پیٹ سہلاتے ہوئے صوفے پر تھوڑا ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے بولی۔

جبکہ اس کی "پرگنینٹ" والی بات پر علیار کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔

غلطی سے نکل گیا تھا۔ ہم دونوں ہی پرگنینٹ ہیں۔ آپ کی آنکھیں ایسے پھیل رہی ہیں جیسے میں" نے یہ کہہ دیا ہو کہ آلو کو آپ ڈیلیور کریں گے۔ خیر چھوڑیں اسے۔۔۔ میری پیٹھ دکھ گئی ہے، "ایسے سیدھے بیٹھے۔ تھوڑی دیر مجھے ٹیک لگانا ہے، یہ صوفا کمفرٹیبل نہیں ہے۔۔۔

زارا اسے اپنی باتوں سے شاکڈ پر شاکڈ کرتے ہوئے بڑے آرام سے اپنے درد کو نارمل کرتے ہوئے بولی۔ درد کا بتانے پر نا چاہتے ہوئے بھی اس کی آواز بھیگی تھی جسے علیار نے بخوبی نوٹ کیا تھا اور وہ ڈاکٹر سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا کیونکہ ابھی ارلی ڈیز میں تو اسے درد نہیں ہونا چاہیے تھا۔

وہ سوچ کر صوفے سے کھڑا ہو گیا۔

"چلو ہوٹل چلتے ہیں، تم گاڑی میں آرام سے میری گود میں سو جانا، ہم۔۔۔"

علیار اس کا اسکارف ٹھیک کرتے اسے اٹھاتے ہوئے بولا جبکہ زارا کو بھی اس کی یہ آفر اچھی لگی تو وہ فوراً مان کر اس کے ساتھ کھڑی ہوتی ہم قدم ہو گئی۔

علیار اسے لیے واپس ہوٹل روم میں آگیا تھا جبکہ زارا نے بڑے آرام سے پورے راستے کھڑکی کی طرف تکیہ لگاتے، اس کی گود میں بیٹھ کر اس کے سینے میں چہرہ چھپائے سونے کا کارنامہ انجام دیا تھا اور ابھی بھی وہ سو ہی رہی تھی۔

علیار یونہی اسے لیے ہوٹل روم میں آیا تھا۔ شام کے سائے ڈھل رہے تھے مگر سورج کی کرنوں کو ڈھلنے میں ابھی وقت تھا۔

وہ اسے احتیاط سے بیڈ پر لیٹاتا، اس کا اسکارف کھول کر الگ کرتا، اس کا عبایا بھی اتار گیا تھا مگر اس نے خیال رکھا تھا کہ اس کی نیند خراب نہ ہو اور ویسے بھی ہیوی کھانے اور بہت سی تھکن کی وجہ سے اس کا سونا بنتا تھا۔

علیار اس پر اچھے سے کمفرٹر دیتا، اے سی کا ٹیمپریچر ٹھیک کرتا خود صوفے پر جا کر بیٹھ گیا کیونکہ راستے میں اسے علیان کی کال آرہی تھی جسے وہ زارا کی نیند کی وجہ سے کاٹتا، اسے تھوڑی دیر بعد کال بیک کرنے کا میسج کر گیا تھا۔

اب وہ اسے کال ملاتا بالکنی کی طرف بڑھا تاکہ سکون سے اس کی بات سن سکے۔

"ہاں علیان، بولو؟"

علیار کال ریسیو ہوتے ہی اس سے بولا۔

لالا ! آپ کہاں ہیں؟ لالا بہت ٹینشن ہو گئی ہے اور مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا میں کیا کروں۔"

"دارار لالا کی بھی اپنی حالت خراب ہو رہی ہے۔ آپ جلدی آجائیں۔۔۔

اس کی آواز سنتے ہی علیان پریشانی سے بولا۔

"علیان پہلے تم مجھے بتاؤ تو ہوا کیا ہے؟ اور میں ہوٹل میں ہوں اس وقت۔۔۔"

"لالا وہ زرتاشہ بھابھی۔۔۔"

اس کے پوچھنے پر علیان اسے ساری اپڈیٹ سنا گیا جبکہ اس کی بات سنتے علیار کا دل کیا کہ اگر ابھی دارار اس کے سامنے ہوتا تو دو گھونسے وہ ضرور اس کے جبڑے پر جڑتا جو اس سے بڑی بے وقوفی کر رہا تھا۔

"بتائیں نا لالا، کیا کروں؟ ادھر دعا الگ پریشان ہو رہی ہے۔ ریان لالا کو کیا جواب دیں گے؟"

علیان نے پریشانی سے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے کہا۔

علیان، کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا؟ تم لوگ اسے صرف اس لیے ڈھونڈ رہے ہو کہ"

"تمہاری خود کی بہن اس کے بھائی کے پاس ہے اور اس کا بھائی بہت طاقتور ہے؟

اس کی بات کا اپنے حساب سے مطلب نکالتے علیار نے ماتھے پر بل ڈالے سخت لہجے میں پوچھا۔

نہیں ! نہیں لالا، اللہ کو مانیں، وہ میرے لیے دعا جیسی ہے، میں کیوں ایسا کروں گا؟ مجھے صرف" فکر ہو رہی ہے۔ آپ کو پتا ہے زرتاشہ بھابھی ریان لالا کا دل، روح، جگر اور جان ہیں۔ آپ کو یاد ہے شادی کے اگلے دن جب لالا نے سب کے سامنے ان سے سختی سے بات کی تھی تب انہوں نے کیا کہرام مچایا تھا؟ تو اب تو وہ مل نہیں رہی، وہ بھی تب جب انہیں اتنی زیادہ چوٹیں لگی ہیں۔

اور آپ کو بھی اندازہ ہے اس قسم کی چوٹوں پر اکثر چوٹ لگنے والے کی طبیعت بگڑ جاتی ہے اور ایکسیڈنٹ اور زارا بھابھی کی حالت کا صدمہ الگ۔ وہ کہاں ہوں گی، کس حال میں ہوں گی، پتا نہیں۔ سی سی ٹی وی میں وہ اکیلی پیمنٹ کرواتے ہوئے دکھائی دی ہیں۔ مجھے بس پریشانی ہو رہی ہے لالا، کچھ کریں۔ میں نے اپنے حساب سے ہر ممکن کوشش کر لی ہے۔۔۔"

علیان کہتے کہتے تھک ہار کر کونے پر بیٹھ گیا۔ اب تو شام کے چار بج رہے تھے اور وہ لوگ اسے صبح صادق سے ڈھونڈ رہے تھے۔ نہ جانے کہاں ہوگی، کس حال میں ہوگی۔ سب سوچ کر ہی علیان کو اپنے دل میں ہول اٹھتے محسوس ہو رہے تھے۔ ذہن میں منفی خیالات جنم لے رہے تھے۔

اچھا، تم پریشان نہ ہو۔ میں ٹیم کو اس کے پیچھے لگواتا ہوں مگر اس سے پہلے ان سب باتوں کا" علم ریان کو ہونا ضروری ہے کیونکہ ہم سب سے زیادہ اہم رشتہ اس کا ہے زرتاشہ کے ساتھ۔ خیر، تم لوگ فکر نہ کرو، حویلی پہنچو۔ میں بھی یہاں سے نکل رہا ہوں اور میں ریان کو وہاں بلا کر یہ سب کچھ بتاؤں گا۔

"سب حویلی خیریت سے پہنچ گئے ہیں نا؟

علیار ذہن میں کچھ سوچتے ہوئے تحمل سے اس سے بولتا فون کاٹ گیا۔

"لالا آپ پریشان نہ ہوں، علی لالا نے کہا ہے وہ ڈھونڈ لیں گے۔۔۔"

علیان اس کی آنکھوں میں چھلکتی نمی دیکھ کر بولا۔

"کیسے پریشان نہ ہوں؟ وہ میری لاپرواہی سے گئی ہے۔ اس کے بغیر تو کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا۔ وہ واپس آکر مجھ سے خفا ہو جائے، میں کچھ نہیں کہوں گا، کم از کم واپس تو آئے۔۔۔"

دارار تیزی سے اس کا ہاتھ تھامتے بولا جیسے وہ اسے اس کے سامنے لا کھڑا کرے گا۔

"لالا، پتا نہیں مجھے کیوں لگ رہا ہے ریان لالا کو اس بات کا علم ہے اور بھابھی انہی کے پاس ہیں کیونکہ وہ ریان خان ہیں۔ وہ اپنی بہن سے غافل نہیں ہو سکتے۔ وہ تو بھابھی کو دن میں دو بار کال کرتے ہیں، ان کے کال نہ اٹھانے پر لینڈ لائن پر کرتے ہیں۔ انہیں ان کی ایک ایک چیز کا علم ہوتا ہے۔ انہیں ایک چیونٹی بھی کاٹے تو ریان لالا کو پتا ہوتا ہے، پھر یہ کیسے نہیں پتا؟

مگر سب سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ کسی بھی فوٹیج میں ریان لالا جاتے ہوئے نہیں دکھائی دیے، اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ بھابھی کو اس حالت میں چھوڑ کر چلے گئے اور گھر میں کسی کو کچھ بتایا نہیں، خاص کر دعا کو، جس سے وہ کوئی بات نہیں چھپاتے کیونکہ ان کی نظر میں یہ دھوکا ہے۔۔۔"

علیان اس سے اپنے تمام خدشات ظاہر کرتا ساتھ ساتھ علیار کو کال ملاتے اسے بھی سب کچھ بتا رہا تھا جبکہ اس کی بات سنتے جہاں علیار کا دل کیا کہ ابھی کے ابھی اپنے بھائی کو اپنے ساتھ کام پر رکھ لے جو اس کے منہ کی بات بول گیا تھا، وہیں دارار نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا تھا۔ وہ تو پریشانی میں ان سب باتوں پر دھیان دینا ہی بھول گیا تھا۔

"تو پھر تو ہمیں ریان کے گھر جانا چاہیے، علیان! تم گاڑی گھماؤ۔۔۔"

دارار اس کی بات سمجھتے ہوئے بولا۔

"بالکل بھی نہیں۔۔۔"

علیار نے صاف انکار کر دیا۔

"یہ ساری باتیں ہم دونوں کے اندیشے بھی تو ہو سکتے ہیں۔ تم لوگ سیدھا حویلی جاؤ، پہلے میں اپنے آدمیوں سے کنفرم کر لوں کیونکہ یہ بات اب اتنی عام نہیں رہی جتنی ہم سوچ رہے ہیں۔ بہر حال تم سب حویلی پہنچو، میں بھی پہنچ رہا ہوں۔۔۔"

علیار ان دونوں سے کہتا فون کاٹ گیا۔

اب اس کا رخ اندر کی طرف تھا۔ وہ زارا کو اٹھانے کا ارادہ ترک کرتا اسے ایسے ہی لیے واپس جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ سامان تو پہلے ہی گاڑی میں تھا، بس کچھ چیزیں یہاں موجود تھیں۔

وہ روم سروس کو کال کرتا، اپنا اور زارا کا سامان ڈریسنگ روم سے نکالتے بیگ میں پیک کرتا، اسے روم سروس والے لڑکے کو دیتا خود نیچے کی طرف چلا گیا تاکہ اکیلے پیمنٹ کر دے، پھر زارا کو لے کر نکلے گا۔

شام کے سائے ڈھل رہے تھے، مغرب کی نماز میں ابھی وقت تھا۔ علیار گھڑی دیکھ کر سوچتا واپس سے کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔

زارا ہنوز سو رہی تھی۔ سفر طویل ہونے کی وجہ سے علیار نے اسے جگانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ وہ یونہی اس کا سر اپنی گود میں رکھے ہوئے تھا کیونکہ اگر وہ اسے اپنی گود میں سلاتا تو یقیناً اس کی نیند بھی خراب ہوتی اور اس کی بیک میں چین بھی نکل آنا تھا، اس لیے وہ اسے سیٹ پر لٹا کر لایا تھا تاکہ محترمہ کی نیند نہ ٹوٹے اور وہ گھر جا کر آرام سے مسئلہ حل کر سکے۔

گاڑی کو گاؤں کی حدود میں داخل ہوتا دیکھ کر علیار اپنا فون نکالتا، ریان کو کال ملا گیا جو کافی دیر میں اٹھائی گئی۔

سلام دعا کے بعد وہ سیدھا مدعا کی بات پر آیا۔

"کافی دیر سے کال اٹھائی تم نے۔۔۔"

علیار زارا کے بالوں میں ہاتھ چلاتے اس سے بولا۔

"ہاں، میں مصروف تھا۔۔۔"

ریان نے بھی سادہ سا جواب دیا۔

"تھوڑی دیر میں حویلی پہنچوں، دعا کو لے کر کچھ ضروری کام ہے۔۔۔"

علیار اتنا کہتا کال بند کر گیا جبکہ دعا، جو اس کے سامنے بیٹھی تھی، وہ پریشانی سے اسے دیکھنے لگی۔

کیونکہ زرتاشہ اس وقت بری طرح بخار میں تپ رہی تھی اور ایسے میں اسے چھوڑ کر جانا، وہ بھی تب جب بی اماں اور باقی ملازموں کو پتا ہی نہ ہو کہ وہ یہاں ہے۔۔۔

"ریان، آپ ہی چلے جائیں۔ میرا کہہ دیجئے گا طبیعت نہیں ٹھیک۔ بھابھی کو اس طرح اکیلے نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔"

دعا ایک بار پھر تھرمامیٹر سے اس کا بخار چیک کرتے ہوئے بولی جو اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"مجھے پتا ہے ان لوگوں نے وہاں کیوں بلایا ہے کیونکہ کسی حد تک انہیں بھی اندازہ ہو گیا ہو گا کہ میں زری کو ایسے نہیں چھوڑ سکتا، اور ویسے بھی علیار پولیس والا ہے، اس نے سی سی ٹی وی بہت اچھے سے چیک کی ہو گی۔ اس کے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہو گا۔۔۔"

ریان کہتا نیچے کی طرف جانے لگا۔

"آپ عبایا پہن لیں، میں زری کو روم میں شفٹ کر رہا ہوں اور بی اماں کو اس کے پاس چھوڑ سکتے ہیں۔ آخر ان لوگوں سے دو ٹوک بات بھی تو کرنی ہے۔۔۔"

ریان زرتاشہ کا بخار سے تپتا جسم اٹھاتے اسے لیے اس کے کمرے کی طرف بڑھا۔

وہ اسے اس کے بیڈ پر لیٹاتا، اس پر ہلکی سی چادر نکالتا اوڑال گیا، پھر انٹرکام سے بی اماں اور ایک ملازمہ کو اوپر اس کے کمرے میں بلاتا خود وہیں اس کے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"ریان بیٹا، کیا ہوا؟ تم زرتاشہ کے کمرے۔۔۔"

بی اماں جو اپنی ہی لے میں کمرے میں داخل ہو رہی تھیں، بیڈ پر زرتاشہ کو لیٹا دیکھ کر ان کے باقی الفاظ ان کے منہ میں رہ گئے۔

"ریان! زرتاشہ یہاں کیسے آئی؟ اسے تو۔۔۔ اوریا اللہ! یہ اتنی چوٹ کیسے لگی ہے بچی کو؟"

بی اماں کو سمجھ نہ آئی وہ کیا بولیں۔ صبح دارار کا یہاں آنا، دعا کو زرتاشہ کا پتا نہ ہونا، ان سب کا اسے صبح سے ڈھونڈنا، یہ سب ان سے چھپا تو نہیں تھا مگر اس کی چوٹ دیکھ کر ان سے مزید کچھ بولا نہیں گیا۔

"بی اماں، میں اور دعا زری کے سسرال جا رہے ہیں۔ جب تک آپ زرتاشہ کا خیال رکھیے گا۔ اسے بہت تیز بخار ہے۔ جانا ضروری ہے۔ آپ اسے کوئی بھی دوائی مت دینا اور ویسے بھی یہ نیم بے ہوشی میں ہے، بس اس کی پانی پٹی کرتے رہیے گا۔۔۔"

ریان اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔

"اچھا تم جاؤ، میں دیکھ لوں گی مگر بیٹا، گرم مزاجی سے کام مت لینا۔ وہ تمہاری بیوی کا میکہ اور بہن کا سسرال ہے۔۔۔"

بی اماں اس کے کندھے تھپک کر کہتی اس کے سرہانے بیٹھ گئیں۔

"تم جاؤ جلدی سے اس کے لیے ٹھنڈے پانی کی پٹی لے کر آؤ۔۔۔"

بی اماں اپنے ساتھ آئی ملازمہ سے کہتی خود اس پر دم کر کے پھونکنے لگیں۔

ریان انہیں زرتاشہ کے ساتھ مصروف دیکھ کر کمرے سے نکل گیا۔

علیار جب حویلی میں داخل ہوا اس وقت سب لاؤنج میں ہی موجود تھے۔ پورے لاؤنج میں ایک تاریک سا سناٹا چھایا ہوا تھا، گویا سب کے چہروں کا رنگ اڑا ہوا ہو۔ کچھ تو شرمندہ بھی نظر آ رہے تھے۔

علیار ان سب کو نظر انداز کرتا اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ زارا ہنوز سو رہی تھی، شاید دوائیوں کا اثر تھا ورنہ اتنی گہری نیند نہیں ہوتی تھی۔

وہ سر جھٹکتا اسے بیڈ کے بیچ پر لیٹاتا، اس کے اردگرد تکیے رکھ گیا کیونکہ اس نے نوٹس کیا تھا وہ نیند میں تقریباً اسے خود میں بھینچ کر سوتی ہے، تو اگر وہ کروٹ لے تو گرے نہیں۔

علیار اسے احتیاط سے لٹاتا باہر کی طرف چل دیا کیونکہ علیار کے آنے سے پہلے وہ ان سب سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"ہاں تو اب تم مجھے بتاؤ دارار، تم نے کل کیا کیا ہے؟"

علیار ڈائریکٹ ہی اس سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔

"غصے میں کہہ دیا تھا میں نے۔ اتنی بڑی بات نہیں ہوئی تھی جتنی بنائی جا رہی ہے۔۔۔"

دارار اسے دیکھتا تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔

"ٹھیک، اور تمہارے حساب سے کون بات کو بڑھا رہا ہے۔۔۔؟"

"۔۔۔"

علیار تپتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"میرا وہ سالا۔۔۔"

دارار نے دانت کچکچاتے ہوئے بمشکل خود کو اسے کمینہ کہنے سے باز رکھتے ہوئے کہا۔

ابھی وہ لوگ مزید بات کرتے جب دعا اور ریان اندر داخل ہوئے تھے۔ وہ دونوں سلام کرتے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب درخشہ ان لوگوں کے لیے جوس کے گلاس لے کر گئی دونوں نے ہی پینے سے انکار کر دیا۔

رودابہ نے باخوبی اپنی بیٹی کو دیکھا تھا جو آج کسی سے بھی ملی نہیں تھی۔

"ریان بچے، ہم بات گھما کر نہیں کریں گے اور امید کریں گے جو ہم آپ سے پوچھیں آپ اس کا ہمیں سچ سچ جواب دیں گے۔۔۔"

وارجی نے خود ہی معاملہ نمٹاتے ہوئے اس سے بات کرنا ضروری سمجھا۔

"جی، آپ پوچھیے دائی۔۔۔"

"زرتاشہ بیٹی آپ کے پاس ہے۔۔۔؟"

وارجی بغیر لگی لپٹی کے مدعا پر آتے ہوئے بولے۔

"پہلی بات تو وہ آپ کی بیٹی نہیں ہے، وارجی، کیونکہ اگر ہوتی تو آپ لوگ یوں اس سے اس طرح غافل نہیں ہوتے۔۔۔"

ریان نے بھی بغیر کسی لحاظ کے اپنے دل کی بھڑاس نکالی جبکہ سب چپ چاپ اس کی بات سن رہے تھے۔

"میں یہاں صرف علیار کی بات کا مان رکھنے کے لیے آیا تھا، بس۔ اور رہی بات زری کے میرے پاس ہونے کی تو بالکل میرے ہی پاس ہے کیونکہ آپ لوگوں نے تو اسے دیکھنا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔ ویسے مجھے شدید افسوس کے ساتھ کہنا پڑے گا کہ کل زندگی میں پہلی بار میں اپنے کیے کسی فیصلے پر پچھتایا ہوں۔۔۔"

ریان نے بھی بغیر اپنا غصہ اور ناراضگی چھپاتے ہوئے کہا۔

ہاں تو اس سے پہلے ہم نے اس کا بہت خیال رکھا ہے جبکہ وہ ونی میں آئی تھی، اور اس کے ونی میں آنے کے باوجود ہم نے کبھی یہ ظاہر نہیں کیا بلکہ اسے سر آنکھوں پر رکھا ہے۔ اور کل اس کی غلطی تھی۔ اس کی ساری بچگانہ حرکتیں ایک طرف، ہم سب حرکتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں مگر کل اگر زارا کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔"

رودابہ سے مزید رہا نہ گیا تو وہ بھی غصے میں بول پڑی۔

جبکہ ان کی بات اور لہجہ سن کر سب گھر والے ہی شاکڈ ہوئے تھے۔ دعا نے حیرانی سے اپنی ماں کو دیکھا تھا، وہیں دارار بھی بغور اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔ کہاں دیکھا تھا ان کا یہ یوں لہجہ ہوا۔۔۔؟

دالی نے انہیں خاموش کروانا ہی بہتر سمجھا کیونکہ اس سے معاملہ بگڑ سکتا تھا۔

"ٹھیک کہا آپ نے۔ وہ ونی میں آئی ہے۔ بہت اچھا کیا جو آپ نے میری غلط فہمی دور کر دی۔ اب ایک غلط فہمی میں بھی آپ کی دور کر دیتا ہوں کہ میں ریان خان ہوں، اور ریان خان کبھی اتنا مجبور نہیں ہوا کہ اپنے بچاؤ کے لیے اپنی بہن، بیوی یا بیٹی کو استعمال کرے۔ خیر، اس بات کی تفصیل آپ اپنے بیٹے سے لے لیجیے گا۔۔۔"

ریان رودابہ کو جواب دیتا اٹھ کھڑا ہوا۔ جتنے سرد اور ٹھنڈے لہجے میں اس نے جواب دیا تھا، کوئی بھی کہہ سکتا تھا وہ اس وقت کتنے غصے میں ہے۔

دارار سلیمان یوسفزئی ! میں اپنی ولی زدہ بہن کو یہاں سے لے جا چکا ہوں اپنی مرضی سے۔ ابھی" اس میں اس کی مرضی شامل نہیں ہے۔ جب وہ ہوش میں آجائے تو آکر اس سے پوچھ لینا کہ وہ تمہارے ساتھ واپس آنا چاہتی ہے یا نہیں کیونکہ میں اسے کسی قیمت پر وہاں نہیں بھیجنا چاہتا جہاں لوگ اتنے کان کے کچے اور دماغی سے پیدل ہوں جو انہیں دکھایا جائے بس وہی "دیکھیں۔۔۔

"چلیں، آہیلہ۔۔۔"

ریان اب کی بار دارار کے قریب ہوتا اس سے کہہ کر دعا کو چلنے کا اشارہ کر گیا جس پر وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

ریان، غصے میں بات صرف خراب ہو گی۔ میں نے تمہیں یہاں تحمل سے بیٹھ کر بات کرنے" "کے لیے بلوایا ہے۔۔۔

علیار اسے جاتا دیکھ کر اس کا بازو پکڑتے، اسے زبردستی بٹھاتا بولا جبکہ دعا نے دوبارہ بیٹھنا ضروری نہیں سمجھا۔ اپنی ماں کے الفاظ اسے بے حد برے لگے تھے۔

اچھا، اب مجھ سے بات کرواؤ، اور میں یہ بات کس سے کروں علیار؟ تمہیں نہیں لگتا کہ کل جو" بھی ہوا وہ انتہائی غلط تھا؟ مجھے غصہ اس بات پر ہے کہ جب تک میں وہاں پہنچا تب تک میری زری وہیں اپنا زخمی ہاتھ لیے بیٹھی تھی اور اس وقت ایکسیڈنٹ کو دو گھنٹے ہو چکے تھے، علیار ! اور

تمہارے سارے گھر والے وہاں موجود تھے۔ کل وہاں ایکسیڈنٹ صرف زارا بھابھی کا نہیں ہوا تھا، پیچھے زرتاشہ بھی تھی جسے چوٹ لگی تھی مگر یہ بات کسی کو دیکھی ہی نہیں، یا صاف لفظوں میں کہوں تو کسی نے دیکھنی ضروری نہیں سمجھی۔۔۔"

ریان نے ضبط سے مگر سخت لہجے میں کہا۔

"اور مجھے کسی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میری بہن کا خیال رکھنے کی ذمہ داری صرف دارار کی تھی۔ تم جواب دو مجھے، کیسے تم اس سے لاپرواہ ہو گئے؟ ہاں۔۔۔؟"

وہ اب سیدھا دارار سے مخاطب تھا۔

"اور صرف اتنا ہی نہیں، جب وہ جانے سے پہلے اس سے پوچھنے گئی تو تم اس کی بات سنے بغیر کیا کہہ دیا؟ 'جہاں جانا چاہتی ہو جاؤ!' تو میں لے گیا۔ ابھی اتنی طاقت رکھتا ہوں کہ اپنی بہن کو پال سکوں۔ اور کیا کہہ رہے ہو؟ غصے سے بات خراب ہو گی؟ غصے سے بات خراب ہونے کا تو پتا نہیں مگر میرے سو کالڈ بہنوئی کی خاموشی سے بات ضرور خراب ہو گئی ہے۔۔۔"

ریان کی آواز اب مزید ٹھنڈی مگر خطرناک ہو گئی تھی۔

"اور ابھی بھی یہ چپ ہے۔ میں نے آج تک کسی کو، مطلب کسی کو بھی، یہاں تک کہ زری کو بھی اتنی اجازت نہیں دی کہ وہ میری بیوی کو کچھ کہہ سکے، تو تمہارے ہوتے ہوئے یہ کیسے ہو گیا، دارار۔۔۔؟"

ریان دارار کے مقابل آتا اسے سینے پر انگلی رکھ کر ایک ایک بات کہتا دعا کا ہاتھ تھامے جانے لگا۔

"ہاں، ایک اور بات۔۔یہ میرا فیصلہ ہے زرتاشہ کو وہاں رکھنے کا۔ مگر پھر اپنی ازلی بے وقوفی کا ثبوت مت دینا۔ تم دونوں کے رشتے میں اس کا اور تمہارا فیصلہ اہمیت رکھتا ہے، میرا یا کسی اور کا نہیں۔ جب اسے ہوش آجائے گا تو کال کر دوں گا۔۔۔"

ریان اپنی بات کہتا وہاں سے چلا گیا جبکہ اب کی بار کسی نے بھی اسے روکنے کی غلطی نہیں کی تھی۔

دائی بھی خاموشی سے سب سن رہے تھے کیونکہ وہ ہسپتال میں نہیں تھے جو سارے معاملات سنبھالتے یا ان لوگوں کی لاپرواہی پر انہیں ٹوکتے۔ انہوں نے گھور کر سلیمان صاحب کو دیکھا جنہوں نے ان کے پوچھنے پر کہا تھا کہ زرتاشہ بالکل ٹھیک ہے۔

دارار کو نہ جانے کیوں اس کی ساری باتیں ٹھیک لگیں مگر اس کے ہوش میں نہ آنے کا سن کر اس کا دل مزید بے چین ہوا تھا۔ وہ سب کچھ چھوڑتا تیزی سے باہر کی طرف بڑھا جبکہ رودابہ غصے سے اسے دیکھتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ سب کو ہی اس کے بدلے رویے نے خاصا پریشان کیا تھا۔۔۔

دارار جب تک وہاں پہنچا تھا وہاں ڈاکٹر کو بلایا جا چکا تھا اور ریان خود بھی وہاں موجود تھا۔ لیڈی ڈاکٹر کو زرتاشہ کو چیک کرتا دیکھ کر وہ خود وہاں دروازے پر ہی رک گیا۔ نہ جانے کیوں اس سے آگے نہیں بڑھا گیا۔۔۔

زارا کی جب آنکھ کھلی تو وہ خود کو کسی انجانے کمرے میں پا کر خاصی حیران ہوئی تھی۔ ابھی وہ چھت کو گھور ہی رہی تھی جب علیار کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اسے اندر داخل ہوتا دیکھ کر وہ احتیاط سے اٹھ کر بیٹھتی ہیڈ بورڈ سے لگ گئی۔ کمرے کو دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے ابھی بنا ہو۔۔۔

"علیار! یہ میں کہاں ہوں؟ آپ نے ہوٹل روم چینج کیا ہے۔۔۔؟"

زارا اسے دیکھتے پریشانی سے بولی۔

اس کی بات پر علیار مسکراتا اپنا فون ٹیبل پر رکھتا بیڈ پر اس کے قریب بیٹھ گیا۔

"نہیں، تم ہوٹل میں نہیں، اپنے کمرے میں ہو۔ تمہارا کمرہ، میرا کمرہ۔۔۔ اب باقی کی باتیں ہم بعد میں کریں گے۔ تمہیں کچھ محسوس تو نہیں ہو رہا نا؟ میرا مطلب ہے کہیں درد، متلی یا پھر چکر۔۔۔؟"

علیار نے اپنے سرپرائز کو انجام دینے سے پہلے اس کی طبیعت جاننا ضروری سمجھا۔ اس کی ساری تیاری اسی کی طبیعت پر ڈیپنڈ کرتی تھی۔

"نہیں، مجھے ایسا کچھ فیل نہیں ہو رہا۔ آپ مجھے بتائیں یہ حویلی کا کون سا کمرہ ہے جو میں نے اب تک نہیں دیکھا۔۔۔؟"

زارا اس کی بات کا جواب دیتے پھر ایک بار تجسس سے بولی۔ پورے کمرے میں وال پیپر لگ رہے تھے مگر کہیں سے بھی اسمیل نہیں آ رہی تھی۔

"تمہیں تمہارے سارے سوالوں کے جواب مل جائیں گے مگر اس سے پہلے اٹھو، ہمیں کہیں جانا ہے۔۔۔"

علیار اسے بیڈ سے اٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔

"اٹھو، ہمیں کہیں جانا ہے۔۔۔"

علیار اسے بیڈ سے کھڑا کرتے ہوئے بولا۔

"وہ تو ٹھیک ہے، میں نے سن لیا کہ آپ مجھے کہیں لے جانا چاہتے ہیں، مگر کہاں؟ اور یہ کمرہ ہمارا کیسے ہو گیا؟ کیا آپ کو کہیں ایسا تو نہیں لگ رہا کہ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے میری یادداشت چلی گئی ہے اور میں اپنے کمرے کو ہی نہیں پہچانوں گی۔۔۔؟"

زارا اسے دیکھتے ماتھے پر بل ڈالے بولی۔

"یا اللہ زارا! پہلے مجھے لگتا تھا تم کتنا کم بولتی ہو، جو بات بولنے کی ہوتی ہے وہ بھی نہیں بولتی۔۔۔ پھر تم کڑوا بولنے لگی اور اب شدید فضول بولنے لگی ہو۔ چپ چاپ چلو، آکر مجھ سے ساری تفصیل لے لینا۔۔۔"

علیار اپنے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔ اس کا اتنا زیادہ بولنا اس کا ضبط آزما رہا تھا۔

"ٹھیک ہے، تو اب میں نہیں بولوں گی اور نہ ہی مجھے کہیں جانا ہے۔۔۔"

زارا اس کے جھنجھلاتے تاثرات دیکھتی ہوئی واپس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"زار، میری پیاری زار۔۔۔ اٹھ جاؤ۔ دیکھو، میں نے تمہارے اور آلو کے لیے کچھ پلان کیا ہے اور سرپرائز ہے۔ سرپرائز اگر پہلے بتا دوں تو پھر مزہ تھوڑی رہ جاتا ہے۔ تم بس چپ کر کے تھوڑی دیر میری بات مان جاؤ اور کچھ نہیں۔۔۔ میں تم پر غصہ نہیں کر رہا۔ پلیز، سفر کر کر کے تھک گیا ہوں اور کوئی بات نہیں ہے۔۔۔"

علیار اسے بیڈ پر منہ پھلائے بیٹھا دیکھ کر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

زارا کچھ دیر اس کا چہرہ دیکھنے کے بعد خود ہی کھڑی ہوتی اس کے ساتھ چلنے کے لیے اپنی چادر لینے جانے لگی۔

"کہاں جا رہی ہو۔۔۔؟"

اسے یوں خاموشی سے اٹھ کر جاتا دیکھ کر علیار اس سے سوال کیے بغیر رہ نہیں سکا۔

"واش روم۔ فریش تو ہو سکتی ہوں نا؟ فریش ہو کر آؤں پھر چلتی ہوں۔۔۔"

زارا اسے مڑ کر تفصیل دیتے ہوئے واش روم میں بند ہو گئی۔

اسے واش روم جاتا دیکھ کر علیار کچھ سوچتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔ وہاں سے اس کا ہلکا سا لان کا سوٹ نکالتے اسے وہیں رکھے اسٹینڈ پر پریس کرنے لگا۔

زارا جب باہر آئی تو علیار کو اپنا سوٹ پریس کرتا دیکھ کر اسے خوشگوار حیرت ہوئی مگر وہ اپنے تاثرات چھپاتے اس کی طرف بڑھی۔

"یہ آپ اب میرے کپڑے کیوں پریس کر رہے ہیں۔۔۔؟"

زارا وارڈروب سے اپنی چادر نکالتے ہوئے بولی۔

تم جاؤ جا کر پہلے فریش ہو جاؤ۔ صبح تو تم نہائی نہیں تھی نا؟ ہو سکتا ہے فریش نہ ہونے کی وجہ" سے تمہارا موڈ چڑچڑا ہو رہا ہو۔ نہا کر فریش فیل کرو گی۔۔۔"

علیار اس کے کپڑے ہینگ کرتے ہوئے بولا۔

"ہاں، یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔۔۔"

چلو، آجاؤ۔ میں تمہارے لیے ببل باتھ بنا دیتا ہوں۔ جب تک تم اپنی دوسری چیزیں دیکھ" لو۔۔۔"

علیار اس کے کپڑے وہیں ہینگ کرتا واش روم کی طرف بڑھا جبکہ اس کی ذو معنی بات پر زارا کا چہرہ لال ہوا۔ اگرچہ اس نے یہ بات بڑے عام سے لہجے میں کہی تھی مگر پھر بھی اس کی بات پر زارا کو اپنا چہرہ تپتا محسوس ہوا اور وہ اپنی خفت مٹانے تیزی سے اپنی چیزیں نکالنے لگی۔

اندر چینج مت کرنا، اندر سے بس باتھ روب پہن کر باہر آجانا۔یہاں آکر چینج کرنا۔۔۔"

"ہم۔۔۔

علیار اسے اپنا سوٹ تھامتے دیکھ کر بولا تو زارا بھی اس کی بات سے اتفاق کرتے اپنا ڈریس وہیں رکھ گئی۔

جب تک علیار کچھ دیر اپنی کمر سیدھی کرنے کے لیے بیڈ پر لیٹ گیا۔

"اب بس جیسا سوچا ہے سب کچھ ویسا ہی ہو جائے۔۔۔"

وہ دل ہی دل میں سوچتے آنکھیں موند گیا۔

بیس منٹ بعد زارا تولیہ میں اپنے بال لپیٹے نرم قدموں سے باہر آئی۔ ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز پر علیار اپنی آنکھیں کھولتے اسے دیکھنے لگا جو آرام آرام سے چلتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

علیار! پتا نہیں مجھے لگتا ہے پریگنینسی میں کوئی مسئلہ تو نہیں جو ڈاکٹر ہم سے چھپا رہی ہو۔ ہم کسی اور سے ایک بار چیک اپ کروا لیں۔۔۔"

زارا بیڈ پر بیٹھتے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیوں؟ تمہیں ایسا کیوں لگ رہا ہے۔۔۔؟"

علیار اس کے پہلو میں بیٹھتا اس کا ہاتھ تھامتے بولا۔۔۔

"پتا نہیں، میں بہت جلدی تھک جاتی ہوں۔ نیند بھی بہت آتی ہے، کمر میں درد رہتا ہے، چڑچڑا پن ہو جاتا ہے اور بھوک بھی بہت لگتی ہے مجھے۔۔۔ مجھے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا۔۔۔"

زارا اسے دیکھتے ہوئے روتے روتے بولی۔

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے زارا۔ تم اور آلو دونوں بالکل ٹھیک ہو۔ ایکسیڈنٹ میں تمہیں صرف کچھ اسکریچز آئے تھے، بس۔ تم صدمے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھی۔ باقی سب ٹھیک ہے۔ میں نے ڈاکٹر سے بات کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ بس تم اپنی صحت کا خیال رکھو، ٹینشن نہ لو، اچھا کھاؤ، خوش رہو اور ہر لمحے کو انجوائے کرو۔ پھر دیکھنا میرا آلو کتنا ہنستا مسکراتا ہمارے پاس آئے گا۔۔۔"

علیار اس کے گال صاف کرتا، اس کے ہاتھ سہلاتے ہوئے بولا۔

"سچ میں۔۔۔؟"

زارا نے جیسے یقین نہ آیا ہو، تصدیق چاہی۔

"اور نہیں تو کیا۔ میں نے ڈاکٹر سے بات کی ہے۔ کل تک تمہاری ڈائٹ چارٹ آجائے گی، ملٹی وٹامنز بھی۔ بس پھر دیکھنا، سب کچھ انشاءاللہ اچھا ہی ہو گا۔ اور ہاں، میں ہوں نا۔۔۔ میں

اپنی جان کا پورا خیال رکھوں گا۔ تم نے کہا تھا مٹرنٹی والے مسئلے، تو میں نے سب دیکھ لیا ہے۔ اب تمہارا خیال رکھنا میری ذمہ داری ہے۔۔۔"

وہ نرمی سے اس کے بال سنوارتے ہوئے بولا۔

"مگر تمہیں ایک بات یاد رکھنی ہے۔۔۔ میرے علاوہ تمہیں کوئی بھی کچھ بھی دے گا نا، تم نہیں کھاؤ گی۔ ہر چیز پہلے میں چیک کروں گا۔ چاہے وہ چائے ہو یا گول گپے۔۔۔ میں خود بنا کر دوں گا، سمجھیں؟"

اس کی بات پر زارا نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔

"ایسا کیوں۔۔۔؟"

وہ الجھن سے بولی۔

"وہ سب تمہیں ابھی نہیں بتا سکتا، چھوڑو۔ آؤ، تمہارے بال سکھا دوں۔۔۔ پھر ہم چلتے ہیں۔۔۔"

علیار نے بات بدلتے ہوئے تولیہ سے اس کے بال خشک کرنے شروع کر دیے۔

"جب بھی بیٹھو، پیچھے یہ دو تکیے اور آگے ایک تکیہ لگا لیا کرو۔ اس سے کمر اور سائیڈ پر درد نہیں ہو گا۔۔۔"

وہ اس کے پیچھے اور آگے تکیے رکھتے ہوئے بولا۔

"یہ سب مت لگاؤ، ہم ایسی جگہ جا رہے ہیں جہاں اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔"

زارا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں، ابھی لگا لو۔۔۔"

علیار نے اس کی بات نظرانداز کر دی اور اس کی سکن کیئر پروڈکٹس سمیٹنے لگا۔

پھر اس نے اس کی چادر اٹھائی، گردن پر ٹھیک کی، اپنا فون اور گاڑی کی چابی لی اور باہر کی طرف چل دیا۔

گاڑی میں بیٹھتے ہوئے زارا نے اچانک ادھر ادھر دیکھا۔

"یہ گھر اتنا سنا سا کیوں ہے؟ سب کہاں ہیں۔۔۔؟"

"سب تھک گئے ہیں، آرام کر رہے ہیں۔۔۔"

علیار نے سادگی سے جواب دیا۔

زارا جیسے ہی گاڑی میں بیٹھنے لگی، اس نے سیٹ پر رکھا ہوا فلفی کشن دیکھا—آلو کی شکل کا۔

"ارے واہ! یہ آپ کو کہاں سے ملا؟"

وہ خوشی سے کشن اپنی گود میں رکھتے ہوئے بولی۔

"مال سے لیا تھا۔ لفٹ کے پاس ایک شاپ پر نظر آیا تو لے لیا۔۔۔"

علیار نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ارے ہاں، میں تو بھول ہی گئی۔۔۔"

زارا نے اچانک اس کی طرف رخ کیا۔

"آپ اتنی دیر سے واپس کیوں آئے تھے؟"

وہ اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولی۔

اس کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے علیار نے پیچھے سے ایک اور کشن نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ زارا نے اسے مزے سے اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ لیا اور پوری طرح اس کی طرف گھوم کر آدھی ٹانگیں سمیٹ کر بیٹھ گئی۔

دیکھ کر کیا کریں گے!" علیار اسے آرام سے بیٹھتے دیکھ کر بولا۔"

پھر کچھ سوچ کر اس نے گاڑی روک دی اور ایک اور کشن اس کی سیٹ کے پاس لمبائی میں رکھ دیا تاکہ اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔

یہ آپ کی گاڑی ہے یا تکیوں کا کمرہ؟ ہر وقت تکیے اور کشن نکل رہے ہیں۔۔۔" زارا نے حیرت" سے کہا۔

علیار نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کر دی۔

بتائیں نا، آپ اتنی دیر سے کیوں آئے تھے؟" زارا نے پھر اپنا سوال دہرایا، اب اسے واقعی" تجسس ہو رہا تھا۔

کب زارا؟" علیار نے محتاط لہجے میں پوچھا۔"

"اوہو! جب آپ مجھے فوڈ کورٹ میں بیٹھا کر گئے تھے۔۔۔"

اوہ اچھا۔۔۔ وہ میں پہلے تمہارے لیے یہ کشن لینے لگا تھا۔ پھر وہاں کچھ مٹرنٹی ریلیٹڈ پروڈکٹس" بھی تھیں، جیسے پریگنینٹ عورتوں کے لیے سلیپنگ پلو اور میٹریس اور بہت کچھ۔ میں نے سوچا تھا کہ تمہیں گھر جا کر دکھا دوں گا، ابھی بتا کر تمہارا سر خراب نہیں کر سکتا تھا۔ وہ سب لینے کے بعد میں نے اسے ہمارے شہر والے گھر میں ڈیلیور کرنے کا کہہ دیا تاکہ مسئلہ نہ ہو۔ پھر جب اوپر آنے لگا تو ٹائم دیکھ کر اندازہ ہوا کہ بہت دیر ہو گئی ہے، تو لفٹ کی طرف بڑھا۔ مگر لفٹ پانچ منٹ "کے لیے بند تھی اور میں وہیں پھنس گیا تھا۔۔۔

علیار نے ڈرائیونگ کے ساتھ ساتھ ایک ایک تفصیل بتائی۔

زارا بس منہ کھولے اس کی باتیں سن رہی تھی۔ وہ اکیلے ہی پوری شاپنگ کر چکا تھا۔

آپ نے سب کچھ میرے بغیر لے لیا؟" وہ صدمے میں بولی۔"

نہیں زارا، میں تمہیں واپسی پر سب دکھانے والا تھا۔ مگر تم اتنا ڈر گئی تھی کہ سیدھا گھر آنا"
"پڑا۔۔۔

تو آپ مجھے راستے میں بھی تو بتا سکتے تھے نا! کہ آؤ چلیں تمہارا موڈ ٹھیک کرتے ہیں، شاپنگ کرتے"
"ہیں۔۔۔ یا دیکھو میں نے تمہارے لیے یہ لیا ہے۔۔۔

زارا روہانسی ہو کر کھڑکی کی طرف منہ کر گئی۔

اچھا سوری نا۔۔۔ اب میں کچھ بھی خود سے نہیں کروں گا۔ تم کہو گی تو ہی کروں گا۔ دیکھو، یہ"
چاکلیٹ ہے، بہت مزے کی ہے، میں نے خاص تم دونوں کے لیے بنوائی ہے۔ اس سے
"تمہارے آلو کی صحت بھی اچھی رہے گی۔۔۔

علیار نے فوراً اس کے سامنے چاکلیٹ بڑھا دی۔

زارا نے پہلے اسے خفگی سے دیکھا، پھر چاکلیٹ دیکھ کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"اچھا، اس بار معاف کر رہی ہوں۔ اگلی بار نہیں کروں گی۔۔۔"

وہ احسان جتانے والے انداز میں بولی اور چاکلیٹ لے لی۔

باقی کا پورا سفر زارا کے نہ رکنے والے سوالات اور علیار کی بے بسی پر کٹ گیا، کیونکہ ایک طویل عرصے بعد اس کی بیوی اسے ضرورت سے بھی کم جواب دیتی تھی، اور اب اس کے سوال ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔ مگر علیار کو اب یہ سب اچھا لگنے لگا تھا۔کم از کم وہ اس سے اپنے دل کی باتیں تو کر رہی تھی۔

شام کے قریب، علیار نے گاڑی شہر کے ایک لگژری سیلون کے باہر روکی۔ زارا نے حیرانی سے کھڑکی سے باہر دیکھا۔

"علیار یہ ہم کہاں آ گئے ہیں؟ ہم تو۔۔۔"

وہ کہتے کہتے رک گئی، کیونکہ علیار نے ابھی تک اسے بتایا ہی نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔

"تم چلو نا، خود ہی پتا چل جائے گا۔۔۔"

علیار نے اس کی طرف کا دروازہ کھولتے ہوئے اسے گاڑی سے اتارا۔

زارا بھی خاموشی سے اس کے ساتھ چل دی۔ اندر جا کر علیار نے ریسیپشن پر اپائنٹمنٹ کنفرم کروایا۔ اتنے میں سیلون کی اونر، ایک درمیانی عمر کی خاتون، وہاں آ گئیں۔ زارا ایک دم سی شاکڈ رہ گئی۔

علیار نے ان سے دو چار باتیں کیں، رسمی سلام دعا کے بعد زارا سے ملوایا اور پھر اسے ان کے حوالے کر دیا۔

آؤ بیٹا، آپ میرے ساتھ۔۔۔" وہ خاتون زارا کو ساتھ لے کر آگے بڑھ گئیں۔"

"علیار یہ آپ ہمیں کہاں بھیج رہے ہیں؟"

زارا نے جلدی سے اس کا بازو پکڑتے ہوئے گھبرا کر پوچھا۔ وہ اس وقت واقعی ایک سہمی ہوئی بھیگی بلی لگ رہی تھی۔

"تمہارا اپائنٹمنٹ بک کروایا ہے، تم جاو۔ میں یہیں ہوں۔۔۔"

علیار نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھپتھپایا اور ویٹنگ ایریا کی طرف اشارہ کیا، جہاں کچھ اور خواتین بھی موجود تھیں۔

"نہیں نا، وہاں صرف عورتیں ہیں، آپ میرے ساتھ چلیں۔۔۔"

زارا نے نفی میں سر ہلایا۔

ابھی وہ بات کر ہی رہے تھے کہ سیلون کی اونر واپس آئیں۔

"آؤ بیٹا، ابھی تک یہیں کھڑی ہیں؟ اندر چلیں، تم بھی آجاؤ۔۔۔"

انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور ہاں، ہم نے تم لوگوں کے لیے سپر کریٹ روم رکھا ہے۔۔۔"

یہ کہتے ہوئے وہ آگے بڑھ گئیں۔ مجبوراً علیار بھی ان کے پیچھے ہو لیا۔

ادھر دارار دروازے پر کھڑا ڈاکٹر کے فارغ ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب ڈاکٹر نے زرتاشہ کا چیک اپ مکمل کیا تو اس کی نبض تھامتے ہوئے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا۔

"مسٹر ریان، یہ میریڈ ہیں؟"

ڈاکٹر نے بغیر پیچھے دیکھے سوال کیا۔

جی ڈاکٹر۔۔۔" ریان نے مختصر جواب دیا۔"

"اچھا، آپ سب باہر جائیں۔ مجھے ان کا تفصیلی چیک اپ کرنا ہے۔۔۔"

ڈاکٹر نے کہا۔

ریان سب سے پہلے مڑا، اور دروازے پر کھڑے دارار کو دیکھ کر ایک لمحے کو خاموش رہا، پھر کچھ کہے بغیر باہر نکل گیا۔

دعا فوراً اپنے لالا کے پاس آگئی، جبکہ بی اماں نے دارار کو دیکھ کر پانی وغیرہ لانے کا کہا، مگر اس نے صاف انکار کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر باہر آئیں۔

میں نے ان کا چیک اپ کر لیا ہے۔ چوٹ کی وجہ سے بخار ہے، پریشانی کی کوئی بات نہیں۔"
"ابھی کوئی میڈیسن نہیں دوں گی کیونکہ بخار کافی تیز ہے۔ ان کے ہسبینڈ یہاں موجود ہیں؟

ڈاکٹر نے ریان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جی ڈاکٹر، وہ ہیں۔۔۔" ریان نے دارار کی طرف اشارہ کر دیا۔"

آپ میری بات دھیان سے سنیں، پانی کی پٹی سے کچھ نہیں ہوگا۔ آپ کوشش کریں انہیں شاور"
"دلوائیں تاکہ وہ ہوش میں آجائیں۔

شاور کے بعد ان پر کمبل نہیں دینا، اے سی بند کر کے روم فین آن کریں۔ اور ہاں، شاور کے"
بعد ان کی یہ بینڈیج بھی چینج کر لیجئے گا۔ اگر نہ ہو سکے تو مجھے بتا دیں، میں نرس بھیج دوں گی۔ لیکن
"آپ نے شاور کے بعد ان کا ٹمپریچر مجھے ضرور بتانا ہے، پھر میں میڈیسن دوں گی۔

ڈاکٹر اپنی ہدایات دے کر وہاں سے چلی گئی۔

بی اماں بھی ان کے پیچھے نکل گئیں تاکہ ان سے کھانے کا پوچھ سکیں۔

دارار اب سب کو نظر انداز کرتا سیدھا زرتاشہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کی اس حرکت پر ریان نے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا اور جیسے داد دینے والی نظروں سے سر
ہلایا۔

چلیں اہلیہ، زری کا خیال اس کا نوٹ سو گڈ سائیں رکھ لے گا، آپ ذرا اپنے سائیں پر نظریں کرم" کریں، بندہ اب شرمندہ ہو رہا ہے۔۔۔" ریان نے بے باکی سے کہا۔

اس نے آہل کے کان کی لو کو ہلکے سے چھوا اور پھر پیچھے ہو گیا۔

ریان ! ہم باہر ہیں، کوئی دیکھ لے گا۔۔۔" دعا گھبرا کر بولی۔"

"اوہ ہو، کوئی نہیں دیکھتا۔۔۔ بس آپ مجھے دیکھیں۔۔۔"

ریان مسکراتے ہوئے اسے ساتھ لے کر چل دیا۔

ادھر دارار کمرے میں داخل ہوا اور سیدھا بیڈ کی طرف بڑھا۔

زرتاشہ بے سدھ پڑی تھی۔

اس نے گلاس سے پانی لیا اور ہلکا سا اس کے چہرے پر چھڑکا تاکہ وہ ہوش میں آجائے۔

کچھ لمحوں بعد زرتاشہ نے ہلکی کراہ کے ساتھ آنکھیں کھولیں۔ وہ ہاتھ سے چہرہ صاف کرنے لگی مگر دارار نے فوراً اس کا ہاتھ روک لیا—اس کی ہتھیلیوں پر بھی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

دارار نے نرمی سے خود ہی اس کا چہرہ صاف کیا اور اسے سہارا دے کر بیٹھا دیا۔

زرتاشہ ماتھے پر بل ڈالے ماحول کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی، مگر دماغ ابھی دھند میں لپٹا ہوا تھا۔

:دارار اس کے قریب بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا، پھر آہستہ سے بولا

”زری... میری بیبی ڈول۔۔۔“

اس کے عارض سہلاتے ہوئے اس نے اسے پکارا۔

اپنا نام اتنے دن بعد سن کر زرتاشہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا، مگر بول نہیں پائی۔

دارار کو اس کی خاموشی سے مزید پریشانی ہوئی۔

:وہ تھوڑا جھکا، پھر سنجیدگی سے بولا

”میں اس وقت پریشان ہو گیا تھا۔ مجھے لگا کہیں زارا بھابھی۔۔۔ ...I am sorry، زری“

وہ ابھی جملہ مکمل کر ہی رہا تھا کہ زرتاشہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے خاموش کر دیا۔

پھر چپ چاپ دوبارہ لیٹ گئی اور اس سے منہ پھیر لیا۔

دارار بے بسی سے اسے دیکھتا رہ گیا۔

پھر اچانک اس نے ایک گہری سانس لی، بیڈ سے اٹھا اور اسے جھٹکے سے اپنی باہوں میں بھر لیا۔

تم مجھ سے لاکھ ناراض سہی... مگر ڈاکٹر نے جو کہا ہے وہ کرنا ضروری ہے، ورنہ میری بیبی ڈول "سوکھ کر چوزا بن جائے گی۔۔۔"

دارار اسے لے کر واشروم کی طرف بڑھا اور شوخی سے بولا۔

زرتاشہ ابھی بھی اپنے پرانے خیالوں میں گم تھی، اس لیے اس نے اس کی بات پر زیادہ دھیان نہیں دیا۔ دماغ جیسے کہیں اور ہی اٹکا ہوا تھا، اور اسے یہ بھی احساس نہیں ہوا کہ وہ اسے کہاں لے جا رہا ہے۔

دارار نے اس کی غائب دماغی نوٹ کی اور اسے آہستگی سے روف شاور کے نیچے کھڑا کر دیا۔

زرتاشہ نے آنکھیں موند لیں۔ وہ مزید آنکھیں کھلی رکھ ہی نہیں پا رہی تھی۔

دل چاہ رہا تھا کہ مزاحمت کرے، اسے دو چار سخت باتیں سنائے، مگر ہمت ہی نہیں تھی۔ وہ خاموشی سے اس کے حصار میں کھڑی رہی۔

جیسے ہی دارار نے شاور آن کیا، ٹھنڈا پانی اس کے جسم پر گرا تو زرتاشہ ہڑبڑا کر آنکھیں کھولنے لگی۔ وہ تیز تیز سانس لے رہی تھی اور اسے دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی، مگر پانی مسلسل چہرے پر گر رہا تھا۔

زرتاشہ نے مشکل سے کانپتے ہاتھوں سے شاور کا نوب بند کیا، مگر دارار نے فوراً دوبارہ آن کر دیا۔

اس بار وہ واقعی ٹوٹ سی گئی۔ اس نے خود کو مشکل سے الگ کیا، مگر جسم میں اتنی طاقت نہیں تھی۔

وہ بمشکل خود کو سنبھالتی ہوئی شاور سے باہر نکلی۔

دارار نے اسے جانے دیا، مگر نظر مسلسل اس پر تھی۔

وہ دیوار کے کنارے بیٹھ گئی، سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔

دارار نے سختی سے ہونٹ بھینچے، مگر کچھ کہا نہیں۔

وہ اس کے لیے تولیہ لینے لگا، مگر اتنے میں زرتاشہ خود کو گھسیٹتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف چلی گئی۔

دارار اس کی حرکت پر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی—وہ ناراض تھی، اور ناراضگی میں ہمیشہ یہی کرتی تھی۔

وہ سر جھٹکتا بیڈ پر بیٹھ گیا۔

کچھ دیر بعد ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا۔

زرتاشہ اپنے نائٹ سوٹ میں باہر آئی، بال ابھی بھی گیلے تھے۔ اس نے تولیہ ایک طرف پھینکا، صوفے کی طرف دیکھا بھی نہیں، اور سیدھا دوسری طرف جا کر لیٹ گئی۔

دارار نے اس کی یہ حرکت دیکھی مگر کچھ نہیں کہا۔

...بس خاموشی سے اسے دیکھتا رہا

دار ار نے بھی اپنے جوتوں سے نظریں ہٹاتے اسے دیکھا جو اس وقت اپنے نائٹ میں ملبوس اپنے بال سکھاتے ہوئے باہر آرہی تھی وہ اپنے بال پر لیٹا ناول صوفے پر اچھالتی اسے سرے سے نظر انداز کرتی نہ سکی دوسری سائڈ پر لیٹ کی

اسے اتنی مشقت کے بعد اپنے جسم میں جان محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ خود تو ہمت کر کے جیسے تیسے اپنے کام انجام دے چکی تھی مگر اب اسے سر درد سے اپنا سر پھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اپنی سائیڈ پر لیٹتی اور انٹرکام سے بی اماں کو کھانا لانے کا کہہ کر خود لیٹ گئی۔

بی اماں جو اس کے لیے یخنی اور دارار کے کھانے گرم کروا رہی تھیں، اس کی آواز سنتے ہی انہیں خوشگوار حیرت ہوئی اور انہوں نے جتاتی نظروں سے ریان کو دیکھا جو اپنے لیے کافی لینے آیا تھا۔

بی اماں آپ مجھے کیوں ایسے دیکھ رہی ہیں؟""
ریان نے ان کی نظروں کے تعاقب کو بخوبی سمجھتے ہوئے کہا۔

دیکھ نہیں رہی بیٹا، دکھا رہی ہوں۔۔۔ دیکھو اپنے شوہر کے آتے ہی اسے ہوش آگیا۔" بی اماں" خوشی سے بولیں۔

شوہر کے آتے ہی ہوش نہیں آیا، شاور لینے کی وجہ سے آیا ہے۔" ریان نے جتاتے ہوئے انداز" میں کہا۔

تم رہنے ہی دو، میاں بیوی میں ان بن ہو ہی جاتی ہے بیٹا۔ اب اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ بندہ" اگلے کو ذلیل ہی کر دے۔ آخر کو وہ دونوں ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں۔" بی اماں نے ناز سے کھانا اوپر بھیجتے ہوئے کہا۔

بالکل بی اماں، میں بھی یہی کہنا چاہ رہا ہوں۔ میاں بیوی میں سو طرح کی باتیں ہوتی ہیں، کبھی" لڑائی کبھی خوشی، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ انسان اپنی بیوی کو اپنے ہی گھر والوں کے سامنے اہمیت نہ دے۔ مجھے غصہ صرف اس بات پر ہے کہ بھلے اسے لگا کہ جو کچھ بھی ہوا زری کی وجہ سے ہوا، جبکہ اسے ایسا لگنا بھی نہیں چاہیے تھا۔ پھر بھی مان لیتے ہیں کہ اسے غلط فہمی ہو گئی یا وہ اس وقت پریشان تھا، مگر زری کے ہاتھوں پر لگی چوٹ سے خون نکلتا دیکھ کر بھی اگر اس کا غصہ اسی وقت ختم نہیں ہوا اور اس نے اپنی غلط فہمی نہیں بھلائی، تو میرا خیال ہے یہاں زری کو سوچنے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی زندگی کا قیمتی وقت اور اپنے پاک جذبات ایک ایسے انسان پر ضائع کر رہی ہے جسے اس کی بالکل قدر نہیں ہے۔"

ریان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

بی اماں نے اسے جتاتی نظروں سے دیکھا۔

"ریان بیٹا ایسا نہیں کہتے۔ وہ اس گھر کا داماد ہے، دعا کا بھائی ہے۔ بھلے ہم آپ کی کیفیت کو سمجھ رہے ہیں مگر ان کے بھائی کی تذلیل نہیں کرو۔ اور کوشش کرنا ان سے اس بارے میں کوئی بات نہ کرنا، انہیں برا لگ سکتا ہے اور زرتاشہ کو بھی۔"

"اور ہاں، بہنوں کے معاملے میں جذبات سے نہیں، سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ہم نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ آپ نے فیصلہ سوچ کر کیا ہے۔ اب بچی کا گھر خراب نہ ہونے دو۔ اگر دارار یہاں آئے ہیں تو زرتاشہ کو منا لیں گے، دوسرا موقع سب کو ملنا چاہیے۔ اب آپ جاؤ چپ چاپ اپنے کمرے میں۔ اور یہ دعا کو بھی دودھ دے دینا، خود بھی پی لیا کرو، ہر وقت بس یہ کافی کافی۔۔۔ کسی دن یہ آپ کو بی اماں بھی سکھا دیں گی۔"

بی اماں اسے سمجھاتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں کیونکہ انہیں عشاء کی نماز کا احساس ہو گیا تھا اور وہ جلدی سے نماز ادا کرنے لگیں۔

ان کے پیچھے پیچھے ریان بھی اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

ابھی زرتاشہ آنکھیں موند کر لیٹی ہوئی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔ وہ ایک نظر گردن گھما کر دارار کو دیکھنے لگی جو دراز میں کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔ دروازہ بجنے کی آواز پر وہ بھی دروازے کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ اس سے پہلے وہ دروازے کی طرف بڑھتا، زرتاشہ دروازے پر کھڑے انسان کو اندر آنے کی اجازت دے گئی۔

یہ لیجئے زرتاشہ بی بی، یہ آپ کی دودھ اور بریڈ۔ ریان لالا نے پورا کھانا کھا لیا ہے۔ اور یہ لیجئے، درار" بھائی آپ کا کھانا بھی ہے۔یہ بھی ریان لالا نے بھجوایا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ خود بھی کھانا کھائیں اور زرتاشہ بی بی کو بھی کھلائیں۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ کو یاد دلاؤں کہ بی بی کا "ٹائم پر چیک اپ کرنا ہے، تھرمامیٹر میڈیکل باکس میں ہے اور وہ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا ہے۔

ناز ٹرے ٹیبل پر رکھتے ہوئے ریان کی باتیں بتا کر روم سے نکل گئی۔

دارار اس کی بات پر سرد سانس کھینچتے ہوئے تھرمامیٹر ڈھونڈنے لگا۔

وہ تھرمامیٹر نکالتے ہی زرتاشہ کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا۔ پہلے اس نے اس کے ماتھے اور گردن پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک کیا جو اس وقت تھوڑا کم محسوس ہوا۔ پھر وہ تھرمامیٹر اس کے منہ میں رکھ کر اے سی بند کر کے روف فین آن کر گیا۔ اب اس نے کمفرٹر اٹھا کر لاؤنج کی طرف بڑھایا اور وہاں رکھ کر واپس بیڈ پر آگیا۔

تھرمامیٹر نکال کر چیک کیا تو بخار ابھی بھی کافی تیز تھا۔ اس نے سوچا کہ شاید گرم پانی سے پونچھنے اور دوا سے کچھ بہتری آجائے گی۔

وہ ٹرے اٹھا کر اس کے پاس آیا اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔

وہ بریڈ کو دودھ میں ڈِپ کر کے اس کی طرف بڑھانے لگا کیونکہ دودھ دو جگہ دیا گیا تھا—ایک گلاس میں اور ایک باؤل میں۔ زرتاشہ کو بھی بھوک محسوس ہو رہی تھی، اس لیے وہ خاموشی سے دودھ اور بریڈ کھانے لگی۔

دارار کو اس کا انداز دیکھ کر حیرت ہوئی کیونکہ حویلی میں وہ دودھ سے دور بھاگتی تھی، مگر اب وہ بڑے آرام سے کھا رہی تھی۔ اس نے چار سلائس بریڈ ختم کر لی۔

دارار نے سکون کا سانس لیا۔

وہ گلاس اٹھا کر اس کے لبوں سے لگانے لگا مگر اس نے اس کے ہاتھ سے گلاس لے کر خود ہی ایک دفعہ میں ختم کر دیا۔

دارار کو اس کی یہ حرکت سمجھ نہیں آئی کہ وہ آج اتنی عجیب کیوں بیہیو کر رہی ہے۔

زرتاشہ نے خالی گلاس اس کے ہاتھ میں پکڑایا اور اردگرد دیکھنے لگی۔

کچھ چاہیے؟" دارار نے پوچھا۔"

ہاں، پانی... ہمیں ہلکا ٹھنڈا پانی پینا ہے۔" زرتاشہ نے کہا۔"

دارار نے اس کے پاس رکھا جگ دیکھا جو گرم پانی تھا، جبکہ ڈریسنگ ٹیبل پر ٹھنڈے پانی کی بوتل رکھی تھی۔ وہ جلدی سے دونوں پانی مکس کر کے اس کی طرف لے آیا۔

زرتاشہ پانی پی کر گلاس واپس رکھ کر تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ کھانے کے بعد اسے کافی بہتر محسوس ہو رہا تھا، ورنہ خالی پیٹ اور کمزوری کی وجہ سے اس کا سر گھوم رہا تھا۔

یہ وہی جانتی تھی کہ وہ کیسے خود کو سنبھال رہی تھی، کیونکہ دارار سے مدد لینا اس کا مطلب اسے معاف کرنا تھا، اور وہ ابھی ایسا نہیں چاہتی تھی۔

وہ یہی سوچتی آنکھیں موند گئی جب انٹرکام بجا۔

اس نے انٹرکام اٹھایا۔

زری، انٹرکام کو اسپیکر پر کرو۔"
عقب سے ریان کی آواز آئی۔

اچھا لالا..." زرتاشہ نے کہا۔"

زرتاشہ باقاعدہ سا جواب دیتے ہوئے انٹرکام کو اسپیکر موڈ پر کر گئی۔

میرے اکلوتے بہنوئی نے کھانا بھجوایا ہے، کھا لینا کیونکہ تمہیں جان کی شدید ضرورت ہے۔ آخر" کو میری بہن کو منانا بھی تو ہے۔ خیر، کھانا کھا لینا، میری زری سے زیادہ محنت کروانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ڈاکٹر کو میں اس کے ٹائم پر بیچ میں کال کر کے بتا دوں گا تاکہ وہ میڈیسن کا نام دے دے، میں منگوا لوں گا۔"

ریان نے کہا اور فون کاٹ دیا۔

دارار نے ایسے گھور کر انٹرکام کو دیکھا جیسے وہاں ریان موجود ہو۔ پھر اس نے انٹرکام سے نظریں ہٹائیں اور ٹیبل پر رکھے کھانے کو دیکھا، اور پھر زرتاشہ کو جو آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی۔

کافی دیر تک اسے بیڈ سے نہ اٹھتا دیکھ کر زرتاشہ نے اپنی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جو بیڈ کے دوسری طرف کھڑا اسی کو دیکھ رہا تھا۔

وہ ہمت کرتے ہوئے بیڈ سے اٹھ کر بیٹھ گئی اور ٹرے کو دیکھنے لگی۔ پھر ہمت کر کے وہ اٹھ کر ٹیبل کی طرف بڑھی۔ اسے کھڑے ہوتے دیکھ کر دارار بھی کھڑا ہو گیا۔ ابھی وہ اسے کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ زرتاشہ نے ٹرے اٹھا کر واپس بیڈ پر رکھ دی۔

آپ یہ کھانا کھا لیں، میں زیادہ دیر کھڑی نہیں رہ سکتی۔" زرتاشہ نے کہا اور فوراً بیڈ کا سہارا لے" لیا کیونکہ اب اسے اپنی ٹانگیں بے جان ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔

دارار اس کی بات سن کر لب بھینچ گیا۔ اسے بیڈ کا سہارا لیتے دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اسے تھام کر دوبارہ بیڈ پر لیٹا دیا۔

تم سو جاؤ، میں کھا لوں گا۔" دارار نے اس پر چادر ڈالتے ہوئے کہا۔"

نہیں، پہلے آپ کھانا کھا کر آئیں پھر ہم سوئیں گے۔" زرتاشہ نے نفی میں سر ہلایا۔"

دارار نے بھی بغیر کسی ضد کے ٹرے اپنی طرف کھینچ لی اور اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

زرتاشہ نے ایک بار پھر اسے دیکھا تو وہ کھانا بنانے لگا۔ بریانی اس کی پسند کی تھی، مگر جانے کیوں آج اس کا دل کھانے کو نہیں کر رہا تھا، اس لیے وہ بھی آہستہ آہستہ کھانے لگا۔

یہ کیوں کھا رہے ہیں؟ وہ کھائیں..." زرتاشہ نے پریشانی سے کہا۔"

دل نہیں کر رہا تھا کھانے کا۔" دارار نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔"

اچھا تو چائے منگوا دوں؟" زرتاشہ نے اپنی ناراضگی اور بیماری ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔"

رہنے دو، ہم کچھ منگوا لیتے ہیں۔" دارار نے تھکے ہوئے انداز میں کہا۔"

نہیں، آپ کے لیے میں منگوا دیتی ہوں، پانچ منٹ میں آجائے گا۔" زرتاشہ نے انٹرکام رکھتے" ہوئے کہا۔

اس نے ناز کو اندر بلایا۔ کچھ ہی دیر میں ناز گرم سینڈوچ اور چائے لے کر آگئی اور ٹرے رکھ کر واپس چلی گئی۔

دارار نے خود بھی تھوڑا کھایا اور زرتاشہ کو بھی کھلانے لگا۔ چائے اس نے خود پی لی مگر زرتاشہ نے انکار کر دیا۔

اس کے بعد دارار نے سب چیزیں سائیڈ پر رکھیں اور اس کی پانی پٹی کرنے لگا۔

زرتاشہ کو اس کی یہ دیکھ بھال دیکھ کر سکون ملا اور وہ آہستہ آہستہ آنکھیں موند گئی... اور نہ جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔

داراریوں ہی اس کے سرہانے بیٹھا اس کی پانی پٹی کرتا رہا۔ کافی دیر بعد جب اسے اس کا ماتھا ٹھنڈا محسوس ہوا تو اس نے اس کے منہ کو کھول کر وہاں تھرمامیٹر ایڈجسٹ کرنے لگا، مگر وہ اس سے ہوا نہیں۔ تو وہ سر جھٹکتا میڈیکل باکس سے اورل والا تھرمامیٹر نکالتا اور اسے اس کے آرم پِٹ پر رکھ دیتا ہے۔

کچھ دیر بعد وہ تھرمامیٹر نکال کر اس کا ٹمپریچر چیک کرنے لگا، جو پہلے کی نسبت کافی کم تھا۔ وہ تھرمامیٹر سائیڈ پر رکھتا ہے اور اس کے ہاتھ سہلانے لگتا ہے۔ وہ یوں ہی کبھی اس کی پانی پٹی کرتا، کبھی ہاتھ پاؤں سہلاتا... اور نہ جانے کب وہ خود بھی وہیں بیٹھے بیٹھے سو گیا۔

ادھر زارا علیار کا بازو تھامے اونر کے بتائے ہوئے روم میں آگئی۔ وہاں ایک بیڈ تھا اور سائیڈ پر ایک بڑا سا صوفہ رکھا تھا۔ علیار خود ہی زبردستی اسے وہاں بٹھاتا ہے اور خود جا کر صوفے پر بیٹھ جاتا ہے۔

اونر اپنی ایک ورکر کے ساتھ ان کے پاس آتی ہے۔

چلو بیٹا، تم یہ چادر اتار دو اور ریلیکس ہو کر بیٹھ جاؤ۔" اونر نے کہا۔"

اس کی بات سنتے ہی علیار خود ہی اٹھ کر اس کی چادر کھول کر لے لیتا ہے۔

"سب سے پہلے ہم ان کے بالوں پر کام کریں گے!" اونر زارا کے بال کھولتے ہوئے بولی۔

"نہیں! نہیں! میں نے کچھ نہیں کروانا!" زارا اپنے بال دیکھ کر گھبراتے ہوئے بولی۔

اس کی بھیگی بلی جیسی شکل دیکھ کر علیار بمشکل اپنی ہنسی روکتا ہے، ورنہ یہ "بلی" ابھی شیر بن کر اس پر جھپٹ پڑتی۔

"زارا، بیٹھو چپ چاپ۔ آپ ان کی ٹینشن کم کریں، مگر ٹریٹمنٹ ضرور دیں۔" علیار نے اسے واپس چیئر پر بٹھاتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

اونر کے ساتھ موجود ہیلپر اس کے بالوں کے لیے سامان نکالنے لگتی ہے۔

"وہ میرے پورے بال خراب کر دے گی، پھر گھر جاتے جاتے میں گنجی ہو جاؤں گی... میں آپ کو کیسی لگوں گی؟" زارا اس کے ہاتھ ہلاتے ہوئے منانے لگی۔

"بلکل مجھے میری زارا ہر حال میں قبول ہے، مگر ابھی تم گنجی نہیں ہو رہی۔ یہ بس ایک ہئیر اسپا ہے، اور تمہارے اسپلٹ اینڈز ختم ہونے ہیں، بس اور کچھ نہیں۔" علیار نے مشکل سے ہنسی روکتے ہوئے کہا۔

اونر اور ورکرز نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا۔

اچھا ایک کام کرتے ہیں، میں بھی یہی چیئر لے لیتا ہوں، تم پریشان نہ ہو۔" علیار نے خالی" پلاسٹک چیئر کھینچ کر اس کے پاس رکھ لی۔

اب زارا کچھ حد تک ریلیکس ہو گئی، اور اس نے سکون سے بیٹھنا شروع کر دیا۔ پھر لیڈی نے اپنا کام شروع کر دیا۔

تقریباً چار گھنٹے بعد زارا کا سارا ٹریٹمنٹ مکمل ہو چکا تھا۔ اس پورے وقت میں علیار کو پلاسٹک چیئر پر بیٹھے بیٹھے اپنی کمر اور پیٹ سخت محسوس ہونے لگا تھا، مگر وہ اٹھ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ زارا نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔

وہ کبھی ایک ہاتھ سے کچھ کرواتی تو دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھام لیتی، مگر چھوڑ نہیں رہی تھی۔ اس لیے علیار بھی وہیں بیٹھا رہا۔

یہ لیں سر، ہو گیا ہے میم۔ اگر آپ چینج کرنا چاہیں تو چینجنگ روم وہاں ہے۔" لیڈی ورکر نے" کہا۔

نہیں، ہم گھر جا کر چینج کر لیں گے۔" علیار نے فوراً جواب دیا اور اس کی چادر اٹھا کر اسے لے" کر باہر آ گیا۔

وہ اسے احتیاط سے گاڑی میں بٹھاتا ہے اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ جاتا ہے۔

بھوک لگی ہے؟" علیار نے سیٹ بیلٹ لگاتے ہوئے پوچھا۔"

ہاں!" اس کی بات پر زارا تیزی سے سر ہلاتے ہوئے بولی۔"

اچھا، آگے ایک اچھا سا ریسٹورنٹ ہے، وہاں سے پارسل لے لوں گا ہم۔" علیار اسے دیکھتے" ہوئے بولا۔

وہ گاڑی تیز چلاتے ہوئے ریسٹورنٹ کے ٹیک اوے کاؤنٹر پر رُکا۔ وہاں سے اپنے اور اس کے لیے زنگر برگر اور چکن پاپ کارن لے لیا، ساتھ ہی بڑے سائز کا برگر بھی لے لیا، کیونکہ اسے بھی شدید بھوک لگی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ پارسل لے کر گاڑی میں واپس آیا اور اسے اس کی گود میں رکھ دیا۔ پھر گاڑی آگے بڑھا دی۔

ایک کام کرو، بس پانچ منٹ میں گھر پہنچ رہے ہیں، اس دوران کھا لو، پھر گھر جا کر آرام سے" ہاتھ دھو لینا۔" علیار نے کہا۔

زارا نے "ہاں" میں سر ہلایا اور برگر کا باکس کھول لیا۔ سارے شاپرز اس نے ہاتھ میں پکڑ لیے تھے کیونکہ سب بہت گرم تھے۔

علیار نے پانچ منٹ سے پہلے ہی گاڑی گھر کے پورچ میں روک دی۔ وہ خود باہر نکلا اور اس کی طرف آکر اس کا دروازہ کھولا۔

چلو اندر۔" وہ اس کے ہاتھ سے شاپر لیتے ہوئے بولا۔"

رات کے سائے پھیل رہے تھے۔ اس وقت تک زیادہ تر ملازم بھی جا چکے تھے، اس لیے گھر کافی خاموش تھا۔

وہ کارڈ سے گیٹ کھول کر اندر داخل ہوا۔

آؤ پہلے ہاتھ دھو لو، پھر کھانا کھاتے ہیں۔" علیار نے شاپر لاؤنج ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔"

زارا بھی اس کے پیچھے پیچھے چل دی۔

وہ اسے کچن کے قریب موجود پاؤڈر روم میں بھیج دیتا ہے، خود کچن میں ہاتھ دھوتا ہے، پلیٹس نکالتا ہے، انہیں ترتیب سے ٹیبل پر رکھتا ہے اور واپس آکر اس کا انتظار کرنے لگتا ہے۔

کچھ دیر بعد زارا فریش ہو کر باہر آتی ہے۔ علیار خود اٹھ کر اسے لے کر لاؤنج میں بیٹھتا ہے، پھر خود فریش ہونے چلا جاتا ہے۔

:کھانے کے بعد زارا نے اس سے پوچھا

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟"

وہ فون پر کسی ملازمہ کو ہدایات دے رہا تھا کہ زارا کے لیے ویجیٹیبل سوپ اور ہلکا کھانا تیار کر دیا جائے، تاکہ رات کو بھوک لگے تو باہر کا کچھ نہ کھائے۔

ابھی پتا چل جائے گا... اوپر تمہارے لیے سرپرائز ہے، مگر اس سے پہلے تم نیچے گیسٹ روم میں" تیار ہو جاؤ۔" علیار نے اس کے سامنے دو بڑے بیگ رکھتے ہوئے کہا۔

یہ... یہ کیا ہے؟" زارا نے بیگ کھولتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔"

اس نے مشکل سے اندر سے شادی کا جوڑا نکالا۔

یہ ہمارا شادی کا جوڑا ہے۔ تم نے کہا تھا نا کہ میں نے تمہیں اترن پہنائی ہے، تو آج میں اس" بات کا ازالہ کر دیتا ہوں۔"

:وہ اس کے سامنے بیٹھ کر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا

تم نے کہا تھا میں نے ہمارا خاص دن ضائع کر دیا... تو آج سے ہم وہ دن دوبارہ جئیں گے، تاکہ" ہم نئے یادیں بنا سکیں، جو ہم اپنے آلو کو سنائیں گے۔"

اس کی بات سن کر زارا حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"اترن والی بات تو میں نے وردہ سے کی تھی... کیا انہوں نے علیار کو بتا دیا؟"

وہ دل ہی دل میں سوچ کر خاموش ہو گئی۔

وہ مورے نے مجھے کچھ نہیں کہا تھا... میں اس وقت کمرے میں ہی آ رہا تھا جب تم مورے سے" بات کر رہی تھی، یا یوں کہوں کہ اپنے دل کا درد بیان کر رہی تھی۔ اس وقت میں نے آدھی "ادھوری باتیں سنی تھیں۔ انہیں سن کر میں شہر آگیا تھا۔

وہ تھوڑا رُک کر گہری سانس لیتا ہے۔

یہاں آکر ایک کیس میں بری طرح پھنس گیا... پھر گھر کا ایک اہم راز فاش ہو گیا، جسے جلد ہی" "...میں تم سب کے ساتھ شیئر کروں گا۔ خیر چھوڑو ان سب باتوں کو

وہ اس کی طرف دیکھتا ہے۔

تم تیار ہو؟ اگر میری ہیلپ چاہیے ہو تو بتا دینا۔ فوٹوگرافر بھی آجائے گا، ہمارا فوٹو شوٹ ہوگا۔" "چلو۔

علیار اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا، جیسے جذبات اس کے اندر سے بہہ نکلے ہوں۔

"ہمارے کون صاف کرے گا؟"

زارا جو کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس کی باتیں سن رہی تھی، اچانک بولی۔

کیا؟" علیار نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا۔"

"ہمارے آنسو... آپ کی باتوں سے ہمیں بھی رونا آرہا ہے۔"

زارا نے اس کا چہرہ دوبارہ اپنے ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے کہا۔

میں کرتا ہوں... چلو آو، تم اپنا برائیڈل ڈریس تو دیکھو۔ تمہیں بہت پسند آئے گا۔ اس جوڑے" کے چکر میں میں نے پہلی بار اپنی وردی بھی استعمال کی ہے۔"

وہ اس کے عارض نرم کرتے ہوئے بولا۔

"اچھا، یہ تو ہم دیکھ کر بتائیں گے۔ چلیے، یہ بہت بھاری ہے، آپ ہی اٹھا لیں۔"

زارا صوفے سے اٹھتے ہوئے بولی اور اس کے پیچھے چل دی۔

"یہ کھول کر تم خود دیکھ لینا، اگر کوئی مسئلہ ہو تو آواز دے دینا، میں لان میں ہوں۔"

علیار دونوں بیگز بیڈ پر رکھتے ہوئے باہر چلا گیا۔

"میم، میں یہ آپ کے لیے کھول دوں؟"

ایک لڑکی نے آکر کہا۔

زارا نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"تم؟ تم یہاں کام کرتی ہو؟"

نہیں میم، میں یہاں کام نہیں کرتی... بس آپ کے لیے سوپ اور ہلکا کھانا بنانے آئی ہوں۔"
"میری امی یہاں کام کرتی ہیں، ہم تینوں سرونٹ کوارٹرز میں رہتے ہیں۔

وہ تیزی سے بولتی گئی۔

زارا بس حیرت سے اسے دیکھتی رہی۔

"سوری میم... میں بہت زیادہ بول جاتی ہوں۔"

"کوئی بات نہیں... تم پڑھتی ہو؟"

"جی، نائن میں ہوں، اس سال پیپر دوں گی۔"

"اچھا... تو تم یہاں کام بھی کرتی ہو؟"

نہیں، رات کو ویسے بھی زیادہ کام نہیں ہوتا، مگر آج آپ آئی ہیں نا، تو صاحب نے کہا آپ کی"
"طبیعت ٹھیک نہیں، اس لیے میں آئی ہوں۔

وہ جلدی سے بولی اور کپڑے کھولنے لگی۔

اتنے میں زارا نے بیگ سے ڈریس نکالا، مگر اچانک اسے سانس چڑھتا محسوس ہوا۔

وہ فوراً ڈریس بیڈ پر رکھ کر بیٹھ گئی۔

"مجھے پانی... اور یہ بہت بھاری ہے، اسے بھی کھول دو۔"

وہ پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بولی۔

ربیہ جلدی سے پانی دینے لگی اور ڈریس کھولنے لگی۔

"! یا اللہ میم ! یہ تو بہت ہی حسین جوڑا ہے"

زیر سے ڈریس نکالتے ہی ربیا نے اسے بیڈ پر رکھتے ہوئے ستائشی نظروں سے دیکھا۔

"اچھا... یا اللہ ! یہ کیا ہے؟"

زارا جو پانی پینے میں مصروف تھی، اچانک ڈریس پر نظر پڑتے ہی حیرانی سے بولی۔

"یہ آپ کو نہیں پتا؟"

ربیا کو اس کی لاعلمی پر حیرت ہوئی، جبکہ زارا بس حیرت سے اپنے جوڑے کو دیکھ رہی تھی۔

"ارے وہ تو مجھے پتا ہے، مگر یہ اتنا چھوٹا بلاوز... علیار؟"

بلاوز کا سائز دیکھتے ہی زارا نے روہانسے ہوتے اسے پکارا۔

"ارے میم ! میم مت بولا کرو، مجھے آپی بول لو، باجی بول لو، مگر یہ میم مت بولو۔"

زارا اس کے "میم میم" سے چڑتے ہوئے بولی۔

"لو بھلا ! اگر میں آپ کو باجی بولوں گی تو صاحب کو کیا بولوں؟ بھائی؟"

ربیا نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے شرارت سے کہا۔

"بلکل تم انہیں بھائی بولو۔"

زارا نے بلاؤز تھامتے ہوئے کہا۔

"اتنا چھوٹا نہیں ہے باجی... اوپر سے اس کے ساتھ کا جوڑا بڑا ہے۔ ٹی وی پر بھی دیکھا ہے، شادی کے کپڑے ایسے ہی ہوتے ہیں۔"

ربیا رازدارانہ انداز میں بولی۔

زارا نے دوسرے بیگ کی طرف دیکھا جہاں واقعی ایک لمبا گھیر دار فراک موجود تھی۔

"اچھا... تم ادھر ہی رکنا، میں سب پہن کر آتی ہوں، یہ رکھ دو اندر۔"

وہ ڈریسنگ روم کی طرف جاتی ہوئی بولی۔

ڈریس پہنتے ہی اس نے سکھ کا سانس لیا۔ واقعی جوڑا اندر سے بہت آرام دہ تھا۔

وہ فریش ہو کر باہر آئی جہاں ربیا اس کی جیولری اور میک اپ دیکھ رہی تھی۔

"باجی ! آپ تو بہت پیاری لگ رہی ہیں۔یہ لال رنگ آپ پر بہت سوٹ کر رہا ہے۔"

ربیا خوشی سے بولی۔

ڈریس واقعی ڈیپ ریڈ کلر کا خوبصورت لہنگا تھا، اوپر جارجٹ کی گھیر دار فراک، نازک کڑھائی اور ہلکی سی چمک۔

بیک پر لکھا تھا:

"علیار کی دلہن"

یہ دیکھ کر نا جانے کیوں زارا کے دل میں عجیب سی گھبراہٹ اور شرمندگی آگئی، مگر اس نے خود کو سنبھالا۔

ربیا نے جلدی سے اسے تیار کیا—ہلکا سا میک اپ، بلشر، آئی لائنر، ریڈ لپ اسٹک اور ڈائمنڈ جیولری۔

بال کھلے چھوڑ دیے گئے۔

وہ جیسے ہی باہر جانے لگی، اچانک رک گئی۔

"! علیار بھائی ! علیار بھائی"

ربیا بھاگتی ہوئی لان کی طرف گئی۔

"ہاں کیا ہوا؟ زارا تو ٹھیک ہے نا؟"

علیار فوراً اٹھ کر اس کے پاس آیا۔

"...ہاں بھائی... مگر وہ کہہ رہی تھیں باہر کوئی آدمی تو نہیں ہے نا؟ وہ بغیر پردے کے باہر آئیں گی تو"

ربیا نے فکر سے کہا۔

"اپنی باجی سے کہہ دو... باہر کوئی نہیں ہے۔ اور ان سے زیادہ مجھے ان کا خیال ہے۔"

علیار مسکرا کر بولا۔

"کیا کہا انھوں نے؟"

زارا بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بے چینی سے پوچھنے لگی۔

بھائی نے کہا ہے... اپنی باجی سے کہہ دو، باہر کوئی نہیں ہے۔ اور ان سے زیادہ مجھے ان کا خیال ہے۔ وہ آجائیں۔"

ربیا بھی اس کی بات کسی رٹو طوطے کی طرح دہراتے ہوئے بولی۔

"اچھا باہر کوئی نہیں ہے... مگر علیار نے تو کہا تھا ہمارا فوٹو شوٹ ہوگا۔"

اس کی بات سنتے ہی زارا دل ہی دل میں اداسی سے سوچنے لگی۔

افو باجی، آپ تو ابھی سے اداس ہو گئیں... پہلے باہر تو جائیں۔ کیا پتا کچھ اور بھی سرپرائز ہو؟" صرف اندازے لگا کر اپنا دل کیوں خراب کر رہی ہیں؟"

ربیا نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو تم... چلو باہر چلتے ہیں۔ مگر میری چپل؟"

زارا نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ رہی باجی، بھائی نے آپ کے لیے دی تھیں۔"

ربیا نے فوراً بیڈ کے نیچے سے خوبصورت جوڑے والی چپلوں کا باکس نکالا اور اسے دے دیا۔

زارا نے چپل پہنی اور اس کا ہاتھ تھام کر باہر کی طرف چل دی۔

مجھے بھائی نے آپ کو یہاں تک چھوڑنے کا کہا تھا...یہاں سے وہ آپ کو خود لے جائیں گے۔"

"میں چلتی ہوں، صبح اسکول بھی جانا ہے۔ اللہ حافظ۔

ربیا جلدی سے کہتی ہوئی لان کی طرف چلی گئی۔

زارا وہیں کھڑی علیار کا انتظار کرنے لگی۔

اچانک پورا لان ایک نرم روشنی میں نہا گیا۔

ایک اسپاٹ لائٹ آن ہوئی اور درمیان میں بنے اسٹیج کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

زارا نے حیرت سے اسٹیج کی طرف دیکھا۔

ابھی وہ اس منظر میں گم ہی تھی کہ ایک اور اسپاٹ لائٹ آن ہوئی... اور اس کی روشنی سیدھی علیار پر پڑی۔

وہ بلیک ٹکسیڈو میں ملبوس تھا، اپنی مردانہ وجاہت کے ساتھ اس لمحے کو اور بھی حسین بنا رہا تھا۔

زارا کو لگا جیسے وقت تھم گیا ہو۔

وہ احتیاط سے سیڑھیاں اترتی ہوئی اس کے قریب آئی، مگر علیار نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

زارا نے ماتھے پر ہلکا سا بل ڈال کر اسے دیکھا۔

پھر علیار قدم بہ قدم آگے بڑھا... اور اسٹیج کے نیچے آکر کھڑا ہو گیا۔

اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ بڑھایا اور زارا کا ہاتھ تھام لیا۔

"جان... آج کچھ ہے جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں۔ امید ہے تمہیں یہ برا نہیں لگے گا۔ میں نے پہلے کبھی کسی سے نہیں کہا... اور تمہارے علاوہ کسی سے کہنے کا ارادہ بھی نہیں۔ یہ صرف ارادہ نہیں... وعدہ بھی ہے۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامے گھٹنے کے بل بیٹھ گیا۔

زارا بس اسے دیکھتی رہ گئی... جیسے اس کے دل کی دھڑکن بھی رک گئی ہو۔

ربیا بھی اس کی بات کسی رٹو طوطے کی طرح دہراتے ہوئے بولی۔

"اچھا باہر کوئی نہیں ہے... مگر علیار نے تو کہا تھا ہمارا فوٹو شوٹ ہوگا۔"

اس کی بات سنتے ہی زارا دل ہی دل میں اداسی سے سوچنے لگی۔

"افو باجی، آپ تو ابھی سے اداس ہو گئیں... پہلے باہر تو جائیں۔ کیا پتا کچھ اور بھی سرپرائز ہو؟ صرف اندازے لگا کر اپنا دل کیوں خراب کر رہی ہیں؟"

ربیا نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک کہہ رہی ہو تم... چلو باہر چلتے ہیں۔ مگر میری چپل؟"

زارا نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ رہی باجی، بھائی نے آپ کے لیے دی تھیں۔"

ربیا نے فوراً بیڈ کے نیچے سے خوبصورت جوڑے والی چپلوں کا باکس نکالا اور اسے دے دیا۔

زارا نے چپل پہنی اور اس کا ہاتھ تھام کر باہر کی طرف چل دی۔

مجھے بھائی نے آپ کو یہاں تک چھوڑنے کا کہا تھا...یہاں سے وہ آپ کو خود لے جائیں گے۔"
"میں چلتی ہوں، صبح اسکول بھی جانا ہے۔ اللہ حافظ۔

ربیا جلدی سے کہتی ہوئی لان کی طرف چلی گئی۔

زارا وہیں کھڑی علیار کا انتظار کرنے لگی۔

اچانک پورا لان ایک نرم روشنی میں نہا گیا۔

ایک اسپاٹ لائٹ آن ہوئی اور درمیان میں بنے اسٹیج کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

زارا نے حیرت سے اسٹیج کی طرف دیکھا۔

ابھی وہ اس منظر میں گم ہی تھی کہ ایک اور اسپاٹ لائٹ آن ہوئی... اور اس کی روشنی سیدھی علیار پر پڑی۔

وہ بلیک ٹکسیدو میں ملبوس تھا، اپنی مردانہ وجاہت کے ساتھ اس لمحے کو اور بھی حسین بنا رہا تھا۔

زارا کو لگا جیسے وقت تھم گیا ہو۔

وہ احتیاط سے سیڑھیاں اترتی ہوئی اس کے قریب آئی، مگر علیار نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

زارا نے ماتھے پر ہلکا سا بل ڈال کر اسے دیکھا۔

پھر علیار قدم بہ قدم آگے بڑھا... اور اسٹیج کے نیچے آکر کھڑا ہو گیا۔

اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ بڑھایا اور زارا کا ہاتھ تھام لیا۔

"جان... آج کچھ ہے جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں۔ امید ہے تمہیں یہ برا نہیں لگے گا۔ میں نے پہلے کبھی کسی سے نہیں کہا... اور تمہارے علاوہ کسی سے کہنے کا ارادہ بھی نہیں۔ یہ صرف ارادہ نہیں... وعدہ بھی ہے۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامے گھٹنے کے بل بیٹھ گیا۔

زارا بس اسے دیکھتی رہ گئی... جیسے اس کے دل کی دھڑکن بھی رک گئی ہو۔

یہ دل ---۔ غلطی اپنی پھر دہرانے لگا ہے---

محبت کے آنگن کو پروان چڑھانے لگا ہے---

ایک بار پھر محبت کی چھبن محسوس ہوتی ہے ہمیں ---

جب یہ بے باک پھر کسی اور کو چاہنے لگا ہے----

وہ اپنی سحر انگیز آواز میں شاعری کے بول کہتا اسے اپنی زد میں لے رہا تھا۔ زارا نے نم نظروں سے اسے دیکھا جبکہ علیار نے بھی مسلسل اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔

"میں جانتا ہوں تمہارے دل میں اس وقت بہت سے خیال ہیں جن کا جواب تم جاننا چاہتی ہو، مگر ان سارے سوالوں کے بدلے میں بس تم سے ایک ہی بات کہوں گا..."

وہ لمحہ بھر رکا پھر نرمی سے بولا:

"جو ماضی تھا وہ بس ماضی ہے، میں اسے حال میں آنے نہیں دوں گا اور نہ ہی اسے مستقبل بننے دوں گا۔ تم تا عمر یہاں رہو گی۔"

علیار زمین سے کھڑا ہوا اور اس کا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر رکھتے ہوئے بولا، تو زارا کی نظروں کا تعاقب زمین پر اس کے وجود سے ہوتے ہوئے اس کی آنکھوں پر ٹھہر گیا جو بولتی ہوئی بخوبی اپنا کام انجام دے رہی تھیں۔

میں کوئی بہت سارے وعدے اور قسمیں نہیں کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں ان سب پر تمہارا" یقین کرنا ناممکن ہے۔ تم ہمیشہ کسی نہ کسی خدشے کا شکار رہو گی، کوئی نہ کوئی بات تمہیں ہمیشہ "چھیڑے گی، تو اس بات کو جواز بناتے ہوئے میں تمہیں یقین بھی نہیں دلاؤں گا۔

:اس کے مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی زارا نے اس کا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

"جان... تم بہت بولنے لگے ہو، پہلے میری پوری بات سن لو پھر کہنا، پھر کسی نتیجے پر پہنچنا۔"

"جان... پہلے میری بات سن لو۔"

علیار نے اس کا ہاتھ مزید سختی سے تھامتے ہوئے کہا تو زارا اسے دیکھتی خاموش ہو گئی۔

جان، علیار! تمہارے آنے سے پہلے کون تھا اس بات سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی" تمہیں پڑنا چاہیے۔ تم بس اتنا یاد رکھو کہ تمہاری موجودگی میں کوئی بھی نہیں ہے اور نہ ہی تمہاری غیر "موجودگی میں کوئی ہو گا۔ کیا میرا اتنا کہنا تمہیں یقین دلانے کے لیے کافی نہیں ہے؟

:وہ لمحہ بھر رکا پھر نرمی سے بولا

"بھلے ہی تم اس دل کا پہلا انتخاب نہ ہو، مگر انکار بھی نہیں تھیں تم۔ تم اس روح کی بنجر زمین پر آخری بار پھول کھلانے والی ہو۔ تم نے اس اجاڑ انسان کو آباد کیا ہے، تو اس روح میں رچی بسی خوشیوں میں بھی بس تمہاری ہی تم ہو۔ یہ بندہ اپنی تمام تر صلاحیت کے ساتھ تمہارا ہے، تو یہ بندہ ناکارہ بھی تمہارا ہے۔"

"چلو آج تم مجھ سے ایک وعدہ لے لو..."

علیار اپنے دل کا حال بیان کرتے ہوئے کچھ قدم دور ہوا اور اپنی پینٹ سے گن نکالتا فوراً اس کے قریب آیا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کر لیا۔

"اگر کبھی آج کے بعد میں نے تم سے دھوکہ کیا، یا تمہیں ایسا لگا کہ میں نے تم پر کسی اور کو فوقیت دی، یا تمہارے حق کی ادائیگی نہیں کی، کچھ بھی ایسا جس سے میں ماضی میں تمہیں تکلیف پہنچا چکا ہوں، تو تم بلا جھجک مجھے گولی مار دینا۔"

وہ اس کی طرف گن بڑھاتے ہوئے بولا جبکہ زارا اسے دلجمعی سے دیکھ رہی تھی۔

"اگر میں آپ سے کہوں کہ مجھے آپ کا یہ کنفیشن پسند نہیں آیا تو؟"

زارا نے اس کی بات ختم ہونے پر اس کے ہاتھ سے گن لی اور اپنی بانہیں اس کے گرد ڈال دیں۔

تو پھر یہ کہ میں دوبارہ کوشش کروں گا تمہارے سامنے کنفیس کرنے کی... بلکہ میں ایک کام کرتا ''
''...ہوں تمہیں صاف لفظوں میں کہتا ہوں

زارا کی بات سنتے ہی علیار کا چہرہ اتر گیا مگر وہ ہمت نہ ہارتے ہوئے ایک بار پھر کوشش کرنے لگا۔

''! میں کوشش کر رہا ہوں''

وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

''...ہم... میں بھی سن رہی ہوں''

اس کی بات پر زارا بھی مزید اس کے قریب ہوتے ہوئے بولی۔ نا جانے کیوں علیار کو سمجھ نہ آیا وہ کیا بولے۔ اسے اس وقت اپنا آپ بالکل بلینک محسوس ہوا اور ماتھے پر ننھی ننھی پسینے کی بوندیں نمودار ہوئیں۔

م... میں کہہ رہا ہوں کہ یار تم سمجھ جاو نا، تمہیں دیکھ کر تو میں سارے الفاظ ہی بھول گیا۔ ابھی ''
''...مجھے یاد تھا کیا کیا بولنا ہے

کافی دیر تک جب اسے کچھ نہ سمجھ آیا تو وہ جھنجھلا کر بولا۔

میں کیوں سمجھ جاؤں؟ آپ سمجھائیں مجھے۔ آپ کی طرح از خود اندازے لگانے کی عادت نہیں ''
ہے۔ صاف صاف بتائیں جو کہنا چاہتے ہیں، جو دل میں ہے۔ ورنہ میں چلی اندر چینج کرنے۔ ایسے
''آدھے ادھورے ٹھنڈے سے اظہار سے میں نہیں ماننے والی۔

زارا اس کے تھلانے کو کسی خاطر میں لائے بغیر بولتی اس کے کندھے سے اپنے ہاتھ ہٹانے گئی جب علیار نے اپنا حصار اس کی کمر پر مزید سخت کر دیا۔

"...نہیں... بول رہا ہوں جان... تم کیوں غصہ ہو رہی ہو... ہمم"

علیار نے گلا کھنکارتے ہوئے اس کی توجہ اپنی طرف کی جو پہلے ہی اس کی منتظر تھی۔

نا جانے کب، کہاں، کیسے، اور کدھر---

جوڑ گئے دو دل--

نفرت کے دلدل کے---

نفرت کے دلدل سے---پیار کے دریا تک--

تھا دونوں کا سفر طے---

مگر جانے انجانے---

تھے راستے مشکلوں سے بھرے--

"میں جانتا ہوں اب تم بولو گی یہ سچویشن پر صحیح نہیں بیٹھ رہا، تو رک جاؤ... جانے دو، ابھی اظہار کے الفاظ باقی ہیں، بہت کچھ بیان کرنا باقی ہے، ابھی شام باقی ہے، رات باقی ہے، تمہاری اور میری عمر باقی ہے۔"

علیار اسے کچھ کہنے کے لیے لب وا کرتے دیکھ کر بولا۔

"یہ آپ شاعر کب بنے؟"

اس کی بات پر زارا خاموش ہوتے ہوئے کچھ دیر بعد آنکھیں اٹھاتے ہوئے بولی۔

تمہاری جدائی میں... دو مہینے گزر گئے صرف اس غلط فہمی کی وجہ سے کہ میری بیوی مجھے چھوڑنا" چاہتی ہے، مجھ سے تنگ آگئی ہے، میرے ماضی سے تنگ آگئی ہے۔ اور اسی وجہ سے میں اچانک شہر آگیا اور پھر یہاں آکر سب سے الگ، سب سے دور، بس کام میں مصروف ہو گیا۔"

ہاں علیار... ہم نے کب کہا آپ سے ایسا؟""
اس کی بات پر زارا حیرت زدہ ہو کر بولی۔

بولا نا... غلط فہمی تھی۔ وہ کہتے ہیں نا پورے جھوٹ سے زیادہ خطرناک آدھا سچ ہوتا ہے، تو بس" آدھا سچ سنا تھا۔ اور ہمیشہ کی طرح تمہارے اس مزاجی خدا نے خود ہی سب کچھ اپنے اندازے سے سمجھ لیا۔ خیر چھوڑو ان سب باتوں کو... یہ بتاؤ تم مجھے 'علیار' بلانا کب بند کرو گی؟ مجھے اپنا پورا نام تمہارے زبان سے اچھا نہیں لگتا، مجھے اپنا وہ 'علی' سننا ہے..."

علیار اسے ساری بات بتاتے ہوئے آخر میں وہی سب سے ضروری بات بولا جو اسے نہ جانے کب سے کھٹک رہی تھی۔

اس کی بات پر زارا گہرا سانس کھینچ کر رہ گئی...

جب میں اور آلو آپ کو معاف کریں گے، فی الحال آپ باتیں نا گھمائیں، اظہار کریں۔ کھڑے کھڑے میرے پیر دکھ رہے ہیں۔ زارا نے اسے پٹڑی سے اترتا دیکھ کر بولی۔

اچھا درد ہو رہا ہے تو پہلے بتانا تھا نا، اتنی بکواس نہ کرتا۔ ""

علیار اسے اچانک سے اپنی بانہوں میں بھرتے ہوئے بولا اور اسے لیے لان کی طرف چل دیا جہاں ابھی بھی اسٹیج پر بڑی سی اسپاٹ لائٹ آن تھی۔

زارا... ابھی میں تمہیں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں۔ تم نے ابھی کہا نا کہ سب کچھ خود ہی" ازخود سمجھ لیتا ہوں، تو اس بارے میں اپنے اندازے اور خدشات پہلے ہی تمہیں بتا دیتا ہوں کیونکہ میں اس لحاظ سے تمہاری اور ہمارے بچے کی زندگی کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔ تم دونوں میرے لیے بہت قیمتی ہو... بلکہ تم آلو سے بھی تھوڑی زیادہ قیمتی ہو—مگر یہ بات اسے مت بتانا، "ورنہ وہ ابھی سے غصہ ہو کر اپنے سارے بدلے مجھ سے پورے کرے گا۔

علیار اسے بانہوں میں لیے ساری بات کہتا ہوا آخری جملہ سرگوشی میں بولا۔
اس کی بات پر بے ساختہ زارا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

علیار اس منظر میں کھو کر اسے زمین پر اتارتا ہے اور دوبارہ اس کے ہاتھ تھام لیتا ہے۔
ڈیکوریشن میں چھپے کیمرے سارا منظر محفوظ کر رہے تھے۔

وہ اس کے دونوں عارض پر ہاتھ رکھتا ہے اور اس کی توجہ اپنی طرف کرتا ہے۔

"زارا..." وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

لمحے بھر میں پورا ماحول سنجیدہ ہو گیا۔

زارا بھی اس کے حصار میں آکر صرف اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

سانسوں کے موتی بنا کے اس نے دھاگے میں کچھ اس قدر پرو دیے ---

ٹوٹے دل میں جیسے دھڑکن ڈال دی گئی ہو---

بھرے سمندر سفینہ ڈوب تو ہمارا بھی رہا تھا---

لیکن اس نے سکھایا سمندر کچھ اس قدر جیسے ہماری موت ٹال دی گئی ہو---

علیار اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے یہ سارے الفاظ کسی سرگوشی سے تھوڑی اونچی آواز میں بولا۔ جبکہ زارا کو اس کی گرم سانس کی تپش اپنے لبوں پر محسوس ہو رہی تھی اور اس کی نظریں اس کے چہرے سے ہٹنے سے قاصر تھیں۔

"...اگر اب بھی میری یہ معصوم بیوی کچھ نہ سمجھی ہو تو بس اتنا ہی کہوں گا کہ"

:وہ لمحہ بھر رکا، پھر نرمی سے بولا

تم سے پہلے اس دل کی زمین پر کوئی بھی آباد نہیں تھا... مگر اب تم اس زمین پر راج کرتی ہو۔"

"میرے لیے میری ملکہ سے زیادہ اہمیت کسی کی نہیں، نہ تھی اور نہ کبھی ہو گی۔

وہ آہستہ سے اس کے قریب جھکا۔

تم مجھے شطرنج کی اس رانی کی طرح عزیز ہو... محبوب ہو...جسے کھونے کا سوچتے ہی میں نہ صرف“
”پوری بازی ہار جاؤں گا بلکہ میری پوری سلطنت لٹ جائے گی۔

اس نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔

اور تمہارا یہ معصوم شوہر تمہاری جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے ایک بار تمہارے بغیر جی“
”لیا تھا... کیونکہ ربِ کعبہ نے تمہیں میرا نصیب بنایا تھا... مگر دوبارہ نہیں جی پاؤں گا۔

:وہ گہری سانس لے کر بولا

کیونکہ اب کسی اور کی گنجائش نہیں ہے... نہ میرے دل میں، نہ میری زندگی میں۔ تمہاری موجودگی“
”...میں تمہاری غیر موجودگی کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا

”اور تمہاری غیر موجودگی کا سوچ کر مجھے لگتا ہے میں اگلی سانس بھی نہیں لے پاؤں گا۔“

علیار کی سانسیں اس کی جان جاناں کی سانسوں سے جڑی تھیں۔

”میں جیوں گا تو اپنی بیوی کے ساتھ، ورنہ شہادت بہتر ہے۔“

وہ آہستہ سے بولا۔

"پتا ہے تم سے شادی سے پہلے میں بے ڈھڑک ہر مشن پر جاتا تھا۔ مجھے کوئی خوف نہیں تھا کہ اگر جان چلی گئی تو کیا ہوگا... مگر اب جو آخری مشن تھا، وہ میں نے بہت سوچ کر اور ڈر کر کیا..."

وہ لمحہ بھر رکا، پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا:

"کیونکہ یہ دل بس تمہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ ہر وقت مجھے یہی لگتا تھا کہ یہ جان تمہاری امانت ہے جسے میں کسی قیمت داو پر نہیں لگا سکتا... آخر کو میری پیاری اکلوتی بیوی کی چیز ہے۔"

وہ مسکراتے ہوئے ہلکے سے طنزیہ انداز میں بولا تاکہ ماحول میں ہلکی سی مسکراہٹ آجائے، مگر اس کی آنکھوں کی سنجیدگی وہی تھی۔

"بہت شکریہ میری بیوی... آلو کا باپ بنانے کے لیے مجھے چننے کا۔ میری اتنی نا اہلی اور حماقتوں کے باوجود میرے ساتھ رہنے کے لیے... اپنے آپ کو میری جگہ رکھ کر میرے حالات اور میری پریشانی سمجھنے کے لیے..."

وہ اس کے ماتھے پر نرمی سے لب رکھتا ہوا بولا۔

"اور اب بھی جب میں نے تمہیں پورا سچ نہیں بتایا... مگر جلد ہی ہر راز، ہر ثبوت کے ساتھ فاش کروں گا..."

وہ لمحہ بھر خاموش ہوا، پھر اس نے آہستہ سے سانس لی اور گھٹنے کے بل بیٹھ گیا۔

"...خیر... ایک آخری گزارش یہ ناچیز آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے"

وہ مسکرا کر بولا:

"Baby... will you marry me?"

وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اسے دیکھ رہا تھا۔

"...اوہ نہیں... دوبارہ سے درست کرتا ہوں"

وہ جلدی سے اٹھا اور ہاتھ سے اشارہ کیا۔

"...ایک منٹ... ایک منٹ"

وہ اسٹیج کے دوسرے حصے کی طرف بھاگا اور اندھیرے میں کچھ ڈھونڈنے لگا۔

زارا حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی کہ وہ اچانک واپس آیا... ہاتھ میں ایک بڑا سا گلابوں کا بُکے تھا۔

سوری... یہ تو میں بھول ہی گیا تھا...""
وہ سانس لیتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔

"...یار تم اتنی پیاری لگ رہی ہو کہ میں سب کچھ بھول رہا ہوں"

وہ دوبارہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

"...لو"

اس نے گلابوں کا بُکے اس کی طرف بڑھایا۔

زارا نے خاموشی سے اسے تھام لیا۔

"تو میری موجودہ بیوی... کیا آپ میری مستقل محبوب بیوی بننا پسند کریں گی؟"

وہ انگوٹھی کا باکس کھول کر اس کی طرف کرتے ہوئے بولا۔

ہمم..."."

زارا نے انگلی ٹھوڑی پر رکھتے ہوئے سوچنے کے انداز میں کہا۔

ظاہر ہے جان جانا... ابھی دو۔""

اس کے سوچنے پر علیار نے بے بس سا منہ بناتے ہوئے بولا۔

انکار کی گنجائش ہے؟""

زارا نے ایک اور معصومانہ حملہ کیا۔

گنجائش کی قیمت میری زندگی ہے... لے لو گنجائش۔""

علیار اس کی بات سنتے ہی سنجیدگی سے بولا۔

زارا نے اسے حیرانی سے دیکھا۔ وہ کسی خطرناک ری ایکشن کی توقع کر رہی تھی۔

اور آپ کی زندگی میری امانت ہے... مت بھولا کریں۔ اسے داو پر لگانے کے لیے آپ کو میری"
اجازت چاہیے ہوگی۔"

زارا نے اس کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

مگر ایک بات یاد رکھیے گا... یہ آپ کی معافی نہیں ہے۔ اپنے کیے کا مکمل ازالہ آپ نے ابھی کرنا"
"ہے... اور یہ میرا حکم ہے، جو آپ نے ماننا ہے۔

بالکل بیوی... آپ کے اس حکم کے لیے تو ہم کچھ بھی کریں گے۔ مگر پہلے تم صحیح سے جواب"
"دو... مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں کوئی معاہدہ کر رہا ہوں۔

علیار اسے رنگ پہنانے سے پہلے بولا۔

ہاں تو آپ اچھی طرح پوچھیں۔""

زارا نے اپنے بال جھٹکتے ہوئے کہا۔

یہ اتنی دیر سے میں کیا کر رہا تھا؟""

علیار نے حیرت سے پوچھا۔

وہ آپ بس اپنا اظہارِ محبت ترتیب دے رہے تھے... اب جلدی پوچھیں بھی۔""

زارا بے چینی سے بولی۔

"اوکے... سوپر پیاری لیڈی، دل کی ملکہ، میری وائف فور دی ریسٹ آف مائی لائف؟"

علیار نے اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے کہا۔

"ہنڈسم اولڈ مین... آئی ول بی یور وائف فور دی بیسٹ آف مائی لائف۔"

زارا نے بھی اسی انداز میں جواب دیا اور اپنی انگلی آگے بڑھا دی۔

علیار نے باکس سے رنگ نکالا اور اس کی انگلی میں پہنا دیا۔

اولڈ مین کون ہے؟ ہاں؟""
وہ اس کا ہاتھ کھینچ کر اپنے کندھے پر رکھتے ہوئے بولا۔

آپ اولڈ مین اور کون!""
زارا نے بے فکری سے کہا۔

"لڑکی کچھ تو خدا کا خوف کرو... میں تمہیں اولڈ آدمی لگ رہا ہوں؟"

اور نہیں تو کیا... پورے گیارہ سال بڑے ہیں آپ مجھ سے۔ میں اکیس کی ہوں اور آپ انتیس"
"کے... تو ہوئے نا اولڈ مین۔

یہ اولڈ مین نہیں... کپل کے درمیان ہاٹ لیول کہتے ہیں۔""

علیار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ آپ نے فوٹو شوٹ بول کر یہ پرپوزل اریںج کیا؟ فوٹو شوٹ کہاں ہے؟ کوئی ہینڈ ہولڈ، لائٹ ڈنر، "
"لانگ ڈرائیو... کچھ تو ہونا چاہیے تھا نا۔

وہ ہنستے ہوئے بولی۔

اب میں اس پرپوزل کو ایک طرف رکھ کر کمرے میں جا کر سیدھی لیٹ کر اپنا ہاتھ دیکھتے ہوئے"
"شرمانے کا مشغلہ شروع کروں گی؟

وہ مزید بولی۔

"...میرے حساب سے تو پہلا والا زیادہ اچھا تھا"

"دونوں بالکل بھی اچھے نہیں تھے... ہم دونوں ایک اچھی سی مووی دیکھیں گے۔"

زرتاشہ کی جب آنکھ کھلی تو فجر کا وقت ہو رہا تھا۔ اسے اپنا پورا بدن گیلا محسوس ہوا۔ وہ بمشکل اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے اردگرد دیکھنے لگی تو دارار بھی بے ترتیب سا اس کے پاس ہی سویا ہوا نظر آیا۔

وہ ہمت کر کے اٹھتی، اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ اسے اپنے پورے جسم میں عجیب سی کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔ وہ ہمت کرتے ہوئے بیڈ سے اتر کر باتھ روم جانے لگی، پھر کچھ سوچ کر رک گئی۔

آہستہ سے وہ دارار کے ہاتھ سے پانی پٹی کا کپڑا لیتے ہوئے اسے باؤل پر رکھتی ہے، اس کا سر سیدھا کرتی ہے اور ساتھ ہی اس کے پیر بھی سیدھے کر دیتی ہے، جو اس کے لیے انتہائی مشکل تھا۔ بخار نے اس کے جسم کی ساری انرجی نچوڑ کر رکھ دی تھی۔ اوپر سے اس کے ہاتھ کا زخم اسے اپنی جان جاتی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ اس پر کمبل ٹھیک کرتی ہے، پھر اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنی سانسیں بحال کرتی ہے اور اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگتی ہے جہاں ایک ہتھیلی پر گہرا کٹ لگا ہوا تھا اور زخم پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے درد بڑھ گیا تھا۔

وہ جلدی سے باتھ روم کی طرف جاتی ہے تاکہ فریش ہو سکے۔

...چند منٹ بعد وہ فریش ہو کر باہر آتی ہے اور اپنے ہاتھ کو دوبارہ دیکھنے لگتی ہے

زرتاشہ کی جب آنکھ کھلی تو فجر کا وقت ہو رہا تھا۔ اسے اپنا پورا بدن گیلا محسوس ہوا۔ وہ بمشکل اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے اردگرد دیکھنے لگی تو دارار بھی بے ترتیب سا اس کے برابر میں سویا ہوا نظر آیا۔

وہ ہمت کر کے اٹھتی ہے اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگتی ہے۔ اسے اپنے پورے جسم میں عجیب سی کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔

وہ ہمت کرتے ہوئے بیڈ سے اترتی اور باتھ روم جانے لگی، پھر کچھ سوچ کر رک گئی۔ آہستہ سے وہ دارار کے ہاتھ سے پانی پٹی کا کپڑا اٹھا کر باؤل پر رکھتی ہے، اس کا سر سیدھا کرتی ہے اور ساتھ ہی اس کے پیر بھی سیدھے کر دیتی ہے، جو اس کے لیے انتہائی مشکل تھا۔ بخار نے اس کے جسم کی ساری انرجی نچوڑ کر رکھ دی تھی، اوپر سے اس کے ہاتھ کا زخم اسے اپنی جان جاتی محسوس ہو رہا تھا۔

وہ اس پر کمبل ٹھیک کرتی ہے، پھر اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنی سانسیں بحال کرتی ہے اور اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگتی ہے جہاں ایک ہتھیلی پر کانچ لگنے کی وجہ سے گہرا کٹ تھا اور زخم پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے درد بڑھ گیا تھا۔

چند منٹ بعد وہ فریش ہو کر باہر آتی ہے اور اپنے ہاتھ کو دیکھتی رہتی ہے۔ وہ سر جھٹکتی ہے اور آہستہ سے بالکنی کا دروازہ کھول کر وہاں جا بیٹھتی ہے۔

باہر کے دل فریب مناظر میں کھو کر اسے اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ کب آدھا گھنٹہ گزر چکا ہے۔ وہ اپنی ہی اضطرابی کیفیت میں اپنے ہاتھ کو گھور رہی تھی جب اچانک موسلا دھار بارش شروع ہو گئی، جس نے فضا کو یکدم خوشگوار بنا دیا۔

وہ بے ساختہ اٹھتی ہے اور اپنی دونوں ہتھیلیاں پھیلا کر بارش کو محسوس کرنے لگتی ہے، جیسے برسنے والی بوندیں اس کے اندر کے بوجھ کو بھی دھو رہی ہوں۔

دارار کی جب آنکھ کھلی تو اس کی نظر فوراً اپنے برابر میں لیٹی زرتاشہ پر گئی۔ اس نے فوراً اسے دیکھنا چاہا، مگر وہاں چادر پھیلی ہوئی تھی اور جگہ خالی تھی۔

وہ بجلی کی تیزی سے اٹھا اور واش روم کی طرف بڑھا، مگر وہاں بھی وہ موجود نہیں تھی۔

اس کے قدم تیزی سے باہر کی طرف بڑھے، مگر اس کی نظر فوراً بالکنی کی طرف گئی۔ وہ تیزی سے اس طرف بڑھا۔

جیسے ہی وہ آدھے کھلے دروازے کے قریب پہنچا، باہر کا منظر دیکھ کر اس کا دماغ گھوم گیا۔

زرتاشہ بارش میں کھڑی تھی، دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے۔ تیز بارش کی وجہ سے پانی بالکنی کے اندر بھی آ رہا تھا۔

زرتاشہ کی پشت دارار کی طرف تھی، اس لیے وہ اسے دیکھ نہیں رہی تھی۔

دارار پہلے ہی اندازہ لگا چکا تھا کہ وہ مکمل طور پر بھیگ رہی ہے۔ وہ ضبط سے اپنی مٹھی بھینچتا ہے اور تیزی سے اس کی طرف بڑھتا ہے۔

جھٹکے سے وہ اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف گھما دیتا ہے۔

زخم کی وجہ سے زرتاشہ کی ہلکی سی سسکی نکل جاتی ہے، مگر دارار غصے میں اسے نظر انداز کر دیتا ہے۔

پاگل ہو گئی ہو تم؟ کل رات بخار سے مر رہی تھی اور اب بارش میں نہانے کی سوجھ رہی ہے؟"

دارار اس کا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے غصے سے پھنکارا۔

زرتاشہ نے اسے بے تاثر نظروں سے دیکھا، پھر اپنا بازو اس کی گرفت سے نکال کر پیچھے ہٹ گئی اور خاموشی سے چیئر پر بیٹھ گئی۔

میں کچھ بول رہا ہوں تم سے!" دارار غصے سے بولا۔"

:زرتاشہ نے ایک لمحہ اسے دیکھا، پھر ٹھنڈے لہجے میں بولی

دیکھیے... میرا جہنم میں جانے کا کوئی موڈ نہیں ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ بھی خاموش رہیں اور میں بھی۔ میں خود کو کسی بھی قسم کے عذاب میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی۔"

.تو بہتر یہی ہو گا کہ آپ اور ہم ہم دونوں ہی خاموش رہے

زرتاشہ نے عمل سے کہا۔

"کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا؟" دارار کو اس کا لہجہ اچھا نہیں لگا۔

"میری بات کا بس یہی مطلب ہے کہ میں کچھ بھی کروں، آپ کو اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے۔"

زرتاشہ نے اپنا انداز نہیں بدلا، نہ ہی اس کے اطمینان میں کمی آئی۔

"اور کیوں غرض نہ ہو؟ بیوی ہو تم میری!" دارار نے مزید غصے سے کہا۔

"اور یہ بات آپ کو اب یاد آرہی ہے؟" زرتاشہ نے اس کی بات کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

"تو یہ بات ہے... تم بھی اپنے بھائی کی زبان بول رہی ہو!" دارار ریان کی باتوں کا بوجھ اس پر نکالتے ہوئے بولا، جو کہیں نہ کہیں اس کے دل میں تھا۔

"اگر اپنے لالا کی زبان بول رہی ہوتی تو شاید اس وقت یہاں نہیں، آپ کے گھر ہوتی۔ مگر اتنی بے وقوف بھی نہیں ہوں کہ اپنے لیے صحیح اور غلط کا فیصلہ نہ کر سکوں۔ اپنی زبان بولنا آتی ہے ہمیں۔"

زرتاشہ نے اسے باور کروانا ضروری سمجھا، کہیں وہ دل میں کوئی اور شک نہ پال لے۔ ویسے بھی وہ اس وقت اپنی ہی عجیب کیفیت سے پریشان تھی—شاید بخار کی وجہ سے چڑچڑاپن تھا، جو دارار کی ہر بات اسے بری لگوا رہا تھا۔

اچھا؟ اور یہ زبان تمہارے پاس شروع سے تھی یا ابھی آئی ہے؟" دارار کو اس کی یہ باتیں بے" حد بری لگ رہی تھیں۔

لاعلم تو آپ میرے معاملے میں اکثر رہتے ہیں، سائیں۔ اور یہ زبان... یہ اللہ نے ہر عورت کو دی" ہے، مگر ہر کوئی استعمال نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کی دو وجوہات ہوتی ہیں۔ آپ جانتے ہیں کیا؟"

:وہ ذرا رکی، پھر خود ہی بولی

ایک یہ کہ وہ صبر کرتی ہے، اللہ پر یقین رکھتی ہے کہ ایک دن اس کے حق میں سب بہترین ہو" جائے گا۔

اور دوسری وہ ہوتی ہے جس کے پاس اس کے باپ، بھائی، شوہر یا بیٹے موجود ہوتے ہیں، جو اسے نہ صرف خود سے بلکہ زمانے سے بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ آپ کو پتا ہے وہ مرد ایسا کیوں کرتے ہیں؟"

:وہ پھر خود ہی جواب دینے لگی

کیونکہ انہیں پتا ہوتا ہے کہ اللہ نے مرد کو عورت کا محافظ بنایا ہے، اس کا نگہبان، اس کا سایہ۔ مگر" اگر وہی محافظ کمزور پڑ جائے تو عورت زمانے کی زد میں آجاتی ہے—اور اس زمانے میں اس کے اپنے بھی شامل ہوتے ہیں۔"

:وہ تھوڑی سانس لے کر بولی

خیر، ہمیں کیوں یہ سب باتیں آپ کو سمجھانی ہیں... آپ کے مطابق ہم تو یہاں آپ کی اجازت“
”سے آئے تھے۔

وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی، مگر لہجہ سرد تھا۔

بس اتنا یقین ضرور ہے ہمیں اپنے اوپر اور اپنی زندگی پر کہ اپنے آنے اور جانے کے فیصلے خود کر“
”سکتے ہیں۔

:وہ تھوڑی خاموش ہوئی، پھر نرمی سے بولی

چھوڑیے ان سب باتوں کو۔ یقیناً آپ مصروف ہوں گے... شاید آپ کو ہماری طرف سے کیے“
”گئے گناہوں کی معافی بھی مانگنی ہو گی۔ آپ ناشتہ لیجیے، ہم لگاتے ہیں۔

یہ کہہ کر زرتاشہ بالکنی سے کمرے کی طرف چلی گئی، جبکہ دارار ابھی بھی وہیں کھڑا کسی بت کی طرح ساکت تھا۔

جب اسے یقین ہوا کہ وہ واقعی چلی گئی ہے تو وہ تن فن کرتا کمرے کی طرف بڑھا۔ اب اس کا ارادہ صرف فریش ہو کر وہاں سے جانے کا تھا۔ جب یہاں کسی کو اس کی پرواہ ہی نہیں تھی تو وہ کیوں رک کر اپنی عزت خراب کرتا۔

دارار غصے میں سوچتا ہوا اپنا کام کرنے لگا۔ وہ پھر باہر آیا، سائڈ ٹیبل پر رکھی اس کی دوائیں اور میڈیکل باکس کے ساتھ اپنی چابیاں اور والٹ اٹھائے۔

وہ کچھ دیر رکا، پھر جیسے ہی اسے احساس ہوا اس کا دل چاہا کہ اپنا سر دیوار سے مار لے۔

اگر وہ کچھ دیر اپنے زبان کے جوہر نہ دکھاتا اور اسے پہلے والی زرتاشہ کی طرح سمجھ لیتا تو شاید بات اتنی نہ بڑھتی... مگر نہیں، ہر بار کی طرح اس نے اپنا کام خود ہی خراب کیا تھا۔

والٹ اٹھاتے ہوئے اس کی نظر میڈیکل باکس پر پڑی تو اسے اچانک یاد آیا کہ وہ سراسر بھیگی ہوئی تھی، نہ اس کے بال خشک تھے اور نہ ہی اس کی شرٹ۔

اور "سونے پہ سہاگا" یہ کہ وہ اپنی پانی پٹی بھی خراب کر بیٹھی تھی۔ کہیں اس کی گیلی پٹی اس کے زخم کو مزید خراب نہ کر دے۔

دارار سوچ کر ہی منہ بھینچ کر رہ گیا۔ اپنی حرکتوں پر اسے ایک بار پھر شدید غصہ آیا۔

ابھی وہ انہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا جب زرتاشہ دروازہ کھول کر واپس اندر آئی۔ اس کے ساتھ ایک اور ملازمہ تھی، وہی رات والی نہیں۔

وہ اس سے چیزیں میز پر رکھوا کر اسے جانے کا اشارہ کر گئی۔

"یہ لیں آپ کا ناشتہ..."

وہ کپ میں چائے ڈالتے ہوئے بولی، پھر چینی اور دودھ شامل کر دیا۔

دارار نے گہرا سانس لیا اور تھرما میٹر اور میڈیکل باکس اٹھا کر اس کی طرف بڑھا۔

”لو، پہلے پٹی کروا لو۔ پانی لگنے کی وجہ سے تمہارا زخم خراب نہ ہو جائے۔ کیا ضرورت تھی ابھی نہانے کی؟ رات اتنا بخار تھا... کہیں دوبارہ نہ بڑھ جائے۔ تھوڑی دیر رک جاتی، مجھے جگا دیتی۔ میں ڈاکٹر سے پوچھ لیتا کہ شاور لے سکتی ہو یا نہیں۔ اور پھر تم نے بال بھی نہیں خشک کیے... ایسے ہی بالکنی اور پھر باہر چلی گئی۔ حد کرتی ہو تم...“

دارار نا چاہتے ہوئے بھی ہلکے لہجے میں بول رہا تھا، مگر اپنی بات کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

زرتاشہ بس اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے دل میں آیا کہ وہ زور سے رو دے، مگر وہ اپنے اصول اور وقار کو ابھی تک نہیں بھولی تھی۔

بالکنی میں جو کچھ اس نے کہا تھا، وہ اسے بالکل ٹھیک لگا تھا۔ اس کے حساب سے اس نے بدتمیزی نہیں کی تھی، بس جواب دیا تھا... مگر دارار کو اس کا اندازِ گفتگو برا لگ گیا تھا، جو اس کی اپنی کمزوری تھی۔

زرتاشہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ دارار نے کب اس کے ہاتھ کے قریب میڈیکل باکس لا رکھا، اسے احساس بھی نہ ہوا۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا، زرتاشہ نے اپنا ہاتھ تیزی سے پیچھے کھینچ لیا۔

”آپ رہنے دیں... اپنا ناشتہ کریں۔ نیچے میڈ ہے، وہ ناشتہ کر رہی ہے، فارغ ہو گی تو میں اس سے پٹی کروا لوں گی۔ آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

وہ سادہ سے لہجے میں بولی اور ناشتہ کی ٹرے اس کی طرف سرکا دی۔

پھر وہ دوسرے صوفے پر جا کر بیٹھ گئی اور خاموشی سے ناشتہ کرنے لگی۔

دارار نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اس کے خیال میں اسے شدید درد ہونا چاہیے تھا، مگر وہ انتہائی سکون سے کھا رہی تھی۔

دارار نے بے بسی سے سر جھٹکا۔

"زرتاشہ... تم ایسا کیوں کر رہی ہو؟ خود کو اذیت دینے سے کیا ہو گا؟"

وہ آخر کار تھک ہار کر سیدھا پوچھ بیٹھا۔

:زرتاشہ نے اسے دیکھا، اور بالکل ٹھنڈے لہجے میں بولی

"اللہ نہ کرے... ہم خود کو اذیت دیں۔ ہم بھلا ایسا کیوں کریں گے؟"

زرتاشہ کی بات سن کر وہ ٹھٹک کر رک گیا۔ وہ اسے دیکھتے ہوئے بولی، لہجہ اب بھی عام ہی تھا۔

"یہ اذیت دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ تم نے پہلے خود سے شاور لے لیا اور پھر ہیئر واش بھی کیا ہے، جو کہ میں جانتا ہوں۔ ایک ہاتھ تمہارا زخمی ہے، دوسرے کی موومنٹ تمہیں تکلیف دے رہی ہے۔ اس کے باوجود تم ڈھیٹ بنی شاور لے چکی ہو، بال بھی دھو چکی ہو۔ مگر اس کے بعد بھی مجھے جگا کر اٹھانے کے بجائے تم بالکنی میں چلی گئی، وہاں بارش میں بھیگنے لگی، یہ جانتے ہوئے کہ

رات ہی تم بخار سے آنکھیں نہیں کھول رہی تھی۔ اور پھر اس کے بعد بھی تم مجھ سے بحث کر کے نیچے چلی گئی۔ یہ سب خود کو اذیت دینا نہیں تو اور کیا ہے؟"

دارار نے اسے سمجھانا چاہا۔

"نہیں، میری نظر میں یہ خود کو اذیت دینا نہیں ہے۔ میری نظر میں خود کو اس بات کا یقین دلانا ہے کہ ہم نے غلط جگہ دل لگا لیا ہے، جہاں ہمیں صرف نقصان ہی نقصان ملا ہے۔ ہمیں نہیں پتا اس وقت کیا صحیح ہے اور کیا غلط۔ ہم بس اتنا چاہتے ہیں کہ کچھ وقت اکیلے رہیں اور سوچ سکیں۔"

زرتاشہ اپنے جذبات میں اس سے مزید کوئی بات کرنے سے گریز کرتے ہوئے خود کو ایک بار پھر مصروف کر لیتی ہے۔

دارار اس کی بات سن کر چونک گیا۔

"تو کیا تم یہ وقت یہاں یونہی رکنے کے لیے مانگ رہی ہو؟ یا تم نے بھی اپنے بھائی کی طرح اپنے ذہن میں کچھ گھسا رکھا ہے؟"

دارار اس کی بات پر ہنوز بے یقین سا ہوتا بولا۔

"پہلی بات تو ہمارے لالا کو بیچ میں سے نکال دیں۔ یہ جو آپ ہر بات میں مجھے اس کے فیصلوں کے طعنے دے رہے ہیں، یہ غلط ہے کیونکہ ہمارے رشتے میں ان کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ نہ وہ کرتے ہیں۔ اور اس دن بھی جو انہوں نے کیا، وہ آپ کی لاتعلقی کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا۔"

"اچھا! اگر اس کا عمل دخل نہیں ہے تو کس کی اجازت سے وہ تمہیں یہاں اپنی حویلی لا کر چھپا کر بیٹھا تھا؟ جان بوجھ کر اس نے ثبوت مٹا دیے تاکہ میں سڑکوں پر خوار ہوتا رہوں، اور ہوا بھی ایسا۔ تمہارے بھائی کے پلان کے عین مطابق اس نے مجھے سڑکوں پر خوار کروایا، یا یوں کہا جائے زیان خان سردار دارار کو اپنی طاقت دکھا رہا تھا!"

دارار اس بار اپنا آپا کھو بیٹھا۔ غصے سے اس نے اس کا جبڑا اپنی مٹھی میں دبوچا اور چہرے کے قریب آکر پھنکارا۔

زرتاشہ نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں اور نا چاہتے ہوئے بھی ایک آنسو اس کے عارض پر بہہ گیا۔

اس کے چہرے پر نمی دیکھ کر دارار کو اپنی غلطی کا شدید احساس ہوا۔ وہ فوراً پیچھے ہٹ گیا۔

اسی لمحے ایک آواز نے دونوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ دونوں نے ایک ساتھ دروازے کی سمت دیکھا جہاں دعا کھڑی تھی، شاید ناشتہ لائی تھی۔

اس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

دارار فوراً پیچھے ہٹ گیا، اور زرتاشہ نے بھی اپنا چہرہ دوسری طرف کر کے اپنے عارض صاف کیے۔

دعا بغیر اپنے بھائی کی طرف دیکھے فوراً کمرے سے نکل گئی۔

وہ اس قدر شاک میں تھی کہ اسے اپنے قدموں کے پاس گرتی گرم چائے کی جلن تک کا احساس نہ ہوا۔

وہ بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے باہر نکلی اور سیدھی اوپر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

اور اس کی آنکھوں سے آنسو بے ساختہ بہہ رہے تھے، جنہیں وہ صاف بھی نہیں کر رہی تھی۔

تھا وہ بس بغیر کچھ کہے سیدھے اوپر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔۔

دارار پریشانی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کمرے میں یہاں سے وہاں چکر کاٹنے لگا۔
جبکہ دعا کے جانے کے بعد ہی زرتاشہ دوبارہ اپنے ناشتہ کی طرف جھک گئی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

اس کی حرکتوں پر دارار ضبط سے منہ بھینچے رہ گیا۔ وہ نیپکن سے چہرہ صاف کر کے اب اپنی گندی کی ٹرے سنبھال کر باہر کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ دارار اسے کچھ کہتا، وہ رک گئی اور پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔

“ایک آخری بات... میرے لالا مجھے یہاں آپ کی اور میری مرضی سے لائے تھے۔ میں خود آئی تھی، نہ وہ مجھے زبردستی لائے تھے اور نہ ہی انہوں نے آپ کو کہا تھا کہ آپ سڑکوں پر خوار ہوں۔ یہ آپ کی غلطی تھی کہ آپ کو اپنی بیوی کی خبر نہیں تھی۔ آپ مجھے کسی اور کے طور پر لے رہے ہیں، مگر میں کوئی بوجھ نہیں ہوں۔”

“بھلے میں یتیم ہوں، ہمارے پیچھے کوئی نہیں ہے، مگر میرے لیے میرے لالا ہیں اور ان کے خلاف میں ایک لفظ بھی برداشت نہیں کروں گی۔ اگر آپ وہاں مجھے دیکھتے تو میں یہاں آپ کے گھر، آپ کی حویلی میں ہوتی۔ بھلے ہی بخار سے مر رہی ہوتی، کوئی نہ دیکھتا مجھے، مگر کم از کم ہمارے رشتے میں یہ خلش نہیں ہوتی۔”

“مگر آپ نے اس رات سختی دکھائی، سوچا تھا ہم رات کے اس پہر گاؤں سے اتنی دور کہاں جائیں گے؟ نہ آپ نے بولتے وقت سوچا اور نہ کرتے وقت کہ ہم آپ کے لفظوں کا بوجھ کیسے اٹھائیں گے۔ آپ کے رویے نے ہمیں دو دن میں بڑا کر دیا، ہم سے ہماری معصومیت ہی چھین لی۔ ہر وقت بے فکر اور خوش رہنے والی زرتاشہ کی آپ نے بے فکری چھین لی، جسے اس کے بھائی نے بڑی محبت سے سنبھال رکھا تھا۔”

“بہرحال ناشتہ کر لیجیے گا، امید ہے کم از کم یہ بات تو نہیں ٹالیں گے، آخر ہم سے محبت جو اتنی کرتے ہیں...”

زرتاشہ رُخ موڑ کر تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔

دارار پیچھے کھڑا حیرانی سے اسے دیکھتا رہا۔ اس کی باتیں اسے اپنے دماغ میں گونجتی محسوس ہو رہی تھیں۔

وہ غصے میں ٹیبل کی طرف بڑھا اور ایک جھٹکے سے ساری چیزیں نیچے گرا دیں۔ بستر پر پڑی چادر، تکیے، سب کچھ بے ترتیب کر دیا۔

غصے میں وہ اپنی گاڑی کی چابی ڈھونڈنے لگا۔ ٹیبل پر نظر پڑی تو احساس ہوا کہ وہ پہلے ہی غصے میں ناشتہ بھی خراب کر چکا ہے۔

وہ جلدی سے نیچے گرا ہوا ناشتہ ٹرے میں رکھتا گیا اور بغیر کسی ترتیب کے وہاں سے نکل گیا۔ بغیر کسی پرواہ کے وہ حویلی سے باہر نکل گیا۔

زرتاشہ گیسٹ روم کی بالکنی سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ گاڑی میں بیٹھتے وقت دارار کی نظر اس پر پڑی جو نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

دارار کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا، پھر گاڑی حویلی کے وسیع پورچ سے باہر نکل گئی۔

دوسری طرف...

واؤد ابراہیم خان کے مینشن کے باہر کھڑا گیٹ کھلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب اس نے ٹی وی پر خبر دیکھی تھی تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی، جس کے لپیٹ میں ابراہیم خان اور اس کا پورا گھر آنے والا تھا۔

وہ اپنی آنکھوں میں شعلوں کی لپٹ لیے گیٹ کھلتے ہی گاڑی اندر لے گیا۔ گاڑی ابراہیم مینشن کے بڑے پورچ میں روک کر وہ لمحے بھر کو اس شاندار حویلی کو دیکھنے لگا، جس کے مکینوں نے اس کی زندگی کا اہم خواب اس سے چھین لیا تھا۔

وہ مہنگے ترین ماربل کو اپنے جوتوں کے نیچے روندتا اندر کی طرف بڑھا۔

وہ تنہا آج ابراہیم خان کے ہوش ٹھکانے لگانے آیا تھا۔

"ابراہیم خان کہاں ہے؟"

وہ مین لابی سے گزرتے ہوئے ملازم کا بازو پکڑ کر غصے سے بولا۔

"...وہ... صاحب جی ہمیں کیا پتا، ہم تو خادم ہیں"

"خادم ہو نا تو چپ چاپ بتاؤ وہ کہاں ہے ! ورنہ یہی تمہاری سانسیں روک کر تمہیں مزید کسی بھی قسم کی خدمت کے قابل نہیں چھوڑوں گا !"

داعود نے اسے گریبان سے پکڑتے ہوئے چہرے کے قریب لا کر پھنکارا۔ اسے ان لوگوں سے سخت چڑ تھی جو امیروں کو غریبوں سے برتر سمجھتے تھے، اور خاص طور پر وہ جو خود کو کم تر سمجھ کر جیتے تھے۔

صاحب معاف کر دیں، میں غریب ہوں... میرے بچے ہیں، میں مجبور ہوں... دونوں طرف سے"
"...مارا جاؤں گا

ملازم فوراً اس کے پاؤں میں گر گیا۔

داعود نے غصے میں اسے دھکا دے کر ہٹایا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اوپر جاتے ہوئے اسے کچھ ملازمائیں کام کرتی نظر آئیں، وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"! میری بات سنو! یہ ابراہیم خان کہاں ہے؟ جلدی بتاؤ"

داعود نے ان کے سامنے بندوق تان لی۔ ملازمہ جو صفائی کر رہی تھی، خوف سے کانپ اٹھی۔

"...صاحب... وہ... وہ"

"! جلدی بتاؤ! میرے پاس تمہاری یہ ہچکچاہٹ سننے کا وقت نہیں ہے"

"...وہ صاحب... پہنچے سے الٹے ہاتھ ہے"

وہ فوراً اپنی جان بچانے کے لیے بولی۔

تب تک داعود یوسفزئی کے ابراہیم خان کے حویلی میں آنے کی خبر ابراہیم خان تک پہنچ چکی تھی، اور وہ پوری تیاری کے ساتھ اس کا انتظار کر رہا تھا تاکہ اس کے ہارے ہوئے چہرے کو دیکھ سکے، اور بازی جیتنے کے بعد اس کی شکست کا مزہ لے سکے۔

"بابا آپ کو نہیں لگتا وہ کچھ غلط کر دے گا؟ آخر آپ نے وعدہ خلافی کی ہے..."

نیاز خان، ابراہیم خان کا بڑا بیٹا، اسٹڈی روم کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

وہ مسلسل فون کالز موصول کر رہے تھے، مگر وہ سب کو نظر انداز کر کے صرف داعود یوسفزئی کا انتظار کر رہے تھے۔

ابھی وہ کچھ بولنے ہی والے تھے کہ اچانک داعود تیزی سے اندر داخل ہوا۔ وہ ایک جھٹکے میں ابراہیم خان کے قریب پہنچا، اس کا گریبان پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے لابی میں لے آیا۔

"دھوکے باز... مکار انسان! تم نے مجھے دھوکا دیا؟ کیا لگا تھا تمہیں؟ اتنی آسانی سے مجھے دھوکا دے کر یہاں سکون سے بیٹھے رہو گے؟"

داعود نے زوردار مکا اس کے چہرے پر مارا۔

ابراہیم خان صوفے پر منہ کے بل گر گیا۔

شور سن کر گھر کی خواتین نے خوف سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا، جبکہ دونوں بیٹے فوراً آگے بڑھے۔

مگر داعود غصے میں تھا، اس نے دونوں کو بھی نہیں بخشا اور لمحوں میں ان کی درگت بنا دی۔

"سوچنا بھی مت اپنے اس دھوکے باز باپ کو بچانے کی!"

"کیا کہا تھا تم نے؟ اس نکاح کے بدلے تم مجھے منسٹر کی کرسی دو گے؟ تم نے خود اس نکاح کا سودا کیا تھا!"

وہ غصے میں چیختا رہا۔

"اب تو حد ہو گئی... کیا سوچا تھا؟ مجھے دھوکا دے کر بچ جاؤ گے؟"

اس کی آواز لابی میں گونج رہی تھی۔

"تم نے غلطی کی ہے ابراہیم خان... داعود یوسفزئی ایک بار جس چیز پر نظر ڈال لے، وہ ہمیشہ کے لیے اس کی ہوتی ہے!"

"یہ بھول ہے تمہاری کہ مجھے دھوکا دے کر بچ جاؤ گے..."

"تمہاری وہ بیٹی... اب کھیل بن کر رہے گی... جب تک تم اپنا وعدہ اور معاہدہ پورا نہیں کرتے!"

داعود یہ کہتا ہوا تیزی سے مڑا۔ کونے میں چھپے اس کے سہمے وجود پر اس نے ایک بھی غلط نگاہ نہیں ڈالی۔ وہ تیزی سے اس کا بازو دبوچتا اسے لیے باہر کی طرف بڑھا۔

پیسنجر سیٹ پر اسے پٹخ کر وہ اپنی گاڑی جتنی تیزی سے اندر لایا تھا، اتنی ہی تیزی سے دوبارہ باہر نکل گیا۔

پیسنجر سیٹ پر بیٹھا وجود سہمتے ہوئے اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی پر رو رہا تھا، مگر وہ خود وہاں نہیں گئی تھی... اسے تو اس کی آتی جاتی جان نے زبردستی بیچ دیا تھا، ذلت اور بے عزتی کے لیے....

"واٹ؟"

ریان اپنے آفس میں بیٹھا تھا جب اسے یہ کال موصول ہوئی۔ خبر سنتے ہی اس کا پورا وجود ہل کر رہ گیا۔

وہ فوراً اپنی چیزیں سمیٹتا، ساری میٹنگز کینسل کرتا، حویلی کی طرف نکل گیا۔

دارار حویلی آیا، مگر وہاں موجود کسی پر ایک نظر ڈالے بغیر سیدھا اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گیا۔

سب نے صرف حیرانی سے اس کی پشت کو دیکھا۔

اس سے پہلے کہ روداب اس کے پیچھے جاتی، واجی کے اشارے پر وہ رک گئی۔ وہ نا چاہتے ہوئے بھی وہیں بیٹھ گئی اور ناشتہ کرنے لگی، جو وہ زہر مار کر رہی کر رہی تھی۔

ابھی وہ سب ناشتہ سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مرد حضرات اپنے کام کے لیے نکل چکے تھے۔

دارار اپنے کمرے میں بند تھا، ملیار گھر پر موجود نہیں تھا، داور بھی صبح سویرے کسی ضروری کام سے نکل گیا تھا۔ علیان بھی ابھی ابھی گیا تھا۔ اس کے علاوہ سلیمان صاحب اور شاکب صاحب واجی کے ہمراہ ڈیرے کے کام کے لیے نکل چکے تھے۔

اسی دوران اچانک پورچ میں گاڑیوں کے رکنے کی آواز آئی۔

کچھ دیر بعد داعود ایک لڑکی کو زبردستی کھینچتا ہوا اندر داخل ہوا۔

اس کی اس جارحانہ حرکت پر روداب کا چہرہ سخت ہو گیا، جبکہ سب کے ذہن میں بہت سے سوال اٹھنے لگے۔

مگر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ پوچھتا، وہ تیزی سے اسے گھسیٹتا ہوا اوپر کی طرف لے گیا۔

اسے اپنے کمرے میں دھکیل کر وہ فوراً باہر نکلا اور دروازہ باہر سے لاک کر دیا۔

"خبردار! جو کسی نے بھی میرے کمرے کا دروازہ کھولنے کی غلطی کی... اگر کسی نے اس لڑکی پر
ترس کھا کر دروازہ کھولا تو میں سیدھا اس کے سر میں گولی مار دوں گا!"

وہ دھاڑتا ہوا اسٹڈی میں بند ہو گیا۔

گھر کی ساری خواتین حیرانی سے یہ منظر دیکھ رہی تھیں، سب کچھ ان کی سمجھ سے باہر تھا۔

وہ سب اسی خوف اور الجھن میں تھیں کہ اچانک گیٹ پر گاڑیوں کے رکنے کی آواز آئی۔

کچھ ہی دیر بعد ریان پریشان سا اندر داخل ہوا۔

"السلام علیکم... داعود گھر پر ہے؟"

ریان نے ان سب کی بدحواسی دیکھتے ہوئے پوچھا۔

سب نے اوپر کی طرف اشارہ کر دیا۔

ریان بغیر کوئی تاثر دیے سیدھا اوپر بڑھ گیا۔

پہلے وہ اس کے کمرے کے باہر گیا، وہاں تالا دیکھ کر وہ سیدھا اسٹڈی کی طرف بڑھا...

ریان اس کی اسٹڈی کی طرف بڑھا۔

وہ ایک بار دروازہ بجاتا خاموشی سے انتظار کرنے لگا۔

"...اندر آجاؤ"

اندر سے داعود کی بھاری آواز آئی۔

ریان سر پر ہاتھ پھیرتا اندر داخل ہوا۔

جونہی وہ کمرے میں داخل ہوا، پورا منظر اس کے سامنے واضح ہو گیا۔

کمرے میں سگریٹ اور بارود کی ملی جلی بو پھیلی ہوئی تھی۔ دھواں فضا میں تیر رہا تھا۔

ریان کی نظر صوفے پر بیٹھے داعود پر گئی، جو سر صوفے کی پشت سے ٹکائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔ ایک ہاتھ سے اپنا ماتھا سہلا رہا تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں سلگتی سگریٹ دبی ہوئی تھی۔

"یہ جو تم نے کیا ہے... تمہیں لگتا ہے یہ ٹھیک ہے؟"

ریان سامنے موجود ٹیبل کے کنارے بیٹھتے ہوئے بولا۔

اس کی آواز سنتے ہی داعود نے فوراً آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"لالا... آپ یہاں؟"

داعود نے حیرت سے پوچھا۔

"...جی، میں یہاں... اور کچھ دیر میں باقی لوگ بھی ہوں گے۔ خبر پہنچنے دو بس"

ریان نے اس کے ہاتھ میں موجود سگریٹ کی طرف دیکھتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا۔

"آج نہ روکیے گا... بہت ضرورت ہے مجھے اس کی۔ غصے سے مجھے اپنا دماغ پھٹتا محسوس ہو رہا ہے..."

داعود نے ماتھا مسلتے ہوئے کہا۔

ریان نے اس کے ہاتھ سے سگریٹ لے کر ٹیبل پر بجھائی اور ڈسٹ بن میں پھینک دی۔

"یہ سکون نہیں دیتی داعود... یہ اندر لگی آگ کے ساتھ مل کر مزید آگ لگاتی ہے۔ بس تمہیں یہ یقین دلاتی ہے کہ اس نے سکون دیا ہے، جبکہ حقیقت میں یہ تمہیں مزید جلاتی ہے..."

وہ دھیرے سے بولا۔

"آدمی کو سکون عبادت سے بھی ملتا ہے... اور اگر بیوی ہو، تو اس کے پہلو سے بڑھ کر کہیں سکون نہیں ملتا۔ بڑے سے بڑا غصے والا آدمی بھی بیوی کی آغوش میں آکر خاموش ہو جاتا ہے..."

"...تو یہ دھواں اڑانا بند کرو... اور اپنی بیوی کی حالت دیکھو"

"لالا!"

داعود نے فوراً تیز لہجے میں اسے روکا۔

"بیوی نہیں ہے وہ میری! ایک سودا تھا... ایک سودا... جسے میں نے منسٹر کی کرسی کے عوض قبول کیا تھا!"

اس کی آنکھوں میں غصہ دہکنے لگا۔

"اور بدلے میں مجھے دھوکا ملا ہے!"

"نہ وہ گھٹیا آدمی میرا کچھ لگتا ہے اور نہ ہی اس کی وہ پوتی کبھی میری بیوی بن سکتی ہے!"

داعود غصے میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں ان دادا پوتی کا وہ حال کروں گا کہ یہ زندگی بھر... بلکہ مرنے کے بعد بھی داعود یوسفزئی کا نام نہیں بھولیں گے!"

"ابراہیم خان اپنی پوتی کو استعمال کر کے جو چاہ رہا ہے، میں وہ کسی قیمت پر ہونے نہیں دوں گا!"

ریان خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"...تمہاری ساری باتیں اپنی جگہ ٹھیک ہوں گی"

وہ آخرکار بولا۔

مگر میری ایک بات یاد رکھنا داعود... اگر تم اس لڑکی کو عزت نہیں دو گے، تو کوئی بھی نہیں دے"
"...گا

"...اس کی عزت شاید اس کے دادا سے جڑی نہ ہو... مگر اب تم سے ضرور جڑی ہے"

"...اور آج تم نے خود اس عزت کا تماشا بنایا ہے"

داعود کی آنکھیں چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئیں۔

"...بہرحال، میں جا رہا ہوں"

ریان آہستہ سے کھڑا ہوا۔

ممکن ہے ابراہیم خان پولیس بھیج دے۔ آخر اس کی پوتی کو اٹھا کر لائے ہو... اور اوپر سے اس"
"...کے گھر میں جو تباہی مچائی ہے، وہ الگ

داعود نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ریان سر ہلاتا وہاں سے نکل گیا۔

وہ جس خاموشی سے آیا تھا، ویسے ہی خاموشی سے واپس چلا گیا۔

ریان کے جانے کے بعد داعود کرسی پر بیٹھا ماتھا مسلتا رہا۔

ریان کی کہی ہوئی باتیں مسلسل اس کے ذہن میں گونج رہی تھیں۔

مگر اگلے ہی لمحے اس نے خود کو جھٹکا۔

اگر واقعی پولیس آگئی تو؟

اسے پہلے سے تیاری کرنی ہوگی۔

...وہ کچھ سوچتے ہوئے فون اٹھاتا اپنے خاص آدمی کو کال ملانے لگا

---۔ صبح سے شام ہو چکی تھی۔

وہ اس کمرے میں بند تھی اور وہیں کونے میں سکڑی سمٹی بیٹھی بس سہمی نظروں سے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔

بھوک سے اس کی جان نکل رہی تھی۔ کمزوری سے اسے چکر محسوس ہو رہے تھے۔ دل چاہ رہا تھا وہ یہی فرش پر لیٹ جائے کیونکہ اب اس میں اتنی ہمت بھی نہیں بچی تھی کہ اٹھ کر کمرے کو دیکھ سکے، جو اس کے لیے ایک نئی کال کوٹھری بن چکا تھا... جہاں وہ جانے کتنے گھنٹوں سے قید تھی اور اسے پانی کی ایک بوند تک نصیب نہیں ہوئی تھی۔

پانی کا خیال آتے ہی اس کے وجود میں شدید پیاس جاگ اٹھی۔

وہ ہمت کرتی اپنی نظریں دروازے سے ہٹا کر اردگرد پانی ڈھونڈنے لگی، مگر اسے کہیں کچھ نہ ملا۔

تھک ہار کر وہ واپس اسی جگہ آ بیٹھی اور گھٹنوں میں سر دے لیا۔

...اب اپنی آنے والی زندگی کی ساری مشکلیں اسے تنہا ہی دیکھنی تھیں

اس نے دل میں سوچا۔

"تو پہلے کون ساتھ تھا؟"

اچانک اسے اپنے اندر سے ایک آواز سنائی دی... جیسے اس کے ضمیر نے اسے ہمیشہ سے تنہا ہونے کا یقین دلایا ہو۔

اپنی بے بسی پر اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے، رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

ضمیر کی کہی ہوئی بات اسے بری طرح چبھ گئی تھی۔

کچھ بھی ہو.... جب وہ ابراہیم خان کی حویلی میں تھی، کم از کم اسے یہ امید تو تھی کہ ایک دن اس کا شوہر آئے گا... اسے اپنے ساتھ لے جائے گا... اس جہنم، اس غلامی کی زندگی سے نجات دلوا دے گا۔

مگر آج...

آج اس کے شوہر کے سفاک الفاظ، جو اس نے بھرے مجمع میں ہر اس شخص کے سامنے کہے تھے جس نے کبھی نہ کبھی اس کی آنکھوں میں اس کے لیے پسندیدگی دیکھی ہو گی...

انہوں نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔

اس کا دل چاہا کہ کاش اللہ اسے اسی لمحے موت دے دیتا... کیونکہ یہ رسوائی موت سے کہیں زیادہ تکلیف دہ تھی۔

وہ شدت سے آنکھیں میچے بیٹھی تھی کہ چند گھنٹے پہلے کا منظر ایک بار پھر پوری آب و تاب سے اس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا۔

جیسے وہ چاہ کر بھی اس لمحے سے چھٹکارا نہیں پا رہی تھی۔

...بار بار وہی منظر

....جب داعود اچانک وہاں آیا تھا... اس کے دادا کو مارتا، گھسیٹتا ہوا

اگر اسے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ وہ سب کے سامنے اس کے ساتھ ایسی سفاکی کرے گا تو وہ خاموشی سے خود ہی جا کر گاڑی کے پاس کھڑی ہو جاتی۔

وہ اکیلے میں اسے مار لیتا، گالیاں دے دیتا... مگر یوں سب کے سامنے؟
خاص طور پر ان لوگوں کے سامنے جنہوں نے کبھی نہ کبھی اس کی آنکھوں میں اس کے لیے پسندیدگی دیکھی تھی؟

وہ سوچتے ہوئے ایک بار پھر گھٹنوں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔

اس کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

داعود کے سخت الفاظ اسے اب بھی اپنے کانوں میں گونجتے محسوس ہو رہے تھے۔

...آج تک

آج تک وہ خود کو بڑے فخر سے اس کی منکوحہ سمجھتی تھی۔

بھلے اس نے کبھی اس سے رابطہ نہ کیا ہو، مگر وہ خود کے لیے یہ اعزاز سمجھتی تھی کہ وہ داعود یوسفزئی کی بیوی ہے۔

مگر آج حقیقت جان کر اسے لگا تھا جیسے وہ وہاں سب کے سامنے ننگے سر نہیں... بلکہ بغیر لباس کے کھڑی تھی۔

اتنی شدید توہین کا احساس ہوا تھا اسے۔

حقیقت اسے قبر میں موجود کسی بچھو کی طرح ڈس رہی تھی۔

تو کیا... اس کا نکاح صرف ایک سودا تھا؟

...اس کی زندگی کے مردوں نے کتنی آسانی سے اسے اپنے اپنے مفاد کے لیے استعمال کر لیا تھا

...کسی نے اسے ضمانت بنایا... کسی نے طاقت

اور وہ؟

...وہ اتنے عرصے تک خود کو کسی کی عزت سمجھتی رہی

جبکہ حقیقت کچھ اور ہی تھی۔

جب اس کے دادا نے اسے کسی بے بس عورت کی طرح اس کی قیمت لگاتے ہوئے بازار میں بیچ دیا تھا، تو خریدنے والے سے کیا گلہ تھا...؟

مگر دل تھا کہ مانتا ہی نہیں تھا۔

داعود کو دیکھ کر، اس کے ساتھ جڑے ماضی کے خواب... اپنی خوشحال زندگی کی وہ تمام حسین تصویریں جو اس نے اس کے ساتھ سوچ رکھی تھیں، آج ایک ڈراؤنی حقیقت بن کر اس کے سامنے کھڑی تھیں۔

اسے اپنا سانس رکتا محسوس ہوا اور بے ساختہ اس کے لبوں سے ایک بڑی سی سسکی نکل گئی، جس سے اس کا پورا وجود ہل گیا تھا۔

"میں... تو الفاظ بھی نہیں ڈھونڈ پا رہی اللہ"

وہ روتے ہوئے بولی۔

"کیا میں کوٹھے میں رہنے والی عورت بن جاؤں گی؟"

"ان لوگوں نے اتنی آسانی سے میری قیمت لگا دی..."

کیا میں اتنی بری ہوں کہ دادا جان نے ایک بار بھی مجھے اپنی کرسی کے لیے بیچتے ہوئے نہیں "سوچا...؟

"یہ بھی نہیں سوچا کہ وہ میرے ساتھ کیسا سلوک کرے گا؟"

پہلے انہوں نے مجھے بیچ دیا اللہ... پھر اتنے بڑے آدمی کے ساتھ دھوکا کیا... اور تائی جان نے" جان بوجھ کر مجھے وہاں ذلیل ہونے کے لیے دھکیل دیا..."

"اللہ... ایسا تو نہیں ہوتا نا...؟"

وہ اپنا چہرہ گھٹنوں سے نکالتے ہوئے اپنے رب سے شکوہ کرنے لگی، جیسے ہمیشہ کیا کرتی تھی۔

"انہوں نے کہا میں ان کی رکھیل بن کر رہوں گی..."

یہ لفظ یاد آتے ہی اس کا وجود کانپ گیا۔

"میں نے دیکھا تھا سب کے چہروں پر وہ طنز... وہ حقارت..."

"سب وہاں کھڑے میری رسوائی کا تماشا دیکھ رہے تھے..."

"اور دادا جان... وہ تو خود یہ تماشا لگوانے والے تھے..."

وہ شدت سے روتے ہوئے بولی۔

"اللہ... آپ کو پتا ہے؟"

"...انہوں نے ایک بار پیچھے مڑ کر یہ بھی نہیں دیکھا کہ میرا دوپٹہ گر گیا تھا"

"...اور وہ خبیث انسان مجھے کیسے گندی نظروں سے دیکھ رہا تھا"

"...آپ نا... اس کی آنکھیں نکال دینا"

وہ معصوم بچوں کی طرح ایک ایک شکایت اپنے رب سے کرتی جا رہی تھی۔

...اپنے اوپر گزری ہر قیامت... ہر ذلت... ہر درد

اس آس میں کہ شاید ایک دن اللہ ان سب ظالموں کو روک دے گا۔

ایک دن حساب ہو گا۔

ان لوگوں کا بھی... جنہوں نے ایک معصوم لڑکی کو بازار کی عورت بنا کر پیش کیا تھا۔

بار بار داعود کی باتیں یاد آتیں تو اس کا دل اس کے لیے موجود ہر نرم جذبے سے خالی ہوتا جا رہا تھا۔

...وہ جذبے... جو کبھی بہار میں کھلتے پھولوں کی طرح اس کے اندر خوشبو بکھیرتے تھے

اب اسے وہی خوشبو بدبو میں بدلتی محسوس ہو رہی تھی۔

آج اس نے دیکھا تھا کہ کیسے کوئی انسان آپ کو خود سے نفرت کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

...وہ بس سوچتی رہی... روتی رہی

ہر بار وہ اللہ سے اتنی شکایتیں کرتی تھی، مگر کچھ ہی دیر بعد اس کے پاس شکایتوں کا ایک نیا ڈھیر موجود ہوتا تھا۔

...پھر اچانک

اپنی انہی شکایتوں پر اسے خود حیرت ہوئی اور وہ ہلکا سا مسکرا دی۔

آخر اللہ نے اسے اتنا حوصلہ بھی تو دیا تھا کہ وہ سب کچھ برداشت کر سکے۔

...یہ بھی بھول جائے گی

...آج کا واقعہ بھی

نہ بھولتے ہوئے بھی بھول جائے گی۔

...یاد رہے گا سب کچھ

...ہر لفظ... ہر حقارت بھری نظر... ہر طنزیہ مسکراہٹ

مگر ایک بری یاد کی طرح۔

وہ سب کچھ سوچتے ہوئے آہستہ سے زمین پر لیٹ گئی اور خود میں سمٹ کر گٹھری بن گئی۔

...نیند ہی ایک ایسی چیز تھی

جو اسے دل اور دماغ کی اس جنگ سے نکال کر کچھ لمحوں کا سکون دیتی تھی۔

....جہاں نہ وہ خود کو غیر محفوظ محسوس کرتی تھی

اور نہ کمزور۔ سمجھتی ہے

وہ اپنی اندرونی جنگ کو لڑتے لڑتے نہ جانے کب یونہی زمین پر نیند کی وادیوں میں اتر گئی، اس بات سے انجان کہ ابھی اور بھی امتحان باقی ہیں جو قدرت نے اس معصوم کے زمرے میں لکھے ہیں۔۔

زارا کی آنکھ کھلی تو خود کو علیار کے حصار میں پایا تھا۔ دونوں اس وقت سوئمنگ پول کے بیچ میں فلوٹنگ بیڈ پر لیٹے تھے۔ سامنے پروجیکٹر کا پردہ اور صبح کی ہونے والی ہلکی ہلکی روشنی اس کے چہرے پر پڑتے اس کی نیند میں خلل پیدا کر رہی تھی اور نا چاہتے ہوئے بھی رات دیر سے سونے کے باوجود وہ سویرے اٹھ گئی تھی۔

وہ اپنی آنکھیں میچتے جونہی اپنی آنکھوں کو مسلنے کے لیے اپنے ہاتھ کی پشت کا استعمال کرتی مگر شد شکر اس سے پہلے کہ وہ یہ کام کرتی، اس کی نظر اپنی انگلی پر موجود علیار کی پہنائی انگوٹھی پر چلی گئی اور اس نے خود کو اپنی آنکھ زخمی ہونے سے بچا لیا تھا، ورنہ کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ لیٹے لیٹے اپنے ہی اندھے ہونے کا انتظام خود کر لیتی۔۔

اپنے ہاتھ پر موجود رنگ دیکھ کر رات کے بہت سے لمحے اس کی آنکھوں میں لہرائے تھے مگر علیار کی شاعری اور اس کا یہ الگ شاعرانہ روپ اسے بڑا اچھا لگا تھا۔ بھلے ہی اس نے کسی خاص اہتمام سے اسے پرپوز نہیں کیا تھا مگر اتنے کم ٹائم پر اس نے جو بھی کیا تھا وہی اس کے لیے بہت تھا۔ کم از کم اسے اس بات کا احساس تو کرا رہا تھا کہ وہ اس کی زندگی میں ایک بہت ہی خاص مقام رکھتی ہے اور یہ مقام اس کے بچے کی وجہ سے نہیں ہے اور یہ بات اس کے لیے قابلِ سکون تھی۔ ایک طویل عرصہ بعد اسے پتا چلا خوشی اور سکون کس چیز کا نام ہے۔۔

اپنی ہی سوچوں میں گم اس کی نظر جب پروجیکٹر کے سفید پردے پر پڑی تو اسے کل رات کی اپنی کی گئی باتیں سرے سے یاد آئی تھیں۔ کیسے وہ اسے کسی رومانٹک مووی کو دیکھنے کے لیے رضامند کرنا چاہ رہا تھا مگر اسے ایکشن مووی دیکھنی تھی، مگر آخر میں دونوں ہی ایک اچھے ہونے والے والدین کا ثبوت دیتے ابھی سے خود کو اپنے بوس بے بی کے لیے تیار کرتے ہوئے "ٹام اینڈ جیری" مووی دیکھنے لگے تھے۔۔

زارا نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔ اس کی کل رات کی شکل یاد کرتے اس کی ہنسی چھوٹ گئی تھی جب اس نے کہا تھا:

"علیار، ہم والدین کے رتبے پر فائز ہونے والے ہیں اور اس رتبے پر اگر کوئی سب سے بڑی قربانی ہوگی تو وہ یہ کہ ہم دونوں اپنا کوئی پلان کر کے بیٹھے ہوں گے، سب کچھ تیار ہو گا، بس آپ کو اور مجھے کمبل میں گھس ہو کر بس ریموٹ سے ٹی وی اسٹارٹ کرنا ہو گا اور اچانک آلو بولے گا اسے کارٹون دیکھنا ہے، وہ بھی ہمارے ساتھ ٹی وی پر۔۔"

زارا نے جان کر اس کے تاثرات جاننے کے لیے نا چاہتے ہوئے بھی اس کے جذبات چھیڑتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سنتے علیار کی شکل ایسی ہو گئی تھی جیسے کسی نے اسے بھوت دکھا دیا ہو۔ اس کی شکل دیکھتے بمشکل زارا نے اپنی ہنسی روکی تھی جو کسی بھی لمحے اڈ کر باہر آنے کو بے تاب تھی۔۔

"اچھا اگر ایسا ہو گا تو ہمیں کیا کرنا ہو گا؟"

علیار پروجیکٹر کا ریموٹ وہیں نیچے رکھتے ہوئے اسے دیکھتے اتنی معصومیت سے بولا کہ زارا کا دل چاہا اس کے گال کھینچ لے مگر نہیں، اسے ابھی اپنا بدلہ لینا تھا۔۔

تو ہمیں اس کی پسند کو اہمیت دینی ہوگی۔ چلیں ہم ابھی سے خود کو اس کام کے لیے تیار کر لیتے ہیں۔ ابھی ہم بچوں والی مووی دیکھیں گے، آخر کو ہم بھی نیو پیرنٹس ہیں۔ آپ 'ٹام اینڈ جیری' کی سی ڈی لگائیے، وہ کارٹون اچھا ہے، میں اپنے آلو کو وہی دکھاؤں گی۔۔"

۔۔ زارا بڑے مزے سے اس کا موڈ غارت کرتی، اسے نئے سرے سے پریشان کرتی اپنا تکیہ ایڈجسٹ کرتے ہوئے بولی۔ اس وقت وہ صرف کل رات والے لہنگے چوڑی میں ملبوس تھی۔ اوپر کی فراک اس نے اتار کر رکھ دی تھی۔ اپنے گرد علیار کی اجرک اوڑھے وہ بڑے مزے سے کمبل کے اندر دبی مووی انجوائے کر رہی تھی۔۔

سارے سانحے کو یاد کر کے زارا آسودگی سے مسکرا دی تھی۔ جو بھی تھا، بالآخر ان کی زندگی میں سکون تھا۔ کوئی فکر نہیں تھی، بس اسے ایک کھٹکا ابھی بھی تھا۔ نہ جانے وہ کون تھا جس کی وجہ سے علیار کا رویہ ایسا تھا۔ یقینا کوئی نہ کوئی بات تھی جس کی وجہ سے علیار اسے لیے یہاں سب سے الگ موجود تھا۔ وہ نہ اسے حویلی سے آیا کچھ کھانے دیتا تھا، نہ وہاں تھوڑی دیر رکھتا۔ اس نے اسے کچھ کھانے دیا تھا اور یہ بات زارا کو خاصی عجیب لگی تھی، مگر وہ بعد میں خود ہی اسے صاف صاف پوچھنے کا ارادہ رکھتی تھی کیونکہ کہیں نہ کہیں اسے لگتا تھا اس کا میاں ازیشن کی دکان ہے، مگر پھر ایک دل تھا کہ علیار نے اس کی پر گنینسی کی نیوز پر جو ری ایکشن دیا تھا، وہ صرف کسی ازیشن کا نتیجہ نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

روشنی سے جھنجلاتے ہوئے علیار نے اپنے منہ سے چادر ہٹاتے اردگرد دیکھا تو زارا کی پشت دیکھ رہا تھا، جو نہ جانے اپنے گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے کس سوچ میں گم تھی۔ علیار ماتھے پر ڈالے بال ایک طرف کرتا بیٹھا۔۔

"زارا، کیا ہوا ہے؟ ایسے کیوں بیٹھی ہو؟"

علیار اٹھ کر بیٹھتے اسے اپنے حصار میں لیتا بولا۔۔

"ہوں؟۔۔"

زارا نے اس کی نیند میں ڈوبی آواز سنتے چونک کر اسے دیکھا۔ چہرے پر ابھی بھی مسکان قائم تھی۔۔

علیار لمحہ بھر اس کی مسکراہٹ کو دیکھتا رہا۔۔

"ہمیشہ ایسے ہی ہنستی رہا کرو، اچھی لگتی ہو۔۔"

علیار اس کے عارض پر ہاتھ رکھتے بولا۔۔

"آپ کو پتا ہے مسکرانے کی وجہ ہوتی ہے، اور اس وقت یہ وجہ آپ ہیں۔۔"

زارا اس کے سینے سے سر لگائے بولی۔۔

چلو، کوئی تو اچھا کام کیا میں نے۔ اب ایک کام کرو، اٹھو پہلے فریش ہو۔ میں تمہیں کچھ یوگا کے"
اسٹیپس بتاتا ہوں، تم وہ کرنا جب تک میں ہمارا ناشتہ بنا لوں گا۔ تو بتائیں میڈم نے ناشتے میں کیا کھانا ہے؟۔۔"

علیار اس کے بال سہلاتے بولا۔۔

"پین کیک !۔۔"

ناشتے کا سن کر ہی زارا کو اپنے منہ میں پانی آتا محسوس ہوا اور وہ فوراً اس سے الگ ہوتے بولی۔۔

"اچھا اور کچھ؟ پین کیک کے علاوہ۔۔"

علیار اس کے پین کیک کو اوکے کرتا بولا، مگر صرف پین کیک اس کے لیے کافی نہیں تھا۔۔

"اچھا ایک کام کرو، وہ پین کیک اور یوکلینڈا ایک کھا لینا تم۔۔"

علیار اسے سوچ میں پڑتا دیکھ کر مشورہ دیتا بولا۔۔

"ٹھیک ہے، کھا لوں گی مگر صرف دو۔۔"

زارا اس کی بات پر نیم رضامندی سے بولی۔۔

"ٹھیک ہے، صرف دو کھا لینا، اب چلو۔۔"

علیار اس کی باتوں پر نفی میں سر ہلاتے سوئمنگ پول کی اسٹیئر کے ساتھ جڑی چین کھینچ اپنے فلوٹنگ بیڈ کو کنارے پر لاتے بولا۔۔

دعا ابھی تک اپنے کمرے میں سکتے کی کیفیت میں بیٹھی تھی۔ اسے ہوا نے انٹرکام سے بتایا تھا کہ دارار چلا گیا ہے، وہ بھی ناشتہ کیے بغیر، مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسے اب تک اس بات کا یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کا بھائی کوئی اس قسم کی حرکت کر سکتا ہے۔ اسے اپنا ہی آنکھوں دیکھا منظر ہضم کرنا دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا تھا۔ وہ خود میں اتنی بھی ہمت محسوس نہیں کر رہی تھی کہ جا کر زرتاشہ سے بات کرے، اس سے پوچھے، اسے دیکھے۔ وہ وہاں ان دونوں کو دیکھنے اور ان کے ساتھ ناشتہ کرنے ہی تو گئی تھی، مگر اب۔۔۔ اب وہ کیا کرے؟ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔ پہلے ریان کو بتائے، دارار کو کال کرے یا پھر زرتاشہ سے بات کرے۔۔

کرے۔ وہ اپنے دماغ میں الجھے سوالوں سے پریشان بیڈ پر ڈھ گئی۔۔ دنیا کا مشکل ترین کام اسے اس وقت زرتاشہ کو فیس کرنا لگ رہا تھا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا وہ جا کر اسے دیکھے، رات اس کی حالت ٹھیک نہیں تھی، مگر جائے تو جائے کیسے۔۔ دعا کو سوچ کر ہی ندامت ہو رہی تھی۔ پھر کچھ سوچتے وہ اپنا فون اٹھا بیٹھی تھی۔ وہ سارا معاملہ علیار کو بتانے کا ارادہ رکھتی تھی، وہی دارار سے بات کر سکتا تھا کیونکہ کسی اور کی بات تو وہ سن نہیں رہا تھا۔۔

وہ تیزی سے اپنا فون اٹھاتی اس کا نمبر ڈائل کر گئی جو تھوڑی دیر میں ہی اٹھا لیا گیا۔

"اسلام و علیکم لالا!"

”وعلیکم السلام دعا، کیا بچے؟ سب خیریت تو ہے؟ اتنی صبح صبح کال؟“

علیار نے وقت دیکھتے کچھ حیرانی سے پوچھا۔ اسے اتنا تو پتا تھا کہ دارار بہت صبح سویرے سے اپنے سارے کام کرتا ہے مگر دعا اتنی صبح کی عادی نہیں تھی۔ وہ تو کالج ہی بمشکل جاتی تھی جس پر بھی اسے خود اٹھنے کے لیے اتنے جتن کرنے پڑتے تھے۔۔

”جی لالا سب خیریت ہے، آپ مصروف تو نہیں ہیں؟ آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔“

دعا نے اس کی مصروفیت پوچھ کر ہی بات کا آغاز کرنے کا سوچا۔۔

”ہاں بولو، تمہاری بھابی کو ناشتہ کروا رہا ہوں۔۔“

علیار اس کی بات سنتے مسکراتے ہوئے اسے اپنی فل ٹائم مصروفیت بتانے لگا۔۔

”اچھا لالا، دارار لالا آئے تھے، رات یہیں تھے اور۔۔“

وہ اسے شروع سے لے کر آخر تک ایک ایک بات بتاتی گئی۔۔ اس کی بات سنتے علیار نے سرد سانس کھینچی تھی۔۔

دعا، تم اس مسئلے پر پہلے بھابھی سے بات کرو، وہ کیا کہتی ہیں، پھر اس کے بعد ہی کچھ کرنا۔ مگر“ میں آئے۔ اگرblem سوچ سمجھ کر کرنا، کچھ بھی ایسا نہ کرنا جس سے تمہارا اور ریان کا رشتہ پرا بھابھی اس کی حرکتوں کے بارے میں ریان کو بتانا چاہتی ہیں تو انہیں خود بتانے دینا، تم کچھ نہ

کہنا۔ یہ ان کا اور دارار کا ذاتی معاملہ ہے، ہمارا عمل دخل نہیں ہے۔ تم اب پریشان نہ ہو اور کوشش کرو زرتاشہ بھابھی سے بات کرو۔۔"

علیار یہ کہتا فون کاٹ گیا۔۔

"کیا ہوا؟ کوئی مسئلہ ہے؟ دعا نے کیوں کال کی تھی؟"

زارا نے ناشتہ کھاتے ہوئے اسے دیکھتے پوچھا۔۔

"کچھ نہیں، بس کچھ ریان کے متعلق بات تھی۔۔"

"اچھا۔۔۔"

داعود صبح کا اسٹڈی میں بند تھا۔ رات ہونے کو آئی تھی، اب تک کوئی بھی گھر نہیں آیا تھا۔ گھر کی خواتین کا پریشانی سے برا حال تھا مگر کسی کو کال پر بتا بھی نہیں سکتی تھیں۔ ان لوگوں کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کریں تو کیا کریں۔ ابھی وہ لوگ پریشانی سے ایک دوسرے کو ہی دیکھ رہے تھے جب داعود انہیں نیچے اترتا نظر آیا۔۔

"داعود!"

اس سے پہلے وہ باہر جاتا، رودابہ نے اسے آواز دے کر روکنا ہی بہتر سمجھا۔۔

ان کی آواز پر وہ رک بھی گیا۔۔

"مجھے اپنے کمرے کی چابی دو ابھی کے ابھی۔۔"

رودابہ اس کے سامنے ہوتی سختی سے بولی۔ وہ بچی صبح سے اندر بند تھی، واللہ عالم اس نے کچھ کھایاپیا بھی تھا یا نہیں۔۔

"مورے، میں نے آپ کو کہا ہے اسے وہیں بند رہنے دیں جب تک اس کا دادا یہاں آکر خود اس کی آزادی نہیں مانگتا۔۔"

داعود انہیں دیکھتے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے مودب انداز میں بولا۔۔

"اچھا ! اور وہ اس کی آزادی کس سے مانگے گا؟ تم سے؟ تم کون ہو اس بچی کے؟ شوہر؟ یعنی کہ اب تم اپنی خواہش نہ پوری ہونے پر اسے طلاق دو گے؟ واہ ! پہلے تم نے اتنے پاک رشتے کو اپنے ایک دوست کے لیے استعمال کیا اور اب تم اس کی آزادی کے طور پر استعمال کر رہے ہو۔ بولو، اب چپ کیوں ہو؟ اتنے بڑے ہو گئے ہو؟"

ہو یا یوں کہوں کہ اتنے گر گئے ہو کہ اپنی خود کی بہن ہونے کے باوجود تم دوسرے کی بہن بیٹی کی زندگی سے کھیل رہے ہو۔ رودابہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔۔

"مورے ! مجھے اس وقت اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔۔"

ان کی باتیں سنتے داعود جھنجھلاتے ہوئے بولا۔

مت کرو بات، بس چابی دو چپ چاپ، ورنہ منسٹر صاحب کسی طرح منسٹر بنے یا نہ بنے، اس عمر میں میری مار سے معذور ضرور بن جائیں گے۔ تو مجھے غصہ دلائے بغیر چابی دو۔۔"

رودابہ اس کے کندھے سے مصنوعی گرد صاف کرتے اسے گھورتے ہوئے بولی جبکہ داعود نے آنکھیں پھیلائے اپنی ماں کو دیکھا تھا جو زندگی میں پہلی بار اسے مارنے کا کہہ رہی تھی، وہ بھی اس لڑکی کے لیے جس کی وجہ سے وہ اپنی زندگی کا سب سے اہم خواب پورا نہیں کر سکا تھا۔۔

"چابی داعود! بعد میں اسے برا بھلا کہہ لینا، فی الحال مجھے چابی دو۔ تم ہو گے ڈھیٹ ہڈی جو دن رات کچھ نہ کھائے تو اسے فرق نہیں پڑتا، وہ نہیں ہوگی۔۔"

رودابہ اسے گھورتے ہوئے اپنے سامنے ہتھیلی پھیلاتے بولی۔۔

وہ بغیر کچھ کہے چپ چاپ اس کے ہاتھ میں چابی تھما کر وہاں سے نکل گیا۔۔

"درخشہ! ٹرے میں کھانا نکالو اور چلو میرے ساتھ اوپر۔۔"

رودابہ وہیں سے درخشہ کو آواز دے کر کہتی خود اوپر داعود کے کمرے کی طرف چلی گئی۔۔

رودابہ اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو ساری لائٹیں آف تھیں۔ پورا کمرہ انہیں صبح جیسا ہی صاف لگا۔ کسی بھی چیز کو دیکھ کر نہیں لگ رہا تھا کہ اسے چھوا بھی گیا ہے۔
پورے کمرے کو خالی دیکھ کر وہ پریشانی سے باتھ روم کی طرف بڑھی جب ان کی نظر نیچے پڑی جہاں کونے میں وہ سکڑی سمٹی، بغیر کسی دوپٹے کے، زمین پر گٹھڑی بنی سو رہی تھی یا بے ہوش

تھی، وہ اندازہ نہیں لگا پائی۔ اسے یوں گرا دیکھ کر وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھنا چاہا۔۔

بینا بچے۔۔!""

وہ اس کے چہرے کو تھپتھپاتے اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگی جبکہ روشبا نے جو بھوک، کمزوری اور نقاہت کے باوجود کسی کی نسوانی آواز اپنے بہت تو بہت قریب سن کر بھی اٹھ نہیں پا رہی تھی۔۔

درخشہ! درخشہ! درخشہ جلدی پانی لاؤ۔۔""

رودابہ اسے چیخ کر بلاتے ہوئے بولی۔۔

درخشہ جو اپنی ہی دھن میں بڑے مزے سے پانی اور کھانا لا رہی تھی، ان کی چیخ سنتے تیزی سے کمرے کے اندر آئی۔ انہیں یوں زمین پر بیٹھے مسلسل اس لڑکی کا چہرہ تھپکتے دیکھ کر جلدی سے ٹرے میز پر رکھتی، تیزی سے پانی کا گلاس لیتی ان کی طرف بڑھی۔۔

یہ لیں بی بی جی۔۔""

وہ گلاس رودابہ کو پکڑاتے ہوئے بولی۔۔

رودابہ گلاس سے پانی نکالتے، اس کی بوندیں اس کے چہرے پر چھڑکتے ہوئے اسے ہوش دلانا چاہا۔۔

بی بی جی ! انہیں تو ہوش ہی نہیں آ رہا، اب کیا کریں۔۔"“

اسے کافی دیر تک ہوش نہ آتا دیکھ درخشہ نے بھی پریشانی سے بولا۔۔

”تم ایک کام کرو، پہلے اسے بیڈ پر لٹاؤ اور پھر ڈاکٹر کو بلاؤ، وردہ سے کہو داعود کو فون کرے۔۔“

۔۔۔ہاں تم پہلے اسے میرے ساتھ بیڈ پر لٹاؤ اور پھر جاؤ، وردہ سے کہو داعود کو بلائے اور ڈاکٹر کو بھی۔۔ رودابہ گلاس اسے دیتے، اسے بتاتے ہوئے بولی۔ درخشہ ان کی بات پر سر ہلاتے پہلے روشبانہ کو ان کے ساتھ مل کر بیڈ پر لٹاتی باہر کی طرف بھاگی، جبکہ وہ اس کے سرہانے بیٹھتی، اس کے چہرے پر آئے بال پیچھے کرتی دوبارہ پانی کے گلاس کو دیکھتی اس کی طرف بڑھی تاکہ کسی بھی طرح بس اسے ہوش میں لا سکے۔ وہ ٹیبل پر رکھا گلاس جلدی سے اٹھاتے، جلدی سے اسے سائیڈ ٹیبل پر رکھتی، گلاس میں موجود پانی سے تھوڑا سا پانی لیتی دو بار اس کے چہرے پر چھینٹے مارنے لگی تاکہ وہ کوئی تو ری ایکشن دے مگر وہ یوں ہی ساکت بنی لیٹی تھی۔

رودابہ اٹھ کر واش روم جاتی، وہاں سے چھوٹا ٹاول گیلا کر کے لاتی، جلدی جلدی اس کا چہرہ صاف کرنے لگی تاکہ کوئی اثر تو پڑے اس لڑکی کو۔۔

درخشہ جلدی سے وردہ کو ساری صورتحال بتائی۔ وہیں کھڑی تھی تاکہ داعود ڈاکٹر کو بلا دے تو انہی کے ساتھ اوپر جائے یا خود آجائے، مگر وہ تو کسی قیمت پر فون ہی اٹھانے کو تیار نہیں تھا۔ وردہ نے ایک بار پھر جھنجھلاتے ہوئے اس کا فون ڈائل کیا جبکہ جواب اب بھی وہی تھا۔

تم چھوڑو اسے، ڈاکٹر کو میں خود بلاتی ہوں۔ تم جاؤ دارار کو اٹھاؤ، اسے سب کچھ بتاؤ جلدی سے درخشہ۔۔ وردہ اسے دارار کے کمرے کی طرف بھیجتی، جلدی سے ڈاکٹر کو فون لگاتے خود بھی اوپر کی طرف چل دی۔۔

رودابہ اس کے چہرے کو ٹاول سے صاف کرنے کے بعد اسے زبردستی تھوڑا سا اٹھا کر اس کے منہ سے پانی کا گلاس لگا گئی اور وہی ہوا جو انہوں نے توقع کی تھی۔ ایک ساتھ پانی اپنے منہ میں محسوس کر کے اس کی باڈی نے نا چاہتے ہوئے بھی ری ایکٹ کیا اور وہ آنکھیں کھول گئی، مگر ان سب میں اچھا خاصا پانی اس کے پورے چہرے اور بستر پر گر چکا تھا۔ رودابہ اسے جلدی سے لٹاتی، تولیے سے اس کا چہرہ صاف کر گئی۔۔

بس بیٹا بس، اب ٹھیک ہے۔ تم نے آنکھیں بند نہیں کرنی، ہاں بس بیٹا۔۔ رودابہ اسے واپس اچھے سے تکیے پر لٹاتی، اسے بھرپور طریقے سے جگانے کی کوشش کرنے لگی۔۔

بھابی !۔۔ ابھی وہ اسے مزید کچھ کہتی جب وردہ کمرے میں داخل ہو گئی۔۔

وردہ مجھے اس گلاس میں پانی ڈال دو جلدی سے۔۔ رودابہ انہیں وہاں آتا دیکھ کر سکھ کا سانس لیتے بولی تو وردہ بھی ان کی بات پر سر ہلاتے جلدی سے پانی ڈالتے گلاس ان کی طرف بڑھاتی، خود جگ سے تھوڑا سا پانی ہاتھ پر لے اس کے چہرے پر چھڑکنے لگی۔

اب کی بار تھوڑا سا کانشیس ہونے کے بعد روشبانہ پر پانی چھڑکنے کا کچھ اثر ہوا تھا اور وہ اپنی آنکھیں میچتے خود کو بچانے لگی۔ رودابہ جلدی سے اس سے دور ہوتی، اس کے ساتھ جگہ بناتی بیٹھ گئی جبکہ روشبانہ اب اپنی آنکھیں کھولے اب میچت کو گھور رہی تھی۔۔

وردہ، داعود کو کال کی تھی؟۔۔ اسے ہنوز خاموش دیکھ کر رودابہ نے وردہ سے سرگوشیانہ انداز میں استفسار کیا۔۔

بھابی کی تھی مگر وہ کال ہی نہیں اٹھا رہا ہے۔ میں نے ڈاکٹر کو بلا دیا ہے، کچھ ہی دیر میں بس آتی ہوگی اور درخشہ دارار کو بلا رہی ہے اگر ہمیں اسے ہاسپٹل لے جانا پڑا تو اس لیے۔۔

ٹھیک ہے۔۔ رودابہ ان کی بات پر سر ہلاتے دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہو گئی جو بس خاموشی سے چھت کو گھور رہی تھی۔۔

بیٹا !۔۔ رودابہ نے کچھ ہمت کرتے اسے دوبارہ پکارا۔ اس کی عجیب سی حالت انہیں شرمندہ محسوس کروا رہی تھی۔۔

ان کی آواز پر روشبانہ نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلتے خالی آنکھوں سے انہیں دیکھا۔۔

تھوڑا سا پانی پی لو، ہمت آجائے گی۔ ابھی ڈاکٹر آکر آپ کو چیک کر لیتی ہیں ہم۔۔

اس کی حالت انہیں بہت سے وسوسوں میں بتلا کر رہی تھی، کہیں داعود نے تو اس بچی کے ساتھ کچھ غلط نہیں کر دیا۔ ابھی وہ مزید کچھ کہتی یا کرتی، ڈاکٹر درخشہ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی جبکہ دارار نے کمرے کے باہر ہی کھڑا رہنا مناسب سمجھا تھا۔ ڈاکٹر روشہا نے کو ایک نظر دیکھتی، اپنا اسٹیتھو اسکوپ نکال کر اس کے دل کی دھڑکن اور آنکھیں چیک کرنے لگی، پھر سب کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ ڈاکٹر کی بات سنتے ہی وہ سب نا چاہتے ہوئے بھی باہر کا رخ کرنے لگے۔

ڈاکٹر نے مکمل چیک اپ کرنے کے بعد انہیں اندر بلا لیا۔

ویسے تو گھبرانے کی بات نہیں ہے،" ڈاکٹر نے رودابہ کو دیکھتے ہوئے کہا، "دراصل یہ بچی شاید پہلے" بھی اس طرح کی کیفیت سے گزر چکی ہے۔ اگر ان کے شوہر ہیں تو انہیں بلا لیں، میں انہیں "تفصیل سے بتا دیتی ہوں، زیادہ بہتر رہے گا۔

کیوں ڈاکٹر؟ بچی ٹھیک تو ہے نا؟ آپ نے کہا گھبرانے کی بات نہیں، پھر شوہر کو بلانے کی کیا" ضرورت ہے؟" رودابہ نے پریشانی سے پوچھا۔

دراصل..." ڈاکٹر نے توقف کیا۔ "آپ ایک کام کریں، میرے ساتھ باہر چلیں، اور آپ میں سے" کوئی ایک مریض کے ساتھ یہاں رک جائے۔ میں جو بتانے جا رہی ہوں وہ تحمل سے سننا پڑے "گا۔

وہ یوں تو بظاہر بالکل ٹھیک ہے، مگر آپ کو چونکا دینے والی سائیکائٹرک کنڈیشن کو دیکھنے کی ضرورت ہے، وہ بھی جلد از جلد۔ جتنی جلدی آپ سائیکائٹرک کنسلٹنٹ کرائیں گے، آپ کے پیشنٹ کے لیے اتنا ہی بہتر ہوگا۔ ڈاکٹر نے انہیں پہلے ہلکے ہلکے انداز میں بتا کر ذہنی طور پر تیار کرنے کی کوشش کی۔

"مگر ڈاکٹر، وہ بچی ٹھیک تو ہے، اسے ہوا کیا ہے؟"

دیکھیے، آپ کے پیشنٹ کا بی پی ضرورت سے زیادہ لو ہے اور ہارٹ بیٹ بھی نارمل سے بہت کم" ہے۔ ان کی نبض بھی مجھے خاصی مدھم چلتی محسوس ہوئی۔ دراصل میں کچھ بھی کروں، ان کی باڈی ری ایکٹ کر رہی ہے، اور وہ بس چھت کو گھور رہی ہیں۔ آپ نے انہیں جھنجوڑ کر ہوش میں لایا، نا؟ میرا مطلب ہے بہت فورس سے؟" ڈاکٹر نے سوال کیا۔

جی، وہ میں انہیں پانی پلانا چاہ رہی تھی مگر دونوں ایک ساتھ سمجھ نہ آئی تو پانی ان کے بال،" چہرے اور ناک میں چلا گیا۔" وردہ نے تفصیل دی۔

یعنی جب ان کی سانس بند ہوئی تب ہی ان کی باڈی نے ری ایکٹ کیا تھا، بہت ایکسٹریم لیول" پر۔ بہرحال میں یہ معاملہ آپ کو اتنی بہتر طریقے سے نہیں سمجھا سکتی جتنا ایک ماہر نفسیات سمجھا سکتا ہے۔ میرے حساب سے یہ ایک ڈیپ سائیکولوجیکل شاک ہے جس نے ان کے دماغ کو بہت اثر کیا ہے۔ وہ ایک قسم کی ڈپریسڈ اسٹیٹ میں ہیں، مطلب بہت کچھ ایسا ہے جو ابھی بھی ان کے اندر چل رہا ہے مگر باہر سے وہ خاموش ایک عجیب سی کیفیت میں ہیں۔ یہ اس وقت

ایسی کیفیت میں ہیں جس میں انسان اپنے احساسات سے بچنے کے لیے نیند یا شٹ ڈاؤن کا سہارا لیتا ہے۔ یہ بے ہوش نہیں تھیں، انہوں نے خود کو ہائبرنیٹ کر لیا ہے، جیسے جانور کرتے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف اپنے جسم کو بلکہ دماغ کو بھی 'نمب' کر دیا ہے۔ ایسی چیزیں اکثر ریپ وکٹمز کے ساتھ ہوتی ہیں، کیونکہ ان کا دماغ اور جسم فورس آف ایکشن کو ایکسپیٹ نہیں کرتا اور صورتحال سے بچنے کے لیے یہ راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ جسم اور دماغ دونوں شٹ ڈاؤن ہو جاتے ہیں جب تک انہیں لگے کہ وہ مزید برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کا بی پی لو ہونے کی وجہ شاید یہ ہے کہ انہوں نے کل سے کچھ کھایا نہیں، شدید اسٹریس میں ہیں۔ وہ ایکسٹریم لیول پر نہ صرف ڈپریشن بلکہ اینگزائٹی کا بھی شکار ہیں، اور میرا خیال ہے--"

پینک اٹیک بھی آتے ہوں گے، اور اگر انہیں ایک نہیں، دو، تین اس سے زیادہ ہوں تو یہ سمٹنگ مور ڈینجرس ہے۔ آپ بس میری ان کے شوہر سے بات کروائیں، اور یہ سائیکائٹرسٹ کا نمبر ہیں کال کر کے کیس کا بتا دوں گی، گاؤں سے باہر ہیں آپ جتنی جلدی ہو سکے انہیں لے جائیں، انہیں نیڈ اٹ۔

ڈاکٹر رودابہ کو اپنے حساب سے جتنی تفصیل دے سکتی تھی، وہ دیتی باہر جانے لگی۔

ڈاکٹر! مگر ابھی اسے کیا ہے؟ میرا مطلب ہے وہ سب تو ٹھیک ہے مگر اس کی کوئی دوا؟ میرا" مطلب ہے میں کیا کروں؟ اور اسے کہاں لے کر جاؤں؟" رودابہ انہیں یوں ہی جاتا دیکھ کر پریشانی سے بولی۔

ابھی انہیں کہیں نہ لے کر جائیں، انہیں ہلکا پھلکا کھانا کھلائیں، اور کوشش کریں وہ اکیلے نہ رہیں۔" ان سے بات کریں، ان کی ہمدردی کرنے کی کوشش کریں، اور ہاں انہیں اکیلا مت چھوڑیں کیونکہ انہیں نیند نہیں آتی، وہ جان بوجھ کر خود کو زیادہ سے زیادہ سلاتی ہیں۔ تو انہیں بس ٹائم ٹو ٹائم سونے دیں اور کوشش کریں انہیں خوش رکھیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں، کیونکہ یہی سب کچھ پھر ہو سکتا ہے۔ اور ان کی حالت دیکھ کر لگتا ہے انہیں مارا بھی گیا ہے، مگر خیر آپ میرے پہلے مشورے پر عمل کریں، وہی کچھ کر سکتی ہے ورنہ آپ انہیں بھول جائیں کہ یہ زیادہ عرصے زندہ رہیں گی۔ اس طرح یہ خود کو خود ایک دن ختم کر لیں گی یا ان کی یہ نا دیکھنے والی بیماری انہیں کھا جائے گی۔"

ڈاکٹر انہیں کہتی چلی گئی تھی جبکہ وہ چاروں حیرانی پریشانی سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔ دارار کو تو سمجھ ہی نہیں آیا وہ کرے تو کیا کرے، ڈاکٹر کی باتیں ہی اتنی خطرناک تھیں۔ اسے اندازہ تو تھا ایک ڈیپریسڈ پیشنٹ کسی نارمل بیمار آدمی سے زیادہ بیمار ہوتا ہے جو کہ ظاہر نہیں ہوتا یا وہ پینٹ کرتا نہیں ہے اور یہی چیز اسے ڈپریشن کے دلدل میں مزید دھسا دیتی ہے۔ وہ سوچتا ان سب کو وہیں چھوڑتے اپنے کمرے کی طرف بڑھا جبکہ ڈاکٹر کی باتوں کو سن کر رودابہ کو تو چکر آنے لگے تھے۔ انہوں نے بمشکل خود کو دیوار کا سہارا لیتے گرنے سے بچایا تھا۔ انہیں یوں گرتا دیکھ کر وردہ اور درخشہ نے تیزی سے انہیں تھاما تھا۔

بھابھی ! بھابھی ! خود کو سمجھائیں، ابھی چلیں اس کے پاس، کمرے میں چلتے ہیں اسے کسی" "طرح کھانا کھلاتے ہیں، دیکھتے ہیں کیا صورتحال ہے ہمم ۔۔۔

۔۔ وردہ انہیں سہارا دے کر اٹھاتے سمجھاتے ہوئے بولی اور درخشہ کو سب کو اطلاع دینے کا اشارہ کرتی وہ ان کے ساتھ اندر کمرے کی طرف چل دی، جہاں روشہا نے اب بھی ویسے ہی لیٹی تھی۔ اس کا دل کر رہا تھا وہ اٹھے، ان سب سے ملے، کھانا کھائے جس کی خوشبو اسے آرہی تھی، خود کو نارمل کرے، مگر دماغ نے ہمیشہ کی طرح اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور وہ چاہ کر بھی اپنی باڈی کو موو نہیں کر پا رہی تھی۔ اس نے آنکھیں میچتے دل ہی دل میں اپنے رب کو پکارتے درود پاک کا ورد شروع کیا تاکہ کچھ جان اس کے جسم میں آئے، جیسا وہ ہمیشہ کرتی آئی تھی۔ بے بسی کے کتنے ہی آنسو اس کی آنکھوں سے بہتے تھے مگر وہ خود کو مضبوط بناتے ہوئے اپنا ورد جاری رکھے ہوئے تھی۔ ایک یہی چیز تھی جو ہمیشہ سے اس کا سہارا تھی، جو اندھیروں سے کھینچ کر اسے روشنی میں لے آتی تھی، جو اس میں نئے سرے سے روح پھونک دیتی تھی۔

وردہ اور رودابہ اسے لے کر کمرے میں داخل ہوئیں۔ دونوں نے اسے بیڈ کے کونے پر بٹھایا۔ کھانے کی ٹرے اٹھاتے بیڈ پر آگے لائیں تاکہ اسے کچھ کھلا سکیں، مگر پھر ڈاکٹر کی "ہلکا کھلانے" والی بات یاد کرتے ہوئے وہ ٹرے سائیڈ پر رکھ دی۔ رودابہ کو بتاتے ہوئے ٹرے لے کر نیچے چلی گئیں اور کچھ دیر بعد اس کے لیے دودھ، بریڈ اور جوس لے کر واپس آئیں، کیونکہ دلیا یا سوپ بننے میں وقت لگتا اور وہ بچی کل سے بھوکی تھی تو اسے فوراً کچھ کھلانا ضروری تھا تاکہ وہ ہوش میں رہے۔

وردہ سوچتے ہوئے جلدی سے بیڈ کی طرف بڑھی، جہاں رودابہ بھی انگلی پر کچھ پڑھتی مسلسل اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے پھونک رہی تھیں۔ وہ بیڈ کی دوسری سائیڈ سے جھک کر اس کے لب مسلسل پھڑپھڑاتے دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے پورے زور سے اٹھانے لگی، اب کی بار انہوں نے اسے اٹھانے کے لیے بس اس کے بے حد قریب ہونا تھا، اور نہ جانے اس کے دل میں کیا آیا کہ وہ یکدم دور ہوئی۔

اس کی حرکت پر وردہ کو اپنا کام بنتا نظر آیا، جبکہ رودابہ جو پہلے ہی انہیں پریشانی سے یہ عجیب حرکت کرتے دیکھ رہی تھیں، وہ تیزی سے روشبانے کا ہاتھ تھام لیں جو شاید سہم گئی تھی اور ڈرائی ہوئی نظروں سے وردہ کو دیکھ رہی تھی۔

پریشان مت ہو چندا، آپ میری بات نہیں سن رہی تھیں تو میں آپ کے کان میں بولنا چاہ رہی" تھی، مگر اگر آپ کو اچھا نہیں لگا تو میں اب نہیں بولوں گی۔" وردہ اسے ماتھے پر بل ڈالے خود کو تکتا پا کر دیکھتے ہوئے بولی۔

ان کی باتوں پر وہ ہنوز ماتھے پر بل ڈالے انہیں دیکھ رہی تھی، جبکہ ہاتھ نے ہنوز رودابہ کے ہاتھ کو تھام رکھا تھا۔ پکڑ اتنی شدید تھی کہ رودابہ کو اس کی انگلیاں اپنے ہاتھ میں دھستی محسوس ہوئیں۔

اچھا سوری، اب نہیں کروں گی۔ اچھا آپ کہتی ہو تو میں سٹاپ کر لیتی ہوں، مگر اب میری" ایج ہو گئی ہے اتنا تھوڑا جھک سکتی ہوں۔ ایک کام کرتی ہوں میں آپ سے کان پکڑ کر سوری اور

پرانا کرتی ہوں، آچھا کر دو کیونکہ جو بچے اچھے ہوتے ہیں وہ معاف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں "اس بات کا اجر دیتا ہے۔

وردہ جو اس کے قریب ہونے پر اس کی "اللہ اللہ" کی سرگوشی سن چکی تھی، وہ اپنے حساب سے اسے دیکھ کر بولی۔ کہیں نہ کہیں انہیں لگ رہا تھا کہ وہ بچوں کی طرح اسے دیکھ کر رہی ہے، مگر شاید اس بات پر اس کا دماغ ری ایکٹ نہ کرے، یہ سوچ کر ہی وہ اپنا کام جاری رکھ گئی۔

جبکہ انہیں کان پکڑ کر سوری کرتا دیکھ کر روشبانے نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا، آنکھیں بھی شدت سے پھیل گئی تھیں اور ان کا پلان کامیاب ہوتا نظر آیا۔

جبکہ رودابہ اب حیرت سے کبھی وردہ کو تو کبھی روشبانے کو دیکھ رہی تھی۔

۔۔ اچھا بیٹا آپ کا نام روشبانے ہے؟۔۔ وردہ ٹرے بیڈ پر رکھتے ہوئے بولی۔۔ بہت ہی پیارا نام ہے، آج سے میں اور بھابھی آپ کو روشنی بلائیں گے ہم۔ وردہ آرام سے اس کے بازو سہلاتے ہوئے بولی۔

روشنی" والی بات پر یکدم روشبانے کا دماغ ہلا تھا جیسے سب کچھ گھومتا محسوس ہوا۔ ایک ساتھ" ہی صبح سے ہوا سب کچھ یکدم اس کے ذہن میں آیا اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھ گئی۔ اس کے ماتھے پر فوراً پسینے کی بوندیں نمودار ہوئیں تھیں۔ اس نے پریشانی سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

بیٹا آپ ٹھیک تو ہیں نا؟" رودابہ اس کی سفید پڑتی رنگت دیکھ کر بولیں۔"

ج۔۔۔جی۔۔" روشبانے نے ٹھیک سے بیٹھتے ہوئے آہستہ سے جواب دیا۔"

چلو اچھا ہے تم یہ کھالو، ابھی دلیا بن جائے گا تو میں پھر وہ لے کر آؤں گی۔ ہم ابھی کوئی بات" نہیں کریں گے، آپ کی طبیعت ٹھیک ہو جائے پھر باتیں ہوں گی خوب ساری۔ فی الحال کے لیے یہ آپ کی چیچ ساس ہیں، داعود کی چیچی، اور میں داعود کی موری ہوں۔ ہم وردہ آپ ذرا اسے "ناشتہ کروائیں، ہم خود ہی ان کے لیے دلیا تیار کرواتے ہیں۔

رودابہ اسے کافی حد تک نارمل ہوتے دیکھ کر بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولیں۔ جبکہ ان کی بات پر وردہ بھی سر ہلاتے ہوئے پہلے اسے جوس پکڑا گئیں تاکہ کچھ پی سکے اور اس کے جسم میں جان آئے۔ روشبانے نے چپ چاپ جوس ختم کیا اور گلاس واپس ٹرے پر رکھ دیا۔

اچھا بیٹا آپ یہ بریڈ اور دودھ بھی ختم کرو، آپ کو بہت کمزوری ہے۔ اور پھر آرام کرو، آپ کو" بہت کمزوری ہو رہی ہے۔ میں آتی ہوں نیچے سے، آپ ریسٹ کریں۔ دراصل آپ کے دادا، میرا مطلب داعود کے دادا آنے والے ہیں، سارے ڈیرے سے تو بس میں ایک برتن خانے کی تیاری دیکھ لوں۔ ہاں، جب تک آپ بھی آرام کریں۔ آج آپ رات کا کھانا یہی کمرے میں کھا "لینا ان شاء اللہ، کل جب آپ اچھا میل ہو تو ہم سب کے ساتھ ڈائننگ میں کھانا۔

رودابہ اس کی گود میں برتن رکھتے ہوئے بیڈ سے کھڑے ہوتے بولیں۔

"مگر۔۔۔مگر آنٹی مجھے بھوک نہیں ہے۔۔" روشبانے نے اپنی گود میں رکھی ٹرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بیٹا صرف جوس پی لو، آپ نے چپ چاپ سب کچھ کھانا ہے۔ آنٹی نہیں، چچی کہیں مجھے۔ میری ساری بہویں مجھے چچی جان کہتی ہیں، تو آپ بھی یہی کہیں۔ اب چلیں زیادہ باتیں نہیں، یہ ختم کریں۔ ابھی یخنی اور دلیا بھی آپ نے ہی کھانا ہے۔ لو بھلا اتنی کمزور کمزور سی ہو رہی ہو، پر کوئی نہیں، اب ہماری بیٹی ہمارے پاس آئی ہے ہم خود ہی ٹھیک کر لیں گے۔ کھاؤ میری جان، شاباش۔"

وردہ اسے کھانے سے نفی کرتے دیکھ کر پچکارتے ہوئے بولیں۔ ان کے اتنے اصرار پر روشبانے خاموشی سے چھوٹے چھوٹے نوالے لینے لگی۔

"آئی او۔۔۔وہ میرا مطلب ہے چچی جان مجھے دوپنا دوپٹہ دے دیں، ٹائم کیا ہوا ہے؟ مجھے نماز پڑھنی ہے۔۔" اس نے جاتے ہوئے جلدی سے کہا۔

"اچھا میں ابھی آپ کو دوپٹہ دے دیتی ہوں، کل ہم چل کر آپ کی شاپنگ کر لیں گے ہم۔" وردہ اس کی بات سنتے ہوئے بولیں۔ ان کی بات پر روشبانے سر ہلاتے ہوئے واپس کھانے میں مشغول ہو گئی۔

ارے بھئی بہو، سارے کہاں ہیں؟ کوئی آیا نہیں ابھی تک۔۔" واجی ٹیبل پر بیٹھے تقریباً خالی ٹیبل" کو دیکھتے ہوئے بولے جہاں ان کے پوتے پوتیوں میں سے کوئی موجود نہیں تھا۔

کہاں ہیں بھئی سب؟" وہ وردہ اور رودابہ کو دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگے، جبکہ ان کی بات پر" سلیمان اور ساکب صاحب نے بھی انہیں دیکھا تھا۔

بابا، علیار زارا کو لے کر شہر گیا ہے، زرتاشہ اپنے گھر ہی ہے اور دارار اوپر اپنے کمرے میں بند ہے، داعود صاحب اسٹڈی میں بند ہیں اور اب تک آئے نہیں ہیں، اور علیان فریش ہو کر آرہا ہے۔ وردہ انہیں ایک ہی سانس میں ساری تفصیل دیتی بولی کیونکہ رودابہ کا کل سے موڈ خاصا آف تھا، ساتھ ساتھ سلیمان صاحب کا بھی۔ زندگی میں پہلی بار انہیں اپنی بیوی کی حرکت شدید ناگوار گزری تھی، وہ اس بات کی توقع ان سے نہیں کرتے تھے۔ مگر پھر صرف یہ نا تھا، زرتاشہ کے لیے ان کا بدلہ لب و لہجہ بھی انہیں یاد تھا جس بارے میں بات کرنے کا وہ آزادہ رکھتے تھے۔

کیا مطلب ہے؟ زری بیٹی آئی نہیں اب تک؟" واجی نے وردہ کی بات سنتے حیرانی سے کہا۔"

جی بابا، نہیں آئی مگر ہمیں اس معاملے میں کچھ نہیں پتا۔ دارار صبح آپ سب کے جانے کے بعد" یا تو سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا اور جب سے وہیں بند ہے، تو ہمیں نہیں پتا وہ آئی نہیں یا دارار سے لایا نہیں۔" وردہ انہیں باتوں کی تفصیل بتاتے ہوئے بولی۔

تمہیں کوئی غلط مطلب نہ تھا، ویسے بھی آج کل گھر کا ماحول ہی کچھ عجیب سا اپنا تھا۔ وہ تو اچھا" تھا، زارا یہاں نہیں ہے اور دوپہر ان کی ہم دونوں سے بات ہو گئی تھی تو وہ بالکل اطمینان میں "تھی، اس کی ساری پریشانی ختم تھی۔

درخشہ، جا کر اسے بلا کر لاؤ۔" واجی وردہ کی بات سنتے غصے سے بولے۔"

دادا جی، لالا دروازہ کھول رہے ہیں کا جواب دے رہے ہیں۔" تھوڑی دیر بعد درخشہ واپس آکر" ان سے بولی۔

اچھا تم چلو ہمارے ساتھ۔" واجی اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے بولے۔"

بابا آپ رہنے دیں، میں چلی جاتی ہوں، آپ کھانا شروع کریں۔" رودابہ جو اتنی دیر سے چپ تھی،" انہیں اٹھتا دیکھ کر بولیں۔

ضرورت نہیں ہے بہو، ہم خود چلے جائیں گے۔ سلیمان، دارار کو فون کرو، بولوں گھر پہنچے فوراً۔"" واجی درخشہ کو لے کر اوپر کی طرف جاتے ہوئے بولے، جبکہ ان کے صاف انکار پر رودابہ خفت کا شکار ہو کر اپنی جگہ بیٹھ گئی۔

واجی بغیر کچھ کہے سیدھا اس کے کمرے کی طرف بڑھے۔

واجی ! وہ یہاں نہیں ہے، لالا نہیں ہے، وہ تو اپنی اسٹڈی میں ہیں، یہاں تو ان کی بیوی" ہے۔۔۔" درخشہ انہیں کمرے میں جاتا دیکھ کر جلدی سے بولی۔

کیا؟ کون سی بیوی؟" درخشہ کی بات سنتے انہوں نے حیرانی اور پریشانی سے کہا۔"

وہ۔۔۔ وہ۔۔۔""

"اب یہ وہ وہ کیا لگا رکھا ہے؟ درخشہ صاف صاف بتا، کون ہے یہاں، کس کی بیوی؟" واجی اس کی بات کے تضاد پر اس کی گردن پر جھلاتے ہوئے بولے۔

وہ دادا جی، لالا صبح اپنی بیوی کو لا کر یہاں بند کر کے رکھا ہے۔" درخشہ ان کی تیز نظریں خود پر" محسوس کرتے ہوئے کوئی چارہ نہ پاتے ہوئے بولی۔

اور وہ بھی کچھ ہوا ہے؟ بچی اندر کیوں بند ہے؟" واجی نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے" پوچھا۔

ہاں دادا جی، ان کی طبیعت خراب ہو گئی تھی تو ڈاکٹر نے انہیں آرام کرنے کے لیے کہا تھا، وہ" "سو رہی ہیں، میرا مطلب ہے سو رہی ہیں۔

اچھا، تم ایک کام کرو، اس بچی کو کھانا وغیرہ دو، اس کا خیال رکھو، باقی سے ہم خود نمٹ لیں" گے۔" واجی اس کی ساری باتیں سنتے ہوئے روشبانے کا خیال رکھنے کی ہدایت دیتے ہوئے بولے۔

زرتاشہ صوفے پر بیٹھی اس کے بیڈ ریسٹ سے سر لگائے ڈھلتی شام کو دیکھ رہی تھی۔ دارار کے جانے کے بعد وہ چینج کرنے چلی گئی، جب تک وہ آئی اس کا کمرہ صاف ہو چکا تھا۔ اس کے بعد

اس کا کسی چیز کا دل ہی نہیں کیا۔ بھوک تھی کہ صبح کے بعد لگ نہیں رہی تھی، نہ ہی اس کا کچھ کرنے کا دل چاہ رہا تھا۔ بس دل تھا کہ وہ سوتی رہے۔

اور ویسے بھی سارا دن سو کر ہی گزارا تھا۔ وردہ کی اس سے کل ملاقات آئی تھی مگر وہ ایک تو سو رہی تھی اور اس کا فون بھی سائلنٹ پر تھا۔ وائبریشن دیکھنے کے باوجود اس نے دوبارہ کال بیک نہیں کیا کیونکہ ان کے سوالوں کے جواب اس کے پاس نہیں تھے۔ وہ کیا کہے؟ سب یہی پوچھتے کہ وہ دارار کے ساتھ گھر واپس کیوں نہیں گئی، اور یہی سوال اس کے اپنے ذہن میں بھی تھا، جس کا جواب دماغ نے صاف صاف اور فوراً دے دیا تھا کہ کیونکہ وہ لے جانا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اور نہ ہی اسے اپنے کیے پر پچھتاوا تھا۔

جب اسے ندامت نہیں تھی تو وہاں جانے کا جواز بھی فضول تھا۔ وہ ان سب میں کم از کم روداب کی کال کی توقع کر رہی تھی، جو کہ نہیں آئی تھی۔ تو بس خاموش سی صوفے پر بیٹھتی باہر کے مناظر میں خود کو گم کر بیٹھی۔ طبیعت ایسی نہیں تھی کہ وہ کہیں باہر جائے، اور نہ ہی اس کا پورا دل تھا کہ وہ گاؤں سے باہر کچھ دن رہے بلکہ کہیں اور چھٹیاں منانے چلی جائے تاکہ سب کچھ بھول جائے۔

مگر اس خیال کے بعد دل کہہ رہا تھا کہ جتنا بھی کوئی ظلم نہ ہوا ہو تم پر، سب کچھ بھلانے کے لیے تمہیں ملک یا شہر چھوڑنا پڑے گا۔ اور دماغ کا جواز یہ تھا کہ یہ بے لوث محبت کا نتیجہ ہے جو آج

تماشے کے طور پر اس کے منہ پر پڑا ہے کہ وہ ایک بار بھی اسے منانے کی زحمت کیے بغیر یہاں سے جا چکا ہے۔

زرتاشہ ساری باتیں یاد کر کے سرد سانس کھینچ کر رہ گئی کیونکہ ہر بات کے بعد بھی اسے کوئی جواب نہیں ملا تھا اور دماغ دل سے شدید خفا ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی ہی سوچوں سے ہار کر آنکھیں موند لیں۔ کرنے کو کچھ نہ تھا، نہ من تھا، بخار اب بھی ہلکا ہلکا تھا مگر اتنا نہیں کہ وہ بے ہوش ہو جائے۔ وہ یوں ہی خود میں، اپنی سوچوں میں گم تھی جب دعا اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔ اسے دیکھ کر بھی اس نے کوئی تاثر نہیں دیا تھا جو وہ صبح دیکھ چکی تھی۔ اس کے بعد وہ تاثر دے بھی دیتی تو وہ صرف ہمدردی کرتی اور اسے اس وقت ہمدردی نہیں چاہیے تھی۔

بھابھی کیا بات ہے آپ وہاں ایسے کیوں بیٹھی ہیں؟ میں دن میں بھی آئی تھی، آپ سو رہی تھیں۔" دعا اس کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ اس کے پیچھے ملازمہ چائے کا کپ لیے اندر آئی، اسے میز پر رکھتی واپس چلی گئی۔ اسے وہی چپ دیکھ کر زرتاشہ نے بھی سیدھے ہو کر بیٹھنا مناسب سمجھا کیونکہ ایسے تو وہ یہی ظاہر کرتی کہ اسے کسی سے بات ہی نہیں کرنی۔

بھابھی، وہ اسے سیدھے ہو کر بیٹھتا دیکھ کر دعا نے بات کا آغاز کرنا چاہا کیونکہ کسی نے تو بات کرنی تھی اس سلسلے میں تو وہی کیوں نہ پہل کر دے۔

تو اس کے سیدھے بیٹھتے ہی اس نے بات کا آغاز کرنا مناسب سمجھا۔

"دعا، اگر تم صبح والی اپنی بھائی کی بات کرنے آئی ہو تو نہ کرو۔ انہوں نے جو بھی کیا، خصوصاً انکار اور یہ سب ان کا اپنا فیل ہے۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ بلاوجہ کی شرمندگی نہ پال لو، مجھے یوں اچھا نہیں لگ رہا۔ تم بلاوجہ ہم سے ایک عجیب سی جھجک کا شکار ہو۔ انہوں نے جو بھی کرا، میں اس کو ریٹین نہیں کروں گی۔ بس تم سے اتنا کہہ رہی ہوں کہ کسی بھی اور کپل کی طرح یہ صرف ہم دونوں میاں بیوی کا معاملہ ہے۔ ابھی وہ غصہ میں ہیں تو مجھے بھی تیش چڑھا ہوا ہے، جب ہم دونوں ٹھنڈے ہوں گے تو کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔ فی الحال میں یہاں اپنی بھابھی کے گھر رکنے آئی ہوں اور بجائے میرے ساتھ انجوائے کرنے کے تم آدھا ٹائم رات جاگ کر کبھی میری خدمتیں کرنے لگ جاتی ہو۔ بھئی لالا کے بچے، ٹائم پر لالا کو اپنی بیوی چاہیے، اور اگر اس بھی ٹائم کیا جاتا ہے تو پھر میں سوچتی ہوں اپنی جان سے پیاری بھابھی کو آرام کروا دوں کہیں بیچاری کو تھکن سے چکر آ گئے تو لالا نے گھر کو چکر دینا ہے۔"

زرتاشہ اسے بغیر کچھ بھی کہنے کا موقع دیے ساری بات ختم کر گئی اور حقیقتاً اسے بہت برا لگ رہا تھا یوں خود سے جڑے رشتوں کو اپنے اور اس کے درمیان ہوئی غلط فہمی کے چکر میں اکٹھا کرنا۔

"وہ سب بالکل ٹھیک ہے بھابھی، مگر لالا... میرا مطلب ہے لالا جو کر رہے تھے وہ..." دعا نے جھجکتے ہوئے اس کے منہ دبانے والی بات کی طرف اشارہ کیا۔

دعا، ایک بار میں ٹھیک ہو جاؤں پھر حویلی جا کر تمہارے لالا کا ایسا منہ توڑوں گی کہ کبھی دوبارہ" پیار سے بھی میرا منہ تھامتے ہوئے انہیں یہ بات یاد آئے گی کہ انہوں نے اپنی کھسکی ہوئی بیوی پر اپنی مردانگی دکھانے کی کوشش کی تھی۔ اور میں اپنی عورت گری دکھا کر چلی جاؤں گی۔ وہ کیا ہے نا، اس وقت کچھ اس لیے نہیں کیا کہ وہ انٹرا فینڈ تھا، پھنڈا کرنے دیں، ابھی میرا ٹرن آئے گا، ان کے اچھوں کو بھی جواب دینے پڑیں گے۔ تو ابھی میرے حساب سے وہ پھڈا کر کے تو نہیں گئے ہیں، بس مجھے شدید قسم کا سنا کر گئے ہیں وہ بھی اس لیے کیونکہ میں نے ایک ٹکا سا جواب ان کے منہ پر مار دیا تھا۔ مگر خیر، میں نے تمہیں کہا نا ہم دیکھ لیں گے۔ تو بس اب ریلیکس ہو جاؤ، کچھ ہے بھی کرنے کو ہمارے پاس سوائے ہمارے سائیں اور تمہارے بھائی کے قصیدے "پڑھنے کے علاوہ؟

زرتاشہ اس کی تسلی کے لیے اسے ہر طرح سے مطمئن کرتے ہوئے ساری بات ختم کر گئی۔ اور وہ واقعی اس بات کو خود ہی حل کرنا چاہتی تھی، اپنا ہر فیصلہ خود ہی لینا چاہتی تھی، کسی بھی رشتہ یا بات کے دباؤ میں آئے بغیر۔

یہ ساری بات کہتے زرتاشہ نے ایک گہری سانس لی اور دعا کو دیکھا جو ابھی بھی شرمندگی سے اپنا منہ نیچے کیے ہوئے تھی۔

بھائی کو شرم چھو کر نہیں گزری اور بہن شرم سے دو بہر ہو رہی ہے..." زرتاشہ نے اس کے" شرمندہ سے چہرے کو دیکھتے ہوئے بس سوچ کر سر جھکا لیا۔ اس سے زیادہ اسے یقین دلانے کے

لیے کچھ نہیں تھا، اور نہ ہی وہ سب کو اپنے اور دارار کے رشتے کی وضاحت دینے والی تھی۔ جو بھی تھا، اس کا ذاتی مسئلہ تھا اور وہ خود ڈیل کر سکتی تھی۔

اگر کسی کو بولنے کا حق تھا تو وہ اس کے لالا تھے... اور تب جب وہ خود کچھ نہ سنبھال سکیں یا پانی سر کے اوپر ہو جائے۔ فی الحال بھی پانی ایک بار سر کو چھو چکا تھا مگر...

وہ بعد میں دارار کو اس کی حرکت کا سبق سکھائے گی۔ زرتاشہ یہی سب سوچتے انٹرکام اٹھا گئی۔ بس اب دعا کے سامنے اپنے دل کی بھڑاس نکال کر اسے زوروں سے بھوک لگی تھی اور شدت سے کل رات والے دارار کے سینڈوچ کو کھانے کا اس کا دل تھا، تو وہ انٹرکام پر نیچے ملازمہ سے کہتی انٹرکام رکھ گئی اور دعا کو دیکھنے لگی جو اب ریلیکس تھی۔

"یہ ہوئی نا بات ہماری بھابھی والی، ویسے تم لوگ جانے والے تھے ہنی مون پر، تم نے کہا تھا لالا سے بات کرو گی پھر کیا ہوا؟"

زرتاشہ اسے اس کے اور ریان کے پلان کے بارے میں استفسار کرنے لگی کیونکہ مزید دارار نامہ اسے نہ سننا تھا، نہ کرنا تھا، تو اس بات کو دل اسٹاپ لگا گئی۔

"ہاں جانا تو اب بھی تھا مگر ریان کی مصروفیت آج بھی دیکھیں ہم نے ان سے اتنا کہا تھا، بجائے مگر ایسے بھی ہیں کہ صبح کے چھ ساڑھے چھ بجے فوراً چلے جاتے ہیں اور مجھے سمجھ نہیں آتا

کیا کروں۔ یہ تو آپ آگئی ہیں تو میں چائے کا کپ لے کر یہاں آگئی ورنہ اکیلے ہونے کی وجہ سے میں "نے تو اس وقت چائے پینا ہی بند کر دی ہے۔

دعا نے بھی بالآخر بات کو جانے دیتے ہوئے اسے اپنے بارے میں بتانے لگی۔

کیوں؟ نیچے بوا ہوتی ہے نا، تم شام کی چائے بوا کے ساتھ لان میں بیٹھ کر پییا کرو نا، وہاں کا تو" "موسم بھی شام کے وقت بہت اچھا ہوتا ہے اور پردے کا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔

اس کی بات سنتے زرتاشہ ماتھے پر بل ڈالے اس سے پوچھنے لگی کیونکہ شام کو وہ بھی باہر ہی بیٹھتی تھی۔

جب میں چائے پیتی ہوں اس وقت وہ سو رہی ہوتی ہیں تو انہیں تنگ کرنا مناسب نہیں لگتا اور" "ویسے بھی جو مزا ریان کے ساتھ آتا ہے وہ کسی اور کے ساتھ کہاں؟

دعا پہلے اداسی سے پھر ماحول کا رخ بدلنے کے لیے آنکھیں گھماتے ہوئے بولی۔

کر لو کر لو یہ بے باکی کے مظاہرے کر لو، آنے دو ہمارے لالا کو پھر ہم دیکھتے ہیں ہمارے جان کی" "آواز کیسے نکلتی ہے، ان کے سامنے تو بھیگی بلی بن جاتی ہے۔

زرتاشہ نے بھی اس کے انداز پر آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا تھا، وہ قطعاً اس سے اتنی آرام سے یہ بات کہنے کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

دیکھ لوں گی، دیکھ لوں گی، آپ کے لالا کو بھی دیکھ لوں گی، انہیں پٹانے کے لیے دعا کے صرف "انہیں آنکھوں میں دیکھنا کافی ہے اور بندہ فلیٹ۔

دعا اس کی بات پر اپنی مصنوعی کالر فخر سے اٹھا کر اسے اپنی حرکتیں بتانے لگی، جو وہ فون پر نہیں کرتی تھی اور نہ ہی حویلی میں، کیونکہ جب وہ جاتی تھی تو سب کچن میں مل جل کر کچھ نہ کچھ کر رہی ہوتی تھیں، تو اس قسم کی بات کا کوئی خاص موقع اسے ملا نہیں تھا۔ اور ویسے بھی وہ ریان کے متعلق کوئی بھی اچھی بری باتیں کسی سے نہیں کرتی تھی سوائے زرتاشہ کے، کیونکہ اسے یہ کافی عجیب لگتا تھا اور اس کے اندر کی possessive بیوی کو بھی یہ بات برداشت نہیں تھی کہ کوئی اس کے میاں کے ذکر پر مسکرائے تو بس۔

وہ دونوں یونہی ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھیں، بھول ہی گئیں کہ کچھ بڑا بھی ہوا ہے۔

واجی درخشہ کی بات سنتے ہی دوبارہ دارار کے کمرے کی طرف بڑھے تاکہ اس بچی کو دیکھ سکیں، جبکہ درخشہ باہر ہی ان کا انتظار کرنے لگی۔ انہیں دارار کی یہ حرکت شدید ناگوار گزری تھی۔ اگر وہ اپنی بیوی کو لایا تھا تو کم از کم اس کا ٹھیک سے خیال رکھتا، اور ویسے بھی وہ کافی عرصے سے اس کی "منسٹر منسٹر" والی گردان سے پریشان تھے۔

تھے اب اسے ایک کرسی کے لیے اتنی تباہی کرتا دیکھ کر انہیں شدید غصہ آیا تھا۔ وہ وعدہ خلافی کرنے پر بے شک ابراہیم خان کو جو سزا دینا چاہتا تھا دے دیتا مگر اس بچی کو کمرے میں بند رکھنا...

وہ تو اپنے تینوں پوتوں سے پریشان تھے جنہوں نے اپنی بیویوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔

وہ ان سب کو سمجھانا چاہتے تھے کہ عورت کے دل میں ہمیشہ یہ باتیں کسی بری یاد کی طرح رہتی ہیں اور ہر جگہ ان کا پیچھا کرتی ہیں۔ وہ چاہ کر بھی اپنے شوہر کی ان سختیوں اور برے رویّوں کو نہیں بھولتی، مگر وہ لوگ ان کی بات سمجھتے تب کچھ ہو۔ وہ تو سمجھتا تو دور کی بات، سننے کے ہی موڈ میں نہیں ہے۔

وہ اس کے کمرے کے باہر درخشہ کا انتظار کرتے ہوئے سوچ کر بس سر جھٹک گئے، مگر اب انہوں نے وہاں سب کی عقل ٹھکانے لگانے کا ارادہ کر لیا تھا تاکہ ان کی اپنی بے وقوفیوں کی وجہ سے ان کے قیمتی رشتے اور بیویاں پریشان نہ ہوں۔

وہ سوچتے ہوئے اس کے کمرے کے باہر راہداری میں ٹہلنے لگے۔ بہت سی باتیں انہیں کرنی تھیں روشبا نے سے، مگر دل چاہتا تھا پہلے اسے آرام کرنے دیں اور گھر کے ماحول میں تھوڑا ایڈجسٹ ہونے دیں۔ پہلے وہ اس گھر کو اپنا گھر سمجھے، اور اس سے بڑھ کر وہ ایسا محسوس کرے۔

پہلے اپنی کسی بھی بیوی کے معاملے میں انہیں یہ سب سوچنا نہیں پڑتا تھا کیونکہ روداب سب کچھ ہینڈل کر لیتی تھی، مگر اب انہیں ان کے رویّے اور باتوں نے شدید مایوس کیا تھا، تو وہ ہر ایک چیز خود دیکھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جبکہ درخشہ نے نہ ہی وردہ اور روداب نے کسی نے بھی انہیں روشبا نے کی میڈیکل کنڈیشن کا نہیں بتایا تھا۔

وہ ابھی سب سے پہلے دارار کو بتانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

واجی اسے باہر آتا دیکھ کر رک گئے۔

کیا ہوا؟ اپنی آرام کر رہی ہے؟" واجی اس کے باہر آتے ہی فوراً اس کے قریب ہوتے پوچھنے" لگے۔

نہیں دادا جی، وہ تو نماز پڑھ رہی ہیں۔" درخشہ کھانے کی ٹرے ہاتھ میں ٹھیک سے بیلنس کرتے" ہوئے بولی۔

چلو یہ تو اچھا ہے۔ تم یہ رکھ کر اس بچی کے پاس ہی آجاؤ، تب تک ایک کام کرو، دارار کے" کمرے کا دروازہ اسپیر کی سے کھولو اور اسے کہو ہمارے پاس آئے، ہمارے کمرے میں آئے، اور دھیان سے کوئی غلطی مت کر لینا، اور اگر وہ تمہیں کچھ کہے تو تم اس کے ساتھ ہی آکر مجھے اطلاع "دو گی۔

واجی اسے سختی سے ہدایت دیتے ہوئے دارار کی اسٹڈی کی طرف چل دیے تاکہ اس سے بھی دو ہاتھ کر سکیں۔

واجی کو دوسری سمت جاتا دیکھ کر درخشہ بھی سر ہلا کر پہلے نیچے ٹرے رکھنے چلی گئی۔ اس کے بعد وہ دارار کو اٹھانے یا جگانے جانے والی تھی۔

جیسے ہی انہوں نے ڈپلیکیٹ چابی سے اسٹڈی روم کا دروازہ کھولا، پورا کمرہ انہیں ان کی توقع کے برعکس دھواں دھواں ملا۔ وہ سمجھ گئے کہ ان کا ہونہار پوتا یہاں چرس کاٹ رہا ہے اور ساتھ ساتھ اپنی محبوبہ (منسٹر کی کرسی) کے کسی اور کے ہو جانے پر خاصا اداس بھی ہے۔ وہ اپنی لاٹھی پر زور دیتے اندر کی طرف چل دیے۔

اندر جانے کے بعد وہ کمرے کی لائٹ آن کرتے سیدھا کھڑکی کی طرف بڑھے تاکہ پہلے اس جان لیوا ہوا کو یہاں سے نکالا جائے۔ انہیں سمجھ نہیں آتا تھا لوگ یہ پیتے کیوں تھے۔

وہ تاسف سے سر ہلاتے کھڑکی کھولنے کے بعد مڑے جہاں وہ اب بھی صوفے کی پشت سے سر لگائے ہنوز آنکھیں موندے لیٹا تھا۔ انہوں نے گردن گھما کر وقت دیکھا جہاں گھڑی رات کے کھانے کا وقت دکھا رہی تھی، اور ان کے دونوں پوتے اس وقت تک بھوکے تھے۔

۔۔ واجی اپنے ہاتھ سے مزید دھوئیں کو اپنے چہرے سے ہٹاتے اس کے پاس ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔

"مورے، آپ کیوں تنگ کرنے آگئی ہیں ہمیں؟ ابھی نہ کچھ کھانا ہے نہ لینا، اور نہ ہی آپ اس لڑکی کی اب خدمتیں مت کرنے لگ جائیں۔ میں اسے یہاں کسی مقصد کے لیے لایا ہوں۔"

واجی اس کے برابر بیٹھے مکمل اطمینان سے اس کی واہیات بات سن رہے تھے۔

اچھا تو برخوردار، تم ذرا ہمیں بیوی کو رخصت کرنے کے اپنے مقصد بتاؤ گے؟ اور کن کن مقاصد" کے تحت نکاح میں موجود لڑکیوں کو رخصت کروایا جاتا ہے؟" واجی بڑے آرام سے اس کے لبوں میں دبی سیگریٹ کو کھینچ کر اپنے ہاتھ میں لیتے اس کا اچھی طرح معائنہ کرنے لگے۔

اپنے عقب سے ان کی آواز سن کر داعود نے فوراً آنکھیں کھول کر حیرانی سے انہیں دیکھا تھا۔ کم از کم ان کی موجودگی کی توقع وہ یہاں نہیں کر رہا تھا۔

ویسے آپس کی بات ہے برخوردار، یہ جو تم سارا دن کھپ کر محنت کرتے ہو، وہ پیسا انہی فضول" چیزوں میں اڑا دیتے ہو۔ یہ سیگریٹ، فضول کے ادھر ادھر کے چکر، اور اگر تمہارے ان فالتو نشوں سے تمہارے پیسے بچ جاتے ہیں تو تم اسے اپنی اس بے تکی کرسی کو حاصل کرنے کے لیے "جہنم میں جھونک دیتے ہو۔

داعود نگاہیں تر کرتے ہوئے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"...واجد جی، میں نے بس"

کیا داؤد؟ میں نے بس... ہاں کیا؟ اس گھٹیا پن کی امید ہم تم سے ہرگز نہیں کر رہے تھے۔ اسے" دیکھو ذرا، تم ابھی ابھی پولیس اسٹیشن سے ہمارے پاس آئی ہے۔ واللہ اعلم نہ جانے کتنے "لوگوں نے دیکھا ہوگا۔ اتنے اندھے ہو گئے تھے تم اپنے غصے میں؟

واجی اس کے سامنے غصے میں اپنا موبائل کرتے ہوئے بولے جہاں درخشہ روشانے کو پارکنگ میں گھسیٹ کر لا رہی تھی اور اس کے جسم میں ڈوبتا تک نہیں تھا۔ وہ اپنا جسم چھپانے کے لیے اپنے بالوں سے اپنے چہرے اور سینے کو ڈھکے ہوئے تھی۔ کپڑے بھی اس کے اتنے مناسب نہ تھے، کافی فٹنگ کے تھے جس سے اس کے نشیب و فراز بخوبی عیاں ہو رہے تھے۔ داؤد کلپ دیکھتا اپنی مٹھی بھینچ کر رہ گیا۔

"...اب یقینا تم اس بات کی خوار بھی اس پر نکالو گے"

دفع کرو تم سب۔ بھائیوں نے مجھے ویسے بھی مایوس ہی کر رکھا ہے۔ بڑھاپے میں دوسروں کی" بیٹیوں کے ساتھ ظلم ہوتا دیکھ کر میں بس خاموش ہوں۔ تم لوگوں نے میرے سر پر خاک ڈلوانی "ہے۔

ماں تمہارے الگ مزاج لیے گھوم رہی ہے، نہ جانے انہیں بیٹھے بیٹھے کیا ہو گیا۔ اچھی بھلی بہو" اب انہیں اچھی نہیں لگ رہی۔ باقی تم دونوں بھائی ایک بیوی کو منا کر لانے کے بجائے خود منہ "پھلا کر اپنے کمرے میں بند ہو، اور تمہاری تمہاری تو بات ہی نرالی ہے۔

پتا ہے کیا، اب میں تم لوگوں کو کچھ بولنا ہی نہیں ہے کیونکہ تم سب ماشاءاللہ بڑے ہو چکے ہو،" اپنے فیصلے کرنے کی عقل رکھتے ہو تو اپنے کیے کے بھی خود ہی جواب دو گے۔ اب بیوی کے ساتھ ظلم کر دیا اسے مارو ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ ہمارا اب ان سارے معاملات سے کچھ لینا دینا "نہیں ہے۔

نہیں رکھنا نہ اس لڑکی کو مت رکھو، ہم پال لیں گے۔ ویسے بھی جنگی اپنی بیٹیاں نہیں ہوتیں، وہ" بیٹی والوں کے دکھ کو کہاں سمجھتے ہیں۔ تو تم لوگ بھی نہیں سمجھو گے۔ ہم بس دعا کریں گے کہ خدا تمہیں بھی بیٹی سے نوازے، کیونکہ اس بات کا اندازہ ایک مرد کے لیے نہ ممکن ہے جو باپ نہیں ہے کہ اگر بیٹی بغیر داماد کے گھر آتی ہے تو باپ بھائی کتنی منفی سوچوں میں گرفتار ہوتے ہیں، کیسی کیسی سوچیں اس کے دماغ کا حصہ بنتی ہیں... ایسا نہیں ہے۔

وہ اسے وہی وال نہیں سکتے۔ وہ جانتے ہیں یہ زمانہ انہیں اسے پالنے نہیں دے گا، نہ خود جیے گا نہ ہی بچی کو جینے دے گا، اسے پورے عالمِ زمانہ پر ایک بدنام داغ بنا دے گا۔

اور ایک مزے کی بات بتائیں، جو مرد اس بچی کو داغ بناتا ہے وہ خود تو پوری شان سے کاٹن کے کڑک سوٹ میں ایسے گھومتا ہے جیسے اس کی عزت میں کوئی کمی نہ آئی ہو۔ تمہیں پتا ہے میں اس مرد کو کیا کہتا ہوں؟

پہلی بات تو وہ میری نظر یں میرے آقا نبی پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی نہیں ہے، کیونکہ انہوں نے ہمیشہ عورتوں کی عزت کی ہے، چاہے وہ کافر کی عورت بھی کیوں نہ ہو، اور انہوں نے کبھی بھی اپنی کسی بیوی کو دھوکا نہیں دیا، نہ ان سے بے وفائی کی، نہ کسی کو اس کے حق سے محروم رکھا۔

اور دوسری بات، وہ مرد میرے لیے ناسور ہوتا ہے، کسی ایسے زخم کی طرح جسے کاٹ کر پھینکنے میں ہی آپ کی بھلائی ہے، ورنہ آپ کا سارا جسم سڑ جائے گا جیسے یہ معاشرہ سڑ رہا ہے، مگر اس کی بدیاں کسی کو نظر نہیں آتیں۔ آئیں گی بدیاں بھی آئیں گی، مگر جب بہت دیر ہو چکی ہو گی۔

میرا خیال ہے اب وہ حدیں مجھے اپنے گھر سے بھی آنے لگی ہیں، مگر ابھی میرے صبر نے جواب نہیں دیا۔ جس دن میں اس زخم کو برداشت نہیں کر سکوں گا، کاٹ کر پھینک دوں گا، اب بھلے ہی اس کے بعد میرا ایک ہاتھ نہ رہے یا پھر پیر، مجھے فرق نہیں پڑتا۔ مجھے معذوری منظور ہے مگر ناسور پالنا نہیں جو دیمک کی طرح مجھے کھا کر مجھے کہیں کا نہیں چھوڑے۔

داچی اپنے ہاتھ میں تھامی جلتی ہوئی سیگریٹ کو دیکھتے بغیر واضح طور پر اسے کچھ کہے سب کچھ کہہ گئے تھے۔ انہوں نے اپنی بہوؤں کو بیٹیوں سے بڑھ کر مانا تھا، انکار کو ان سے برداشت نہیں ہوتا تھا، اور آج بھی ایسا ہی تھا۔ وہ دعا کو تکلیف میں دیکھ سکتے تھے، نازر تاشہ ان کے لیے بہت اہم تھی، ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ ان لوگوں کی چھچھاتی آواز سے انہیں اپنی حویلی پر سکون لگتی تھی جیسے ہر طرف چڑیاں آزادی سے اڑ رہی ہوں، جیسے شام کے سائے ڈھلنے اور گھر جلدی لوٹنے کا ڈر نہ ہو، صبح جلدی کھانا ڈھونڈنے کا ڈر نہ ہو۔ وہ بے خوف آزاد اس سائے میں گھومتی رہیں۔

داعود ان کی ساری باتیں سکتے کی کیفیت میں سن رہا تھا، اس کی ڈھکی چھپی باتوں کا مفہوم وہ بخوبی سمجھ گیا تھا، وہیں دارار جو درخشہ کے کہنے پر تھک ہار کر داچی کا نام سنتے کمرے سے نکلتا ان کی

موجودگی کا پتہ پوچھتے داعود کی اسٹڈی کے باہر کھڑا ان کی ایک ایک بات سن رہا تھا۔ اسے خوب سمجھ آئی تھی کہ اس کے جان سے عزیز داجی نے اپنی پوتی بہو کے لیے اسے ناسور سے مشابہت دے دی تھی مگر کچھ بول نہیں سکا کیونکہ اس وقت اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔ ریان کی بات، زرتاشہ کے بتائے اوپر سے وہ تصور میں پھر اس انسان کے میسجز جیسے وہ کسی چیز کا منتظر تھا جو اس کی غلط فہمی کو دور کرے یا یوں کہا جائے کہ سامنے والے کی بات پر مہر لگائے۔

وہ اپنی سوچ سے پریشان ہمیشہ کی طرح اس سے دور بھاگتا سرد سانس کھینچتے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا جبکہ داجی نے کن آنکھیوں سے ہلکے کھلے دروازے کو دیکھا جہاں پہلے اس کے جوتوں کے سائے دکھائی دے رہے تھے مگر اب نہیں تھے۔ زندگی میں اتنا تو انہیں تجربہ تھا کہ کون سی بات کہاں کرنی ہے مگر اب دوریاں پیدا کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

واعود ان کی ساری باتوں پر اپنی مٹھیاں ہی بھینچے ہوئے تھا۔ اب اسے ایک نئے سرے سے ابراہیم خان اور اس کی پوتی سے نفرت ہوئی تھی، جبکہ وجہ سے ایک بار پھر اس کے داچی اس سے خفا ہوئے تھے۔ وہ سخت قسم کے تھے اور یہ پہلی دفعہ نہیں تھا، اس سے پہلے بھی انہوں نے اس کے لیے داؤد سے ناراضگی قائم کی تھی، اور یہ بات داؤد کو برداشت نہیں تھی۔

وہ اپنا داچی کا ہی خواب پورا کرنا چاہتا تھا۔ کبھی باتوں ہی باتوں میں انہوں نے اس بات کا اظہار کیا ہو گا، اور وہ بات داؤد نے اپنے پہلے سے باندھ لی تھی، اور وہ دن تھا اور آج کا دن ہے۔

مجال ہے وہ اپنی اس خواہش سے پیچھے ہٹا ہو۔ اس نے اس چیز کو اپنی ضد، اپنا اوبسیشن بنا لیا تھا جو اب اس کا پیچھا نہیں چھوڑنے والا تھا۔

داجی کی باتوں نے ایک عجیب سا تشویش اس کے وجود میں جگا دیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کے داجی کل کی آئی لڑکی کو اس پر فوقیت دیں گے۔

مجھے پتا ہے تم کیا سوچ رہے ہو... یہی نا کہ اسے تم سے زیادہ اہمیت دے رہا ہوں؟ کیا وہ میرے" لیے اتنی عزیز ہوگی؟" داجی اس کی بھیجی ہوئی مٹھی دیکھ کر بولے۔

توہاں ہوگی، بلکہ ہے۔ وہ سب مجھے عزیز ہے، مگر ہماری نسبت سے ابھی تم اس بات کو نہیں" سمجھو گے، نہ میں تمہیں سمجھانے والا ہوں۔ سب اتنا جان لو کہ تم جو بھی کرو گے وہ تمہارے ماں باپ کی تربیت ظاہر کرے گی۔ میرے کسی بیٹے نے اپنی بیوی کے ساتھ زیادتی نہیں کی، انہیں ہمیشہ ان کا مقام ملا ہے، پر اگر ہمارے پوتے ایسا نہیں کرتے تو اس سے ہمارے بیٹوں کی تربیت دکھ رہی ہے جو کہ افسوس کے ساتھ بہت بری ہوئی ہے، جبھی تو آج وہ لوگ یوں اپنی بیوی پر ظلم کر رہے ہیں۔ خیر اس سے زیادہ ہم تمہیں کچھ کہنے نہیں والے۔ تین دن، تین دن میں اس چیز کا فیصلہ کر دو کہ ہم اپنا کوئی فیصلہ کر سکیں۔ پہلے تم اس کے تین سال برباد کر چکے، اور "میرا خیال ہے وقت بہت قیمتی ہے، یوں برباد نہیں کرنا چاہیے نہ اپنا نہ کسی اور کا۔

داجی اس سے کہتے صوفے سے اٹھ گئے۔

داجی، ایسا کچھ بھی نہیں ہے... آپ ایسا کیوں سوچ رہے ہیں؟" واؤد انہیں یوں خود سے ناراض ہو کر اٹھتا دیکھ کر بولا۔

بالکل برخوردار، اسے بہت برا ہے ہمارے تجربے کو تم غلط ثابت نہیں کر سکتے۔ خیر ہم جا رہے "ہیں، تم جب تک اپنا مسئلہ حل کرو اور ساتھ اپنا فیصلہ بھی سوچ لو۔

داجی یہ کہتے اپنی قمیض کی شکن سیدھی کرتے اپنی لاٹھی پر زور ڈالتے نکل گئے اور داؤد نے بھی انہیں روکا نہیں تھا کیونکہ پہلے ہی وہ بہت الجھا ہوا تھا، اور داجی کی بات نے اسے مزید پریشان کر دیا تھا۔

وہ غصے سے اپنی اسٹڈی ٹیبل پر موجود ایک ایک چیز نیچے پھینک گیا۔

واجی جو ابھی راہداری میں کھڑے اپنے ہاتھ میں ختم ہونے والی سیگریٹ کو دیکھ رہے تھے جس نے ان کی انگلی کی پوریں بھی جلا دی تھیں مگر انہیں فرق نہ پڑا کیونکہ اس وقت انہیں اپنا گھر جلنے سے بچانا تھا جو آہستہ آہستہ ریشم کی لکڑی کی طرح سلگ رہا تھا۔ وہ علیار کے آنے پر صاف صاف بات کرنے کا ارادہ رکھتے تھے کیونکہ اس نے جانے سے پہلے انہیں بہت کچھ ایسا بتایا تھا جو ناقابل یقین تھا، مگر اپنا گھر بچانے کے لیے انہیں یہ قدم لینا تھا۔

دارار ان کی باتیں وہاں کھڑے ہو کر سن چکا تھا، تو مزید اس سے کوئی بات کرنا نہیں چاہتے تھے۔
وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلے گئے۔

۔۔۔ واؤد داچی کی بات پر تیش میں تن فن کرتا کمرے میں داخل ہوا جہاں نیم اندھیرا تھا اور اس کی صبح کی لائی بیوی بڑے مزے سے اس کے بستر پر خوابِ خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔

اسے اتنے آرام سے لیٹا دیکھ واؤد کو اپنا بدن انگاروں میں لوٹتا محسوس ہوا اور وہ تیزی سے اس کے سر پر پہنچتا اسے یونہی نیند میں جھٹکے سے اٹھا کر بیٹھا گیا۔

کسی کی اجازت سے تم یہاں اپنا گھٹیا وجود لے کر میرے بیڈ پر سو رہی تھی ہاں؟" داعود دھاڑتے" ہوئے اس سے بولا۔

جبکہ روشبا نے اس کے وجیہہ چہرے کو اپنے چہرے کے قریب دیکھ کر یکدم سہم گئی اور اس کے دماغ نے اپنے حساب سے کام کرنا شروع کیا تھا۔ وہ ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھتی، اپنے بازوؤں پر موجود اس کے ہاتھ کو دیکھتے تیزی سے جھٹپٹائی، مزاحمت کرتی ہر حال میں اس کے ہاتھ کو خود سے دور کرنا چاہا مگر چادر ہی تھی جو داعود کی سخت گرفت میں ناممکن تھا۔

م۔۔ میرا ہاتھ چھوڑ دیں" روشہا نے مشکل سے خود کو مضبوط کرتی بولی۔"

جبکہ اس کی بات پر واؤد کے ماتھے پر مزید بل ڈالے تھے۔

"تم مجھے بتاؤ تم یہاں سوئی کیسے؟"

وہ اس کا دوسرا ہاتھ بھی اپنی جاہرانہ گرفت میں لیتے بولا۔

" ! میرا ہاتھ چھوڑیں"

اس کے سوال کو سرے سے نظر انداز کرتے روشہانے نے بس اپنے دونوں ہاتھ آزاد کروانے چاہے۔ اس کی گرم سانسیں اسے اپنا چہرہ جھلساتی محسوس ہو رہی تھیں۔ اسے اپنے اتنے قریب، اپنے حدود میں موجود دیکھ کر روشہانے کو اپنے پورے بدن میں چنگھاریاں سی نکلتی محسوس ہوئیں۔

اس سے پہلے واؤد اسے مزید کچھ کہتا وہ اسے پوری شدت سے دھکا دیتی اپنے ہاتھ نوچنے لگی، جہاں داعود نے کچھ دیر پہلے اسے پکڑ رکھا تھا۔ جبکہ داعود حیران پریشان سا اس کے اتنے زوردار دھکے پر ایک قدم پیچھے ہوتا اسے دیکھ رہا تھا۔

وہاں وہ پورے زور سے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے بازوؤں کو رگڑ رہی تھی۔ اس کی حرکت پر داعود کے ماتھے پر بلوں کا جال بڑھا تھا اور وہ پریشانی سے اسے دیکھنے لگا۔

اب اس کا دوپٹہ بھی زمین بوس ہو چکا تھا مگر اسے کوئی فکر نہیں تھی، وہ اب باقاعدہ ناخن سے اپنے بازو نوچ رہی تھی۔ اسے یوں بدحواسوں کی طرح اپنے ماتھے پر بل ڈالے اپنے بازو نوچتا دیکھ کر داعود تیزی سے اس کے قریب بڑھا، مگر اس سے دوگنی تیزی سے روشہانے نے ساتھ پڑے میز پر رکھا گلاس جھٹکے سے بیڈ کے کنارے پر مار کر توڑ دیا اور اسے چہرے کے قریب کرتی تھی۔

ایک ہاتھ ابھی بھی خود کو نوچنے میں مصروف تھا جبکہ دوسرے ہاتھ کی انگلی اس ٹوٹنے کی وجہ سے زخمی ہو چکی تھی۔ ایک اچھا خاصا بڑا کانچ کا ٹکڑا اس کے ہاتھ میں گھس گیا تھا اس کے انگوٹھے کے پاس، مگر اس نے گلاس پکڑنے کے چکر میں اپنی مٹھی مزید سختی سے بند کرلی تھی، اور دباؤ

پڑنے کی وجہ سے ہاتھ سے بہتا خون اس کی لیموں کلر کی قمیض کی آستین کے کنارے کو گندا کرتے زمین پر گر رہا تھا۔

جبکہ داعود بس حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا، جس کی آنکھوں میں اب ڈر نہیں تھا، شعلوں کی لپک تھی۔ اپنے پاس آنے والے کو جان سے مار دینے والی کیفیت۔

داعود اس کی آنکھیں پڑھتا حیران رہ گیا تھا۔ اس کا اتنا ایکسٹریم ری ایکشن اس کے سمجھ سے باہر تھا، جبکہ مسلسل ناخن سے نوچنے کی وجہ سے اب بازوؤں سے بھی خون آرہا تھا۔

واؤد بس حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا جس کی آنکھوں میں اب ڈر نہیں تھا، شعلوں کی لپک تھی، اپنے پاس آنے والے کو جان سے مار دینے والی ایک کیفیت۔

واؤد اس کی آنکھیں پڑھتا حیران رہ گیا تھا۔ اس کا اتنا ایکسٹریم ری ایکشن اس کے سمجھ سے باہر تھا، جبکہ مسلسل ناخن سے نوچنے کی وجہ سے اب بازوؤں سے بھی خون آرہا تھا۔

داعود نے تیزی سے آگے بڑھتے اسے تھامنا چاہا تھا مگر روشہانے نے اپنے بچاؤ کے چکر میں کانچ کا ٹکڑا اس کے بازو میں مار دیا، جو داعود کا بازو زخمی کر گیا تھا۔ داعود اپنے زخم پر بغیر کوئی نوٹس لیے جلدی سے اس کی کانچ والی کلائی سختی سے تھام گیا۔ وہ اس کے ہاتھ سے کانچ کھینچ کر پھینکتا ایک

زور دار تھپڑ اس کے منہ پر لگا گیا۔ تھپڑ کے اثر سے اس سے پہلے روشہانے لڑکھڑاتے دیوار سے ٹکراتی وہ دوبارہ اس کا بازو تھامتے اسے اپنے مقابل کر گیا تھا۔

"یہ پاگل پن کس بات کا ہے؟ ہاں؟ کیا ڈرا رہی ہو مجھے؟ مجھے تمہاری ان چیزوں سے ڈر نہیں لگتا۔ وہ کیا ہے نا تمہارے اکڑ دادا کے ساتھ کام کرتے کرتے آدمی ڈھیٹ ہو جاتا ہے۔ اب تو میرے راستے سے صاف ستھرا سا پوچھا تھا کہ یہاں کیوں مر رہی تھی؟ میں کوئی تمہیں چھونے کے لیے مرا نہیں جا رہا تھا جو پاگلوں کی طرح خود کو نوچ کھسوٹ رہی تھی تم۔ اور آئندہ مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی غلطی مت کرنا۔"

داعود اپنے گال پر ہاتھ رکھے یقین کی کیفیت میں روشہانے کو باتیں سناتا بغیر اس کی حالت کا خیال کیے اسے مزید اذیت دیتا وہی دھکا دینے کے انداز میں پنچ گیا جس پر وہ بیڈ پر ڈھ سے گری تھی۔ جبکہ خود کے لیے پاگل لفظ سن کر روشہانے کی آنکھوں سے آنسو بہے تھے۔

وہ وہیں بیٹھی دونوں ہتھیلیاں اپنی گود میں رکھتی انہیں اپنی نظروں کا مرکز بناتے زار و قطار رو رہی تھی مگر مجال تھی جو اس کے رونے میں اس کے چہرے کے تاثرات بگڑے ہوں یا آواز نکلی ہو۔ بڑے مہارت سے رونے کا شغل فرمائے وہ تھک ہار کر داعود کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی تاکہ خود ہی اپنے زخم ٹھیک کر لے۔ کیونکہ اسے اس سے تو یہ توقع نہیں تھی، اور ویسے بھی واش روم سے مسلسل پانی بہنے کی آواز آ رہی تھی جو صاف پتا دیتی تھی کہ وہ کیا کر رہا ہے بجائے اس کے لیے فرسٹ ایڈ باکس لانے کے اپنے غم ٹھیک کرنے کے وہ نہا رہا تھا۔

روشہانے کا دل کیا اس گلاس سے وہ کچھ کاٹے یا نہ گائے مگر اس کے لیے گردن سے تھوڑے نیچے آتے گھنگریالے بالوں کو ضرور کتر دے تاکہ اس گھمنڈی کی عقل تھوڑی لوٹ آئے جو سر چڑھتے چڑھتے آسمان پر ہی جا چکی تھی۔ روشہانے نے فوراً ہی اپنے ہوش باختہ کرتے اس کے لیے سوچنے لگی۔ ایک لمحے کو اسے اپنے کہے پر افسوس ہوا تھا کہ وہ کیوں ہر مرد کو ایک سا سمجھ کر اپنے قریب آتے ہی لہولہان کرنے پر اتر آتی ہے، مگر اگلے ہی لمحے اس کی گھٹیا باتیں سن کر اپنی سوچ کی نفی کر گئی۔

"کوئی بات نہیں، میں کون سا کہیں جا رہی ہوں۔ مجھے پاگل کہہ رہے تھے، بتاؤ کیا پاگل پن کیا ہوتا ہے؟ اس کا پاگل پن ابھی دیکھا کہاں ہے انہوں نے۔ صرف پاگل خانے والے پاگل پاگل نہیں ہوتے۔ میری جیسی منکوحہ کو بھی پاگل ہونا چاہیے، جنہیں ان کے منکوحہ نکاح کر کے ایسے بھولتے ہیں جیسے انہوں نے کسی سے اپنے ادھار کے عوض نا چاہتے ہوئے پرائز بانڈ لے لیا ہو مگر دل نہ ہو اور اسے خریدنے کے بعد الماری میں پھینک دو۔"

"ویسے حد نہیں ہے، عجیب نفسیاتی آدمی تھا۔ خود مجھے جانوروں کی طرح یوں اچانک نیند سے اٹھا دیا، پھر خود ہی شور کرنے لگا، اب خود ہی اپنے زخم دکھا رہا ہے، باتھ روم میں چلا گیا۔ اللہ کرے وہیں پھسل جائے تاکہ ہڈی ٹوٹے، پھر چھپتے بھی رہے گا نا تو..."

تو اللہ میاں میں نے نہیں جانی اس عجیب سے سانڈ کو اٹھانے۔۔ یار کیا اللہ جی ایک ہی میاں دیا وہ ایسا بھونڈا صرف شکل ہی اچھی ہے باقی کچھ نہیں۔ اب ٹھیک ہے شکل اچھی ہے وہ

بھی مانگی تھی میں نے آپ سے، پر بندے کے پاس کچھ اور بھی تو ہونا اوپر والا تو خالی ہے بالکل بیک یٹرز نہیں ہے جنگلی کہیں۔۔ نہیں نہیں بالکل بھی نہیں اللہ جی آپ مجھ سے خفا نہیں ہو سکتے ٹھیک ہے شوہر ہے میرے مزاجی خدا ہاں ہاں یاد ہے مجھے جن سے میں بہت محبت کرتی ہوں، نہیں کرتی تھی مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کا مجھے پاگل ہی بول دے بجائے یہ دیکھنے کے کہ میں اپنا بازو کیوں اسکریچ کر رہی ہوں، مزید قریب آگئے حد ہے بھی آدمی کی، کوئی کنسنٹ ہوتی ہے کہ نہیں؟ آپ خود بتاؤ ہوتی ہے نا، اب ایسے میں کیسے میں اسے مزاجی خدا مانوں؟ تو مجھے تو نا ہو پائے گا جیسے انسان کی عزت جو میری نا کرے اگر بیچا مجھے دادا جی نے ہے تو اپنے چلے گئے دل کے پھپھولے وہاں جا کر سڑ گئے مجھے کچھ بھی اب الٹا سیدھا بولیں گے میں بتا رہی ہوں پانی بہت کا میدان یہی لے آؤں گی ہاں۔۔ غرب اللہ ہی ایسے بھی کوئی بھلا اپنے بیوی کو ہاتھ لگاتا نہیں مطلب پہلے اس سے پوچھتا ہے میں آپ کو ہاتھ تھام لوں اور اور کیا کہا تھا مجھے، گھٹیا وجود! خود اتنے اعلیٰ ظرف ہیں تو کیوں خریدنے گئے تھے اگر دادا نے مجھے بیچ کر گھٹیا پن دکھایا ہے تو انہوں نے خرید کر اور آپ اس بات سے انکار نہیں کرو گے، میں بدتمیزی نہیں کروں گی مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے مجھے جیسے دل کیا جائے ویسے استعمال کرے۔ اگر انہوں نے مجھے میرے اجازت کے بغیر چھوا کہیں بھی کیوں نہ، کسی بھی وجہ سے کیوں نہ ہو، میں اپنے اس خوبصورت میاں کا جو کہ اندر سے بالکل بھی نہیں ہے، مار کر منہ سو جاؤں گی کیونکہ انہیں ابھی پتا نہیں ہے میٹیریل ایڈجسٹ صرف انہیں ہی کرنا نہیں آتا، میرے جیسے پاگل بھی ہوتے ہیں اس دنیا میں حد ہے ویسے دیکھ لیں جان کر اندر جم گئے ہیں کسی اور کو بھی جاتا ہو گا جبکہ اصولاً تو پہلے

مجھے جانا چاہیے تھا مگر خیر چلیں آپ کی خوشی اور رضامندی کے لیے اس سانڈ کو بھی جھیل لیں گے۔ اب عزت دینے میں وقت لگے گا کیونکہ پسند اس کی ویسے بالکل بھی نہیں ہے، اللہ معاف کرے توبہ توبہ۔۔۔

روشہانے وہیں بیڈ پر ٹھیک سے بیٹھتے اپنی شکایتوں کا پُٹیل کھولتے اس کی ایک ایک غلطی اللہ کو بتاتے ہوئے اب اپنے ہاتھ دیکھ رہی تھی تاکہ کانچ نکال سکے۔

ابھی وہ اپنے ہاتھ کا معائنہ کر رہی تھی جب داعود تیزی سے بال رگڑتے باہر آیا، جبکہ روشہانے نے گردن گھما کر سر تاپیر اسے بغور دیکھا تھا، جو بلیک ٹراؤزر پہنے اپنے بال خشک کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ جبکہ روشہانے اسے ایک نگاہ دیکھنے کے بعد اٹھ کر واشروم میں چلی گئی۔ کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ ابھی کچھ دیر پہلے داعود کو دیکھ کر ڈر کے مارے اس کی جان جا رہی تھی۔

بہت احتیاط سے اس کے پاس سے گزرتی وہ واشروم میں چلی گئی جبکہ داعود نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا تھا۔ وہ تو سمجھ رہا تھا ابھی تک اس کونے پر زمین میں بیٹھی اپنی تذلیل پر رو رہی ہوگی، مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹا تھا۔ نہ تو دور کی بات ہے اس کے چہرے پر ایک بھی تاثر نہیں تھا، نہ ہی آنکھیں نم تھیں۔ ہاتھ سے بھی شاید وہ کانچ نکال چکی تھی۔

بھی سیدھا واشروم میں چلی گئی۔ واؤد بھی سر جھکاتے تولیہ وہاں پھینکتا بیڈ پر چڑھنے لگا جب اس کی نظر وہیں بیڈ کے پاس پڑے کانچ پر پڑی، جس پر کچھ پر خون لگا تھا، کچھ صاف تھے اور کچھ کو

دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے ابھی ابھی انہیں خون میں ڈبو کر نکال کر رکھا ہو۔ وہ وہاں پھیلی گندگی کو دیکھتا بامشکل اپنا غصہ ضبط کرتے بیڈ کی دوسری سائڈ پر آکر نیچے کر گیا تا کہ اسے کوئی چیز نہ لگے۔

وہ اس کے آنے کا انتظار کرنے لگا تا کہ اس سے یہ گند صاف کروائے، کیونکہ اگر ابھی درخشہ کو بتاتا تو وہ مورے کی چچی سب کچھ الگ ہی بتا دیتی، اور مورے داجی کو مطلب حد ہے، اس ایک لڑکی نے میری زندگی خوار کر دی ہے۔ داعود تاسف سے سوچتا اپنا لیپ ٹاپ سائیڈ دراز سے نکالتا اپنے کام پر لگ گیا۔

جبکہ روشہانے اندر اپنے کام میں مصروف تھی۔ وہ بڑے آسانی سے خود سے پہلے شاور لیتی، پھر اپنا بیڈ سیٹ کرتی باہر آئی۔

داعود جو آنکھوں پر چشمہ لگائے اپنے کام میں مشغول تھا، باتھ روم اور ڈریسنگ روم کے سلائڈنگ ڈور کھلنے کی آواز پر ایک نظر اس طرف دیکھا تو دیکھنا ہی بھول گیا۔ وہ اس کی ہوڈی اور ٹراؤزر پہنے بڑے مزے سے اپنے بال تولیے میں لپیٹے باہر آرہی تھی، جبکہ دھیان اپنی ہی بات پر تھا۔ وہ اسے دیکھ رہی تھی کہ کہیں سے خراب تو نہیں ہو گئے۔

جبکہ داعود مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ جب روشہانے نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور بمشکل اپنے منہ کے بگڑتے زاویے پر کنٹرول کرتی وہ شیشے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اسے ایسے اگنور کیا تھا جیسے وہاں کسی اور کا وجود ہی نہ ہو۔

اے!" داعود اسے منہ پھیرے دیکھ کر بمشکل غصہ کنٹرول کرتا ضبط سے اپنی مٹھی بھینچتا اسے" دیکھ کر آواز دینے لگا، جبکہ روشہانے نے سرے سے نظر انداز کرتے اپنے بالوں پر برش کرنا شروع کر دیا۔

اے لڑکی تم!" جب کافی دیر تک بھی اس نے داعود کی اونچی آواز نہ سنی تو داعود بار پھر" پچھتاتے ایک چھوٹا کشن اس کی سمت پھینکتا اس کی توجہ اپنی طرف کروانا چاہ رہا تھا، جبکہ روشہانے نے بھی خود کو ڈھیٹوں کی سردار ثابت کرتے ہوئے کشن سے بچتے اپنے بال بنا کر ہی مڑ گئی اور بے ساختہ اس کی نظر اس سے ٹکرا گئی۔

"!بہری ہو؟ آواز نہیں جاتی تمہیں؟ انسان پاگل ہے جو تمہیں آواز دے رہا ہے"

داعود اسے خود کی طرف تکتا پا کر غصہ سے بولا تھا، جبکہ اس کی نظر مسلسل اپنے فیورٹ کشن پر تھی جو زمین کو سلامی دے رہا تھا۔ وہ اس انتظار میں تھا کہ وہ جھک کر اسے اٹھائے گی، جبکہ روشہانے نے سب کچھ نظر انداز کرتے ہوئے اسی سائڈ پر آ کر لیٹ گئی۔

داعود نے آنکھیں پھیلا کر خود کی اس قدر بے عزتی برداشت کی۔ اسے یوں سرے سے خود کو اگنور کر کے سوتا دیکھ کر داعود کا دماغ جھک سے اڑ گیا اور وہ فوراً سے پہلے اس کے بازو نوچتا اسے سیدھا لینا چاہا، جبکہ روشہانے نے بمشکل اپنی آنکھیں بند کرتے خود کے قریب اس کی موجودگی برداشت کی۔

اس کی حرکتوں پر اب اس کا دماغ گھوم رہا تھا۔

میں پاگل دیکھتا ہوں تمہیں انسان ! تمہیں کب سے آواز دے رہا ہوں مگر تم میں کچھ زیادہ ہی" اٹیٹیوڈ نہیں ہے؟ آپ نے آپ کو سمجھتی کیا ہو ہاں؟ کیا ہو کیا تم جو مجھے واؤڈیو سافٹ کی کو اگنور کر "رہی تھی؟

"ہاں؟"

داعود اس کے منہ پر پھنلکتے ہوئے بولا، جبکہ روشہانے نے اپنے چہرے پر اپنا پٹہ والا ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرنے کی، یا یوں کہا جائے کہ اپنے دماغ کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ وہ اس سے دور ہے، ورنہ کوئی بعید نہیں تھی اسی وقت اس کا ہاتھ چلتا اس کا منہ نوچ دیتا۔

۔۔کچھ بول رہا ہوں میں تم سے، ادھر بات کرو مجھ سے، یوں منہ چھپانے کی کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، سمجھی تم؟ اٹھو پہلے۔

داعود اس کے چہرے سے دور ہوتا اسے واپس اسی طرح اٹھا کر بیٹھا گیا جبکہ اب کی بار روشہانے نے اس کا ہاتھ زور سے جھٹکا تھا۔

کیا مسئلہ ہے آپ کے ساتھ؟ جب اگلے کو آپ کی بات سنی نہیں ہے تو کیوں بول کر خود کی" "انرجی ضائع کر رہے ہیں؟ خود بھی سوئیں اور دوسروں کو بھی سونے دیں۔

روشہانے اپنی جان لگاتے اسے مزید خود سے دور کرتی غصہ سے بولی تھی، جبکہ داعود آنکھیں پھیلائے اس کی حرکت دیکھ رہا تھا جو اس کی حیرانی کا بھرپور فائدہ اٹھاتے اسے دھکیلنے میں کامیاب ہوتی اب اپنے اور اس کے بیچ میں تکیہ رکھ رہی تھی۔

"کیا مطلب تھا تمہاری اس بات کا؟"

داعود نے ایک بار پھر غصہ سے اس کے بازو کو دبوچتے ہوئے کہا۔

کوئی مطلب نہیں تھا، آپ کی طرح تھوڑی ہوں جو ہر چیز مطلب سے کروں۔ اور میرا ہاتھ "
"!چھوڑیں بھی

روشہانے مشکل سے اپنا بازو آزاد کروانے کی کوشش کرتے بولی۔ اسے مزاحمت کرتا دیکھ کر داعود کے ماتھے پر بلوں کا جال بڑھ گیا تھا اور وہ حیرانی سے اس کی باتیں سن رہا تھا جو پہلے بول نہیں رہی تھی اور اب اپنی زبان کے جوہر دکھا کر اسے حیران کر رہی تھی۔

یہ کس طریقے سے بات کر رہی ہو تم مجھ سے؟ اور کیا یہ ہر وقت 'ہاتھ چھوڑیں، ہاتھ چھوڑیں'" میں؟ اور بھی بہت کچھ پکڑ لیا کیا کرو گی تم آخر کو؟ تمہارے دادا کا بنایا ہوا شوہر ہوں میں، میرے حق سے تو واقف ہو گی نا؟ اتنی بھی کوئی بچی نہیں ہو تم کہ کچھ پتا ہی نہ ہو۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ یہ تمہارے دادا نے تمہیں کرائے کے لیے صرف میرے ساتھ استعمال کیا تھا؟ اس سے پہلے بھی "مجھ جیسے معصوم مردوں کی زندگی خراب کر کے اپنی یہ ادا دکھا کر شام تک کمائی کر چکی ہو گی۔

داعود صفاکیت کی انتہا کرتا اسے اپنے مزید قریب کرتا جھٹکے سے اپنی گود پر بٹھاتے ہوئے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتا بولا، جن سے اس کے شیمپو کی خوشبو آرہی تھی۔

جبکہ روشہانے نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا تھا جس کی باتیں اسے اپنے دماغ پر بجنے کے ساتھ ساتھ کانوں میں کسی پگھلے ہوئے تانبے کی طرح گھلتی محسوس ہو رہی تھیں۔ ایک بار پھر ماضی پوری آب و تاب سے اس کے سامنے آتا اس کے سارے اعتماد کو ختم کر گیا تھا۔ اس کے لہجے میں عجیب سی تھکن تھی۔

داعود جو کچھ دیر پہلے اس کے بے انداز پر حیران تھا اب اس کا یہ ہارا ہوا لہجہ محسوس کرتے ہی اسے کچھ ہوا تھا، مگر اگلے ہی پل اپنا خسارہ یاد کرتے وہ سپاٹ ہو گیا تھا۔ جانتا تھا وہ ایسی لڑکی نہیں ہے مگر اپنی زبان اسے اذیت دینے میں نہ جانے اسے کون سی خوشی مل رہی تھی۔

روشہانے نے فوراً اس کی گود سے اترتے زمین کی اس سمت ہو گئی جہاں کانچ تھے۔ اس کے یوں اچانک اٹھنے پر داعود بھی کچھ نہیں کر پایا کیونکہ سب کچھ بہت اچانک ہوا تھا اور کافی اس کے تلوں میں بے رحمی سے کھس گیا تھا مگر مجال تھی جو اس کے منہ سے سسکی نکلتی، جبکہ داعود حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا جو اپنے پیروں پر پورا وزن دیے کھڑی تھی۔

کیا کہہ رہے تھے آپ؟ میں نے کتنے لوگوں کی راتیں رنگین کی ہیں اب تک آپ کی نہیں کی ہے؟ ویسے اگر آپ کے کہنے کے مطابق دیکھا جائے تو اس حساب سے آپ میرے پہلے کسٹمر ہیں، آپ کی رات رنگین کی ہے کیا میں نے اب تک؟

اور کچھ بولنے کی ضرورت نہیں ہے، میں سب سمجھتی ہوں۔ خوب کہا آپ نے، میں ایک فاحش عورت ہوں جو لوگوں کی راتیں رنگین کرتی ہے۔ آپ نا ایک کام کریں میرے لیے کوئی اچھا سا نام سوچ لیں، وہ جیسے کوٹھے والیوں کے ہوتے ہیں ویسے وہاں تو سب مجھے ہرافہ کہہ کر بلاتے تھے، آپ اپنا دیکھ لیں۔

ویسے یقینا آپ ابھی بھی مجھ سے اپنی ضرورت پوری کرنے آئے ہوں گے، مگر میں نے تیاری نہیں کی ہے، کہیں ایسا نہ ہو آپ کو مجھ سے گھن ہی آجائے۔ آپ رکیں، میں تیار ہو کر آتی ہوں۔

روشہانے اسے پتھر جیسے تاثرات لیے چہرے کو دیکھتے عجیب کھوئے کھوئے لہجے میں بولی۔ بولتے ہوئے نہ صرف اس کے ہاتھ بلکہ اس کے لب بھی لرز رہے تھے۔

"روشہانے!"

داعود نے بے ساختہ اسے پکارا تھا جو واشروم کی طرف جا رہی تھی۔

"جی!"

وہ اس کی پکار پر رکی تھی۔

"ت... تم اوپر آجاؤ۔"

داعود اسے واپس بیڈ کی طرف اشارہ کرتے بولا۔

نہیں نہیں مجھے نہیں آنا، میں... میرا دم گھٹ رہا ہے، مجھے سانس... سانس نہیں آ رہی، میں... میں"

"بالکنی میں چلی جاتی ہوں ہاں، صرف صرف ہوا کھا کر آ جاؤں گی۔

روشہانے نے بغیر اس کی طرف دیکھے خود سے ہی کہتی اپنا سر ہلاتے جلدی سے بالکنی کا دروازہ کھولتے وہاں جاتی یکدم دروازہ بند کیا۔ اتنی دیر سے رکے آنسو تیزی سے کسی آبشار کی طرح بہے تھے۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکی کو روکنے کی کوشش کرنے لگی۔

اس کام میں تو وہ بہت ماہر تھی مگر جانے کیوں پھر بھی داعود کے سامنے کمزور پڑ گئی، یا شاید اس کے الفاظ ہی ایسے تھے جنہوں نے اسے کمزور کر دیا تھا۔ واللہ عالم۔

وہ کسی طرح وہ الفاظ برداشت کیے تھی۔ "تو الف" یہ لفظ کسی ٹکڑے کی طرح اس کے دماغ میں بج رہا تھا۔

وہ وہیں بالکنی کی زمین پر بیٹھ گئی بے حس و حرکت۔ اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ اس کے پاؤں زخمی ہیں، اس سے خون بہہ رہا ہے، یا وہ اپنے آنسو صاف کرنے کی وجہ سے اپنے ہاتھ کی پٹی خراب کر چکی ہے۔ اگر اسے فرق پڑ رہا تھا تو صرف اس بات سے کہ اس کے شوہر نے اسے تو الف کہا تھا... گندی عورت... دوسروں کی راتیں رنگین کرنے والی عورت۔

وہ سوچ کر کرب سے آنکھیں موند گئی۔

داعود حیرانی سے بالکنی کے بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا بکواس کر کے گئی ہے؟"

وہ کمرے میں جا رہا تھا۔ داعود سائیڈ ٹیبل پر رکھتی چیزیں نیچے پھینکتا اسے سرے سے فراموش کرتا کمبل تان کر سونے لگا، بغیر اس بات کی پرواہ کیے کہ وہ باہر ہے، کس حال میں ہے، ٹھیک ہے بھی یا نہیں۔

وہ خود کو اس کی سوچوں سے بے نیاز کرتا سونے کی کوشش کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد جب بہت زیادہ اسموکنگ کی وجہ سے اسے نیند نہ آئی تو دراز سے میڈیکل باکس سے نیند کی گولیاں نکالتا انہیں پانی کے ساتھ لے گیا۔ ویسے بھی صبح سے ہوتی چیزوں نے اس کے اعصاب شِکن کر کے رکھ دیے تھے۔

کمبل بدلتا سر تک تان کر لیٹ گیا یہ سوچ کر کہ جب آنا ہوگا خود ہی اندر آ جائے گی۔

جبکہ روشہا نے باہر خود سے بڑبڑا رہی تھی، اپنی اکھڑتی سانسوں پر قابو کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اچانک ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ دماغ میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی۔

جو آہستہ آہستہ اسے بڑھتی محسوس ہوئی۔ اس نے اٹھ کر بالکنی کا لاک کھول کر داعود کو آواز دینی چاہی مگر اسے خود میں اتنی جان ہی محسوس نہیں ہوئی۔

مشکل سے اس نے دھندلائی نظروں سے یونہی بیٹھے بیٹھے بالکنی کی کنڈی کھولی تھی۔ اس سے پہلے وہ آگے بڑھ کر اسے پکارتی اس کے وجود نے وہیں اس کا ہاتھ چھوڑا تھا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گئی تھی۔

جبکہ داعود نیند کی گولیوں کی وجہ سے بے خبر سا اپنی نیند کی وادیوں میں گم تھا اس بات سے انجان کہ کل کی صبح اس کے لیے ایک اور نیا طوفان لانے والی ہے۔۔۔

سلیمان صاحب تھکے ہارے اپنے کمرے میں داخل ہونے لگے تھے جب ان کے کانوں میں رودابہ کی آواز پہنچی جو انتہائی رازدارانہ انداز میں کسی سے بات کر رہی تھی۔۔۔

"بھابھی ایسا کچھ بھی نہیں ہے، آپ غلط سوچ رہی ہیں۔ ابھی اس طرح کا ماحول نہیں ہے کہ ماں باپ سے اس معاملے میں بات کروں اور دارار بھی کوئی فیصلہ کرے گا تو ہی تو میں ہمنا کے رشتے کی بات چلاوں گی نا، ایسے کیسے۔ جی مجھے بابا کی خواہش یاد ہے مگر آپ بھی تو سمجھیں، وہ پہلے ہی شادی شدہ ہے، کم از کم اسے کنارے تو لگتے ہیں لیکن بھابھی... بھابھی..."

ابھی رودابہ مزید بات کرتی جب دوسری طرف سے شاید لائن کاٹ دی گئی اور انہوں نے غصے سے اسکرین کو دیکھا اور اپنا موبائل زمین پر دے مارا۔

"حد ہے... ساری مصیبتیں ایک ساتھ آگئی ہیں۔ پہلے ہی کم پریشانی ہے، کس کس کو سنبھالیں اللہ... پہلے ہی بابا ناراض ہیں ان سے بھی بات کرنی ہے اور اب یہ مصیبت..."

آج پہلی بار انہیں اپنی بیوی کے لہجے میں بہت کچھ عجیب لگا۔ ایسا لگا جیسے وہ کچھ جانتے ہی نہ ہوں مگرفی الحال اس بات کا اظہار بھی بے وقوفی کے زمرے میں آتا تھا کہ وہ کچھ جانتے ہیں، تو وہ خاموشی سے اندر کی طرف چل دیے۔

اب کی بار انہوں نے جان کر کمرے کا دروازہ تیز سے کھولا تھا تاکہ وہ ان کی موجودگی سے واقف ہو کر محتاط ہو جائے۔

وہ اپنے کمرے میں آکر لیٹ گئے۔ کل سب سے پہلے وہ یہ بات اپنے بابا سے کرنے والے تھے تاکہ کچھ بھی خراب نہ ہو اور وہ لوگ معاملے کو ہر پہلو سے دیکھ سکیں۔ وہ بیڈ پر لیٹے روداب کے نماز پڑھتے چہرے کو اپنے نظروں کے حصار میں لیے نیند کی وادیوں میں اتر گئے تھے۔۔۔

روشہا نے یونہی بالکنی میں بے ہوش گری ہوئی تھی۔ نا جانے رات کے کسی پہر بارش نے زوروں شوروں سے برسنا شروع کیا تھا۔ نہ صرف بالکنی کو بھیگا شروع کیا تھا بلکہ ساتھ ساتھ اسے بھی۔

اور اپنی بے ہوشی سے نہ اٹھنے والی عادت کی وجہ سے وہ یہاں بھی خود پر بارش پڑنے کے باوجود بھی نہیں ہلی تھی، آڑی ترچھی اوندھی زمین پر پڑی تھی۔

رات کے ساتھ ساتھ بارش بھی اپنی پکڑ مضبوط کر رہی تھی مگر اس بارے میں دونوں ہی انجان تھے۔ ایک اندر بیڈ پر نیند کی گولی کی وجہ سے بارش کی اتنی تیز آواز پر بھی نہیں اٹھا، اور دوسری وہ

خود وہاں بے سدھ پڑی تھی کیونکہ خود میں اتنی ہمت نہیں پا رہی تھی کہ اپنی آنکھیں کھولے اور کسی طرح کمرے میں چلی جائے۔

اور ان دونوں اور باقیوں کی اسی لاپرواہی میں رات گزر گئی۔

داؤد بھی ناکوئی اور، اور داؤد صبح حسبِ معمول کی طرح نہیں بلکہ اپنی عادت کے برعکس تھوڑا سا لیٹ اٹھا تھا۔ اٹھتے ہی اس کی نظر بالکنی کی طرف گئی جو کہ کھلا ہوا تھا۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ رات ہی اندر آچکی ہے، اس لیے وہ اٹھ کر واش روم چلا گیا اور اپنے کام پر جانے کا انتظام کرنے لگا اور ہمیشہ کی طرح اس سے بے نیاز ہو کر تیار ہوتے ہوئے اپنے کام پر نکل گیا۔۔۔

درخشہ ! جاو جا کر دیکھو داؤد گھر پر ہے یا نہیں ہے، اگر نہیں ہو تو روشہانے کی طبیعت دیکھتے آنا۔" اس کے بعد ہم تمہیں اس کا ناشتہ دیں گے، اپنی نگرانی میں کروانا، لاپرواہی مت کرنا ورنہ مجھ سے "برا کوئی نہیں ہوگا۔

رودابہ اسے ہدایت دیتی اوپر کی طرف بھیجتی خود ناشتہ لگانے لگی۔ ساری چیزیں لگانے کے بعد !داؤد کا خیال آتے ہی انہوں نے سر پر ہاتھ مارا—پہلے اسے اٹھا دیتی

ایک تو یہ لڑکا بھی نا، خود ہی وقت پر سب کچھ کر لیتا ہے۔بیوی کے بغیر یہ سارے لنگڑے لولے" "ہو جاتے ہیں۔

رودابہ یہ سوچتے ہوئے اس کے کمرے کی طرف چل دیں۔ ناشتہ وہ لگا چکی تھیں، ابھی وردہ بھی ان سب چیزوں میں ان کی مدد کر لیتی۔

وہ سر جھٹکتے اوپر کی طرف چلیں ہی تھیں۔ جیسے ہی وہ اس کے کمرے میں داخل ہوئیں، کل کے نسبت آج دروازہ کھلا ہوا تھا اور جو وہ توقع کر رہی تھیں ویسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے سوچا تھا کہ جب وہ آئیں گی تو کمرے کا ہر شے بکھرا ہوا ہوگا، پیر رکھنے تک کی جگہ نہیں ہوگی، جبکہ معاملہ یہاں اس کے برعکس تھا۔

کمرے کی ہر چیز اپنی جگہ پر موجود تھی جیسے زرتاشہ کے جانے سے پہلے تھی، بس بیڈ تھوڑا سا شکن زدہ تھا جو اس بات کا پتہ دے رہا تھا کہ یہاں وہ سویا ہے۔

انہوں نے نفی میں سر ہلایا اور اس سائڈ کو دیکھا کیونکہ وہ کسی ضدی بچے کی طرح اسے لایا نہیں تھا اور اب خود ہی سے مس کر کے اس کی سائڈ پر سو رہا تھا۔

ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم تھیں جب داؤدنک سک سے تیار باہر آ رہا تھا، اپنی گاڑی کی چابی اور دیگر چیزیں اٹھاتے ہوئے۔ رودابہ کو اس کے جانے پر حیرت نہیں ہوئی مگر پھر بھی ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا تھا۔

"تم کہیں جا رہے ہو؟"

وہ بیڈ سے اٹھتی اس کی شکنیں ٹھیک کرتے ہوئے بولیں۔

"جی، زری کے پاس جا رہا ہوں... اس سے ملنے کو دل کر رہا ہے۔"

علیار نے ایک گہری سانس لیتے ان سب کو دیکھا تھا۔

"آپ سب پوچھیں گے کہ مجھے یہ سب کیسے پتا چلا... تو الشبا کے یہاں تماشہ کرنے کے بعد میں نے فوراً ہی سی سی ٹی وی انسٹال کروا دیے تھے، جو جلدی بازی میں آپ سب کو بتانا بھول گیا... اور یہی چیز میرے حق میں بہترین ثابت ہوئی۔"

وہ تلخ لہجے میں بولا تھا۔

"تائی جان کی ساری کارروائیاں میں لائیو سی سی ٹی وی پر دیکھتا رہا... بس صحیح وقت کا انتظار تھا۔ میرے کمرے میں سینسر بھی انہوں نے ہی لگوائے تھے، اور یہ تائی جان کا کام نہیں تھا مگر ان کے علم میں ضرور تھا۔ زارا جب اسکول میں تھی تب ہی انہوں نے اپنے بھیجے بندے سے بڑی آسانی سے یہ کام سوئچ بورڈ چیک کرنے کے نام پر کروایا تھا۔"

وہ ایک لمحے کو رکا، پھر گہری سانس لی۔

"خیر... مجھے اس سے آگے کچھ نہیں کہنا۔ جو کہنا تھا کہہ دیا، جو بتانا تھا بتا دیا۔ باقی فیصلہ میں نہیں جانتا کون لے گا... بس مجھے اتنا پتا ہے کہ اگر اس دن درخشہ وہ کام نہ کرتی... تو تائی جان بڑے آرام سے میرے بچے کو اپنی لالچ اور بے وقوفی کی بھینٹ چڑھا دیتیں۔"

اس کی آواز اب خطرناک حد تک سرد ہو چکی تھی۔

اور اگر ایسا ہو جاتا تائی جان... تو آج میں یہاں یوں آپ کو یہ سب سننے کے لیے بھی نہ چھوڑتا۔"
کیونکہ اگر آپ اپنی اولاد کے حق میں بہتری کے لیے جائز اور ناجائز بھول سکتی ہیں... تو میں بھی اپنی اولاد کے لیے مر اور مار سکتا ہوں۔"

"نہیں... نہیں!"

اتنی بار ان سب کے منہ سے "مرنے" کا لفظ سن کر زارا کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا۔
یہ سوچ ہی اس کے لیے جان لیوا تھی کہ اس کے اپنے ہی گھر میں وہ اور اس کا بچہ محفوظ نہیں تھے... وہ بچہ جو ابھی اس دنیا میں آیا بھی نہیں تھا۔

نہ جانے علیار نے یہ سب کیسے ٹالا تھا... کیسے ان دونوں کی حفاظت کی تھی... نہ جانے اور کیا کیا تھا جو اس سے چھپا رہا تھا۔
یہ سب سوچ کر ہی اس کی طبیعت بگڑتی محسوس ہوئی اور وہ تیزی سے نفی میں سر ہلاتے اچانک کھڑی ہو گئی۔

اس کے یوں اچانک اٹھنے پر جہاں علیار پریشان ہوا تھا، وہیں اس کا روتا چہرہ دیکھ کر وہ فوراً اس کی طرف بڑھا اور اسے سنبھال لیا، ورنہ کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ پیچھے صوفے پر گر جاتی۔

گھر کے سارے افراد ہی اس کی اچانک خراب ہوتی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے، جبکہ اس حالت پر رودابہ مزید شرمندہ ہو گئی تھیں۔

علیار ان سب کو وہیں چھوڑتا زارا کو لے کر اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

یہ وہ نیا کمرہ تھا جو اس نے حال ہی میں بنوایا تھا، اور اس بار اس نے جان بوجھ کر وہ کمرہ حویلی کے سامنے والے حصے میں بنوایا تھا تاکہ بعد میں آسانی رہے۔

پہلے اس کا کمرہ دارار کے کمرے سے پہلے آتا تھا، مگر اب اس نے سب کچھ بدل دیا تھا۔

اب اس کے کمرے کے اردگرد اس کے ماں باپ اور داجی کے کمرے تھے، جو اس کے لیے بہترین تھا تاکہ زارا کبھی بھی اکیلی نہ ہو۔

اور اب ویسے بھی... وہ اسے یہاں چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

وہ ان ساری چیزوں سے بہت ڈر گیا تھا۔

اب تک اس نے کیسے ضبط کا دامن تھام رکھا تھا، یہ صرف وہی جانتا تھا... ورنہ ان دونوں پر جان کا خطرہ منڈلاتے دیکھ کر اسے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔

ان سارے واقعات میں جب داؤ پر وہ دونوں لگے تھے تو اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے داؤ پر اس کی اپنی زندگی ہو... جیسے لوگ کسی کھلونے کی طرح کھیل رہے ہوں۔

مگر اس وقت وہ بغیر کسی ثبوت کے کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا... آخر ان سب کو پولیس کسٹڈی میں بھی تو لینا تھا۔

تو اس کا مطلب... اس دن جو احسان لغاری نے آمنہ اور مائسا کو کڈنیپ کیا تھا... وہ بھی پلانڈ" تھا؟ کیونکہ اس دن بھی مجھے لگا تھا کوئی ہم پر نظر رکھے ہوئے ہے... جبکہ ایسا کچھ نہیں تھا۔ کوئی کہیں سے ہم پر نظر نہیں رکھ رہا تھا... مگر پھر بھی میرے دشمنوں کو یہ علم ہو گیا تھا کہ میری بیوی اور بچی اکیلے ہاسپتال جا رہی ہیں... ایسا ہی ہے نا لالا؟"

سب کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے علیان بھی آخر اپنے دل میں اٹھتے سوال کو پوچھے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

جبکہ اسکی بات سنتے مائسا تیزی سے اوپر کی طرف بھاگی تھی۔ وہ تو ایک ماسی کو اپنی بچی کے پاس چھوڑ آئی تھی، اگر وہ بھی بہروپیا ہوئی تو؟ وہ اندھا دھند بھاگتی تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی جبکہ سب ہی اسکی حرکت کا مطلب سمجھ گئے تھے۔ اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد اپنی اولاد کے لیے ڈرنا بنتا تھا۔۔

بتائیں لالا، ایسا ہی ہے یا سب کچھ صرف آپ پر ہی ہوا ہے؟""
علیان اب اسکے مقابل آتا بولا۔

ہاں، ایسا ہی ہے۔۔""
علیار اسے یوں اپنے سامنے کھڑے ہوتے دیکھ کر زارا کو اچھے سے اپنی باہوں میں بھرتے بولا۔ اب وہ یہاں نیچے اس تماشے میں مزید رکنا نہیں چاہتا تھا جبکہ اسکی بات پر سب نے ہی مزید حیرانی سے رودابہ کو دیکھا۔ جبکہ وردہ کو تو اب بھی یقین نہیں آیا تھا کہ کوئی صرف پیسے کے لیے اتنا

گر سکتا ہے۔ اگر اس دن خدا نخواستہ مائسا یا آمدہ کو کچھ ہو جاتا، وہ انہیں لے کر کہیں چلا جاتا، تو اسکے بچے کی پوری زندگی برباد ہو جاتی۔ اگر اسکے بیوی بچے اس سے چھن جاتے تو وہ کیسے اور کس کے سہارے جیتا؟ اور وہ خود کو کیسے معاف کرتی؟ انکی تو ساری زندگی اپنے بیٹے سے نظریں ملانے کے قابل بھی نہیں رہتی کیونکہ اس دن وہ انہی کی اجازت سے تو گئی تھی۔۔

ان سب کی عجیب سی حالت پر سر جھٹکتا وہ اپنے کمرے کی طرف جانے لگا۔ اسے اب ان سب چیزوں سے کوئی سروکار نہیں تھا کیونکہ وہ خود کو ان سب چیزوں کا گناہ گار سمجھتا تھا۔ اگر وہ شروع سے زارا کا خیال رکھتا تو یہ بات شاید اسے بہت پہلے ہی پتہ چل جاتی مگر خیر، گڑے مردے اکھاڑنے سے بہتر تھا کہ وہ مستقبل کو بہتر کرنے کے بارے میں سوچتا۔ اور ویسے بھی ابھی بہت سی چیزیں زارا کو بتانا ضروری تھیں۔ انہی سب کے بارے میں سوچتا وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔

رک جاؤ علیار، ابھی ہمارا ایک سوال باقی ہے۔۔""
داجی اسے وہاں سے جاتا دیکھ کر بولے جبکہ سر ابھی بھی جھکا ہوا تھا۔ انکا ر روداب کی حرکتوں کے بعد تو وہ خود سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہے تھے۔

کیا رائمہ۔۔ رائمہ کا قتل ہوا تھا؟ اور اس میں بھی روداب۔۔""
داجی نے ایک آخری کیل جو انکے دل پر ضرب ہوئی تھی، وہ خود ہی نکالنی چاہی تاکہ اس سے

انہیں کم تکلیف ہو کیونکہ انکا یہ تجربہ غلط نہیں تھا۔ انہیں دور کہیں اپنے دل میں ہوک اٹھتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

انکی بات پر رودابہ نے بے یقینی سے انہیں پکارا تھا۔۔
"مت کہیے ہمیں بابا۔۔ اگر آپ نے ہمیں واقعی باپ سمجھا ہوتا تو آپ ہم سے پوچھ لیتے اس وصیت کے بارے میں۔ اگر آپکو دارار کے لیے یہ سب کچھ چاہیے تھا تو ہم سے بات کرتیں۔ ہم "نہ دیتے تو پھر کہتیں مگر آپ نے ہمارے گھر کی بنیاد ہلا دی۔۔

علیار، تم بتاؤ، کیا رائمہ کا قتل ہوا تھا؟ اور اس میں بھی روادبہ ملوث تھی؟""
داجی اب کی بار اپنی جگہ پر کھڑے ہوتے اپنی ڈنڈے پر زور ڈالتے ہوئے بولے تھے۔ کتنا مشکل تھا اتنا سب کچھ جاننے کے بعد خود کو اس قدر مضبوط رکھنا، وہ بھی صرف اپنے بچوں کے لیے، یہ صرف وہی جانتے تھے۔۔

نہیں، تائی جان کا اسکے قتل میں کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ یہ سب کچھ الشباہ نے اکیلے کیا تھا۔۔""
علیار انکی بات پر ایک لمحے کو رک کر کہتا تیزی سے اوپر چلا گیا۔ مزید کچھ کہنے اور سننے کو باقی نہیں تھا جبکہ سب ہی رائمہ کے قتل کا سن کر حیران ہوئے تھے۔ اسکی بات پر تو روادبہ نے بھی بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

تو کیا وہ غلط انسان سے ہاتھ ملا چکی تھی؟

غلط تو وہ ہر جگہ تھی، جبھی تو آج انکا اپنا گھر برباد ہو چکا تھا۔ اسکے بیٹوں کے سر جھکے تھے اور انکے ہاتھ صرف خسارہ آیا تھا۔۔

ابھی پریشان مت ہو بہو، ابھی ہمارا بھی ایک اہم انکشاف سن لو۔ وہ ول جس کے چلتے آپ نے یہ سب کچھ کیا، وہ ہمارے سارے بچوں کی شادی کے بعد ڈِس لو ہو جاتی۔ ہم نے اسے صرف احتیاطی طور پر کیا تھا کیونکہ داعود کسی قیمت پر اپنی رخستی نہیں لے رہا تھا۔ تو ہم نے یہ ول صرف اپنے پوتوں کو ڈرانے کے لیے بنائی تھی، جس کا ذکر ہم داعود سے ہی کر رہے تھے۔ تو جانتی ہو اس نے کیا کہا تھا؟ بلکہ ابھی تم اپنے بیٹے کی آواز سن لو۔۔

واجی بڑے ضبط سے انہیں داعود کی یہ بات سنا رہے تھے کیونکہ انہوں نے وائس نوٹ پر ہی اسے اس ول کے بارے میں بتایا تھا اور سیف بھی ان کا دوست اور پیشہ ور وکیل موجود تھا جو داعود کی باتیں سنتا اور اس وقت ان کا لال ہوتا چہرہ دیکھ کر بمشکل اپنی ہنسی دبا رہا تھا۔۔

کیا یار داجی ! مجھے نہیں چاہیے آپ کا یہ ففٹی پرسنٹ۔ علیار لالا کو لینے دیں یہ، علیان یہ ابّو سے" اچھا ہے۔ آپ فون کٹ کر دیں، مجھے آپ کے اس ففٹی پرسنٹ پر کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔ مجھے اگر کبھی کسی چیز کی ضرورت ہوگی تو وہ ہے صرف میرے بھائیوں کا پیار، ان کا بھروسہ، ان کا ساتھ جو ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا۔ تو مجھے یہ جائیداد نہیں چاہیے۔ آپ اس میں سے مجھے تو نکال ہی دیں، بچے چار کو گن لیں، ان سے پوچھ لیں وہ کیا چاہتے ہیں، اور میرا نہیں خیال داجی ہم میں

کسی کو بھی آپ کی پراپرٹی میں انٹرسٹ ہوگا۔ ہم اپنا اب خود کماتے ہیں، یہ سب کچھ جمع کر سکتے ہیں بلکہ کر بھی چکے ہیں۔ آپ کو اپنے بارے میں سوچنا چاہیے، یہ آپ کی زندگی کی جمع پونجی ہے جو ہر حال میں آپ کے کام آنی چاہیے۔ مجھے نہیں پتا، میں آج ہی اپنے وکیل سے بات کرتا ہوں، وہ میرا حصہ دیں کے کام کے لیے استعمال کر لیں، مجھے نہیں چاہیے۔

اور آپ نے اتنی صبح مجھے اپنی دوسری شادی کی خبر سنانے کے لیے گاؤں سے اتنی دور کال کی ہے؟ اس لیے آپ نے میری نیند خراب کی؟ آپ کو پتا ہے مجھے ابھی کچھ دیر میں اٹھ کر کیمرا کے سامنے جانا ہے۔ اگر میں ہینڈسم نہ دکھا تو مورے سے آپ کی شکایت کروں گا۔ ان کے بابا مجھے بہت تنگ کرتے ہیں۔۔"

اگر آپ ہم سے اس بارے میں بات کر لیتیں تو آج شاید آپ یہاں کھڑی نہ ہوتیں کیونکہ جس چیز کے لیے آپ نے اتنا گھناونا کھیل کھیلا، اسے لینے سے پہلے ہی آپ کے دونوں بیٹے ہمیں صاف صاف انکار کر چکے ہیں۔ انہیں نہیں چاہیے یہ سب کچھ، اور آپ کے شوہر بھی۔۔

خیر، کیا تو ہمارے باقی دو پوتوں نے بھی کچھ نہیں لینا ہے۔ یہ چیزیں آپ ہی رکھ لیں کیونکہ آپ نے ہماری محنت سے سینچی چیز کو ہمارے لیے طوق بنا دیا۔۔

داجی بھی یہ کہتے رکے نہیں، وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف چل دیے۔ اس سے زیادہ مضبوط وہ خود کو ظاہر نہیں کر سکتے تھے۔۔

مائسا نے سہمی اور افسوس بھری نگاہ سے انہیں دیکھا تھا۔ انہوں نے خود ہی اپنی جنت کو آگ لگا دی تھی۔ وہ آئندہ کو اسکر خود سے لگائے وہیں سیڑھی کے پاس کھڑی تھی جب علیان اسے وہاں دیکھتا اس کے قریب آگیا۔ وہ آنکھ کے بال سہلاتا اسے اس کی گود سے لے گیا کیونکہ اب اس کا کدو کوئی چھوٹا موٹا بچہ نہیں تھا، ایک ہیلدی بیبی تھی جس کا ویٹ بھی ٹھیک ٹھاک تھا کیونکہ میڈم اپنی دادی کے ہاتھ سے سب کچھ کھا جاتی تھی۔ کھانا تو آئندہ کی جان تھا، اسے اندازہ تھا اس بات کا۔ وہ اسے اپنی گود میں لیتا اپنی ماں کی طرف بڑھا تھا جو خود پریشان اور حواس باختہ سی ساری سچویشن کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

وہ وردہ کے سامنے جاتا، ان کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلا گیا تھا۔۔

تھا یقینا سب کی ہی بھوک اڑ چکی تھی مگر اسکے کدو کو کھانا چاہیے تھا ہر حال میں۔ وہ اسے منہ میں بار بار ہاتھ ڈالتا دیکھ ہی پتا چل رہا تھا۔ وہ وردہ کے آگے ہاتھ پھیلائے کھڑا رہا تھا۔ وردہ نے نم نظروں سے اپنے بیٹے کی پھیلی ہتھیلی کو دیکھا تھا۔ کتنی بے خبر تھی نا وہ۔ اتنا بھی نا جان سکی کہ کون اپنے بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ وہ دشمن کا ہی کام کرتی رہی یہ سوچ کر کہ وہ بڑی ہیں، انکا حق زیادہ ہے، ہر چیز پر انکا تجربہ زیادہ ہے۔ وہ بس سوچ کر رہ گئی۔ وہ اسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتی، علیان کے ہمراہ چل دی۔

وہ سب ہی دارار کو کچھ وقت دینا چاہتے تھے۔ چاہتے تھے وہ کچھ وقت اکیلا رہے تاکہ کوئی فیصلہ کر سکے کیونکہ گاؤں کے سردار ہونے کی حیثیت سے یہ اسے ہی کرنا تھا۔ مگر جتنا وہ اپنی ماں کے

قریب تھا، سب کو ہی ڈر تھا کہ کہیں وہ بیمار ہی نا ہو جائے۔ مگر اس وقت وہ اسے رودابہ کے ساتھ اکیلے کچھ وقت دینا چاہتا تھا۔ تو وہ وردہ کو لے کر اوپر کمرے کی طرف چلا گیا جبکہ سلیمان صاحب وہاں ساکب صاحب کے ساتھ موجود تھے۔

"بھائی آپ میرے ساتھ چلیں۔ چلیں آپکو آرام کی ضرورت ہے۔"

ساکب صاحب نے انہیں اٹھانا چاہا تو وہ بغیر کوئی جواب دیے بس خاموشی سے فرش کو گھور رہے تھے۔

دارار اپنے باپ کا جھکا سر دیکھتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اسکے جانے کے بعد سلیمان صاحب نے نظریں اٹھا کر رودابہ کو دیکھا تھا جو بس خاموشی سے رو رہی تھی۔

کیا کمی رہ گئی تھی انکی محبت میں، انکے مان میں، جو اتنے عرصے بعد انکی بیوی نے انہیں یوں سب کے سامنے رسوا کیا تھا۔ وہ بس انہیں دیکھ کر سوچتے خاموشی سے اوپر چلے گئے۔

"بھائی جان آپ بھی جائیے، اوپر گیسٹ روم میں چلی جائیں۔ یہاں نا بیٹھیں۔"

ساکب صاحب خود بھی وہاں سے جانے کے لیے کھڑے ہوتے بولے تھے۔

انکی بات سنتے رودابہ، جو کب سے بے آواز رو رہی تھی، انہوں نے باقاعدہ سسکی لیتے انہیں دیکھا تھا۔ کیا نہیں ملا تھا انہیں اس گھر میں؟ بھائی جیسا دیور، ماں جیسی دیورانی، باپ کا پیار... اور انہوں نے کیا کیا تھا؟ وہ یہ سوچتے ہی زار و قطار رو پڑیں۔

انہیں یوں روتا دیکھ کر ساکب صاحب، وردہ کو ہدایت کرتے، انکے سر پر ہاتھ رکھتے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی وہ ان سے نفرت نہیں کر سکتے تھے۔ آخر اپنی بہن مانا تھا انہیں۔

وردہ انکے جھکے سر کو دیکھتے اپنے کمرے کی طرف چل دیے۔ اب انہیں اپنے بچوں کو سمیٹنا تھا جو اکیلے ہی بہت کچھ سہ چکے تھے اور انہیں سمجھنے والا کوئی نا تھا۔

ایک بار پھر یہ سب کچھ سوچتے انہیں علیار کی وہ تکلیف یاد آئی تھی جب رائمہ کی موت کی خبر اس نے سب کو سنائی تھی۔ یہ کیسا ظلم ہوا تھا انکے بچے کے ساتھ کہ ہر کوئی صرف اسکی خوشیوں کا دشمن بن گیا۔ کیا قصور تھا آخر اسکا؟ یا پھر رائمہ کا، جو بے گناہی میں ماری گئی؟ یا پھر زارا کا، جس نے بلا وجہ اتنا سب کچھ برداشت کیا؟

وہ یہی سب سوچتے اپنی کمرے کی طرف چل دیے۔

سلیمان صاحب جو اپنے کمرے میں جانے کے ارادے سے اوپر آئے تھے، دارار کے کمرے کا کھلا دروازہ دیکھ، اسے یوں بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا دیکھ کر انہیں وہ پانچ سال کا دارار لگا جو یوں ہی اپنی ماں کی ڈانٹ پر منہ پھلا کر اوندھے منہ لیٹ جاتا تھا۔

غصے میں سونا اسکے بچپن کی عادت تھی کیونکہ پھر اسے رونا آتا تھا، اور موصوف بچپن سے ہی خود کو "بڑا بوائے" بنانے میں لگے ہوئے تھے۔

سلیمان صاحب اسکے بچپن کی باتیں یاد کرتے ہلکا سا مسکرائے ہوئے کمرے میں جانے کا ارادہ ترک کرتے اسکے کمرے کی طرف چل دیے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ کمرے کا دروازہ بند کر گئے۔

باپ بیٹے کو ہی ایک دوسرے کو سنبھالنا تھا۔

وہ اسکا بے حس و حرکت وجود دیکھ کر سمجھ گئے کہ وہ رو رہا ہے۔ وہ قدم در قدم چلتے بیڈ پر اسکے قریب ہی بیٹھ گئے۔

"دارار... مورے کی جان، کیا ہوا ہے؟"

"...دارار"

سلیمان صاحب اسے اسکے بچپن کے پسندیدہ لقب سے بلانے لگے جو اس نے بڑے مزے سے خود رکھا تھا۔ وہ بچپن سے ہی خود کو "مورے کی جان" کہتا تھا، آخر اسکی ماں اسکے لاڈ ہی اتنے اٹھاتی تھی۔

دارار جو کب سے علیار کی کہی ایک ایک بات یاد کرتے بے آواز رو رہا تھا، سلیمان صاحب کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا تھا اور وہ فوراً ہی انکی گود میں سر چھپاتا زار و قطار رونے لگا۔

اپنے انیس اٹھائیس سالہ توانا بیٹے کو یوں بچوں کی طرح دیکھ کر انہیں اپنا کلیجہ کٹتا محسوس ہوا تھا اور نا جانے کیسے انکے خود کے آنسو بھی اسکے ساتھ ہی بہنا شروع ہو گئے تھے۔

انہیں سمجھ نا آئی کہ کس کس بات پر وہ خود کو سنبھالیں۔ اپنی بیوی کی دھوکے بازی پر، بیٹے کے دکھ پر، یا اس بات پر کہ وہ اپنے باپ اور بھائی سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہے۔ یا اس بات پر کہ انکا پورا گھر بکھر گیا۔ سب کچھ... سب کچھ صرف ایک عورت کی وجہ سے۔

انکا سب کچھ ان سے چھن گیا تھا۔ وہ خالی دامن اور ننگے سر ہو گئے تھے۔

وہ کرب سے سوچتے دارار کو اپنے سینے میں بھینچ گئے تھے۔

"کچھ نہیں ہوا میرا بچہ... تمہاری مورے سے غلطی ہوئی ہے میری جان، ایسے مت رو۔ تمہارا بابا ہوں نا میں، سب ٹھیک کر دونگا۔"

سلیمان صاحب اسکی کشادہ پشت کو سہلاتے ہوئے بولے جو اب ہچکیاں لے رہا تھا۔

"سب ٹھیک کر دیں گے آپ؟"

انکی بات پر دارار نے بے یقینی سے انہیں دیکھا تھا۔

"ہاں بالکل۔ تمہارے بابا سب ٹھیک کر دیں گے۔ مورے کو بھی، اس گھر کو بھی... سب کچھ پہلے جیسا کر دونگا۔ بلکہ نہیں، اپنے بچے کے لیے میں اسے پہلے سے بھی اچھا کر دونگا۔"

ہاں... اب تم یہاں آؤ۔ میرا بیٹا اب بڑا ہو گیا ہے، ایسے روئے گا تو کیسے چلے گا ہم؟ ابھی میں کھانا لا رہا ہوں، تم کھاؤ گے پھر سو جانا۔ جب تم سو کر اٹھو گے، میں اس مسئلے کا کوئی مناسب حل نکال لونگا ہم۔"

سلیمان صاحب اسکے بھیگے عارض صاف کرتے بولے تھے۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا نا؟"

دارار نے ایک بار پھر تصدیق چاہی۔

"بالکل میرا بچہ، میری جان۔ تم سو جاؤ، دیکھنا میں سب ٹھیک کر دیتا ہوں۔"

سلیمان صاحب نے اسے کسی طرح ٹھیک کر کے سلا دیا تھا۔ اسکے سونے کا یقین کرتے وہ ساری لائٹس آف کر کے کمرے سے نکل گئے۔

علیار زارا کے سرہانے بیٹھا اسکے بالوں میں مسلسل ہاتھ چلا رہا تھا، ارادہ وہ یونہی پرسکون رہے۔ وہ بے ہوشی سے تو اٹھ گئی تھی مگر علیار نے کسی طرح اسے دوبارہ سلا دیا تھا تاکہ وہ کوئی اسٹریس نا لے جس سے اسکی طبیعت خراب ہو۔

وہ ظاہری طور پر خود تو یہاں موجود تھا مگر اسکا دماغ اس وقت نا چاہتے ہوئے بھی ماضی کے اس سیاہ دن کو یاد کر رہا تھا جب وہ اسکی ضد پر گھر سے نکلا تھا اور راستے میں ہی اسکا بریک فیل ہوا تھا۔

اس نے ایکسیڈنٹ کے بعد اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں مگر اس نے اس سے کسی بھی خرابی کا نہیں پوچھا تھا کیونکہ یہ کام داعود نے کروایا تھا، مگر آج اسے لگا کہ غلطی ہو گئی اس سے۔ اگر خود سے کرتا تو اسے پتا ہونا تھا کہ گاڑی کے ساتھ کیا ہوا۔

اگر وہ ایکسیڈنٹ صرف بریک فیل کی وجہ سے تو نہیں ہوا تھا؟ وہ لوگ روڈ پر سلپ بھی تو ہوئے تھے، تو کیا الشبا نے ایک رائمہ کی جان لینے کے لیے اور بھی جانیں لی تھیں؟

علیار کو کچھ سمجھ نا آیا کہ اسکی کڑیوں کو کیسے جوڑے۔ اتنا تو اسے پتا تھا کہ قتل الشبا نے ہی کروایا ہے کیونکہ وہ قبول کر چکی ہے مگر کسی طرح یہ اب بھی پتا چلنا باقی تھا۔

جبکہ اسکی چھٹی حس کہہ رہی تھی یہ کام اسی کا ہے کیونکہ وہ اتنی اچھی نہیں ہے۔ اگر وہ کنفیس نا بھی کرتی تب بھی علیار کو یقین تھا یہ کام اسی کا ہوتا کیونکہ جو ابھی اسکی بیوی اور بچے کو مارنے کے لیے اتنا بڑا پروپیگنڈا کر سکتی ہے یقینا وہ پہلے بھی بہت کچھ کر چکی ہو گی۔

اسکی سوچ کا تسلسل زارا کے لمس پر ٹوٹا جو اسکے گرد ہاتھ باندھتا اسکے سینے میں چہرہ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی مگر علیار بیٹھی ہوئی پوزیشن میں تھا تو یہ اسکے لیے ناممکن تھا۔

علیار اسکی حرکت پر مسکراتا اسکے ساتھ لیٹ گیا تاکہ وہ بھی آرام کر سکے۔ کل بھی وہ لوگ اتنا نہیں سوئے تھے، سارا ٹائم مستی اور گھومنے میں ہی نکل گیا تھا۔

علیار اسکے معصوم چہرے کو دیکھ کر سوچتا ان پر آئے حالات کو پیچھے کرتا اسکے ماتھے پر لب رکھتا اسکے ساتھ ہی لیٹ گیا تھا۔ اسے بھی اب اپنی آنکھیں بھاری سی محسوس ہو رہی تھیں۔

یہاں وقت پر پہنچنے کے چکر میں اس نے اندھیرے میں سفر شروع کیا تھا، اپنی نیند کو میں جھونک کر، مگر اب اسے نیند کی ضرورت تھی کیونکہ اٹھ کر ایک وضاحت اسے اپنی معصوم بیوی کو بھی دینی تھی جو اپنے سوالوں کا پہاڑ اسکے لیے نیند میں ہی تیار کر رہی ہوگی۔

علیار اسکی حرکتوں کا سوچتا نفی میں سر ہلاتے لیٹ گیا اور اسکے لیٹتے ہی محترمہ اپنی پسندیدہ جگہ ڈھونڈتی اسکی گردن میں چہرہ چھپائے اسے ایسے قریب آئی دیکھ کر علیار بھی اسکے گرد حصار تنگ کرتا ہونے لگا۔

اب دیکھنا تھا میڈم اٹھ کر اپنے اس سرپرائز کو دیکھ کر کیا کہتی ہیں کیونکہ یہ الگ تھا، جو اسے یقین تھا اسکی بیوی کو بے حد پسند آئے گا۔

وہ کمرے کو دیکھتے کبھی اسکا چہرہ دیکھتا پھر اپنے دل کو بے ایمان ہوتا دیکھ کر جلدی سے آنکھیں بند کر گیا اور اپنے بھڑکتے جذبات کو تھپک تھپک کر سہلانے لگا۔

سلیمان صاحب دارار کے کمرے سے نکل کر گیسٹ روم کی طرف بڑھے جہاں رودابہ تھی۔

انہیں پتا تھا ابھی وہ اپنے کمرے میں تو ہونے سے رہی، تو وہ تیزی سے اس طرف چل دیے اور انکی توقع کے مطابق وہ وہی بیڈ پر بیٹھی اپنے کیے پر آنسو بہا رہی تھی۔

سلیمان صاحب نے انہیں ملامتی نظروں سے دیکھا۔

"اب کیا فائدہ آپکے رونے کا؟ آپکے رونے سے کچھ تو ٹھیک نہیں ہونے والا رودابہ۔"

"میری ایک بات جان لیں، آپ میں نہیں جانتا یہ سب آپ کیسے کریں گی مگر میں نے ابھی بہت مشکل سے اپنے بچے کو سلایا ہے اور میں چاہتا ہوں جب وہ اٹھے تو آپ یہ سب کچھ ٹھیک کر چکی ہوں۔ جتنا بھی گند آپ نے پھیلایا ہے... سب کچھ۔"

"جب میرے بچے لوٹیں تو انکے پاس صرف اسے ماضی کہنے کے علاوہ کوئی اور چیز موجود نا ہو۔ میں انہیں کسی کے بھی سامنے یوں ٹوٹا بکھرا، شرمندہ برداشت نہیں کرونگا۔ جو بھی کریں بس کسی بھی چیز کا اثر میرے بچوں پر نہیں پڑنا چاہیے ورنہ اب تک... اب تک ! یہ جو میں آپکا اتنا لحاظ کر رہا ہوں یہ سب ختم ہو جائے گا اور مجھے اپنے لحاظ بھولنے ذرا بھی افسوس نہیں ہوگا۔"

"وقت بہت تھوڑا ہے آپکے پاس اپنی اولاد کو بکھرنے سے بچانے کے لیے کیونکہ اگر وہ ٹوٹے تو مت بھولیے گا ہم بھی ٹوٹیں گے بلکہ ہم دونوں میں انہیں نوشتہ دیکھ کر کچھ باقی نہیں رہے گا۔"

سلیمان صاحب غصے میں انکے جھکے سر کو دیکھتے ڈھکے چھپے الفاظ میں انہیں ساری چیزیں باور کروا گئے کیونکہ جانتے تھے اگر انہوں نے کوئی بھی فیصلہ ابھی لیا اور اس معاملہ کو نہیں نپٹایا تو دارار نے اس چیز کا برا اثر لینا تھا اور وہ یہ بھی جانتے تھے وہ کس قدر رودابہ سے اٹیچ ہے اور انکا کوئی بھی قدم سیدھا اسکی زندگی اور شخصیت کو متاثر کرے گا۔

وہ انہیں بغیر کسی غصہ اور حقارت کے واضح الفاظ میں اپنی اولاد کی زندگی کا بتاتے چلے گئے۔ اتنا تو انہیں بھی اندازہ تھا دو لاکھ بری سہی مگر کبھی بھی انہیں اور انکے بچوں کو کچھ نہیں کریں گے۔ یہ محبت انکی خالص تھی بلکہ کچھ زیادہ ہی محبت تھی، خودغرض محبت، جس نے ان سے یہ سب کچھ کروایا۔ انہوں نے خود کو برباد کرنے کی ہر کسر پوری کرتے ہوئے اس سے ہاتھ ملایا تھا اور آج وہ یہاں تن وتنہا تھی۔

وہ اپنی سوچ پر سر جھٹکتے اپنے کمرے کی طرف چل دیے۔ اس سے زیادہ ہمت نا تھی کہ وہ خود کو سنبھالتے مگر ابھی انہیں خود کو پہلے سے زیادہ مضبوط کرنا تھا کیونکہ دارار اور داعود تو سرے سے ہی ساری چیزوں سے انجان تھے۔ کیا وہ اس بات کو مانتے ہیں؟ یا اللہ!

سلیمان صاحب کو سوچ کر ہی اپنا دماغ مفلوج ہوتا محسوس ہوا۔ وہ سر جھٹکتے سونے کی کوشش کرنے لگے۔ کمرہ انہوں نے لاکڈ نہیں کیا تھا کیونکہ اگر روداب واپس آنا ہوگا تو وہ آجائے گی۔

اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی وہ خود میں اتنی ہمت نہیں پاتے تھے کہ انہیں اس گھر سے نکال سکے یا خود اس جڑے رشتے سے آزاد کر سکے۔ اپنے رشتے کے ٹوٹنے کا سوچتے ہی چھلکے سے ایک آنسو انکی آنکھوں کے کنارے سے نکلتا ان سے دغا کرتا تکیے پر جذب ہوگیا۔

جس میں سالوں کا رشتہ یوں ایک جھٹکے میں برباد ہو جائے گا یہ انہوں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ رات میں کیوں انکی باتیں سن کر عجیب سا لگ رہا تھا مگر اپنے بیٹے کی خوشیوں پر نظر

رکھنے والی وردہ کی بھابھی سے وہ کل ہی ملنے کا ارادہ رکھتے تھے جس نے انکی بہوؤں کے ہوتے ہوئے یہ سوچا کہ کوئی اسکی جگہ لے لے گا۔

داعود اسپتال کی بالکنی میں کھڑا ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا اور انتظار بھی بہت ہی عمدہ طریقے سے کر رہا تھا، سگریٹ پی کر۔ جبکہ ہاسپٹل میں یہ منع تھا، تمباکو نوشی، مگر موصوف بالکنی کے کونے پر اپنے آدمی کھڑے کرتے وہاں بڑے مزے سے شغل فرما رہے تھے۔

اسے روشبانے کا یوں اچانک بیمار ہونا سمجھ نہیں آیا۔ زہن میں کئی طرح کے سوال جنم لے رہے تھے مگر کسی کا بھی جواب اسکے پاس نہیں تھا۔

وہ ڈاکٹر کی نظروں کو نہیں بھول پا رہا تھا جب درخشہ اسے ایمرجنسی لا بول کر لائی تھی۔ اسے لگا جیسے وہ روشبانے کو جانتی ہو اور اس نے جن نظروں سے داعود کو دیکھا تھا...

تھا، اسے کچھ عجیب لگا۔ بہت کچھ۔ وہ اپنا سر جھٹکتا اپنی سگریٹ پر دھیان دینے لگا۔ اسے افسوس ہوا اگر تو اسکی طبیعت اسکے جانے سے پہلے ہی خراب تھی تو وہ ایک نظر اسے دیکھ لیتا، یہاں تک نوبت ہی نہیں آتی۔

آج اسے سمجھ آیا تھا اس دن علیار کو اسکا زارا کے لیے بولنا اور فکر کرنا اتنا برا کیوں لگ رہا تھا۔ اسے بالکل اچھا نہیں لگا تھا وہ جس طرح خود سے لاپرواہ دارار کے بازوؤں میں تھی۔ اسے برا

لگا، بھلے ہی وہ بے ہوش تھی مگر انہیں اب کو اسے وہیں چھوڑ دینا چاہیے تھا، اسے نہیں اٹھاتے، اب چاہے اسے کچھ بھی ہو جاتا۔

ہاں، وہ خودغرض اور بے بس بن کر سوچ رہا تھا مگر اپنے دل میں لگی آگ کو کیسے قابو کرتا۔ وہی اسے اتنا سفاک ہو کر سوچنے پر مجبور کر رہی تھی، مجبور کر رہی تھی کہ وہ بے بس بن جاتا۔

ابھی وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھا جب ڈاکٹر وارڈ سے باہر آتی اسے ڈھونڈ رہی تھی۔ وہ نرس سے کہتی اسے کیبن میں آنے کا بول کر خود اپنے کیبن میں چلی گئی کیونکہ جو بات انہیں کرنی تھی وہ یہاں ہو نہیں سکتی تھی۔

داعود جو اپنے کام میں مشغول اپنی ہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا، اس پاس کے آتے جاتے لوگ کچھ اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے تو کچھ ستائشی۔ وہ اپنی خوبصورتی پر سنجیدگی لیے دھوپ میں کھڑا سگریٹ پی رہا تھا۔ چونکہ یہ صبح کی دھوپ تھی تو اسے اتنا مسئلہ نہیں تھا۔ وہ وہیں کھڑا اپنا کام کرتا رہا۔

اپنی زندگی میں ہو رہی چیزوں نے اسے سگریٹ کا عادی بنا دیا تھا اور نا چاہتے ہوئے بھی اسے اس وقت ہاسپٹل میں اسکی طلب ہو رہی تھی۔ اچھا خاصہ وہ جا کر اپنی بیوی کے نامعقول دادا کے کالے کارنامے کھولنے والا تھا مگر اسے ابھی بیمار ہونا تھا۔ اب واللہ عالم اسے یوں بیٹھے بیٹھائے کیا ہو گیا تھا جو اچھے بھلے اسکے کام کو بگاڑ رہی تھی۔

کہیں رات کی چوٹ کھانے کی وجہ سے بخار تو نہیں آگیا تھا محترمہ کو؟ اسی وجہ سے بے ہوش؟ مگر اس سے پہلے تو بڑے آرام سے خود ہی پٹی کر لی تھی اس نے۔ یقیناً پین کلر بھی لے ہی لیا ہوگا۔

وہ اسکی اچانک طبیعت خرابی کی وجہ خود ہی تلاش کرنے لگا۔ اسکے حساب سے اسے لگا انہیں میں سے کوئی بات ہوگی کیونکہ وہ اسکی کنڈیشن سے سرے سے لاعلم تھا، نا ہی اسے اپنی سفاک باتوں کا اندازہ تھا کہ اسکی سفاکیت میں کہے لفظوں نے اسکی روح کو کس طرح زخمی کیا ہوگا۔ وہ ہنوز خود کو مظلوم اور اسے اور اسکے دادا کو ظالم سمجھ رہا تھا۔

وہ اپنی سوچوں اور اندازوں میں گم تھا جب نرس نے اسے تیز سے پکارا۔ وہ کب سے کھڑی اسے مخاطب کرنے کی کوشش کرتے اسے آوازیں دے رہی تھی مگر وہ بس خاموشی سے نا جانے کن سوچوں میں گم تھا اور اسکے گارڈز بھی بس بت بن کر کھڑے تھے۔ مجال تھا کہ کوئی ہل کر اسے کہتا کہ کوئی آپکو بلا رہا ہے۔

"سر!"

اب کی بار نرس نے چیخ کر کہا تھا۔

اسکے پکارنے پر اس پاس کے لوگ تو متوجہ ہوئے تھے ساتھ ہی داعود بھی جھٹکے سے اپنی سوچوں سے باہر آیا تھا۔ اس نے ماتھے پر بل ڈالے مرکز اسے دیکھا جبکہ نرس کو تو اسکے تیور ہی خطرناک لگے۔

وہ پہلے جتنا ہی ہینڈسم لگ رہا تھا، بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ خطرناک۔ اپنے سلکی ہلکے ویوی بالوں کو پونی میں قید کیے، جسکی ایک آدھی لٹ جو کہ چھوٹی ہونے کے باعث اسکے ماتھے پر گری ہوئی تھی، گوری رنگت میں دھوپ کی وجہ سے ہلکی سرخیاں لیے، سرمئی آنکھوں والا، اسے وہ کوئی ریاست کا شہزادہ ہی لگا۔

مگر پھر اندر موجود اس پیاری سی لڑکی کی حالت دیکھ کر بہت برا لگا کیونکہ جو چیزیں انہیں روشہانے میں دیکھنے کو ملی تھیں، ان سب کو لگ رہا تھا اسکے شوہر نے اسکے ساتھ تشدد کیا ہے مگر اب یہ تو وقت نے ہی بتانا تھا کہ اسکے ساتھ ہوا کیا ہے۔

داعود نے غصہ سے نرس کو گھورتے اسکے سامنے چٹکی بجائی تھی جو پہلے اسے ستائشی نظروں سے دیکھ رہی تھی پھر کچھ ہی دیر میں اسکے زاویے بدل گئے جبکہ داعود نے ابرو اچکاتے اسکی حرکت نوٹ کی تھی۔ وہ لوگوں کے چہرے اور آنکھیں پڑھنے کا فن بہت اچھے سے جانتا تھا۔

ابھی وہ اسے کچھ کہتا جب نرس خود ہی بول پڑی۔

"ڈاکٹر آپکو اپنے کیبن میں بلا رہی ہیں۔"

وہ بس اتنا کہہ کر ڈاکٹر کے کیبن کی طرف چل دی۔ اسکی حرکت پر داعود نے داد دینے والی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

چونکہ یہ گاؤں کا ہسپتال تھا، یہاں جنرل وارڈ تھا، پرائیویٹ اس وقت موجود نہیں تھا کیونکہ کچھ لیبر کیس چل رہے تھے اور پھر داعود نے خود بھی اس چیز کا اتنا ایشو نہیں کیا تھا کیونکہ اسکے حساب سے وہ بس بے ہوش تھی تو اسکے پیچھے کوئی عام وجہ ہوگی۔ اس نے یہ سوچ کر زیادہ توجہ نہ دی تھی ان چیزوں کو۔

داعود نرس کی حرکت کو نظر انداز کرتے ڈاکٹر کے کیبن کی طرف چلا گیا جہاں کچھ دیر پہلے ہی نرس گئی تھی۔ اس نے اپنے گارڈ کو جنرل وارڈ میں روشہانے کے بیڈ کے پاس رکھنے کا کہہ دیا تھا۔ وہ ایک نظر سرسری طور پر اسے دیکھ بھی چکا تھا۔

وہ اپنی سگریٹ وہیں ڈسٹ بن میں پھینکتا، کیبن کا دروازہ ناک کرتا کیبن میں داخل ہوا تھا جہاں ڈاکٹر کچھ فائل لیے اسکا انتظار کر رہی تھی۔ اسے اندر داخل ہوتا دیکھ کر وہ فائل بند کرتے اسکی طرف متوجہ ہوتی، اسے بیٹھنے کا کہہ گئی۔ اسے بیٹھتا دیکھ نرس بھی باہر چلی گئی تھی۔

دیکھئے مسٹر داعود، میں جو بھی کہوں اسے پہلے آپ نے تحمل سے سننا ہے، اسکے بعد ہی کوئی“
”ردعمل دینا ہے۔

ڈاکٹر نے بات کا آغاز کرنے سے پہلے تمہید باندھنی چاہی جبکہ اسکے انداز پر داعود کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

”جی، آپ کہیے میں سن رہا ہوں۔“

”کیا آپ جانتے ہیں آپکی وائف کو اینگزائٹی ڈس آرڈر ہے؟“

ڈاکٹر نے آہستہ آہستہ اسے ساری چیزوں سے آگاہ کرنا چاہا کیونکہ انہیں لگا کہ شاید ساتھ بتانے سے وہ معاملے کی پیچیدگی کو سمجھے، جیسے کل اسکے گھر والوں نے نہیں سمجھا تھا، تو ڈاکٹر اپنے اور روشہانے دونوں کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی حساب سے ہی اسے ساری بات بتانا چاہتی تھی۔

”کیا مطلب ہے آپکی بات کا؟ اینگزائٹی ڈس آرڈر؟ مگر یہ تو۔۔۔“

ڈاکٹر کی بات سنتے داعود اپنی کرسی سے ایک دم چھوڑتے آگے کی طرف ہوتے اپنی بات کہتے کہتے رکا تھا۔ اسے بخوبی علم تھا ایسی چیزیں کن لوگوں کو ہوتی ہیں۔

آپکی وائف ایک طویل عرصے سے ڈپریشن سے لڑ رہی ہیں۔ کیا میں جان سکتی ہوں آپ دونوں“ کی شادی کو کتنا عرصہ ہوا ہے؟ کیونکہ انکا یہ ڈپریشن نیا نہیں ہے، وہ ارلی اسٹیج پر نہیں ہے۔”

ڈاکٹر کی بات سنتے داعود ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا تھا۔

”تین سال چار مہینے، مگر ہماری رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ وہ ابھی کل ہی ہوئی ہے۔“

داعود نے بڑے تحمل سے انکی بات کا جواب دیا تھا۔

"ٹھیک، یعنی آپ اس بات سے لاعلم رہے ہیں۔ چلیں پھر میں آپکو ساری فائنل رپورٹ بھروسہ کر کے دے دیتی ہوں۔ ابھی تک میں نے انکا کمپلیٹ چیک نہیں کیا ہے۔ کل بھی میں جب آپکے گھر آئی تھی تو بس سرسری طور پر ہی انکا معائنہ کیا تھا اور مجھے اندازہ ہو گیا تھا۔۔۔"

"میں ماہرِ نفسیات نہیں ہوں، اس لیے اس معاملے میں آپ کو کوئی پکی چیز نہیں بتا سکتی۔ جو بھی بتا رہی ہوں وہ میرے تجربے کے حساب سے ہے، مگر ایک ڈاکٹر کسی کی زندگی صرف ایک تجربے پر نہیں برباد کر سکتی بلکہ اسے باقاعدہ علاج فراہم کرنا ہوتا ہے۔"

"I mean کیا آپکو پتا ہے آپکی وائف کیوں بے ہوش ہوئی تھی یا پھر کب؟ آپکے سامنے وہ بے ہوش ہوئی تھی؟ جب انکی طبیعت بگڑی تو آپ وہاں موجود تھے؟"

ڈاکٹر نے اسے دیکھتے ہوئے اپنا اگلا سوال پوچھنا چاہا۔ انہیں ابھی بھی داعود پر مکمل بھروسہ نہیں ہو رہا تھا کیونکہ اس نے کہا تھا کہ انکی رخصتی ہوئی تھی، تو اس حساب سے روشہا نے ایک دن کی دلہن ہے مگر وہ کہیں سے بھی ایک دن کی دلہن نہیں لگ رہی تھی اور نہ ہی کل جب وہ اسکے بیڈ روم میں گئی تھی تو وہ ایک نیو کپل جیسا ماحول تھا۔

"نہیں، میں اس وقت کام کے لیے نکل چکا تھا۔"

اسکے سوال پر داعود کے ماتھے پر بلوں کے جال بڑھ گئے تھے اور اس نے مختصر جواب دیا۔

"ٹھیک، اور رات آپ مجھے بتا سکتے ہیں رات کا؟"

ڈاکٹر نے اسکی بات سنتے ہوئے اگلا سوال کیا۔

"کیا مطلب رات؟"

داعود کو رات کا سوال کچھ عجیب لگا۔

:ڈاکٹر نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا

"دیکھئے میری بات کا برا مت مانئے گا، اگر آپ مان بھی جائیں تو کوئی بات نہیں مگر میرے لیے جاننا ضروری ہے۔یہ گاؤں ہے، یہاں اتنی سہولت نہیں ہے اور آپ اس بات کو diagnosis مجھ سے بہتر کون جانتا ہوگا۔ جو بیماری آپکی وائف کو ہے وہ عام لوگوں کو نہیں ہوتی۔ اگر ہو بھی جائے تو وہ سہتے سہتے اس دنیا سے چلے جاتے ہیں کیونکہ انکی نظر میں سخت شوہر، باپ یا بھائی بس تھوڑا غصے والا ہوتا ہے، اور کچھ نہیں۔"

"ہم fast forward کر رہے ہیں، آپ مجھے بتائیں رات آپکی وائف آپکے ساتھ سوئی تھی؟ اور مجھے اسکا جواب سچ چاہیے، یہاں کوئی آپکو judge نہیں کرے گا، نہ ہی میرا پیشہ ایسا ہے۔ سو پلیز سچ اور کھل کر بتائیں کیا ہوا تھا رات کو؟"

ڈاکٹر نا چاہتے ہوئے بھی سخت لہجے میں بولی۔

داعود کو اس کی باتوں سے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا، وہ بس الجھتا جا رہا تھا۔

نہیں، وہ میرے ساتھ نہیں سوئی تھی۔ اسے میری کوئی بات بری لگ گئی تھی اور وہ بولیں میں "
چلی گئی تھی۔"

داعود نے صاف جواب دیا۔

اپنی I mean husband اسکے بعد؟ آپ نے انہیں چیک نہیں کیا کہ وہ واپس آئیں یا نہیں؟ "
بیوی کے خفا ہونے کے بعد اسے منانے کی کوشش کرتے ہیں۔"

ڈاکٹر نے فائل پر کچھ لکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں، کیونکہ میں نیند کی گولی لے کر سو گیا تھا، تو میں نے چیک نہیں کیا۔ "

داعود نے تھکا ہوا سا سانس لیا۔

ڈاکٹر نے فائل بند کی اور سنجیدگی سے کہا:

مسٹر داعود، یہ لیں اپنی وائف کی فائل۔ یہاں انکا علاج نہیں ہو سکتا۔ آپکو انہیں ابھی، اسی "
وقت کسی بڑے شہر کے سائیکاٹرسٹ کے پاس لے جانا ہوگا۔ اگر آپ اپنی وائف کو زندہ دیکھنا
چاہتے ہیں۔"

میں نے کل بھی آپکے گھر والوں کو کہا تھا کہ انہیں جلدی ایڈمٹ کروائیں، جلدی سے جلدی "
ڈاکٹر کے پاس لے جائیں۔ انہیں شدید مدد کی ضرورت ہے۔"

میں صرف تجربہ کے ہیں پر ناشتے لگا سکتی ہوں

یہاں چیزیں موجود نہیں ہیں جس سے میں یہ تصدیق کر سکوں کہ آپکی وائف کو وہ چیزیں ہیں جو میں" سوچ رہی ہوں۔ یہ معاملہ اس سے بھی آگے کا ہے۔" ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا۔

گھر والوں کو بتانے کی بات پر داعود نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

کیا مطلب ہے آپکی بات کا؟ آپ کل گھر آئی تھیں؟ میرا مطلب ہے حویلی؟" داعود نے تصدیق" چاہی۔

جی، میں کل آپکے گھر آئی تھی۔ میں نے آپکے گھر والوں کو سب بتا دیا تھا۔ پلیز آپ اسے ایک" ڈاکٹر کی درخواست سمجھ کر انہیں لے جائیں۔ میں فی الحال صرف اتنا بتا سکتی ہوں کہ مجھے لگتا "ہے کہ آپکی وائف ایک ریپ وکٹم ہو چکی ہیں۔

اس سے آگے میں کچھ نہیں کہہ سکتی، یہ میرا اندازہ ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو مجھے لگ رہا ہے وہ انکے کسی قریبی کے ساتھ ہوا ہو، لیکن انہوں نے کچھ تو ایسا دیکھا ہے، کچھ ہے یا شاید بہت کچھ جو آپکی وائف کے پاسٹ سے جڑا ہے۔ آپ انہیں لے جائیں پلیز۔

ڈاکٹر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

اسکی بات پر داعود کو عجیب سا جھٹکا لگا۔ اس نے بس پہلی بات سنی تھی۔

ریپ؟

وہ بھی ابراہیم خان کی پوتی کے ساتھ؟

یہ بات اسے ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

وہ خاموشی سے فائل اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔

وہ سر جھٹکتے فائل اٹھا کر باہر نکل گیا۔ ڈاکٹر کی بات سنتے ہی بہت سی چیزیں اس کے ذہن میں چل رہی تھیں۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

وہ فائل تھامے پاس ہی بینچ پر بیٹھ گیا تاکہ سوچ سکے کہ اسے کرنا کیا ہے۔ اس کے ذہن میں مسلسل "ریپ وکٹم" والی بات گردش کر رہی تھی۔

نہیں... نہیں... ایسا نہیں ہو سکتا۔ کسی نے بھی میری بیوی کو ہاتھ نہیں لگایا ہوگا۔ اور اگر ایسا" واقعی ہوا ہے... ابراہیم خان! تم نے اپنی موت کو خود دعوت دی ہے۔ یہ تمہاری بھول ہے کہ "کوئی داعود یوسف کی بیوی کو ہاتھ لگا کر نکل جائے گا اور میں اسے جانے دوں گا۔

وہ اپنے بالوں میں ہاتھ ڈالتا ہوا جنرل وارڈ کی طرف بڑھا۔

کیا تھا، جو رات سے کافی ہائی تھا اور ہارٹ ECG وہ ابھی بھی بے ہوش تھی۔ ڈاکٹر نے اس کا بھی نارمل نہیں تھا۔ ECG ریٹ بھی نارمل نہیں تھا، اسی لیے

وہ جنرل وارڈ میں کھڑا اس کے شفاف چہرے کو دیکھ رہا تھا جہاں اس کی پشت پر ایک بڑا سا پردہ لگا تھا۔ روشہا نے جس بیڈ پر تھی وہ کونے کا تھا اور سامنے ہی دیوار تھی۔ داعود خاموش نظروں سے بغور اس کے چہرے کا معائنہ کر رہا تھا۔

وہ بہت خوبصورت تھی، اس میں کوئی شبہ نہیں تھا۔ اس کی آنکھیں داعود کو بہت پیاری لگیں، جیسے ایک ہی لمحے میں اس کے اندر چل رہی ساری کیفیات کو ظاہر کرتی ہوں۔ جیسے اس کی آنکھیں اس کے اندرونی انسان کو دکھانے والا کوئی آئینہ ہوں۔ اس کی آنکھیں اس کے مزاج کی عکاسی کرتی تھیں اور وہ بخوبی سمجھ جاتا تھا کہ اب کیا بات ہے۔

داعود اس کی بند آنکھوں کی خم دار گھنی پلکوں کو اپنی انگلی کے پوروں سے چھوتا ہوا محسوس کرنے لگا۔ اس کی بھنویں بھی اسی کی طرح تھیں—نرم بھی اور سخت بھی۔ جب وہ غصے میں ہوتی تھی تو اس کی آنکھیں بھی سخت ہو جاتیں، اور جب نرم پڑتی تو یہ بھی پھیلنے کو تیار ہوتیں۔

داعود اس کے ماتھے پر انگلی ٹریس کرنے لگا جو گھنی، لمبی اور ایک پرفیکٹ شیپ میں تھیں۔ اس کو اس کے ہونٹ بھی بہت حسین لگے۔ اس کے چہرے پر چادر ویسے ہی تھی جیسے وہ حویلی سے ڈھک کر لایا تھا، مگر اس نے کل رات دیکھا تھا کہ اس کے بال کمر سے بھی نیچے ہیں—شائنی اور بلیک، جو اس کی سرخی مائل رنگت پر بہت جچ رہے تھے۔

کوئی شبہ نہیں تھا کہ وہ بے حد حسین تھی، مگر اس کی یہ حالت اس کے ذہن میں بار بار آ رہی تھی۔ اس کا دماغ کہہ رہا تھا کہ یہ سب ابراہیم خان نے جان بوجھ کر کیا ہے—بدلہ لینے کے لیے، اتنا گر کر کہ اپنی ہی پوتی کی زندگی برباد کر دی۔

کیونکہ کل سے اب تک وہ منتظر تھا کہ وہ اسے کال کرے گا، اپنی پوتی کے بارے میں پوچھے گا، یا کوئی آدمی خبر لے کر آئے گا—مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ اور اب داعود کو یہ معاملہ کچھ اور ہی لگ رہا تھا۔

وہ روشہانے کی زندگی کو خود سے زیادہ خراب سمجھ رہا تھا۔

وہ بس یونہی اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اپنی سوچوں میں گم تھا جب ڈاکٹر نے آ کر گلا کھنکارا۔ وہ دوسرے پیشنٹ کو دیکھنے آئی تھی اور اسے یہاں یوں کھڑے بغور روشہانے کو دیکھتے ہوئے دیکھ کر اسے لگا شاید وہ اس کے لیے پریشان ہے۔

ڈاکٹر کو دیکھ کر داعود نے ابرو اچکائے اور اس کی وہاں موجودگی کی وجہ جاننی چاہی۔

”وہ... میں ان کی ڈرپ نکال دیتی ہوں، تقریباً ختم ہو گئی ہے۔ پھر آپ انہیں لے جا سکتے ہیں۔“ ڈاکٹر نے اپنے پروفیشنل لہجے میں کہا۔

اور اس کی ڈرپ نکالتی وہ چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد داعود نے بھی اسے باہوں میں بھرا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

وہ اسے گاڑی کی بیک سیٹ پر اچھے سے تقریباً لیٹا کر بٹھاتا، سیٹ کو تھوڑا ٹیڑھا کر گیا تاکہ اسے تکلیف نہ ہو۔ وہ اس کی سیٹ ایڈجسٹ کر کے اب اپنی سیٹ بھی اسی طرح ایڈجسٹ کر کے بیٹھ گیا۔

سائیں، کہاں جانا ہے؟" اس کے بیٹھتے ہی اس کے ملازم ڈرائیور نے سوال کیا۔"

"حویلی۔ ایک کام کرو، شہر لے لو، وہاں پہنچ کر بتاتا ہوں کون سے ہسپتال جانا ہے۔"

داعود سیٹ سے ٹیک لگاتے ہوئے پہلے حویلی جانے کا ارادہ رکھتا تھا مگر ڈاکٹر کی بات اور روشہانے کی بگڑتی حالت دیکھ کر اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ وہ اپنے بھائیوں والی غلطی نہیں دہرا سکتا تھا۔

اس کی بیوی بیمار تھی تو پہلے اسے دیکھنا تھا، بعد میں کسی اور چیز کو۔

وہ اپنا فون کان سے لگاتے ہوئے اپنے پی اے کو آج کی میٹنگ کینسل کرنے کا کہتا اور فون واپس رکھ کر اسے سائلنٹ پر کر دیتا تاکہ اس کی نیند خراب نہ ہو۔

اس لیے وہ بیک اور فرنٹ سیٹ کے درمیان ایک پردہ کر دیتا ہے تاکہ کوئی پیچھے اس کی بیوی کو نہ دیکھ سکے۔ وہ احتیاط سے اس کے گرد سے چادر ٹھیک کرتا اور اس پر چھوٹا سا کمبل ڈال دیتا تاکہ وہ پر سکون رہے۔

وہ خود بھی اپنا کوٹ اتار کر اگلی سیٹ پر رکھ دیتا اور سکون سے بیٹھ جاتا۔

سفر خاصا لمبا تھا۔ وہ کچھ دیر آرام کا ارادہ رکھتا تھا۔ ڈاکٹر کی باتوں نے اسے غصہ دلانے کے ساتھ ساتھ تھکا بھی دیا تھا۔

وہ آنکھیں موند کر اس کا ہاتھ تھام کر اپنی ٹانگ پر رکھ دیتا تاکہ اگر وہ اٹھے تو اسے فوراً پتا چل جائے۔

اسی سوچ کے ساتھ وہ بھی کچھ دیر میں نیند کی وادیوں میں اتر جاتا، اور روشہانے تو ویسے ہی سیڈیشن کی گولیوں کی وجہ سے نیند میں تھی۔ ورنہ اس کا بی پی بہت ہائی تھا اور وہ بہت بری طرح ریاکٹ کر سکتی تھی۔

اسی لیے ڈاکٹر نے اسے سیڈیشن دے رکھی تھی تاکہ وہ پر سکون طریقے سے چیک اپ کر سکے۔

دوسری طرف، داجی اپنی کرسی پر بیٹھے دیوار نما کھڑکی کے باہر دیکھ رہے تھے۔ وہ لان کو دیکھتے کسی غیر مربوط فکر میں گم تھے جب دروازہ بجا۔

آجاؤ! " انہوں نے اجازت دی، نظریں اب بھی باہر تھیں۔ "

اجازت ملتے ہی رودابہ اندر داخل ہوئی۔ ہر قدم انہیں بھاری لگ رہا تھا۔ کبھی وہ اسی کمرے میں بے دھڑک آجایا کرتی تھیں، اور اب ان کا اپنا دماغ ہی انہیں روک رہا تھا۔

دروازہ بند ہوتے ہی خاموشی چھا گئی۔

داجی نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔ ان کی نظریں سخت ہو گئیں۔

اب آپ یہاں کیا لینے آئی ہیں؟ ہمارے بکھرے گھر کی راکھ؟ تو آپ کو بتا دیں ہم نے ابھی اپنا" گھر جلنے نہیں دیا... اور نہ ہی دیں گے۔"

"رودابہ نے سر جھکایا، "بابا، یہ میرا بھی گھر ہے... اللہ نہ کرے کبھی اس گھر کو آگ لگے۔

ان کی بات سن کر ان کا ہاتھ بے اختیار دل پر آگیا۔

نہیں... یہ آپ کا گھر نہیں ہے۔ اگر یہ آپ کا گھر ہوتا تو اس کی یہ حالت نہ ہوتی۔ بلکہ بات صرف" یہ بھی نہیں ہے..." داجی بولتے بولتے رک گئے۔

یہ گھر تو اول روز سے آپ کا تھا مگر آپ نے اس گھر کو اپنا نہیں مانا تھا۔ آپ نے ہمارے بچوں" میں فرق کیا، اپنا گھر آپ کو صرف اپنے بچوں اور میاں کا ہی لگا۔ اس کے علاوہ اس حویلی میں موجود افراد آپ کے اپنے نہیں تھے، جبھی آپ اتنی آسانی سے ان کی جان، مال اور عزت کے ساتھ کھیل گئیں اور آپ کے ماتھے پر ایک بل بھی نہ پڑا۔

آپ کو یہ سب کرتے ذرا خوف نہیں آیا؟ کیا دشمنی تھی آپ کی زارا کے ساتھ؟ ہم سب جانتے ہیں وہ اور علیار کن چیزوں سے گزرے ہیں۔ انہوں نے علیار کے معاملے میں کسی قدر صبر اور تحمل سے کام لیا ہے، کتنا کچھ سہا ہے اس معصوم بچے نے، یہ سب کسی سے چھپا تو نہیں تھا۔

ان سب کے باوجود آپ نے خود میں اتنی ہمت رکھی کہ ایک ماں اور ایک عورت ہوتے ہوئے آپ ان کی گود اجاڑ سکیں۔ تھی نا آپ میں اتنی ہمت کہ مدتوں بعد آباد ہونے والے اس گھر کو اجاڑ دیں؟ وہ بھی کس لیے؟ اس جائیداد کے لیے؟

چلیں اب بتائیں، اب آپ کیا کریں گی؟ آپ کے دونوں بیٹوں نے تو صاف صاف انکار کر دیا ہے اور ہمیں اپنے داور سے بھی اسی چیز کی امید ہے، وہ ان سب چیزوں پر تھوکے گا بھی نہیں۔ تو جب یہ پراپرٹی آپ کے بیٹے نہیں لیں گے تو آپ کیا کریں گی؟ ان کے اپنے نام رکھیں گی نا یا پھر اپنے ان پارٹنرز کو دے دیں گی؟

"ہاں، جواب دیں ہماری بات کا!

واجی غصے سے چیختے ہوئے بولے۔

"مت کریں روداب، مت کریں! آپ کا یہ جھوٹا دکھاوا ہمیں مزید آپ سے نفرت پر مجبور کر رہا ہے۔ کیا کیا ہے آپ نے اپنے ساتھ، ہمارے ساتھ! دشمنوں سے مل کر ہماری ہی جڑ کھوکھلی کر ڈالی۔

ارے وہ سب تو چھوڑیں، آپ اپنے ہی بیٹے کا گھر اجاڑنے جا رہی تھیں یہ جانتے ہوئے کہ وہ کس قدر محبت کرتا ہے اس سے۔ اس کے باوجود آپ انہیں ان سے الگ کرنا چاہتی تھیں، وہ بھی کس کے لیے؟ آپ کے باپ کی خواہش کی وجہ سے؟

تو کیا کسی کی بھی خواہش آپ کے لیے آپ کی اولاد کی خوشی سے بڑھ کر تھی؟ جو آپ نے انہیں ہاں کر دیا تھا۔ ایک بار بھی آپ کو دارار کا خیال نہیں آیا تھا؟ ارے اسے چھوڑ دیں، آپ کو دعا کی فکر نہیں ہوئی؟ وہ بھی اسی لڑکی کے بھائی کی بیوی ہے۔

دیکھا تھا آپ نے اس دن اس کا غصہ! اگر وہ دعا سے محبت اور اپنے رشتے کے احترام میں انہیں کچھ نہیں کہہ رہا تھا، وہ اپنی عقل و فہم استعمال کرتے ہوئے غلط اور صحیح میں فرق کر رہا تھا، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اپنی بہن کے اجڑنے پر بھی خاموش رہے گا، بالکل بھی نہیں۔

یہ جتنی سازشیں آپ نے اور آپ کی ان دونوں ہمدردوں نے رچی ہیں، دو منٹ میں اسے فاش کرتے وہ آپ سب کو اس دنیائے فانی سے رخصت کرنے میں وقت نہ لگائے گا۔ کیونکہ اس کے لیے اس کا سب کچھ اس کی بہن اور بیوی ہے، اور یہ بات آپ بھی بخوبی جانتی ہیں۔

وہ اپنی بہن اور بیوی پر ایک شِشہ بھر بھی برداشت نہیں کرتا، اور آپ کی نسلیں اجاڑ دے گا۔ واقف تھیں نا آپ ریان خان کی طاقت سے؟ اس کے باوجود اتنی دیدہ دلیری! آپ اپنی اس بہادری پر داد کی تو حق دار ہیں۔۔۔"

داری اپنی ساری جلی کٹی باتیں کہتے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے لگے۔

بابا ایسا نہیں ہے، میں جذبات میں اندھی ہو گئی تھی۔ مجھے صحیح غلط میں فرق سمجھ نہیں آیا۔"
جس آگ کو میں لگانے کی کوشش کر رہی تھی وہ مجھے بھی اپنی لپیٹ میں لینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

"آپ مجھے ایک موقع دیں، صرف اور صرف ایک موقع، میں اپنی غلطی سدھار لوں گی۔

۔۔ رودابہ ان کی ساری باتیں خاموشی سے سنتے اپنی غلطیوں کی تلافی چاہ رہی تھی۔
"غلطی جو آپ نے کی ہے آپ اسے غلطی کہتے ہیں، ہماری نظر میں تو وہ گناہِ کبیرہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ کسی کی پیدا ہونے والی اولاد کو اس دنیا میں آنے سے پہلے مارنے کا گناہ ناقابلِ معافی ہے۔ چلی جائیں رودابہ، یہ نا ہو ہم اپنا آپا کھو بیٹھیں۔ سارے لحاظ بھول جائیں کہ آپ ہمارے بہو اب بھی ہیں۔ آپ کی حرکت نے ہمیں بے حد دکھ دیا ہے اور اس وقت ہم اپنے آپے میں نہیں ہیں۔"
داجی نے رودابہ کو باہر کی طرف جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

مگر، ہاں آپ ایک بار ہماری بات تو سن لیں، ہم سب سے معافی مانگ لیں گی۔ علیار سے، زارا" سے، دردو، ساکب سب سے۔ میں سب سے معافی مانگ لوں گی، سب ٹھیک کر دوں گی، آپ مجھے ایک موقع تو دیں۔۔۔" رودابہ نے التجا کرتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے، آپ ان سب سے تو معافی مانگ لیں گی، مگر اپنی اولاد سے ان سے کون معافی مانگے" گا؟ جن کا آپ نے بھرم توڑا ہے۔ کیا آپ واقعی سب کچھ پہلے جیسے کر پائیں گی؟ نہیں، بالکل

نہیں۔ کیونکہ جو ٹوٹ جائے وہ اپنی اصل شکل میں واپس نہیں آسکتا۔ بالکل اسی طرح آپ نے پورے گھر کا بھروسہ توڑا ہے جو کسی قیمت پر واپس نہیں جیتا جا سکتا۔"

داچی یہ کہتے ہی اپنی کرسی سے اٹھے اور ڈریسنگ روم میں چلے گئے۔ مطلب صاف تھا کہ اب وہ مزید کوئی بات نہیں کرنا چاہتے تھے۔

روادابہ بھی خالی کمرے کو دیکھتی باہر چلی گئی، شاید انہیں پہلے کسی اور سے معافی مانگنی ہو گی۔

داعود اسے لے کر شہر کے وی آئی پی ہسپتال آیا تھا مگر اس نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ غلطی سے بھی میڈیا کو اس بات کی بھنک نہ ہو اور نہ ہی ابراہیم خان کو کوئی خبر ملے۔ وہ ڈاکٹر کے تجویز کردہ سائیکائٹرسٹ کا کارڈ دیکھتے ہوئے گاڑی سے باہر نکل گیا تھا۔
روشہانے کے لیے پرائیویٹ روم اور باقی چیزوں کا انتظام وہ پہلے ہی کروا چکا تھا تاکہ اسے کوئی مسئلہ درپیش نہ ہو۔ اسے لگا تھا کہ جب تک وہ یہاں پہنچیں گے دوائی کا اثر زائل ہو جائے گا، مگر نہیں، وہ اب تک اسی طرح سو رہی تھی۔ اسے اس کی نیند پر حیرت ہوئی مگر سر جھٹکتے اندر کی طرف بڑھ گیا۔ اسے روم کے بیڈ پر لیٹا کر باہر نکل آیا تاکہ ڈاکٹر اس کا اچھے سے چیک اپ کر سکے۔

وہ باہر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا تھا۔ آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر باہر آئی۔

"ان کا بی پی کافی ہائی ہے اور ہارٹ ریٹ بھی ٹھیک نہیں ہے، اسی وجہ سے ای سی جی بھی نارمل نہیں ہے۔ فی الحال ہم ان کے ہوش میں آنے کے منتظر ہیں، آپ بھی انتظار کریں۔"

ڈاکٹر یہ کہتی اپنے کیبن میں چلی گئی تو داعود بھی اس کی بات پر سرد سانس لیتا پرائیویٹ روم کی طرف چل دیا۔

"ایسی کون سی جنگ لڑ رہی ہو تم جو تمہارا بی پی نارمل نہیں ہو رہا؟ جلدی سے اٹھو تاکہ سب کو تسلی ہو جائے تم نارمل ہو۔ پتا نہیں کیا کیا بول رہی ہیں یہ ڈاکٹرز، ریپ وکٹم... تمہیں دیکھ کر لگتا نہیں ہے کہ تم ریپ وکٹم ہو، مجھے تو تم قتل کرنے کے لیے تیار تھی۔"

"ہم ویسے بالکل ٹھیک کر رہے تھے۔ مجھے اپنی بیوی بہادر چاہیے تھی، ڈرپوک نہیں۔ میں چاہتا تھا میری بیوی دیکھنے میں بھی میری طرح خوبصورت ہو اور حرکتوں میں بھی بالکل میری طرح ہو۔اپنا حق نہ چھوڑنے والی اور ٹھس کر مارنے والی۔ مگر اپنے دشمن کو مارنے کے لیے خود کو زخمی نہیں کرتے، اس سے ہمارے دشمن کو خوشی ملتی ہے اور ہم اس کی تسکین کا کوئی کام نہیں کریں گے۔ تم سمجھ رہی ہو نا میری بات؟ مجھے پتا ہے سمجھ رہی ہو۔۔۔"

داعود اس کا خراش زدہ ہاتھ تھامتے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا، جو کہ بالکل خراب ہو چکا تھا۔ وہ اس کے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے کچھ سوچنے لگا، جب اس کے دماغ میں جھٹکا ہوا اور اس کے پاؤں کے زخم کو تو وہ بھول ہی گیا تھا۔

وہ اس کے ہاتھ کو احتیاط سے اس کے پیٹ پر رکھتا کرسی چھوڑ کر اس کے پاؤں کی طرف بڑھا۔ اس نے چادر اٹھا کر اس کے پاؤں کو دیکھا تھا جہاں زخم کی حالت بہت ہی بری تھی۔ اس کے

پاؤں کے تلوے دیکھ کر ایسے ہی لگ رہا تھا جیسے کافی دیر تک پانی میں ڈوبے ہوں۔ تو کیا وہ باتھ ٹب میں تھی یا سوئمنگ پول میں، یا پھر شاور کے نیچے کھڑی رہی تھی؟

داعود اس کے تلوے پر انگلی پھیرتے سوچنے لگا تھا جب اس کے لمس پر روشانے کسمسائی۔

"بخار ہے شاید؟ کہیں اسے بخار تو نہیں ہو رہا؟"

داعود اس کے پانی سے پھولے پاؤں کی جلد کو دیکھ کر سوچتے جلدی سے اٹھ کر اس کا ماتھا چیک کرنے لگا۔ اسے چھونے سے تو اتنا بخار نہیں لگا تھا مگر وہ صرف اوپری تسلی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

داعود نے نرمی سے اس کے ماتھے کے بال سہلاتے سوچا۔

"روشانے۔۔۔ روشانے۔۔۔"

وہ اپنے لب اس کے کان کے قریب کرتا اسے پکارنے لگا۔ نا جانے کیوں اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ بے ہوش ہے، کیونکہ اگر وہ اب تک سڈیشن کے زیر اثر ہوتی تو اس کے لمس پر یوں رسپانس نہ دیتی، مگر اس نے دیا تو اس کا مطلب تھا وہ صرف سو رہی ہے یا شاید کمزوری کی وجہ سے بدحال ہے۔

جو بھی وجہ تھی، اس کا ہوش میں آنا ضروری تھا ورنہ اس کا ٹریٹمنٹ کیسے ہوگا؟ ڈاکٹر نے اس کے سارے ٹیسٹ کے ساتھ ورجنٹی ٹیسٹ بھی لکھا تھا جسے دیکھتے ہی داعود کا خون کھول اٹھا تھا۔

وہ کون ہوتی تھی اس بات کا فیصلہ کرنے والی کہ اس کی بیوی "درجن" ہے یا نہیں؟ اس کی نظر میں وہ پاک تھی، بلکہ ہر وہ عورت پاک ہے جس کا ریپ ہوا ہو، کیونکہ اس نے زنا نہیں کیا—اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ تو یہ داغ زیادتی کرنے والے کے ماتھے پر لگنا چاہیے، پاکی ناپاکی کا ثبوت بھی اسے ہی دینا چاہیے۔

ایک باکردار عورت کو نہیں جو کسی وحشی کی ہوس کا نشانہ بنی ہو۔ اسے اس قسم کے ٹیسٹ سے شدید نفرت تھی۔ اگر یہ ٹیسٹ ٹھیک ہوتے تو کیا بیوہ یا طلاق یافتہ خواتین جو کسی بھی وجہ سے دوبارہ شادی کرتی ہیں، وہ بھی ناپاک کہلاتیں؟ نہیں۔

اللہ نے تو انہیں بھی پاک کہا ہے، پھر یہ لوگ کون ہوتے ہیں؟

وہ بس سوچ کر رہ گیا، مگر یہ عہد کر لیا کہ اس قسم کا کوئی ٹیسٹ وہ نہیں ہونے دے گا۔

وہ انہی سوچوں میں گم تھا جب اس کے دوبارہ پکارنے پر روشانے نے ہمت کر کے آنکھیں کھولیں۔ اس کی نظریں اس سے ٹکرائیں جو کسی غیر مرئی نقطے پر غور کر رہا تھا۔

روشانے اپنے دھکتے سر کو محسوس کرتی اس کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی پلکوں کی جنبش اور آنکھوں کی حرکت داعود کو ہوش کی دنیا میں لے آئی، اور وہ بے ساختہ اپنا چہرہ اس سے دور کر کے سیدھا کھڑا ہو گیا۔

تب تک روشانے نے بھی دوبارہ آنکھیں کھول لی تھیں اور وہ آنکھیں پھیلائے حیرانی اور پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

داعود اس کی پریشان آنکھوں میں چھپی الجھن سمجھ گیا تھا۔

ہم ہاسپٹل میں ہیں۔ تمہاری طبیعت خراب ہوگئی تھی، ابھی ڈاکٹر آکر تمہیں چیک کریں گی۔"" داعود اس کے بال سمیٹے ہوئے بولا۔

سر! میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے... ایسا لگ رہا ہے یہ پھٹ جائے گا۔" روشانے نے" اس کی بات سنتے بمشکل اپنے سوکھے لب تر کرتے ہوئے کہا۔ اتنا سا کہنے پر اسے اپنے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے تھے۔ چبھن کی وجہ سے اس نے پھر سے آنکھیں بھینچتے ہوئے اپنا تھوک نگلا۔

داعود اس کی پریشانی سمجھتا ہوا منگائے ہوئے شیشے کی بوتل سے پانی نکالتا اور ڈسپوزیبل گلاس میں ڈالتا، اسے بیڈ کے سرہانے موجود ٹیبل پر رکھ کر پہلے اسے سہارے سے اٹھا کر بٹھاتا اور پھر گلاس اس کے لبوں سے لگا دیتا۔

روشانے پانی دیکھتے ہی پیاسے کی طرح سارا پانی ایک ہی سانس میں پی گئی۔ پانی پیتے ہی اس نے ایک لمبی سانس لی۔ اس کی جلد بازی کی وجہ سے تھوڑا پانی اس کے چہرے اور گردن پر بھی گر گیا، مگر داعود نے اسے ٹوکا نہیں۔ نہ جانے کب سے پیاسی تھی، وہ سوچ کر رہ گیا۔

اور دوں؟" خالی گلاس اسے دیکھ کر داعود نے پوچھا۔"

اس کے سوال پر روشانے نے فوراً ہاں میں سر ہلا دیا۔

داعود اس کے ہاتھ سے گلاس لیتا اور دوبارہ پانی بھر کر اسے دیتا ہے، جسے روشانے آدھا پی کر واپس کر دیتی ہے۔

اب بتاؤ، کیسی طبیعت ہے؟" داعود اس کے پاس کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا، جو اپنے انگلی سے" اپنا بازو سہلا رہی تھی۔

میرے... میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔ اتنا کہ لگ رہا ہے یہ پھٹ جائے گا۔ آپ... آپ" کچھ کریں یا کوئی دوا دے دیں۔" روشانے نے مشکل سے اپنی آنکھوں میں چھلکتے آنسو قابو کرتے ہوئے کہا، مگر اس کی آواز پھر بھی رندھی ہوئی تھی۔

داعود سے اس کی آنکھوں کی نمی چھپی نہ رہ سکی۔ وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور ڈاکٹر کو بلانے چلا گیا۔

کچھ دیر میں ڈاکٹر نرس کے ہمراہ اندر داخل ہوئی۔ داعود نے انہیں باہر ہی اس کے شدید سر درد کے بارے میں بتایا۔ ڈاکٹر نے اسے باہر رکنے کا کہا تو وہ باہر ہی انتظار کرنے لگا۔

آدھے گھنٹے کے بعد ڈاکٹر پرائیویٹ روم سے باہر آئی۔

"میری وائف اب ٹھیک ہے؟ میں مل لوں؟" داعود نے لیڈی ڈاکٹر کو ماسک اتارتے دیکھ کر پوچھا۔

"جی، فی الحال وہ ٹھیک ہے۔ میں نے انہیں دوا دے دی ہے، ان شاء اللہ سر درد تھوڑی دیر میں بہتر ہو جائے گا۔ مگر مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے، آپ میرے کیبن میں آئیں۔ لیکن اس سے پہلے اگر آپ اپنی وائف سے ملنا چاہیں تو مل لیں۔"

ڈاکٹر اسے مودب انداز میں کہتے ہوئے اپنی لیب کی طرف چلی گئی۔

داعود اپنے گارڈ کو اشارہ کرتے ہوئے انہیں روم کے باہر کھڑے رہنے کی سخت تاکید کر کے روم کے اندر چلا گیا۔ ارادہ تو ایک بار اسے اطلاع کر کے ہی جانے کا تھا، نہ جانے ڈاکٹر اس کا کتنا وقت لیتی اور کیا کیا بتانے والی تھی۔ یہ سب سوچتے ہوئے وہ روم کے اندر داخل ہوا جہاں وہ اپنا چہرہ کھڑکی کی طرف کیے نہ جانے باہر کیا دیکھ رہی تھی۔

"روشانے، یہ فون ہے تم اپنے پاس رکھو۔ مجھے ڈاکٹر نے اپنے کیبن میں بلایا ہے تمہاری طبیعت کے بارے میں بات کرنے کے لیے۔ اس میں فرسٹ ڈائل پر میرا نمبر ہے۔ باہر گارڈز ہیں، وہ یہاں سے کہیں نہیں جائیں گے۔ تم آرام کرو، میں ان سے بات کر کے آتا ہوں، اور اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہو تو مجھے کال کر لینا۔"

داعود قدرِ نرمی سے اسے سمجھاتے ہوئے بولا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کی کیبن والی بات سن کر روشانے کی پکڑ فون پر مضبوط ہو گئی اور اس نے بے ساختہ سر نفی میں ہلایا۔

ک... کین نہیں... نہیں ! کیبن نہیں..." وہ اچانک ہی بیڈ سے اٹھتے ہوئے چیخ کر بولی۔"

وہ چادر میں پیر پھنسنے اور ہاتھ میں ڈرپ کی وجہ سے بری طرح لڑکھڑا کر زمین پر گر گئی۔ فرش پر گرنے کی وجہ سے اس کے منہ سے خون بھی نکل آیا۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ داعود کو سمجھ ہی نہیں آیا۔ وہ اس کی چیخ سن کر اس کی طرف متوجہ ہوا، مگر اس سے پہلے کہ وہ اس تک پہنچتا، وہ خود کو شدید نقصان پہنچا چکی تھی۔ ڈرپ کی سوئی نے اس کے بازو کو زخمی کر دیا تھا۔

داعود اسے یوں گرتے دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور شور سنتے ہی نرس بھی اندر آگئی۔

ارے یہ کیا کیا ہے انہوں نے؟" نرس نے حیرانی سے کہا۔"

داعود نے اسے جلدی سے زمین سے اٹھا کر ایک ہی جھٹکے میں بیڈ پر بٹھایا۔ روشانے نے فوراً اس کے سینے میں منہ چھپا لیا اور اپنے دونوں بازو اس کے گرد مضبوطی سے لپیٹ لیے۔

نرس یہ سب دیکھ کر حیران رہ گئی اور فوراً ڈاکٹر کو بلانے چلی گئی۔

روشانے ! روشی، ادھر دیکھو، میں کہیں نہیں جا رہا، کیا ہوا ہے؟ مجھے دیکھو..." داعود اس کا چہرہ" اوپر کرتے ہوئے اسے تسلی دینے لگا۔

"روشانے! روشی ادھر دیکھو، کہیں نہیں جا رہا ہوں۔ ہوا کیا ہے؟"

داعود اس کا چہرہ اوپر کی طرف کرتے ہوئے اس سے استفسار کرنے لگا، جبکہ ڈاکٹر حیرانی سے منظر دیکھ رہی تھی۔ داعود نے جتنی آسانی سے اسے ہینڈل کر رکھا تھا، لگ ہی نہیں رہا تھا کہ اسے کسی بات نے ٹریگر کیا ہے۔

"بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے؟"

روشانے نے جواب نہ دیا۔

نہیں جا رہا میں کہیں..." وہ دوبارہ وہی گردان دہرانے لگی۔"

داعود نے اس کے چہرے پر آئے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے اس سے پوچھا، "وہ... وہ کیبن... کیبن... کیبن نہیں..."

روشانے نے اسے دیکھتے ہوئے آنکھیں بند کرتے ہوئے اپنی وہی بات دہرائی۔

اس کی بات پر داعود نے ایک گہری سرد سانس لی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جو بھی مسئلہ ہے وہ اسی کیبن سے جڑا ہوا ہے، اسی لیے روشانے اتنی ٹرگر ہوئی ہے۔ ورنہ اس کی بیوی تو نارمل تھی۔

داعود سوچتے ہوئے اس کے بال سہلاتا ہوا وہیں بیڈ پر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"اچھا، اگر تم منع کر رہی ہو تو میں نہیں جاتا، مگر میری ایک شرط ہے..."

داعود نے احتیاط سے اس کے پیچھے سے اس کے دونوں ہاتھ نکال کر اس کی گود میں رکھے اور خود اس کے بال سمیٹ کر اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

"ک... کیسی شرط؟" روشانے نے بار بار اپنے منہ پر آتے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا، جبکہ وہ دونوں ہی ڈاکٹر اور نرس کی موجودگی کو نظر انداز کر چکے تھے۔

"تمہیں پہلے ڈاکٹر کو دکھانا ہو گا، تمہیں کہاں کہاں درد ہے یہ سب کچھ بتانا ہو گا۔ اگر تم سب کچھ بتا دو گی تو میں نہیں جاؤں گا۔"

داعود نے آرام سے اسے سمجھایا۔

اس کی بات پر روشانے نے آنکھیں پھیلائیں اور ڈاکٹر اور نرس کو دیکھا، پھر داعود کو۔

"بولو، منظور ہے؟"

وہ اسے مکمل طور پر رضامند کیے بغیر ڈاکٹر کو قریب آنے نہیں دینا چاہتا تھا، ورنہ جس تیزی سے وہ چیک اپ سے گھبرا رہی تھی، وہ خود کو نقصان بھی پہنچا سکتی تھی۔

روشانے کافی دیر خاموش رہی، پھر تھک ہار کر اس کی بات مان لی۔

"ٹھیک ہے..."

داعود اپنی شاہانہ پرسنیلٹی کے ساتھ اسے اپنے حصار میں لیے بیٹھا تھا۔ اس نے بلیک ڈارک سوٹ پہنا ہوا تھا، شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک فولڈ تھیں۔ اس کے مضبوط ہاتھ اس کے گرد تھے۔

روشانے نے جانچتی نظروں سے اس کی ایک ایک چیز دیکھی، پھر خاموش ہو گئی۔

اتنے میں ڈاکٹر گلا کھنکھارتے ہوئے اس کے قریب آئی اور روشانے کی توجہ داعود سے ہٹ کر ڈاکٹر کی طرف ہو گئی۔

"مسز داعود، آپ بالکل پریشان نہ ہوں۔ نہ ہم آپ کے شوہر کو کہیں لے کر جائیں گے، نہ انہیں کہیں جانے دیں گے۔ وہ بس یہاں چیئر پر بیٹھیں گے تاکہ میں آپ کا اچھے سے چیک اپ کر سکوں۔"

ڈاکٹر نرس کے ہمراہ آہستہ آہستہ اس کے قریب آتے ہوئے بولی۔

روشانے نے ایک نظر داعود کو دیکھا، اور وہ اس کی سوالیہ نظروں کو سمجھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دے گیا۔

اس کا اشارہ سمجھ کر روشانے نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

داعود بھی اٹھتا چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔ ہاتھ اس نے اب بھی اس کا نہیں چھوڑا تھا اور وہ چھوڑنے کی غلطی کر بھی نہیں سکتا تھا۔ اتنی سی دیر میں جتنا وہ خود کو زخمی کر چکی تھی، داعود اب بھی

ششدر تھا کہ یہ اچانک کیا ہوا ہے۔ خون اب بھی اس کے منہ پر لگا ہوا تھا اور بازوؤں کا حال بھی وہی تھا۔ وہ تو پہلے ہی اس کے پرانے زخموں کو لے کر پریشان تھا، اب یہ نئے زخم۔۔

اس کی حالت دیکھتے داعود نے جھلا کر سوچا تھا۔

"اچھا، تو مسز داعود، اب میں آپ سے کچھ سوال کروں گی اور نرس آپ کی بینڈیج کرے گی۔۔"

داعود کی سوچ کا تسلسل ڈاکٹر کی آواز پر ٹوٹا تھا۔ نرس احتیاط سے اس کے ہاتھ سے نیڈل نکال گئی تھی۔

اس کے پوچھنے کے انداز پر روشبا نے کو حیرانی ہوئی تھی کیونکہ جتنی نرمی سے سب اس سے بات کر رہے تھے، یہ سب اس کے لیے قابلِ حیرانی تھا۔

"چلیے پہلے تو آپ اچھے سے کلی کر لیجیے تاکہ میں آپ کا منہ چیک کر سکوں، کہیں آپ کو اندرونی چوٹ تو نہیں لگی؟"

ڈاکٹر اس کی پشت پر موجود تکیہ ایڈجسٹ کرتی اسے لیٹنے کا اشارہ کر گئی۔

ڈاکٹر کی بات پر روشبا نے خاموشی سے لیٹ گئی۔

ڈاکٹر اپنے ایکوپمنٹ اور ٹارچ لائٹ تھامتے اسے اپنا منہ کھولنے کا کہنے لگی۔

ڈاکٹر کی بات پر روشبانے نے کچھ دیر سوچتے آہستہ سے اپنا منہ کھولا تھا۔ اتنے میں اسے کتنی تکلیف ہوئی تھی یہ صرف وہی جانتی تھی، جبکہ داعود بغور اس کی ایک ایک چیز نوٹ کر رہا تھا۔

اچھا، اب آپ نے اچھے سے اس میں کلی کرنی ہے۔ پہلے یہ پانی ہے، مگر نگلنا مت، بس منہ میں "ادھر اُدھر گھما کر یہاں پھینک دینا ہے۔"

ڈاکٹر نرس کے ہاتھ سے اسے ایک گلاس پانی پکڑاتے واش بیسن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی، جبکہ روشبانے نے الجھن سے واش بیسن کو دیکھا تھا جو کمرے کے کونے پر تھا۔

"تم پی لو، میں لے جاؤں گا، ہاں۔۔"

داعود اس کی پریشانی سمجھتے ہوئے بولا اور ویسے بھی وہ اس وقت اس پوزیشن میں نہ تھی کہ یوں چلتی، اور نہ ہی داعود اسے اکیلے چلنے دینا افورڈ کر سکتا تھا کیونکہ اگر اس چکر میں وہ دوبارہ گر جاتی تو۔۔ داعود نے سوچ کر ہی جھرجھری لی کیونکہ وہ پہلی دفعہ ہی بہت زور سے گری تھی۔

داعود کی بات سنتے روشبانے نے نرس کے ہاتھ سے گلاس تھام لیا تھا۔ وہ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق پانی منہ میں لیتی، اسے ہر طرف گھماتی اور پھر داعود کو دیکھتی۔

اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر داعود اپنی چیئر سے اٹھا اور ایک ہی جست میں روشبانے کو اپنی بانہوں میں بھرتا واش بیسن تک لے گیا۔

اسے ایک بار کلی کروانے کے بعد وہ نرس کو اشارہ کرتے ہوئے مزید پانی مانگتا۔ گلاس اس کے ہاتھ سے تھام کر خود ہی اس کی کلی کروانے لگا کیونکہ اس کے منہ میں کافی خون تھا، شاید اندر کہیں خون بہہ رہا تھا۔

وہ اسے ٹھیک سے کلی کرواتا واپس بیڈ پر لے آیا تھا، مگر اب کی بار وہ بیٹھنے کے بجائے اس کے سرہانے کھڑا ہو گیا تھا۔

روشبانے نے اسے کھڑا ہوتا دیکھ کر دوبارہ اس کا ہاتھ تھام لیا تھا کیونکہ اسے ابھی بھی ڈر تھا کہ وہ کہیں چلا نہ جائے۔

"چلیے روشبانے، اب آپ منہ کھولیں۔۔"

اسے مکمل طور پر ریلیکس ہو کر لیٹتا دیکھ کر ڈاکٹر ٹارچ آن کرتے ہوئے بولی اور اس کے منہ کھولنے کا انتظار کرنے لگی، جو اس نے مشکل سے کیا تھا۔

ڈاکٹر ٹارچ کی مدد سے اس کے منہ کا ایک ایک کونہ اچھی طرح چیک کرتی، پھر ٹارچ بند کر گئی۔

"ارے واہ! آپ تو بہت بہادر ہیں۔ آپ کے منہ میں کہیں چوٹ نہیں آئی ہے، بس یہاں ہونٹ کے پاس آئی ہے اور انشاء اللہ یہ چوٹ بھی جلدی بھر جائے گی۔۔"

ڈاکٹر اس سے بات کرتے ہوئے داعود کو ساری صورتحال یوں سمجھا رہی تھی جیسے وہ روشبا نے سے بات کر رہی ہوں، مگر حقیقت میں وہ سب کچھ داعود کو بتا رہی تھی کیونکہ ہو سکتا تھا وہ ان کے ڈائریکٹ داعود سے بات کرنے پر ٹریگر ہو جائے۔ ڈاکٹر نے احتیاط ہی بہتر سمجھی۔

"اچھا، اب آپ مجھے اپنا بازو دکھائیں۔۔"

ڈاکٹر نے کہا۔

"اوہ! یہ تو اسکریچ ہے، مگر کوئی نہیں، یہ تو منہ والی چوٹ سے بھی پہلے ہی ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

ڈاکٹر اس کے ہاتھ پر لگے بڑے سے اسکریچ کو دیکھتے ہوئے بولی، جبکہ روشبا نے ان کی ساری بات انتہائی توجہ سے سن رہی تھی۔

"چلیے روشبا نے، نرس جب تک اسے ٹھیک کر رہی ہے، تب تک آپ مجھے کچھ سوالوں کے جواب دیں گی۔۔"

ڈاکٹر نے اپنی ٹریٹمنٹ کا آغاز کیا۔

"اچھا، تو آپ مجھے بتائیں، آپ کا نام کیا ہے؟"

ڈاکٹر نے اپنے ہاتھ میں تھامی فائل پر پین رکھتے، لکھنے کی تیاری کرتے ہوئے سوال کیا۔

ان کے سوال پر روشبا نے نے آنکھیں پھیلا کر انہیں دیکھا تھا۔

"م۔ میرا نام؟۔۔"

اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"جی، آپ کا نام۔۔"

ڈاکٹر نے اس کے سوالیہ انداز پر دوبارہ کہا۔

"میرا نام تو روشبانے ہی ہے۔۔"

روشبانے نے اپنے دماغ پر زور ڈال کر کہا۔

"یہ تو آپ کا آدھا نام ہے، پورا نام کیا ہے آپ کا؟۔۔"

ڈاکٹر نے اس کے جواب پر مسکراتے ہوئے کہا، جبکہ ان کی پورے نام والی بات سن کر وہ سوچ میں پڑ گئی اور اس نے حیرانی سے داعود کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"روشبانے داعود۔۔"

کافی دیر خاموشی کے بعد اس نے جواب دیا۔

"اور یہ نام آپ کا کب سے ہے؟۔۔"

ڈاکٹر اس کا جواب نوٹ ڈاؤن کرتے ہوئے بولی۔

ڈاکٹر نے اگلا سوال کیا، جبکہ ان کے سوال کے جواب کا منتظر تو داعود بھی تھا۔

"تین سال، چھ مہینے، آٹھ دن سے۔۔"

روشبا نے نے ان کے سوال پر خوش ہوتے ہوئے انگلیوں پر دن گنتے جواب دیا تھا۔

"اوہ۔۔"

اس کے اتنے ایکیوریٹ جواب پر ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ داعود بھی شاکڈ ہوا تھا۔

"اچھا، آپ کے والد، ان کا کیا نام تھا؟۔۔"

ڈاکٹر نے سوال کیا جس پر روشبا نے کچھ لمحے خاموش رہی تھی۔

"شاہیر خان۔۔"

کافی دیر خاموشی کے بعد روشبا نے نے جواب دیا تھا۔

"ہمم، آپ کو پتا ہے آپ کے والد کا نام اپنے وقت کے مشہور اور خوبصورت لسنر ٹانگوں سے ملتا ہے جو کافی ینگ ایج میں اس دنیا سے چلے گئے تھے۔ آپ کے والد زندہ ہیں؟۔۔"

ڈاکٹر یونہی بات گھماتے ہوئے اس سے اس کے والد کے حیات ہونے کا پوچھنے لگی، جبکہ ان کی بات پر روشبا نے نے دوبارہ خاموشی اختیار کر لی تھی۔ آنکھیں نم اور متورم تھیں، ان میں اب سنجیدگی آچکی تھی۔

داعود اس کی ایک ایک چیز کو نوٹس کر رہا تھا جس کے تاثرات پتھر جیسے ہو گئے تھے۔

"وہی میرے والد ہیں۔۔"

روشبا نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا تھا۔

ڈاکٹر اس کا ہر سوال پر خاموش ہونا نوٹ کر رہی تھی۔

"اوہ، اچھا... آئم سوری۔۔"

اس کے جواب پر ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ داعود کو بھی شاک لگا تھا، مگر ڈاکٹر اپنی حیرانی چھپاتے ہوئے معذرت کر گئی۔

"اچھا، آپ مجھے بتائیں کہ کل رات کیا ہوا تھا؟۔۔"

"اچھا، آپ مجھے بتائیں کہ کل رات کیا ہوا تھا؟۔۔"

ڈاکٹر اب اپنے اہم مدعے پر آ گئی تھی۔ روشبا نے کے اس سوال کا جواب انہیں اس کی طبیعت خرابی کے بارے میں بہتر طور پر بتا سکتا تھا، یا یوں کہا جائے کہ سب کچھ ہی بتا دیتا۔

"مجھے اس سوال کا جواب نہیں دینا۔۔"

روشبا نے جواب تک ڈر رہی تھی، سہم کر داعود کے ہاتھ کو تھامے ہوئے تھی، مگر فوراً اس کا ہاتھ چھوڑ کر خود کو سنبھالتے ہوئے پورے اعتماد کے ساتھ ڈاکٹر سے بولی۔

ڈاکٹر نے حیرانی سے اس کی شخصیت میں تبدیلی دیکھی تھی۔

نرس جو اس کا ٹریٹمنٹ کر رہی تھی، وہ بھی کچھ لمحوں کو اپنا ہاتھ روک گئی۔

"دیکھیں مسز داعود، اگر آپ۔۔"

"روشبانے! جی؟۔۔"

روشبانے نے ڈاکٹر کی بات بیچ میں ہی کاٹتے ہوئے بولا تو ڈاکٹر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا تھا۔

"میرا نام روشبانے ہے، صرف روشبانے۔۔"

روشبانے نے بمشکل اپنے لہجے کو سرد ہونے سے روکا تھا۔

"مگر ابھی آپ نے اپنا پورا نام روشبانے داعود بتایا تھا۔۔"

ڈاکٹر اس کے مزاج کی تبدیلی کو نوٹ کرتے ہوئے بولی، جو اتنی عدم اعتماد محسوس ہو رہی تھی کہ ایک لمحے کو ڈاکٹر کو بھی اس کی آنکھوں میں عجیب سرد مہری لگی تھی۔

"بتائیں مسز داعود، ابھی آپ نے اپنا پورا نام روشبانے داعود بتایا تھا۔۔"

ڈاکٹر نے دوبارہ کہا۔

"جو سوال مجھے اچھے نہیں لگیں گے، ان کے جواب میں نہیں دوں گی۔۔"

روشبا نے صاف انکار کر دیا۔

"اوکے، آپ نہ دیں جواب۔ مجھے بتائیں کل رات کیا ہوا تھا؟ میرا مطلب ہے آپ کی طبیعت کیسے خراب ہوئی تھی؟۔۔"

ڈاکٹر نے اس کا موڈ بگڑتے دیکھ کر تحمل سے پوچھا۔

"رات میں سونے لگی تھی۔ میری اور ان کی بحث ہو گئی تھی۔ ان کی باتوں سے میرا دم گھٹ رہا تھا، مجھے سانس نہیں آ رہی تھی۔ پھر میری طبیعت خراب ہونے لگی۔ میری طبیعت ہوتا دیکھ انہوں نے کہا تھا، 'روشبا نے یہاں آ کر سو جاؤ' مگر مجھے سانس نہیں آ رہا تھا، میرا دم گھٹ رہا تھا۔ تو میں بالکنی میں چلی گئی تھی اور اسے لاک کر لیا تھا تاکہ یہ مجھے منانے یا بات کرنے نہ آ سکیں۔ پھر میں وہیں بیٹھ گئی تھی۔ پھر میری طبیعت اور خراب ہونے لگی تھی، آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا، دم گھٹ رہا تھا میرا۔ تو میں نے کونڈی کھول دی تھی تاکہ انہیں آواز دوں، مگر جب تک میں آواز دیتی سب کچھ اندھیرا ہو گیا تھا، بالکل اندھیرا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا اس کے بعد کیا ہوا۔۔"

روشبا نے کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھتے ہوئے ڈاکٹر کو ساری تفصیل بتا گئی۔

سب کچھ بتانے کے بعد وہ پوری طرح پسینے سے بھیگ چکی تھی، جیسے کوئی بہت مشکل کام کیا ہو۔ اس کی سانس بھی پھول گئی تھی، مگر وہ خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

جبکہ اس کی رات کی تفصیل سنتے داعود کو اپنے الفاظ یاد آئے تھے۔ اسے اس کی باتوں سے اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے پینک اٹیک ہوا ہے۔ اسے اس طرح اس سے بات نہیں کرنی چاہیے تھی، مگر وہ اس کی مینٹل کنڈیشن سے لاعلم تھا۔

اگر وہ ٹھیک ہوتی تو وہ ایسی ہی باتیں کرتا، یا شاید اس سے بری۔

داعود کو اپنی سفاکیت یاد کرتے ہوئے اپنے اندر سے کہیں آواز آئی تھی۔ وہ ندامت کا شکار ہوتے ہوئے یہاں وہاں دیکھنے لگا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟۔۔"

روشبا نے کی سانس بری طرح چڑھتی دیکھ کر ڈاکٹر نے اس کے پاس سے اٹھتے اس کی پشت سہلاتے ہوئے اس سے استفسار کیا۔

"پانی !۔۔ پانی !۔۔"

روشبا نے نے داعود کی طرف چہرہ کرتے ہوئے اس سے پانی مانگا۔

داعود جو اپنی ہی ندامت زدہ سوچوں میں گم تھا، اس کی اچانک بگڑتی حالت دیکھ کر تیزی سے بوتل ہی اس کے لبوں سے لگا گیا۔

پانی پینے کے بعد روشبا نے کو کچھ بہتر محسوس ہوا تھا۔

"اب آپ ٹھیک ہیں؟۔۔"

ڈاکٹر نے اسے اب نارمل سانس لیتا دیکھ کر کہا، جبکہ داعود ہنوز اس کی پشت ہی سہلا رہا تھا۔

"چلیے، ابھی کے لیے اتنے سوال بہت ہیں۔ آپ آرام کریں۔ میں آپ کو میڈیسن دیتی ہوں، اسے کھائیں اور ریلیکس ہو جائیں۔ انشاء اللہ آپ جلدی ٹھیک ہو جائیں گی۔۔"

ڈاکٹر پریسکرپشن لکھتے ہوئے روشبا نے سے کہنے لگی جو اب آنکھیں موند کر لیٹ گئی تھی۔

ڈاکٹر نے پریسکرپشن لکھتے ہوئے داعود کو پکڑا دی تھی۔

داعود ایک نظر روشبا نے کو آنکھیں موندے دیکھ کر باہر گارڈ کو پریسکرپشن اور پیسے دیتا، خود واپس کمرے میں آگیا۔

اب اسے اکیلے تو نہیں چھوڑ سکتا تھا، وہ بھی خاص کر اس وقت جب اس کی اتنی خراب حالت کا ذمہ دار وہ ہو۔

داعود کو اپنے الفاظ یاد کرتے ایک بار پھر شرمندگی ہوئی تھی۔ غصے میں وہ نہ جانے اسے کیا کچھ کہہ گیا تھا۔ غصے میں وہ اتنا اندھا ہو گیا تھا کہ اسے اندازہ ہی نہیں ہوا کہ وہ اپنی ہی بیوی کو باہر کی خراب عورتوں سے ملا گیا تھا۔

اس نے تو سفاکی میں سب کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

ابراہیم خان کو بدلہ اس سے لینے کے چکر میں وہ اتنا اندھا ہو گیا تھا کہ اب اس کے ہاتھ خسارہ ہی بچا تھا۔

داعود نے پریشانی سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا اور مڑ کر اسے دیکھا تھا جو یونہی آنکھیں موندے ہوئے تھی۔

نہ جانے کیا تھا اس کے ماضی میں جو وہ ایک وقت پر اتنی مضبوط ہوتی تھی کہ داعود کو بھی خود پر اور اپنے اعتماد پر شک ہو جائے، اور دوسرے ہی پل کسی کمزور لمحے کی ضد میں وہ اسے انتہا کی بے بس لگتی تھی، جس کے ساتھ بہت ظلم ہوا ہو۔

داعود کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ اس کے ماضی کے بارے میں کیسے جانے، کیونکہ اگر خود اس سے پوچھتا تو جو اس کی بیوی کا اصل روپ تھا، اس نے کبھی نہیں بتانا تھا کہ کسی بات نے اسے اس حال پر پہنچایا تھا۔

داعود نے سوچ کر سرد سانس بھری۔ مطلب ہر صورت میں اسے ہی محنت کرنی تھی اور اب تو اپنا پھیلایا راستہ بھی صاف کرنا تھا کیونکہ اس کی بیوی اس کے بدلہ لینے اور اس کی باتوں سے شدید ناراض ہو چکی تھی، جبھی اپنے ہوش و حواس میں اسے اپنے آس پاس بھی برداشت نہیں کر رہی تھی۔

داعود اپنی ہی سوچوں میں گم تھا جب روم کا دروازہ بجا۔

داعود سر جھٹکتے دروازے کی طرف بڑھا۔

دروازے پر اس کا گارڈ روشبانے کی دوائی لے کر آیا تھا۔

داعود اس کے ہاتھ سے دوائی لیتا روشبانے کے بیڈ کی طرف بڑھا۔

"روشی، اٹھو دوائی کھاؤ، پھر سونا۔۔"

داعود نے اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھتے، پریسکرپشن دیکھتے ہوئے میڈیسن نکالتے کہا۔

مجھے نہیں کھانا، اور ویسے بھی اسے کھا کر کیا ہو گا؟ مجھے بس اکیلے رہنا ہے، اور آپ یہ مجھے کہاں" لے کر آگئے ہیں؟ ٹھیک ہو میں؟ مجھے گھر جانا ہے، اور اگر گھر نہیں لے کر جا رہے تو کسی یتیم خانے چھوڑ دیں مگر یہاں سے چلیں۔۔"

اس کی آواز سنتے روشبانے جو اپنے سر پر ہاتھ رکھے آنکھیں موندے ہوئے تھی، وہ اپنے ماتھے سے ہاتھ ہٹائے اسے دیکھتے ہوئے پہلے جھنجھلا کر سوال کرتی، باقی کی بات تھکے ہوئے لہجے میں بولی۔

۔۔"اسے کھانے سے تمہاری چوٹ ٹھیک ہوگی، اور یہ جو تمہارے سر میں گھڑی گھڑی درد ہو رہا ہے، یہ بھی ختم ہو جائے گا۔ اور یتیم خانے تم اپنے بیوہ ہونے کے بعد جانا۔ ویسے تمہیں کبھی بھی جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی، کیونکہ میرے بعد میرے گھر والے موجود ہوں گے... تمہارا خیال رکھنے کے لیے۔"

اس کے اکھڑے ہوئے لہجے کے باوجود، داعود خود کو کسی بھی سخت بات کہنے سے باز رکھتے ہوئے، اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے بولا اور دوائی اس کے ہاتھ میں دے گیا۔

جی، وہ سارے مردوں کو لگتا ہے ان کے جانے کے بعد ان کے گھر والے ان کے بیوی بچوں" کا خیال رکھیں گے، مگر حقیقت میں ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ ان کے علاوہ انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔۔۔"

روشہانے نے اس کی بات پر کھڑکی سے باہر دیکھتے، کھوئے ہوئے لہجے میں کہا، جیسے اس کا دھیان کہیں اور ہو۔ اس نے داعود کے ہاتھ میں موجود دوائی بھی نہیں دیکھی تھی، جسے وہ کب سے اس کی طرف بڑھائے ہوئے تھا۔

ہمم... تم بھی غلط نہیں کہہ رہی۔ ہوتے ہیں کچھ سفاک لوگ، مگر ہمارے گھر ایسا نہیں ہوتا۔" اور ویسے بھی، میرا خیال ہے تم اتنی مضبوط ہو کہ خود کا خیال رکھ سکو۔ اور اگر تمہارا خود کا خیال رکھنے کا نا دل کرے، تو میں ہوں تمہاری خدمت میں حاضر۔ فل حال دوائی کھاؤ۔۔۔"

داعود اس کی بات کا پیار سے جواب دیتا، دوائی زبردستی اس کے منہ میں ڈال گیا۔

اس کے اچانک منہ میں دوائی ڈالنے کی وجہ سے، روشہانے نے حیرت اور غصے سے اسے دیکھا تھا۔ مطلب صاف تھا کہ اسے اس کا انداز پسند نہیں آیا۔

"تم ٹھیک ہو جاؤ تو لڑ لینا۔ بلکہ مجھے لگ رہا ہے جو میرے کسی بھائی کے ساتھ نہیں ہوا، وہ میرے ساتھ ہوگا۔ کہیں تم ہار کر میرا سر تو نہیں پھاڑ دو گی؟ خیر، اگر پھاڑنا چاہو تو پھاڑ لینا۔ پھر میں میڈیا کے سامنے اسی پھٹے سر کو لے کر جاؤں گا اور لوگوں کی ہمدردی وصول کروں گا کہ کتنا معصوم ہوں میں، جسے اس کی گھر والی اس طرح مارتی ہے۔ ویسے 'گھر والی' نام اچھا ہے۔۔۔"

"تمہیں پتا ہے؟ اوہو! کھاتی بھی ہو دوائی ساتھ، اور میری باتیں بھی سنو۔ منہ سے کھاؤ اور کان سے سنو، دونوں کام ایک ساتھ... ہمم؟"

داعود اسے میڈیسن منہ میں لینے کے باوجود پانی نہ پیتا دیکھ کر، گلاس اس کے لبوں سے لگاتے ہوئے اپنی بات بیچ میں کاٹ کر بولا۔

"تمہیں پتا ہے؟ دعا کو ریان لالا 'اہلیہ' بولتے ہیں۔۔۔ یہ ان کا نِک نیم ہے۔ جب وہ اسے اہلیہ بولتے ہیں تو میں سوچتا تھا، یہ تو میں نے اپنی بیوی کے لیے سوچا تھا، اب میں اسے کیا کہہ کر پکاروں گا؟ میرا سوچا ہوا نِک نیم تو انہوں نے لے لیا۔۔۔ مگر اب مجھے بھی نیا نِک نیم مل گیا ہے... 'گھر والی'۔ اچھا ہے نا؟"

"مجھے لگ رہا ہے اب تمہیں نیند آ رہی ہے۔ تم یہاں ریسٹ کرو، میں وہاں بیٹھا ہوں۔ باقی باتیں ہم تمہارے اٹھنے کے بعد یہیں سے شروع کریں گے۔۔۔"

داعود اس کی بھاری ہوتی آنکھیں دیکھتے، اسے لٹاتے ہوئے بولا، جبکہ روشہانے کو تو اس کی ایک بات بھی سمجھ نہ آئی۔ اسے بس خود پر نیند غالب ہوتی محسوس ہوئی۔

داعود ہاسپٹل کے پرائیوٹ روم میں بیٹھا تھا۔ روشبانے کو اس نے کسی طرح پھسلا کر دوائی کھلا دی تھی، جس کے زیرِ اثر وہ ابھی ہی سوئی تھی۔ ابھی وہ اپنے فون پر کچھ ضروری میل کر ہی رہا تھا جب روم کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ اس نے سر اٹھا کر پہلے دروازے، اور پھر روشبانے کو دیکھا اور اٹھ کر دروازے کی طرف چلا گیا، کیونکہ اگر حویلی سے کوئی آیا تھا اور اندر آنا چاہ رہا تھا تو روشبانے اس پوزیشن میں نہیں تھی کہ داعود کے بھائیوں میں سے کوئی اندر آکر اس کی تیمارداری کرے۔ تو اس سے پہلے باہر والا اندر آتا، داعود خود دروازے پر پہنچ گیا۔

دروازہ کھولتے ہی اسے نرس اپنی منتظر ملی۔

"سر، آپ کو ڈاکٹر اپنے کیبن میں بلا رہی ہیں۔"

نرس اسے ڈاکٹر کا پیغام دیتی چلی گئی جبکہ داعود اپنے دونوں گارڈز اور ایک سیکریٹ گارڈ کو الرٹ کرتا روشبانے کے کمرے سے نکلا۔ وہ کسی بھی قیمت پر اپنے دشمنوں تک اس بات کی بھنک بھی لگنے نہیں دے سکتا تھا، اسی لیے اس کی سیکیورٹی بہت ضروری تھی۔

وہ دروازہ بجاتے ڈاکٹر کے کیبن میں داخل ہوا، جو فائل پر کچھ لکھ رہی تھی۔ دستک کی آواز پر یونہی مصروف سے انداز میں بغیر فائل سے نظریں ہٹائے اجازت دے گئی۔

"جی ڈاکٹر، آپ نے مجھے کس سلسلے میں بات کرنے کے لیے بلایا ہے؟"

داعود ڈاکٹر کو اپنے کام میں مصروف دیکھ کر خود ہی اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کروانے کے لیے بولا۔

اوہ ! آئیے، آئیے مسٹر داعود۔ آپ کا ہی انتظار کر رہی تھی۔ میں دراصل آپ کی وائف کا کیس"
"ڈسکس کرنا چاہتی تھی، مگر وہ اتنا پینک کر رہی تھی۔ ہوپ سو اب تک تو سو گئی ہوں گی؟

جی، وہ تو سو رہی ہے، مگر مجھے بتائیں کیا آپ نے صرف روشبا نے کے بارے میں بات کرنے"
کے لیے جان بوجھ کر انہیں نیند کی دوائی دی ہے؟ کیونکہ اتنی زیادہ نیند کی گولیوں سے وہ بیمار ہو
" ! جائے گی

داعود سمجھ گیا تھا کہ روشبانے کے یوں اچانک سونے کی وجہ یہی تھی کہ اسے نیند کی بھی دوائی دی گئی تھی۔

دیکھیے ! آپ کا اندازہ بالکل درست ہے۔ ہم نے ان کو ریلیکس ہونے کے لیے میڈیسن دی"
ہے، مگر نیند کی گولیاں نہیں۔ اس وقت ان کے دماغ کا خاموش ہونا ضروری تھا، تاکہ نہ صرف
ان کا جسم بلکہ ان کا دماغ بھی ان کے ساتھ آرام کرے۔ امید ہے آپ میری بات کو سمجھ گئے
ہوں گے۔ خیر، میں نے آپ کو یہاں کسی مقصد سے بلایا ہے۔ مجھے آپ کی وائف کے ریلیٹڈ
"بات کرنی ہے۔

ڈاکٹر نے اسے اپنے بلوانے کے مقصد سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی، آپ کہیں۔ آپ کو کیا بات کرنی ہے؟ میں سن رہا ہوں۔"

ڈاکٹر کی بات پر داعود نے چیئر پر سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ زندگی میں پہلی بار اسے زندگی سے ڈر لگا تھا۔ وہ دل ہی دل میں اپنے رب سے دعا گو تھا کہ اسے کوئی سنگین بیماری نہ ہو، یہ ساری چیزیں جو بھی جیسی دکھ رہی ہیں یہ سب بس ڈاکٹر کی ایک غلط فہمی ہو۔ وہ بس اسٹریس میں ہو اور اسے کچھ نہ ہوا ہو، مگر اب سارے ٹیسٹ کے بعد ڈاکٹر کا یوں خصوصی طور پر اسے بات کرنے کے لیے بلانا اسے پریشان کر گیا تھا۔ ندامت نے ایک بار پھر اسے گھیر لیا تھا، کیونکہ داعود کی نظر میں کل رات سے اب تک ہوئی اس کی اس حالت کا ذمہ دار وہ تھا۔

"آپ کی وائف کو 'S.A.D' ہے۔"

ڈاکٹر نے اپنی انگلیاں آپس میں الجھاتے اس بات کو عام سے انداز میں کہنے کی بھرپور کوشش کی تاکہ مریض کے گھر والے زیادہ نہیں، تھوڑا ہی سہی مگر کم پریشان ہوں۔

"ایس اے ڈی؟"

ڈاکٹر کی بات پر داعود نے ماتھے پر بل ڈالے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھتے ان الفاظ کے معنی جاننے چاہے۔

ایس، اے، ڈی " سیزنل ایفیکٹو ڈس آرڈر ہے جو ٹپیکل اور میجر ڈپریشن کی نشانی ہے۔ ڈاکٹر" نے قدرے اطمینان سے اسے ان لفظوں کے معنی بتائے۔

چلیے میں آپ کو ایسے سمجھاتی ہوں مگر اس سے پہلے آپ میرے کچھ سوالوں کا جواب دیں۔ کیا" مسز داعود بہت زیادہ سوتی ہیں؟ میرا مطلب ہے نیند کی زیادتی، دن میں بھی بے حد سونا اور رات کو اپنے ٹائم پر سونا؟" ڈاکٹر نے ہر ممکن کوشش کی کہ وہ آسان لفظوں میں اسے معاملے کی سنگینی اور بیماری کا بتا دیں، ساتھ ساتھ اس کی اہم نشانیاں بھی جو فی الحال ظاہر ہو رہی تھیں۔

سے جڑا ہوتا ہے۔ یوں تو یہ (Hypersomnia) یہ میجر ڈپریشن یا اٹپیکل ڈپریشن ہائپر سومینیا ڈپریشن کی نشانی ہے مگر اسے مزید بگاڑنے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اور یہ زیادہ سونا ان کی عادت میں شمار ہو چکا ہے اور یہی چیز اس وقت ان کے لیے خطرناک ہے۔

تو آپ مجھے بتائیں کیا وہ زیادہ سوتی ہیں؟" ڈاکٹر نے اپنے حساب سے بہترین طریقے سے تفصیل" دیتے ہوئے اپنے سوال کا جواب چاہا۔

جی، مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کیونکہ ابھی دو دن بھی نہیں ہوئے ہماری رخصتی کو۔ کل صبح" سویرے تو رخصتی ہوئی ہے ہماری اور سارا دن میں باہر رہا تھا تو مجھے نہیں معلوم کہ میرے پیچھے روشی کی طبیعت کیسی تھی۔ ہاں مگر اتنا ضرور اندازہ ہے کہ وہ بے ہوش تھی جب ہی گھر کے لوگوں نے ڈاکٹر کو بلایا تھا۔ مگر میں اس وقت گھر پر نہیں تھا تو میری ڈاکٹر سے اس سلسلے میں کوئی

بات ہوئی نا ہی گھر والوں سے۔ تو اتنے سے ٹائم میں مجھے نہیں اندازہ کہ اسے 'اوور سلیپنگ' کی عادت ہے یا نہیں۔"

داعود نے بمشکل اپنی حیرانی پر قابو پاتے ہوئے سچ سچ ڈاکٹر کو بتایا تاکہ روشہانے کے علاج میں کوئی بھی مسئلہ نہ ہو۔

ڈاکٹر نے اس کی باتیں سنتے ہوئے نوٹ ڈاؤن کر لیا۔

"اچھا مسٹر داعود، آپ دونوں کی شادی کیسے ہوئی تھی؟" ڈاکٹر نے اگلا سوال کیا۔

"میں آپ سے جھوٹ نہیں کہوں گا، ہماری شادی ایک ڈیل تھی۔ بزنس ڈیل۔ اس شادی کے بدلے ایک معاہدہ طے پایا تھا میرے اور میری وائف کے دادا محترم کے درمیان۔"

"ٹھیک۔ تو کیا مسز داعود کو اس معاہدے کا علم تھا؟" ڈاکٹر نے سمجھنے کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے مزید سوال کیا۔

"جی، انہیں اول روز سے سب کچھ پتا تھا۔"

"اچھا، تو آپ دونوں کی رخصتی کیسے ہوئی؟ کیونکہ مسز داعود نے کہا ہے کہ ان کی اور آپ کی شادی کو تین سال کا عرصہ ہوا ہے، تو اس حساب سے جس معاہدے کا ذکر آپ کر رہے ہیں وہ بھی اتنے عرصے پرانا ہی ہو گا۔ تو پھر رخصتی؟ کیا رخصتی کی بات بھی آپ لوگوں کے بیچ نکاح کے دن ہی طے ہوئی تھی یا بعد میں؟"

۔۔ ڈاکٹر کی بات پر داعود نے کرسی پر پہلو بدلا تھا، ڈاکٹر کے اتنے ذاتی سوال اسے پریشان کر رہے تھے۔۔

"جی، نہیں۔ رخصتی اچانک ہی ہوئی تھی اور میں نے زبردستی کی تھی، غصے میں آکر کیونکہ روشبانے کے دادا نے ہمارے طے ہوئے معاہدے کو پورا نہیں کیا تھا تو میں نے غصے میں روشی سے رخصتی کر لی۔"

"یعنی آپ زبردستی انہیں اپنے ساتھ لے کر آئے تھے، کیونکہ ابھی آپ نے کہا غصے میں تو یقیناً ان سب میں ان کی رضامندی شامل نہیں ہوگی؟" ڈاکٹر خود ہی بات کی جڑ تک پہنچتے ہوئے بولی۔

"جی نہیں، ان کی رضامندی شامل نہیں تھی۔ مجھے غصہ اور جذبات میں یہ بات یاد ہی نہیں رہی کہ روشی سے اجازت بھی لینی ہے۔" داعود نے صاف صاف اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔

"کیا آپ نکاح کے بعد ان سے رابطے میں تھے؟" ڈاکٹر نے اگلا سوال کیا۔

"نہیں، میں نے روشبانے کو صرف نکاح والے دن اور کل دیکھا ہے، اس کے علاوہ کبھی کوئی بات نہیں ہوئی۔"

"اچھا، آپ مجھے بتائیں کل رات کیا ہوا تھا؟ کیا آپ زبردستی اپنا حق ان سے لینا چاہ رہے تھے، جس کی وجہ سے وہ پینک ہوئیں؟ کیونکہ ان کے جسم پر کچھ زخم ہیں، اور وہ کافی پرانے بھی لگ رہے ہیں۔" ڈاکٹر نے اگلا سوال کیا جو داعود کے لیے بہت اہم تھا۔

جی نہیں! نہ میں عورتوں کے ساتھ زبردستی کرتا ہوں اور نہ ہی ان پر ہاتھ اٹھاتا ہوں۔ ہاں مانتا" ہوں میں نے بغیر ان کی رائے لیے رخصتی کی ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں کسی وحشی کی طرح ان سے اپنا حق وصول کروں۔ اتنا گھٹیا نہیں ہوں میں۔ ہاں اس معاہدے سے مجھے جتنا نقصان ہوا، میں کل غصے میں تھا اور ہو سکتا ہے وہ میری کسی حرکت سے hurt ہوئی ہو۔ میری بہت سی باتیں ایسی تھیں جو میں نے غصے میں انہیں بہت زیادہ زبانی تکلیف دی۔ میری ہی باتوں سے روشبا نے کو دم گھٹتا محسوس ہوا اور وہ بالکنی میں چلی گئی۔ میں نے خود ہی نیند کی گولی کھائی تاکہ سکون سے سو سکوں۔

اور ہاں... اس پورے واقعے میں میں ایک بار ڈرانے کے لیے اس کے قریب گیا تھا اور صرف ڈرانے کے لیے اس کے بازو سے پکڑا تھا، جس پر اس نے بہت شدید ردعمل دیا۔ وہ مسلسل اپنے بازو کو خراش رہی تھی۔ جب میں نے وجہ پوچھی تو اس نے مجھے گلاس سے زخمی کرنے کی بھی کوشش کی، جس میں اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا۔"

داعود نے بغیر کوئی بات چھپائے ساری تفصیل بتا دی تاکہ کوئی شک باقی نہ رہے اور روشی کے علاج میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔

اچھا... تو کیا یہ سب ان کی طبیعت خراب ہونے سے پہلے ہوا تھا؟ میرا مطلب ہے جب انہوں" نے آپ کو بتایا تھا کہ ان کا دم گھٹ رہا ہے؟" ڈاکٹر نے سوال کیا۔

"جی، کافی پہلے... اس وقت وہ اتنی غصے میں نہیں تھیں۔"

"مسٹر داعود... کیا آپ کو کوئی نفسیاتی مسئلہ ہے؟" ڈاکٹر نے ٹیبل پر فائل رکھتے ہوئے کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"جی؟" داعود نے غصے اور حیرت سے ڈاکٹر کو دیکھا۔

جی، اکثر کیسز جو مریض یہاں آتا ہے، اس کی بیماری کے پیچھے کی وجہ یا اس سے جڑا مسئلہ مریض نہیں ہوتا، بلکہ اس کے گھر والے یا پھر اس کے اسپاؤز ہوتے ہیں جو مینٹلی طور پر انہیں ٹارچر کرتے ہیں۔ تو آپ کو کوئی ایسی بیماری کی شکایت ہے یا پھر مسز داود کے گھر والوں کو یا آپ کے گھر والوں کو؟

"نہیں، مجھے اس قسم کی کوئی بیماری نہیں ہے، اور اگر ہوتی تو اپنا علاج خود کرواتا۔ یوں کسی کو اپنی بیوی بنا کر اس کی زندگی خراب نہ کرتا۔ اور رہی بات میرے گھر والوں کی تو وہ بالکل نارمل ہیں۔ اور روشہانے کے گھر والوں کا مجھے علم نہیں کہ وہ کیسے لوگ ہیں۔ میرے صرف ان سے بزنس ٹرمز ہیں، وہ بھی رائیولری پر۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ میں کبھی ان کے گھر نہیں گیا، نہ وہ لوگ کبھی ہمارے گھر آئے ہیں۔ ہمارے نکاح کی بات میرے آفس میں ہوئی تھی اور تاریخ ابراہیم خان کے آفس میں، جو روشہانے کے دادا ہیں۔ اس کے علاوہ میں صرف پہلی دفعہ اپنی بیگم کو لینے گیا تھا بس۔"

داود نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے انہیں ان کی ضرورت سے زیادہ ہی جواب دے دیا تھا، کیونکہ ڈاکٹر کے سوال اب اسے جھنجھلانے پر مجبور کر رہے تھے۔

ٹھیک ہے مسٹر داود، بہت شکریہ۔ آپ نے میرے سارے سوالوں کا متحمل جواب دیا۔"""

ڈاکٹر نے اس کا آخری جواب بھی لکھتے ہوئے مودب انداز میں کہا۔

داود نے ڈاکٹر کی بات سنتے سر جنبش دیا۔

آپ کی وائف کو کل سے اب تک دو پینک اٹیک آ چکے ہیں۔ اور میرے حساب سے یہ ان کا پہلا" پینک اٹیک نہیں تھا، کیونکہ ایک انہیں ابھی کچھ دیر پہلے آیا تھا جب ہم سب وہاں موجود تھے۔ اور انہوں نے کافی اچھے سے خود کو ہینڈل کیا تھا۔ ایک انہیں رات کو آیا تھا شاید اس کے لیے وہ تیار نہ تھیں، تو وہ اسے ہینڈل نہیں کر پائیں۔ شاید یہ ایک انہیں کافی ٹائم بعد آیا تھا۔ اس لیے مسٹر داود، اگر ہم ابھی ان کی دو دن کی لائف دیکھیں تو انہیں دونوں دفعہ آپ کی کسی بات نے ٹریگر کیا ہے، جس سے وہ پینک اٹیک کا شکار ہوئیں۔ ان کی سانس پھٹی، ان کے سر میں شدید درد ہوا اور پھر بلیک آؤٹ۔ مگر یہ بلیک آؤٹ ان کے لیے کافی اچھا ثابت ہوا کیونکہ اگر وہ کل بے ہوش نہ ہوتیں تو کافی حد تک چانس تھے کہ اسٹریس اور بی پی کے شدید ہائی ہونے کی وجہ سے ان کے دماغ "کی نس پھٹ جاتی۔

خیر، اب آپ نے ان کا بے حد خیال رکھنا ہے۔ ویسے تو وہ بہت اسٹرونگ مائنڈ کی ہیں، میں نے" ابھی دیکھا ہے کہ وہ کیسے خود کو ہینڈل کر رہی تھیں۔ اور ہو بھی کیوں نہ، وہ ایک شارپ بزنس مین کی بیٹی ہیں۔ ہر حال میں ان کے ماضی میں کچھ ایسا ہے جو انہیں اس حالت میں پہنچانے کا ذمہ دار ہے—کوئی ایسی بات، حادثہ، کچھ بھی۔ خیر، ہم جلد ہی اس کی جڑ تک بھی پہنچ جائیں گے۔ مگر

اگر آپ ان سے بات کر کے ان کی پریشانی، ماضی کی تکلیف یا شاید وہ حادثہ جو ان کے ساتھ ہوا "ہے، اس بارے میں جاننے کی کوشش کریں تو بہتر ہو گا۔

ڈپریشن ان کا نیا نہیں، کافی پرانا ہے کیونکہ آپ کی مسز خود کو اور اپنی انگزائٹی کو بہت اچھے سے ہینڈل کر رہی تھی۔ ابھی باہر میرے سوالوں سے پہلے بھی وہ کافی ڈری ہوئی تھی، انہیں انگزائٹی ہو رہی تھی مگر آپ نے نوٹس کیا تھا کہ انہوں نے کیسے خود کو ہینڈل کیا اور تھوڑی ہی دیر میں ان میں واضح تبدیلی آئی تھی۔ تو وہ اس چیز کو ہینڈل کرنا جانتی ہے۔ مگر یہ اس مسئلے کا حل نہیں ہے کیونکہ وہ مینٹلی طور پر اسٹرونگ نہیں، مگر انہوں نے خود پر ایک کھول چڑھا رکھا ہے تاکہ وہ کسی کے بھی سامنے کمزور نہ ظاہر ہوں۔ اور یہ آپ کے لیے، آپ دونوں کے رشتے کے لیے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس کھول کا مطلب ہے وہ کبھی کسی پر ٹرسٹ نہیں کریں گی، آپ پر بھی۔

ڈاکٹر نے آخری بات خاصے پریشان انداز میں کہی تھی جبکہ ڈاکٹر کی بات پر داعود بھی پریشان ہوا تھا۔

ڈاکٹر اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ہے؟" داعود نے پریشانی سے استفسار کیا۔"

ہے مسٹر داعود، آپ کو بہت ہی صبر اور تحمل سے کام لیتے ہوئے ان کا بھروسہ جیتنا ہو گا۔ اور" یہ کام بالکل بھی آسان نہیں ہو گا۔ میں امید کروں گی کہ وہ جلد ہی ساری چیزوں کو ہرا کر ایک نارمل زندگی گزاریں۔" ڈاکٹر نے بمشکل اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

ایک اور بات ہے مسٹر داعود!" داعود کو اپنی جگہ سے اٹھتا دیکھ کر ڈاکٹر نے اسے پکارا۔"

ہے!" ڈاکٹر نے پریشانی سے کہا۔ *Haphephobia* آپ کی وائف کو چھپچھو یا"

جبکہ ڈاکٹر کی بات پر داعود نے ماتھے پر بل ڈال کر نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

پچھپچھو فوبیا کیا ہے ڈاکٹر؟" داعود کو ڈاکٹر کی کہی بات اپنے سر کے اوپر سے گزرتی محسوس ہوئی۔"
وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔

پچھپچھو فوبیا مطلب انہیں انسانوں کے چھونے سے بے چینی ہوتی ہے، ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ"
انہیں نقصان نہ پہنچا دیں۔ اور اگر غلطی سے کوئی انہیں چھو لے تو وہ خود کو نوچنے لگتے ہیں، انہیں
لگتا ہے کہ کوئی چیز ان کے بدن میں رینگ رہی ہے۔" ڈاکٹر نے داعود کو بیماری کی تفصیل بتائی۔

داعود دم سادہ سا ڈاکٹر کی بات سن رہا تھا کیونکہ سمجھ اسے کچھ بھی نہیں آیا تھا۔

میکس ہو جائے مسٹر داعود، کیونکہ یہ بیماری قدرتی نہیں ہے، یہ انسان کا ڈر ہے جو بیماری کی شکل"
اختیار کر لیتا ہے اور یہ ان میں ڈالا جاتا ہے زیادہ تر اس قسم کا خوف ، *sexual* اور *assault*
میں *abuse victims* میں پایا جاتا ہے۔ بہت کم کیسز میں یہ *domestic violence victims*
بھی پایا جاتا ہے۔" ڈاکٹر نے داعود کو روشبانے کی بیماری کی وجہ بتاتے ہوئے پانی کا گلاس اس کی
طرف بڑھایا کیونکہ انہیں اندازہ تھا کہ یہ کوئی عام بات نہیں ہے۔

روشبانے نے اس چیز کو بہت ہی ایکسٹریم لیول پر فیس کیا ہے، جب ہی اس بیماری نے فوبیا" کی شکل اختیار کر لی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ اتنی مضبوط تھی۔

ہاں ایک بات مسٹر داعود! یہ بیماری ان کے نفسیات میں نہیں ہے۔ مطلب جب میں انہیں چیک کر رہی تھی انہوں نے ری ایکٹ نہیں کیا تھا اور نہ ہی آپ سے بیچ ہوتے وقت انہوں نے کوئی ایسا رد عمل دیا تھا۔ اس بات کے بھی دو مطلب نکلتے ہیں:

ایک یہ ہو سکتا ہے اس وقت ان پر کوئی اور چیز سوار ہو گی جو ان کے ذہن کو اس خوف سے ہٹا رہی ہو گی۔"

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انہیں یہ فوبیا مخصوص لوگوں اور جگہوں پر ٹریگر کرتا ہو۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے، کچھ الگ بھی۔ ضروری نہیں ہے کہ ہر بار سب کو ایک ہی قسم کی نفسیاتی کیفیات ہوں۔ امید ہے آپ میری ساری باتیں سمجھ رہے ہوں گے۔ آپ کو یہ ساری تفصیلات دینے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ان کے شوہر ہیں اور صرف آپ ہی انہیں ان چیزوں سے نکال کر ایک نارمل لائف دے سکتے ہیں۔ انہیں دوائی سے زیادہ خیال، پیار اور وقت کی ضرورت ہے، آپ انہیں وہ دیں۔ اپنے ہونے کا یقین دلائیں، وہ آپ کے اردگرد محفوظ محسوس کریں، کیونکہ یہ ساری بیماری ان کے دماغ سے جڑی ہے۔

دماغ دلائل پر یقین رکھتا ہے، وہ دل کی اندھی آنکھ نہیں ہوتا۔ اس کے پاس دیکھنے اور محسوس کرنے کی طاقت ہے، اور آپ کو انہیں ٹھیک کرنے کے لیے ان کے دماغ کو ٹھیک کرنا ہوگا۔ ان

وجوہات کو جاننا ہوگا جنہوں نے انہیں اس قسم کا بنایا ہے، اور ان وجوہات کو ختم کرنا ہوگا تاکہ دماغ کو یقین ہو جائے کہ جس جسم پر وہ حکومت کر رہا ہے وہ سیف ہے۔

اور یہ سننے میں جتنا آسان لگ رہا ہے، کرنے میں اتنا ہی زیادہ مشکل ہو گا۔ باقی اللہ پاک آپ کے لیے آسانی فرمائے۔

وہ یہاں رات تک رہیں گے کیونکہ ان کے کچھ اور ٹیسٹ باقی ہیں، اور ساتھ ان کی باڈی ڈرین آؤٹ، مطلب بہت زیادہ ورک لوڈ ان کی باڈی پر ڈالا گیا ہے، اور ان کے پیر کے زخم کی وجہ سے بھی آپ کو کچھ دیر رکنا پڑے گا۔ باقی یہ دوائیاں آپ کنٹینیو رکھیے گا اور ان کی ڈائٹ کا بھی بے حد خیال رکھیے گا۔ شکریہ۔

ڈاکٹر کے کیبن سے نکلتا داعود خالی نظروں سے خود سے تھوڑے فاصلے پر کھڑے اپنے گارڈز کو دیکھ رہا تھا جو روشبانے کے روم کی پہرداری کر رہے تھے۔ یہ دیکھتے ہوئے وہ تھکا تھکا سا، بوجھل قدموں سے باہر نکل گیا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ شاید تازہ ہوا اس کے ماؤف ہوتے اعصاب کو کچھ پر سکون دے گی۔

باہر نکلتے ہی منہ چڑھاتی دھوپ کو دیکھتے ہوئے وہ سرد سانس لیتا وہیں چھاؤں میں موجود شیڈ پر بیٹھ گیا اور اپنا سر نیچے جھکا لیا۔ بہت سی سوچیں ایک وقت میں ہی اس کے دماغ میں چل رہی تھیں۔ اسے لگا کہ اگر ابھی ہی اس نے اپنے دل کا بوجھ ہلکا نہ کیا تو یہ دماغ اسے انہی سوچوں میں

الجھا کر پاگل کر دے گا۔ مگر دل کا بوجھ ہلکا کرے تو کس سے کرے، کیونکہ یہ سب کوئی معمولی بات نہ تھی کہ وہ کسی سے بھی شیئر کر دیتا۔

وہ بس یہی سوچتے ہوئے اردگرد موجود چیزوں کو دیکھنے لگا جب اس کی نظر اپنے جیب سے ٹوپی نکال کر لگاتے ایک بارہ سالہ بچے پر گئی۔ اسے دیکھتے ہی داعود کے دماغ میں فوراً خیال آیا اور وہ اسی بچے کے پیچھے چل دیا۔

اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے بچے نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

وہ...مجھے نماز پڑھنی ہے اور مجھے مسجد کا راستہ نہیں پتا، تو کیا تم مجھے بتا دو گے؟" بچے کے مڑ کر" دیکھنے پر داعود جو اس کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا، فوراً بولا۔

ہاں، کیوں نہیں! تم اس طرف جاؤ اور مسجد اس طرف ہے۔ مسجد میں وضو خانہ موجود ہے،" مگر اگر آپ نے فریش ہونا ہے تو اس طرف چلے جائیں۔" بچے نے اپنے پیچھے موجود سمت کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔

تو داعود نے اس کے اشارے پر اپنی آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے تمام کو دیکھا۔ عمارت نظر آنے پر وہ اس بچے کی طرف مڑا۔

بہت شکریہ تمہارا بچے!" داعود نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔"

ارے! نہیں، نہیں، شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ بس جلدی جائیں، سر کی جماعت کھڑے ہونے میں ابھی تھوڑا وقت بچا ہے۔ آپ بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا کر لینا۔" بچے نے خوش دلی سے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

اس کی بات پر داعود نے بھی سر کو جنبش دی اور تمام کی طرف چل دیا، بغیر اس بات پر غور کیے کہ وہ بچہ کتنا چھوٹا ہے اور یوں اکیلے یہاں گھوم رہا ہے۔

داعود فرض نماز سے فارغ ہو کر مسجد میں ہی بیٹھ گیا تھا۔ مرد حضرات نماز پڑھ کر جا چکے تھے، صفیں خالی ہو رہی تھیں سوائے ان کے جو دیر سے آنے والے مرد حضرات اپنی باقی نماز اور کچھ شاید قضا نماز ادا کر رہے تھے۔

وہیں دور کونے پر کچھ لوگ رو رو کر اپنے رب سے اپنے کسی عزیز کے لیے زندگی مانگ رہے تھے تو کوئی خوشی سے اشک بہاتے اپنے عزیز کو ملی زندگی پر شکر ادا کر رہے تھے۔

داعود نے خالی نظروں سے اردگرد دیکھا۔

وہ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھا اپنے بازو اپنے گھٹنوں کے سامنے باندھے کسی غیر مرئی کونے کو گھور رہا تھا جب اسی بچے نے آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔

"اب آپ کو کیسا لگ رہا ہے؟" بچے نے داعود کے برابر میں بیٹھتے ہوئے اس کے عقب میں دیکھتے ہوئے کہا۔

داعود کی بات پر اس کے ماتھے پر بل پڑے۔

تمہیں کیسے پتا کہ میں پریشان ہوں؟" داعود نے تشویشناک انداز میں استفسار کیا۔"

کیونکہ میری نظر آپ پر تب ہی پڑ گئی تھی جب آپ پریشانی میں ہسپتال سے باہر نکلے تھے۔ بس" آپ کے پریشان تاثرات والے چہرے کو دیکھ کر اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ آپ پریشان ہیں۔ ویسے میری عمر پر جانے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے سب پتا ہے۔" بچے نے اپنے ہاتھ میں موجود تسبیح کے دانوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے کہا۔

ٹھیک اندازہ ہے تمہارا، اور میں بالکل بھی تمہاری عمر پر نہیں جا رہا۔" تھوڑی دیر خاموشی کے" بعد داعود نے کہا۔

"ویسے ایک بات بتاؤ، جب تم پریشان ہوتے ہو تو کیا کرتے ہو؟"

آپ کو نہیں پتا، جب ہم پریشان ہوں تو ہمیں مدد مانگنی چاہیے، وہ بھی صحیح جگہ سے، وہاں سے" جہاں سے ہمیں اس بات کی ضمانت ملے کہ ہماری مدد کی جائے گی اور ہمیں مایوس نہیں کیا جائے "گا۔ ہمارا مسئلہ حل ہو گا اور جو بھی پریشانی ہمیں درپیش ہے وہ ختم ہو جائے گی۔

اس بچے نے کارپٹ کے ڈیزائن پر انگلی پھیرتے ہوئے داعود سے کہا تھا۔ یہ کہتے کہتے اس کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں۔ وہ جلدی سے گردن موڑ گیا تاکہ ان آنکھوں میں چھلکتی نمی کو کوئی نہ دیکھ سکے۔

داعود نے باخوبی اس بچے کی آنکھوں کی نمی کو دیکھ لیا تھا۔

"اچھا! مگر ایسی کون سی جگہ ہے یا انسان ہے جس سے ہم اپنا کوئی بھی مسئلہ کہہ یا بیان کریں تو وہ ہر حال میں حل کر دے گا؟" داعود نے تجسس سے اس چھوٹے سے بچے سے پوچھا۔

"یہی تو مسئلہ ہے، تم بچے ماں کی بات نہیں سنتے۔ دین سے دوری ہے، اسی لیے تمہیں اب تک اتنے بڑے ہونے کے باوجود یہ نہیں پتا۔ بس سارا دن کھیلنے دیتے ہو۔ بیٹا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مانگنے سے وہ آپ کو خالی نہیں لوٹاتا۔ اپنی تمام پریشانی، دکھ درد، ڈر، خوف، یہاں تک کہ خوشی بھی اسے بتایا کرو۔ بس بیچ میں مت بولنا، میں جانتی ہوں اب تم کہو گے کہ اللہ تعالیٰ کو تو سب پتا ہوتا ہے۔ بالکل سب پتا ہوتا ہے، مگر تمہارے بتانے کی بات اور ہے۔ اس سے تمہارے دل کا بوجھ ہلکا ہو گا۔"

وہ بچہ شاید کسی کی نقل اتار رہا تھا اور داعود اسے تجسس سے دیکھ رہا تھا۔

"میری موری کہتی ہیں ایسا، مگر وہ بھی بہت بیمار ہے اور میں بہت چیزوں کو لے کر پریشان ہوں، اس لیے میں بھی اللہ تعالیٰ کو سب کچھ بتانے آیا تھا۔ پہلے میں نے سوچا تھا کہ بابا کے آ جانے پر ان کے ساتھ آؤں گا، مگر وہ بھی پریشان ہیں، اس لیے خود ہی یہاں آگیا۔" اس بچے نے اداسی سے کہا۔

"لیکن آپ کو اپنے والد کو بتا کر یہاں آنا چاہیے تھا، تمہاری غیر موجودگی میں تو وہ مزید پریشان ہوں گی۔" داعود نے اب اس لڑکے کو پریشانی سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں ہوں گے کیونکہ وہ یہاں نہیں ہیں۔ موری کا آپریشن کروانا ہے اور ان کے پاس پیسے کم ہیں، اس لیے وہ پیسے لینے گئے ہیں، اب وہ آجائیں گے پھر مورے...

ٹھیک ہو جائے گی اور ہم گھر جائیں گے۔" اس بچے نے داعود کو یہ خوشی کی بات بتائی تھی، مگر پھر بھی اس معصوم بچے کی بولتی آنکھوں نے اس کا ساتھ نہ دیا تھا اور آنسو بے ایمانی کرتے اس کے عارض پر بہہ رہے تھے۔

"ارے! تم رو کیوں رہے ہو؟" داعود نے اپنے گرد بندھا ہوا حصار توڑتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اس بچے کے عارض صاف کیے تھے۔

"بتاؤ مجھے، کیوں رو رہے تھے؟" اس بچے کو خود پر ضبط کرتا دیکھ کر داعود نے نرمی سے اس سے کہا۔

"کیونکہ وہاں ریسپشن پر موجود آنٹی نے بابا کو بہت سارے پیسے لانے کو کہا ہے اور میں نے بابا کو بولا ہے میرے غلق میں پیسے ہیں، مگر میرے غلق میں اتنے پیسے نہیں ہیں اور پیسے لیے بغیر وہ آنٹی مورے کا علاج نہیں کر رہی ہیں۔" اس بچے نے بار بار اپنے بہتے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے مشکل سے داعود کو اپنا دکھ بیان کیا۔

اس کی باتوں پر داعود نے حیرت سے اسے دیکھا۔

اس لیے تم یہاں آئے ہو تاکہ تمہاری پریشانی دور ہو جائے؟" داعود نے کچھ سوچتے ہوئے مسکرا" کر اس سے سوال کیا، اور وہ بچہ فوراً ہاں میں سر ہلا گیا۔

میں یہاں بیٹھا رہوں گا، اللہ جی بابا کو پیسے دے دیں گے، پھر وہ خوشی خوشی مجھے یہاں" ڈھونڈتے ہوئے آئیں گے، پھر تھوڑی دیر گھور کر مجھے دیکھیں گے، مگر مار نہیں سکتے، پوچھو "کیوں؟

اس بچے کو اپنی سوچ بتاتے ہوئے انتہاء کی خوشی ہو رہی تھی، جو اس کے معصوم چہرے سے باخوبی جھلک رہی تھی۔

کیوں؟" داعود نے بھی تجسس سے کہا۔"

"!مورے کا خوف"

مورے کا خوف؟" داعود نے سوالیہ نظروں سے اس بچے کو دیکھتے ہوئے کہا۔"

ہاں، وہ مجھے ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے ورنہ مورے کو پتا چل جائے گا اور وہ ٹھیک ہونے کے بعد" انہیں بہت ڈانٹیں گی بلکہ ہاتھ میں وہ روٹی بنانے والا لے کر بابا کی پھینٹی کریں گی۔" اپنی بات کہتے وہ بچہ کھلکھلا دیا تھا۔

اچھا، سمجھو تمہارے بابا کو پیسے مل گئے، چلو میرے ساتھ ہم ان آنٹی کو پیسے دیتے ہیں۔" داعود" نے جھکتے ہوئے اس بچے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

مگر آپ پیسے کیوں دو گے؟" اس بچے نے اپنی عقل کے مطابق پریشانی سے سوال کیا۔"

وہ بچہ وہیں بیٹھا اپنی سوچیں چبا رہا تھا۔

ایک کام کرتے ہیں، آپ مجھے یہ تسبیح دے دو، میں آپ کی مورے کے علاج کے پیسے دے دیتا" ہوں۔" داعود نے اس بچے کو بہلانے کے لیے کہا، کیونکہ اگر آپریشن کے لیے پیسے چاہیے تھے اور وہ کم تھے تو اس کا مطلب تھا مریض کے پاس وقت کم تھا، اور وہ جلد از جلد اس کی ماں کا علاج شروع کروانا چاہتا تھا۔

نہیں! میں یہ آپ کو نہیں دے سکتا۔ ایک تو یہ میری مورے کی تسبیح ہے اور دوسرا مورے" کہتی ہیں ایسے اپنی چیزیں بیچ کر کسی سے پیسے نہیں لیتے، گندی بات ہوتی ہے، بیڈ مینرز، اس سے گناہ ملتا ہے اور اللہ جی بھی ناراض ہو جاتے ہیں کیونکہ اس چیز کے مالک آپ نہیں ہوتے اس لیے۔"

اس بچے کی آنکھیں داعود کی بات پر چمکی تھیں مگر فوراً ہی بجھ بھی گئیں۔ وہ اداس انداز میں اسے سب کچھ بتا گیا۔

اچھا ! تو ایک کام کرو، آپ مجھ سے وہ پیسے اس لیے لے لو کیونکہ آپ نے میری مدد کی ہے اور" اور بھی بہت ساری مدد کی ہے۔ آپ یہ پیسے ادھار سمجھ کر رکھ لو۔ جب آپ بڑے ہو جانا، میرے جیسے، شادی کر لینا، اس کے بعد مجھے آ کر یہ لوٹا دینا۔" داعود نے مزید وقت ضائع کیے بغیر اس بچے کو رسانیت سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

مگر !. مجھے آپ کے گھر کا کیسے پتا چلے گا؟ میں نے تو آپ کا گھر نہیں دیکھا اور نہ ہی میں آپ کے گھر کو جانتا ہوں۔" اس بچے نے مسجد سے نکلتے ہوئے داعود کے ہمراہ چلتے الجھن زدہ کیفیت میں داعود سے کہا۔

میں آپ کے بابا کو بتا دوں گا اور دیکھنا، رات تک آپ کی مورے ٹھیک ہو جائیں گی تو میں انہیں" بھی اپنے گھر کا بتا کر جاؤں گا۔ اور ویسے بھی اب تو ہم دوست ہو گئے ہیں، تو تم مجھ سے ملنے آنا، میں تم سے ملنے تمہارے گھر آؤں گا۔" داعود نے اس کے مسئلے کا حل نکالتے ہوئے کہا۔

دونوں باتیں کرتے کرتے ریسپشن تک پہنچ گئے تھے۔

ہم فون پر بھی بات کریں گے جیسے مورے اپنی دوستوں سے کرتی ہیں؟" اس بچے نے" معصومیت سے پوچھا، جبکہ داعود نے ریسپشن پر لگی لائن کو دیکھا۔ یہ تھوڑی رش والی جگہ تھی۔

وہ دیکھیں بابا، انہیں پیسے مل گئے، ابھی مورے کا علاج ہو گا، وہ بھی ٹھیک ہو جائیں گی۔" وہ بچہ" اپنے باپ کو پہچانتے خوشی سے جھولتے ہوئے بولا، جبکہ داعود نے بغور ریسپشن کی طرف دیکھا

تھا۔ دور سے بھی صاف پتا چل رہا تھا کہ اس کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ وہ تھکے تھکے اعصاب لیے لائن سے نکل گیا۔ پیچھے لوگ اس پر باتیں بنانے لگے۔ داعود نے بمشکل خود پر ضبط کرتے یہ منظر دیکھا۔

جبکہ وہ بچہ اب اپنی مستی روکتا اپنے باپ کو دیکھتا تیزی سے اس کی طرف بڑھا تھا، جس نے اپنے بیٹے کی چیختی آواز سنتے ہی اسے اپنی گود میں اٹھایا اور خود میں بھینچتے ہوئے رونے لگا تھا۔

"بابا آپ رو کیوں رہے ہو؟ آؤ! مورے کی طرح خوشی میں رو رہے ہو؟ چلو کوئی بات نہیں، اب چپ ہو جاؤ۔ میں نا آپ کو اپنے دوست سے ملواتا ہوں۔ انہوں نے بولا ہے وہ میرے دوست ہیں اور میں نے ان کی بہت ساری ہیلپ کی ہے، تو وہ میری ہیلپ کر رہے ہیں مورے کے علاج کے پیسے دے کر۔ جب میں بڑا ہو جاؤں گا، شادی کر لوں گا، تو ان کے پیسے انہیں لوٹا دوں گا۔ ابھی انہوں نے مجھے دیے ہیں۔"

وہ بچہ اپنے باپ کی گود میں اس کی گردن میں بازو ڈالے بولا، جبکہ اس کے باپ نے حیرانی سے اپنے معصوم بچے کو دیکھا اور اس کی بات سنتے ہوئے مزید رو دیا۔

کب ہوتا تھا ایسا؟ داعود مزید وقت ضائع کیے بغیر ان کے قریب پہنچا کیونکہ اس بچے کی باتیں ہی ختم نہیں ہو رہی تھیں اور وہ اپنے باپ کو ساری باتیں تفصیل سے بتا رہا تھا، سوائے اس سے ملوانے کے۔

"السلام علیکم! میں داعود ہوں، آپ کا شکریہ۔" داعود نے خود ہی ان دونوں کو مخاطب کیا۔

"بابا...باشو کا دوست"

"یہی باشو کے دوست ہیں؟" ابھی داعود مزید کچھ بولتا کہ وہ بچہ پھر سے بول پڑا۔

"جی، میں آپ کے باشو کا دوست ہوں، آپ چلیں اسے لے کر وہاں بیٹھیں۔" مگر باشو جو کہہ رہا تھا، اس آدمی کو سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا کہے۔

"دیکھیے، فل وقت اتنا ٹائم نہیں ہے ضائع کرنے کو، میرا آدمی سب کچھ دیکھ لے گا۔ آپ بس مطمئن رہیں اور یہاں بیٹھ کر اللہ سے دعا کریں اپنی وائف کی صحت یابی کے لیے۔" داعود غائب کو اشارہ کرتا ہوا اس کے کان میں کچھ کہتا، اسے ریسپشن کی طرف بھیج چکا تھا۔

"مگر آپ ہماری مدد کیوں کر رہے ہیں؟" اس بچے کے باپ نے حیرانی سے سوال کیا۔

"میں نہیں کر رہا، اللہ تعالیٰ کر رہے ہیں، کیونکہ باشو نے اپنی مورے سے بہت پیار کرتا ہے اور اس نے اللہ تعالیٰ سے کہا ہے کہ اس کی مورے جلدی سے ٹھیک ہو جائے اور ان کے علاج کے پیسے جمع ہو جائیں، اور باشو تو مورے کی ساری بات مانتا ہے، وہ ایک بہت اچھا بچہ ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے باشو کی دعا قبول کر لی ہے۔" داعود باشو کو اس کے باپ کی گود سے لیتے اس کے عارض سہلاتے ہوئے کہا، جو کچھ دیر پہلے رونے کی وجہ سے گلابی ہو گئے تھے۔

اپنی دعا کے قبول ہونے کا سن کر اس بچے کی نم آنکھوں میں چمک اتر آئی تھی۔ داعود نے بے ساختہ جھک کر اس کی آنکھیں صاف کیں اور اس کے باپ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں حوصلہ دیا تھا۔

"پریشان نہ ہوں، اللہ بہترین کرنے والا ہے اور اس نے مجھے آپ کی مدد کے لیے بھیجا ہے۔ اب آپ لوگ چلیں، کچھ کھا لیں، آپ کی وائف کا آپریشن کچھ دیر میں شروع ہو گا۔" داعود سرے سے ٹینشن کو ختم کرتے ہوئے بولا۔

"میں ایک بار مورے سے مل لوں؟" باشو نے داعود کی بات سنتے ہوئے کہا۔

"ہاں، مل لو۔ پھر میں تمہیں اپنی وائف سے ملواؤں گا۔ مغیب تمہیں لے جائے گا۔" داعود ان سے کہتا باشو کو غائب کے ساتھ بھیجتے خود روشبا نے کے روم کی طرف چلا گیا۔

مسجد میں اس نے دعا نہیں کی تھی کیونکہ اس نے باشو کو روتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

داعود احتیاط سے کمرے میں داخل ہو گیا جہاں روشبانے اب بھی سو رہی تھی۔ وہ اس کے پاس ہی کرسی پر بیٹھتا ہوا آرام سے لگنے لگا۔

دعا سے فارغ ہوتے وہ کھڑکی کے پاس کھڑا ہو کر دھیمی آواز میں اپنی کچھ ضروری کالز کرتا اپنا کام کرنے لگا۔ آدھے گھنٹے بعد وہ اپنی ضروری کالز سے فارغ ہو کر مڑا تو روشبانے جاگ چکی تھی اور اسے دیکھ رہی تھی۔

اٹھ گئی تم !" داعود نے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا، جبکہ روشبا نے نے بے تاثر چہرے سے" اسے دیکھا۔

اچھا، تم اٹھ کر بیٹھو، ابھی میرا ایک دوست تم سے ملنے آئے گا۔ رات تک ہم یہاں ہیں تو اسے" بھی کمپنی مل جائے گی اور تمہیں بھی۔ ویسے بھی میں لوگوں کو خاصا بور کر دیتا ہوں۔" داعود نے اپنے منگائے شاپنگ بیگ سے کچھ سامان نکالتے ہوئے مصروف سے انداز میں کہا، جبکہ لہجے میں وہی کھنک تھی۔

روشبا نے نے اب بھی کچھ نہ کہا، وہ نہ جانے کن خیالوں میں گم تھی۔

روشی ! گھر والی؟" اس کا کوئی بھی جواب نہ پا کر داعود نے کئی بار اسے پکارا، آخر کار وہ مڑ کر" اسے دیکھنے لگی، جو اب بھی اسی جگہ دیکھ رہی تھی جیسے وہ اس کے مڑنے سے پہلے دیکھ رہی تھی۔

"روشی ! کیا بات ہے، کہاں گم ہو؟"

ہوں... کہیں نہیں۔" روشبا نے نے عام سے لہجے میں جواب دیا اور چہرہ دوسری طرف کر لیا،" جبکہ داعود نے اس کی حرکت پر سرد سانس بھری۔

اس کے انداز سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ بیوی کو منانا آسان نہیں ہونے والا تھا اور اس معاملے میں صرف ایک ہی آدمی اس کی مدد کر سکتا تھا، مگر فی الحال وہ اسے منانے کا ارادہ ترک کرتا، ابھی اس کا حلیہ درست کرنا تھا جو کہ خاصا عجیب سا ہوا تھا۔

وہ ہمت کرتے ہوئے اٹھا اور ریگ سے نکالی چیزیں لے کر اس کے قریب ہو گیا۔

ٹیک لگا کر بیٹھو، مجھے تمہارے بال بنانے ہیں، عجیب الجھے ہوئے سے لگ رہے ہیں۔" داعود" نے ہیئر برش بیڈ پر رکھتے ہوئے کہا۔

مجھے نہیں بنوانے، مجھے بال سونا ہے، بس سونے دیں۔" روشبانے نے ہنوز لیٹے ہوئے کہا۔"

ارے ! کیوں نہیں بنوانے؟ اٹھو ! ایسے بالوں نے خراب ہو جانا ہے۔ چپ کر کے بیٹھی رہو،" ایک تو طبیعت خراب، پھر پیر میں زخم اور ہاتھ میں بھی، اور میڈم کو بال نہیں بنوانے۔" داعود اسے زبردستی اٹھا کر بیٹھاتے اس کی نقل اتارتے ہوئے کہا۔

روشبانے نے کن آنکھوں سے اس کی حرکت کو دیکھتے ہوئے اسے گھورا۔

داعود اس کی گھوریوں کو نظر انداز کرتا اپنے کام پر لگ گیا۔ وہ اس کے بال سلجھاتا، انہیں بل دے کر احتیاط سے ربڑ بینڈ میں قید کرتا گہری سانس لے گیا کیونکہ روشبانے کے بال کافی لمبے اور گھنے تھے، اس کی ہپ سے بھی نیچے تک، تو داعود کو انہیں سنبھالنے میں کافی تکلیف ہوئی، مگر جیسے تیسے اس نے یہ کام کر دیا تھا۔

داعود اس کے بال باندھ کر سامنے کی طرف کرتا، خود اس کے سامنے آکر اپنے بنائے ہوئے بال دیکھنے لگا۔

اتنے بھی برے نہیں لگ رہے ہیں۔ آئندہ میں نے بال اب تمہارے بنوانے ہیں۔" داعود نے" بڑے اطمینان سے اسے اپنی بات بتائی، جبکہ اس کی کہی بات پر روشبا نے نے کوئی بھی جواب نہیں دیا، بس خاموش رہی۔

داعود بغور اس کی ہر ایک چیز کو نوٹس کر رہا تھا۔ اس نے اب تک پیچھی چوبیا کے کوئی بھی سمٹمز نہیں دیے تھے۔ داعود کو یہ بات تھوڑی عجیب لگی، مگر فی الحال سب کچھ نارمل ظاہر کرنا تھا۔

وہ اس کا چہرہ گیلے تولیے سے صاف کرتا، اسے اس کی چادر اچھے سے اوڑھا گیا، جبکہ چادر اوڑھانے پر روشبا نے نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا، جیسے وجہ جاننی چاہی ہو۔

بتایا تھا نا تمہیں، میرا ایک دوست آرہا ہے ملنے اس لیے۔" اس کی سوالیہ نظروں کو سمجھتے" ہوئے داعود نے کہا۔

ابھی وہ اس کی بیڈ شیٹ ٹھیک کرتے، سارے سامان کو واپس بیگ میں رکھ رہا تھا جب روم کے دروازے پر دستک ہوئی۔ داعود کو علم تھا کہ کون ہو گا، تو وہ اندر آنے کی اجازت دے گیا۔

"! السلام علیکم"

داعود کی توقع کے عین مطابق ہاشو اپنی معصوم آواز میں سلام کرتے اندر داخل ہوا، جبکہ روشبا نے نے حیرت سے اس چھوٹے بچے کو دیکھا تھا جو اپنے چھوٹے قدم اٹھاتا روشبا نے تک آ رہا تھا۔ وہ اس کی طرف اپنے ہاتھ میں تھامے پھول بڑھا گیا، جبکہ روشبا نے ہنوز ٹرانس کی کیفیت میں اس بچے کو دیکھ رہی تھی۔

ہاشو اکیلا ہی اندر آیا تھا، اس کے ساتھ اس کے والد نہیں آئے تھے۔

جب کافی دیر تک روشبا نے نے پھول نہ تھامے اور نہ ہی اس کے سلام کا جواب دیا تو ہاشو، جو اپنے چہرے پر معصوم سی مسکراہٹ سجائے روشبا نے کو دیکھ رہا تھا، اس کی مسکراہٹ فوراً مٹ گئی اور وہ مایوس سا داعود کی طرف چلا گیا تھا۔

داعود نے اب بھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔ وہ بس جلدی جلدی ساری چیزیں بیگ میں رکھ رہا تھا۔ یہ کام وہ کبھی کرتا نہیں تھا۔ ہاشو کی آواز اسے بخوبی سنائی دی تھی۔

ہاشو داعود کے قریب آ کر اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس کی پینٹ کو کھینچتا ہوا اسے اپنی طرف متوجہ کر گیا۔ داعود جو تیزی سے اپنے کام میں لگا ہوا تھا، وہ رک کر اپنی دائیں جانب دیکھنے لگا۔

اس کے دیکھنے پر ہاشو نے روشبا نے کی طرف اشارہ کیا۔ داعود پل میں معاملہ سمجھ گیا اور سب کچھ رکھتے ہوئے ہاشو کو اپنی گود میں اٹھا لیا۔

ادھر آؤ تم !" داعود ہاشو کو گود میں لیے روشبانے کی طرف بڑھا۔ وہ روشبانے کے تاثرات بھی" دیکھ رہا تھا، جنہیں دیکھ کر لگ نہیں رہا تھا کہ وہ ہاشو کے یا اس کے قریب جانے پر پینک ہو گی۔

روشی !" یہ ہے میرا دوست ہاشو اور ہاشو یہ ہے میری گھروالی، "روشی"، مطلب روشبانے" !ہے۔ ہاتھ ملاو

داعود نے ان دونوں کا تعارف ایک دوسرے سے کرواتے ہوئے ہاشو کو ہاتھ ملانے کا اشارہ کیا، جس پر ہاشو نے پہلے اس کی طرف پھول بڑھا دیے جنہیں روشبانے نے جھجکتے ہوئے تھام لیا۔

ہیلو پریٹی گرل، میں ہوں ہاشو۔ مورے مجھے پیار سے باشو بلاتی ہیں۔ ویسے میرا نام ہاشم ہے اور" میں بارہ سال کا ہوں۔ میں روز اسکول جاتا ہوں اور میں پڑھائی میں بھی اچھا ہوں، گڈ بوائے "ہوں۔ کیا آپ میری دوست بنیں گی؟

ویسے میرا نام ہاشم ہے اور میں بارہ سال کا ہوں، میں روز اسکول جاتا ہوں اور میں پڑھائی میں" بھی اچھا ہوں، گڈ بوائے ہوں۔ کیا آپ میری دوست بنیں گی؟" ہاشو نے اس کی طرف اپنے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور یہی وہ لمحے تھے جس کا داعود بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ اس لیے اس نے بھی ہاشو کو کچھ نہیں کہا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا روشبانے اس کا ہاتھ تھامتی ہے یا پھر پھینک کرنہ شروع کر دیتی ہے۔

کافی دیر خاموشی کے بعد جب دونوں مایوس ہونے لگے تھے تب روشبانے نے بہت جھجکتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ تو ہاشو نے بھی جلدی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ داعود کی گود سے وہ یونہی جھکتے ہوئے اس کے ہاتھ کی پشت پر ہلکے سے لب رکھتا ہوا تیزی سے دیکھنے لگا۔ یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ روشبانے تو کیا داعود کو بھی کچھ سمجھ نہیں آیا۔ اور ہاشو اپنا کام کرتا سیدھا ہو چکا تھا۔

داعود نے اس کا سر گھورا جو اب خامخا اس کی بیوی کو دانت نکالتے دیکھ رہا تھا جو عفت کا شکار ہو رہی تھی۔ داعود نے بھی تپتے ہوئے ہاشو کو یوں مسکرا کر روشبانے کو دیکھنے پر اس کا وہی ہاتھ تھا، متعلقہ جگہ صاف کرتا جہاں ہاشو نے لب رکھے تھے۔ وہ شدت سے اپنے لب ضبط کر گیا جبکہ اپنے ساتھ ہو رہی حرکتوں پر روشبانے اسے کچھ کہہ بھی نہ سکی۔ وہ بس منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی تو کیا وہ ایک بارہ سالہ بچے سے ہار گیا تھا؟ وہ بھی اس سے جو ابھی کچھ دیر پہلے اس کا دوست تھا۔

آوے ! ہاشو کے بچے، تیری میری دوستی اپنی جگہ مگر بیوی کا مزاق نہیں۔" داعود نے اسے وہی" کرسی پر بیٹھاتے ہوئے کہا۔

آوہ ہو ! انکل، آپ نے مجھے کہا تھا نا جب میں شادی کر لوں گا کسی پریٹی گرل سے اس کے بعد" آپ کے پیسے لوٹا سکتا ہوں، تو اگر ابھی سے میں اپنی برانڈ نہیں دیکھوں گا تو اتنے کم ٹائم میں اپنی برانڈ کیسے ڈھونڈوں گا ہم ؟" داعود کا پھٹا ہوا چہرہ دیکھتے ہاشو نے آنکھیں منکا کر کہا تھا۔

اور معصومیت کے تمام مثال توڑتے ہوئے وہ اپنی ازلی معصومیت لیے روشبانے کو دیکھ رہا تھا۔ روشبانے اب اس کے ساتھ کمفرٹ ہو رہی تھی اس لیے اس کی باتوں کو مسکرا کر سن رہی تھی۔ وہ نہ جانے ان دونوں سے دنیا جہاں کی کون کون سی اور کہاں کہاں کی باتیں کرتا انہیں اپنے ساتھ مصروف رکھے ہوئے تھا کہ انہیں اندازہ ہی نہیں ہوا کب کھانے کا وقت ہو گیا۔

داعود ہاشو کا کھانا اسے پکڑا رہا تھا اور روشبانے کے لیے کھانا نکالنے لگا۔ وہ ہاشو کا نیپکن ایڈجسٹ کرتے ہوئے اسے اس کی پسند کا برگر منگوایا تھا۔ وہ اس کے ہاتھ میں برگر تھما گیا تھا۔ ابھی وہ انہی چیزوں میں مصروف تھا جب نرس کھانے کی ٹرے لے کر اندر داخل ہوئی۔ داعود نے نرس کو اتنے سخت لہجے میں جانے کا کہا کہ وہ بیچاری ٹپٹا کر وہاں سے بھاگ گئی۔

ہاشو نے بھی اپنا کھانا روکتے ہوئے کبھی داعود کو دیکھا تو کبھی روشبانے کو۔ جبکہ روشبانے نے ہاشو کے ڈر سمجھتے ہوئے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تھا جسے داعود نے کن آنکھیوں سے دیکھتے ہوئے خود ہی ہاشو کو بیڈ پر منتقل کیا۔

روشبانے کا کھانا نکالتے ہوئے وہ خود بھی بیڈ پر تھوڑی سی جگہ بناتے ہوئے اسے اپنے ہاتھ سے کھلانے لگا جبکہ روشبانے نے ہاشو سے ہاتھوں میں اتنی مگن تھی کہ اسے اس بات کا اندازہ ہی نہیں ہوا کہ داعود اسے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلا رہا ہے۔

یوں ہاشو کے ساتھ باتیں اور مستیاں کرتے ان کا سارا دن نکل گیا۔ ڈاکٹر نے روشبانے کو دیر سے ڈسچارج دینا تھا کیونکہ ابھی اس کے کچھ ٹیسٹ کی رپورٹ آنا باقی تھے جبکہ ہاشو کی والدہ کا آپریشن ہو چکا تھا مگر ابھی وہ انڈر آبزرویشن تھی۔

ہاشو سارا دن کھیلنے کی وجہ سے تھک کر سو چکا تھا، تو داعود نے اسے کمرے میں موجود صوفے پر سلا دیا تھا کیونکہ اس کے والد باہر تیج پر بیٹھے تھے۔ کسی کو بھی ابھی مریض سے ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ ایسے میں ہاشو کو وہاں چھوڑنا داعود کو خود کو بہتر نہیں لگا، تو وہ اسے اپنے ساتھ ہی اندر لے آیا تھا۔

مغیب سے پتا کروانے پر اسے علم ہوا تھا کہ وہ لوگ ان کے گاؤں سے تھوڑے دور ہی رہتے ہیں۔ ہاشو کے والد ایک پرائیویٹ آفس میں جاب کرتے ہیں اور والدہ گھر پر ہی رہتی ہیں۔ داعود نے کہیں اور اس کے والد کی جاب کا بھی انتظام کر دیا تھا کیونکہ جہاں وہ ابھی کام کر رہے تھے وہاں سیلری کم تھی، اوپر سے آدھے پیسے تو آفس آنے اور جانے میں نکل جاتے تھے۔ جاب نہ ہونے کی سہولت کی وجہ سے وہ بچت کر رہے تھے، مگر یہ حال تو ملک کی پوری عوام کا تھا۔

داعود ہاشو کے سوئے ہوئے چہرے کو نکتہ سوچنے لگا۔ وہ بچہ کتنی آسانی سے واعود کو اس کی اتنی بڑی مشکل کا حل دے گیا تھا۔ داعود سوچ بھی نہیں سکتا تھا، اس کی بات پر عمل کرنے سے پہلے اس وقت کوئی مکمل حل نہ ملا تھا، مگر ایک راستہ ضرور نظر آ گیا تھا جس پر چلنے سے وہ اپنی

منزل پا سکتا تھا۔ اس کا دل ہلکا ہو گیا تھا۔ اسے پتا تھا کہ اس نے اپنی اور روشبانے کی زندگی کو بہتر کرنے کے لیے شروعات کہاں سے کرنی ہے۔

آدھی رات ہو گئی تھی، روشبانے کی ساری چیزوں سے فارغ ہوتے ہوتے تو داعود نے صبح ہی نکلنے کا ارادہ کیا اور اسی حساب سے اس کے ڈسچارج پیپر بنوائے تھے۔ تب تک باشو کی والدہ کو بھی ہوش آچکا تھا اور وہ ان کے ساتھ تھا۔ اب واعود آرام سے جا سکتا تھا۔ انہوں نے بھی ایک آدھ دن میں اپنے گھر چلے جانا تھا۔

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد داعود روشبانے کو لیے گھر کے لیے نکل پڑا تھا۔

صبح معمول سے ہٹ کر خوشگوار تھی۔ زرتاشہ روز کی طرح اپنے کالج کے لیے تیار ہوتی اپنی جانے کی تیاری کرنے لگی۔ اسے یہاں رکے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔ جب سے اب تک ایک بار بھی دارار نے اس سے رابطہ نہیں کیا تھا، البتہ داجی اور دردو نے ضرور کال کر کے اس سے اس کی خیریت پوچھی تھی۔

اپنی طبیعت کے بوجھل پن اور کچھ دل بہلانے کے لیے وہ یہاں رکی ہوئی تھی۔ اور ویسے بھی آج ریان نے اپنی کسی ضروری میٹنگ کے لیے آسٹریلیا جانا تھا، تو وہ دعا کے ساتھ حویلی جانے کا ارادہ رکھتی تھی، مگر اس سے پہلے اسے اپنی ٹیسٹ رپورٹس کلیکٹ کرنی تھی۔

اسے اندازہ تھا کہ گڈ نیوز ہونے والی ہے کیونکہ وہ محسوس کر سکتی تھی، مگر ابھی اس نے یہ خبر دعا کو بھی نہیں بتائی تھی کیونکہ یہ بات وہ سب سے پہلے دارار کو بتانے والی تھی۔ اس نے کوئی پرگننسی ٹیسٹ گھر پر نہیں کیے تھے۔

بس ڈاکٹر کے تجربے پر بھروسہ کرتے ہوئے اس نے ٹیسٹ کروایا تھا اور جان کر آج ہی لینے جا رہی تھی کیونکہ پھر اس سے صبر نہیں ہوتا اور وہ ریان کے ساتھ کچھ دن اور رکنا بھی چاہتی تھی۔ زخم اس کے سارے بھر چکے تھے، بس نشانات باقی تھے اور تھوڑی بہت تکلیف تھی، مگر ایسے نہ تھے کہ وہ برداشت نہ کر پاتی۔ دو دن تو اس بخار کے ہی نظر ہو گئے تھے۔

زرتاشہ اپنی سوچوں کو جھٹکتے ہوئے اپنی کی کی شاپنگ بیگ میں ڈال گئی جس میں اس نے صرف بے بی کی چیزیں لی تھیں اور کچھ پرسیٹس ٹو بی کی بھی تھیں، مگر فل حال اس سے صبر نہیں ہوا تھا کہ وہ دارار کے ساتھ اپنی اتنی بڑی خوشی شیئر کرے۔ اس چکر میں اس نے دو ہفتے بعد ہونے والے ایکزیم کی بھی تیاری نہیں کی تھی۔

وہ گھڑی میں وقت دیکھتی جلدی سے اپنا عبایا پہن کر نیچے کی طرف چل دی۔ پہلے وہ لوگ ریان کو سی آف کرتے۔ ریان نے کسی کو بھی اپنے ساتھ ائیرپورٹ جانے کی اجازت نہیں دی تھی، اس لیے وہ ان دونوں کو بیس کالج تک چھوڑتا، وہاں سے ائیرپورٹ چلا جاتا۔

جبکہ زرتاشہ نے دعا کو کالج ڈراپ کرتے ہوئے اپنا ایڈمٹ کارڈ لیا اور پھر ہسپتال جانا تھا۔ وہ جلدی سے اپنا حجاب لگاتے نیچے کی طرف چل دی تھی۔

زری بیٹا، ہسپتال میں کوئی پریشانی نہیں ہے؟ تم مجھے بتا کیوں نہیں دیتی، اور یہ ٹیسٹس کس چیز کے ہیں؟" ریان نے زرتاشہ کو نیچے آتا دیکھ کر پریشانی سے کہا۔

لالا بس بلڈ ٹیسٹ ہے۔ میں نے اس لیے کروایا ہے کہ کالج میں کچھ دن بعد بلڈ ڈونیشن کا کیمپ" لگے گا، تو میرے لیے وہ صحیح رہے گا یا نہیں۔ بس اس لیے چیک اپ کروایا ہے۔ آپ زیادہ پریشان نہ ہوں، اور اگر کوئی مسئلہ ہوا تو ڈاکٹر آپ کو کال کر دیں گے۔ آپ بالکل بے فکر ہو کر جائیں، یہاں سب ٹھیک ہے، میں ٹھیک ہوں، دعا ٹھیک ہے، سب ٹھیک ہے۔" زرتاشہ نے ریان کے سینے سے لگتے ہوئے اس کے گرد حصار بناتے ہوئے اسے یقین دلانے کے لیے جھوٹ بولا۔

جبکہ اس کی بلڈ ڈونیشن والی بات پر دعا اور ریان دونوں کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ ریان، دعا کے حیران ہوتے تاثرات دیکھ کر فوراً سمجھ گیا تھا کہ اس کی بہن جھوٹ بول رہی ہے، مگر کس لیے یہ وہ راستے میں معلوم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

اچھا اب چلیں، ورنہ ہم سب کو دیر ہو جائے گی۔" زرتاشہ نے جلدی سے اپنا شاپنگ بیگ" اٹھاتے ہوئے ریان اور دعا سے کہا۔

ہاں بھی آہلیہ چلیں، انہیں اپنے سسرال جانے کی بہت جلدی ہے، اب یہاں دل نہیں لگتا ان" کا۔" ریان نے زرتاشہ کی جلد بازی پر اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

ایسا کچھ نہیں ہے، جتنی جلدی ہمیں آپ سے ملنے کی ہوتی ہے اتنی کسی سے بھی ملنے کی نہیں" ہوتی۔ وہ تو ہم سائیں کو جا کر اچھا والا سبق سکھائیں گے جو ہمیں یہاں چھوڑ کر سکون سے بیٹھ گئے ہیں۔" زرتاشہ نے ریان کے بازو پر چٹکی کاٹتے ہوئے اپنے پلان سے اسے آگاہ کر دیا۔

جبکہ ریان اور دعا دونوں نے ہی اس کی پلاننگ پر بس نفی میں سر ہلا دیا اور باہر کی طرف نکل گئے۔ کیونکہ دونوں نے ہی اپنی منزل کی طرف جانا تھا۔

داعود اپنے کمرے میں لوٹا تو حسبِ معمول وہ بڑے مزے سے اس کے بیڈ پر سو رہی تھی۔ ہسپتال سے آنے کے بعد دونوں میں زیادہ بات تو نہیں ہوئی تھی، بس داعود ہی اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ بس خاموش رہتی تھی، مگر اس کی کوشش جاری تھی۔

کہ وہ کسی طرح اس کا یقین اور اعتماد جیت سکے۔ اپنے آدمیوں کو اس نے کام پر لگا دیا تھا تاکہ وہ روشبانے کے ماضی کے بارے میں پتا کر سکیں۔ اپنے کچھ خاص آدمی بھی اس نے ابراہیم خان کی حویلی بھیجے تھے جو اسے ماضی میں ہوئے حادثے اور اندر کے راز کی خبر دے سکیں۔

داعود انہی سوچوں میں گم تھا کہ وہ اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ قریب جا کر اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کا ٹمپریچر چیک کرتا، ساتھ ہی اس کی سانسیں بھی دیکھنے لگا کیونکہ اس کی بیوی

کب ہوتی تھی، کب بے ہوش ہوتی تھی، اسے اس بات کا علم ہی نہیں ہوتا تھا۔ تو اب اس نے گھر آنے کے بعد اور جانے سے پہلے، جب بھی وہ سو رہی ہوتی تھی، داعود اسے چیک کرتا تھا۔

اپنے قریب کسی کی موجودگی محسوس کرتے ہوئے روشبا نے ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔ داعود جو اس کے چہرے کو چیک کرنے میں مصروف تھا، اس کے ہڑبڑا کر اٹھنے پر سرد سانس لیتا ہوا اس کے سرہانے ہی بیٹھ گیا تھا، جبکہ اس کے بیٹھنے پر روشبا نے مزید اس سے دور ہو گئی تھی۔ اسے مسلسل خود سے دور ہوتا دیکھ کر داعود نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔

کیا بات ہے؟ اتنا کیوں خوف زدہ ہو؟" داعود نے اس کے چہرے پر آئے بالوں کو اپنی انگلی پر" لپیٹتے ہوئے کہا۔ جبکہ اس کی حرکت پر روشبا نے اپنا سانس تک روک لیا تھا۔

ابھی تو میں نے تمہاری سانسیں بند نہیں کیں، پھر خود کیوں روک رہی ہو؟ انہیں تمہاری مہک" بہت پیاری ہے، مجھے اپنی سانسوں میں گھلتی بہت اچھی لگتی ہے۔ اچھا لگتا ہے جب تم میری گرم دیکھتی سانسوں میں اپنی ٹھنڈی سانسیں شامل کرتی ہو۔ میرے لیے تو خوش ہونے کو اتنا ہی کافی ہے، مگر یہ دل ہے نا، اس کا اتنے میں دل نہیں بھرتا۔ اسے تم سانسوں سے زیادہ قریب چاہیے۔ تو اب میں سوچ رہا ہوں تمہیں کیسے قریب کیا جائے کہ تم سب کچھ چھوڑ کر مجھ میں ہی "جائے پناہ تلاش کرو۔

داعود اس کے لبوں کے قریب اپنی تیز سانسیں چھوڑتا اس کی دھیمی دھیمی چلتی سانسوں کو خود میں اتار رہا تھا۔ اس کی باتوں سے بے ساختہ روشبانے نے تھوک نگلا تھا اور اس کے عارض تپ کر لال ہو گئے تھے۔ وہ ایک انچ بھی ہلتی تو داعود کے لب اس کے لبوں سے ٹکرا جاتے۔ روشبانے نے بے ساختہ اس کے لبوں پر فوکس کرتے ہوئے سوچا تھا۔

تمہیں پسند ہے تو تم رکھ سکتی ہو۔۔" اس کی نظر اپنے لبوں پر محسوس کرتے ہوئے داعود نے" اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

ک.. ک.. کیا؟" روشبانے کو اس کی ذو معنی بات سمجھ نہ آئی تو اس نے بمشکل اپنے لب دباتے" دباتے داعود سے کہا تاکہ اس کے لب داعود کے لبوں سے ٹچ نہ ہوں، جبکہ داعود پوری دلچسپی سے اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا اور مسکرا رہا تھا۔

جن پر تمہاری نگاہیں ہیں!" داعود نے اب کی بار لیٹنے سے پہلے ہی اسے اپنے اوپر گرا لیا تھا۔"

روشبانے حیرت سے بس آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔ دو سیکنڈ کے لیے وہ اس کی آنکھوں سے اوجھل ہوا اور اب ان کی پوزیشن یہ تھی کہ وہ اس کی پھرتی پر خاصی حیران تھی۔ روشبانے آدھی داعود کے اوپر تھی اور آدھی بیڈ پر۔ اس کے بال ایک سائڈ سے داعود کے سینے پر گرے ہوئے تھے اور آنکھیں خود میں حیرت کا جہاں لیے پھیل گئی تھیں، جبکہ اسے سمجھ نہ آیا وہ کرے تو کیا کرے کیونکہ داعود نرمی سے اس کی کمر پر اوپر سے نیچے تک ہاتھ پھیر رہا تھا۔

ہم رکھتا ہے انہیں؟" اس کی خاموشی اور اپنی بدلتی کیفیت سے بے حال ہوتے ہوئے داعود" نے گہری سانس اس کے چہرے پر چھوڑتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کی کیا حالت ہو رہی تھی یہ صرف وہی جانتا تھا۔

کیا رکھوں؟" روشبانے کو اب بھی سمجھ نہ آئی وہ کیا بات کر رہا ہے۔ پوزیشن چینج ہونے کی وجہ" سے وہ تھوڑی پر سکون ہوئی تھی، بس اپنی کمر پر چلتا داعود کا ہاتھ اسے پریشان کر رہا تھا۔ ایک عجیب سی لہر اسے اپنے پورے بدن میں سرایت کرتی محسوس ہو رہی تھی۔

تم جانتی ہو نا کہ میں شرمندہ ہوں اس دن میں نے جو بھی کہا تھا۔۔" داعود نے سختی سے اس کی" کمر کے گرد اپنا حصار باندھتے ہوئے اسے مزید خود سے لگاتے ہوئے اوپر کی طرف کھینچا، جس سے روشبانے کا چہرہ بالکل اس کے روبرو ہو گیا اور دھڑکنیں اپنی دھڑکنوں سے مل کر ایک شور برپا کرتی محسوس ہوئیں۔

کس دن کہا تھا؟" روشبانے اس کا اشارہ سمجھ کر بھی انجان بن گئی۔ اسے علم تھا وہ کس" معاملے میں بات کر رہا ہے، وہ اس سے اپنے شروع کے پہلے دو دن کے رویے پر معذرت کر رہا تھا۔

جب میں نے تمہاری توہین کی تھی، ہمارے رشتے کی توہین کی تھی، تمہارا اعتماد نہیں رکھا تھا،" تمہارا دل دکھایا تھا اور بھی بہت کچھ کیا تھا جنہیں میں دوبارہ اپنے ہونٹوں سے بیان بھی نہیں کر

سکتا۔ تم مجھے ان ساری چیزوں کے لیے معاف کر دو، زبردستی نہیں ہے، گزارش ہے۔" داعود نے اس کے چہرے کو چھوتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے، میں نے آپ کو معاف کیا۔" روشبا نے عام سے لہجے میں کہہ کر اٹھنے لگی۔"

کہاں جا رہی ہو؟ یہی رہو، ابھی اور بھی بہت سی باتیں باقی ہیں۔ تم سو جاتی ہو، چار دن سے تم" سے باتیں کرنا چاہ رہا ہوں، تمہیں سنانا اور تمہاری سننا چاہ رہا ہوں!" داعود نے اسے اپنے اوپر ہی روکے رکھا جبکہ اس کی حرکت پر روشبا نے سرد سانس لیا اور مزاحمت ترک کر دی کیونکہ حل کچھ نہیں تھا۔

ابھی تم نے کہا ناراض نہیں ہو، پھر منہ کیوں پھولا ہے میری گھر والی کا؟" داعود نے اس کے" عارض پر انگلی پھیرتے ہوئے اس سے استفسار کیا۔

"نہیں، ایسا کچھ نہیں ہے۔۔"

روشبا نے نے بات ختم کرنی چاہی تاکہ وہ اس سے دور ہو اور وہ سو سکے۔ ایک تو اس کی یہ نیند، اسے لگ رہا تھا آج نہیں آئے گی، کیونکہ جس طرح وہ اسے خود سے لگائے اپنی غلطی کی تلافی کے ساتھ اس کے جذبات نگاہ رہا تھا، صرف وہی جانتی تھی۔ اس نے کسی طرح خود پر ضبط کر رکھا تھا، ورنہ کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ اس وقت دھاڑے مار کر رو دیتی، کیونکہ اس وقت اس کا دل شدت سے یہی کر رہا تھا۔

اگر ایسا کچھ نہیں ہے تو پھر میری جان، آپ ذرا اس بات کا ثبوت تو دیں کہ ہم غلط اور ہماری" بیگم صحیح ہے۔ ویسے تو ہم جانتے ہیں کہ ہماری بیگم ہی صحیح ہے مگر بندہ ناچیز کو ذرا سی تصدیق اور ثبوت سرکار شمار کر دے گی۔" داعود نے اس کے نچھلے لبوں کی آؤٹ لائن پر اپنی کھردری انگلی پھیرتے ہوئے ذو معنی انداز میں کہا تھا۔

ایک تو اس کے ذو معنی انداز پر روشبانے کو کچھ سمجھ نہ آیا، وہ کس بارے میں بات کر رہا ہے، نظریں اس کی اس کے لبوں پر تھیں اور باتیں حد سے زیادہ پیچیدہ۔ وہ بس رونے کو ہو کر لرزتی رہی جب داعود نے اس کے لبوں کو اپنی چٹکی میں بھرا۔

بولو ! اگر والی دو گی ثبوت ؟" داعود پل پل اس کے لبوں کے قریب ہوتے اپنے دونوں" ہاتھوں کو بے باکی سے اس کے بدن پر پھیرتے اسے اپنی تڑپ میں بھرپور طریقے سے تڑپاتے ہوئے بولا۔

اس کی حرکتوں پر روشبانے کی سانسیں اتھل پتھل ہوئیں۔ اس کا ایک ہاتھ بے باکی سے اس کی نشیب و فراز پر تھا جبکہ دوسرا اس کے لبوں کو ایک عجیب انداز سے چھو رہا تھا کہ اس کی ہر حرکت پر روشبانے کو اپنے پورے وجود میں اسپارک کے ساتھ ساتھ پل پل اپنی سانسیں اکھڑتی محسوس ہوئیں۔

دل کر رہا تھا کہ آنکھیں موندے اس کے لمس کو محسوس کرے، اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑ دے، مگر دماغ نے اس بات کی نفی کی تھی، تو وہ ہر ممکن کوشش کرتے اپنی آنکھیں کھولے خود کو کمپوز رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

داعود دل ہی دل میں اپنی بیوی کے ضبط اور اسٹیمنا پر عش عش کر اٹھا، کیونکہ جتنا آرام سے وہ اس کے جذبات بھڑکا رہا تھا، اگر وہ اس کی جگہ ہوتا تو اب تک سب کچھ بھلا کر اس کے لبوں پر جھک گیا ہوتا۔ مگر یہاں اس کی بیوی تھی جس نے پچھلے تین سالوں سے بغیر اس کی ایک جھلک دیکھے اس سے محبت کی تھی، تو وہ چاہ کر بھی اس کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اور آج اس کا دل تھا کہ وہ اپنی قربت سے اسے اس کی اہمیت کا بتائے۔ مگر اس کی طبیعت کو لے کر وہ تھوڑا کنفیوز تھا، کیونکہ اگر اس کا کنسنٹ نہیں ہوگا اور اس کا دماغ اس بات کو نہیں مانے گا تو اس کی باڈی نے دوسری طرح سے ری ایکٹ کرنا تھا، جو وہ نہیں چاہتا تھا۔

"روشی ! میرا دل ہے تمہارے ان لبوں کو پینے کا، انہیں کھانے کا، اجازت ہے؟"

کھا جاؤں نا نہیں؟" داعود نے اپنے لب دانتوں میں دباتے اس سے واضح الفاظ میں اجازت چاہی۔

ک"بیوی ہوں میں آپ کی، جو دل چاہے آپ کر سکتے ہیں، مگر میں کھانا پانی نہیں ہوں جو آپ کھا جائیں اور پی جائیں۔" روشبا نے نے انکار نہیں کیا، مگر اس کا اقرار بھی داعود کو خاص پسند نہیں آیا تھا۔ مگر وہ اتنا بے وقوف نہیں تھا کہ غصے میں سب کچھ بھاڑ میں جھونکتا اور ان حسین لمحوں کو

برباد کردیتا جن میں اس کی بیوی اس سے کچھ خفا خفگی بھرپور طریقے سے اپنے جذبات چھپا رہی تھی۔

"اچھا، اگر تم مجھے شوہر ہونے کا درجہ دے رہی ہو تو اس کا مطلب ہے میری ساری باتیں بھی مانوں گی؟" داعود نے کچھ سوچتے ہوئے اس کی ناک سے اپنی ناک مس کرتے ہوئے کہا تھا۔ جبکہ اس کے مزید قریب ہونے پر روشبانے نے اپنا بچا کچھا سانس بھی روک لیا تھا۔

"جائیں، چینج کر کے آئیں کیونکہ آج آپ کے شوہر کے ارادے آپ کو پیار کرنے کے ہیں۔" داعود اس کے لبوں سے اپنے لب ملا کر اس کے نشیب و فراز ہلکے ہلکے تھپڑ لگاتے ہوئے بولا تھا۔ جبکہ اس کے بھاری ہاتھ اپنے نشیب و فراز پر اس طرح محسوس کر کے، نا چاہتے ہوئے بھی روشبانے کے لب ہر بار اس کے ہاتھ مارنے پر سختی سے اس کے لبوں سے ٹکراتے، ان دونوں میں جذباتوں کا سمندر امڈ رہا تھا۔

"I like them, so soft, so delicate, just like you..." داعود یوں ہی اس کے نشیب و فراز کو اپنی مٹھی میں بھر کر ان کی نرمی محسوس کرتے ہوئے روشبانے کے کان میں بے باک سرگوشی کرتے ہوئے کہا تھا۔ جبکہ اس کے کان کے پاس منہ لے جانے سے اس کے بدن سے اپنے باڈی واش کی تیز اٹھتی خوشبو محسوس کرتے وہ بے خود سا ہوا تھا۔

وہ جو خود کو کنٹرول کرتے ہر ممکن طریقے سے اسے اس کے جذبات سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا، اس کی اپنی آنکھیں غم زدہ ہو گئی تھیں اور بے ساختہ وہ اس کے کان کے مزید قریب ہو کر اس پر

اپنی زبان پھیرتا انہیں اپنے لبوں میں بھر گیا تھا۔ اس کی حرکت پر روشبا نے کے پورے بدن میں ایک سنسنی کی لہر دوڑ گئی تھی جس نے اس کا دماغ پوری طرح ماؤف کر دیا تھا۔ وہ بغیر کچھ سوچے مزید اس میں چھپنے کی کوشش کرتے اس کی گردن میں چہرہ چھپا کر اپنی گردن ترچھا کرتی اس کے لیے مزید آسانی کر گئی، جبکہ اس کی حرکت پر داعود کے لبوں پر مدھم سی مسکان بکھر گئی تھی۔ وہ اپنی شدید قربت سے اس کی برف تھوڑی پگھلانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

روشی!" داعود نے سرگوشیانہ انداز میں اسے پکارا۔ ایک ہاتھ ابھی اس کے نشیب و فراز پر تھا" جبکہ دوسرا اس کی دھڑکنوں کے کنارے پر پورے حق سے رکھا ہوا تھا۔

ج۔ جی؟" اس کی سرگوشیانہ پکار اور بھاری لبوں پر روشبا نے نے لرزتے ہوئے جواب دیا تھا۔" اس کا جسم بہت ہی سنسٹیویلی ہر ایک لمس پر ری ایکٹ کر رہا تھا جسے داعود بھی بخوبی محسوس کر رہا تھا۔

جان، اپنے بال سائیڈ کرو، مجھے تمہاری پیاری سی گردن دیکھنی ہے جو ان کے سائے میں چھپ" گئی ہے۔" داعود نے اب اس کے نشیب و فراز پر رکھے ہاتھ کو حرکت دیتے سختی سے انہیں اپنی مٹھی میں بھرتے ہوئے کہا تھا۔

ج۔ جی؟" روشبا نے ایک بار پھر اس کے مطالبے پر کنفیوز ہوئی تھی، سمجھ اسے کچھ نہیں آرہا" تھا کہ وہ کیا چاہ رہا ہے۔

آپ کے بال، عاشقی... آپ کے ہاں یہ مجھے آپ کی ڈسٹرب کر سکتے ہیں۔" داعود نے اس کی کنپٹی پر لب رکھتے گہرے سانس لیتے ہوئے کہا۔

اچ... حا!" روشبانے نے لرزتے ہوئے اپنے ہاتھ سے بال سمیٹ کر سائیڈ پر کیے تھے۔"

داعود اس کے بدن کی لرزش پر مسکراتے ہوئے اس کی گردن پر اپنے بکھرے ہوئے گال سہلانے لگا۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق اس کی بیوی جتنی شدت سے اس کے ہر بار لمس پر لرز رہی تھی، داعود کو اپنی جان سولی پر لٹکی محسوس ہونے لگی، کیونکہ محترمہ پوری طرح خود کو اس پر منتقل کر چکی تھی اور یوں لرز لرز کر اس کے جذبات کو آگ لگانے کے ساتھ ساتھ اپنی دھڑکنیں بخوبی اس کے کشادہ سینے سے مس کر رہی تھی۔

گھر والی!" کافی دیر یونہی اس کی گردن کو اپنے لمس سے بھگانے کے بعد داعود نے اسے پکارا۔"

روشبانے نے اپنے بے ہنگم سانسوں اور اتھل پتھل مچاتی دھڑکنوں کو محسوس کرتے ہوئے مشکل سے آنکھیں کھولیں اور اس کی گردن سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا، جبکہ اس کے چہرے کو سامنے کرنے پر داعود کچھ لمحوں میں مزید بے چین ہو گیا۔ اسے اپنا سکون غارت ہوتا محسوس ہوا، ایک آگ جیسی بے چینی اس کے وجود میں سرایت کر گئی تھی۔

روشبانے اپنا لال سرخ چہرہ لیے اسے دیکھ رہی تھی، جو اس کی بے باک حرکتوں اور قربت کی آگ میں نہ صرف لال گلابی ہوا تھا بلکہ اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے بھی نمودار ہو گئے تھے۔

آرے! میری جان نے آج تھکنا نہیں ہے، جو کرنا ہے میں نے کرنا ہے، تم نے بس اجازت دینی ہے۔" داعود نے بے ساختہ اس کے چہرے پر آئے پسینے کو صاف کرتے اس کے عارض پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا، جیسے اس کی لالی کم کرنا چاہتا ہو۔

سنیے!" کافی دیر خاموشی کے بعد بھی جب دونوں کی بے چینیاں کم نہ ہوئیں تو روشبا نے نے اسے" پکارا، جو آنکھیں موندے خود کو کسی حد تک ریلیکس کرنا چاہ رہا تھا مگر اس میں بری طرح ناکام ہو رہا تھا۔

"ہم؟"

یہ سب ٹھیک ہے؟ ہمیں... میرا مطلب ہے آپ... آپ کو مجھے... مطلب یہ سب... یہ اب کرنے" سے گناہ تو نہیں ملے گا؟" روشبا نے نے مشکل سے اپنا چہرہ جھکاتے ہوئے جیسے تیسے اپنا جملہ مکمل کیا۔ اپنی بات پر اسے خود افسوس ہوا۔

اس کی بات پر داعود کے لبوں پر بہت ہی پیاری مسکان پھیلی۔

ملے گا؟ وہ بھی جب میں تمہاری مرضی کے بغیر یہ سارے کام کروں گا؟ جب تمہارے ساتھ زور" زبردستی کروں گا؟" داعود نے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

جہاں اسے کیا کچھ دیکھنے کو نہیں ملا تھا، ہری آنکھوں میں اسے سمندر کی گہرائی نظر آئی تھی، جہاں قدرت کے ایسے راز موجود تھے جو آج تک کسی کے گمان میں بھی نہ گزرے ہوں۔

تمہیں میرا چھونا اچھا نہیں لگ رہا؟ میں دور ہو جاؤں تم سے؟" واعود نے اس کے چہرے کو" سہلاتے ہوئے اسے ہر طریقے سے یقین دلانا چاہا کہ وہ اس کی مرضی سے چل رہا ہے، کیونکہ اگر وہ اس پر یقین نہ کرتی تو آگے کے مراحل طے کرنا مشکل ہو جاتا۔

وہ ابھی یہ قدم اٹھانا نہیں چاہ رہا تھا مگر اس کی بیوی بغیر کچھ کہے ہی اس بری طرح جھک چکی تھی۔ جبکہ اس کی بات پر روشبا نے بس سر جھکاتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی تھی، اور یہ بھی اس نے اس لیے کیا تھا کہ کہیں وہ دور ہی نہ ہو جائے۔

اس کے گردن ہلانے پر داعود نے خود کو مسکرانے سے باز رکھا۔

اسے میں تمہاری ہاں سمجھ لوں؟ سمجھ لوں نا کہ میری گھر والی کو کوئی اعتراض نہیں ہے، اور اگر" اعتراض ہے اور اس کے پیچھے کی وجہ میرا رویہ ہے تو عاشقی آج ایک موقع دے دو، سارے رویوں کا ازالہ اپنے لمس سے دور کر دوں گا۔ اتنا سکون پہنچاؤں گا تمہیں، مگر اگر تمہیں پھر بھی یقین نہ آئے تو مجھے بتا دینا۔ میں کچھ نہیں کہوں گا۔ میری یہ بات تو سمجھ آتی ہے نا تمہیں کہ میں کس سکون کی بات کر رہا ہوں؟" داعود نے اب کی بار سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے روشبا نے کو اپنے ساتھ بٹھا لیا تھا۔

اس کی بات پر روشبا نے سر جھکا لیا تھا۔

اچھا ! ایک کام کرو، اس بیگ میں میں تمہارے لیے کچھ لے کر آیا ہوں، سب کچھ پہن کر آؤ۔" اگر تمہارا دل کرے اس کام کو یہی سے آگے بڑھانے کا تو ٹھیک، ورنہ ان بیگز کو الماری میں رکھ دو۔ جب تمہارا دل ہو اور تم مجھے اور ہمارے رشتے کو موقع دینا چاہو، تب یہ چیزیں پہن لینا۔ تم پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں میری حرکتیں اور رویہ تمہارے ساتھ بالکل بھی ایسا نہیں "تھا کہ میں تم سے اپنے سکون کا مطالبہ کروں، مگر اس دل کا کچھ نہیں کر سکتے نا۔

داعود نے اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے ازلی مسکراہٹ لیے اس سے کہا۔

اس کی بات پر روشبا نے خاموشی سے شاپنگ بیگ دیکھتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کیا آپ وضاحت دے سکتے ہیں میری ساتھ کی گئی زیادتیوں کی؟" روشبا نے وہیں کھڑے اسے" دیکھتے ہوئے بولی، لہجے میں عجیب سی اداسی تھی۔

دے سکتے ہیں آپ ان سب چیزوں کی وضاحت جو آپ نے میرے ساتھ کی ہیں؟ کتنا آسان" ہے نا آپ کے لیے سب کچھ کرنے کے بعد یہ کہنا کہ تم جیسے چاہو ویسا ہو گا۔ اتنا سمجھتے ہیں آپ "میرے جذبات کو تو پہلے اندھے ہو گئے تھے، ہاں؟

روشبا نے اس کا کالر تھامتے ہوئے کہا، جبکہ داعود شدت کے شکار حواس باختہ سا اسے دیکھ رہا تھا جو اچانک شرماتی ہوئی بھیگی بلی سے شیرنی کے روپ میں آ گئی تھی۔

"...اندھے، بہرے، گونگے سب تو ہو گئے تھے آپ... اور پچھلے تین دن سے کون سی (curd/yogurt) جمائی ہوئی تھی آپ نے اپنے منہ میں؟ برانڈیڈ وہی ہو گی! جب ہی تو تین دن لگے جھگڑے میں، اور آپ سے یہ نہ ہوا کہ ذرا اپنی بیوی سے دو چار باتیں کر لیتے، اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر اس سے پوچھ لیتے کہ..."

پوچھ لیتا ہوں کہ وہ ہاتھی ہے یا نہیں، اب کیسا محسوس کر رہی ہے، اس کے دل میں کیا چل رہا ہے۔ مگر نہیں، آپ یہ سب کیوں کریں گے؟ نہ کبھی پہلے آپ کو میرا خیال آیا تھا نا، اب آیا ہے۔ بھولے بھٹکے اگر آج آپ کو یاد آ ہی گیا تھا کہ چلو بیوی کو منانا ہے، اس سے دو چار پیار محبت کی باتیں کرتے ہیں، تو وہ اس طرح تین سال، چھ مہینے، چودہ دن سے بھولی ہوئی ناراض بیوی کو منایا جاتا ہے؟ ایسے؟

روشبانے نے چیختے ہوئے اس کا کالر نوچ لیا کیونکہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا منہ نوچ لے۔ اس کا سارا بھوت اتر چکا تھا اور دماغ نے ماضی میں ہوئی تذلیل کو بڑی شدت سے یاد کیا تھا۔ وہ اپنے پرانے انداز میں واپس آ چکی تھی۔

"یہ جو آپ نے کیا ہے، آپ کو کیا لگتا ہے سب کچھ برداشت کرنا اتنا آسان تھا؟ آپ مجھے اپنے نکاح میں لینے کے بعد ایسے دست بردار ہوئے تھے جیسے نکاح میں نہیں لیا تھا، خریدا تھا! "

روشبانے نے اس کا کالر چھوڑتے ہوئے چھینٹے مار کر کہا۔ وہ تو شکر تھا کہ دروازہ بند تھا اور کمرہ ساؤنڈ پروف تھا، ورنہ کوئی بھی آسانی سے ان کی باتیں سن لیتا۔

روشبانے !" داعود نے اس کی بات پر چیختے ہوئے اسے پکارا۔ سارا موڈ تو غارت ہوا ہی تھا مگر" اس کی بات سے اسے اپنے بدن میں شرارے پھوٹتے محسوس ہوئے تھے۔

چلائیے مت ! اور نہ ہی مجھے خاموش کروائیں گے۔ ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ میں ازالہ کر" دوں گا، تو آپ کو پتا بھی ہونا چاہیے کس چیز کا ازالہ کریں گے۔ چلیں بتائیں مجھے کس چیز کا ازالہ کریں گے آپ؟ اپنی ہی بیوی کو ایک لڑکی کو عزت سے نکاح میں لینے کے بجائے نکاح جیسے پاک رشتے کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کرتے ہوئے آپ نے اور دادا نے خرید و فروخت کا سودا کیا تھا اس کا؟ یا پھر مجھ سے نکاح کر کے تین سال تک مجھے رخصت نہ کرنے کا؟ آپ تو شاید اب بھی نہ کرتے رخصت اگر آپ کو آپ کی وہ گھٹیا کرسی مل جاتی۔ ایسا ہی ہے نا؟ آپ کیا ہی بولیں "...گے۔

آپ کیا ہی بولے گیں۔ یا پھر اس بات کا کہ آپ نے مجھے تو الف کہا تھا۔ آرے !۔ میں تو بتا ہی بھول کی غلط محاط لفظ استعمال کیا تھا آپ نے تو ائک نہیں ہوتا جو عورت غیر محرموں کو سکون دیتے ان کے بستر گرم کرنے کے ساتھ ساتھ انکی راتیں رنگین کرتی ہے وا ہشیا ہوتی ہے جسے آپ جیسے مرد

اپنی زبان میں بدکردار اور ران "۔۔" روشی !۔

اس کی اتنی خطرناک اور واہیات باتیں اپنے بارے میں سن کر داعود نے تیزی سے اٹھتے ہوئے اس کے لبوں پر سختی سے اپنا ہاتھ جما کر اسے اپنے قریب کیا تھا، جبکہ اسے اس طرح لڑتے ہوئے دیکھ کر روشبانے کا پورا وجود پسینے سے شرابور ہو گیا تھا اور آنکھیں آنسو ضبط کرنے کے چکر میں سرخ انگارے بن گئی تھیں، جن میں چھلکتی نمی داعود باخوبی دیکھ سکتا تھا۔

داعود اسے احتجاج کرتا دیکھ کر جلدی سے اس کے لبوں سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے خود اس کے لبوں پر قابض ہو گیا تھا۔۔

داعود اسے احتجاج کرتا دیکھ کر جلدی سے اس کے لبوں سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے خود اس کے لبوں پر قابض ہو گیا تھا۔ داعود دونوں ہاتھوں سے سختی سے اس کی کمر کو جکڑے شدت سے اس کی سانسیں چرا رہا تھا، جبکہ اس کی حرکت پر روشبانے آنکھیں پھیلائے اس کے کندھے پر مکے برساتے کبھی اس کے سینے پر۔ وہ بھرپور مزاحمت کرتی اسے جدا ہونے کی کوشش کر رہی تھی، جبکہ داعود کسی بھی قیمت پر اسے نہ چھوڑنے کا ارادہ رکھتے ہوئے گھونٹ گھونٹ اس کی سانسیں پی رہا تھا۔ اور اس کی توقع کے مطابق اسے اس کی سانسیں اپنی سوچ سے زیادہ میٹھی اور ٹھنڈی لگیں، اتنی کہ اسے اپنے تپتے بدن پر اندر تک ٹھنڈک اترتی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ لمحے کی فسوں میں بہتا اب اپنا ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد لپیٹے یونہی اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑے اسے زمین سے اوپر اٹھاتے ہوئے اسے لیے بالکنی کی طرف بڑھا تھا، جبکہ اپنی سانسوں کے مسلسل رکے ہونے کی وجہ سے روشبانے کو اب اپنی آنکھوں کے آگے اندھیرا

چھاتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ پوری طرح سے اس کے لبوں سے جکڑا ہوا تھا۔ وہ اسے ایک بھی سانس لینے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔۔

داعود بالکنی سے گزرتی ٹھنڈی ہواؤں کو خود پر پڑتا محسوس کر کے ہوش میں آتا اسے نیچے اتارنے کے ساتھ ساتھ اس کے لبوں کو بھی آزادی دے گیا تھا۔ اپنے لبوں کی آزادی ملتے ہی روشبا نے کے ہاتھ اس کے پہلوؤں میں گرے تھے، اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی داعود اسے تھام کر اپنے سینے سے لگا گیا۔۔

"میں عورت پر ہاتھ اٹھانے کا قائل نہیں ہوں۔ اس دن سختی سے تمہارا بازو دبوچا تھا، تمہارے قریب آکر تمہیں ڈرانا چاہا تھا۔ اس بات کا ازالہ کرنا چاہتا تھا میں۔ مجھے نہیں پتا تھا یہ نکاح تمہاری مرضی سے ہوا ہے کہ نہیں۔ میں بس اتنا جانتا تھا کہ تمہارے دادا نے یہ شرط رکھی ہے تو تمہاری مرضی شامل ہوگی۔ اور سچ کہوں تو تم صحیح ہو، میں نے اس بارے میں نہیں سوچا۔ تمہاری مرضی ہے نہیں ہے، میں نے تو یہ تک نہیں سوچا تھا کہ تم دیکھتی کیسی ہو، کرتی کیا ہو۔ میں نے کچھ نہیں سوچا، نہ دیکھا، اور نہ ہی مجھے کچھ دکھ رہا تھا۔ اگر مجھے کچھ دکھ رہا تھا تو وہ صرف یہ کہ مجھے وہ پوسٹ چاہیے، منسٹر کی کرسی چاہیے، ہر حالت میں چاہیے۔ مجھے اس بات سے فرق نہیں پڑا کہ اس کی قیمت تم ہو۔۔"

داعود نے اسے ریلنگ سے لگاتے ہوئے خود اس کے قریب ہوتے کہا تھا۔ چاند کی روشنی اندھیری رات میں دونوں پر پڑتی باخوبی ان کی اندھیری زندگی کو روشن کرنے کا کام کر رہی تھی۔

اس کی باتوں پر روشبا نے نے نم نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

"ٹھیک کہا آپ نے۔ آپ کو اپنے خواب اور جنون کے آگے میں نہیں دیکھی۔ دادا کو اور تایا کو اپنی لالچ کے آگے، بابا کو اپنی بابا کی محبت کے آگے، میں تو کبھی کسی کو دکھائی ہی نہیں دی۔ مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں دکھتی ہی نہ ہوں، ایسا تو نہیں ہے۔ چلیں مان لیتی ہوں آپ کو نہیں پتا تھا کہ میری رضا شامل ہے یا نہیں، مان لیتے ہیں میری رضا شامل تھی۔ اس کے بعد؟ اس کے بعد آپ مجھے رخصت کرنے کیوں نہیں آئے؟ آپ کو نہیں لگتا تھا کہ آپ کو اپنی اس منکوحہ سے ملنا چاہیے، اس سے بات کرنی چاہیے، اسے سمجھنا چاہیے کہ وہ انسان کیسی ہے، اسے اپنی زندگی کا حصہ بنانے کا سوچنا چاہیے۔۔؟

نہیں نا؟ آپ کے دل میں میرے کہے ایک بات کا بھی خیال نہیں گزرا ہو گا۔ ارے، گزرنا چھوڑ دیجئے، آپ کو شاید ان کی ایک جھلک بھی نہ دکھائی دی ہو، کیونکہ آپ تو اس کرسی کی چمک میں کھوئے ہوئے تھے۔ اس کی روشنی نے آپ کی آنکھیں چندھیا رکھی تھیں، تو میں، میرے جذبات، احساسات، یہ سب کہاں سے دیکھتے آپ کو۔۔۔ جانے دیں۔۔"

"کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں بنجر زمین بن چکی ہوں جس کے خراب ہونے کی مہر آپ نے لگائی ہے۔ کبھی بھی اس بنجر زمین پر اپنی محبت کا پھول نہ اگانے کا سوچ کر۔ یہی سوچ، یہی خیال اس بات کی تصدیق ہے کہ یہاں کوئی بھی آباد نہیں ہو سکتا... آپ سمیت۔۔"

روشبا نے نے خاموشی سے اس کی ساری باتیں سنیں، پھر جب وہ بولی تو داعود بس خاموشی سے اسے دیکھتا رہ گیا۔ قرب سے اپنے دل کی بنجری کا بتاتے ہوئے وہ بے آواز رو رہی تھی۔ وہ جانتا تھا اس کی بیوی آج نئے سرے سے ٹوٹی ہے۔ شاید وہ بھرم، جس کے سہارے وہ یک طرفہ محبت جو وہ اس سے کرتی ہے، زندہ تھی... اس بھرم کے ٹوٹنے نے اسے پھر سے توڑ دیا تھا۔۔

"روشی۔۔۔ میری جان !"

داعود نے اس کے بھیگے عارض اپنی ہتھیلیوں میں لیتے ہوئے دھیمی مگر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔۔

"وہ۔ مان رہا ہوں تمہارے سارے الزام صحیح ہیں، مگر میری روشنی کوئی بنجر زمین نہیں ہے۔ میری اندھیری زندگی کا اجالا ہے، جو مجھے رب کی طرف سے ملا ہے۔ ورنہ میں نے تو خود کے لیے صرف اندھیرا ہی چنا تھا۔ تم بنجر نہیں ہو... تم آباد ہو۔ یہاں میری محبت کا پھول نہیں، میری عاشقی کا پورا کھیت کھلا ہے...جسے میں فصل کی صورت میں کاٹ چکا ہوں۔ بس اب اس کے منافع کی باری ہے... وہ بھی تب، جب میری عاشقی مجھ سے راضی ہو گی۔۔

بھلے ہی میں نے تم سے نکاح کے بعد پیار محبت کی باتیں نہیں کیں، وہ خوبصورت لمحے نہیں گزارے جن کے تم نے خواب دیکھے تھے... تو کیا ہوا؟ کیا میری روشی کے لیے اتنا کافی نہیں کہ تمہاری ایک جھلک نے مجھے ایسا دیوانہ کر دیا ہے کہ بندۂ ناچیز اب تمہارے قدموں میں بکھرا پڑا ہے؟

"اب یہ تم پر ہے... کہ تم مجھے اٹھا کر اپنی باہوں میں سمیٹ لو... یا پھر روندھ کر نکل جاؤ۔۔

داعود اس کے سارے الزامات چپ چاپ سنتا، انہیں قبول بھی کر گیا، مگر ساتھ ہی اپنی وضاحت دینا اس نے ضروری سمجھا، کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے دل میں کوئی کسک، کوئی خلش باقی رہے۔۔

اس کی باتوں پر روشبا نے کو سمجھ نہ آیا کہ وہ اسے مارے... یا پھر پھوٹ پھوٹ کر اپنی قسمت پر روئے۔ وہ بس اپنے آنسو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی، جس کی بولتی آنکھیں نہ جانے کیا کہنا چاہ رہی تھیں، جو اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔ اس وقت تو اسے اپنی خود کی کیفیت بھی سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔

"ششش۔۔۔"

داعود نے اس کے لرزتے لبوں پر انگلی رکھتے ہوئے اسے خاموش کروایا۔۔

تمہارے دل میں جو بھی ہے، وہ کل نکال لینا... مگر ابھی نہیں۔ ابھی میں تمہیں اپنے بے حد" نزدیک چاہتا ہوں۔ اتنا نزدیک... کہ ہوا کو بھی ہمارے درمیان سے گزرنے کی اجازت نہ ہو، تاکہ تم اس بات کو محسوس کر سکو کہ میں بس لاعلم تھا... تمہارے متعلق ہر چیز سے۔ اور بس اسی لاعلمی نے مجھے یہاں پہنچا دیا۔۔

"میں تمہیں اپنے قریب چاہتا ہوں... آج کی رات۔ پوری زندگی... ایسی ہر رات میں۔۔

،داعود نے اس کے عارض صاف کرتے ہوئے ان پر ہاتھ رکھا تھا

جیسے اس کے آنسوؤں سمیت اس کے سارے درد اپنے حصے میں لینا چاہتا ہو۔۔

۔۔آج کی پوری رات تم میرے نام کر دو، کل صبح تمہاری ہو گی۔ تم کہنا، میں سنوں گا۔ تم مجھے اس معاملے میں جو سزا دینی چاہو دے سکتی ہو، میں اُف تک نہیں کروں گا۔ مگر بس آج کی رات... آج کی رات مجھے اپنی روشی سے سکون چاہیے۔۔

داعود نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا تھا۔ اس کی بات سنتے روشبا نے بے ساختہ سسکی لیتے اس کے کالر کو تھاما تھا۔ داعود سمجھ رہا تھا کہ اس وقت وہ بری طرح اپنے دل اور دماغ کی جنگ میں الجھی ہوئی تھی، اور صرف اس کی قربت ہی اسے سب کچھ بھلا کر خود میں اور اس کے پاس کھونے پر مجبور کر سکتی تھی، جہاں اس کے دماغ کی منفی سوچیں اس کا پیچھا نہیں کر سکتی تھیں کیونکہ اس معاملے میں اس کے دل کا زور چلتا تھا۔۔

"ہے اجازت اپنی امانت کو اپنا لوں؟ اپنا بتاؤں؟ روح میں سما لوں؟"

داعود نے اس کے ہونٹوں پر پھونک مارتے ہوئے اس سے اجازت چاہی۔ جلدی وہ اب بھی نہیں کر رہا تھا کیونکہ وہ اسے اپنی قربت کے حصار میں گم کرنا چاہتا تھا، جہاں سے وہ چاہے بھی تو نہ نکل پائے۔ ہمیشہ کے لیے اس کی ہو جائے، اپنے دل کو اتنا بڑا کر لے کہ اسے معاف کر دے

اور اسے اپنا لے، اس کی تمام تر خامیوں اور سرکشی کے باوجود اس کی ہو جائے، ہمیشہ کے لیے، تا عمر، تا قیامت، یہاں بھی اور وہاں بھی۔۔

داعود اسے خاموشی سے آنسو بہاتے دیکھ کر اس کے چہرے کو تکتے ہوئے سوچتا، ساتھ ساتھ اس کی کمر پر بھی ہاتھ پھیر رہا تھا۔ روشبانے کافی دیر اس کے چہرے کو مسلسل اپنی نظروں کے حصار میں رکھے سوچتی رہی، پھر اپنی کمر سے اس کا ہاتھ ہٹاتے اندر کی طرف چلی گئی، جبکہ داعود وہیں کھڑا ریلنگ پر اپنے دونوں ہاتھ جمائے اپنے اندر جل رہی آگ کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اس بات سے انجان کہ اس کی بیوی اندر اس کے لیے کیا کر رہی ہے۔۔

ابھی وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے کھڑا ہی تھا جب اس کے خاص آدمی کا فون آیا، جسے اس نے ابراہیم خان کی حویلی میں اپنے کام کے لیے بھیجا تھا۔ اس کا نمبر اسکرین پر جگمگاتے دیکھ کر داعود کو اپنی ایک اور غلطی کا اندازہ ہوا۔ کیا ہوتا اگر وہ اپنے کسی آدمی کو نکاح کے فوراً بعد ہی بھیج دیتا، تو کم از کم ابھی اس کی بیوی تو اس سے اس قدر خفا نہ ہوتی۔۔

وہ سرد سانس لے کر سوچتا اس کی کال ریسیو کر گیا۔۔

کال پر ملنے والی خبر نے اسے کچھ خاص حیران نہیں کیا تھا۔ اسے امید ہی تھی کہ ابراہیم خان نے اس کی بیوی کے ماضی اور اس کے ساتھ کی گئی مظلومیت اور زیادتیوں کے ثبوت یونہی نہیں چھوڑ رکھے ہوں گے۔ اسے کسی اور طریقے سے ہرانا ہو گا، مگر وہ جاننا چاہتا تھا کہ آخر ماضی میں ایسا کیا ہوا تھا جس نے اس کی بیوی کو اس طرح کا کر دیا تھا کہ ایک لمحے وہ عام لڑکیوں کی

طرح اپنی اصلی پرسنیلٹی میں ہوتی تھی، اور دوسرے لمحے اس کا خوف اس پر سوار ہوتے نہ جانے اس سے کیا کچھ نہیں کرواتا تھا۔۔

وہ اپنے انہی خیالوں میں گم تھا جب اسے روم میں کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی۔ وہ تیزی سے رخ پلٹتے کمرے کے اندر چلا گیا۔ جونہی وہ کمرے میں داخل ہوا، کمرہ تو پورا خالی تھا، البتہ ڈریسنگ روم کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ وہ جلدی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا تھا۔۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ وہاں پہنچتا، روشبا نے اس کی لائی ہوئی ساڑھی کے پلو سے الجھتے ہوئے باہر آئی تھی۔ داعود اسے دیکھتے ساکت ہو گیا تھا۔ وہ اس کی لائی ہوئی وائٹ سیکوئنس والی ساڑھی پہنے، اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ اسے یوں محسوس ہوئی جیسے اس کی روح میں اتر گئی ہو۔ اسے اپنے لائے ہوئے تحفے میں دیکھ کر داعود سرشار ہوا تھا اور ایک حسین مسکراہٹ اس کے چہرے پر بکھر گئی تھی، جبکہ روشبا نے ہنوز اپنے پلو سے الجھنے میں مصروف تھی۔ اب تک اس کا دھیان داعود کی طرف نہیں گیا تھا۔

اس کے پلو کے سرکنے کی وجہ سے اس کی دودھیا، بل کھائی کمر صاف نمایاں ہو رہی تھی اور اس کی توقع کے برخلاف اس کی بیوی نے اس کا لایا ہوا کمربند اپنی نازک سی کمر میں پہن رکھا تھا۔

"اہم، اہم! "

داعود نے گلا کھنکارتے ہوئے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا، جبکہ اسے وہاں کھڑا دیکھ کر روشبا نے تیزی سے اپنی ساڑھی کا پلو چھوڑتے ہوئے اپنی انگلیاں آپس میں الجھانے لگی اور نروس ہو گئی تھی۔

کافی دیر تک جب وہ آگے نہ بڑھا تو روشبا نے نے خود ہی ہمت کرتے ہوئے اس کے قریب آکر کہا۔

"کیا اس تیاری کا مطلب میں یہ سمجھوں کہ تم مجھے موقع دینے کو تیار ہو؟"

داعود نے اس کے قریب آنے پر اس سے استفسار کیا۔

"نہیں بھی... اور ہاں بھی۔ آپ نے کہا تھا نا کہ کل میں آپ سے جو بھی مانگوں گی، آپ مجھے دیں گے؟"

روشبا نے ایک بار پھر اس کی کچھ دیر پہلے کہی بات کی تصدیق چاہی۔

"میں نے کہا تھا۔ تم مجھے جو بھی سزا دو گی، مجھے قبول ہو گی۔ تم مجھے ایک بار موقع دو۔"

داعود نے اس کی بات سنتے ہوئے اس کی ٹھوڑی کو چھوا۔

"سزا؟ آپ کو سزا نہیں دے پاؤں گی، مر کر بھی نہیں... دل کے آگے مجبور ہوں۔ غلط جگہ اپنا دل لگا بیٹھی ہوں۔ اگر ابھی میں آپ سے کچھ مانگوں گی تو آپ مجھے پیچ تو نہیں کریں گے نا؟"

روشبانے نے اس سے دو قدم دور رکتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کہنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنی بیوی کے اشارے سمجھتا ہوں۔ تم بے فکر رہو، داعود یوسف زئی کبھی تم سے یہ نہیں کہے گا کہ تم پہل کرو۔ تم میرے آس پاس بھی آجاؤ گی تو میں سمجھ جاؤں گا۔ بس ایک بات بتا دوں، ہماری قربت کو کبھی مجھ سے کچھ بھی منوانے کے لیے استعمال نہیں کرو گی۔"

"تو میں پھر کہہ رہا ہوں، جو تم صبح مانگو گی، میں وہ تمہیں ان لمحات سے پہلے ہی دے چکا ہوں۔ تمہیں اس وبا میں آکر یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنی بات منوانے کے لیے ایک رات کے لیے خود کو مجھے سونپنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ کرو اگر تمہارا دل نہیں ہے۔"

داعود اسے اپنے قریب کرتے ہوئے، بغیر کچھ بھی بے ہودہ کہے، اپنی بات سمجھانا چاہ رہا تھا۔

"م...مجھے جاننا ہے کہ شوہر کے لمس میں ایسا کیا ہوتا ہے جو بیوی کھل جاتی ہے؟ ایسا کیا ہوتا ہے جو سکون دیتا ہے اور عورت مطمئن ہو جاتی ہے؟"

روشبانے نے کافی دیر اسے کنفیوز کرنے کے بعد اصل بات کہی، جو اس کے دل میں تھی۔

داعود اس کی بات پر مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے سے ماتھا لگا گیا۔

"صرف عورت کو ہی سکون نہیں ملتا، میری جان...بیوی مرد کو بھی سکون دیتی ہے۔"

داعود نے اس کے عارض سہلاتے ہوئے کہا۔

داعود اسے اپنی بات پر خاموش ہوتا دیکھ کر جھک کر اپنی بانہوں میں اٹھاتا بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔ اس کی بانہوں میں آتے ہی روشبا نے آنکھیں موند لی تھیں۔ داعود اسے بیڈ پر لٹا کر کمرے کی لائٹس ڈِم کر گیا تھا۔

ساری تیاری کی تو میک اپ کیوں نہیں کیا؟" داعود اس کے برابر بیڈ پر نیم دراز ہوتے، اس کی کمر" میں موجود کمربند سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے بولا۔ اس کی انگلیوں کو اپنی برہنہ کمر پر محسوس کرتے ہی روشبا نے گہری سانس لی تھی، جبکہ اپنے شوہر کے ارادے اسے اب بھی پوری طرح سمجھ نہیں آ رہے تھے۔ وہ اس سے بات کرنا چاہ رہا تھا یا اپنا حق لینا۔

تمہیں کِس کرنا آتا ہے؟" داعود نے اس کے لبوں پر نظریں جماتے ہوئے پوچھا۔ کچھ دیر پہلے" والی بوسہ بازی سے وہ مطمئن نہیں ہوا تھا، اسے اپنی بیوی کے ایک ایک نقش کو نرمی سے محسوس کرنا تھا، اتنی سختی سے نہیں۔

ک۔ کیا؟" اس کی بات پر روشبا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا تھا۔"

کِس، گھر والی... جو ابھی میں نے تمہیں کچھ دیر پہلے کیا تھا۔ وہ والی نہیں، بیویوں والی سوفٹ" رومانٹک کِس۔" داعود نے اسے سمجھانا چاہا۔

ن۔ نہیں، مجھے نہیں آتی ایسی چیزیں۔" روشبا نے کمرے میں جلتی مدھم روشنی میں بھی" اس سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

تو سیکھو نا، میری جان۔ کیوں نہ سیکھو؟" داعود نے بیڈ پر پورا نیم دراز ہوتے اسے خود پر کھینچتے" ہوئے غراتی آواز میں کہا۔

مجھے نہیں سیکھنا ایسی واہیات چیزیں، آپ ہی سیکھیں۔" روشبانے نے اس کے سینے پر ہاتھ" رکھتے ہوئے کہا تھا، جبکہ نظریں اس کے کھلے گریبان سے جھانکتے کشادہ سینے پر تھیں۔

چلو، میں ہی سیکھ لیتا ہوں، مگر مجھے بھی تو سیکھنے کے لیے کچھ چاہیے... اور وہ کچھ یہ ہے۔" داعود" نے اس کے لبوں پر انگلی پھیرتے ہوئے ذو معنی انداز میں کہا تھا۔

اس کی بات پر روشبانے اسے گھور بھی نہ سکی کیونکہ اب اس کا ہاتھ اس کی پشت پر گردش کر رہا تھا۔ وہ ایک ہاتھ سے نہ جانے اس کے پیٹ پر کیا لکھنے کی کوشش کر رہا تھا، جبکہ دوسرے سے اس کے عارض سہلا رہا تھا۔ روشبانے کا پورا دھیان اپنے پیٹ پر سرسراتے اس کے ہاتھ پر تھا۔

داعود نے اس کی پشت پر بکھرے بال سمیٹ کر ایک طرف کیے اور اپنی شہادت کی انگلی اس کے پیٹ پر رکھ دی۔

روشی!" کافی دیر تک جب وہ خاموشی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی تو داعود نے اسے پکارا" تھا۔

روشبانے... اب میں جو لکھوں گا، اس کا مطلب تم تبھی معلوم کرو گی جب تم مجھے پورے دل" سے معاف کر دو گی۔" داعود نے اس کے پیٹ پر اپنی شہادت کی انگلی پھیرتے ہوئے کہا۔

"Ich liebe dich... Ich habe dich..."

داعود اس کے کان کے قریب لب لا کر سرگوشی کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے پیٹ پر اپنے کہے الفاظ بھی لکھ رہا تھا۔ جبکہ اس کی بات پر روشبانے کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔ اسے اس کی کہی ایک بھی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔ وہ بس نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی جو اپنی بات کہتا، اس کی گردن سے چہرہ ہٹا گیا تھا اور پل پل اس کے لبوں کے قریب ہوتے کچھ فاصلے پر رک گیا تھا۔ اتنا کہ داعود کی کڑک مونچھیں روشبانے کو اپنے لبوں سے چھوتی محسوس ہو رہی تھیں۔

داعود نے جھک کر یہ فاصلہ بھی مٹا دیا تھا اور اس کی پلکوں کو نرمی سے چوما تھا۔ ایک بار... دو بار... تین بار... وہ کئی بار اپنا عمل دہرا رہا تھا۔ اس کی حرکت پر روشبانے نے سرد سانس لی تھی۔

اس کے لب وا ہوتے ہی داعود اپنے لب جھکا کر اس کے لبوں میں دے گیا تھا۔

روشبانے نے آنکھیں پھیلائے اس کی حرکت دیکھی تھی۔ جان بوجھ کر وہ اسے کِس کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔

داعود اس کے نچلے لب کو اپنی قید میں لیتے ہوئے اسے نرمی سے چوسنے لگا، جبکہ اس کے اس عمل سے روشبانے کو اپنے لبوں پر داعود کی مونچھوں کی ہلکی سی چبھن واضح محسوس ہوئی تھی۔ اس احساس پر وہ بے اختیار لرزی اور اپنے ہاتھ اس کے سینے پر رکھ دیے، کیونکہ اسے اپنے پورے وجود میں ایک عجیب سی گدگدی محسوس ہو رہی تھی۔ داعود اس کے نچلے لب کو چھوڑ

کر اوپری لب کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے کروٹ بدل گیا، جبکہ روشبا نے بس حیرت سے اس کی ہر حرکت کو محسوس کیے جا رہی تھی۔

داعود، جو اپنی بیوی کے بھیگے لبوں کے نرم لمس میں آنکھیں موندے ہر لمحہ اپنے دل میں محفوظ کر رہا تھا، اس کی نظریں خود پر محسوس کرتے ہی آہستہ سے آنکھیں کھول گیا، مگر ان کے لب اب بھی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔

"گھر والی ! آج سے تمہارا ایک اور نام ہوگا۔"

داعود نے اس کے لبوں سے جدا ہوتے ہوئے، اپنے بازوؤں پر وزن ڈالتے ہوئے کہا۔

"کیا؟"

روشبا نے الجھن سے پوچھا۔

"Curious Cat۔"

داعود نے اس کی ستواں ناک کھینچتے ہوئے شرارتی انداز میں کہا۔

"کیوریس کیٹ؟"

روشبا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"ہاں... Curious Cat۔ کیونکہ تمہیں ہر چیز جاننے کا بہت تجسس رہتا ہے، اس لیے"

داعود نے اس کی ناک سہلاتے ہوئے کہا، پھر اچانک رک کر بولا،

"تم نے میری لائی ہوئی لونگ نہیں پہنی؟"

اسے تب احساس ہوا کہ روشبانے نے لونگ تو دور، اپنی ناک بھی کبھی نہیں چھدوائی تھی۔

"تم نے کبھی ناک نہیں چھدوائی؟"

داعود نے حیرانی سے اس کی ناک کو چھوتے ہوئے پوچھا۔

"کبھی کوئی لے کر ہی نہیں گیا..."

روشبانے نے اس کے سرخ ہوتے کان کو انگلی سے چھوتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ہمم..."

داعود اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے وہاں گہرا سانس لینے لگا، جیسے اس کی خوشبو خود میں اتار رہا ہو۔ اس کے معمولی لمس پر ہی داعود جیسے بہک سا گیا تھا۔ وہ اس کی گردن پر بار بار اپنے لب رکھتا، پھر اس کے کندھے تک آگیا۔ اس کے کندھے پر شدت سے لب جما کر چند لمحے رکا، پھر خود کو پیچھے کھینچتے ہوئے اپنی شرٹ اتار کر ایک طرف رکھ دی۔

روشبانے اب خاموش ہو چکی تھی، کیونکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ داعود اب مزید بات نہیں کرنا چاہتا۔ شاید وہ اب تک صرف اسے اپنے ساتھ مانوس کرنے کے لیے گفتگو کر رہا تھا۔

داعود اس کی پشت پر جگہ جگہ اپنے لب رکھتا ہوا اس کے بلاؤز کی ڈوری کھول گیا۔ پھر اسے آہستگی سے سیدھا کرتے ہوئے ایک بار پھر اس کے لبوں پر جھک گیا تھا۔

Rooh hayat 70

وہ اسے سیدھا کرتا ایک بار پھر اس کے لبوں پر قابض ہوا تھا جبکہ اس کے اتنی شدت سے قریب آنے کی وجہ سے روشبا نے نے بے ساختہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ داعود اس کی نرم، گد گدی، بھیگی ہتھیلیوں کا لمس اپنے برہنہ کندھے پر محسوس کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو تھامتا، ایک ہاتھ اپنے بالوں میں الجھا گیا جبکہ دوسرا اپنی پشت پر رکھ گیا تھا۔ وہ اسے گہرائی سے بوسہ دیتا، اس کی سانسیں بے رحمی سے چرا رہا تھا جبکہ اس کی شدت پر خود بخود روشبانے کی پکڑ اس کے بالوں پر مزید مضبوط ہو گئی تھی جسے محسوس کرتے داعود مزید بے خود ہوا تھا۔

وہ اس کے لبوں کو آزادی دیتا، بار بار انہیں چومتا، انہیں مزید سرخ کر رہا تھا۔ کبھی وہ اسے گہرائی سے چومتا اور اس کی ایک سانس چرا لیتا تو کبھی نرمی سے ان لبوں کا بوسہ لیتے اس کی سانسیں اُلجھا دیتا۔ روشبانے اپنی ہر گہری ہوتی سانس کے ساتھ اس کے نرم، سیاہ، ہلکے گھنگریالے بال اپنی مٹھی میں دبوچ رہی تھی۔ داعود یونہی اس کے لبوں کا بوسہ لیتے اس کے عارضوں تک آیا۔

وہ اس کے دونوں گالوں، شاہ رگ، ناک کی نوک اور ٹھوڑی پر انتہائی نرمی سے اپنے لب رکھتا اس کے کان کی طرف بڑھا تھا جبکہ اس کی گرم سانسیں اپنے کان پر محسوس کرتے ہی روشبانے

نے بے اختیار اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا تھا۔ داعود ایک ہاتھ سے اپنا وزن سنبھالتے، دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن کی ہڈی کو اپنی انگلیوں سے ٹریس کرنے لگا جو اس کے چہرہ موڑ لینے کی وجہ سے پوری آب و تاب سے اس کے سامنے نمایاں ہو رہی تھی۔ داعود فوراً ہی وہاں اپنے لب جما گیا۔

وہ اس حصے کو شدت سے چومتا، اس کی لمبائی پر زبان پھیر گیا تھا۔ اس کی گرم سانسیں اور نم لمس اپنی ٹھنڈی جلد پر محسوس کرتے ہی روشبا نے اس کے بالوں سے ہاتھ ہٹا کر بیڈ شیٹ مضبوطی سے تھام لی تھی۔ جب وہ یونہی اس کی گردن کو بوسے دیتے دیتے اس کے کان کے پیچھے آیا تو روشبا نے کے کانوں میں پہنی چاند بالیوں پر اس کی نظر ٹھہر گئی۔

وہ خاموشی سے خود ہی اس کی بالیاں اتارتا انہیں بیڈ پر رکھ گیا تھا۔ ایک بالی اتار کر اس نے اس کا چہرہ دوسری طرف موڑا اور دوسری بالی بھی اتار دی۔ انہی لمحوں میں اس کی نظریں اس کی گھنی، مڑی ہوئی پلکوں پر جا ٹھہریں تو داعود نے ہاتھ بڑھا کر انہیں اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوا۔ پھر نجانے اس کے دل میں کیا آیا کہ وہ باری باری ان پلکوں کو اپنے لبوں سے چھو کر پیچھے ہٹ گیا اور اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔

اس نے بڑی فرصت سے اس کے چہرے کو دیکھا، جیسے کوئی جگہ اپنی نظر سے اوجھل نہ رہنے دینا چاہتا ہو۔ جبکہ اس کی آنچ دیتی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتے ہوئے روشبا نے گردن تک سرخ انار ہوئی جا رہی تھی۔

داعود نے اس کی ساڑھی کا پلو تھامتے ہوئے اسے آہستہ آہستہ سرکانا شروع کیا تھا جبکہ اس کی اس آہستگی پر ہی روشبانے نے نجانے کتنی بار گہری سانس لیتے خود کو سنبھالا تھا۔ پلو کی ہر پلیٹ کھلنے کے ساتھ روشبانے اپنی آنکھیں مزید شدت سے بند کرتی جا رہی تھی جسے دیکھتے ہوئے داعود جان بوجھ کر اور بھی آہستگی سے اس کے پلو کو اس کے سینے سے جدا کر رہا تھا۔

داعود کے جارجٹ کے بلانوز خاصا چھوٹا تھا، جس کی آستین نہ ہونے کے برابر تھی اور پیچھے سے پورا لیس تھا۔ جس کی ڈوریاں داعود پہلے ہی کھول چکا تھا۔ آخر کار وہ مکمل طور پر اس کا پلو سرکاتے ہوئے ایک طرف کر کے اس سے دور ہوا اور اس کے بدن کے نشیب و فراز کو دیکھنے لگا۔

اس کی نظروں کی بے باکی پر شرما کر روشہانے کبھی اپنا چہرہ ایک طرف کرتی تو کبھی دوسری طرف۔ داعود اس کی ایک ایک حرکت کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے مزید کسی تکلف کے بغیر اپنی انگلی اس کی ساڑھی کی بیلٹ پر رکھ گیا، جہاں اس کی ساڑھی بندھی ہوئی تھی۔ وہ یونہی وہاں ہاتھ رکھے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کرتا رہا اور اس کی ساڑھی کی چنٹوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑ رہا تھا۔

"روشی! آنکھیں کھولو۔"

کافی دیر تک اس کے چہرے کو اپنی تپش بھری سانسوں سے جھلسانے کے بعد داعود نے اسے پکارا۔ ایک ہاتھ ویسے ہی اپنا وزن سنبھالے ہوئے تھا جبکہ دوسرا اس کی ساڑھی کی چنٹوں کو اپنی گرفت میں لیے ہوئے تھا۔

اس کی بھاری اور لرزتی آواز سن کر روشہانے نے آنکھیں کھولیں، جو اس کی سرخ آنکھوں سے ٹکرا گئیں۔

"کسے؟"

داعود نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے حکم دینے والے انداز میں کہا۔ روشہانے پریشان ہو کر اسی کی طرف دیکھنے لگی، جیسے اسے کوئی رعایت دینے کے موڈ میں نہ ہو۔

"مجھے کس کرو، اور تب تک کرو جب تک میں خود تم سے جدا نہ ہو جاؤں۔"

داعود نے بمشکل اپنی بھاری آواز پر قابو پاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"تم کر رہی ہو یا میں کروں؟"

وہ اسے مزید قریب کرتے ہوئے اپنی عاشقی کو بیڈ کے کونے پر بٹھا کر اس کی روح میں اترنے والے انداز میں بولا۔ کمرے کی مدھم روشنی میں دونوں کا چہرہ اور سراپا بخوبی نظر آ رہا تھا۔

روشہانے کو جب کوئی راستہ نہ ملا تو وہ جھجکتے ہوئے اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑ گئی۔

داعود نے اس کے نیچے والے ہونٹ کو اپنی قید میں لیتے ہوئے آہستگی سے چومنا شروع کیا۔ اسی دوران اس کی ساڑھی کی ساری پلیٹ ایک جھٹکے میں کھل گئی۔

اس کا جارجٹ کا بلا خاصا چھوٹا تھا، جس کی آستین نہ ہونے کے برابر تھی اور پیچھے سے پورا لیس تھا۔ اس کی ڈوریاں داعود پہلے ہی کھول چکا تھا۔ آخرکار وہ مکمل طور پر اس کا پلو سرکا کر اسے سائیڈ پر کرتا اس سے دور ہو کر اس کے بدن کے نشیب و فراز کو دیکھنے لگا۔

اس کی نظروں کی بے باکی پر شرماہٹ سے روشبانے نے کبھی اپنا چہرہ ایک طرف کیا اور کبھی دوسری طرف۔ داعود اس کی ایک ایک حرکت بخوبی دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے مزید کسی حکم یا اجازت کے بغیر اپنی انگلی اس کی ساڑھی کی بیلٹ پر رکھ گیا، جہاں ساڑھی بند تھی۔ وہ یونہی وہاں ہاتھ رکھے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کرتا، آہستہ آہستہ اس کی ساڑھی کی چنٹوں پر ہاتھ رکھتا اس کے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑ رہا تھا۔

"روشی! آنکھیں کھولو۔۔۔"

کافی دیر تک اس کے چہرے کو اپنی گرم سانسوں سے جھلسانے کے بعد داعود نے اسے پکارا۔ ایک ہاتھ سے وہ اپنا وزن بیلنس کر رہا تھا اور دوسرے سے اس کی ساڑھی کی چنٹوں کو اپنی قید میں لیے ہوئے تھا۔

اس کی بھاری آواز سنتے ہی روشبانے نے لرزتے ہوئے آنکھیں کھولیں، جو اس کی سرخ آنکھوں سے ٹکرا گئیں۔

"کس میں؟"

داعود نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے حکمیہ انداز میں کہا۔ اس کی بات پر روشبانے نے پریشان نظروں سے اسے دیکھا۔

"مجھے کس کرو۔۔۔ اور تب تک کرو جب تک میں خود تم سے جدا نہ ہو جاؤں۔"

داعود نے بمشکل اپنی بھاری آواز پر قابو پاتے ہوئے کہا۔
""تم کرو گی یا میں؟

وہ اپنی عاشقی کو بیڈ کے کونے پر بٹھائے اس کی روح میں اتر رہا تھا۔

روشبانے کو جب کوئی راستہ نہ ملا تو وہ ہچکچاتے ہوئے اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑ گئی۔
اس کے جواب پر داعود نے آہستہ سے اپنے لب اس کے لبوں پر رکھ دیے اور اسے اپنی قید میں لے لیا۔

کچھ دیر بعد اس نے اس کا پلو کھول دیا اور ساڑھی کو اس سے علیحدہ کر کے سائیڈ پر رکھ دیا۔ پھر اس کے بلاؤز کو بھی آہستہ آہستہ جدا کر کے الگ رکھ دیا۔

خود کو مکمل طور پر بے لباس محسوس کرتے ہوئے روشبا نے اس کے سینے میں پناہ لینا چاہی، مگر داعود نے اسے مزید اپنے حصار میں رکھا۔ وہ آہستہ آہستہ اس کی روح کے قریب ہوتا گیا، اور وقت ان کے درمیان خاموشی سے سرکتا رہا۔

رات یونہی گزرتی رہی، دونوں ایک دوسرے کے احساسات میں گم رہے، اس بات سے بے خبر کہ آنے والی صبح ان کے لیے کیا لے کر آئے گی۔

زرتاشہ گاڑی کو یوسف کی حویلی کے پورچ میں رکتا دیکھ کر اپنے شاپنگ بیگ کو غصے سے تھامے احتیاط سے گاڑی سے اتر گئی۔ پوری حویلی ضرورت سے زیادہ خاموش تھی۔ عام طور پر اس وقت تک سارے مرد کام پر جا چکے ہوتے تھے، مگر اس نے پہلے ہی باہر غلام دین سے استفسار کر لیا تھا کہ دارار کہاں ہے۔

آج چیزیں ویسے ہی اس کے ساتھ اچھی ہو رہی تھیں، سوائے پہلو میں اٹھتے میٹھے درد کے۔ وہ دارار کو یہ خوشخبری دینے کے بعد ڈاکٹر کے پاس جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو وہ خالی تھا، ملازمہ اسے پہلے ہی صاف کر چکی تھی۔ یہی حال کچھ کمروں کا بھی تھا۔ وہ کچن کی طرف گئی تو وہاں درخشاں کو ڈھونڈنے لگی، جو اسے اپنی توقع کے مطابق کچن سمیٹتی ہوئی ملی۔

"درخشاں، سب کہاں ہیں؟"

شادی اپنے چھوٹے بھائی سے کروانے والا ہے، جس سے وہ بچپن سے محبت کرتی تھی۔ مگر اپنے بھائی کی محبت کے آگے ہار کر وہ دارار سے شادی پر آمادہ ہو گئی تھی۔ اب اس کے پچھلے رویے کی وجہ سے ریان کو اپنے فیصلے پر شدید افسوس تھا اور وہ جلد ہی اپنی غلطی سدھارنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

دارار اس بات پر یقین نہ کرتا اگر اس کے پاس زریشہ اور امتیاز خان کے بھائی زین کی تصویر نہ ہوتی، جو وہ اس کے پرانے کالج کے گراؤنڈ میں اسے پرپوز کر رہا تھا۔ اس نے رات ہی رات میں وہ پرپوزل والی کلپ بھی نکال لی تھی۔ کلپ دیکھنے کے بعد دارار کو یقین ہو گیا کہ امتیاز خان جھوٹ نہیں بول رہا اور اب تک جو بھی تصاویر اسے موصول ہوئی تھیں، وہ وہی بھیج رہا تھا۔

دارار غصے سے مفلوج ہوتے دماغ کے ساتھ رات بھر اپنے کمرے میں توڑ پھوڑ کرتا رہا۔ وہ جو اس کے جانے کے بعد سے اپنے کمرے کو سنبھال کر رکھ رہا تھا کیونکہ اس کی بیوی کو بکھری چیزیں پسند نہیں تھیں، آج اسی نے خود پورے کمرے کا حشر بگاڑ دیا تھا۔

اور اب دو راتوں سے وہیں بیٹھا مسلسل سگریٹ پھونک رہا تھا۔ اسے امتیاز خان سے یہ خبر مل چکی تھی کہ ریان آج ملک سے باہر جا رہا ہے اور دعا کو یہاں بھیجنے والا ہے تاکہ زرتاشہ آرام سے اس کے بھائی کے ساتھ وقت گزار سکے۔ دارار اسے رنگے ہاتھوں پکڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

وہ اس بات سے مکمل طور پر انجان تھا کہ زرتاشہ خود اس سے ملنے، اسے منانے اور اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشخبری اسے دینے آ رہی تھی۔

دارار نے کل رات سے ایک بار بھی آنکھیں بند نہیں کی تھیں۔ دل آنکھوں دیکھے پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھا مگر دماغ ہر ثبوت مان رہا تھا۔

یہ سارے لفافے جو دارار تک پہنچ رہے تھے، ان میں سے ایک لفافہ رودابہ کے ہاتھ بھی لگ گیا تھا۔ دارار، جو علیار کے انکشاف کے بعد خود پر خاموشی کا خول چڑھائے کسی سے بھی بات نہیں کر رہا تھا، رودابہ کو اچانک اپنے کمرے میں دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔

وہ ایک پل کو اس کے کمرے کی ابتر حالت دیکھ کر ٹھٹکی، پھر اپنے ہاتھ میں پکڑا لفافہ بیڈ پر رکھتے ہوئے مڑ گئی۔ مگر جانے سے پہلے یہ کہنا نہیں بھولی:

اگر زرتاشہ بدکردار ہے تو اسے چھوڑ دو۔ ویسے بھی ایک ونی میں آئی لڑکی سے اسی قسم کی حرکت" "کی امید رکھی جا سکتی ہے کہ وہ یوں سرِعام چکر چلائے۔

وہ بغیر اس کی طرف دیکھے اپنی بات کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

جبکہ ان کی باتوں پر دارار کی آنکھیں لہو رنگ ہونے لگی تھیں۔ اگر اس وقت زرتاشہ وہاں موجود ہوتی تو شاید وہ غصے میں اس کا گلا ہی دبا دیتا، مگر پھر بھی کبھی اسے اس کمرے سے باہر قدم نہ رکھنے دیتا۔

اب اسے اسی کمرے سے گھٹن ہونے لگی تھی، جس کے کونے کونے میں اس کی خوشیاں بسی تھیں۔ وہ جھنجھلاتے ہوئے وہاں سے نکلا اور خود کو اسٹڈی میں بند کر لیا تھا، اور کل سے اب تک وہیں بند تھا۔

زرتاشہ بمشکل اپنے ہاتھوں میں سرپرائز کی چیزیں سنبھالے، دوپٹہ درست کرتی اسٹڈی کے دروازے تک پہنچی۔ آج وہ خاص طور پر اس کے لیے تیار ہوئی تھی۔

ہاتھوں میں بھر بھر کر اس کی لائی ہوئی سرخ کانچ کی چوڑیاں پہنے، کانوں میں اپنی شادی والی رات کے جھمکے ڈالے، پیروں میں وہی پائل پہنے، سفید گھیر دار انارکلی فراک میں ملبوس، اپنے سلکی بال کھلے چھوڑے، ہونٹوں پر ریڈ لپ اسٹک لگائے اور آنکھوں میں کاجل سجائے، وہ اپنے قدرتی گلابی چہرے کے ساتھ کسی کے بھی ہوش اڑا دینے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

مگر جس کے ہوش اسے اپنی تیاری اور خبر سے اڑانے تھے، وہ اندر روٹھے محبوب کی طرح منہ پھلائے بیٹھا تھا۔

زرتاشہ انہی خیالوں میں کھوئی اندر داخل ہوئی۔ پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا، سوائے صوفے کے پاس موجود لیمپ کے، جس کی مدھم روشنی میں دارار کا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے کسی لفافے کو مسلسل گھور رہا تھا۔

"سائیں۔۔۔"

زرتاشہ نے وہیں کھڑے ہوتے سوئچ بورڈ کے بٹن دباتے ہوئے لائٹس آن کیں اور اسے پکارا۔

اس کی آواز سنتے ہی دارار جھٹکے سے کھڑا ہوا اور بے یقینی سے اسے دیکھا۔ اسے تو یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا۔

اس کی اس قدر تیاری دیکھ کر اس کے ماتھے کی رگیں تن گئی تھیں، اور امتیاز خان کی کہی ایک ایک بات اس کے دماغ میں کسی فلم کی طرح دوبارہ چلنے لگی تھی۔

وہ غصے سے اس کی طرف بڑھا، جبکہ زرتاشہ اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر نظریں جھکا گئی۔ اس کے ہاتھوں میں اب بھی وہ لفافے موجود تھے۔

وہ اس کے اور اپنے درمیان موجود فاصلہ دو قدموں میں طے کرتے، بغیر کچھ سوچ سمجھے اس کے سرخ ہوتے عارض پر زوردار تھپڑ مار گیا۔

زرتاشہ، جو اس امید میں تھی کہ وہ سختی سے اسے خود میں چھپا لے گا، اس افتاد کے لیے تیار نہیں تھی۔ اس کا بھاری ہاتھ اپنے عارض پر پڑتا محسوس کرتے ہی وہ بے ساختہ ڈس بیلنس ہو کر اوندھے منہ زمین پر گر گئی۔

مگر دارار کی یہی بس نہیں ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کہ زرتاشہ اپنے پہلو میں اٹھتے درد کو سمجھ پاتی، دارار اسے بازو سے دبوچ کر اپنے روبرو کر چکا تھا۔

اسی لمحے زرتاشہ کو اپنی ٹانگوں کے بیچ کچھ گیلا محسوس ہوا۔ اسے اچانک اپنا وجود خالی سا لگنے لگا تھا۔ اس کا دماغ سب محسوس کرتے ہوئے جیسے ساتھ چھوڑنے لگا تھا، مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی، دارار نے اس کا جبڑا سختی سے دبوچ لیا۔

بے وفا عورت! تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے دھوکا دینے کی؟ دارار یوسفزئی کو دھوکا دینے کی؟" "تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی اور سے عشق لڑانے کی؟ ہاں؟

وہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے غصے سے بولا۔

اگر اتنی ہی آگ لگی تھی تمہیں بدکاری کی تو مجھے صاف صاف بتا دیتی۔ کیا میں تمہاری طلب" "پوری نہیں کرتا تھا جو تمہیں دوسرے مردوں کے پاس جانا پڑا؟ جواب دو! خاموش کیوں ہو؟

دارار اس کے جبڑے کو یونہی دبوچے اسے جھنجھوڑ رہا تھا، جبکہ اس کی باتوں سے زرتاشہ کو اپنی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاتا محسوس ہو رہا تھا۔

وہیں روشہانے، جو داعود کے لیے چائے لے کر آ رہی تھی، دارار کے الفاظ سنتے ساکت رہ گئی تھی۔ ایک بار پھر انہی لفظوں نے اسے بری طرح ٹریگر کیا تھا۔ اس کے ہاتھ سے کپ زمین پر گر کر ٹوٹ گیا تھا۔

"س۔۔۔ سائیں۔۔۔"

زرتاشہ نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے کپکپاتی آواز میں اسے پکارا۔

"نہیں ہوں میں تمہارا سائیں ! سنا تم نے؟ ٹھیک کہتی ہے مورے، تم ونی میں آئی ایک بدکردار لڑکی ہو، جسے میں نے ہی سر پر بٹھا رکھا تھا ! "

دارار اسٹڈی کا دروازہ کھولتے اسے راہداری تک لے آیا تھا۔

"چلو ! آج تمہاری یہ حسرت بھی پوری کر دیتا ہوں۔ ابھی اور اسی وقت تمہیں طلاق دے کر ! مگر یہاں نہیں۔۔۔ سب کے سامنے ! جیسے تم سرِعام میری عزت کا جنازہ نکال رہی ہو ویسے ! "

اس نے جھٹکے سے اسے چھوڑ دیا۔

زرتاشہ تھر تھر کانپتے اس کا یہ روپ دیکھ رہی تھی۔ اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اس کے قریب جا کر اسے خود کو برباد کرنے سے روک سکے۔

پہلو میں اٹھتا درد اب شدت اختیار کر رہا تھا۔ وہ ایک ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھتے آنکھیں بند کر گئی۔

دارار نے ماتھے پر بل ڈالتے اسے دیکھا۔ وہ ریلنگ کا سہارا لیے کھڑی تھی، جیسے درد برداشت کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

دارار کی نظر بے اختیار اس کے چہرے سے ہوتی اس کی فراک کے گھیر پر گئی، جو آہستہ آہستہ سرخ ہو رہا تھا۔

اس نے زمین پر دیکھا۔ خون کی بوندیں فرش پر گر رہی تھیں، جو زرتاشہ کے چوڑی دار سے رس رہی تھیں۔

دارار بے اختیار اس کی طرف بڑھا، مگر زرتاشہ نے آنکھیں کھولتے نفی میں گردن ہلائی۔

اس کی باتوں نے جیسے اس کے اندر کھولتا ہوا لاوا انڈیل دیا تھا۔ وہ خود کو تمام تر لباس میں بھی بے لباس محسوس کر رہی تھی۔

"آ۔۔۔ آپ۔۔۔ ہم۔۔۔ ہم ہو۔۔۔ ہو کر۔۔۔ کردار نہیں ہیں۔۔۔"

"ہم۔۔۔ ہم بدکردار نہیں ہیں۔۔۔"

زرتاشہ نے بمشکل سسکتے ہوئے اپنی صفائی میں کہا تھا۔ اس کے لڑکھڑاتے قدم آہستہ آہستہ پیچھے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

اس سے پہلے کہ دارار اس تک پہنچتا، وہ بے اختیار پیچھے کی طرف گری، جہاں سیڑھیاں تھیں۔

وہ دوسری منزل کی سیڑھیوں سے سر کے بل لڑھکتی ہوئی نیچے جا گری تھی۔

دارار ہوش باختہ سا وہیں کھڑا، خون میں لت پت اسے دیکھ رہا تھا۔ اب خون نہ صرف اس کی فراک سے بہہ رہا تھا بلکہ اس کے سر سے بھی نکل رہا تھا۔

گرتے وقت اس کے منہ سے کوئی چیخ نہیں نکلی تھی۔ اس نے جیسے لب وا کیے تھے مگر شاید خود میں اتنی طاقت محسوس نہیں کر رہی تھی کہ آواز نکال پاتی۔

البتہ اس کے علاوہ کسی اور کی نسوانی چیخ ضرور گونجی تھی۔

مگر دارار نے اپنے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا کہ چیخ کس کی تھی۔

داعود، جو کمرہ خالی دیکھ کر کافی دیر روشہانے کا انتظار کرنے کے بعد تیار ہونے گیا تھا، پہلے اس کی اور پھر درخشاں کی چیخ سن کر تیزی سے باہر نکلا اور راہداری تک آگیا تھا۔

وہاں سے اسے دارار کی پشت نظر آئی تھی۔ آواز دینے پر جب دارار نے کوئی جواب نہیں دیا تو وہ خود قدم بہ قدم چلتا اس کے قریب آیا۔

تب اسے روشہانے، دارار کی اسٹڈی کے دروازے کے کونے میں سکڑی سمٹی بیٹھی نظر آئی، جو تھر تھر کانپ رہی تھی۔ شاید ایک اور پینک اٹیک اسے آرہا تھا۔

داعود کی آواز سنتے ہی اس نے ڈر سے بھیگی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا، اور پھر تیزی سے اس کے سینے سے لگتی اس میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

اس کا پورا وجود بری طرح کانپ رہا تھا۔

داعود کو سمجھ نہیں آیا پہلے کس کو سنبھالے؛ روشہانے کو یا دارار کو، جو کسی پتھر کی مانند وہاں کھڑا تھا۔

البتہ اسے پیچھے سے درخشاں کے رونے کی آواز مسلسل آرہی تھی۔

”روشی۔۔۔!“

داعود نے اسے اپنے سامنے کرتے اس کے گال تھپکے۔

"ہمت کرو۔ مجھے دیکھنا ہے نیچے کیا ہوا ہے۔ ہمیں ہاسپٹل جانا ہے، میری جان۔۔۔"

شاید اس کی بات اثر کر گئی تھی۔ روشہانے، جو اب تک بس رو رہی تھی، "ہاسپٹل" کا نام سنتے ہی اس کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئی تھیں۔

وہ داعود کے بازو تھامتے نیچے کی طرف اشارہ کرتے کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

ابھی داعود اس کی بات سمجھنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ درخشاں کی ایک اور چیخ سنائی دی، جو ان سب کو نیچے بلا رہی تھی۔

داعود نا چاہتے ہوئے بھی زبردستی خود کو روشہانے سے الگ کرتا نیچے کی طرف بھاگا۔

سیڑھیاں اترتے ہوئے اس کی نظر فرش پر لگے خون پر گئی تھی، ورنہ جلد بازی میں وہ اس طرف متوجہ ہی نہیں ہوا تھا۔

وہ بغیر دارار پر ایک نگاہ ڈالے نیچے کی طرف لپکا، مگر سامنے کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

اس نے بے ساختہ، بے یقینی سے اوپر کھڑے دارار کو دیکھا۔

اگلے ہی لمحے اس کی آنکھوں میں ایک سیاہ لہر دوڑ گئی۔

تو کیا یہ سب دارار نے کیا تھا؟

جس حساب سے خون زرتاشہ کی لوئر باڈی سے نکل رہا تھا، اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ اس کا مسکیریج ہو چکا ہے۔

زرتاشہ کو خون میں لت پت فرش پر گرا دیکھ کر اب اسے روشہانے کی بڑبڑاہٹ اور پینک اٹیک کا مطلب سمجھ آیا تھا۔

وہ فوراً حرکت میں آیا۔

سامنے کھڑی ملازمہ کو گاڑی نکالنے کا کہتا، درخشاں کو زرتاشہ کی چادر لانے کا حکم دیتا، خود واپس اوپر کی منزل کی طرف بڑھا۔

وہ دو دو، تین تین سیڑھیاں پھلانگتا، دارار کو مکمل نظر انداز کرتے روشہانے تک پہنچا اور اسے زبردستی بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔

"نہیں روشی! یہ وقت کمزور بننے کا نہیں ہے۔ کسی کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ ہمت کرو، شاباش۔۔۔"

وہ اس کے گال تھپکتے اسے حوصلہ دے رہا تھا۔

"میں تمہاری چادر لا رہا ہوں۔ تم فوراً نیچے پہنچو اور میری گاڑی کھولو!"

داعود اندھا دھند کمرے کی طرف بھاگا تھا۔

اس وقت پوری حویلی میں صرف وہ دونوں مرد موجود تھے۔

دارار کو اس طرح ساکت دیکھ کر فی الحال داعود کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا، مگر روشہانے کی بڑبڑاہٹ کسی اور ہی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

:وہ بس یہی دہرا رہی تھی

"گندے انکل نے اسے مار دیا۔۔۔ گندے آدمی نے اسے مار دیا۔۔۔"

وہ یہی خود سے بڑبڑا رہی تھی، اور داعود کو بھی دارار کی طرف اشارہ کرتے یہی بتانا چاہ رہی تھی۔

داعود مفلوج ہوتے دماغ کے ساتھ اس کی چادر اٹھاتا دوبارہ نیچے کی طرف لپکا تھا۔

جبکہ دارار کے وجود میں اب بھی کوئی جنبش نہیں ہوئی تھی۔

داعود اسے مکمل طور پر نظر انداز کرتا نیچے کی طرف لپکا تھا۔ درخشاں وہیں آنسو بہاتی کھڑی تھی۔

"! جاؤ مورے ! تائی جان کو اطلاع دو، جلدی"

داعود زرتاشہ کے وجود اور چہرے کو چادر سے ڈھانپتے ہوئے باہر کی طرف بڑھا، جہاں اس کی بیوی واقعی اس کے ایک بار کہنے پر خود پر قابو پا چکی تھی۔ وہ لرزتے ہوئے بھی باہر اس کی منتظر کھڑی تھی۔

وہ تیزی سے باہر نکلتا مغیب اور غلام دین کو آواز دے گیا۔

مغیب ! جلدی سے ہاسپٹل فون کرو۔ مجھے شہر کی بہترین لیڈی ڈاکٹر آدھے گھنٹے میں وہاں چاہیے۔"
" ! چاہے انہیں بلوانے کے لیے ہیلی کاپٹر استعمال کرنا پڑے، مگر جلدی کرو

غلام دین ! ہاسپٹل فون کرو، بولو ایمرجنسی کے لیے تیار رہیں، اور باقی سارے گھر والوں کو بھی"
" ! اطلاع دو

داعود زرتاشہ کو احتیاط سے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹاتا، بھاگ کر ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھا تھا۔

" ! روشی ! بھابھی کا سر اپنی گود میں رکھو اور انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کرو"

وہ یہ کہتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کر چکا تھا۔

روشہانے، جو اب تک گم سم انداز میں زرتاشہ کے بے جان وجود کو دیکھ رہی تھی، داعود کی آواز پر چونک کر ہوش میں آئی۔ وہ فوراً پچھلی سیٹ پر بیٹھی اور زرتاشہ کا سر اپنی گود میں رکھ کر اسے جگانے لگی۔

مگر زرتاشہ کی سانسیں بھی اب مدھم پڑ رہی تھیں۔

اس کی ہلکی چلتی سانسیں محسوس کرتے ہی روشہانے نے بے اختیار سامنے دیکھا، جہاں اسے دور دور تک ہاسپٹل نظر نہیں آرہا تھا۔

"جلدی کریں۔۔۔ بہت خون نکل رہا ہے۔۔۔"

اپنی گود میں زرتاشہ کا خون محسوس کرتے روشہا نے بولے بغیر نہ رہ سکی۔

اس کی بات پر داعود نے گاڑی مزید تیز کر دی تھی۔ وہ جتنا تیز چلا سکتا تھا، چلا رہا تھا، مگر چاہ کر بھی اڑ کر انہیں ہاسپٹل نہیں پہنچا سکتا تھا۔

جیسے تیسے وہ ہاسپٹل پہنچا، جہاں نرسیں اور اسٹریچر پہلے ہی اس کا انتظار کر رہے تھے۔

وہ گاڑی کو بریک لگاتے ہی پچھلی سیٹ کی طرف لپکا تھا۔

مگر زرتاشہ کو اسٹریچر پر لٹانے کے بجائے خود ہی اپنی باہوں میں اٹھائے اندر کی طرف بھاگ گیا، کیونکہ اسٹریچر پر منتقل کرنے میں وقت ضائع ہوتا۔

وہ تیزی سے ہاسپٹل کے اندر پہنچا اور آپریشن تھیٹر کے باہر موجود اسٹریچر پر زرتاشہ کو لٹایا۔

اگلے ہی لمحے اسٹریچر کو اندر لے جایا گیا تھا۔

اسے ایکسیڈنٹ کیس سمجھتے ہی ڈاکٹروں کی پوری ٹیم فوراً متحرک ہو گئی تھی۔

اتنے میں مغیب بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔

"مغیب! بھابھی کے بلڈ گروپ کا خون فوراً ارینج کرو۔ دیکھو یہاں موجود ہے یا نہیں، ورنہ شہر سے منگواؤ! جلدی کرو!"

"اور علیار لالا کو کال کرو، بولو فوراً یہاں پہنچیں! "

داعود مغیب کو سب ہدایات دیتا ہوا واپس روشہانے کی طرف بڑھا تھا، جو ایک بار پھر اس کے کہنے پر اپنی تکلیف اور گھبراہٹ بھلا کر ہمت سے اس کے ساتھ کھڑی تھی۔

وہ بےساختہ روشہانے کو اٹھا کر اپنے ساتھ لگا گیا تھا اور اس کی کنپٹی پر ہولے سے لب رکھے تھے۔

روشہانے نے اب تک داعود سے کسی بھی چیز کے بارے میں استفسار نہیں کیا تھا۔ وہ بس خاموشی سے اس کے ساتھ کھڑی تھی۔

داعود اس کی پشت سہلاتے اسے پاس موجود بینچ پر بٹھاتا، خود ریان کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

کال جا رہی تھی مگر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔

اس نے پھر دعا کو کال کی، مگر اس کی کال بھی مسلسل جا رہی تھی اور جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔

وہ جھنجھلا کر فون کاٹ گیا۔

پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے ریان کے پی اے کو کال کی، جو دو ہی رنگ میں اٹھا لی گئی۔

"لالا کہاں ہیں؟"

داعود نے بغیر کسی تمہید کے صاف صاف پوچھا۔

"سر، سب کے ماموں بننے اور پھر پھپھو بننے کی خوشی میں کچھ چیزیں خرید رہے تھے، مگر اچانک ان کی طبیعت خراب ہو گئی تو وہ گاڑی میں بیٹھے ہیں جبکہ میں مال کے اندر سامان کی پیکنگ کروا رہا ہوں۔ ہم کچھ دیر میں حویلی کے لیے نکلیں گے۔"

ریان کے پی اے نے جلدی جلدی بتایا۔

"لالا کی طبیعت خراب ہونے کے باوجود کس کے بچے کی چیزیں خرید رہے تم لوگ؟"

داعود نے درشت لہجے میں کہا تھا۔

فون کی دوسری طرف ریان کا پی اے اس کی بات سن کر منہ بنا گیا۔

"سر! آپ خود چچا بننے والے ہیں اور مجھ سے پوچھ رہے ہیں؟ دارار سر اور بھابھی کے بچے کی چیزیں لے رہے ہیں ہم۔ میں ابھی باس کے پاس جاتا ہوں اور آپ کی ان سے بات کرواتا ہوں، بس دو منٹ!"

وہ مزید ڈانٹ سننے کے موڈ میں نہیں تھا، اس لیے جلدی سے بات ختم کرتے فون کاٹ گیا۔

جبکہ داعود اب تک اس کی "بچے" والی بات میں اٹکا ہوا تھا۔

اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

مطلب۔۔۔ اس کا اندازہ ٹھیک تھا؟

تو کیا زرتاشہ پریگننٹ تھی؟

اور یہ سب۔۔۔یہ سب۔۔۔؟

نا جانے کیا کچھ سوچتے ہی داعود کو اپنا دماغ پھٹتا محسوس ہوا تھا۔

اس نے بے اختیار اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا تھا۔

اس کی عجیب حالت دیکھ کر روشہانے نے اس کی پشت سہلاتے اسے تسلی دی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

اسی دوران اس کا فون بجا۔ ریان کی کال آرہی تھی۔

داعود نے فون مغیب کو پکڑا دیا۔

اب اس میں ہمت نہیں تھی۔

اگر وہ ریان کو بتاتا بھی تو کیا؟

اسے تو صرف زرتاشہ کا بےہوش وجود اور دارار کی سکتہ زدہ کیفیت ہی دیکھنے کو ملی تھی۔

مگر پھر روشہانے کی بڑبڑاہٹ بھی اس کے دماغ میں گردش کر رہی تھی۔

ان تمام سوچوں میں اسے اپنا دماغ مفلوج ہوتا محسوس ہوا۔

اس نے مغیب کو کہہ کر ریان کو ہاسپٹل بلوالیا تھا، یہ کہہ کر کہ داعود کو معمولی چوٹ لگی ہے، چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوا ہے، اس لیے سب حویلی والے ہاسپٹل میں ہیں، وہ بھی دعا کو لے کر فوراً آ جائے۔

وہ یہ خبر کسی بھی قیمت پر ریان کو فون پر نہیں دے سکتا تھا۔

اور اگر بتاتا بھی تو کیا؟

کہ آپ کی بہن سیڑھیوں سے گر گئی ہے۔۔۔ اور جس آنے والی اولاد کی مبارک باد دینے آپ آ رہے تھے، وہ بھی ساتھ ہی چلی گئی ہے؟

اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

وہ بے اختیار اپنے بال مٹھی میں جکڑ گیا تھا۔

وہ انہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا جب اسے علیار آتا دکھائی دیا۔

وہ زارا کو اس کی پھوپھی کے گھر چھوڑنے گیا تھا، اور رات سے دونوں وہیں رکے ہوئے تھے۔

داعود کو اب تک علم نہیں تھا کہ اس دن علیار نے کیا کہا تھا، اور نہ ہی وہ اس دن ہونے والی تمام باتوں سے واقف تھا۔ واجی بھی اب تک رودابہ کے معاملے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کر سکے تھے۔

علیار، مغیب سے زرتاشہ کی طبیعت خراب ہونے کا سن کر یہاں آیا تھا۔ مغیب نے کال پر بس اتنا ہی کہا تھا کہ:

"طبیعت حد سے زیادہ خراب ہے۔۔۔ اور شاید پولیس کیس بھی ہو سکتا ہے۔۔۔"

اس کی بات پر علیار کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"کیوں ہو گا پولیس کیس؟ مغیب، مجھے صاف صاف بتاؤ وہاں ہوا کیا ہے؟"

علیار اس وقت زارا کے ساتھ اس کے گھر میں بیٹھا آرام کر رہا تھا جب مغیب کی کال آئی۔

وہ لوگ کافی دیر تک رات بھر باتوں میں مصروف رہے تھے، اسی لیے دیر سے سوئے تھے۔

مگر علیار، دیر سے سونے کے باوجود اپنے وقت پر جاگ گیا تھا اور زارا کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے اسے مزید پرسکون کر رہا تھا۔

اس دن کے بعد سے اس نے ڈیوٹی جوائن نہیں کی تھی۔ وہ زارا کے لیے میٹرنٹی لیو پر تھا۔

"سر، آپ بس آجائیں۔۔۔ ہم یہاں مزید نہیں سنبھال پائیں گے۔۔۔"

یہ کہہ کر مغیب نے کال کاٹ دی تھی۔

علیار اسی وقت زارا کو نیند سے جگا کر اپنے ساتھ یہاں لے آیا تھا، مگر زارا اس وقت گاڑی میں ہی تھی۔

وہ پہلے خود اندر کی صورتحال دیکھنا چاہتا تھا، کیونکہ وہ اچانک کوئی خبر دے کر اس کی طبیعت کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔

وہ مغیب کے ہاتھ زارا کو واپس اس کی پھوپھو کے گھر بھجوا چکا تھا، جہاں اس کی پھوپھو اس پر جان چھڑکتی تھی۔

زارا کے معاملے میں علیار کسی حد تک انھی پر بھروسا کر سکتا تھا۔

"داعود! ہوا کیا ہے؟ اور زرتاشہ یہاں ہے تو دارار کہاں ہے؟"

"! گھر پر کیا ہوا؟ مجھے تفصیل سے بتاؤ"

"اور تائی جان اور مورے یہاں کیوں نہیں ہیں؟"

علیار اس کے سامنے آکھڑا ہوا تھا، لہجہ سخت تھا۔

اس سے پہلے کہ داعود کچھ کہتا، لیڈی ڈاکٹر باہر آگئی تھی۔

"علیار صاحب، پیشنٹ کے ہسبنڈ کہاں ہیں؟"

ڈاکٹر آپریشن کی تیاری کے لباس میں خاصی پریشانی سے بولی تھی۔

"وہ اس وقت یہاں نہیں ہیں، کچھ دیر میں آ جائیں گے۔۔۔"

علیار نے مناسب سا جواب دیا۔

"آپ لوگ بہت دیر سے لائے ہیں انہیں۔پیشنٹ کی حالت بہت کریٹیکل ہے۔ کافی بلڈ لاس ہو چکا ہے، ان کا بلڈ پریشر بھی بہت ہائی ہے۔۔۔"

"سر میں کسی نوکیلی چیز سے کافی گہری چوٹ لگی ہے، اور ان کا مسکیریج بھی ہو چکا ہے۔۔۔"

ڈاکٹر نے سنجیدہ لہجے میں کہا تھا۔

"آپ ان کے شوہر کو بلائیں تاکہ وہ کنسینٹ فارم سائن کریں، کیونکہ آپریشن کے دوران کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ اور پھر وہ ہماری ذمہ داری نہیں ہو گی۔۔۔"

ڈاکٹر یہ کہتی واپس چلی گئی، جبکہ ان کی باتیں سنتے وہاں موجود چاروں افراد پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔

داعود کو تو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ سب ہوا کیا ہے، جبکہ علیار خود کو کچھ بھی کہنے سے باز رکھے ہوئے تھا۔

"مغیب ! جاؤ، حویلی سے سب کو لے کر آؤ اور واجی وغیرہ کو بھی اطلاع دو۔"

"تم نے ریان کو کال کی ہے؟"

علیار نے اضطرابی انداز میں اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے داعود سے پوچھا۔

داعود کی آنکھوں سے نا چاہتے ہوئے بھی آنسو نکل رہے تھے۔

صرف وہی جانتا تھا کہ اس نے کس طرح ہمت کر کے زرتاشہ کے نیم مردہ وجود کو اٹھایا تھا۔ یہ سب کرتے ہوئے اس کی روح کانپ گئی تھی۔

وہ مضبوط اعصاب کا مالک مرد اس وقت خود کو بے حد کمزور محسوس کر رہا تھا۔

جبکہ سب سے زیادہ فکر اسے ریان کی تھی۔

وہ کیسے ری ایکٹ کرے گا؟

اس کی اپنی طبیعت بھی خراب ہو رہی تھی، اور اوپر سے وہ دونوں بچے کے لیے شاپنگ کر رہے تھے۔

وہ لوگ اسے کیا جواب دیں گے؟

کیا بتائیں گے کہ اس کی بہن کے ساتھ کیا ہوا ہے؟

"لالا۔۔۔!"

داعود نے آنسوؤں سے لبریز چہرے کے ساتھ اسے پکارا تھا۔

اسے اس طرح روتا دیکھ کر علیار نے تیزی سے اسے خود میں بھینچ لیا تھا۔

وہ اپنے بھائیوں کو اس حال میں کیسے دیکھ سکتا تھا؟

داعود کو یوں ٹوٹا ہوا دیکھ کر روشہا نے خود بھی رو رہی تھی۔

داعود، حوصلہ کرو۔۔۔ ابھی ریان کو بھی سنبھالنا ہے۔ اور دیکھو، روشہا نے کس طرح رو رہی ہے، اس کی بھی طبیعت ٹھیک نہیں۔ تم اسے دیکھو۔۔۔"

علیار اس کی پشت تھپکتے اسے حوصلہ دے رہا تھا۔

داعود نے بھی اس کی بات پر سر ہلاتے ہوئے ہمت کی تھی۔

انہیں ابھی ریان کو بھی سنبھالنا تھا اور دارار کو بھی۔

جبکہ دارار کی حالت یاد کرتے داعود کو جھرجھری سی آئی تھی۔

جس طرح وہ سکتے میں تھا، کوئی بعید نہیں تھا کہ زرتاشہ کی حالت نے اسے اندر تک ہلا دیا ہو۔

وہ تینوں اس وقت ہاسپٹل کے باہر بنچ پر بیٹھے باقی سب کا انتظار کر رہے تھے۔

ابھی تک حویلی سے کوئی نہیں پہنچا تھا، جبکہ ڈاکٹر زرتاشہ کے آپریشن کی تیاری کر رہے تھے۔

وہ سب دل ہی دل میں اس کے لیے دعا گو تھے۔

اسی دوران روشہا نے، داعود کو بتا کر واش روم کی طرف چلی گئی تھی۔

انہیں وہاں بیٹھے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب ریان کی گاڑی ہاسپٹل کے باہر آکر رکی۔

وہ تیزی سے گاڑی سے باہر نکلا، پھر دوسری طرف جا کر دعا والی سائڈ کا دروازہ کھولا اور اسے بھی باہر اتارا۔

ریان کے چہرے سے صاف اس کی خوشی جھلک رہی تھی۔

اس کے ایک ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ تھا، جو اس نے خود تھام رکھا تھا، جبکہ اس کے افراد کے ہاتھوں میں بے شمار شاپنگ بیگز تھے۔

ابھی وہ ان کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ دارار کی گاڑی بھی آکر رکی۔

ریان رک گیا۔

اس نے ایک ہاتھ سے دعا کا ہاتھ تھام رکھا تھا، جبکہ دوسرے ہاتھ سے مٹھائی کا ڈبہ اپنے گارڈ کو پکڑایا اور دعا کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے دارار کی طرف بڑھ گیا۔

اگلے ہی لمحے وہ خود ہی اسے گلے لگا چکا تھا۔

وہ شدت سے اسے گلے لگاتا، اس کی پشت تھپک کر پیچھے ہوا۔

"مبارک ہو بہنوئی۔۔۔ تم باپ بننے والے ہو۔۔۔!"

ریان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے خوشی سے کہا تھا۔

دارار، جو اب تک زرتاشہ کی حالت دیکھ کر سکتے میں تھا، ریان کی بات سن کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

یہ پہلا ردِ عمل تھا جو اس نے زرتاشہ کو گرتے دیکھنے کے بعد دیا تھا۔

اس نے بے یقینی سے ریان کو دیکھا۔

تو کیا۔۔۔ وہ اسے یہ خبر دینے آئی تھی؟

تبھی وہاں وہ ساری چیزیں گری ہوئی تھیں؟

وہ شاپنگ بیگز۔۔۔ جن میں بچوں کی چیزیں تھیں۔۔۔؟

وہ شرٹ۔۔۔؟

سب کچھ سوچتے ہی دارار کو اپنا دماغ مفلوج ہوتا محسوس ہوا تھا۔

اس کی آنکھوں کے سامنے زرتاشہ کا سجا سنورا روپ گھوم گیا۔

وہ۔۔۔ اسے یہ خبر دینے آئی تھی۔۔۔

جب ہی وہ اپنا پہلو پکڑ رہی تھی، تو کیا اس کی باتوں نے اس کے بچے کی جان خطرے میں ڈال دی؟ سب سوچتے ہی نہ جانے کتنے آنسو اس کی آنکھوں سے بہنے لگے تھے۔ یہ اس سے کیا ہو گیا تھا؟ یہ خیال آتے ہی اس نے بے بسی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔

اسے یوں روتا دیکھ کر ریان نے بے ساختہ اسے سینے سے لگا لیا تھا۔ جب ان دونوں کو یوں ایموشنل ہوتے دیکھ کر دعا، ساری باتوں سے انجان، دارار کی طرف بڑھی۔

"لالا ! آپ جب سے ریان کے گلے لگے جا رہے ہیں، میں مامی اور پھوپھو دونوں بنی ہوں، مجھے زیادہ مبارک باد دیں۔ اور بھابھی کہاں ہیں؟ کتنی چالاکی سے اس نے ہم سے یہ خبر چھپائی ہے اور چپکے سے آپ کو یہاں سب سے پہلے بتانے چلی آئی۔ ابھی بتاتی ہوں میں انہیں۔"

دعا، ریان کے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے بولی تھی، جبکہ ان کی باتیں سن کر داعود سے وہاں رکا نہیں گیا۔ وہ اندر چلا گیا اور علیار نے ضبط سے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔ وہ دونوں کسی طرح خوشی منا رہے تھے۔ ریان کی گاڑی کے پیچھے موجود ڈھیر سارے غبارے بندھے تھے۔

علیار ہمت کرتا ان سب کی طرف بڑھا۔

"ریان اور دارار اندر چلو۔ دعا، تم چلو، مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔"

وہ ریان کو یوں کھل کر مسکراتا دیکھ کر اس کی مسکراہٹ سے نظریں چراتے ہوئے بولا۔

"سب ٹھیک ہے نا؟ اور داعود کا ایکسیڈنٹ؟"

علیار کی شکل دیکھ کر ہی اسے کسی انہونی کا اندازہ ہو گیا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے یہاں داعود موجود تھا۔ ریان کو لگا اس نے اس کے کپڑوں پر خون دیکھا ہے، مگر بلیک کلر اور دھوپ کی وجہ سے اسے زیادہ کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔ پھر اس کے آدمی نے بھی اسے ایکسیڈنٹ کی خبر دی تھی۔

"اندر چلو، سب بتاتا ہوں۔"

علیار ان تینوں کو لیے اندر کی طرف چل دیا، جبکہ دعا اتنی سی دیر میں دو بار اس سے زرتاشہ کا پوچھ چکی تھی۔

کیا پیشنٹ کے ہسبینڈ اب تک نہیں آئے؟ ہمارے پاس وقت نہیں ہے، آپ لوگ جلدی کریں۔ ان کی جان خطرے میں ہے۔ اتنی سی بات آپ لوگوں کو سمجھ نہیں آ رہی؟"

ڈاکٹر، مکمل طور پر آپریشن کے لیے تیار، علیار کو آتا دیکھ کر خاصی غصے میں بولی۔

جبکہ اس کی بات سنتے ہی ریان ٹھٹک گیا تھا۔ اسپتال میں تو اس کی زری تھی، کیونکہ داعود تو ٹھیک تھا۔

"ک... کون ہے پیشنٹ؟"

ریان نے لڑکھڑاتی آواز میں استفسار کیا۔ اسے یہ سوچتے ہوئے اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔

"زرتاشہ، دارار! یہ لیں علیار صاحب، ان کا کنسینٹ فارم سائن کروائیں فوراً۔"

ڈاکٹر، ریان کی بات کا جواب دیتے ہوئے فارم علیار کی طرف بڑھا گئی تھی۔ اس سے پہلے علیار اسے تھامتا، ریان نے جھپٹ کر وہ فارم پکڑ لیا تھا۔ وہ تیزی سے فارم پڑھ رہا تھا اور ہر گزرتی لائن کے ساتھ اسے لگ رہا تھا وہ اپنی ہی موت کی نوید پڑھ رہا ہے۔

”ک… کیا ہوا ہے میری بہن کو؟ ہاں؟“

ریان نے بغیر کسی لحاظ کے ڈاکٹر پر دھاڑتے ہوئے کہا تھا، جبکہ اس کے یوں اچانک پینک ہونے پر دعا، جو ناسمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی، تیزی سے اس کا بازو تھام بیٹھی تھی۔

”ریان، کیا ہو گیا ہے؟ بھابھی کو کچھ نہیں ہوا نا؟“

دعا نے اسے پرسکون کرنا چاہا، کیونکہ اسے ابھی تک یہی لگ رہا تھا کہ زرتاشہ کسی گائنا کالوجسٹ کے روم میں ہو گی، مگر ڈاکٹر کی باتیں اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھیں۔

”اہلیہ، آپ وہاں بیٹھیں۔“

ریان، دعا کو سامنے موجود بینچ پر بٹھاتے ہوئے بولا، جہاں داعود بھی بیٹھا تھا، جبکہ اس وقت وہ ڈاکٹر سے مخاطب تھا۔

ریان دعا کو سامنے موجود بینچ پر بٹھاتے ہوئے بولا، جہاں داعود بھی بیٹھا تھا جبکہ اس وقت وہ ڈاکٹر سے مخاطب تھا۔

آپ ہم پر کیوں بھڑک رہے ہیں؟ ہم بس اپنا کام کر رہے ہیں، باقی چیزوں سے ہمیں کوئی سروکار“ نہیں۔” ڈاکٹر ریان کو ہائپر ہوتا دیکھ کر بولتی کنسینٹ فارم علیار کے ہاتھ میں پکڑا گئی۔

اس سے پہلے وہ مڑ کر جاتی، ریان اپنی گن نکالتا اس کے سر پر تان گیا تھا۔ ایک لمحے میں اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ اسے گن نکالتے دیکھ کر سب ہی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے تھے۔

دعا اب رونا شروع کر چکی تھی، پہلے تو اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ یہاں ہو کیا رہا ہے اور ڈاکٹر کی باتیں بس اسے کسی انہونی کا ہی پتا دے رہی تھیں۔

"میں عورت کے ساتھ بدتمیزی کا قائل نہیں، لیکن اگر عورت میری عزت نہیں کرتی تو ایسی عورتوں کا میں بھیجا اڑا دیتا ہوں۔ فوراً سے پہلے بتاؤ، میری زری کو کیا ہوا ہے؟" ریان ڈاکٹر کی حیران پریشان شکل دیکھ کر بولا، جو بندوق دیکھتے ہی عجیب نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ایک پل کو وہ ڈری تھی مگر دوسرے ہی پل سنبھل گئی تھی۔

"ریان رائٹ؟" ڈاکٹر نے اس کا نام لیتے ہوئے تصدیق چاہی۔
"آپ مریض کے کون ہیں؟" ڈاکٹر نے سوال کیا، جبکہ بندوق اب بھی اس کے سر سے نہیں ہٹی تھی۔

"بھائی ہوں میں اس کا... اور لیگل گارڈین بھی۔" ریان نے کچھ سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک۔ یقیناً آپ کو اپنی بہن سے پیار بھی بہت ہوگا، جبھی تو آپ نے یہ بندوق تھام رکھی ہے۔ میری بات غور سے سنیں، اس وقت میرے پاس ٹائم نہیں ہے کہ آپ کے پورے خاندان کو یہ سمجھاؤں کہ ان کے ساتھ ہوا کیا ہے۔ مریض اندر زندگی اور موت کی حالت میں ہے، ان کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے ہم آپ سے یہ فارم سائن کروانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ ان کا آپریشن شروع ہو سکے، مگر شاید میری بات آپ لوگوں کو سمجھ نہیں آ رہی۔

ٹھیک ہے، اٹھائیے اپنا مریض اور جائیے اپنے گھر۔ یہ ڈاکٹر کی ٹیم آپ لوگوں نے بلوائی ہے، اپنے گھر پر ان سے علاج کروا لیجیے گا۔" ڈاکٹر بغیر کسی لگی لپٹی کے فارم واپس جھپٹنے کے انداز میں لیتی ان سب سے بولی۔ ان کی حرکتوں پر اب اسے غصہ آرہا تھا۔ وقت کی بے حد کمی تھی اور زرتاشہ کی دل کی دھڑکن جس طرح اس کا ساتھ چھوڑ رہی تھی، اینڈ ڈاکٹر یہ صرف وہی جانتی تھی کہ وہ یہاں کس طرح کھڑی ان سب کے ساتھ سوال جواب کر رہی تھی۔

ریان، تم یہاں بیٹھو!" علیار نے اسے بینچ پر بٹھانا چاہا۔"

نہیں، تم بس مجھے بتاؤ زری کو کیا ہوا ہے؟" ریان اپنے بازو سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولا۔"

وہ... زرتاشہ سیڑھیوں سے گر گئی ہے، اور اسی وجہ سے اس کا بچہ بھی..." علیار نے ضبط سے "سانس لیتے ہوئے کہا۔ "سر پر کافی گہری چوٹ لگی ہے کیونکہ وہ سر کے بل گری ہے۔

علیار نے جتنا اسے بتایا گیا تھا، اتنا ہی بتایا کیونکہ باقی باتوں کا علم تو اسے بھی نہیں تھا کہ وہاں ہوا کیا ہے۔ جبکہ اس کی بات سنتے داعود نے ضبط سے آنکھیں میچ لی تھیں اور بے ساختہ روشہانے کو دیکھنے کے لیے نظریں دوڑائیں، تو اسے یاد آیا کہ وہ پریئر روم میں ہے۔

علم تو کسی کو بھی نہیں تھا کہ وہاں ہوا کیا ہے، سوائے دارار، زرتاشہ اور روشہانے کے۔ مگر یہ لاعلمی زیادہ دیر تک چلنے والی نہیں تھی کیونکہ علیار آپریشن کے بعد ہی سی سی ٹی وی فوٹیج نکلوا لیتا، اور اس سے پتا چل جانا تھا کہ زرتاشہ کیوں گری تھی۔

ریان، علیار کی بات سنتے خاموش ہو گیا تھا۔ کہنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔ اس کی بہن سیڑھیوں سے گری تھی، تو وہ آخر کس سے کیا کہتا؟ مگر پھر بھی نہ جانے کیوں اس کا دل ماننے کو تیار نہیں تھا۔ وہ وہیں دیوار سے ٹیک لگاتا زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ یہ دیکھتے ہی اس کے گارڈ اور پی اے اس کے قریب ہوئے تھے مگر وہ سب کو باہر جانے کا کہہ چکا تھا۔

اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ دل چاہ رہا تھا کہ سب کچھ تباہ کر دے مگر کسی بھی طرح اپنی بہن کو ٹھیک کروا لے۔ اس کی حالت دیکھتے دعا اس کی طرف بڑھی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کے ساتھ نیچے بیٹھتی، ریان کھڑا ہو گیا تھا۔ اس حالت میں بھی وہ اپنی اہلیہ کو یوں نیچے بیٹھا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

یہ سب دیکھتے جہاں دل ہی دل میں دارار مزید شرمندگی کا شکار ہو رہا تھا، وہیں علیار گہری سانس لیتا اس کی طرف بڑھا تھا۔

"تم دونوں یہاں بیٹھو، اور ریان... اس کے لیے دعا کرو۔ اسے اس وقت ہماری دعاؤں کی ضرورت ہے۔ میں نے حویلی میں سب کو اطلاع دے دی ہے، وہ سب آتے ہی ہوں گے۔ تم یہیں بیٹھو۔"

علیار اسے زبردستی وہاں بٹھاتے ہوئے بولا۔

"دارار، تم بھی بیٹھو۔ کچھ نہیں ہوگا، ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

علیار نے دارار کو بھی وہاں بٹھایا تھا۔ اس کے بیٹھتے ہی داعود اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کی حرکت پر جہاں دارار کو مزید شرمندگی ہوئی تھی، وہیں باقی سب نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا، جبکہ ریان سب سے لاتعلق بس اپنے ہاتھوں کو گھور رہا تھا اور دعا اس کے بازو سے چہرہ چھپائے رو رہی تھی۔

اس کے یوں اچانک اٹھنے پر علیار نے ابرو اچکاتے اسے دیکھا، جیسے پوچھ رہا ہو: "کہاں جا رہے ہو؟"

"روشی کو دیکھنے... اس کی بھی طبیعت خراب تھی۔"

داعود، علیار سے کہتا وہاں سے نکل گیا تھا۔ اسے اس جگہ سے دہشت محسوس ہو رہی تھی، جبکہ وہ ایک نظر روشی کو دیکھنے کے بعد سیدھا مسجد جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

اس کے جانے کے بعد علیار بھی وہیں بیٹھ گیا تھا۔ اسے ابھی صرف شک تھا کہ کہیں نہ کہیں ان سب چیزوں میں دارار کی غلطی ہے، اور یہ شک اسے دارار کے رویے کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ کیونکہ اگر اسے کچھ معلوم نہ ہوتا تو اب تک وہ بپھر چکا ہوتا، سب کو اٹھا کر سر پر بٹھا دیتا۔ مگر جس طرح وہ کسی صدمے اور اضطرابی کیفیت میں لگ رہا تھا، علیار کو معاملہ کچھ اور ہی محسوس ہوا۔

پھر اس کا شک بار بار رودابہ کی طرف بھی جا رہا تھا کہ کہیں انہوں نے تو کچھ نہیں کیا، مگر پھر اس نے اپنی سوچ جھٹک دی کہ وہ اپنے ہی بیٹے کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گی۔

علیار اپنی ہی سوچوں میں بری طرح الجھ گیا تھا، اسی لیے بے چینی سے منہ پر ہاتھ پھیرتے اس نے پانی مانگا اور پوری بوتل ایک ہی سانس میں خالی کر گیا تھا۔

حویلی کے تمام مکین وہاں آ چکے تھے، سوائے ماکسا اور آمدہ کے۔ انہیں علیار پہلے ہی زارا کے پاس بھجوا چکا تھا اور یہ ہدایت بھی دے دی تھی کہ اسے کچھ نہ بتایا جائے، کیونکہ یہ خبر اس کے لیے اچھی ثابت نہیں ہوگی۔

کسی نے بھی کسی سے کچھ نہیں کہا تھا۔ وردہ چپ چاپ پریئر روم کی طرف چلی گئی تھی۔ رودابہ وہیں بیٹھی تھی۔ دعا نے ایک لمحے کے لیے بھی ریان کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔ اسے اندازہ تھا کہ اس وقت اس کی ذہنی حالت کیا ہے۔ وہ خود پر اس وقت کیسے قابو کیے ہوئے ہے، یہی دعا کے لیے قابلِ حیرت تھا، ورنہ وہ تو اس کی ایک ٹھوکر پر زمین آسمان ایک کرنے پر اتر آتا تھا۔ شاید ڈاکٹر کی بات نے اسے شدید صدمہ دیا تھا، اسی وجہ سے وہ اس قدر خاموش تھا۔ اس کی نظروں کا مرکز اب بھی نہیں بدلا تھا۔ کسی نے بھی آکر اس سے کچھ نہیں کہا تھا۔

منیب نے راستے میں ہی ان سب کو زرتاشہ کی حالت اور ان سب کے ہوئے نقصان کی خبر دے دی تھی، جسے سنتے ہی سب پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔

تین گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد آپریشن تھیٹر کی لائٹ آف ہوئی اور تھکی ہوئی سی ڈاکٹر باہر آئی۔

”ریان صاحب... اور آپ، ان کے شوہر... میری بات غور سے سنیے گا۔“

ڈاکٹر، ان کی سابقہ حرکت یاد کرتے ہوئے انہیں تنبیہی انداز میں بولی تھی۔

جبکہ ڈاکٹر کو آتا دیکھ کر جہاں سب کھڑے ہوئے تھے، ریان ایک انچ بھی نہیں ہلا تھا۔ ڈاکٹر سمجھ گئی تھی کہ وہ صدمے میں ہے کیونکہ زرتاشہ کو سیڈیشن کے انجیکشن دیتے وقت، آپریشن سے پہلے، وہ مسلسل اپنے "لالا" کا نام بڑبڑاتے ہوئے سن چکی تھی۔

"ہم نے آپریشن کر دیا ہے۔ ان کے سر پر کافی گہری چوٹ آئی ہے۔ بس یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی کی دعا ان کے کام آگئی ہے کہ ان کی جان بچ گئی، ورنہ ان کی چوٹ اور جس طرح وہ گری ہیں، اس حساب سے یہ معجزے سے کم نہیں کہ اس وقت ان کی سانسیں چل رہی ہیں۔ مگر ہم ابھی بھی کچھ یقین سے نہیں کہہ سکتے۔"

ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہم نے آپریشن کر دیا ہے اور ان کے بچے کو نکال لیا ہے۔ ان کا ایمبریو کافی تیزی سے ڈیولپ ہو رہا تھا۔ بچہ فائیو ویکس کا تھا۔ ہم نے اسے اسٹرائل وارڈ میں بھیج دیا ہے۔

ان کی حالت کے بارے میں ہم اس وقت زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ان کے اسٹمک اور باقی حصوں کو بھی کلین کرنا پڑا ہے کیونکہ بچہ ان کے گرنے سے کچھ منٹ پہلے ہی ان کی ایمنیٹک سیک میں دم توڑ چکا تھا، جس کی وجہ سے پورا زہر ان کی ایمنیٹک سیک میں پھیل چکا تھا۔"

"منہ کے بل نہ گرنے کی وجہ سے ان کا ایمنیٹک میمبرین بریک نہیں ہوا تھا، اس لیے بچے کو کوئی نقصان نہیں ہوا تھا، مگر ان کی اسپائن انجریز ہوئی ہیں اور پسلیوں کی دو ہڈیاں بھی ٹوٹی ہیں۔ ابھی ہم ان کا ایکس رے کر رہے ہیں۔"

ڈاکٹر ایک لمحے کو رکی، پھر گہری سانس لے کر بولی:

"ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑے گا کہ گرنے سے ان کے بچے کو تو نقصان نہیں ہوا تھا، مگر شاید انہوں نے بچے کو بچانے کے لیے سر کے بل گرنے کا آپشن لاشعوری طور پر چُنا... جس کی وجہ سے نہ صرف ان کا سروکس بلکہ یوٹرس اور بہت سی چیزیں متاثر ہوئی ہیں۔"

"ہمیں افسوس ہے... وہ اب کبھی ماں نہیں بن سکیں گی۔"

ڈاکٹر کو خود سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ انہیں کیا بتائے اور کیا نہیں۔ جتنا بُرا زرتاشہ کا نقصان ہوا تھا، وہ اس کی کم عمر دیکھ کر ہی حیران تھی۔

"پیشنٹ کے لیے اگلے اڑتالیس گھنٹے بہت اہم ہیں۔ آپ سب بس دعا کریں کہ انہیں ہوش آ جائے..."

ڈاکٹر اپنی بات کہہ کر جانے لگی۔

"کیا میں اس سے مل لوں؟" ریان نے جو جب سے سر جھکائے ڈاکٹر کی بات سن رہا تھا، اپنا چہرہ اٹھاتے ہوئے ڈاکٹر کی پشت کو دیکھ کر کہا۔

اس کی بات سنتے ہی ڈاکٹر پلٹی تو بے ساختہ اس کی نگاہ ریان کی سرخ ہوتی آنکھوں پر گئی۔

نہیں، اس وقت آپ سب ان سے نہیں مل سکتے۔ کچھ وقت جتنا زیادہ ہو سکے بس دعا کریں۔"""
ڈاکٹر یہ کہتی ہوئی چلی گئی۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد ریان بھی دعا سے الگ ہو کر آئی سی یو کے دروازے کی طرف چل دیا۔
وہ آئی سی یو کی کھڑکی سے اسے دیکھنے لگا، جہاں وہ مشینوں میں جکڑی ہوئی تھی۔

کہاں اس کی بہن صبح اتنی تیار تھی۔ اس کی بجتی چوڑیاں کیسے اس کے خاموش گھر میں چھن چھناتی آواز پیدا کر رہی تھیں۔ وہ کیسے اس سے تیز تیز باتیں کرتی پورے گھر میں گھومتی تھی۔

یہ سارے منظر یاد کرتے ہوئے ریان کی آنکھوں سے ایک آنسو نکل آیا، جسے اس نے فوراً صاف کر لیا۔

دعا اس کی پشت کو دیکھتی وہیں بیٹھی رہی، وہ اسے کچھ وقت دینا چاہتی تھی۔

"یہ لیں، پیشنٹ کی چیزیں۔"

ریان کافی دیر تک وہیں کھڑا رہا، تب نرس زرتاشہ کا سامان لے کر وہاں آئی تو اس نے اسے دراز نے تھام لیا۔

سامان میں اس کی گولڈ اور ڈائمنڈ جیولری موجود تھی، جو وہ لوگ آپریشن سے پہلے جلدی میں اسے نہیں دے سکے تھے۔

دارار وہ چیزیں لے کر باہر چلا گیا۔ اس کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی اور وہ مسجد میں بیٹھنا چاہتا تھا کیونکہ اس وقت اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا، دماغ بری طرح مفلوج ہو چکا تھا۔

وہ مسجد پہنچا تو داعود بھی وہیں تھا۔ دوپہر کی نماز میں ابھی وقت تھا اور یہ ہاسپٹال کی مسجد تھی، اس لیے یہاں زیادہ رش نہیں تھا۔

وہ مسجد میں داخل ہوا تو اسے داعود ایک کونے میں بیٹھا نظر آیا۔ وہ اپنے گھٹنوں کے گرد حصار باندھے بیٹھا تھا۔

دارار اس کے پاس چلا گیا۔ دارار کی موجودگی محسوس کرنے کے باوجود داعود نے نظریں اٹھا کر اسے نہیں دیکھا، جو اس کے برابر میں ہی بیٹھ گیا۔

اس کی حالت دیکھ کر داعود کو اس پر ترس آیا۔ وہ عجیب ملے جلے حلیے میں اس وقت موجود تھا—شکن زدہ لباس، بکھرے بال، ایسی حالت کہ کہیں سے نہیں لگ رہا تھا کہ وہ گاؤں کا سردار ہے۔ وہ اپنے رات والے لباس میں ہی ملبوس تھا۔

"لالا، کیا بات ہے؟ آپ ٹھیک تو ہیں نا؟"

داعود نے اس کی نظریں مسلسل اپنے ہاتھ میں تھامے جھمکے پر محسوس کرتے ہوئے کہا۔ دارار نے داعود کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا، وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھا۔ وہ تو یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ یہاں آیا کیوں تھا۔

لالا!" داعود نے اسے مسلسل خاموش اور ایک ٹک جھمکے کو تکتے دیکھ کر نا چاہتے ہوئے بھی" جھنجوڑا، کیونکہ وہ کوئی ردِ عمل نہیں دے رہا تھا۔

"ہم؟" دارار چونکا۔ "کیا بات ہے؟ آپ اتنے خاموش کیوں ہیں؟ کچھ ہوا ہے کیا؟"

داعود نے جان بوجھ کر یہ سوال کیا تاکہ اس کی اندرونی کیفیت سمجھ سکے، کیونکہ اس کی خاموشی اسے کسی اچھی خبر کی علامت نہیں لگ رہی تھی۔ اسے یہ خاموشی طوفان سے پہلے کی خاموشی لگ رہی تھی۔

کچھ نہیں... بہت کچھ ہو گیا ہے۔" دارار نے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "داعود، مجھے لگ" رہا ہے مجھ سے غلطی ہو گئی ہے... نہیں، شاید گناہ ہو گیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں کیا کروں۔

داعود نے اس کی بات سن کر دل میں گھبراہٹ محسوس کی، کیونکہ اسے روشہانے کی بڑبڑاہٹ یاد آ گئی تھی۔

"لالا، آپ مجھے بتائیں کیا بات ہے، شاید میں اس کا کوئی حل نکال سکوں۔"

داعود نے ہمت کر کے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ وہاں کیا ہوا ہے، لیکن وہ چاہتا تھا دارار خود سب کچھ کہے۔

:دارار نے لرزتی آواز میں کہنا شروع کیا

مجھے پتا ہے تمہیں لگتا ہے میری اور بھابھی کی لڑائی ہوئی ہے، مگر ایسا نہیں ہے... میں نے اس پر" شک کیا... میں اس پر الزام لگا دیا... اپنی زری پر۔ جبکہ مجھے پتا ہونا چاہیے تھا کہ وہ معصوم ہے۔ وہ "...تصویریں جھوٹی بھی تو ہو سکتی تھیں

اس کی آواز بھاری ہوتی گئی۔

میں نے کچھ نہیں سوچا... بس الزام لگا دیا... اور اب وہ زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ہے۔" "...شاید میری وجہ سے میرا بچہ بھی نہیں بچا

وہ ٹوٹتا جا رہا تھا۔

مجھے لگا تھا وہ مجھے چھوڑ دے گی، طلاق لے لے گی... ریان بھی اسے میرے ساتھ نہیں رہنے" "...دے گا... میں کیا کروں داعود؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا... مجھے بس میری زری سلامت چاہیے

میں کچھ بھی کر کے اسے منا لوں گا۔ تو ایک کام کر، تیری بات وہ مان لیتی ہے نا، اسے بول" "دے کہ وہ ٹھیک ہو جائے، میں اس سے معافی مانگ لوں گا۔ سب ٹھیک کر دو۔

مورے اور باقی سب کی کوئی بات نہیں سنوں گا، نہ ہی کسی اور کی۔ مجھے ان کی بات نہیں سننی" "...چاہیے تھی۔ انہوں نے میری زری کو بدکردار کہا

وہ میری زری ہے... وہ تو میرے کہنے پر اس کالج میں گئی تھی، وہ جانا ہی نہیں چاہتی تھی۔ سب" "...میرا قصور ہے... سب میرا

میں نے اپنا سب کچھ برباد کر دیا، داعود... میں نے اپنے ہاتھوں اسے موت کے حوالے کر دیا..."

"...وہ میری وجہ سے مر رہی ہے

"...میں جا رہا ہوں... میں جا رہا ہوں"

دارار بڑبڑاتے ہوئے مسلسل بولتا ہوا اچانک اٹھ کھڑا ہوا۔ داعود آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہا تھا۔ اب اسے کچھ کچھ باتیں سمجھ آنے لگی تھیں، مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی ردِ عمل دیتا، دارار مسجد کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

یہ دیکھ کر داعود تیزی سے اس کے پیچھے لپکا۔ دارار اس وقت اپنے ہوش میں نہیں تھا۔

داعود نے اسے پیچھے سے پکڑ لیا، کیونکہ اگر وہ اس حالت میں باہر نکلتا تو کوئی بعید نہیں تھا کہ ریان ہاسپٹل کو ہی قبرستان بنا دیتا۔

لالا ! کیا کر رہے ہیں آپ؟ اس طرح نہیں... بھابھی ٹھیک نہیں ہوں گی بلکہ یہاں اور تماشہ لگ جائے گا۔ عزتوں کا مسئلہ بن جائے گا۔ اس وقت بس ان کے لیے دعا کریں۔ ابھی ان کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ باقی باتیں بعد میں بھی ہو سکتی ہیں۔"

داعود اسے واپس مسجد کے اندر لے آیا۔

صبح سے رات ہو چکی تھی مگر زرتاشہ کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ ڈاکٹر نے اسے کچھ دیر میں نارمل وارڈ میں شفٹ کرنے کا کہا تھا۔

علیار نے بچے کے جنازے کا انتظام کر لیا تھا۔ سب عشاء کے وقت وہاں موجود تھے، کیونکہ صبح سے نہ ریان اور نہ دارار اس حالت میں تھے کہ کچھ سنبھال سکیں۔ باقی سب نے کسی نہ کسی طرح ان دونوں کو سنبھال رکھا تھا۔

ریان نے صبح سے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا جبکہ دارار بے آواز رو رہا تھا۔ آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

"لالا... بچے کو دیکھ لیں، پھر ہمیں نکلنا ہے۔"

داعود نے دارار کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی توجہ اپنی طرف دلائی، کیونکہ وہ مسلسل بس زرتاشہ کو دیکھ رہا تھا۔

ریان نے بھی اب تک ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

"لالا، آپ کب سے کھڑے ہیں، بیٹھ جائیں۔ آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔"

داعود نے اس کی توجہ اپنی طرف کرنے کے لیے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے قدرے نرم لہجے میں کہا۔ وہ چاہتا تھا کہ دارار اس کی طرف متوجہ ہو، جو نہ جانے کب سے بس زرتاشہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔

مگر داعود کی بات پر بھی اس نے کوئی ردِ عمل نہ دیا۔

ریان جو کب سے اس کی خاموش موجودگی محسوس کر رہا تھا، آخر کار اٹھا اور اس کی طرف بڑھ گیا۔ اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر سب پریشان ہو گئے۔

وہ دارار کو زبردستی اپنے ساتھ لا کر کرسی پر بٹھا گیا۔ اس دوران اس نے کسی سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

سب نے شکر کا سانس لیا، کیونکہ اس وقت ریان اور دارار دونوں ہی شدید ذہنی اور جذباتی کیفیت میں تھے۔

وہ دونوں کہیں نہ کہیں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے، ایک کی بہن اور دوسرے کی بیوی کی حالت انہیں اندر سے توڑ رہی تھی۔

وہ خوشی جس کا دارار انجانے میں انتظار کر رہا تھا، آنے سے پہلے ہی زمین تلے دفن ہو چکی تھی۔

شاید یہ اس کے رب کی طرف سے اس کی ناشکری کی سزا تھی... یا شاید یہ اس کی اپنی غلطی کا نتیجہ تھا۔

وہ اپنی بیوی کو جو الفاظ کہہ چکا تھا، وہی اسے اندر سے زخمی کر گئے تھے۔ اس کی حالت ہی اس بات کا ثبوت تھی۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ یہ اڑتالیس گھنٹے کیسے گزارے گا، جب کہ یہ چند گھنٹے بھی اسے کانٹوں پر لوٹنے جیسے لگ رہے تھے۔

دارار سر ہاتھوں میں لیے خاموش بیٹھا تھا۔ وہ سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔

صبح سے اب تک اسے کئی بوتلیں خون لگ چکی تھیں۔ اگر داعود بروقت شہر سے اس کے بلڈ گروپ کا انتظام نہ کرتا تو حالات مزید بگڑ سکتے تھے، کیونکہ گاوں میں اس کا بلڈ گروپ دستیاب نہیں تھا۔

داعود کی منگوائی گئی ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم زرتاشہ کا مکمل معائنہ کر رہی تھی۔ ڈاکٹر ہر پہلو سے تسلی کرنا چاہتے تھے۔

MRI ابھی کچھ دیر پہلے ہی اس کا دماغی کیا گیا تھا تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ گرنے سے دماغ میں کوئی چوٹ، اندرونی خون بہنا یا کوئی اور نقصان تو نہیں ہوا۔

"لالا، آپ لوگ کچھ کھا لیں۔ صبح سے آپ دونوں بھوکے ہیں۔ اس طرح آپ دونوں کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔ پھر آپ لوگوں نے یہاں رکنا بھی تو ہے۔ کچھ کھا کر تھوڑی دیر آرام کر لیں جب تک ہم بھابھی کے پاس رک جاتے ہیں۔"

وہ جو مسلسل انہیں کھانے کے لیے کہہ کہہ کر تھک چکا تھا، اب اس نے علیار کو کہنے کے لیے کہا، شاید اس کے کہنے پر مان جائیں۔ مگر اس کی کوششیں رائیگاں گئیں کیونکہ دونوں میں سے کوئی بھی جواب نہیں دے رہا تھا۔

رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ زرتاشہ کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔ علیار نے گھر کی خواتین کو زبردستی واپس بھیج دیا تھا، دائی اور دیگر کو بھی۔ ان سب کا وہاں رکنا ٹھیک نہیں تھا۔

دیگر افراد کے ساتھ حویلی کے کچھ مرد بھی وہاں موجود تھے تاکہ اگر کوئی ایمرجنسی ہو تو مدد کر سکیں۔

زرتاشہ کو ڈاکٹر نے نارمل وارڈ سے آئی سی یو میں شفٹ کر دیا تھا۔ وہ ابھی بھی مشینوں کے سہارے ہاسپٹل کے سفید بستر پر بے ہوش لیٹی ہوئی تھی۔ کسی کو اب بھی اس سے ملنے کی اجازت نہیں تھی۔

ڈاکٹر اس کی رپورٹس چیک کر رہے تھے، جبکہ داعود کی منگوائی گئی ٹیم مسلسل کام میں مصروف تھی۔

دارار صاحب، آپ میرے ساتھ کیبن میں آئیں، مجھے آپ سے مریض کے متعلق بات کرنی" ہے۔"

ڈاکٹر فائل ہاتھ میں لیے باہر آتی ہوئی بولی۔

ریان، چلو۔" دارار نے اٹھتے ہوئے ریان کو کہا، کیونکہ زرتاشہ کی حالت کے بارے میں جاننے کا" حق ریان کا بھی تھا۔

دارار کی بات پر ریان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا، پھر ہمت کر کے اس کے ساتھ چل دیا۔

آپ؟" ڈاکٹر نے ریان کو دیکھ کر حیرانی سے پوچھا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ ایک مشہور بزنس مین" ہے، مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ زرتاشہ کا بھائی ہے۔

یہ میری وائف کا بھائی ہے... اس لیے اسے ان کی حالت جاننے کا مجھ سے زیادہ حق ہے۔"" دارار نے ہمت کر کے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا، جبکہ ریان کھڑا ہی رہا۔

آپ بھی بیٹھ جائیں، کیونکہ مجھے آپ کو ان کی کنڈیشن کی تفصیل بتانی ہے، اور اسے سننے کے لیے" صبر اور حوصلہ چاہیے۔" ڈاکٹر نے کہا۔

ڈاکٹر نے اپنا شما اتارتے ریان سے کہا جو دروازے پر ہی کھڑا تھا

ڈاکٹر کی بات سنتے ہی ریان بھی تحمل سے بیٹھ گیا، اور یہ تحمل اس نے کیسے کیا تھا، یہ صرف وہی جانتا تھا۔

"ہم نے ان کا MRI کر لیا ہے۔ شکر ہے کہ دماغ میں کوئی چوٹ نہیں آئی۔ سر پر جو چوٹ لگی تھی وہ ظاہری تھی، لیکن سر کے بل گرنے کی وجہ سے ان کی spinal cord injury ضرور ہوئی ہے۔"

ڈاکٹر نے ان کے سامنے زرتاشہ کی spinal cord کا ایکسرے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"Spinal cord کو تو براہِ راست نقصان نہیں پہنچا، مگر اس کے اردگرد موجود muscles اور tissues متاثر ہوئے ہیں جو براہِ راست brain سے communicate کرتے ہیں، اس لیے امکان ہے کہ وہ کسی trauma کا شکار ہو جائیں۔"

"ان کے جذبات اور احساسات وقتی طور پر غیر متوازن ہو سکتے ہیں، مگر دوائیوں اور care سے وہ بہتر ہو جائیں گی۔ البتہ آپ سب کو ان کے ساتھ صبر اور تحمل سے کام لینا ہوگا۔"

"ان کی دو پسلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ چونکہ پہلے سر زمین پر لگا، پھر جسم کسی نوکیلی چیز یا سیڑھی کے کنارے سے ٹکرایا، اس لیے پسلی کے قریب ایک گہرا زخم بھی ہے جس پر stitches لگائے گئے ہیں۔"

"پسلیوں کی ہڈیوں کا عام طور پر پلاسٹر نہیں ہوتا، یہ خود تین ہفتوں میں ٹھیک ہو جاتی ہیں، مگر سخت احتیاط ضروری ہے ورنہ کیس خراب ہو سکتا ہے۔"

"سر کے پچھلے حصے پر گہرا زخم ہے، جو شدید گرنے کی وجہ سے ہوا ہے۔"

یہ سب تو ان کی physical injuries تھیں۔

اب ڈاکٹر نے گہری سانس لی اور کہا:

"مسٹر ریان... معاف کیجئے گا، مگر کیا آپ مجھے یہ بتانا پسند کریں گے کہ آپ نے اپنی بہن کی اتنی کم عمر میں شادی کیوں کروا دی؟"

"اب ایسا نہیں ہوتا... آپ کو اندازہ ہے کہ اس جلدی شادی نے ان پر کتنا بڑا psychological impact چھوڑا ہے؟ وہ بہت کم عمر میں ماں بننے والی تھیں۔"

"میں بطور ڈاکٹر یہ مانتی ہوں کہ پہلے زمانے میں کم عمر میں شادیاں اور motherhood عام تھا، مگر اس وقت کا lifestyle اور nutrition مختلف تھا۔ آج کے دور میں ایسا نہیں ہے۔"

"کم عمری میں miscarriage کی وجہ سے نہ صرف ان کا uterus بلکہ پورا reproductive system متاثر ہوا ہے۔ اس لیے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کے دوبارہ ماں بننے کے امکانات صرف 10% ہیں۔"

"فی الحال ہم ان کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ ان کے دماغ نے اس trauma پر کیا ردِ عمل دیا ہے۔ اگر انہیں ہوش نہ آیا تو وہ coma میں بھی جا سکتی ہیں۔"

"اور یہ بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ انہیں ہوش کب آئے گا—آج، کل، پرسوں، ایک سال بعد... یا شاید کبھی نہیں۔"

ڈاکٹر نے رپورٹس ان کی طرف بڑھائیں اور گہری سانس لی۔

ریان اور دارار کو یوں لگا جیسے ہسپتال کی دیواریں ان پر گر گئی ہوں۔ ایک لفظ بھی ان کے منہ سے نہ نکل سکا۔

ریان بے یقینی سے رپورٹس کو دیکھ رہا تھا، جبکہ دارار کی ہمت جواب دے چکی تھی۔

ان کی حالت دیکھ کر ڈاکٹر نے پانی کا گلاس ان کی طرف بڑھایا۔

"آپ دونوں دعا کریں... میں ہمیشہ کہتی ہوں دعا سے بہتر کوئی دوا نہیں۔ ان کا ہوش میں آنا بہت ضروری ہے۔"

ڈاکٹر نے یہ کہتے ہوئے انہیں کچھ وقت دینے کے لیے اکیلا چھوڑ دیا تھا۔ یوں تو وہ عام طور پر اپنا کیبن چھوڑ کر نہیں جاتی تھی، مگر آج تک اسے اتنا کمپلیکیٹڈ کیس کبھی موصول نہیں ہوا تھا۔ اکثر ایسے مریض سر کے بل گرنے کی وجہ سے موقع پر ہی دم توڑ دیتے تھے، مگر زرتاشہ اس معاملے میں خوش نصیب ثابت ہوئی تھی۔

کافی دیر تک جب وہ دونوں باہر نہ آئے تو ڈاکٹر نے علیار کو تفصیل بتا کر انہیں باہر لانے اور سنبھالنے کا کہا، کیونکہ اگر وہ انہیں مزید وقت دیتی تو اس کا اپنا کام متاثر ہو رہا تھا، اور دوسرے مریض بھی موجود تھے جنہیں دیکھنا ضروری تھا۔

ڈاکٹر نے سب کو زرتاشہ سے ملنے کی اجازت دے دی تھی، مگر ساتھ ہی سخت ہدایت بھی دی کہ کوئی بھی اس سے بات کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ ہوش آتے ہی فوراً ڈاکٹر کو اطلاع دی جائے گی۔

مزید یہ کہ کوئی بھی اس کے جسم پر پریشر نہیں ڈالے گا، نہ ہی کسی باڈی پارٹ کو موکرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر اسے ہوش آ بھی جائے تو جذباتی طور پر اس پر دباؤ نہ ڈالا جائے۔ وہ اس وقت اس حالت میں نہیں تھی کہ زیادہ حرکت یا تناؤ برداشت کر سکے، اس لیے ہر قسم کی احتیاط لازم تھی۔

فجر کی اذان کے بعد ریان ہمت کر کے اس کے روم میں داخل ہوا۔ وہ اس وقت اکیلی تھی۔

دارار اور علیار وہیں موجود تھے، جبکہ داعود اور علیان کچھ دیر پہلے گھر گئے تھے تاکہ فریش ہو کر واپس آسکیں، اور ساتھ گھر والوں کو بھی اطلاع دے سکیں، کیونکہ وہ سب مسلسل دو راتوں سے فون کر کے زرتاشہ کی طبیعت کے بارے میں پوچھ رہے تھے اور ہاسپٹل آنے پر اصرار کر رہے تھے۔ اسی لیے علیار نے داعود سے کہہ کر انہیں بلوا لیا تھا تاکہ وہ گھر جا سکیں۔

ریان رات سے اب تک ایک بار بھی زرتاشہ کے کمرے میں داخل نہیں ہوا تھا۔ اس میں اتنی ہمت ہی نہیں تھی کہ وہ اس کا سامنا کر سکے۔ کہیں نہ کہیں وہ خود کو اس حالت کا ذمہ دار سمجھ رہا تھا۔

وہ تھکے ہوئے قدموں سے چلتا ہوا اس کے بیڈ کے پاس آیا، اور بیٹھنے سے پہلے اس کے چہرے پر پڑھی ہوئی تسبیحات دم کر کے پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

وہ غور سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا، جو اب زردی مائل ہو چکا تھا۔ کل صبح تک وہ چہرہ گلابی تھا، اور اب وہی چہرہ پیلا پڑ چکا تھا، جیسے اس پر کبھی رنگ آیا ہی نہ ہو۔

اس کی نظر چہرے سے ہٹ کر اس کے بازوؤں پر گئی، جہاں متعدد خراشیں موجود تھیں۔

کچھ گہری اور کچھ ہلکی خراشیں اس کے بازوؤں پر موجود تھیں۔ ابھی تک ڈاکٹر نے ان پر کوئی دوائی نہیں لگائی تھی کیونکہ وہ اس کے بازو کو زیادہ موڑنے سے بھی ڈر رہے تھے۔ پسلی اور اسپائنل انجری نے سب کو خوفزدہ کر دیا تھا۔

ریان غور سے اس کی کلائی دیکھ رہا تھا، جہاں صبح تک سرخ کانچ کی چوڑیاں تھیں، مگر اب وہاں ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ یہ منظر اس کی آنکھوں کو دھندلانے پر مجبور کر گیا تھا۔

مشینوں میں جکڑا اس کا وجود دیکھ کر ریان خود کو بے حد کمزور محسوس کر رہا تھا۔ اچھا ہوا کہ اس نے راستے میں ہی ہاسپٹل کال کر کے رپورٹس کا پتا کر لیا تھا، ورنہ وہ تو آسٹریلیا جا رہا تھا اور اسے اپنی بہن کی حالت کا علم بھی نہ ہوتا۔

یہ سوچ کر وہ اور زیادہ گھبرا گیا۔ اب وہ اسے ہر جگہ اپنے ساتھ رکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"زری..."
کافی دیر خاموشی سے اسے دیکھنے کے بعد ریان نے ہمت کر کے اسے پکارا۔

وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا، اپنے دل کا حال بتانا چاہتا تھا... بتانا چاہتا تھا کہ وہ اتنی سی دیر میں اسے کتنی بری طرح ڈرا چکی ہے کہ اب وہ پلک جھپکانے سے بھی ڈرتا ہے، کہیں وہ غائب ہی نہ ہو جائے۔

"لالا کا بچہ... تم کب ہوش میں آؤ گی میری جان؟ دیکھو صبح ہو گئی ہے، فجر کی اذان بھی ہو گئی ہے، میں نے نماز بھی پڑھ لی ہے اور تم اب تک سو رہی ہو۔ یہ تو غلط بات ہے۔"

"تمہیں پتا ہے نماز کسی صورت معاف نہیں ہوتی... پھر اٹھ جاؤ، ٹھیک ہو جاؤ۔ پھر ہم دونوں مل کر بی اماں کے ہاتھ کا ناشتہ کریں گے۔ تم جو کہو گی میں وہ مانوں گا۔"

"تم وہاں نہیں جانا چاہو گی تو میں تمہیں کبھی وہاں نہیں بھیجوں گا۔ ایک لمحے کے لیے بھی نہیں۔ بس ہوش میں آ جاؤ، میں سب ٹھیک کر دوں گا میری جان..."

"تم تو اپنے لالا کی ہر بات مانتی ہو، پھر یہ کیوں نہیں مان رہی؟ مان جاؤ..."

"وہ ڈاکٹر کہہ رہی تھی کہ میں نے تمہاری شادی کیوں کروائی... انہیں کیا پتا؟ اتنا آسان تھوڑی ہوتا ہے اپنے جگر کو خود سے دور کرنا..."

"مگر کرنا پڑتا ہے... میرے اتنے دشمن ہیں، اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو میری زری کا کیا ہوتا؟ میں اسے اس بے رحم دنیا کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتا تھا..."

"تم میری کمزوری نہیں ہو، مگر تمہیں ایک خراش بھی آئے تو میں برداشت نہیں کر سکتا..."

وہ لمحہ بھر رکا، پھر درد سے بولا:

"اب میں کسی طرح ضبط کر کے تمہیں ان مشینوں میں جکڑا دیکھ رہا ہوں... میرا دل کر رہا ہے سب چیزیں نوچ کر پھینک دوں..."

"میں جانتا ہوں یہ تمہیں تکلیف دے رہی ہیں، مگر ان کے بغیر تمہیں زیادہ تکلیف ہوگی..."

"بس جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ... پھر میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا۔ ہمیشہ اپنے پاس رکھوں گا..."

"زیادہ مسئلہ ہوا تو میں تمہارے لیے ایک نئی حویلی بنوا دوں گا، بالکل یوسفزئی حویلی کے ساتھ، تاکہ تمہیں کوئی بھی مسئلہ ہو تو فوراً میرے پاس آسکو..."

"اور اگر وہ اچھا نہ لگا تو ہم دارار کو بھی اپنی حویلی میں شفٹ کر لیں گے... اسے گھر داماد بنا لیں گے..."

"کیا کہتی ہو؟"

ریان اپنی ہی باتوں میں مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔

اسی لمحے وہ جو صبح سے خود پر ضبط کیے بیٹھا تھا، اچانک بلک بلک کر رونے لگا۔ اس کی رونے کی آواز باہر تک جانے لگی۔

باہر بینچ پر بیٹھا دارار شدت سے آنکھیں بند کر گیا۔

اسی وقت دروازہ کھلا۔

"ز... زری؟"

علیار جیسے ہی اندر داخل ہوا، پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

اس نے دیوار پر ہاتھ مارتے ہوئے بے چینی سے اسے پکارا۔

پورا کمرہ خالی تھا۔ وہ جلدی سے واش روم کی طرف بڑھا، مگر وہ بھی خالی تھا۔ وہ تیزی سے باہر نکلتے ہوئے بالکنی کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا۔

علیار کے قدم وہیں رک گئے۔ اس نے حیرت سے آنے والی شخصیت کو دیکھا۔

زارا کھڑی تھی، چہرے پر کھسیانی سی مسکراہٹ لیے، اور ہاتھ میں نوڈلز سے بھرا ہوا باؤل تھا۔

"کہاں گئی تھی تم؟"
علیار اس کی طرف بڑھتا ہوا، بڑی مشکل سے اپنے لہجے کو نرم بناتے ہوئے بولا۔

"میں تو نیچے گئی تھی۔ آپ کب سے ہسپتال میں ہیں؟ آپ نے تو کہا تھا کہ داعود لالا کو چوٹ آئی ہے، مگر وہ تو آدھی رات گھر آ گئے تھے، مگر آپ نہیں آئے تھے۔ کیوں؟ کہاں گئے تھے آپ؟ مجھے یہاں اکیلا چھوڑ کر..."

زارا نے پہلے ہی ناراضگی کا ڈرامہ شروع کر دیا تھا تاکہ وہ اس کی ڈانٹ سے بچ سکے۔

علیار نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ بس اسے گھورنے میں مصروف تھا، اور اس کی چالاکی کو بہت اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔

"میں ہسپتال میں ہی تھا۔ تم یہ مجھے دو، اور یہ بتاؤ کہ تم نیچے کس سے پوچھ کر گئی تھیں؟ اور تمہیں کس نے کہا تھا کہ اکیلی رہو؟ میں نے منع کیا تھا نا! اور یہ... یہ تم نے کیا بنایا ہے؟ نوڈلز؟ تم نے ہاتھ بھی لگایا ہے انہیں؟"

"خبردار جو تم نے یہ کھایا! میں ڈاکٹر سے کہہ کر تمہاری ان سب فضول cravings پر پابندی لگوا دوں گا۔ حد ہے! اتنی لاپرواہی..."

علیار اسے مکمل غصے میں ڈانٹتا چلا گیا۔

ورنہ پچھلے کئی دنوں سے وہ ایک لفظ بھی اس سے نہیں بول رہا تھا۔ جو وہ بولتی، وہ بس سر ہلا دیتا۔ سارے کام وہ خود کر رہا تھا۔ کھانا بھی وہی بناتا تھا۔ اس نے اپنے روم میں ایک چھوٹا سا کچن بھی بنا لیا تھا، جس کا دروازہ کمرے کے اندر سے کھلتا تھا۔ وہ ہر وقت زارا کے ساتھ رہنے کی کوشش کرتا، جیسے اس کا سایہ ہو۔

اور زارا... وہ اس "overprotective treatment" کو کافی حد تک enjoy کر رہی تھی، مگر اس وقت اس کی ڈانٹ پر اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

وہ خاموشی سے اپنے خالی ہاتھ کو دیکھنے لگی، جہاں کچھ دیر پہلے نوڈلز کا باؤل تھا، جس میں اس نے چار پیکٹ نوڈلز، لیموں مرچ اور تیل ڈال کر بنایا تھا۔

علیار نے نوڈلز اس سے چھین لیے تھے۔

وہ نم آنکھوں سے اپنے ہاتھ کو دیکھتی رہی، پھر علیار کو دیکھا، جس کے تاثرات میں کوئی نرمی نہیں تھی۔ وہ اب بھی اسے گھور رہا تھا۔

وہ خاموشی سے بالکنی کی طرف چلی گئی۔

علیار نے سرد سانس لی اور کچن کی طرف بڑھ گیا تاکہ اس کے لیے نئے نوڈلز بنا سکے۔ ساتھ ہی اس نے اپنا لیپ ٹاپ بھی اٹھا لیا۔

اس کا ارادہ پہلے بالکنی کی CCTV فوٹیج دیکھنے کا تھا تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ زارا کو کوئی خطرہ نہیں ہوا، اور پھر وہ دوسری فوٹیج دیکھے گا کہ آخر زرتاشہ گر کیسے گئی تھی۔

وہ اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتا، ہاتھ میں تھاما باؤل لیے اندر کی طرف چل دیا کیونکہ وہ اسے یہ نوڈلز ہرگز کھانے نہیں دے سکتا تھا، چاہے وہ ناراض ہی کیوں نہ ہو جاتی۔

وہ ویڈیوز پلے کر کے دیکھنے کے ساتھ ساتھ خود بھی ہاتھ چلانے لگا۔ پہلے اس نے زارا کے لیے fresh noodles تیار کیے، پھر ان کا مصالحہ بنایا۔ ساتھ ساتھ وہ زارا کی گھر پر CCTV فوٹیج بھی دیکھ رہا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد جب وہ اس کام سے فارغ ہوا تو ہاتھ دھو کر خشک کیے، پھر ویڈیوز بند کر دیں۔ اس کے بعد اپنا ایپرن اتارا اور گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے سرد سانس لی۔

وہ جانتا تھا کہ میڈم اب بھی بالکنی میں ہی ہوں گی۔ زارا ناراضگی میں نہ کھاتی تھی نہ سوتی تھی۔ ضد میں آخر کسی پر گئی تھی، مگر علیار بس اتنا جانتا تھا کہ اپنی ضد کی بہت پکی تھی۔

"...زار"

علیار نے بالکنی کا دروازہ آہستگی سے کھولتے ہوئے اسے دھیمے لہجے میں پکارا۔

اس کی آواز سنتے ہی زارا نے بے ساختہ گردن گھما کر اسے دیکھا، مگر فوراً منہ پھیر کر دوبارہ سامنے دیکھنے لگی۔

"سامنے کیا ہے جو مجھ سے زیادہ پیارا لگ رہا ہے؟"

علیار جان بوجھ کر نوڈلز کے دونوں باؤل ایک طرف رکھتا، اس کے برابر میں ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے معصومیت سے بولا۔

زارا اس کی حرکت پر غصے سے تپ کر اسے دیکھنے لگی۔

ویسے بھی جب سے وہ پریگننٹ ہوئی تھی، بات بات پر روہانسی ہو جاتی تھی۔ آنسو تو اس کی آنکھوں سے ایسے نکلتے تھے جیسے کوئی بہت بڑا سانحہ ہو گیا ہو۔

"ہاں، ہے۔ سامنے سب کچھ بہت پیارا ہے... باقی کہیں کچھ بھی پیارا نہیں۔ اور آپ تو بالکل بھی پیارے نہیں ہیں!"

زارا نے غصے سے اپنے آنسو رگڑ کر صاف کرتے ہوئے کہا۔ نوڈلز کی خوشبو سے اسے شدید بھوک لگ رہی تھی اور علیار فضول باتوں میں وقت ضائع کر رہا تھا۔

"جانِ جاناں... کوئی خفا ہے؟"

علیار مزید اس کے قریب ہوتے ہوئے، زبردستی اس کی پشت کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بولا۔

"نہیں، کوئی کیوں ناراض ہوگا؟ آپ چاہے اسے بھوکا رکھ کر یا بھوک سے تڑپا تڑپا کر ماردیں، وہ کیوں آپ سے ناراض ہونے لگا؟ آپ کو کوئی خیال بھی ہے؟"

"خیال ہے کہ ہم کتنے بھوکے ہیں؟ ایسے میں آپ بھی نہیں تھے۔ اوپر سے آپ نے منع کیا تھا کہ کسی ملازمہ کے ہاتھ کا کچھ نہیں کھانا، نہ باہر سے کچھ منگوانا۔

"اور وہ کباب جو آپ پھوپھی کے گھر ہمارے لیے بنا کر گئے تھے، وہ بھی سب چاٹ گئے۔ بول رہے تھے:
"'ہم تو گھر جا کر دوبارہ کھا سکتے ہیں، مگر ایسا موقع پھر نہیں ملے گا'!"

زارا نے منہ پھلاتے ہوئے شکایت کی۔

"ایسے بھوکے لوگوں کے پاس چھوڑ کر گئے تھے آپ ہمیں! اور آپ کے ڈر سے کسی نے ہمیں باہر سے کچھ منگوا کر بھی نہیں دیا۔"

"پھوپھو جان نے سب کو دھمکی دی تھی کہ اگر ہمیں خراش بھی آئی تو جواب تم لوگ دو گے علیار کے سامنے!"

علیار بمشکل اپنی ہنسی روکے اسے دیکھ رہا تھا۔

"پھر؟"

"پھر کیا؟ سب ایسے غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اور ہم وہاں اکیلے بور ہو گئے تھے۔ وہ تو مائسہ آئی، ورنہ ہم تو مر ہی جاتے بور ہو کر!"

زارا نے آخری جملہ غصے سے کہتے ہوئے منہ دوسری طرف کر لیا۔

"میری جان، کوئی بات نہیں۔ صبح میں تمہارے لیے نئے کباب بنا دوں گا۔ فی الحال یہ کھاؤ... اور اگر کچھ اور کھانے کا دل ہے تو بتا دو، میں ابھی بنا دیتا ہوں۔"

علیار نے دوبارہ اسے اپنے سینے سے لگانا چاہا۔

اس بار وہ نیم رضامندی سے تھوڑا سا اس کے ساتھ لگ بھی گئی تھی۔

"ہمیں کچھ نہیں کھانا۔ آپ یہ بھی لے جائیں۔ ہم ایسے ہی ٹھیک ہیں..."

زارا نے مزید اس کی لاڈیاں بانٹنے کے لیے جان بوجھ کر اپنا لہجہ تمکایا تھا۔

"جانِ جاناں ! ایسا نہیں کرو۔ وہ نوڈلز تمہارے لیے ٹھیک نہیں تھے۔ ایک تو مارکیٹ کے تھے، اوپر سے تم نے اس میں اتنی مرچیں اور تیل کیوں ایڈ کیا؟ ہم چیزیں نارمل بھی تو رکھ سکتے ہیں نا۔ اب اگر ابھی یہ کھا کر تمہارے سینے میں جلن ہونے لگی، ووِمٹنگ ہوئی، پھر اس طرح تو تمہارے ان نوڈلز سے تمہارے آلو کو تکلیف ہوگی... اور تم اپنے آلو کو تکلیف نہیں دو گی، رائٹ؟"

علیار نے نرمی سے اسے اپنی بات سمجھاتے ہوئے آج بھی اپنے بچے کو اسی کا کہا، کیونکہ ان کے سب نارمل ہوا تھا مگر وہ اپنے کیے گناہ نہیں بھولا تھا۔ بھلے ہی زارا دوسری چیزوں کی بھاگ دوڑ میں یہ بھول گئی ہو کہ اس نے ماضی میں کیا کیا ہے، مگر اسے یاد تھا۔ وہ جانتا تھا کہیں نا کہیں اسے بھی یاد ہی ہوگا۔ وہ اپنے رشتے میں کوئی کمی یا کسک باقی نہیں رکھنا چاہتا تھا، مگر نہ ابھی گھر کے حالات اس کے حق میں تھے اور نہ ہی زارا کی طبیعت۔ تو فی الحال وہ اسے کوئی بھی بات بتا کر مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"نہیں، ہم کیوں اپنے آلو کو ایسی مرچی والی چیزیں کھلانے لگے؟ وہ تو بس میرا دل کر رہا تھا ! اچھا... جو آپ ابھی بنا کر لائے ہیں، اس میں مرچیں نہیں ہیں نا؟"

زارا نے اس کی بات پر فوراً نفی کرتے ہوئے اس کے ہاتھ میں تھامی پلیٹ کے بارے میں استفسار کیا کیونکہ بھوک نے ایک بار پھر اسے یاد کیا تھا۔

"نہیں، یہ میں نے خاص اپنی جان کے لیے لیمن اور گارلک والے نوڈلز بنائے ہیں۔ اب تم پیٹ بھر کر کھاؤ، پھر تم نے سونا بھی ہے۔ بی پی چیک کیا تھا تم نے اپنا؟ نارمل تھا نا؟"

علیار کانٹے میں نوڈلز لپیٹتا اس کی طرف بڑھاتا، اس سے اس کی طبیعت کے بارے میں استفسار کرنے لگا۔

"ہاں، کیا تھا۔ نارمل ہی تھا۔ اور ابھی میں سوؤں گی نہیں۔ اتنی ساری باتیں ہیں آپ کو بتانے کی۔ آج ہم یہی لیٹیں گے، میں سب آپ کو بتاؤں گی ہم۔"

زارا نے بڑے مزے سے چیز اپنے منہ میں لیتے اسے جواب دیا تھا۔

جبکہ علیار اس کی بات مسکرا کر سنتا، ساتھ ساتھ اسے کھلا بھی رہا تھا۔ ویسے بھی اس نے صبح ہی نکلنا تھا۔ وہی روٹین، پہلے وہ زارا کو اس کی پھوپھو کے پاس چھوڑتا، پھر ہسپتال آتا۔ وہ سوچ رہا تھا انہیں ہی یہاں بلوا لے کیونکہ زارا یہاں زیادہ کمفرٹیبل ہوگی۔

وہ یہی سوچ کر رہ گیا۔

ماسا اپنے کمرے میں موجود پریشانی سے بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ وہ نہ جانے کب سے یہ موقع تلاش کر رہی تھی کہ علیان کو یہ خبر دے سکے، مگر وہ تھا کہ اسے موقع ہی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے سوچا تھا اسے سرپرائز دے گی، مگر جو کل زرتاشہ کے ساتھ ہوا تھا....

تھا، اس کے بعد اس میں ہمت نہ رہی سرپرائز کی۔ ویسے بھی اسے اپنی کمر میں شدید درد محسوس ہو رہا تھا۔ زرتاشہ کی لائی ہوئی چیزیں جس طرح دارار کی اسٹڈی میں بکھری تھیں، وہ اس نے کس

طرح ہمت کر کے سمیٹی تھیں، یہ وہی جانتی تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ ان دونوں کی آن بن ہوئی ہے اور اسی وجہ سے وہ نیچے گری ہے، مگر کسی بات پر اس سے سب صحیح لاعلم تھے۔

وہ اپنی سوچ جھٹک گئی۔ وہ اس بارے میں سوچنا ہی نہیں چاہتی تھی جس سے اس کی طبیعت خراب ہو۔ وہ بھی سر جھٹک کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔ صبح جلدی اٹھنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا کیونکہ آج سارا دن آندو نے اسے خوب تنگ کیا تھا۔ کیونکہ میڈم نے ایک بار بھی اپنے بابا کو نہیں دیکھا تھا تو خاصی چڑچڑی ہو رہی تھی اور مانسا نے کسی احساس کے تحت اسے گود میں لے کر نہیں گھمایا تھا، کم از کم جب تک وہ اس بات کی تصدیق نہیں کر لیتی۔

اس نے آمدہ کے بالوں میں چلتی اپنی انگلیوں کو دیکھ کر سوچا اور خود بھی آنکھیں موندتے ہوئے سونے کی کوشش کرنے لگی۔

ڈاکٹر کے دیے ہوئے اڑتالیس گھنٹوں میں اب صرف کچھ ہی باقی تھے۔ نرس نے ڈاکٹر کے کہنے پر اس کے بی پی اور ہارٹ ریٹ پر نظریں رکھی ہوئی تھیں۔ بی پی اس کا ابھی بھی لو تھا جبکہ ہارٹ ریٹ آہستہ آہستہ کمی کی طرف جا رہا تھا۔ جب سے ریان اس کے پاس تھا، اس نے دارار کو بلوایا بھی تھا مگر اس نے انکار کر دیا تھا۔ جانتا تھا اگر وہ ہوش میں آگئی تو سب سے پہلے مجرم کو سزا ہوگی، اور وہ خود تھا۔ وہ خود بھی اس کی سزا کے لیے تیار تھا مگر وہ خودغرض بنتے اپنی اس سزا میں جدائی نہیں چاہتا تھا۔ اسے ابھی بھی اپنی فکر تھی۔

وہ اپنی سوچوں میں گم، کرسی کی پشت سے سر ٹکائے بیٹھا تھا۔ کل سے انہی لباس میں ملبوس تھا جو اب شکن زدہ ہو چکا تھا۔

ڈاکٹر تیزی سے زرتاشہ کے روم کی طرف بڑھی۔ انہوں نے ریان کو بھی باہر انتظار کرنے کا کہا تھا۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر روم سے باہر آئی تھی۔

اب تک تو انہیں ہوش نہیں آیا ہے۔ اڑتالیس گھنٹے پورے ہونے کو ہیں، دیکھیں کیا ہوتا ہے۔" "فی الحال ہم کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔

ڈاکٹر کے باہر آتے ہی ریان ان کی طرف بڑھا تھا۔ جبکہ ڈاکٹر کی بات سنتے ہی ریان کو چکر آیا تھا۔ اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتا، علیان اور داعود نے جلدی سے اسے تھام لیا۔

"لالا، ہوش کریں۔ آ... آپ ادھر چل کر بیٹھیں۔"

ان دونوں نے بمشکل اسے سنبھالتے ہوئے بینچ پر بٹھایا تھا۔ دارار تو پہلے ہی سکتے میں تھا۔ اسے ہر کسی کی باتیں بس اپنے سر پر ہتھوڑے کی مانند بجتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"لالا، آپ ایک بار بھی بھابھی سے نہیں ملے۔ آپ ملیں نا، کیا پتا ہوش آجائے۔"

علیان نے دارار کو دیکھتے ہوئے کہا جو ضبط سے اپنے آنسو پیتا اپنی آنکھیں لال کر چکا تھا۔

وہ ہمت کرتے اس کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ روم کے اندر اسے اپنے قدم من من بھر کے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ ہمت کرتے اس کے پاس کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا تھا۔

”زری...“

بڑی ہمت کرتے اس نے اسے پکارا تھا۔ آواز میں واضح لرزش تھی۔

زرتاشہ، جیسے ڈاکٹر کے نکلتے ہی ہوش آگیا تھا، وہ کمرے کی لائٹ برداشت نہ ہونے پر اپنی آنکھیں موندے ہوئے تھی۔ کچھ دیر اسے سمجھ نہیں آیا کہ ہو کیا رہا ہے۔ باہر کے شور نے اسے الجھا دیا تھا، پھر یکدم دماغ میں جھماکا ہوا اور اپنے ساتھ ہوئے سارے حادثے اسے فوراً ہی یاد آ گئے۔

دارار، جو اسے پکارنے کے بعد آنکھیں موندتے بے آواز روتے ہوئے اس کے کنولے جیسے ہاتھ سے اپنا ماتھا لگائے بیٹھا تھا، اسے اس بات کی خبر ہی نہیں ہوئی کہ زرتاشہ ہوش میں آچکی ہے۔

۔۔۔ زرتاشہ نے سرے سے اس کی موجودگی کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے پہلو پر ہاتھ رکھنا چاہا۔ ڈاکٹر نے اس کی ہر موومنٹ کو محدود کر رکھا تھا۔ وہ اپنا ہاتھ ہلا بھی نہیں پا رہی تھی۔ بے بسی سے نہ جانے کتنے ہی آنسو اس کے عارض پر بہے تھے۔

ریان، جو کافی دیر سے اس کے کمرے کے باہر چکر لگا رہا تھا، اپنی طبیعت خراب ہونے کے باوجود بھی بیٹھ نہیں پا رہا تھا۔ نرس اس کی ڈرپ چینج کرنے کے لیے روم میں داخل ہوئی۔ نرس کو کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر دارار بغیر زرتاشہ کی طرف دیکھے کمرے سے باہر نکل گیا تھا، جبکہ اس

کے جاتے ہی زرتاشہ نے اپنی آنکھیں کھول لی تھیں۔ اسے اس وقت کم از کم دارار کو تو نہیں دیکھنا تھا۔

اسے ہوش میں آتا دیکھ کر نرس جلدی سے ڈاکٹر کو اطلاع دینے کے لیے باہر کی طرف بھاگی تھی، جبکہ نرس کو یوں بھاگتا دیکھ کر ریان جلدی سے دروازہ کھول کر دیکھنے لگا، کہیں اس کی زری کو کچھ ہو تو نہیں گیا۔

دروازہ کھلنے پر اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر ریان کو کتنے دنوں بعد اپنے وجود میں سکون اور خوشی کی لہر دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔ نہ جانے کتنے ہی آنسو اس کے عارض پر بہے تھے۔ اسے اب جا کر اپنی ٹانگوں میں جان محسوس ہو رہی تھی، ورنہ وہ آگے بڑھ بھی نہیں پا رہا تھا۔ وہ بس وہیں کھڑا یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے پلک جھپکانے کی بھی غلطی نہیں کی تھی، کیونکہ ڈر اس کے دل میں کنڈلی مار کر بیٹھ گیا تھا... زرتاشہ کو کھونے کا ڈر۔

باہر کسی کو بھی اس کے ہوش میں آنے کا علم نہیں تھا۔ سب ریان کی حالت سمجھ رہے تھے، اور وہ تو ویسے بھی زرتاشہ کو لے کر کافی حساس تھا، اور اس وقت تو زرتاشہ زندگی اور موت کے بیچ تھی۔

ریان اب بھی دروازے کے ہینڈل پر اپنا ایک ہاتھ رکھے کھڑا تھا جب ڈاکٹر وہاں آئی تھی۔

"مسٹر، مریض کو ہوش آگیا ہے، آپ ہمیں انہیں چیک کرنے دیں۔"

ڈاکٹر نے ریان کو دروازہ گھیرے کھڑا دیکھ کر اس سے کہا، جو اب بھی ایسے ہی کھڑا تھا جیسے اس نے ڈاکٹر کی بات سنی ہی نہ ہو۔

"مسٹر ریان! "

اب کی بار ڈاکٹر نے ذرا تیز آواز میں اسے مخاطب کیا تو ریان نے بھی اپنی نظریں زرتاشہ سے ہٹاتے ہوئے مڑ کر ڈاکٹر کو دیکھا۔

"زری کو ہوش آگیا ہے؟"

اس نے بے یقینی کی کیفیت میں کہا۔ ڈاکٹر اس کے جذبات سمجھ رہی تھی۔

"جی الحمدللہ۔ آپ ہمیں راستہ دیں، ان کا چیک اپ کرنا ہے۔"

ڈاکٹر نے ریان کے خوشی سے چھلکتے آنسوؤں کو دیکھ کر مؤدبانہ انداز میں کہا۔

تو ریان بھی سائیڈ ہو گیا۔

"لالا، اب تو آپ لوگ پانی پی لیں، دونوں کی ہی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔"

علیان نے اب کی بار دونوں کی طرف پانی کی بوتل کھول کر بڑھائی، کیونکہ دونوں ہی کل سے ڈھیٹ بنے کھانا اور پانی کا ایک گھونٹ بھی منہ سے نہیں لگا رہے تھے۔ وہ تو علیا ریہاں تھا جو انہیں زبردستی پانی پلا رہا تھا، ورنہ وہ لوگ کسی کی بھی نہیں سن رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر روم سے باہر آئی۔

"دیکھیے، سب کچھ تو ویسا ہی ہے جیسا ہم نے آپ کو بتایا تھا، مگر ابھی وہ انڈر ٹراما ہیں۔ کچھ بول نہیں رہی ہیں، نہ ہی کوئی ری ایکشن دے رہی ہیں۔ ہم نے انہیں پین کلر دے دی ہے تاکہ انہیں فوراً سے درد محسوس نہ ہو، مگر کچھ گھنٹوں میں پین کلر کا اثر زائل ہو جائے گا تو پھر انہیں بہت تکلیف ہوگی۔ اس کے بعد ہم ان کی میڈیسن چینج کریں گے۔"

ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا۔

"فل حال وہ ہاسپٹل میں ہی رہیں گی۔ کب تک؟ اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتی۔ کوشش کیجیے گا انہیں ان کے مس کیرج کے بارے میں نہ بتائیں۔ ہو سکتا ہے انہیں علم نہ ہو، کیونکہ وہ بہت ینگ ہیں اور شاید سمجھ نہ پائی ہوں۔"

ڈاکٹر نے ان لوگوں کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"جی... اسے معلوم تھا اس بارے میں۔ ان فیکٹ، وہ ہم سب کو سرپرائز دینے والی تھی۔"

ریان نے ڈاکٹر کو دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔

"اوہ..."

ڈاکٹر ایک لمحے کو خاموش ہوئی۔

تو پھر آپ ابھی ان سے اس بارے میں کوئی بات نہ کیجیے گا۔یہی ان کے لیے بہتر ہو گا۔ اور باقی" رہی بات ان کے دوبارہ کنسیو کرنے کی، تو فل حال چانسز وہی ہیں، مگر ایک بار وہ پوری طرح ریکور ہو جائیں تو اس کا بھی علاج ہو جائے گا۔ اللہ نے چاہا تو ان شاء اللہ سب پہلے سے بہتر ہو جائے گا۔"

ڈاکٹر یہ کہتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

ریان نے دوبارہ کمرے کا دروازہ کھول کر دیکھا تو وہ سو رہی تھی۔ وہ واپس آکر وہیں بیٹھ گیا۔

لالا، میں آپ دونوں کے کپڑے گھر سے منگوا رہا ہوں۔ آپ لوگ فریش ہو جائیں اور چینج کر" لیں۔ جب تک دعا بھی آتی ہو گی، میں اس سے کہہ کر ناشتہ بھی منگوا لیتا ہوں۔"

علیان نے ریان کو دیکھتے ہوئے کہا، جو سکون سے کرسی کی پشت سے اپنا سر ٹکائے بیٹھا تھا۔

نہیں، تم رہنے دو۔ میں منگوا لیتا ہوں اور ساکب کو بھیج دیتا ہوں، وہ آتا ہی ہو گا۔ وہ کھانا بی" اماں کے ہاتھ کا بنوا کر لے آئے گا۔ وہ بھی پریشان ہو رہی ہوں گی، انہیں بھی تسلی ہو جائے گی۔"

:ریان نے اسے نرمی سے منع کرتے ہوئے کہا، پھر پوچھا

"اہلیہ کہاں رکی ہیں؟ تمہارے گھر؟"

یہ کہتے ہوئے اس نے جیب سے فون نکالا، جسے اس نے آف کر رکھا تھا۔

"نہیں لالا، وہ آپ کے گھر ہی گئی تھیں، ادھر نہیں رکیں۔"

علیان بھی اس کے برابر بینچ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"وہ ان کا گھر ہے، علیان۔ وہ اپنے گھر گئی ہیں۔"

ریان نے اس کی تصحیح ضروری سمجھی۔

زرتاشہ کو ہوش آگیا تھا، اور اب اسے اپنا آپ ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے اس میں دوبارہ جان پھونک دی ہو۔ رہی بات اس کے ٹھیک ہونے کی، تو وہ اس کا خیال رکھ کر اسے پہلے سے بھی بہتر کر دے گا۔ اسے اپنے رب پر پورا یقین تھا کہ اس کی بہن جلد صحت یاب ہو جائے گی۔

علیان جب کمرے میں داخل ہوا تو مانسا اسے کہیں نظر نہ آئی، جبکہ آمدہ بیڈ پر سو رہی تھی اور اس کے کنارے پر سارے تکیے لگے ہوئے تھے۔

اپنی بیوی کی لاپرواہی پر اسے غصہ آیا۔ آمدہ اب بڑی ہو چکی تھی، تھوڑا بہت کھڑے ہونے کی کوشش کرتی تھی مگر بیٹھنا بالکل ٹھیک جانتی تھی۔ وہ آرام سے ان تکیوں کو پار کر کے گر سکتی تھی، کیونکہ اس کی بیٹی بہت تیز کرالنگ کرتی تھی۔

اسی عادت کی وجہ سے علیان نے اس کے گھٹنوں کے لیے خاص پروٹیکٹر پہنائے رکھے تھے، تاکہ اسے چوٹ نہ آئے۔ اس نے کمرے سے بھی ساری نوک دار اور خطرناک چیزیں ہٹا دی تھیں۔

پورے کمرے میں فرنیچر کے نام پر صرف دو تین چیزیں تھیں۔ ایک ان کا بیڈ، ایک آمدہ کا بیڈ جو بالکل ان کے بیڈ کے ساتھ تھا، اور ایک ڈریسنگ ٹیبل جسے علیان نے دیوار پر فٹ کروا دیا تھا تاکہ اس کے ڈراز وغیرہ سے بچی کو چوٹ نہ لگے۔

حتیٰ کہ اس کی چیئر بھی فوم کی تھی، جس کے ساتھ اس کی بیٹی سارا دن کھیلتی تھی۔ سائیڈ ڈراز بھی اس نے اسی حساب سے بنوائے تھے۔

صوفے ہٹا کر اس نے دوسرے ڈیزائن کے صوفے انسٹال کروائے تھے جن میں فوم اور فلفی میٹریل زیادہ تھا تاکہ اس سے بھی آمدہ کو چوٹ نہ لگے۔

اور یہاں اس کی بیوی نہ جانے کب سے واشروم میں بند تھی۔ اسے تو مسلسل صرف پانی گرنے کی آواز ہی آرہی تھی۔ صبح صبح یوں اپنی بیوی کے نہانے کی وجہ اسے سمجھ نہیں آئی، جبکہ رات تو وہ گھر ہی نہیں تھا، تو پھر...؟

وہ سوچ میں پڑ گیا۔

کافی دیر گزرنے کے بعد بھی جب وہ باہر نہ آئی تو علیان نے خود ہی اندر جانے کا فیصلہ کیا۔

وہ احتیاط سے آمدہ کو گود میں اٹھاتا اس کے بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔ اٹھانے کی وجہ سے اس کی نیند میں خلل پڑا تھا جس پر آمدہ نے کسمسا کر اپنی آنکھیں وا کرنے کی کوشش کی، مگر علیان جلدی سے اس کی دونوں آنکھوں پر لب رکھ گیا۔

"بابا کے کدو، سو جاؤ ابھی۔ بابا نے ماما کو دیکھنا ہے۔ میں ابھی آیا... سو جائیں، میرا اچھا بچہ۔"

علیان اسے تھوڑی دیر اپنی گود میں جھلاتا رہا۔ اس کی نیند گہری ہوتی دیکھ کر اسے واپس سلا گیا۔

وہ ڈریسنگ روم کے دروازے کے نوب پر ہاتھ رکھتے اندر داخل ہوا، جو پورا خالی تھا۔

وہ احتیاط سے واشروم کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا جہاں شاور آن تھا اور اس کی بیوی زمین پر بیٹھی تھی۔

وہ پورے کپڑوں میں بھیگی ہوئی زمین پر بیٹھی تھی۔

"! ماکسا"

علیان کو یہ منظر بالکل پسند نہیں آیا تھا۔ وہ اسے پکارتے تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور فوراً شاور بند کیا، پھر اسے اٹھایا تھا جو لڑکھڑاتے ہوئے اس کے سینے سے آلگی تھی۔

علیان نے جلدی سے شاور ٹیپ بند کیا اور اسے اٹھایا جو لڑکھڑاتے ہوئے اس کے سینے سے آلگی تھی۔ علیان نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ باندھتے اسے گرنے سے بچایا تھا، ورنہ وہ مکمل طور پر اپنے ہوش کھو رہی تھی۔

علیان نے اس کا ماتھا اور گردن چھوتے ہوئے اس کا ٹیمپریچر چیک کیا، جو اسے نارمل ہی لگا۔ وہ اسے لیے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا تھا۔ وہاں کرسی کھینچ کر اسے اس پر بٹھایا۔

"ماکسا...! ماکسا...!"

وہ مسلسل اس کے گال تھپتھپاتا اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ماکسا!"

اب کی بار علیان نے اسے ہلکا سا جھنجھوڑا تھا۔ اس کی تیز آواز نے اثر کیا اور وہ اپنی آنکھیں تھوڑی سی وا کر گئی تھی۔

اس کی نیم وا آنکھیں دیکھ کر علیان کو اپنے وجود میں جان آتی محسوس ہوئی تھی۔

"ماکسا میری جان، اٹھو... آنکھیں تو کھولو۔ ہوا کیا ہے؟"

علیان اسے پیار سے پچکارتے ہوئے جگانے کی کوشش کرنے لگا۔

"علیان... ہمیں گھِن آ رہی ہے۔ ہمارے کپڑے بدلیں، ورنہ میں یہیں الٹی کر دوں گی..."

علیان کی موجودگی محسوس کرتے ہی اس کے اندر جیسے جان واپس آئی تھی۔ اس نے جلدی سے اپنی پریشانی اسے بتائی۔

"اچھا، رکو دو منٹ۔ ابھی کرواتا ہوں، تم بس الٹی مت کرنا۔"

علیان ایک ہاتھ سے اسے سنبھالتا دوسرے ہاتھ سے جلدی سے الماری کا لاک کھول گیا۔ وہاں صرف اس کے نائٹ گاؤن تھے، وہی کافی بولڈ جنہیں محترمہ نے اب تک ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا، بس یونہی اپنی بے قدری پر رو رہے تھے کیونکہ اس کی بیوی تو بغیر چینج کیے ہی سو جاتی تھی۔

اس کے حساب سے وہ دن میں بھی ایسے کپڑے پہنتی تھی جن میں وہ کمفرٹیبل ہو اور آرام سے سو سکے، کیونکہ آمدہ اکثر رات میں انہیں تنگ کرتی تھی یا دن بھر اسے اپنے پیچھے بھگا کر رکھتی تھی جس کی وجہ سے اس کی نازک جان بیوی نڈھال ہو جاتی تھی۔

اور اسے ابھی بھی کچھ ایسا ہی معاملہ لگ رہا تھا۔

وہ سر جھٹکتے ہوئے اسے نائٹ گاؤن میں چینج کروا گیا۔ پھر اس کے گیلے کپڑے باسکٹ میں پھینکتے ہوئے اسے باہوں میں اٹھا کر باہر کی طرف بڑھا تھا۔

احتیاط سے اسے بیڈ پر لٹاتے ہوئے اس نے بیڈ پر آمدہ کی سائیڈ کے پردے برابر کیے تھے کیونکہ آمدہ اب بڑی ہو رہی تھی اور رات کو اٹھ جاتی تھی۔ تو ماکسا نے ہی اس سے کہا تھا کہ بیڈ کے کناروں پر اس طرح کے بیڈ کرٹن لگوا لے جیسے پہلے کے بیڈز میں موجود ہوتے تھے، تاکہ اگر کبھی غلط وقت پر آمدہ جاگ بھی جائے تو انہیں خود کو کمپوز کرنے کا وقت مل جائے۔

کیونکہ دونوں ہی اس بات پر راضی نہیں تھے کہ وہ اپنی بیٹی کو خود سے دور سلائیں۔

وہ اسے بیڈ پر لٹاتا، ڈرائر لاتے اس کے بال کلیپ سے آزاد کر گیا تھا۔ پھر اس کے بال اچھی طرح ڈرائی کرتے ہوئے ڈرائر واپس رکھتا خود اپنی ٹی شرٹ اتار کر بیڈ پر اس کے برابر نیم دراز ہو گیا۔

"....دلبر"

علیان نے اس کے عارض سہلاتے ہوئے اسے پکارا تھا۔

مجھے پتا ہے تم اٹھی ہوئی ہو، اب اٹھ جاؤ اور مجھے بتاؤ ہوا کیا تھا؟ اور میری جان، ایسے صبح صبح" "پانی کے نیچے کیا کر رہی تھی؟ اگر میں نہ آتا تو کیا میڈم کا وہیں سونے کا ارادہ تھا؟

علیان نے یونہی اس کے عارض سہلاتے ہوئے کہا۔

وہ اس کی نارمل چلتی سانسیں محسوس کر رہا تھا اور اس کی پلکوں کی لرزش نے اسے بخوبی اس کے جاگنے کا پتا دے دیا تھا۔

"....یہ تو آپ کو اندازہ ہونا چاہیے کہ میں صبح صبح پانی کے نیچے کیوں تھی"

ماکسا نے اسے جواب دینے کے بجائے الٹا خود ہی سوال کرتے ہوئے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ اس کے سینے پر تھا جبکہ دوسرا اس کی کمر پر، اور وہ مکمل طور پر اس کے حصار میں سمٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔

علیان کو اب واقعی اپنی بیوی کی طبیعت خراب لگی تھی۔ وہ تو کبھی بھی یوں خود سے اس کے قریب نہیں آتی تھی، پھر آج یہ پیش قدمی کیوں؟

کہیں ایسا تو نہیں تھا کہ آپ کو اپنے شوہر کی یاد ستا رہی تھی؟ اس کی بانہوں کے حصار کی یاد ستا رہی تھی؟ اس کی سرگوشیاں ستا رہی تھیں...“

علیان نے بلا جھجک اسے اپنا اندازہ بتایا تھا۔ وہ بے باکی سے اس کے کان میں سرگوشی کرتا اس کے کان کی لو پر اپنے لب مس کر رہا تھا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے پیر سے بیڈ کے کنارے پر بندھے بالکنی کے پردوں کی رسی بھی کھول دی تھی تاکہ صبح کی روشنی ان تک نہ آئے اور ان کے اردگرد کا ماحول یوں ہی خوابناک بنا رہے۔

بالکل بھی نہیں... ایسا تھا نہیں، ایسا ہے۔ مجھے آپ کی یاد بھی ستا رہی تھی اور آپ کا ساتھ بھی... مگر پہلے بتائیں زرتاشہ بھابھی ٹھیک ہیں نا؟“

ماکسا نے اس کی بات پر مسکراتے ہوئے اپنی آنکھیں کھولیں اور خود کو اس کے سینے پر منتقل کرتے ہوئے پہلے زرتاشہ کے بارے میں جاننا چاہا۔

جی دلبر، انہیں ہوش آگیا ہے اور اب خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔ مگر آپ ان کی بات“ نہیں کریں، ان کی بات ہم بعد میں کریں گے۔ یہ وقت ہماری باتوں کا ہے... آپ کی بات اور میری بات کا۔

تو میرے جانی، مجھے بتائیں ہوا کیا تھا؟ یوں رات کے اس پہر پانی کے نیچے بیٹھنا، اور وہ بھی ہمارے کدو کو یوں اکیلا چھوڑ کر ان تین تکیوں کے سہارے... جبکہ آپ جانتی ہیں وہ گر سکتی ہے۔

اور جہاں تک میں اپنی بیوی کو جانتا ہوں، وہ لاپرواہ اور غیر ذمہ دار نہیں ہے۔ ڈھائی مہینے آپ نے اسے اکیلے پالا ہے، اور مجھ سے بہتر پالا ہے۔ تو آج اگر تم سے یہ بھول ہوئی ہے تو وجہ بڑی ہے۔

مجھے بتاؤ کیا بات ہے؟ چھپانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمہارا یہ شوہر خاصا خطرناک ہے، میں نے پتا کر ہی لینا ہے کہ آخر تمہیں ہوا کیا ہے۔"

"اچھا اب آپ ناحق پریشان نہ ہوں۔ اس وقت ہمارا دل کچھ اور کرنے کو کر رہا ہے۔ اس وقت ہمیں اپنی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی، بس دل کر رہا تھا ٹھنڈے پانی کے نیچے بیٹھ جائیں تو ہم بیٹھ گئے تھے۔"

مانسا نے بات گول مول کر دی۔

"یہ کیا بات ہوئی؟ دل کر رہا تھا پانی میں بیٹھنے کا؟ یوں فجر کے بعد کسی کا پانی میں بیٹھنے کا دل کرتا ہے؟ دلبر، کس کو پاگل بنا رہی ہیں؟"

علیان کو اس کی بات پر یقین نہ آیا۔ اسے پورا یقین تھا کہ وہ اس سے کوئی بات چھپا رہی ہے۔

میں کسی کو پاگل نہیں بنا رہی، اور آپ کو تو بالکل بھی نہیں۔ بس میرا دل کر رہا ہے آپ مجھے پیار" "...کریں... اور وہ بھی بہت سارا۔ میرا دل کب سے کر رہا تھا مگر آپ تھے ہی نہیں

مانسا نے روٹھے پن سے اسے اپنے دل کی بات کہی تھی۔

ساتھ ساتھ اس کی گردن سے لے کر سینے تک جو حصہ سرخ ہو رہا تھا وہاں اپنی انگلی پھیرتے شبانہ انداز میں بولی۔

واہ ! یعنی میرے دلبر کا دل کر رہا تھا کہ میں اسے پیار کروں اور میں یہاں نہیں تھا تو وہ پانی میں" چلی گئی۔ ادھر ایک بات بتاؤ، تمہیں چچی جان نے تو کچھ نہیں دیا تھا؟ جسے کھا کر تمہاری طبیعت... میرا مطلب ہے تم سمجھ رہی ہو نا... جسے کھا کر تمہیں باڈی ہیٹ محسوس ہو رہی ہو؟ مجھے تفصیل سے بتاؤ یہ کب سے ہو رہا ہے؟ تم نے مجھے کال کیوں نہیں کی تھی؟ کیا ابھی بھی ایسا ہی لگ رہا "ہے؟

علیان کو یکدم اس کی فکر ہوئی اور اس کی بات پر اس کا پہلا دھیان رودابہ پر ہی گیا تھا کہ کہیں انہوں نے تو اسے کچھ غلط نہیں کھلا دیا۔

علیان ! کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ کس طرح کی باتیں کر رہے ہیں آپ؟ مانا کہ انہوں نے غلط کیا ہے" مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ گھر کی عزتوں کو یوں نیلام کریں گی۔ غلط بات ہے۔ آپ نے

اپنے ذہن اور دل میں ان کے خلاف میل بھر لیا ہے اور یہ غلط ہے۔ اس طرح تو آپ کی کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہو گی۔"

مائسا کو اس کی بات سنتے افسوس ہوا تھا، اس لیے وہ اسے سختی سے سمجھانے لگی تاکہ وہ ان کے سامنے ایسی کوئی بات نہ کرے۔ اور اس میں یہ اچھی عادت تھی کہ جس چیز سے وہ خفا ہوتی تھی، علیان وہ کام بالکل نہیں کرتا تھا۔

ان سب بھائیوں کو سگریٹ پینے کی عادت تھی جبکہ یہ لت علیان کو بھی تھی، مگر مائسا اور آمدہ کے اس کی زندگی میں آنے کے بعد اس نے یہ عادت چھوڑ دی تھی۔ علیان نے اب ڈیرے کے معاملات میں بھی دخل اندازی کم کر دی تھی۔ وہ اپنے دشمنوں سے بھی محتاط ہو گیا تھا کیونکہ وہ وقت کو دہرانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اپنی بیوی اور بیٹی پر کوئی آنچ نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔

"اچھا، تم انہیں چھوڑو۔ میرے جانی کا دل تھا کہ میں اسے پیار کروں، ذرا تم کچھ آغاز کرو تو بندے کا موڈ بنے۔"

علیان نے اپنی رومانوی ہوتی صبح کا رخ بدلتے دیکھ کر جلدی سے اس کی توجہ خود پر کرنی چاہی۔ وہ اسے اس کی کہی سابقہ بات یاد دلاتے ہوئے بولا۔

"یہ موڈ بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ بس میری تھوڑی سی پیار اور لاڈیاں کریں، میرا دل کر رہا ہے۔"

مانسا نے ہنوز اس کے سینے پر انگلی پھیرتے شانِ بے نیازی سے کہا، جبکہ علیان اس کے انداز پر عش عش کر اٹھا۔

”چلیں تو بتائیں دلبر، ہم آپ کو کس طرح پیار کریں کہ میرے محبوب کا دل بھر جائے؟“

علیان نے اسے بیڈ پر لیٹاتے خود اس پر سایہ فگن ہوتے ہاتھ بڑھا کر تکیے کے نیچے سے ڈور لاک کا ریموٹ نکالتے ہوئے دروازہ لاک کیا تھا اور ساتھ ہی اے سی بھی تیز کر دیا تھا۔

”میرا دل کبھی نہیں بھرے گا مگر...

I want it slow...

so make it slow...

make it gentle...

just like a burning candle

under the flame of love and fire...”

مانسا نے اسے دوبارہ خود پر سایہ فگن ہوتا دیکھ کر اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا، جبکہ اس کی بات پر علیان کے چہرے پر بھرپور مسکراہٹ پھیلی تھی۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بیڈ سے اتر گیا تھا۔ پہلے اس نے اچھے سے آمدہ پر کمفرٹر دیا۔

اور اس کے کرب کے سائیڈ چیک کیے۔ ان پر اچھے سے کشن لگاتے وہ واپس بیڈ پر آیا تھا جہاں اس کی بیوی اس کی منتظر تھی۔

بیوی ! یہ جو تم نے ابھی کہا ہے، ارادے اب بھی وہی ہیں یا بدل گئے؟ کیونکہ تم اپنے شوہر کو“ اچھے سے جانتی ہو، پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہوں... اور تمہارے معاملے میں خاصا جنونی اور ”سر پھرا تھا۔

علیان اس پر سایہ فگن ہوتے اس کے ایک کندھے پر اپنا ہاتھ رکھتا، دوسرے ہاتھ سے اپنا وزن بیلنس کر رہا تھا۔ وہ کندھے سے پھیرتا اس کے بازو اور کلائیوں تک لایا اور اس کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھا گیا تھا۔

”تمہیں سب کچھ سلو چاہیے میری دلبر بیوی؟ میری جان، عاشقی تمہارا کیا ہو گا؟“

علیان نے اس کے لبوں کو فوکس کرتے، اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسے ڈرانا چاہا۔

”کیا ہو گا میرا؟“

ماکسا نے جان کر اس کے لبوں پر نظریں جمائے استفسار کیا تو علیان اس کے مزید قریب ہو گیا، اتنا کہ دونوں کی لوئر باڈیز ایک دوسرے سے مس ہو رہی تھیں۔

وہ تمہیں ہونے کے بعد ہی پتا چلے گا... یا میری جان اٹھ کر مجھے اور میرے کدو کو سنبھالے گی... یا“ ”میں اپنی جان اور کدو کو سنبھالتا رہوں گا۔

علیان نے بھرپور کوشش کی کہ وہ کسی طرح اسے ڈرا دے۔

”علیان... آپ تھک گئے ہیں؟“

ماکسا نے کسی احساس کے تحت پوچھا۔

”نہیں، کیوں؟“

علیان کو بیچ رومانس میں اس کی یہ بات سمجھ نہ آئی۔

نہیں... کیونکہ آپ کے ارادے مجھے کچھ کرنے والے نہیں لگ رہے۔ اگر تھک گئے ہیں تو سو“
”جائیں، میں ایسے بھی گزارا کر سکتی ہوں۔

ماکسا نے اسے بھرپور طریقے سے تپانا چاہا۔

تم میری قابلیت پر... اپنے شوہر کی قابلیت پر شک کر رہی ہو؟ جو پوری رات اسی شاور کے نیچے“ کھڑے ہو کر تمہاری روح پرواز کرنے پر مجبور کر دیتا ہے؟ اس کی قابلیت پر شک؟ لگتا ہے بہت ”دن ہو گئے ہیں تمہیں یہ پتا نہیں چلا کہ تمہارا شوہر تمہارے معاملے میں کتنا سخت ہے۔

علیان کو اس کی بات نے اچھا خاصا تپا دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ غصے سے اس کے لبوں پر قابض ہوتا، ماکسا اس کے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھ گئی۔

“Don’t forget... I want it slow.”

ماکسا نے اس کے لبوں سے ہاتھ ہٹاتے آنکھیں موند لی تھیں۔

"As you wish, my lady..."

علیان اس کے لبوں کے پاس سرگوشی کرتے نرمی سے اس کے ہلکے کپکپاتے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کر گیا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ سرسراتے ہوئے ماکسا کی گردن کو نرمی سے چھو رہا تھا۔

جبکہ دوسرا ہاتھ وہ اپنا وزن بیلنس کرنے کے لیے استعمال کر رہا تھا۔ وہ اس کے ہونٹوں کو دو تین بار چوم کر پیچھے ہٹتا، پھر شدت سے دوبارہ اس کے ہونٹوں پر اپنے لب رکھ دیتا۔ وہ کوئی جلدی نہیں کر رہا تھا، بس اس کے لبوں کی نرمی کو اپنے اندر محسوس کر رہا تھا اور اپنی مونچھوں اور داڑھی کی ہلکی سی چبھن اسے محسوس کروا رہا تھا۔

اس کی بیوی نے اسے دنیا کا مشکل ترین کام دے دیا تھا۔ وہ اس کے معاملے میں خاصا جنونی تھا اور میڈم کو سافٹ رومینس چاہیے تھا، جو اسے کافی مشکل لگ رہا تھا۔

وہ نرمی سے اس کے لبوں کو چومتا، پھر اس کی گردن کی طرف جھک گیا۔ وہ اپنا پورا وقت لیتے ہوئے اس کی گردن کے ہر حصے کو اپنے لبوں کے لمس سے مہکا رہا تھا۔

وہ نرمی سے اس کی گردن کو چھوتا اور ساتھ ساتھ اس کی کمر پر بھی ہاتھ پھیر رہا تھا۔ اس کے نرم اور ہلکے لمس پر ماکسا کسمسا کر اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر مزید قریب آگئی تھی۔

علیان نرمی سے اس سے جدا ہوا اور کمرے کی لائٹ ڈم کر دی۔ اس کے ماتھے پر لب رکھ کر وہ آہستہ سے اس کی کان کی طرف جھکا، پھر اس کی سائڈ گردن پر لب رکھے۔ وہاں سے پھسلتے ہوئے وہ اس کی اسٹر پیس تک آیا، اس نے انگلیاں اٹھا کر انہیں ہٹایا اور دوبارہ اس کی گردن میں چھپ گیا، مگر اب کی بار اس نے اپنی داڑھی اس کے کندھے پر رگڑ دی۔

اس کی داڑھی کی ہلکی چھبن اپنی نازک جلد پر محسوس کرتے ہی ماکسا بے ساختہ اس کی کمر پر ناخن گاڑ گئی۔ اس معمولی سے ردعمل پر علیان کے لب اس کی گردن چومتے چومتے مسکراہٹ میں ڈھل گئے اور جان بوجھ کر اس کی سائڈ گردن پر ہلکے سے دانت گاڑ دیے۔

کیونکہ اب وہ اس پروسیس کو اس کے لیے "پلیزنگ سلو" بنانے والا تھا۔

"دلبر... تمہیں چاکلیٹ پسند ہے یا وِپنگ کریم؟"

علیان نے اس سے استفسار کیا۔ وہ اتنے معنی خیز ماحول میں اس سے کریم اور چاکلیٹ کا پوچھ رہا تھا۔

"وائٹ چاکلیٹ!"

"ہاں... تمہیں تو وائٹ چاکلیٹ پسند ہے نا؟"

علیان اس کے لبوں پر گرم سانسیں چھوڑتے ہوئے دوبارہ بولا، جبکہ ماکسا بس گہری سانسیں لیتے ہوئے اسے نیم وا آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ اسے اس کی ایک بات بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

علیان خود ہی اپنے سوال کا جواب دیتا ہوا ایک بار پھر اس سے دور ہوا۔

"اور سب سے اچھا... بٹر اسکوچ آئسکریم۔"

وہ بیڈ سے اترتے ہوئے بولا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

ماکسا کو ہوش اس کے جانے پر آیا۔ وہ جانے اپنی ٹی شرٹ پہنتا کیوں باہر گیا تھا۔ وہ بس اس کے جاتے ہی اپنے آپ کو خالی خالی محسوس کر رہی تھی۔

ماکسا کروٹ بدل کر لیٹ گئی، اب اس کا رخ آئندہ کے کرب کی طرف تھا جو بڑے مزے سے سو رہی تھی۔ رات بھی کافی ڈسٹرب رہی تھی، اس لیے وہ دیر سے ہی اٹھنے والی تھی۔

وہ ابھی اپنی انہی سوچوں میں گم تھی جب علیان دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا اور احتیاط سے دروازہ بند کر دیا۔

ماکسا نے چہرہ اٹھا کر اسے نہیں دیکھا۔

علیان ہاتھ میں بٹر اسکوچ آئسکریم لیے بیڈ کی طرف بڑھا۔ اس نے زبردستی اسے واپس اپنی پوزیشن میں لٹایا اور اس پر سایہ فگن ہو گیا۔ آئسکریم اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔

"اگر اب تم مجھ سے ناراض ہوئی نا بیوی... تو تمہاری ساری خواہشات کو بھاڑ میں جھونک دوں گا۔ تمہیں اپنی قربت میں ایسا جلاؤں گا کہ پورا ہفتہ بیڈ سے نیچے نہیں اتر پاؤ گی۔ اور نہ ہی میں اپنی بیٹی کا خیال کروں گا۔ تو اب چپ چاپ میرا سلو ٹارچر جھیل لو۔"

علیان اس کے جبڑے کو ہلکے سے دبوچتا، اس کے لبوں کو چوم کر پیچھے ہوا تھا۔ اس کی بات پر ماکسا نے اسے آنکھیں دکھانی چاہیں تو وہ شانِ بے نیازی سے آئسکریم کا ڈبہ اٹھا کر اس میں سے ایک چمچ آئسکریم کھانے لگا۔ اس کی آنکھیں دکھانے پر وہ اسے آنکھ مار گیا۔

"ہٹیں ہم پرے! آپ کو بس مجھے تنگ کرنا آتا ہے۔ چپ چاپ سو جائیں اور خبردار جو صبح مجھے جگایا یا مجھے بتائے بغیر گھر سے گئے۔ یہ جو آپ کی صاحبزادی ہے نا، رات بھر نہیں سوئی، تو صبح اسے اپنے دیدار ضرور کروائیے گا۔"

ماکسا نے اس کے کندھے پر ہلکی سی ضرب لگاتے ہوئے درشت لہجے میں کہا۔

"ارے میری جان... اتنی جلدی ناراض؟ ابھی تو سارا دن پڑا ہے ہمارے رومانس کے لیے۔ ہمارا 'سلو رومانس' تو ابھی شروع ہوا ہے۔ اگر میرا کدو اٹھ بھی گیا تو اس کی دادی اسے سنبھال لے گی۔ تم میرے ساتھ رہو بس، کیونکہ اب تک صرف تمہارے جذبات جاگے تھے، اب تمہارا میاں موڈ میں آچکا ہے۔ اب تو کدو کی اماں کی خیر نہیں۔"

علیان یہ کہتے ہوئے اس کا نائٹ گاؤن کی ڈوری سے کھیلنے لگا۔ وہ اس کی شرارت سے گھبرا کر اسے سینے سے لگ گئی اور بیڈ پر تھوڑا سا اوپر ہوتے ہوئے اس کے بلاؤز کے ہک بھی کھول دیے۔

اس کی حرکت پر ماکسا نے سختی سے آنکھیں بند کر لیں اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے گریز کیا۔

وہ اس کے کپڑوں کو سائیڈ پر رکھ کر آئسکریم کھانے لگا۔ کافی دیر بعد بھی جب اس نے کوئی ردِ عمل نہ دیا تو ماکسا نے آہستہ سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا، جو بڑے آرام سے آئسکریم کھانے میں مصروف تھا۔

"علیان... آپ جان کر ہمیں اس طرح تنگ کر رہے ہیں نا؟"

ماکسا نے اس کے سینے پر مکا سا مارتے ہوئے کہا، وہ بڑی بے باکی سے آئسکریم کھاتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"بلکل نہیں... تنگ کرنا تو ابھی شروع کروں گا۔"

وہ اسے سیدھا کرتا ہوا بولا اور آئسکریم کا چمچ اس کے لبوں کے قریب کر دیا۔

جسے دیکھتے ہی ماکسا کچھ کنفیوز ہوتے ہوئے اپنے لب وا کیے رہ گئی۔ مگر وہ اسے آئسکریم کھلانے کے بجائے اس کے لبوں اور تھوڑی پر گرا بیٹھا۔

"خبردار جو تم نے اپنا منہ بند کیا۔"

اس کا لہجہ فوراً خمار زدہ ہو گیا اور آواز بھاری سی تھی۔ ماکسا کو اپنا سانس کبھی اوپر اور کبھی نیچے محسوس ہونے لگا۔ وہ آئسکریم کا کپ سائیڈ پر رکھتا اس کی گردن سے نیچے کی طرف سفر کرتی آئسکریم کو اپنے لبوں سے چننے لگا۔

ماکسا اس کے شدت بھرے لمس پر بیڈ شیٹ اپنی مٹھی میں بھینچ گئی۔ کیسے سوچ لیا تھا اس نے کہ وہ اس کے ہوش اڑائے بغیر اس کے قریب رہ سکتا تھا۔

وہ پوری شدت سے اس کی دھڑکنوں کو محسوس کر رہا تھا، پھر آہستہ آہستہ اس کی گردن تک آیا۔ اس کی شدت پر ماکسا سنبھل بھی نہیں پا رہی تھی۔

وہ اس کے آدھے کھلے لبوں کو دیکھتا، پہلے اس کے نچلے لبوں کو اپنی گرفت میں لے گیا اور وہاں سے آئسکریم چنتا ہوا اس کے لبوں پر فوکس کرنے لگا۔ وہ اس کے قریب ہو کر اس کی سانسیں چرانے لگا، اور ان دونوں کے درمیان تمام فاصلے مٹنے لگے۔

"اگر میرا کدو بیچ میں اٹھ گیا تو میں خود سنبھال لوں گا، خبردار جو تم جذباتی ماں بنتی ہو اور بیڈ سے اترو۔"

وہ انتہائی نرمی سے کہتا ہوا اس کے مطابق بہت احتیاط سے اس کے قریب تھا، جیسے اس کی ہر کیفیت کو سمجھ رہا ہو۔

آہستہ آہستہ وہ اپنے جذبات میں ڈوبتا جا رہا تھا، اور وہ بھی اسی لمحے اس کے وجود کا حصہ بننے لگی تھی۔

اس نے کمفرٹر ان کے کندھوں تک کھینچ رکھا تھا جبکہ کمرے کا اے سی کافی تیز تھا، مگر پھر بھی اس کے جذبات قابو سے باہر ہو رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ اسے سکون دینے کی کوشش کر رہا تھا۔

ماکسا اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نرمی سے مسکرائی اور اپنے ہاتھ اس کی کمر سے ہٹا کر اس کے عارض پر رکھ دیے۔

وہ اس کے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرتے ہوئے اس کے لبوں کو نرمی سے چھونے لگی۔

"آپ کو پتا ہے... آپ اس دنیا کے بہترین شوہر ہیں۔"

وہ محبت بھرے لہجے میں بولی۔

"اور بالکل... کیونکہ تم اس دنیا کی بہترین بیوی ہو، جسے میں جنت میں بھی اپنے ساتھ چاہتا ہوں... صرف تمہیں، کوئی اور نہیں... میری حور۔"

وہ اس کی ناک سے اپنی ناک مس کرتا ہوا بولا اور پھر گردن میں چہرہ چھپا گیا۔

ماکسا اس کی حرکت پر آسودگی سے مسکرا دی۔ اگرچہ گھر کا ماحول سوگوار تھا، مگر ان کی اپنی دنیا ہمیشہ پرسکون رہتی تھی۔

اور وہ دل ہی دل میں اس لمحے کا انتظار کر رہی تھی جب وہ اسے اپنی خوشخبری دے گی... اور اس پر اس کا ردِ عمل کیا ہوگا۔

”زری میری جان تم کچھ تو کھا لو نا... ایسے کیسے چلے گا؟ تھوڑا تو کھانا ہوگا میرے بچے نے۔“

ڈاکٹر نے ریان کو سختی سے ہدایت دی تھی کہ زرتاشہ صرف ان کی بتائی گئی ڈائٹ کے مطابق کھائے گی، اور وہ صرف پیٹ کے بل سوئے گی۔ کروٹ یا آڑھی ترچھی پوزیشن میں سونے سے انہوں نے منع کیا تھا۔ وہ سیدھا لیٹ سکتی تھی، مگر جھک کر بیٹھنے کی اجازت بھی نہیں تھی۔

یہ سب احتیاطیں اس لیے تھیں کیونکہ اس کی پرانی چوٹیں، نئی حالت اور حالیہ مس کیرج—سب نے مل کر اسے بہت نازک بنا دیا تھا۔

ریان کب سے سوپ لیے اس کے سامنے بیٹھا اسے کھلانے کی کوشش کر رہا تھا، مگر وہ بغیر کچھ کہے بس چپ چاپ سامنے دیوار کو دیکھ رہی تھی۔

”اچھا... ابھی میں رکھ دیتا ہوں، بعد میں کھلا دوں گا۔ اگر ابھی نہیں پینا تو چلو، اب تم لیٹ جاؤ۔“

ریان تھک ہار کر سوپ واپس رکھتا ہے، اس کے پیچھے سے سارے تکیے ہٹا کر اسے آہستہ سے سیدھا لٹاتا ہے۔

”اب بتاؤ میری بچی، کیسا محسوس کر رہی ہو؟“

وہ کرسی پر بیٹھ کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اسے اپنی آنکھوں سے لگا لیتا ہے۔

"لالا..."

زرتاشہ کی آواز ٹوٹی، اور آنسو جن پر وہ کب سے بند باندھے بیٹھی تھی، فورا عارض پر بہنے لگے۔

"ہاں میری جان، بولوں لال کا بچہ۔"

ریان نے فوراً اپنی کرسی اور قریب کھینچ لی، اس کے آنسو صاف کیے۔

"لالا... مجھے جو چاہیے... آپ دیں گے؟"

اس نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"آج تک ایسا کیا ہے جو میں نے اپنی زری کو نہ دیا ہو؟"

ریان نے اس کے آنسو صاف کیے جو مسلسل بہہ رہے تھے۔

"مجھے... م۔ م... طلاق چاہیے۔"

زرتاشہ نے بمشکل لفظ توڑے۔

یہ سنتے ہی ریان کے ہاتھ رک گئے۔

وہ کچھ لمحے ساکت رہا، پھر آہستہ سے اس کی طرف دیکھا۔

اس کی آنکھوں میں درد بھی تھا... اور حیرت بھی۔

"کوئی وجہ ہے اس فیصلے کی؟"

وہ آہستہ سے اس کا ہاتھ پکڑے رکھتا ہے، دوسرا ہاتھ اس کے بال سہلاتا رہتا ہے۔

"بدکردار لڑکیاں بیوی نہیں بنتیں نا... اس لیے۔"

یہ الفاظ جیسے کمرے میں نہیں، سیدھا ریان کے سینے میں اترے تھے۔

وہ لمحہ بھر کو ساکت رہ گیا۔

"زری... یہ تم سے کس نے کہا ہے؟ کس نے کہا ہے یہ؟ بتاؤ مجھے!"

وہ کرسی چھوڑ کر کھڑا ہو گیا، آواز میں ضبط ٹوٹنے لگا۔

"وہ اب رہنے دیں لالا... بس مجھے خلع کے پیپرز دلوا دیں۔ طلاق بھی نہیں چاہیے۔ مجھے وہاں نہیں جانا... کبھی نہیں۔"

زرتاشہ نے آنسو پونچھتے ہوئے بات ختم کر دی۔

مگر ریان کے لیے... یہ بات ختم نہیں ہوئی تھی۔

اس کے لیے بات ابھی شروع ہوئی تھی کیونکہ یہ بات اس کے لیے ایک بہت بڑا سوالیہ نشان تھی کہ اس کی جو بہن کل صبح خود ہی تیار ہو کر اپنے سسرال جانے پر اتنی خوش تھی، اسے وہاں جاتے ہی کیا ہو گیا تھا کہ وہ گر گئی، اسے اتنی چوٹیں آئیں، اور اس کی سب سے بڑی خوشی اس

سے دور ہو گئی۔ ساری زندگی ایک عیب اسے لگ گیا۔ ان سب چیزوں کے پیچھے اگر حویلی والے تھے تو وہ پھر ابھی ریان خان کو جانتے نہیں تھے۔ اگر وہ اپنی بہن کو اپنے دشمنوں سے بچانے کے لیے اپنے دل پر پتھر رکھتے ہوئے اسے ایک شام میں بیا سکتا تھا تو وہ اپنے سارے دشمنوں کو راستے سے ہٹا کر اپنی بہن کو ایک سکون والی زندگی بھی فراہم کر سکتا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے، ہم اس بارے میں گھر جا کر بات کریں گے۔ تمہیں دارار کے ساتھ نہیں جانا، کوئی تمہارے ساتھ زور زبردستی نہیں کرے گا۔ تم زیادہ پریشان نہ ہو، بس آرام کرو۔

ریان اس کی بات مانتا اسے مزید بات کرنے سے منع کر گیا کیونکہ ابھی اس کے لیے آرام ضروری تھا۔ مگر اس کا ذہن کسی اور ہی چیز پر کام کر رہا تھا۔ وہ اس کے سونے پر متوجہ ہوتا باہر کی طرف بڑھا تھا جہاں علیار موجود تھا۔ اس کا دل اس بات کو مان نہیں رہا تھا کہ دارار یا اس کے گھر میں سے کسی نے اس کی بہن کو ایسا کچھ کہا ہوگا، مگر اتنا جانتا تھا کہ جتنا پیار وہ اپنی بہن دارار سے کرتی ہے، یہ ناممکن تھا کہ وہ الگ رہ سکتی ہے۔ اور اگر وہ خود اس سے طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے تو یقیناً دارار نے کچھ کیا ہے جو زری کی برداشت سے باہر ہوا ہے۔ مگر وہ بغیر پوری بات جانے کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

وہ کمرے سے نکلتا سیدھا علیار کی طرف بڑھا جو کسی سے کال میں مصروف تھا۔ وہ اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جونہی علیار کال سے فارغ ہو کر مڑا تو ریان کو وہاں دیکھ کر حیران ہوا کیونکہ اسے لگا تھا وہ وہیں کمرے میں رہے گا اور زرتاشہ کو اکیلے نہیں چھوڑے گا۔

ریان، زرتاشہ تمہاری کیا لگتی ہے؟" ریان نے بہت سوچ کر بینچ پر بیٹھتے ہوئے اس سے سوال" کیا تھا۔

اس کے سوال پر علیار کے ماتھے پر بل پڑے تھے، مگر ریان کو سنجیدہ انداز میں دیکھ کر وہ سوچ میں پڑ گیا۔

میری بہنوں جیسی ہے، وہ میری بھابھی ہے اور سب سے بڑھ کر اس نے میری بیوی اور بچے" کی جان بچائی ہے، تو مجھے بہت عزیز ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو یہ سب؟" علیار نے اپنا فون جیب میں ڈالتے ہوئے اس کے سامنے کھڑے ہو کر کہا۔

ٹھیک، تو پھر اسی عزیز کے لیے تم مجھے حویلی کی سی سی ٹی وی فوٹیج لا کر دو گے، ساتھ دارار کے" اسٹڈی روم کی بھی، کیونکہ داجی کہہ رہے تھے زرتاشہ سیدھے وہاں گئی تھی اور وہ دارار کے سامنے گری تھی۔ تو جب وہ اسٹڈی میں چلی گئی تھی تو اتنی جلدی باہر کیوں آئی؟ اور اگر باہر آئی "تھی تو سیڑھی کی طرف کیوں گئی؟

ان کا کمرہ اوپر ہی ہے اور جب اس نے دارار کو اس خبر کے بارے میں بتا دیا تھا تو وہ پیدل کیوں چل رہی تھی؟ دارار نے اس کا ہاتھ کیوں نہیں تھاما تھا؟ ریان ایک کے بعد ایک سوال کرتا اسے نظریں پھیرنے پر مجبور کر رہا تھا کیونکہ وہ تو صبح ہی دیکھ اور سن چکا تھا کہ کیا ہوا ہے اور ابھی اس نے اپنے آدمیوں کو اسی کام پر لگا دیا تھا مگر لگتا ہے جس بات کو وہ چھپانا چاہ رہا تھا وہ چھپنے نہیں والی۔

دیکھو ریان تم زیادہ ہی سوچ رہے ہو، دارار ایسا ہے ہی نہیں۔ زرتاشہ نے طلاق کا مطالبہ کیا ہے۔ ابھی علیار اپنی بات کہتا مگر ریان نے اس کی بات بیچ میں کاٹ دی۔

کیا؟؟ اس کی بات پر علیار کی بے ساختہ چیخ نکل گئی تھی اور اس نے بے یقینی سے ریان کو دیکھا تھا۔

اور یہ اس کا آخری فیصلہ ہے۔ اس نے صاف صاف کہہ دیا ہے یا طلاق یا خلع، دونوں میں سے کوئی بھی ایک چیز، مگر وہ وہاں واپس نہیں جائے گی۔ اور اگر وہ اس وقت اپنے بچے کا پوچھنے کے بجائے یہ بات کر رہی ہے تو اس کا مطلب ہے بات بڑی ہے۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ وہ دارار سے کتنی محبت کرتی ہے، اس کے باوجود وہ یہ فیصلہ کر رہی ہے۔

ریان نے جھنجھلاتے ہوئے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

ریان دارار بھی اس سے بہت محبت کرتا ہے، جبھی اس نے زرتاشہ سے شادی کی ہے اور کسی میاں بیوی کے درمیان لڑائی نہیں ہوتی۔ علیار نے اسے سمجھانا چاہا۔

میری اور آہلیہ کی تو نہیں ہوتی ایسی لڑائی جہاں بات یہاں تک پہنچ جائے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ رہنا تک گوارا نہ کریں۔ خیر، بات کو جاننے کے لیے میں کہہ رہا ہوں تم سے، مجھے سی سی ٹی وی فوٹیج چاہیے تم دے دو تو ٹھیک ورنہ میں خود بھی بات کی جڑ تک پہنچ سکتا ہوں، مجھے مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔

میں لیپ ٹاپ منگواتا ہوں گھر سے، تم گاڑی میں بیٹھ کر فوٹیج دیکھ لینا جب تک دعا اور تمہاری بی اماں بھی آجائیں گی۔ مگر میں اتنا کہوں گا ریان، تم اس کے بھائی ہو اور غلطی انسان سے ہوتی ہے۔ تم جیسی بے لوث اور پختہ محبت ہر کوئی نہیں کر سکتا، مگر ان دونوں کا فیصلہ ان دونوں کو ہی لینے دینا۔ کیونکہ یہ بات ہم سب بہت اچھے سے جانتے ہیں کہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے، بھلے ہی دور سہی۔

مگر تم پہلے مجھے ایک وعدہ کرو، بھلے وہ ایک دوسرے سے دور سہی مگر ایک دوسرے سے منسوب رہیں گے۔ سی سی ٹی وی دیکھنے کے بعد جب تمہارا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا، میں پھر تم سے بات کروں گا۔ تب جا کر تمہیں میری بات سمجھ آئے گی۔ ابھی یہ موقع ٹھیک نہیں ہے بات کرنے کا وقت، کیونکہ جب تک تم وہ نہیں دیکھو گے جو میں تمہیں دکھانا چاہ رہا ہوں تم میری بات نہیں سمجھ سکتے۔

علیار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور گھر سے اپنا لیپ ٹاپ منگوا لیا تھا۔ ریان اس کی بات کا مفہوم سمجھ رہا تھا، وہ اس کی بات سنتے خاموش ہو گیا تھا۔

وہ مجھے آپ سے بات کرنی تھی؟ روہانسی داوود کو کمرے میں تیار ہوتے دیکھ کر بولی۔ وہ کمرے سے کم ہی نکلتی تھی، اسے یہاں آئے چار دن ہوئے تھے اور ان چار دنوں میں وہ بس چار ہی بار کمرے سے نکلی تھی۔ کسی نے بھی اسے مخاطب نہیں کیا تھا نہ کوئی اس کے قریب آیا تھا۔ دو دن

اس کے زرتاشہ کے ساتھ ہسپتال میں گزر گئے، باقی کے دو دن وہ اپنے لیے ہسپتال میں تھی۔ کل رات ہی گھر آئی تھی اور زرتاشہ کے ہوش میں آنے کے بعد داوود آدھی رات کو گھر آیا تھا تو وہ اس سے کوئی بات نہ کر سکی، مگر اب وہ اس سے صاف صاف بات کرنا چاہتی تھی۔

وہ داوود کو نہا کر نکلتے دیکھ کر بولی۔

ہاں، بیٹھو آتا ہوں۔

داوود نے اس کی بات پر تولیے سے بال سکھاتے اسے جواب دیا تھا۔

ناشتہ کر لیا تھا تم نے؟" داوود نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔"

اس رات کے بعد سے وہ اس سے ڈر نہیں رہی تھی مگر ایک خوف وہ اب بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ سکتا تھا، جیسے وہ اپنے دماغ کو اس کے لمس کے لیے راضی کر رہی ہو۔

اس رات قربت کے لمحات میں داوود کو اس کے پورے جسم پر تو کہیں بھی خراش کے نشان نظر نہیں آئے سوائے بازوؤں کے۔ اس کے بازوؤں پر جگہ جگہ اس قسم کے نشان تھے، کچھ ہلکے کچھ تیز۔ تھوڑی تھوڑی جگہ سے اس کا ہاتھ بھی جلا ہوا تھا مگر داوود نے اس وقت اس سے اس بارے میں کوئی سوال جواب نہیں کیا۔

داوود نے اس وقت اس سے اس بارے میں کوئی سوال جواب نہیں کیا تھا۔ وہ اسے بیڈ پر بیٹھا دیکھ کر جلدی سے برش رکھتا خود بھی اس کے برابر ہی بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔ وہ جتنا ہو سکے اسے اپنے

لمس کا عادی بنا رہا تھا کیونکہ وہ چاہتا تھا اس کا دماغ ہیومن ٹچ کو ایکسیپٹ کرے، وہ اس بات کو سمجھے کہ اس کی طرف بڑھنے والا ہر ہاتھ اس کے لیے نقصان دہ نہیں ہے۔

وہ اس کے ساتھ بیٹھنے کے ساتھ ساتھ اس کا رخ بھی اپنی طرف کر گیا تھا اور اس کے گود میں رکھا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام بھی گیا تھا۔

مہم...بتاؤ مجھے، ناشتہ کیا تھا تم نے؟ میں تو سو رہا تھا، یقیناً تم باہر نہیں گئی ہو گی۔" داوود نے اس" کے ہاتھ سہلاتے ہوئے اس سے استفسار کیا۔

جبکہ روشہا نے اس کے سوال پر خاموش ہی رہی۔

گئی تھی ناشتہ کرنے تم؟" داوود نے اسے کہیں اور ہی گم دیکھ کر دوبارہ پوچھا۔"

ج... جی گئی تھی، مگر وہاں صرف آنٹی تھی اور وہ کسی سے کال پر بات کر رہی تھیں۔ وہ زرتاشہ" کی طبیعت کا کسی کو بتا رہی تھیں تو مجھے اچھا نہیں لگا تو میں واپس آگئی۔" روشہا نے نے اپنے خیال سے نکلتے ہوئے فوراً جواب دیا۔

اچھا، تو کیا کوئی تم سے یہاں ناشتہ پوچھنے بھی نہیں آیا تھا؟" داوود نے اس کی بات سنتے ہوئے" کہا۔

اس کے سوال پر روشہا نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"اچھا چلو، ایک کام کرتے ہیں میں ناشتہ آرڈر کر کے منگواتا ہوں، تم بتاؤ کیا کھاؤ گی۔ پھر تم مجھے اپنی بات بھی بتا دینا جو تم کرنا چاہتی ہو۔ ویسے بھی میں ابھی کہیں نہیں جا رہا تو بہت ٹائم ہے، آرام سے تمہاری بات سن سکتا ہوں۔" داوود نے اسے کہتے ہوئے اپنا فون اٹھایا اور ناشتہ آرڈر کر دیا۔

"یہاں ناشتہ؟ میرا مطلب ہے... آڈر آجاتا ہے کیا؟" روشہا نے اسے آرام سے آرڈر پلیس کرتے دیکھ کر الجھتے ہوئے استفسار کیا۔

"میری جان کے ٹکڑے، پہلے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، تم اتنا کیوں سوچتی ہو؟ یہ ناشتہ کسی ریسٹورنٹ سے نہیں آرہا، یہ نیچے کچن سے ہی آرہا ہے، بس میرا آدمی لے کر آرہا ہے۔" داوود نے اس کے کھلے بال سمیٹتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ہاں بہت پیارے ہیں، تم ان میں گلاب لگا کر رکھا کرو، بڑے اچھے لگیں گے۔" داوود نے بے ساختہ اس کے بالوں کی تعریف کرتے انہیں اپنی انگلی میں لپیٹا۔

"تمہیں پتا ہے یہاں حویلی کے بیک یارڈ میں کافی اچھا باغ ہے، مطلب وہاں تقریباً ہر قسم کے پھول پودے ہیں۔ میں ابھی ناشتے کے بعد تمہیں وہاں لے کر جاؤں گا۔ وہاں میرے لگائے گلاب بھی موجود ہیں، تم وہ لگانا اپنے بالوں میں، بلکہ میں خود لگا دوں گا۔ وہاں ڈیزی بھی ہے، وہ بہت پیارے اور کیوٹ سے ہوتے ہیں، بالکل تمہاری طرح۔" داوود نے پورے دل سے اس کی تعریف کی۔

جبکہ روشہانے کو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیسے ری ایکٹ کرے۔ وہ نارمل کپل کی طرح اس کے ساتھ بیہیو کر رہا تھا جبکہ اسے یہ سب کافی عجیب لگ رہا تھا۔

ابھی داوود مزید کچھ کہتا جب دروازے پر دستک ہوئی۔ وہ اس کے ہاتھ چھوڑتا دروازے کی طرف بڑھا۔

ٹ... ٹی شرٹ تو پہنے..." نا جانے کیوں آج روشہانے کو بار بار اپنا لہجہ لڑکھڑاتا ہوا محسوس ہو رہا" تھا اور وہ چاہ کر بھی اپنے لہجے پر قابو نہیں کر پا رہی تھی۔ اسے یوں شرٹ لیس دروازے کی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ اسے ٹوکے بغیر رہ نہ سکی۔

فکر نہ کرو، باہر کوئی لیڈیز نہیں ہیں میری، اور اکو رہیں۔" داوود نے اس کی بات سمجھتے ہوئے" مسکرا کر جواب دیا اور دروازے سے ناشتے کی ٹرے اٹھا لی۔

ارے واہ! یہ آج کس خوشی میں حلوہ پوری آئی ہے؟ یقینا مورے نے ہی بنوایا ہو گا۔" داوود" ٹرے میں موجود حلوہ پوری دیکھ کر خود سے بولے بغیر نہ رہ سکا کیونکہ اسے یہ بات خاصی حیران کن لگی۔ گھر کا ماحول خاصا عجیب سا تھا۔ اس نے کھانے سے پہلے غلام دین کو کال کی اور اس سے ناشتہ کے بارے میں پوچھا تو اسے معلوم ہوا آج گھر میں ناشتہ نہیں بنا تھا، تو وہ باہر سے لے آیا تھا۔

داوود نے اس کی بات سنتے فون کاٹ دیا۔

تم کھانا تو شروع کرو، ٹھنڈا ہو جائے گا۔ یہ یہاں کے بہت مشہور حویلی کے حلوہ پوری ہیں، "پورے گاؤں میں مشہور ہیں وہ اور ان کی بیگم یہ کام کرتی ہیں۔ تم کھا کر دیکھو۔" داوود نے نوالے توڑتے ہوئے اس کے منہ کی طرف بڑھایا۔

جبکہ روشہانے لقمہ کھاتے ہوئے اس کشمکش کا شکار تھی کہ بات کہاں سے شروع کرے۔ وہ تو ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا مگر روشہانے اس سے بات کرنے میں کچھ زیادہ ہی کنفیوز ہو رہی تھی۔ کہیں نہ کہیں اس کا ردِ عمل اسے ڈرا بھی رہا تھا۔

"تم بات بھی کرو، کھاؤ بھی اور بات بھی کرو داوود۔" اس کی کنفیوژن محسوس کرتے ہوئے وہ خود بھی ناشتہ کرتے ہوئے بولا۔

"و... وہ مجھے یہاں نہیں... رہنا... مطلب... م... مجھے آپ... آپ کے ساتھ نہیں رہنا، مطلب جو بھی... جو بھی آپ نے کیا وہ سب مجھے بس..." روشہانے نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"روشہانے!" داوود کو پہلے پہل اس کی لڑکھڑاتی باتیں کچھ سمجھ نہ آئیں، اور جب آئیں تو وہ فوراً اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروا گیا۔

"تم بلا جھجک مجھ سے اپنے دل کی بات کر سکتی ہو، تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتا اور مانتا ہوں کہ میرا رویہ تمہارے ساتھ اچھا نہیں تھا، اور میں اس پر شرمندہ بھی ہوں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری شرمندگی تمہارے نقصان کی بھرپائی نہیں کر سکتی۔ تو تم جو فیصلہ کرنا

چاہو کر سکتی ہو، مگر ان سارے فیصلوں میں میں تمہیں خود سے طلاق یا خلع کا اختیار نہیں دوں گا۔ باقی تم جو بھی فیصلہ لوگی مجھے قبول ہو گا، اور ہاں، ابراہیم خان کے گھر واپس جانے کا کہو گی تو بھی نہیں۔ اس کے علاوہ جو میری ملکہ کہیں گی، یہ غلام مانے گا بھی اور سر تسلیم خم بھی کرے گا۔"

:وہ رکا، پھر نرمی سے بولا

"تو بولو... کیا فیصلہ کیا ہے تم نے؟"

:اور پھر مسکرا کر کہا

اب یہ نہ کہنا کہ آپ کو کیسے پتا میں نے فیصلہ کیا ہے، میری بیوی ہو، تم سے اتنی عقلمندی کی امید" رکھتا ہوں میں۔"

اس کی بات سن کر روشہانے کے کندھے سے جیسے سارا بوجھ اتر گیا۔

وہ مجھے کچھ وقت چاہیے... میں ابھی آپ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی... وہاں میری پڑھائی بھی" مکمل نہیں ہوئی تھی... مطلب ان لوگوں نے مجھے کالج بھی جانے نہیں دیا تھا تو بس..."

۔ بس میٹرک ہی مشکل سے کروایا تھا اس کے بعد نہیں۔ تو میں پڑھنا چاہتی ہوں، میرے بہت سے شوق اور خواب ہیں جنہیں میں نے پورا کرنا ہے۔ میرے دماغ... وہ اس بات پر راضی نہیں ہے کہ میں آپ کو... میرا مطلب....

روشہانے اسے بہت ہی متحمل انداز سے اپنی ساری بات بتا رہی تھی مگر آخری بات پر ناچاہتے ہوئے بھی وہ سوچ میں پڑ گئی تھی کہ کن صحیح الفاظ کا استعمال کرے جس سے اسے برا نہ لگے اور وہ اپنی بات بھی کہہ دے۔

تمہارا مطلب یہ ہے کہ تمہارا دماغ اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تم اتنی آسانی سے مجھے معاف" کردو؟ تو نہ کرو میری جان، ابھی تو تم نے کہا ہے بلا جھجک کہا کرو جو بھی کہنا ہو، میں نے برا نہیں ماننا۔ میں مانتا ہوں میری غلطی ہے۔ مجھے نکاح کے بعد ہی تمہاری ساری ذمہ داری اپنے سر لے لینی چاہیے تھی، تمہیں جلد از جلد وہاں سے رخصت کروا لینا چاہیے تھا، مگر خیر یہ سمجھ لو کہ تمہارے میاں نے پچھلی روٹی کھا رکھی ہے، وہ ہر کام غلط کر کے صحیح کرتا ہے۔ خیر اب اگر تم نے یہاں میرے ساتھ نہیں رہنا تو بتاؤ، پلان کیا ہے؟ ویسے کیا تمہاری سیکنڈ ایئر کی تیاری ہے؟ میرا مطلب ہے تم ابھی کہہ رہی تھی کہ ان لوگوں نے کالج جانے نہیں دیا تھا، تو کیا تم چھپ کر ان سے پڑھتی رہی ہو یا بالکل بھی تیاری نہیں ہے تمہاری؟" داوود نے اس کی بات پر بغیر برا مانے خود ہی اس کے سارے مسئلے کے حل نکال دیے تھے۔

کیونکہ وہ اپنے کیے پر شرمندہ تھا اور وہ جانتا تھا کہ وہ اپنی غلطی کی زیادہ سزا کا حقدار ہے، اور اگر وہ صرف دور جانا چاہتی تھی تو وہ تیار تھا۔ کیونکہ اگر وہ اسے تین سال کا ہجر دے سکتا تھا، جس میں اس کی بیوی نے اس کی ایک جھلک دیکھے بغیر گزار دیے تھے، تو وہ اس کے لیے چھ سال بھی کاٹ سکتا تھا۔ یہ سزا اس کے لیے بہت چھوٹی تھی۔

وہ نم نظروں سے اسے دیکھتا آسودگی سے مسکرا دیا۔

بتاؤ... تم نے پڑھا ہے؟" داوود نے اپنا چہرہ نیچے جھکا لیا تاکہ آنسو چھپا سکے۔ چار دن میں وہ اس" کے دل کے اتنے قریب ہو گئی تھی کہ اس کے بغیر اسے اب کھانا بھی اچھا نہیں لگتا تھا، اور وہ اس سے دور جانا چاہتی تھی... مگر شاید یہ بھی ٹھیک تھا، وہ یہ سزا ڈیزرو کرتا تھا۔

آپ رو رہے ہیں؟" روشہا نے اس کے آنکھوں کے گوشے صاف کرتے ہوئے دیکھ کر" پوچھا۔

ہاں... تم جانے کا کہہ رہی ہو تو بس یوں ہی رونا آگیا تھا... عادت ہو گئی ہے نا تمہاری، اور" عادت محبت سے زیادہ جان لیوا ہوتی ہے۔" داوود نے آہستہ سے کہا۔

روشہا نے کو اس کا رونا اچھا نہیں لگا۔

آپ روئیں تو نہ... میں کون سا ہمیشہ کے لیے جا رہی ہوں؟" اس نے اسے سمجھانے کی کوشش" کی۔

ہاں ہمیشہ کے لیے نہیں جا رہی، مگر جاؤ گی تو نا..." وہ رکا، پھر موضوع بدل دیا۔ "خیر چھوڑو، یہ لو" میرا لیپ ٹاپ، اسے لاو۔ ہم تمہارا کالج دیکھتے ہیں، تم بتاؤ تیاری ہے یا نہیں، پھر میں آگے بات کرتا ہوں تاکہ جلد از جلد تمہارے انٹر سے ہم فارغ ہو جائیں۔ اس کے بعد تم دیکھ لینا تم نے کون سی یونیورسٹی جانا ہے—یہاں یا ابروڈ۔"

وہ خود کو کمپوز کرتے ہوئے بات کا رخ بدل گیا۔

ناشتے کے بعد وہ برتن اٹھا کر سینٹرل ٹیبل پر رکھ دیے۔

یہ لو لیپ ٹاپ، منیب لے آیا ہے۔ اسے تم گاڑی میں بیٹھ کر دیکھ لو۔" علیار نے ریان کو کہا جو" بی جان اور دعا کو زرتاشہ کے روم میں اکیلا چھوڑ کر باہر بینچ پر بیٹھا تھا۔

"ہمم... آرہا ہوں، چلو تم۔"

ریان جو کسی گہری سوچ میں گم تھا، اس کی بات سنتے اس نے ہنکار بھرتے ہوئے کہا اور اس کے پیچھے ہو لیا۔

اس نے پہلے رواداری کی سی سی ٹی وی دیکھی تھی۔ اسے دیکھتے ہی ریان کو لگا جیسے کسی نے اس کی آنکھوں میں مرچیں بھر دی ہوں۔ وہ منظر اس کے لیے ناقابلِ یقین تھا۔ اسے لگا تھا دارار اس کی بہن کو سر آنکھوں پر رکھتا ہے، مگر یہاں اس کا جاہرانہ رویہ اس کے ساتھ دیکھ کر اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔

جس طرح وہ اسے گھسیٹ کر ڈائننگ روم میں چھوڑ چکا تھا، وہ اس وقت بھی گر سکتی تھی۔ ریان نے ضبط سے اس کے آگے کا منظر دیکھا جہاں زرتاشہ نے درد کی شدت سے اپنا پیٹ پکڑا

تھا اور آنکھیں میچ کر سر کے بل گری تھی۔ اس کی بہن نے تو کوئی احتجاج نہیں کیا تھا، نہ خود کو بچانے کی کوئی کوشش کی تھی۔

مگر جس بات نے اسے زیادہ پریشان کیا وہ اس کے فراک پر لگے خون کے دھبے تھے جو اسٹڈی سے نکلتے وقت بھی اس کے کپڑوں پر موجود تھے۔ تو کیا اندر دارار نے اس کے ساتھ کچھ کیا تھا؟ یہ سوچتے ہی وہ جلدی سے اسٹڈی کا فوٹیج لگا گیا۔

جب زرتاشہ کمرے میں داخل ہوئی تھی وہ بغور فوٹیج کو دیکھتے چیزیں سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے دارار کے ہاتھ میں وہ لفافہ نظر آیا جو وہ زرتاشہ کے کمرے میں آنے سے پہلے دیکھ رہا تھا۔ اس میں کیا تھا اسے سمجھ نہ آیا۔ اس نے باقی فوٹیج دیکھتے ہوئے بغور دارار کی ساری بات سنی۔ وہ اور اس کی ماں زرتاشہ کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے اسے باخوبی اندازہ ہوا۔

اس کی ماں نے بھی اس کی بہن کو بدکردار کہا تھا مگر دارار کی بات اسے کچھ سمجھ نہ آئی۔ وہ زرتاشہ سے کسی دھوکے کی بات کر رہا تھا مگر کس دھوکے کی بات ہو رہی تھی، یہ اسے سمجھ نہ آیا۔

اس نے ویڈیو تھوڑی سی پیچھے کی جب دارار زرتاشہ کی طرف بڑھا تھا۔ وہ بغور اس لمحے کو دیکھنے لگا اور اگلے منظر پر اس نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

...تو دارار نے اس کی بہن کو مارا بھی تھا

اس نے کچھ لمحے کے لیے ویڈیو روک دی اور اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔ غصے سے اس کی سانسیں تیز ہو رہی تھیں۔ اس نے بمشکل خود کو کمپوز کیا اور ویڈیو دوبارہ چلا دی۔

وہ بغور دیکھنے لگا کہ دارار زرتاشہ کو کیا کہہ رہا ہے۔ پھر وہی فوٹیج سامنے آئی جب دارار اپنی ماں کی بات دہرا رہا تھا کہ وہ بدکردار ہے اور وہ ونی میں آئی لڑکی ہے...

وہ اسے نہ جانے کن کن ناموں سے پکار رہا تھا۔ اس کے الفاظ جیسے تیزاب تھے، اور اب اسے سمجھ آیا کہ اس کی بہن کی یہ حالت کیوں ہوئی ہے۔

وہ ان لوگوں کی—اور خاص طور پر کردار دارار کی—غلط فہمی تھی کہ ریان خان کی بہن ایک ونی زدہ لڑکی ہے۔ کیا کہہ رہا تھا وہ...؟ "میری بہن اس کے پیٹھ پیچھے رنگ رلیاں منا رہی تھی" اور اسے اتنی آگ لگی ہے تو اسے بتاتی۔

وہ بخوبی اس کی کہی ایک ایک بات کا مطلب سمجھ رہا تھا۔ ریان نے اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے لیپ ٹاپ بند کیا۔ اب اس کا رخ واپس علیار کی طرف تھا کیونکہ ہو نہ ہو ساری بات ان لفافوں سے جڑی تھی۔

وہ سوچتا تیزی سے اندر کی طرف بڑھا اور سیدھا زرتاشہ کے کمرے میں داخل ہوا جہاں دعا اس کے سرہانے بیٹھی نا جانے کون سی باتیں کر رہی تھی اور وہ دونوں مسکرا رہی تھیں جبکہ بی اماں انہیں خفیہ سی نظر سے دیکھ رہی تھیں۔

ایک لمحے کے لیے اپنی زندگی کے اہم ترین لوگوں کو مسکراتا دیکھ کر وہ اپنا غصہ بھول گیا، مگر دوسرے ہی لمحے اپنی بہن کی موجودگی کی وجہ یاد آتے ہی اس کا غصہ سوا نیزے پر پہنچ گیا۔

"اہلیہ، آپ لوگ یہی رہیں، باہر میرے گارڈز، ساکب اور میرا پی اے سب موجود ہے۔ کچھ بھی چاہیے ہو گا ان سے کہہ دینا۔ آپ لوگ میرے بغیر گھر نہیں جائیں گے، ہم ابھی کچھ دیر میں آ رہے ہیں، ایک ضروری کام کر کے۔"

ریان ان سب کو اطلاع دیتا بغیر ان کی بات سنے باہر کی طرف چل دیا۔

اب اس کا رخ یوسف کی حویلی کی طرف تھا۔

حویلی کے لاؤنج میں سب ہی وہاں موجود تھے سوائے لڑکوں کے، کیونکہ داوود ہاسپٹل کے لیے نکل چکا تھا۔ وہ تو علیار کے پہنچتے ہی نکل گیا تھا۔ جبکہ دارار اپنے کمرے میں فریش ہونے گیا تھا، علیان کل سے آیا اپنے کمرے میں بند تھا اور داوود بھی۔

باجی نے ان لوگوں کو ڈسٹرب نہیں کیا تھا کیونکہ پچھلے دو دن کسی کے لیے آسان نہیں تھے۔

وہ سب اس وقت لاؤنج میں خاموشی سے چائے پی رہے تھے، سب نے ہی دیر سے ناشتہ کیا تھا اور اب ہاسپٹل جانے کا ارادہ تھا۔

جب ریان لاؤنج میں داخل ہوا تو اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، سیدھا رودابہ کے سامنے گیا اور انہیں بازو سے دبوچ کر ایک زوردار تھپڑ ان کے منہ پر جڑ دیا۔

تھپڑ اتنا شدید تھا کہ وہ اوندھے منہ زمین پر گری۔

یہ منظر دیکھ کر سب اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔ سلیمان اور ساکب غصے میں اس کی طرف بڑھے، مگر ریان نے فوراً اپنی گن نکال کر ان کے قدموں کے پاس کر دی تاکہ وہ مزید آگے نہ بڑھ سکیں۔

"یہیں رک جائیں آپ سب۔ میں آپ سب کی دل سے عزت کرتا ہوں، اس لیے بدتمیزی نہیں کروں گا، مگر اس عورت نے آج جو کیا ہے وہ میرے لیے برداشت سے باہر ہے۔ اور یہ تھپڑ ان کے لیے بے حد ضروری تھا... بلکہ یہ تھپڑ آپ کو مارنا چاہیے تھا، انکل۔"

ریان نے خون آشام نظروں سے رودابہ کو دیکھتے ہوئے کہا، پھر آخر میں سلیمان کی طرف مڑا۔

اسی لمحے زرتاشہ، جو سب کے لیے چائے اور کچھ چیزیں لا رہی تھی، یہ منظر دیکھ کر تیزی سے اوپر بھاگی، کیونکہ ریان کا انداز اسے کچھ ٹھیک نہیں لگا۔

باجی تو اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئیں۔

"ریان! تمہاری ہمت کیسے ہوئی بھابھی جان پر ہاتھ اٹھانے کی؟ وہ بڑی ہیں اس گھر کی..."

"انہا... نانا..."

یہ عورت میری کوئی نہیں لگتی۔ اس جیسی گھٹیا عورت ریان خان کی کچھ نہیں لگتی، بلکہ مجھے تو حیرت ہے کہ یہ میری اہلیہ کی ماں ہے بھی یا نہیں۔

"ہمت کیسے ہوئی آپ کی یہ کہنے کی کہ میری بہن بدکردار ہے؟ ہاں؟ کیا سمجھ رکھا تھا کہ وہ کسی عام انسان کی بہن ہے؟"

ریان نے رودابہ کا بازو دبوچ کر انہیں اپنے سامنے کیا تھا۔ اس کی بات سنتے ہی سب نے حیرانی سے رودابہ کو دیکھا۔ ان کے برابر میں بیٹھی وردہ کو تو جیسے سکتہ ہی ہو گیا تھا۔

"اور کیا کہا تھا آپ نے... 'ولی میں آئی لڑکی'؟ جاو جا کر پوچھو اپنے بیٹے سے کس کی بہن ونی میں آئی ہے۔ وہ ریان خان کی بہن ہے، میری بہن۔ اور میں اپنی بہن کو کسی امن اور سکون کی نظر کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ جاو، جا کر پوچھو اپنے بیٹے سے!"

"اور ہاں... دس منٹ۔ صرف دس منٹ ہیں آپ کے اور آپ کے بیٹے کے پاس میری بہن کی بدکرداری ثابت کرنے کے لیے، ورنہ میں جرگہ بھی نہیں بیٹھاؤں گا۔ یہی، یہیں پر تم دونوں ماں بیٹی کی لاش گرادوں گا۔ جاو لے کر آو وہ ثبوت جس کی بنا پر تم دونوں ماں بیٹی نے مل کر میری بہن کی سب سے بڑی خوشی اس سے چھین لی۔ جاو!"

ریان نے رودابہ کو سیڑھی کی طرف دھکیلتے ہوئے درشت لہجے میں دھاڑا تھا۔ اس کی دھاڑ سے وہاں موجود سب ہی لوگ لرز گئے تھے، جبکہ علیار تیزی سے سیڑھی سے نیچے کی طرف بڑھا تھا۔

"ریان کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ یہ کسی طرح تم چچی جان سے بات کر رہے ہو؟" علیار نے ماتھے پر بل ڈالے غصے سے اسے مخاطب کیا تھا۔

آپ انجان نہ بنو۔ اچھے سے جانتے ہو تمہاری اس چیچی جان نے کیا کیا ہے۔ تو پھر انجان بننے کا"
کیا فائدہ؟"

ریان نے اس کی بات پر بھیگی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھا اور روادابہ کو اوپر جانے کا اشارہ کیا۔

علیار اس کی بات پر خاموش ہو گیا اور بے ساختہ اس کی نظر لاؤنج کے فرش پر پڑی۔ وہاں گرے ہوئے گلاسوں کے ٹکڑے بکھرے تھے۔

اس نے بے یقینی سے ریان کو دیکھا۔ اسے اس سے اس قدر شدید ردعمل کی امید نہیں تھی۔ اسے لگا تھا ریان دارار پر جائے گا، مگر یہاں معاملہ اس کے ہاتھ سے نکلتا محسوس ہو رہا تھا۔

ریان، تم بیٹھ کر بھی بات کر سکتے ہو۔ بڑوں سے بدتمیزی مت کرو۔" علیار نے سیڑھی سے نیچے" اترتے ہوئے اسے صوفے پر بٹھانے کی کوشش کی۔

مگر ریان نے اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹا دیا۔

علیار، میں یہاں بات کرنے نہیں آیا۔ میرے دیے دس منٹ میں سے پانچ منٹ ختم ہو چکے" ہیں۔ اگر تمہاری چیچی جان اور ان کے بیٹے نے اگلے پانچ منٹ میں میری بہن کی بدکرداری ثابت نہ کی تو یہاں ایک لاش تو لازمی گرے گی۔ میں نے اتنے گھٹیا الفاظ نہ صرف اپنی بہن کے بارے میں سنے ہیں بلکہ برداشت بھی کیے ہیں۔"

تمہاری اس پھپھی جان نے میری بہن کو جو کہا ہے، ذرا مجھے بتانا پسند کرو گے کہ تم لوگوں نے"

"اب تک یہ غلط فہمی کیوں نہیں دور کی؟

"مجھے وہ انویلپ لا کر دو جسے دیکھ کر یہ دونوں ماں بیٹا پاگل ہوئے ہیں۔"

ریان نے بغیر کسی کی بات سنے رودابہ اور دارار کو لتاڑا اور ساتھ ہی اپنے دیے وقت کی بھی یاد دہانی کروائی۔

سب ہی اس کے لہجے اور انداز سے پریشان تھے، مگر کسی کو ابھی تک یہ سمجھ نہیں آیا تھا کہ وہ کن باتوں اور کن ثبوتوں کی بات کر رہا ہے۔

"ریان!"

داجی جو کب سے خاموشی سے سب سن رہے تھے، آخر کار بولے۔

"آج واقعی ہمارے گھر کی عزت نیلام ہو جائے گی..."

جس طرح ملازم کھڑے ہو کر تماشہ دیکھ رہے تھے، یہ ٹھیک تو نہ تھا۔

نہیں واجی، آج نہیں۔ آپ نے سنا نہیں نا ان لوگوں کی باتیں میری بہن کے بارے میں... اگر"

"سنا ہوتا تو آپ بھی مجھے نا ٹوکتے، ان لوگوں سے استفسار کرتے۔

ابھی وہ راجی سے بات کر ہی رہا تھا کہ دارار اسے سیڑھی سے نیچے اترتا نظر آیا۔ اس سے پہلے کہ ریان یا کوئی اور اسے کچھ کہتا، رودابہ روتے ہوئے اس کی طرف بڑھیں۔

دارار! دارار! تمہارے سالے نے تمہاری ماں کے منہ پر تھپڑ مارا ہے... اس نے مجھے تھپڑ مارا ہے!"

وہ اس کے سینے سے لگ کر روتے ہوئے اسے بتانے لگیں، جبکہ دارار رودابہ کی بات سنتے ہی بے یقینی سے ریان کو دیکھنے لگا۔

دارار! دارار! تمہارے سالے نے تمہاری ماں کے منہ پر تھپڑ مارا ہے۔ اس نے مجھے تھپڑ مارا ہے!"

رودابہ دارار کے سینے سے لگ کر روتے ہوئے بتانے لگی، جبکہ دارار نے رودابہ کی بات سنتے بے یقینی سے ریان کو دیکھا تھا۔ ریان کو ان کے ڈرامے دیکھ کر کوئی خاص حیرت نہ ہوئی۔

التابوت!" وہ اس منظر کو انتہائی اکتاہٹ کے ساتھ دیکھتے ہوئے رودابہ کو ایک بار پھر سب کچھ یاد دلا گیا۔

وہ دارار کو وہیں چھوڑ کر اوپر کی طرف چلا گیا جبکہ دارار چیزوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔

تھوڑی دیر لگی اسے یہ جاننے میں کہ ریان کو اس کے اور زرتاشہ کے درمیان ہونے والی ساری باتوں کا علم ہو چکا ہے، اسی لیے وہ یہاں ان سے حساب مانگنے آیا ہے اور شاید اسی وجہ سے اس نے رودابہ کو....

دارار سے اس سے آگے سوچا ہی نہیں گیا۔

ابھی وہ نیچے اتر کر ریان سے اپنے کیے پر معافی مانگنے اور اپنی شرمندگی ظاہر کرنے ہی والا تھا کہ رودابہ وہ سارے لفافے تھامے نیچے کی طرف بھاگ آئیں۔

لفافے ان کے ہاتھ میں دیکھتے دارار بے یقینی سے انہیں اور پھر ان لفافوں کو دیکھنے لگا۔

اس سے پہلے کہ وہ رودابہ کو کچھ کہتا یا منع کرتا، وہ ان لفافوں کو یوں سب کے سامنے کھول لائیں کہ تصاویر بکھر گئیں۔

"یہ لو تمہاری بہن کے کارناموں کے ثبوت!"

رودابہ نے وہ سارے لفافے ریان کے سینے پر پھینکے۔ جبکہ علیار اور دارار دونوں ہی ان کی حرکت پر سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ جن کو تھپڑ کھا کر بھی چین نہیں تھا۔

ریان نے جھک کر وہ سارے لفافے اٹھا لیے اور ایک لفافہ کھول کر تصویر نکال کر دیکھنے لگا۔

جوں ہی ریان نے تصویر دیکھی، اس کے چہرے پر ایک تمسخرانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ مسکراتے مسکراتے ہنس پڑا اور پھر پورے لاؤنج میں اس کی خطرناک ہنسی گونجنے لگی۔

وہ ہنسی سب کو ہی بہت خطرناک لگی۔ رودابہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے وہ پاگل ہو گیا ہو۔ دارار کو بھی اس کا ہنسنا سمجھ نہیں آیا کہ وہ آخر کیوں ہنس رہا ہے، جبکہ علیار کو کچھ کچھ بات سمجھ آرہی تھی کہ وہ دارار کی بے وقوفی پر ہنس رہا ہے۔

"تم نے ان تصویروں کو دیکھ کر یہ مان لیا کہ میری بہن نے تمہیں دھوکہ دیا؟ ہاں؟ اور تم نے بھی یہ تصویریں دیکھ کر اپنی اولاد سے کہا کہ میری بہن اگر بدکرداری پر اتر آئی ہے تو اسے چھوڑ دو؟ ہاں؟"

"صرف ان تصویروں کی بنیاد پر تم دونوں ماں بیٹے نے مل کر میری بہن کی کردار کشی کی؟ بولو! جواب دو مجھے!"

"صرف ان تصویروں کی بنیاد پر تم نے میری بہن کی پوری زندگی برباد کر دی؟ بولو!"

ریان اچانک خاموش ہوا اور وہ سارے تصویر والے لفافے رودابہ کے سامنے کرتے ہوئے دھاڑا۔

دارار جلدی سے نیچے اتر کر رودابہ کو پیچھے کیا۔

"یہ تم مورے سے اس طرح بات کیوں کر رہے ہو؟ اور ہاں... ان ہی تصویروں کو دیکھ کر انہوں نے کہا تھا، مگر اس سے پہلے مجھے غلط فہمی ہوئی تھی... اسی لیے انہیں لگا تھا..."

"ہشش!"

ریان نے اس کی بات کاٹ دی۔

"اس وقت تم بولتے ہوئے مجھے زہر لگ رہے ہو۔ کیا مطلب غلط فہمی؟ غلط فہمی کی بنیاد پر تم نے اپنی بیوی کو تھپڑ مارا؟ میری بہن کو؟ ریان خان کی بہن کو؟"

ریان اس کی بات بیچ میں ہی کاٹتے ہوئے اس کے منہ پر گھونسہ جڑ گیا۔

"غلط فہمی کی بنیاد پر؟" ریان نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ "غلط فہمی کی بنیاد پر میری بہن کو اس طرح مارے گا کہ وہ زمین پر گر جائے؟ اور وہ پریگننٹ تھی... تمہارے اس ایک تھپڑ کی وجہ سے اس کا حمل ضائع ہو گیا!"

وہ لمحہ بھر رکا، پھر سرد لہجے میں بولا۔

"اور چل مان لیتے ہیں کچھ دیر کے لیے کہ وہ وہی کر رہی تھی جو تم ماں بیٹے اس پر الزام لگا رہے ہو... تو کیا؟"

"تم لوگوں کو لگتا تھا اگر تمہاری سابقہ حرکتوں کے بعد وہ تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو میں اسے طلاق دلوا دیتا؟ اور وہاں اس کی دوبارہ شادی بھی کروا دیتا؟ مجھے تمہاری یا تمہاری ماں کی کسی مشورے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"ویسے اور کیا کیا خوش فہمیاں پال رکھی ہیں تم لوگوں نے؟ ہاں؟"

"اگر کروا سکتے تھے تو جاؤ، کروا کر دکھاؤ، اور ہماری بھی جان چھوڑو!"

رودابہ اس کی بات سنتے ہوئے چیخ کر بولی۔

سب نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔

اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھ پاتا، ریان نے اپنی گن نکال کر اس کی تلی دارار کی طرف کر دی۔

"آپ نے تو یاجوج ماجوج کو بھی فساد میں پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ خیر مگر کوئی نہیں... میں آپ کی اس چونچ کا ایسا علاج کروں گا کہ یہ بولنے سے پہلے سو بار سوچے گی۔"

پھر وہ دارار کی طرف مڑا۔

"اور تم... تم سے میرا حساب ابھی باقی ہے۔ کیا کہا تھا میری بہن کو؟ مجھے بتاؤ! اگر تمہارے اندر اتنی ہی آگ لگی تھی تو مجھے بتاتے، میں بجھا دیتا!"

"میں اس کا لالا ہوں، مجھے بھی تو پتا چلے کہ تم کس طرح میری بہن کے بارے میں سوچ رہے تھے... یا یہ کہ تم یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ وہ آوارہ ہے؟ کہ وہ خود کو دوسروں کے لیے چھوڑ دیتی ہے؟"

ریان کی آواز گونج رہی تھی، اور ساتھ ساتھ اس کے مکوں اور لاتوں کی ضربیں دارار پر برس رہی تھیں۔ دارار نے کوئی مزاحمت نہیں کی، بس خود کو بچانے کی کوشش کرتا رہا۔

اس کے ہونٹ پھٹ چکے تھے، ناک سے خون بہہ رہا تھا، اور چہرے پر نیل پڑنے لگے تھے۔ مگر کوئی بھی آگے نہ بڑھا۔

جب ریان تھک کر رکا تو دارار زمین پر دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا، بری طرح زخمی، منہ سے خون بہتا ہوا، آنکھوں کے گرد سوجن کے ساتھ۔

"غلطی تمہاری نہیں ہے، غلطی میری ہے۔ میں... میں نے غلط ہاتھوں میں اپنی بہن دے دی یہ سوچ کر کہ تم اس کا مجھ سے زیادہ خیال رکھو گے، مگر نہیں... تم نے اس سے اس کا سب کچھ چھین لیا۔ اس کی ذات تک۔"

ریان ایک لمحے کو رکا، پھر غصے سے دھاڑتے ہوئے ایک آخری مکا دارار کے منہ پر جڑ دیا۔

"شوہر تو بیوی کی عزت کروانے کا سبب ہوتے ہیں، یوں انہیں بھرے مجمع میں رسوا کروانے کی وجہ نہیں۔ دیکھ لو یہ تماشا جو تمہاری نا عقلی سے لگا ہے!"

اس کی دھاڑ اتنی تیز تھی کہ پوری حویلی میں گونج اٹھی۔

شور سن کر علیان، مانسا اور داوود سب باہر آ گئے تھے۔ انہوں نے حیرت سے سارا منظر دیکھا۔

علیان نے مانسا کو فوراً کمرے میں بھیج دیا کیونکہ آئندہ اس کی گود میں تھی۔ داوود تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا دارار کی طرف بڑھا۔

"چھوڑو میرے بیٹے کو! اور خود دیکھو اپنی بہن کے کارنامے! میرے بیٹے نے کچھ غلط نہیں کہا!"

رودابہ نے لفافے آگے بڑھاتے ہوئے سلیمان اور ساکب صاحب سے کہا۔

"م... مورے یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ رکھیں اسے! یہ سب غلط ہے!" دارار نے جلدی سے رودابہ کی طرف بڑھ کر تصویریں لینے کی کوشش کی مگر ریان نے اسے روک لیا۔

"ریان! بس کرو تمہارا غصہ میں سمجھ رہا ہوں، تم نے جتنا مارنا تھا مار لیا، اب بیٹھ جاؤ! ہم بیٹھ کر سکون سے بات کرتے ہیں!" علیار نے دارار کو دیکھتے ہوئے کہا جو تقریباً ادھ مرا ہو چکا تھا۔

"ریان وہ تصویریں دے دو مجھے... مجھے پتا ہے وہ فیک ہیں!" دارار نے منہ سے خون تھوکتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ دیکھو؟ آخر تم نے انہی تصویروں کی بنیاد پر اسے مارا ہے۔ انہی تصویروں کی وجہ سے تو تم اس سے ملنے نہیں آ رہے تھے۔ کون تھا وہ جو روز تمہیں یہ تصویریں بھیج رہا تھا؟ اتنی عقل نہیں آئی کہ کوئی تمہاری بیوی پر نظر رکھے ہوئے ہے؟ جب غیرت جاگی بھی تو کسی اور کے کہنے پر!"

"مجھے اب کوئی بات نہیں کرنی، علیار۔ میں نے اسے جتنا مارنا تھا مار لیا۔ دل تو تھا کہ اسے اور اس کی ماں کو جان سے مار دوں، مگر رک گیا... کیونکہ میں جانتا ہوں میری بہن اب بھی اس گھٹیا انسان سے محبت کرتی ہے اور وہ اس کی موت برداشت نہیں کر پائے گی۔"

"تم نہیں سمجھو گے... تم کبھی نہیں سمجھ سکتے اس کے جذبات، اس کے احساسات۔ میری غلطی ہے جو میں نے بنا سوچے سمجھے تمہیں اپنی اتنی قیمتی بہن دے دی، جس کے تم لائق نہیں تھے... نہ تم، نہ تمہارے گھر والے!"

میں عہد کر کے آیا تھا کہ تم، تمہاری ماں، اور وہ امتیاز خان جس نے یہ تصویریں بھیجیں—سب کو "گولی مار دوں... مگر میں رک گیا، صرف اپنی بہن کی خاطر۔

لیکن امتیاز خان کی موت کوئی نہیں بھولے گا... اور تمہاری موت بھی اس وقت تک تلی ہوئی" ہے جب تک تم میری زری کے شوہر ہو۔ جس دن یہ رشتہ ختم ہوا، تمہارا حساب مجھ پر فرض ہو "جائے گا۔

"! کیونکہ میری بہن کو بدکردار کہنے والا انسان میری نظر میں زندہ رہنے کے قابل نہیں"

ریان یہ کہتا ہوا وہاں رکا نہیں۔ وہ جس تیزی سے آیا تھا، اس سے دوگنی تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔

اب اس کا اگلا نشانہ امتیاز خان تھا—جس نے چھپ کر وار کیا تھا، اور اس کی بہن کی زندگی کو جہنم بنا دیا تھا۔

داوود چلو اسے لے کر ہسپتال چلیں، یہاں ڈاکٹر بلانا بے کار ہے۔" علیار نے داوود سے کہا اور" دارار کی طرف بڑھا جو ابھی تک ویسے ہی زمین پر گرا ہوا تھا جیسے ریان نے اسے چھوڑا تھا۔

نہیں... ڈاکٹر کو یہی بلاؤ۔ پتا نہیں وہاں اس کا بھائی اگر پھر میرے بچے کے پیچھے لگ گیا تو؟"" رودابہ نے پریشانی سے کہا۔

سلیمان ! آپ نے آج تک ہمیں کسی بھی قسم کی شکایت کا کوئی موقع نہیں دیا ہے، اور نہ ہی ہم" "امید کرتے ہیں کہ آپ آگے ہمیں یہ موقع دیں گے۔

داجی جو کب سے اپنے دل پر ہاتھ رکھے اس گھر میں ہونے والے سارے تماشے کو دیکھ رہے تھے، آہستہ سے بولے۔

آپ رودابہ کو لے کر گاؤں میں موجود دوسرے گھر میں شفٹ ہو جائیں، وہ مزید ہمارے ساتھ" ایک چھت کے نیچے نہیں رہ سکتی۔ باقی سارے افراد یہیں رہیں گے، اور اس بات پر آپ آج "ہی عمل کریں۔ درخشہ ! اپنی بی بی جی کا سامان باندھ دو۔

داجی سلیمان صاحب اور درخشہ سے کہتے ہوئے مشکل سے اپنے قدموں کے سہارے کھڑے ہوئے۔

علیان ہمیں ہمارے کمرے میں چھوڑ دو بیٹا..." واجی نے کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہوئے" کہا۔

بابا میں کہیں نہیں جاؤں گی، یہ میرا گھر ہے ! آپ ایک کل کی لڑکی..." رودابہ نے بات کاٹنی" چاہی۔

"! رودابہ ! بس کر دو ! بس کر دو اپنی یہ باتیں"

واجی کی آواز اس بار سخت ہو گئی۔

تمہاری اس بے وجہ کی جلن نے اس بیچاری بچی سے اس کا سب کچھ چھین لیا ہے۔ کیا کیا ہے"
اس نے تمہارا؟ تم وردہ کی بھابھی کی باتوں میں آکر یہ سب کر رہی ہو۔ اس کے کہنے پر تم نے اپنی
"! ہی بہو کے خلاف دل میں زہر بھر لیا

"جس لڑکی کو ناشتہ تک خود سے نہیں بتانا آتا تھا، تم اسے ماں سمجھتی ہو؟"

اور تمہیں آج تک یہ بھی نہیں پتا کہ تمہاری وجہ سے اس کے شوہر کو طلاق کے لیے اکسانے والی"
"! تم ہو

تم نے اسے سمجھانے کے بجائے تصویر کا دوسرا رخ دکھانے کے بجائے کیا کہا؟ کہ اگر زرتاشہ"
"بدکرداری پر اتر آئی ہے تو اسے چھوڑ دو؟

"ذرا سا احساس ہے آپ کو؟"

یہاں صرف زرتاشہ نہیں بستی... تمہاری اپنی بیٹی بھی اسی گھر میں ہے، اپنے بھائی کی بیوی بن"
"کر۔ وہ تو شکر ہے کہ وہ کسی بات کا قصور ہماری دعا کو نہیں ٹھہراتا، ورنہ تم کیا کرتیں؟

"! ذرا اپنے اندر بھی جھانکو"

```...دارار کو یہ لفافے انہی دنوں سے موصول ہو رہے تھے
```

مگر اس نے اب تک زرتاشہ سے رابطہ نہیں کیا تھا کیونکہ کہیں نہ کہیں اس کا دل اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔ مگر تم نے اس چنگاری کو ہوا دینا ضروری سمجھا اور اپنے ہی بیٹے کا گھر اجاڑ دیا۔

"اس بچی کے ظلم کا حساب کون دے گا؟ رودابہ! تم خود کو جہنم کی آگ کا حقدار کیوں بنا رہی ہو؟ تم تو اس طرح کی نہ تھیں..."

"ایک ماں سے اس کی اولاد چھن گئی ہے... تم قاتلہ ہو دارار اور زرتاشہ کے بچے کی۔"

"چلو مان لیا زارا کے پیچھے تم اس لیے تھیں کیونکہ جائیداد کا معاملہ تھا، مگر زرتاشہ نے کیا کیا ہے تمہارا؟ تمہارا ہی بیٹا اس کے ساتھ خوش تھا نا... مگر نہیں!"

"دارار میاں، تمہارے بچے کے قتل کے زیادہ ذمہ دار تم ہو، کیونکہ تم باہر والے کی بات میں آکر اپنی بیوی سے سوال جواب کرنے لگے۔ تمہیں اپنی بیوی کو ساری بات بتانی چاہیے تھی اور باہر والے سے سوال کرنا چاہیے تھا!"

"مگر ہم یہ کیسے بھول گئے کہ تم سب نے طے کر رکھا ہے کہ ہمارے سر پر خاک ڈالنی ہے... اور تم نے ڈال دی!"

"اب یہ گھر کیا ہی آباد ہو گا جہاں ہر طرف سسکیاں ہوں، جہاں ظلم ہوا ہو... وہ گھر کیا ہی آباد ہو گا؟"

علیار! یا تو تم رودابہ کے یہاں سے جانے کا بند و بست کرو، یا پھر ہمیں اپنے ساتھ شہر لے چلو..."
"ہم اب مزید ان لوگوں کی شکل نہیں دیکھ سکتے۔

واجی رودابہ کو کھڑی کھڑی سناتے ہوئے علیار کو فیصلہ سنا گئے اور اوپر کی طرف بڑھنے لگے۔

اسی وقت علیار کا فون بجنے لگا۔ اس نے تیزی سے فون نکالا، اسکرین پر ریان کا نام جگمگا رہا تھا۔

داجی... ریان!" علیار نے ان کی پشت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔"

اٹھاؤ، دیکھو کیا بات ہے۔ اللہ خیر کرے..." داجی نے کہا اور مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔"

علیار نے جیسے ہی کال ریسیو کی، ریان نے اس سے گھر اور لاؤنج میں ہونے کے بارے میں پوچھا۔ جواب ملتے ہی اس نے کال اسپیکر پر ڈالنے کا کہا۔

ایک اہم بات بتانا تمہیں بھول گیا تھا، بہنوئی..." ریان کی آواز لاؤنج میں گونجی۔"

سب ساکت ہو گئے۔

میں تمہیں وہاں آکر سب سے ضروری بات بتانا بھول گیا تھا... میری زری تمہارا فیصلہ کر چکی"
"ہے، اسے تم سے طلاق چاہیے۔

اور میں جانتا ہوں تمہاری ماں کو یہ بات بھی گوارا نہیں ہو گی کہ تم اسے حق مہر یا کوئی اور چیز دو..."
وہ جلد لے گی، کیونکہ ریان خان کی بہن کو تمہارے وراثت کے مال کی ضرورت نہیں۔ الحمدللہ وہ
"سیلف میڈ ہے، اور اپنی بہن کو بھی میں نے یہی سکھایا ہے۔

"تو اپنی ماں کو بتا دینا۔ پتا چلا حق مہر کے پیسوں کا سوچ سوچ کر کہیں وہ جہنم زدہ نہ ہو جائے۔"

میرا وکیل بہت جلد تم سے رابطہ کرے گا۔ اور اپنی مورے کو یہ بھی بتا دینا کہ ان سے ہمدردی"
میرے پاس ہے۔جن میں سرِفہرست ان کی نہیں، میری اہلیہ کی چچی کی بھابھی، ہما کی ماں ہے، جو
"اس وقت میری گاڑی کی ڈگی میں ہے۔

"...آہا! ایسے نہیں ماروں گا کسی کو بھی... سب کو فیلڈنگ لگا کر ماروں گا، تم میچ کا انتظار کرنا"

کال ختم ہو گئی، اور لاؤنج میں مکمل خاموشی چھا گئی۔

۔۔ ریان نے بڑے آرام سے رودابہ، دارار اور باقی گھر والوں کے سر پر بم پھاڑا تھا۔ وہ اپنی بات کہہ کر فون کاٹ گیا تھا جبکہ راجی نے اس کی طلاق والی بات سنتے ہی اپنا دل پکڑ لیا تھا۔ ادھر داوود ایک کے بعد ایک ہونے والے انکشاف پر حیران تھا۔ اسے تو کسی کی بات پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا، مگر پھر اپنی ماں کا لہجہ اور سب کی خاموشی نے اسے اس بات کو ماننے پر مجبور کر دیا تھا۔

ریان کی باتیں سنتے ایک پل کو رودابہ بھی ڈر گئی تھی۔

ہمیں ہمارے کمرے میں لے چلو علیان، ہم مزید یہاں نہیں رہ پائیں گے..." واجی نے اپنے دل" پر ہاتھ رکھے ہوئے کہا تھا۔

انہیں ریان کی باتوں اور انکشافات سے ایک گہرا صدمہ لگا تھا، اور وہ یہ سب برداشت نہ کر سکے۔ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تھا جو کہ اتنا شدید نہیں تھا مگر ان کی عمر کی وجہ سے کافی نقصان دہ ثابت ہوا۔

اس واقعے کو ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔ دارار کی طبیعت ایسی نہیں تھی کہ وہ چل پھر سکے۔ ریان کی مار اور اپنے گناہوں کے بوجھ کی وجہ سے وہ کئی دن بخار میں تپتا رہا مگر بخار تھا کہ اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

لالا... آپ کے دعا کے بیچ میں کچھ ہو رہا ہے؟ وہ کافی بھی بھی لگ رہی ہے۔ آج بھی بہت چپ" چپ تھی..." زرتاشہ نے سوپ پیتے ہوئے ریان سے استفسار کیا۔

نہیں زری، ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ اور اگر ہو بھی تو میری جان، یہ ہمارا معاملہ ہے، تم اس" بارے میں سوچ کر اپنی طبیعت خراب نہ کرو۔ چلو اب یہ سوپ ختم کرو اور سو جاؤ..." ریان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

ریان زرتاشہ کے سونے کا یقین کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا، دعا نماز پڑھ رہی تھی۔ وہ اس کا انتظار کرتے ہوئے بیڈ کے کنارے پر بیٹھ گیا تاکہ وہ فارغ ہو تو اس سے بات کرے۔ دعا نے تب سے اس سے بات کرنا بند کر رکھی تھی جب سے اسے علم ہوا تھا کہ ریان نے درار اور رودابہ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔

درار پر ہاتھ اٹھانے پر تو اسے اتنا برا نہیں لگا تھا جتنا رودابہ پر ہاتھ اٹھانے پر لگا تھا۔ پہلے تو اسے یقین ہی نہیں آیا تھا کہ ریان ایسا بھی کچھ کر سکتا ہے، مگر وہ کر چکا تھا۔

تب سے دعا نے اس سے بات کرنا بند کر دی تھی۔

وہ سلام پھیر کر دعا مانگتے ہوئے جائے نماز فولڈ کرنے لگی۔ ریان کی موجودگی وہ پہلے ہی محسوس کر چکی تھی مگر پھر بھی بغیر کوئی تاثر دیے جائے نماز فولڈ کرتی اس کے پاس سے نکلنے لگی۔

مگر ریان نے اس کی کلائی تھام لی۔

دعا نے ایک نظر مڑ کر اسے دیکھا اور پھر اپنی کلائی کھینچتے ہوئے کہا:

"میرا ہاتھ چھوڑیں ریان... مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔"

دعا نے اپنا دوسرا ہاتھ استعمال کرتے ہوئے اس کی گرفت سے اپنی کلائی آزاد کروانی چاہی جو اسے ناممکن ہی لگ رہا تھا کیونکہ ریان کی گرفت سخت نہیں تھی مگر مضبوط تھی۔ اس کی انگلیاں اپنی کلائی کے گرد سے کھولنا دعا کو ناممکن سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے روہانسے ہوتے ہوئے نم نظروں سے ریان کو دیکھا۔

نہ جانے کیوں آج کل اس کا دل بات بات پر بھر جاتا تھا، شاید ریان سے ناراضگی تھی جسے وہ کھل کر ظاہر نہیں کر پا رہی تھی۔بی اماں اور زرتاشہ کی وجہ سے۔کہ کہیں انہیں یہ نہ لگے کہ زرتاشہ اور دارار کی وجہ سے ان میں دوری آئی ہے۔

میرا ہاتھ چھوڑیں ریان!" دعا نے ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے دوبارہ کہا۔"

ریان ایک ہی لمحے میں اس کی آنکھوں کی نمی اور بھیگے لبوں کو پہچان گیا تھا۔ اس نے جھٹکے سے اسے کھینچ کر اپنی گود میں بٹھا لیا۔

آہلیہ! کیا بات ہے آپ رو کیوں رہی ہیں؟" ریان نے اس کے عارض سے آنسو اپنی انگلی کے" پوروں سے چنتے ہوئے کہا۔

ک... کچھ نہیں، آپ چھوڑیں ہمیں... نیند آرہی ہے، ہمیں سونا ہے..." دعا نے اپنے چہرے پر" سے اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں، نیند آرہی ہے ہمیں سونا ہے۔ دعا نے اپنے چہرے سے اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔

اس کے ہاتھ جھٹکنے پر ریان کی آنکھوں میں پل بھر میں خون اترا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں میچ کر اپنے غصے پر قابو پایا اور اس کی مزاحمت کے باوجود اس کے عارض پر ہاتھ رکھ کر اس کی توجہ اپنی طرف کروانی چاہی۔ مگر اس کی زبردستی پر دعا نے غصے سے اس کی طرف دیکھا اور دوبارہ اس کا ہاتھ ہٹانے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔

لیکن اس کی لال انگار ہوتی آنکھیں دیکھ کر دعا کی آنکھیں ساکت ہو گئیں، اور اس کا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا۔

ریان باغور اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ کے رکنے پر بے ساختہ ریان کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھو لیا، اور وہ اس کا دوپٹہ کھولتا ہوا اسے اپنے برابر میں بٹھا گیا۔ اس کے بال ہلکی سی چوٹیاں میں قید تھے، وہ اس کے بال بھی چوٹیاں سے آزاد کرواتے ہوئے اب اس کے چہرے کو دیکھنے لگا، جبکہ وہ نظریں جھکائے اپنے گود میں رکھے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔

آہلیہ، جب تک آپ بتائیں گی نہیں کیا بات ہے تو مجھے کیسے علم ہوگا کہ آپ کو میری کون سی بات" بری لگی ہے؟" ریان نے اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے کہا۔

دعا نے اس کی سانسیں اپنی گردن پر محسوس کیں اور آنکھیں میچ لیں، اس کی قربت سے اس کی جلد میں ہلکی سی کپکپاہٹ دوڑ گئی۔

مجھے واقعی نہیں علم میری کس بات نے آپ کو ناراض کیا ہے... اس وجہ سے تو میں کتنے دن" سے پریشان ہوں۔ آپ ہی بتا دیں تاکہ میں غصہ نکال دوں اور مجھے پتا تو چلے..." ریان نے پھر کہا، اس کا ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد اور دوسرا اس کی گود سے ہوتا ہوا اس کی ہپ کی طرف تھا، وہ اسے مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا۔

مجھے اس معاملے میں بات نہیں کرنی... کیونکہ جب آپ کو خود کسی چیز کا احساس نہیں تو میں کیوں کرواؤں؟ اور ویسے بھی اگر میں نے آپ کو کچھ کہہ دیا تو آپ کی اور میری بری طرح لڑائی ہو جائے گی..." دعا نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

یہ کیا بات ہوئی آہلیہ؟ ہم لڑائی کریں گے؟ میں کیا آپ سے لڑتا ہوں؟ ہماری کتنی بار لڑائی ہوئی ہے؟ ذرا بتائیں... مجھے نہیں یاد کہ ہم صرف رخصتی سے پہلے ایک بار ایک دوسرے کے مدمقابل آئے تھے، اس کے علاوہ نہیں۔ تو پھر آپ کیوں کہہ رہی ہیں کہ میں آپ سے لڑوں گا؟" ریان نے بے یقینی سے کہا۔

ہاں، آپ نے غصہ نہیں کیا... مگر اس بات پر کریں گے، مجھے پتا ہے..." دعا نے ہلکی آواز میں کہا، مگر اپنی بات پر قائم رہی۔

اہلیہ، آپ مجھے ابھی کے ابھی بتائیں کیا بات ہے... ورنہ جس پیشن گوئی پر آپ کا یہ ننھا سا دماغ چل رہا ہے، میں وہ کر بیٹھوں گا..." ریان نے اچانک سخت لہجے میں کہا۔

اس کے اچانک غصے پر دعا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے بے یقینی سے ریان کو دیکھا، اور جب اس نے یہ آنکھیں دیکھیں تو فوراً اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

ٹھیک ہے... میں غصہ نہیں کر رہا، بتائیں... آپ کے اس شوہر نے کون سی غلطی کی ہے؟" ریان نے خود کو سنبھالتے ہوئے نرمی سے کہا۔

بھابھی کی قسم کھائیں آپ غصہ نہیں کریں گے..." دعا نے ہتھیلی پھیلاتے ہوئے وعدہ مانگا۔"

میں اپنے اللہ کی قسم کھاتا ہوں، میں آپ کی بات پر غصہ نہیں کروں گا۔

اس کے قسم مانگنے پر ریان نے اس کے سارے خدشے ایک جھٹکے میں دور کر دیے۔

آ... آپ نے... آپ نے مورے پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ ہمیں یہ بات بالکل بھی اچھی نہیں لگی کیونکہ یہ" غلط تھا، جو بھی تھا وہ ہماری مورے ہیں، آپ کو ان کی عزت کرنی چاہیے۔" دعا نے اس کے وعدے پر مطمئن ہوتے ہوئے اپنے لہجے کو بامشکل پر اعتماد بناتے ہوئے ایک ہی سانس میں سارے شکوے کر دیے۔

ریان کو ایک لمحہ لگا اس کی بات سمجھنے میں، مگر جب وہ سمجھ گیا تو خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔

آہلیہ!" کچھ لمحے کی خاموشی کے بعد ریان نے اسے مخاطب کیا۔"

جانتا اور مانتا ہوں میری غلطی ہے، مگر اس وقت میں بہت زیادہ ٹینس تھا۔ میرے جذبات" میرے بس میں نہیں تھے۔ مجھے پتا ہے یہ بات اس چیز کو جسٹیفائی نہیں کرتی کہ میں نے ایک عورت پر ہاتھ اٹھایا ہے، وہ بھی اس پر جو رشتے اور عمر میں مجھ سے بڑی ہیں، مگر وہ ویڈیو دیکھ کر مجھے شدید غصہ آیا تھا۔ اس دن ان کی باتوں کی وجہ سے دارار زری کو طلاق دے رہا تھا۔ اگر وہ

بے ہوش نا ہوتی تو نہ جانے اس دن اس پر اور کون سی قیامت ٹوٹنے والی تھی، مگر شاید اللہ نے اس کے حصے میں اتنا اپنا ہی لکھا تھا۔

آپ کو اندازہ ہے اگر خدانہ خواستہ وہ وہ کام کر گزرتا تو میری بہن کا کیا ہوتا؟ میں جانتا ہوں وہ اس وقت اس سے اتنی ناراض ہے کہ شاید کبھی اسے معاف نہ کرے، مگر کبھی بھی اس کے مرنے کی دعا نہیں مانگے گی۔ پوری زندگی وہ اس سے دور گزار دے گی، مگر کبھی اسے مرنے کا نہیں کہے گی۔ مگر دارار تو اسے مرنے کا ہی کہہ رہا تھا... وہ بھی کس کے کہنے پر؟ آپ کی مورے کے کہنے پر۔

یہ تصویر پہلے بھی گردش میں تھی، مگر اس نے خود پر کنٹرول رکھا ہوا تھا۔ بھلے ہی وہ دل اور دماغ کی جنگ میں تھا، مگر اس نے زری پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔ اگر وہ اسے اتنا سب کچھ نہ کہتی تو شاید آج میری بہن اولاد کی خوشی سے محروم نہ ہوتی۔ ایک عورت ہوتے ہوئے انہوں نے دوسری عورت کو نہیں سمجھا۔

آپ نے دارار کے الفاظ نہیں سنے زری کے بارے میں؟ اگر بتانے والے نے وہ بھی بتائے ہوتے تو آپ یوں مجھ سے خفا نہ ہوتیں۔

میں مانتا ہوں آپ کی مورے پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا، جا کر معافی مانگ لوں گا، مگر بطور آپ کے شوہر ہونے کی حیثیت سے..."

زرتاشہ کے بھائی نے ابھی یوسفانی حویلی میں کوئی تباہی ہی نہیں کی ہے جو وہ معافی مانگے۔ مجھے ان پر صرف ہاتھ اٹھانے پر افسوس اور شرمندگی ہے، اس کے علاوہ میرے سارے الفاظ درست تھے جنہیں میں دہرانا نہیں چاہوں گا۔ اور اگر آپ کو لگتا ہے کہ مجھے اس بات کے لیے ان سے معافی مانگنی چاہیے تو مانگ لوں گا، مگر زرتاشہ کے بھائی ہونے کی حیثیت سے نہیں، صرف اور صرف آپ کے شوہر ہونے کے ناتے مجبوری کے تحت، تاکہ میرے اور میری بیوی کے تعلقات ٹھیک رہ سکیں اور کچھ نہیں۔

اس کے علاوہ کچھ نہیں، جب آپ کا دل کرے مجھے فون لگا کر دے دیجیے گا میں معافی مانگ لوں گا۔"

ریان نے کہتے ہوئے اسے بیڈ پر بیٹھایا اور خود اٹھ کھڑا ہوا۔

ریان!" دعا نے فوراً اس کی بات پر ردِ عمل دیا۔ "یہ کیا بات ہوئی؟ کیا آپ صرف میری وجہ سے، ہمارے رشتے کی وجہ سے معافی مانگیں گے؟ اس کے علاوہ آپ کو افسوس نہیں جو آپ نے کیا وہ غلط ہے؟"

دعا کو ریان کی یہ بات اچھی نہ لگی تو وہ اسے جاتے دیکھ کر اس کے سامنے آ گئی۔

"بالکل ایسا ہی، آہلیہ۔ مجھے افسوس نہیں، میں نے جو کیا ہے وہ صحیح تھا۔ زرتاشہ کے بھائی نے جو بھی کیا وہ بھی صحیح تھا، کیونکہ اگر کوئی میری بہن کی زندگی خراب کرنے، اسے تکلیف دینے،

اس سے اس کی خوشیاں چھیننے کی غلطی کرے گا تو مجھ سے کسی بھی قسم کی رعایت کی امید نہ رکھے۔ میں نرم مزاج صرف اپنی گھر کی عورتوں کے لیے ہوں، اس کے علاوہ کوئی بھی مجھ سے نرمی کی امید نہ رکھے، خاص کر آپ کی مورے۔

انہوں نے میری بہن کے بارے میں جو کہا ہے، صرف ایک تھپڑ کافی نہیں تھا، بلکہ میں نے اب تک کچھ کیا ہی نہیں ہے صرف آپ کی وجہ سے... آپ کی اور زرتاشہ کی وجہ سے کہ کہیں میں ان لوگوں کے ساتھ کچھ بھی کروں تو آپ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ میں نے تھوڑا سا غصہ کر کے ان لوگوں کو جانے دیا۔

آپ کی مورے وہاں بیٹھ کر زرتاشہ کے ایکسیڈنٹ کے بعد ہی اس کی طلاق کروانے کی پلاننگ کر رہی تھیں، اپنے لیے دوسری بہو تک دیکھ رکھی ہے انہوں نے۔ اور آپ کا وہ بھائی جو بد قسمتی سے میری بہن کے نصیب میں ہے، وہ سارے سچ کو جاننے کے بعد خاموشی کی مورت بن کر صدمے میں چلا گیا ہے۔

اگر کوئی سب سے زیادہ suffer کر رہا ہے تو وہ میری بہن ہے۔ ماں باپ کے بعد میں نے اسے پالا ہے اپنے ان ہاتھوں سے۔ میرے لیے وہ میرا پہلا بچہ ہے۔ جب ماں باپ کی ڈیتھ ہوئی تھی تو وہ ڈھائی مہینے کی تھی، اس نے ماں کا دودھ بھی صحیح سے نہیں پیا تھا۔ تب سے اس کی ذمہ داری میری ہے۔

مجھ میں اور زرتاشہ میں آٹھ سال کا گیپ ہے، میں نے اسے ماں باپ بن کر پالا ہے۔ مجھ سے اس کی تکلیف برداشت نہیں ہوتی، کیونکہ پچھلے اٹھارہ سال سے میرے پاس صرف وہی ہے کسی اپنے کے نام پر۔ اس کے علاوہ میرا اس دنیا میں کوئی بھی نہیں۔

اور آپ مجھ سے امید کر رہی ہیں کہ جب کوئی اسے تکلیف پہنچائے تو میں سامنے والے کو کچھ نہ کہوں؟

آپ کے سامنے تھی وہ—یہاں پورے چار دن بخار میں رہی، کسی نے مڑ کر اسے پوچھا نہیں۔ دارار دوبارہ اس سے ملنے نہیں آیا، اور وہ اس حال میں کیوں تھی؟ کیونکہ اسے اپنی جان سے زیادہ آپ کے علیار لالا کی بیوی اور اس کے بچے کو بچانے کی فکر تھی۔

جب میں ہاسپٹل گیا تھا تو اس کے ہاتھ سے خون نکل رہا تھا، دونوں ہاتھ زخمی تھے، روڈ کی رگڑ لگی ہوئی تھی اسے۔ اور اس وقت آپ کے گھر والوں نے زارا کو اوپی ڈی میں بھیجنے کے بعد بجائے اس کی پٹی کروانے کے اسے وہاں بیٹھا رکھا تھا..."

زرتاشہ کے بھائی نے ابھی یوسف کی حویلی میں کوئی تباہی ہی نہیں کی ہے جو وہ معافی مانگے۔ مجھے ان پر صرف ہاتھ اٹھانے پر افسوس اور شرمندگی ہے اس کے علاوہ اس کے الفاظ درست تھے جنہیں میں دہرانا نہیں چاہوں گا۔ اور اگر آپ کو لگتا ہے کہ مجھے اس بات کے لیے ان سے معافی مانگنی چاہیے تو مانگ لوں گا، مگر زرتاشہ کے بھائی ہونے کی حیثیت سے نہیں، صرف اور صرف آپ کے شوہر ہونے کے ناتے مجبوری کے تحت تاکہ میرے اور میری بیوی کے تعلقات ٹھیک

رہ سکیں اور کچھ نہیں، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ جب آپ کا دل کرے مجھے فون لگا دیجئے گا، میں معافی مانگ لوں گا۔

ریان نے کہتے ہوئے اسے بیڈ پر بٹھایا اور خود اٹھ کھڑا ہوا۔

ریان! یہ کیا بات ہوئی؟ کیا آپ صرف میری وجہ سے، ہمارے رشتے کی وجہ سے معافی مانگیں گے؟ اس کے علاوہ آپ کو افسوس نہیں؟ جو آپ نے کیا وہ غلط ہے۔" دعا کو ریان کی یہ بات اچھی نہ لگی، تو وہ اسے جاتے دیکھ کر اس کے سامنے آتے ہوئے بولی۔

بالکل ایسا ہی، اہلیہ۔ مجھے افسوس نہیں۔ میں نے جو کیا ہے، زرتاشہ کے بھائی نے جو بھی کیا وہ" صحیح تھا، کیونکہ اگر کوئی میری بہن کی زندگی خراب کرنے، اسے تکلیف دینے، اس سے اس کی خوشیاں چھیننے کی غلطی کرے گا تو مجھ سے کسی بھی قسم کی رعایت کی امید نہ رکھے۔ میں نرم مزاج صرف اپنی گھر کی عورتوں کے لیے ہوں، اس کے علاوہ کوئی بھی مجھ سے نرمی کی امید نہ رکھے، خاص کر آپ کی مورے۔ انہوں نے میری بہن کے بارے میں جو کہا ہے صرف ایک تھپڑ کافی نہ تھا بلکہ میں نے اب تک کچھ کیا ہی نہیں ہے۔ صرف آپ کی وجہ سے، آپ کی اور زرتاشہ کی وجہ سے کہ کہیں میں ان لوگوں کے ساتھ کچھ بھی کروں تو آپ لوگوں کو تکلیف نہ ہو، میں نے تھوڑا سا غصہ کرکے ان لوگوں کو جانے دیا۔

آپ کی مورے وہاں بیٹھ کر زرتاشہ کے ایکسیڈنٹ کے بعد ہی اس کی طلاق کروانے کی پلاننگ کر رہی تھیں، اپنے لیے دوسری بہو تک دیکھ رکھی ہے انہوں نے، اور آپ کا وہ بھائی جو بدقسمتی سے

میری بہن کے نصیب میں ہے، وہ سارے سچ کو جاننے کے بعد خاموشی کی مورت بن کر صدمے کر رہا ہے تو میں ہوں۔ میری بہن۔ ماں باپ کے suffer میں چلا گیا۔ ان سب میں اگر کوئی بھی بعد میں نے اسے پالا ہے اپنے ان ہاتھوں سے۔

میرے لیے وہ میرا پہلا بچہ ہے۔ ماں باپ کی ڈیتھ کے بعد جب وہ ڈھائی مہینے کی تھی، اس نے ماں کا دودھ بھی نہیں پیا تھا صحیح سے۔ تب سے اس کی ذمہ داری میری ہے۔ مجھ میں اور زرتاشہ میں آٹھ سال کا گیپ ہے۔ میں نے اسے ماں باپ بن کر پالا ہے۔ مجھ سے اس کی تکلیف برداشت نہیں ہوتی، کیونکہ پچھلے اٹھارہ سال سے میرے پاس صرف وہی ہے کسی اپنے کے نام پر۔ اس کے علاوہ میرا اس دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے۔

اور آپ مجھ سے امید کر رہی ہیں کہ جب کوئی اسے تکلیف پہنچائے تو میں سامنے والے کو کچھ نہ کہوں؟ آپ کے سامنے تھی وہ یہاں پورے چار دن بخار میں رہی، کسی نے مڑ کر اسے پوچھا نہیں۔ دارار دوبارہ اس سے ملنے آیا نہیں، اور وہ اس حال میں کیوں تھی؟ کیونکہ اسے خود سے زیادہ آپ کے علیار لالا کی بیوی اور اس کے بچے کو بچانے کی فکر تھی۔

جب میں ہسپتال گیا تھا اس کے ہاتھ سے خون نکل رہا تھا، دونوں ہاتھ زخمی تھے، روڈ کی رگڑ لگی تھی اسے۔ اور اس وقت آپ کے گھر والوں نے زارا کو OPD میں بھیجنے کے بعد بجائے اس کی پٹی کروانے کے اسے وہاں بیٹھا رکھا تھا۔

وہ وہاں مجرم بنی بیٹھی تھی آپ کے بھائی کی وجہ سے، اور اس وقت بھی آگ لگانے والی آپ کی مورے تھیں۔

دعا، میری ایک بات یاد رکھیں: میں نے ہمارے رشتے میں کبھی زرتاشہ کو داخل نہیں کیا، اور نہ ہی وہ خود بھی دخل اندازی کرے گی۔ ہماری شادی وٹہ سٹہ کی نہیں ہے اور نہ ہی میں آپ کو اس لیے لایا ہوں کہ زرتاشہ وہاں خوش رہ سکے۔ میں نہیں چاہتا کوئی بھی ہمارے رشتے کے بیچ میں آئے۔ میں نے کہہ دیا ہے، آپ کی مورے سے ان کا داماد معافی مانگ لے گا تو مانگ لے گا، مگر زرتاشہ کا بھائی جو کرے گا وہ کسی نے سوچا نہیں ہوگا۔ میں اس بات کو کبھی نہیں بھولوں گا کہ زرتاشہ کے سسرال والوں نے اسے بدکردار کہا ہے۔

میں نے کبھی آپ کو یہ نہیں کہا کہ آپ کے گھر والوں نے زری کے ساتھ غلط کیا ہے کیونکہ میں اتنی عقل رکھتا ہوں کہ رشتے بیلنس کر سکوں، مگر آپ بھی تھوڑا خیال کریں۔ مجھے کسی بھی غلط کام کے لیے مجبور نہ کریں۔

نہیں ہوگا۔ justify پھر بھی ان ساری باتوں کے باوجود بھی آپ کا ایکٹ

ریان کہتا کمرے سے باہر جانے لگا جب دعا نے ایک بار پھر اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

تو کون کر رہا ہے جسٹیفائی؟ میں نہیں کر رہی کسی بھی چیز کو جسٹیفائی۔ میں بس اپنی بیوی کو منانے" کی کوشش کر رہی تھی، اسے وضاحت دے رہی تھی۔ اور آپ کی مورے سے بھی صرف اس

لیے معافی مانگوں گی کیونکہ میری بیوی کی خواہش ہے۔ جس طرح ایک عورت اپنا گھر بنانے کے لیے اپنے شوہر کی ہر بات مان جاتی ہے بنا یہ دیکھے کہ وہ صحیح ہے یا غلط، اسی طرح میں بھی آپ کو منانے کے لیے ان سے معافی مانگ رہا تھا، جن کی میں کبھی شکل بھی نہ دیکھنا چاہوں۔

اور ہاں، ہمارے بیچ بحث نہیں ہوئی ہے، ہم دونوں نے بس اپنے اپنے دل کی بات کی ہے۔ یہ نہ سوچیں کہ میری زری کی وجہ سے ہم دونوں میں دوری آئی ہے، ایسا نہیں ہے۔ اس کا اس دنیا میں میرے سوا کوئی نہیں ہے۔"

ریان کہتا جانے لگا جب دعا غصے میں اس کے سامنے آئی تھی۔

"آپ نے مجھے اتنا برا سمجھا ہوا ہے کہ ہم بھابھی کو اس سب کا ذمہ دار سمجھیں گے؟" دعا کو اس کی بات پر افسوس ہوا، بھلے اس نے اسے سمجھانے یا وضاحت دینے کے لیے کہی ہو مگر اسے اچھا نہ لگا۔

نہیں، میری جان سے پیاری اہلیہ، ایک تو آپ مجھ سے خفا ہیں، ماننے کے لیے تیار نہیں، اوپر سے بار بار میرا راستہ روک رہی ہیں۔ کیا امید کر رہی ہیں آپ مجھ سے؟ ہم؟

ریان فوراً امر کر کے اسے اپنی باہوں میں اٹھایا تھا۔ اسے اچانک موڈ میں آتا دیکھ کر دعا نے بوکھلاتے ہوئے اسے دیکھا تھا، جس کا موڈ پل میں چینج ہوا تھا۔

ریان ! کیا؟ یہ آپ کیا کر رہے ہیں، مجھے نیچے اتاریں۔۔ دعا نے اسے بیڈ کی طرف جاتا دیکھ کر آنکھیں پھیلائے ہوئے کہا تھا۔

اب آپ اس طرح نہیں مان رہی تو جس طرح میرا دل کرے گا، میں آپ کو مناؤں گا۔ ریان اسے احتیاط سے بیڈ پر لٹاتا پل میں اپنی ٹی شرٹ اتار کر پھینکتا اس پر سیاہ فلم ہوا تھا۔

ریان !۔۔ دعا نے حیرت زدہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پکارا تھا، اس کے آزاد اسے نیک نہ لگے۔

بالکل نیک نہیں ہیں میرے آزادے آپ کو لے کر۔ ریان نے اس کے ماتھے پر لب رکھتے کہا۔

مان جائیں اہلیہ، نہ لائیں انہیں ہمارے بیچ میں کیونکہ انہیں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کیسی ہیں۔ ریان نے بے بسی سے اسے سمجھانا چاہا۔

ریان، وہ میری مورے ہیں، انہیں کیوں نہیں ہماری فکر ہوگی؟ وہ ہم سب سے پیار کرتی ہیں، بلکہ وہ تو بھابھی سے بھی بہت پیار کرتی ہیں، آپ نے دیکھا تو ہے۔ شاید انہیں غلط فہمی ہو گئی ہو۔ دعا نے بجائے اس کے سمجھنے کے اسے سمجھانا چاہا۔

بالکل کرتی تھیں محبت، اب نہیں کرتیں۔ اس دن بھی زری ہاسپٹل میں تکلیف میں تھی، وہ پورے ڈیڑھ دن ان لوگوں کے لیے لاپتہ رہی۔ پھر آپ نے خود بھی تو اپنی والدہ کا لہجہ دیکھا تھا۔ تو پھر یہ کیسے کہہ رہی ہیں آپ؟ آپ کو نہیں پتا وہ اس دن ہی سے ہی یہ آزادہ کیے بیٹھی ہیں کہ دارار

زری کو طلاق دے دے گا، جبکہ اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد ہم نے اب تک یہ بات نہیں سوچی۔ وہ اگر اس دن ہاسپٹل میں زری خود نہ کہتی تو میرا ایسا کچھ بھی کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔ میں اب اس پر اپنا کوئی فیصلہ مسلط نہیں کرنا چاہتا۔ اس کی شادی کے وقت بھی اس نے میری ماننے کے ہاں کی تھی اور اب مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے ایسا کیوں کیا۔ میری وجہ سے وہ اس حال میں ہے، مجھے شاید ابھی اس کی رخصتی نہیں کرنی چاہیے تھی۔

نا چاہتے ہوئے بھی ایک آنسو ریان کی آنکھوں سے گرا جو دعا کے عارض پر گرا تھا۔

ریان اس پر سے اٹھ گیا تھا، اس کے لہجے میں تھکن تھی۔ کچھ دیر وہاں ہو نہی لیے وہ چھت کو دیکھنے لگا، پھر وہ بیڈ سے اٹھ گیا۔

میں اسٹڈی میں جا رہا ہوں، وہیں سوؤں گا۔ آپ پریشان مت ہوئیے گا، میں بس اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔ ہم صبح ہوتے آپ کے گھر چلیں گے، معافی مانگ لوں گا ان سے اگر یہی آپ چاہتی ہیں تو ایسا ہی ٹھیک۔

ریان یہ کہتا روم میں رکا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا روم سے نکل گیا تھا۔ وہ اسٹڈی میں جانے کے بجائے بیسمنٹ میں چلا گیا جہاں وہ تینوں اس کی گرفت میں تھے۔

ریان کو آتا دیکھ کر تنویر، ریان کا پی اے جلدی سے اس کمرے کا دروازہ کھول گیا جہاں اس نے ہما کی ماں کو رکھا تھا۔ ارادہ تو اس کا علیزہ کو بھی اٹھوانے کا تھا مگر اس کا دل اس بات پر آمادہ نہ

ہوا کہ کسی جوان لڑکی کو اٹھوائے، بھلے ہی وہ اس کی دشمن کیوں نہ ہو، تھی تو وہ کسی کی عزت ہی۔

اور دوسرے کمرے میں امتیاز خان تھا۔ ہما کی ماں سے ڈیل کرنے کے لیے ریان نے ایک لیڈی افسر بلائی تھی جو ریان کے جاننے والے اے سی پی کی سب انسپکٹر تھی، وہی ہما کی ماں کی عقل ٹھکانے لگا رہی تھی، جبکہ امتیاز خان کا کیس اس نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔

کیا حال ہے تمہارے امتیاز خان؟ سنا ہے بڑی شدت سے تم مجھے یاد کر رہے تھے۔

ریان اس ایک ہفتے میں پہلی بار اس سے ملنے آیا تھا۔ اب تک اس کے آدمی ہی باری باری اس پر ہاتھ صاف کر رہے تھے۔ وہ آفس بھی نہیں جا رہا تھا۔ پچھلا پورا ہفتہ اس نے زرتاشہ کے ساتھ گزارا تھا۔ ایک لمحے کے لیے بھی وہ اس سے دور نہیں ہو رہا تھا۔ رات کو بی اماں اس کے ساتھ سوتی تھی اور دن بھر وہ اس کا دھیان رکھتا تھا۔ اس کے ساتھ ہوئے حادثے نے اسے زرتاشہ کے معاملے میں مزید حساس بنا دیا تھا۔

امتیاز خان کے وجود میں جب کوئی جنبش نہ ہوئی تو ریان نے اپنے آدمی کو اشارہ کرتے ہوئے اسے اٹھانے کا کہا تھا۔ اس کے آدمی نے اس کے حکم پر سر ہلاتے ہوئے امتیاز خان کے ہاتھ میں بنی ہوئی زنجیر کو کھینچتے ہوئے اسے کسی بکرے کی طرح کھڑے سے باندھ دیا تھا، اور اسے ہوش میں لانے کے لیے بالٹی بھر کر پانی اس کے وجود میں پھینکا تھا۔ ایک ہفتے سے ریان نے اس کا کھانا پانی بند کر رکھا تھا، واش روم صرف دن میں ایک بار جانے دیتا تھا، اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

کیسے ہو امتیاز خان؟" ریان نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس "
سے استفسار کیا۔ لہجہ خاصا خوشگوار تھا اس کا۔

ریان نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس سے استفسار کیا، لہجہ خاصا خوشگوار تھا۔

ریان خان کی آواز سنتے امتیاز خان نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولتے اسے دیکھا تھا۔ اس نے ریان خان کو اپنی زندگی میں ایک بار ہی دیکھا تھا، جس دن ریان خان کے ماں باپ کھائی سے گر رہے تھے، اس دن کے علاوہ وہ اسے آج اٹھارہ سال بعد دیکھ رہا تھا۔

مجھ سے مل کر خوشی نہیں ہوئی تمہیں؟ سنا ہے میری ایک جھلک کے لیے تم پاگل ہو، جبھی تو "
اپنے اتنے سارے آدمی میرے اردگرد لگائے رکھے ہیں جو روز تمہیں میری تصویروں کے ساتھ
" میرے شب و روز کی بھی خبر دیتے ہیں۔

ریان نے اپنی ٹھوڑی پر ہاتھ لگاتے اپنی باتوں سے اس کے ہوش اڑا دیے تھے۔

ریان خان کی بات سنتے امتیاز خان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اسے نہیں پتا تھا کہ ریان کو اس بات کا علم ہے کہ اس نے اپنے آدمیوں کے ذریعے اس پر نظر رکھی ہوئی ہے۔

زیادہ حیران مت ہو، میں اپنے دشمنوں کو خود سے بہت قریب رکھتا ہوں، اپنی سانسوں سے بھی "
زیادہ قریب، تاکہ موقع ملنے پر میں ان کی سانسیں روک دوں۔

تمہیں پتا ہے، میں تمہیں اب ہی اٹھوانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ سوچا تھا ذرا میرے ایک آدھ کام ہو جائیں، تم انہیں دیکھ لو، وہ تمہیں دیکھ لیں، اس کے بعد تمہاری موت طے کریں گے۔ مگر نہیں، تم تو ٹھہرے سدا کے ڈھیٹ، مجال ہے جو تم نے کوئی اشارہ سمجھا ہو۔

تمہیں جب ہی یہ سمجھ جانا چاہیے تھا کہ میں ابھی تم سے ڈیل کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ جب میں نے تمہارے اس بھائی کو زرتاشہ کی یونی سے ٹرمینیٹ کروایا تھا، اس کی شادی آدھے دن میں کر دی تھی، چار دن میں میں نے اپنی شادی کر لی تھی۔ ان ساری خبروں کے موصول ہونے کے باوجود تم نہ سمجھے۔

فی الحال تمہاری یہ نحوست زدہ شکل مجھے نہیں دیکھنی۔ پھر کیوں تم نے اپنے وہ گھٹیا ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے زرتاشہ کی زندگی میں گھسنے کی کوشش کی، جبکہ تمہیں یہ بھی پتا ہے کہ اس تک پہنچنے والے انسان کا میں گلا کاٹ دیتا ہوں؟"

ریان نے عام سے لہجے میں بولتے بولتے اچانک سنجیدگی سے اسے گھورا، اور اگلے پل اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

امتیاز خان نے بمشکل اپنی آنکھیں کھلی رکھیں، کیونکہ ریان کے آدمیوں نے مار مار کر اسے آدھ مرا کر دیا تھا۔ وہ بس ریان کی باتیں سن رہا تھا، اس وقت اس میں اتنی طاقت بھی نہ تھی کہ وہ اس کی باتیں سمجھتا۔

کیا کرتے ہو یار تم لوگ؟ اسے کسی قابل تو چھوڑا ہوتا۔ اسے کھانا کھلاو، ڈاکٹر کو بلاو، وائی وغیرہ" دو، اسے ٹھیک کرو۔ مگر بھاگنے نہیں دینا، مجھے یہ پہلے جیسا ٹھیک چاہیے۔"

ریان یہ کہہ کر رکا نہیں، وہ تیزی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا حویلی کے اندر چلا گیا تھا۔

تنویر، کتنے سال سے کام کر رہے ہو میرے ساتھ؟" ریان نے بیسمنٹ سے باہر نکلتے ہوئے اس" سے استفسار کیا۔

"نو سال سے!"

نو سال سے میرے ساتھ کام کرنے کے باوجود تم یہ نہیں سمجھ سکے کہ مجھے کسی کو اس طرح" مارنے میں مزہ آتا ہے؟ دیکھو تنویر، موت انسان کی سزا نہیں رہائی ہے، سزا تو زندگی ہے جہاں ہم نے ہر حال میں جینا ہوتا ہے۔ اسے بھی مرنے مت دو، اس کی سزا اس کی زندگی ہے جو میں اس پر تنگ کر دوں گا۔"

ریان یہ کہتے رکا نہیں تھا، وہ تیزی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا حویلی کے اندر چلا گیا تھا۔

علیار؟" زارا نے اسے لیپ ٹاپ میں مصروف دیکھ کر پکارا۔"

"ہم..."

علیار نے ہنکار بھرا، نظریں اب بھی لیپ ٹاپ پر تھیں۔

"علیار میں کب سے زرتاشہ کو نمبر ڈائل کر رہی ہوں مگر وہ ہے کہ کال ریسیو نہیں کر رہی۔ آپ ریان بھائی کو کال کریں، انہیں کہیں زرتاشہ کو یہاں ڈراپ کر دیں۔ دارار لالا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، بہت تیز بخار ہے انہیں۔"

زارا اس کے برابر میں بیٹھتے ہوئے پریشانی سے بولی۔

"زارا، یہ ان کا پرسنل مسئلہ ہے۔ اگر بھابھی یہاں نہیں ہے تو یہ دارار اور زرتاشہ کا معاملہ ہے۔ میرا نہیں خیال تمہیں یا مجھے اس معاملے میں بات کرنی چاہیے۔ اور تم بس اپنی صحت کا خیال کرو، کسی اور چیز پر نہیں۔"

"ہم..."

"اور ویسے بھی بھابھی کی اپنی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، جب ہی وہ یہاں نہیں ہے۔ تم اس بات کو اپنے ذہن سے نکال دو۔"

زارا اس کی بات سنتے خاموش ہو گئی۔ اتنا تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ گھر میں کچھ ہوا ہے جو سب ہی اس سے چھپا رہے ہیں۔ اس کی طبیعت کی وجہ سے اس نے بھی بات کو نہ کھودا۔ وہ علیار کی بات مانتے اس کے برابر میں نیم دراز ہو گئی اور اس کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

علیار اس کی حرکت پر مسکرا دیا۔ اس نے اے سی تیز کیا اور کمبل اس کے اوپر ڈھک دیا کیونکہ وہ ابھی بھی کام کر رہا تھا اور لیپ ٹاپ کی روشنی اس کے چہرے پر نہ پڑے۔

صبح کی کرنیں اس کے اسٹڈی کی کھڑکی سے اندر داخل ہوئیں۔ اندھیرے کمرے میں روشنی کا واحد ذریعہ یہی تھا، مگر یہ روشنی اس کے چہرے پر پڑ کر اسے تنگ کر رہی تھی۔ وہ نیند میں کروٹ بدلنے کے غرض سے گھوما، جب اچانک صوفے میں اتنی جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کا دیو ہیکل وجود ایڈجسٹ نہ ہو سکا اور وہ زمین پر دھڑام سے گر گیا۔

زمین پر گرنے کی وجہ سے ریان فوراً اپنی آنکھیں کھولتا ہے۔ پہلے وہ چھت کو گھورتا رہا، لگتا ہے جیسے اسے کچھ سمجھ نہ آیا ہو۔ کچھ دیر بعد جب اسے سب کچھ یاد آتا ہے تو وہ قالین پر ہی آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتا ہے، اپنے بالوں میں ہاتھ الجھاتا ہے اور کچھ سوچنے لگتا ہے۔

پھر گھڑی میں وقت دیکھتا ہے اور فوراً اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ آج اس کی فجر بھی قضا ہو گئی تھی اور وہ لیٹ بھی تھا۔ وقت دیکھتے ہی وہ جلدی سے اسٹڈی میں موجود واش روم کی طرف چل دیتا ہے۔

۔ وہ جلدی سے تیار ہوتا نیچے کی طرف بڑھا تھا۔ وہ بی جان کی ناشتے کی افر کو سرائیت سے منا کر زرتاشہ کو پیار کرتے وہاں سے نکل گیا تھا، کیونکہ جب وہ زرتاشہ کے کمرے میں اس سے ملنے گیا تھا تب بی جان وہی تھی۔ وہ اسے ناشتہ کا کہتی رہی مگر وہ سرائیت سے انکار کرتا آفس کے لئے نکل گیا تھا، یہ کہہ کر کہ دعا رات لیٹ سوئی تھی تو اسے سونے دیجئے گا، ڈسٹرب نا کرے گا۔۔۔

دعا جو رات بھر ریان کا انتظار کر رہی تھی فجر کے وقت ہی اس کی آنکھ لگی تھی، اسے علم ہی نہیں ہوا کب ریان کے آفس جانے کا ٹائم ہو گیا اور وہ اس سے بغیر ملے ہی چلا گیا تھا۔۔۔

دعا کی آنکھ ایک بجے کے قریب کھلی جب ظہر کی اذان ہو رہی تھی۔ وہ اس غلط فہمی کا شکار رہی کہ فجر کی اذان ہو رہی ہے اور واپس آنکھیں موند گی۔ کمرے کے بلائنڈ اب تک بند تھے جس کی وجہ سے اسے سورج کے نکلنے کا کوئی خاص علم نہیں ہوا۔ دوسری آنکھ اس کی شام کو کھلی تھی، چار بجے جب اس کا فون بج بج کر اسے اٹھنے کی دہائی دے رہا تھا۔ دعا نے کسمساتے اپنے سونے کی زیادتی کی وجہ سے بھاری ہوتی آنکھیں اٹھا کر فون کو تھاما، جہاں اسکرین پر زارا کا نام جگمگا رہا تھا۔ وہ اس کا فون ریسو کرتے یونہی لیٹے لیٹے کان سے لگائی۔

اسلام و علیکم بھابھی !" وہ ہر ممکن کوشش کرتے خود کو جگانا چاہ رہی تھی۔"

و علیکم سلام دعا، کیسی ہو؟" زارا نے ماتھے پر بل ڈالے اس کی بھاری آواز کو سنتے سلام کا جواب" دیا تھا۔

خیریت اس وقت کال کی آپ نے اتنی صبح صبح؟" دعا کو اب بھی لگ رہا تھا ابھی صبح ہوئی" ہے تو وہ اپنے اندازے سے اس کے کال کی وجہ کے بارے استفسار کرنے لگی۔

ہاں سب خیریت ہے مگر تم یہ صبح کیوں کہہ رہی ہو؟ اور تم سو رہی تھی کیا جو آواز اتنی بھاری" ہو رہی ہے؟" زارا کو اس کی بات تھوڑی عجیب سی لگی۔

کیا مطلب ہے بھابھی؟ اس وقت بندہ سوتا ہی ہے۔" دعا کو نیند کے باعث اب بھی کچھ سمجھ نہ" آیا۔

ہم، کہہ تو تم بھی ٹھیک رہی ہو، لوگ لیتے ہیں اس وقت ایک شارٹ نیپ۔ مگر خیر تم سناو، میں" نے تم سے کسی ضروری بات کے لیے کال کی تھی۔" زارا نے اس کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

جی۔۔۔ جی بھابھی، بولیے۔" دعا نے کہا۔"

دعا، کیا تم مجھے بتا سکتی ہو گھر پر کیا ہو رہا ہے؟ مطلب سب کچھ کافی عجیب ہے۔ علیار مجھے" کمرے سے بالکل نکلنے نہیں دیتے، اور اگر میں چلی بھی جاوں تو گھر میں سے کوئی بھی مجھے کچھ نہیں بتاتا۔ تم ہی بتا دو آخر بات کیا ہے؟ دارار لالا اتنے دن سے بیمار ہے، زرتاشہ یہاں ہے نہیں۔ جب میں نے علیار سے کہا کہ اسے اطلاع کرے، میں کال کر رہی ہوں تو نمبر آف۔ انہوں نے کہا وہ خود بیمار ہے، وہ کیا میری ایکسیڈنٹ والی بات کی وجہ سے اب تک لالا سے ناراض ہے۔ تائی جان تو اب کمرے میں بند رہتی ہیں، کبھی ٹائم پر کھانا نہیں کھاتیں۔ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں "آرہا۔۔۔

بھابھی زرتاشہ اور لالا کے بیچ کوئی بات ہوئی ہے، وہ بات تو میں بھی آپ کو نہیں بتا سکتی، مگر ہم میں سے کوئی بھی اس معاملے کے بیچ میں نہیں بول رہا۔ اور رہی بات مورے کی تو ان کے یا اس لڑائی کی اہم وجہ مورے بھی ہیں، اس لیے داجی اس وجہ سے ان سے سخت خفا ہیں۔ خیر

چھوڑیں ساری چیزوں کو، اللہ خیر کرے گا۔ آپ مجھے بتائیں آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ آپ ٹھیک ہیں؟

۔ دعا نے سرے سے ٹاپک ہی بدل دیا کیونکہ علیار نے سب کے ساتھ ساتھ اسے بھی کہا تھا کہ زارا کو زرتاشہ کے ساتھ ہوئے کسی بات کا پتا نا چلے خاص کر کے مسکیرن کا کیونکہ وہ خود اس وقت اس کنڈیشن سے گزر رہی تھی وہ نہیں چاہتا تھا وہ اس بات کو سوچ کر اسٹریس لے۔۔

تھوڑی بہت بات چیت کے بعد دعا نے فون رکھ دیا کیونکہ اب اسے شدید قسم کی بھوک لگ رہی تھی۔ بھوک کے لگتے ہی اسے ریان کا بھی خیال آیا کیونکہ اسے بھی تو آفس جانا تھا۔ جلدی سے اس نے موبائل پر ٹائم دیکھا جو کہ سوا چار ہو رہا تھا۔ اسے سمجھ نہ آئی کہ یہ کسی قسم کا وقت ہے، مگر جب اسے AM/PM پر غور کیا تو سمجھ آئی کہ شام کے سوا چار ہو رہے ہیں۔

دعا نے اپنا سر پکڑ لیا۔ وہ جلدی سے کمفرٹر پھینکتے واش روم کی طرف بڑھی تھی، مگر پھر کچھ یاد آتے ہی رکتے اپنا موبائل اٹھا گئی۔

زرتاشہ جو جیسے تیسے میڈ کے سہارے اس سے ملنے آئی تھی کہ اس کی طبیعت پوچھ لے، وہ وہیں سے واپس مڑ گئی۔ روم کا دروازہ معمولی سا کھلا تھا تو وہ دعا کی ساری بات بخوبی سن چکی تھی۔

دعا نے جلدی سے اپنا فون اٹھاتے ریان کو کال ملائی، جہاں کال جا رہی تھی مگر وہ کال نہیں اٹھا رہا تھا۔ کافی دیر ٹرائی کرنے کے بعد دعا نے فون رکھ دیا۔

"لگتا ہے بہت زیادہ ناراض ہو گئے ہیں، پہلے تو ایک بیل پر ہی کال اٹھا لیتے تھے، مگر اب کیوں نہیں اٹھائی؟"

دعا ساری باتیں سوچتی وہی بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اب نہ بھوک تھی نہ پیاس، ریان کے کال نہ اٹھانے کی وجہ سے وہ خاصی مایوس ہو گئی تھی۔

"مورے میں آجاؤں؟"

داعود نے رودابہ کے کمرے کے باہر کا دروازہ بجایا تھا۔ جانتا تھا کہ وہ اندر جاگ رہی ہیں۔ پچھلے ایک ہفتے سے وہ اپنے کمرے سے نہیں نکلی تھی، یونہی اندر بند تھی۔ سلیمان صاحب دوسرے کمرے میں رو رہے تھے۔ انہیں تو یہ معاملہ ہی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کس کو سمجھائیں اور کس کو نہیں۔ رودابہ کے اس بدلے روپ نے مانو جیسے انہیں گنگ کر دیا تھا، ان کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو چکی تھی۔

اندر سے رودابہ کا کوئی بھی جواب نہ پا کر وہ خود ہی اندر داخل ہو گیا تھا۔ اسے اپنی ماں سے اپنی زندگی کے بارے میں بتانا تھا، سب سے پہلے انہیں اپنے فیصلے میں شامل کرنا تھا۔

وہ نوب گھماتا اندر داخل ہوا جہاں رودابہ بیڈ پر ہی ٹانگیں لمبی کیے بیٹھی تھی۔

داعود کمرے کا دروازہ بند کرتا ان کے قریب ہی بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔

"مورے، آپ ٹھیک ہیں نا؟"

داعود نے ان کے عارض پر لب رکھتے ہوئے ان سے استفسار کیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ اس دن جو رودابہ نے کہا وہ سچ تھا یا نہیں، کیا واقعی ریان نے رودابہ پر ہاتھ اٹھایا تھا۔

گھر میں جتنی چیزیں ہو رہی تھیں، داعود میں ہمت نہ ہوئی کہ وہ علیار سے اس بارے میں پوچھ سکے۔

داعود کے سوال پر رودابہ خاموش رہی، ان کی نظریں بس خالی تھیں۔ داعود سمجھ رہا تھا کہ اس کی ماں کے اندر کیا چل رہا ہے مگر اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ ان کے دل کا غبار کیسے نکالے۔

"مورے، میں نے آپ کو کچھ دکھانے آیا تھا۔"

داعود نے ایک ہاتھ سے رودابہ کے گرد حصار بناتے دوسرے سے اپنے جیب سے موبائل نکالا تھا۔

"یہ دیکھیں!

"یہ ہے آپ کی حویلی۔۔" داعود نے اپنے موبائل پر ایک ویڈیو پلے کرتے ہوئے دکھائی جو ہو بہو ان کی حویلی کے جیسی تھی۔

"میں نے بالکل اسے اس حویلی کی طرح بنوایا ہے مگر اگر آپ کو پسند نہیں آئی تو کچھ چینجز کرتے ہوئے بتا دینا، مگر یہ یہاں نہیں ہے، یہ شہر میں ہے۔ ہم وہاں رہیں گے۔ بتائیں کیسی لگی آپ کو؟"

داعود انہیں تفصیل دیتا اب ایک ایک کر کے حویلی کی پکچرز بھی دکھا رہا تھا جہاں ڈرائنگ روم، ڈائننگ روم سب بلکل یوسف کی حویلی کی طرح تھا۔

"کیسا لگا مورے آپ کو؟" داعود نے ایک بار پھر ان سے استفسار کیا جو نم نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ داعود کے مسلسل ان کی آنکھوں میں دیکھنے پر اچانک ہی رودابہ اس کے سینے سے لگ کر شدت سے رو دی۔ جبکہ داعود نے اس طرح بلک بلک کر رونے پر بامشکل خود پر ضبط کیا۔

"داعود... میں نے یہ سب اپنے لیے... اپنے لیے نہیں مانگا تھا۔ تم لوگوں کے لیے مانگا تھا تاکہ تم لوگ خوش رہو۔ مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے نہیں پتا تھا علیزے نے زارا کے دودھ میں جو دادی ملائی ہے اس سے اس کا حمل ضائع ہو جاتا۔ اس نے مجھے کہا تھا وہ بس بے ہوش ہو گی اور وہ علیار کو اپنے پاس بلائے گی۔ مجھے نہیں پتا تھا اس نے رائمہ کو مروایا ہے۔ مجھے ان سب چیزوں کے بارے میں نہیں پتا تھا۔ بابا کی اس وصیت کی خبر بھی بھابھی نے مجھے دی تھی۔ مجھے نہیں پتا تھا اس بارے میں بھی۔

اور میں ان کی آدھی بات سنی تھی۔ میں مانتی ہوں مجھے زرتاشہ کے بارے میں اس طرح نہیں کہنا چاہیے تھا، مجھے اس کے کردار پر بات نہیں کرنی چاہیے تھی، مگر میں خود غرض ہو گئی تھی، میں

اندھی ہو گئی تھی۔ مجھے لگا تھا جو میں کر رہی ہوں سب صحیح ہے، سب کچھ میرے دارار کو ملنا چاہیے کیونکہ ہمیشہ سے ساری چیزیں وہی سنبھالتا آیا ہے۔ چھوٹی سی عمر سے اپنے ڈیرے کے معاملات، زمینوں کے معاملات سب تو دیکھے تھے۔ پھر باہر جا کر بھی اس نے ان ساری چیزوں کا وہاں سے خیال رکھا تھا، کبھی اپنے کام سے کوتاہی نہیں کی۔ تم جانتے تھے نا کہ اس کا خواب پائلٹ بننے کا تھا مگر داجی کی خوشی کے لیے اس نے اپنا خواب بھی چھوڑ دیا۔

مجھے بس اپنے بچے کی خوشی چاہیے تھی، ہمیں کچھ نہیں دیکھا ان سب چیزوں میں۔ مجھے نہیں نظر آیا اس میں کیا صحیح ہے کیا غلط۔ میں بس وہ کرتی گئی جس سے مجھے لگا میرے دارار کی زندگی اچھی ہو گی۔ جب زرتاشہ کی وہ تصویر موصول ہوئی تب بھی میں نے ایک لمحے کے لیے بھی یہ نہیں سوچا کہ وہ کس دل کی ہے اور کس دل کی نہیں۔ مجھے بس یہ نظر آیا کہ یہاں بھی میرے بچے کی مرضی شامل نہیں ہوئی تھی۔ اسے زرتاشہ سے شادی بابا کے فیصلے کی وجہ سے کی ہے تو مجھے جو اچھا لگا اس کے بارے میں میں نے کہہ دیا کیونکہ دارار بھی ان کے فیصلوں کے خلاف نہیں جاتا، بھلے ہی وہ اس کے ساتھ خوش نہیں رہتا مگر اسے چھوڑتا نہیں۔

اور ہمیں لگا ہما کو اس نے بچپن سے دیکھا ہے اور پہلے بھی ان دونوں کی بات خاندان میں چل رہی تھی، بھلے ہی ان لوگوں نے یہاں بات نہیں کی تھی تو وہ اس کے ساتھ خوش رہے۔ مجھے بس اپنے بچے کی خوشی چاہیے تھی۔ اس خوشی کے لیے مجھ سے جو بن پڑا تھا میں کرتی گئی بغیر نتیجے کا سوچے۔ مگر میں نے کسی کا قتل نہیں کرنا چاہا، کسی معصوم کی جان نہیں لینی چاہی۔ مجھے ان

ساری چیزوں کا نہیں پتا تھا، میں نے انجام کے بارے میں نہیں سوچا بس سب کچھ اندھادھند کرتی گئی۔ میں نے سب برباد کر دیا... داعود تمہاری مورے نے سب کچھ برباد کر دیا۔"

مجھے ان چیزوں کی لالچ نہیں تھی، نا ہے۔ مجھے بس اپنے بچوں کے لیے بہترین چاہیے تھا۔ اس میں میں خود غرض ہو گئی۔ میں نے سب ختم کر دیا۔ تم سب کی زندگی خراب ہو گئی ہے، کچھ نہیں بچا، داعود کچھ بھی نہیں!

رودابہ روتے ہوئے اسے اپنے دل کا حال بیان کر رہی تھی۔ اپنے درد سے کوئی بھی ان سے ان کا پوچھنے نہیں آیا تھا۔

"میں نے سب کچھ خود ہی ختم کر دیا، داعود! بتاؤ اب تمہاری مورے کیا کرے؟ ہاں؟ کیسے سب کچھ سمیٹ کر پہلے جیسا کر دے؟"

رودابہ نے اس سے الگ ہوتے بے چینی کے عالم میں اس سے پوچھا۔ یہ سوال وہ ہر اس انسان سے پوچھنا چاہتی تھی جو ان کی وجہ سے اس وقت مشکل میں تھا۔

"مورے!" داعود نے اپنے ماں کے تم چہرے کو دیکھتے ان کے آنسو پونچھے اور انہیں صاف کیا تھا۔

"اب کچھ بھی پہلے جیسا نہیں ہو سکتا۔ بھروسہ ایک پانی پینے والے کانچ کے گلاس کی طرح ہے، ایک بار ٹوٹ جائے تو دوبارہ اپنی پرانی شکل اختیار نہیں کر پاتا۔ مگر پھر اگر آپ اس کے سارے

پرزے سمیٹ کر اسے جوڑیں، تب بھی آپ اس میں پانی نہیں پی سکتے، اس میں دراڑیں ہمیشہ باقی رہتی ہیں۔"

داعود نے ان کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگاتے ان سے کہا۔

رودابہ کو اپنی لگائی ہوئی ایک امید بھی ٹوٹی ہوئی محسوس ہوئی۔ انہیں ایک آس تھی کہ شاید سب پہلے جیسا ہو جائے گا، مگر یہ سب صرف ان کی ایک خوش فہمی بن کر رہ گئی۔

"مورے، کیا ریان لالا نے واقعی آپ پر؟" داعود نے اپنی بات ادھوری چھوڑی، وہ جاننا چاہتا تھا کہ یہ بات سچ ہے یا نہیں۔

رودابہ اس کے سوال پر خاموش ہو گئی۔

داعود کے لیے اتنا کافی تھا، وہ سمجھ گیا۔

"مورے، I'm sorry، مجھے نہیں پتا تھا ریان لالا نے اس وقت... مجھے لگا... مجھے لگا کہ..."

"کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں؟" رودابہ نے اس کی بات بیچ میں کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"خیر، جانے دو، کوئی بات نہیں۔ وہ اپنی جگہ ٹھیک تھا۔ میں نے اس کی معصوم بہن کی زندگی خراب کر دی ہے۔ اس کی عمر تو ابھی انیس بھی نہیں ہوئی تھی، اور میری بدگمانی نے اسے داغدار کر دیا ہے۔ اس کا گھر بھی خراب ہو گیا، میری قصور تھا"

اس کا گھر خراب ہو گیا ہے، میرا ہی قصور ہے۔ میری خود غرضی نے بہت سی زندگیاں خراب کردی ہیں۔ تم یہ حویلی مت دیکھو، داعود بابا نے کہا ہے کہ میں گاوں کی حویلی میں جاوں گی تو میں اس میں جا کر رہوں گی۔ تم بس سارے انتظام دیکھ لو، تمہیں یا سلیمان کو ساتھ آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں وہاں اکیلے ہی رہنے کی زمہ دار ہوں۔۔ رودابہ نے اسے بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔ وہ یہاں سے کہیں جانا نہیں چاہتی تھی مگر اب یہاں رہ بھی نہیں سکتی تھی۔۔

مورے ! داعود نے بھی احتجاجاً انہیں پکارا۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا، آپ میرے ساتھ یہاں سے چل رہی ہیں۔ ہم دونوں ماں بیٹے وہاں رہیں گے۔ ایک تو میرا کام وہاں ہے اور دوسرا ایک بہت اہم بات ہے جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

روشی ! میرا مطلب ہے روشہا آج شام کو چلی جائے گی۔ وہ پڑھنے کے لیے ملک سے باہر جا رہی ہے، امسٹرڈم۔ تو میں پھر وہاں اکیلا ہو جاؤں گا، تو میں چاہتا ہوں آپ میرے ساتھ چلیں تاکہ مجھے امید ہو۔ میرے اکیلے ہونے کی وجہ سے وہ بارہا جانے سے انکار کر رہی ہے۔ ابھی بھی میں زبردستی اس کی پیکنگ کر کے آیا ہوں، بول رہا تھا کرنے کو مگر مجال ہے اس نے مجھے ڈر کر میری کوئی بات مانی ہو۔ آپ سمجھائیں تو شاید سمجھ جائے۔۔ داعود نے کسی بھی طرح ان کا دھیان جانے والی بات سے ہٹاتے ہوئے دوسری چیزوں پر کرنا چاہا۔

اس کی بات پر رودابہ خود پر ہی تنزیہ مسکرادی۔

میں اسے کیا سمجھوں گی، اس وقت تو مجھے خود کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے۔ میری اپنی حالت اس وقت رحم کے قابل ہے۔ میں کیا اسے کہوں گی۔ دیکھو داعود اگر وہ تمہارے ساتھ شہر میں رہنا چاہتی ہے تو رہ لو، نہیں جانا چاہتی نا جائے، کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ تم بس بابا سے بات کر لینا، انہیں علم میں لے لینا، باقی ٹھیک ہے۔ ہم۔۔ اب تم جاو، مجھے سونا ہے۔۔

رودابہ اسے ساری بات کہتی اپنا سر اس کے سینے سے ہٹا گئی تھی۔ اپنے دل کا غبار نکالنے کے بعد انہیں اپنا آپ ہلکا پھلکا محسوس ہو رہا تھا۔ ان کے دل کا بوجھ کم ہو گیا تھا، کم از کم اب انہیں نیند آرہی تھی جو نا جانے کتنے دنوں سے ان کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ رودابہ نے بیڈ پر لیٹے نرم مسکراہٹ لیے داعود کو دیکھتے ہوئے سوچا تھا۔

کوئی تو تھا جو اب بھی ان کی فکر کرتا تھا، جو انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے کم از کم ماں ماننے سے انکار تو نہیں کر رہا تھا، جو انہیں ان کی تمام تر قصور اور خطاؤں کے ساتھ قبول کر رہا تھا، جو ان کا حال جانتا تھا، جو ان کے حصے کی کہانی بھی سننا چاہتا تھا۔۔

رودابہ نے اس کے چہرے کو دیکھ کر سوچتے ہوئے اسے اپنے پاس بلایا۔ اس کے ماتھے پر پیار کرتی وہ آنکھیں موند گئیں۔ داعود بھی ان کی نیند کی حاجت کو سمجھتا، ان پر کمفوٹر درست کرتا، ان کے ماتھے پر لب رکھتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ اب اس کا رخ اپنے کمرے کی طرف تھا جہاں اسے اپنی بیوی کو بھی منانا تھا جو ان ساری باتوں اور چیزوں کی وجہ سے اس سے خفا تھی۔۔

داعود نے یہ سب اس سے چھپا کر کیا تھا۔ ابھی اس کے انٹر کے رزلٹ نہیں آئے تھے مگر موصوف نا جانے کیا چاہتے تھے۔ پہلے اس سے بے ٹائم پیپر دلوائے، پھر ایک دن میں رزلٹ بھی تیار کر لیا۔ جب اس سے بھی دل نہیں بھرا تو یہ بنی بنائی حویلی لے لی اور ایک ہفتے کے اندر اندر اسے بالکل یوسف کی حویلی جیسا بنوا دیا۔ اس کے بعد بھی اس کا دل نہیں بھرا تھا تو خود ہی اپنی مرضی سے اس کے جانے کا انتظام کرتا، اس کا ایڈمیشن کروایا۔ اب کلاسز ایک ہفتے سے شروع ہو جاتی تھیں تو وہ چاہتا تھا وہ وہاں جا کر ساری چیزیں دیکھ لے۔

روشہ جانے کا دل نہیں رکھتی تھی، اس لیے وہ اس سے منہ پھلا کر بیٹھی تھی۔

روشی!؟" داعود نے کمرے میں داخل ہوتے اسے پکارا تھا۔"

روشی؟" داعود کو جب کوئی جواب موصول نہیں ہوا تو ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتے اسے پکارنے" لگا، جب وہ واشروم سے نکلی تھی۔ اس نے اس کی پکار سنتے ہوئے بھی جان کر اسے جواب نہ دیتے، اسے سرے سے نظر انداز کرتی بیڈ کی طرف بڑھ گئی تھی۔

جبکہ اس کے نظر انداز پر داعود نے جان کر معصوم بنتے اسے دیکھا تھا، مگر روشہا نے نے بغیر کوئی بھی تاثر دیے خاموشی سے لیٹ گئی تھی کیونکہ اس کے حساب سے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور وہ آرام کرنا چاہتی تھی۔

روشی!" داعود نے زبردستی اس کے برابر میں لیٹتے اس کا اوڑھا کمفرٹر کھینچ کر اپنے اوپر لیا تھا۔" اسے زبردستی اپنے ساتھ لیٹاتا دیکھ کر روشہانے نے دوسری طرف سے نکلنا چاہا، جب داعود اس کی کلائی تھامتا اس کی یہ کوشش ناکام بنا گیا تھا۔ وہ جھٹکے سے اسے کھینچ کر اپنے سینے پر گراتا، اس کی کمر کے گرد اپنا بازو لپیٹ گیا۔

اس اچانک افتاد پر بمشکل روشہانے نے اپنے چہرے کو اس کے کشادہ سینے سے ٹکرانے سے بچایا تھا، ورنہ کوئی بعید نہیں تھا کہ اس کے سر پر چوٹ لگ جاتی۔

روشہانے نے اس کے سینے پر دونوں ہاتھ رکھتے اسے گھور کر دیکھا تھا، جو کھسیانی ہنسی ہنستا آج خاصی اول فول حرکتیں کر رہا تھا۔

روشی، تم ناراض تو نہ ہو؟ دیکھو، وہاں جانا ضروری ہے۔ اگر میں تمہاری طرح ساری چیزوں کا" انتظار کرتا کہ سب اپنے ٹائم پر ہو، تو تب تک تو بہت دیر ہو جاتی۔ کیونکہ اس حساب سے تو تم چھ مہینے بعد ایگزام دے دیتی، پھر اس کے رزلٹ آنے تک نہ جانے کیا ہو جاتا۔ اس کے بعد ہمیں یونی کے ایڈمیشن کی ڈیٹ کا انتظار کرنا پڑتا، جو یقیناً اس سال کی نکل چکی ہوتی، تو اگلے سال کی ہی بجتی یا پھر ونٹر کی۔ اب تم ہی بتاؤ، اگر ایسے میں نے یہ دیکھا کہ کس طرح ہم تمہارا وقت بچا سکتے "ہیں، تو کیا غلط کیا ہے؟ یہ تمہارے کریئر کے لیے بیسٹ ہے۔

داعود نے اسے اپنے فیصلے سے ہونے والے سارے فوائد کے بارے میں بتاتے ہر ممکن کوشش کرنی چاہی جس سے وہ مان جائے۔

مگر آپ نے اس کے لیے غلط راستہ استعمال کیا ہے۔ یہ غلط ہے، یوں بے وقت تو کسی کے" بھی پیپر نہیں ہوتے، اور یوں چند ہی دنوں میں انٹر کا رزلٹ بھی نہیں آتا ہے۔" روشہانے کو اب بھی اس کی یہ حرکت اچھی نہ لگی۔

روشی، تم نے جانا ہے یا نہیں؟ تم مجھے یہ بتاؤ بس! کیونکہ میں نے وہ کیا ہے جو مجھے صحیح لگا، جو" تمہارے لیے بہترین تھا۔" داعود نے اس کے گرد سے حصار ہٹاتے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تو روشہانے بھی سیدھی ہو گئی۔

"مگر آپ کا طریقہ غلط ہے۔ زیادہ وقت صحیح، مگر ہم صحیح راستہ بھی تو استعمال کر سکتے تھے نا؟"

۔۔ "ہاں، بالکل کر سکتے تھے مگر میں ہمیشہ غلط ہی راستہ چلتا ہوں کیونکہ میں پورا کا پورا غلط ہوں۔ اب اس بحث کو چھوڑ دو کیونکہ یہ طے ہے کہ میں غلط ہوں اور تم صحیح۔ تیار ہو جاؤ، ہمیں ہاسپٹل "کے لیے جانا ہے، تمہارا پھر سے چیک اپ ہونا ہے اور کچھ میڈیکل ٹیسٹ فوراً سے تیار ہوں۔

داعود درشت سے لہجے میں کہتا، بغیر اس کی طرف دیکھے کمرے سے نکل گیا تھا، نہ جانے کس کا غصہ اس پر نکال چکا تھا۔

روشہانے نے حیرت اور صدمہ زدہ نظروں سے اسے دیکھا تھا، جو بغیر اس کی طرف دیکھے باہر نکل گیا تھا۔

ریان کو آج آفس سے نکلنے میں کافی دیر ہو گئی تھی۔ ایک ہفتے بعد آفس جانے کی وجہ سے کافی کام پینڈنگ میں تھا۔ گھر سے کام کرنے کے باوجود بہت سی امپورٹنٹ میٹنگ لائن اپ تھیں جنہیں نپٹاتے نپٹاتے رات کے آٹھ بج گئے تھے۔ وہ تھکا ہارا حویلی کے اندر داخل ہوا تھا۔

جونہی وہ لاؤنج سے سیڑھی کی طرف جانے لگا تھا، بی اماں اسے وہاں بیٹھی نظر آئیں۔ وہ ان سے ملنے کے ارادے سے لاؤنج کی طرف چل دیا تاکہ ان سے مل سکے۔

"السلام علیکم ! اماں جان، آپ اس وقت یہاں بیٹھی ہیں؟" ریان نے ان کو وہاں بیٹھے دیکھ کر ان سے استفسار کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو یوں ہی بیٹھی تھی، تم بتاؤ کیا ہوا ہے؟ خیریت تو ہے؟ آج اتنی دیر کر دی تم نے آنے میں؟" بی جان اس کا تھکا تھکا چہرہ دیکھ کر اسے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

"بس ایک ہفتے کا کام جمع تھا، وہی نپٹاتے مجھے اتنا ٹائم لگ گیا۔ آپ بتائیں، زری کی طبیعت ٹھیک ہے نا؟ وہ باہر نکلی تھی کمرے سے؟ ابھی کیا سو رہی ہے؟"

ریان نے ایک ساتھ ہی زرتاشہ کے متعلق سارے سوال کر دیے۔

"نہیں، وہ باہر نہیں نکلی تھی مگر اس وقت آرام کر رہی ہے۔"

"اچھا، میں بھی کمرے میں جا رہا ہوں، تھک گیا ہوں، آرام کروں گا۔ آپ میرا کھانا کمرے میں بھیج دیں۔ اہلیہ کیا اپنے کمرے میں ہیں؟"

ریان نے صوفے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا، جبکہ بی اماں ان ساری باتوں کے دوران معنی خیز انداز میں اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔

نہیں، وہ صبح سے اپنے کمرے سے باہر نہیں آئی، نہ ناشتہ منگوایا نہ پانی۔ زرتاشہ شاید ان سے ملنے" گئی تھی مگر ملازمہ بتا رہی تھی بغیر ملے ہی واپس آگئی۔ اب تم آگئے ہو تو دیکھ لو، مجھے تو پریشانی ہو "رہی تھی۔

بی جان نے اسے تفصیل دیتے ہوئے کہا کیونکہ اس فلور پر جانے کی اجازت کسی کو نہیں تھی، اور انہوں نے ریان کو یہ نہیں بتایا کہ ملازمہ نے بتایا ہے جب زرتاشہ ان سے ملنے گئی تو وہ اٹھی ہوئی تھی، اپنی کسی بھابھی سے کال پر بات کر رہی تھی، اس لیے زرتاشہ ان سے نہیں ملی۔

"میں دیکھ لیتا ہوں بی جان، یہ تو حیرت کی بات ہے کہ وہ اب تک باہر نہیں آئی کمرے سے۔"

ریان پریشانی سے کہتا تیزی سے اوپر کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

جونہی وہ کمرے میں داخل ہوا، پورا کمرہ اندھیرا تھا۔ وہ موبائل نکال کر ٹارچ آن کرنا چاہا تو موبائل ڈیڈ تھا۔ اس نے اندازے سے چلتے ہوئے سوئچ بورڈ تک جاتے لائٹ آن کی تھی۔

اس کے لائٹ آن کرتے ہی پورا کمرہ روشنی سے نہا گیا۔ وہ قدم در قدم چلتا بیڈ کے قریب پہنچا جہاں دعا سر تک بلینکٹ لیے شاید سو رہی تھی۔ اس کی پوزیشن سے تو ریان کو یہی لگا۔

وہ اپنا کوٹ، بیگ اور موبائل وغیرہ وہی صوفے پر رکھتے، اپنے شوز اتارتا بیڈ کی طرف بڑھا تھا تاکہ اسے دیکھ سکے۔

ریان بیڈ پر اس کے سرہانے بیٹھتا، اس کے چہرے سے کمبل ہٹا گیا۔ اس نے دعا کی سانسیں چیک کیں جو کہ گہری چل رہی تھیں یعنی وہ نیند میں تھی۔ ریان نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے اس کا ٹیمپریچر چیک کیا، ہلکا سا بخار تھا۔ اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ اسے بخار سے زیادہ کمزوری ہے کیونکہ اس نے تین ٹائم سے کچھ نہیں کھایا تھا، اور بیڈ کی جو حالت تھی اسے دیکھ کر ہی لگ رہا تھا کہ وہ کل رات سے جیسا کا تیسا ہے، کسی نے اسے ٹھیک کرنے کی غلطی نہیں کی تھی۔

ریان فون کر کے نیچے کھانے کا کہتا خود فریش ہونے واشروم میں چلا گیا۔ بیس منٹ بعد وہ اچھے سے فریش ہو کر آیا تو ملازمہ بھی دروازے پر تھی۔ وہ سر ہلاتے اس سے کھانے کی ٹرے تھام گیا تھا۔

"اچھا ہوتا کہ میں خود ہی نیچے سے لے آتا۔"

ملازمہ سے کھانا لینے کے بعد ریان نے سوچتے ہوئے دعا کو دیکھا۔ پہلی بار زندگی میں اس بری طرح پھنسا تھا، سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر کرے تو کیا کرے۔ بہن کو سنبھالے، کام دیکھے، دشمنوں کو دیکھے یا پھر بیوی کو، جن کے مزاج آج اس سے نہیں مل رہے تھے۔ اور اب اسے لگ رہا تھا کہ کافی مشقت کرنی پڑے گی دعا کو منا کر کھانا کھلانے کے لیے۔

وہ سب سوچتے سرد سانس لیتا دعا کی طرف بڑھا تھا تاکہ اسے اٹھا سکے۔

"آہلیہ !۔۔ آہلیہ !۔۔ دعا !۔۔"

ریان نے اس کے گال تھپکتے اسے اٹھانا چاہا کیونکہ محترمہ کافی گہری نیند میں تھی۔ کافی دیر پکارنے کے بعد بھی جب وہ نا اٹھی تو ریان نے ہار پچتا کر سائیڈ ٹیبل سے جگ اٹھاتے تھوڑا سا پانی اپنے ہاتھ میں لیتے اس کے چہرے پر چھڑکا تھا، جس پر دعا نے کسمسا کر کروٹ لیتے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"رائز اینڈ شائن، آہلیہ !۔۔"

ریان نے اسے آنکھیں وا کرتے دیکھ کر اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ وہ اس کے اور اپنے درمیان ہوئی ساری باتوں کو یہی ختم کرنا چاہ رہا تھا، اور وہ ایسا کر بھی رہا تھا کیونکہ ایک ہی دن میں اس کی بیوی نے بھوک ہڑتال پر اتر کر اس کی جان خشک کر دی تھی۔

"آہلیہ، اٹھ جائیں، کیا اب ساری رات سونے کا بھی ارادہ ہے؟"

ریان نے اس کے بال سمیٹتے ہوئے کہا جو یقیناً اس کی بیوی نے کل صبح ہی سلجھائے تھے۔

دعا نے نا سمجھی سی اپنی آنکھیں کھولتے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا تھا، جو اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کیے اسے کچھ کہہ رہا تھا۔

"اٹھ جائیں، سلیپی ہیڈ۔ کتنا سونا ہے میری جان نے؟ آپ بس ایک رات اور ایک دن مسلسل سو چکی ہیں، اب اٹھ جائیں۔"

ریان نے اس کے ماتھے کے چھوٹے چھوٹے بل سہلاتے نرمی سے اسے اٹھا کر بیڈ کے ہیڈ بورڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر بٹھایا تھا۔

"اٹھیں، چلیں آپ کو منہ ہاتھ دھلوا دوں۔ یہ کیا، آپ گندی بچی کی طرح یہاں پڑی ہیں۔ اس طرح بستر پر لیٹے لیٹے تو آپ نے بیمار ہو جانا ہے، اور مجھے لگ رہا ہے آپ کو مائلڈ ٹیمپریچر ہو گیا ہے۔"

ریان بیڈ سے کھڑا ہوتا، خود اسے اٹھا کر اپنے بازوؤں میں بھرتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا تھا، جبکہ دعا اپنی بوجھل ہوتی طبیعت کی وجہ سے اس کے سینے سے سر لگائے آنکھیں موند گئی تھی۔

"آہلیہ، سونا نہیں ہے یار آپ کو ابھی، آپ سو کر اٹھی ہیں۔"

ریان اس کی دوبارہ گہری ہوتی سانسیں محسوس کرتے ہوئے بولا تھا اور اسے سنک کے پاس ماربل پر بٹھاتا اپنے ہاتھ کی مٹھی میں ٹونٹی کھول کر پانی بھر، دو تین بار اس کے منہ پر چھینٹے مارتا اسے ہوش میں لے کر آیا۔ خود پر مسلسل پانی پڑنے کی وجہ سے دعا نے ہڑبڑا کر اسے دیکھا تھا۔

"بالکل بھی مت سوئیے گا، میں آپ کا برش اور پیسٹ لا رہا ہوں، آپ نے ابھی دانت برش کرنے ہیں۔"

ریان اسے انگلی اٹھا کر سنجیدہ انداز میں کہتا ڈراور سے اس کا برش نکالنے لگا مگر پھر کچھ سوچتے وہ الیکٹرک برش نکال گیا کیونکہ اس کی بیوی جس طرح کی سستی کا مظاہرہ کر رہی تھی، کوئی بعید نہیں تھا کہ اس نے صحیح سے برش بھی نہیں کرنا تھا۔

وہ الیکٹرک برش میں پیسٹ لگاتا، اسے دعا کے منہ میں ڈالتا، خود ہی پکڑتا بٹن آن کر گیا تھا۔ دعا بس چپ چاپ وہاں بیٹھی خود کو جگانے کی کوشش کر رہی تھی۔

ریان اس کا برش کروانے کے بعد کلی کرواتا، ماؤتھ واش جیل بھی اس کی طرف بڑھا گیا جسے دعا نے منہ میں لیتے دو سے تین منٹ تک شیک کرتے اسے بھی تھوک کر کلی کی تھی۔

"بس، ہم اب اور یہاں نہیں رکیں گے، ہمیں نیند آرہی ہے، مجھے کمرے میں جانا ہے۔"

دعا نے ریان کو اپنا چہرہ صاف کرتے دیکھ کر اس کے سینے سے سر ٹکاتے بولی کیونکہ مسلسل آنکھیں کھولی رکھنا اسے ایک عذاب لگ رہا تھا۔

روشی، چلو تم اب تک تیار نہیں ہوئی؟ کہہ کر بھی گیا تھا ہمیں جانا ہے، پھر بھی تم اب تک یہی" "! بیٹھی ہو

داعود کمرے میں داخل ہوتا، روشہانے کو اسی پوزیشن میں بیٹھا دیکھ کر جھنجھلاتے ہوئے بولا جس پوزیشن میں وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا۔

"میں بھی آپ سے کہہ چکی ہوں مجھے کہیں نہیں جانا، اور آپ کو غصہ کس بات پر مجھ پر ہے؟ سب کچھ تو آپ نے اپنی مرضی سے کیا ہے، مجھے زبردستی بھیج بھی رہے ہیں، اب یہ غصہ کیوں؟"

"روشہا۔۔۔؟"

روشہانے، داعود کے منہ کھولنے پر بغیر ڈرے کمفوٹر خود پر سے پھینکتی، اس کے سامنے آتی بولی۔

"تم نے ہی کہا تھا کہ تمہیں یہاں نہیں رہنا، تمہارا دماغ ابھی مجھے اور ہمارے اس رشتے کو قبول نہیں کر پائے گا۔"

اس کی بات پر داعود، جو پہلے سے بھرا ہوا تھا، اسے بھڑکانے کا موقع مل گیا۔ وہ سختی سے اس کے بازو دبوچتا، اس کے الفاظ اسے دہرا کر سنانے لگا۔

"وہ ہاتھ۔۔۔ہا۔۔۔ہاتھ چھوڑیں میرا، مجھے تکلیف ہو رہی ہے!"

روشہانے نے نم نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اپنا ہاتھ آزاد کروانا چاہا۔ داعود نے اس دن کے بعد سے اس سے سختی سے بات بھی نہیں کی تھی اور اب اچانک اس کا غصہ دیکھتے روشہانے، نا چاہتے ہوئے بھی سہم گئی تھی۔ اس نے آنکھوں میں پانی لیے بے یقینی کی کیفیت میں داعود کو دیکھا تھا، جیسے خود کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے، کہاں وہ

آپ غصہ کس بات پر ہیں؟ میں نے تو ایسا کچھ بھی نہیں کہا، مجھے بس آپ کا طریقہ نہیں پسند۔" مجھے ہر چیز میرٹ پر پسند ہے۔ جب ایک انسان اس چیز کو ڈیزرو ہی نہیں کرتا تب اسے طاقت "کے دم پر حاصل کرنا چاہتا ہے، اور میں ایسا نہیں چاہتی۔

میں چاہتی تھی کہ سب کچھ مجھے میری قابلیت کی بنا پر ملے مگر آپ نے سب کچھ اپنے اس منسٹر" کی پوسٹ کے دم پر کیا ہے، اور یہ بات مجھے اچھی نہیں لگی، اور آپ ہی نے کہا تھا جو اچھا نہیں "لگے بول دو، تو بول دیا، اب آپ کو غصہ کیوں آرہا ہے؟

روشہانے کو اب اس کے جھلائے سے سرخ ہوتے چہرے سے عجیب سا خوف محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ روانی میں اس سے اپنے دل کی ساری بات کہتے، تم زدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ اسے اتنے دنوں بعد آج وہ پہلے والا داعود لگا، جس کا چہرہ ہر وقت غصہ سے لال بھبھوکا ہو رہا ہوتا تھا، جبکہ روشہانے نے بولتے ہوئے اپنے ہاتھ بھی آزاد کروانے چاہے۔

داعود کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا وہ کرے تو کیا کرے۔ اس کے جانے کا غم منائے، اس کا ساتھ دے، اس کے ساتھ چلا جائے یا پھر اسے روک لے۔ وہ اسے روکنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ یہ اس کا خواب تھا اور وہ اپنی بیوی کے خواب کے بیچ نہیں آنا چاہتا تھا، مگر ساتھ بھی نہیں جا سکتا تھا کیونکہ اس کی بیوی نے یہ اس کی سزا تجویز کی تھی، مگر دل کا کیا کرتا؟ اسے تو کسی حال میں چین نہیں تھا۔

اس کی نم نظروں نے اسے مزید پریشان کر دیا۔ وہ بغیر کچھ سوچے اس کی گردن میں چہرہ چھپا گیا تھا، جبکہ اس اچانک افتاد پر روشہانے نے سانس تک روک لیا تھا۔ وہ بغیر پلکیں جھپکے بس ساکت سی اس کی بانہوں میں کھڑی تھی۔ اس رات کے بعد سے داعود اس کے قریب نہیں آیا تھا، پھر گھر میں بھی کافی کچھ چل رہا تھا۔ روشہانے نے سب سوچتے کوئی سرد سانس لی تھی۔

داعود اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے اپنے اعصاب نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ خود کو ریلیکس کرتے اس سے بات کر سکے۔

کافی دیر تک جب روشہانے نے کوئی مزاحمت نہیں کی تو وہ اس کی گردن سے چہرہ نکالتے اسے بانہوں میں بھرتا بیڈ کی طرف بڑھا تھا، جبکہ روشہانے اب بھی خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی جو کہ اب سرخ نہیں تھا اور نہ ہی آنکھیں سرخ تھیں۔ وہ کافی حد تک ریلیکس لگ رہا تھا۔ اسے مطمئن دیکھ کر روشہانے نے بھی سکھ کا سانس لیا، ورنہ اسے بھی اینگزائٹی ہو رہی تھی۔

داعود احتیاط سے اسے بیڈ پر لٹا، کمرے کی لائٹ ڈم کرتا خود بھی اس کے ساتھ نیم دراز ہو گیا، پھر کچھ سوچتے اپنی شرٹ اتار کر پھینکتا دوبارہ لیٹ گیا تھا۔ ساتھ اپنا ایک ہاتھ تکیے پر پھیلاتا، روشہانے کا سر اس پر رکھتا لیٹ گیا تھا، جبکہ روشہانے حیرانی سے اس کی ایک ایک حرکت دیکھ رہی تھی۔

"وہ... میں... مجھے ذرا غصہ آگیا تھا تو بس۔"

تمہیں پتا ہے آج تمہارا جانا ضروری تھا۔ اس دن کے بعد سے تمہارا چیک اپ نہیں ہوا ہے۔" ڈاکٹر نے کتنا کچھ بتایا تھا، اس کے بعد مجھے ٹائم نہیں ملا تمہیں دیکھنے کا، اور پھر تم نے کہا تھا تمہارا دماغ ہمارے رشتے کو ایکسیپٹ نہیں کر رہا، تمہیں ٹائم چاہیے، تو میں بس جلد از جلد تمہیں یہاں سے بھیجنا چاہ رہا تھا کیونکہ تمہیں اپنے سامنے دیکھ کر تم سے دور رہنا از امپوسیبل ہے، مجھے ایسے جھنجھلاہٹ ہوتی ہے۔۔"

داعود نے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اسے اپنی وجہ سے اسٹریس نہیں دینا چاہتا تھا۔ پہلے ہی وہ اپنی طبیعت کی ماری تھی۔ دوائیوں نے تھوڑا بہت اثر کیا بھی تھا مگر داعود ڈاکٹر سے مشورہ کر چکا تھا۔ اس کے لیے ماحول کا چینج ہونا ضروری تھا۔

پہلے اسے لگا تھا حویلی میں رہ کر ہی وہ کافی بہتر ہو جائے گی کیونکہ گھر کے حالات کافی خوشگوار رہتے تھے، اور اسے یہ بھی تھا کہ اس کے بھائی اس کی دوست بن جائیں گے تو شاید وہ بہتر محسوس کرے، مگر آئے دن گھر میں ہونے والے تماشے نے اس کی طبیعت مزید بگاڑ دینی تھی، اس لیے داعود جلد از جلد اسے یہاں سے بھیجنا چاہتا تھا، اور روشہانے کو کسی سیف جگہ پر بھیج کر ہی اپنے بدلے پر کام کرنے والا تھا کیونکہ اسے پوری امید تھی یہاں اس نے ابراہیم خان پر وار کیا اور وہاں وہ اس کی بیوی کو تکلیف پہنچانے کی سازشوں میں لگ جائے گا، اور وہ کسی قیمت پر بھی روشہانے کو ان سب میں گھسیٹ نہیں سکتا تھا۔

"کہاں کھو گئے آپ؟"

اسے کافی دیر سے خاموش دیکھ کر روشہانے نے اس کے کندھے ہلاتے اسے ہوش دلانا چاہا، جو نا جانے سامنے بالکنی میں کسی غیر مرئی نکتے کو گھورتے کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

"کہیں نہیں، کہاں تھا میں؟"

داعود نے اچانک سے اس کی بات پر ہوش میں آتے غائب دماغی سے کہا، جبکہ روشہانے کافی دیر تک اس کے چہرے کو دیکھتے کروٹ بدل گئی، جبکہ داعود بس اس سوچ میں گم تھا کہ وہ اس سے بات کیا کر رہا تھا۔

ہاں، میں کہہ رہا تھا۔۔۔ ارے میری بات تو سنو، یوں خفا نہ ہو۔ پہلے ہی ایک بات پر خفا ہو،"
"اب دوسری پر نہ ہو۔

داعود اپنی بات یاد نہ آنے پر روشہانے کی پشت اپنی طرف دیکھتے ہوئے بولا کیونکہ وہ اس سے رخ موڑ کر سونے کی کوشش کر رہی تھی۔ ایک تو اس کی بیوی کی بے وقت سونے کی عادت سے وہ پریشان تھا۔

داعود نے زبردستی اس کا رخ اپنی طرف کرنا چاہا مگر وہ بالکل اسٹل لیٹی رہی، مگر داعود بھی مرد تھا، اس سے زیادہ طاقت رکھتا تھا۔ روشہانے کے ذہن میں سوچ آتے ہی وہ تیزی سے اس کی پشت سے اپنی پشت جوڑتی، منہ تک کمبل لے گئی، جبکہ داعود جو اسے پیار سے ہی منا کر سیدھا کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اس کی پھرتی پر حق دق سا اسے دیکھ رہا تھا۔

"روشی، اگر اس طرح کرو گی تو میں تم سے بات کیسے کروں گا؟"

داعود نے اسے مزید تنگ نہ کرتے ہوئے ہاتھوں سے قائل کرنے کی سوچی کیونکہ زبردستی وہ اس کے ساتھ کرنا نہیں چاہتا تھا۔

تو نہ کریں بات! مجھے سونے دیں اور خود بھی سو جائیں، اور اب جب تک میں نہ اٹھوں سوتے" رہیے گا کیونکہ بقول آپ کے میرے آس پاس ہونے سے آپ کو کنٹرول نہیں ہوتا اور آپ اپنے آپ ہی جھنجلا جاتے ہیں۔ ٹھیک ہے، یہ الزام بھی میں برداشت کر لیتی ہوں اور اسے بھی آپ کے بقیا الزامات کے ساتھ جوڑ دوں گی کیونکہ اب اپنے خراب موڈ کی وجہ بھی آپ نے مجھے بنا دیا ہے۔ مطلب حد ہے، جیسے میرے آنے سے پہلے تو آپ کو غصہ ہی نہیں آتا تھا، آپ کا دن خراب ہی نہیں گزرتا تھا، آپ تو پرستان میں رہتے تھے جہاں سب کچھ بس اچھا اچھا ہی ہوتا "تھا۔

روشہا نے اس کی باتوں اور حرکتوں پر جھنجلاتے ہوئے تیزی سے کہتی اس کے ہی سینے میں چہرہ چھپا گئی، جبکہ داعود کل دل سا اس کی بات سن رہا تھا۔ اس کی باتوں کے تضاد اور اس کی معصوم حرکت پر بے ساختہ داعود کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔ اس نے اپنے سینے میں چھپی دبی اس لڑکی کے سر کو دیکھا جو دعویٰ تو یہ کر رہی تھی کہ اسے اور اس رشتے کو قبول نہیں کر پا رہی تھی مگر حرکتیں اس کی کچھ اور ہی تھیں۔

داعود نے سوچتے ہوئے اس کے بال سہلاتے تھے۔

"روشی! میں کافی کنفیوز ہوں اپنے جذبات کو لے کر۔ مطلب اس دن جب میں تمہارے قریب آیا، اس وقت تو میں شیور تھا تمہیں اپنی سانسوں سے بھی قریب چاہتا تھا، مگر اس کے بعد مجھے لگا کہیں تم مجھے کوئی بہت ہی اَن والانہ سمجھو، پھر تمہاری طبیعت بھی ضروری تھی۔ اس دن میں کنفرم کرنا چاہ رہا تھا تمہیں جو ہیومن ٹچ کا مسئلہ ہے وہ لیا ابھی بھی ہے۔ مطلب جب پہلی دفعہ میں نے تمہیں چھوا تھا تب تم نے خود کو اسکرِچ کر لیا تھا، اور تمہاری باڈی پر اس طرح کے کافی نشانات تھے جو نوچنے اور کھروچنے کے ظاہر ہو رہے تھے۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہیں میرے قریب آنے سے تکلیف ہو۔ رات تو ایسا کچھ نہیں ہوا تھا مگر ڈاکٹر نے مجھے اس بارے میں بتایا تھا، مگر پھر مجھے یاد ہی نہ رہا تم سے پوچھنا، اور تمہاری طبیعت مجھے بہتر لگی تو۔۔۔ تم بتاؤ نا، تم کیسا فیل کرتی ہو جب میں چھوتا ہوں یا پھر جب سب چھوتے ہیں؟"

"آپ نے پہلی بار مجھے اس رات نہیں چھوا تھا!"

اس سے پہلے جب آپ مجھے یہاں تھے تب بھی آپ میرا ہاتھ پکڑ کر لائے تھے، وہ پہلی بار تھا۔ پہلی بار میں آپ نے میری کلائی پکڑی تھی، دوسری دفعہ میں آپ نے میرا بازو پکڑا تھا۔

مجھے آپ کے چھونے سے صرف ایک ہی دفعہ برا لگا ہے کیونکہ مجھے جس دن نکاح ہوا تھا اسی دن سے اندازہ تھا کہ آپ مجھے لے جائیں گے۔ وہاں پر میری تائی اور ان کی بیٹیاں بھی یہی کہتی تھیں کہ یہاں نکاح ہوا اور وہاں آپ مجھے زبردستی وہاں سے لے جائیں گے، تو میں نے ذہنی طور پر خود کو آپ کے ٹچ کے لیے تیار کر لیا تھا۔

مگر جب اس دن جب میں یہاں آئی تھی تب آپ نے غصہ میں میرا بازو دبوچا تھا تب مجھے آپ سے ڈر لگا تھا اور جب مجھے لگتا ہے کوئی مجھے نقصان پہنچائے گا تو پھر اس انسان سے مجھے عجیب سی تھکن آنے لگتی ہے اور میں خود کو ایسے نوچنے لگتی ہوں اگر دو انسان مجھے چھو لیں۔

روشہانے نے تحمل سے اسے اپنے دماغ میں چلتی ہوئی چیز بتائی جو پہلے صرف وہ انجانے میں کرتی تھی کیونکہ اسے وہم ہوتا تھا مگر تھوڑے وقت میں اس کے اس وہم نے اپنی پکڑ کس لی۔

"کیا میرے اب بھی چھونے سے تمہیں ایسا ہی لگتا ہے؟"

روشہانے جو باتوں ہی باتوں میں نا جانے کب اس کے سینے سے چہرہ نکال کر اس کی طرف دیکھ کر بات کرنے لگی تھی، داعود کی پرتپش سانسیں اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے اس کی جان ہوا ہوئی تھی اور باقی کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا تھا۔ وہ بغیر پلک جھپکائے بس اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"ہم؟ کیا میرا اب بھی چھونا تمہیں ایسا ہی محسوس کرواتا ہے؟"

داعود اپنی انگلیوں سے اس کے گال سہلاتے ہوئے نرمی سے اس سے استفسار کرنے لگا۔

جبکہ روشہانے کو اس کے اچانک بدلتے موڈ سے اپنا سانس تک رکتا محسوس ہوا تھا وہ بس گنگ سی اسے دیکھ رہی تھی، پلک جھپکانے کی بھی غلطی نہیں کی تھی اس نے۔

داعود کو اپنے لبوں کے مزید قریب ہوتا دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، جب وہ نرمی سے اس کے لبوں پر قابض ہو گیا۔

وہ نرمی سے اس کے لبوں کو چومتا اسے اچھے سے اپنے لمس کا احساس دلا رہا تھا۔

اسے اچانک اپنے لبوں پر قابض ہوتا دیکھ کر روشہانے کی آنکھیں تحریر سے پھیلی تھی پہلے وہ اسے بنا پلکیں جھپکائے دیکھ رہی تھی مگر اب اسے اس کے لمس پر اپنا دماغ ماعوف ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔

داعود نے اس کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھاتے تکیے پر رکھی تھیں اور قربت بدلتا اس کے اوپر آگیا تھا۔

وہ اس کے بلائے لبوں پر فوکس کرتا اس کے گدگدے لبوں پر اپنی زبان پھیرتا اس کے دھڑکن میں طغیانی مچا چکا تھا۔۔

روشہانے کے پورے جسم میں خود بخود اس کی بے باک جسارت پر لرزہ طاری ہو گیا، اس کے عارض پر سیاہ لال رنگ چھا گیا۔

داعود ایک ہاتھ سے اس کی کمر کو سہلاتا، دوسرے کو اس کی انگلیوں میں الجھاتے مکمل طور پر اس کے اعصاب سلب کر رہا تھا۔ وہ انتہائی نرمی سے اس کے لبوں کو سک کرتا اس کی کمر سے ہاتھ باندھتے اپنے کندھے پر رکھ گیا۔

اب اس کا فوکس اس کے نچلے لب تھے جنہیں وہ اپنے دانتوں میں دبا کر کھینچتا، پیچھے ہوتے اسے سانس لینے کا موقع دے جاتا، مگر اس سے پہلے روشہانے اپنی دھڑکنوں کو نارمل کرتے اپنی آنکھیں وا کرتی، وہ مکمل طور پر اس کے نیچے لبوں کو سک کرتا اس کی زبان سے اپنی زبان الجھا گیا تھا۔

جبکہ روشہانے کو تو سمجھ ہی نہ آئی وہ کرے تو کیا کرے، اس کی قربت میں نرمی کے ساتھ ساتھ سختی تھی، اس بات کا احساس تھا کہ وہ اس پر کیا حق رکھتا ہے۔

داعود یونہی اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑے اس کے نچلے لب چھوڑتا اس کے بلائے لبوں کو سک کرنے لگا۔

اس سب میں داعود کے بیرڈ اور مونچھوں کی چھبن سے روشہانے کسمسا بھی نہیں رہی تھی، کیونکہ داعود اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دے رہا تھا۔ وہ ایک ہاتھ اس کے ہاتھوں میں الجھائے دوسرے سے اس کی کمر کو جکڑے ہوئے تھا، اس نے اپنا سارا وزن اپنی لوئر باڈی پر رکھا تھا، روشہانے پر نہیں، ورنہ کوئی بعید نہیں کہ اس کے وزن کی وجہ سے روشہانے کا سانس رک جاتا۔

داعود پوری طرح سے اپنی من مرضی کرنے کے بعد پیچھے ہوا تھا، جبکہ اس کے پیچھے ہوتے ہی اب تک روشہانے نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں، وہ یوں ہی سانس روکے بیٹھی تھی۔

ایک لمحے کے لیے داعود بھی ڈر گیا تھا کیونکہ اس کا چہرہ بالکل لال لال ہو رہا تھا۔ اسے یوں اسٹل دیکھ کر داعود دوبارہ اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتا اس کے عارض پر نرمی سے لب رکھ گیا۔

"سانس تو لے لو گھر والی۔ اپنی ہی بیوی کو کسنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم میری سانسوں کی اتنی عادی ہو جاؤ کہ اس کے علاوہ کھلی فضا میں سانس نہ لے سکو۔"

داعود اس کی کنپٹی پر لب رکھتا اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے اس سے کہا۔

اس کے لب اور مونچھوں کی چھبن اپنی کان پر محسوس کرتے روشہا نے باقاعدہ لرزی تھی اور اس نے اچانک ہی تیزی سے سانس لینا شروع کر دی۔

"اب تم مجھ سے تو شکایت نہ کرنا گھر والی، کیونکہ اپنی سانسیں روکنے کی بھی تم خود ہی ذمہ دار ہو۔"

داعود کو جو پتا کرنا تھا وہ وہاں سے معلوم ہو گیا تھا۔

"ویسے آج تم لگ بڑی پیاری رہی ہو میرے دیے ڈریس میں۔"

داعود اسے اپنی لال اینڈ جارجٹ کی فراک میں ملبوس دیکھ کر بولا، جس میں وہ کسی دیسی ڈول کی طرح معلوم ہو رہی تھی۔

بال کھلے، پشت پر پھیلے ہوئے، میک اپ کے نام پر بس موئسچرائزر لگایا ہوا تھا جس کی خوشبو داعود کو بہت اچھے سے آرہی تھی جبکہ کان، گلہ اور ہاتھ خالی تھے۔

"یہ کیا! جب میری گھر والی نے تیار ہونے کا سوچ ہی لیا تھا تو اچھے سے ہو جاتی، مکمل طور پر نہ تم نے وہ جھمکے پہنے نہ وہ لپ اسٹک لگائی ہے۔ ایسے تو نہیں ہوتا نا گھر والی۔ اور تمہاری وہ چوڑیاں کہاں ہیں؟ اگر کانچ کی نہیں پسند تو سونے کی پہن لو۔"

داعود نے اس کے خالی ہاتھ دیکھ کر اس کی کلائی پر لب رکھتے اسے ٹوکا تھا۔

میں پہن رہی تھی مگر پھر ڈر گئی۔ کانچ کی چوڑیاں اگر ٹوٹ کر چھب گئیں تو؟

روشہانے نے اسے اپنا ڈر بتایا۔

"اور وہ کیوں ٹوٹیں گی؟ تم کیا ان سے کشتی کرو گی جو ٹوٹ جائیں گی؟" داعود کو اس کی منطق سمجھ نہ آئی، وہ بس اسے ہر وقت سجا سنوارا دیکھنا چاہتا تھا۔

"آپ اچانک تیزی سے کلائی پکڑتے ہیں تو پھر ٹوٹ جاتی ہیں اور چوٹ الگ لگتی ہے۔"

داعود کو سمجھ نہ آئی وہ کیا کرے، وہ بس منہ کھولے ہنسی کے ہنزوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا، جیسے دونوں کام وہ نہیں کرتا اور سارا ملبہ اس کے اوپر ڈال رہی ہو۔

"گھر والی! اور اب نہ کہنا ناں پسند کرو گی تمہارے اس معصوم میاں نے کب سختی کی ہے تمہارے ساتھ؟ سختی کی جو تمہاری چوڑیاں ٹوٹی ہیں؟"

داعود اس کے بے جا الزام پر جی بھر کر جلا تھا۔

"کی نہیں، مگر کر دیتے ہیں۔۔" روشہا نے اس کی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتی بامشکل اپنی پلکوں کی لرزش پر قابو پاتے اس سے نظریں چرا کر بولی تھی۔

"روشی!" اس کے جواب پر داعود نے بے ساختہ اسے پکارا تھا۔

"تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو نا؟"

داعود کو سیکنڈ بھی نہ لگا یہ سمجھنے میں کہ اس کی چوڑیاں اس کے ماضی کی وجہ سے نہیں پہنتی۔

"ن.. نہیں۔۔ م.. میں کیوں آپ سے کچھ چھپانے لگی؟" روشہا نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

اس کے لہجے کی لڑکھڑاہٹ نے پل میں داعود کے شک کو یقین میں بدل دیا تھا۔ وہ لب بھینچ کر رہ گیا کیونکہ اس کی بیوی اب تک اسے اپنا ماضی بتانے پر آمادہ نہیں تھی اور داعود اس سے اس بارے میں بات کر کے اسے دوبارہ ان سب چیزوں میں نہیں لے جانا چاہتا تھا۔

"اچھا چھوڑو، مگر تم اگر کانچ کی نہیں پہننا چاہتی تو گولڈ کی بھی لے لیتے ہیں، یا بریسلیٹ کی شاپنگ کر لیتے ہیں۔ مگر کانچ کی چوڑیاں بہت پیاری لگتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں میری روشی بھی باقی لڑکیوں کی طرح تیار رہے، زندگی انجوائے کرے، گھومے پھرے، کھائے، شاپنگ کرے۔۔یہ اتنا سب کچھ میں کس کے لیے کر رہا ہوں؟ اگر تم نے خرچ ہی نہیں کرنا تو؟"

داعود نے اسے پکارا، کیونکہ وہ اسے کسی اور سوچ میں گم محسوس کر رہا تھا۔

روشہا نے آہستہ سے واپس اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

مجھے اب بھی ڈر لگتا ہے سب چیزوں سے، میں باہر نہیں جاتی، مجھے لگتا ہے وہ کہیں سے بھی آ"
"جائے گا، مجھے اس سے ڈر لگتا ہے۔۔۔

وہ کیبن میں تھا۔

روشہا نے اس کے سینے کے بال اپنی مٹھی میں دبوچتے ہوئے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

داعود اپنے برہنہ سینے پر اس کے آنسوں کی نمی محسوس کر سکتا تھا مگر اس نے اسے روکا نہیں۔ اگر وہ تھوڑا تھوڑا اسے بتانا چاہتی تھی تو ایسا ہی صحیح۔

وہ تمہیں کچھ بھی نہیں کر سکتا کیونکہ اب میری روشی بہت اسٹرونگ ہو گئی ہے۔ وہ اس سے"
لڑنا جانتی ہے۔ اور اگر وہ آ بھی جائے گا تو تم نے مجھے آواز دینی ہے اور اگر نہ دے سکو تو پورے
"دل سے مجھے یاد کر لینا، میں اپنی روشی کے پاس ہی ہوں گا۔ ہم۔

اور سب سے بڑھ کر تم نے اس کی ذات پر بھروسہ رکھنا ہے۔ اس نے آج تک میری جان کے ٹوٹے کی حفاظت کی ہے تو آگے بھی وہی کرے گا۔ اس سے زیادہ تمہیں کوئی پیار نہیں کرتا۔

داعود نے یونہی اسے اپنے سینے سے لگائے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا تھا۔ وہ اسے باہر بھیج رہا تھا مگر جو اس کی کنڈیشن تھی اب وہ اسے ڈرا رہی تھی کہ کہیں اس نے جلد بازی میں غلط فیصلہ تو نہیں لے لیا۔

"بابا بھی پیار کرتے تھے مگر وہ چھوڑ کر چلے گئے، مما بھی۔ اس نے ان دونوں کو مار دیا تھا۔۔۔ میرے سامنے! میں دیکھ رہی تھی سب دیکھ رہی تھی۔ وہ خود کیوں نہیں مر گیا؟ اس نے میرے ماما بابا کو کیوں مار دیا؟"

"اسے بابا نہیں پسند تھے، دادا کو بھی نہیں تھے، تایا کو بھی نہیں تھے۔ میں بھی بابا کی طرح کسی کو پسند نہیں تھی۔ وہ لوگ ہمیشہ بابا کو غلط کہتے تھے، انہیں گالیاں دیتے تھے، مجھے بھی دیتے تھے، مارتے تھے—یوں ایسے دبوچ کر مارتے تھے مجھے۔"

"وہ سب کچھ بابا کا تھا، بابا نے کہا تھا سب کچھ روشی کا ہے۔ وہ میرا گھر تھا، وہاں میرے بابا رہتے تھے۔ ان لوگوں نے سب چھین لیا، سب کچھ، کچھ بھی نہیں چھوڑا، چھوڑ..."

روشہانے نے جو نا جانے داعود کو اپنے ماضی کے بارے میں بتا رہی تھی، وہ اچانک ہی بے ہوش ہو گئی۔

اسے یوں یکدم خاموش ہوتا دیکھ کر داعود کو سمجھ نہیں آیا ہوا کیا ہے۔ وہ نرمی سے اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکال کر دیکھنے لگا جہاں اس کی آنکھیں بند تھیں اور سانس بھی مدھم چل رہی تھی۔

اس نے جلدی سے روشہانے کے ڈاکٹر کو کال ملائی۔ کال ریسیو ہوتے ہی داعود نے روشہانے کی کنڈیشن انہیں تفصیلی طریقے سے بتائی، پھر ڈاکٹر کی ہدایت کو باغور سنتا وہ کال کاٹ گیا اور تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔

وہاں سے اپنا میڈیکل بیگ نکالا جس میں اس نے ایمرجنسی کے کچھ آلات رکھے تھے۔ جلدی سے آٹومیٹک بی پی چیکنگ مشین نکالتا وہ کمرے میں واپس چلا گیا۔

روشہانے کے سرہانے بیٹھ کر پہلے اس کی آنکھیں کھول کر دیکھتا، پھر اس کے بازو میں بی پی کف پہناتا، مشین سے کنیکٹ کرتا اور بٹن پریس کر دیتا۔ وہ انتظار کرنے لگا، ساتھ ساتھ اس کے عارض پر موجود آنسوؤں کے نشان نرمی سے صاف کرتا اس کے چہرے کو سہلا رہا تھا۔

جب مشین نے بی پی بتایا تو وہ شدید لو تھا۔

داعود مشین نکال کر ساری چیزیں سمیٹتا سائیڈ ڈراور میں رکھتا پھر ڈاکٹر کو دوبارہ کال ملا لیتا۔ ڈاکٹر کو روشی کی صورتحال بتاتا اور مزید ہدایات لیتا، کال ختم کر دیتا۔

وہ پانی کا گلاس اٹھاتا، تھوڑا سا پانی اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے چہرے پر چھینٹے مارتا اور انتظار کرنے لگتا۔

جب روشہانے نے بوجھل پلکیں کھولیں تو وہ ناسمجھی سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگی۔

"دماغ پر زیادہ زور مت ڈالو، سب ٹھیک ہے۔ تم بھی ٹھیک ہو، میں ہوں تمہارے پاس۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ریلکس ہو جاؤ۔"

۔۔ اب کیسا لگ رہا ہے؟ تمہارا بی پی بہت لو ہے میری جان کے ٹکڑے، مگر ابھی تو ٹھیک تھا۔۔ داعود اس کے سرہانے کونے کے بل بیٹھا اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ میں آپ کو... آپ کو ماضی۔۔۔"

"ہشش ! تم مجھے ماضی کا بتانا چاہتی ہو؟ بلکل بتاؤ، کسی کمبخت نے روکا ہے؟ بلکہ میں تو چاہتا ہی یہی ہوں کہ تم مجھے خود اپنا ماضی بتاؤ، سب کچھ۔ جس جس نے میری جان کے ٹکڑے کو تکلیف دی ہے ان سب کے بارے میں ہم۔۔۔"

داعود نے اس کے گال سہلاتے اس کے عارض پر اپنے لب رکھتے پیچھے ہوا تھا۔

"تم پہلے یہ سینڈوچ کھاؤ اور جوس پیو، تب تک میں فریش ہو جاتا ہوں۔ پھر تم نے یہ سب کھا کر آرام کرنا ہے، اس کے بعد تم جا کر تیار ہو جانا۔ تب تک میں ایک ضروری کال کر لوں گا۔ تم تیار ہو جانا اور خبر دار جو تم اس طرح پھیکا پھیکا سا تیار ہوئی۔ سب کچھ پہنتی ہوئی نظر آؤ مجھے۔"

داعود اسے سنجیدہ انداز میں کہتا بیڈ سے نیچے اتر گیا۔ وہ اسے جوس اور سینڈوچ پکڑاتے زمین سے اپنی شرٹ اٹھا کر واشروم میں بند ہو گیا۔

ٹھیک دو منٹ بعد وہ نک سک صاف فریش باہر آیا تھا۔ اس کے باڈی واش کی مہک روشیانے نے بخوبی محسوس کی۔

داعود اپنے گیلے بال تولیے سے رگڑتا بیڈ تک آتا سائیڈ ٹیبل سے اپنا فون اٹھاتا، اپنے بال یوں ہی چھوڑے تولیہ اٹھا گیا۔

کھا لیا تم نے سب کچھ؟" داعود فون پر کچھ دیکھتا مصروف انداز میں اس سے استفسار کرنے" لگا۔

"چلو اب جا کر فریش ہو، میں تمہارے کپڑے وغیرہ نکال دیتا ہوں۔"

داعود نے فون رکھتے اسے ایک نظر دیکھا اور کہتا ڈریسنگ روم کی طرف چلا گیا۔

جبکہ روشہانے بھی ہمت کر کے اٹھتی اس کے پیچھے ہو لی۔

اب تو چکر نہیں آرہے ہیں نا؟" داعود نے اپنے لائے ڈریسز میں اس کے لیے ڈریس دیکھتے ہوئے" استفسار کیا۔

" ! ن... نہیں"

"دیکھو، یہ پیارا لگ رہا ہے نا؟"

داعود نے اس کے سامنے ایک ریڈ کلر کی ایمبرائڈیڈ شرٹ اور ساتھ سیم ہی ٹراؤزر رکھا۔ اس کی شرٹ جینز اسٹائل کی تھی اور ساتھ ایک نارمل سا باکس ٹراؤزر تھا۔ اس کے ساتھ دوپٹہ الگ سے لیا تھا، ریڈ کلر کا جس کے کنارے پر لیس تھی جو اسے مزید خوبصورت بنا رہے تھے۔

داعود اسی جوڑے کو ڈن کرتا اس کی باقی چیزیں دیکھنے لگا، اسے سب کچھ تھوڑا ٹھیک لگ رہا تھا، وہ چاہتا تھا روشیا نے کو اسی حساب سے کپڑے ملیں۔

چپ چاپ بیٹھی رہیں اہلیہ ! فی الحال آپ یہاں سے کہیں نہیں جا رہیں۔ جتنا سونا تھا آپ سو چکی ہیں، ابھی آپ نے شاور بھی لینا ہے تو خاموش !

ریان نے بیسن کے نیچے موجود کیبنٹ سے ٹاول نکالتے ہوئے اس کی بات سنتے نرمی سے اس کا جبڑا دبوچتے کہا تھا۔

اس کی آواز اپنے اتنے قریب محسوس کرتے دعا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا تھا۔

ریان کی نظریں اس کی پھیلی ہوئی آنکھوں سے ہو کر اس کے نم لبوں پر گئیں۔

"نہانے کے بعد خود پر غسل مت فرض کروا لیجئے گا۔"

ریان اس کے گیلے لبوں پر اپنا انگوٹھا ٹریس کرتے ہوئے بولا جبکہ دعا کو سمجھ ہی نہ آئی کیا ہو رہا ہے۔ اس کے دماغ میں بس اس کی کہی ایک ہی بات چل رہی تھی کہ وہ اب اسے سونے نہیں دے گا۔

اس سے پہلے دعا کوئی احتجاج کرتی، ریان اس سے دور ہوتا اپنے بڑھتے جذبات پر بندھ باندھ گیا اور جلدی سے ٹاول اٹھاتا اسے لے کر شاور کیبن کی طرف بڑھا تھا۔

"یہاں نہائیں گی یا ٹب میں؟"

ریان نے اسے چپ چاپ خود کو گھورتا دیکھ کر اس سے اس کی رائے پوچھی جس پر بھی میڈم خاموش ہی رہی۔

ریان اس کی نہانے سے چوری دیکھتے خود ہی باتھ ٹب فل کرنے لگا۔ اس میں اس کی ضرورت کی چیزیں ڈالتے ایک ہی جھٹکے میں اس کے جسم سے اس کی قمیض الگ کرتا بغیر کسی وارننگ کے باقی کا کام بھی کرتا اسے باتھ ٹب میں بٹھا گیا۔

اس کا شیمپو، شاور جیل، ڈیوریٹنٹ اور باقی چیزیں وہیں سائڈ میں موجود ریک پر رکھتا خود باہر آگیا کیونکہ اس کے مطابق اگر وہ گیلی ہوئی تھی تو نہا بھی لے گی، اب مگر اسے یہ علم نہیں تھا کہ یہ اس کی خوش فہمی ہے۔

ریان اسے وہیں چھوڑ کر خود ڈریسنگ روم میں آگیا۔ وہاں سے اس کے ململ کا پرنٹڈ سوٹ نکالتا وہ ضروری چیزیں لیتا واشروم میں چلا گیا۔

چیک کرنے کے لیے کہ میڈم کہاں تک پہنچی، مگر وہ تو اب تک ویسے کی ویسے ہی بیٹھی تھی۔

"اہلیہ! یہ کیا حرکت ہے؟! آپ نہا کیوں نہیں رہی؟ آپ کو پہلے ہی مائلڈ ٹیمپریچر بخار ہے، جلدی سے اگر آپ شاور لے لیتی تو بہتر محسوس کرتی۔ یہاں میں نے آپ کو بیٹھ کر اپنے خوابوں میں گم ہونے کو نہیں کہا تھا۔"

ریان اسے اب تک جوں کا توں بیٹھا دیکھ کر جھنجلاتے ہوئے بولا۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں اسے بخار نہ ہو جائے۔

وہ جلدی سے اس کا سر باتھ ٹب کے سائڈ پر ٹیک لگاتا اس کے بال گیلے کر گیا۔ جیسے تیسے کر کے وہ اس کے بال واش کرتا، انہیں لپیٹ کر ان میں کلچر لگاتا اس کی باڈی کی طرف آیا۔

اپنی نظریں اس کے کندن سے سراپے سے چراتے ہوئے وہ کمال مہارت اور عزم سے اسے شاور دلاتا رہا۔

"اب کھڑی تو ہو جائیں اہلیہ! ایسے تنگ تو نہ کریں۔"

ریان اسے باتھ ٹب کے کنارے بیٹھا دیکھ کر بولا۔

آج اس کی بیوی اسے ٹف ٹائم دے رہی تھی۔ اس کی خاموشی اور اس کی خاموش نظریں ریان جیسے انسان کو بھی کنفیوز کر رہی تھیں۔

اسے مسلسل خاموش دیکھ کر ریان نے بھی بولنا چھوڑ دیا۔ وہ بھی خاموشی سے اسے بانہوں میں بھرتا ڈریسنگ روم کی طرف چل دیا، وہاں اسے چینج کروا کر باہر لے آیا۔

اس کے بال ہلکے ہلکے ڈرائے کیے اور انہیں ایسے ہی اس کی پشت پر چھوڑتا وہ کھانے کی طرف متوجہ ہوا جو کہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

ریان نے ایک سرد آہ بھری۔ اب اسے خود ہی نیچے جانا ہوگا کھانا گرم کرنے کے لیے، کیونکہ ملازمہ تو اب تک ساری اپنے اپنے کوارٹر میں جا چکی ہوگی۔

وہ یہی سوچتے کھانے کی ٹرے اٹھاتے باہر کی طرف چل دیا تھا تاکہ کھانا گرم کر سکے، جبکہ دعا وہیں بیٹھے کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔

کچھ دیر بعد ہی ریان کھانے کی ٹرے لے کر واپس اندر داخل ہوا۔ دعا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا جو خاصا جھنجھلاتا ہوا لگ رہا تھا۔ ایک ہاتھ میں ساری چیزیں پکڑ کر لانا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔

وہ دعا کو بیڈ پر بیٹھا دیکھ کر اس کے سرہانے ہی کھانے کی ٹرے رکھتا خود بھی بیڈ پر بیٹھ گیا اور دونوں کے درمیان ٹرے رکھ لی۔

ویسے آپ کو پتا ہے آج آپ کا اور میرا پسندیدہ ملائی بوٹی پلاؤ بنا ہے، مگر آپ تو سونے میں لگی" "تھیں۔

ریان چاولوں سے بھرا چمچ اس کے منہ کے قریب کرتے ہوئے بولا۔

دعا نے چپ چاپ وہ نوالہ کھا لیا۔ ریان ایسے ہی خود بھی کھاتا ساتھ اسے بھی کھلا رہا تھا۔ یوں ہی باتوں باتوں میں وہ اسے سارا کھانا کھلا گیا تھا جبکہ دعا کو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ وہ نا جانے اس سے کون کون سی باتیں کر رہا تھا۔

کھانے سے فارغ ہو کر وہ برتن اٹھاتا باہر کی طرف چل دیا۔ وہ برتن واپس رکھ کر کمرے میں آیا تو دعا دوبارہ سونے کے چکروں میں لگی ہوئی تھی۔

ریان نے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا۔ اب اس کا اتنا سونا اسے غصہ دلا رہا تھا۔

وہ کافی کا مگ ٹیبل پر رکھتا اس کی طرف جھکا۔

"اہلیہ ! اگر اب آپ ایک دفعہ اور سوئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

ریان نے اسے سیدھا کرتے دھمکی لگائی تھی۔

دعا نے فوراً اپنی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

م... میں نہیں سو رہی۔" دعا منمناتے ہوئے صاف انکار کیا تھا۔"

ریان نے بھویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"اچھی بات ہے کیونکہ اب اگر آپ سوئیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہونے والا آپ کے لیے۔"

ریان کو اس کا یوں خود سے ڈرنا اچھا تو نہیں لگ رہا تھا مگر آج اگر سب کچھ ٹھیک کرنا تھا تو اسے سخت بننا پڑ رہا تھا۔

کوئی پیے گا؟ آپ کی وجہ سے آج میں بھی چینی اور دودھ ڈال کر پی رہا ہوں۔ ویسے ساتھ کوکیز کھانی" "ہیں آپ نے؟

اس کی بات پر دعا نے فوراً سر ہلایا۔ اس وقت وہ کوئی سمجھی ہوئی ہرنی لگ رہی تھی۔

"میں لے کر آیا تھا آپ کی فیورٹ کوکی آفس سے واپسی پر۔"

ریان اپنے لیپ ٹاپ بیگ سے اس کے لیے کوکی نکالتے ہوئے بولا اور دوسرا پیکٹ نکال کر اس نے الماری میں رکھ دیا تھا کیونکہ ایک زرتاشہ کا تھا۔

"!کھائیں"

ریان اسے یونہی کوکی کے پیکٹ کو تھامے دیکھ کر بولا۔

"آپ کو یاد تھا؟"

نا جانے کیوں وہ اچانک ہی دل برداشتہ ہو رہی تھی۔

"بلکل، اپنی اہلیہ کی کوئی بات میں بھول سکتا ہوں؟"

ریان نے خود ہی اس کے ہاتھ سے کوکی کا پیکٹ لیتے کھول کر اس کی پلیٹ میں رکھتے محبت بھری آواز میں کہا۔

اس کے لہجے میں چھپا پیار دیکھ کر دعا کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

اور وہ اچانک پلیٹ سائیڈ پر رکھتے اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی تھی۔

وہ شدت سے روتے ہوئے اس کی کمر کے گرد سختی سے حصار بنائے بے تحاشہ رو رہی تھی اور ریان بس ہکا بکا سا اس اچانک ہوئی حرکت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

آئم سوری ریان۔۔۔ مجھے نہیں بولنا چاہیے تھا آپ کو ایسا۔۔۔ میری غلطی ہے، میری وجہ سے آپ" اتنے دن تک پریشان رہے ہیں۔ میں اب آپ کو مورے سے معافی مانگنے نہیں کہوں گی اور نہ ہی ان سے بات کرنے کا کہوں گی۔ مجھے سمجھنا چاہیے تھا، میری وجہ سے آپ پریشان ہو گئے اور "...بھوکے بھی تھے اور رات بھر گھر بھی نہیں تھے اور۔۔۔ اور

"! ایک منٹ، ایک منٹ اہلیہ"

ریان نے فوراً اس کی بات کاٹ دی اور اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے تھوڑا پیچھے کیا۔

یہ کس نے آپ سے کہہ دیا کہ میں پریشان ہوں؟ میں آپ کی باتوں سے کبھی پریشان نہیں ہوتا۔" اور دوسری بات، میں آپ کی وجہ سے بھوکا نہیں گیا۔ میرا موڈ نہیں تھا ناشتہ کرنے کا۔ اوپر سے "پھر کوئی آپ کے ان پیارے پیارے ہاتھوں کی طرح کھانا تھوڑی بناتا ہے کہ میں ناشتہ کر لیتا۔

وہ لمحہ بھر رکا پھر نرمی سے بولا۔

اور میں کل ساری رات اسٹڈی میں تھا، بتایا تو تھا آپ کو۔ پھر آپ نے یہ کیوں سوچ لیا؟ بس" تھوڑا سا ڈسٹرب ہو گیا تھا تو اکیلے رہنا چاہتا تھا، اس لیے وہاں چلا گیا۔ مگر آپ ہمیشہ کی طرح کر لیتی ہیں، مجھ سے پوچھا تو کیجئے، خود سے اندازے مت لگایا کریں، assume سب کچھ خود ہی "اس سے رشتے خراب ہو جاتے ہیں۔

وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

اور رہی بات آپ کی والدہ سے معافی مانگنے کی، تو وہ آپ کی ماں ہیں، اور آپ کے یہ جذبات میں" "سمجھ سکتا ہوں۔ آپ اس بات پر بھی پریشان نہ ہوں۔

،پھر اس نے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا

پہلے یہ رونا بند کریں، کیا کرتی ہیں آپ اہلیہ... پہلے ہی آپ کو معمولی سا بخار ہے، اب آپ رونے" "بیٹھ گئی ہیں۔

وہ اس کے گال صاف کرتے ہوئے نرمی سے بولا۔

چلیں اب اگر میری جان کی ساری غلط فہمی اور گلے شکوے ختم ہو گئے ہوں تو ذرا یہ بتانا پسند" "کریں گی کہ آپ اتنا سو کیوں رہی ہیں؟ کہیں وومنز کی وجہ سے تو نہیں اتنی زیادہ نیند آ رہی؟

پھر وہ ہلکا سا جھکا۔

کر چکی ہیں آپ؟ بی جان تو کہہ رہی تھیں آپ صبح سے باہر نہیں نکلی۔ آپ skip کتنے ٹائم کا کھانا"
"مجھے بتائیں، آپ نے کتنے ٹائم سے کھانا نہیں کھایا؟

ریان نے اسے خود سے لگائے ہوئے سخت مگر فکرمند لہجے میں پوچھا۔

م... میں نے وہ تو کل دن کا کھایا تھا..." دعا نے چہرہ اس کے سینے سے نکالتے ہوئے منمنا کر کہا۔"

اس کی بات سن کر ریان نے اسے گھور کر دیکھا۔

واہ ! مطلب حد ہے... آپ نے چار ٹائم کھانا نہیں کھایا، سوئے جا رہی ہیں اور بڑے مزے سے"
"اپنی کارکردگی بتا رہی ہیں؟

پھر وہ ہلکا سا تنز کرتا ہوا بولا۔

ریان آپ اس طرح کیوں کہہ رہے ہیں... رات میں آپ کا انتظار کر رہی تھی اس چکر میں میں"
رات بھر سوئی نہیں، صبح ہماری آنکھ لگی۔ مجھے تو سارے دن کا کچھ سمجھ ہی نہیں آیا... یوں ہی
سو کر گزار دیے، شام تھی پھر سو گئی... اب آپ بتائیں اس میں ہمارا کیا قصور؟ ہمیں تو لگا تھا
"... صبح کے چار بج رہے ہیں

اور وہ اصل میں شام کے چار بج رہے تھے۔

دعا نے اس سے الگ ہوتے ہوئے اسے وضاحت دی۔

"اچھا یعنی آپ بھرپور طریقے سے اپنی نیند پوری کر رہی تھیں، تو اب تو آپ کو نیند نہیں آ رہی ہوگی... تو فٹا فٹ جا کر تیار ہو جائیں۔ وہاں بیگ میں میں آپ کے لیے کچھ لایا ہوں۔ جب تک آپ تیار ہوں تب تک میں یہ روم کلین کرواتا ہوں۔ کسی سے ویسے تو اب تک سارے ملازم جا چکے ہوں گے، بہرحال دیکھتے ہیں کیا ہو سکتا ہے۔ آپ تو جائیں مگر پہلے یہ میڈیسن لے لیں، کہیں بخار تیز نہ ہو جائے۔"

ریان نے اسے دیکھتے ہوئے کمرے میں ایک بھرپور نظر دوڑائی، پھر اس کے عارض اور ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

دعا کو اس کے انداز سے اندازہ ہو گیا کہ وہ واقعی اسے تیار ہونے کا کہہ رہا ہے، اس لیے وہ چپ چاپ اٹھ گئی۔

"آپ میڈ کو رہنے دیں، میں کر لیتی ہوں روم صاف۔ آپ جب تک اسٹڈی میں ویٹ کر لیں یا پھر بھابھی سے مل کر آ جائیں۔"

"ان سے مل کر آئے تھے آپ؟" دعا نے خود ہی پوچھ لیا، کیونکہ اس وقت کوئی بھی میڈ نیچے موجود نہیں تھی اور یقیناً کسی کو جگانا پڑتا۔

"ارے نہیں، آپ کیوں صفائی کریں گی؟ میں کر لیتا ہوں، پھر زری سے بھی مل لوں گا۔"

"ریان آپ جائیں، میں کر لوں گی۔" دعا نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

تو ریان بھی کچھ دیر اسے دیکھتا چپ کر کے چلا گیا۔

دعا نے جلدی سے ایک نظر کمرے کو دیکھا اور فوراً صفائی کرنے لگی۔ اس کے نیک ارادے تو ریان کے کل رات بھی نہیں تھے، مگر اپنی باتوں سے اس نے خود ہی اسے دور کر دیا تھا اور اب وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔

اس لیے ریان کے کمرے سے نکلتے ہی وہ جلدی سے بیڈ صاف کرنے لگی۔ بیڈ شیٹ کو گندا محسوس کرتے ہوئے اس نے اسے اتار کر پہلے گندے کپڑوں والی باسکٹ میں رکھا۔

پھر ڈریسنگ روم سے ویکیوم کلینر لاتے ہوئے اس نے تیزی سے بیڈ پر چلایا، سارا کچرا ڈسٹ بن میں ڈالتے ہوئے وہ اچانک سامنے موجود ڈریسنگ مرر میں خود کو دیکھنے لگی۔

کچھ سوچتے ہوئے اس نے جلدی سے دراز کھولا، اس میں سے ایک شیٹ ماسک نکال کر منہ پر لگا لیا۔ ہاتھوں میں گلوز بھی پہن لیے، کیونکہ اتنے دنوں کی پریشانی میں اسے خود کا بھی خیال نہیں رہا تھا۔

وہ تیزی سے دونوں چیزیں ٹھیک کرتی دوبارہ کام میں لگ گئی۔ بیڈ کلین کرنے کے بعد وہ صوفے کی طرف بڑھی۔

اسے بھی اچھے سے ڈسٹ اور ویکیوم کرتے اس کے سارے کشن سیٹ کیے۔ پھر ڈریسنگ روم سے گلاس کلیننگ اسپرے لائی اور صوفے کے ساتھ موجود ٹیبل پر اسپرے کرتے ہوئے

اسے اچھی طرح صاف کیا۔ ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے کو بھی صاف کیا اور ایک بھرپور نگاہ پورے کمرے پر ڈالی—سب کچھ صاف ہو چکا تھا، صرف کارپٹ اور فلور باقی تھے۔

وہ جلدی سے پہلے جھاڑو لائی اور پورے کمرے میں جھاڑو دی۔ پھر ویکیوم کلینر سیٹ کر کے کارپٹ پر چلایا، اور چند ہی لمحوں میں وہ بھی صاف ہو گیا۔

سب کچھ مکمل ہونے کے بعد دعا نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے پورے کمرے کو دیکھا۔ اب کمرا بالکل ایسا لگ رہا تھا جیسے پہلی بار ہو—حالانکہ یہ پہلی بار تھا کہ ریان کا کمرہ اس قدر گندا ہوا تھا، ورنہ وہ انتہائی نفاست پسند تھا۔

دعا نے ایک بار پھر پورے کمرے کو دیکھا تو اسے کچھ کمی محسوس ہوئی۔ اس کی نظر ٹیبل پر رکھے گلدستے پر گئی جس کے پھول مرجھا چکے تھے۔ اس نے فوراً پھول نکال کر پھینک دیے۔ خالی گلدان اب زیادہ بہتر لگ رہا تھا۔

وہ سب چیزیں روم میں اوکے کرتی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔ سب سے پہلے اس نے دوبارہ شاور لیا۔ صفائی کے چکر میں وہ پسینے سے بھیگ چکی تھی، اور ہلکا سا بخار بھی محسوس ہو رہا تھا، مگر نہانے کے بعد وہ کافی فریش لگ رہی تھی۔

وقت دیکھتے ہوئے وہ جلدی سے ریان کے لائے شاپنگ بیگ کی طرف بڑھی، یہ سوچ کر کہ اس میں کوئی نائٹی ہوگی۔ مگر اس کی توقع کے برعکس بیگ میں ایک پرنٹڈ فلورل فراک تھی—انارکلی۔

دعا نے حیرت سے اس فراک کو دیکھا۔

"...رات کے وقت اسے یہ پہننے کو کہہ رہا ہے"

ان کی شادی کے پورے عرصے میں ریان نے کبھی اس سے نائٹی پہننے کی فرمائش نہیں کی تھی۔ وہ ہمیشہ ایسے کپڑے لیتا تھا جو اسے کمفرٹیبل فیل کروائیں، نہ کہ غیر آرام دہ۔ وہ جب بھی اسے شاپنگ پر لے جاتا، اس کے لیے خوبصورت مگر مناسب کپڑے ضرور لیتا تھا۔

دعا نے سوچتے ہوئے سر جھٹکا اور خود کو تیار کرنے لگی۔

ڈریس چینج کرنے کے بعد اس نے میک اپ کے نام پر صرف لپ گلوس لگایا، گیلے بال سکھائے، اور پھر اسٹریٹ کرتے ہوئے چھوٹے ٹاپس پہنے۔ ڈوپٹہ اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

اب اس کا رخ زرتاشہ کے کمرے کی طرف تھا، کیونکہ کل سے دعا نے اس سے ملاقات نہیں کی تھی۔ اپنی الجھنوں میں وہ اسے تقریباً بھول ہی گئی تھی۔

وہ دروازے پر دستک کرتی اندر داخل ہوئی جہاں زرتاشہ گہری سوچ میں کھڑکی کے باہر دیکھ رہی تھی۔

"! بھابھی"

دعا نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"ہم..." زرتاشہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

پورے کمرے میں ان دونوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

دعا کو حیرت ہوئی کہ ریان کہاں چلا گیا تھا۔

"کہاں گم ہیں آپ؟" دعا نے پورے کمرے کو دیکھتے ہوئے اس سے کہا۔

"کہیں بھی نہیں، میں نے کہاں گم ہونا ہے۔ تم سناؤ، تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ سارا دن تم باہر نہیں آئی تھی۔ میں آئی تھی تمہارے کمرے میں مگر تم زارا بھابھی کے ساتھ مصروف تھیں تو واپس آگئی۔" زرتاشہ نے اس کے ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں بھابھی، طبیعت ٹھیک ہے بس زری کی سستی کو میں نے سر چڑھا لیا تھا اور سارا دن بستر سے لگی رہی۔ خیر آپ بتائیں، جب آپ کمرے تک آئی تھیں تو اندر بھی آجاتیں۔ آپ کو پتا ہے میں اس غلط فہمی میں رہی کہ ابھی صبح کے چار بج رہے ہیں اور زارا بھابھی نے اتنی صبح مجھے کال کی ہے، انہوں نے بھی میری غلط فہمی دور نہیں کی۔ دیکھیں اس چکر میں میں پورا دن کنفیوز ہی رہی۔"

دعا نے اپنی بے وقوفی بتاتے ہوئے بات کرنے کی کوشش کی کیونکہ اس حادثے کے بعد وہ بالکل چپ سی ہوگئی تھی۔ نا زیادہ بولتی تھی، نا ہنستی تھی— جیسے اسے چپ لگ گئی ہو۔

وہ اپنے دل کا حال نہیں کر پائی تھی۔ ریان روزانہ بلا ناغہ اس سے بات کرتا تھا کہ کبھی تو وہ اپنا دل ہلکا کرے گی، مگر نہیں—اس نے آج تک اپنا دکھ نہیں بانٹا تھا۔

وہ ہمیشہ سے سب کچھ اندر رکھنے والی لڑکی تھی، اور یہی بات ریان کو بھی بہت پریشان کر رہی تھی۔ وہ اپنی اہلیہ کو اس حال میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ ہر وقت تیار رہنے والی لڑکی اب دو دن پرانے کپڑوں اور بکھرے بالوں میں رہنے لگی تھی۔ اس نے سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔

جبکہ اسے بی اماں سے اس بات کا پتا چلا تھا کہ وہ ہمیشہ سے یونہی بن سنور کر رہتی تھی—یہ عادت شادی کے بعد کی نہیں بلکہ بچپن سے تھی۔

بھابھی، یہ آپ نے اپنا کیا حال بنا رکھا ہے؟ ایسے کیسے چلے گا؟ اس طرح تو آپ بیمار ہو جائیں" گی۔" دعا نے اسے مسلسل کھڑکی کے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں ہوگا کچھ بھی، میں ابھی اپنے اولاد کی موت کا غم منا رہی ہوں۔ جب یہ دکھ ختم ہو جائے گا" تو میں بھی ٹھیک ہو جاؤں گی۔" زرتاشہ نے بغیر اس کی طرف دیکھے جواب دیا۔

"—مگر بھابھی"

دعا، مجھے آرام کرنا ہے۔ تم جاؤ، رات بہت ہو گئی ہے۔ لالا تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔""" زرتاشہ نے اس کی بات کاٹ دی۔

تو دعا ایک سرد سانس لیتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

روشہانے میں چند منٹ میں اپنے بال وغیرہ سے فارغ ہو کر مکمل طور پر تیار تھی۔ داعود نے ایک نظر اسے دیکھا تھا، ابھی وہ اسے کچھ کہتا اس کی کال آنے لگی۔ وہ معذرت کرتا ہوا کال ریسیو کر گیا۔

کال سے فارغ ہونے کے بعد وہ اس کی طرف مڑا، جو اپنے اوپر چادر لے رہی تھی۔ داعود نے اسے کچھ نہیں کہا۔ ویسے بھی وہ جہاں جا رہے تھے وہاں زیادہ رش نہیں ہونا تھا، لیکن پھر بھی بہتر یہی تھا کہ وہ چادر سے حجاب کر لے—اور ہوا بھی یہی۔

اس کی بیوی نے ساری چیزیں سمجھتے ہوئے اپنی بڑی سی چادر سے حجاب کر لیا اور اپنا دوپٹہ اچھے سے سیٹ کر لیا۔ اب اس کے وجود کا کوئی حصہ کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔

داعود اس کی تیاری سے مطمئن ہو کر گاڑی کی چابی اٹھاتا، اس کا ہاتھ تھامے باہر کی طرف چل دیا۔

شہر پہنچنے میں انہیں ایک گھنٹے سے کم ہی لگا، کیونکہ داعود نے کافی تیزی سے ڈرائیو کیا تھا۔ پورے راستے روشہانے نے سو کر بور ہونے کے بجائے ٹام اینڈ جیری دیکھنا بہتر سمجھا۔ وہ کانوں میں داعود کی ہینڈز فری لگا کر اس کے آئی پیڈ پر مزے سے کارٹون دیکھنے میں مصروف تھی، اور اس کا سر داعود کے سینے سے لگا ہوا تھا۔

چلیں میری جان کے ٹکڑے، آ گئی ہماری مطلوبہ جگہ۔" داعود نے گاڑی روک کر اپنے ہاتھ" موڑتے ہوئے اس کے سر کو چومتے کہا۔

روشہانے نے بھی سست سی نظر اس کی طرف اٹھائی۔

ایسے مت دیکھو، شہر سے یہاں تک آنے میں اتنا ہی ٹائم لگتا ہے۔" داعود نے اس کے بال" سنوارتے ہوئے اس کا دوپٹہ اس کی طرف بڑھایا، جو روشہانے نے گاڑی میں ہی اتار کر رکھ دیا تھا۔

اس کا نروٹھا چہرہ دیکھ کر داعود نے معصوم بننے کی بھرپور کوشش کی۔

تو آپ سے کس نے کہا تھا یہاں آنے کو؟ ہم حویلی میں بھی تو رہ سکتے تھے نا؟" روشہانے نے" ناک منہ چڑھاتے ہوئے کہا۔

وہ تو ویسے بھی آرام سے بیٹھی تھی، بلکہ یوں کہا جائے تو لیٹی ہوئی تھی، جبکہ داعود مسلسل ایک ہی پوزیشن میں تھا۔

روشہانے نے اسے گھورتے ہوئے اس کی پشت کی طرف رخ کیا اور ہلکے ہلکے سے اس کی کمر دبانے لگی۔ داعود پہلے سمجھا کہ وہ اسے دھکا دینا چاہتی ہے، مگر جب اس نے اس کی کمر دباتے دیکھا تو وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے سامنے کر گیا۔

گھر والی... مانا تم میری گھر والی ہو، اس کا یہ مطلب نہیں کہ کہیں بھی میری خدمتیں شروع کر دو۔ رہنے دو، مجھے عادت ہے اتنا لمبا سفر کرنے کی۔ تم پریشان نہ ہو۔" داعود نے اسے مطمئن کرنا چاہا۔

آپ چپ کر کے بیٹھے رہیں، اور میں گاڑی سے نہیں اتر رہی۔" روشہا نے دھمکی دی۔"

اس کی بات پر داعود بس اسے گھورتا ہوا اپنی پیٹھ اس کی طرف کر گیا، کیونکہ اس معاملے میں وہ زبردستی نہیں کر سکتا تھا۔

روشہا نے اپنی سیٹ پر اچھے سے بیٹھ کر اس کی پیٹھ پر ہلکے ہلکے ہاتھوں سے دباؤ دینے لگی۔ کبھی کندھوں پر، کبھی کمر پر—اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے آرام آگیا ہے یا نہیں۔

جب وہ اپنی ضد پوری کرنے کے بعد تھوڑی سی بے چین ہوئی، تو داعود اچانک مڑا اور شدت سے اسے اپنی بانہوں میں کھینچ لیا۔ ایک لمحے میں اس نے اس کے لبوں پر ہلکا سا بائٹ کیا۔

اس اچانک حرکت پر روشہا نے اچھل کر پیچھے ہوئی۔

مگر وہ اپنا کام کر چکا تھا۔ داعود نے ایک آنکھ ونک کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

میری جان کے ٹکڑے، یہ تمہارے نازک مومی ہاتھ صرف مجھے نوچنے کے لیے کام آسکتے ہیں—وہ" تب جب میں تم میں شدت سے سما جاؤں اور میری معصوم جانی مجھے برداشت کرتے ہوئے اپنے

ان مومی انگلیوں کو میری پیٹھ پر گاڑ دے۔ مگر پھر جب ہم دونوں ہی ایک دوسرے کی طلب مٹا چکے ہوں تو تم اپنے دیے زخم پر اپنے لبوں سے مرہم رکھو، تو وہی ہاتھوں کا صحیح استعمال ہوگا۔"

داعود نے بے باکی سے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا، ساتھ ہی ایک ہاتھ اس کی قمیض کے اندر ڈالتے ہوئے اور دوسرے سے اس کی تھائیز کو جکڑے ہوئے تھا۔

اس کی بے باک بات کے تضاد اور ہاتھوں کی حرکت پر روشہانے کا چہرہ نیم اندھیری گاڑی میں لال ہو گیا تھا۔ وہ اپنا سانس تک روک گئی۔

جلدی سے اس نے اس کا ہاتھ تھام لیا جو اس کی تھائیز پر حرکت کر رہا تھا۔ وہ پوری کوشش کر کے اسے روکنے لگی، مگر داعود کا لمس اس کے حواس سلب کر رہا تھا۔

"میری گھر والی، تم تو ابھی سے شرما گھبرا رہی ہو... رات بہت لمبی اور گہری ہے اور اس کے تقاضے بھی... اپنے آپ کو تیار کر لو۔ جب پرمٹ دیا ہے تو اس کا صحیح استعمال تو تمہارا میاں ہی کرے گا نا؟"

داعود نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی، اور اس کی بے بسی کو محسوس کرتے ہوئے آہستہ سے مسکرا دیا۔

روشہانے نے پوری جان لگا کر اس کا ہاتھ اپنی تھائیز سے ہٹایا اور فوراً اس کے سینے میں چہرہ چھپا لیا۔

داعود نے اس کے بال سہلائے، اور دوسرا ہاتھ بھی ہٹا لیا کیونکہ وہ اسے کافی حد تک تنگ کر چکا تھا۔

چلو، اب اگر تمہاری سانسیں ہموار ہو گئی ہوں تو چلیں؟" داعود نے نرم لہجے میں کہا۔"

روشہانے نے گہرا سانس لیا اور چپ چاپ اپنی چادر اور دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے گاڑی سے باہر نکل گئی۔۔ واعود نے یونہی اس کے بال سہلاتے اس سے کہا تھا جبکہ اس کی بات پر روشبا نے نے سرد سانس لیا تھا۔ اور اپناڈوپٹا اور چادر ٹھیک کرتے وہ گاڑی سے باہر نکل گئی۔۔ داعود بھی اپنے ہاتھ پیر جھاڑتا اندر کی طرف

بڑھا تھا پہلے اس کا رخ مال کی طرف تھا تاکہ وہاں سے کچھ شاپنگ کر سکے کیونکہ روشہانے کا ویزہ کچھ دن میں آجاتا تھا تو اس کے لیے شاپنگ ابھی ضروری تھی کیونکہ وہ کچھ مصروف ہونے والا تھا تو اس کے پاس ٹائم نہیں ہونا تھا اسے شاپنگ پر لے کر جانے کا اور اس کی بیوی وہ تو پہلے ہی جانے کی وجہ سے بھرپی ہوئی تھی

شاپنگ اس نے خاک کرنی تھی۔ داعود اس کا ہاتھ تھامے اندر کی طرف چل دیا۔

اس وقت رات کے نو بج رہے تھے اور مال میں خاصی چہل پہل تھی۔ وہ روشہانے کو لے کر سب سے پہلے گرم کپڑوں کی شاپ میں گیا۔ وہاں سے اس کے لیے کوٹ، کچھ وارمرز، لیگنگز اور بہت سی گرم چیزیں لینے لگا۔

روشہانے بس چپ چاپ اس کے پیچھے چل رہی تھی۔ وہ اسے اپنی مرضی کی ایک ایک چیز دلا رہا تھا۔ گرم کپڑوں کی شاپنگ مکمل کرنے کے بعد اب وہ اسے عبایوں کی طرف لے آیا تھا۔

وہاں بھی وہ ایک کے بعد ایک عبایا نکالتا اور سیلز بوائے کے ہاتھ میں دیتا جا رہا تھا۔ روشہانے نے حیرت سے اسے دیکھا اور قریب آکر اس کا بازو سہلایا۔

"یہ آپ کس کے لیے لے رہے ہیں اتنی چیزیں؟" روشہانے نے سیلز بوائے کے ہاتھ میں موجود عبایوں اور شاپنگ بیگز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

اس کے سوال پر داعود نے ایسے اسے دیکھا جیسے وہ واقعی کچھ زیادہ ہی معصوم ہو۔

"میری گھر والی کون ہے؟" داعود نے سیلز بوائے کو وہاں سے جانے کا اشارہ کرتے ہوئے اس کے قریب آکر پوچھا۔

"میں ہوں!" روشہانے نے الجھتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر جب میری گھر والی تم ہو تو یہ اتنی شاپنگ میں کیا تمہاری نند کے لیے کر رہا ہوں؟" داعود نے ایک بھیگی سی مسکراہٹ کے ساتھ طنز کیا۔

حد کرتے ہیں آپ، اتنی زیادہ چیزیں لے رہے ہیں... رکھیں ان سب کو، لے کر بھی جانا ہوتا ہے" واپس۔ ابھی کتنے دن ہوئے ہیں، آپ پہلے میری چیزیں لے کر آئے تھے اور اب پھر... بس ایک ہی عبایا ٹھیک ہے۔" روشہانے نے زبردستی چند عبایے واپس رکھوا دیے۔

نہیں تو تم کیا ایک ہی عبایے میں زندگی گزارنے کا ارادہ رکھتی ہو؟" داعود نے دانت کچکچاتے" ہوئے کہا۔

آپ ایک نہیں، چار عبایے لا چکے ہیں، مجھے اتنے کافی ہیں۔ بس کریں کچھ اور دیکھ لیتے ہیں، مجھے" لان کے سوٹ دلوا دیں، وہ نہیں ہیں میرے پاس۔" روشہانے نے اس کے ماتھے پر بل دیکھ کر نرمی سے کہا۔

داعود نے بھی ناک چڑھاتے ہوئے اسے تین اور عبایے دلوا کر ہی شاپ سے نکالا۔

دکانوں میں چکر لگانے کے بعد دونوں کے ہاتھ بھر چکے تھے، تو داعود نے فون نکال کر ڈرائیور کو بلایا اور تمام بیگز گاڑی میں رکھنے کے لیے دے دیے۔

اب وہ اسے لے کر دوسری آؤٹ لیٹ کی طرف بڑھا۔ اگر اس کی بیوی نے فرمائش کر ہی دی تھی تو وہ اسے پورا دل سے پورا کرنے والا تھا۔

ایک آؤٹ لیٹ میں کافی دیر گھومنے کے بعد جب اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تو وہ رک کر روشہانے کی طرف مڑا، جو ایک کونے میں کھڑی تھی۔

وہ رش میں اسے تقریباً بھول ہی گیا تھا۔

داعود فوراً اس کی طرف بڑھا۔

روشی ! یہاں کیوں رک گئی؟ اور میرا ہاتھ پکڑو نا... دیکھو مجھے کچھ اسٹائل آئٹمز اچھے لگ رہے" "ہیں، تم بھی دیکھ لو۔ اچھا یہ بتاؤ تمہارا فیورٹ کلر کون سا ہے؟

اس نے اسے خود سے لگا کر نرمی سے پوچھا۔

وائٹ !" روشہانے نے اس کی موجودگی میں کچھ ریلیکس ہوتے ہوئے کہا، ورنہ اسے اپنا دماغ" سن ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

وائٹ یہ تو بڑی اچھی بات ہے، تمہیں وائٹ پسند ہے مجھے بلیک اور ہم دونوں مل کر بنے سیاہ" "سفید۔

داعود نے اسے محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے اپنی باتوں میں الجھا دیا اور اسے ساتھ لے کر اس طرف چل دیا جہاں اسے کچھ ڈریسز پسند آئے تھے۔

وہ اسے اس کی بتائی ہوئی ہر چیز دلوا کر آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا۔ وہ روشہانے کو باہر لے جانے کے بجائے رک گیا اور دوبارہ اندر کی طرف مڑ گیا۔

روشہانے نے بھی حیرت سے اسے دیکھا، جو نہ جانے اب اسے کہاں لے جا رہا تھا۔

"ساری شاپنگ تو ہو گئی گھر والی... بس ایک انتہائی اہم چیز کی شاپنگ رہتی ہے۔" داعود نے اسے فرسٹ فلور کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔

"کیا رہ گیا ہے؟ سب کچھ تو آپ نے لے لیا ہے۔" روشہانے نے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

"بس جب وہاں پہنچ جائیں گے تو دیکھ لینا۔" داعود نے شرارت سے کہا اور کچھ بھی واضح نہیں کیا۔

وہ اسے شاپ کے اندر لے گیا، اور جیسے ہی اندر داخل ہوئے تو روشہانے نے اوپر سے نیچے تک سائن دیکھا۔ پھر داعود کی طرف دیکھا جو بڑے بے فکر انداز میں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں اندر نہیں آؤں گی... آپ ہمیشہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟" روشہانے نے خفت سے لال ہوتے ہوئے جھنجھلا کر کہا۔

"کیونکہ تمہیں چھیڑنے کا پورا لائسنس ہے میرے پاس۔ اب جلدی سے چلو بھی، بھوک بھی لگ رہی ہے اور ڈنر بھی کرنا ہے۔" داعود نے بے تکلفی سے کہتے ہوئے اسے اندر کھینچ لیا۔

یہ وکٹوریا سیکریٹ کا آؤٹ لیٹ تھا۔

روشہانے نے فوراً نظریں جھکا لیں، مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ وہاں کسی نے بھی ان پر خاص توجہ نہیں دی۔ سب اپنی ہی دنیا میں مصروف تھے۔

داعود اس کا ہاتھ تھامے نائٹ گاؤن سیکشن کی طرف بڑھ گیا۔

روشہانے کو لگا تھا کہ وہ اس کی پرسنل چیزوں میں مداخلت کرے گا، مگر نائٹ گاؤن سیکشن دیکھ کر وہ کچھ حد تک ریلیکس ہو گئی اور اس نے بھی چیزیں دیکھنا شروع کر دیں۔

داعود نے چند نائٹ گاؤن سلیکٹ کرنے کے بعد بل ادا کیا اور ایک طرف کھڑا ہو گیا تاکہ وہ آرام سے باقی پرسنل شاپنگ بھی کر سکے۔

وہ لوگ اس وقت ریسٹورنٹ کے ایک پر اٹوٹ کونے پر بیٹھے تھے جس کے ساتھ ہی سوئمنگ پول تھا۔ داعود نے پورا ایریا اپنے لیے بک اور ڈیکوریٹ کروایا ہوا تھا۔

وہ دونوں جیسے ہی اندر داخل ہوئے، روشہانے نے ستائشی نظروں سے ساری تیاری دیکھی۔ ماحول واقعی بہت خوبصورت اور پر سکون تھا۔

شہر کے شور سے دور، پانی کے کنارے رات کے اس وقت بیٹھنا... ہر طرف پودے، نرم روشنی، اور ہوا میں گھلتی ہوئی خوشبو—سب کچھ اسے بہت پسند آیا۔

روشہانے لبوں پر ہلکی سی مسکان لیے آس پاس دیکھ رہی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں داعود بھی فون کال سے فارغ ہو گیا۔

کیسا لگ رہا ہے سب کچھ؟" داعود نے اس کی چمکتی ہوئی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔"

بہت اچھا ہے... بہت پر سکون!" روشہانے نے سچائی سے جواب دیا۔"

چلو اچھی بات ہے میری جان کے ٹوٹے کو کچھ تو پسند آیا۔ اب بتاؤ کھانے میں کیا کھاؤ گی؟ مجھے" بہت زیادہ بھوک لگی ہے، برداشت نہیں ہو رہی۔" داعود نے ویٹر کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

کھانے کا آرڈر دینے کے بعد وہ دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

آپ کو کیا پسند ہے کھانے میں؟" روشہانے نے آہستہ سے پوچھا۔"

داعود نے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

اگر ایسے پوچھو کہ میں سب جگہ کیا کھاتا ہوں تو جواب ہے بریانی۔ اور اگر یہ سوچ کر پوچھ رہی ہو" کہ تم میرے لیے کچھ بنا کر کھلاؤ گی تو... تمہارے ہاتھ کا کچھ بھی چلے گا، چاہے وہ زہر ہی کیوں نہ ہو۔"

اس نے اس کے ہاتھ کی پشت کو نرمی سے چوم لیا۔

روشہانے نے نوٹ کیا کہ داعود اکثر اس کے ہاتھ وہاں چومتا تھا جہاں کبھی اسے بہت گہرا دکھ ملا تھا۔ نشان شاید نہ ہو، مگر دل جانتا تھا۔

کھانا آگیا اور دونوں نے خوب بھوک سے کھایا۔

پھر داعود نے میٹھے کا پوچھا، لیکن روشہانے نے صاف انکار کر دیا کہ اس کا پیٹ بھر چکا ہے۔

اس کے انکار کے باوجود داعود نے آئسکریم آرڈر کر دی۔

روشہانے نے خفگی سے اسے دیکھا کیونکہ اس نے حجاب بھی کر لیا تھا۔

"گھر والی، تم چہرہ چاہے ڈھانپ لو... کیونکہ آئسکریم ہم کمرے میں جا کر کھائیں گے۔"

کمرے میں جا کر؟" روشہانے نے حیرت سے پوچھا۔ "وہاں تو گاؤں سے بھی دور ہے، اور یہاں"
"! سے دس منٹ میں آئسکریم پگھل جائے گی

روشبانے نے حیرت سے اسے دیکھا اور احتجاج کے لیے کچھ بولنا چاہا ہی تھا کہ داعود نے فوراً اس کے لبوں پر انگلی رکھ دی۔

"خاموش رہیں بیوی... کیونکہ میں اس وقت کچھ بھی سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔"

داعود ایک ہاتھ میں آئسکریم کا باکس تھامے دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے گاڑی کی طرف بڑھا۔

وہ اسے جلدی سے گاڑی میں بٹھا کر آئسکریم کا باکس اس کے ہاتھ میں دے گیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھا۔

روشبانے بس مسلسل حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ آخر کر کیا رہا ہے۔

وہ بہت تیز رفتاری سے گاڑی چلا رہا تھا، جیسے کسی خاص سوچ میں ہو۔

پانچ منٹ بعد داعود نے گاڑی ایک فائیو اسٹار ہوٹل کے سامنے روکی۔

گاڑی سے اترتے ہی وہ فوراً اس کی طرف آیا، اس کے لیے دروازہ کھولا، آئسکریم کا باکس اس کے ہاتھ سے لیا اور دوسرا ہاتھ اس کے ہینڈبیگ میں ڈال لیا۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے؟" روشہا نے گھبراہٹ سے سوچا، مگر بول نہ سکی۔"

وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر اندر لے گیا۔ ریسپشن پر اپنا نام بتایا، کارڈ لیا اور لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

روشہا نے کے اصل ہوش تب اڑے جب وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔

یہ کوئی عام روم نہیں تھا... یہ ایک ہنی مون سوئٹ تھا۔

پورا کمرہ سرخ گلابوں سے سجا ہوا تھا، ہر طرف موم بتیاں جل رہی تھیں، ہوا میں خوشبو بکھری ہوئی تھی۔ بیڈ پر گلابوں سے دل بنایا گیا تھا۔

داعود کمرے کے ہر حصے کو غور سے دیکھ رہا تھا، باتھ روم تک چیک کر رہا تھا جیسے سب کچھ خود کنفرم کر رہا ہو۔

...اور روشہا نے

وہ بس ساکت کھڑی تھی۔ صدمے، حیرت اور الجھن سب ایک ساتھ اس کے چہرے پر تھے۔

اسے لگا تھا وہ صرف ڈنر پر جا رہے ہیں... شاید شاپنگ کے بعد واپس گھر چلے جائیں گے۔

مگر داعود نے تو پوری رات کی پلاننگ کر رکھی تھی۔

اور وہ... ابھی تک اسی سوچ میں تھی کہ آخر اس کی زندگی اتنی تیزی سے بدل کیوں رہی ہے۔

دعا جب کمرے میں داخل ہوئی تو پورا کمرہ خالی تھا۔ اس نے حیرت سے ادھر اُدھر دیکھا۔

وہ ریان کو ڈھونڈ رہی تھی... کیونکہ نیچے زرتاشہ سے بات کرتے کرتے خاصا وقت ہو چکا تھا۔ اسے لگا تھا وہ بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا ہوگا، مگر خالی کمرے نے نہ صرف اس کی خوش فہمی توڑی بلکہ اسے مایوس بھی کر دیا۔

وہ کمرے کے وسط میں کھڑی یہی سوچ رہی تھی کہ اچانک لائٹس بند ہو گئیں۔

اس سے پہلے کہ دعا کی چیخ نکلتی، کسی نے پیچھے سے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کر لیے۔

وہ لمحہ بھر میں پہچان گئی... یہ حصار، یہ لمس، یہ خوشبو... سب ریان کے تھے۔

وہ خاموشی سے اس کے حصار میں قید کھڑی رہی۔

پھر ریان نے کمرے کی نفیس روشنیوں کو آن کر دیا۔ نرم سی سنہری لائٹ پورے کمرے میں پھیل گئی۔

وہ اسے اسی طرح اپنے حصار میں لیے آہستہ آہستہ بیڈ کی طرف لے گیا۔ دعا کی پشت اس کی طرف تھی، اور وہ خاموشی سے اس کے ہر لمس کو محسوس کر رہی تھی۔

ریان نے اس کے اسٹریٹ کیے ہوئے بالوں میں انگلیاں الجھائیں، نرمی سے انہیں سہلایا۔

وہ ان کی نرمی اور خوشبو کو محسوس کر رہا تھا۔

بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ، آہلیہ!" ریان نے اس کی گردن کے سائیڈ پر نرمی سے لب رکھتے" ہوئے کہا۔

اس کے ہلکے سے لمس پر دعا اس کے حصار میں ہلکی سی کسمسائی۔

آپ نے مجھے دیکھا کب ہے جو کہہ رہے ہیں میں اچھی لگ رہی ہوں؟" دعا نے آہستہ سے کہا۔"

آپ کو دیکھنے کی ضرورت نہیں..." ریان نے نرمی سے اس کا ہاتھ اپنے دل پر رکھ دیا۔"
""یہ دھڑکن آپ کو اور آپ کے ہر احساس کو پہچانتی ہے۔

اس کی بات پر ریان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ پھر اس نے اچانک دعا کو گھما کر اپنے سامنے کیا۔

اس نے اس کا ہاتھ تھاما اور اپنے دل پر رکھ دیا۔

دعا نے نظریں جھکا لیں... اور یہی ادا ریان کو سب سے زیادہ پسند تھی۔

وہ اس کے سامنے بولڈ بنتی تھی، مگر اس کی قربت میں ایک شرمیلی دلہن بن جاتی تھی۔

آج تو آپ ہماری جان لے کر رہیں گی..." ریان نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے انگلی رکھ کر اس کا" چہرہ اوپر کیا۔

اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نے نرمی سے اس کی گردن میں پہنا ہار چھوا، اور پھر آہستہ سے اس کی ڈوری کھول دی۔

ہار اس کی دھڑکنوں کے ساتھ ہلکے سے جھولنے لگا۔

ریان نے جھک کر اس جگہ اپنے لب رکھ دیے جہاں ہار تھا۔

دعا نے فوراً گردن پیچھے کی، مگر وہ پہلے ہی اس کے مکمل حصار میں تھی۔

اس کے ہاتھ ریان کے کندھوں پر تھے، اور ریان کی گرفت اس کی کمر اور بالوں میں مضبوط تھی۔

وہ لمحہ بھر کو سب کچھ بھولتی جا رہی تھی... صرف اس کا لمس، اس کی سانسیں اور اس کی موجودگی رہ گئی تھی۔

دعا تیز سانس لے رہی تھی خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہی تھی جب اچانک ریان اس سے دور ہوا۔

اور اس کی آنکھوں پر اپنی نظریں جما دیں... جو اس وقت بند تھیں۔

دعا نے اس کی پر تپش نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتے اپنی آنکھیں کھولتے اسے دیکھا تھا۔ جب ریان شدت سے اسے اپنے قریب کر گیا تھا وہ باخوبی اسے اپنی حالت کا بتا رہا تھا جبکہ اس کی حرکت پر دعا کی نظریں خود بخود جھک گئی تھیں اور پہلے سے لال ہو رہے عارض مزید لال ہوئے تھے۔

اہلیہ، آپ کو مجھ پر بھروسہ ہے نا؟" ریان نے کچھ سوچتے اس سے استفسار کیا تھا۔"

اس کے سوال پر دعا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

""خود سے زیادہ ہے! مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟

اس کے سوال پر دعا نے سیکنڈ کی بھی دیر کیے بغیر اسے فوری جواب دیا تھا۔

کیونکہ میں کچھ ایسا کروں گا جسے ہو سکتا ہے آپ کو عجیب لگے۔ آپ کمفرٹیبل نہ ہوں تو آپ کا" کنسنٹ اور اجازت دونوں ضروری ہیں۔" ریان نے اس کے عارض کو سہلاتے ہوئے اسے سمجھانا چاہا۔

"جی بالکل ہے۔"

اس کی بات سمجھتے دعا نے بھی پورے اعتماد سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

تو ریان اس کے جواب پر مطمئن ہوتا اس کے ماتھے پر لب رکھتے اسے بیڈ پر بٹھا گیا تھا پھر اپنی جیب سے ایک پٹی نکالتے اس کی آنکھوں میں باندھ گیا تھا جبکہ دعا حیرت اور صدمے میں اس کی حرکت دیکھ رہی تھی۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی، ریان کمرے کی لائٹ ڈم کرتا اسے نرمی سے بیڈ پر لٹا کر خود اس پر سیاہ فگن ہو گیا تھا۔

آپ ریلیکس ہیں، یا یہ بلائنڈ فولڈ کھول دوں؟" ریان نے اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ" کرتے ایک بار پھر اس سے پوچھا تھا کیونکہ اگر وہ کمفرٹیبل نہیں ہوگی تو کچھ بھی نہیں ہو گا۔

نہیں، میں ٹھیک ہوں، آپ بس یہی رہیں۔" دعا نے ٹٹول کر اس کی کلائی تھامی تھی۔"

میں ادھر ہی ہوں اہلیہ، آپ کے بہت قریب۔ جب بھی آپ کو عجیب لگے بس مجھے آواز دے" دینا، میں رک جاؤں گا۔" ریان نے اس کے ماتھے پر لب ثبت کرتے ہوئے کہا تو دعا بھی اس کی بات پر اثبات میں سر ہلا گئی۔

ریان نرمی سے اس کا ڈوپٹا اس کے وجود سے الگ کرتا اسے سائڈ پر رکھ گیا تھا۔ اس کے عارض پر لب رکھ گیا تھا، وہ نرمی سے اس کے گال پر لب رکھتا پھر اس کی آنکھیں چومتا اس کی ناک کی ٹِپ بھی چوم گیا تھا جبکہ دعا بس گہری سانس لیتے خود کو نارمل رکھ رہی تھی۔ آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے اسے اپنے اندر زیادہ بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔

ریان اس کے سر کے ارد گرد اپنا ہاتھ لگاتے اپنا وزن بیلنس کر رہا تھا تاکہ دعا کو صرف اس کے بدن کی تپش محسوس ہو۔

ریان کافی دیر تک یونہی اپنا وزن بیلنس کرتا اپنی جھلستی سانسیں اس کے لبوں پر چھوڑ رہا تھا۔ جب کافی دیر تک اس نے کوئی حرکت نہ کی تو دعا نے ہاتھ بڑھاتے اسے ڈھونڈنا چاہا، جب ریان اس کی یہ کوشش ناکام بناتا اس کا ہاتھ تکیے سے لگ گیا۔

میں یہی ہوں، آپ اپنے ہاتھ پیر نہیں ہلائیں گی۔""
ریان نے خمار آلود لہجے میں اسے دھمکی دی تھی اور ساتھ اس کے برابر میں نیم دراز ہو گیا تھا۔

وہ اس کے اور اپنے درمیان تکیہ رکھتا اسے تکنے لگا، جانے کون سی پیاس بجھا رہا تھا۔ جبکہ دعا اس کی بے باک نظریں بخوبی اپنے بدن پر محسوس کر رہی تھی، کیونکہ یہ بات اسے پہلے ہی باور تھی کہ ریان خان بیڈ پر بالکل بھی شریف نہیں ہے۔

دعا نے سوچتے ہوئے گہری سانس لی تھی۔

جب ریان کی انگلی اسے اپنے گلے کے ڈیزائن پر محسوس ہوئی تھی۔ اس کی فراک کا فرنٹ اور بیک دونوں ہی گلے خاصے گہرے تھے جبکہ سامنے گلے پر بٹن لگے تھے اور بیک پر ڈوری تھی جس نے گلے کو ڈھانپ رکھا تھا۔

اس سے پہلے دعا کچھ سمجھتی اسے اپنے گلے میں یکدم کچھ بہت ہی ٹھنڈا اور گیلا محسوس ہوا اور بے ساختہ اس کی چیخ نکل گئی۔

ہششش... اہلیہ ! میں یہی ہوں۔""

ریان نے اس کے لبوں پر اپنی ٹھنڈی انگلی رکھی تھی۔

جبکہ دعا تو یہ سمجھنے میں لگی تھی کہ وہ برف کمرے میں لایا کب۔

ریان اس کے لبوں سے انگلی ہٹاتا اس کی دھڑکنوں کو ہی دیکھ رہا تھا، جہاں کپڑا گیلا ہو رہا تھا۔ دعا کی گہری ہوتی سانسوں کی وجہ سے آئس کیوب بھی اپنی جگہ پر ٹھہر نہیں پا رہا تھا۔ یہ سارے منظر کمرے کے نیم اندھیرے میں دیکھتے ریان نہ جانے کس کا صبر آزمانا چاہ رہا تھا۔

اہلیہ !""

برف کو تقریباً پگھلتا دیکھ کر ریان نے اسے پکارا۔

ج... جی...""

دعا نے جھجکتے ہوئے اسے جواب دیا تھا۔ آج وہ اپنی پہلی رات سے کہیں زیادہ نروس محسوس کر رہی تھی۔

مجھے بہت پیاس لگی ہے..." ریان نے ہنوز اس کی دھڑکنوں پر نظریں ٹکائے کہا تھا۔"

جی؟" دعا کو کچھ سمجھ نہ آئی۔ وہ اس وقت اپنے دماغ میں ماؤف محسوس کر رہی تھی اور ریان" اپنے حواسوں پر۔

مجھے بہت پیاس لگی ہے !" ریان نے اپنی بات دہرائی۔"

آہ ! اچھا... سوری میں پانی رکھنا بھول گئی، ابھی لے آتی ہوں میں۔" دعا نے خفت سے کہا اور" اٹھنے لگی کہ ریان نے اسے روک دیا۔

"آپ یہاں سے نہیں ہل سکتیں۔ مجھے مجبور نہ کریں کہ میں آپ کے ہاتھ پیر بھی باندھ دوں۔"

اسے یوں اٹھتا دیکھ کر ریان نے سنجیدگی سے کہا، اور اپنی فراک کے بٹن کھولنے لگا۔

ریان نے اس کی دھڑکنوں کو ہنوز حصار میں رکھتے ہوئے کہا تھا جبکہ اس کے بے لچک لہجے پر دعا نے جھر جھری لی تھی۔

ڈونٹ... اہلیہ !""

ریان نے اس کی الجھن محسوس کرتے اپنا لہجہ سخت بنایا۔

دعا نے لرزتے ہاتھوں سے باری باری کر کے ایک بٹن کھولا، جو کہ تقریباً اس کی کمر تک تھے، اور وہ اس کی آنچ دیتی نظریں بخوبی محسوس کر رہی تھی۔ اس کی پر تپش نظروں کی وجہ سے دعا کا ہاتھ تقریباً کپکپا گیا تھا۔

اور ریان اس کے ایک ایک عمل کو پورے غور سے دیکھ رہا تھا۔ دعا نے لرزتے ہاتھوں سے ایک ایک بٹن کھولے تھے جن کے کھلنے کے بعد اس کے ہاتھ تھے بھی نا تھے کہ ریان نے اس کا وہی ہاتھ تھامتے اپنے لبوں سے لگا لیا تھا اور ایک بار اور اس پر سیاہ فگن ہوا تھا جبکہ دعا کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہے تھے۔

"ہشش ! رونا نہیں ہے آہلیہ ! ابھی بہت سے مرحلے باقی ہیں اس کام کے لیے۔۔"

وہ اس کے عارض نرمی سے صاف کرتا، اس کے نرم پھولے گالوں پر اپنے لب رکھتا اس کی دھڑکنوں پر سے نرمی سے کپڑا ہٹایا تھا۔ دعا نے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں اور بے ساختہ اس کا ہاتھ ریان کی باہوں پر پڑا تھا جنہیں وہ سختی سے تھامتی ان کا سہارا لے گئی تھی۔ اس کے ہاتھوں کے کام پر ریان نے اس کی دھڑکن سے نظریں ہٹاتے اسے دیکھا تھا۔

آنکھیں تو کھولیں آہلیہ ! یہ آپ نے بہادر بن کر جو سٹنٹ کیا ہے، ذرا اس کی واہ واہی تو وصول "کریں۔۔

ریان اس کے بلاؤز کو دیکھتے ہوئے بولا تھا جبکہ اس کی نظروں کا تعاقب سمجھتے ہوئے دعا نے مزید سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔

آنکھیں کھولیں میری جان ! آپ کی اندرونی تیاری۔۔ اس نے مجھے بنا پیے مرنے پر مجبور کر دیا" "ہے۔۔

ریان نے جان بوجھ کر اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے اپنے ہونٹ اس کے عارض سے لے کر کان تک ٹریس کرتے اس کے کان کی لو کو سک کر گیا تو دعا نے اس کے کندھے تھام لیے۔

"مجھے پہلی بار یہ کلر اس قدر اچھا لگ رہا ہے۔۔"

ریان نے اس کی باریک ڈبل اسٹریپ سے اپنی انگلیاں الجھائی تھیں۔ انہیں کھینچ کر چھوڑتا آج وہ حقیقی طور پر بے شرم ثابت ہو رہا تھا جبکہ دعا اس وقت کچھ بھی سمجھنے کی صلاحیت میں نہیں تھی کیونکہ ریان بغیر کچھ کہے بہت کچھ کر چکا تھا۔

وہ اس کی گردن سے چہرہ نکالتے اس کے دھڑکنوں کے قریب ہوا تھا۔ اپنے لائے اسٹیل بکس سے اس نے آئس کیوب اٹھایا تھا، اسے اپنے لبوں سے لگاتے ہوئے اپنے ٹھنڈے لب اس کے ہونٹوں پر رکھے تھے۔ دعا جو آنکھیں نیچے کیے اس کی شدت بھرے لمحوں کو برداشت کر رہی تھی، ریان نے اچانک اس کی آنکھوں سے بلائنڈ فولڈ ہٹا دیا تھا۔

اس کے لبوں کو یوں ٹھنڈا محسوس کرتے اس نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا تھا اور سامنے کا منظر دیکھتے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں جہاں ریان کے ہاتھ میں آئس کیوب تھا۔ نظروں کے تصادم پر ریان نے اسے ایک آنکھ ونک کی، اور بغیر کسی بھی وارننگ کے آئس کیوب اس کی دھڑکنوں پر رکھ گیا۔ کمرے کے نیم ٹھنڈے ماحول میں خود پر آئس کیوب برداشت کرتے بے ساختہ دعا کی چیخ نکل گئی تھی۔

جب ریان اس کے ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹا کر انہیں اپنے بالوں میں الجھاتا خود اس کی ڈھڑکنوں سے الجھا تھا وہ اس کی ڈھڑکنوں پر ایک بے باک جسارت کرتا وہاں اپنے لب رکھتا شدت سے انہیں سک کر رہا تھا وہ اپنی سک کی ہوئی جگہ پر پہلے آئس پھیرتا پھر ان پر اپنی شدت ڈھا رہا تھا جس سے برف کی وجہ سے دعا کو اپنا وہ حصہ سن ہوتا محسوس ہوا تھا اور ریان کے دانتوں کا دباو اس قدر اسے اپنے بدن میں محسوس نہیں ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب ریان اس کی ڈھڑکنوں پر اپنی شدت دیکھتا پیچھے ہا تھ تو پانی اور ہوا کے سکن سے ٹچ ہونے پر دعا کو اپنی دھڑکنوں پر جلن سی محسوس ہوئی تھی اور اس نے بے ساختہ آنکھیں کھولے اسے دیکھا تھا جو اس کے کندھے سے فراک سرکاتا وہاں اپنے لب رکھ گیا تھا جانتا تھا اب اسے جلن ہو رہی ہو گی کیونکہ اس نے جذبات میں اس کی سکن کچھ زیادہ ہی سک کر لی ہو گی وہ اس کے کندھے سے فراک سرکاتا وہاں بھی اپنے لب رکھ گیا تھا۔

وہ اس کے بازو کو آستینوں سے آزاد کرتا اسے دور ہوتا اور اس کے انگلی کے پروں پر اپنے لب رکھے تھے وہ باری باری اس کی ایک ایک انگلی سک کرتا با غور اس کے تاثرات دیکھ رہا تھا اس کی جسارت پر دعا کو اپنے پورے بدن میں سنسنی دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔

جب ریان اس کا سیدھا ہاتھ تھامے اس کے ایک ایک حصہ کو چومتا اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگاتا اپنا ایک ہاتھ اس کی کمر سے گزار گیا تھا قربٹ بدلتے اسے اپنے سینے پر گرا گیا تھا دعا نے با

مشکل اپنے چہرے کو اس کے برہنہ چٹانی سینے سے ٹکرانے سے بچایا تھا اس کے سارے بال ڈھلک کر ایک طرف کو گرے تھے۔

جب ریان خود کو سیکے پر بیلینس کرتا اسے اپنے روبر کر گیا تھا۔ وہ اس کی فراک اس کی پشت اور دوسرے بازوں سے اتارتا اسے نیچے گرا گیا تھا جو کہ اب دعا کے کمر پر پڑی تھی اور نرمی سے اسے اپنے سینے میں بھینچتے اس کے لبوں پر قابض ہوا تھا وہ نرمی سے اس نے لبوں کو سک کرتا اس کی کمر پر اپنے ہاتھ رکھے ہو اٹھا جبکہ دعا نے اپنا ہاتھ اس کے کشادہ سینے پر لگائے اس کا ساتھ دینے کی کوشش کر رہی تھی جب ریان اس کے لبوں کو آزاد کر گیا دعا نے سوالیاں نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

ذرا آپ بھی تو مجھے پیار کریں کیا ساری محنت صرف میں کروں مطلب ٹھیک ہے ایک محنت" میری ہوگی مگر تھوڑا پیار جتانے کا حق آپ کا بھی تو ہے۔۔" ریان نرمی سے اس کی کمر کو سہلاتے اپنی باتوں سے اس کے ہوش اڑا رہا تھا جبکہ دعا بس آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔

م۔ میں کیسے مطلب۔۔" دعا نے ممناتے ہوئے احتجاج کیا تھا۔"

بلکل جس طرح جس طرح آپ نے ہماری پہلی رات کیا تھا۔۔" ریان نے اس کے بلائوز کو" پیچھے سے مٹھی سے دبوچتے مزید ٹائٹ کیا تھا۔

ریان ! ! !" دعا نے بے ساختہ اسے جھنجھتے ہوئے پکارا تھا۔"

جی جان ریان!" ریان نے اس کی ڈھڑکنوں پر اپنی بیرڈ لگڑتے اسے جواب دیا تھا۔"

نہیں کریں نا۔۔" اس نے اسے منانے کی کوشش کرنی چاہی۔"

کچھ بہت مشکل تو نہیں مانگ لیا آپ سے۔۔" ریان اس کی کوشش پر خفا ہوا تھا۔"

اچھا ناراض تو نا ہو۔۔" دعا اس کا چہرا اپنی طرف کرتے ہوئے بولی۔"

"نہیں ہوتا پر آپ کریں جو میں نے کہا ہے۔"

ریان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ تو دعا نرمی سے اس کے عارض پر ہاتھ لگاتے اس کے لبوں پر جھک گئی۔ وہ نرمی سے اس کے نیچلے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کرتے ہلکا سا سک کرتی پیچھے ہوئی تھی اور گہری سانس لیتے اس نے دوبارہ اس کے لبوں سے اپنے لب سختی سے جوڑے تھے۔ وہ پوری جان لگاتے اس میں گھسنے کی کوشش کر رہی تھی جبکہ اس کی حرکت پر ریان نے آنکھیں پھیلائے اپنی بیوی کو دیکھا تھا جو پتا نہیں کون سی انوکھی کس اسے کر رہی تھی۔

وہ اس کی بات نرمی سے گدی سے دبوچتا اسے اپنے لبوں سے دور کرتا ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھنے لگا۔

یہ کیا تھا؟" ریان نے بھوئیں اچکائے اس سے استفسار کیا۔"

ک... کس!" دعا نے جھجکتے اسے جواب دیا تھا۔"

ایسے کس کرتے ہیں؟" ریان کو اپنی ہی بیوی پر حیرت ہوئی۔"

پہلے مجھے لگتا تھا اب مجھے یقین ہے کہ اگر میں دو دن آپ کے قریب نہ ہوں تو آپ سرے سے" بھول ہی جاتی ہیں کہ شوہر کو پیار کیسے کرنا ہے۔۔" ریان اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بولا تھا۔

ایسا نہیں ہے وہ بس... بس مجھے آپ کی بیرڈ سے چِھن چِھن ہوتی ہے۔۔" دعا نے ممناتے ہوئے" کہا تھا۔

اب تک تو آپ کو عادت ہو جانی چاہیے۔۔" ریان اسے اپنے سینے میں چھپاتا اس کے بال" سہلاتے ہوئے بولا۔

اس کی بات پر دعا خاموش ہو گئی تھی۔

ریان !" کچھ دیر بعد دعا نے اسے پکارا تھا۔"

"ہم۔۔"

مجھے ڈاکٹر کے پاس جانا ہے۔۔" دعا نے اس کے سینے سے چہرہ نکالتے ہوئے کہا تھا۔"

اس کی بات سنتے ریان نے دوبارہ قربت بدل کر اسے اپنے روبرو کیا تھا اور خود اس پر سیاہ فگن ہوا تھا۔

کیوں؟ کیا ہوا ہے آپ کو؟" ریان نے ماتھے پر بل ڈالے اس سے استفسار کیا تھا۔"

مجھے کچھ نہیں ہوا، مجھے بس اپنا چیک اپ کروانا ہے۔۔" دعا نے اس کے عارض سہلاتے" ہوئے کہا تھا۔

"یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کیوں چیک اپ کروانا ہے؟"

بس ایسے ہی، میرا دل ہے۔۔ خیر اب یہ آپ باتوں میں کیوں لگ گئے، میرے خیال سے آپ" "مجھے یہ بتانے والے تھے کہ شوہر پیار کیسے کرتا ہے۔۔

دعا نے اس کی گردن پر بازو حائل کرتے اس کا دھیان اس طرف سے ہٹانا چاہا۔

وہ غلط وقت پر غلط بات بول گئی تھی، اسے ابھی اپنا شک ریان پر ظاہر نہیں کرنا چاہیے تھا، وہ پریشان ہو گیا تھا۔

"بلکل بتانے والا تھا، نہیں بتانے والا ہوں۔۔"

یہ کہتے ریان نے ایک جھٹکے میں اس کے بلاؤز کا ہوک کھولتے اسے دور پھینکا تھا اور بغیر کسی اطلاع کے اس کی فراک کے ساتھ ساتھ باقی پردے سے بھی اسے آزاد کر گیا تھا۔

دعا جو اس اچانک افتاد سے سنبھل ہی رہی تھی کہ ریان کسی بھی وارننگ کے بغیر اس کی ٹانگیں ایڈجسٹ کرتا اس کی روح کا حصہ بنا تھا جبکہ اس کی شدت پر دعا کے ہوش اڑ گئے تھے اور وہ

باقاعدہ اس کی شدت کی وجہ سے اوپر کی طرف ہو گئی تھی کہ ریان اسے آزادی دیتے دوبارہ اس کی روح کا حصہ بنا تھا۔

دعا کی بے ساختہ چیخ نکلی تھی۔ جس پر ریان ایک ہاتھ اس کے لبوں پر جماتا دوسرے سے بار بار اس کی روح کا حصہ بن رہا تھا۔

"شوہر ایسے بھی پیار کر سکتے ہیں، ان کا کوئی طریقہ نہیں ہوتا۔ اگلی بار اگر آپ بھولیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

ریان اپنی شدت میں نرمی لاتا اب آہستہ آہستہ اسے سکون دے رہا تھا جبکہ اس کی شدت پر دعا کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا تھا جسے ریان اپنے لبوں سے چنتا اس کے کان میں جھک کر سرگوشی کرتے بولا۔

داعود جو اسے بھلائے پہلے پورے کمرے کو چیک کرنے میں مصروف تھا اس کی نظر بے ساختہ کمرے کے وسط میں کھڑی روشہانے پر پڑی جس کی شکل سے ہی لگ رہا تھا اس پر حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹنے والا ہے۔

اس کے چہرے کے بگڑے زاویے دیکھتے داعود بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کرتا آئسکریم کا بول روم میں موجود فریزر میں رکھ گیا تھا اور قدم در قدم چلتے اس کے قریب ہوا تھا۔

وہ نرمی سے اس کے کندھے سے لے کر ہاتھوں کی لمبائی تک ہاتھ پھیرتے اس کے ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام گیا تھا جبکہ روشہانے نے بے ساختہ چیخ اٹھاتے اسے دیکھا تھا۔

زیادہ پریشان نہ ہو، تم نہیں چاہو گی تو کچھ نہیں ہو گا، بے فکر ہو جاؤ۔ اگر میں آج تمہیں اپنے" بہت قریب لاتا ہوں تو تمہیں خود سے بہت دور بھیج رہا ہوں کیونکہ یہاں رکھوں گا تو اپنے جذبات پر قابو نہیں کر سکوں گا۔ پہلے ہی تمہارے ساتھ بہت نا انصافی کر چکا ہوں، اس سے زیادہ نہیں کر سکتا۔

میں زندگی میں تمہیں ایک ایسے مقام پر دیکھنا چاہتا ہوں جہاں روشہانے صرف روشہانے داعود نہ ہو، بلکہ اس کی اپنی ایک پہچان ہو جس سے دنیا اسے جانے۔ وہ کمزور نہ ہو۔ وہ لوگ جنہوں نے ماضی میں تمہارے ساتھ غلط کیا وہ تم سے اس لیے نہ ڈریں کہ تم میری بیوی ہو، بلکہ اس لیے ڈریں کہ تم شہیر خان کی بہادر بیٹی ہو جس نے اپنا ہر حق اپنے دم پر حاصل کیا ہے۔

میں جانتا ہوں ماضی میں بہت کچھ ہے جس سے میں بے خبر ہوں، میں تمہارے حصے کی کہانی سے بے خبر ہوں مگر تمہارے ساتھ ہوئی زیادتیوں سے لاعلم نہیں ہوں۔ پہلے تھا، اگر مجھے اندازہ ہوتا کہ میری جان کا ٹکڑا وہاں کسی حال میں ہے تو میں ان کی کھالیں ادھیڑ دیتا جس نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے۔

داعود نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بات کرتے کرتے اس کی کلائی کی اسی جگہ پر لب رکھے جہاں روشہانے کو لگا تھا کہ اسے علم ہے اسے یہاں چوٹ لگی ہے۔

مگر یہ زیادہ اچھا ہو گا کہ پہلا وار تم خود کرو۔ میں انہیں یہ احساس کروانا چاہتا ہوں کہ عورتیں کمزور نہیں ہوتیں، مگر یہ احساس انہیں ہونے سے پہلے تمہیں ہونا چاہیے۔

پتا ہے، میں کبھی بھی تمہیں ایک سینسیٹو پرسن کی طرح ڈیل نہیں کرتا، میں کبھی بھی تمہیں چھوتے وقت یہ نہیں سوچتا کہ تمہیں ہیومین ٹچ الرجی ہے یا تمہیں یہ پرابلم ہے۔ کیونکہ میرا ماننا ہے تم ہر لحاظ سے پرفیکٹ ہو۔ جو مجھ میں نہیں وہ تم میں ہے، اور جو تم میں نہیں وہ مجھ میں ہے۔ ہم دونوں اس پزل کے وہ شو ہیں جس کے بغیر پوری تصویر ادھوری ہے۔

تم بھی خود کو اس طرح سے ڈیل کرنا چھوڑ دو۔ میرے لیے تم بالکل ٹھیک ہو، مگر پھر بھی تمہارے معاملے میں ہر طرح سے تسلی چاہتا ہوں، اس لیے تمہیں ڈاکٹر کے پاس بھی لے گیا تھا۔ "اب تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ تو ہم بھی ایک نارمل کپل کی طرح زندگی گزاریں گے۔

داعود نے بات کرتے کرتے اس کے عارض پر بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے کہا تھا۔

روشہانے کی آنکھیں اپنے بابا کے ذکر پر نم ہو گئی تھیں، وہی آنسو "نارمل کپل" کے لفظ پر ٹپکنے لگے اور دل میں ایک چبھتا سا احساس جاگا۔

تو کیا ابھی وہ لوگ نارمل کپل نہیں تھے؟

روشہانے نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوچا تھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا، شاید اس کی طرف سے کسی جواب کا منتظر۔

"آ... آپ کو میرے بارے میں اتنا پتا ہے کہ ہاہا۔۔"

ہشش ! پتا ہے، بالکل پتا ہے۔ مگر پتا تھا نہیں، جب سے پتا کیا ہے تم یہاں رہنے لگی ہو۔" داعود" نے اس کا سوال پورا ہونے سے پہلے ہی اسے خاموش کرواتے ہوئے خود مکمل کر دیا تھا۔

وہ اس کے ہاتھ تھامتے اسے اپنے دل کے مقام پر رکھ گیا۔

چھوڑو یہ سب باتیں، میں نے بھی تمہیں کہاں الجھا دیا۔ میں یہاں تمہیں کسی خاص مقصد کے" "تحت لایا ہوں۔

داعود اچھے سے اس کے عارض صاف کرتا ماحول کو سنجیدہ ہوتا دیکھ کر بات کو آئی گئی کرتے ہوئے اس سے بولا۔

"! ! خاص مقصد؟"

روشبا نے پہلے الجھ کر اسے دیکھا تھا۔ پھر کچھ لمحے میں ہی اس کی بات سمجھتے اس کے ماتھے کے بل سمجھے تھے۔

"! انہاں"

گھر والی ! یہ جو تم نے سمجھنے والا ایکسپریشن دیا ہے وہ کیا سوچ کر دیا ہے؟ ذرا مجھے بھی تو پتا چلے" "تمہیں میری کون سی بات سمجھ آئی ہے اور کتنی؟

داعود اسے خود سے لگاتے اپنے دونوں ہاتھ اس کی کمر کے گرد حائل کرتے اس کی چادر کو اس سے دور کرتا بیڈ کے ساتھ موجود سیٹنگ صوفے پر رکھ گیا تھا جبکہ روشہانے نے اسے نروس ہوتے دیکھا تھا۔ جب بھی وہ یوں شرارت کے موڈ میں آتا تھا اسے ہمیشہ بے چین کر جاتا تھا۔

"بتاؤ بھی میری گھر والی، میرے بارے میں کیا سوچ رہی تھی؟"

"ک... کچھ بھی نہیں، کچھ بھی نہیں سوچ رہی تھی۔ میں تو بس... ہاں میں تو بس اپنے بابا کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ کتنے پیارے ہیں۔۔"

روشہانے نے بات کو گول کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے وہ بات کہتے ہوئے شرم آرہی تھی کہ وہ اس کے گھما پھرا اظہار کو سمجھ رہی تھی مگر جواب نہیں دینے والی تھی کیونکہ اتنی جلدی اسے داعود سے اظہار محبت کی امید نہیں تھی۔

"بیوی ! مانا وہ تمہارے بابا ہیں مگر وہ کتنے اچھے تھے کتنے نہیں، یہ سب ان کے بارے میں ان کی بیوی نے سوچ لیا ہو گا۔ تم میرے بارے میں سوچا کرو صرف، کسی اور کے بارے میں نہیں۔ مجھے پسند نہیں تم مجھ سے زیادہ دھیان کسی اور پر دو۔"

داعود اس کی بات پر خفا ہوتے اس سے دور ہوا تھا۔ روشہانے نے حیرت سے اسے دیکھا تھا جو صرف اس کے والد کے ذکر پر ہی اس سے دور ہو گیا تھا۔

"آپ ناراض ہو گئے ہیں؟"

اسے اپنا کوٹ اتارتا دیکھ کر روشبانے نے اس کے قریب ہوتے اس سے استفسار کیا کیونکہ وہ یکدم خاموش ہو گیا تھا جو بات اس کے لیے خاصی حیران کن تھی۔

"نہیں، میں کیوں ناراض ہوں گا! "

"تم نے شاید مجھے اتنی اہمیت ہی نہیں دی اب تک، اور میں سوچ رہا تھا شاید تم مجھے سے..."

داعود نے منہ پھولا کر کہتے اپنی بات ادھوری چھوڑی تھی۔

"میں کیا آپ کو؟" روشبانے نے بھی بات کو مزید کھینچتے اس نے پیٹ کی بات جانی چاہی۔

"تمہیں کیا واقعی میری کہی ایک بات سمجھ نہیں آئی سوائے اپنے بابا کے؟ تمہیں میرے جذبات سمجھ نہیں آئے؟ "

داعود اس کی نا سمجھی پر بے چین سا ہوا تھا جبکہ روشہانے کو اب اس کے چہرے کو دیکھتے نا سمجھ بنے میں مزا آرہا تھا۔

"آپ مجھے اپنے جذبات بتائے ہی نہیں کہ مجھے سمجھ آتے۔ آپ تو بس یہ کہہ رہے تھے کہ آپ مجھے کس طرح ڈیل کرتے ہیں، مجھے کیسا انسان ہونا چاہیے، مجھے بہادر ہونا چاہیے کیونکہ میں اپنے بابا کی بیٹی ہوں اور بھی بہت کچھ، مگر اس سب میں آپ کے جذبات کہاں ہیں؟"

روشہانے نے اسے اس کی ہی باتوں کا ایک سرسری معائنہ دیتے ہوئے کہا تھا جبکہ اس کی باتوں پر داعود کچھ لمحے گنگ ہوا تھا اور اس نے اپنی آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا تھا۔

"ان سب میں تمہیں یہ نہیں دیکھا؟ جب میں نے کہا تھا کہ تم یہاں رہتی ہو اور جب بھی میں نے کہا کہ میں تمہیں ایز ا سنسیٹو پرسن اس لیے ڈیل نہیں کرتا کیونکہ..."

داعود اسے بولتے بولتے رکا تھا۔

"کیونکہ؟" روشہانے نے بھی اس کی پوری بات مکمل سننی چاہی کیونکہ داعود کی پشت اس کی طرف تھی وہ اس کے بازوؤں پر اپنا چہرہ لگائے اس سے بات کر رہی تھی۔

"ام... کیونکہ تم میرے لیے اہمیت رکھتی ہو۔ سچ پوچھو تو مجھے نہیں پتا تھا کہ تمہیں کیسے ڈیل کرنا ہے۔ جب میں تمہیں پہلے دن گھر لایا تھا مجھے کسی بھی چیز کا ذرا بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیا کرنا ہے، کیسے کرنا ہے۔ اس وقت پارٹی میں پوزیشن نہ ملنے کی وجہ سے بہت غصہ میں تھا، مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا سوائے اس بات کے کہ ابراہیم خان نے مجھے دھوکہ دیا ہے اور اس دھوکے کی سزا تمہیں بھگتنی پڑے گی۔"

داعود نے اسے اپنے سامنے کرتے ہوئے کہا تھا۔

"میں غصے میں صحیح غلط کو بھول گیا تھا، سب کچھ بھول گیا تھا۔ میں اتنا اندھا ہو گیا تھا کہ مجھے یہ بھی نہ دیکھا جب میں تمہیں یوں گھسیٹ کر اندر لا رہا تھا تب تمہارا ڈوپٹا بھی تمہارے پاس نہیں تھا، مجھے کسی چیز کا خیال ہی نہیں رہا۔ مجھے لگا تھا میں تمہیں لے جاؤں گا تو تمہارا وہ دادا پریشان ہو کر میرے پیچھے آئے گا، وہ اپنی پوری طاقت لگائے گا تمہیں مجھ سے دور کرنے کی، کیونکہ میں اس

خوش فہمی میں تھا کہ ابراہیم خان کبھی بھی مجھ جیسے کھڑ دماغ اور اپنی طاقت اور مقصد میں اندھے ہوئے انسان کو اپنی جان سے عزیز پوتی نہیں دے گا۔ مگر یہاں بھی اس نے مجھے غلط ثابت کر دیا۔

میں نے پورے دو دن انتظار کیا تھا بلکہ پہلے دن تو میں فون اپنے سامنے رکھے اسٹڈی میں بیٹھا رہا تھا اس انتظار میں کہ اب ابراہیم خان کی کال آئے گی، مگر اس دن مجھے اندازہ ہوا کہ زندگی میں پہلی بار میں نے گھاٹے کا سودا کر دیا۔ جہاں میں اپنی ہر چیز ہار گیا، سب سے پہلے اپنی ماں کا مان، میں نے اپنی کرسی کے بدلے تمہارا سودا کیا۔ پھر اسے ہارنے کے بعد تمہیں زبردستی وہاں سے اپنے ساتھ لے آیا، تمہارے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا۔

پتا ہے، پہلے دن جب تمہیں لایا تھا، تمہیں کمرے میں چھوڑنے کے تھوڑی دیر بعد ہی ریان لالا آئے تھے۔ تم نے انہیں دیکھا ہے وہ بھابھی کو اور دعا کو کس طرح ٹریٹ کرتے ہیں، بالکل ایسے جیسے وہ بہت ہی کوئی حساس چیز ہو۔ تمہیں پتا ہے دعا کی شادی کی ساری شاپنگ لالا نے گھر پر کی تھی۔ انہوں نے دعا کی خوشی کے لیے پورا مال گھر بلا لیا تھا کیونکہ ان کی ایک میٹنگ کی وجہ سے دعا کی شاپنگ رہ گئی تھی اور وہ وقت پر اسے شاپنگ لے جانے کے لیے آ نہیں سکے تھے تو انہوں نے پورا مال ہی گھر بلوا لیا تھا۔ اتنے کپڑے اور چوائسز تھیں دعا کے پاس اس وقت مجھے لالا کی ساری چیزیں اور ایفورٹس فضول لگی تھیں۔

مگر اب مجھے لگتا ہے ہر شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ ایسا رویہ رکھنا چاہیے۔ ضروری نہیں وہ اسے مہنگی چیزیں دے مگر اس کی چھوٹی چھوٹی چیزوں کا خیال رکھے، بالکل اس طرح جیسے وہ بہت ہی کوئی حساس شے ہو، بہت قیمتی۔

داعود نے اپنی غلطیاں یاد کرتے اسے اپنی بات ہر ممکن طریقے سے سمجھانی چاہی کہ وہ اسے اس کی بیماریوں کی وجہ سے اس طرح ڈیل نہیں کرتا، وہ اسے اس لیے اس طرح ڈیل کرتا ہے کیونکہ وہ کرنا چاہتا ہے، یا شاید جو بات تھی وہ اب بھی اسے صاف صاف بتا نہیں پا رہا تھا کہ وہ اس لیے اس کا خیال رکھتا ہے کیونکہ وہ اس سے پیار کرتا۔

روشہا نے اس کی ساری باتیں سنتے بے بسی سے اسے دیکھا تھا۔

آپ کی ساری باتیں ٹھیک ہیں مگر آپ کو نہیں لگتا کچھ اب بھی باقی ہے؟" روشہا نے آس" لیے اسے دیکھا کہ شاید وہ اس کے پوچھنے پر کہہ دے۔

نہیں، ہاں بلکہ باقی ہے، میرا تم سے معافی مانگنا اور تمہارا مجھے معاف کرنا، یہ باقی ہے۔" داعود" نے اس کی بات پر ماتھے پر بل ڈالے تھے مگر غور کرنے پر اسے یاد آیا۔

مگر!" روشہا نے احتجاج کے لب واہ کیے تھے کہ داعود اس کے لبوں پر انگلی رکھتے اسے" خاموش کروا گیا۔

"بھلے ہی تم منع کرو، بھلے تم یہ کہو کہ تم مجھے معاف کر چکی ہو، اس کے باوجود میں خود کو معاف نہیں کر سکتا۔"

"چھوڑیں، یہ آپ کن باتوں میں لگ گئے ہیں۔" اسے مسلسل معافیاں مانگتا دیکھ کر روشہا نے نے خود ہی تھک ہار کر کوشش چھوڑ دی کیونکہ وہ نہ بات کو سمجھنے والا تھا نہ اقرار کرنے والا تھا اور نہ ہی روشہا نے خود میں اتنی ہمت رکھتی تھی کہ صاف صاف اسے اپنی دل کی بات شیئر کر سکے۔

"ہاں چلو تم پہلے فریش ہو، ہم نے رات یہی گزارنی ہے۔ صبح میں تمہیں یہاں سے ہمارے گھر لے کر چلوں گا پھر ہم گاوں کے لیے نکل جائیں گے۔ جاو فریش ہو جاو۔"

داعود بیڈ پر لیٹتے اسے اپنے کل کی پلین کے بارے میں بتانے لگا۔

اس کی بات پر روشہا نے سر ہلاتی واشروم میں بند ہو گئی تھی۔

جب وہ فریش ہو کر باہر آئی تب تک داعود بھی بیڈ پر لیٹا نا جانے اپنے موبائل پر کیا دیکھ رہا تھا، مگر اس کی شرٹ صوفے پر اس کے کوٹ کے ساتھ پڑی تھی اور وہ شرٹ لیس اوندھے منہ بیڈ پر لیٹا با غور اپنے موبائل پر کچھ دیکھنے میں گم تھا۔

روشہا نے تولیہ وہی صوفے پر رکھتی خود بھی بیڈ میں گھٹنوں کے بل چڑھتے اس کے برابر میں اس کے انداز میں لیٹ گئی تھی۔

جبکہ داعود موبائل پر چل رہی چیز کو دیکھنے میں اتنا گم تھا کہ اسے روشہانے کی موجودگی کا احساس ہی نہیں ہوا۔

روشہانے نے موبائل پر چل رہی چیز کو دیکھنا ضروری نہیں سمجھا، وہ بس باغور اسے دیکھ رہی تھی۔ داعود کے ہلکے کرلی بال اس کی گردن تک آتے بڑے ہی پیارے لگ رہے تھے جنہیں اس وقت داعود نے کھول رکھا تھا۔ گلے میں موجود چین جو آج ہی روشہانے نے اسے پہنتے دیکھی تھی وہ بھی بہت بیچ رہی تھی اس پر۔ وہ شمار ہوتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جبکہ داعود اب تک اپنے موبائل پر گم تھا۔

روشہانے نے جھجکتے ہوئے مگر خود میں ہمت کرتے اپنے ہاتھ بڑھا کر اپنی مختوری انگلیاں اس کے بالوں میں چلاتی ان کی نرمی محسوس کر رہی تھی۔ مگر جب داعود اس کی انگلیوں کے لمس پر بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہوا تھا تو روشہانے نے ہمت کرتے اپنا چہرا اس کے کان کے قریب کیا تھا۔ وہ اس کی کان کی لو پر لب رکھنے ہی والی تھی جیسے وہ رکھتا ہے کہ اس لمحے داعود نے چہرہ موڑتے اسے دیکھا تھا اور اسے آنکھیں موندے اپنے لب اس کے قریب کرتے دیکھ کر وہ منٹ کا بھی وقت ضائع کیے بغیر اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے جوڑ گیا۔ اس کی سکن کو اتنا سافٹ محسوس کرتے اور اس کے ساتھ اس کی بیرڈ کی چھبن محسوس کرتے روشہانے نے ماتھے پر بل ڈالے حیرت سے آنکھیں کھولی تھیں کیونکہ اس کے بال اتنے چھوٹے نہیں تھے کہ ان کی اینڈا سے چھبتی، مگر آنکھیں کھولنے پر اسے جو منظر دیکھنے کو ملا تھا روشہانے کا دل کیا کہ اسی کمرے کی کھڑکی

سے کود جائے کیونکہ اس کا بے باک شوہر اس کے آنکھیں واہ کرنے پر اپنی ایک آنکھ ونک کرتا اسے دیکھ رہا تھا۔

داعود اس کی حیران نظروں پر لطف اندوز ہوتا اسے کھینچ کر خود سے لگاتے سیدھی قربت لیتا اور اسے بھی اپنے ساتھ لٹا دیتا تھا۔ وہ یوں ہی اس کی کمر سے ہاتھ گزارتے اسے اپنے شکنجے میں لے گیا تھا جبکہ روشہانے کو تو اپنا آپ اس وقت کانٹے میں پھنسی مچھلی کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔

داعود بھرپور طریقے سے اس کے لبوں کا جام پیتے پیچھے ہوا تھا اور ماتھے پر بل ڈالے اس کی لبوں کو دیکھا تھا۔ وہ تو یہ سوچ کر پیچھے ہوا تھا کہ اب تک اس کی لپ اسٹک وہ ختم کر چکا ہو گا، مگر اس کی لپ اسٹک کو ٹس سے مس نہ ہوتا دیکھ کر داعود کے ماتھے پر بل ڈلے تھے۔

یہ کیا چیز ہے جو ختم ہی نہیں ہو رہی؟" داعود نے اس کے بھیگے لبوں پر اپنی انگلی لگائی تھی۔"

بس!!!" اس کے انگلی کے کھردرے لمس پر روشہانے نے سسکی لیتے خفا نظروں سے اسے" دیکھا تھا۔

اچھا اچھا سوری میری جان کے ٹوٹے، کچھ زیادہ ہی شدت سے چوم لیا تمہارے ان لبوں کو،" سو سوری۔" داعود اس کے لبوں پر نرمی سے لب رکھتے ہوئے بولا تھا۔

"!ویسے میری جان کا ٹوٹا کرنا کیا چاہ رہا تھا؟ مجھے کس"

داعود نے ایسے بیڈ پر لیٹتے ہوئے خود اس کے اوپر آکر کہا تھا۔

"م۔ میں تو... میں تو کچھ بھی نہیں کر رہی تھی، بس آپ کے ہاں... آپ کے کان میں کچھ تھا وہ دیکھ رہی تھی۔" روشہانے نے اپنی حرکت پکڑی جانے پر جو پہلا جھوٹ اسے سمجھ آیا وہ بول دیا۔

"اچھا تو تم میرے کان میں کچھ آنکھیں بند کر کے دیکھ رہی تھی؟" داعود نے اس کی بات پر سمجھنے کے انداز میں سر ہلاتے اس کا جھوٹ پکڑا تھا۔

"ہاں میرا مطلب ہے نہیں مطلب..."

رہنے دو تم کہہ کیوں نہیں دیتی مجھے کس کر رہی تھی آخر کو شوہر ہوں تمہارا اور اس ویڈیو کے چکر میں تو تمہیں بھول ہی گیا تھا۔ اچھا ماحول بنایا میں نے یہ سوچ کر کہ رومانٹک ماحول ہو گا، پڑوس میں اپنی ذاتی حق حلال کی بیوی ہو گی تو اس سے اچھا سکون بندے کو کہاں سے ملے گا، مگر ابھی ابھی مجھے پتا چلا ہے اس سے اچھا سکون یہاں سے ملے گا۔

داعود نے اس کے دھڑکن پر لب رکھتے ہوئے کہا تھا جبکہ روشہانے کو اس کی بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا۔

"ک۔ کہاں سے ملے گا؟" نا جانے کیا سوچ کر وہ پوچھ بیٹھی۔"

اپنی بیوی کے پاس سے، جب اتنے اچھے ماحول میں آپ کو آپ کی بیوی پیار ملے تو اس سے زیادہ" بندے کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔" داعود نے اسے آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا تھا جبکہ اس کی بات پر روشہانے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

میری جان کے ٹوٹے، تمہاری اس میٹھی سی کس نے تو میری جان ہی نکال دی تھی، اب ایک" ننھی منی کس سے میرا دل تھوڑی بھرے گا۔ چلو شاباش مجھے ایک بڑی سی کس دو بلکہ نہیں تم مجھے ڈھیر سارا پیار کرو۔" داعود نے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کرتے ہوئے کہا تھا۔

م۔ میں کیسے کرونگی یہ سب؟" روشہانے نے مناتے ہوئے کہا۔"

جیسے میں کرتا ہوں ویسے ہی !" داعود نے اس کے مسئلے کو رد کرتے ہوئے کہا۔"

اچھا ایک کام کرو کم از کم کس ہی کر دو تاکہ بندے کو یہ تو سکون مل جائے کہ اس کی بیوی اس سے" محبت کرتی ہے۔" داعود نے اس کا پھیکا پڑتا چہرہ دیکھ کر اس کے لیے آسانی کرتے ہوئے کہا۔

اچھا تو کیا کس کرنے سے پتا چلتا ہے کون کس سے پیار کرتا ہے؟" اس کی بات پر روشہانے نے" اپنے ڈر کو بھلاتے ہوئے اس سے پوچھا۔

ہاں، بلکل ایسا ہی ہے جیسے میں تمہیں کس کر چاہوں تو مجھے تم پر پیار آتا ہے۔ جب کبھی" تمہارے بابا نے تمہیں کسی کیا ہو گا تو ان کو تم پر پیار آیا ہو گا۔ ابھی تم مجھے کس کرنا چاہ رہی تھی کیونکہ تمہیں مجھ پر پیار آرہا تھا۔ کس پیار جتانے کا ایک انداز ہے مگر سب کو ایسی کس کا اختیار

نہیں ہوتا۔ جیسے اگر تمہارے بابا ہوتے تو وہ تمہیں ماتھے پر، سر پر یا پھر گال پر کس کرتے، جبکہ میں تمہیں کہیں بھی کر سکتا ہوں، سارے لائسنس صرف میرے پاس ہیں۔" داعود اسے سمجھاتے سمجھاتے اپنی مطلب کی بات بھی بیچ میں گھسا رہا تھا۔

وہ با خوبی اسے اپنے حق سے روشناس کروانا چاہ رہا تھا جبکہ اس کی بات سنتے روشہانے نے بے تاثر نظروں سے اسے دیکھا۔

ایک بات بتائیں آپ کو میں کیا کوئی نئی کاکی دیکھ رہی ہوں جو آپ مجھے گرل فرینڈ اور بیڈ پریکٹس" کے بارے میں بتا رہے ہیں؟" روشہانے نے ماتھے پر بل ڈالے اسے تیوری چڑھاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اسے دھکا دیتے بیڈ پر گراتی خود اس کے اوپر ہوئی۔

نہیں بلکل بھی نہیں، اگر تمہیں نئی کاکی سمجھتا تو تمہیں یہاں نہ لاتا ہماری سپیشل نائٹ کے" لیے۔" داعود اس کے انداز سے محفوظ ہوتا اس کی کمر کے گرد بازو لپٹاتے ہوئے بولا۔

آپ نے کب پلان کیا تھا یہ سب کچھ؟ مجھے تو اچانک ہی کہا تھا کہ چلتے ہیں۔" روشہانے نے" ریلیکس ہوتے اس کے سینے پر تھوڑی لگائی۔

بس اچانک ہی، تمہیں دیکھ کر میرا موڈ بھی بن جاتا ہے، خیال بھی آجاتا ہے، کام بھی ہو جاتا" ہے۔" داعود نے اس کے چہرے پر آتے بال پیچھے کیے۔

تمہارے بال بہت پیارے ہیں، مجھے بہت پسند ہیں۔" داعود نے اس کے بال سہلاتے ہوئے" کہا۔

"آپ کے لیے کیے ہیں؟"

روشہانے نے اس کے سینے کے بال سے کھیلتے ہوئے نظریں جھکا کر کہا تھا۔

اس کی بات سنتے داعود نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

آپ کو یاد ہے آپ ایک پوڈکاسٹ میں گئے تھے؟ وہاں اس اینکر نے آپ سے کہا تھا آپ کو اپنی" ہونے والی بیوی میں کیا ایک چیز چاہیے جو لازمی ہو، تو آپ نے کہا تھا کہ اس کے بال لمبے ہوں۔ "بس اس دن کے بعد سے میں نے اپنے بالوں میں محنت شروع کر دی تھی۔

روشہانے نے اسے دیکھتے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ وہ پہلی بار تھا جب اس نے چھپ کر اپنی کزن کے لیپ ٹاپ سے اسے دیکھا تھا، اور پہلی بار اسے دیکھتے تو وہ شرم سے دو بھر ہو گئی تھی۔ اسے دیکھتے تو اسے یقین ہی نہیں آیا تھا کہ وہ اس کا شوہر ہے۔

اچھا تو تم نے میرا پوڈکاسٹ دیکھا تھا!۔۔ داعود نے اس کی بات سنتے چونک کر اسے دیکھا۔۔

اس کے پوچھنے پر روشہانے نے فوراً سے گردن ہلائی تھی۔۔

وہیں تو میں نے آپ کو پہلی بار دیکھا تھا!۔ آپ کو یاد نہیں؟۔۔ وہ ہمارے نکاح کے بعد آپ کی پہلی پوڈکاسٹ تھی۔۔ میں آپ کو بتا نہیں سکتی، میں نے کسی طرح دیکھا تھا آپ کو۔۔

روشبانے نے اسے چھلکتے ہوئے کہا، جیسے وہ بات یاد کرتے ہی ڈھیروں خوشی اس کے اندر آسمائی ہو۔۔

تو بتا دو کیسے دیکھا تھا، میں سن رہا ہوں۔۔ داعود اس کے لہجے کی خوشی محسوس کرتے قربت کے لینا اسے اپنے بازوؤں میں لیٹا گیا تھا۔۔

اچھا، آپ کو سنا ہے، میرا مطلب ہے آپ کو وہ نہیں کرنا؟۔۔ اس کی بات سنتے روشہانے کچھ پل کو رکی تھی۔ اسے لگا تھا وہ یہاں اس سے اپنی طلب پوری کرنے آیا ہے، مگر اب اسے داعود کے آثار کچھ اور ہی لگ رہے تھے۔۔

مجھے کیا نہیں کرنا تھا، گھر والی؟۔۔ داعود جان کر انجان بنتے اس سے سوال کرنے لگا۔۔

میرا مطلب ہے، آپ نے۔۔ آپ نے یہ کمرہ ڈیکوریٹ کروایا تھا، وہ اس کے لیے، تو پھر ابھی آپ میری بات سنیں گے آپ؟۔۔ روشہانے اس کی بات سے کچھ پریشان ہوئی تھی۔۔

جبکہ داعود چہرے پر ایک نرم مسکراہٹ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

میں نے یہ کمرہ تمہارے ساتھ اچھا وقت گزارنے کے لیے بک کروایا تھا، کیونکہ گھر کا ماحول نہ ہی پرسکون ہے اور نہ ہی ایسا کہ وہاں تمہارے ساتھ وقت گزار سکتا۔ وہاں رہتا تو میرا سارا دھیان مورے اور لالا پر، نگار بتا تمہیں ٹائم نہیں دے پاتا۔ پھر تمہاری یہ چیزیں بھی ضروری تھیں، تمہیں ہمارا گھر دکھانا تھا، یہ سب بھی ضروری تھا۔۔

اور ضروری نہیں میاں بیوی کے درمیان صرف جسمانی تعلقات ہوں۔ ہاں، یہ اس رشتے کا ایک اہم حصہ ہے، جو اس کی خوبصورتی ہے، مگر روح کا رشتہ بھی ہوتا ہے، احساس، خیال اور بھی بہت سے جذبے میاں اور بیوی کے درمیان ہوتے ہیں۔۔

اور ویسے بھی، میرا اچھا وقت تو تمہاری اس کس سے ہی پورا ہو گیا تھا۔ قسم سے، اتنی میٹھی تھی کہ پوچھو مت۔ تم مجھے باتوں کے بیچ بیچ میں ویسے ہی کس کرتی رہنا، بندہ رات بھر لکھے جھکائے بغیر تمہاری ساری باتیں سنتا رہے گا۔۔ داعود نے اس کے عارض سہلاتے ہوئے نرمی سے کہا تھا، جبکہ کس والی بات پر وہ اس کے لبوں کو چٹکی میں بھر گیا تھا۔۔

جبکہ اس کی حرکت پر روشہا نے اسے خفا نظروں سے دیکھا تھا۔۔

اچھا چلو، اب بتاؤ بھی کیسے دیکھا تھا تم نے مجھے؟ میں بھی تو جانوں آخر میری بیوی میری کتنی بڑی فین ہے۔۔ داعود نے خفگی سے اپنے ہونٹ سہلاتے دیکھ کر بولا تھا۔ اس کی حرکت پر اس کے جسم میں ایک سنسنی دوڑتی تھی، مگر وہ اپنے بڑھتے جذبات کو کمال مہارت سے چھپا گیا تھا۔ اگر اس کی بیوی اس سے بات کرنا چاہتی تو وہ صحیح، وہ ایسے میں زبردستی کا قائل نہیں ہے۔۔

ہاں، میں نا اس دن اپنی کزن کے موبائل کی صفائی کر رہی تھی۔ آپ کو یاد ہے ہمارا نکاح جمعے کے دن ہوا تھا؟ آپ تو مجھے دیکھنے آئے تھے، مگر گھونگھٹ ہی نہیں اٹھایا تھا، تو میں آپ کو کیسے دیکھتی؟ اور آپ کو پتا ہے، ان لوگوں نے جان کر مجھے نا اتنا موٹا دوپٹہ اڑھایا تھا، اور ویسے بھی آپ مجھے نہیں دیکھا تھا۔ مجھے لگا تھا آپ سب کی طرح گھونگھٹ ہٹا کر میرا ماتھا چومیں گے، مگر

ایسا تو کچھ ہوا ہی نہیں۔ الٹا ان لوگوں نے دو گھنٹے کے لیے بھی ہمارے نکاح کا جوڑا پہننے نہیں دیا۔ وہ لوگ تو ہمارے نکاح کے جوڑے کو بھی خراب کرنا چاہ رہے تھے، مگر میں نے اسے ایسی جگہ چھپایا ہے کہ سب مل کر بھی ڈھونڈیں گے نا، تو نہیں ملے گا۔ آپ جب جائیں گے نا وہاں ان سب کو سبق سکھانے، تو مجھے بتا کر جانا۔ میں آپ کو بتا دوں گی میرے نکاح کا جوڑا کہاں ہے۔ آپ لے کر آنا، میں اسے دوبارہ پہن کر آپ کو تیار ہو کر دکھاؤں گی، جیسی تیار میں آپ کو پسند ہوں، بالکل ویسی ہی۔۔

کہاں ہے؟ آپ لے کر آنا، میں اسے دوبارہ پہن کر آپ کو تیار ہو کر دکھاؤں گی، جیسی تیار میں آپ کو پسند ہوں، بالکل ویسی ہی۔۔

ایک بات تو بتائیں، آپ نے جوڑے کے ساتھ کچھ اور کیوں نہیں بھیجا تھا؟ نہ جیولری تھی، نہ چوڑیاں تھیں، کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ تو ہم نے پیسے جمع کر رکھے تھے تو روقیہ باجی سے ہم نے اپنے لیے کنگن اور چوڑیاں منگوائی تھیں، چھپا کر۔۔ مگر ان لوگوں نے میرے ہاتھ میں وہ سب دیکھ کر ہنگامہ کیا تھا، تو وہ اچھا ہوا این وقت پر روقیہ باجی نے بات سنبھال لی تھی، یہ کہہ کر کہ آپ نے یہ ساری چیزیں بھیجی ہیں ڈرائیور کے ہاتھ سے، ورنہ میں تو گئی تھی۔۔

روشہا نے بس اسے باتیں بتائی جا رہی تھی اور وہ پوری دلجوئی سے اس کی ایک ایک بات سن رہا تھا، اور ساتھ ہی اپنی غلطیوں کا احساس بھی ہو رہا تھا۔ اس نے تو جوڑا بھی اپنے راجی کی دھمکی

پر اسے بھجوایا تھا، وہ بھی اس نے دیکھا نہیں تھا کیسا ہے کیونکہ اس نے ایسے ہی کچھ بھی منگوا لیا تھا۔

روشہانے کی باتوں پر اس کے گلے میں گھونٹلی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ اگر روشہانے اس سے اس جوڑے کے بارے میں پوچھ لیتی تو اسے تو کچھ پتا ہی نہیں تھا۔۔

کہاں کھو گئے؟ آپ سے بات کر رہی ہوں۔ ابھی تو کہہ رہے تھے سن لوں گا، ابھی سے بور ہو گئے۔۔۔ روشہانے نے اسے دیکھتے جتانے کے انداز میں کہا تھا جبکہ اس کے لب و لہجے داعود کو گنگ کر رہے تھے کہ یہ اس کی گھر والی تھی جو اس قدر چہک رہی تھی، ورنہ وہ تو باتیں ہی نہیں تولتی تھی۔ خوشی کی بات میں لہجے میں وہ کھنک داعود کو نہیں ملتی تھی جو آج وہ محسوس کر رہا تھا۔۔

نہیں، میں سن رہا ہوں، بس تمہارے بولنے کی خوبصورتی میں کھو گیا تھا۔۔ داعود نے اس کے ماتھے پر لب ثبت کرتے کمال مہارت سے اپنی بات چھپائی تھی۔۔

اچھا ! اچھا ! مجھے لگا آپ میری باتوں سے پریشان ہو گئے ہیں۔۔ روشہانے نے اس کی بات پر مسکراتے ہوئے کہا۔۔

بلکل بھی نہیں، میں کل ہی تمہارا جوڑا وہاں سے لے کر آؤں گا، اور کچھ بھی ہو تو بتا دینا، میں لے آؤں گا، ہم۔۔ داعود نے اس کے عارض سہلاتے اس سے کہا تھا۔ اگر وہ سوٹ اس کی بیوی

کے دل کے اتنے قریب تھا تو اسے اس کے پاس ہونا چاہیے تھا، نہ کہ ابراہیم خان کی حویلی میں۔۔۔ داعود نے سوچتے ہوئے اس سے کہا۔۔۔

اچھا، تم مجھے یہ تو بتاؤ نا کہ تم پوڈکاسٹ کیسے دیکھی تھی۔۔۔ داعود نے اسے اصل بات یاد کروائی۔۔۔

او ! ہاں، وہ تو میں بھول ہی گئی۔ تو کہاں تھی میں؟ ہاں، جمعہ کو ہمارا نکاح ہوا تھا اور آپ کی وہ پوڈکاسٹ سنڈے کو ریلیز ہوئی تھی۔ صبح میں ان سب کو باتیں کرتے ہوئے سن لیا تھا۔۔۔

کہ آپ کا کوئی پوڈکاسٹ آنے والا ہے یوٹیوب پر، اور دن میرا نصیب اچھا تھا کہ وہ لوگ شاپنگ کے لیے چلیں گی تو گھر پر تقریباً کوئی بھی نہیں تھا، اور کزن کا لیپ ٹاپ اور اس کا پاس ورڈ بھی مجھے پتا تھا کیونکہ وہ ساری باتیں اپنے اس بے بی کو بتاتی تھی، میرا مطلب ہے بوائے فرینڈ کو، تو مجھے پتا تھا۔ بس پھر کیا تھا، میں اس کے کمرے کے بالکنی میں بیٹھ گئی جہاں سے مجھے مین گیٹ باخوبی نظر آئے اور اگر کوئی کمرے میں آجائے تو میں چھپ سکوں۔ پھر آپ کو پتا ہے میں نے کیا کیا؟ میں چینل کا نام وغیرہ دیکھ رکھا تھا۔ اب میرے پاس موبائل نہیں تھا مگر مجھے آپ کا وہ پوڈ کاسٹ اپنے پاس نشانی کے طور پر رکھنا تھا، تو بس کچھ جمع کیے ہوئے پیسوں سے میں نے ان سے میموری کارڈ منگوایا، اسے اس کے یو ایس بی میں کنیکٹ کر کے ویڈیو ڈاؤنلوڈ کی اور بس اسے اپنے پاس رکھ لیا، اور ساری ہسٹری مٹا دی تا کہ کسی کو پتا بھی نہ چلے۔۔۔

ارے واہ! تم تو بہت چلاک تھی بھی۔۔ داعود نے اس کی ساری کارستانی سنتے اسے شاباش دی تھی کہ جیسے اس نے کوئی بہت ہی انوکھا کام کیا ہو۔ انوکھا تو تھا داعود کے لیے کہ کوئی اسے اس قدر چاہتا تھا کہ اس کی ایک جھلک، ایک آواز کے لیے اتنے جتن کر سکتا تھا۔ داعود کو یکدم ہی اپنی خوش نصیبی کا شدید احساس ہوا اور وہ جھک کر اس کی آنکھوں کو چوم گیا۔۔

شکریہ بیوی، اس بندے کو اتنا چاہنے کے لیے۔۔ داعود نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا، جبکہ روشبا نے اس کی بات پر کھل کر مسکرائی تھی۔۔

آپ نے مجھے دیکھا تھا؟۔۔ مطلب میری کوئی تصویر۔۔۔ یا پھر مجھے کہیں؟۔۔ روشبا نے اپنے بارے میں جاننا چاہا۔۔

ام۔۔۔ تم برا تو نہیں مانو گی؟۔۔ داعود اپنی بات کہنے سے تھوڑا جھجکا تھا۔۔

نہیں مانوں گی برا، پتا ہے مجھے آپ نے مجھے کہیں بھی نہیں دیکھا۔۔ بس یونہی پوچھ لیا تھا آپ سے۔۔ روشبا نے خود ہی اس کی مشکل آسان کرتے آسودگی سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

ایسا نہیں ہے!۔۔ داعود نے اس کی بات پر احتجاج کیا۔۔

تو پھر دیکھا تھا آپ نے مجھے؟۔۔ روشبا نے حیرانی سے پوچھا کیونکہ اس کی سابقہ بات تو اسی طرف اشارہ کر رہی تھی کہ اس نے اسے نہیں دیکھا۔۔

میرا مطلب ہے جس طرح تم مجھے شکل و صورت سے پہچانتی تھی، میں تمہیں تمہارے ان ہاتھوں سے پہچانتا تھا۔۔ مطلب میں نے ہمارے نکاح والے دن تمہارے یہ گلابی حسین ہاتھ دیکھے تھے۔ اس دن سے مجھے تمہارے ہاتھ حافظ ہیں۔ اس دن جب تم ریان لالا کے ریسیپشن پر آئی تھی تب بھی میں نے تمہیں تمہارے ہاتھوں سے پہچانا تھا۔۔ داعود نے اس کے ہاتھ تھامتے ان پر لب رکھتے ہوئے کہا تھا، جبکہ اس کی بات پر روشبانے کے چہرے پر ایک بھرپور مسکراہٹ کھلی تھی۔۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں؟۔۔ وہ بےیقین ہوئی۔۔

بالکل سچ، میری جان کے ٹوٹے۔۔ تم مجھے اپنے بچپن کے بارے میں بتاؤ نا، مجھے سب کچھ جاننا ہے۔۔ داعود نے اسے خود سے لگاتے اصرار کیا تو روشبانے کچھ پل ٹھہر کر اسے دیکھنے لگی۔۔

مگر۔۔۔ مگر آپ تو مجھے۔۔۔ مجھے پیار کرنے کے لیے لائے ہیں، پھر۔۔۔ میرا ماضی؟۔۔۔ روشبانے کو نہ جانے کیوں جھجک سی محسوس ہوئی۔۔

بالکل پیار کرنے لایا ہوں مگر تمہاری ساری باتیں سن کر بھی تمہیں پیار کر سکتا ہوں، اور ویسے بھی ابھی میرے جذبات نہیں بھڑکے۔۔ صاف لفظوں میں کہوں تو تمہارا شوہر ابھی ٹرن آن نہیں ہوا۔ اگر ہو گیا ہوتا تو تم اتنی باتیں نہیں کر رہی ہوتی۔ اب جلدی سے مجھے بتانا شروع ہو جاؤ، سب کچھ۔۔۔ جو بھی میرے ٹوٹے کے اس معصوم دل نے سہا ہے، سب کچھ۔ بھی باقی نار ہے نا؟ کوئی خلش، نہ کوئی تلخ یاد۔۔

رہے۔ تم سب کچھ مجھے دے کر خود ہلکی ہو جاؤ، ان سارے ماضی کے زخموں کے بوجھ سے آزاد۔۔ داعود نے اس کے عارض سہلاتے، ایک عزم سے کہا تھا۔۔ جبکہ اس کی بات پر ہی روشہانے کی آنکھیں نم ہوئی تھیں اور حلق میں آنسوؤں کا گولا اٹکا تھا۔۔

م۔ میں۔۔ وہ۔۔

روشہانے کو سمجھ نہ آئی، وہ بات کہاں سے شروع کرے۔۔

اچھا، روکو۔۔ میں ایک کام کرتا ہوں۔۔ لائٹ ڈِم کر دیتا ہوں۔۔ تم پھر مجھے بتانا، جو بھی میں تم سے پوچھوں۔ اور تمہیں ڈرنے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، میں یہی ہوں تمہارے پاس، تمہارے بہت قریب، تمہاری سانسوں میں بسا۔۔ ہم۔۔ داعود نے نرمی سے اس کے لب چومتے، اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا تھا۔

جانتا تھا یہ مرحلہ اتنا آسان نہیں ہونے والا تھا۔ اس کے لیے اسے کسی کی مینٹل اور ایموشنل سپورٹ کی ضرورت تھی۔ وہ تو خود کو اس کے اور ڈاکٹر کے سامنے بہت مضبوط ظاہر کرتی تھی، مگر اندر سے وہ کس قدر ٹوٹی ہوئی تھی، اس بات کا اندازہ اسے اور ڈاکٹر دونوں کو ہی تھا، اور انہی کے مشورے پر داعود یہ کام کر رہا تھا۔ اسے اپنے ماضی کو بھولنا ہو گا، تبھی یہ ساری بیماریاں اس کا پیچھا چھوڑیں گی۔۔

داعود کمرے کی لائٹ ڈِم کرتا، دونوں پر کمفوٹر دیتا، اسے اپنے حصار میں لیتا، اس کا سر اپنے سینے پر رکھتا، اسے اپنی موجودگی کا بھرپور احساس کروا رہا تھا۔۔

روشہانے نے ایک گہرا سانس لیتے، وہ سارے لمحے یاد کیے تھے۔ ماضی کی تلخ یادوں نے جب اس کے دماغ میں دستک دی تو آنکھیں اپنے آپ ہی نم ہوئی تھیں، جنہیں داعود نے بہت نرمی سے چوما تھا۔ وہ ہمت کرتے، اس کے ساتھ خود کو ریلیکس کرنے لگی اور اپنے دماغ پر زور ڈالتے، بات کا آغاز کرنا چاہا۔۔

ایک کام کیجیے، آپ مجھے یہ بتائیں، آپ کے فادر کی ڈیتھ کیسے ہوئی تھی؟۔۔ داعود نے اسے بارہا اپنے لب کھول کر بند کرتے دیکھ کر اسے ایک سرا دیا تھا۔۔

روڈ ایکسیڈنٹ تھا۔۔ بابا آفس سے واپس آ رہے تھے، مگر وہ ایکسیڈنٹ نارمل نہیں تھا۔ جس دن بابا انتقال ہوئے، دادا بابا کے پاس آئے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ بابا ان کے خاندان کی لڑکی سے شادی کر لیں، تاکہ خاندان کا پیسہ خاندان میں رہے۔ وہ لڑکی بابا کی کزن تھی، ان لڑکیوں کا نام قدسیہ ہے۔ ان سے شادی کرنے سے سارے پیسے دادا کے ہو جاتے، کیونکہ وہ ساری پراپرٹی ان لوگوں سے اپنے بیٹے کے ذریعے اپنے نام کروا لیتے۔ مگر بابا نے انہیں صاف انکار کر دیا تھا، اور اپنے حصے کو بھی انہیں ہی دے دینے کا کہا تھا۔ بس یہی بات دادا کو برداشت نہیں ہوئی، اور اگلے دن شام کو جب بابا واپس آ رہے تھے، تب ہی بابا کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔۔

تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے یہ پہلے سے پلانڈ تھا، اور ابراہیم خان نے ہی پلان کیا تھا؟ کیونکہ ہو سکتا ہے تمہیں غلط فہمی ہو۔ کوئی بھی باپ اپنی اولاد کو تکلیف نہیں پہنچائے گا۔۔

بالکل ہوتے ہوں گے وہ باپ، مگر یہ انہوں نے ہی کیا ہے۔۔

کیونکہ بابا کی موت کے بعد ان کے چہرے پر غم کا ایک آثار بھی نمایاں نہیں تھا، الٹا انہوں نے بابا کے غم کو دیکھنے کے بجائے ان کی پراپرٹی میٹرز میں انٹرسٹ لیا تھا۔ ہم سے بابا کا بدلہ لیا انہوں نے۔ زبردستی میری ماں سے وہ ساری چیزیں سائن کروا لیں۔ یہ جس کوٹھری پر یہ لوگ بیٹھے بڑے شان سے کہہ رہے ہوتے ہیں، "ابراہیم خان ہاؤس"، وہ میرے بابا کی حق حلال کی کمائی سے بنی ہے۔ یہ ہمارا گھر ہوا کرتا تھا۔ اس کا نام بابا نے "ایس کے مینشن" رکھا تھا، موم کے اسرار پر۔۔

آپ کو پتا ہے، وہ پہلے بابا سے اتنی نفرت نہیں کرتے تھے، جب تک بابا ان کی باتیں سنتے تھے۔ وہ چاہتے تھے بابا بھی ان کی طرح ہوں، ظالم، جابر، جبکہ بابا ایسا کچھ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ نہ وہ موم سے بدتمیزی کرتے تھے، نہ مجھ سے۔ میں اپنے بابا کی نوری تھی۔ ان لوگوں کی لالچ نے مجھ سے میرا نور چھین لیا، میری زندگی اندھیری کر دی۔۔

بارہ سال کی تھی میں، جب بابا مر گئے۔ مجھے پتا ہے انہی لوگوں نے مجھ سے میرا باپ چھینا ہے، کیونکہ اس کے مرنے کا سب سے زیادہ فائدہ انہیں ہی ہوا ہے۔۔

آپ بول رہے تھے، ہو سکتا ہے مجھے غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ میرے دادا نے اپنے وہ کاغذات سائن کروانے کے لیے میری ماں کے پیچھے اس غنڈے کو لگا دیا۔ اس نے۔۔۔ اس نے م۔م۔ میری عدت میں موجود ماں کا ریپ کیا تھا، اور انہوں نے کچھ نہیں کہا تھا۔ اسے بچایا، انہوں نے اس غنڈے کو۔ ان کی بے بسی اور لالچ کی وجہ سے کچھ ہی دن میں میری ماں بھی مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔ سب ختم ہو گیا۔۔

اب مجھے سمجھ نہیں آتا کہ ان لوگوں نے کیوں مجھے میرے ماں باپ کی طرح مار کر پھینک نہیں دیا۔ بہت ہی آسانی سے انہوں نے دونوں دفعہ قتل کے کیس کو اپنی طاقت کے دم پر دبا کر ختم کر دیا تھا۔ یہ لوگ سفاک ہیں، انہیں کسی کی موت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔

اپنی ماں کی موت اور اس کا ریپ اپنی ان آنکھوں سے سامنے بیٹھ کر دیکھا ہے میں نے۔ اس آدمی کی سکون بھری آواز آج بھی یاد ہے مجھے۔ ماں۔۔ ماں کا وجود مردہ ہونا یاد ہے مجھے۔ ان کا دم نکل چکا تھا، مگر وہ نہیں رکا تھا۔۔

پورا گھر، پورا گھر گارڈز سے بھرا ہوا تھا، اس کے باوجود۔۔۔ اس کے باوجود میری ماں کے ساتھ وہ سب کچھ ہوا۔ ان ساری چیزوں کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ان کی کال اس کے فون پر آتے دیکھی تھی۔ کیسے بھول جاؤں؟ نفی میں یہ غلط فہمی نہیں تھی۔۔

اس شخص نے جان کر میری ماں باپ کی زندگی اجاڑ دی، صرف اپنی ضد، اپنی انا کے لیے۔ کیونکہ بابا نے موم سے پسند کی شادی کی تھی، اور وہ دوبارہ کسی سے شادی کرنا نہیں چاہتے تھے۔

میری موم کی پہلی اولاد بیٹا نہیں تھا، بس انہیں موقع مل گیا تھا سب کچھ کرنے کا۔ جب وہ بابا کو جھکا نہ سکے تو انہوں نے بہت ہی آسانی سے انہیں مار دیا۔۔

آپ کو اب بھی لگتا ہے مجھے وہم ہے؟ اب بھی وہم کی گنجائش ہے؟ ان لوگوں نے اس کی بیٹی کو ماسی بنا دیا۔ اس کے بعد پورے آٹھ سال تک میں ان سب کے تانے سنے ہیں، ان سب کا ٹارچر برداشت کیا ہے۔ کبھی چوہے اور چھپکلیوں سے بھرے کمرے میں مجھے پھینک دینا، کبھی کسی باہر کے آئے مہمان کے سامنے مجھے ذلیل کرنا، سرونٹ کوارٹر کی صفائی مجھ سے کروانا، جان کر مجھے ٹائٹ کپڑے پہنا کر اپنے مہمانوں کے سامنے بلانا، تاکہ وہ نظروں سے اپنی ہوس پوری کر سکیں۔۔

ان میں بہت سوں نے تو میرے ہاتھ کو بھی چھونے کی کوشش کی ہے۔ کبھی چائے کے بہانے، کبھی پانی کے۔۔ میں نے وہ سب کچھ برداشت کیا ہے۔ کبھی اپنے ہاتھ کو گرم پانی سے دھوتی تھی تو کھروچ کر رکھ دیتی تھی، مگر پھر بھی وہ گندگی نہیں جاتی تھی۔۔

۔۔ میری ساری کریمیں جان کر مجھے اپنے یونی کے فرینڈز کے سامنے کہتی، انہیں ناچ کے دکھاؤ۔ "یہ تو مردوں کو بہت اچھے سے لبھاتی ہے۔" وہ اپنے میل فرینڈز کے سامنے مجھے ڈانس کا کہتی اور دو سارے مجھ پر مل کر ہنستے تھے۔ مجھ پر سامان پھینکنا، مجھے دھکا دینا، مارنا، بے جاں کام کروانا، رات رات بھر مجھے سٹور روم میں بند کر دینا، دو دن تک مجھے کھانا نہ دینا، یہ سب ان لوگوں کے

عام بات تھی کیونکہ ان کے بقول ان کا سب کچھ میں نے خراب کر دیا ہے۔ وہاں سب کو میں ہی پنچنگ بیگ لگتی تھی، اس لیے سب نے ہاتھ صاف کر لیے۔۔

جب دادا نے مجھے نکاح کا بتایا تھا، میں نے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ دل میں ایک امید جاگی تھی، شاید اب یہاں سے آزادی مل جائے گی۔ جو بھی جیسا بھی ہو گا، بھلے ہی مجھ پر غصہ کرے گا، کم از کم شوہر تو میرا اپنا ہو گا، کوئی مجھے ہاتھ نہیں لگا سکے گا، صرف وہی لگائے گا، مگر اسے بھی تو حق حاصل ہو گا۔ اسی سوچ نے مجھے ڈھارس دی تھی۔ میں خاموش رہی، آپ سے نکاح کر لیا۔۔

مجھے لگا تھا آپ اس وقت رخصتی لیں گے، مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ تین سال، بلکہ ساڑھے تین سال، مجھے ان لوگوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا اور انہیں ایک اور موقع مل گیا تھا مجھ پر ظلم کرنے کا، تو انہوں نے کیا۔۔

مجھ سے نکاح کے بعد وہ مجھے کسی کے سامنے نہیں بھیجتے تھے، مگر آپ کو نہیں پتا اپنے ہی گھر میں کن مشکلوں سے میں نے اپنی عزت بچائی ہے۔ میری بڑی تائی، ان کی بہن کا بیٹا، ارمیز۔۔۔ وہ ہر وقت میرے پیچھے رہتا تھا۔ مجھے نہیں پتا میری کزن نے اسے کیا بتایا تھا میرے بارے میں، مگر جب سے وہ ابروڈ سے آیا تھا، مجھے ہی ہراساں کرتا تھا۔ جو موقع اسے مل جائے۔۔۔ یہاں آنے سے پہلے تک یہ سلسلہ چلتا رہا ہے۔۔

اور آپ کو اتنے سب کچھ ہونے کے بعد بھی لگتا ہے مجھے غلط فہمی ہے؟ غلط فہمی نہیں ہے، بس ان کے کالے کارناموں کا ثبوت نہیں ہے، ورنہ جو بھی ظلم اور زیادتی انہوں نے کی ہے، اس کی

جیتی جاگتی ثبوت ہوں میں۔ میری ماں کو مار کر اسے سوسائیڈ کیس بنا دیا تھا، وہ بھی بڑے ہی آسانی سے۔۔

روشہانے اپنے دل کا مکمل غبار نکالتے کے بعد ہی خاموش ہوئی تھی۔ اس بیچ بس کچھ ہی باتوں میں اس کی زبان لڑکھڑائی تھی، ورنہ اس نے خود کو کمال مہارت سے سنبھالا تھا۔۔

اپنی بات ختم کرتے اس نے داعود کو دیکھا تھا، جو دم سادہ سا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آرہا تھا کہ اس نے اتنا کچھ سہا ہے، اور اس کے باوجود وہ زندہ ہے۔یہی بات اپنے آپ میں بہت دردناک تھی۔۔

روشی۔۔۔" داعود نے آنکھیں میچ کر کھولتے اسے پکارا تھا، جس کی نظروں میں سپاٹ پین" واضح محسوس ہو رہا تھا۔ وہ داعود کی پکار پر بھی اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔ نظریں ساکت تھیں۔۔۔ ایک عجیب سی سرد مہری ان میں اتری ہوئی تھی۔۔

داعود کو بے ساختہ اپنے دل میں درد کی لہر اٹھتی محسوس ہوئی اور ایک بار پھر اس کے ضمیر نے اسے جھنجھوڑ دیا تھا۔۔

وہ اس قدر ٹوٹی لڑکی کو مزید توڑ رہا تھا، مگر جو بات اسے سب سے زیادہ پریشان کر رہی تھی وہ یہ کہ اس کے ہوتے ہوئے یہ سب کچھ ہوا۔ وہ اس کے نکاح میں تھی، اس کے باوجود وہ اپنی بیوی کی حفاظت کرنے میں، اسے تحفظ فراہم کرنے میں ناکام رہا۔۔

داعود نے قرب سے سوچتے اسے خود سے لگایا تھا، جبکہ روشبا نے اپنے اوپر گزری چیزیں اسے بتانے کے بعد کافی ہلکا محسوس کر رہی تھی۔ اس نے اپنی پوری زندگی کے وہ راز، کسی پر عیاں نہیں کیے تھے، وہ آج اس نے داعود کو بتا دیے تھے۔۔

ہاں، اس نے اپنے اعصابوں اور جذبات کو اس قدر قابو میں رکھا تھا کہ وہ ٹوٹے نہ، بکھرے نہ، اسے کسی کے سہارے کی ضرورت نہ پڑے، وہ مضبوط ہو۔۔۔ مگر خود کو مضبوط بنانے کے چکر میں اس نے خود کو تمام جذباتوں سے عاری کر لیا تھا۔ اتنا کہ صرف ایک جذبہ اس کے دل میں بچا تھا، وہ تھا داعود سے محبت کا۔۔۔ مگر داعود کی بے اعتنائی اور برے رویے نے اسے اپنے خول میں چھپنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

اور اب اس کے اظہار کے باوجود وہ اس کے جذباتوں کا جواب اس محبت سے نہیں دے پاتی تھی۔ وہ کوشش کر رہی تھی خود کو، اپنے رشتے کو نارمل کرنے کی، مگر یہ سب اس کے بس میں نہ تھا۔ جتنی وہ اپنی طبیعت پر کنٹرول کر سکتی تھی، داعود کے لیے وہ کر رہی تھی۔۔۔ رات کو سونے کی کوشش۔۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔۔ اپنی ڈائٹ کا خیال رکھنا۔۔

وہ ہر ممکن کوشش کر رہی تھی کہ داعود اس کی وجہ سے پریشان نہ ہو، مگر جو اس کے بس میں نہیں تھا، وہ اپنے جذبات اس پر کھل کر عیاں کرنا۔۔۔ اسے بتانا کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی ہے، اس کی دیوانی ہے۔۔۔ مگر اس نے ہمیشہ کی طرح اپنے لیے بولنے کے بجائے خاموش رہنا بہتر سمجھا تھا۔۔

وہ اپنی ہی سوچوں کے جہاں میں گم تھی، جب داعود نے اس کا چہرہ تھام کر اپنے سینے سے الگ کیا تھا۔ وہ اس کے روبرو ہونے کے لیے اس کے چہرے کے سامنے اپنا چہرہ کر گیا تھا، تاکہ بہ آسانی اس کی آنکھوں میں دیکھ سکے۔۔

روشی۔۔۔؟!" داعود کو سمجھ نہ آیا وہ اس سے کیا کہے، کن لفظوں سے اس کی دل جوئی کرے،" اس کا غم بانٹے۔۔۔ کیونکہ وہ رو نہیں رہی تھی۔ اس نے ہمیشہ کی طرح اپنی ہر ایک ایکٹ سے داعود کو حیران کیا تھا۔ اب بھی وہ بس سپاٹ نظرات لیے ہوئے تھی۔۔

داعود کی پکار پر وہ اپنے خیالات سے باہر آتی، خود پر قابو کرتے، ایک گہری سانس لیتے اس کی طرف دیکھنے لگی، جس کی آنکھیں خود ضبط سے لال ہو رہی تھیں۔ شاید اس کا دل بھی اس کے غم میں رو رہا تھا، مگر مرد تھا، اپنی بیوی کے سامنے رو نہیں سکتا تھا، ورنہ اس کی امیج پر اثر پڑتا۔۔

روشبا نے یہ سب سوچ کر مسکرا دی۔۔

چلو، کوئی تو تھا جو اس کے دکھ میں اس کے ساتھ اداس تھا، ورنہ اسے تو لگتا تھا اس کے مرنے کے بعد کوئی اس کی لاش کو کندھا دینے والا نہ ہو گا، اور اس کا شمار لاوارثوں میں ہو گا۔۔۔ مگر اس کی یہ سوچ غلط ثابت ہوئی۔ اللہ نے اس پر کرم کیا تھا۔ اس کے شوہر کا دل اس کے لیے نرم پڑ گیا تھا۔۔

وہ تھا۔۔۔یہ۔۔۔ اس کے پاس۔۔۔ اس کا کل سرمایہ۔۔۔ جس کے نام سے وہ جانی جاتی۔۔۔ جس کے بنا پر اب وہ اکیلی نہیں تھی۔۔۔ کوئی تھا جو اس کا خیال رکھتا تھا۔۔۔جسے اس کی فکر تھی۔۔۔ کوئی ہے اس کے بابا کے بعد جو اسے اس کی خوبصورتی کے لیے نہیں چاہ رہا۔۔۔ اس کے پیسوں کے لیے نہیں چاہ رہا۔۔۔ اسے بس اس کے لیے چاہ رہا ہے۔۔۔

یہ سوچ ہی بڑی پیاری تھی۔۔۔

اسے دیکھتے روشہانے کا دل یکدم بھر آیا تھا اور وہ بغیر انجام کی فکر کیے داعود کے عارض پر ہاتھ رکھتے اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑ گئی، جو ابھی کچھ دیر پہلے اس کے پیار کرنے والی بات پر سفید پڑ گئی تھی، وہ اب خود اسے کس کر رہی تھی۔۔

اس کی حرکت پر داعود کی آنکھیں تحیر سے پھیلی تھیں اور وہ آنکھیں پھیلائے روشہانے کو دیکھ رہا تھا، جو آنکھیں موندے نرمی سے اس کے لبوں کو چوم رہی تھی۔۔

اسے کس کرنے کے دوران روشبانے کی آنکھوں سے آنسو بہے تھے، جنہیں دیکھتے داعود انہیں اپنی پوروں سے صاف کرتا اس کا ساتھ دینے لگا۔۔

کافی دیر بعد وہ اس سے الگ ہوا تو روشبانے اس کے ماتھے سے ماتھا لگا گئی تھی۔۔

آپ کو مجھ سے کچھ پوچھنا نہیں ہے؟" کچھ دیر خاموشی کے بعد روشبانے نے اپنے دل میں" ابھرتے سوال اس سے کر گئے، جبکہ اس کی بات پر داعود کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔

کس طرح کے سوال؟" داعود کو کچھ سمجھ نہ آئی۔۔"

مطلب میرا ایک عرصے۔۔۔ ایک عرصے تک ہراس ہوا ہے تو آپ۔۔۔ اس بارے۔۔۔"" روشبانے نے اٹکتے ہوئے اپنی بات کہی، جبکہ اس کی بات پر داعود کے ماتھے کے بل ختم ہوئے تھے اور اس نے نرم نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھا تھا۔۔

تم سے کیوں کروں گا سوال؟" داعود نے اپنی بات سے اسے حیران کیا تھا۔۔ "سوال تو اس" سے ہو گا جس نے تمہیں چھونے کی غلطی کی ہے، بلکہ اب سوال جواب نہیں، حساب ہو گا۔ ان سب، جس جس نے میری جان کے ٹوٹے کو تکلیف دی ہے، ان سب کو حساب دینا ہو گا، بلکہ "اب اپنا کھاتا کلوز کروانا ہو گا۔ تم کیوں دو گی جواب؟ جواب تو وہ سب دیں گے۔۔

ویسے تم اس انسان کو پہچانتی ہو جس نے تمہاری موم کا ریپ کیا تھا؟" داعود کو اس وقت یہ" سوال مناسب تو نہیں لگا، مگر اب وہ ملزم کو زیادہ دیر تک آزاد پھرنے بھی نہیں دے سکتا تھا۔ جتنی دیر وہ آزاد رہ چکا تھا، یہ اس کی خوش نصیبی تھی، مگر اب اور نہیں۔۔

ایسا ہو سکتا ہے کوئی اپنے جان سے عزیز ماں باپ کے قاتلوں کو بھول جائے؟ وہ بھی وہ شخص" جو آپ کے اپنے ہوں۔ اپنوں کا وار دل میں ناسور کی طرح رہتا ہے، جو اندر ہی اندر آپ کو سڑاتا ہے۔۔" روشبانے نے قاس کر اس کے گرد اپنی بانہیں باندھتے اس سے کہا تھا۔۔

"پتا ہے روشی، پہلے دن جب میں تمہیں لایا تھا، تمہیں یوں بے ہوش ہوتا دیکھ ۔۔۔ اور جب مجھے پتا چلا تھا تمہیں اتنی ساری پرابلمز ہیں، تب ایک لمحے کے لیے میں کمزور پڑ گیا تھا۔ جب تم ہوش میں نہیں آرہی تھی ۔۔۔ تمہیں ہاشم یاد ہے نا ۔۔۔"

اس کا اللہ پر توکل دیکھ کر ایک لمحے کو میں بھی حیران رہ گیا تھا، پھر میں نے دعا مانگی تھی کہ تم ٹھیک ہو جاؤ ۔۔

تمہیں پتا ہے، میں نے کبھی کسی لڑکی میں انٹرسٹ نہیں لیا، مگر زار بھابھی ۔۔۔ جب ان کو دیکھتا تھا، مجھے بہت دکھ ہوتا تھا کیونکہ شروع کے دنوں میں ان کے اور لالا کے تعلقات بالکل بھی ٹھیک نہ تھے۔ ان کا رویہ بھابھی کے ساتھ بہت سخت تھا، پر بھابھی نے کبھی بھی اپنے لیے اسٹینڈ نہیں لیا تھا۔ لالا کچھ بھی کہتے کرتے، وہ سب کچھ چپ چاپ برداشت کرتی تھی۔ ان کی یہی کمزوری مجھے بری لگتی تھی ۔۔

میں چاہتا تھا میری بیوی میری طرح کمزور نہ ہو۔ میں اگر ایک کہوں تو وہ چار کہے۔ اگر کبھی خدا نخواستہ میں اسے ماردوں تو وہ میرا ہاتھ روک دے۔ وہ خود میں اتنا اعتماد رکھتی ہو، وہ ایموشنلی بہت سٹرونگ ہو ۔۔۔ اور دیکھو، مجھے مل گئی تم۔ اللہ نے کیسے میری بات سن لی ہے ۔۔

داعود نے اس کے بال سہلاتے کہا تھا، جبکہ اس کی بات پر روشبا نے کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی ۔۔

وہ اس لیے چپ نہیں تھی کیونکہ وہ کمزور تھی، وہ اس لیے خاموشی اختیار کرتی تھی کیونکہ وہ کسی بھی قیمت پر آپ کے لالا کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔ وہ کمزور نہیں، صابر عورت تھی، جنہوں نے شوہر کے تلخ رویے پر صبر کیا تھا، اور اس صبر کا پھل بھی تو دیکھیں آپ۔۔۔ انہیں کیسا ملا ہے۔ اب لالا انہیں اپنے ہاتھ کا چھالا بنا کر رکھتے ہیں، اور مجھے نہیں لگتا یہ صرف ان کے آنے والے بے بی کی وجہ سے ہے، یہ سب وہ بھابھی کے لیے کرتے ہیں۔۔

اور اگر فرض کریں دونوں ہی ایک دوسرے کو جواب دے کر برا رویہ اختیار کر لیں گے، تو ان کے رشتے میں کس قدر غلط فہمی اور دوری آجائے گی۔ دونوں کی حاضر جوابی اور پلٹ کر وار کرنے سے رشتے خراب ہو سکتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ ایک گرم اور ایک نرم رہے، تاکہ ان کا رشتہ بیلنس رہے، ورنہ شیطان کو تو موقع چاہیے ہوتا ہے میاں بیوی کے درمیان فساد کرنے کا۔۔"

روشبا نے اسے دیکھ کر کہا تھا۔۔

تو اس کا مطلب ہے تم خود مجھے جواب نہیں دیتی تو تمہیں مجھ سے محبت ہے؟" داعود نے اس کی بات پر سمجھنے کے انداز میں سر ہلاتے وہ بات پوچھ ہی لی، جو وہ سننا چاہتا تھا۔۔

یہ سوال آپ میری بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کر رہے ہیں، تو میں بھی پھر پوچھ سکتی ہوں۔۔۔" یہ جو آپ میرے لیے اتنا سب کچھ کر رہے ہیں، تو کیا آپ کو۔۔۔ مجھ سے محبت ہے؟" روشبا نے جواب دینے کے بجائے الٹا سوال کر دیا۔۔

تمہیں میرے انداز سے کیا لگتا ہے؟" داعود نے بات گھمائی۔۔"

لگنے کو تو انسان کو بہت کچھ لگتا ہے، اور اسے لگنے کے چکر میں انسان غلط فہمی اور خوش فہمی کا" "شکار ہو جاتا ہے، اور میں آپ کے معاملے میں دونوں کا ہی شکار نہیں ہونا چاہتی۔۔

روشبانے نے بھی اسے اس کے انداز میں زیر کیا تھا۔۔

تو کس نے کہا ہے شکار ہونا؟ میری آنکھوں کو دیکھو اور بتاؤ، کیا لگتا ہے تمہیں؟" داعود اسے" اپنے روبرو کرتے ہوئے بولا۔۔

۔۔مجھے تو آپ کی آنکھوں میں اس وقت میں دیکھ رہی ہوں مگر۔۔ مگر اس کا یہ تو مطلب نہیں کہ آپ کو مجھ سے محبت ہے۔۔ روشہانے نے صاف ماننے سے انکار کیا تھا۔

کیا مطلب ہوا اب اس بات کا؟ جب آنکھوں میں تمہارا عکس ہے تو محبت بھی تم سے ہوئی نا۔" جب بیوی تم ہو تو محبت بھی تم سے ہو گی نا؟" داعود کو اس کی منطق سمجھ نہ آئی۔۔

ہو گی مگر اظہار تو نہیں کیا نا۔۔" روشہانے نے ماننے سے صاف انکار کیا تھا۔۔"

اوہ تو صاف کیوں نہ۔۔۔ تمہیں اظہار چاہیے؟" داعود نے اس کی بات سمجھتے ہوئے بے شرمی" سے مسکرایا تھا، جبکہ اس کی حرکتوں پر روشہانے اسے آنکھیں بھی نہ دیکھا سکی۔۔۔

تو صاف کہوں نا، تمہیں اظہار چاہیے۔۔" اس کی بات سمجھتے داعود نے بے شرمی سے" مسکراتے ہوئے کہا تھا، جبکہ روشہانے اس کی حرکت پر اسے آنکھیں بھی نہ دیکھا سکی۔۔۔

ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔" روشہانے نے لڑکھڑاتے لہجے میں انکار کیا۔۔"

"ہمم، میں نے کب کہا ایسا ہے۔۔ میں تو کہہ رہا تھا تم چاہتی ہو کہ میں اظہار کروں۔۔"

کہا نہیں ہے تم نے۔۔۔ اور ان دونوں باتوں میں فرق کیا ہے؟" روشہانے کو اس کی منطق سمجھ نہ آئی۔۔

فرق ہے چاہ کا۔۔ فرق یہ ہے کہ میں جان رہا ہوں میری بیوی کچھ چاہ رہی ہے، اور اسے اس بات کو کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہیں پتا ہے، خوش نصیب ہوتا ہے وہ مرد جو بغیر بیوی کے کہے اس کی آنکھوں سے اس کی بات سمجھ جائے۔۔

ورنہ مجھے لگتا تھا کہ میاں بیوی کے درمیان محبت شادی کے شروع دنوں میں ہوتی ہے، اس کے بعد بس تعلق اپنی اپنی اولاد کے لیے گھسیٹ رہے ہوتے ہیں، اور مجھے یہ بات بے حد بری لگتی تھی کیونکہ میری نظر میں میاں بیوی کا رشتہ ایک بہت ہی حسین رشتہ ہے، اور اس حسین رشتے کی خوبصورتی ہمیشہ برقرار رہے، نہ کہ صرف تب تک جب تک آپ کا پارٹنر ینگ ہو۔ اس رشتے کی خوبصورتی صرف جسمانی تعلقات تک نہیں ہونی چاہیے۔۔"

داعود نے اس کے بال سنوارتے ہوئے کہا تھا، اور روشہانے اس کی بات میں کہیں کھو سی گئی تھی۔۔

آپ کو پتا ہے، بابا بھی ماما سے ایسی ہی محبت کرتے تھے۔ میں بابا کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ آپ کو پتا" ہے جب میں ہوئی تھی، اس وقت ڈاکٹر نے بابا سے کہا تھا کہ ماما اب کبھی دوبارہ ماں نہیں بن سکتی، مگر بابا نے کچھ نہیں کہا تھا۔ انہوں نے صرف یہ کہا تھا کہ وہ کریں جس سے ان کی وائف کی جان سیف ہو۔ ایک پل کو تو وہ مجھے ابورٹ کرنے کو تیار تھے۔ ہاں، یہ بات مجھے چبھتی تھی، مگر بابا موم سے پیار ہی اتنا کرتے تھے۔ ان کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ ان کا بیٹا ہے یا نہیں، صرف اس بات سے پڑتا تھا کہ موم ٹھیک ہے، وہ خوش ہے بس۔۔۔ اور کچھ نہیں۔
"انہیں زیادہ تر ٹائم صرف موم کی فکر ہوتی تھی۔۔

روشہانے اسے مسکرا کر اپنے ڈیڈ کے بارے میں بتانے لگی تھی، جب اس کے دونوں ہاتھ کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھاتا وہ اس پر سیاہ فگن ہوا تھا، اور اس کے لبوں کے بیچ ایک بہت ہی خوبصورت سا گلاب تھا۔۔

روشہانے نے آنکھیں پھیلائے پہلے اسے اور پھر گلاب کو دیکھا تھا کیونکہ وہ بہت ہی پیارا، ایک انتہا کا سرخ گلاب تھا، جو دور سے ہی روشہانے کو اپنی طرف مائل کر رہا تھا۔۔

داعود نے اسے شاکڈ ہوتا دیکھ کر وہ پھول اس کے لبوں کے پاس رکھ دیا اور احتیاط سے پیچھے ہوا۔۔

میں نہیں جانتا کہ ہم نے کبھی ہمارے رشتے پر غور کیا ہے یا نہیں، اس کے بارے میں سوچا ہے" یا نہیں، مگر میں نے بس تمہیں ہی سوچا ہے۔ تم اظہار کا کہہ رہی ہو کہ میں نے کیا نہیں۔۔۔ جب

سے تم زندگی میں آئی ہو، تم سے فرصت ہی نہیں ملتی کہ کسی اور چیز کے بارے میں سوچوں۔
جب تم پاس نہیں ہوتی، تب یہ دونوں تمہارے پاس ہوتے ہیں، تو میرے دور ہونے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہوتا کیونکہ تم دل و دماغ کے ساتھ روح کی بھی ملکہ بن گئی ہو، اور ہر وقت ان تینوں پر سوار رہتی ہو۔۔

تو اب آپ ہی بتائیں، ملکہ۔۔۔ آپ کا یہ غلام کرے تو کیا کرے؟ میں جو آپ کی محبت میں اس قدر پاگل ہے کہ اسے ہوش ہی نہیں کسی چیز کا، کب کہاں کیا ہو رہا ہے۔۔۔ اسے کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ اگر کسی کی فکر ہے تو وہ آپ ہیں۔۔"

کسی چیز کا، کب، کہاں، کیا ہو رہا ہے، اسے کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ اگر کسی کی فکر ہے تو وہ آپ ہیں۔۔

داعود نے اپنے سینے اور سر (دل و دماغ) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس سے کہا تھا۔۔

"مگر اس کا یہ بھی مطلب نہیں کہ تم نے مجھے ناکارہ بنا دیا ہے۔ وہ دراصل پہلی دفعہ بیوی سے محبت ہو گئی ہے، وہ بھی اس قدر، تو فنا ہی سمجھ نہیں آرہا ہینڈل کیسے کروں۔۔" داعود بیچ میں تھوڑا نروس ہوا تھا۔۔

"اہم۔۔۔ اہم۔۔۔ روشی!۔۔ میں بس اپنے اظہار پر اتنا کہوں گا کہ ہم کبھی بھی زندگی کے اس مقام پر نہیں پہنچیں گے جہاں تمہیں یہ لگے کہ داعود یوسفزئی کو اپنے دل و جان سے عزیز بیوی

سے محبت نہیں رہی۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں، میں زندگی میں کبھی وہ دن آنے نہیں دوں گا جب تمہیں میری محبت میں کمی محسوس ہو۔۔

تم جب جب مجھے چاہو گی، میں تمہارے لیے میسر ہوں گا۔۔ صاف صاف الفاظ میں ہی کہوں گا کیونکہ مجھے باتوں سے لوگوں کو لبھانا نہیں آتا۔۔

بے حد محبت کرتا ہوں تم سے۔۔۔ اس لیے نہیں کہ تمہارے ساتھ رومانس کر سکوں، اس لیے کیونکہ تمہارے ساتھ زندگی بسر کر سکوں۔۔

محبت کرتا ہوں تم سے اس لیے کہ تم بیوی ہو میری، مگر اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ کوئی بھی لڑکی میری بیوی کے عہدے پر فائز ہوتی تو میری محبت کی حقدار ہو جاتی۔۔ یہ حق صرف تمہیں حاصل ہے۔۔۔

محبت ہو گئی ہے تم سے کیونکہ تم سکون ہو۔۔۔ اس لیے نہیں کہ تم سے سکون حاصل کرتا ہوں، اس لیے کیونکہ تمہارے سینے پر سر رکھ کر میں دنیا اور اس کے غم دونوں کو بھول جاتا ہوں۔۔

محبت کرتا ہوں تم سے کیونکہ تم مجھ پر جان چھڑکتی ہو، مجھ سے بھی زیادہ۔۔۔ اور چاہتا ہوں میں تمہیں، تم سے بھی زیادہ۔۔

تم روشہا نے داعود یوسفزئی کی، داعود یوسفزئی کے دل کی ملکہ۔۔۔ اس کی اکلوتی منکوحہ سے اس کی اکلوتی بیوی، اور اب محبوب بیوی بن گئی ہو۔۔"

داعود اس کے لبوں پر لب رکھتے بولا تھا۔۔

"بہت عزیز ہو تم مجھے۔۔۔ ایک خراش بھی برداشت نہیں کر سکتا میں تم پر۔ میرا کل سرمایہ ہو تم۔ تمہیں دور بھیجنے کا سوچ کر ہی میری جان جاتی ہے، مگر پھر یہ کڑوا گھونٹ مجھے پینا ہے کیونکہ۔۔۔ میرے لیے یہی میری سزا ہے۔۔

مجھے یہ بھی نہیں پتا تمہیں میرا اظہار پسند آیا ہے یا نہیں، بس اتنا جانتا ہوں کہ یہ مونسٹر تمہاری امانت ہے، اور مرتے دم تک رہے گا۔ کسی اور کا نہیں ہو گا۔ تم بیس سال بعد بھی آؤ گی نا، تب بھی تمہیں یہی ملے گا۔۔"

داعود نے اس کے لبوں پر رکھا گلاب اٹھا کر اس کے سامنے کیا تھا، جبکہ روشہانے بس حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"گلاب تو تھام لو۔۔۔ پروپوز تھوڑی کر رہا ہوں جو تم پھول نہیں تھام کر مجھے ریجیکٹ کر دو گی۔۔" اسے سکتے میں دیکھ کر داعود نے ماحول کو تھوڑا ہلکا کرنا چاہا۔۔

جبکہ اس کی بات پر روشہانے اپنی شاکڈ کیفیت سے باہر آتے اسے غصے سے دیکھنے لگی۔۔

"حد کرتے ہیں آپ! بندے کو سمجھنے میں وقت تو لگتا ہے نا۔ مجھے آپ کی باتیں پروسس کرنے میں وقت لگا۔۔" روشہانے نے اسے نروٹھے پن سے کہا تھا۔۔

اچھا، اب اگر بات سمجھ آئی ہو تو ذرا پھول بھی تھام لیں اور اظہارِ محبت کا جواب بھی دے"
دیں۔۔" داعود نے دوبارہ اس کی طرف گلاب بڑھایا تھا۔۔

پھول تو میں تھام لوں گی۔۔۔ مگر اظہارِ محبت کا جواب ابھی نہیں دوں گی، وہ مجھ پر ادھار"
ہے۔۔"

روشہانے اس کے ہاتھ سے گلاب تھامتے، اسے اپنی ناک کے قریب لے جاتے، اس کی خوشبو
اپنے اندر اتارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اچھا، اگر جواب بعد میں دینا ہے تو اپنا پروپوزل قس لے لوں؟ کیونکہ میرے ٹوٹے کا جواب تو"
ہاں میں ہونا ہے نا، میں اسے ایڈوانس میں لے رہا ہوں۔ ادھار جب تم جواب دو گی تو لوٹا دوں
گا۔۔"

داعود بڑے آرام سے اس کے سر پر بم پھوڑتا، اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کے لبوں پر
قابض ہو گیا تھا، جبکہ روشہانے نے بھی کوئی احتجاج نہیں کیا تھا۔۔

وہ نرمی سے اس کے بھلائیوں کو سک کر رہا تھا۔ اس کی قس میں روشہانے نے بھی اس کے
کندھے پر ہاتھ رکھتے اس کا بھرپور ساتھ دیا تھا، جب داعود ایک ہاتھ نرمی سے اس کے بالوں میں
الجھاتے، دوسرے سے اس کے چہرے کو ایڈجسٹ کرتے اسے قس کر رہا تھا، جبکہ روشہانے ہر
ممکن کوشش کرتے اس کا ساتھ دے رہی تھی۔۔

جو اس کے رسپونس کرنے پر بھرپور نرمی کا مظاہرہ کرتے اسے قس کر رہا تھا۔۔

داعود اس کے بھلائیوں کو چھوڑتے اس کے نچلے لبوں کو اپنی دسترس میں لیتا، اس کے چہرے کو رک کر ایڈجسٹ کرنے کے ساتھ ساتھ قربت بھی بدل گیا تھا، اور اسے اپنے نیچے کرتا، اس کے ہاتھ سے گلاب لیتا، اسے تکیے کے اوپر رکھتے، اس کی انگلی سے اپنی انگلیاں الجھا گیا تھا، جبکہ اس کے انگلیاں الجھانے پر روشہا نے بھی اس کے ہاتھ قس کر تھامے تھے۔۔

کچھ دیر بعد اس کی سانسیں معمول سے تیز ہوتا محسوس کر کے داعود اس کے لبوں کو آزادی دیتا، اس کے چہرے کو دیکھنے لگا تھا، جو اس وقت اس کے ڈریس کے ہم رنگ کا ہو رہا تھا۔۔

بال اس کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ داعود نے اس کے عارض سہلاتے، اسے کمر سے تھام کر تھوڑا سا اوپر اٹھاتے، اس کے سارے بال سمیٹ کر نکالے تھے اور انہیں بہت ہی احتیاط سے تکیے پر پھیلایا تھا۔۔

تمہارے بال بہت پیارے ہیں۔۔۔مجھے بے حد عزیز ہیں۔ تم ہمیشہ ان کا مجھ سے زیادہ خیال" رکھنا۔۔"

داعود نے اس کے بال کی لٹ کو تھامتے ہوئے، اس کی خوشبو اپنے اندر اتارتے ہوئے کہا تھا، جبکہ روشہا نے اس کی بات پر دھیمے سا مسکرا دی۔۔

میں کیوں رکھوں گی خیال؟ آپ ہیں ان کا خیال رکھنے کے لیے۔۔۔ آپ رکھیں گے تو ان کا" خیال ہو گا، ورنہ نہیں۔ کیونکہ مجھ سے تو نہیں ہوتا۔ جتنا خیال رکھنا تھا، میں نے رکھ لیا۔۔"

روشہانے نے اس کی بات پر مسکراتے اسے صاف جھنڈی دکھائی تھی۔۔

چلو، میں رکھ لوں گا۔۔" داعود نے اس کی بات مانتے، اس کی شرٹ کے بٹن کھولنے شروع کیے" تھے۔۔

وہ اس کی شرٹ کو سامنے سے کھول کر سرکاتا، اس کی دھڑکنوں کو دیکھنے لگا، جو اس کے چہرے کے اسکن سے زیادہ صاف تھیں۔۔

داعود آج پہلی بار اسے کمرے کی جلتی روشنی میں دیکھ رہا تھا، ورنہ اس سے پہلے جب وہ اس کے قریب گیا تھا، تب کمرے میں صرف اتنی روشنی تھی کہ داعود اس کا چہرہ دیکھ سکتا تھا بس۔۔۔ مگر آج وہ پہلی بار اسے جلتی لائٹ کی روشنی میں دیکھ رہا تھا۔۔

پہلی بار اسے جلتی لائٹ کی روشنی میں دیکھ رہا تھا۔۔

داعود نے اس کے بلائوز کے گلے میں اپنی انگلی پھیری تھی، جبکہ روشہانے گہرا سانس لیتے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔ اس نے داعود کو لائٹ بند کرنے کا نہیں کہا تھا۔۔

اس کی سانسیں اندر کرنے پر داعود کی نظر بے ساختہ اس کے ڈوبتے ابھرتے نشیب و فراز پر گئی تھی، اور بے ساختہ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے برہنہ پیٹ پر رکھا تھا۔۔

جب روشہانے نے اس کے کھردرے ہاتھوں کے گرم لمس پر تڑپتے ہوئے اسے دیکھا تھا، اس کے دیکھنے پر داعود اس کی آنکھوں میں دیکھتا اس کی بیلی بٹن پر جھکا تھا، اور بے ساختہ روشہانے نے ایک ہاتھ سے بیڈ شیٹ کو تھامتے اسے دیکھا تھا۔۔

جب داعود بے باکی سے اس کی گہرائی پر لب رکھتا، وہاں اپنے دانت گاڑ گیا تھا۔۔ وہ اس کی نرم سکن کو اپنے دانتوں میں دباتا، انہیں کھینچ کر چھوڑتے پیچھے ہوتا، اس کا چہرہ دیکھنے لگا، جو اپنے دانتوں میں دبائے ایک طرف کو منہ کیے ہوئی تھی۔۔

میری جان کے ٹوٹے۔۔" داعود نے اپنی ہلکی ہوئی جگہ پر لب رکھتے اسے پکارا تھا، اور پھر اس" جگہ پر انگلی پھیری تھی۔۔

اس کی پکار پر روشہانے نے سسکی سے آنکھیں کھولتے اسے دیکھا تھا، جب اس کے دیکھنے پر داعود اس کی گردن پر جھک گیا تھا۔۔

وہ اس کے چہرے کو اپنے ایک ہاتھ میں دبوچ کر اسے سائیڈ پر کرتے، اس کی گردن کی ہڈی پر لب رکھتے وہاں سک کرنے لگا تھا۔۔ وہاں سے وہ اس کی بیوٹی بون کے اوپر اپنے لب رکھتا اسے دیکھنے لگا، جو وہ چاہ رہا تھا اسے وہ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

داعود نے اس کی گردن سے اپنا چہرہ دور کرتے اس کی گردن کو دیکھا تھا، جہاں دو بار کے ہی لمس سے سرخ نشان بن گیا تھا، مگر اس کی بیوی نے اسے اپنا وہ ری ایکشن نہیں دیا تھا جس کا وہ طلبگار تھا۔۔

وہ بغیر کچھ سوچے اس کی سائیڈ کی دھڑکن پر اپنے لب رکھتا، ایک ہاتھ بیڈ پر ٹکائے دوسرے سے اس کی دھڑکن کو دبوچ گیا تھا، جبکہ اس کے لبوں کے لمس پر ہی روشہا نے اتنی بری طرح لرزی تھی۔۔

اس کی لرزش پر داعود کے چہرے پر ایک بھرپور مسکراہٹ آئی تھی، اور اس نے اس کی دھڑکن کو چھوڑتے اسے دیکھا تھا۔۔

روشی۔۔" داعود نے اس کی دھڑکن پر انگلی رکھتے اسے پکارا تھا، جبکہ اس کے ہلکے سے لمس پر" بھی روشہا نے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔۔

داعود اسے کوئی جواب نہ دیتا، وہ اس کی کمر کے گرد اپنا ہاتھ گزارتا، اس کی شرٹ اس کے تن سے جدا کر گیا تھا۔۔

روشہا نے سردی کی وجہ سے اس کے سینے میں گھسنے کی کوشش کی تھی کیونکہ اس وقت اس کا بدن تپ کر انگارہ ہو رہا تھا، جبکہ داعود خاصہ پر سکون انداز میں اس کی شرٹ سائیڈ پر رکھتا، بے باک نظروں سے اسے دیکھنے لگا، جو اس کے بدن کی گرمی لینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

داعود اس پر اور خود پر کمر تک کمفرٹر دیتا، اس کی دھڑکنوں پر انگلیاں پھیرنے لگا تھا، جبکہ اس کے لمس پر روشہانے آنکھیں میچے ہوئے تھی۔۔

کسی کی پکار کا جواب نہ دینا بری بات ہوتی ہے۔۔" داعود اپنی بیلٹ اتار کر سائیڈ پر رکھتے ہوئے" اس سے کہا تھا، جو بس آنکھیں نیچے کیے کبوتری بنی ہوئی تھی۔۔

میری جان کے ٹوٹے، ذرا مجھے یہ تو پتا چلے تم پر میں کتنا اختیار رکھتا ہوں۔۔" داعود نے اس کے" اسٹریپ کے قریب اپنے لب رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

کے قریب اپنے لب رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

جبکہ اس کی بات پر روشہانے نے آنکھیں کھولے اسے دیکھا تھا۔۔

مجھے یہ تو بتاؤ، تم کس کی ہو۔۔" داعود نے اس کی دھڑکنوں کو آہستہ آہستہ سہلاتے، اس کی" آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا، جبکہ روشہانے اس کی بات سمجھنے کے بجائے اس کے نرم لمس میں کھوئی ہوئی تھی۔۔

جب داعود اپنا ایک ہاتھ اس کی بلاوز کی ہک سے الجھاتا، اسے کھول کر اس کے تن سے جدا کر گیا تھا۔۔

وہ اپنے اور اس کے وجود پر اچھے سے کمفرٹر دیتا، اس کی پشت پر جاتا، اسے سائیڈ قربت کرتا، خود اس کی پشت پر لیٹا اسے اپنے سینے سے لگا گیا تھا، جبکہ روشہانے اس وقت کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔۔

جب داعود نرمی سے اس کے بازوؤں پر ہاتھ پھیرتا، ایک آخری بچے پردے سے بھی اسے آزاد کرتا، اس کی ایک ٹانگ اٹھا کر اپنی ٹانگ پر رکھتا، نرمی سے اس کے بازوؤں کے نیچے سے اپنے ہاتھ گزارتا، اس کی کمر کو سہلاتے دوسرا ہاتھ اس کی گردن کے نیچے سے گزار گیا تھا۔۔

جبکہ روشہانے دم سادہ سی بغیر کسی مزاحمت کے اس کے حصار میں تھی۔۔

میری جان کے ٹوٹے، تم کس کی جان ہو؟۔۔" داعود نے ایک ہاتھ سے اس کی کمر کو سہلاتے،" دوسرے سے اس کی دھڑکنوں کو سہلایا تھا، جبکہ اس کے اچانک شروع ہونے والے لمس پر روشہانے نے مزید اس میں گھسنے کی کوشش کی تھی۔۔

جبکہ داعود نے دانت پر دانت جماتے اپنے جذبات پر قابو کیا تھا۔ اسے ابھی اپنی بیوی سے اظہار سننا تھا، تو اپنے جذبات اور خود پر قابو کرنا ضروری تھا۔۔

وہ اس کی کمر کو اپنی سخت گرفت میں لیتا، اسے مزید ہل چل کرنے سے روکتا، اس کی دھڑکنوں پر اپنی گرفت سخت کر گیا، جبکہ روشہانے نے اس کی سختی پر سسکی لی تھی۔۔

جب داعود اس کی دھڑکنوں سے اپنا ہاتھ ہٹاتے، اس کے چہرے کو ترچھا کرتے اس کا رخ اپنی طرف کر گیا تھا۔۔

بتاؤ مجھے، تم کس کی جان ہو؟۔۔" داعود نے اس کے لب اپنے دانتوں میں دباتے، دوبارہ اس" کی دھڑکن کو نرمی سے سہلانا شروع کیا تھا۔۔

آ۔۔آپ کی۔۔" روشہانے نے سسکتے ہوئے اسے جواب دیا تھا، جبکہ اس دوران اس کے" لب داعود کے لبوں سے مس ہو رہے تھے۔۔

ایسے نہیں کہو۔۔۔ تم داعود کی جان ہو۔۔" داعود نے ایک نئی فرمائش کی، جبکہ اس کے لب" اب آزاد کر دیے تھے مگر کمر میں موجود ہاتھ اس کے پیٹ کو سہلاتا، اس کی گہرائیوں تک جا رہا تھا۔۔

روشہانے نے تڑپتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما تھا، جب داعود اس کی دھڑکنوں پر شفٹ دھارتے اسے اپنا وہ ہاتھ ہٹانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

خبردار جو تم نے مجھے روکا۔۔۔ صرف یہ بتاؤ کہ تم کس کی جان ہو۔۔" داعود نرمی سے اس کی" دھڑکنوں پر دستک دیتے، اسے مکمل طور پر بے بس کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

م۔۔۔میں۔۔۔دل۔۔۔داعود۔۔۔ک۔۔۔کی جان ہوں۔۔" روشہانے نے آنکھیں" میچتے ہوئے کہا تھا۔۔

داعود نے اپنے عمل میں سستی لاتے اس کے جذبات بھڑکائے تھے۔۔

روشہانے کو اس کے لمس پر اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا تھا۔ وہ مکمل طور پر اس پر قابو کیے ہوئے تھا۔۔

"کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟۔۔"

پر قابو کیسے ہوئے تھا۔۔

کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟۔۔" داعود نے اپنی تیز ہوتی سانسوں پر قابو کرتے، اسے سختی سے" اپنے سینے سے لگاتے اگلا سوال کیا تھا، جبکہ اس کی گہرائیوں اور دھڑکنوں کو وہ ابھی بھی سہلا رہا تھا۔۔

روشہانے کو یکدم اپنا وجود سست پڑتا محسوس ہوا تھا۔۔ داعود اس کے جذبات سمجھ رہا تھا، جبکہ اپنا عمل روکتے اس کے چہرے کو اپنی طرف کرتے اسے دیکھنے لگا۔۔

بتاؤ، روشہانے کس کی ہے؟۔۔" داعود نے اپنا عمل تھوڑا تیز کرتے اس سے استفسار کیا۔۔"

آپ کی۔۔ !" روشہانے نے سسکتے ہوئے جواب دیا تھا، ساتھ دونوں ہاتھوں سے اس کے" بائسپس کو تھام لیا تھا، جبکہ داعود اس کے جواب پر مطمئن نہ ہوتا دوبارہ اپنے عمل میں سستی لے آیا تھا۔۔

روشہانے کس کی ہے؟۔۔" داعود نے دانت کچکچاتے پوچھا تھا، کیونکہ اس کے لیے اب اپنے" جذبات پر بند باندھنا مشکل ہو رہا تھا۔۔

داعود کی۔۔!" روشہانے نے اس کے لب اپنے لبوں سے جوڑنے چاہے، جب داعود اس کی" گہرائیوں سے اپنا ہاتھ الگ کر گیا اور خود بھی سیدھا ہو گیا تھا۔۔

روشہانے نے تڑپتے ہوئے اسے دیکھا تھا، جو اسے سیدھا کرتا اس پر سیاہ فگن ہوا تھا۔۔

اور داعود اس کی روشی کا ہے۔۔۔ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔۔!" داعود یہ کہتے شدت سے اس کے" لبوں کو چومتے، اپنے اور اس کے درمیان حائل پردہ ہٹاتے ایک جھٹکے میں اس کی روح میں سمایا تھا۔۔

اس اچانک افتاد پر جہاں اسے سکون ملا تھا، وہیں اس کی تیز سسکی بھی برآمد ہوئی تھی، جب داعود اس کی ٹانگ اپنی کمر کے گرد لپیٹے، سختی سے اس کی روح کی گہرائیوں کو چھو رہا تھا۔۔

روشہانے نے سکتے میں اس کا کندھا تھاما تھا، جب داعود اسے خود سے لگاتے اپنے عمل میں شدت لا رہا تھا۔۔

روشہانے کو جب اپنا آپ بے بس محسوس ہوا تو وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے اپنی لرزش پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

داعود اسے پرسکون کرتا اپنا سکون تلاش کرنے لگا تھا، جو اسے کچھ دیر میں ہی مل گیا تھا۔۔

وہ تھک کر اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گیا تھا۔ سانسیں اس کی حد سے زیادہ تیز ہو رہی تھیں۔۔

روشہانے نے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار بناتے، اس پر اور خود پر کمفرٹر درست کیا تھا۔۔۔

آج پورے دو ہفتے وہ بخار سے نجات پاتے خود کو کافی بوجھل محسوس کر رہا تھا۔۔ بخار تو اتر گیا تھا، مگر طبیعت جس کی وجہ سے خوشگوار رہتی تھی وہ تھی نہیں، تو طبیعت اور مزاج دونوں نے ہی ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔۔

وہ جیسے تیسے فریش ہوتا، اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتا باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔

اسے آج ہی پتا چلا تھا کہ وہ کالج گئی ہے، تو وہ اس سے ملنے کا موقع ہاتھ سے جانے دیے بغیر اس کے کالج کی طرف چل دیا تھا، کیونکہ اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ گھر جا کر اس سے ملاقات کرتا۔۔

وہ جلدی سے اپنی گاڑی میں سوار ہوتا کالج کی طرف چلا گیا تھا۔۔

اس نے اپنے ساتھ ڈرائیور کو لے لیا تھا، جو واپسی پر گاڑی چلاتا، کیونکہ اسے اپنی طبیعت کچھ بہتر محسوس نہیں ہو رہی تھی۔۔

جانے پر تو وہ خود کو کسی بھی طرح فورس کر کے لے کر جا رہا تھا، کیونکہ اسے اتنے دنوں بعد آج ہی موقع ملا تھا۔۔

وہ ریش ڈرائیونگ کرتا، اس کی چھٹی سے ایک گھنٹے پہلے ہی اس کے کالج کی پارکنگ پر اس کا ویٹ کر رہا تھا۔۔

پھر کچھ سوچتے وہ گاڑی اندر کی طرف لے گیا۔۔

وہ وہاں کے ڈین، اپنے دوست سے ملتے وہاں سے اس کے آنے کا پکا پتا کرتا، کوریڈور میں اس کا انتظار کرنے لگا تھا۔۔

پتا کرتا، کوریڈور میں اس کا انتظار کرنے لگا تھا۔۔

وہاں کھڑے اسے آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا۔ تقریباً سب ہی لڑکے لڑکیاں وہاں سے گزرتے، با غور اسے دیکھ رہے تھے، مگر وہ سب کو نظر انداز کرتا اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔

جب سب سے آخر میں وہ اسے آرام آرام سے چلتی ہوئی نظر آئی، جو نیچے دیکھ کر چل رہی تھی۔۔

وہ تو اسے کہیں سے بھی اپنی بیوی نہیں لگی۔۔۔ جو ہر وقت بن سنور کر رہتی تھی۔ کالج جاتے وقت بھی اس کی تیاری میں کمی نہیں آتی تھی۔ وہ میچنگ کے عبایا، اسٹولر پہن کر خود کو مکمل پردے کے باوجود بہت تیار رکھتی تھی، مگر آج اسے وہ، وہ لگی ہی نہ۔۔

آج اسے وہ کوئی اور لگی۔۔۔ شکن زدہ عبایا میں ملبوس، جسے پریس کرنے میں زیادہ مشقت نہیں کی گئی تھی۔ سادہ سا اسکارف اپنے چہرے کے گرد لپیٹے، حجاب لگائے، اپنے بیگ تھامے مردہ قدموں سے کلاس سے باہر آتی تھی۔۔

اسے اس کے دوست سے پتا چلا تھا، آج وہ کالج پورے پندرہ دن بعد آئی ہے۔ اس سے پہلے وہ صرف کچھ دیر کے لیے اپنا ایڈمٹ کارڈ لینے آئی تھی، اور آج کچھ ضروری فنکشن تھا، تو اس نے خاص طور پر ریان کو کال کی تھی کہ وہ زرتاشہ کو کالج بھیجے، کیونکہ ایگزام سر پر تھے، تو اس وجہ سے وہ آج یہاں موجود تھی۔۔

وہ بغیر نظریں اٹھائے، ادھر اُدھر دیکھے، بس سیدھے چل رہی تھی۔۔

اس کے کافی دور جانے کے بعد دارار ہوش میں آتا اس کی طرف بڑھا تھا، جو تقریباً نیچے چلی گئی تھی۔۔

وہ بھاگ کر اس تک پہنچا تھا اور اچانک ہی اس کے سامنے آیا تھا۔۔

زری۔۔۔" دارار نے بے ساختہ اسے پکارتے ہوئے تھاما تھا، جو شاید اپنے کسی خیال میں چل" رہی تھی اور اس کا تصادم اس سے ہو گیا۔ اس سے پہلے وہ گرتی، دارار اسے تھام گیا تھا۔۔

زرتاشہ، جو اب تک کسی اور ہی خیال میں تھی، اس کی آواز اپنی عقب سے سنتے اس سے کرنٹ کھاتے دور ہوئی تھی۔۔

اس نے آنکھوں میں بے یقینی لیے دارار کو دیکھا تھا۔ وہ بالکل بھی اسے یہاں ایکسپیکٹ نہیں کر رہی تھی۔۔

زری۔۔۔م۔۔۔میں وہ۔۔۔ تم سے بات کرنے۔۔۔" دارار نے لڑکھڑاتے لہجے میں اپنی" بات کہنی چاہی، جب وہ اپنے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک گئی۔۔

ہمیں آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔ اور آپ نے یہاں آنے کی زحمت کیوں کی؟۔۔""
زرتاشہ نے خود کو مضبوط بناتے، بامشکل اپنے آنسوؤں پر قابو پاتے، اس سے کئی قدم کا فاصلہ بناتے ہوئے کہا تھا، جیسے وہ اس کا نامحرم ہو۔۔

اس کی دور جانے والی حرکت دارار کو اپنے دل میں پھانس کی طرح چبھی تھی۔۔

آپ کو کیا ہی بات کرنی ہوگی مجھ سے۔۔۔ مجھ جیسی بدکردار لڑکی سے آپ کیا ہی بات کرنی" ہوگی۔۔۔ زیادہ سے زیادہ مجھے طلاق ہی دینی ہوگی، وہ آپ اپنے وکیل کے ذریعے مجھے بھیجوا دیجیے "گا، میں سائن کر دوں گی۔۔۔ اور ہاں۔۔۔

وہ اپنی بات کہہ کر جاتے جاتے رکی تھی اور پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔۔

بے فکر رہیں۔۔۔ میرے لالا آپ کی بہن کو آپ کے اس فیصلے کی وجہ سے کچھ نہیں کہیں گے۔" آج سے آپ آزاد ہیں مجھ سے۔۔۔ میری محبت سے۔۔۔ ہمارے رشتے سے۔۔۔ مجھ سے

جڑی ہر ایک چیز سے آپ آزاد ہیں۔۔۔ کوشش کیجیے دوبارہ میرے سامنے مت آئیے گا۔۔۔ کیا کروں، محبت کرتی ہوں نا۔۔۔ چاہتے ہوئے بھی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔"

۔۔۔" زرتاشہ کرب سے کہتے ہوئے، بغیر اس کی ایک بھی سنے اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی، جبکہ دارار بس بے یقینی سے اسے دیکھ ہی رہا تھا۔۔۔

اور دیکھتے رہا تھا۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی گاڑی کالج کے گیٹ سے باہر نکل گئی، اور وہ سکتے میں بس اسے جاتا دیکھتا رہا۔۔۔

جو آج واقعی اسے خود سے بے حد دور لگی تھی۔۔۔

وہ جا چکی تھی اور وہ اسے روک بھی نہ سکا۔۔۔

نا جانے کیوں اس کے جانے کے بعد دارار کو اپنے دل میں درد کی ایک ٹس اٹھتی محسوس ہوئی۔۔۔ یہ اس کی زری تو نہ تھی۔۔۔ یہ تو کوئی اور ہی تھی، جو نہ اسے جانتی تھی نہ اس کی محبت کو۔۔۔

وہ تو اس کے ناراض ہونے کے خیال سے ہی تڑپ اٹھتی تھی، مگر سامنے سے گئی لڑکی نے اس سے ہر تعلق ختم کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔۔۔

دارار نے اپنی گاڑی کا سہارا لیا تھا۔ اسے اب اپنے پیروں پر کھڑا ہونا محال لگ رہا تھا۔۔۔

یہ وہ تو ہرگز نہ تھی جس سے دارار محبت کرتا تھا۔۔۔یا شاید اس نے اپنے ہی ہاتھوں سے اس لڑکی کو مار دیا تھا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔۔۔

جو ہر وقت اس کی محبت کے رنگوں میں ڈوبی رہتی تھی، مگر سامنے سے گزری شخصیت اسے ہر رنگ سے عاری لگی۔۔۔

یہ واقعی اس کی زرتاشہ۔۔۔اس کا بچہ۔۔۔اس کی جاناں۔۔۔اس کا بے بی ڈک نہیں تھی۔۔۔

وہ تو اتنی بڑی بڑی باتیں نہیں کرتی تھی۔۔۔وہ تو بہت معصوم سی تھی، جسے ناشتہ بھی بنانا نہیں آتا تھا۔۔۔اس کی دنیا بس اس کے اور اپنے لالا کے گرد گھومتی تھی۔۔۔

یہ باتیں بنانا۔۔۔طنز کرنا۔۔۔پلٹ کر جواب دینا۔۔۔یہ سب اس کی شخصیت کا تو حصہ نہیں تھا۔۔۔

مقابل کچھ ہی دنوں میں کتنی بدل گئی تھی۔۔۔

دارار کرب سے سوچتے گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔

"ذمہ دار بھی تو تم ہی ہو ان سب چیزوں کے۔۔۔"

وہ مسلسل اس کے بارے میں سوچ رہا تھا، جب اس کے ضمیر نے اسے یاد کروایا تو وہ آنکھیں میچ گیا۔۔۔

اس کی ایسی حالت دیکھ کر وہ ایک لمحے کو تو بھول ہی گیا تھا کہ ان سب کا ذمہ دار کون ہے۔۔۔

اس نے خود ہی اپنے ہاتھوں سے اپنی زمین اجاڑی تھی، تو اب وہ فصل کی امید کیوں لگا بیٹھا۔۔۔؟ کیوں وہ ایک لمحے کے لیے بھی یہ بھول گیا کہ وہ گناہ گار ہے۔۔۔؟ اور اسے اس سے مل کر معافی مانگنی ہے۔۔۔ اپنے لیے۔۔۔ اس کے لیے۔۔۔ اپنی محبت کے لیے۔۔۔

پر کیا وہ دے گی۔۔۔؟

یہ ایک وسوسہ بھی اسی سوچ کے ساتھ اس کے دل میں اٹھا تھا۔۔۔

"!شاید نہ دے۔۔۔ آخر کو اس کا بچہ مرا ہے۔۔۔"

اس وسوسے کا جواب بھی اس نے تیز رفتار گاڑی سے نظر آنے والے منظر کو دیکھتے خود ہی دے دیا تھا۔۔۔

وہ ڈرائیور کو گاڑی شہر کی طرف لے جانے کا کہہ چکا تھا۔۔۔ اسے وقت چاہیے تھا سوچنے کے لیے۔۔۔ کہ وہ کس طرح اسے بتاتے، اسے اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ ایک بار۔۔۔ صرف ایک بار اس کی بات سن لے۔۔۔

کیونکہ زیادہ خسارے میں تو وہ رہا ہے۔۔۔ اس سے اس کی بیوی، بچہ دونوں چھن گئے ہیں۔۔۔

مگر فرق صرف اتنا تھا کہ وہ بے قصور تھی۔۔۔ اور وہ برابر کا قصوروار۔۔۔ جو سب کچھ جانتے بوجھتے، اپنے گناہوں کو تسلیم کرنے کے باوجود، وہ اس سے معافی کا طلبگار تھا۔۔۔

اس بات کی امید میں تھا کہ وہ اپنے ہی اولاد کے قاتل سے بات کرے۔۔۔ اس کے حصے کی کہانی اور دکھ سنے۔۔۔

یہ کیسے ممکن تھا ایک ماں کے لیے۔۔۔؟

یہ اپنا کلیجہ چیرنے والی بات تھی کہ وہ اس اولاد کے قاتل سے بات کرے۔۔۔ اسے معاف کر دے۔۔۔

جو نہ صرف اس کی اولاد کا گناہ گار ہے بلکہ اس کا بھی۔۔۔

جس نے شوہر ہوتے ہوئے۔۔۔ محرم ہوتے ہوئے۔۔۔ اس سے اس کی چادر چھین لی۔۔۔ اس کا سایہ چھین لیا۔۔۔ ہمیشہ کے لیے اس کی گود اجاڑ دی۔۔۔

کہاں سے لائے گی وہ یہ ظرف۔۔۔؟

دارار خود ہی اپنے وسوسوں اور اندیشوں کا جواب دے رہا تھا۔۔۔ اب جو بخار اترا تھا تو ضمیر جاگ گیا تھا۔۔۔ اور پورے آب و تاب سے اسے اس کے گناہ گنوا رہا تھا۔۔۔

اسے ہر طرف سے صرف اور صرف اپنا آپ ہی گناہ گار لگا۔۔۔ اور وہ اس بات کو مان بھی رہا تھا۔۔۔ مگر۔۔۔

پھر اپنے پر آنے پر بے بسی کا مظاہرہ کرتا، اس سے موقع بھی مانگ رہا تھا جیسے اس نے اس کا کوئی خسارہ کیا ہی نہ ہو۔۔۔ اس پر بہتان لگائے ہی نہ ہو۔۔۔ اسے بدکردار کہا ہی نہ ہو۔۔۔

دارار سب کچھ سوچتے ہی اپنا سر ہاتھوں میں گرا گیا تھا۔ اسے اپنا انجام بہت ہی بھیانک نظر آ رہا تھا کیونکہ اگر وہ اس کی زندگی میں نہیں ہو گی تو وہ کیا کرے گا۔۔۔؟

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں اپنی زری کو منا لوں گا۔۔۔ بھلے ہی مجھے اس کے یا ریان کے پیر پڑنے پڑے، میں اسے منا لوں گا۔۔۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ اسے مجھ سے طلاق چاہیے۔۔۔ جیسا پچھلی بار کہا تھا۔۔۔ اس نے مجھے کہا اگر میں اسے چھوڑنا چاہوں۔۔۔ نہیں! میں اسے مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔۔۔"

دارار پریشانی میں خود ہی اس کی باتیں سوچتا، خود ہی جواب دے رہا تھا۔۔۔ وہ چلتی گاڑی میں خود سے یوں باتیں کرتا کہ اپنے ہی جملے مکمل ہونے سے پہلے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیتا، جیسے کہنا ہی گناہِ کبیرہ ہو۔۔۔

یہ منظر گاڑی کے ریئر ویو مرر سے دیکھتے غلام دین کو اپنے سردار پر ترس آیا تھا۔۔۔ مگر کچھ کچھ باتیں وہ بھی سمجھ رہا تھا کہ اس دن جو زرتاشہ زندہ لاش کی طرح لے جائی گئی تھی، اس کے پیچھے کہیں نہ کہیں اس کے سردار کا ہاتھ تھا۔۔۔

اور اب وہ اپنے کیے کی سزا بھگت رہے تھے۔۔۔ یا یہ کہنا مناسب ہو گا کہ ابھی سزا کا آغاز ہوا تھا۔۔۔

وہ خود کو یوں پاگل سا محسوس کر رہا تھا۔۔۔ یا شاید اسے لگ رہا تھا۔۔۔ مگر جو بھی تھا، غلام دین بس اپنے سردار اور سردارنی کے ہمیشہ ساتھ رہنے اور جلد ہی ان کے درمیان غلط فہمیاں دور ہونے کی دعا ہی کر سکتا تھا۔۔۔ اور اس نے ایسا ہی کیا۔۔۔

وہ اسے دعا دے کر سامنے کی طرف دیکھتا ڈرائیونگ پر دھیان دینے لگا، جو ضروری تھا۔۔۔

دارار نے بھی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا لی تھی کیونکہ شاید وہ پھر بخار تیز ہونے کی وجہ سے گنودگی میں جا رہا تھا۔۔۔

جونہی اس کی گاڑی حویلی میں داخل ہوئی، وہ بغیر کسی کی طرف دیکھے سیدھا اپنے کمرے میں جانے کے لیے اوپر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

اس نے نیچے رک کر کسی کو بھی سلام کرنا ضروری نہیں سمجھا۔۔۔ اسے اس وقت صرف وقت چاہیے تھا تاکہ وہ خود کو سمیٹ سکے۔۔۔ مزید بکھرنے سے روک سکے۔۔۔

اس کی گاڑی کے عین پیچھے دعا کی گاڑی بھی حویلی کے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

اسے لگا تھا وہ اس کا انتظار کرے گی کالج میں، مگر وہ اسے چھوڑ کر چلی آئی۔۔۔ اسے اس بات کا بالکل بھی علم نہیں تھا کہ کالج میں کیا ہوا ہے۔۔۔

وہ اپنی کلاس میں تھی جب دارار اس سے ملا۔۔۔ اور وہ اسی وجہ سے جلد بازی میں وہاں سے نکل آئی۔۔۔

تو دعا نے ریان کو کال کرتے ہوئے اس سے ڈرائیور اور زرتاشہ کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے بھی لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے دوسری گاڑی بھیجنے کا کہہ کر کال کاٹ دی تھی۔۔۔

زرتاشہ کے نمبر پر ریان نے کال نہیں کی کیونکہ وہ اپنا فون بند کر کے گھر پر چھوڑ گئی تھی۔۔۔ اور نہ ہی دعا نے۔۔۔

دعا کی بات سنتے ریان نے فوراً انور کو کال کی تھی۔۔۔ وہ تو گاڑی میں زرتاشہ کی موجودگی کی وجہ سے ہاں ہوں میں جواب دے رہا تھا جیسا اسے ریان نے کہا تھا۔۔۔

وہ اس کی خیریت پر مطمئن ہوتا ریلیکس ہو گیا تھا کیونکہ وہ گھر جا کر فیس ٹو فیس ہی اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔۔۔

شاید آج اس کی بہن بول پڑے۔۔۔

شاید آج وہ اس سے اپنے غم بانٹ لے۔۔۔ یہ سب سوچتے ہوئے ریان اپنی کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔

وہیں لاؤنج میں موجود بی اماں کو بھی اس کے سیدھا اوپر جانے پر حیرت ہوئی تھی۔ انہیں تو لگا تھا کہ وہ ہمیشہ کی طرح ان کے پاس آکر بھوک کا نعرہ لگانا شروع کر دے گا، اس لیے انہوں نے پہلے سے اس کے لیے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ مگر ان کی توقع کے برعکس وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں بیڈ کے کنارے بیٹھ کر اپنے پیروں کو گھورنے لگی۔ آج کتنے دن بعد اس ستم گر کو دیکھا تھا، آج یاد آئی تھی اسے اس کی۔ اس سے پہلے کہاں تھا وہ؟ پورے پورے دو ہفتے چار دن بعد اسے خیال آیا تھا اس سے ملنے کا، اور وہ بھی وہاں کیوں آیا تھا؟ اگر ملنا ہی تھا تو گھر آتا، وہاں کیا لینے آیا تھا؟

زرتاشہ نے سوچتے ہی نفی میں سر ہلایا۔

شاید مجھے مزید باتیں سنانے آیا ہو، یا پھر اس لڑکے کے بارے میں کچھ اور جانتا ہو گا۔ ورنہ اگر صرف مجھ سے ملنا ہوتا یا میری طبیعت پوچھنی ہوتی تو یہاں آتا، اگلے دن ہی آجاتا، بلکہ میرے ساتھ ہسپتال سے گھر آتا، نہ کہ اتنے دن بعد کالج میں آتا۔

زرتاشہ کو اس پر نئے سرے سے غصہ آنے لگا۔ جتنا اس کی لاپرواہی نے اسے دکھ دیا تھا، اس سے کہیں زیادہ اس کی بے اعتنائی اسے تکلیف دے رہی تھی۔ اس سے تو بہتر تھا وہ بے اعتنائی ہی برت لیتا، کم از کم دل کو یہ سکون تو ہوتا کہ وہ اس سے مل ہی نہیں رہا۔ مگر ہائے دل، اسے سکون ہوتا تو کیا ہی بات تھی۔

زرتاشہ نے سوچتے ہی اپنا عبایا اتار کر پھینکا اور سب کچھ بھاڑ میں جھونکتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

وہ جلدی سے شاور لے کر، کپڑے بدل کر سونے کی تیاری کرنے لگی۔ نہ اسے بھوک تھی، نہ کسی کے سوالوں کے جواب دینے کا موڈ۔ وہ اپنے کمرے کو لاک کر کے، بلائنڈرز بند کر کے، لائٹ بھی آف کر گئی تاکہ پر سکون طریقے سے سو سکے اور کوئی اسے ڈسٹرب نہ کرے۔

جب ریان آئے گا، اس سے کچھ دیر پہلے وہ اٹھ کر فریش ہو جائے گی۔ یہی سب سوچتے ہوئے وہ کمفرٹر اوڑھ کر آنکھیں موند گئی۔

اسی وقت۔۔۔

علیار بس! اب بہت ہو گیا ہے، مجھ سے اب اور برداشت نہیں ہو گا آپ کو، ابھی کے ابھی، "
" بالکل ابھی مجھے سب کچھ بتانا ہو گا۔سب کچھ کا مطلب سب کچھ!

علیار جو کچن میں کھڑا کچھ بنا رہا تھا، اچانک زارا کی تیز آواز اور اس کی آمد پر چونک گیا۔ اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے اور اس نے الجھن زدہ نظروں سے زارا کو دیکھا جو اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ ابھی اس کا بیبی بمپ واضح نہیں تھا۔

اس دن کے بعد سے علیار اپنی بیوی کے ساتھ انٹیمیٹ نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ اس کے اور بچے کے معاملے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ ویسے بھی آج اس کی ڈاکٹر کے ساتھ زوم

اپوائنٹمنٹ تھی، اور زارا کی کچھ رپورٹس ڈاکٹر کے پاس تھیں جن پر وہ علیار سے بات کرنا چاہتی تھی، یا پھر ڈاکٹر نے خود کہا تھا۔ یہ بات علیار کو خاصی حیران کن لگی تھی۔

کیا برداشت نہیں ہو گا میری جان سے؟""

علیار نے وہی پاستا ہلاتے ہوئے، اس کی فرمائش پر بناتے ہوئے کہا۔

وہ اسے بول میں نکالتے ہوئے استفسار کرنے لگا، کیونکہ ابھی وہ اسے ہلکا پھلکا کچھ کھلا چکا تھا، مگر اب وہ خود بھی کچھ فری ہونے کے لیے کھڑا ہوا تھا، تو لیفٹ ہینڈ سے اس کا پیچھ بھی بنا لیا تھا۔ ویسے تو اسے ابھی کھانا نہیں تھا مگر وہ خود بھی آج کافی ڈاؤن فیل کر رہا تھا، اس لیے اس نے پیچ جلدی بنانا بہتر سمجھا۔

وہ بول کو کچن کاؤنٹر پر ڈھک کر رکھتے ہوئے اس کے پاس آیا تھا جو وہاں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

بتاؤ نا کیا جانتا ہے تم نے؟""

علیار اسے باہوں میں بھرتے بیڈ پر لاتے ہوئے بولا اور ساتھ ساتھ اس کی ناک بھی سہلانے لگا، جس پر میڈم نے ٹھیک ٹھاک غصہ چڑھا رکھا تھا۔

آپ مجھے بتاتے کیوں نہیں ہیں؟ آخر ہوا کیا ہے؟ آج تو پندرہ دن سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں، نہ" زری آئی ہے نہ دعا۔ کچھ تو ہوتا ہے نا! زرتاشہ تو کبھی اتنا لمبا اپنے میکے نہیں جاتی، یقیناً کوئی بات ہے جو آپ سب مجھ سے چھپا رہے ہیں، اور وہ ماں کسا ایک نمبر کی خراب ہے وہ! "

زارا نے غصے سے ساری بات کہی تھی، جبکہ اس کی آخری بات پر علیار نے اسے گھورا۔

ہاں بھی، ہماری دوست ہے، میں اسے برا بھلا کہہ سکتی ہوں، مگر بات یہ ہے کہ وہ آپ کی ماں" ہے۔ اتنا میں نے اس سے کہا تھا کہ مجھے بتائے، ہو سکتا ہے کچھ مسئلہ ہو، مگر مجال ہے جو اس کے منہ سے ایک لفظ بھی نکلا ہو۔ اب آپ مجھے بتائیں میں کیا کروں؟ دعا میڈم سے پوچھوں تو وہ بھی صاف ہاتھ جھاڑ لیتی ہے، زرتاشہ کا فون بھی نہیں لگ رہا، اب بتائیں میں کیا کروں؟ مجھے اور میرے آلو کو ایسا لگ رہا ہے بلکہ ہمیں پورا یقین ہے کہ کہیں نہ کہیں ان سب چیزوں میں آپ کا ہاتھ ہے! "

زارا نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔

تم بس اپنا اور آلو کا خیال رکھو، فضول باتوں میں دماغ مت چلواؤ۔ زرتاشہ سے ملنے کا دل ہے تو" میں تمہیں وہاں لے چلتا ہوں، مگر ایک شرط پر—تم اس سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرو گی، کیونکہ یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم اس میں دخل اندازی کرو یا اس بارے میں جاننے کی کوشش کرو۔ جب انہیں مناسب لگا تو وہ خود بتا دیں گے۔ تمہارے لیے سب سے

ضروری تمہاری اپنی صحت ہے۔ خیر چھوڑو ان باتوں کو، میں پاستا لے آتا ہوں، کچھ دیر میں ڈاکٹر سے بھی بات کرنی ہے۔"

علیار نے اسے بیڈ سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا، جبکہ اس کی بات پر زارا خاموش ہو گئی، کیونکہ وہ صحیح کہہ رہا تھا۔

اسی دوران ڈاکٹر کی کال کا سوچ کر اس کی دھڑکن اچانک تیز ہو گئی، مگر اس نے خود کو سنبھال لیا تاکہ علیار کو شک نہ ہو۔

ایک تو پولیس والے کی بیوی ہونے کا یہ نقصان ضرور تھا کہ وہ فوراً پہچان لیتا تھا کہ وہ کچھ چھپا رہی ہے، اور اوپر سے زارا کی عادت تھی کہ وہ ہر بات خود ہی بتا دیتی تھی، اس لیے یہ سب اس کے لیے کافی مشکل تھا۔

"تم ٹھیک تو ہو؟"

علیار نے اس کا لال ہوتا چہرہ دیکھ کر اس کے ماتھے پر آئی پسینہ کی بوند صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

"ک.. کچھ نہیں، وہ بس آپ ڈاکٹر سے انجیکشن مت لکھوانا، منع کر دینا..."

زارا نے مشکل سے اپنے جذبات چھپاتے ہوئے کہا۔

اس کی بات پر علیار مطمئن تو نہ ہوا مگر اسے اپنا وہم سمجھتے ہوئے سر جھٹک گیا اور ڈاکٹر کی ویڈیو کال لیپ ٹاپ سے کنیکٹ کر دی۔

زارا کی گائناکالوجسٹ، علیار کی کافی اچھی جاننے والی اور ایک بہت ہی ماہر ڈاکٹر تھی، اس لیے علیار نے زارا اور اپنے بچے کے معاملے میں ان پر مکمل بھروسہ کیا تھا۔

علیار کال کے کنیکٹ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جیسے ہی کال رسیو ہوئی، وہ الرٹ ہو کر بیٹھ گیا۔

"جی بالکل، بہتر... ہاں میں یہ سب بھی دیکھ لوں گا۔ جی جی، میں زارا کی ڈائٹ کا بھی کافی اسٹرکٹ خیال رکھ رہا ہوں۔"

علیار ڈاکٹر کو زارا کے متعلق ساری تفصیل بتاتے ہوئے ان کی رپورٹس دیکھنے کا انتظار کرنے لگا۔

ڈاکٹر رپورٹس دیکھتے ہوئے بولی،
"ساری رپورٹس کلئیر ہیں، انشاءاللہ سب کچھ ٹھیک ہوگا۔ اب تمہیں بس زارا کو فالو اپ چیک اپ کے لیے لانا ہے اور ہم سونگرافی کا انتظار کریں گے۔ میرا خیال ہے ڈیلیوری سے پہلے ہی ہم سب چیزیں چیک کر لیں گے۔ فی الحال سب ٹھیک لگ رہا ہے، انشاءاللہ آگے بھی سب ٹھیک ہوگا۔"

ڈاکٹر نے تفصیل دیتے ہوئے زارا کی طرف دیکھا، جو نظریں جھکائے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

علیار نے ان کی بات پر سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا۔

"اوکے ڈاکٹر..."

وہ آخری جملہ کہتا ہوا کال کاٹنے لگا جب ڈاکٹر نے اسے کچھ ضروری بات کے لیے روک لیا۔

"علیار، I think you forgot... right?" ڈاکٹر نے اپنی بات انگریزی میں ہی کی۔

علیار نے سوال سمجھتے ہی سر ہلا دیا۔ اسے ہرگز امید نہیں تھی کہ ڈاکٹر یہ بات زارا کے سامنے کریں گی۔

"Yes, I follow that." علیار نے مختصر جواب دیا۔

"Okay, now you can do that because Zaira is completely fine. So there is no restriction. You can be close, just take care of her condition." ڈاکٹر نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

ڈاکٹر نے یہ کہتے ہوئے زارا کی طرف دیکھا جو مسلسل دوسری طرف دیکھ رہی تھی۔

ڈاکٹر سے یہی بات اس نے خود کہلوائی تھی، کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ علیار اور اس کے درمیان فاصلے ختم ہوں۔

ڈاکٹر کی بات پر علیار خاصی خفت کا شکار ہوا، اس نے فوراً "اللہ حافظ" کہا اور جلدی سے کال کاٹ دی۔ لیپ ٹاپ اور فون دونوں سائیڈ پر رکھ دیے۔

"...میں آرہا ہوں واش روم سے"

علیار بغیر اس کی طرف دیکھے جلدی سے واش روم میں چلا گیا تاکہ اپنی خفت چھپا سکے۔

زراء نے منہ پھلاتے ہوئے اس کی پشت کو دیکھا۔
""کیا فائدہ ہوا اتنی ہمت کر کے ڈاکٹر کو کال کرنے کا...یہ تو واش روم میں ہی بند ہو گئے۔

وہ سوچتے ہوئے تکیہ درست کر کے لیٹ گئی۔ اب اس نے خود بھی یہی فیصلہ کیا کہ رات کو ہی بات کرے گی، کیونکہ اگر اب بات کرتی تو وہ اسے پھر ٹال دیتا، اس لیے سو جانا بہتر تھا۔

زراء اپنی سوچ سے اتفاق کرتے ہوئے سونے کی تیاری کرنے لگی۔

علیار جب واش روم سے باہر آیا تو اسے سوتا دیکھ کر سکھ کا سانس لیا اور خود بھی اس کے ساتھ لیٹ گیا۔

ڈاکٹر کی بات کی وجہ سے اسے کولڈ شاور لینا پڑا تھا، جو آج کل دن میں کئی بار لینا اس کی مجبوری بن گیا تھا۔ وہ خود کو کنٹرول میں رکھ رہا تھا کیونکہ شروع کے دنوں میں زارا اور بچے کے لیے یہ رسکی تھا۔

وہ بھی ڈاکٹر کی بات اور اپنی بیوی کے گلابی چہرے کو یاد کرتے ہوئے اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ اپنی سوچوں کو جھٹکتے ہوئے سونے کے ارادے سے لیٹ گیا

شام کے سائے ڈھل رہے تھے۔ سورج کی کرنیں رخصت ہوتے ہوئے اپنے گھر کو لوٹ رہی تھیں۔ وہی یوسفزئی حویلی بھی معمول کی طرح سنسانی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ وہاں اب پہلے کی طرح گھر کے مردوں کی واپسی پر رونق نہیں ہوتی تھی۔ سب کچھ خاموشی اور اداسی کی زد میں تھا۔

گھر کے مکینوں کو اب گھر سے زیادہ اپنے کمرے یا باہر کا ماحول پر سکون لگتا تھا، مگر گھر نہیں۔

یہ سب دیکھتے ہوئے راجی اندر ہی اندر گھل رہے تھے۔ دارار نے سرداری سنبھالنا چھوڑ دی تھی، علیار نے گھر اور اس کے معاملات سے قطع تعلقی کر لی تھی۔ خاندان کے بزنس میں وہ پہلے ہی شامل نہیں تھا، اب اس نے اپنا کھانا پینا بھی الگ کر لیا تھا۔

اس کی ایک بڑی وجہ رودابہ کی حرکت بھی تھی، جس نے اسے اس کام کے لیے ایک مضبوط جواز دے دیا تھا۔ اس کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہ کر سکا۔

روشہانے کو آئے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے۔ پہلے وہ بیمار تھی، اب کچھ بہتر تھی تو داعود اسے اپنے ساتھ ہی رکھتا تھا۔ رودابہ نے خود کو کمرے میں بند کر لیا تھا، نہ وہ کسی کے سامنے آتی تھی اور

نہ ہی کسی سے بات کرتی تھی۔ اس دن کے بعد داجی نے بھی ان کے جانے کی بات نہیں چھیڑی تھی کیونکہ سب نے خود کو ایک دوسرے سے الگ کر لیا تھا۔

علیان نے اپنا بزنس سیٹ کر لیا تھا، اس لیے وہ بھی خاندان کے بزنس سے ہٹ چکا تھا۔ اس وقت ساری ذمہ داری داور کے کندھوں پر تھی۔ وہ سب کی مدد کے باوجود کوشش کر رہا تھا کہ سب کچھ خود ہی ہینڈل کرے۔

گھر کا شیرازہ بری طرح بکھر چکا تھا۔ نہ صبح کوئی ساتھ ہوتا تھا، نہ رات کو سب ایک ہی گھر میں ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے اتنے دور تھے کہ کئی کئی دن تک ایک دوسرے کی شکل بھی نہیں دیکھ پاتے تھے۔ یہ سب باتیں داجی کو اندر سے توڑ رہی تھیں۔ مگر ان کے پاس کوئی ایسا نہیں تھا جس سے وہ دل کی بات کر سکتے۔ انہیں زرتاشہ سے ملنے کا بہت دل تھا مگر ہمت نہیں ہو سکی۔

علیان آفس سے آتے ہی سیدھا وردہ کے کمرے میں گیا۔ صبح ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی، موسم کی تبدیلی کی وجہ سے جسم میں بھاری پن تھا، اس لیے وہ ان کے لیے ان کی پسند کا کھانا اور پھل لے کر آیا تھا۔

یوں تو حویلی میں کھانے پینے کی کوئی کمی نہیں تھی مگر اس وقت گھر کا نظام ہی الگ تھا۔

وہ دروازے پر دستک دے کر اندر داخل ہوا تو سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی۔

سامنے آئندہ سالک صاحب کے پیٹ پر بیٹھی ان سے "گھوڑے کی سواری" لے رہی تھی اور وردہ ان دونوں کی ویڈیو بنا رہی تھی۔

اس کی بیٹی تیزی سے بڑی ہو رہی تھی—یا شاید اسے لگ رہا تھا۔

علیان اسے دیکھ کر یہی سوچتے ہوئے سلام کر کے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ آئندہ نے باپ کی آواز سنتے ہی تیزی سے سالک صاحب کے پیٹ سے اتر کر اس کی طرف لپکی۔ ابھی اس نے چلنا شروع نہیں کیا تھا مگر وہ crawl کر رہی تھی۔

وہ فوراً علیان کے پیروں سے آکر چمٹ گئی۔ وہ تو اچھا ہی تھا کہ علیان نے اپنے جوتے باہر ہی اتار دیے تھے، ورنہ جس طرح اس کی بیٹی اس کے پیر پیٹتی تھی، پہلے اس کا چہرہ سیدھا اس کے پیروں سے ٹکرا جاتا۔

علیان نے اس کے قریب آتے ہی فوراً اسے اپنی باہوں میں بھر لیا اور اس کے گال چومنے لگا، جس پر وہ کھنکاریاں مارتے ہوئے اس کے گلے کے گرد بازو حائل کرتے ہوئے اس کے کندھے پر اپنا چہرہ رکھ گئی، جیسے برسوں بعد ملی ہو۔

علیان اپنی بیٹی کی نوٹنکی پر بس مسکرا دیا۔

وہ اندر کی طرف بڑھتے ہوئے سالک صاحب اور وردہ سے ملا اور انہیں کپ کیکس کا بیگ پکڑا دیا۔ صرف کپ کیک کا نام سنتے ہی اس کی بیٹی الرٹ ہو گئی اور فوراً شاپر کی طرف دیکھنے لگی۔

"تو آگیا وہ دادو کا بابا!"

"آمنہ کے لیے بھی لائے ہیں، چلو یہ رہا تمہارا..."

علیان نے مسکراتے ہوئے اسے شاپر کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ فوراً سیدھی ہو کر اس کے ہاتھ میں موجود بیگ کو دیکھنے لگی۔ علیان وہیں بیڈ کے کنارے بیٹھ گیا اور سالک صاحب سے بات کرنے لگا۔

جب آمنہ نے نیچے اترنے کی ضد کی تو علیان نے اسے نیچے اتار دیا اور دوبارہ باتوں میں مصروف ہو گیا۔

آمنہ اپنے کپ کیک کے بیگ کے ساتھ وردہ کی کرسی کے قریب گئی اور کارپٹ پر بیٹھ کر باکس کھولنے لگی۔ سب ہی اپنی بات چھوڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگے، مگر کسی نے اسے روکا نہیں۔

اس نے جیسے تیسے باکس کھولا مگر اس دوران کپ کیکس کی فروسٹنگ خراب ہو گئی تھی۔

وہ چھ کپ کیکس دیکھ کر ایک وردہ کو دینے لگی، دوسرا سالک صاحب کو، پھر ایک اپنی بلی کے لیے رکھ دیا۔

یہ بلی کا بچہ علیار کچھ دن پہلے ہی آمنہ کے لیے لایا تھا جس سے اس کی بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی۔

ایک کپ کیک وہ خود کھانے کی کوشش کرنے لگی مگر چونکہ اسے ٹھیک سے کھانا نہیں آتا تھا، وہ بس پلیٹ پر ہاتھ مارتی رہتی۔

کچھ دیر سب کو کچھ سمجھ نہیں آیا، مگر جب سمجھ آیا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ یہ عادت ماسی نے اس کے اندر ڈال دی تھی کہ اپنی چیزیں بانٹ کر کھاتی ہیں، اور وہ بس اسی پر عمل کر رہی تھی۔

علیار اپنی بیٹی کی حرکتوں پر نثار ہو کر اٹھا اور چٹکی لیتے ہوئے اس کے گال چوم گیا۔

سالک صاحب نے بھی اپنی پوتی کی اس ادا پر اس کے ہاتھ چومے اور اسے گفٹ کے طور پر ایک بڑی سی چاکلیٹ دے دی۔

"میرا کدو!"
علیار نے اس کے گال چومتے ہوئے اسے اٹھا لیا۔
"میں کمرے سے فریش ہو کر آتا ہوں..." اور درخشہ کو بھیجتا ہوں وہ یہ سب صاف کر دے گی۔۔
مایسا کہاں ہے ؟۔۔ علیان اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے ان سے استفسار کرنے لگا۔۔
ابھی تمہارے آنے سے کچھ دیر پہلے ہی اپنے کمرے میں گئی ہے شاور لینے کیونکہ آمدہ نے اس کے

چہرہ پرپینٹ لگادیا تھا۔۔ رودابہ اسے تفصیلی جواب دیتے بولی۔۔۔

علیان آئندہ کے ساتھ کھیلتے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا، ماکسا اسے واش روم سے نکلتے ہوئے نظر آئی۔

"آپ کب آئے؟"

وہ جلدی سے اپنے ہاتھ میں تھامی ہوئی چیز دراز میں رکھتے ہوئے تیزی سے اس کے سینے سے لگ گئی۔

علیان نے آئی برو اچکاتے ہوئے حیرانی سے اپنی بیوی کو دیکھا، جس کا چہرہ بھیگا ہوا تھا۔ شاید وہ ابھی فریش ہو کر نکلی تھی، مگر وہ تو اس کے آنے سے پہلے ہی فریش ہو جاتی تھی۔

اس نے سوچتے ہوئے ایک ہاتھ سے آئندہ کو اپنی بانہوں میں لیا، کیونکہ وہ بھی اس کی گود میں ہی تھی اور اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

علیان نے جھک کر آئندہ کے سر پہ پیار کیا اور ساتھ ہی ماکسا کی پشت سہلانے لگا۔

"تم ٹھیک ہو؟"

علیان نے کافی دیر تک اسے اپنے سینے سے لگے دیکھ کر پوچھا۔

"ہم..."

ماکسا نے بس ایک لفظی جواب دیا اور پھر اسی کے سینے سے لگی رہی۔

"آپ فریش ہو جائیں، میں کھانے کا دیکھتی ہوں۔ یا پھر یہاں کمرے میں منگوا لوں؟"

ماکسا نے اس سے الگ ہوتے ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"جیسی تمہاری مرضی، ویسا کر لو۔ مگر یہ بتاؤ، کیا بات ہے؟ تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو؟ تمہارا چہرہ اتنا لال کیوں ہو رہا ہے؟"

علیان نے اس کے عارض سہلاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں تو... بس میری آنکھ لگ گئی تھی۔ آپ کو ایسا لگ رہا ہوگا۔ میں سو کر اٹھی ہوں، بلکل ابھی ابھی۔ وہ کدو بابا اور مورے کے پاس تھی، تو میں تھوڑی دیر کے لیے لیٹی تھی مگر جانے کیسے نیند آگئی۔ بس سو گئی تھی..."

ماکسا نے بات گھماتے ہوئے جواب دیا۔

"اور یقیناً میرے آنے کا تم نے الارم سیٹ کیا ہوگا، جس کے بجتے ہی تم ہڑبڑا کر اٹھ گئی ہو گی۔ اب اسی وجہ سے تمہیں اپنی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی، ہے نا؟"

علیان نے اس کی باقی بات خود ہی مکمل کر دی۔

ماکسا ! یہ کیا ہے یار؟ اتنی لاپرواہی کیوں؟ کتنے دن سے تمہاری طبیعت ایسی ہے۔ کبھی سر درد،" کبھی بھوک نہیں، کبھی چکر، کبھی کھانے کا دل نہیں، کبھی نیند نہیں آ رہی، اور کبھی اچانک نیند آ جاتی ہے۔ تم ایک بار میرے ساتھ ڈاکٹر کے پاس چلو۔ مجھے تم کافی دنوں سے ڈاؤن لگ رہی ہو، "! مگر مجال ہے جو میری بات مان لو

علیان اس کی حالت پر خاصا تپ گیا تھا۔ وہ کافی دنوں سے اس کی عجیب و غریب طبیعت نوٹ کر رہا تھا، مگر ہر بار وہ بات ٹال دیتی تھی، اور وہ خاموش ہو جاتا تھا۔ مگر آج اس کی برداشت ختم ہو گئی تھی۔

علیان ایسا نہیں ہے... بس موسم تبدیل ہو رہا ہے۔ آپ کم از کم غصہ تو نہ کریں۔ اب نہیں" "! سوؤں گی آپ کے آنے کے ٹائم پر

ماکسا نے اسے منانے کی کوشش کی، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ اس مسئلے پر زیادہ خفا ہوا تو وہ اسے لازمی ڈاکٹر کے پاس لے جائے گا اور شاید دو تین دن اس سے بات بھی نہ کرے — اور یہ چیز وہ اس وقت بالکل برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

تو بلکل بھی نہیں ! حد ہے مائسا، میں نے ایسا کب کہا کہ تم میرے آنے کے ٹائم پر سوؤ۔ میں" "تمہاری لاپرواہی پر غصہ ہو رہا ہوں، مگر تم کیا سمجھ رہی ہو؟

علیان نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

”میرا وہ مطلب نہیں تھا... I'm sorry۔ آپ کھانا لے لیں اور فریش ہو جائیں، میں کھانا منگوا لیتی ہوں۔“

مائسا نے اس کا موڈ بگڑتا دیکھ کر بات ختم کرنا چاہی۔

”تم اسے چھوڑو، چلو میرے ساتھ۔“

علیان نے آئندہ کو اسے دینے کے بجائے مائسا کا بازو تھامتے ہوئے اسے بیڈ کی طرف لے گیا۔

”ادھر بیٹھو!“

اس نے بیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

مائسا نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

”بیٹھو!“

اسے ہنوز کھڑا دیکھ کر علیان نے اپنی بات پر زور دیا، تو مائسا بھی چپ چاپ بیٹھ گئی۔

وہ بیٹھتے ہی علیان نے آئندہ کو بھی بیڈ پر بٹھایا، مائسا کے پیر بیڈ پر کیے اور اس پر کمفرٹر ڈال دیا۔ آئندہ کے اردگرد اس نے بڑے بڑے کشن رکھ دیے۔

”کدو، آپ نے یہاں ہلنا نہیں ہے، ماما کا خیال رکھنا ہے۔ بابا بس ابھی آئے...“

وہ مائسا کو کچھ کہنے کے بجائے اپنی بیٹی کو سمجھاتے ہوئے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

علیان یہ سوچتے ہوئے جلدی سے فریش ہونے چلا گیا۔

وہ پانچ منٹ میں فریش ہو کر باہر آیا — اپنی زندگی کا سب سے فاسٹ شاور۔ گیلے بالوں سمیت صرف ٹراؤزر میں باہر آیا، پھر آئندہ کو دیکھ کر جلدی سے شرٹ پہن کر ان کی طرف بڑھا۔

اس نے انٹرکام اٹھایا اور کھانا کمرے میں منگوا لیا۔

"اب مجھے بتاؤ، تم نے کھانا کھایا تھا؟"

علیان بیڈ پر اس کے برابر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"جی، کھایا تھا۔"
مائسا نے آئندہ کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"میں ڈاکٹر کو کال کر رہا ہوں، وہ گھر آکر تمہارا چیک کر لیں گی۔ اور اگر کوئی ٹیسٹ وغیرہ ہوا تو ہم کروا لیں گے۔"

علیان نے سنجیدگی سے کہا۔

اتنے میں کھانا آگیا، تو وہ فوراً اٹھ کر ٹرے کی طرف بڑھ گیا اور آنکھوں سے مائسا کو بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا۔

"...علیان، مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے"

مائسا نے اسے دیکھتے ہوئے کہا جو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے بال بنا رہا تھا۔

مجھے پتا تھا کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے جو تم مجھ سے چھپا رہی ہو، اور اسی وجہ سے تمہاری"
"طبیعت خراب ہے، ہے نا؟

اس کے مکمل کرنے سے پہلے ہی علیان نے خود ہی بات کا اندازہ لگا لیا۔

"...نہیں! نہیں! علیان ایسا نہیں ہے، میں... میرا مطلب ہے آپ... آپ نا"

کدو کی ماما! یہ کیا 'آپ آپ' لگا رکھا ہے؟ صاف صاف بتاؤ کیا بات ہے؟ کیوں اتنی پریشان ہو"
"اور مجھے بھی پریشان کر رہی ہو؟

علیان نے کنگھی ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس کے قریب بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

مائسا نے گہری سانس لی۔

"...آپ دوبارہ سے بابا بننے والے ہیں"

مائسا نے تیزی سے اپنی بات کہی اور پھر بالکل خاموش ہو گئی، جبکہ علیان اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

اسے بات سمجھنے میں دو منٹ لگے، مگر جیسے ہی اسے سمجھ آئی، وہ دھاڑ سے وہیں بیڈ پر گر گیا۔

مائسا نے اسے بے یقینی سے دیکھا، جبکہ آئندہ بڑے مزے سے کھیل رہی تھی۔ وہ بھی تیزی سے اپنے باپ کے قریب ہوتے اسے دیکھنے لگی۔

"علیان ! علیان!"

مائسا نے اس کا کندھا ہلا کر اسے اٹھانے کی کوشش کی، مگر اس کے وجود میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔ وہ جلدی سے سائیڈ ٹیبل سے جگ اٹھانے کے لیے مڑی۔

ابھی وہ مڑی ہی تھی کہ علیان نے آنکھیں کھول کر کدو کو دیکھا، آنکھ وِنک کی، اور پھر مائسا کو واپس پلٹتا دیکھ کر دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔

اس کے اچانک آنکھیں کھولنے اور پھر بند کرنے پر ایک پل کے لیے آئندہ بھی شاکڈ ہوئی، مگر وہ تو باپ کی ہی جانشین تھی، اس نے فوراً اپنی معصوم رونے والی آواز نکالنا شروع کر دی اور علیان کی گردن میں چہرہ چھپا لیا۔

اس حرکت سے مائسا مزید پریشان ہو گئی اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"علیان... اٹھ جائیں نا... کدو کے بابا!"

وہ اسے ہلاتے ہوئے رو پڑی، اور اب اپنا فون ڈھونڈنے لگی تاکہ علیار کو کال کر کے بلا سکے۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ کال ملاتی، علیان نے اس کے ہاتھ سے فون جھپٹ لیا اور اسے بیڈ پر گرا دیا۔

وہ اس کے چہرے کے قریب آکر اس کے اردگرد اپنے ہاتھ ٹکا گیا۔

اس اچانک حرکت پر آئندہ نے تالی بجائی، جیسے داد دے رہی ہو، جبکہ مائسا اسے حیران نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔

اسی لمحے علیان نے اپنی بیٹی کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے بند کیا اور پھر مائسا کے لبوں پر جھک گیا۔

اس اچانک لمحے پر مائسا سانس روکے، پھیلی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی، جبکہ آئندہ اپنی ہی دنیا میں مگن تھی۔

علیان نے اس کی پریشانی سمجھتے ہوئے آئندہ کے سر پر مائسا کا دوپٹہ ڈال دیا تاکہ وہ محفوظ رہے۔

یہ سب ایک لمحے میں ہوا۔

ایک ہی لمحے میں وہ اس سے جدا ہوا، آئندہ کے سر پر دوپٹہ ڈالا، اور دوبارہ مائسا کے لبوں پر جھک گیا۔

اب آئندہ بھی اپنے کھیل میں مصروف ہوگئی تھی اور اس نے ان دونوں کی طرف دھیان نہ دیا۔

علیان، مائسا کے حیران و پریشان تاثرات سے بے پرواہ، اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں الجھا گیا۔

...وہ اب اس کے نیچے والے لبوں کو چھوڑ کر اس کے بالائی لبوں کی طرف آگیا تھا

وہ خاصی دیر بعد اپنی من مانی کرتے ہوئے پیچھے ہوا، جب اسے لگا کہ اب مائسا کو سانس لینے میں تکلیف ہو رہی ہے تو وہ رحم کھاتے ہوئے پیچھے ہٹا اور محبت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"شکریہ کدو کی ماما... کدو کا ایک اور بہن یا بھائی لانے کے لیے۔"

علیان نے اس کے پیٹ کو سہلاتے ہوئے کہا۔

مائسا نے ہنوز اسے بے یقینی سے دیکھا۔

"اب یار اتنی بھی حیران نہ ہو۔ یہ دراصل تمہاری خبر تھی جو کافی شاکنگ تھی، مگر تم نے نا مجھے کوئی سگنل دیا نا کچھ... بس اچانک ہی بول دیا — حملہ! تو اب بندے کا بے ہوش ہونا تو بنتا ہے نا۔"

علیان نے اس کی کمر سہلاتے ہوئے آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا۔

مائسا کے بے یقینی تاثرات اب غصے میں بدل گئے تھے۔ اس نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا اور اس کے کندھے سے ہاتھ ہٹا کر اپنے عارض صاف کیے۔

پھر غصے سے اس کے کندھے پر تین چار مکے جڑ دیے۔

"یہ کیا حرکت تھی؟ ہاں ! یہ کیا حرکت تھی؟ اس طرح بے ہوش ہونے کا ناٹک کرنا، یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟ اگر آئندہ رونے لگتی تو میں اسے کیسے سنبھالتی؟ اور اگر جلد بازی میں میں بھاگتی اور گر جاتی تو؟"

"ششش !"

علیان نے اس کی بات کاٹتے ہوئے سنجیدگی اختیار کی۔ کیونکہ مائسا ایموشنل ہو چکی تھی، جو صرف سیریس علیان ہی ہینڈل کر سکتا تھا، ورنہ وہ ساری رات روتی رہتی۔

"اتنا برابر سوچ رہی ہو تم؟ اور کوئی کام نہیں تمہیں؟ تم کیوں بھاگ کر جاتی؟ میں کیا نہیں ہوں یہاں؟"

"ہاں تو ابھی کچھ دیر پہلے آپ مجھے ڈانٹ رہے تھے کہ مجھے اپنا خیال نہیں رکھتی !" مائسا نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو اب میرے بچے ہونے والے ہیں ماشاللہ... ایک ہی سال میں دو بار باپ بن رہا ہوں، تو پھر بچکانی حرکتیں تو بنتی ہیں نا۔"

علیان نے اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے کہا، جس پر پورے کمرے میں ان کی کھلکھلاہٹ گونج گئی۔

آئندہ ان کی ہنسی کی آواز سن کر جلدی سے اپنے کمبل سے باہر آئی اور دونوں کو دیکھنے لگی۔

پھر علیان کو اسے گد گدی کرتے دیکھ کر اس نے بھی اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مائسا کو گد گدی شروع کر دی۔

"...بس بس کدو ! رک جاؤ، ماما کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔ میرے بچے ادھر آؤ"

علیان نے دونوں کو روکتے ہوئے آئندہ کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

"...کدو ماما، بابا اور بے بی"

علیان نے اس کے ننھے ہاتھ کو تھام کر پہلے مائسا پر رکھا، پھر اپنے اوپر، اور پھر مائسا کے پیٹ پر رکھتے ہوئے اسے پہچان کروائی۔

اب سے کدو ماما کی گود میں نہیں جائے گی، صرف بابا کی گود میں آئے گی کیونکہ ماما نے بے بی کو گود "میں رکھا ہے۔"

وہ ابھی سے اپنی بیٹی کو تربیت دینے لگا تھا، کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ اس کی بیوی کافی لاپرواہ ہے، اس لیے بہتر تھا کہ وہ خود اپنی بیٹی کو سکھا دے۔

"کدو کس کی گود میں جائے گی؟"

"!گر"

علیان اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا، جب وہ اس کی بات سمجھتی ہوئی جلدی سے اس پر ہاتھ رکھ گئی۔

دیکھ لو بیوی، تم سے زیادہ سمجھدار تو میرا کدو ہے، فوراً سمجھ جاتی ہے اپنے بابا کی بات... اور" "! ایک تم ہو

اب تم مجھے خود کے ساتھ لاپرواہی برتتے ہوئے نظر نہ آؤ۔ اسٹرک ڈائٹ فالو کرنی ہے تم نے،" اور کل ہم ہسپتال چلیں گے تمہارے پراپر چیک اپ کے لیے۔ بلکہ زارا بھابھی کی ڈاکٹر سے "اپائنٹمنٹ بھی بک کروالیتا ہوں، مجھے وہ کافی بہتر لگی ہیں۔

علیان اسے دیکھتے ہوئے بولا، جبکہ مائسا مسلسل اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"ہم... جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔"

مائسا نے اس کے بال ٹھیک کرتے ہوئے اس کے سینے سے لگتے ہوئے کہا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی تھی؟"

علیان اس کے گرد اپنا حصار بناتے ہوئے بولا۔

"دیکھ رہی تھی... کوئی یقین کرے گا یہ انسان دو بچوں کا باپ ہے؟"

مائسا نے شرارت سے کہتے ہوئے اس کی داڑھی کو انگلیوں سے سہلایا۔

"نہ کریں یقین، مجھے کیا ہے؟ میں اپنے دونوں بلکہ جب تک تو تیاں ٹھیک ہو جائیں گی، اپنے ساتھ
لے کر گھوموں گا کہ سب کو یقین کرنا پڑے گا۔"

علیان نے بڑے مزے سے اس کے سر پر بم مارا۔

اس کی بات پر مائسا نے بے یقین نظروں سے اسے دیکھا۔

"تین؟ علیان کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ ڈیلیوری کے بعد اتنی جان تھوڑی بچتی ہے کہ ہم فوراً ہی تیسرا
بیبی بھی شروع کر دیں؟ اور ایسے کیسے چلے گا؟ میں تین تین کو کیسے سنبھالوں گی؟ پہلے تو چلو آئندہ
ہے، وہ اتنا تنگ نہیں کرتی آپ کو... مگر پھر بھی دوسرے بیبی کی وجہ سے کہیں میری بیٹی اگر
نگلیکٹ ہو گئی تو؟ ابھی تیسرا نہیں ! مجھے میرے کدو کو بڑا ہوتے دیکھنا ہے۔ اگر تیسرا بیبی بھی آگیا
تو میرا سارا دھیان ادھر ہی لگ جائے گا، پھر میرے کدو کا کیا ہو گا؟ نہیں ریان، ابھی تیسرا بیبی
نہیں !"

"لڑکی... ذرا اپنے خیالی پلاؤ کو بریک لگاؤ۔ میں نے کب کہا ہے کہ ہر چھ مہینے میں تم پریگنینٹ ہو
جاؤ؟ تیسرا بیبی ابھی نہیں !"

"یار، تین بچے ہوں گے تو تینوں کو لے کر گھوموں گا، تم بھی نا کیا کیا سوچتی ہو !"

علیان کی بات سن کر اس کی جان میں جان آئی۔

"ویسے اگر دیکھا جائے تو اگر زرتاشہ بھابھی کے ساتھ کچھ نہ ہوتا تو اس وقت گھر میں کتنی رونق ہوتی... ایک نہیں، تین تین بچے آگے پیچھے اس گھر میں کھیل رہے ہوتے... مگر جو اللہ کو منظور تھا ویسا ہی ہوا۔ میں سوچ رہی تھی کہ ان سے مل کر آؤں..."

مائسا نے دل میں آئی بات کہہ دی۔

اس کی بات پر علیان بس مسکرا سکا۔

"ہاں، ہوتا تو ایسا ہی... مگر میرا نہیں خیال تمہارا ان سے ملنا ٹھیک ہوگا۔ وہ پہلے ہی اس حادثے سے نہیں نکلی ہوں گی، ایسے میں ہمارا جانا انہیں مزید تکلیف دے سکتا ہے۔"

"نہیں علیان، ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ اس وقت انہیں کسی اپنے، کسی دوست کی ضرورت ہوگی جو ان کے دکھ کو سمجھ سکے، اسے بانٹ سکے۔ ہمارے جانے سے، ان سے بات کرنے سے انہیں اچھا فیل ہوگا۔ میرا خیال ہے ہمیں جانا چاہیے... بلکہ یہ خوشخبری بھی انہیں بتانی چاہیے، وہ خوش ہوں گی۔"

"اب یہ نہ کہیے گا کہ انہیں برا لگے گا کیونکہ ہمارا چھپانا انہیں زیادہ تکلیف دے سکتا ہے۔ وہ سوچیں گی کہ شاید میری نظر لگ جانے کی وجہ سے ہم نے نہیں بتایا۔ اس سے بہتر ہے ہم چلیں اور خود انہیں بلکہ سب کو بتا دیں تو اچھا ہوگا۔"

مائسا کو اس کی بات اچھی لگی، اسی لیے سر ہلاتے ہوئے اس نے اپنا موقف دیا۔

"ٹھیک ہے، جیسے تمہیں ٹھیک لگے۔ مگر ہم کل جائیں گے اور سب کو بھی کل ہی بتائیں گے۔ ابھی ہم صرف فیملی ٹائم اسپینڈ کریں گے۔ میرا ابھی کہیں جانے کا دل نہیں ہے، نہ کسی سے بات کرنے کا۔ بہت تھک گیا ہوں، بس تم تینوں کو ہگ کر کے سو جاؤں گا۔"

علیان نے اس کی بات مانتے ہوئے اپنا مشورہ دینا بھی ضروری سمجھا۔ کیونکہ وقت پر گھر آنے کے چکر میں وہ پانچ بریک بھی نہیں لیتا تھا، نہ ہی چائے کافی کا کوئی وقفہ۔ اب وہ تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا تھا۔

اس کا تھکا ہوا چہرہ اور اس کی تھکی تھکی آنکھیں دیکھ کر مائسا بیڈ سے اٹھ گئی۔

"ادھر، آئیں میرے ساتھ!"

وہ اسے بیڈ سے اٹھاتے ہوئے بولی۔

"کدھر لے کر جا رہی ہو؟"

علیان نے بیٹھے بیٹھے پوچھا۔

"اٹھیں نا اور کدو کو بھی اپنے ساتھ اٹھائیں، ادھر آئیں۔"

مائسا نے روکنگ چیئر کی طرف اشارہ کیا جہاں علیان اکثر آئندہ کو سلاتا تھا۔

"چلو وہاں کیوں؟ کیا مجھے بھی کدو کی طرح سلا دو گی؟ اگر ایسا ہے تو بیوی میں بتا دوں، میں اپنے بیبی کی طرح ہلکا نہیں ہوں... میں بہت بھاری ہوں، تم میرے نیچے دب جاؤ گی۔"

علیان نے اسے ڈرانا چاہا، مگر مائسا خاموشی سے اسے کارپٹ پر بیٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف چلی گئی۔ وہاں سے آئل کی بوتل اٹھا کر واپس آگئی۔

"اب آپ چپ چاپ بیٹھیں، زیادہ باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آئل لگا رہی ہوں، جب اٹھیں گے تو شاور لے لیجئے گا۔"

مائسا نے روکنگ چیئر کو ایڈجسٹ کرتے ہوئے اسے نارمل صوفہ بنا دیا۔

علیان بھی خاموشی سے بیٹھ گیا کیونکہ اسے واقعی اس وقت آئلنگ کی شدید ضرورت تھی۔

آنکھیں بند کیے وہ اس لمحے کو انجوائے کر رہا تھا۔

اسی دوران آئندہ، جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھی تھی، اچانک علیان کی گود سے اتر کر مائسا کے پاس چلی گئی اور اس کے ہاتھ کی طرف ہاتھ بڑھا رہی تھی۔

مائسا نے محبت بھری نظروں سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔

"میرا کدو ماما کے پاس نہیں آسکتی نا چندا؟"

وہ اس کے گال سہلاتے ہوئے بولی، اور وہ اس کا ہاتھ اپنے بالوں پر رکھ گئی۔

"میرے بیبی کو بھی آئلنگ چاہیے؟"

مائسا نے اس کی بات سمجھتے ہوئے اس کے بال سہلائے۔

"اب ماما آئل لگاتی ہے اپنے بچے کا... چلو پہلے بابا کو سلا دیں پھر ہم کریں گے۔"

وہ سرگوشی انداز میں کہتی ہوئی علیان کے کندھے ہلکے سے ہلاتے ہوئے اسے بیڈ پر جانے کا کہتی، خود بھی اس کے پیچھے پیچھے آگئی۔

کیونکہ وہ تھکن کی وجہ سے نیم غنودگی میں جا رہا تھا۔

علیان کو بیڈ پر آڑھا ترچھا سوتا دیکھ کر مائسا نے اس پر کمفرٹر ٹھیک کیا اور کمرے کی لائٹ مدھم کر دی۔

بس لائٹ جاتے ہی آئندہ نے اپنی مستی والی آواز میں شور مچانا شروع کر دیا۔

مسامو موبائل کا ٹارچ آن کر گئی تاکہ وہ آرام سے جا کر کارپٹ پر بیٹھ جائے، کیونکہ آئندہ وہی "تھی۔"

وہ آئندہ کے سر پر بھی آئلنگ کر رہی تھی اور اسے جمائی آتی دیکھ رہی تھی۔

کدو بی، وہاں سونا ہے، یہاں نہیں۔ چلو جانی وہاں سوئیں گے۔ ماما آپ کو گود میں نہیں لے"
"سکتیں نا، بابا سو رہے ہیں، بیڈ تک چلیں۔

مائسا جیسے تیسے اسے مناتے ہوئے بیڈ تک لے کر آئی۔ اب وہ پریشانی سے بیڈ کو دیکھنے لگی کہ اسے اٹھائے یا علیان کو جگائے، مگر پھر اس کی نیند خراب ہو جاتی۔

کچھ سوچ کر اس نے سارے تکیے فرش پر رکھے اور اپنی بیٹی کے لیے سیڑھی بنا دی۔

چلو میرا بیبی، اب اس پر چڑھ کر بیڈ پر چلے جاؤ۔ ماما کل ہی ان میں اسٹیر انسٹال کرواتی ہے تاکہ"
"میرے کدو کو کوئی مسئلہ نہ ہو۔

مائسا نے احتیاط سے اسے تکیوں کے سہارے اوپر چڑھایا۔ کم از کم جھٹکے سے وزن نہیں اٹھانا پڑا تھا۔

وہ اسے آرام سے بیڈ پر رکھتی اور خود بھی ان دونوں کے ساتھ لیٹ گئی۔

علیان نے آئندہ کو اپنے سینے پر لیٹایا، اور ہمیشہ کی طرح مائسا کے گرد حصار بناتے ہوئے نیند کی وادی میں اتر گیا۔

زارا کی جب آنکھ کھلی تو علیار کمرے میں نہیں تھا۔ وہ آرام سے انگڑائی لے کر اٹھتی ہوئی بالکنی سے نظر آنے والی ڈھلتی شام کو دیکھنے لگی۔ ابھی مکمل سورج غروب نہیں ہوا تھا مگر عصر کا آخری وقت تھا۔

وہ خود پر سے کمفرٹر ہٹاتے ہوئے واش روم میں چلی گئی۔

دماغ بیدار ہوا تو اسے ڈاکٹر کی کہی بات یاد آگئی۔

اسے لگا تھا اگر ڈاکٹر یہ بات علیار کو کہیں گی تو شاید وہ اس کے قریب آجائے، مگر وہ تو خود کو ایک دیوار بنا کر بیٹھا تھا۔ یہ بات اب زارا کو ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

وہ دن رات اس کا خیال رکھتا، اس کی ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کا دھیان رکھتا، اور اکثر اس سے معافی بھی مانگتا تھا۔

لیکن زارا کو سمجھ نہیں آتا تھا کہ کیا اس کے رویے سے اسے یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ وہ اسے معاف کر چکی ہے؟ پھر وہ بار بار وہی بات کیوں کرتا ہے؟

اس تھوڑے سے عرصے میں جتنا خیال اس نے رکھا تھا، اسے اپنا آپ آسمانوں پر محسوس ہوتا تھا۔

ہاں، مانا کہ شروع میں اس کا رویہ ٹھیک نہیں تھا، ایک پھانس اب بھی اس کے دل میں تھی—وہ بات جو اس نے اس کے بچے کے بارے میں کہی تھی۔

بھلے ہی اس کے پیچھے کوئی بھی وجہ ہو، مگر زارا کو اس بات کا شدید دکھ تھا جو ابھی تک اس کے اندر باقی تھا۔

وہ اسے معاف کر چکی تھی، کیونکہ علیار نے اپنی محبت ثابت کی تھی، مگر اس ایک بات کے لیے وہ چاہ کر بھی دل بڑا نہیں کر پا رہی تھی۔

اس کا دل چاہتا تھا کہ علیار اسے پہلے کی طرح پیار کرے، مگر کہیں نہ کہیں یہ بات بھی اس کے دل میں موجود تھی۔ اسے خود اپنی حالت سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ حقیقت میں چاہتی کیا ہے۔

"بس بہت ہو گیا... آج میں علیار کے قریب جا کر دیکھوں گی، اگر اچھا لگا تو ٹھیک، ورنہ منع کروں گی تو وہ مجھے فورس تھوڑی کرے گا۔"

زارا خود سے سوچتے ہوئے فریش ہونے چلی گئی۔

کیونکہ اب اپنی دل کی کیفیت کا اندازہ وہ اس کے قریب جا کر ہی لگا سکتی تھی۔

وہ نہا کر فریش ہوئی اور ایک نائٹی پہن لی، مگر جو اس نے پہنی تھی وہ کافی شارٹ تھی۔ اس کا گاؤن بھی زیادہ لمبا نہیں تھا۔

وہ دوسری نائٹی کا گاؤن نکال کر اچھے سے ڈوپٹہ اوڑھ لیتی ہے تاکہ اگر وردہ کمرے میں آئے تو اسے کوئی پرابلم نہ ہو۔

یہ سب سوچتے ہوئے وہ تیار ہوئی اور بیڈ پر بیٹھ کر ٹی وی آن کر لیا تاکہ وقت گزار سکے۔

علیان جاب پر نہیں جا رہا تھا اور کچھ چیزیں تھیں جو وہ اپنے لیے پلان کر رہا تھا۔ اس وقت وہ کوئی بڑا کیس بھی اپنے انڈر نہیں لے رہا تھا۔

اپنے کریئر میں یہ پہلی بار تھا کہ اس نے چھٹی لی تھی، ورنہ وہ ہمیشہ ڈیوٹی پر ہوتا تھا۔

اس وقت وہ گارڈن میں بیٹھا کچھ ضروری فائلز اپنے سینئر کو ای میل کر رہا تھا اور ساتھ کال پر بھی بات ہو رہی تھی، اس لیے کمرے میں جا کر بات کرنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ زارا ڈسٹرب ہو جاتی۔

وہ اپنی کال سے فارغ ہوتے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ ارادہ زارا کو اٹھانے کا تھا کیونکہ تقریباً اس کے کھانے کا وقت ہو گیا تھا اور اس کے لیے ٹائم پر کھانا ضروری تھا۔ اگر وہ سوتی رہتی تو پھر آدھی رات کو بھوک کرتی، جس کی وجہ سے اس کی طبیعت بھی خراب ہو سکتی تھی، اس لیے بہتر تھا کہ وہ ابھی ہی اسے اٹھا کر کھلا دیتا۔

علیا ریہی سب سوچتے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں اسے پورا کمرہ تو خالی ملا، البتہ ڈریسنگ روم کی لائٹ جل رہی تھی۔

وہ گہرا سانس لیتے اپنا فون چارجنگ پر لگاتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا تھا جہاں زارا بڑے مزے سے خود پر علیار کا پرفیوم اسپرے کر رہی تھی۔

وہ وہیں دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا اور اسے دیکھنے لگا جو اپنے کام میں اس قدر مگن تھی کہ اسے آس پاس کا کوئی ہوش ہی نہیں تھا۔

وہ اپنی تیاری مکمل کرتے جونہی مڑی تو علیار کو وہاں دیکھ کر ایک لمحے کے لیے اس کے قدم ڈگمگائے تھے مگر اس نے سیکنڈ سے بھی پہلے خود کو سنبھال لیا تھا۔

اس کے قدموں کا ڈگمگانا علیار اس کے لانگ گاؤن کی وجہ سے محسوس نہیں کر پایا تھا کیونکہ اس کا گاؤن اس کے پیروں سے نیچے تھوڑا تھوڑا فرش کو بھی چھو رہا تھا۔

زارا احتیاط سے گاؤن ایڈجسٹ کرتے اس کے قریب آئی تھی۔

اسے قریب آتا دیکھ کر علیار نے ہاتھ بڑھاتے اس کے گرد اپنا تحفظانہ حصار قائم کیا تھا تاکہ وہ گرے نہ۔

وہ اس کی تیاری پر اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ اگر اسے برا لگ جاتا یا خفا ہو جاتی تو؟ اسی لیے وہ خاموش رہا۔

ہر لمحہ اس کا خیال رکھنا علیار کی عادت بن چکا تھا مگر اس پر روک ٹوک کرنا اسے مناسب نہ لگا۔

ہاں، وہ صرف گاؤن کی لمبائی سے تھوڑا پریشان تھا، مگر خیر... اسے ابھی دوبارہ سونا تھا تو وہ بعد میں اس سے یہ گاؤن تبدیل کروانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"تم نے کھانا کھانا ہے؟"

علیار اس کا پاستا مائیکرو ویو میں رکھتے ہوئے اس سے استفسار کرنے لگا۔

"ج... جی"

زارا نے بمشکل اپنے لہجے کی لڑکھڑاہٹ پر قابو پاتے بھرپور کوشش کی تھی کہ اسے کانفیڈنٹ انداز میں جواب دے سکے۔

"اچھا، تم بیڈ پر ہی بیٹھی رہو۔ میں وہیں لا رہا ہوں کھانا۔"

علیار نے اسے وہیں کھڑے کھڑے کہا تاکہ وہ بیڈ سے نہ اترے۔

اس کی بات پر زارا بیڈ پر ٹانگ اوپر کرتے بیٹھ گئی۔ پھر کچھ سوچتے اپنی ٹانگ دوسری طرف ایڈجسٹ کی تاکہ اگر علیار اس کے سامنے یا قریب بیٹھے تو وہ آسانی سے اس کے قریب ہو سکے۔

وہ اپنی پوزیشن سیٹ کرتے مزید پلان اپنے دماغ میں بنانے لگی کہ کس طرح علیار کو اپنے قریب آنے کے اشارے دے۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب علیار نے اس کے سامنے اس کا پاستا رکھا اور پانی کا گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

زارا، یہ تم کس طرح بیٹھی ہو؟ ایسے تمہارے پیٹ میں درد نکل آئے گا۔ اچھے سے تکیے کے" ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھو۔"

نوٹ کرتے ہوئے بولا۔ sitting position علیار اس کی عجیب سی

"نہیں، میں ٹھیک ہوں۔ آپ کھانا دیں نا مجھے، بھوک لگی ہے۔"

زارا نے اسے اپنی طرف نوٹس کرتا دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

جبکہ اس کے کھانے کی بات پر علیار نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"کھانا تو تمہارے سامنے ہی ہے، دھیان کہاں ہے تمہارا؟"

وہ اس کے قریب بیٹھتے اس کی شکل غور سے دیکھنے لگا۔

"لگ رہی ہو؟ uncomfortable کوئی بات ہے تمہیں؟ کہیں درد ہو رہا ہے؟ اسی لیے تم اتنی"

علیار اس کے مزید قریب ہوتے اسے اچھے سے تکیے کے سہارے ٹیک لگا کر بٹھاتا، اس کے ماتھے اور گردن پر ہاتھ رکھتے اسے چیک کرنے لگا تھا۔

جبکہ اس کے اتنے قریب ہونے کی وجہ سے اس کی پُرتپش سانسیں زارا کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔

سے ڈھکے beard اس کی اتنی قربت پر زارا نے ایک گہری سانس اندر لی تھی اور اس کے عارض پر ہاتھ رکھتے اس کی توجہ اپنی طرف کرنی چاہی۔

علی... ایسا کچھ بھی نہیں ہے، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ ابھی سو کر اٹھی ہوں تو آپ کو لگ رہا ہو گا۔"

زارا نے اسے ریلیکس کرنا چاہا۔

جبکہ علیار اس کے لفظ "علی" پر ہی اٹک گیا تھا۔

کتنے عرصے... کتنے انتظار کے بعد اس نے اسے اس نام سے پکارا تھا۔

علیار کی آنکھوں میں اس کی بات پر بے یقینی کی لہر دوڑی تھی۔ وہ چند لمحوں کے لیے ساکت ہوا تھا۔ اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔

نہ ہی اپنی خوش نصیبی پر... کہ اس کی بیوی اسے معاف کر دے گی۔

کیونکہ زارا نے کہا تھا کہ وہ اسے اب تب ہی اس نام سے پکارے گی جب وہ مکمل طور پر اسے معاف کر چکی ہو گی۔

تو کیا... اس نے اسے معاف کر دیا تھا؟

”میں ٹھیک ہوں، آپ پریشان نہ ہوں۔ کھانا کھائیں... مجھے اور آو دونوں کو بھوک لگی ہے۔“

زارا اس کی نظروں کے پیغام پڑھ رہی تھی، اس لیے اس کا دھیان خود سے ہٹا کر کھانے کی طرف لگانا چاہا۔

جبکہ اس کی بات سنتے علیار بھی خود پر کنٹرول کرتا اپنی توجہ کھانے کی طرف کر گیا۔

وہ اس سے دور ہوتا اس کی پلیٹ اس کے ہاتھ میں پکڑاتا، اپنی پلیٹ بھی تھام گیا تھا۔

کھانا ان دونوں نے خاموشی سے کھایا تھا۔ کسی نے بھی ایک دوسرے سے ایک لفظ نہیں کہا تھا۔

زارا کو تو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ پہلی بار اس کے قریب آ رہا ہو، جبکہ علیار ہنوز اس کی پکار میں ہی گم تھا۔

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس کا چہرہ تھام کر اس کے ہر ایک نقش کو چوم لے اور ساری رات اس سے اپنا نام سننے کی ضد کرے۔

مگر اپنے ہی لفظوں کی وجہ سے اسے ایسا لگتا تھا کہ وہ اس پر کوئی حق ہی نہیں رکھتا، اسی لیے وہ حق جتانے سے بھی گریز کرتا تھا۔

اور اب اس کا یہی گریز زارا کو برا لگنے لگا تھا۔

لے آیا جو اس نے علیان سے منگوائے cup cakes کھانا ختم کرنے کے بعد علیار زارا کے لیے

اسے زیادہ اچھے fresh cup cakes تھے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسے بیکری آئٹمز بہت پسند ہیں، اور

لگتے ہیں۔

نہیں کر سکتا تھا ورنہ کر لیتا۔ stock وہ انہیں

ایک دو بار اس نے خود بنانے کی بھی کوشش کی تھی مگر وہ اتنے اچھے نہیں بنے، تو اس نے چھوڑ

دیا تھا۔

مگر وہ زارا کے لیے سیکھنے کو تیار تھا۔

کا باکس نکالتے اس کی طرف بڑھا تھا۔ cup cakes وہ

”تو اس سے میں نے منگوا لیے تھے۔ bakery یہ لو... علیان گیا تھا“

بڑھاتے ہوئے بولا تھا۔ cake box علیار اس کی طرف

”ابھی میرا دل نہیں ہے کھانے کا... آپ رکھ دیں اسے۔“

کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ cup cakes زارا نے

جبکہ اس کی بات پر علیار نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا۔

"وہ... بس ایسے ہی دل نہیں ہے"

اس کی تحیر زدہ نظریں دیکھ کر زارا نے وضاحت دی۔

کوئی بات نہیں... میں تمہیں فورس تو نہیں کر رہا کھانے کو۔ واک کرو گی؟ چلو بالکنی میں بیٹھ جاتے ہیں، شاید لیٹے لیٹے طبیعت عجیب سی ہو گئی ہو۔"

علیار نے اپنے حساب سے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا۔

تو زارا نے بھی اس کی بات مانتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی، ساتھ ہی اس کی طرف ہاتھ بھی بڑھایا تھا۔

علیار اسے ہاتھ بڑھاتا دیکھ کر بغیر کوئی وقت ضائع کیے اس کا ہاتھ تھامتے اسے اپنی بانہوں میں اٹھا گیا تھا۔

"وہ... تم گر جاتی۔ یہ گاؤن بہت لمبا ہے۔"

علیار اس کی حیران نظریں محسوس کرتے ہوئے بولا۔

"...اچھا"

وہ اسے یونہی اٹھائے بالکنی کی طرف بڑھا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے گدے پر بٹھاتا، زارا نے اس کی گردن کے گرد اپنی بانہیں حائل کر لی تھیں۔

علیار نے اس کی حرکت پر ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا تھا، جبکہ وہ اس کی نظروں سے بچنے کے لیے اس کی گردن میں چہرہ چھپا گئی تھی۔

"...زار"

علیار نے اسے پکارا تھا۔

"...ہم"

زارا نے یونہی اس کی گردن میں چہرہ چھپائے جواب دیا تھا۔

"تم نے نیچے نہیں بیٹھنا؟"

علیار نے اس کے لبوں کا لمس محسوس کرتے اپنی سانس اندر کھینچتے ہوئے اس سے استفسار کیا تھا۔

"نہیں... مجھے یہی بیٹھنا ہے۔"

اس نے ہنوز اس کی گردن میں چہرہ چھپائے کہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔

علیار بے یقین سا اسے لیے وہیں بیٹھ گیا تھا۔

جبکہ زارا کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اسے مزید کیا کہے جس سے وہ اس کی بات اور جذبات سمجھ جائے۔

وہ اسے ڈھکے چھپے اشارے تو کر رہی تھی، کیا وہ پہلے کی طرح خود ہی سے بات شروع نہیں کر سکتا تھا؟

کم از کم اس سے پوچھ ہی لیتا کہ:

"neck kiss تم نے مجھے یہ "کیوں کی ہے؟ تمہارے ارادے کیا ہیں، لڑکی؟

زارا نے منہ پھلا کر سوچتے اس کے کھلے گریبان سے نظر آتے اس کے کَسرتی سینے کو دیکھا اور وہاں اپنی انگلی پھیری تھی۔

"میرا خیال ہے میں تمہیں یہاں واک کے لیے لایا تھا، نہ کہ یہاں سونے کے لیے۔ ابھی تم نے کھانا کھایا ہے، تھوڑا تو واک کر لو۔"

علیار نے اسے یوں آنکھیں موندتے دیکھ کہا تھا کہ کہیں وہ سو ہی نہ جائے۔

vomiting سے شروع ہو vomiting ہوتی اور اگر غلطی سے اس کی صبح پھر صبح اٹھ کر اسے جائے تو پھر پورا دن خراب گزرتا تھا۔

"نہیں، مجھے نہیں کرنی واک۔ مجھے یہی آپ کے پاس رہنا ہے۔ آپ کو کوئی کام نہیں ہے ڈاکٹر بننے کے علاوہ۔ ایسے تو ڈاکٹر کی ساری باتیں پکڑ کر بیٹھے ہیں اور ان پر ایسے عمل کر رہے ہیں جیسے اگر نہیں کریں گے تو میں گش کھا کر گر جاؤں گی۔ اور جو بات عمل کرنے کی ہے اس پر عمل کرنے کی آپ کو توفیق ہو نہیں رہی! "

زارا نے اسے ہنوز نا سمجھ کی طرح بیٹھے دیکھ کر تپتے ہوئے کہا تھا۔

اس کا خطرناک روپ پھر واپس آ رہا تھا۔

علیار کا اس کی بات نہ سمجھنا اسے غصہ بھی دلا رہا تھا اور رلا بھی رہا تھا۔

زارا کو اس طرح اچانک اس کی گردن سے چہرہ نکالے خود پر بھڑکتا دیکھ کر علیار نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

اسے اب اس کے غصے کی وجہ بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔

وہ اس کے لیے ہی ڈاکٹر کی ساری ہدایات پر عمل کر رہا تھا، اس کے قریب بھی نہیں جا رہا تھا۔

بھی حرام کرلی تھی۔ kiss قریب جانا تو دور، اس نے خود پر اس کی ایک

تو پھر وہ کیوں غصہ ہو رہی تھی؟

"آپ کو یاد ہے کچھ دیر پہلے میں نے آپ کو کیا کہہ کر پکارا ہے؟"

اس کی "نا" پر زارا نے دانت کچکچاتے استفسار کیا تھا۔

ہاں... علی۔ تم نے مجھے علی کہہ کر پکارا ہے، اور تم نے کہا تھا تم مجھے تب علی کہہ کر پکاروگی "
"جب تم مجھے معاف کردوگی، تو... ک... کیا؟

نہ بڑھالے، مگر BP اس کے سوال پر علیار نے جلدی سے جواب دیا تھا کہیں وہ غصہ کر کے اپنا

آخر میں اس کی آنکھوں کا اشارہ سمجھتے اس کا لہجہ لڑکھڑا گیا تھا اور اس نے بے یقینی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"ت... تم نے مجھے مع... معاف کر دیا ہے؟"

علیار کو اس کے اشارے پر یقین نہ آیا۔

"اگر نہ کیا ہوتا تو میں یہاں بیٹھ کر کیا کر رہی ہوں؟"

زارا نے اپنی پوزیشن کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"...تم نے واقعی مجھے معاف کر دیا؟ سچ میں؟ میرا مطلب ہے... وہ... تم نا"

علیار نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

اس سے اپنے جذبات ہی سنبھالے نہیں جا رہے تھے۔

خوشی کے مارے اس کی آنکھ سے ایک آنسو بہا تھا جو زارا سے چھپا نہ رہ سکا۔

وہ چاہتی تھی وہ اس کے قریب آئے، جیسے ہمیشہ آتا تھا... خود پہل کرے۔

مگر علیار اپنی ماضی کی غلطیوں، گناہوں اور تلخیوں کی وجہ سے اب خود کو اس قابل ہی نہیں سمجھ رہا تھا کہ وہ کچھ کرے۔

جبکہ زارا یہ سب صرف اس لیے کر رہی تھی کہ وہ کم از کم اسے ایک kiss تو کر ہی سکتا ہے۔

دونوں ہی اپنے اپنے جذبات نہ سمجھ پا رہے تھے نہ سمجھا پا رہے تھے۔

"...ایک بار اور بولو نا... اتنے دن بعد یہ نام تمہارے لبوں سے سنا ہے"

علیار نے اپنے آنسو صاف کرتے اس سے درخواست کی تھی۔

"نہیں کہوں گی۔"

زارا نے صاف انکار کیا۔

جبکہ اس کی بات پر علیار نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا۔

"...مگر ابھی تو"

"ہاں، ابھی میں نے کہا کیونکہ میں نے آپ کو معاف کر دیا... مگر اس کا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ آپ اس طرح کے ہو جائیں گے۔"

زارا نے منہ پھلا کر اسے دیکھا تھا۔

"مجھے یہ والا علیار اچھا نہیں لگتا۔ مجھے میرا علی واپس چاہیے... وہ جو مجھ سے پیار کرتا ہے۔ مگر اس طرح نہیں ہے جیسے میری بات ہی سمجھ نہ آئے۔"

"آپ جس طرح میرا خیال رکھتے ہیں، مجھے وہ برا نہیں لگتا... مگر ایسا لگتا ہے جیسے آپ نے خود کو میرا غلام سمجھ لیا ہے۔"

"آپ ہی نے نا کہا تھا 'جو ہوں، جیسا ہوں، تمہارا ہوں... تمہیں مجھے ایسے ہی قبول کرنا ہوگا'... تو میں نے کیا تھا۔ پھر یہ تبدیلی کیوں؟"

زارا نے اس کے عارض پر ہاتھ رکھتے اس سے اس کے بدلے روییّے کے بارے میں استفسار کیا۔

آج وہ جاننا چاہتی تھی کہ آخر ایسا کیا ہے۔

وہ اپنے شوہر کو اس حال میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔

اس کا خیال رکھنا ایک الگ بات تھی مگر جس طرح وہ زندگی گزار رہا تھا، زارا دیکھ سکتی تھی کہ وہ اپنی خواہشات کو مار رہا تھا۔

کیونکہ ایک شوہر کے جذبات وہ سمجھتی تھی۔

اور وہ خود کو یوں کسی گناہ کی وجہ سے سزا دے... یا پھر خود کو اس کے قابل سمجھنا چھوڑ دے... یہ بات اسے گوارا نہیں تھی۔

اس طرح تو وہ ڈپریشن میں چلا جاتا۔

...اس کی زندگی میں تو صرف وہی ہے

اگر اسے ہی کچھ ہو جائے گا... تو وہ کیا کرے گی؟

یہ سوچ کئی دنوں سے زارا کو پریشان کر رہی تھی اور وہ بغور اس کی چیزوں کو دیکھ رہی تھی۔ ہاں، اپنا شوہر ایسا چاہیے تھا جو اسے سمجھے، اسے اہمیت دے، اس پر بھروسہ کرے، اس کا خیال

رکھے مگر ایسا نہیں جو کسی روبوٹ کی طرح بس سارے کام انجام دے جیسے یہ سب اس پر فرض ہو۔ وہ یہ نہیں چاہتی تھی۔۔

کیا مطلب؟ میں کیوں خود کو تمہارا غلام سمجھنے لگا؟""
علیار نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔۔

اچھا، اگر ایسا نہیں ہے تو آپ میری آنکھوں میں دیکھ کر مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے؟۔۔" علی، مجھے یہ اچھا نہیں لگ رہا، نہ ہی آپ کا یہ روپ۔ مجھے لگتا ہے اس رشتے میں میں آپ کو دبا رہی ہوں، آپ پر روب جما رہی ہوں۔ مجھے ایسا نہیں چاہیے۔ مجھے اس رشتے میں اگر کسی کو اپرینڈ چاہیے تو وہ آپ کا۔ میں چاہتی ہوں آپ اس رشتے کو لیڈ کریں اور میں آپ کے ہم قدم ہوں، نہ کہ میں آگے آگے جاؤں اور آپ کسی لاسٹ پی کی طرح میرا پیچھا کر رہے ہوں۔ یہ نہیں چاہتی میں۔ اور میں جانتی ہوں آپ کو پتا ہے کہ آپ نے اپنے اندر کیا تبدیلی کی ہے اور میں کس طرف اشارہ کر رہی ہوں۔۔

آپ نے مجھ پر اپنا حق جتانا چھوڑ دیا ہے۔ آپ وہ پہلی والی زارا سے بھی برے بن گئے ہیں۔ نا وہ اپنی بات اور جذبات کا اظہار آپ کے سامنے کر رہی تھی اور اب آپ بھی میری والی غلطی کر رہے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا ہے علی۔۔"

زارا نے تھک ہار کر اس کے سینے سے اپنا ماتھا لگا لیا جبکہ علیار نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔۔

ہاں، وہ چپ ہو گیا تھا۔ ہاں، اس نے اپنے جذبات پر بند باندھ دیے تھے۔ اس کے سارے اندازے بالکل ٹھیک تھے۔ وہ دھیرے دھیرے محسوس کر رہا تھا اپنے آپ کو اندر سے کھوکھلا ہونا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ زارا کس تکلیف سے گزری ہو گی جب کوئی نہیں ہوتا آپ کی بات کو سننے اور سمجھنے والا۔ اسے تو اس سفر میں صرف ایک مہینہ ہوا تھا اور زارا نے اس کی تبدیلی پہچان لی تھی۔ اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی ہے مگر کیا وہ اسے ڈیزرو کرتا تھا؟ اسے تو لگا تھا کہ وہ ایک طویل عرصے تک اسے معاف نہیں کرے گی مگر یہاں اس کی نرم دل بیوی اس کے ذرا سی تبدیلی میں پریشان ہوتی، نہ صرف اسے معاف کر چکی تھی بلکہ اس کے لیے شدید پریشان بھی تھی۔۔

علیار نے اداسی سے مسکراتے ہوئے سوچتے اس کے گرد اپنی باہیں کسی تھیں۔۔

آئی ایم سوری، تم پھر میری وجہ سے پریشان ہو گئی۔ مجھے اس طرح نہیں کرنی چاہیے تھا۔ میں" بس۔۔۔ میں بس وہ خود کو سزا دینا چاہتا تھا۔ جو بھی میں نے تمہارے ساتھ کیا، مجھے تمہارا نارمل رویہ اپنے ساتھ اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ مجھے لگ رہا تھا ایک طریقے سے میں نے تمہیں دھوکا دیا ہے اور مجھے بھی ایک دھوکے باز والی سزا ملنی چاہیے تھی۔ تم مجھے پہلے کی طرح ہی ٹریٹ کر رہی تھی، صرف علی کہہ کر نہیں پکارتی تھی اور یہ بات، تمہارا اچھا رویہ، مجھے اندر ہی اندر کھا رہا تھا۔ "میرا ضمیر مجھے سکون سے رہنے نہیں دیتا رہا تھا۔ میں بہت بے چین اور پریشان تھا، بس۔۔

علیار نے اس کے گرد اپنا حصار بناتے، آنکھیں موندتے ہوئے اسے اپنے دل کی کیفیت کے بارے میں بتایا تھا۔ بغیر کچھ بھی چھپائے علیار نے اسے وہ سب کچھ بتا دیا جو وہ محسوس کر رہا تھا۔۔

”تو آپ نے خود سے سوچ لیا کہ آپ کی سزا یہ ہے؟۔۔“

واہ !۔۔ آپ گناہ گار کس کے ہے ؟۔۔ میرے نا، تو میں نے آپ کو کہا آپ یہ سزا بھگتے؟ تو پھر کیوں؟ میں نے کہا تھا کہ اپنی پرسنالٹی ہی بدل لیں؟ تو پھر کیوں کیا آپ نے؟ یہاں اتنا اچھا بھلا میاں تھا میرا، اس کے سارے رعب کا آپ نے ستیاناس ناس کر دیا، یہ اچھی بات ہے بھلا۔۔ مجھے وہ کپل پسند ہے جہاں ہسبینڈ تھوڑا بوسی ہو، زیادہ نہیں کہ ”تم میری اجازت کے بغیر یہ نہیں کر سکتی“، بس اتنا کہ تھوڑا اچھا فیل آئے، بس آپ سمجھ رہے ہے نا۔۔ زارا نے اسے کہنے کے بعد تصدیق چاہی۔۔

بلکل نکل، سمجھ گیا ہوں۔ آئم سو سوری، اب ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ تم بتا دو میری سزا کیا ہے۔۔ علیار نے اس کی بات پر سر ہلاتے اس سے سوری کہا تھا۔۔

آپ کی سزا یہی ہے کہ آپ کو مجھے اور ہمارے بچوں کو ساری زندگی جھیلنا ہے۔ اب آپ مجھے بتائیں، آپ کو یہ سمجھ لگ گئی کہ مجھے اپنا شوہر کیسا چاہیے؟ پرانے والا علیار، یہ والا نہیں، بلکہ دونوں کا ملا کر جو بنے وہ۔۔ زارا نے اس کے چہرے پر آئی نمی صاف کرتے ہوئے اس سے پوچھا تھا

کیونکہ دونوں کو کیا اندازہ نہیں ہوا کہ کب وہ لوگ رونے لگے تھے اور آنسو ان کے عارض کی زینت بنے تھے۔۔

اوہوں !۔۔ میں سمجھ گیا، تمہیں ایک پروٹیکٹو، ڈومینینٹ ہسبینڈ چاہیے جو تھوڑا تھوڑا سوفٹ ہو، باقی بات ہو خاص کر بیڈ پر۔۔ علیار نے جھکتے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔

وہیں اس کی بات پر جہاں زارا کے چہرے پر رنگ بکھرے تھے، بے ساختہ اس کا کھلکھلا بھی چھوٹا تھا جسے سنتے علیار بھی آسودگی سے مسکرا دیا تھا۔ نا جانے کتنے دن بعد وہ ہنس رہی تھی۔۔

یا اللہ علی، ہمارا دل کر رہا ہے آپ کے گال چوم لیں۔ اتنے دن بعد آپ نے ایسے باتیں کی ہے، ورنہ آپ کو شریف بنے دیکھ کر ہمیں سانس ہی نہیں آرہا تھا۔۔ زارا نے یونہی ہنستے اس کے سینے سے چہرہ نکالتے ہوئے کہا تھا۔

تو کر لو، کس کمبخت نے تمہیں منع کیا ہے؟ بلکہ صرف گال نا چومو، ذرا ہونٹ بھی چوم لو۔ بلکہ سب چھوڑو، بیڈ پر چلتے ہیں، وہاں چوم لینا جو بھی چومنا ہو۔ آخر میں بھی تو اپنی بیوی کا بدلہ روپ دیکھوں۔۔ علیار نے اس کی بات پر اسے آنکھ ونک کرتے کہا تھا اور ساتھ ہی اسے لیے اندر کی طرف جانے لگا جب زارا نے نفی میں سر ہلاتے اسے روک دیا تھا۔۔

نہیں، مجھے یہیں رہنا ہے۔۔ زارا نے اندر جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

یہاں؟ لڑکی، جو میرے ارادے ہیں تمہیں لگتا ہے یہاں ان پر عمل کر سکوں گا؟ بالکل بھی نہیں۔۔ کوئی تمہیں دیکھے تو دور کی بات ہے، میرے علاوہ تمہاری سسکیاں بھی کسی کے کان پر پڑے، مجھے یہ برداشت نہیں۔ اور یہ جو تم تیاری کر کے بیٹھی ہو، اس کا خراج بھی تو پیش کرنا ہے بیوی کو، اور تمہیں لگتا ہے اتنے عرصے تم سے دور رہنے کے بعد میں تم پر نرمی سے برسوں گا؟

بالکل بھی نہیں جاناں۔۔ علیار نے نرمی سے اس کے عارض سہلاتے اسے ڈرانا چاہا تھا۔۔

آپ مجھے ڈرا رہے ہیں؟۔۔ زارا کا سارا کانفیڈنس ہوا ہوا تھا، اس نے سہمتے ہوئے علیار کو دیکھا تھا۔۔

بلکل بھی نہیں میری جان، تم مجھ سے بالکل مت ڈرو، کس نے کہا ہے تمہیں ڈرنے کو۔۔

۔۔ علیار اسے لیے کمرے میں داخل ہوا تھا اور ساری لائٹس بجھاتے اس نے صرف بالکنی کی لائٹ اور دروازے کھولے چھوڑے تھے۔۔

تم۔۔ دو منٹ میرے ساتھ آسکتی ہو؟۔۔ علیار اسے بیڈ پر بیٹھاتے ہوئے پوچھنے لگا تھا جبکہ زارا جو اس کی باتوں پر شرم سے لال ہوئی جا رہی تھی، اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔

ہم۔۔ وہ بغیر کوئی سوال جواب کیے ہاں میں گردن ہلا گئی تو علیار یونہی اسے باہوں میں اٹھائے واشروم کی طرف بڑھا تھا۔

پہلے ہم وضو کر لیں، اس کے بعد باقی کا کام کریں گے۔۔ علیار نے اسے اپنا موقف بتایا۔۔

زارا اس کی بات پر مسکراتے ہوئے وضو کرنے لگی۔۔

وضو کرنے کے بعد علیار اسے لیے دوبارہ بیڈ روم میں آیا اور اسے بیڈ پر بٹھا چکا تھا۔

مجھے بس دس منٹ دو، میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔۔ علیار اس کے بال ٹھیک کرتا جلدی سے جائے نماز بچھاتا نفل نماز کی نیت کرنے کو کھڑا ہو گیا تھا جو اس نے شکرانے کے پڑھنے تھے کیونکہ آج اس کی بیوی نے اسے دل سے معاف کر دیا تھا۔ اب اسے یقین تھا کہ اللہ بھی اسے معاف کر دے گا تو وہ شکرانہ کیوں نا ادا کرتا۔۔

زارا اپنے گھٹنوں کے گرد اپنے بازو لپیٹے اس پر چہرہ ٹکائے اسے دیکھنے لگی جو اس وقت دعا مانگ رہا تھا۔۔

علیار دعا سے فارغ ہوتے اس کے پاس آیا اور اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے، اس کے سر پر ہاتھ رکھتے کچھ پڑھتے اس پر پھونکا تھا۔۔

زارا نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا جب علیار اس کے ماتھے پر لب رکھتے اس کے برابر میں ہی بیٹھ گیا تھا۔۔

جانتا ہوں تم سوچ رہی ہوگی یہ سب میں نے پہلی رات کیوں نہیں کیا۔ مجھے یاد ہے میں شروع کے تین دن اور رات گھر نہیں آیا تھا۔ دیکھا بھی نہیں تھا تم کس طرح دیکھ رہی تھی، تم نے ڈریس کون سا پہنا تھا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم اس انتظار میں تھی کہ میں آکر تمہیں کوئی

وضاحت دیتا اپنے رویے کی مگر میں نے نا دی۔ یہ سب کچھ یونہی چلتا رہا اور تم برداشت کرتی رہی۔ مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا ایسا، آئم سوری۔ میں قصوروار ہوں تمہارے ساتھ ہوئی بری چیزوں کا۔ میں قصوروار ہوں اس دن جو الشبا نے تمہیں کہا۔ میری ہی وجہ سے دوسروں کو اتنی ہمت ملی کہ وہ تمہارے قریب آسکے، تمہیں نقصان پہنچا سکے۔ میں گزرا وقت واپس نہیں لا سکتا مگر آنے والے وقت میں نا کبھی تمہاری کوئی حق تلفی ہوگی، نا ہمارے بچے کی۔۔

ویسے میں اب تمہارے آلو کو اپنا بچہ بھی کہہ سکتا ہوں نا؟ تم نے معاف کر دیا ہے تو اس نے مجھے معاف کر دیا ہوگا نا۔۔ علیاریوں تو کھڑکی کی طرف دیکھ کر بات کر رہا تھا مگر اپنے بچے کے ذکر پر اس کے ہاتھ بے ساختہ زارا کے پیٹ کی طرف بڑھے تھے جو ہوا میں ہی معلق رہ گئے کیونکہ اس میں اتنی ہمت ہی نا ہوئی کہ آگے ہاتھ بڑھا کر اسے چھو سکے، اپنے بچے کے لمس کو محسوس کر سکے، اسے اپنے لمس سے آشنا کروا سکے۔۔

علی !۔۔ جب ہم نئی شروعات کر رہے ہیں تو پھر ماضی کا ذکر کیوں؟ اور آلو ہم دونوں کا بچہ ہے، اس پر آپ کا مجھ سے زیادہ حق ہے۔۔

کیونکہ جو قربانیاں آپ نے اس کے لیے دی ہیں وہ میں شاید کبھی بھی نا دے سکتی۔ میں جانتی ہوں آپ کو اسے منظور نا کرنے کے پیچھے کی وجہ تائی جان اور وہ سارے لوگ تھے مگر پھر بھی نا جانے کیوں ایک ماں کا دل یہ نہیں مان پا رہا تھا کہ حالات جو بھی تھے۔۔۔ آپ نے ایسا کہا کیوں۔ مگر آپ نے اپنے اس کیے کی سزا کاٹ لی۔ اب بس، مجھے مزید ماضی کو نہیں سوچنا۔ مجھے

نہیں سوچنا کہ آپ نے کیا کہا یا کسی اور نے۔ میں نے تائی جان کو بھی اپنے بچے کے لیے معاف کیا۔ مجھے نا کسی سے بدلہ چاہیے نا کوئی انصاف۔ جو بھی تھا وہ ان کا فعل تھا، میرے اللہ نے ہمیشہ آپ کی، میری اور آلو کی حفاظت کی ہے۔ ہمیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑا تو پھر ان انسانوں کو سزا دینا اور ان سے ناراض ہو کر ان سے قطع تعلقی کرنا، ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نا رکھنا۔۔۔ مجھے ان سب چیزوں میں نہیں پڑنا۔

میری بس چھوٹی سی فیملی ہے جس میں آپ، آلو، کدو، مائسا، علیان لالا، مورے بابا، داجی، آئی جان، تایا جان، دارار لالا، داعود لالا، روشہانے۔۔۔۔

بس بس بس !۔۔ اسے بغیر رکے یوں مسلسل بولتا دیکھ کر علیار کو مجبوراً خود ہی اسے روکنا پڑا۔۔

ان ساری باتوں کو چھوڑو، جو ہم کر رہے تھے وہ کرتے ہیں۔ میں سمجھ گیا، یہ پورا خاندان تمہاری فیملی ہے۔۔

Rooh hayat 92

ان ساری باتوں کو چھوڑو جو ہم کر رہے تھے وہ کرتے ہیں۔ میں سمجھ گیا یہ پورا خاندان تمہاری فیملی ہے۔ مگر فی الحال تم اپنی اس فیملی کو سائیڈ پر کرو اور اس فیملی کی "جڑ" یعنی کہ مجھ پر دھیان دو۔

علیار اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اسے روکتے ہوئے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب لے آیا تھا۔

اچھا تو جہاں اتنا سب کچھ بتایا ہے یہ بھی بتا دیں کہ مجھے اس جرم پر کس طرح دھیان دینا چاہیے؟"

زارا نے اس کی بات پر اس کے گلے میں اپنے بازو حائل کرتے ہوئے اس کی ہتھیلی چوم لی تھی۔

یہ تمہیں فلرٹ کرنا کون سکھا رہا ہے؟ تم تو ایسی نہیں تھی؟""

علیار نے اس کی حرکت پر ماتھے پر بل ڈالے تھے کیونکہ زارا واقعی ایک شرمیلی ٹائپ لڑکی تھی، وہ کسی بھی قسم کی بولڈ حرکت کی امید اس سے رکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ وہ تو بند کمرے کے گھپ اندھیرے میں بھی اس کے قریب ہونے پر اس کی گردن میں چہرہ چھپا کر رکھتی تھی، تو اب یہ کیسے؟

وہ دراصل... میں تو ابھی بھی وہی ہوں، آپ بدل گئے تو میں نے خود میں تھوڑا سا ٹوئسٹ لے آئی کیونکہ مجھے لگا شاید آپ کو میرا شائی نیچر اچھا نہ لگے۔"

زارا نے صاف صاف اسے سچ بتایا کیونکہ ان کے رشتے کی کمزوری ہی یہی تھی کہ وہ آپس میں اپنی باتیں اور چیزیں شیئر کرنے کے بجائے خود تک محدود رکھتے تھے، اور زارا اب اپنی غلطی دہرانے والی نہیں تھی۔

نہالو ٹوئسٹ مجھے یہ زارا نہیں، اپنی پہلے والی بیوی چاہیے۔ مگر جس طرح تم اب مجھ سے بلا "
جھجک بات کرتی ہو ایسی ہی کرنا، اپنے نخرے بھی دکھانا بس بولڈ نہ ہونا۔ ہاں مگر اگر تمہارا دل ہو تو تم صاف صاف مجھے کہہ سکتی ہو، میں انکار نہیں کروں گا اور کون کافر انکار کرے گا جس کی اتنی حور جیسی بیوی ہو۔"

علیار نے اس کی بات توجہ سے سنتے ہوئے اس کے بال سہلائے اور ساتھ اپنی بات بھی کہی۔

زارا نے اس کی بات پر اسے گھورا، مگر وہ اس کی آنکھوں کو چومتا آہستہ آہستہ اس کے عارض کی طرف بڑھ گیا۔

یوں تو تم مجھے ہر حال میں قبول ہو، مگر اس وقت تم پر پیار آ رہا ہے جب تم مجھ پر بھروسہ کرتے "
ہوئے خود کو مکمل میرے حوالے کر دیتی ہو۔"

علیار نے اس کی ناک سے اپنی ناک مس کرتے ہوئے کہا تھا اور اس کا ہاتھ اس کی گاؤن کی ڈوریوں سے الجھ گیا تھا۔

زارا نے آنے والے وقت کا سوچتے ہوئے بے ساختہ آنکھیں میچ لی تھیں، جبکہ اس کی حرکت پر علیار کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

وہ اس کا گاؤن کھولتے ہوئے اسے سامنے سے سرکانے لگا تھا... کمرے کے نیم اندھیرے میں وہ کچھ خاص دیکھ نہیں پا رہا تھا سوائے ہلکی روشنی کے، مگر وہ اس کی رنگت کو بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔ وہ اس کی گردن پر اپنے لب رکھتا وہاں کافی دیر ٹھہر کر اس کی خوشبو اپنے اندر اتار رہا تھا۔

"...اتنے دن بعد تم یسر ہوئی ہو... سمجھ ہی نہیں آرہا تم میں کس طرح سما جاؤں"

سماعوں بھی یا نہیں، بس یونہی تمہاری خوشبو اپنے اندر اتارتے تمہیں اپنے بے حد قریب محسوس کرتا رہوں۔۔ علیار نے اس کی نائٹی کے گاؤن کو بازوؤں سے الگ کرتے، مکمل طور پر سائیڈ پر رکھتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا تھا، جبکہ گاؤن کے یکدم دور ہونے کی وجہ سے زارا کو سردی لگی تھی اور اس نے بے ساختہ علیار کے چوڑے سینے میں سمانے کی کوشش کی تھی، جب علیار اس کی مشکل سمجھتا اپنی شرٹ اتار کر سائیڈ پر رکھتے خود پر کمفرٹر دے گیا تھا۔

اگر تمہیں کوئی بھی تکلیف ہو، تم مجھے فوراً بتانا، ہم۔۔ علیار نے اس کے عارض سہلاتے ہوئے کہا تھا، جبکہ اس کی بات پر زارا بس اس کے سینے پر ہاتھ رکھ گئی تھی، جب علیار اس کی اسٹریپ سے اپنی انگلیاں الجھاتا انہیں اس کے کندھے سے سرکاتا، وہاں بھی اپنے لب رکھ رہا تھا۔ وہ اسے بہت ہی احتیاط اور نرمی سے چھو رہا تھا، اس کے پور پور کو اپنے لبوں سے مہکا رہا تھا۔ وہ اس کی نائٹی کو بھی مکمل اس سے جدا کرتے، اپنے وزن کو بیلنس کرتے اس پر سایہ فگن تھا، اس طرح اس کا ذرا بھی وزن زارا پر نہ ہو۔۔

وہ اس کے چہرے کو ایک نظر دیکھتا، اس کی دھڑکن پر جھکا تھا، جو اس وقت سختی سے آنکھیں میچے ہوئی تھی۔۔ علیار اس کے ہاتھ تھامتے، انہیں اپنے بالوں میں الجھاتا، اس کی دھڑکنوں کو چوم رہا تھا۔ وہ انتہائی نرمی سے اس کی سائیڈ دھڑکن پر لب رکھتے، آہستہ سے انہیں سہلانے لگا، جبکہ علیار کی اس حرکت پر بے ساختہ زارا کی سسکی نکلی تھی اور ایک آنسو چپکے سے اس کی

آنکھوں سے بہہ نکلا تھا، مگر وہ علیار سے چھپ نہ سکا۔ وہ نیم اندھیرے میں بھی اسے روتا دیکھ سکتا تھا، مگر اس کے رونے کی وجہ بھی سمجھ رہا تھا۔ پریگنینسی کی وجہ سے وہ بہت سینسیٹو اور ڈیلیکیٹ ہو گئی تھی، خاص طور پر انٹیمیسی کو لے کر، اور وہ یہ بات بخوبی سمجھ رہا تھا۔۔

اپنے ایک ہاتھ سے اس کی دھڑکنوں کو سہلاتے، دوسرے سے اپنا وزن بیلنس کرتے، اس کی دھڑکنوں کو اپنے لبوں کی قید میں لے گیا تھا۔ اس کے لبوں کے نرم گرم لمس پر زارا کے ہاتھ بے ساختہ اس کے بالوں کو دبوچ گئے تھے۔۔ علیار اپنے کام میں نرمی کے ساتھ ساتھ سختی بھی رکھ رہا تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں سے نرمی دکھاتا، اپنے لبوں سے سختی کر رہا تھا۔ وہ اس کی دھڑکنوں کو اپنے لبوں سے آزاد کرتا، اس کے چہرے کو دیکھنے لگا اور بے ساختہ اس کے لبوں پر جھکا تھا، اور اس کے لبوں پر جھکتے ہی زارا کے وہ ہاتھ، جس نے اس کے بال تھام رکھے تھے، وہ اسے اس کے بازوؤں کے نیچے سے گزارتی، اسے اس کے گرد ہگ کر گئی تھی، جبکہ علیار نے یہاں بھی نرمی برتتے اس کے گلاب کی پنکھڑیوں کو چوما تھا، جبکہ اس کے اس شدت بھرے لمس پر بمشکل اس نے اپنا وزن بیلنس کیا تھا۔۔

زار، تم کس پوزیشن میں کمفرٹیبل ہو گی؟۔۔

زار! تم کس پوزیشن میں کمفرٹیبل ہو گی؟۔۔ علیار نے اس کے عارض کو اپنے ہاتھ میں بھرتے اس سے استفسار کیا تھا، جبکہ اس کی بات پر زارا نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا تھا، جیسے کوئی بہت ہی انوکھی بات کر دی ہو اس نے۔۔

ایسے مت دیکھو، اس وقت یہ پوزیشن تمہارے لیے ٹھیک نہیں ہے۔ تمہیں مجھے بتانا پڑے گا کہ" تم کسی چیز میں کمفرٹیبل ہو، اور اگر تمہیں عجیب لگے تو ہم بیک آف کر لیں گے، ہم!"۔۔ علیار نے اس کے عارض سہلاتے اسے یقین کروایا تھا کہ اس کا آرام سب سے پہلے ہے۔۔

وہ یہ کہتے اس کی پشت پر لیٹتے اسے کروٹ کے بل لیٹاتا تھا۔۔

آ۔ آپ اس طرح، میرا مطلب ہے، یوں پیچھے سے ن۔ نہیں۔۔" علیار کو یوں اپنی پشت پر" لیٹتے دیکھ کر زارا نے فوراً ہی انکار کیا تھا۔۔

آ۔ آپ میرے سامنے ہی رہے، ایسے مجھے بہت عجیب لگے گا، مطلب کہیں درد تو نہیں ہو رہا،" بس گھب۔ گھبراہٹ ہو رہی ہے، تو آپ بس میرے سامنے ہی رہیے۔۔" زارا نے اسے ڈھکے چھپے لفظوں میں صاف انکار کر دیا تھا، جبکہ اس بات پر علیار کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا۔۔

ٹھیک ہے، میری زار۔ اس کے بعد صرف دو ہی طریقے ہیں، میری جان۔۔" وہ ایک بار پھر" اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔ "میں ایسے ہی کروں گا، مگر تم خیال کرنا، مجھ سے کچھ چھپانا مت، ہم۔۔" علیار نے اس کی رضامندی سے پہلے اس کی تصدیق چاہی تھی۔۔

اس کی بات پر زارا نے سر ہلایا تھا۔۔

علیار اس کے جواب سے مطمئن ہوتے، نرمی سے اس کے جسم کے ایک ایک حصے پر اپنے لبوں کی مہر ثبت کرتا، بغیر اسے کوئی وارننگ دیے، اس کی روح کا حصہ بنا تھا۔ مگر ایسا کرتے،

علیار نے زارا کے دونوں اطراف اپنے بازو ٹکاتے بیڈ کو دبوچا تھا۔ اتنے دنوں بعد اس کے قریب آنا، علیار کے لیے بھی کافی مشکل ثابت ہو رہا تھا۔۔

علیار کی اس اچانک افتاد پر زارا نے بے ساختہ تھوڑا اوپر کو ہوتے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا، ساتھ ہی اس کی پشت پر اپنے بندھے ہاتھ کے ناخن گاڑے تھے۔ اس کی حرکت پر علیار سٹل ہوا تھا، اور اس نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔

میں ایسے ہی کمفرٹیبل ہوں، مجھے درد نہیں ہو رہا، باقی کا خیال آپ رکھ لینا۔۔" زارا نے تکیے پر" اپنا سر رکھتے، ہنوز اس کی گردن کے گرد اپنا حصار باندھے کہا تھا، جبکہ اس کی بات کے تضاد، اس کی حرکت پر، علیار نے کافی دیر تک خود کو ایک ہی پوزیشن میں رکھتے اپنے اعصاب پر قابو کیا تھا۔ وہ اس سے زیادہ خود کو ہارڈ ہونے سے روک رہا تھا، تاکہ کسی بھی طرح سے اسے تکلیف نہ ہو۔۔

زارا کو ایزی ہوتا دیکھ کر، علیار اس کی کمر کے گرد سے بازو گزارتا، اسے بیڈ سے اٹھاتے، یونہی اس میں سمانے، قربت بدل گیا تھا، جبکہ اس کی حرکت پر زارا کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔ وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح اسے اپنی بانہوں میں بھرے، اپنا عمل کر رہا تھا۔۔

جبکہ یہ چیز شروع میں زارا کو عجیب لگی، مگر جب وہ نارمل ہوئی، تو اس نے علیار کے سینے سے چہرہ نکالتے اسے دیکھا تھا، اور جو وہ نہیں کر رہا تھا، وہ خود کر گئی تھی۔ وہ اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑتی، ہولے سے اس کے لب چومتے پیچھے ہوئی تھی، اور ساتھ ہی اسے قربت بدلنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔

م۔مجھے نا آپ کا یہ احتیاط والا رومینس نہیں چاہیے، اچھے سے نارمل طریقے سے آپ کچھ کر" سکتے ہیں تو ٹھیک، نہیں تو۔۔" اس کی اتنی ساری احتیاط کے چکر میں اپنے رومینس کا بیڑا غرق ہوتا دیکھ کر، زارا سے بولے بغیر رہا نہیں گیا تھا۔ کہاں اس کا شوہر ہارڈ رومینس والا بندہ تھا، اور کہاں یہ، جو ڈر سے اسے کسی بھی طرح تکلیف نہیں دینا چاہ رہا تھا۔۔

"ورنہ کیا، ہم؟۔۔"

علیار نے اس کی بات پر غصہ یا حیران ہونے کے بجائے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

ورنہ ہم ابھی، کہ ابھی، یہ گاؤن پہن کر مورے کے کمرے میں سونے چلیں جائیں گی۔ جب میں آپ سے کہہ رہی ہوں مجھے ہماری وہی پوزیشن چاہیے، تو پھر آپ یہ سارے ایکسپیریمنٹ کیوں کر رہے ہیں مجھ پر؟ مجھے یہ سب پسند نہیں۔۔

زارا اب اس کی حرکت کے تضاد، اس کی مسلسل خود پر کی نظروں سے پریشان ہوتے رونا شروع ہو گئی تھی۔۔

زار! رو تو مت۔ میں بس ایسا... ڈاکٹر نے کہا تھا کہ پوزیشن کا خیال رکھے، اسے میں آلو یا تمہیں چوٹ لگ سکتی ہے، اور تم جانتی ہو کہ تمہارے اس معاملے میں چاہ کر بھی نرمی نہیں کر پاتا، اور اگر تمہیں یا بے بی کو کچھ ہو گیا تو میں اپنی سختیوں اور رومینس کے چکر میں اپنی سب سے قیمتی اساسوں کو داؤ پر نہیں لگا سکتا۔۔

علیار نے اس کے عارض سہلاتے، اس کے آنسو صاف کیے تھے، اور ساتھ ساتھ اس سے علیحدہ بھی ہوا تھا۔۔

علی !۔۔آ۔آپ کچھ زیادہ ہی پریشان ہو رہے ہیں۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں اور آلو دونوں بالکل ٹھیک ہیں، اور اس پوزیشن میں بھی ہمیں کچھ نہیں ہو رہا۔ ابھی بے بی بمپ تھوڑی نکلا ہے جو آپ اس قدر پریشان ہو رہے ہیں۔ آپ نے کہا تھا کہ میری ساری بات مانیں گے، اور یہ بھی کہا تھا کہ جب بیوی اتنی خوبصورت ہو تو کون کافر دور رہتا ہے، پھر اب کیوں؟ آپ نے جھوٹ بولا تھا نا۔۔

اسے اپنے برابر میں لیٹا دیکھ کر زارا نے روہانسے ہوتے کہا تھا۔۔

میری زار، ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں ابھی اپنی جان کو ویسے ہی پیار کروں گا جیسے تم کہو گی، بس تم رونا مت۔۔

علیار اسے یوں اچانک روتا دیکھ کر بوکھلا گیا تھا۔ وہ جان کر اپنے لمس کو انتہا کا نرم رکھ رہا تھا تاکہ زارا کی سانس تک نہ چڑھے، مگر شاید اس کی بیوی کچھ اور چاہتی تھی۔۔

ٹھیک ہے، میری زار۔ اب تم خود کو اپنے جنونی میاں کے لیے تیار کر لو، کیونکہ اب میں نہیں رکوں گا، تم بولو گی تو بھی نہیں۔۔

علیار اسے مزید روتا نہیں دیکھ سکتا تھا، اس لیے فوراً ہی اس پر سایہ فگن ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے لبوں پر بھی قابض ہوتا، پوری شدت سے اس کی سانسیں چرا رہا تھا، جبکہ اس کا ایک ہاتھ اپنا وزن بیلنس کر رہا تھا، اور دوسرا پوری شان سے اس کے جسم میں گردش کر رہا تھا۔

وہ اس کے لبوں کو آزادی دیتا، اس کی گردن کی طرف بڑھا تھا۔ وہ اس کی گردن کے ایک پوائنٹ پر شدت سے اپنے لب رکھتے، وہاں کی اسکن کو اپنے لبوں میں بھر کر سک کرتے، مکمل طور پر اس کے وجود میں گم تھا، جبکہ اس کا ایک ہاتھ نرمی سے اس کی تھائز پر سرسرا رہا تھا، جسے زارا روکنا چاہ رہی تھی، مگر اب خود ہی خود کو شیر کے منہ میں ڈال چکی تھی۔۔

جو جو رات گزر رہی تھی، علیار کی بے باکیاں بھی عروج پر تھیں۔ وہ رات بھر اسے اپنے حصار میں رکھے، بہت اچھے سے اسے اپنی قربت سے باور کروا رہا تھا۔۔

وہ آج پورے ہفتے بعد گاؤں واپس آرہا تھا۔ سب نے اس سے رابطہ کرنے کی بہت کوشش کی تھی، مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا کسی کو بھی۔۔

جواب نہیں دیا تھا کسی کو بھی۔۔ کیونکہ اس کا کسی سے بات چیت کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ بس ایک بار، ایک بار زرتاشہ سے بات کرنا چاہتا تھا، اور گھر جاتے ہوئے اسے نا جانے کیوں اچھا بھی نہیں لگ رہا تھا، اور اسے ڈر تھا کہ کہیں ریان اسے وہاں دیکھ کر غصہ نہ ہو جائے اور دعا کے لیے کوئی مسئلہ نہ ہو۔۔

ہاں، وہ یہاں بھی خود غرض بنتے اس کے بارے میں سوچنے کے بجائے اپنی بہن کے بارے میں سوچ رہا تھا، کیونکہ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی غلطیاں اور کوتاہیاں اس کی بہن کے آگے آئیں، جبکہ ان کا ملبہ وہ باآسانی کسی اور پر ڈال چکا تھا اور اسے احساس بھی نہیں تھا۔۔

زرتاشہ اپنے آخری پیپر سے فارغ ہوتے باہر کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ ویسے تو کالج نہیں آ رہی تھی مگر ایگزام میں اپیئر ہو گئی تھی۔ اس نے ریان سے بات کر لی تھی کہ وہ ایموشنل اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ ڈیلی کالج آ سکے۔۔

ریان کے تعلقات کی وجہ سے یہ کام اس کے لیے کافی آسان ہو گیا تھا۔ اب وہ اپنے آخری پیپر سے فارغ ہوتے شہر جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ ایک فیصلہ وہ اپنے لیے لے چکی تھی جس پر اسے عمل کرنا تھا۔ وہ مزید خود کو اپنے کمرے کی چار دیواری تک محدود نہیں کر سکتی تھی، اور آج اس کی ڈاکٹر سے بھی اپائنٹمنٹ تھی۔ وہ ساری چیزوں کو سوچتے پارکنگ لاٹ کی طرف بڑھ رہی تھی، اپنی عادت کے مطابق یہاں وہاں دیکھنے سے گریز کرتے ہوئے، اپنے کام سے کام رکھتے، وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھی رہی تھی جب اس کی نظر سائیڈ پر کھڑے شخص کے پیروں میں پڑی تھی۔ وہ اس کی پشاوری چپل کی وجہ سے فوراً ہی پہچان گئی تھی کہ وہ کون ہے۔ اسے پہچاننے کے لیے اسے اس کا چہرہ دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔

وہ اسے دیکھنے کے باوجود بھی کوئی بھی تاثر دیے بغیر چپ چاپ آگے بڑھ رہی تھی۔۔

دارار، جو کچھ دیر پہلے ہی آیا تھا اور اسے خبر تھی کہ وہ ابھی نکلے گی، وہ اپنی سابقہ جگہ پر ہی کھڑا ہوتا اس کا انتظار کر رہا تھا جب وہ باہر آئی، مگر زرتاشہ نے اسے روک کر دیکھنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔

وہ چپ چاپ اپنی گاڑی کی طرف بڑھی تھی مگر وہاں کا منظر دیکھتے اس نے گھوم کر غصے سے دارار کو دیکھا تھا، جو عین اس کے پیچھے ہی تھا۔ سامنے اس کے گارڈز، ریان کے گارڈز کو اپنے گھیرے میں لے چکے تھے اور گاڑی لاکڈ تھی۔ یہ منظر دیکھتے ہی زرتاشہ کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا۔۔

یہ کس قسم کی واہیات حرکت ہے، ہاں؟ اپنے گارڈز کو بولیں میرے گارڈز کو چھوڑیں اور راستہ دیں مجھے، ورنہ اب کمپلین سیدھا میرے لالا کے پاس جائے گی۔۔

میں تمہارا راستہ نہیں روک رہا، بس تم سے بات کرنی ہے۔ بھلے ہی میری گاڑی میں کر لو یا پھر اپنی گاڑی میں، بلکہ اگر تم کہو تو ہم کسی ریسٹورنٹ میں بھی بات کر سکتے ہیں۔۔

دارار نے زرتاشہ کے قریب ہوتے آہستہ سے کہا تھا کیونکہ آس پاس کافی اسٹوڈنٹس تھے جو بغور انہیں دیکھ رہے تھے، اور وہ یہاں تماشا نہیں کر سکتا تھا، نہ ہی اس کے ساتھ زبردستی کرے۔ وہ آیا بھی نہیں تھا۔۔

اسے بس بات کرنی تھی زرتاشہ سے۔۔

مجھے آپ کے ساتھ کہیں بھی نہیں بیٹھنا، تو بہتر ہوگا آپ چپ چاپ مجھے میرا راستہ دیں اور خود اپنا ناپیں۔۔۔۔

اس کی حرکت پر نا چاہتے ہوئے بھی زرتاشہ کو شدید غصہ آرہا تھا۔ ایک تو پہلے ہی وہ شدید چڑ چڑی ہو رہی تھی، اوپر سے دارار کی حرکت اور باتیں آگ میں پیٹرول کا کام کر رہی تھیں۔ اپنے اس موڈ کی وجہ سے اس نے سب سے بات چیت بند کر دی تھی۔ وہ کم ہی اپنے کمرے سے نکلتی تھی، بس خود کو اس کمرے تک محدود کر لیا تھا کیونکہ نہ اسے کسی کی بات اچھی لگتی تھی، نہ کسی کے ساتھ بیٹھنا، اور وہ اپنے اس عجیب ردِ عمل کی وجہ سے اپنوں کو تکلیف دینا نہیں چاہتی تھی۔۔

بس ایک بار، صرف اور صرف ایک بار میری بات سن لو۔ میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہم بات کر کے بھی تو مسئلہ حل کر سکتے ہیں نا؟ یہ ضروری تو نہیں کہ تم مجھ سے بات نہ کرو۔۔

دارار نے اس کی لال بھیگی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

مسئلہ، بات۔۔۔یہ آپ سے کس نے کہہ دیا ہمارے درمیان کوئی مسئلہ ہے۔۔۔یا بات کرنے کی گنجائش۔۔۔کوئی مسئلہ نہیں ہے ہمارے درمیان۔۔ آپ کو پتا ہے ہمارے درمیان کون تھا؟ آپ تھے، آپ کا شک تھا، آپ کی جھوٹی انا تھی، آپ کی بددماغی اور غصہ تھا۔۔ مگر اب۔۔۔ اب رہا کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہمارے درمیان اب میں ہی نہیں ہوں، تو ہم کہاں سے ہوگا۔۔ اب اس رشتے میں کچھ نہیں بچا ہے بات کرنے کو۔ سب کچھ صاف ہے۔ اگر تو

آپ بات کر کے مجھے اس چیز پر آمادہ کرنا چاہتے ہیں کہ میرے بچے کو آپ نے جان بوجھ کر نہیں مارا وغیرہ وغیرہ، تو مجھے نہیں سننا۔ چلو مان لیا آپ نے اسے جان کر نہیں مارا، مگر مجھے تو جان بوجھ کر ہی مارا تھا نا۔۔۔ نہ صرف مارا تھا بلکہ مجھے کسی کی نظر میں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔

اب اس کے بعد۔۔۔ کیا ہی بات کرنی ہے آپ نے؟ معافی مانگنی ہے۔۔۔؟ ہے۔۔۔؟ کس لیے۔۔۔؟ اپنے ہی بچے کو مارنے کی۔۔۔؟ یا پھر ہمیں بدکردار کہنے کی۔۔۔؟

چلو مان لیا آپ نے مجھ سے بات کر لی، میں نے آپ کی بات اور وضاحتیں سنتے آپ کو معاف کر دیا۔۔ اس کے بعد کیا، ہاں۔۔۔؟ اس کے بعد کیا جواب دیں۔۔۔؟ اب کیوں خاموش ہو گئے۔۔۔؟ اس کے بعد کیا۔۔۔؟ کچھ بھی نہیں نا۔۔۔ کیونکہ۔۔۔ کچھ ہے نہیں۔۔۔۔

ہماری ایک بات مانیں، میرا پیچھا چھوڑ دیں اور چپ چاپ اپنے کام سے کام رکھیں۔ بلکہ کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ کر دوسری شادی کر لیں، جو بدکردار نہ ہو، آپ کے پیٹھ پیچھے آپ کو دھوکا نہ دے، جیسے میری طرح دوسرے مردوں سے اپنی ہوس پوری نہ کرنی پڑے۔ جا کر کسی ایسی لڑکی کو ڈھونڈ کر اس سے شادی کر لیں۔ میرے پیچھے آپ کو وقت برباد کرنے سے آپ کو کچھ نہیں ملے گا، تو بہتر ہوگا آپ اپنا ٹائم بچائیں اور میرا راستہ چھوڑیں۔۔

زرتاشہ نے اب کی بار اس کے قریب ہو کر تیز لہجے میں کہا تھا۔ اپنی طبیعت کی وجہ سے وہ پھر سے چڑچڑی ہو رہی تھی، جبکہ دارار دم سادھے اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا، جس نے اپنی باتوں سے

آج اسے چپ ہی کروا دیا تھا۔ کتنی بدل گئی تھی وہ۔۔۔ پہلے کبھی بولتی بھی نہیں تھی، مگر اب بس اسے حیران کر رہی تھی۔۔

اس کے الفاظ تکلیف دہ تھے، مگر اسے برداشت کرنا ہوگا کیونکہ یہ اس کا بویا بیج تھا۔۔

۔۔ مان لی تمہاری ساری بات صحیح، مگر پھر بھی ایک بار، ایک بار میری بات سن لو۔ مجھے موقع تو دو اپنی بات کہنے کا۔ مانا میں غلطی پر ہوں، مگر مجھے وضاحت کا موقع تو دو۔ کیا میں اب تم سے اکیلے میں بات کرنے کا حق بھی نہیں رکھتا؟۔۔

دارار نے تھک ہار کر اس کا ہاتھ تھامنا چاہا، جب وہ اس سے دو قدم پیچھے ہو گئی۔۔

نہیں! نہیں رکھتے آپ کوئی حق مجھ پر۔ ہاتھ اٹھا کر آپ مجھ سے اپنے سارے حق کھو چکے ہیں۔۔۔۔

زرتاشہ نے صاف لفظوں میں کہہ کر واپس جانے کے لیے مڑی تھی۔ اس کے اور دارار کے گارڈز کچھ دوری پر تھے۔ انہیں ہنوز وہیں کھڑا دیکھ کر زرتاشہ نے رخ بدلتے کالج کے مین گیٹ کی طرف بڑھنا شروع کیا تھا۔

دارار، جو اس کے مڑنے پر سر جھکائے کھڑا تھا، اسے گیٹ کے قریب جاتا دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا تھا، مگر اس سے پہلے ہی زرتاشہ باہر نکل گئی تھی۔ اس کے تیز تیز چلنے کی وجہ سے وہ

غصے میں اپنے پہلو میں اٹھنے والے درد کو بھی نظر انداز کر رہی تھی، جبکہ اس چیز کے لیے ڈاکٹر نے اسے سختی سے منع کیا تھا۔۔

وہ کچھ لمحوں کو رکتی، اپنی آنکھیں میچتی تھی۔ درد کی لہر تیز ہوتی محسوس ہوئی تو اس سے چلا نہیں گیا، تو وہ بیچ سڑک میں رک کر اپنے پہلو پر ہاتھ رکھتے آنکھیں میچ گئی تھی۔۔۔۔

دارار، جو جونہی کالج گیٹ سے باہر نکلا، تو سامنے کا منظر دیکھتے اسے اپنی جان جاتی محسوس ہوئی تھی۔ زرتاشہ سڑک کے بیچ و بیچ کھڑی تھی، جبکہ گاڑیاں تیز رفتاری سے چل رہی تھیں۔ وہ یہ منظر دیکھتے جلدی سے اس کی طرف لپکا تھا۔ اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ بیچ سڑک میں کیوں کھڑی تھی، وہ بھی غلط روڈ پر تھی۔۔۔۔

زرتاشہ اپنے ایک ہاتھ پیٹ پر رکھتے اپنے پہلو کے درد کو قابو کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہیں اسے اچانک درد کی تکلیف کی وجہ سے اپنی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاتا سا محسوس ہوا، مگر اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی، کسی نے اسے تھام لیا تھا۔۔

دارار جلدی سے اسے بانہوں میں بھرتا، اپنے گارڈز کو کال کر کے اپنی گاڑی باہر لانے کا بول چکا تھا۔ وہ لوگ اس وقت روڈ کے بیچ میں تھے۔ وہ جلدی سے اسے بانہوں میں لیے سائیڈ ہوا تھا، جبکہ زرتاشہ کے گارڈز اسے یوں بے ہوش دارار کی بانہوں میں دیکھ کر پریشان ہوئے تھے کیونکہ ریان نے اس قدر سخت ہدایت دی تھی سب کو زرتاشہ کی سیکیورٹی کے متعلق۔ اب تک تو یہ خبر

بھی اس تک پہنچ چکی ہوگی۔ ریان کے غصے اور قہر کا سوچ کر ہی ان سب کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ وہ لوگ جلدی سے دارار کی طرف بڑھے تھے۔۔

سائیں سردار، بیبی سائیں کو ہمارے ساتھ جانے دیں۔ ہم انہیں ہسپتال لے جائیں گے۔ اگر بڑے سائیں کو خبر ہوگئی کہ ہماری موجودگی میں سب کچھ ہوا ہے، تو ہم سب اپنی جان سے جائیں گے۔یہ نہ کریں۔۔۔۔

ان میں ایک ملازم نے دارار کو زرتاشہ کو گاڑی کی بیک سیٹ پر لٹاتے دیکھ کر بولا تھا۔۔

میں اس کے معاملے پر تم پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ اسے اگر اتنی فکر تھی تو خود سے لینے آتا، ناکہ تم لوگوں کے حوالے کرتا۔ میں اسے ہسپتال لے کر جا رہا ہوں، تم بتا دو اسے وہاں آجائے۔۔

دارار نے اس کی بات پر دانت کچکچاتے ہوئے کہا تھا اور زرتاشہ کے ساتھ ہی پیچھے بیٹھ گیا تھا۔۔

غلام دین، پانی کی بوتل دو۔۔

دارار نے سامنے ڈرائیو کرتے غلام دین کو کہا تھا، جس پر اس نے جلدی سے بوتل دارار کی طرف بڑھائی تھی۔ وہ جلدی سے بوتل تھامتے، تھوڑا سا پانی اپنی مٹھی میں بھرتے، اس کے چھینٹے زرتاشہ کے چہرے پر مار رہا تھا۔۔

پانی کے چھینٹوں کی وجہ سے زرتاشہ نے اپنی آنکھیں ہلکی سی واہ کرتے اسے دیکھا تھا۔ اسے سارے منظر دھندلائے نظر آئے تھے۔ وہ تھک ہار کر دوبارہ آنکھیں موند گئی۔۔

زری ! زری !۔۔

دارار نے اس کے گال تھپکتے اسے ہوش میں لانا چاہا، مگر کوشش بے کار تھی۔ شاید کمزوری کی وجہ سے وہ بارہاں بے ہوش ہو رہی تھی یا ہوش میں نہیں آپا رہی تھی۔۔

غلام دین، جلدی کرو !۔۔

اس کا زرد پڑتا چہرہ دیکھ کر دارار نے پریشانی سے اسے کہا تھا۔۔

سائیں، بس پانچ منٹ میں پہنچ جائیں گے۔۔

غلام دین نے ایک نظر اسے کہتے گاڑی کی اسپیڈ مزید تیز کی تھی، اور پانچ منٹ سے پہلے ہی وہ ہسپتال کے گیٹ پر تھا۔۔

سائیں، میں اسٹریچر لا رہا ہوں۔۔

غلام دین نے بریک لگاتے اس سے کہا تھا۔۔

نہیں، نہیں ! میں اسے لے کر اندر چل رہا ہوں۔ تم ڈاکٹر کو دیکھو، جلدی۔۔

دارار اسٹریچر کے انتظار میں وقت ضائع کیے بغیر اسے یوں گود میں بھرتے ہسپتال کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

اسلام و علیکم پیارے ریڈرز، امید ہے سب خیریت سے ہوں گے۔ ایک اپنی آپ لوگوں کی ادھار پے، وہ اب میں گیارہ بجے لکھنے بیٹھوں گی، مگر کوشش ہوگی جلدی یہ بھی کور کردوں۔ چھٹی کے لیے معذرت، لوڈشیڈنگ کچھ زیادہ ہی ہو رہی ہے میری طرف۔۔

وہ اسے لیے جلدی سے ہاسپٹال کے اندر داخل ہوا تھا۔۔ زرتاشہ کو ایمرجنسی وارڈ میں شفٹ کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر اس کا چیک اپ کر رہی تھی۔ وہ باہر بیٹھا انتظار کرنے لگا، جبکہ غلام دین اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا تھا۔۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر زرتاشہ کے روم سے باہر نکلی۔۔

کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہے۔ یہ ابھی اتنی اسٹرونگ نہیں ہے، اور انہوں نے کسی بات کا شدید صدمہ لیا ہے۔ ابھی انہیں ڈرپ لگی ہے، جب ختم ہو جائے تو لے جائے گا۔۔

ڈاکٹر کہتی وہاں سے چلی گئی، جبکہ دارار زرتاشہ کے کمرے کا رخ کر گیا۔ وہ ابھی تک گندوگی میں ہی تھی۔ دارار اس کے پاس ہی چیئر لگا کر بیٹھ گیا تھا۔۔

پورے آدھے گھنٹے بعد زرتاشہ کو ہوش آیا تھا۔ اس کی سب سے پہلی نگاہ اپنے سیدھے ہاتھ کو بیٹھے دارار پر گئی تھی، جس کا سر جھکا ہوا تھا اور اس کی نظریں اپنے ہاتھ پر تھیں۔۔

اس نے گردن گھما کر ارد گرد دیکھا اور اپنے یہاں آنے کی وجہ سوچنے لگی۔ اپنے دماغ پر زور ڈالتے سارے گزرے واقعات یاد کرتے وہ اٹھ بیٹھی تھی۔۔

اس کے یوں اچانک اس طرح اٹھنے کی وجہ سے دارار بھی اپنی سوچ کی دنیا سے باہر آتے اسے دیکھنے لگا اور جلدی سے اس کے قریب ہوا تھا، تاکہ اس کا ہاتھ تھام سکے، مگر اس سے پہلے وہ کچھ کرتا زرتاشہ نے اپنا ہاتھ سرائیت سے پیچھے کر لیا تھا۔۔

خبردار! خبردار! جو مجھے ہاتھ لگانے کی غلطی بھی کی تو۔۔ ہمت کیسے ہوئی ہے مجھے یہاں لانے کی، ہاں!۔۔

زرتاشہ اپنے ہاتھ میں لگی ڈرپ نوچ کر پھینکتے بیڈ سے نیچے اتری تھی۔ شور سنتے ڈاکٹر اور نرس جلدی سے کیبن میں آئے تھے۔۔

ارے، یہ کیا ہے آپ نے؟۔۔

اس کے ہاتھ کی نوچی ڈرپ اور اس کے ہاتھ کو دیکھتے ڈاکٹر نے حیرت سے استفسار کیا تھا۔۔

آؤٹ!۔۔

زرتاشہ نے بغیر کسی کی لپٹی کے ڈاکٹر سے کہا۔۔

واٹ؟۔۔

ڈاکٹر اس کی بات پر بے یقین سی ہوئی تھی۔۔

سنا نہیں؟۔۔آؤٹ! نکلوں یہاں سے!۔۔

زرتاشہ نے بغیر کسی لحاظ کے ڈاکٹر کو دروازے کی طرف کا اشارہ کیا تھا، جبکہ اس کی بات پر کمرے میں موجود تینوں لوگوں پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔۔

ایک مریض، ایک ڈاکٹر کو کمرے سے نکلنے کا کہہ رہی تھی۔۔

دارار اس کی لال بھبھوکا آنکھیں اور لرزتا بدن دیکھ کر ایک لمحے کو ڈر گیا تھا۔۔

ڈاکٹر پلیز، ہمیں تھوڑا ٹائم دیں۔ شی از ناٹ ان ہر سینسز۔۔

دارار نے اس کی حالت دیکھتے خود ہی ڈاکٹر سے ریکویسٹ کی تھی۔۔۔

جبکہ دارار کی بات پر ڈاکٹر ان دونوں کو چھوڑتے وہاں سے چلی گئی تھی۔۔

آوازیں باہر نہ آئیں، سردار صاحب۔۔۔

مگر جانے سے پہلے وہ یہ کہنا نہیں بھولی تھی۔۔

زری، بیٹھ جاؤ۔ دیکھو تمہارے ہاتھ سے خون آرہا ہے، تمہیں چوٹ لگی ہے۔ اوپر سے ابھی تم بہت کمزور ہو، اس طرح ضد مت کرو۔۔

اسے اس قدر شدید غصے میں لرزتے دیکھ کر دارار نے دور سے ہی اسے کالم کرنا چاہا۔۔

اس کی باتوں پر زرتاشہ کے لبوں پر ایک تمسخرانہ ہنسی پھیلی تھی، اور آنکھوں کی سطح پر جو ہلکی سی نمی ابھری تھی، اسے بھی وہ اپنی آنکھوں سے صاف کر گئی تھی۔۔

یہ خون ہے؟۔۔ آؤ، مجھے لگا پانی ہے، جبھی تو آپ کو دکھائی نہیں دیا تھا اس دن۔۔

زیادہ میری ہمدردی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ اور میرا پیچھا چھوڑ دو۔ مجھے مجبور مت کرو کسی بھی قسم کے سخت راویے پر، کیونکہ مجھے اس چیز کا بالکل بھی افسوس نہیں ہوگا۔ تو اپنے آپ کو نقصان سے بچاؤ اور مجھے اکیلا چھوڑ دو، اکیلا، جیسے آج تک چھوڑ رکھا تھا، جیسے پچھلے ایک مہینے سے میں ہوں، اکیلے۔۔

نہیں دیکھنی مجھے تمہاری شکل، نہ ہی تم سے کوئی بات کرنی ہے۔ اکیلی رہنا چاہتی ہوں میں، تن و تنہا۔۔

نہیں چاہیے مجھے تمہارا ساتھ، چلے جاؤ۔۔ بس چلے جاؤ، میری جان چھوڑ دو۔۔

زرتاشہ نے بیڈ پر اس کی طرف پشت کر کے بیٹھتے دہائی دی تھی اور ساتھ ہی اس کے آگے ہاتھ بھی جوڑ گئی تھی۔۔

زری !۔۔

دارار اس کے اتنے اکسٹریم ری ایکشن پر بے ساختہ اس کے سامنے آیا تھا۔۔

مجھے ایک موقع دے دو، میری بات سن لو۔ میں مانتا ہوں میں نے غلطی کی ہے، بلکہ گناہ کیا ہے۔ مجھے تمہیں وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا، مگر کم از کم تم مجھے ایک موقع تو دو۔ ایک بار میری بھی تو سنو، میں بہت پیار کرتا ہوں تم سے۔۔۔ میری جان، وہ سب مجھ سے غصے میں ہو گیا تھا۔ میں اس وقت اپنے آپے میں نہیں تھا، اسی لیے تم پر ہاتھ اٹھ گیا، ورنہ تم جانتی ہو میں نے کبھی تم پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ وہ ہم۔۔۔

دارار اس کے ہی سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا اور اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ دیا تھا، تاکہ وہ اٹھ کر کہیں نہ جائے۔۔

یہ بھی خوب ہے، دارار! "میں نے تم پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا ہے" کہہ کر کے مجھے پورا لہو لہان کر دیا، صرف غصے میں!۔۔

غصے میں تم نے میری عزت کا جنازہ نکال دیا!۔۔ غصے میں؟۔۔مجھے کسی کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا، غصے میں؟۔۔ غصے میں تم نے مجھے بدکردار کہا، غصے میں؟۔۔ غصے میں تم نے میری کردار میرے منہ پر ماری!۔۔ غصے میں تم سے قتل ہوا!۔۔ غصے میں تم مجھے طلاق دے رہے تھے۔۔ غصے میں تمہیں میرا وجود ناپاک لگ رہا تھا۔۔ غصے میں تمہیں میرے لالا اتنے بے غیرت لگ رہے تھے کہ اپنی شادی شدہ، ماں بننے والی بہن کے عاشق کو گھر بلا کر خود مجھے اس کے یسر کرتے باہر چلے جائیں گے، غصے میں؟۔۔

ہاں، غصے میں!۔۔

غصے میں تم نے میرا سب کچھ اجاڑ دیا ہے، غصے میں۔۔ صرف غصے میں تم نے مجھ سے میری کل کائنات چھین لی۔ میرا گھر، میرا خاندان، میرا شوہر، میرا بچہ چھین لیا۔۔ سب غصے میں؟۔۔

ایک کام کرتی ہوں، مجھے بھی اس وقت تم پر بہت غصہ ہے۔ کسی بھی آدمی کے ساتھ سو جاتی ہوں، غصے میں ! ہم؟۔۔

زرتاشہ !۔۔

زرتاشہ نے ہذیانی انداز میں ساری بات کہی تھی، جبکہ اس کی بات سنتے دارار غصے سے دھاڑا تھا اور اس کا چہرہ تپ کر لال بھبھوکا ہوا تھا۔۔

تپنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ غیرت تم میں ہے نہیں، کیونکہ اگر ہوتی تو تم اب تک مجھے مار چکے ہوتے، کیونکہ غیرت مند تو یہی کرتے ہیں۔ مگر جانے دو، تم اب یہی دیکھو گے کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔۔

تو پھر بس بےکار ہے، چلے جاؤ یہاں سے۔ میرے لالا آجائیں گے، اور اگر نہیں بھی آئے تو میں اس قابل ہوں کہ اپنے گھر چلی جاؤں۔ تو جاؤ یہاں سے، مجھے مزید تنگ مت کرو۔ پہلے ہی میں بڑی ستائی ہوئی ہوں، تم خود بھی اس فہرست میں شامل نہ کرو، جاؤ !۔۔

میں تمہیں آزاد کر چکی ہوں، اب تمہارے ساتھ ساتھ ممکن نہیں ہے !۔۔

زرتاشہ نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

میں مر چکی ہوں !۔۔۔ مجھے اب زندہ نہیں ہونا۔ تم مجھے چھوڑ دو میرے حال پر۔۔۔ اپنی زندگی جیو، جیسے سب جی رہے ہیں۔ میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔ جاؤ یہاں سے۔ کہوں تو تمہارے آگے ہاتھ جوڑ لوں یا پیر پڑ جاتی ہوں، چلے جاؤ یہاں سے۔ جتنے داغ مجھ پر ہیں، اتنے کافی ہیں۔ مجھے مزید داغ دار مت کرو، میری بھی ایک بس ہے۔۔

زرتاشہ، جو کب سے رونا نہیں چاہ رہی تھی، نا چاہتے ہوئے بھی آنسو اس کے عارض پر بہے تھے اور لہجہ رندھا تھا۔۔

زری ! میری جان، غلطیاں انسانوں سے ہوتی ہیں اور میں مانتا ہوں میں نے گناہ کیا ہے، مگر تم میرے ساتھ چلو نا۔ کہو گی تو میں اپنے کیے کی ساری زندگی تم سے معافی مانگتا رہوں گا، ریان سے بھی مانگ لوں گا۔ کم از کم تم مجھے ایک موقع تو دو۔ یوں نا امیدوں والی باتیں مت کرو۔ تمہیں کچھ نہیں ہوا، میری جان، تم بالکل ٹھیک ہو۔۔

میں جانتا ہوں ان ساری چیزوں کا واحد قصوروار میں ہوں، مگر میرے تمہارے سوا کوئی نہیں ہے۔ ایک بار اپنے سائیں کو موقع دے کر دیکھو، میں اس موقع کا غلط استعمال نہیں کروں گا۔۔

میں جو بن پڑے وہ کروں گا، تم سے معافی مانگنے کے لیے بھی تیار ہوں، ریان سے بھی مانگ لوں گا، مگر تم مجھے یوں چھوڑو تو نہ۔ میں تمہارے بغیر کیسے جیوں گا۔۔

دارار نے کہتے ہوئے اس کے گھٹنے سے اپنا سر لگایا تھا۔۔

ابھی بھی۔۔۔ ابھی بھی آپ کو صرف اپنی فکر ہے۔ میں کہاں ہوں ان سب میں؟۔۔ کہیں بھی نہیں نا!۔۔ ابھی بھی آپ کو یہ فکر ہے کہ آپ کیسے جیئیں گے، میرا کیا؟ میرا سوچا ہے میں کیسے جی رہی ہوں؟ میرا تو سب کچھ لٹ گیا۔ میرا کیا قصور ہے، ہاں؟ یا میرا کیا قصور تھا؟۔۔

ایک دن اچانک لالا آکر کہتے ہیں کہ اگر میں ان سے محبت کرتی ہوں تو مجھے ابھی کہ ابھی آپ سے شادی کرنی ہوگی۔۔

میں بغیر کسی سوال جواب کے آپ سے شادی کرلی۔ جب اس وقت سب نے مجھے کہا تھا کہ ونی ہو کر جا رہی ہوں، میری زندگی برباد ہو جائے گی، نہ میرا شوہر میرا ہوگا نہ مجھ سے پیدا ہونے والے بچے۔ پہلی بات تو یہ کہ ونی آئی عورتوں کے بچے ہونے ہی نہیں دیے جاتے، اور اگر غلطی سے ہو جائے تو ماں کو بچے سے دور کر دیا جاتا ہے۔ سب نے مجھے اس قسم کی باتیں کہی تھیں، مگر میں نے کسی کی بھی بات پر کان نہیں دھرے۔ اپنے لالا پر بھروسہ کیا، کیونکہ مجھے پتا ہے وہ مر جائیں گے مگر مجھے کچھ ہونے نہیں دیں گے۔۔

آپ سے شادی کر کے آپ کے گھر گئی تو آپ کی مورے نے مجھے فوراً اپنے بیٹے کے لیے تیار کر دیا۔ یہ پوچھا بھی نہیں کہ کہیں تم سے یہ شادی زبردستی تو نہیں ہوئی، کیونکہ تم دونوں میں اتنا فرق ہے۔ نہیں، انہیں ان سب چیزوں سے فرق نہیں پڑتا تھا، انہیں بھی بس آپ کی خوشی عزیز تھی۔۔

شادی کی پہلی رات اور اس کے بعد آپ نے اپنا حق برابر لیا ہے۔ میں نے کبھی آپ کو روکا نہیں۔ اس کا یہ صلہ دیا ہے آپ نے مجھے، رسوا کر کے۔۔۔ آپ کو اندازہ بھی ہے آپ کے اس بہتان کی قیمت کیا ہے؟۔۔

زرتاشہ نے اس سے دور ہوتے اس کا سر اپنے گھٹنے سے ہٹایا تھا۔۔

اس کی قیمت میری زندگی، میری عزت، میری بچی کی زندگی، میرے لالا کی عزت ہے، جس کا شیرازہ آپ نے بڑے آرام سے انتشام خان کے بھائی کے ساتھ مل کر بکھیر دیا تھا، اور نہ اسے خوف آیا، نہ آپ کو۔۔

ایک بھائی کے سامنے اسے اس کی بہن کے عاشق کی تصویر دکھاتے آپ کو شرم نہ آئی؟ یہ بات کہتے آپ لوگوں کی زبان نہیں کانپی تھی۔۔ کیا کہا تھا آپ نے میرے لالا کو؟ میرا چکر چل رہا ہے، میرا۔۔۔

زرتاشہ نے غصے سے کہتے اپنے دل کے مقام پر انگلی رکھی تھی۔۔

شرم نہیں آئی تھی یہ کہتے ہوئے آپ کو؟ کس قدر محبت کرتی تھی میں آپ سے، اور آپ کو میری اسی محبت اور خلوص پر شک تھا۔ میرے ساتھ رہنے کے باوجود نجانے کتنے دن سے آپ اس سانپ کو پال رہے تھے۔ اسی آپ کے چلتے آپ میرے قریب نہیں آ رہے تھے۔۔

اسی شک کی وجہ سے میں دو ہفتے وہاں پڑی تھی، مگر آپ نے مجھے پوچھا تک نہیں کہ زرتاشہ زندہ ہے یا مر گئی۔ اس دوران تو آپ چاہ بھی یہی رہے ہوں گے کہ مر جاؤں تو زیادہ اچھا ہوگا، کم از کم آپ کی عزت خراب نہیں ہوگی۔ ہے نا یہی سارے خیالات آپ کے دل میں آرہے ہوں گے؟ جب تھپڑ مارنے، طلاق دینے کے آسکتے ہیں تو یہ کیوں نہیں؟۔۔

زرتاشہ کسی پاگل دیوانی کی طرح اس سے باتیں کر رہی تھی، جبکہ دارار کسی مورت کی طرح اس کے قدموں میں بیٹھا تھا۔۔

برا نہیں لگا تھا آپ کو؟ کتنی بدھرمی سے آپ نے میرے لالا کو وہ تصویریں دکھائی تھیں۔ ویسے کیا تھا ان میں، ہم؟ میں ایسا کیا کر رہی تھی کہ میرے لالا اس انسان کے خون کے پیاسے ہوگئے۔ صرف آپ کی وجہ سے ایک اور جان جائے گی، اور وہ اس انسان کی ہوگی جو اس تصویر میں تھا۔۔۔

زرتاشہ نے اپنے آگے بڑھتے اس کا گریبان دبوچ لیا تھا۔۔

صرف اور صرف آپ کی بے اعتنائی نجانے کتنوں کو مارے گی۔ وہ بھی مارا جائے گا بے موت، کیونکہ میرا بھائی اسے پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا ہے۔۔

زرتاشہ نے اسے ریان کی آج کل کی مصروفیات سے آگاہ کیا، اور جس لمحے وہ انہیں مل گیا، اس کی اور اس کے بھائی کی موت دنیا دیکھے گی، اور مجھے بھی اب اس بات کا کوئی افسوس نہیں ہوگا۔۔

بوجھوں کیوں؟۔۔

زرتاشہ نے اس کا گریبان چھوڑتے مصنوعی افسوس کا اظہار کرتے اس کے کندھے پر لگی غیر معمولی دھول صاف کی۔۔

اس کا قتل کیا مجھے میری عزت لوٹا دے گا؟ نہیں نا۔ کہلاؤں گی تو میں اب بھی بدکردار، میاں کی غیر موجودگی میں غیر مردوں سے چکر چلانے والی!۔۔

زرتاشہ! مت کرو ایسی باتیں۔ کوئی ایسا نہیں کہے گا۔ میں سب کی زبانیں کھینچ لوں گا جو یہ کہنے کی غلطی کرے گا۔ تم کیوں اس بات کو سر پر سوار کر رہی ہو؟ کوئی کچھ بھی نہیں کہہ سکتا تمہیں، میں کہنے نہیں دوں گا۔۔

دارار نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس سے گزارش کی تھی۔۔

ہیں؟ کسی دور میں جی رہے ہیں، سردار صاحب؟ کیا سرداری چھوڑ دی ہے یا جرگے میں نہیں جا رہے فیصلے کرنے؟ جائیں وہاں جا کر دیکھیں، لوگ ہمیں کس نام سے پکارتے ہیں۔۔

آوارہ، بدچلن لڑکی ! اتنے اچھے شوہر کے ہوتے ہوئے کسی اور عاشق سے چکر چلا رہی تھی، جبھی تو اس کی حرکتوں کی سزا خدا نے کیسے اسے دی ہے نا۔ اولاد بچی نا گھر۔۔۔

سردار لوگ اس قسم کی عورت کو کہاں رکھتے ہیں۔۔۔

ہم ٹھیک کہہ رہی ہو تم، بہن۔ جبھی تو پانچ ہوگئی ہے۔ اب تو اس دنیا میں ہی اللہ گناہوں کی سزا دے دیتا ہے۔پتا نہیں وہ اولاد بھی سردار کی ہوگی یا نہیں۔۔۔

ایسی عورتوں کو دیکھتے ہی گولی مار دینی چاہیے۔ دیکھا تھا شادی پر کتنی معصوم لگ رہی تھی۔ آج کل شکل پر جانے کا دور نہیں ہے بھئی۔ شاید اس کی اسی کرتوت کی وجہ سے اس کے بھائی نے پہلے ہی سردار سائیں کی بہن سے شادی کر لی تاکہ کوئی اونچ نیچ ہو تو سنبھال لے۔ ویسے ہوا تو یہ وٹہ سٹہ ہی نا۔۔۔

یہ صرف عورتوں کے الفاظ ہیں، ابھی مرد باقی ہیں، اور یہ الفاظ بھی ان لوگوں کے جنہوں نے آپ کا نمک کھایا ہے۔ ابھی نہ جانے کتنے گاؤں باقی ہیں۔ آپ نے مجھے بریکنگ نیوز بنا دیا ہے۔۔۔

آپ کی کوئی بھی بات، کوئی بھی معافی، مجھے میری عزت نہیں لوٹا سکتی۔ لوگوں کی نظر میں بدکردار اور خراب عورت ہوں، اور اب اس بات کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ میرا بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔

میں ختم ہو چکی ہوں۔ اب مجھ میں سکت نہیں ہے کہ میں اپنے ناکردہ گناہوں کا بوجھ ڈھوؤں۔۔۔

میری بس ہو گئی ہے۔۔

زرتاشہ اب کہہ کر خاموش ہو گئی تھی۔ یہ پہلی بار تھا کہ اس نے اپنے دل کا غبار نکالا تھا، ورنہ یہ سب کچھ وہ چپ چاپ برداشت کر رہی تھی۔ لوگوں کی باتیں اس کے کان تک جاتی تھیں، وہ لوگوں کی نظروں کا مطلب سمجھ رہی تھی، اور وہ نظریں اسے اپنے جسم پر تیزاب کی طرح محسوس ہو رہی تھیں، جس کی جلن چاہ کر بھی دور نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔

لالا آنے والے ہوں گے، آپ چلے جائیں یہاں سے، ورنہ وہ جان سے مار دیں گے آپ کو، اور میں انہیں نہیں روکوں گی۔۔۔

زرتاشہ نے کہتے ساتھ ٹشو سے اپنے ہاتھ صاف کیے تھے اور اس سے دور ہو کر کھڑی ہوئی تھی۔ اب وہ خود ہی حویلی جانے کا ارادہ رکھتی تھی تاکہ ریان وہیں آجائے۔ ناحق اگر یہاں آتا تو پریشان ہوتا، اور پھر اس کا پراپر چیک اپ کروا کر ہی دم لیتا، اور اس میں الگ ٹائم لگ جاتا تھا۔۔

زری! میری بات سنو!۔۔۔

دارار اسے بیڈ سے کھڑا ہوتا دیکھ کر جلدی سے دروازے کی طرف بڑھتے دوبارہ اس کا راستہ روک گیا تھا۔۔

اتنا کچھ سنا چکی ہوں میں۔ اب کچھ میرے اندر بچا نہیں ہے، نا طاقت، نا قوت۔ تو برائے مہربانی مجھے جانے دیں۔ کچھ اور سننے کی گنجائش نہیں ہے اب۔ میری بس ہو گئی ہے۔ مجھے گھر جانا ہے اپنے۔۔۔۔

زرتاشہ کو اس وقت شدت سے ریان کی یاد آرہی تھی۔ اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے بعد اسے رونے کے لیے ایک کندھا چاہیے تھا، جسے وہ سب کچھ بتا دے جو اسے جج نہ کرے، اور اس دنیا میں ریان کے علاوہ کوئی نہیں تھا جو بغیر کسی بھی بات کا برا منائے اس کی باتیں سنتا۔۔

اس کے آنسوں اور ناک دونوں صاف کرتا، کسی چھوٹے بچے کی طرح۔۔۔

زری، ایک بار میری بھی سن لو۔ مانتا ہوں مجھ سے غلطی نہیں، گناہ ہوا ہے، اور اس گناہ کی قیمت نے مجھ سے میرا سب کچھ چھینا ہے۔ میں جانتا ہوں میری کوتاہیوں نے تمہیں رسوا کر دیا ہے، مگر ایک بار، صرف ایک بار، اپنے سائیں کو موقع دو۔ میں تمہیں سرخرو کر دوں گا، مجھے موقع تو دو۔ میں تم پر لگے ہر داغ کو دھو دوں گا، ایسے کہ اس کے نشان بھی باقی نہیں رہیں گے۔ صرف ایک بار، ایک آخری بار، مجھ پر بھروسہ کر لو۔۔۔

صرف تم نے نہیں، میں بھی اپنی اولاد کھوئی ہے، میری جان۔ ایسا نہیں کہ تم اس دکھ میں اکیلی ہو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم ایک بار میرا ہاتھ تھام کر بھروسہ تو کرو، میں کر دوں گا سب ٹھیک۔۔۔

دارار نے دروازے اور اس کے بیچ حائل ہوتے کہا تھا، جبکہ اس کی باتوں پر زرتاشہ صرف پھیکا سا مسکرائی تھی۔۔

کیا ہی ٹھیک ہوگا؟ اور آپ میرے سائیں نہیں ہیں۔ وہ انسان اس دن ہی مر گیا تھا جس دن اس نے مجھ پر بھروسہ نہ کرکے کسی دوسرے پر یقین کیا تھا۔ آپ غلط وقت پر غلط بات کر رہے ہیں۔ آپ کو جب میرے پاس آنا چاہیے تھا، جب پہلی بار، بالکل پہلی بار، آپ کو وہ تعلق چیزیں موصول ہوئی تھیں، یا وائس یا کچھ بھی۔ مان لیتے ہیں، بالکل پہلی بار آپ آکر اس وقت مجھ سے ان سب چیزوں کے بارے میں پوچھتے، بھلے ہی کسی بھی طریقے سے۔ شاید اس وقت آپ کے کسی بھی طریقے کی وجہ سے میں ناراض ہو جاتی، مگر صرف ناراض، آپ کے لیے ممنوع نہیں ہوتی۔ آپ اس بارے میں لالا سے بات کر سکتے تھے، علیار لالا کو بھی ان چیزوں کا بتا کر ان سے اس بارے میں بات کر سکتے تھے۔ اگر مجھ سے نہیں ہو رہی تھی بات تو سب کچھ چھوڑ کر مجھ پر نظر ہی رکھ لیتے، جواب آپ کو مل جاتا۔ مگر آپ نے سارے آسان طریقے چھوڑ کر اس تیسرے کی بات پر یقین کیا۔ اب انجام بھگتیں۔ سننے کو کچھ بچا ہے؟ بھروسہ کرنے کو میرے پاس سر پر ڈالنے کے لیے خاک بھی نہیں ہے۔۔۔

زرتاشہ نے تھکے ہارے لہجے میں کہا تھا، جبکہ اس کی بات پر دارار نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا۔۔

زری۔۔۔ ایسا تو نہ کرو۔ ایک موقع کی امید اور آس تو میں رکھتا ہوں کہ ایک موقع تم مجھے دو گی۔ تمہارے بغیر میں نہیں رہ سکتا، یہ بات تم جانتی ہو۔۔

میں جانتی ہوں بے وفائی کر رہی ہوں، خود سے، اپنی اولاد سے !۔۔ اس انسان کی خوشیاں چھیننا بھی تو غلط ہے جو آپ کی اولاد کا گناہ گار ہو۔ مگر ایک بات ہے جس سے آپ بھی لاعلم ہیں، اور اسی ایک بات سے لاعلمی کی وجہ سے میں یہ فیصلہ کر رہی ہوں تاکہ بروزِ حشر میں جواب دے سکوں اپنی اس بے بسی کا۔۔۔

ڈاکٹر نے کہا کہ میری کچھ رپورٹس باقی ہیں۔ ان کے آنے کے بعد ہی پتا چلے گا کہ بے بی کرنے کی وجہ سے مرا ہے یا پھر کسی اور وجہ سے۔۔۔ اور اس ایک وجہ کے واضح نہ ہونے پر میں آپ کو خوش رہنے کا کہہ رہی ہوں، مگر میں یہ تب بھی کہتی شاید، اگر آپ اس کی موت کے پیچھے کی وجہ ہوتے، کیونکہ مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں کہ عورت کی طرح بدلہ لے سکوں، نہ اتنی ہمت ہے کہ عورت کی طرح اپنا دل بڑا کرتے آپ کو معاف کر دوں، نہ ہی میں معاف کر رہی ہوں۔ میں صرف موو آن ہونے کا کہہ رہی ہوں۔ موو آن کر لیں۔ مجھے اپنا تلخ ماضی ہی مان لینا، مان لینا کہ میں ہی بے وفا، میں ہی دھوکے باز۔ مان لینا کہ جو اتنی بار مجھے ہوا، اس میں قصور میرا اور صرف

میرا۔ بس کوشش کرنا کہ دوبارہ مجھے دیکھو نہ۔ میں پھر سے ٹوٹنا نہیں چاہتی۔ میرے لالا اتنی بار سمیٹ نہیں پائیں گے، نہ میں اتنی بار بکھرنے کے بعد جڑ پاؤں گی۔۔۔ م۔ میرا بیگ کہاں ہے؟ وہ۔۔۔ وہ منگوا دیں۔۔۔

زرتاشہ نے زمین پر بیٹھے فرش کو گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔

دارار اس کی ساری باتیں سن رہا تھا، اور کس دل سے سن رہا تھا، یہ وہی جانتا تھا۔ وہ اب اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھی، مگر طلاق کا بھی نہیں کہہ رہی تھی، اور دارار اس قدر بے وقوف نہیں تھا کہ اپنے منہ سے کہہ دیتا۔ پہلے اس کی تکلیفیں کم تھیں جو وہ ان میں مزید اضافہ کرتا۔۔۔

تم اگر یہ چاہتی ہو کہ میں تمہیں کبھی نہ دیکھوں، تو نہیں دیکھوں گا، مگر یہ سوچ اپنے دل اور دماغ سے نکال دو کہ تمہارے بعد کوئی اور عورت میری بیوی بنے گی۔۔۔ میری صرف ایک ہی بیوی ہے، اور تا قیامت وہی رہے گی۔ زرتاشہ دارار یوسفزئی، ریان خان کی اکلوتی بہن۔۔۔ اور میں جرم نے کیا ہے، اس کی سزا تم ہی طے کرتی ہو، اور اگر تم نے میری سزا یہ تجویز کی ہے کہ کبھی تمہیں اپنی شکل نہ دکھاؤں، تو نہیں دکھاؤں گا۔ اب اس سردار کا جنازہ ہی ملے گا تمہیں، مگر اس سزا کو کاٹنے کے بدلے ایک وعدہ دو مجھے۔۔۔

اپنا خیال رکھو گی، بہت زیادہ۔ خود کو مجھ جیسے بے وقوف لوگوں سے بچا کر رکھنا۔ اپنا خیال یہ سوچ کر رکھنا کہ یہاں شاید ہمارا ساتھ یہی تک ہو، مگر میں قیامت کے انتظار میں ہوں۔ امید ہے مجھے، بلکہ پورا یقین، کہ تب تک تم مجھے معاف کر چکی ہوگی، اور جنت میں مجھے میری بیوی ضرور ملے

گی، اور میری خواہش بھی یہی ہے کہ تم مجھے وہاں ملو۔ یہاں کا کیا ہے، کاٹ لوں گا جیسے تیسے۔ تمہارے بغیر تو ویسے بھی یہ دنیا کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے۔ کوئی نہ، تمہارا سردار جھیل لے گا۔۔۔

وعدہ ہے تم سے، ہماری اولاد کی قسم، یہ دارار مرتے دم تک اور اس کے بعد بھی صرف تمہارا ہے، واحد تمہارا۔۔۔ تم جیسے چاہو ویسے زندگی گزارو، میں نہیں آؤں گا سامنے، مگر تمہارے آس پاس ہی ہوں گا۔ تم جتنا بڑا دل نہیں ہے میرا۔ تمہارا تصور بھی کسی اور کے ساتھ مجھے پاگل کر دے گا۔ یہ سوچ سوچنے سے پہلے ہی میرا دماغ کام کرنا بند کر دیتا ہے۔۔۔

مجھے نہیں پتا میں کن الفاظوں سے تم سے معافی مانگوں، کیونکہ معافی تو غلطیوں کی ملتی ہے، گناہ کی تو سزا ہوتی ہے۔۔۔

دارار نے زمین سے کھڑے ہوتے اس کے روبرو ہوا تھا۔۔

جا رہا ہوں، خیال رکھنا خود کا، مجھ سے زیادہ! امانت تو ہو تم اب بھی میری۔ خود پر خراش بھی نہ آنے دینا۔ پہلے کی طرح سو جایا کرو۔ پتا ہے مجھے تمہارا بے وقت سونا پسند نہیں، مگر اب سو جانا کیونکہ میں خوابوں میں آؤں گا تمہارے۔ پہلے بتا رہا ہوں، کیونکہ پھر پتا چلا مجھے اپنے خواب میں دیکھ کر تم ڈر جاؤ اور سونا چھوڑ دو پھر۔۔۔

دارار نے اس کے عارض سہلاتے یہ بات کہی تھی۔ آنسوں دونوں کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ ایک محبوب بن کر سزا کاٹنے کو تیار تھا، تو دوسری محبت میں اسے خود سے دور خوش دیکھنا

چاہتی تھی۔ دونوں کی سوچ پھر غلط تھی کہ دونوں یہ سوچ رہے تھے کہ یہ ان دونوں کی سزا ہے، ایک دوسرے کو دی ہوئی، جو دونوں نے ایک دوسرے کو دی ہے، جبکہ یہ ایک کی انا کا مسئلہ تھا، جو فل وقت انا کے روپ میں آئی نہیں تھی، اور دوسرے کی کیے کی سزا، جو نا چاہتے ہوئے بھی بہت آسان تھی، کیونکہ انا کو اس سے محبت تھی اور وہ محبت انا پر غالب تھی، مگر کب تک؟ یہ تو وہ بھی نہیں جانتی تھی۔ شاید اسی خوف میں اسے خود سے دور کر رہی تھی، کیونکہ جب وہ میرا نہیں ہوگا تو یہ انا اسے نقصان کیسے پہنچائے گی۔ وہ خود سے اسے بچا رہی تھی تاکہ اس کے اندر کی عورت اس کی محبت کو تمام نہ کر دے، مگر محبت تو تمام ہو چکی تھی۔ اب تو عشق کی منزلیں طے ہوئی تھیں۔ امتحان دونوں کا تھا، اب دیکھنا یہ تھا کہ ان میں کون کامیاب ہوتا، کیونکہ دونوں کی کامیابی ان کی محبت کی کامیابی تھی، اور دونوں میں سے کسی ایک کی بھی ناکامی ان دونوں کے عشق کی ناکامی تھی، جس کا خمیازہ بہت برا تھا، جو شاید دونوں ہی برداشت نہ کر سکے۔۔۔

تمہارے وہ جھمکے ہیں میرے پاس۔۔۔

دارار نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے اس سے کہا تھا۔۔

مجھے یقین ہے کہ زندگی میں ایک مقام ایسا بھی آئے گا جب میں تمہیں سرخرو کر دوں گا۔ یوں تو تم ہر لمحہ میرے خیالوں میں ہوگی، مگر اس دن میں تمہیں شدت سے اپنے قریب چاہوں گا، مگر تم میرے پاس نہیں ہوگی، تو اس لیے یہ ایک جھمکا تم رکھو، ایک میں۔ یہ میرا پہلا تحفہ تھا تمہیں، اور جانتا ہوں یہ تمہیں بے حد عزیز ہے۔۔۔

تم جانتی ہو یہ میرے رقیب ہیں، کیونکہ انہوں نے میری بیوی کے رخساروں کو چھونے کی غلطی کی، اور میری قسمت دیکھو، میں انہیں ان کی غلطی کی سزا بھی نہیں دے سکتا۔۔۔

دارار نے ایک جھمکا واپس اپنی جیب میں رکھتے دوسرا اسے تھمایا تھا، اور اس کی بند مٹھی چومی تھی۔۔

وہ کچھ سوچتے ٹیبل سے ڈاکٹر کی پرسکرپشن والی نوٹ پیڈ اٹھا گیا تھا اور اس پرچے پر کچھ لکھنے لگا تھا۔۔

زرتاشہ نے حیرت سے اسے دیکھا تھا، جو اس وقت نا جانے کیا لکھ رہا تھا۔۔

یہ ایک جگہ کا پتا ہے، مگر اسے تھامنے سے پہلے ایک وعدہ کرو۔۔۔

دارار نے وہ پیپر فولڈ کرتے زرتاشہ سے کہا۔۔۔

کیسا وعدہ؟۔۔

زرتاشہ نے جذب و جذب کا شکار ہوتے اسے دیکھا تھا۔۔

یہ وعدہ کہ جب بھی تمہیں میری ضرورت ہوگی یا میری یاد ستائے گی، تم بلا جھجک مجھ سے اس نمبر پر رابطہ کر سکتی ہو۔ یہ وہ پتا ہے جہاں میں تمہیں تب ملوں گا جب میں کسی کو نہیں ملوں گا۔۔۔

دارار نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے جذب کے عالم میں کہا تھا۔ وہ خود پر قابو کر چکا تھا، بلکہ دونوں ہی اپنے اپنے جذباتوں پر قابو کر چکے تھے۔۔

وعدہ، میں ایسے تب ہی کھولوں گی۔۔۔

زرتاشہ نے پیپر کے لیے ہاتھ بڑھاتے وعدہ کیا تھا۔۔

اور اگر یہ تم سے کھو جائے تو یہ تمہیں اپنے لالا کے پاس مل جائے گا، بلا جھجک اس سے مانگ لینا۔۔۔

دارار نے کہتے وہ پیپر اس کے ہاتھ میں تھمایا تھا، اور ساتھ ہی اس کے ماتھے پر لب رکھتے اس کی آنکھوں سے گرم سیال اس کی پیشانی میں جذب ہوا تھا۔ شاید آخری بار وہ اسے اس طرح چوم رہا تھا۔۔

تم میری جان، میرا بچہ، میرا بے بی ڈک ہو، اور ہمیشہ وہی رہنا۔ کبھی بھی خود کو مجھ جیسے بے وقوف کے لیے بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے پچھلی روٹی کھائی ہے، مجھے عقل دیر سے آتی ہے۔ تم بس خود کا خیال رکھنا، مجھ سے زیادہ۔۔۔

دارار نے بارہاں اس کی ہتھیلی اور ہاتھ کی پشت کو چوما تھا۔ اس کا بھیگا چہرہ صاف کرتے وہ اپنے بھی آنسوں صاف کر گیا تھا۔۔

اپنا خیال رکھنا، زری۔ میں ہمیشہ یہی ہوں گا تمہارے قریب، ان ہواوں میں جہاں سانس لینا تمہیں پسند ہو۔ میرے ان لفظوں ہمیشہ یاد رکھنا۔۔۔

دارا ریہ کہتے کمرے سے نکل گیا تھا، بغیر اس کی طرف دیکھے، کیونکہ دیکھ لیتا تو شاید جا نہیں پاتا۔۔۔

جبکہ زرتاشہ اس کے جانے کے بعد خود پر ہر ممکن کوشش کر رہی تھی ضبط کرنے کی۔ ابھی وہ اپنے اعصابوں پر قابو پا ہی رہی تھی کہ اس کے گارڈز اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہاں تک آ گئے تھے۔۔

وہ خود کو کسی بھی طرح نارمل رکھتے اپنا چہرہ ڈھک گئی تھی۔ اب اسے ہر حال میں یہاں سے نکلنا تھا۔ وہ جلدی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھی تو غلام دین ان کے پیچھے ہی تھا۔ زرتاشہ نے اسے کچھ کہا نہیں، وہ بس تیزی سے کاؤنٹر کی طرف جا رہی تھی تاکہ بل کلیئر کرے اور نکلے۔۔

بی بی سائیں، میں یہ کر دوں گا، آپ جائیں گاڑی میں۔۔۔

غلام دین اسے کاؤنٹر کی طرف جاتا دیکھ کر بولا تھا۔ اس کی بات پر زرتاشہ، جو اپنے بیگ سے پیسے نکال رہی تھی، وہ اسے ایک نظر دیکھتے اپنے وہ پیسے اپنے آدمی کو پکڑاتی اسے اپنے ساتھ آنے کا کہہ چکی تھی، اور باہر نکلتے اپنی گاڑی میں سوار ہوئی تھی۔۔

غلام دین، سائیں آج کل کہاں ہوتے ہیں؟۔۔۔

زرتاشہ نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا تھا، تو غلام دین بھی اس کے احترام میں تھوڑی دور ہی کھڑا تھا۔۔

بی بی جی، شہر میں ان کے ساتھ ہوتا ہوں۔۔۔

ہم۔۔۔ تم ان کے ساتھ ہی رہنا۔ ابھی تم یہاں کیوں رکے ہو؟ میں چلی جاؤں گی، تم جاؤ ان کے ساتھ رہو۔ اور ہاں، مجھے اپنا نمبر دیتے جاؤ اور میرا لیتا جاؤ۔ اگر ضرورت پڑ گئی تو۔۔۔

زرتاشہ نے اسے دیکھے ہوئے کہا تھا، اور جلدی سے اپنے بیگ سے اپنا نمبر نکالتے اس کی طرف بڑھایا تھا، اور اس کا نمبر بھی لکھا تھا۔۔

غلام دین، تم پر ہم بہت سی چیزوں کا بھروسہ کر رہے ہیں۔ امید ہے تم کم از کم ہمارے بھروسے کو نہیں توڑو گے۔۔۔

زرتاشہ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا، اور اس کی گاڑی ہاسپٹل سے نکل گئی تھی۔۔۔

دارار بہت تیزی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ غلام دین کو اس کے پاس چھوڑ کر آیا تھا تاکہ کوئی تو وہاں اس کا دھیان رکھ سکے۔ وہ اندھا دھند ڈرائیو کرتا گاڑی ندی کے کنارے روکتا، پانی کو گھورنے لگا تھا۔ اپنے ہاتھوں اپنا سب کچھ جاتا دیکھ کر انسان کس طرح برداشت کرتا ہے، یہ وہی جانتا تھا۔ وہی جانتا تھا کہ کس ضبط سے اس نے سب کچھ جھیلا تھا۔ ارادہ وہ یہ کر کے آیا تھا کہ کسی بھی طرح ہاتھ پیر جوڑ کر، زور زبردستی سے اسے منا لے گا اور اپنے ساتھ یہاں شہر لے آئے گا تاکہ ایک نئی زندگی شروع کر سکے، مگر اس کے سارے ارادے دھرے کے دھرے رہ گئے تھے، کیونکہ زرتاشہ نے جو باتیں کہی تھیں وہ ناقابلِ قبول تھیں۔۔

وہ تو علم میں ہی نہیں تھا کہ وہ اتنی تکلیف میں ہے، مگر جس بات نے اسے سب سے زیادہ حیران کیا تھا وہ یہ کہ ریان نے اسے یہ نہیں بتایا کہ اس کی مورے نے کیا کیا ہے۔ وہ بارہاں ہر چیز کا قصوروار صرف اور صرف دارار کو ٹھہرا رہی تھی، اس کی ماں کو نہیں، اور یہ بات اس کے لیے حیران کن تھی، کیونکہ ریان جس طرح اس کی ماں پر غصہ کرتے ان پر ہاتھ اٹھا کر گیا تھا، اسے لگا تھا کہ وہ جاتے ہی زرتاشہ پر سب سے پہلے ان کے عیب اور چہرہ عیاں کرے گا، مگر معاملہ کچھ اور ہی نکلا۔۔

ریان کی اس حرکت نے ثابت کر دیا تھا کہ دونوں بھائی بہن واقعی ایک دوسرے کی خوش نصیبی ہیں۔ اسے ریان کے اس فیصلے کی منطق تو سمجھ نہ آئی، مگر اتنا ضرور اندازہ تھا، اس نے اس کی ماں کی عزت رکھ لی تھی، ایک بہت اہم رشتہ بکھرنے سے بچا لیا تھا۔۔

وہ سڑک کے کنارے ندی کو گھور رہا تھا۔ اس کی سزا بہت بڑی تھی، شاید کانٹے کاٹتے وہ مر جاتا، مگر اس نے قبول کرلی، کیونکہ وہ مزید اب اسے دکھ نہیں دے سکتا تھا۔ اسے یوں اپنی وجہ سے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ تو اسے اس کے لالا کی وجہ سے مسکراتا دیکھ کر جلتا تھا، مگر شاید ایک وہی تھا جو اسے اس کی مسکراہٹ لوٹا سکتا تھا، وہ نہیں۔ اس نے تو آج تک اسے صرف تکلیف ہی دی ہے، شدید تکلیف، جس کا مداوا وہ کس طرح کرے گا، اسے نہیں پتا۔۔

اس کی بیوی نے سزا سنائی، اس نے تھوڑی سی احتجاج کے بعد قبول کرلی، کیونکہ اسے یہی بات بالکل ٹھیک لگی۔ اس سے زیادہ ٹھیک اسے کچھ لگا نہیں۔ وہ اس لمحے بھی خود غرض تھا، کیونکہ

وہ زرتاشہ سے دوری برداشت کر سکتا تھا مگر مکمل جدائی نہیں۔ وہ اس کی بے اعتنائی جھیلنے کو تیار تھا مگر وہ اسے میسر نہ ہو، یہ بات نہیں۔ وہ خود کو ایک خوش فہمی میں رکھنا چاہتا تھا، اور رکھ بھی رہا تھا، کہ جو اس نے کیا ہے وہ قابلِ معافی ہے۔۔۔

وہ انہی سوچوں میں گم تھا جب غلام دین نے اس کی گاڑی اس کی موجودہ گاڑی کے ساتھ روکی تھی۔ اسے وہاں دیکھتے دارار ہنوز ویسے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے پانی کو گھورتا رہا، جب وہ قدم در قدم چلتے دارار کی گاڑی کے قریب بیٹھ گیا تھا۔ وہ اس وقت ٹھنڈی مٹی پر بیٹھا تھا۔۔

اپنے سردار سائیں کے جذبات وہ سمجھ رہا تھا۔ ایک عمر وہ اس کے ساتھ گزار چکا تھا، مگر یہاں معاملہ اس قدر بڑا تھا کہ سدھرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ تو اس کی بیوی سائیں نرم دل اور مہربان ہے جو اب تک اس سے تعلق میں ہے، ورنہ کسی اور عورت نے سب کچھ ختم کر دیا ہوتا اب تک۔ ہاں، وہ لوگوں کے منہ سے آئے دن زرتاشہ کے متعلق باتیں سن رہا تھا، اور اسے اندازہ تھا یہی وہ باتیں ہیں جو دارار نے زرتاشہ سے کہی، جس کے نتیجے میں وہ لہو لہان ہو گئی تھی۔۔

تم یہاں کیوں آ گئے، غلام دین؟ تمہیں وہاں اس کے پاس رکھنے کو کہا تھا؟۔۔

کافی طویل خاموشی کے بعد دارار نے اس سے استفسار کیا۔۔

بی بی سائیں نے کہا، اپنے سردار سائیں کے پاس رہنا اور ان کا خیال رکھنا، تو میں یہاں آ گیا۔۔۔

غلام دین نے ہنوز ندی کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے، غلام دین؟ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ وہ کہتی ہے میں نے تو ابھی تک کچھ دیکھا ہی نہیں۔ جو بھی کچھ اس نے کہا ہے، لوگوں کی باتیں، وہ مجھے کہہ رہی تھی۔ سرداری چھوڑ دی کیا؟ یا جرگہ پر نہیں جا رہے ہو؟ اس بات کا کیا مطلب ہوا؟ کیا وہ مجھے یہ بتانا چاہ رہی تھی کہ وہ کس قدر مجھ سے غافل ہو گئی ہے، جو اسے اس بات کا علم نہیں کہ میں کس حال میں ہوں؟ مگر اس کے بعد اس نے کہا تھا، یہ سب چھوڑ دو، یہ ٹھیک نہیں۔ مطلب اپنا خیال نہ رکھنا، کھانا نہ کھانا، کئی دن بخار میں رہنا، اس طرح میں اپنا بچا کھچا اثاثہ بھی گنوا دوں گا۔ اس کا مطلب تو یہی ہوا نا کہ اسے میری طبیعت کا علم ہے؟ تو پھر سرداری والی بات کیوں؟ کبھی اس کی بہت سی باتیں مجھے سمجھ نہیں آئیں، غلام دین۔۔۔

دارار نے بھی اس کے عقب میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ وہ اپنی باتیں کسی ایسے کے ساتھ بانٹنا چاہتا تھا جو اسے صحیح مشورہ دے، اس کی الجھن دور کر دے، مگر اسے ایسا مشورہ دینے والا کوئی مل نہیں رہا تھا، یا پھر یوں کہا جائے کہ اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ اپنی الجھن سلجھائے کس سے، جو اس کی بات بھی سمجھ جائے اور اس کے پہلو بھی، بلکہ صرف اس کے نہیں، زرتاشہ کے بھی پہلو کو سمجھے۔ وہ زیادہ ضروری تھا، کیونکہ وہ ہمیشہ یہی مات کھاتا تھا۔۔

سائیں، اس کا مطلب واضح ہے کہ انہیں آپ کی ہر ایک چیز کا علم ہے، مگر پہلی بات کا مطلب تو یہی نکلتا ہے کہ وہاں ایسا تو کچھ ہے جو آپ کو دیکھنا چاہیے، جس نے انہیں سب سے زیادہ تکلیف دی ہے۔ اس لیے سب سے پہلے بی بی سائیں نے آپ سے اس بات کا ذکر کیا ہے۔۔۔

غلام دین نے اپنی سمجھ کے مطابق اسے جواب دیا تھا۔۔

تمہیں کچھ اندازہ ہے جرگہ پر، ڈیرے پر ایسا کیا ہوا ہے جو زرتاشہ کو تکلیف دے سکتا ہے؟ وہ تو ڈیرے یا کسی جرگے سے تعلق نہیں رکھتی۔۔۔

دارار نے ماتھے پر بل ڈالے استفسار کیا۔۔

رکھتی ہے، سائیں جی۔ اپنے سب کو یہی کہا ہے کہ وہ ونی میں آئی لڑکی ہے، جبکہ اس شادی کی حقیقت صرف چند ہی لوگ جانتے ہیں، مگر گاؤں میں جو چیز حویلی سے مشہور ہوئی ہے وہ تو یہی ہے کہ سائیں سردار ونی میں آئی لڑکی ہے، جس کے ساتھ حویلی والوں نے عام بیاہی لڑکی سے بھی اچھا سلوک رکھا ہے، اسے سر آنکھوں پر بٹھا رکھا ہے، جو پوری حویلی پر راج کرتی ہے۔ اور یہ ساری باتیں حویلی سے ہی حویلی کے باہر گئی ہیں، کیونکہ نہ تو آپ کا اور سائیں بی بی کا ولیمہ ہوا تھا اور نہ ہی شادی اس قدر دھوم دھام سے کہ کسی کو علم ہو، بلکہ آپ کی شادی تو خاصی خفیہ تھی، مگر باتیں باہر گئی ہیں۔۔۔

غلام دین نے اسے سمجھانا چاہا۔۔

تو اس بات نے زری کو کیسے تکلیف دی؟ اسے ونی والی بات بری لگی کہ یہ باہر کیوں گئی؟۔۔

دارار کو اب بھی مدعا سمجھ نہ آیا۔۔

نہیں، سائیں۔بی بی جی کو یہ بات بری نہیں لگی۔ اس بات کا لفظ استعمال ہو رہا ہے جس سے آپ لاعلم ہیں۔ حویلی کے ملازم ان کی باتیں باہر کرتے ہیں، جس سے لوگوں کو ان کے بارے میں سو سو باتیں کرنے کو مل رہی ہیں، اور ان باتوں کی آوازیں اتنی تیز ہیں کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی سائیں بی بی تک جا رہی ہیں۔ لوگ ان کو موضوع بنا کر ان پر تبصرہ کر رہے ہیں، اور خود کا موضوعِ عام ہونا انہیں تکلیف دے رہا ہے، اور وہ یہ چیز آپ کو جرگے میں دیکھنے کو کہہ رہی تھیں کہ لوگ کس طرح ان کی عزت کا جنازہ نکال کر لاش کو قبر تک نصیب ہونے نہیں دے رہے۔۔

سچ بولوں تو، سائیں سردار، بی بی جی اپنی جگہ ٹھیک ہیں۔ میں نے سنی ہیں لوگوں کی باتیں۔ مرد تو مرد، عورتیں بھی سب ہی ان پر تبصرہ کر رہی ہیں، ان کے بارے میں بے ہودہ باتیں کہہ رہی ہیں، اور جہاں تک مجھے علم ہے ابھی ریان خان کو اس مسئلے کا پتا نہیں ہے، ورنہ کوئی شبہ نہیں ہے کہ اس گاؤں اور کئی سارے گاؤں کے لوگ بغیر زبان کے پائے جائیں گے، کیونکہ جس قسم کے ان کے الفاظ ہیں اور جو ریان خان کا غصہ ہے، دونوں کے نتائج مجھے کچھ ایسے ہی لگتے ہیں۔ باقی آپ بہتر سمجھو، سائیں۔۔۔

غلام دین نے اسے گاؤں کے ساتھ ساتھ ڈیرے پر چل رہی چیزوں کی تفصیل دی تھی۔۔

یہ بات تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی، غلام دین؟۔۔

اس کی باتوں کے مطلب نے دارار کا خون کھولا دیا تھا، کیونکہ ان باتوں کی وجہ سے اس کی بیوی بھری پڑی تھی۔۔یہ تھیں ان ساری باتوں کے پیچھے کی اصل فساد، مگر یہ ساری باتیں حویلی سے باہر کون لے جا رہا تھا؟ کس میں اتنی جرات ہے کہ وہ اس کی بیوی پر باتیں کرے؟۔۔

معاف کرنا، سائیں۔ ہم آپ کو کیا ہی بتاتے؟ آپ کو خود علم ہونا چاہیے کہ لوگ آپ کی بیوی کو کیا کہہ رہے ہیں، کیونکہ جو حادثہ ہوا تھا اس کا نظارہ ان لوگوں نے کیا تھا، کچھ چھپا تو نہ تھا کسی سے، اور کچھ باتیں لوگوں نے ہسپتال سے بھی سن لی ہوں گی۔ وہاں بھی تو وہ لوگ موجود تھے نا۔۔۔

تو تمہارے خیال ہے مجھے جرگے پر جا کر یہ باتیں سننی چاہیے کہ لوگ اس کے بارے میں کیا گھٹیا بکواس کر رہے ہیں، اور ضبط سے اسے سننا چاہیے؟۔۔

دارار نے دانت کچکچاتے کہا، کیونکہ غلام دین اور زرتاشہ کی بات کا یہی مطلب اسے سمجھ آ رہا تھا۔۔

نہیں، سائیں سردار۔۔۔

۔۔آپ کو وہاں جانا چاہیے اور اس بارے میں کوئی فیصلہ کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کی زبانیں بند ہوں، کیونکہ اگر ریان خان اپنی بہن کے خلاف ایک بھی لفظ سنتے، پورے گاؤں کی زبانیں کاٹنے کی طاقت رکھتا ہے، تو آپ بھی سردار ہو، اور اگر بی بی سائیں ان کی بہن ہے تو آپ کی بھی تو بیوی

ہے۔ اگر اس اصول سے دیکھا جائے تو زبان آپ کو کاٹنی چاہیے، کیونکہ باتیں تو آپ کی بھی عزت کے بارے میں ہو رہی ہیں، مگر یہ مسئلے کا حل نہیں، سائیں۔ آپ کو کوئی ایسا حل ڈھونڈنا چاہیے جس سے بی بی سائیں کے دل میں پھنسی یہ پھانس بھی نکل جائے اور کسی کو جانی نقصان نہ ہو۔۔۔

غلام دین نے اپنے حساب سے اسے بہترین مشورہ دیا تھا، جبکہ اس کی بات سنتے دارار سوچ میں پڑ گیا تھا۔۔

غلام دین کی باتوں نے اس کی کافی مدد کی تھی۔ وہ کچھ سوچتے دوبارہ ندی کو دیکھنے لگا۔۔

غلام دین، تم تو بچپن سے میرے ساتھ ہو۔ تمہیں کیا لگتا ہے، وہ مجھے معاف کر دے گی؟۔۔

دارار نے دوبارہ اپنی نظریں ندی پر جما لی تھیں۔۔

آپ کا سوال غلط ہے، سائیں۔۔۔

غلام دین نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔

کیسے؟۔۔کیسے غلط ہے میرا سوال؟۔۔

سائیں، معاف کرنے سے زیادہ بڑا عمل بھول جانا ہے۔ اس شخص کے گناہوں کو بھول کر آگے بڑھتے ہوئے اپنی انا کی دیوار کو گرا کر اسے کھلے دل سے اپنانا۔۔

شوہر بیوی کے رشتے میں معافی سے زیادہ ضروری ایک دوسرے کی غلطی اور کوتاہی کو بھول جانا اور اتنے ہی پیار سے آگے بڑھنا ہے۔۔۔

غلام دین کی بات پر دارار کو حیرت نہ ہوئی، کیونکہ در حقیقت یہی اس کے اندر کا سوال تھا، یہی وہ بات تھی جسے وہ جاننا چاہتا تھا کہ کیا وہ اس کے لیے گناہ بھول کر اسے دوبارہ کبھی اپنائے گی۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے؟ وہ کرے گی؟ اپنا دل بڑا کر کے بھول جائے گی میرے گناہوں کو؟۔۔

دارار نے دوبارہ کسی احساس کے تحت پوچھا۔۔

اس کا جواب تو میرے پاس بھی نہیں ہے، سائیں۔۔۔

بی بی سائیں جتنی محبت تو کوئی آپ سے نہیں کر سکتا۔ مجھے اس سوال کا جواب نہیں معلوم، یہ تو کوئی بھی نہیں بتا سکتا سوائے وقت کے۔ ہاں، مگر ایک چیز ہے جو بتا سکتی ہے کہ وہ آپ کو معاف کریں گی یا نہیں، مگر ایک اس ہے۔ آپ نے وہ حدیث سنی ہے، "جنت گناہ گاروں سے بھری ہوگی مگر وہ جو سچی توبہ کر چکے ہوں گے۔"

تو بس اس بات کو آپ اپنے دامن سے باندھ لیں کہ آپ نے بھی سچی توبہ کرنی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ بی بی سائیں کا دل آپ کے لیے نرم کرے۔ باقی، ان شاء اللہ، اللہ سے اچھے کی امید کریں۔۔۔

غلام دین، ایک بات تو بتاؤ۔ میں باہر سے پڑھ کر آیا ہوں مگر اتنے اچھے مشورے میں نہیں دے سکتا جتنے تم نے دیے ہیں، کیسے؟۔۔

دارار نے اس کی بات کو سراہنے کے ساتھ حیرت سے استفسار بھی کیا تھا۔۔۔

سائیں، اسے تجربہ کہتے ہیں۔ جہاں آج آپ ہیں، ایک طویل عرصے پہلے میں تھا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آپ کو اس رب نے مہلت دے دی ہے، مجھے سنبھلنے کی مہلت بھی نہ ملی۔ اس کی شکایات سننے کا موقع بھی نہیں ملا، وہ مجھے اس دنیا میں تن وتنہا چھوڑ کر چلی گئی۔ بی بی سائیں تو پھر آپ کے پاس ہیں، مجھے آپ کا خیال رکھنے کو کہا ہے، اسے تو یہ سب کچھ کہنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا نا، مجھے یہ سمجھنے کا کہ میں نے اپنی جنت اپنے ہاتھوں سے اجاڑ دی ہے، اور جب سمجھ آیا تب تک وہ دفن ہو چکی تھی۔۔۔

آپ کو ایک مشورہ دوں سائیں؟ کبھی ہار مت ماننا۔ گناہ بہت بڑا ہے، جانتا ہوں۔ نقصان آپ کا بھی ہوا ہے مگر نقصان اور خسارے میں فرق ہوتا ہے۔ آپ ان کو کبھی مت چھوڑنا، کسی دوسرے کے کہنے پر تو بالکل بھی نہیں، اور ان کے کہنے پر کل تو بالکل نہیں۔۔

غلام دین نے ایک اداس مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔

وعدہ رہا تم سے غلام دین، میں اسے کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔ ابھی وہ مجھ سے دور ہے مگر بہت جلد تمہارا یہ سردار اس کا دل جیت لے گا۔ چلو کہیں کھانا کھاتے ہیں اپنی بیوی کے لیے مجھے ابھی بہت محنت کرنی ہے، اور اس نے کہا ہے کھانا ٹائم پر کھانا، تو چلو جلدی چلو، مبین۔۔۔

میں نے تمہیں کہا تھا تم جاو زرتاشہ کے ساتھ، مگر تم نے ان اہمکوں پر بھروسہ کیا، اب دیکھ لو نتائج۔ اگر میری زری کو کچھ ہوا تو پہلے تمہارا گلا دبا دوں گا، بعد میں ان لوگوں کا، اور سب سے آخر میں اپنے اس نامراد بہنوئی کا۔ جلدی سے ہسپتال کی طرف چلو۔۔۔

ریان نے درشت لہجے میں کہتے ہوئے کھڑکی کی باہر دیکھا۔ ابھی وہ لوگ ہسپتال پہنچنے والے تھے۔ ریان کا فون رنگ ہوا، ڈاکٹر پر زرتاشہ کا نام دیکھتے وہ جلدی سے کال ریسیو کر گیا۔۔

زری؟ تم ٹھیک تو ہو نا بچے؟ میں بس پہنچ رہا ہوں بچے میں۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔ منیب گاڑی گھر کی طرف لو۔۔۔

مغنیب میں نے تم سے کہا تھا کہ زرتاشہ کے ساتھ تم جاو، مگر تم نے یہ ذمہ داری ان احمقوں کو دے دی، اب دیکھ لو نتائج۔ اگر میری زری کو کچھ ہوا تو سب سے پہلے تمہیں، پھر ان نالائقوں کو، اس کے بعد اپنے اس نامراد بہنوئی کا گلا دباؤں گا، جسے میری بچی سے ملاقات کی کوئی اور جگہ نہیں ملی سوائے اس کالج کے۔۔۔

ریان منیب کو درشت لہجے میں کہتا کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔۔

ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم تھا جب اس کا فون رنگ ہوا۔ ڈاکٹر پر زرتاشہ کا نام دیکھتے وہ جلدی سے کال ریسیو کر گیا۔۔

زری؟ تم ٹھیک تو ہو نا بچے؟ میں بس پہنچ رہا ہوں بچے، میں۔۔ اچھا! ٹھیک ہے۔۔ مغیب گاڑی گھر کی طرف لو۔۔

ریان منیب سے کہتے گہری سانس لے کر پانی پیتا ہے۔ ورنہ جب اسے اپنے گارڈز جو اس نے زرتاشہ کے ساتھ بھیجے تھے ان کی کال موصول ہوئی تھی تو وہ خاصا پریشان ہو گیا تھا۔ یوں تو اس نے اپنے خاص آدمی زرتاشہ کے آس پاس چھوڑ رکھے تھے مگر وہ اس وقت بورڈ میٹنگ میں موجود تھا۔ ایک دو بار کال اگنور کر گیا تھا مگر زرتاشہ کے گارڈز کی کال دیکھتے وہ فوراً میٹنگ وہیں ڈراپ کر کے آفس سے نکل گیا تھا۔

آج اسے آفس سے گھر آنے میں جتنی تکلیف ہوئی تھی اتنی آج تک اس نے محسوس نہیں کی۔ روز ایک سے ڈیڑھ گھنٹے گاڑی میں سفر کر کے آفس جانا اسے منظور تھا مگر شہر شفٹ ہونا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اپنے ماں باپ کی جگہ چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ یہ گھر وہ واحد نشانی تھی اس کے ماں باپ کی جو اس کے پاس موجود تھی، ورنہ ان کا سب کچھ تو چھن گیا تھا۔ صرف یہ ایک واحد چیز تھی جو ان کے ماں باپ کی یادگار کے طور پر اس کے پاس موجود تھی۔۔

آج جب اسے زرتاشہ کے گارڈز کی کال موصول ہوئی، اس لمحے اسے احساس ہوا کہ بے بسی کیا ہوتی ہے۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ کچھ تو ایسا کرے گا جس سے اس کے گھر والے اس کے قریب رہیں تاکہ ضرورت کے وقت وہ فوراً ان کے پاس پہنچ سکے۔۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھا جب مغیب نے گاڑی حویلی کے پورچ میں روکی۔۔

باس۔۔۔

ریان کو ہنوز کھڑکی سے باہر دیکھتے اپنی سوچوں میں گم دیکھ کر آواز دی۔۔

ہم؟۔۔

ریان نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

گھر آگیا۔۔۔

اسے کم سن بے نیاز بیٹھا دیکھ کر کہا تھا۔۔

اچھا۔۔۔

ریان نے اس کی بات پر حیرت سے اسے دیکھا، پھر باہر حویلی کا پورچ دیکھ کر گاڑی سے اتر گیا اور تیزی سے اندر کی طرف بڑھا۔۔

زری! زری!۔۔۔

لاؤنج میں داخل ہوتے ہی ریان نے اسے زار و قطار پکارتے پہلے لاؤنج، پھر ڈرائنگ روم کو دیکھا اور کچن کی طرف بڑھا، جہاں سے بی اماں اس کی آواز سنتے باہر آرہی تھیں۔۔

کیا ہوا ہے بیٹے؟۔۔

بی اماں اس کی پریشان حالت دیکھ کر استفسار کرنے لگیں۔۔

زری اماں؟ زری کہاں ہے؟--

ریان نے خالی کچن کو دیکھتے کہا، جہاں پہلے ملازمہ تھی مگر اب وہ بھی اسے باغور دیکھ رہی تھی--

ریان وہ اوپر اپنے کمرے میں ہیں--

ابھی وہ مزید کچھ بولتا کہ دعا نے نیچے آتے ہوئے کہا تھا--

اس کی بات سنتے ہی ریان بغیر کچھ کہے اوپر کی طرف بڑھا--

بیٹا ہوا کیا ہے اور زری کب آئی تھی اور آئی تھی تو سیدھا اوپر چلی گئی؟--

بی اماں نے دعا سے پریشانی سے پوچھا---

پتا نہیں بی اماں، وہ میں نیچے آرہی تھی تو وہ اپنے کمرے میں جا رہی تھی، مجھے کچھ بیماری لگی۔ ایک تو مجھے سمجھ نہیں آرہا بھابھی کو کس کی نظر لگ گئی ہے، کہاں اتنی ہنستی مسکراتی رہتی تھی اور اب تو پتا نہیں کیا ہو گیا، میں نے انہیں مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا---

دعا نے اداسی سے کہا تھا۔ یہ بات تو اسے بھی پریشان کرنے کے ساتھ ساتھ بری بھی بہت لگتی تھی کہ اس ہستی مسکراتی لڑکی کے خوشیاں چھننے کی وجہ اس کے اپنے تھے۔ وہ تو اب تک اس کی ماں کی کی گئی سازشوں سے لاعلم تھی۔ اگر ان کا اصلی چہرہ زرتاشہ کو پتا چل گیا تو اس پر کیا بیتے گی۔ اس نے بھلے ہی دارار کے متعلق بات نہ کی ہو مگر رودابہ کے بارے میں وہ کئی دفعہ پوچھ چکی تھی اور رودابہ نے خود کو سب سے الگ کر لیا تھا تو زرتاشہ چاہ کر بھی ان سے رابطہ نہیں کر پا رہی

تھی۔ اور رہی بات باقی حویلی والوں کی تو کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اس حادثے کے بعد کچھ کہے۔۔

دعا ! کہ بینا دعا سے تو اچھی اچھی چیزیں سنبھال جاتی ہیں اور یہ مشکل وقت ہے، یہ بھی گزر جائے گا۔ خیر تم چھوڑو، دیکھو میڈ نے سارا کھانا تیار کر لیا ہے، اچھا ہے ٹائم پر ہو گیا ہے سب کچھ۔ میں کھانا لگواتی ہوں، تم کچھ دیر میں ریان کو اور زری کو بلوا لینا۔۔

بی اماں اس سے کہتی واپس اپنے کام پر لگ گئی تھی۔۔

ابھی نہ لگوائیں بی جان، پتا نہیں ریان کو بھابھی کے ساتھ کتنا ٹائم لگے اور ویسے بھی میں انہیں ابھی ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی، مجھے بھابھی کچھ ٹھیک نہیں لگیں، رک جاتے ہیں جب تک ریان خود باہر نہیں آجاتا۔۔

دعا نے ان کی بات سنتے ہوئے کہا تو بی اماں اس کی بات سے متفق ہو کر نماز پڑھنے چلی گئیں۔۔

ریان جب کمرے میں داخل ہوا تو زرتاشہ بالکونی کے پاس فرش پر بیٹھی تھی۔ اس کا بیگ، عبایا سب کچھ صوفے پر پڑا تھا۔ وہ کالج کے یونیفارم میں ملبوس گھٹنے پر سر رکھے نہ جانے بالکونی کے پاس کیا دیکھ رہی تھی۔ اس کے بال، جنہیں وہ خود صبح باندھ کر گیا تھا، اب یوں ہی پشت پر بکھرے تھے۔ وہ ہر چیز سے بے نیاز نہ جانے اپنی کسی سوچ میں گم تھی۔۔

زری !۔۔۔

ریان نے کمرے کے اندر داخل ہوتے اس کی چیزیں اچھے سے سیٹ کر کے صوفے پر رکھتے اسے پکارا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ ٹھیک نہیں ہے اور آج تو وہ دارار سے مل کر آئی ہے، وہ اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا اور کہیں نہ کہیں خود میں بھی ہمت جمع کر رہا تھا اپنی بہن کو سنبھالنے کی، تاکہ اگر وہ بکھرنا چاہے تو اسے پتا ہو کہ اس کے بھائی کے بازو اسے سمیٹنے کے لیے موجود ہیں۔ وہ ان کے سہارے اُڑ بھی سکتی ہے اور پرواز بھی بھر سکتی ہے، کوئی اسے روکے گا نہیں، ٹوکے گا نہیں، معذور نہیں کہے گا، کیونکہ اس کے بھائی کے بازو اس کے بھائی سے زیادہ اس کے ہیں۔۔

ریان کی آواز سنتے زرتاشہ نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور اس لمحے ریان کو اپنا دل دو حصوں میں بٹتا محسوس ہوا۔ آج اتنے سالوں بعد اسے اپنی بہن اسی حالت میں ملی تھی جس کا تصور بھی اسے مار دیتا تھا۔۔۔

پتا نہیں بی اماں، وہ میں نیچے آرہی تھی تو وہ اپنے کمرے میں جا رہی تھی، مجھے کچھ بیماری لگی۔ ایک تو مجھے سمجھ نہیں آرہا بھابھی کو کس کی نظر لگ گئی ہے، کہاں اتنی ہنستی مسکراتی رہتی تھی اور اب تو پتا نہیں کیا ہو گیا، میں نے انہیں مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔۔۔

دعا نے اداسی سے کہا تھا۔ یہ بات تو اسے بھی پریشان کرنے کے ساتھ ساتھ بری بھی بہت لگتی تھی کہ اس ہستی مسکراتی لڑکی کے خوشیاں چھننے کی وجہ اس کے اپنے تھے۔ وہ تو اب تک اس کی ماں کی کی گئی سازشوں سے لاعلم تھی۔ اگر ان کا اصلی چہرہ زرتاشہ کو پتا چل گیا تو اس پر کیا بیتے گی۔ اس نے بھلے ہی دارار کے متعلق بات نہ کی ہو مگر رودابہ کے بارے میں وہ کئی دفعہ پوچھ چکی

تھی اور روداب نے خود کو سب سے الگ کر لیا تھا تو زرتاشہ چاہ کر بھی ان سے رابطہ نہیں کر پا رہی تھی۔ اور رہی بات باقی حویلی والوں کی تو کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اس حادثے کے بعد کچھ کہے۔۔

دعا! کہ بینا دعا سے تو اچھی اچھی چیزیں سنبھال جاتی ہیں اور یہ مشکل وقت ہے، یہ بھی گزر جائے گا۔ خیر تم چھوڑو، دیکھو میڈ نے سارا کھانا تیار کر لیا ہے، اچھا ہے ٹائم پر ہو گیا ہے سب کچھ۔ میں کھانا لگواتی ہوں، تم کچھ دیر میں ریان کو اور زری کو بلوا لینا۔۔

بی اماں اس سے کہتی واپس اپنے کام پر لگ گئی تھی۔۔

ابھی نہ لگوائیں بی جان، پتا نہیں ریان کو بھابھی کے ساتھ کتنا ٹائم لگے اور ویسے بھی میں انہیں ابھی ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی، مجھے بھابھی کچھ ٹھیک نہیں لگیں، رک جاتے ہیں جب تک ریان خود باہر نہیں آجاتا۔۔

دعا نے ان کی بات سنتے ہوئے کہا تو بی اماں اس کی بات سے متفق ہو کر نماز پڑھنے چلی گئیں۔۔

ریان جب کمرے میں داخل ہوا تو زرتاشہ بالکونی کے پاس فرش پر بیٹھی تھی۔ اس کا بیگ، عبایا سب کچھ صوفے پر پڑا تھا۔ وہ کالج کے یونیفارم میں ملبوس گھٹنے پر سر رکھے نہ جانے بالکونی کے پاس کیا دیکھ رہی تھی۔ اس کے بال، جنہیں وہ خود صبح باندھ کر گیا تھا، اب یوں ہی پشت پر بکھرے تھے۔ وہ ہر چیز سے بے نیاز نہ جانے اپنی کسی سوچ میں گم تھی۔۔

زری !۔۔۔

ریان نے کمرے کے اندر داخل ہوتے اس کی چیزیں اچھے سے سیٹ کر کے صوفے پر رکھتے اسے پکارا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ ٹھیک نہیں ہے اور آج تو وہ دارار سے مل کر آئی ہے، وہ اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا اور کہیں نہ کہیں خود میں بھی ہمت جمع کر رہا تھا اپنی بہن کو سنبھالنے کی، تاکہ اگر وہ بکھرنا چاہے تو اسے پتا ہو کہ اس کے بھائی کے بازو اسے سمیٹنے کے لیے موجود ہیں۔ وہ ان کے سہارے اُڑ بھی سکتی ہے اور پرواز بھی بھر سکتی ہے، کوئی اسے روکے گا نہیں، ٹوکے گا نہیں، معذور نہیں کہے گا، کیونکہ اس کے بھائی کے بازو اس کے بھائی سے زیادہ اس کے ہیں۔۔

ریان کی آواز سنتے زرتاشہ نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور اس لمحے ریان کو اپنا دل دو حصوں میں بٹتا محسوس ہوا۔ آج اتنے سالوں بعد اسے اپنی بہن اسی حالت میں ملی تھی جس کا تصور بھی اسے مار دیتا تھا۔۔۔

وہی بچپن کی چھوٹی سی زرتاشہ جو اتنی کم عمر میں ماں باپ کے دور ہونے پر تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی، اور ریان بس خاموش نم نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ بھی اپنی بہن کے ساتھ شدت سے رو پڑا، کیونکہ یتیم تو وہ بھی ہوا تھا، مگر اب تک اسے لگ رہا تھا کہ شاید زندگی میں کچھ باقی ہے، اور وہ ہے اس کی بہن۔ مگر اس کا رونا اسے بھی رلا گیا تھا۔۔

لالا !۔۔۔

ریان کو وہاں دیکھتے زرتاشہ نے ہچکی بھر کر اسے پکارا تھا، اور اس کی ہچکی سنتے ریان کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ پہلے بھی روتی رہی ہے۔۔

زری، میرا بچہ کیا ہوا ہے؟۔۔

ریان سب کچھ جاننے کے باوجود اسے یوں روتا دیکھ کر تڑپتے ہوئے اس کی طرف بڑھا تھا۔۔

لالا !۔۔ وہ۔۔ وہ وہاں۔۔۔

زرتاشہ نے اپنے آنسوؤں کے درمیان اسے بتانا چاہا جب ریان اس کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھتے ہوئے اسے اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔

کیا ہوا ہے میرے بچے؟ بے ہوش کیوں ہو گئی تھی ہم۔۔۔

ریان نے اسے پیار سے پچکارتے ہوئے کہا کیونکہ وہ یہ بات سمجھ رہا تھا کہ بہت سی باتیں تھیں جو وہ کسی کے ساتھ شیئر کرنا چاہتی تھی مگر اتنے دن سے کر نہیں پا رہی تھی، یا شاید اسے سب کچھ بتانے کا بھروسہ ہی نہیں تھا، اس نے ایسا بھروسہ توڑا تھا کہ اب وہ ڈر رہی تھی کسی پر بھی اعتماد کرنے سے۔۔

لالا، میں نے سائیں کو۔۔ س۔۔ سائیں کو کہہ دیا چلے جائیں، میرے سامنے مت آئیں۔۔ نہیں آئیں میرے سامنے، دور چلے جائیں۔۔۔

زرتاشہ نے اپنے آنسوں حلق میں اتارتے ہوئے اس سے کہا تھا۔۔

اور۔۔ اور یہ بھی بول دیا کہ ہمیں اب ان کی شکل نہیں دیکھنی، وہ ہمارے سامنے مت آئیں۔

وہ۔۔ وہ ہم سے معافی مانگ رہے تھے۔۔ ہم نے کہہ دیا معاف کر دیں گے تو کیا ہاں؟ تو کیا؟۔۔

زرتاشہ روتے روتے اسے ہو بہو بتانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

تم نے ایسا کہا اسے؟۔۔

ریان نے مصنوعی حیرانی سے استفسار کیا۔۔

ہاں، ہم نے کہہ دیا کہ ہماری طرف سے اجازت ہے وہ دوسری شادی کر لیں، نقصان تو صرف ہمارا ہوا ہے نا، اور ہم نے اپنی ساری بھڑاس نکال لی لالا، سب بول دیا جو دل میں تھا، جو منہ میں آ رہا تھا، سب بول دیا، گریبان بھی پکڑ لیا تھا ہم نے ان کا۔۔۔

وہ۔۔ وہ ایسے زمین پر بیٹھ کر ہم سے معافی مانگ رہے تھے، ایسے ہمارے گھٹنے سے سر ٹکا کر۔۔۔

زرتاشہ نے بمشکل اپنے رونے پر قابو کرتے اسے بتایا، مگر نہ آنسو رک رہے تھے نہ لہجے کی نمی۔۔

ریان بمشکل خود پر ضبط کرتے سب کچھ سن رہا تھا۔ اسے یہی تو چاہیے تھا کہ اس کی بہن اپنے دل کی بھڑاس نکال لے، اسے سب کچھ بتائے جو وہ محسوس کر رہی ہے، وہ اپنے زخمی دل کو سامنے لائے تاکہ وہ سب کچھ ٹھیک کر سکے۔ کم از کم اپنی بہن کے لیے وہ سب کچھ ٹھیک کرنا جانتا تھا۔۔

لالا، وہ ہم نے سائیں کو کہہ دیا کہ یہاں سے چلے جائیں، ہمیں اب اپنی شکل نہ دکھائیں۔۔۔

لالا، وہ بول رہے ہیں معاف کر دو، ہمارے پیر بھی پڑ رہے ہیں، کیسے معاف کریں لالا؟ کیسے معاف کریں؟ ہمارا دل نہیں مان رہا اس بات پر۔۔۔

انہوں نے ہمیں جو بھی کہا، ہم اس کے لیے تو انہیں معاف کر دیں مگر کیسے کریں لالا۔۔۔

انہوں نے تو ہمیں کسی کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا، کیسے معاف کر دیں؟ اگر ان کے گھر سے کوئی ہم سے یہ بات کہتا تو ہم معاف کر دیتے، مگر وہ ہمارے ساتھ اتنے عرصے سے رہ کر ہم سے محبت کا دعویٰ کر کے مکر گئے۔ انہیں کیا لوگوں کی پہچان نہیں؟ انہیں اتنی بات سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ان کے خلاف کوئی انہیں ہمارے خلاف بھڑکا رہا ہے۔۔۔

ہم نے کسی کا کیا بگاڑا تھا لالا جو ان سب نے مل کر ہماری خوشیاں اجاڑ دیں۔۔۔

زرتاشہ نے روتے ہوئے ریان کے سینے میں چہرہ چھپا لیا تھا۔۔۔

ہم کیسے معاف کریں گے؟ کیسے انہیں معاف کر دیں؟ اگر انہیں ہم سے کوئی سوال جواب کرنا تھا تو یہیں کر لیتے، اگر کسی نے ان کو یہ کہا تھا کہ زرتاشہ کا چکر ہے تو انہیں رنگے ہاتھوں ہمیں پکڑنا چاہیے تھا، پھر ڈانٹتے ہمیں، بے شک مار لیتے، مگر ان سب چیزوں کے لیے ہمیں گناہ گار بھی ہو تو۔۔ بے گناہ سزا دے دی ان لوگوں نے ہمیں لالا۔۔۔

بے گناہ سب کچھ چھین لیا ہم سے۔۔ سب ختم ہو گیا لالا، سب۔۔ یہ جو آپ چیزیں لائے ہیں ان کا اب کیا فائدہ؟ یہ بھی کسی کام کی نہیں رہی لالا۔۔ ہمیں لگ رہا ہے ہمارا دل پھٹ جائے

گا۔۔ سب ختم ہو گیا لالا، سب۔۔ وہ لوگ ہمیں بد کردار بول رہے ہیں، ہمیں گندا کہہ رہے ہیں، ہم گندے نہیں ہیں، ہم نے کچھ نہیں کیا، کچھ نہیں۔۔۔

زرتاشہ ہچکیوں سے روتے ہوئے مزید اس کے سینے میں پناہ لینے لگی تھی۔ اس کی باتوں سے ریان کو اپنے دماغ کی نس پھٹتی محسوس ہوئی تھی۔ اس کے اندازے سے زیادہ تکلیف میں اس کی بہن تھی اور وہ کچھ کر نہیں پا رہا تھا۔۔

ریان ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا۔۔۔

زری، میرا بچہ ادھر دیکھو۔۔ ادھر۔۔۔

ریان نے زبردستی اس کا چہرہ اپنے سینے سے باہر نکالا کیونکہ اب وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔

زری، ادھر دیکھو بچہ۔۔ لالا سب ٹھیک کر دے گا۔۔ میری جان، تم رونا بند کرو۔۔ اگر تمہیں دارار کو معاف نہیں کرنا تو نہ کرو، میری جان، لیکن اگر تمہیں لگے کہ تمہیں اپنے فیصلے پر غور کرنا چاہیے تو تم کر سکتی ہو، تمہارے لالا تمہارے ہر فیصلے میں تمہارے ساتھ ہے۔۔ رہی بات چیزوں کو بھولنے کی تو میری جان، زخم ابھی تازہ ہے، اسے ہوا لگنے دو، تمہارے لالا ہے نا، میں مرہم رکھ دوں گا، میرا بچہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

اور تم کہہ رہی تھی ان تحفوں کا۔۔یہ تمہارے لالا اپنی جان کے ہونے والے بچے کے لیے لائے تھے۔کوئی بات نہیں اگر وہ اس دنیا میں نہیں آسکا، شاید اللہ نے اس کا اور تمہارا ساتھ اتنا ہی لکھا تھا۔ اس کی مرضی سے زیادہ کوئی زندگی نہیں جی سکتا نا، میرے بچے۔۔۔

اس کی زندگی اتنی ہی تھی۔ اور کسی میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ تمہاری اولاد کو لے سوائے اللہ کے۔ وہ اللہ کی امانت تھی، اس نے تمہارے جسم میں آکر اپنا وقت پورا کیا۔ اگر اس نے تم سے کچھ لیا ہے تو اس نے لے لیا۔۔۔

میں جانتا ہوں بچے، صبر نہیں آتا مگر اتنا یاد رکھو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اگر اس نے تم سے کچھ لیا ہے تو اس کے بدلے اس جیسا یا اس سے بہتر تمہیں لوٹ آئے گا، یہ اس کا وعدہ ہے اور وہ اپنے وعدوں سے نہیں مکرتا۔۔۔

دارار نے خود اپنے بچے کو نہیں مارا میری جان، اسے نہیں معلوم تھا کہ تم پریگنینٹ ہو۔ ہاں مگر اس کا گناہ یہ ہے کہ اس نے تم پر بھروسہ نہیں کیا، تم پر ہاتھ اٹھایا، اور اس کے لیے میں بھی اسے معاف نہیں کروں گا۔۔۔

دیکھو زری بی بی، چلا گیا ہے اور تم خود کو ایک ہفتے سے بند کر رکھا ہے۔ میں جانتا ہوں میرا بچہ اکیلے میں روتا رہتا ہے، اور کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ رونا گناہ ہے۔ میں جانتا ہوں تم اس کی ماں ہو مگر میری بھی ماں ہو نا، میں اپنے بچے کو یوں روتا تڑپتے نہیں دیکھ سکتا، یہ چیز میرے بس میں نہیں ہے۔۔۔

میرے بس میں نہیں کہ میں تمہیں اولاد دے دوں میری جان، ورنہ چاہے قیمت کچھ بھی ہوتی تمہارے لالا تمہیں یہ خوشی ضرور دیتے۔ مگر تم اس کے لیے بھی اداس نہ ہو۔۔ لالا دعائیں کریں گے اپنی جان کے لیے، تم دیکھنا، لالا کی یہ دعا ضرور قبول ہو گی اور میری زری دوبارہ سے پہلی جیسی ہو جائے گی، اور اللہ تعالی اسے اولاد بھی دے دیں گے۔۔۔

تم اپنا دل بڑا نہ کرو، میرے بچے صبر کرو، دیکھنا لالا روز اپنی زری کے لیے دعا کریں گے، سب ٹھیک ہو جائے گا، سب کچھ۔۔ تم بھی میری جان۔۔ مگر تمہیں بھی تو ہمت کرنی ہے، خود کو سنبھالنا ہے، اپنے لیے، میرے لیے، ہمارے لیے۔۔۔

دارار کو معاف کرنا نہ کرنا ایک الگ بات ہے مگر فی الحال تمہیں خود کو معاف کرنا ہوگا، آگے بڑھنا ہوگا۔ میں تمہیں رونے سے منع نہیں کر رہا، مگر جس طرح سے تم نے ہفتے سے خود کو کمرے میں بند کر رکھا ہے، صرف روتی رہتی ہو، اسے رونا نہیں ماتم کرنا کہتے ہیں میرے بچے، یہ مت کرو۔۔۔

جب دل گھبرائے تو نماز پڑھ لو، قرآن پڑھ لو، اگر پڑھ نہ سکو تو سن لو۔ گارڈن میں واک کر لو، اگر کہو گی تو میں تمہیں پپّی پلانٹ بھی منگوا دوں گا، بلکہ پیٹ ڈاگ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ میرے بچے کے لیے پیارا سا، کیوٹ سا، وائٹ کلر کا فر والا۔۔۔

ریان نے اسے کچھ دیر خاموش ہوتا دیکھ کر نرمی سے کہا تھا۔۔۔

سچی لالا!۔۔ پی وہ بھی ہمارا؟۔۔۔

زرتاشہ نے حیران نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

ہاں بچے، بلکہ تم کچھ دیر آرام کرو، پھر ہم دونوں مل کر چلیں گے لینے۔۔۔

ریان نے اس کا چہرہ سہلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

چلو اب رونا بند کرو، تم چپ کرو، میں اپنے بچے کا کھانا منگواتا ہوں، ڈاکٹر نے کیا کہا؟۔۔۔

ریان نے اسے فرش سے اٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔

۔۔لالا سائیں نے کہا ہے جب مجھے ان سے ملنا ہوگا آپ سے پوچھ لوں، آپ کو ان کا ایڈریس پتا ہے؟ انہوں نے ایسا کیوں کہا؟۔۔

زرتاشہ جاتے ہوئے رک کر اس سے پوچھنے لگی۔۔۔

ایسے ہی نہیں، میں اسے کم عقل کہتا ہوں، ایک نمبر کا ذلیل ہے۔ تم چھوڑو اس بات کو۔ اگر تمہیں اس سے ملنا ہو تو مجھے بتا دینا بس، میں نہیں چاہتا کہ تم اس کے بارے میں سوچو، نہ ہی کسی اور چیز کے بارے میں۔۔۔

ریان نے دارار کی کہی بات جانتے ہوئے اسے اچھے لفظوں سے نوازے بغیر نہیں رہ سکا۔۔

لالا، میں نے سائیں کو کہہ دیا ہے، انہیں میری طرف سے اجازت ہے دوسری شادی کر کے اپنی زندگی پر سکون گزار لیں۔۔ تو اگر وہ ایسا کچھ کریں تو آپ کچھ کہنا مت، کرنے دینا۔ میں یہی چاہتی ہوں۔۔۔

زرتاشہ واش روم میں جانے سے پہلے اس سے کہتے بغیر اس کی طرف دیکھے چلی گئی، جبکہ اس کی بات پر ریان حیرانی اور پریشانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ایک طرف علیار تھا، اس نے اسے کہا تھا ان دونوں کا اپنا معاملہ خود حل کرنے دو، جبکہ یہاں اس کی بہن خود پر واپسی کے ہر دروازے بند کر رہی تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا اس نے دارار سے ایسا کیوں کہا ہے، کیونکہ وہ کبھی بھی بٹی ہوئی چیز استعمال نہیں کرے گی اور اگر دارار ایسا کر لیتا ہے تو وہ کبھی کسی دوسرے کا گھر خراب نہیں کرے گی۔۔۔

وہ جان بوجھ کر اسے یہ کہہ کر آئی تھی تاکہ اپنے دل کو کبھی نرم نہ پڑنے دے، چاہے بھی تو واپس نہ آسکے۔۔۔

اس کی بات کا مفہوم سمجھتے ریان نے سرد سانس لی۔ ایک بار پھر اسے اپنے فیصلے پر شدت سے افسوس ہوا تھا۔ وہ ابھی چھوٹی تھی، اس کی عمر کیا تھی جو اتنا سب کچھ وہ فیس کر رہی تھی۔۔۔

ریان نے پریشانی سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ وہ علیار سے اس مسئلے پر بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ واش روم سے پانی کی آواز سنتے باہر نکل گیا تاکہ خود بھی فریش ہو سکے۔۔۔

سائیں سردار، کیا کہہ کر پورے گاؤں کا جرگہ بلانا ہے؟ مطلب یہ بھی کوئی وجہ ہوگی۔۔۔

بالکل داد بخش، تمہیں یہ وجہ کم لگ رہی ہے؟ لوگ میری بیوی کے بارے میں گھٹیا باتیں کر رہے ہیں اور میں جرگہ بھی نہ بلاؤں؟ احتجاج بھی نہ کروں؟ یہ کہاں کی عقلمندی ہوئی؟ لوگوں کو بھی پتا چلنا چاہیے، خاص کر عورتوں کو، کہ ہر کوئی اتنا سستا اور مفت کا نہیں ہوتا کہ اس کے بارے میں یوں باتیں کرلی جائیں، خاص کر میری بیوی تو بالکل بھی نہیں۔۔۔

دارار نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے داد بخش کو کڑی نظروں سے دیکھا تھا۔ شام ہونے والی تھی۔ وہ آج نہ جانے کتنے دنوں بعد ڈیرے پر آیا تھا، اور اب اس کا مقصد صاف تھا۔ اس نے آکر پہلے پیٹ بھر کر کھانا کھایا، پھر اپنے ملازمین کو کہہ کر جرگے کا انتظام کروایا اور سب کو شام میں ہونے والے جرگے کی خبر دی۔ اس نے آج جرگے میں مرد اور عورت دونوں کو بلایا تھا، حالانکہ عام طور پر عورتیں جرگے میں نہیں آتیں، مگر آج اس نے خصوصی طور پر انہیں بلایا تھا، اور نہ آنے کی صورت میں سزا بھی رکھی تھی۔۔۔

جرگے میں ہونے والی باتیں آسانی سے سب تک پہنچ جائیں، اس کے لیے بھی اس نے مکمل انتظام کر رکھا تھا۔ ایک انوائیٹیشن ریان کو بھی بھیجا تھا، خاص طور پر تاکہ وہ بھی وہاں موجود ہو۔۔۔

جو اپنی ہے، سردار۔۔۔

اس کی بات سنتے داد بخش چپ چاپ اس کے حکم پر عمل کرنے چلا گیا۔۔۔

ریان دوپہر کا کھانا زرتاشہ کو کھلا کر فارغ ہوا تھا اور شام میں اسے اور دعا کو اپنے ساتھ گھمانے لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا، مگر جب اسے منیب کے ہاتھوں دارار کا پیغام موصول ہوا جو اسے جرگے پر بلا رہا تھا، پہلے پہل تو ریان کو یوں اچانک جرگے میں بلانا کچھ عجیب لگا تھا۔۔۔

اس نے علیار کو کال کی تو اس نے بھی لاعلمی کا مظاہرہ ہی کیا اور داود بھی اس بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ وہ سب ہی لاعلم تھے کہ دارار نے جرگہ کیوں بلایا ہے۔۔۔

ریان جزب و جزب کا شکار ہوتے تیار ہونے چلا گیا۔ وہ ان سب کو رات میں گھمانے اور لے جانے کا کہہ کر باہر نکل گیا تھا۔ اس نے کسی کو بھی یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ جرگے میں جا رہا ہے اور جرگہ دارار نے بلایا ہے۔ وہ کسی کو بھی پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

وہاں یہ اچانک ایسا کیا ہو گیا ہے جو میرے نامراد بہنوئی نے جرگہ بلا لیا ہے؟ کہیں تمہارے غمخوار دوست تو لاپتا نہیں ہو گئے؟

ریان نے اس کے ساتھ والی چارپائی پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

نہیں لاپتا تو ہے مگر میرے غمخوار نہیں، میرے دشمن ہیں۔ اور کہاں لاپتا ہے یہ تم بھی جانتے ہو سالے، اور میں بھی۔۔۔

دارار نے بھی اس کے طنز پر ایک گہرے طنز سے جواب دیا تھا۔۔۔

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا، تم لا علاج ہو۔۔۔

اس کی بات پر ریان نے تپتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔۔

تو نہ کرو میرا علاج، میرا علاج صرف میری بیوی کر سکتی ہے اور وہ ٹھیک ہے۔۔۔

دارار نے بھی اس کی بات پر منہ پھیرتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔۔

تم دونوں چپ ہو جاؤ، یہ جرگہ ہے تم لوگوں کا گھر نہیں۔ ملازم تمہاری باتیں سن رہے ہیں۔۔۔

علیار جو کب سے خاموشی سے ان دونوں کی بک بک سن رہا تھا وہ تپتے ہوئے بولا۔۔۔

اور دارار، تم نے جرگہ کیوں بلایا ہے؟ آس پاس کے گاؤں کے سردار بھی بلائے ہیں، کیوں؟

علیار نے ان دونوں کو چپ کرواتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کچھ دیر میں پتا چل جائے گا میرے بھائی اور سالے، ذرا اطمینان رکھو، کیوں اپنے اپنے پیٹ میں مروڑ اٹھا رہے ہو۔۔۔

دارار نے جان بوجھ کر انہیں چھیڑتے ہوئے جواب دیا اور بے نیازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے فون میں مصروف ہو گیا۔۔۔

سردار میر دارار، جرگہ کسی معاملے میں بیٹھایا گیا ہے؟ آپ نے ہمیں ابھی تک اس بات سے آگاہ نہیں کیا کہ ہمیں یہاں بلایا کیوں گیا ہے۔ اور ویسے آپ کسی خاص کا انتظار کر رہے ہیں جو اب تک جرگہ شروع نہیں کیا۔۔۔

دوسرے گاؤں سے آئے جاگیر دار دارار کو خاموشی سے سامنے کی طرف دیکھتے دیکھ کر مخاطب کرتے ہوئے اس سے اس خصوصی جرگے کی وجہ پوچھنے لگے۔۔۔

معافی چاہوں گا خان صاحب کہ آپ کا قیمتی وقت اس طرح لے رہا ہوں مگر آپ سب لوگوں کو یہاں بلانے کی ایک خاص وجہ ہے۔ یہ معاملہ میں اکیلے حل نہیں کر سکتا تھا، مجھے اس معاملے میں آپ سب کی مدد کی ضرورت تھی، تو میں نے آپ لوگوں کو بلانا مناسب سمجھا۔۔۔

دارار نے ان کی بات پر نرم سا مسکراتے ہوئے انہیں جواب دیا تھا۔۔۔

ارے کوئی بات نہیں، آپ کی مدد کر کے ہمیں خوشی ہوگی۔۔۔

جاگیرداروں میں آئے مردوں نے دارار کی بات پر مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا جبکہ دارار سے کچھ دوری پر ہی بیٹھے ریان کو دونوں کی مسکراہٹ ہی کچھ عجیب لگی کیونکہ وہ بہت اچھے سے جانتا تھا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن سے دارار کے گاؤں کی بالکل نہیں بنتی۔ یعنی ان کے گاؤں کے لوگ اور دارار کے گاؤں کے لوگوں کا آپس میں چھتیس کا اعداد ہے۔ اور دارار نے زرتاشہ سے شادی سے کچھ دن پہلے ہی اس معاملے کو حل کیا تھا اور دونوں گاؤں کے درمیان صلح کا جھنڈا لہرایا تھا۔ مگر

اس جھنڈے لہرانے میں اسے اپنے گاؤں کا پانی پڑوسی گاؤں کو دینا تھا اور اس کے بدلے پڑوسی گاؤں ان کے گاؤں کی لڑکیوں کے لیے مل کر دونوں گاؤں کے درمیان ایک شاندار کالج اور یونیورسٹی بنانے کے منصوبے میں دارار کے ساتھ ہوئے تھے تاکہ آس پاس کے چھ سات گاؤں کی بچیوں اور لڑکیوں کو آسانی ہو اور وہ اپنی تعلیم مکمل کر سکیں کیونکہ کالج یہاں سے آدھا گھنٹہ گاڑی میں تھا اور پیدل کا تو سوچ کر ہی انسان کی جان چلی جائے۔ اور گاؤں میں تعلیم بہت ضروری تھی اور اپنے اس پروجیکٹ کو پورا کرنے کے لیے دارار کو ان سب لوگوں کی مدد درکار تھی۔ زیادہ تریہ سب ہی جانے مانے لوگ تھے، ان کے اچھے تعلقات تھے سیاست میں اور دیگر جگہوں میں۔یہ گاؤں کی ترقی کے لیے ایک اہم پروجیکٹ تھا جس کا آئیڈیا دارار کا تھا۔۔۔

مگر ریان کو آج ان سب کی موجودگی کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔۔۔

ریان ٹائم کو ضائع ہوتا دیکھ کر اپنے فون پر کچھ ضروری ای میل کرنے لگا کیونکہ نا جانے اس کے نامراد بہنوئی کے کیا ارادے تھے مگر اس نے سنسنی اس قدر پھیلا رکھی تھی کہ ریان کا دماغ گھوم رہا تھا۔۔۔

ارے یہ سارے گاؤں کی خواتین یہاں کیا کر رہی ہیں؟۔۔۔

ان جاگیرداروں اور سرداروں نے یک زبان یہ کہا تھا کیونکہ سامنے ہی گاؤں کی تمام عورتیں مکمل پردے میں کھڑی تھیں اور ان کے ساتھ ان کے مرد نہیں تھے۔۔۔

غلام دین، میری آواز وہاں تک آرہی ہے؟۔۔۔

دارار نے تیز آواز میں غلام دین سے پوچھا جو ساری خواتین سے بھی پیچھے کھڑا تھا۔۔۔

بالکل سائیں۔۔۔

غلام دین کی آواز بھی بخوبی دارار تک آئی۔ وہ مطمئن ہوتا کھڑا ہو گیا تھا۔ جرگہ کا سنتے وہاں داجی بھی ساکب صاحب اور سلیمان صاحب کے ہمراہ موجود تھے۔ سب ہی ایک دوسرے کو نا سمجھی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

آج آپ سب خواتین کو یہاں بلانے کا ایک اہم مقصد ہے۔ آپ میں سے جو بھی خواتین حویلی میں کام کرتی ہیں وہ ایک طرف ہو جائیں۔۔۔

۔۔ دارار نے اپنی پشت پر ہاتھ باندھتے ان سب سے کہا تھا۔
سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔ پورے جرگے میں موت سا سناٹا تھا، صرف دارار کی آواز گونج رہی تھی۔

دارار کی بات پر حویلی میں کام کرنے والی خواتین ایک طرف ہو گئیں جبکہ جو کام نہیں کرتی تھیں وہ دوسری طرف جا کھڑی ہوئیں۔

اب آپ میں سے وہ خواتین ایک طرف ہو جائیں جو اُس دن حویلی میں موجود تھیں، جس دن میر "دارار یعنی میں نے اپنی اولاد کھوئی تھی۔۔۔"

دارار نے جبڑے بھینچتے ہوئے یہ بات کہی تھی۔

اس کی بات سنتے ہی عورتوں نے ایک دوسرے کی شکل دیکھی تھی۔ سب ہی پریشانی سے دارار کو دیکھ رہے تھے اور سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ آخر وہ کہنا کیا چاہتا ہے۔

وہ تمام عورتیں الگ ہو گئی تھیں جو زرتاشہ کے حادثے والے دن حویلی میں موجود تھیں۔

"بہت خوب۔۔۔ آپ لوگ اِس طرف، اور آپ لوگ اُس طرف ہو جائیں۔۔۔"

دارار نے اُس وقت موجود عورتوں کو ایک طرف کیا اور جو وہاں نہیں تھیں انہیں دوسری طرف۔

"اب بچے آپ لوگ۔۔۔ آپ میں سے جو بھی اُس دن حویلی کے پاس سے گزرا تھا اور اپنی سردارنی کو خون میں لت پت دیکھا تھا، وہ ایک طرف ہو جائے۔۔۔"

دارار نے بچی ہوئی عورتوں سے مخاطب ہوتے کہا تھا۔

کسی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ سارے جاگیردار بھی الجھن کا شکار تھے اور ماتھے پر بل ڈالے دارار کی حرکتیں سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے جو کب سے صرف عورتوں کو الگ الگ کر رہا تھا۔

"اب وہ عورتیں اُن عورتوں کے پیچھے جا کر کھڑی ہوں جو ان کی دوستیں یا پڑوسن ہیں اور جن سے ان کی زیادہ بات چیت رہتی ہے۔۔۔"

دارار نے بچی ہوئی عورتوں سے کہا تھا۔

وہ سب جزب و جذب کا شکار ہوتے اپنی دوستوں اور پڑوسنوں کے پیچھے جا کھڑی ہوئیں۔

ریان نے بھی اب اپنا فون ایک طرف رکھ کر پریشانی سے دارار کو دیکھا تھا۔
وہ زرتاشہ کا ذکر یہاں کیوں کر رہا تھا، وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا، جبکہ علیار کے بھی ماتھے پر بل پڑے ہوئے تھے۔ البتہ داعود خاصا پُرسکون بیٹھا تھا جیسے اسے دارار کی چال سمجھ آگئی ہو۔

"تو ذرا آپ بتائیں گی اُس دن حویلی میں آپ نے کیا دیکھا تھا؟۔۔"

دارار نے الگ الگ قطاروں میں کھڑی عورتوں میں سے سب سے پہلی، جو حویلی میں کام کرتی تھی، اُس سے پوچھا۔

"سردار سائیں، مجھے نہیں پتا کیا ہوا تھا، میں اُس وقت وہاں موجود نہیں تھی۔۔۔"

"ہم۔۔۔ آپ جا سکتی ہیں۔۔۔"

اس پہلی عورت کی بات سنتے دارار نے احترام سے اسے سائیڈ پر ہونے کا کہا تھا اور خود بھی ایک طرف ہو گیا تھا۔

"غلام دین۔۔۔ ان سب کے شوہر، باپ اور بھائیوں کو یہاں بلاؤ۔۔۔"

دارار نے حکم دیا تھا۔

غلام دین پہلے ہی ان عورتوں کے مردوں کو جرگے کے قریب رکوائے ہوئے تھا۔

یہ سب دیکھتے ہی واجی اور ریان ایک ساتھ اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

دو منٹ۔۔۔!"۔۔"

۔۔دو منٹ کے اندر اندر بتاؤ کہ تم میں سے کون کون جانتا ہے کہ اُس دن حویلی میں کیا ہوا تھا۔ ۔۔دارار نے اپنی رائفل لوڈ کرتے ہوئے اُس کا نشانہ سب کی طرف کیا تھا۔۔۔ عورتوں کو تو دارار کی بات پر اپنی جان جاتی محسوس ہوئی تھی کیونکہ دارار کے بندوق تانتے ہی اُس کے آدمیوں نے بھی اُن کے مردوں پر اسلحہ تان لیا تھا۔ سب کے ہاتھ اپنے دل اور منہ پر چلے گئے تھے۔

۔۔

اُن سب کو ہنوز خاموش دیکھ کر دارار نے زمین پر ایک فائر کیا تھا اور ساری عورتوں نے طوطے کی طرح اعتراف کر لیا تھا کہ اُن سب کو ہی اس بارے میں علم تھا۔ صرف چند ایسی عورتیں تھیں جو کسی سے تعلق نہیں رکھتی تھیں، وہ لاعلم تھیں۔۔۔

اب اگر اپنے اپنے گھر کے مردوں کی عزت اور زندگی عزیز ہے تو سیکنڈ سے پہلے وہ سب آگے ہو جائیں جنہوں نے اس گاؤں کی سردارنی کے بارے میں باتیں کی ہیں۔ سیکنڈ سے پہلے، ورنہ اگلے ہی لمحے تم لوگوں کے گھر کے مرد یا تو کنویں میں ہوں گے یا پھر اُن کی گردنیں تمہارے ہاتھوں میں۔۔۔۔ دارار نے واضح الفاظ میں انہیں دھمکایا تھا۔۔۔

دارار کی بات سنتے ہی سب کے رنگ فق ہو گئے تھے اور وہاں آئے جاگیرداروں تک بھی یہ معاملہ اڑتے اڑتے پہنچ چکا تھا۔ بلکہ وہ تو ابھی تک یہی سوچ کر آئے تھے کہ:

"سردار صاحب، کیا سردار کی بیوی کو زیب دیتا ہے کہ کسی غیر محرم کے ساتھ اس طرح تصویریں بنوائے؟"

مگر اب اپنی ہی سوچ پر انہیں جھرجھری آگئی تھی۔۔۔ دارار کا ضبط سے لال ہوتا چہرہ دیکھ کر سب نے تھوک نگلا تھا۔۔۔

"بڑے سردار، آپ ہی سردار سائیں کو سمجھائیں۔ اگلی بار ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ ہم بھول کر بھی سردارنی کا نام نہیں لیں گے۔ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔"۔۔ عورتوں نے دارار کا غصے سے لال چہرہ دیکھتے ہوئے داجی سے مخاطب ہو کر کہا تھا کیونکہ پورا گاؤں جانتا تھا کہ بھلے ہی وہ اپنے اصولوں کے پکے تھے مگر دل کے نرم انسان تھے۔۔۔

"ہمیں تم سب سے اس چیز کی ہرگز امید نہیں تھی۔ حویلی پر قیامت ٹوٹی ہے۔ تمہارے سردار نے نہ صرف اپنی اولاد کھوئی ہے بلکہ اُس کی بیوی کی حالت بھی اس قدر خراب ہے۔ ایسے نازک وقت میں کیا دوسرے کی عزتیں اس طرح اچھالی جاتی ہیں؟ ہمیں لگا تھا تم لوگ ہمارے اپنے ہو، مگر آج تم لوگوں نے بھی ہمیں غلط ثابت کر دیا۔"۔۔

"واقعی اپنی چالیس سالہ سرداری کے تجربے میں تم لوگوں نے یہ ثابت کر دیا کہ جن لوگوں کے لیے میری تین نسلیں کام کر رہی ہیں، اُن کی ترقی اور خوشحالی کے لیے جیتی رہی ہیں، وہ سب فضول تھا۔ ہمیں بھی تم لوگوں کے ساتھ دوسرے گاؤں جیسا سلوک کرنا چاہیے تھا۔ تمہیں انسان نہیں، گائے بھینس سمجھ کر صرف اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنا چاہیے تھا۔ "۔۔

"دارار، ان کے صرف قبول کر لینے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ ہماری عزت اچھال چکے ہیں۔ جو جو اس کام میں ملوث تھا اور جس جس نے حویلی کی باتیں باہر نکالی ہیں، انہیں فوراً کام سے نکالو اور اپنا یہ ڈریم پروجیکٹ بھی چھوڑ دو۔ ان لوگوں نے آج یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ قوم نہ کبھی سدھری تھی اور نہ سدھرے گی۔ "۔۔

"ہمارا نہیں خیال کہ تمہیں ایسے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا چاہیے جو تمہاری عزت سے متعلق باتیں کریں اور تمہاری بیوی کو نت نئے ناموں سے پکار کر نہ صرف اُس کی عزت خراب کریں بلکہ تمہاری بھی۔"

بلکہ دو خاندانوں کی۔۔ واجی بول کر وہاں سے کھڑے ہو گئے تھے۔۔

"ایک منٹ واجی، میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں مگر بہتر یہ نہیں ہوگا کہ اگر غلطی میری بہن کے ساتھ ہوئی ہے تو سزا بھی وہی دے ان لوگوں کو؟ آخر ان لوگوں نے بہتان بھی تو اسی پر لگایا ہے۔۔"

ریان جو کب سے خاموشی سے با غور ایک ایک چیز نوٹ کر رہا تھا، اس نے واجی کو اپنا فیصلہ سنا کر کھڑے ہوتے دیکھ کر کہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے، اگر تمہیں یہ ٹھیک لگ رہا ہے تو اب ہماری بہو ہی ان کی سزا تجویز کرے گی۔۔"

داجی ریان کی بات سنتے اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تھے جبکہ دارار نے کھا جانے والی نظروں سے اپنے سالے کو دیکھا تھا جو ہمیشہ اس کے شروع کیے ہوئے شو کی لائم لائٹ لے جاتا تھا اور وہ بس ہاتھ ملتے رہ گیا تھا کہ یہ آئیڈیا اسے پہلے کیوں نہیں آیا۔۔

"صحیح کہتا ہوں میں، میں نے پچھلی روٹی کھائی ہے جبھی میرا یہ حال ہے، اور اوپر سے میری بیوی، وہ بھی سدا کی معصوم۔ ہو گیا ہم دونوں کا گزارا اس دنیا میں، خیر ویسے تو اب گزارا ہی کرنا ہے۔۔"

دارار نے سرد سانس لیتے دل ہی دل میں سوچا تھا اور اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تھا۔۔

ریان نے منیب کو کال کی تھی اور اپنا فون اسپیکر پر ڈالتے ہوئے منیب سے زرتاشہ سے اس بارے میں پوچھنے کو کہا تھا۔۔

پہلے پہل جب منیب نے بات زرتاشہ کو بتائی تو وہ کچھ پریشانی سے اسے دیکھنے لگی، پھر مجبوراً اس نے ساری تفصیل سے اسے آگاہ کیا تھا۔۔

منیب کی بات سمجھتے زرتاشہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ تو کیا اس کے لالا سب ٹھیک کرنے کے لیے اس کا بدلہ لینے جرگے تک چلے گئے تھے۔۔؟

زرتاشہ نے حیرت سے سوچا تھا جب منیب نے وقت کی کمی بتاتے ہوئے جلدی سے سزا پوچھی تھی تو زرتاشہ نے اس کا فون رکھتے اپنے نمبر سے ریان کو کال کی تھی۔۔

"لالا، مجھے کسی کو کوئی سزا نہیں دینی۔ آپ سب کو جانے دو۔ جس جس نے جو بھی کہا ہے اس کا حساب اس سے اللہ لے گا۔ میں نے صبر کر لیا ہے، مجھے کسی کو سزا نہیں دلوانی۔۔"

زرتاشہ نے ان سب کی سزا سے منع کیا تھا جبکہ ریان نے پہلے ہی فون اسپیکر پر رکھا ہوا تھا تاکہ سب اس کی بات سن لیں۔۔

وہیں دارار نے اپنی بیوی کی نم زدہ آواز سنتے مٹھی بھینچی تھی اور خونخوار نظروں سے اپنے سالے کو گھورا تھا۔ کیا ضرورت تھی اسے اس کی بیوی کی آواز سب کو سنانے کی۔۔؟

"سن لیا آپ سب نے اس کا فیصلہ۔ جانے دیں ان لوگوں کو، اسے ان لوگوں سے کوئی انصاف نہیں چاہیے تھا۔۔"

ریان نے فون رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے، سب نے ہماری بہو کا فیصلہ سن لیا، مگر ہم اب بھی اپنی بات پر قائم ہیں۔ وہ بھلے ہی ان لوگوں کو سزا نہیں دینا چاہتی ہو مگر ہم ایسے لوگوں کو کام پر نہیں رکھ سکتے جو ہمارے گھر کی

بہو بیٹیوں کی باتیں اور عزت باہر جا کر اچھالیں۔ میں نے تم سب لوگوں کو اپنے گھر اور خاندان کا فرد سمجھتے ہوئے اپنا جیسا کھلایا تھا مگر تم لوگوں نے میرا جوتا میرے ہی منہ پر مار دیا۔۔"

دارار نے سخت لہجے میں کہا تھا۔۔

"ان سب کا حساب آج ہی ہو جانا چاہیے۔ میرا خیال ہے جرگہ ختم ہو چکا ہے۔۔"

واجی اپنی بات کہتے وہاں سے نکل گئے تھے جبکہ ان کی بات پر جہاں حویلی کے مرد اطمینان سے بیٹھے تھے وہیں دارار غصے سے لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔ یہ جرگہ اس نے اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے بلوایا تھا تاکہ اسے یہ محسوس ہو کہ وہ اس کی فکر کرتا ہے، اس کی عزت پر حرف آنا دارار کی عزت پر حرف آنے جیسا ہے، مگر یہاں اس کے بلائے جرگے میں پہلے آگ اس کے سالے نے لگائی اور اس کو ہوا اس کے اپنے داجی دے رہے تھے۔۔

دارار بس ان کی پشت کو دیکھ کر رہ گیا تھا۔ بات وہ علیار اور داعود سے کر رہے تھے، اس کے علاوہ داور سے جو بیچارا شہر کے سارے معاملات دیکھ رہا تھا وہ بھی اکیلا تھا۔ باقی ان دونوں سے واجی نے بات چیت بالکل بند کر رکھی تھی۔۔

جرگے میں آئے جاگیردار بھی جا رہے تھے۔ سب کو ہی دارار سے اس سنگین ری ایکشن کی امید نہیں تھی۔ اس نے واقعی ان کے اور باقی گاؤں کے درمیان ہوئے کنٹریکٹ کو توڑ دیا تھا اور

ندی پر سے اپنا پہرہ بھی ہٹا دیا تھا۔ اس نے صاف کہا تھا اب یہ وہ لوگ جانیں اور گاؤں والے، اسے ان چیزوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔

جبکہ دارار کے اس فیصلے پر پورے گاؤں کو مانو سانپ سونگھ گیا تھا۔ اس نے یہ فیصلہ جان بوجھ کر کیا تھا کیونکہ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جن کے ساتھ وہ کام کرتا ہے کیا وہ لوگ اس کے ہاتھ بٹانے کے بجائے اس کے لوگوں کو تکلیف دیں گے یا نہیں۔۔

سب لوگ جا چکے تھے۔ وہاں صرف ریان، علیار اور دارار باقی تھے۔ دارار نے ان دونوں سے ہی کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ ان میں سے کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کا دل تھا کہ وہ زرتاشہ کو کال کر کے پوچھے اسے اچھا لگا یا نہیں، مگر پھر اسی دل نے کہا، "یہ کوئی اچھا لگنے والی بات ہے بھلا؟ اتنے سارے مردوں کے دل میں مزید اس بات کو جاننے کا تجسس پیدا ہوا ہوگا۔۔"

اب اسے اپنے ہی کیے پر پچھتاوا ہو رہا تھا۔ کہیں پھر اس نے غلط فیصلہ تو نہیں کر دیا تھا؟ وہ اب اپنے ہر فیصلے اور عمل کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے۔ اب ہر بات تو غلام دین سے شیئر نہیں کر سکتا تھا نا۔۔

ابھی وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھا اور وہ دونوں بھی خاموش تھے۔۔

شام کے سائے ڈھل رہے تھے۔ مغرب کا وقت ہونے والا تھا۔ ریان نے اپنی سوچ جھٹکتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہوا اور علیار سے مصافحہ کرتے رکا تھا، پھر اس نے کسی گہری سوچ میں ڈوبے دارار کو دیکھا۔۔

"ویسے میں تمہیں یونہی نامراد بہنوئی نہیں کہتا۔ کیا ضرورت تھی اس تماشے کی؟۔۔"

ریان اس کے روبرو ہوتے ہوئے اس سے استفسار کرنے لگا تھا جبکہ اس کی بات پر دارار نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی بھرے جرگے میں میری بیوی کو کال کرنے کی؟۔۔"

دارار بھی اس کے سامنے کھڑے ہوتے بولا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کے مدِمقابل تھے جبکہ علیار بڑے مزے سے وہاں بیٹھا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ اچھا تھا اس کا کوئی سالا نہیں تھا ورنہ خالی خولی کباب میں ہڈی بنا رہتا۔۔

علیار نے سوچتے ہوئے ملازم کو اشارہ کرتے اپنے لیے چائے کا بولا تھا۔۔

کیوں ضرورت نہیں تھی؟ بلکہ تھی۔ غلط اس کے ساتھ ہوا ہے تو سزا بھی وہی تجویز کرے گی" "تاکہ تم اگر اتنی ہی اپنی بیوی کی عزت کی فکر تھی تو پھر کیوں تماشہ لگایا تھا اس کا؟۔۔

ریان نے بھی اس کی بات پر تپتے ہوئے کہا تھا۔۔

میں نے کبھی اس کا تماشہ نہیں لگایا۔ اس دن مجھے اندازہ نہیں تھا کہ ساری بات باہر نکل جائے" گی۔۔"

تمہیں کس بات کا اندازہ ہوتا ہے ہاں؟ کس بات کا؟ سارے اندازے تم بس زری کے بارے" میں لگاتے ہو کہ وہ یہ کر سکتی ہے یا نہیں۔ اس وقت تمہارے یہ اندازے تیل لینے گئے تھے جب وہ خبیث تمہاری بیوی کے بارے میں بکواس کر رہا تھا۔ مرد ہو کر تمہیں سمجھ نہیں آرہا تھا وہ "تمہاری بیوی کو کن نظروں سے دیکھ رہا تھا؟۔۔

تمہیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ تمہاری بیوی کس قسم کی عورت ہے؟ تمہیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ" "کریکٹر لیس ہو سکتی ہے یا نہیں؟۔۔

"ریان۔۔۔! اب تم اپنی حد پار کر رہے ہو۔۔"

دارارجہاں ریان کی باتوں پر بے ساختہ شرمندہ ہوا تھا وہیں اس کی آخری باتوں سے اس کا خون کھولا تھا۔ وہ کیسے اس کی بیوی کے بارے میں بول رہا تھا۔۔

"حد؟۔۔"

ریان نے اسے استہزائیہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔

"حد تم مجھے نا ہی بتاؤ تو بہتر ہو گا کیونکہ لوگوں کو اپنی حد بھول کر آگے بڑھنے کی طاقت اور موقع تم ہی نے دیا ہے۔ سب سے پہلے یہ سارا کیچڑ تم نے میری بہن پر اچھالا تھا تبھی وہ داغدار ہوئی ہے۔ لوگوں کی باتوں نے اسے گندا نہیں کیا، تمہارے پھینکے گئے کیچڑ سے وہ گندی ہوئی تھی۔"

"اور اب اس کیچڑ کے دھبے تم اپنی ساری زندگی لگا کر بھی نہیں دھو سکتے کیونکہ داغ بلکہ پھیکا تو پڑ جائے گا مگر رہے گا ضرور، چاہے میں اسے جتنا بھی اچھے سے دھو لوں۔ ٹھیک ایسے ہی داغ تم نے اس کی روح پر ثبت کیے ہیں جنہیں چاہ کر تم میں یا ہم میں سے کوئی بھی دھو نہیں سکتا کیونکہ وہ اس کی روح پر لگ کر خشک ہو چکے ہیں۔۔"

ریان نے غصے سے لال آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑ دی تھیں۔ دارار کی آنکھیں بھی ضبط سے سرخ ہوئی تھیں مگر نہ وقت تھا اور نہ ہی وہ اس پوزیشن میں تھا کہ بحث کرتا کیونکہ ریان حق پر تھا۔۔

"تجھے کیوں اتنی فکر ہو رہی ہے؟ میری بیوی ہے وہ، میں خیال کر لوں گا، کر رہا ہوں گا۔۔"

دارار نے ماؤف دماغ کے ساتھ الٹا جواب دے ڈالا تھا جبکہ اس کی بات پر علیار نے بھی اسے گھورا تھا۔۔

"مجھے کیوں فکر ہو رہی ہے؟ مجھے اس لیے فکر ہو رہی ہے کیونکہ وہ میری بیٹی ہے، میرا بچہ ہے۔۔"

خبردار! بچہ اور بے بی ڈک صرف وہ میری ہے۔ تیری صرف بہن ہے، وہ بھی شادی"
"شدہ۔۔۔

دارار اس کی "بچہ" والی بات پر چپ نہ رہ سکا تھا اور بے ساختہ احتجاج اس کے منہ سے نکل گیا
تھا۔۔

وہیں اس کی بات سنتے ہی شرم سے علیار اور ریان دونوں گردن تک سرخ ہوئے تھے۔۔

"خ۔۔۔بی۔۔۔ث۔۔۔"

ریان نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتے اسے گالی سے نوازا تھا جیسے رتی برابر شرم نہیں تھی۔۔

دارار نے بھی ان دونوں کو تپتا دیکھ کر ادھر اُدھر نظر دوڑائی، پھر اپنی بات پر غور کیا تو اسے اندازہ
ہوا وہ کیا بول چکا ہے۔۔

اگر تجھے اتنی ہی تیری بیوی عزیز ہے تو کیوں نہیں خیال رکھا اس کا؟ کیوں بھروسہ نہیں کیا"
"ہاں؟۔۔

سب کچھ کر کے اب 'میری بیوی، میری بیوی' کرنے سے فائدہ؟ اس جرگے کا کیا فائدہ؟ اسے"
ان سب چیزوں سے رتی برابر فرق نہیں پڑتا۔ اصل خوشی اسے تب ہوتی جب وہ خبیث انتشام
بھرے مجمع میں اس پر الزام لگاتا اور تو یہ کہہ کر اس کی گردن توڑ دیتا کہ تو خود گواہ ہے اپنی بیوی کی
"پاک دامنی کا۔۔۔

"مگر نہیں۔۔۔"

"تو نے ہی سب سے پہلے اس پر سوال کیا تھا۔۔"

دوسرے کی باتوں میں آیا اور باقی کسر تو نے اسے طلاق دینے کی کوشش کر کے پوری کر دی"

"ہے۔۔۔ اور بجائے ان چیزوں پر غور و فکر کرنے کے تم نا جانے کیا کر رہے ہو۔۔

ریان نے غصے کے ساتھ ساتھ افسوس سے بھی کہا تھا جبکہ اس کی اتنی اچھی حرکتوں پر علیار بھی اسے گھورنے سے خود کو روک نہ سکا کیونکہ موصوف خود بھی خاصے نرالے کام کر چکے تھے اپنی بیوی کے ساتھ۔۔

"میں دھو لوں گا۔۔۔"

ریان کو جاتا دیکھ کر دارار نے تیز آواز میں کہا تھا جبکہ اس کی بات پر علیار اور ریان کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔۔

میں دھو لوں گا اپنی بیوی کے دامن پر لگے داغ کو۔۔۔ اور اس دامن کو اپنی محبت سے اس قدر" رنگ دوں گا کہ وہ بدنما دھبا نہیں بلکہ ایک حسین پینٹنگ لگے گی جو ایک شوہر نے اپنی محبوب بیوی "کے دامن میں بنائی ہوگی۔۔۔

اس کے بعد اگر زری کو کچھ یاد رہے گا تو صرف وہ رنگ جو اس کے دامن سے ہوتے ہوئے اس" "کی زندگی میں بھر جائیں گے اور وہ پہلے سے زیادہ خوش رہا کرے گی۔۔۔

دارار نے ریان کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جو اس کی بات پر اسے حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔۔

"یہ سب تم تب کرو گے جب وہ تمہیں موقع دے گی۔۔۔ کسی کے دامن میں خوشیاں اور زندگی میں رنگ بھرنے کے لیے موقع چاہیے ہوتا ہے۔۔۔ اور کیا یہ موقع وہ تمہیں دے گی؟۔۔"

ریان نے اس کی بات پر ابرو اچکاتے پوچھا تھا۔۔

"دے گی۔۔۔ بالکل دے گی۔۔۔ میں خود کو اس موقع کے لیے قابل ثابت کروں گا۔ یہ بتاؤں گا کہ مجھ سے زیادہ کوئی اور ہے ہی نہیں جو اس موقع کو ڈیزرو کرتا ہو۔۔۔"

دارار بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔۔

"تمہاری یہ عقل پہلے کہاں گھاس چرنے گئی ہوئی تھی؟۔۔"

اس کی باتیں سنتے ریان نے ایک زوردار گھونسا اس کے منہ پر مارا تھا جبکہ علیار اب وہاں چائے کے ساتھ لوازمات لے رہا تھا کیونکہ اس کی بیوی جو آج کل روز روز اس کے لیے نت نئی چیزیں بناتی تھی وہ اپنے ریسٹنگ پیریڈ میں تھی، تو اب اسے خود سب کچھ کر کے کھانے کا دل ہی نہیں کرتا تھا اور اسے سمجھ آ رہا تھا کہ اس کی بیوی آخر اتنا کہاں تھک جاتی تھی۔۔

"پہلے یہ عقل نہیں لے سکتا تھا، کمینے سالے۔۔۔"

ریان کی آواز پر علیار اپنی سوچوں کی دنیا سے باہر آیا تھا اور اس نے مزے سے ریان اور دارار کو دیکھا تھا جو ایک دوسرے کا خون پینے پر تُلے ہوئے تھے۔۔

"میری بچی پر اتنے ظلم کرنے کے بعد عقل کے ناخن لے رہا ہے۔۔۔ دل تو کرتا ہے مار مار کر تجھے بھی اس انتشام خان کی طرح بھوکے بھیڑیوں کے آگے ڈال دوں تاکہ وہ تجھے نوچ کھائیں۔۔۔"

"ساری عقل موصوف کو سب کچھ کرنے کے بعد آ رہی ہے۔۔۔ مگر ایک بات میری یاد رکھنا۔۔۔ بھلے یہ دنیا بھول جائے تو نے کیا کیا ہے۔۔۔ تو بھلے خود کو اس قابل ثابت کر دے کہ وہ تجھے موقع دے۔۔۔ مگر میں یہ موقع تجھے کبھی نہیں دوں گا۔۔۔ اور نہ ہی زری کو دینے دوں گا۔۔۔"

"کیونکہ ریان خان زندگی میں ایک بار ہی ایک انسان سے دھوکا کھاتا ہے۔۔۔"

"اور وہ ایک بار ہو چکا ہے۔ میں نے اپنی سب سے قیمتی اساسے کے ساتھ تم پر اعتبار کیا تھا مگر تم نے میرے اعتبار کی دھجیاں اڑا دیں۔ مجھے تو اس بات کا علم ہی نہیں تھا کہ لوگوں کی بھی اتنی لمبی زبانیں ہیں کہ میری بہن کے بارے میں بول سکیں، اس بات سے تو میں لاعلم تھا۔۔۔ مگر زیادہ دیر رہا نہیں۔"

"اچھا کیا جو تم نے خود مجھے یہاں بلا لیا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ان کی شکلیں جنہوں نے میری بہن پر کیچڑ اچھالا ہے۔ ذرا میں بھی تو ان لوگوں کو گٹر میں گرا دوں۔۔"

ریان نے ایک تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا جبکہ دارار نے یونہی زمین پر گرے اپنے لبوں کے کنارے سے خون صاف کیا تھا۔۔

"تو اپنے دل کی بھڑاس میرے چہرے پر مت نکالا کر۔۔۔ ابھی میری شادی ہوئی ہے، تھوڑا تو خوبصورت دیکھوں۔۔۔ مجھے کیوں بھری جوانی میں سرجری کرنے پر مجبور کر رہا ہے؟۔۔"

دارار نے اس کی کی گئی بے عزتی کو بغیر کسی خاطر میں لائے ہلکے انداز میں کہا تھا۔۔

اس کی بات پر ریان نے ضبط سے اس کی طرف دیکھا اور اپنی گن نکالتے ہوئے اس کے اردگرد فائر کیا تھا۔۔

اور پھر تن تاناتے ہوئے وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

"اس کی بات پر ریان نے ضبط سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا اور اپنی گن نکال کر اس کے اردگرد فائر کیا تھا اور تن تانا کر وہاں سے نکل گیا تھا۔"

ریان کی گولی کی آواز پر سبھی ملازم ہڑبڑا کر الرٹ ہوتے دارار کی طرف بڑھے تھے جبکہ وہ انہیں ہاتھ کے اشارے سے روکتا ہوا وہیں زمین پر اپنے سر کے نیچے اپنا بازو رکھتے لیٹ گیا تھا۔۔

"مجھے کیوں اتنی مرچی لگ رہی ہے سالے صاحب۔۔۔ ہماری بیوی ناراض ہے ہم منا کر رہے ہیں، اب چاہیے تو اس کے لیے ہمیں اس کے تلوے چاٹنے پڑیں۔۔۔ تو کباب میں ہڈی نہ

بن۔۔۔ خود تو رن مریدی کے سارے ریکارڈ توڑ دیے ہیں اور کسی اور کو اس کی بیوی کو منانے بھی نہیں دے رہا۔۔"

دارار نے اپنی گاڑی پر سوار ہوتے ریان سے کہا تھا جو جتنا غصے سے گیا تھا اتنے ہی غصے سے واپس آیا تھا۔۔

"علیار اپنے اس خبیث بھائی کو خاموش کروالے ورنہ خماخا یہ ضائع ہو جائے گا میرے ہاتھ سے۔۔۔ اور نا چاہتے ہوئے بھی مجھے ضبط کر کے اپنی بیوی اور بچی کو اس کی یاد میں روتا دیکھ کر نہ صرف برداشت کرنا پڑے گا بلکہ چپ بھی کروانا پڑے گا۔۔۔ اور میں ایسا بالکل نہیں چاہتا۔۔"

ریان نے علیار کو وہاں مزے سے بیٹھا دیکھ کر تنکتے ہوئے کہا تھا۔۔

"کیا بات ہے نامراد سالے۔۔۔مجھے پتا نہیں تھا کہ تو مجھ سے اتنی محبت کرتا ہے کہ میری موت نہیں چاہتا۔۔"

دارار اب زمین سے اٹھ گیا تھا۔۔

"کس نے کہا تیری موت نہیں چاہتا؟ اگر اپنا جگر کا گوشہ نہ دیا ہوتا اور تجھ سے تیرا جگر کا گوشہ نہ لیا ہوتا تو قسم سے تیری اس قسم کی حرکتوں پر میرا تیرا قتل فرض ہو چکا ہوتا۔۔۔ بس ضبط ہے میرا جو اپنی معصوم بیوی اور بچی کے ہاتھوں مجبور ہوں۔۔"

ریان نے بھی اسے آگ لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جب موقع مل رہا تھا تو وہ اس کی بے عزتی کیوں نہ کرتا۔۔

"ویسے یہ رن مریدی ہونے کا خیال تمہیں پہلے نہیں آسکتا تھا؟ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ تیری اس چپڑی چپڑی باتوں میں میں نہیں آنے والا۔۔۔ آج آیا ہوں کیونکہ مجھے لگا شاید تم لوگوں کو میری ضرورت ہو۔۔۔ مگر ہر بار ایسا نہیں ہوگا۔۔۔ جتنا غلط تو نے میری بہن کے ساتھ کیا ہے اس کا سود سمیت بدلہ لوں گا۔۔۔ اور نیا تو میرا نام ریان خان نہیں۔۔"

ریان نے اسے چیلنجنگ انداز میں کہتے ہوئے اپنا چشمہ لگایا اور وہاں سے نکل گیا۔۔

جبکہ اس کی باتوں پر علیار نے بے ساختہ جھرجھری لی اور دل میں شکر ادا کیا کہ یہ سالہ نامی بلا اس کی زندگی میں دور دور تک نہیں تھا۔۔

"اچھا ہے تیری زندگی میں کوئی سالہ نہیں ہے ورنہ بھلے ہی بیوی آپ کو معاف کرنے یا نہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہو مگر سالہ ضرور اپنی ٹانگ بلکہ پورا پورا خود بیچ میں اڑا دے گا۔۔"

دارار نے اپنی کمر سہلاتے ہوئے اس سے کہا تھا جبکہ اس کی بات پر علیار نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

"تو نظر مت لگا۔۔۔ چل اب اٹھ جا، جتنی بے عزتی ہوئی تھی ہو گئی۔۔"

علیار نے چائے کا کپ رکھتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے کہا۔۔

"ہاں یہ بھی صحیح ہے۔۔۔ ویسے تمہیں کیا لگتا ہے زری کو یہ اچھا لگے گا؟۔۔"

دارار نے اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے علیار سے پوچھا تھا۔ وہ دونوں گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔

پتا نہیں۔۔۔ شاید پہلے سے اس کے دل میں کئی چوٹوں پر مرہم رکھ جائے، مگر وہ اتنی جلدی" "بھرے گا یا نہیں اس بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔ کیونکہ بات چھوٹی سی نہیں ہے۔۔

مگر میں یہ ضرور کہوں گا، امید مت ہارنا۔۔۔ میں نے بھی زارا کے ساتھ بہت غلط کیا ہے، شاید" جتنا تو نے بھابھی کے ساتھ کیا اس سے کئی گنا زیادہ۔۔۔ مگر جب میں نے معافی مانگی تو سچے دل "سے مانگی تھی۔

تو نے ابھی ریان کو کچھ دیر پہلے کہا تھا نا کہ تو خود کو اس موقع کے قابل ثابت کرے گا۔۔۔" میرے بھائی صرف ثابت نہیں کرنا، وہ موقع چھیننا ہے۔ ثابت تو نے زرتاشہ کی نظر میں کرنا ہے کہ تو اس کا خیال رکھ سکتا ہے، اس پر دل و جان سے بھروسہ کرتا ہے۔۔۔ اس دنیا میں سب "سے زیادہ وہ تجھ پر بھروسہ کرے۔۔۔ اتنا کہ اگر وہ خود بھی کچھ غلط کہے تو تو یقین نہ کرے۔

جو بھی ماضی میں ہوا، تو اس کے لیے نہ صرف شرمندہ ہے بلکہ ندامت کا بھی شکار ہے۔۔۔ تجھے خود کو منوانا ہوگا۔ مگر یاد رکھنا، تیرا یہ سالہ بہت ہی پہنچی ہوئی چیز ہے۔۔۔ اپنی بہن تو اس نے نہ

جانے تجھ میں کیا دیکھ کر دے دی تھی، مگر اب نہیں دے گا۔۔۔ دیکھ لینا، لوہے کے چنے چبانے سے زیادہ مشکل کام ہوگا اس ریان خان کو پٹانا۔۔

علیار نے اسے اپنی طرف سے حوصلہ دینے کے ساتھ ساتھ مشورہ بھی دیا تھا۔۔

مگر میں شروع کہاں سے کروں؟۔۔" دارار نے پریشانی سے کہا۔"

جہاں سے تیرا دل کرے وہاں سے شروع کر۔۔۔ پر کر، تیری بیوی ہے تجھے اندازہ ہوگا اسے کیا" "ناپسند ہے۔۔۔ وہیں سے شروع کر۔۔

علیار نے مشورہ دیا۔۔

" ! اگر آپ لوگوں کی بھائی چارگی ہو گئی ہو تو ذرا دیکھ لیں، میں بھی ادھر ہی ہوں"

داؤد جو پورے جرگے سے لے کر اب تک بس خاموش بیٹھا سب کچھ دیکھ رہا تھا، آخرکار انہیں ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھے دیکھ کر تڑپتے ہوئے بولا۔۔

"تو تمہیں کس نے کہا ہے ادھر رہنے کو؟ مت رہو ادھر۔۔۔ جدھر گم تھے وہیں گم ہو جاؤ۔۔"

علیار نے تنکے ہوئے اسے جواب دیا کیونکہ جب ریان دارار کو مار رہا تھا تب داؤد صاحب نہ جانے کن خیالوں میں گم تھے کہ انہیں جھگڑا ہی نظر نہیں آیا۔۔

"یار لالا میں تھوڑا اداس اور زیادہ پریشان ہوں۔۔"

داؤد نے اداسی سے کہا۔۔

"اور تو کیوں اداس اور پریشان ہے؟ کہیں روشبا نے نے بھی تو تجھے جھٹکا نہیں دے دیا؟"

علیار نے اندازے سے کہا۔۔

"یار لالا مت پوچھیں۔۔۔ وہ کچھ نہیں کر رہی، جو کر رہا ہوں میں ہی کر رہا ہوں۔۔"

"اور تو کیا کر رہا ہے؟"

دارار نے ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔۔

"میں اسے پڑھائی کے لیے ابروڈ بھیج رہا ہوں اور اسے یہ بات کچھ خاص پسند نہیں آئی۔۔"

داؤد نے گردن سہلاتے ہوئے کہا۔۔

داؤد نے کان کھجاتے ہوئے اپنی بات کہی جبکہ اس کی بات پر علیار اور دارار دونوں کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

تو مت بھیج یا تو چلا جا اس کے ساتھ۔۔۔ اس کا دل نہیں ہے جانے کا تو تو زبردستی کیوں کر رہا ہے؟" علیار نے عام لہجے میں کہا۔

"لالا یار زبردستی نہیں کر رہا۔۔۔ اس کے دادا نے اسے اس کی تعلیم مکمل ہی نہیں کرنے دی تھی اور میں چاہتا ہوں وہ کسی سے بھی کم نہ ہو، اپنی تعلیم مکمل کرے۔" داؤد نے علیار کی بات کا جواب دیا تھا۔

"جو بھی وہ چاہتی ہے وہی ہوگا۔۔۔ نانا کے جو تو چاہتے وہ اور اگر اس کے دادا نے اسے پڑھنے نہیں دیا تو اسے ابروڈ کیسے بھیج رہا ہے؟" دارار نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔

"دادا نے نہیں پڑھنے دیا تھا نا، میں نے اس کا اسپیشل پیپر کروایا۔۔۔ مطلب دونوں ایک ساتھ۔۔۔ اب میری یہ نیتا گری اگر میری بیوی کے کام نہیں آئے گی تو کس کے آئے گی؟" داؤد نے اعتماد سے کہا۔

اس کی بات پر دارار اور علیار نے اسے ایسے گھورا جیسے اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں۔

"اور یقیناً تیرا یہ دو نمبر طریقہ روشہا نے کو پسند نہیں آیا ہوگا، جبھی وہ جانے پر آمادہ نہیں ہے۔۔۔ مگر مجھے بہت غصہ آرہا ہے جو تو اسے بھیج رہا ہے!" علیار نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

داؤد نے کھسیانی ہنسی کے ساتھ گردن ہلائی۔

"تم دونوں کا اللہ ہی حافظ ہے۔۔۔ ایک بیوی کے ناراض ہو کر پہلے اسے میکے چھوڑ دیتے ہو، پھر لینے نہیں جاتے، پھر اس پر الزام لگا دیتے ہو۔۔۔ اور اب اچھے بننے کے لیے یہ جرگہ لے آئے ہو بجائے اس کے ہاتھ پیر جوڑ کر معافی مانگتے، روز اس کی منتیں کرتے۔۔۔ اور تو کیوں اسے بھیج

رہا ہے؟ پہلی ہی ساری غلطی تیری ہے، جب تو نے اس سے نکاح کیا تھا تب ہی یہاں لے آتا، بھلے ہی رخصتی نہ کرتا وہ کسی اور کمرے میں رہ لیتی مگر نہیں تو نے اسے وہیں چھوڑ دیا۔۔۔تیرا تو رخصتی کا بھی کوئی ارادہ نہیں تھا اگر اس کا وہ دادا اپنی بات سے نہ مکر جاتا! "

"تو رہنے دے، تم دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔دونوں ہی بیوی کو میکے چھوڑ کر یہ سوچ رہے ہو کہ اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا اور وہ آ جائے گی۔ تم غلط ہو۔۔۔ تم دونوں ہی حالات کو فیس کرنے کے بجائے اس سے بھاگ رہے ہو۔"

"جو کرنا ہے کرو، مجھ سے نہ پوچھنا۔۔۔جب بیوی سامنے ہی نہیں ہوگی تو مناؤ گے کس کو؟ اس کی تصویر کو؟ کیا تم دونوں کی بیوی نے کہا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی؟ تم خود ہی اپنے لیے ہجر کی سزا کاٹنے بیٹھ گئے ہو! "

علیار نے ان دونوں پر دل کھول کر غصہ نکالا اور تپتے ہوئے وہاں سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

دارار بس منہ کھولے اسے دیکھتا رہ گیا کہ کس طرح وہ داؤد کی وجہ سے اسے بھی سنا کر چلا گیا تھا۔

"تجھے کیا ضرورت تھی اپنے دکھ سنانے کی۔۔۔دیکھ رہا تھا نا میں اس پولیس والے سے اپنے لیے مشورے لے رہا تھا! "

کانٹ تو اس نے بھی کیسے پر ذرا دیکھ بھابھی کیسے اس کے آگے پیچھے ہوتی ہے، یہ تو کمرے سے ہی نہیں نکلتا اور ہم کمرے میں ہی نہیں جاتے۔۔ دارار نے داؤد کو دیکھتے ہوئے ماتھے پر بل ڈال کر کہا تھا۔

مجھے کیا پتا تھا لالا یوں آگ بگولا ہو جائیں گے۔۔۔مجھے بھی تو اپنے مسئلے کا حل چاہیے تھا۔۔۔" مجھے تو سمجھ نہیں آرہا، آدھی رات کو اس کی فلائٹ ہے اور وہ مجھ سے ایک لفظ بھی نہیں کہہ رہی، بس غصے سے منہ پھولا کر بیٹھی ہے۔ ابھی تھوڑے دن پہلے تک ٹھیک تھی جب تک میں نے اسے ٹکٹ نہیں دکھایا تھا۔۔۔ وہ تو شکر ہے میں نے ٹکٹ موبائل میں دکھایا، ورنہ جس طرح غصے میں اس نے میرا فون توڑا تھا کوئی بعید نہیں تھا کہ اگر ٹکٹ ہوتی تو اسے پھاڑ کر میرے منہ "میں گھسا دیتی۔

داؤد نے جھرجھری لیتے ہوئے روشہانے کا دو دن پہلے والا روپ یاد کیا۔

وہ بڑے آرام سے اس کے سینے پر سر رکھے اس کا انسٹاگرام اکاؤنٹ دیکھ رہی تھی، ساتھ لڑکیوں کے لازتپکاتی کمنٹس بھی پڑھ رہی تھی کہ داؤد کے موبائل پر اس کے پی اے کا میسج آیا جس میں ٹکٹ کی تصویر تھی۔

جیسے ہی روشہانے نے دیکھا، پہلے داؤد کو گھورا اور پھر جھٹکے سے موبائل دیوار پر دے مارا۔

جب اسے جانا ہی نہیں تو تو کیوں زبردستی کر رہا ہے؟" دارار نے پریشانی سے پوچھا۔"

کیونکہ سارے واقعے سے دارار کو یہی لگ رہا تھا کہ بیچاری زبردستی جا رہی ہے۔

لالا ایسا پہلے تھا۔۔۔ اب وہ غصے میں ہے، مجھ سے بات نہیں کر رہی، ناراض ہے۔ اس نے" کہہ دیا ہے کہ وہ اب مجھ سے کبھی بات نہیں کرے گی۔۔۔ اور وہ واقعی میں مجھ سے بات نہیں کر رہی۔" داؤد نے بے بسی سے کہا۔

اب میں تجھے کیا ہی کہوں۔۔۔ میرے تو خود کے حالات بے حال ہیں۔بیوی نے کہا ہے اپنی" شکل مت دیکھانا اور جا کر دوسری شادی کر لو، اس سے بچے کرو۔۔۔یہاں سے کوئی چانس نہیں ہے۔ میرا تو دل کر رہا ہے جا کر اس ڈاکٹر کا سر توڑ دوں۔۔۔ اگر اس نے میری زری کو بچایا نہ "ہوتا تو میں اس کی گردن مروڑ دیتا۔

دارار نے غصے اور بے بسی سے کہا۔

لالا وہ ڈاکٹر تھا نہیں، ڈاکٹر تھی، لیڈی ڈاکٹر!" داؤد نے تصحیح کی۔"

دارار نے اسے گھور کر دیکھا، مگر وہ اس وقت اس کے جذبات سمجھنے کے بجائے اس کے جملے پر غور کر رہا تھا۔

"چل بھی۔۔۔ ہم دونوں کے دکھ ختم نہیں ہوں گے۔ تو بھی گھر جا، میں بھی جا رہا ہوں۔"

دارار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

لالا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ حویلی نہیں چلیں گے؟" داؤد نے پریشانی سے پوچھا تھا۔"

نہیں۔۔۔ اس گھر سے مجھے وحشت ہوتی ہے، وہاں زری نہیں ہے، میرا دل نہیں لگتا۔۔۔ تو" بہتر ہے میں وہاں نہ جاؤں۔ وہاں صرف میری طبیعت خراب ہوتی ہے۔ اور ابھی مجھے اپنی بیوی کو منانا ہے، تو میں بیمار نہیں ہو سکتا۔" دارار نے صاف الفاظ میں کہا اور اپنی آنکھوں پر چشمہ چڑھاتے ہوئے نکل گیا۔

داؤد بس منہ کھولے اسے دیکھتا رہ گیا۔

اب اس کا رخ بھی حویلی کی طرف تھا کہ شاید روشہا نے مان جائے۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو پورا کمرہ الٹا پڑا تھا، ایسا لگ رہا تھا جیسے یہاں طوفان آگیا ہو۔ ہر طرف چیزیں بکھری ہوئی تھیں، کمفورٹر زمین پر پڑا تھا، باقی کپڑے ادھر ادھر تھے۔

وہ ان سب چیزوں کو پھلانگتا ہوا اندر بڑھا۔ کھانا ویسے ہی رکھا تھا جیسے رکھا گیا تھا۔ وہ ڈریسنگ روم کی طرف گیا، وہاں بھی اس کا پورا وارڈروب زمین پر بکھرا پڑا تھا۔

وہ چیزیں پھلانگتا واش روم تک گیا تاکہ دیکھ سکے روشہا نے وہاں ہے یا نہیں، مگر وہاں بھی تباہی مچی تھی اور پورا واش روم خالی تھا۔

روشی!" داؤد نے اب کی بار اسے پکارا۔"

کمرہ، باتھ روم اور ڈریسنگ روم سب خالی تھے۔

وہ پریشانی سے واپس کمرے کی طرف بڑھا ہی تھا جب اسے یاد آیا کہ اس نے بالکونی چیک نہیں کی۔ وہ جلدی سے بالکونی کی طرف گیا۔

وہاں کونے میں روشہانے اپنے گھٹنوں کے گرد ہاتھ باندھے بیٹھی تھی، چہرہ دوسری طرف تھا۔ وہ شاید رو رہی تھی۔

روشی!" داؤد نے بے ساختہ اسے پکارا اور اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔"

روشہانے نے کوئی جواب نہ دیا، بس اپنے گرد حصار مزید سخت کر لیا۔

داؤد نے اسے اس حصار سے نکالنے کی کوشش کی مگر وہ ضد میں اور سخت ہو گئی۔ وہ زیادہ زور نہیں لگا رہا تھا کہ کہیں اسے چوٹ نہ لگ جائے۔

"روشی۔۔۔یہ کیا بچپنا ہے؟ کیوں مجھے ایسے تنگ کر رہی ہو؟"

داؤد نے اسے آہستہ سے اپنے حصار میں لیتے ہوئے اپنی گود میں بٹھا لیا۔

روشہانے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں مگر وہ بولی کچھ نہیں۔

:داؤد نے اسے اپنی گود میں بٹھا کر مزید نرمی سے کہا

روشی ضد چھوڑ دو۔۔۔ میں آؤں گا وہاں تم سے ملنے۔۔۔ تم کیوں اداس ہو رہی ہو؟ مجھے یہاں" کچھ کام ہے، ورنہ میں خود تمہارے ساتھ جاتا، وہاں دو تین مہینے گزار کر آ جاتا۔ مگر ابھی ایسا ممکن

نہیں۔ تمہیں خود کو تھوڑا منیج کرنا ہوگا۔ اور جب تم خود کو منیج کرو گی تو دیکھنا تمہارے اندر کا کانفیڈنس بڑھے گا۔ یہ ضروری ہے میری بات سمجھو جان۔"

داؤد نے اس کے سر پر تھپکی دیتے ہوئے اسے منانے کی ناکام کوشش کی تھی مگر روشہا نے ہنوز خاموشی سے ایک طرف دیکھ رہی تھی۔ نہ کوئی تاثر، نہ کوئی لفظ—اس نے اپنے منہ سے کچھ نہیں کہا تھا۔

داؤد نے بے بسی سے لب بھینچ لیے۔ اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ آخر کرے تو کیا کرے۔

"روشی اگر اب تم نے میری بات نہیں سنی تو تم سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" داؤد نے اسے دھمکانا چاہا اور اس سے دور ہو گیا۔

"آپ سے برا پہلے بھی کوئی نہیں تھا۔۔۔ آپ کو میں نے کہا تھا کہ مجھے نہیں جانا، مگر آپ مجھے یہاں سے باہر بھیجنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں؟"

اس کی دھمکی پر روشہا نے کھڑے ہوتے ہوئے اسے نم نظروں سے گھور کر بولی۔ اس کی آنکھوں میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں محسوس ہو رہی تھیں۔ داؤد نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"روشی میری جان، تم سمجھو نا۔۔۔ یہ سب تمہارے لیے، تمہارے کیریئر کے لیے ضروری ہے۔" داؤد نے پھر وہی بات دہرائی۔

"نہیں ! ایسا نہیں ہے۔۔۔ آپ مجھے میرے لیے نہیں، اپنے لیے یہاں سے بھیج رہے ہیں؟ کیونکہ میں آپ کے اسٹینڈرڈ کی نہیں ہوں اور آپ مجھے اپنے معیار اور کلیبر کا بنانا چاہتے ہیں تاکہ سو لوگوں میں آپ کی بے عزتی نہ ہو؟ آپ کو میں ویسی قبول ہی نہیں جیسی میں ہوں۔۔۔ جبھی تو آپ مجھ میں اتنی تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں، اور کوئی بات نہیں ہے! "

روشہا نے قریب سے کہتے ہوئے اندر کی طرف بڑھنے لگی۔

داؤد اس کی باتوں پر شاکڈ سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔یہ سب تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا، اور وہ کیسے یہ سب سوچ گئی تھی؟

اس سے پہلے وہ مکمل اندر جاتی، داؤد نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا اور زبردستی اپنے سینے سے لگا لیا۔

"کیا بکواس کی ہے تم نے؟ تم میرے معیار کی نہیں ہو؟ اور میں یہ سب اس لیے کر رہا ہوں کہ تمہیں اپنے لیول کا بنانا چاہتا ہوں؟ ذرا مجھے بتاؤ، تم پندرہ دن سے زیادہ یہاں ہو، اور ان پندرہ دنوں میں میں نے کتنی آفس پارٹیز اٹینڈ کی ہیں؟ کیا میں نے تمہیں کبھی اپنے ساتھ جانے کا کہا؟ یا تمہارے ساتھ اس کا ذکر کیا؟ بتاؤ! "

وہ تیز لہجے میں بولا، پھر گہری سانس لیتے ہوئے دوبارہ گویا ہوا:

میں تمہیں تمہارے مستقبل کے لیے باہر بھیج رہا ہوں تاکہ تمہیں زندگی میں کبھی کسی کے سہارے" یا رحم و کرم کی ضرورت نہ پڑے۔ میں چاہتا ہوں تم کینیڈا میں رہ کر وہاں کی نیشنلٹی حاصل کرو "تاکہ تمہارے پاس کینیڈین سٹیزن شپ ہو۔ تم کیا سوچ رہی ہو؟

:اس نے کچھ لمحہ رک کر مزید کہا

ان لوگوں نے تمہارے پیٹرنٹی رائٹس برباد کر کے رکھ دیے ہیں۔۔۔ تمہیں اندازہ ہے تمہارے" دادا، تمہارے باپ کی کتنی جائیداد–اربوں کی پراپرٹی–جو اس وقت کروڑوں کی مارکیٹ ویلیو "...،رکھتی تھی

اب مجھے پتا نہیں اور نہ جانے کتنا پروفٹ وہ اس سے کھا چکے ہوں گے۔ انہوں نے کپڑے تک تمہیں دوسرے کی اترن پہنائے ہیں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہارے ساتھ پھر کبھی ایسا ہو۔ تم خود کے لیے لڑنا سیکھو۔

سیکھ سکو مگر تم اپنے دماغ میں نہ جانے کیا کیا تانے بانے بنا رہی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ تمہارا جانا پوسٹپون کر دوں گا اور بعد میں تمہیں اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گا، مگر اب مجھے اپنی وہ سوچ غلط اور یہ صحیح لگ رہی ہے۔

تم آج رات ہی جاؤ گی، تیاری کرو۔ بلکہ تم رہنے ہی دو، میں خود کر لوں گا۔

داؤد نے غصے سے اسے ٹھیک ٹھاک سناتے ہوئے اندر کمرے میں چلا گیا تھا جبکہ روشہانے دم سادھے کھڑی اس کی باتیں سن رہی تھی۔

اس نے تو بس غصے میں اپنے دل میں چھپی بات کہی تھی، جسے اس نے "خرافات" کا نام دے دیا تھا۔ اب اس کے اس قدر شدید غصے سے روشہانے سہم کر وہیں جم سی گئی تھی اور آنسو اپنے آپ ہی بہنے لگے تھے۔

نہ جانے کتنے دن بعد وہ پہلے والا داؤد لگا تھا، ورنہ اپنی طبیعت کی وجہ سے وہ اسے کوئی اور ہی انسان لگتا تھا۔ اس کی اس تبدیلی کی وجہ سے روشہانے کو لگتا تھا جیسے وہ کبھی بیمار ہی نہیں تھا، مگر اب اسے خود پر کپکپی طاری ہوتی محسوس ہو رہی تھی اور وہ بس اپنی نظروں سے داؤد کو دیکھ رہی تھی جو غصے میں اس کا پھیلاوا سمیٹ رہا تھا۔

وہ پہلے بیڈ ٹھیک کرتا، پھر ساری چیزیں اپنی جگہ پر رکھتا اور جا کر ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا۔ وہاں بھی اس نے کافی دیر لگائی۔

روشہانے ہنوز وہیں ساکت کھڑی تھی، مجال تھی جو وہ ایک انچ بھی ہلی ہو۔

داؤد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک لگیج تھی۔ایک چھوٹا ہینڈ کیری بیگ اور کچھ اور چیزیں بھی تھیں۔یہ دیکھ کر روشہانے سمجھ گئی کہ وہ اس کی پیکنگ ہی کر رہا ہے۔

اس نے دہلتے ہوئے اسے دیکھا۔ اس نے تو کچھ اور سوچا تھا کہ وہ غصے میں کچھ الٹا سیدھا بولے گا، یا شاید اسے ساتھ لے جانے کے بجائے خود ہی رک جائے گا، یا سو جائے گا... مگر یہاں تو سب کچھ الٹ تھا۔

وہ غصے میں ضرور تھا، مگر اب وہ اپنا غصہ صحیح جگہ نکال رہا تھا۔

روشہا نے لب کاٹتے ہوئے وہیں کھڑی رہی، اسے سمجھ ہی نہیں آیا وہ کیا کرے۔

"دو منٹ سے پہلے اندر آؤ اور یہ کھانا کھاؤ۔ دوائی لی تھی تم نے؟"

داؤد نے اس کے سارے بیگ کھول کر بیڈ کے ساتھ رکھ دیے تھے۔ پہلے اس کا ارادہ روشہا نے کی چھوٹی موٹی چیزیں پیک کرنے کا تھا تاکہ وہ کچھ بھول نہ جائے۔ اس نے اس کے لیے ٹن پیک کھانا بھی منگوا لیا تھا تاکہ وہاں جا کر جب تک کوئی بھروسے مند شیف کا بندوبست نہ ہو، وہ یہ ہی کھا سکے۔

ویسے اس نے ایک ڈے ٹائم کے لیے میڈ بھی رکھی تھی جو صبح آکر گارڈ کی نگرانی میں سارے کام کر دیتی، مگر وہ ابھی اسے چیک کر رہا تھا۔

داؤد کی سخت آواز اور اچانک خاموش فضا میں یوں تیز بولنے کی وجہ سے وہ چونکی تھی اور بے ساختہ اس کا ہاتھ دل تک گیا تھا، اور اس نے ڈرتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ اسے یوں ڈرتا دیکھ کر داؤد کی نظریں ایک لمحے کے لیے نرم پڑی تھیں مگر فوراً پھر سخت ہو گئیں۔

سنا نہیں تم نے کیا کہا ہے میں نے؟ اور کچھ پوچھا بھی تھا، دوا بھی کھائی تھی تم نے؟" داؤد نے" بغیر اپنے لہجے میں نرمی لائے سختی سے استفسار کیا۔

ن۔۔۔ نہیں!" روشہانے نے کسی مجرم کی طرح نظریں جھکا کر جواب دیا۔"

اس کا سر جھکا دیکھ کر داؤد نے بے ساختہ خود کو سنبھالا، مگر یہ نرم پڑنے کا وقت نہیں تھا۔ اس نے خود پر سختی کا خول چڑھایا اور اس کا کھانا اٹھا کر انٹرکام سے درخشہ کو اوپر بلایا۔

کھانا پکڑا گیا تھا، وہ اسے گرم کر کے کھانے کا کہہ چکا تھا، ساتھ دودھ بھی منگوایا تھا۔

فوراً سے پہلے کھانا ختم کرو، مجھے اور بھی کام ہیں۔" داؤد نے اسے اندر آتے دیکھ کر کہا۔"

اس کی بات پر روشہانے آنسو پونچھتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی، جبکہ داؤد اپنے کام میں لگ گیا۔ کمرے میں وقفے وقفے سے اس کی سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی۔

وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح اسکول نہ جانے کی ضد کر رہی تھی، مگر داؤد کو اسے آج ہی بھیجنا تھا کیونکہ وہ ابراہیم خان کو اس کے انجام تک پہنچانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

داؤد اپنی سوچوں میں گم پیکنگ کر رہا تھا، روشہانے وہیں صوفے پر بیٹھی تھی۔ اب رونا بند ہو چکا تھا، ہچکیاں نہیں رک رہی تھیں مگر چہرہ نم تھا۔

دروازے پر دستک ہوئی۔ داؤد اس کے کپڑے رکھتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا۔

درخشہ کھانا لائی تھی، وہ اس کے ہاتھ سے کھانا لے کر صوفے کے ساتھ موجود ٹیبل پر رکھ گیا۔

کھانا کھاؤ جلدی سے، پھر سو جانا۔ آٹھ بجے کی فلائٹ ہے، ہمیں چار بجے نکلنا ہے۔ جب تک تم "
"سو جاؤ۔

کھانا کھاؤ جلدی سے، پھر تم نے سونا بھی ہے۔ آٹھ بجے کی فلائٹ ہے، ہمیں چار بجے نکلنا ہے، جب تک تم سو جاؤ۔

داؤد نے سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے پلیٹ اس کے سامنے رکھی اور اس کا کھانا نکال کر دوبارہ اپنے کام میں لگ گیا۔

داؤد نے نم نظروں سے اس کی پشت کو دیکھا۔

جب جانا ہی ہے تو ہم کیوں کھائیں کھانا؟ آپ ہی کھا لیں۔" روشہا نے اس کی اس قدر سختی پر" جان بوجھ کر بد تمیزی سے کہتے ہوئے بیڈ پر لیٹ گئی اور ساتھ ہی لائٹ بھی آف کر دی۔

داؤد نے حیرت اور غصے دونوں سے اسے دیکھا۔

پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے اسے زبردستی کھانا کھلانے کا ارادہ ترک کر دیا، کیونکہ اگر وہ ابھی کھاتی تو وہ اسے فوراً سلا دینا چاہتا تھا، اور کہیں کھا کر فوراً سو جانے سے اس کی طبیعت خراب نہ ہو جائے۔ یہ سوچ کر داؤد نے اسے فورس نہیں کیا اور دوبارہ پیکنگ میں لگ گیا۔

مغرب ہو چکی تھی، اس لیے وہ سو سکتی تھی۔یہ سوچتے ہوئے وہ اپنے کام میں مصروف رہا۔ اس نے صرف وہی ضروری چیزیں پیک کیں جو روشہانے کو ساتھ لے جانی تھیں۔ باقی کپڑے وہ پہلے ہی اپنے اپارٹمنٹ میں منگوا چکا تھا، جو ڈیلور بھی ہو چکے تھے۔ اسے یقین تھا کہ وہ کپڑے اس کی روشی کو بالکل ٹھیک آئیں گے۔

وہ اپنی سوچوں میں گم پیکنگ کرتا رہا جبکہ روشہانے انتظار میں تھی کہ وہ اسے منائے گا، اسے بہلا پھسلا کر کھانا کھلائے گا، مگر جب کافی دیر تک بھی وہ قریب نہ آیا تو بے ساختہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

نہ جانے کیوں وہ رو رہی تھی، مگر دل نہیں چاہ رہا تھا داؤد کے بغیر کہیں جانے کا۔ ابھی تو اسے وہ یسر آیا تھا اور اب وہ اسے خود سے دور کر رہا تھا۔ روشہانے کو اس کی یہ حرکت تکلیف دے رہی تھی۔ اس سے دور اکیلے رہنے کا سوچ کر ہی اس کی روح کانپ رہی تھی۔

وہ دل ہی دل میں یہ دعا کر رہی تھی کہ اس کا نروس بریک ڈاؤن ہی ہو جائے تاکہ کم از کم وہ اسے اپنے قریب تو رکھے، خود سے ایک پل کے لیے دور نہ کرے۔ مگر ہائے قسمت، اسے کہاں اس کا ساتھ دینا تھا۔

روشہانے روتے ہوئے یہ سب سوچتی رہی، اور نہ جانے کب روتے روتے سو گئی۔

داؤد تقریباً دو گھنٹے بعد اس کی مکمل پیکنگ کر کے فارغ ہوا۔ اس نے ایک ہی لگیج رکھا تھا، نارمل سائز کا، تاکہ وہ آسانی سے اٹھا سکے۔ وہ جانتا تھا کہ وہ نازک ہے، اس لیے اس نے ٹوٹل تین بیگ تیار کیے تھے۔

ایک لگیج میں اس نے اس کے سردیوں کے کپڑے، عبایا، جوتے، کھانا، پرس اور پرسنل چیزیں رکھی تھیں۔

ایک ہینڈ بیگ میں اس کی سمر ڈریسز اور سکن کیئر کا سامان تھا—وہی چیزیں جو داؤد کو پسند تھیں۔

اور اس کے اپنے ہینڈ بیگ میں اس نے اس کا موبائل، نیا لیپ ٹاپ، چارجر وغیرہ ڈال دیے تھے، ساتھ فلائٹ سے متعلق چیزیں بھی رکھ دی تھیں تاکہ اگر اسے گھبراہٹ یا متلی ہو تو کوئی مسئلہ نہ ہو۔

ویسے روشہانے کے ساتھ داؤد کے دو لوگ بھی جا رہے تھے۔

جو اس کے خاص تھے مگر پھر بھی اس نے اپنے طور پر سارا انتظام کر لیا تھا۔

وہ سب کچھ مکمل کرنے کے بعد جب اس کی نظر بیڈ پر گئی تو اس نے بے ساختہ گھڑی کی طرف دیکھا۔ ابھی ساڑھے نو بج رہے تھے—یعنی وہ سو گئی تھی، اور وہ بھی گہری نیند میں، کیونکہ اس کا وجود اب بھی اسی طرح تھا جیسے وہ لیٹی ہوئی تھی۔

داؤد سارے بیگز ایک طرف رکھ کر اپنے پی اے کو سب کچھ کنفرم کرتا ہوا خود بھی بیڈ کی طرف بڑھا۔ وہ چینج کرنے کا ارادہ ترک کر چکا تھا، پہلے ہی شلوار قمیض میں تھا۔

وہ اپنی قمیض اتار کر صوفے کی طرف اچھالتا ہوا خود بھی بیڈ پر لیٹ گیا۔ اس نے الارم سیٹ کیا اور خود پر کمفرٹر ڈال لیا۔

وہ کچھ دیر یونہی لیٹا روشہانے کی پشت کو دیکھتا رہا، اس کے سونے کا اطمینان کرتے ہوئے۔ پھر آہستہ سے اس کے قریب ہوا، اس کی کمر کے نیچے سے بازو گزار کر اسے اپنے سینے پر منتقل کر لیا۔

روشہانے جو کب سے بے چین تھی، اپنی پسندیدہ جگہ پر آتے ہی پرسکون ہو گئی اور نیند میں مسکراتے ہوئے سو گئی۔ اس کی اس حرکت پر داؤد کے لبوں پر بھی بے ساختہ مسکراہٹ آ گئی۔

وہ جھک کر اس کے لبوں کو چھو گیا، پھر پیچھے ہوا اور اس کی کلائی تھام کر ان پر بھی اپنے لب رکھ دیے۔

میری جان کے ٹکڑے... تمہیں خود سے دور بھیجنا آسان نہیں ہے، وہ بھی اتنے دور..." وہ دل ہی" دل میں سوچ رہا تھا۔ "مگر میں یہ گھونٹ پی رہا ہوں کیونکہ تمہاری حفاظت اور تمہیں قابل بنانا "ضروری ہے۔

بھلے ہی تم آگے کچھ نہ کرو، مگر تعلیم یافتہ ہونا ماں کے لیے زیادہ ضروری ہوتا ہے... کیونکہ ایک" پڑھی لکھی عورت کبھی اپنے بیٹے کو جاہل بننے نہیں دیتی، اور ایک جاہل آدمی معاشرے میں دیمک کی طرح ہوتا ہے جو سب سے پہلے اپنے خاندان کو کھا جاتا ہے، اور اس کا پہلا شکار اس کی ماں "ہوتی ہے... اور میں یہ بالکل نہیں چاہتا۔

تم قابل ہو جاؤ گی تو ہی میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنی غلطیوں کا ازالہ کیا ہے، ورنہ میں تمہیں اتنی" دور کبھی نہ بھیجتا۔ بس تھوڑے دنوں کی بات ہے، پھر میں اپنے کام نمٹا کر تمہارے پاس آجاؤں گا۔ تم زیادہ دن اکیلی نہیں رہو گی... میں رہنے ہی نہیں دوں گا۔ مگر تمہیں وہاں کچھ دن روکنے کے "...لیے سختی ضروری ہے، ورنہ تم خود کو میری بری

عادت لگا لوگی، اور میں نہیں چاہتا کہ تمہیں یہ عادت لگے۔ عادت محبت سے زیادہ بری ہوتی ہے۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس بری عادت کی زد میں آکر سب کچھ چھوڑ دے۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ اسے خود سے دور رکھنا چاہتا تھا، مگر وہ اسے اس کمرے کی چار دیواری، اس حویلی اور اس گاؤں کی حدوں سے باہر نکال کر اکیلے دنیا کو ایکسپلور کرنا دینا چاہتا تھا تاکہ وہ اللہ کی بنائی ہوئی خوبصورتی کو دیکھ سکے۔

ہاں، اس سفر میں وہ اس کے ساتھ ہونے والا تھا، مگر ابھی اس میں وقت تھا۔ تب تک اسے اس سفر کا آغاز خود کرنا تھا، بغیر کسی دباؤ کے۔

وہ اس کے ماتھے پر لب رکھتا، اس کی پشت اور بالوں کو سہلاتا، ان کی خوشیوں کو اپنے اندر اتارتا رہا اور بار بار اس کے عارض بھی چومتا رہا۔ نجانے یہ موقع پھر کب ملے۔ اور ویسے بھی ابھی تو وہ اس سے شدید خفا تھی، شاید ہی اسے اپنے قریب آنے دیتی۔

روشہانے کی آنکھ بارہ بجے کے قریب کھلی تو اپنے چہرے پر کسی کی جھلتی سانسیں محسوس کرتے ہی وہ فوراً سمجھ گئی کہ یہ کس کی ہیں۔ وہ اس کے سونے کی یقین دہانی کرتی آہستہ سے اپنا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔ بے ساختہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

وہ جیسے تیسے ضد میں سو گئی تھی، مگر اب اس کا سونے کا ارادہ نہیں تھا۔ وہ اس سے جی بھر کر دیکھنا چاہتی تھی۔ جانتی تھی دل تو بھرنے والا نہیں، مگر جتنی محبت ملی تھی اتنی ہی بہت تھی۔

وہ اس کے عارض پر ہاتھ رکھے نم نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ابھی تو اس نے اسے محسوس کیا تھا—اس کی خوشبو، اس کی باتیں، اس کی سانسیں، اس کی محبت... سب سے وہ ابھی آشنا ہوئی تھی اور ابھی دور بھی ہونا تھا۔ اس کی جدائی کا سوچ کر اس کی جان نکل رہی تھی، مگر دل یہ بات سمجھنے کو تیار نہیں تھا۔

روشہانے کے آنسو اس کے عارض سے بہتے ہوئے داؤد کی داڑھی میں جذب ہو رہے تھے، مگر وہ دیوانہ وار اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے ہر ایک نقش پر اپنی انگلی پھیر رہی تھی، اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ وہ نیند سے بیدار نہ ہو۔ وہ بار بار اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتی رہی۔

کیا یہ سکون اسے اب ساڑھے چار سال بعد ملے گا؟ یہ سوچ اس کے دل میں آئی، اور اس کے ساتھ ہی اس کا دل سینے کی دیواریں توڑ کر باہر آنا چاہتا تھا۔ روشہا نے اس کے سینے میں چہرہ چھپا لیا تاکہ اپنے آپ پر قابو رکھ سکے۔

وہ یہ وقت اسے جگا کر رونے میں برباد نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ ضبط کرتے ہوئے اپنے آنسو پونچھ گئی۔ اگر وہ یہی چاہتا تھا تو یہی صحیح تھا—اب وہ اسے نہیں روکے گی، نہ ہی رو کنے کی ضد کرے گی۔

وہ اس کے ماتھے پر لب رکھتی، کبھی اس کے عارض سہلاتی، کبھی ناک، کبھی بال، کبھی اس کے سینے پر لب رکھتی، کبھی گردن پر....

وہ بار بار اس کے چہرے کو اپنے نرم لبوں کے لمس سے مہکا رہی تھی اور خود کو ہجر کے لیے تیار کر رہی تھی۔

میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا۔ مجھے پتا ہے آپ نے یقیناً یہاں کچھ کرنا ہے، کچھ ایسا جس سے آپ کی اور میری جان کو خطرہ ہوگا، اسی لیے آپ مجھے باہر بھیج رہے ہیں۔

مگر جس طرح آپ کو میری فکر ہے، مجھے بھی آپ کی فکر ہے۔ میں کیسے مطمئن رہوں گی وہاں جب آپ کی زندگی یہاں خطرے میں ہوگی؟ میں اسی کشمکش میں رہوں گی کہ آپ ٹھیک ہیں یا نہیں، آپ نے کھانا کھایا ہے یا نہیں، آپ سوئے ہیں یا نہیں۔

اور پھر میں کیسے سوؤں گی آپ کے بغیر؟ مجھے تو آپ کے اوپر سونے کی عادت ہو گئی ہے، بڑے مزے سے آپ کے اوپر ٹانگ رکھ کر سونے کی عادت ہے مجھے... میں کیسے رہوں گی؟

روشہانے کو دوبارہ رونا آنے لگا تھا اور وہ اس کے سینے میں چھپ کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ اس کے گرد اپنی باہیں تنگ کرتی اس کے کشادہ سینے پر نہ صرف سر رکھتی بلکہ پورا کا پورا اس پر آ گئی تھی اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔

اس کی گہری ہوتی سانسیں محسوس کرتے ہوئے داؤد نے اپنی آنکھ کھول لی تھی۔ اس کی آنکھ اس کے ملنے سے ہی کھل گئی تھی مگر وہ جان کر سوتا بنا رہا تاکہ اس کے دل کی بات سن سکے۔ اسے امید نہیں تھی کہ وہ اس طرح بات کرے گی، مگر اس نے کر لی تھی۔

داؤد نے بھی اس کے گرد اپنے ہاتھ لپیٹ لیے اور اس پر کمفرٹر درست کیا۔

داؤد کی آنکھ ڈھائی بجے کھلی تھی۔ وہ خود تیار ہوتا اور اس کی ضرورت کی ساری چیزیں نکالنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ روشہانے کو کسی معصوم بچے کی طرح سوتا دیکھ کر اس کے عارض چومتا اور اسے بیڈ پر آرام سے لٹا کر اس سے دور ہو گیا۔

اب اس کا رخ ڈریسنگ روم کی طرف تھا جہاں وہ پہلے روشہانے کی تیاری مکمل کرتا اور پھر اپنے کپڑے لینے واش روم چلا گیا۔ ابھی اس نے ٹراؤزر ہی پہنا ہوا تھا۔ وہ فریش ہو کر نیچے گیا تاکہ ناشتہ بنا سکے۔ وہ خود بھی اس کے ساتھ ناشتہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

وہ اس کا اور اپنا ناشتہ تیار کر کے واپس کمرے کی طرف بڑھا تو روشہانے اسے کمرے میں نظر نہیں آئی۔ واش روم سے اس کی کرنے کی آواز آرہی تھی۔ وہ مطمئن ہونے کے ساتھ ساتھ بے چین بھی ہو گیا تھا، کیونکہ جوں جوں وقت قریب آرہا تھا، اس کا دل بھی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھا جب ریان کی کال اس کے موبائل پر آنے لگی۔ اس نے ماتھے پر بل ڈالے اور کال ریسیو کی۔

اس کی بات سنتے ہی داؤد کچھ لمحے کے لیے خاموش ہو گیا... وہ روشہانے کو اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔ دراصل اسے ارجنٹلی کینیڈا جانا تھا تو وہ داؤد اور زرتاشہ کے ساتھ ہی جا رہا تھا۔ ابھی ایک گھنٹہ پہلے ہی یہ فیصلہ ہوا تھا، اور ریان نے کہا تھا کہ وہ لوگ روشہانے کو بھی اپنے ساتھ ہی لے جائیں گے۔

اور ویسے بھی ریان اپنی چارٹرڈ فلائٹ میں جا رہا تھا، تو وہ اسے بھی ساتھ لے جائے گا۔

اور داؤد کے لیے اس سے بہتر کچھ نہیں تھا۔ اس کی اپنی بہن اور ریان اس کی بھابھی وہاں موجود ہوں گے تو وہ مطمئن رہے گا۔

"روشی! تم اکیلے جانے سے ڈر رہی تھی نا، اب مت ڈرو کیونکہ تم ریان لالا، بھابھی اور دعا کے ساتھ جا رہی ہو۔ وہ لوگ بھی کینیڈا جا رہے ہیں۔ وہاں لالا کی ایک میٹنگ ہے جو بے حد ضروری

ہے، اس لیے وہ اپنے ساتھ ان دونوں کو بھی لے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ چلی جاؤ۔"

داؤد نے خوشی سے روشہانے کو اطلاع دی، جو ابھی فریش ہو کر باہر آئی تھی۔

"ٹھیک ہے، جیسے آپ کی مرضی۔"

روشہانے نے اتنا کہتے ہوئے اپنے بال سکھانے شروع کر دیے، جبکہ اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

اس کے لہجے کی سنجیدگی پر داؤد کی ساری خوشی ہوا ہو گئی اور وہ پریشانی سے اسے دیکھنے لگا، مگر وہ اسے سرے سے نظر انداز کرتے ہوئے بال ڈرائے کرنے میں لگی رہی۔

کچھ ہی منٹوں میں روشہانے نے اپنی تیاری مکمل کی اور مڑ کر اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ داؤد نے سر ہلا کر ناشتہ کی طرف اشارہ کیا تو وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

اس کے بیٹھتے ہی داؤد بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے ناشتہ شروع کرنے کا کہتا، وہ اپنے لیے چائے ڈال کر ناشتہ کرنے لگی۔

اسے یوں بے نیازی سے کھاتا دیکھ کر داؤد کو اندازہ ہوا کہ وہ بھوکی ہے، کیونکہ عام طور پر وہ خود ہی اس کے تینوں وقت کے کھانے کا خیال رکھتا تھا۔ اگر وہ نہ ہوتا تو درخشہ یہ کام کر دیتی تھی۔

مگر آج... حویلی میں سب مان رہے تھے، صرف وہ نہیں مان رہی تھی۔

وہی احتجاج میں تھی کہ اسے نہیں جانا، مگر اسے یہ نہیں پتا تھا کہ داؤد کو کیا مسئلہ ہے۔ اسے صرف اتنا پتا تھا کہ وہ کل سارا دن جرگے میں تھا، مگر اس جرگے میں کیا ہوا تھا—اسے کوئی علم نہیں تھا۔

روشہانے نے پریشانی سے سوچتے ہوئے ناشتہ کیا۔

اس کی نظر فون پر تھی۔ وہ موبائل چلاتے چلاتے کھا رہی تھی۔ اس نے جان بوجھ کر داؤد کو ناشتہ پر نہیں پوچھا، ورنہ وہ لازمی دو سے تین نوالے اسے کھلا کر منانے کی کوشش کرتا۔

اسے یوں چپ چاپ، بالکل خاموشی سے کھاتا دیکھ کر داؤد نے اپنے لب بھینچے اور خاموشی سے خود بھی ناشتہ کرنے لگا۔

ٹھیک ہے... اگر وہ ایسے ہی جانا چاہتی تھی تو ایسے ہی سہی۔ کیونکہ وہ کسی بھی قیمت پر اسے ائیرپورٹ پر بلک بلک کر روتا ہوا برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ بات وہ اس کے رات والے ری ایکشن کو دیکھ کر سمجھ گیا تھا۔ وہ جس طرح نیند میں دیوانہ وار اس پر پیار لٹا رہی تھی، کوئی بعید نہیں تھا کہ اس کی بیوی اس کے پیچھے پاگل تھی۔

داؤد بھی خاموشی سے ناشتہ کرتا ہوا ساری چیزیں سمیٹنے لگا۔ ایک آخری بار اس کی چیزوں کا اطمینان کرتے ہوئے اس نے ایک پرچی روشہانے کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

اس میں لکھا تھا کہ کون سا سامان کہاں ہے، اس گھر میں بھی اور یہاں بھی۔ جب بھی کوئی ضرورت ہو تم جھجک کے بغیر مجھے کال کر دینا، باقی میں دیکھ لوں گا۔

ریان، کیا ضرورت ہے اتنے اچانک جانے کی؟ نا شاپنگ کی، نا تیاری، نا کچھ اور... بس کہا اور ہو گیا۔ میری پہلی انٹرنیشنل ٹرپ ہے، تھوڑی تو میمور ایبل ہونی چاہیے تھی۔"

دعا نے آدھی بات کہتے منہ بناتے ہوئے اسے دیکھا۔ باقی بات اس نے دل میں ہی بولی، کیونکہ اس کا بندہ خاصہ بولڈ تھا، اگر ابھی شروع ہو جاتا تو پھر کیا کرتی۔ اوپر سے اسے بھوک بھی لگ رہی تھی، مگر وہ تیار ہو کر ایک ہی دفعہ کھانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

وہ جلدی سے کچن کی طرف بھی چلی گئی، کیونکہ ملازم تو تھے نہیں، اس لیے اس نے فریش ہو کر ناشتہ بنانے کا ارادہ کیا۔

اسے ڈریسنگ روم میں بند ہوتا دیکھ کر ریان نے اطمینان سے، اس کے نکلنے سے پہلے ہی ناشتہ بنا لیا تھا اور چیک بھی کر لیا تھا کہ کہیں کوئی پریشانی تو نہیں۔

وہ اطمینان سے ناشتہ ٹرے پر رکھتے اس کا انتظار کرنے لگا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر اس نے دعا کو دوبارہ سونے کا کہہ دیا، کیونکہ اگر وہ کچھ دیر سونا چاہتی تھی تو سو جائے۔ ویسے بھی وہ راستے میں ان سب لیڈیز کو سُلانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ ڈیڑھ سے دو گھنٹے کا اندازہ رکھتے ہوئے وہ اتنی دیر انہیں سونے کا ہی کہنے والا تھا۔

ایک تو اس کی مجبوری تھی کہ اس کی فلائٹ آدھی رات کی تھی، دوسری فلائٹ کا ٹائم دو دن بعد کا تھا۔ اوپر سے داؤد اور ریان دونوں کو کنیکٹنگ فلائٹ نہیں چاہیے تھی، اس میں زیادہ وقت لگتا تھا اور پھر بیچ میں سٹے کی وجہ سے ان کی بیویاں تھک جاتیں۔

اور روشہانے تو ویسے بھی اکیلے جا رہی تھی، اس لیے داؤد نے ڈائریکٹ فلائٹ لی تھی۔ مگر اب وہ ریان کے ساتھ جا رہی تھی، وہ مطمئن تھا۔

روشہانے کی خاموشی سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ناراضگی جتانے کا ایک انداز ہے، مگر جس بات سے وہ لاعلم تھا وہ یہ کہ یہ ناراضگی کب تک چلنے والی تھی۔

داؤد نے روشہانے کا سارا سامان ملازم کو اندر بلا کر اپنی گاڑی میں رکھنے کے لیے بھیج دیا تھا۔ وقت قریب آتا دیکھ کر بے ساختہ روشہانے کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹا، جسے وہ فوراً پونچھ گئی۔

داؤد اسے عبایا لینے کا کہہ کر خود واش روم کی طرف چلا گیا تاکہ ہاتھ دھو سکے۔

اس کے جاتے ہی روشہانے نے جلدی سے مڑ کر داؤد کی رکھی فوٹو فریم اٹھائی۔ اسے الٹا کر کے اس کا بیک کھولا، اس میں سے تصویر نکالی اور اپنے ہینڈ بیگ میں موجود ڈائری کے بیچ میں رکھ دی۔

الفاظ اور جملوں کی روانی بہتر کر کے مکمل پروف ریڈ missing ، میں نے تمہارا متن صاف کر کے :کر دیا ہے۔ اصل انداز اور تمہارا لکھنے کا اسلوب برقرار رکھا گیا ہے

اور خالی فریم دراز میں رکھ دیا تاکہ اسے پتا نہ چلے اور جلدی سے اپنا اسکارف لگانے لگی۔ اب ہمت تو کرنی تھی، وہ بھاگ نہیں سکتی تھی۔ جب وہ اسے اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتا تھا تو زبردستی کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ وہ چپ چاپ اسکارف لگاتے صوفے پر بیٹھ گئی اور پانی پیتے ہوئے خود کو حوصلہ دینے لگی۔

جو بھی تھا، اب اسے یہ سب کرنا ہی تھا۔ اور کہیں نہ کہیں وہ بھی دعا اور زرتاشہ کے ساتھ ہونے کا سن کر ریلیکس ہوئی تھی، مگر کوئی بھی تو اس کے ساتھ کا نعم البدل نہیں ہو سکتا تھا۔

داعود اسے لے کر ریان کی حویلی ہی آگیا تھا کیونکہ ریان کا گھر راستے میں پڑتا تھا، تو داعود نے کہہ دیا تھا کہ وہ انہیں لیتے ہوئے جائے گا۔ گاڑی میں بھی دونوں کے درمیان کوئی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔ وہ کچھ کہہ نہیں رہی تھی تو داعود نے بھی خاموشی اختیار کر لی تھی۔

ریان کی حویلی کے پورچ میں گاڑی روکتے ہی داعود نے ریان کو کال کی تھی جو اسے باہر آتا ہی نظر آیا تھا۔

لالا ! اسی گاڑی میں بیٹھ جائیں، ساتھ چلیں گے !" داعود نے اپنے حساب سے اسے مشورہ دیا۔"

کیوں؟ تمہاری بیوی نہیں جا رہی؟ وہ اتنے سارے دنوں کے لیے... تم اسے اچھے سے اللہ حافظ" نہیں کہو گے؟ جو کباب میں ہڈی ہے اسے ساتھ بٹھا رہے ہو۔ تم اپنی گاڑی نکالو، میری گاڑی پیچھے ہے۔"

ریان نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا، جبکہ اس کی ذو معنی بات سمجھتے ہوئے جہاں داعود کے کان سرخ ہوئے تھے وہی روشہانے نے بھی دوسری طرف دیکھنا بہتر سمجھا۔

وہ لوگ اپنی اپنی گاڑیوں میں ایئرپورٹ کے لیے نکل چکے تھے۔ گاوں سے ایئرپورٹ بھی کافی دور تھا۔ روشہانے بس پیر سیٹ پر رکھ کر کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ یہ تیسری بار تھا جب وہ اس کے ساتھ کہیں جا رہی تھی، مگر شاید آخری بار بھی... پھر نہ جانے یہ لمحہ اسے کب نصیب ہو۔

وہ تیزی سے گاڑی کے ساتھ گزرتے ہوئے مناظر کو دیکھ کر سوچنے لگی۔ ہر سوچ ہی اداس لگ رہی تھی کیونکہ دل اداس تھا۔ وہ رتی برابر بھی خوشی محسوس نہیں کر پا رہی تھی، مگر اب رو نہیں رہی تھی۔

داعود نے ڈرائیو کرتے کرتے بغور اسے دیکھا جو مکمل اس کی طرف پیٹھ کیے بیٹھی تھی۔

روشی!" داعود نے تھک ہار کر اسے پکارا۔"

ہم؟" بس اتنا سا ہی جواب آیا۔"

ادھر دیکھو، تم ٹھیک ہو نا؟

داعود کو اس کا لہجہ رندھا ہوا محسوس ہوا تو وہ پوچھے بغیر رہ نہ سکا۔

نہیں... نہیں، م... مجھے کیا ہونا ہے، میں ٹھیک ہوں!" روشہانے نے خود پر کنٹرول کیا۔ اس کی" پکار نے اس کی ساری جمع کی ہوئی ہمت ختم کر دی تھی۔

ایک بات بولوں؟" روشہانے نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اجازت چاہی، کیونکہ اسے لگ رہا" تھا کہ وہ اب بھی اس کی رات والی بات پر ناراض ہوگا۔

ہاں، بولو!" داعود نے بھی کسی احساس کے تحت اسے اجازت دے دی، ورنہ اسے خدشہ یہی" تھا کہ وہ کہے گی: مجھے نہیں جانا۔

وہ... میں آپ کے سینے پر سر رکھ لوں؟ میرا مطلب ہے ابھی راستے میں وقت ہے تو..." روشہانے" نے اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے کہا۔

اس کی بات پر داعود کا دل کیا کہ اسے شدت سے خود میں بھینچ لے، مگر چونکہ وہ گاڑی چلا رہا تھا، اس لیے اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا اور ایک ہاتھ اس کے لیے کھول دیا۔

روشہانے اجازت ملتے ہی بغیر وقت ضائع کیے اس کے سینے سے لگ گئی۔

ڈیڑھ گھنٹے کے سفر میں تمام خواتین سو کر ہی گزارا کر رہی تھیں۔ دعا اور زرتاشہ پہلے ہی پیچھے سو رہی تھیں، اور روشہانے تھوڑے سے راستے کے بعد داعود کے سینے سے لگی سو گئی تھی۔ یا جاگ رہی تھی—یہ داعود سمجھ نہیں پایا، کیونکہ اس کی آنکھیں بند تھیں، مگر اس کی گرفت اس کے کوٹ پر بہت مضبوط تھی، جیسے وہ اسے چھوڑ دے گی۔

داعود کو اس کی حرکتوں سے صرف بے بسی محسوس ہو رہی تھی۔ بس کچھ عرصے کی بات تھی، وہ وہاں کے ماحول اور لوگوں کی عادی ہو جائے گی، اس کے دوست بن جائیں گے، ایک روٹین

سیٹ ہو جائے گی، تو پھر اسے اتنا سب کچھ محسوس نہیں ہوگا۔ مگر نا جانے کیوں روشہا نے اتنی جذباتی ہو رہی تھی۔

داعود اور ریان کی گاڑیاں اپنے گارڈز کے ساتھ ایئرپورٹ کے اندر داخل ہوئیں۔ ملٹری چیکنگ کے بعد صرف ریان اور داعود کی گاڑی اندر گئی۔ آرمی کی پوچھ گچھ کے دوران داعود نے روشہا نے کے چہرے پر اس کا دوپٹہ ڈال دیا۔

وہ اس کا پاسپورٹ دکھا کر اندر کی طرف بڑھا، جبکہ ریان بھی اپنی بیوی اور بہن کو جگا رہا تھا جو نیند سے زیادہ کچھ عزیز نہیں سمجھتیں تھیں۔

"اٹھ جائیں، ہم ایئرپورٹ پہنچ چکے ہیں۔"

ہمم..." ریان نے انہیں جگاتے ہوئے سامان نکالا۔"

داعود نے بھی روشہا نے کو جگایا۔ پہلے تو وہ غائب دماغی سے اسے دیکھتی رہی، پھر باہر کا منظر دیکھ کر اسے احساس ہوا کہ جانے کا وقت آگیا ہے۔

وہ خاموشی سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آنسو پونچھتی، اسکارف ٹھیک کرتی، بغیر داعود کی طرف دیکھے گاڑی سے اتر گئی۔

داعود بس بے بسی سے اسے دیکھتا رہا اور خود بھی گاڑی سے اتر گیا۔

روشہانے باہر نکلتے ہی دعا اور زرتاشہ سے ملی، زرتاشہ کی طبیعت وغیرہ پوچھتی رہی اور ان سے باتوں میں لگ گئی کہ اسے وقت کا احساس ہی نہ رہا کہ کب بورڈنگ کا وقت ہو گیا۔

ان کی فلائٹ ریڈی تھی، اور اتنی ارجنٹ روانگی کی وجہ سے ریان کی فلائٹ پہلے سے تیار نہیں تھی، اس لیے انہیں تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑا۔

ریان داعود سے ملنے کے بعد زرتاشہ اور دعا کا ہاتھ تھامے آگے بڑھا، تو روشہانے بھی ان کے پیچھے ہو گئی۔

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس سے گلے ملے، بلک بلک کر روئے، مگر وہ خود پر ضبط کر رہی تھی۔ جبکہ داعود بھی اسی انتظار میں تھا کہ شاید وہ آگے آکر اسے ملے۔

جب وہ آگے آکر نہ ملی تو روشہانے خود ہی اس کے قریب گئی اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔ بے ساختہ آنسو اس کے عارضوں پر بہہ نکلے۔

آپ اپنا بہت سارا خیال رکھیے گا..." وہ رندھے ہوئے لہجے میں بولی۔"

میں سوری ہوں... میرا وہ مطلب نہیں تھا جو میں نے آپ کو کہا تھا... بس اپنا بہت خیال رکھنا۔" بہت سارا... میرے بغیر خوش رہنا... اور مجھے کال بالکل مت کرنا کیونکہ میں آپ سے بات نہیں کرنے والی... کیونکہ نہ آپ مجھے روک رہے ہیں اور نہ جاتے وقت مجھ سے مل رہے ہیں... شاید "...آپ کو مجھے خود سے دور بھیجنے کی کچھ زیادہ ہی جلدی ہے

روشہانے نے کسی طرح اپنے آنسو صاف کیے، اس کا ہاتھ چھوڑا اور پلٹ گئی۔

وہ تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

داعود دم سادہ سا اسے دیکھتا رہ گیا۔ اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آیا تھا۔

اور وہ ریان کے ساتھ بورڈنگ گیٹ کے اندر چلی گئی۔۔اکیلی۔

وہ جا چکی تھی جبکہ داعود بس اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔ اس نے پلٹ کر اسے نہیں دیکھا تھا، وہ اسے دیکھتے ہوئے ہی جا رہی تھی جیسے اسے اپنی نظروں میں بسا رہی ہو، اس کا ہر عکس اس کا آخری دیدار تھا۔

داعود کی آنکھیں ضبط سے لال ہو گئی تھیں۔ اپنے دل کے ٹوٹے کو خود سے اتنا دور کرنا آسان نہیں تھا مگر وہ اسے خفا کرتا یہ سنگین قدم اٹھا چکا تھا۔

وہ گھر گیا، مگر حویلی نہیں۔ اسے پلاننگ کرنی تھی، رات اسے ویسے بھی نیند نہیں آئی تھی۔ اپنا سکون تو وہ خود سے دور بھیج چکا تھا۔

اس کی خوشبو نہ صرف کمرے میں تھی بلکہ اس کے شہر والے گھر میں بھی پھیلی ہوئی تھی جہاں وہ اس وقت سگریٹ پھونک رہا تھا۔ ان کا پلان اپنی پرواز سے خیر و عافیت کے ساتھ پہنچ چکا تھا۔

وہ قافی اطمینان میں تھا۔ کل صبح اسے ایک ضروری کام کرنا تھا۔ اس کا خاص اور پہلا شکار بہت ہی خاص ہونے والا تھا جس کی تیاری وہ پہلے ہی کر چکا تھا۔ اب تو بس نتائج کی باری تھی۔

وہ جنگ چھیڑ چکا تھا، سامنے والا اپنی چال چل چکا تھا، اب اس کی باری تھی اپنا داؤ پھینکنے کی اور اس کے پیادوں کو اس کے خلاف استعمال کرنے کی۔

وقت اپنی برق رفتاری سے گزر رہا تھا۔ روشہانے کو نہیں پتا تھا کہ شروع کے کچھ دن اس نے کیسے گزارے۔

اس کے آرام کے لیے ریان، دعا اور زرتاشہ اس کے ساتھ ہی داعود کے اپارٹمنٹ میں رک گئے تھے۔ ویسے تو ان کا اسٹے ہوٹل میں تھا مگر ریان کے مشورے پر وہ وہاں رک گئے تاکہ اسے سب کچھ سمجھا سکیں۔

اس کے ساتھ ہمیشہ چار گارڈز ہوتے تھے جن میں سے دو ریان کے اور دو داعود کے تھے۔

جاواد" داعود کا ایک بھروسے مند آدمی تھا جس کی اپنی ایک ٹیم تھی اور وہ داعود کے لیے سیکرٹلی" کام کرتا تھا۔

گارڈز کے بارے میں ریان نے روشہانے کو کچھ بتایا تھا، نہ داعود نے۔

ریان نے اسے وہاں کے بس اسٹاپ، گروسری اسٹورز، لوکل مارکیٹ اور دوسری ضروری چیزیں اچھی طرح سمجھا دی تھیں۔

یوں تو ہر چیز موجود تھی، ایک کار اور ڈرائیور ہمیشہ اس کے لیے دستیاب تھے۔ میڈ بھی تھی جو گھر کے کام کرتی تھی اور اس کا بل داعود خود ادا کرتا تھا۔

اگر اسے کسی چیز کی ضرورت ہوتی یا کہیں جانا ہوتا تو ہر چیز کا بندوبست تھا۔

ریان نے اس کی بہت سی مشکلیں آسان کر دی تھیں، کیونکہ ٹورنٹو آتے ہی اسے سب سے پہلے یہی پریشانی تھی۔ اسے شہر کی بھیڑ دیکھ کر لگتا تھا وہ کہیں کھو جائے گی اور خود کو بھی نہیں ڈھونڈ پائے گی۔

مگر ریان کے ساتھ بھیجنے کا داعود کا فیصلہ ٹھیک تھا۔

شروع کے دنوں میں اسے بہت الجھن تھی مگر اب آہستہ آہستہ سب سمجھ آنے لگا تھا۔

آج ریان لوگوں کا آخری دن تھا، وہ پاکستان واپس جا رہے تھے۔ روشہانے کا دل اداس ہونے لگا تھا۔

شروع کے چار دن اسے وقت کا احساس ہی نہیں ہوا تھا۔ ریان دن میں فارغ وقت میں اسے چیزیں سمجھا دیتا تھا اور رات میں وہ زرتاشہ اور دعا کے ساتھ گپیں لگاتی تھی۔

اب جب وہ جا رہے تھے تو گھر خالی سا لگنے لگا تھا۔

اپنوں کے بغیر باہر رہنا کتنا مشکل ہوتا ہے، یہ اسے اب سمجھ آ رہا تھا۔

ایک ہفتہ ہو چکا تھا روشہانے کو گئے ہوئے... اور اسی کے ساتھ زرتاشہ کو بھی۔

ان ایک ہفتوں میں دارار روز اس کے گھر گلاب کا گلدستہ لے کر پہنچ جاتا تھا۔ وہ گیٹ کے باہر ہی کھڑا رہتا تھا۔ گارڈز نے اسے اندر آنے سے کبھی نہیں روکا، مگر وہ مین گیٹ کے اندر آ کر بھی اندرونی دروازے سے باہر، اس کی بالکنی کے نیچے ہی کھڑا رہتا تھا، جہاں سے اسے بالکنی میں موجود شخص صاف نظر آتا اور اوپر والے کو وہ۔

وہ رات بھر وہیں راہ تکتا رہتا اور صبح فجر کے وقت وہیں سے مسجد کے لیے نکل جاتا تھا۔

اس نے علیار کی ایک بات دل سے باندھ لی تھی — زرتاشہ کو منانے کے لیے اسے خود کو اس کے قابل ثابت کرنا ہوگا۔

اور وہ یہ جانتا تھا کہ اس کی بیوی کیا ڈیزرو کرتی ہے۔

اس کی چھوٹی سی بیوی صاف دل کی مالک تھی، اور دارار جانتا تھا کہ وہ دنیا جہان کی محبت ڈیزرو کرتی تھی۔ اتنی محبت جتنی ریان اس سے کرتا تھا۔

وہ چاہتا تھا کہ وہ بھی اس سے اتنی ہی محبت کرے۔

وہ جانتا تھا کہ کوئی بھی شخص ریان کی جگہ زری کی زندگی میں نہیں لے سکتا، مگر پھر بھی وہ چاہتا تھا کہ وہ اسے ریان سے زیادہ اہمیت دے۔

اور یہی وہ جگہ تھی جہاں وہ پھر غلط تھا۔

دونوں کا الگ مقام تھا، الگ رتبہ تھا، اور وہ دونوں اپنے اپنے حصے کی محبت پاتے تھے۔

فرق صرف اتنا تھا کہ ریان نے اس کی زندگی میں کسی محبت کی کمی چھوڑی ہی نہیں تھی۔ جو رشتہ اس کے پاس نہیں تھا، ریان نے اس رشتے کے حصے کی محبت بھی اسے دی تھی۔

...اور شاید دارار نے شوہر کے حصے کی

مگر وہ بیچ راستے میں بھٹک کر اندھی کھائی میں گر گیا تھا، اور اب اسے اپنی مدد آپ کے تحت خود کو اس دلدل سے نکالنا تھا۔

وہ آج بھی اپنی روز کی روٹین کے مطابق آچکا تھا۔

مگر آج اس کے ہاتھ میں صرف گلاب نہیں تھے۔

گلاب کے ساتھ ڈیزیز بھی تھیں۔

جنہیں دیکھ کر ملازم کچھ حیران ہوئے تھے، مگر خیر... معمول کے مطابق انہوں نے اس کے لیے دروازہ کھول دیا تھا۔

انہیں آج تک سمجھ نہیں آئی تھی کہ دارار اپنی گاڑی اندر کیوں نہیں لاتا تھا۔

ہر روز انہیں لگتا تھا کہ آج شاید وہ گاڑی اندر لے آئے گا، مگر ان کی توقع کے برعکس وہ گاڑی باہر ہی روکتا اور پیدل اندر آتا تھا۔

وہ اندر داخل ہوا اور لان میں اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھ گیا۔

اس نے اوپر کی طرف دیکھا، شاید کچھ پڑھ بھی رہا تھا، اور ایک چھوٹی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر بھی تھی۔

ملازم کو حیرت ہوئی۔

وہ آدمی کہیں سے بھی اتنا بڑا جاگیردار نہیں لگتا تھا جتنا وہ حقیقت میں تھا۔ جتنی آسانی سے وہ زمین پر بیٹھ جاتا، مٹی پر لیٹ جاتا، وہ سب انہیں عجیب لگتا تھا۔

دارار کو خبر مل چکی تھی کہ آج وہ لوگ واپس آ رہے ہیں۔

اسی لیے آج گلاب کے ساتھ ڈیزیز بھی تھیں۔

...گلاب اس کی بیوی تھی

اور ڈیزی اس کی امید۔

اسے امید تھی کہ وہ اپنی بیوی کے دل میں... تھوڑی سی ہی سہی... جگہ بنا لے گا۔

ڈیزی اس کی امید کو ظاہر کر رہی تھی۔

وہ مسکراتے ہوئے اس کی بالکنی کو دیکھ رہا تھا۔

"ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب تم مجھے معاف کر دو گی... اور میں وہاں ہو گا۔ ہم دونوں مل کر وہاں سے یہاں دیکھیں گے۔ پھر میں اپنی جان کو بتاؤں گا کہ کتنی راتیں اس کے انتظار میں گزاری ہیں..."

"صاحب جی... صاحب جی!"

اس کے خوابوں کا تسلسل ملازم کی آواز پر ٹوٹا تھا جو اسے اچھی خاصی ٹھنڈی رات میں یوں کھلے آسمان تلے، برستی اوس میں جگا رہا تھا۔

"ہم؟"

دارار نے سوالیہ نظروں سے نیند سے بوجھل آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔

"وہ صاحب جی، ریان بابا لوگ کچھ دیر میں آنے والے ہیں اور فجر کی اذان بھی ہونے والی ہے، تو آپ کو جانا چاہیے۔"

دارار کچھ دیر تک اسے دیکھتا رہا، پھر اس کے ہاتھ میں موجود بوتل پکڑتے اس کے چھینٹے اپنے چہرے پر مارے۔ پانی پیتے ہوئے وہ خود کو جگا چکا تھا۔

"یہ تو اچھی بات ہے کہ وہ لوگ آنے والے ہیں... آنے دو۔"

"اچھا صاحب جی... مگر اگر آپ کو اندر جانا ہے تو چلے جائیں۔ مطلب... کہیں صاحب غصہ نہ کریں آپ کو ایسے باہر دیکھ کر۔ آپ اندر چلے جائیں، اچھا نہیں لگتا۔ ہم لوگ تو پہلے بھی آپ کی ضد کی وجہ سے کچھ نہیں بولتے تھے..."

"وہ کچھ نہیں کہے گا۔ میں ادھر ہی ٹھیک ہوں۔ بلکہ دیکھتے ہیں تمہاری بی بی سائیں پہلے آتی ہیں یا اذان پہلے ہوتی ہے۔"

دارار نے اسے اطمینان سے دیکھتے ہوئے کہا، جیسے وہ اس ٹھنڈی رات میں بغیر کمفرٹر کے نہیں بلکہ سکون سے سو رہا ہو۔

"آپ چائے پئیں گے؟" ملازم نے پوچھا۔

"نہیں... وہ میں اپنے گھر کی ہی پیتا ہوں۔"

دارار اتنا کہہ کر دوبارہ بالکنی کی طرف دیکھنے لگا۔

نجانے آج کیسے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔

وہ سوچتے ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر گیا۔

فجر کی اذان ہو رہی تھی۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنا گلدستہ اس نے دروازے کے پاس رکھ دیا تاکہ جب کوئی گیٹ کھولے تو اسے اٹھا لے۔

دارار نے مڑ کر گلدستے کو دیکھا اور پھر سوچ میں پڑ گیا۔

کیا یہ اسے ملیں گے... یا پھر نہیں؟

"صاحب، آپ پریشان نہ ہوں۔ ہم نے وہ سارے گلدستے اپنی گھر والی کو کہہ کر بی بی سائیں کے کمرے میں رکھوا دیے ہیں۔ یہ ان تک پہنچ جائیں گے۔ ابھی بھی دیکھنا، پہنچ جائیں گے۔ نہیں تو ہم ہیں نا، سب دیکھ لیں گے۔"

ملازم نے بڑے آرام سے اپنی کارستانی بتائی تھی کیونکہ اس کی بیوی کے مطابق پہلے دارار نے بہت غلط کیا تھا، مگر اب جس طرح وہ اسے منا رہا تھا، اس کی گھر والی اس کے قصیدے پڑھتے نہیں تھکتی تھی اور اس کے بھیجے ہوئے گلدستے باحفاظت زرتاشہ کے کمرے تک پہنچا دیتی تھی۔

یہاں کسی کی بھی ایسی عادت نہیں تھی کہ وہ لوگوں کی چیزوں میں چھیڑ چھاڑ کرے یا ادھر کی بات ادھر پہنچائے، مگر پھر بھی ریان زیادہ تر اہم باتیں اوپر ہی کرتا تھا، ملازموں کی غیر موجودگی میں۔

اسی لیے اس نے حویلی کی دوسری سائیڈ سرونٹس کے لیے مخصوص کر دی تھی تاکہ وہ جلدی اپنا کام ختم کر کے اپنے گھروں کو چلے جائیں اور آرام کریں، اور اگر ضرورت ہو تو آسانی سے بلائے جا سکیں۔

دارار نے اس کی بات پر شکر بھری نظروں سے اسے دیکھا اور مسجد کی طرف چل دیا۔

اس کے جاتے ہی چوکیدار کی بیوی آکر وہ گلدستہ اندر لے گئی تھی۔

وہ اندر کی طرف بڑھی ہی تھی کہ ریان کی گاڑی حویلی کے دروازے کے اندر داخل ہوئی۔

چوکیدار گاڑی پہچانتے ہی جلدی سے دروازہ کھول گیا تھا۔

گاڑی پورچ میں آکر رکی تھی۔

سب سے پہلے زرتاشہ ہی اتر کر اندر کی طرف بڑھی تھی کیونکہ اس وقت اس پر شدید نیند غالب تھی۔ فجر بھی پڑھنی تھی، اوپر سے اتنی لمبی فلائٹ نے اسے بری طرح تھکا دیا تھا اور بھوک الگ ستا رہی تھی۔

وہ بس جلدی سے اپنے کمرے میں جا کر آرام کرنا چاہتی تھی۔

وہ بی امن کو ناشتے کا کہہ کر جلدی سے اپنے کمرے میں گھس گئی تھی کیونکہ ریان کو وہ پہلے ہی گاڑی میں بتا چکی تھی کہ وہ سیدھا اپنے کمرے میں جا کر آرام کرے گی، اس لیے وہ پریشان نہ ہو۔

زرتاشہ ریان کو اطلاع دے کر سیدھا اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

مگر جونہی وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی، سامنے کا منظر دیکھ کر وہ ہل کر رہ گئی تھی۔

کمرے کے وسط میں موجود صوفہ سیٹ، ٹیبل اور ایک سنگل سیٹر صوفہ گلاب کے پھولوں سے بھرے ہوئے تھے... یا یوں کہا جائے تو بہتر ہوگا کہ بکے سے بھرے ہوئے تھے۔

اور وہ بھی کوئی عام بکے نہیں تھے۔

ہر بکے خاصا بڑا تھا۔

زرتاشہ آنکھوں میں بے یقینی اور آنسو لیے ان پھولوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ ریان کو بلاتی، ملازمہ کمرے میں داخل ہوئی۔

ملازمہ نے زرتاشہ کی نم آنکھیں دیکھ کر پریشانی سے اسے دیکھا، جبکہ زرتاشہ کبھی اس کے ہاتھ میں موجود ایک اور بکے کو دیکھ رہی تھی اور کبھی کمرے میں رکھے باقی پھولوں کو۔

وہ سارے گلاب اتنے گہرے سرخ تھے کہ اگر تھوڑے اور لال ہو جاتے تو کالے رنگ سے مشابہت رکھتے۔

"...بی بی جی... یہ سردار سائیں... میرا مطلب ہے سردار صاحب دے کر گئے ہیں۔ آپ کے شوہر"

اس کی سوالیہ نظروں کو سمجھتے ہوئے ملازمہ نے خود ہی اسے ان پھولوں کے متعلق بتا دیا تھا۔

پھولوں کو بھیجنے والے کا نام سنتے ہی زرتاشہ کی آنکھوں سے سوال تو ختم ہو گیا تھا مگر ماتھے پر بل مزید گہرے ہو گئے تھے۔

"اور وہ یہاں کیوں آئے تھے؟"

"وہ...بی بی جی، وہ یہاں اندر نہیں آئے تھے۔ بس نیچے باہر کھڑے تھے۔ وہاں سے آپ کو آواز دے رہے تھے۔ ہم نے سن لیا تھا..."

ملازمہ نے ہلکی سی گھبراہٹ سے کہا۔

"جس دن آپ لوگ گئے تھے، اس کی اگلی رات سے صاحب یہاں آ رہے ہیں۔"

"آ رہے ہیں سے کیا مراد ہے آپ کی؟ روز آتے ہیں وہ؟"

ملازمہ کی بات سنتے ہی زرتاشہ بے یقین ہوئی تھی۔

"جی بی بی سائیں... روز آتے ہیں۔ عشاء کے بعد آتے ہیں اور فجر کی اذان کے وقت چلے جاتے ہیں۔"

"اور آپ کو تو پتا ہے نا رات کو یہاں اوس پڑتی ہے۔ گھر کے اندر تو محسوس نہیں ہوتا مگر باہر خاصی ٹھنڈ ہوتی ہے۔ وہ باہر گارڈن میں گیلی گھاس پر لیٹے رہتے ہیں رات بھر۔"

"ہمارے آدمی نے بہت منع کیا، بہت سمجھایا... مگر صاحب نہیں مانے۔"

”وہ روز ایک گلدستہ لاتے تھے۔ پہلے تو دروازے پر چھوڑ کر چلے جاتے تھے۔ ہم نے کہا کہ ہم وہ بی بی جی تک پہنچا دیں گے کیونکہ وہ کسی ملازم کے ہاتھ میں نہیں دے رہے تھے، صرف دروازے پر رکھ رہے تھے...“

”تو ہم نے ہی آپ کے کمرے میں رکھوا دیے...“

”اور... ہاں، آج بھی آئے تھے۔ آپ کی گاڑی اندر آنے سے کچھ دیر پہلے ہی گئے ہیں۔“

ملازمہ نے اسے پوری تفصیل دی تھی۔

”بی بی سائیں... آپ کتنی خوش نصیب ہیں۔ کل اس سردار سائیں نے آپ کے لیے جرگہ بلایا تھا تاکہ آپ کا بدلہ لے سکے، اور اتنے سارے پھول بھی دیتے ہیں۔ ویسے تو اگر دیکھا جائے نا، ہمارا آدمی تو کبھی اپنی ماں سے بھی نہ لڑے ہمارے لیے... مگر سردار صاحب پورے گاؤں سے لڑ گئے تھے آپ کے لیے۔“

ملازمہ اپنی ہی دھن میں بولی تھی جبکہ اس کی بات پر زرتاشہ نے ناسمجھی اور بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

”ک... کیا مطلب؟“

اسے سمجھ ہی نہیں آیا تھا۔ شاید اسے لگا تھا کہ اس نے غلط سن لیا ہے۔

"ارے، آپ کو نہیں پتا بی بی سائیں؟ وہ گاؤں والے نا... آپ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔
بس پھر کیا تھا، شاید سردار صاحب کو یہ بات پتا چل گئی تھی۔"

"انہوں نے نا صرف گاؤں والوں کا بلکہ جو دوسرے گاؤں کے جاگیردار وغیرہ تھے، جن کے ساتھ
مل کر کالج اور یونیورسٹی بن رہی تھی، وہ کام بھی بند کر دیا۔"

"انہوں نے صاف بول دیا تھا کہ جو میری بیوی کو غلط بولے گا، میں اس کی بھلائی کا کام نہیں
کروں گا۔"

"وہ تو ان سب کو کنویں اور بھوکے شیروں کے آگے ڈال رہے تھے، مگر پھر ریان لالا نے آپ کو
کال کی تھی اور آپ نے منع کر دیا تو ان لوگوں کو چھوڑ دیا۔"

"مگر صاحب نے ان سب کو اپنی حویلی سے کام سے نکال دیا ہے اور کالج والے کام سے بھی ہاتھ
کھینچ لیا ہے۔"

"...یہاں تک کہ ندی پر سے بھی اپنے آدمیوں کا پہرہ ہٹا دیا ہے"

ملازمہ ساری تفصیل دیتے ہوئے بولی تھی جبکہ جوں جوں وہ بول رہی تھی، زرتاشہ پر حیرتوں کا پہاڑ
ٹوٹ رہا تھا۔

وہ تو سمجھ رہی تھی کہ وہ جرگہ اس کے لالا نے بلایا تھا۔

زرتاشہ کو سکتہ زدہ دیکھ کر ملازمہ وہ گلدستہ وہاں رکھ کر چلی گئی تھی۔

زرتاشہ دھم سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ دارار ایسا بھی کر سکتا ہے۔

اس کی نظر پھولوں پر جا ٹھہری تھی۔

ویسے ہی گلاب... جیسے اسے پسند تھے۔

شدید سرخ... جو اس کی گوری رنگت پر بہت جچتے تھے۔

اچانک ہی اس کی نظر اپنی کلائی پر گئی تھی... جو خالی تھی۔

اس دن کے بعد سے اس نے نہ چوڑیاں پہنی تھیں نہ گجرے۔

بے ساختہ اس کے ہاتھ اپنے بالوں پر گئے جو جوڑے کی شکل میں قید تھے۔

وہ بے اختیار اٹھتے ہوئے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی تھی۔

اس نے بے یقینی سے خود کو آئینے میں دیکھا تھا۔

کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ یہ وہی زرتاشہ تھی جو ہر وقت اچھے حلیے میں رہتی تھی۔

اس وقت وہ سادے سے بلیک کرتے ٹراؤزر میں ملبوس تھی۔

اوپر اس نے خود پر گرے رنگ کی گرم چادر لے رکھی تھی اور اسکارف بس چہرے کے گرد لپٹا ہوا تھا... جیسے وہ آتے ہی اتار کر پھینک چکی تھی۔

کہاں وہ ایک پوری دیسی لڑکی تھی... جو کہیں نہ کہیں لازمی پھول پہنتی تھی۔

اور دارار اور ریان بھی تو اسے لا کر دیتے تھے... کبھی سر کے لیے، کبھی ہاتھ کے لیے۔

مگر جیسے وہ خود سے ہی خفا ہو گئی تھی۔

اسے یاد نہیں پڑتا تھا کہ اس دن کے بعد اس نے کالے رنگ کے علاوہ کچھ پہنا بھی تھا۔

اس کے سارے رنگ برنگے لباس یونہی الماری میں پڑے تھے۔

اسے تو خود پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

وہ تو ماتم نہیں منا رہی تھی... پھر یہ سوگواری کیسی تھی؟

ٹھیک ہے، اسے دکھ تھا... مگر اس دن تو اس کے لالا نے اسے اتنا سمجھایا تھا کہ وہ اسے یوں پل پل مرتا نہیں دیکھ سکتا۔

اور اسے اندازہ ہی نہیں ہوا تھا کہ کب اس نے خود کو خود ہی ایک زندہ لاش میں تبدیل کر لیا تھا۔

اسے اپنے ہی عکس سے خوف آنے لگا تھا۔

وہ تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی تھی۔

وہاں سے اس نے اپنا ایک پرنٹڈ لان سوٹ نکالا تھا، جو ہلکے آسمانی رنگ کا تھا۔

اسے لیتے ہی وہ واش روم میں بند ہو گئی تھی۔

شاور لے کر فریش ہونے کے بعد جب وہ باہر آئی تو اس نے وہی آسمانی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔

وضو بنا کر وہ باہر نکلی تھی۔

فجر کا وقت تھا۔

وہ نماز پڑھنا چاہتی تھی... اپنے لیے سکون مانگنا چاہتی تھی۔

اور آج اس نے مکمل اطمینان سے دعا مانگی تھی۔

اپنے لیے ذہنی اور دلی سکون مانگا تھا۔

نماز سے فارغ ہو کر وہ سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتی صوفے کے قریب بیٹھ گئی تھی۔

اب وہ ان پھولوں کو بغور دیکھ رہی تھی۔

کچھ مرجھا چکے تھے مگر ان کی خوشبو اب بھی برقرار تھی۔

مدھم ہی سہی... مگر موجود تھی۔

زرتاشہ ہر احساس سے خالی ان پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ داراریہ سب اب کیوں کر رہا تھا۔

اس نے تو اس سے کچھ نہیں مانگا تھا۔

پھر وہ کیوں یہ سب کیے جا رہا تھا؟

زرتاشہ اپنے لیے بہت کچھ سوچ چکی تھی۔

اب اسے وہی کرنا تھا۔

فی الحال اس کا دل نہیں تھا کہ وہ دوبارہ ان جذباتی جھمیلوں میں پڑے۔

وہ دوسرے گلدستے کو بھی وہیں رکھ کر جانے لگی تھی جب اس کی نظر اس گلدستے پر گئی جو ابھی ملازمہ رکھ کر گئی تھی۔

وہ باقی سب سے الگ تھا۔

باقی سب میں صرف سرخ گلاب تھے... مگر اس والے میں ڈیزی بھی تھیں۔

زرتاشہ کو یاد نہیں پڑتا تھا کہ اس نے زندگی میں کبھی ڈیزی پہنی ہو۔

وقت دوگنی رفتار سے گزر رہا تھا۔

روشبانے کو یہاں آئے تین مہینے ہو چکے تھے۔

ان تین مہینوں میں وہ بہت کچھ سیکھ چکی تھی۔

اس کی پڑھائی جاری تھی۔

اب اس کا دل لگنے لگا تھا۔

وہ اپنے متعلق خواب دیکھ رہی تھی... نئی چیزیں سیکھ رہی تھی۔

داعود نے اس کا ایڈمیشن آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ میں کروایا تھا۔

وہ سافٹ ویئر انجینئرنگ کی پڑھائی کر رہی تھی۔

اس کے بہت سے دوست بھی بن گئے تھے۔

مگر فی الحال اس کا دھیان ان سب چیزوں میں نہیں تھا۔

اب اس کے سپنے... اس کی خواہشیں بدل چکی تھیں۔

محبت اب بھی ویسی ہی تھی... مگر زندگی کو دیکھنے کا انداز بدل چکا تھا۔

اسے لگا تھا کہ وہ کچھ دنوں میں پریگننٹ ہو جائے گی... مگر ایسا نہیں ہوا۔

اب وہ پوری طرح اپنی پڑھائی پر فوکس تھی۔

داعود سے اس نے ایک بار بھی بات نہیں کی تھی۔

مگر وہ اسے روز فون کرتا تھا۔

کال آتی دیکھ کر ہی اسے یہ اطمینان ہو جاتا تھا کہ وہ ٹھیک ہے۔

باقی کی خبر وہ کبھی ریان، کبھی علایہ، تو کبھی اس کے پی اے سے لے لیتی تھی۔

مگر سب کو منع کرتی تھی کہ داعود کو نہ بتائیں کہ وہ اس کے بارے میں پوچھتی ہے۔

اور سب ہی اس کی بات سن کر مسکرا دیتے تھے کیونکہ انہیں اچھی طرح اندازہ تھا کہ ان دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

روشبا نے اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کا بندوبست کر لیا تھا۔

وہ اپنے گھر کے قریب ایک جگہ جاب ڈھونڈ چکی تھی۔

پارٹ ٹائم۔

جہاں اسے ٹائپنگ کی جاب پر گھنٹوں کے حساب سے اچھے خاصے پیسے مل جاتے تھے۔

داعود نے اسے اس کے بابا کے کینیڈین اپارٹمنٹ کا ایڈریس اور باقی ضروری چیزیں بھیج دی تھیں۔

جو کہ اب روشبا نے کے نام ٹرانسفر ہو چکی تھی۔

وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے بابا کی انٹر نیشنل پراپرٹی بھی تھی۔

اس نے اپنی ہی سوچ پر سرپیٹا تھا۔

جب وہ اتنے کامیاب ہو سکتے تھے تو پراپرٹی کیوں نہیں لے سکتے تھے؟

روشبا نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا تھا... اور اب وہ اس پر عمل کرنے والی تھی۔

جانتی تھی اس کی اس حرکت سے داعود خفا ہو گا... مگر جب اسے اس کی فکر نہیں تھی تو وہ کیوں کرتی؟

دارار اپنے معمول کے مطابق روز آتا تھا۔

اور روز ہی اس کے جانے سے پہلے ملازمہ پھول لینے آجاتی تھی مگر کچھ کہتی نہیں تھی۔

روز فجر سے پہلے اس کے کمرے کی لائٹ آن ہوتی تھی۔

بالکنی بھی کھلی رہتی تھی۔

دارار نے ایک دو بار سوچا تھا کہ وہ وہاں سے اندر چلا جائے... جا کر اسے دیکھ لے۔

آخر تین مہینے ہو چکے تھے اسے دیکھے ہوئے۔

نہ اس کی آواز سنی تھی... نہ اس کی ایک جھلک دیکھی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

فجر کا وقت ہونے والا تھا... یعنی اس کے جانے کا وقت۔

اس نے بے چینی سے بالکنی کی طرف دیکھا تھا۔

"یہ تم ٹاڑے بازوں کی طرح اس کی بالکنی کو کیوں دیکھتے رہتے ہو؟ محبوبہ ہے تمہاری... جسے پٹانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہو؟"

ریان، جو کافی دیر سے اس کی حرکتیں نوٹ کر رہا تھا، آج بول ہی پڑا تھا۔

"تم جب بھی بولتے ہو، بکواس ہی کرتے ہو۔ وہ میری محبوبہ نہیں... محبوب بیوی ہے۔"

ریان کی آواز سنتے ہی دارار کا منہ ایسا ہوا تھا جیسے منہ میں الائچی کے بجائے نیم ڈال لی ہو۔

"اچھا؟ اور یہ محبوب بیوی تمہیں لفٹ کیوں نہیں کروا رہی پھر؟"

ریان نے اس کی بات کو مکمل نظر انداز کرتے ہوئے اس کے زخموں پر مزید نمک چھڑکا تھا۔

"تو میرا سالا ہے یا دشمن؟"

"فی الحال تو سالا ہی ہوں... ورنہ بہنوئی۔"

ریان نے بڑے عام سے لہجے میں کہا تھا۔

"تو سالا بنتے ہوئے میری مشکل آسان کر دے میرے باپ۔"

تیرا سالا، میرا سالا... ہم دونوں ہی ایک دوسرے کی مدد کریں گے تو کام چلے گا، ورنہ کیسے چلے "گا؟"

دارار نے بے بسی سے کہا تھا۔

میں کیوں تمہاری مدد کروں گا؟ اللہ کا شکر ہے، میں اپنی بیوی کے ساتھ بہت اچھا ہوں۔ مجھے "نہیں ضرورت ایسے سالوں کی مدد کی۔ تم اپنا خود دیکھ لو۔"

ریان نے سکون سے جواب دیا تھا۔

"اگر میں نے دعا کو تمہاری یہ حرکتیں بتا دیں نا... تو تم کہیں کے نہیں رہو گے۔"

دارار نے فوراً آخری ہتھیار استعمال کیا تھا۔

آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے، سالے صاحب... ہماری اہلیہ ہماری حرکتوں کے بارے میں "پہلے سے واقف ہیں اور اللہ کے فضل سے پوری طرح ہمارے ساتھ ہیں۔"

"تو تم اپنی یہ بریانی... نہیں، جلی ہوئی کھچڑی کہیں اور جا کر جلاؤ۔"

"میں اپنی بہن کو نقصان پہنچانے والے انسان کی کوئی مدد نہیں کرنے والا۔"

ریان نے دو ٹوک انداز میں کہا تھا۔

"...میں مانتا ہوں کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے"

دارار کا لہجہ پہلی بار سنجیدہ ہوا تھا۔

"مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اپنی ہی بیوی اور بچے کو نقصان پہنچاؤں گا۔"

"میں نے نہ اپنی زری کو دھکا دیا تھا، نہ اپنے بچے کو۔"

"میں نے تو بس اسے سختی سے پکڑا تھا۔"

"میں اس دن بے حد غصے میں تھا۔"

میں اس وقت کا انتظار کر رہا تھا۔ اس آدمی نے مجھے کہا تھا کہ اس کا بھائی زرتاشہ سے ملنے والا ہے..."

"مگر اس سے پہلے کہ میں جاتا، وہ وہاں آگئی... اور میرا سارا غصہ اس پر نکل گیا تھا۔"

۔۔ دارار نے آج اس کے سامنے اپنی بات کا اعتراف کیا تھا ۔۔

"میں نے کب کہا کہ تم نے اسے دھکا دیا تھا؟ تم بس اسے طلاق دینے والے تھے اور کچھ نہیں، اور تمہاری اسی بات کی ضد میں آکر وہ گری تھی۔ خیر، مجھے اس مسئلے پر کچھ نہیں کہنا۔ تم اندر چلے جاؤ، نماز کے بعد زری نے تمہیں بلوایا ہے۔"

ریان نے اس کی بات رد کرتے ہوئے کہا تھا جبکہ اس کی بات پر دارار بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔۔

م۔مجھے بلا رہی ہے؟""
اس نے جیسے یقین کرنے کے لیے دوبارہ پوچھا تھا۔۔

ہاں، تمہیں ہی بلا رہی ہے۔ اور اپنا وہ پھول بھی لیتے جانا، سامنے ملازمہ لے کر کھڑی ہے۔ مل" لو اس سے۔"
ریان اتنا کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا جبکہ دارار کو اپنی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔۔

وہ جلدی سے اندر کی طرف بڑھا تھا جیسے کہیں یہ لمحہ اس کے ہاتھ سے نکل نہ جائے۔۔

دارار کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں رہا تھا۔
اسے اپنے قدم من من بھر کے لگ رہے تھے۔۔

اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔
وہ یقین ہی نہیں کر پا رہا تھا کہ اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی زرتاشہ اتنی آسانی سے اسے ملنے کے لیے بلوا لے گی۔۔

جونہی وہ اندر داخل ہوا تھا، سامنے ہی وہی ملازمہ اس کا بکے تھامے کھڑی تھی۔۔

وہ ملازمہ کے ہاتھ سے بکے لیتا اوپر کی طرف بڑھا تھا۔

نہ اس نے رک کر کسی کو دیکھا تھا، نہ ہی نیچے کھڑی دعا سے ملا تھا۔۔

دعا کی حیرانی بھی کچھ کم نہیں تھی۔

اس کی سمجھ سے بھی یہ بات بالاتر تھی کہ اچانک زرتاشہ نے اسے یہاں کیوں بلایا ہے کیونکہ وہ بھی زرتاشہ کے منصوبے سے لاعلم تھی۔

وہ تو اپنے لیے بہت کچھ سوچ چکی تھی۔۔

دارار کمرے کے دروازے تک پہنچ کر رک گیا تھا۔

اچانک ہی اس پر شدید گھبراہٹ طاری ہوئی تھی۔۔

اس نے گہری سانس لیتے خود کو مطمئن کیا تھا اور دروازے پر ہاتھ رکھتے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔

جونہی وہ اندر داخل ہوا، بیڈ پر لاگیج کھلا ہوا تھا جبکہ کپڑے اور باقی چیزیں بیڈ پر رکھی تھیں۔۔

ساری چیزوں کو یوں بکھرا دیکھ کر دارار کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ خوش فہم ہو یا نہیں۔۔

سامنے کا منظر دیکھ کر لگ رہا تھا کہ کہیں جانے کی تیاری ہو رہی ہے۔

مگر اگر زرتاشہ نے کہیں جانا تھا تو اسے یہاں کیوں بلایا تھا؟۔۔

"زری؟۔۔"

دارار نے ہمت کرتے اسے پکارا تھا جبکہ اس کی پکار پر وہ ایک لمحے کو رکتی، دوسرے ہی لمحے دوبارہ اپنے کام پر لگ گئی تھی۔۔

اس کی پکار کے نظر انداز ہونے پر دارار بے یقین سا ہوا تھا۔۔

"تم کہیں جا رہی ہو؟۔۔"

جب اسے سمجھ نہ آیا کہ بات کہاں سے شروع کرے تو وہی پوچھ بیٹھا جو اس کے دل میں وسوسے بن کر چل رہا تھا۔۔

"آپ کو دیکھ کر کیا لگ رہا ہے؟۔۔"

اتنی طویل خاموشی کے بعد زرتاشہ نے صرف اتنا ہی جواب دیا تھا اور ساتھ پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔۔

ایک لمحے کو اس کی حالت دیکھ کر زرتاشہ کو اس پر افسوس ہوا تھا۔
اپنے فیصلے پر اس کے قدم بھی ڈگمگائے تھے مگر دوسرے ہی لمحے اس نے خود کو مضبوط کر لیا تھا کیونکہ اگر اسے آگے بڑھنا تھا، خوش رہنا تھا، تو یہ بہت ضروری تھا کہ وہ خود کو اپنے ہر جذبے سے الگ کرتے کسی عام انسان کی طرح ٹریٹ کرے۔۔

"م۔مجھے تو یہ سب دیکھ کر۔۔۔"

دارار ایک لمحے کو رکا تھا۔۔

"سچ کہوں؟۔۔"

تو دل میں ایسی چیخیں اٹھ رہی ہیں جو حقیقت آنکھیں دیکھ رہی ہیں انہیں دماغ ماننے سے انکار کر رہا ہے۔۔۔ اور دل، دماغ کی سننے سے پہلے ہی دم توڑنے کو تیار ہے۔"

دارار نے نہ جانے کیسے خود پر ضبط کرتے اس کے سوال کا جواب دیا تھا۔۔

اس کی سرخ متورم آنکھوں سے تو زرتاشہ کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ بھی خود پر ضبط کر رہا ہے۔ اب دیکھنا یہ تھا کہ یہ ضبط کا کھیل کب تک چلتا ہے اور اس میں پہلا ہارتا کون ہے۔۔

"ہمم۔۔۔ جا رہی ہوں۔"

زرتاشہ نے بیڈ پر بیٹھتے جواب دیا تھا۔۔

"بہت دور۔۔۔ اتنی دور کہ خود کو ڈھونڈ سکوں۔"

"تم خود کو کہیں اور کیوں ڈھونڈ رہی ہو؟ تم تو میرے پاس ہو۔۔۔"

اس کے بیٹھتے ہی دارار بھی اس کے پیروں کے قریب بیٹھ گیا تھا۔۔

"مجھے بھی تو یہی لگتا تھا کہ میں آپ کے پاس ہوں۔۔۔"

"پہلے میں اپنے لالا کے پاس تھی۔۔۔ پھر ان سے آپ کے پاس گئی۔۔۔ مگر پھر میں کھو گئی۔"

"اب مجھے خود کو ڈھونڈنا ہے۔۔۔ اپنے لیے۔"

"جینے کے لیے۔"

یہ زندگی مجھے بہت مشکل لگتی ہے۔۔۔ شاید اس کا مطلب جان جاؤں تو اس کی قدر بھی جان جاؤں گی۔۔۔ اسی لیے جانا چاہتی ہوں۔

آپ کو پتا ہے میرے اندر کی آواز مجھے خود غرض کہہ رہی ہے۔ وہ کہہ رہی ہے کہ میرا شوہر میرے قدموں میں آگیا ہے، اس کے باوجود میں اسے معاف نہیں کر رہی۔ میں نے اس کی ایک غلطی کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔

مجھے جانا ہے کیونکہ میں جانا چاہتی ہوں... اپنے لیے۔ میری رائے، میری زندگی جینے کی وجہ، میرا ذریعہ، سب نظریہ بدل گیا ہے۔ مجھے بس اس بدلاؤ کو کچھ پل کے لیے صحیح سے جینا ہے۔ مجھے کسی سے بدلہ نہیں چاہیے، مجھے بس خود کو خود میں ڈھونڈنا ہے۔ اسی لیے میں جانا چاہتی ہوں۔

زرتاشہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسے اپنے دل کی بات بتائی تھی۔

دارار نے مسکراتی ہوئی نم نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ میں اپنا اتنا نقصان کر چکا ہوں کہ اب تم مجھے اپنے عمل کی وضاحت دو گی۔"

"مانتا ہوں، برا ہوں.... بہت برا۔ شاید اتنا کہ تمہیں ڈیزرو نہ کروں۔"

"مگر یہ بندہ جتنا بھی برا ہے، صحیح تمہارا ہے... اور تمہیں بہت اچھے سے سمجھتا ہے۔"

"اس دن جو بھی ہوا وہ ایک پراپر برین واشنگ تھی۔ میں تم پر شک نہیں کرتا تھا، مگر ایک کمزور لمحہ، شیطان اور میرا غصہ... مجھ سے وہ سب کچھ کروایا جو میں کبھی اپنے ہوش میں مر کر بھی نہ کرتا۔"

"شاید یہ اللہ کی آزمائش تھی جس میں میں پورا نہ اتر سکا... اور سزا تمہارے سامنے ہے۔"

"مگر تم بے فکر رہو، وہ غلطی دوبارہ نہیں ہوگی۔ تم اپنے اور ہمارے بارے میں آرام سے فیصلے لے سکتی ہو۔ تمہیں مجھے یا کسی اور کو کوئی وضاحت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اور رہی بات تمہارے اس دل کی... تو اس سے کہہ دو کہ مجھے تم پر بھروسہ ہے۔ جو تم کر رہی ہو وہ ہم دونوں کے لیے بہتر ہوگا، اور اگر نہیں بھی ہوا تو کوئی بات نہیں... ہم غلطیوں سے ہی سیکھتے ہیں۔"

دارار نے اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کیے تھے۔

زرتاشہ اسے بس دیکھتی رہ گئی تھی... اسے بالکل بھی توقع نہیں تھی کہ دارار اتنا تحمل، اتنا سکون اور اتنا نرم جواب دے گا۔ وہ تو چیخنے چلانے، زور زبردستی کرنے کے لیے تیار تھی۔

"تم مجھ سے ڈرنے لگی ہو نا؟"

دارار نے آہستگی سے اس کے گال پر انگلیاں پھیرتے ہوئے پوچھا۔

وہ اس کے چہرے میں کھوئی ہوئی تھی، جیسے سن ہی نہیں پا رہی ہو۔

"بے فکر رہو... زبردستی نہیں کروں گا۔ ڈر ہے نا؟"

"نہ خود سے آیا ہے، نہ خود سے جائے گا... مگر امید رکھنا، جب بھی لوٹنا چاہو، لوٹ سکتی ہو۔"

"...میں پوری زندگی تمہارا انتظار کروں گا"

"تم نے مجھے آنے سے منع کیا تھا، پھر بھی تم نے بلایا... تو بس میں کھنچا چلا آیا ہوں۔

پتا ہے آج میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہنے کو۔ ہو سکتا ہے تمہیں سن کر برا لگے مگر میں نے بہت سے لوگوں سے پوچھا کہ میں ایسا کیا کروں جس سے تمہیں یہ یقین ہو جائے کہ میں واقعی اپنے کیے پر شرمندہ ہوں، ندامت ہے مجھے اپنی کی گئی غلطیوں پر۔

میں نے جان کر تمہیں یا اپنی اولاد کو نقصان نہیں پہنچایا تھا، مگر اب جب اتنے دنوں سے روز یہاں آتا ہوں تو اپنے سوالوں کے جواب مجھے مل رہے ہیں۔ مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ تمہیں کیسے منانا ہے۔

دارار نے اس کی تکلیف زدہ نظروں سے نظریں چراتے ہوئے کہا کیونکہ یہ بات ان دونوں کے لیے بے حد تکلیف دہ تھی اور شاید زندگی کے ایک طویل عرصے بعد بھی رہنے والی تھی۔

مجھے یہ اندازہ ہوا کہ تمہارا زخم بہت گہرا ہے اور اسے دینے والا میں ہوں۔ اور جب زخم کسی اپنے نے دیا ہو تو بھرنے میں وقت لگتا ہے، بہت وقت۔ اور مجھے یہ بھی اندازہ ہے کہ یہ زخم میں

نے تمہارے جسم پر نہیں بلکہ تمہاری روح پر دیے ہیں، اور روح کے زخم اتنی آسانی سے نہیں بھرتے۔

اتنی راتیں جاگ کر مجھے اپنے اس سوال کا یہی جواب ملا۔

تم جہاں جانا چاہو، بے فکر ہو کر جاؤ۔ میں یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ کہیں نہیں جاؤں گا جب تک تم پہلے جیسی نہیں ہو جاتی۔

مجھے اپنی وہی زری چاہیے جس کی باتیں بھی انوکھی ہوتی تھیں اور جو خود بھی ہر وقت ہنستی مسکراتی تھی، یہ والی نہیں جو اچانک ہی بڑی ہو گئی ہے۔

دارار نے آخر کار اس کے آنسو صاف کیے تھے۔

پھر اس نے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا،
""ارے... میں باتوں میں تو بھول ہی گیا، یہ لو پھول۔

زرتاشہ نے اس کے ہاتھ سے پھول تھامے اور غور سے انہیں دیکھا۔

"یہ آپ کچھ دن صرف گلاب لائے اور اب کچھ دن سے یہ ڈیزی کیوں؟"

زرتاشہ نے الجھن سے پوچھا۔

"یہ ہماری نئی زندگی کی امید ہے۔ بہت جلد یہ کھل جائے گا، اور پھر یہاں ایک نہیں بہت سارے ڈیزی ہوں گے۔ فی الحال یہ میری امید ہے۔"

دارار نے نرمی سے جواب دیا۔

"تم نے پیکنگ کرلی ہے؟"

"ہاں، کرلی ہے۔"

"کتنے دن کے لیے جا رہی ہو؟"

"پتا نہیں، مگر جہاں جا رہی ہوں وہاں سکون بہت ہے۔ کہتے ہیں اس جگہ سے زیادہ خوبصورت کوئی جگہ نہیں ہے اس دنیا میں، نہ ہی وہاں جتنا سکون کسی اور جگہ ہے۔"

زرتاشہ نے اشارہ دیا۔

دارار گہرا مسکرایا۔

"میں دعا کروں گا تمہیں تمہارا سکون مل جائے۔ اب میں چلتا ہوں، تمہیں جاتا نہیں دیکھ سکتا مگر لینے خود آؤں گا۔ یہ وعدہ ہے میرا۔ تمہیں لوٹنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، میں خود تمہیں لینے آؤں گا۔"

وہ جاتے جاتے رک گیا اور شدت سے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

"اپنا بہت خیال رکھنا... اور اداس مت ہونا۔ تم اداس ہوتی ہو تو مجھے پتا چل جاتا ہے۔ میں اور باقی سب یہاں ٹھیک ہوں گے۔ تم بس اپنا دھیان رکھنا اور اکیلے زیادہ مت گھومنا، گارڈ کو ساتھ رکھنا۔"

باقی اللہ کی امان۔۔

دارار نے کہتے ہوئے اس سے دور ہوتا، لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

زرتاشہ آج اس کے جانے پر روئی نہیں تھی بلکہ اس کا ضبط دیکھ کر نم نظروں سے مسکرا دی تھی۔

زندگی شاید ایک طویل عرصے بعد آسان ہونے والی تھی۔

"مجھے تم سے امید نہیں تھی کہ تم اتنی عقل مندی کا مظاہرہ کرو گے۔"

ریان جو زرتاشہ کو ایئرپورٹ چھوڑ کر آیا تھا، وہ لان کی دوسری طرف موجود جھولے کی طرف دارار کو بیٹھا دیکھ کر دور سے بولا۔

اسے لگا تھا وہ چلا گیا ہوگا زرتاشہ کو بغیر دیکھے، مگر اس نے تو آج اسے حیران کرنے کی قسم کھا رکھی تھی شاید۔

"مجھے بھی تم سے امید نہیں تھی کہ تم اتنی تمیز کا مظاہرہ کرو گے۔"

دارار نے جو تب سے گھاس میں کچھ ڈھونڈ رہا تھا، چہرہ اٹھا کر جواب دیا۔

کیا کروں، بہن ہے میری... اس کے دل کو تم سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ میں جانتا ہوں وہ تمہارے "بغیر جی نہیں سکے گی۔"

ریان نے اس کے برابر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مگر اس کا یہ قدم اسے ہم دونوں کے بغیر جینا سکھا دے گا۔"

دارار نے اس کی بات نہ رد کی نہ مانا۔

"ہم دونوں ساتھ دیں گے تو وہ جینا اور لڑنا دونوں سیکھ جائے گی۔"

دارار نے اسے دیکھتے ہوئے یقین دلایا۔

"تمہیں پتا ہے یہ جھولا کس نے لگوایا تھا؟"

ریان نے اچانک بات بدلتے ہوئے پوچھا۔

"کس نے؟"

"میرے بابا نے۔"

ریان نے سامنے دیکھتے ہوئے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"زری بہت چھوٹی تھی جب ماما بابا کی ڈیتھ کار ایکسیڈنٹ میں ہوئی۔ وہ صرف ایک ایکسیڈنٹ نہیں تھا..."

ریان کی آواز بھاری ہو گئی تھی مگر وہ خود کو سنبھال رہا تھا۔

"وہ ایک پلانڈ مرڈر تھا۔ اس وقت میں گیٹ کے پاس بیٹھا تھا، زری میری گود میں تھی۔ ماما بابا آگے تھے۔ مجھے کچھ سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ شاید اس دن ہم دونوں بھی نہ بچتے، مگر اللہ نے ہماری زندگی لکھ دی تھی۔"

"میں اس وقت آٹھ سال کا تھا۔ مجھے بزنس یا کسی چیز کا اندازہ نہیں تھا، مگر بابا کی لیگل ٹیم اور ان کے لوگ ان کے بے حد وفادار تھے۔ آج بھی وہ وفاداری نبھا رہے ہیں۔"

ریان نے گہرا سانس لیا۔

"انہوں نے بابا کی امانت اور ہمارا ہماری جان سے زیادہ خیال رکھا۔ وہی وجہ ہے کہ آج میں اس مقام پر ہوں... ہم دونوں بالکل ٹھیک ہیں۔"

ریان نے اسے اپنے ماضی کی جھلک دکھائی تھی، جس کے کچھ باب روشن تھے مگر کچھ ورق اب بھی سیاہ تھے۔

اور ان کی سیاہی آج بھی ان کا پیچھا کر رہی تھی۔

"تم نے کہا تھا تمہارے والدین کا ایکسیڈنٹ پری پلانڈ تھا... یہ نہیں پتا چلا کس نے کیا تھا؟ اب تک تو تم نے پتا کر لیا ہوگا کہ ان سب کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا؟"

دارار نے اس کی بات سنتے مزید تشویش سے کہا، کیونکہ اتنا تو اسے اندازہ تھا کہ ریان خان ان لوگوں میں سے نہیں تھا جو چپ بیٹھ جائیں۔
اگر وہ زرتاشہ کا معاملہ کچھ ہی گھنٹوں میں حل کر سکتا تھا تو اب تک اپنے ماں باپ کے قاتلوں تک پہنچ چکا ہوتا۔

"ہاں... چلو، آؤ تم بھی دیکھ لو اسے۔"

ریان نے اس کے سوال پر ہامی بھرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ اسے بھی اٹھنے کا اشارہ کیا۔

دارار نے اس کے کھڑے ہوتے ابرو اٹھاتے ہوئے اسے دیکھا، پھر ریان کے دوبارہ اشارہ کرنے پر وہ سر جھٹکتا اس کے ہم قدم ہو لیا۔

اسے سمجھ تو کچھ نہیں آئی کہ اچانک وہ اسے اپنے ماں باپ کی موت کا بتاتے بتاتے کیا دکھانے لے کر جا رہا تھا۔

ریان اسے لے کر بیسمنٹ میں آگیا تھا، جہاں اس نے اتنے دن سے انتشام خان کو اپنی قید میں رکھا ہوا تھا۔

دارار نے حیرانی سے اردگرد دیکھا۔ جس طرح ریان اسے یہاں لایا تھا، اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ ایک سیکرٹ روم ہے جو حویلی کے اندر نیچے چھپا ہوا ہے، اور اس کے بارے میں کسی کو علم نہیں، کیونکہ اس کا لاک ریان کے فنگر پرنٹس سے کھلتا تھا۔

جوں جوں وہ لوگ اندر بڑھ رہے تھے، اندھیرا انہیں اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔
ریان نے ایک جگہ پہنچ کر دیوار پر ہاتھ مارا تو کمرے کی لائٹس آن ہو گئیں۔

دارار کو سامنے کا منظر دیکھ کر مزید حیرت ہوئی۔
اسے لگا تھا یہاں شاید کوئی عام بندہ ہوگا، مگر وہاں اچھے خاصے گارڈز موجود تھے، اور دوسری طرف کرسیوں پر کچھ لوگ بندھے ہوئے تھے۔

ان میں سے ایک کو دیکھ کر دارار فوراً پہچان گیا — یہ انتشام خان تھا۔

"تم کہہ رہے تھے کہ تم نے ابھی تک پتا کر لیا ہوگا کہ میرے پیرنٹس کو کس نے مارا؟"

ریان نے اندر آتے ہوئے ایک کرسی کھینچی اور اس کی طرف رکھ دی، پھر خود دوسری کرسی پر بیٹھتے ہوئے دارار سے کہا۔

دارار نے اثبات میں سر ہلایا۔

"لو... تمہارے سامنے بیٹھا ہے یہ شخص جس نے تم سے اتنی ہمدردی دکھائی کہ اسے تمہاری عزت کا بہت خیال تھا۔"

ریان کی آواز ٹھنڈی ہو گئی۔

"اور مجھے تمہاری عزت سے کوئی لینا دینا نہیں... میں صرف اپنی بہن کی خوشی دیکھتا ہوں۔ اس کے آگے کسی کی عزت میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔"

"یہی کہا تھا اس نے تم سے؟"

ریان نے مزے سے کرسی پر ٹیک لگاتے ہوئے جیسے ہی یہ جملہ کہا، دارار کے سر پر گویا دھماکا سا ہوا تھا۔

دارار کو اس کی باتوں اور حرکتوں پر ہنسی کے ساتھ ساتھ غصہ بھی آنے لگا تھا۔ اسے آج تک یہ بات سمجھ نہیں آئی تھی کہ اسے ان ساری باتوں کا علم کہاں سے ہو جاتا ہے—کیا یہ کوئی نجومی ہے؟

"نجومی نہیں ہوں نامراد بہنوئی۔"

ریان نے اس کی سوچ پڑھتے ہوئے فوراً جواب دیا۔

"یہ سامنے بیٹھا شخص فسادی ہے اور اس نے ابلیس کے سگے رشتہ دار ہونے کا فرض نبھاتے ہوئے میاں بیوی کے درمیان بہت آسانی سے فساد پھیلایا، وہ بھی موقع دیکھ کر جب لوہا گرم تھا، اس نے ہتھوڑی مار دی۔"

ریان نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے ہوئے نیم بے ہوش پڑے انتشام خان کو گھورا۔

دارار کو اب بھی اس کی کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"پتہ ہے ویسے تم ہر اینگل سے میرے نامراد بہنوئی بننے کے قابل ہو... بس ایک کمی ہے کہ تمہیں میری باتیں سمجھ نہیں آتیں، جبکہ اتنا عرصہ تم میرے ساتھ گزار چکے ہو۔"

"خیر کوئی نہیں... اب سے تم روز دو گھنٹے میرے ساتھ رہو گے تاکہ میرے آنکھوں کے اشارے بھی سمجھ جاؤ۔"

ریان نے افسردگی کا ڈرامہ کرتے ہوئے کہا۔

دارار نے اسے گھور کر دیکھا۔

"مجھے کوئی ضرورت نہیں تمہارے ان عجیب و غریب اشاروں کو سمجھنے کی۔ تم خود ہی سمجھ لو تو بہتر ہے۔ اور یہ بتاؤ کہ اسے ابھی تک زندہ کیوں رکھا ہے؟

مار کیوں نہیں دیا؟ اسے اس طرح شو میں رکھنے کا کیا مزہ ہے؟"

دارار غصے میں اٹھ کھڑا ہوا۔

ریان نے جان بوجھ کر مزید مسکراتے ہوئے اسے تپایا۔

"اتنی جلدی کہاں چل دیے بہنوئی... یہاں لوگ آتے بھی میری مرضی سے ہیں اور جاتے بھی۔"

دارار نے بمشکل خود کو قابو کیا۔

"ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا... میں نجومی نہیں ہوں۔ تمہارے اس ہمدرد نے مجھے تم سے ساری باتیں بتائی ہیں، بلکہ سنائی بھی ہیں تاکہ مجھے تمہارے خلاف ورغلایا جا سکے۔"

"مگر افسوس... اس کا پہلا پلان کامیاب ہوا، دوسرا نہیں۔ کیونکہ ریان خان نہ بچپن میں کسی کے ہاتھ کا کھلونا بنا، نہ جوانی میں۔"

اس نے انتشام خان کی طرف دیکھ کر سرد لہجے میں کہا۔

"یہ یہیں رہے گا... اس اندھیری کوٹھری میں قید۔ بہت جلد میں اسے اپنے ہیڈکوارٹر شفٹ کر دوں گا، جہاں اسے احساس ہو جائے گا کہ وہ کیا کھو چکا ہے۔"

"میں اس کے دماغ کو آہستہ آہستہ ختم کر دوں گا... کیونکہ اسی دماغ نے میری معصوم بہن کی زندگی اجاڑی ہے۔"

ریان نے سکون سے اپنی وحشت کا اعلان کیا، جیسے کسی عام کام کی بات کر رہا ہو۔

پھر اس نے دارار کی طرف دیکھ کر کہا:

"تمہیں یہ سب بتانے اور دکھانے کا ایک ہی مقصد ہے..."

"تاکہ تم سیکھ لو... ریان خان اپنے دشمنوں کو مارتا نہیں، بس مٹا دیتا ہے۔"

ریان نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے دارار کے کندھے سے مصنوعی دھول جھاڑی تھی، جبکہ اس کی بات پر دارار نے فوراً ریان کا ہاتھ جھٹک کر باہر کی طرف قدم بڑھا دیے تھے۔

اسی دوران ریان نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا اور انتشام خان کو بیسمنٹ میں لے جانے کا حکم دے دیا — وہ جگہ جہاں صرف ہوا موجود تھی، نہ کھانا، نہ پانی، نہ زندگی کی کوئی سہولت۔ زمین کے اندر ہونے کی وجہ سے وہاں اکثر دم گھٹنے جیسا احساس ہوتا تھا، مگر موت پھر بھی آسان نہیں تھی۔

دارار کے نکلنے کے کچھ دیر بعد ہی ریان بھی باہر آگیا تھا۔

"تم نے اب تک مجھے کیوں نہیں مارا؟ اگر تم اسے سزا دے سکتے ہو تو مجھے کیوں نہیں؟"

دارار نے ریان کی موجودگی اپنے پیچھے محسوس کرتے ہوئے کہا، جبکہ اس کا اشارہ انتشام خان کی طرف تھا۔

اس کی بات پر بے ساختہ ریان کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"اس کے پاس میری کمزوری نہیں ہے، اور تمہارے پاس ہے۔"

اسے مار کر نقصان میرا نہیں ہوگا، مگر تمہیں مارنے سے میں نہ صرف اپنی بہن کے آگے گناہگار" "ہوں گا بلکہ اپنی بیوی کے آگے بھی۔

کیونکہ میری زندگی کی دو واحد عورتیں تم سے بہت گہرے تعلق سے جڑی ہیں، جو مر کر بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ دونوں ہی تمہارے لیے مرنے کو تیار ہیں، اور تم جانتے ہو کہ میں مر سکتا ہوں، مگر انہیں کسی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔"

"تو ریان خان اپنی زندگی میں پہلی بار مجبور ہے... اور وہ بھی بہت بری طرح۔"

ریان نے اطمینان سے ہاتھ جیب میں ڈال کر جواب دیا۔

دارار نے خاموشی سے اسے دیکھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے... سب کچھ پہلے جیسا ہو جائے گا؟"

دارار نے گھاس پر آہستہ چلتے ہوئے پوچھا۔

ریان بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

"پہلے جیسے کا تو پتا نہیں... مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ بہتر ہو جائے گا۔"

کیونکہ حقیقت میں مجھے بھی نہیں لگتا کہ کچھ بھی ٹھیک ہوگا... اور اگر ہو بھی گیا تو کیا ہوگا؟"
"بکھرے رشتے اب آسانی سے جڑتے نہیں۔

"مدت لگتی ہے ان رشتوں کو بنانے میں... اور لمحہ لگتا ہے انہیں بکھیرنے میں۔"

ریان کی بات صاف اور تلخ تھی، مگر سچائی سے بھرپور۔

پھر اس نے جان بوجھ کر نام لینے سے گریز کیا۔

دارار نے گہری سانس لی۔

"اگر تم میری جگہ ہوتے... تو کیا خود کو دوسرا موقع دیتے؟"

دارار نے زرتاشہ کے مسئلے پر سب سے موقف لیا تھا

سوائے ریان کے... کیونکہ اس میں ہمت ہی نہیں تھی کہ وہ اس کے روبرو آتا۔ وہ شرمسار تھا، مگر آج آگیا تھا تو لگے ہاتھوں اپنے دل میں چھپی بات پوچھ ہی بیٹھا۔

دیکھو نامراد بہنوئی... پہلی بات تو یہ ہے کہ میں کبھی تمہاری جگہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ رشتوں کے "معاملے میں تمہاری طرح امیر نہیں ہوں۔

اس پوری دنیا میں میرے پاس رشتے کے نام پر گن کر صرف تین عورتیں ہیں — ایک میری بہن، "ایک میری بیوی اور ایک بی اماں۔ ان کے علاوہ میرا کوئی نہیں۔

میری دنیا، میری آخرت، میری کل کائنات، میری جنت... سب کچھ یہی تین ہیں۔ اور میں" انہیں دکھ پہنچانے یا نقصان پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتا، چاہے وہ غلط ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ "انہیں کھونا ریان خان کی جیب کو گوارا نہیں۔

"میری اتنی گنجائش اور حیثیت ہی نہیں کہ میں ان میں سے کسی ایک کو بھی کھو دوں۔"

"تمہارے پاس سارے رشتے موجود ہیں... تم کسی سے محروم نہیں ہو، اسی لیے تم نے آسانی سے یہ قدم اٹھا لیا۔ تم اس کے بغیر سانس لے سکتے ہو۔"

ریان نے ایک لمحہ رک کر اسے دیکھا۔

"ایک بات سچ سچ بتاؤ بہنوئی... یا سالے کی حیثیت سے نہیں، ایک انسان کی حیثیت سے، ایک مرد کے نظریے سے۔"

"میں خواب میں بھی اپنی بیوی کو دکھ نہیں پہنچا سکتا۔ اگر وہ غلط بھی ہو تو بھی میں جھکتا ہوں... پتا ہے کیوں؟"

"اس لیے نہیں کہ وہ میری بیوی ہے... اس لیے کہ وہ میری جان ہے۔ اس کے بغیر مجھے سانس نہیں آتا۔"

"میں اسے ایک رات بھی میکے نہیں چھوڑ سکتا، یہ تصور مجھے ڈرا دیتا ہے۔ مجھے وہ ہر لمحہ اپنے پاس چاہیے ہوتی ہے۔"

"یوں سمجھ لو... سانس جتنی ضروری ہے، وہ مجھے اتنی ضروری ہے۔"

ریان نے ذرا ٹھہر کر آخری بات کی۔

"شاید زری تمہارے لیے اتنی ضروری نہیں تھی... تم جی گئے۔"

مگر وہ تمہارے لیے اتنی ضروری تھی کہ تمہاری جدائی کے تصور نے اسے موت کے منہ میں ڈال دیا...“

”پتا ہے کیا... اپنی بہن کو دیکھ کر لگتا ہے کہ میں دنیا کا غریب ترین انسان ہوں۔“

ریان چلتے چلتے تھک کر گھاس پر بیٹھ گیا تھا۔
صبح کا وقت تھا اور موسم کی تبدیلی کی وجہ سے ہر طرف بادلوں کا راج تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں پوری شدت سے چل رہی تھیں۔

دارار بھی اس کے برابر بیٹھ گیا اور غور سے اسے سننے لگا۔

”بوجھو کیوں؟“

ریان نے نظریں جھکائے پوچھا۔

”کیوں؟“

”کیونکہ نہ میں اس کی حفاظت کر پایا... نہ اسے اچھے نصیب دے پایا۔“

”...پتا نہیں ماں باپ اپنی بیٹیوں کو نصیب کیوں نہیں دے پاتے“

اس بار ریان کی آواز میں وہ درد تھا جو شاید برسوں سے اس کے اندر دفن تھا۔

اس کی بات سنتے نہ چاہتے ہوئے بھی دارار کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ دونوں ہی تکلیف کا شکار تھے— ایسی تکلیف جس کا کوئی علاج نہیں تھا، سوائے وقت کے۔

"...وہ مجھ سے یہ کہہ کر گئی ہے کہ خود کو ڈھونڈ کر لوٹے گی"

ریان نے مدھم لہجے میں کہا۔

"اور میں نے اس سے کہا ہے... جب لوٹنا، جب اپنی خوشیاں ڈھونڈ لو۔ ایسی خوشیاں جو صرف تم سے منسلک ہوں۔"

"مجھ سے، تم سے یا کسی اور سے نہیں... صرف اس کی اپنی۔"

"وہ دوسروں کے رحم و کرم پر رہنا چھوڑ دے اور خود کو مضبوط بنا لے۔ میں اسے یوں کمزور نہیں دیکھ سکتا۔"

ریان نے اپنے آنسو حلق میں اتار لیے تھے، کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ دعا کہیں نہ کہیں سے اسے دیکھ رہی ہوگی، اور وہ اسے یوں ٹوٹتا نہیں دکھانا چاہتا تھا۔

دارار نے گہری سانس لی۔

"تمہیں نہیں لگتا یہ اس کے ساتھ غلط ہے؟"

"جب اس نے کچھ غلط کیا ہی نہیں تو وہ کسی کے لیے خود کو کیوں بدلے؟"

"یہ اس کا حق ہے کہ وہ مجھ سے اور تم سے امید رکھے۔ یہ اس کا حق ہے کہ وہ ہماری محبت کی منتظر رہے۔"

"قصور میرا تھا۔"

دارار کی آواز بھاری ہو گئی تھی۔

"مجھے اس کے دکھ، اس کی تکلیف کا ایک بار بھی خیال نہیں آیا۔ قصور میرا تھا کہ میں کان کا کچا نکلا۔ اتنے کمزور نفس کا مالک کہ مجھے اپنی بیوی کی معصومیت پر یقین ہی نہیں رہا۔"

"ان سب چیزوں میں قصور میرا ہے... اور اس کی سزا میرے رب نے مجھے دی ہے۔"

"یا شاید یہاں بھی میں غلط ہوں... کیونکہ سزا کاٹنے والے اتنے پرسکون نہیں ہوتے۔"

"جب ہر چیز میں قصور میرا ہے تو سزا صرف وہ کیوں بھگتے؟"

"بدلنا اسے نہیں... مجھے ہے۔"

دارار نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"وہ جیسی ہے، بہترین ہے۔ مجھے ہر حال میں قبول ہے۔"

"تو اسے بدلنے کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔ کیونکہ اب وہ میری ہے۔"

ہاں، یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ کہاں رہنا چاہتی ہے۔ اس کی مرضی کے آگے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر اتنا طے ہے کہ اب کوئی میری بیوی کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔

”وہ جیسی بھی ہے... مجھے دل و جان سے قبول ہے۔“

”اب چاہے وہ مجھ سے دور رہے یا پاس... یہ فیصلہ صرف اس کا ہوگا۔“

”تو اسے بدلنے کے خیال اپنے دل سے نکال دو... اور اپنے گھر پر دھیان دو۔“

دارار کو ریان کی بات بری لگی تھی، اس لیے وہ اپنی سوچ کہے بغیر نہیں رہ سکا۔

اپنی غلطیوں سے وہ بہت کچھ سیکھ چکا تھا... اور بہت سی چیزیں تو اس نے ریان سے ہی سیکھی تھیں، جن میں سب سے اہم اپنے رشتوں میں برابری کرنا تھا۔

اسے دیر سے ہی سہی، مگر اب اندازہ ہو گیا تھا کہ ہر رشتے کا اپنا مقام ہوتا ہے۔

اور ہر کسی کی اپنی جگہ ہوتی ہے... مگر اس کی بیوی اس کا لباس ہے، اور وہ کسی بھی قیمت پر اپنے لباس کو اپنے تن سے جدا نہیں کر سکتا، کیونکہ پھر وہ خود بے آبرو ہو جاتا ہے۔

زرتاشہ اگر اس سے جدا ہو گئی... تو یہ جدائی اسے کسی قیمت پر منظور نہیں تھی۔

وہ ماضی میں کیے گئے اپنے گناہوں کا مداوا کرنے کو تیار تھا، اور اسے پورا یقین تھا کہ ایک دن وہ ضرور کامیاب ہوگا۔

اس کی بیوی کے زخم گہرے تھے، انہیں بھرنے میں وقت لگنا تھا... شاید بہت وقت، شاید ایک عمر، مگر وہ تیار تھا۔

ہر چیز کے لیے۔

خود کو اور اپنی محبت کو ثابت کرنے کے لیے۔

کہ یہ حلال محبت ہے... کمزور پڑ سکتی ہے، مگر ٹوٹے گی نہیں۔
یہ اپنی جگہ واپس تلاش کر لے گی۔

"...مجھے یقین ہے"

دارار نے جذب کے عالم میں کہا تھا۔ اس کے لہجے سے ندامت صاف جھلک رہی تھی، جبکہ ریان اس کی بات پر پھیکا سا مسکرا دیا۔

"...دعا کروں گا کہ جو تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہو جائے"

"مگر یہ بھی مت بھولنا کہ یہ دنیا ہے۔ یہاں اللہ تو معاف کر دیتے ہیں... مگر انسان نہیں۔"

"وہ مرنے کے بعد بھی تمہاری نسلوں کو تمہارے گناہوں کا بوجھ اٹھانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔"

ریان نے گھاس سے اٹھتے ہوئے کہا، کیونکہ ناشتے کا وقت ہو گیا تھا اور وہ اپنی بیوی کو زیادہ دیر بھوکا نہیں رکھ سکتا تھا۔

"...مجھے اس دنیا اور یہاں کے لوگوں سے کوئی لینا دینا نہیں"

داراربھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا سب کچھ میری بیوی اور میرے گھر والے ہیں۔ میرے لیے بس وہی اہمیت رکھتے ہیں۔"

"...اور رہی بات میری نسلوں کی"

دارار کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھری۔

تو میری نسل دارار یوسفزئی کی نسل ہوگی۔ شرافت کی امید مت رکھنا... دنیا کے منہ پر تماچہ مارنا"
"اچھے سے جانتی ہوگی۔

"تو بے فکر ہو جاؤ سالے صاحب... ہماری نسل خود نپٹ لے گی۔"

دارار نے ایک آنکھ دبا کر اسے چھیڑا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

اب اس کا ارادہ بھی گھر جانے کا تھا۔

وقت دوگنی رفتار سے گزر رہا تھا۔ کسی کو اندازہ ہی نہیں ہوا کہ اپنے اپنے پیاروں سے دور رہتے ہوئے انہیں پانچ مہینے سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔

زندگی کی رفتار کم نہیں ہوئی تھی... مگر اسی رفتار نے لوگوں کو حیران کرنے کے ساتھ ساتھ تھکانا بھی شروع کر دیا تھا۔

یوسفزئی حویلی کی صبح بھی آج کچھ مختلف نہیں تھی۔

سب کچھ ویسا ہی تھا جیسے پانچ مہینے پہلے تھا... مگر پھر بھی سب کچھ بدل چکا تھا۔

خاموشی اس حویلی پر اس طرح چھائی ہوئی تھی جیسے کسی نے اس کے رنگ چرا لیے ہوں۔
وہی حویلی جو کبھی قہقہوں، خوشبوؤں اور اپنائیت سے مہکتی تھی، آج ویران محسوس ہوتی تھی۔

دادی اماں اب مکمل طور پر بستر سے لگ چکی تھیں۔
اپنے گھر کے بکھرتے شیرازے نے انہیں اس عمر میں آکر توڑ دیا تھا۔

جو عورت کچھ عرصہ پہلے دارار کی غیر موجودگی میں پوری سرداری سنبھالتی تھی، آج اپنے روزمرہ کے کام تک کرنے سے قاصر ہو چکی تھی۔

رودابہ کی قطع تعلقی نے اگر سب سے زیادہ کسی کو متاثر کیا تھا۔

تو وہ تھا گھر کا نظام، جسے رودابہ بہترین طریقے سے سنبھالتی تھی۔

یوں تو وردہ اب یہ ذمہ داری انجام دے رہی تھی، مگر اتنے عرصے بعد بھی اس کا دل اس بات پر مطمئن نہیں تھا کہ وہ واقعی اس نظام کو سنبھال پا رہی ہے۔

وہ جتنا بھی اچھا انتظام کر لیتی، حویلی کی ویرانی اسے اپنی صلاحیتوں اور طریقوں پر سوال اٹھانے پر مجبور کر ہی دیتی تھی، اور وہ نا چاہتے ہوئے بھی مایوس ہو جاتی تھی۔

دوسری طرف سلیمان صاحب...

اپنی جان سے عزیز بیوی کے گناہوں کے فاش ہونے کے بعد جو ٹوٹے تھے، ان کی قطع تعلقی نے اس ٹوٹ پھوٹ کو مکمل کر دیا تھا۔

عمر کے اس موڑ پر جہاں انہیں اپنی شریکِ حیات کے ساتھ کی ضرورت تھی، وہی اب وہ اس سفر کو تنہا کاٹ رہے تھے۔

کیونکہ حویلی میں موجود کسی بھی انسان میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ اس عورت کو سزا دے سکے جس نے پوری زندگی ان کی خدمت کی تھی، انہیں ماں کی طرح سنبھالا تھا۔

ہاں... اس نے ایک لمحے میں ان سب سے بہت کچھ چھیننے کی کوشش کی تھی، مگر اس کوشش کی جڑ کوئی اور انسان تھا، جس نے اس کی لاعلمی اور کمزوری کا فائدہ اٹھایا تھا۔

جہاں سب کو اس کی زندگی بھر کی عنایتیں یاد تھیں، وہیں اس کا ایک گناہ اب بھی پوری شدت سے یاد تھا۔

کوئی بھی اتنا ظرف پیدا نہیں کر پا رہا تھا کہ دل بڑا کر کے اسے معاف کر دے۔

اور اسی کشمکش میں وہ سب ایک دوسرے سے الگ، ایک دوسرے سے بے نیاز سی زندگی گزار رہے تھے۔

دارار نے حویلی آنا نہیں چھوڑا تھا... مگر یہاں رہنا چھوڑ دیا تھا۔

وہ صرف رودابہ اور سلیمان صاحب کی خیریت پوچھنے آتا، اس کے علاوہ اس نے حویلی میں رکنا ختم کر دیا تھا۔

دعا نے بھی حویلی آنا جانا کم کر دیا تھا۔

جبکہ داعود مستقل شہر میں قیام پذیر تھا۔

جب سے روشہا نے گئی تھی، وہ وہیں رہ رہا تھا۔

روشہا نے اس سے مکمل رابطہ ختم کر لیا تھا۔

وہ باقی سب سے بات کرتی تھی... مگر داعود سے نہیں۔

اس کی ناراضگی پانچ مہینے بعد بھی ویسی کی ویسی قائم تھی۔

"علی! کون سا ڈریس پہنوں؟ یہ والا یا یہ والا؟"

زارا کی آواز ڈریسنگ روم سے آئی تھی۔

علیار جو اپنے کچھ ضروری میل چیک کر رہا تھا، اس کی آواز سنتے ہی جلدی سے لیپ ٹاپ چھوڑ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا تھا۔

اپنے کام میں اسے اندازہ ہی نہیں ہوا تھا کہ کب زارا وہاں تک چلی گئی تھی۔

"زارا! میں نے تمہیں منع کیا ہے نا، زیادہ موومنٹ مت کرو۔"

"—تم سنتی کیوں نہیں ہو؟ تمہیں پتا ہے تمہارا لاسٹ منتھ"

" !نکل چکا ہے علی، نکل چکا ہے"

زارا نے اس کی بات بیچ میں کاٹ دی۔

"ہاں مانا نکل چکا ہے، تو معاملہ اور نازک ہو گیا ہے۔"

علیار نے فوراً اس کے ہاتھ سے ڈریس لیتے ہوئے نرمی سے کہا۔

زارا، احتیاط کرو۔ اس طرح گھوما پھرا مت کرو۔ ابھی ہسپتال جانے میں وقت ہے، میں خود"

"تمہاری چیزیں نکال دوں گا۔

اس کی بات پر زارا نے منہ بنا کر اسے دیکھا۔

"...منہ مت بناؤ اب"

علیار بے اختیار مسکرا دیا۔

"بس آرام سے بیٹھو... اور یہ اسکِن کلر والا ڈریس پہنو، ٹھیک ہے؟"

"اس میں تم بالکل نیلی آنکھوں والی باربی لگو گی۔"

علیار نے اس کے نکالے ہوئے کپڑوں میں سے ایک ڈریس بیڈ پر رکھتے باقی کپڑے اس کے ہاتھ سے لیے اور جلدی سے ڈریسنگ روم کے دروازے تک گیا۔

وہاں ڈریس ٹانگ کر واپس آگیا تھا۔

تم ٹھیک ہو نا؟ ایسے آرام سے بس ٹیک لگا کر بیٹھا رہو، میں چینج بھی کروا دوں گا۔۔ علیار نے اس کے چہرے کے بگڑے زاویے دیکھ کر پریشانی سے پوچھا تھا۔۔

درد نہیں ہو رہا مگر ہماری ٹیک ٹھیک نہیں لگی، ٹھیک کر دیں۔۔" زارا نے اسے دیکھتے معصومیت" سے کہا تھا جبکہ علیار، جو سمجھ رہا تھا کہ شاید اسے لیبر پین شروع ہو گیا ہے، فوراً گھبرا کر سر ہلاتے ہوئے اسے ٹھیک سے بٹھانے لگا تھا۔ پھر خود اس کے پیروں کے پاس بیٹھ کر آہستگی سے اس کے پاؤں سہلانے لگا تھا۔۔

علی ! آپ نے چولہے پر کچھ رکھا ہے؟" زارا نے آنکھیں موندے اپنے پیروں کی مالش انجوائے" کرتے ہوئے اچانک ناک سکیڑ کر پوچھا تھا کیونکہ ہوا میں کسی چیز کے جلنے کی بو پھیل رہی تھی۔۔

اس کی بات پر علیار چونک کر جیسے ہوش میں آیا تھا اور فوراً کچن کی طرف بھاگا تھا جہاں اس کی اپنے لیے رکھی ہوئی چائے اب جل کر دھویں میں بدل چکی تھی۔۔

شٹ یار !" علیار نے جلدی سے ساس پین سینک میں ڈالتے ہوئے پانی کا ٹیپ کھول دیا تھا۔۔"

کیا ہوا؟ جل گئی نا !" زارا نے وہیں سے آواز لگاتے ہوئے ہنکارا بھرا تھا۔۔"

آپ اتنی ٹینشن کیوں لے رہے ہیں؟ اگر ڈیٹ آگے پیچھے ہو گئی ہے تو کیا ہوا؟ بہت سے لوگوں" کے بے بی پورے نائن منتھ کے بعد ہوتے ہیں، اس میں اتنا پریشان ہونے والی بات نہیں ہے۔ "ویسے بھی میرے تو ابھی صرف آٹھ منتھ ہی پورے ہوئے ہیں۔

زارا نے نرمی سے کہا تھا۔۔

اتنا پریشان مت ہوں علیار، مجھے تو لگ رہا ہے آپ کھانا بھی صحیح سے نہیں کھا رہے۔ میں بتا" رہی ہوں ابھی کھا لیں کیونکہ آلو کے آتے ہی آپ نے اسے لے لینا ہے، پھر کسی کو نہیں دینا۔ میں چاہتی ہوں میرے آلو کو سب سے پہلے آپ اٹھائیں، کوئی اور نہیں... نہ نرس، نہ ڈاکٹر۔ اندر "آپ میرے ساتھ ہونا۔۔

زارا نے اس کی آنکھوں کے نیچے واضح ہوتے ہلکوں پر انگلی پھیرتے ہوئے اپنی وہی پرانی خواہش دوبارہ دہرائی تھی۔۔

علیار خاموشی سے اس کی ہتھیلی چوم کر اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام گیا تھا۔۔

اگر اس وقت کوئی انہیں دیکھ لیتا تو صاف کہہ دیتا کہ ڈلیوری زارا کی نہیں، علیار کی ہونے والی ہے کیونکہ ڈر اس کے چہرے پر زیادہ صاف نظر آ رہا تھا۔۔

ابھی آپ ایک کام کریں، یہاں میرے پاس کچھ دیر آرام کریں تاکہ بہتر محسوس کریں۔ کیونکہ" ان سب چیزوں میں سب سے زیادہ آپ تھک جائیں گے، پھر آپ کو آرام کا موقع نہیں ملے

گا۔۔" زارا نے اسے اداسی سے دیکھتے ہوئے کہا تھا کیونکہ اس نے پچھلے کچھ دنوں میں خود کو مکمل گھم چکر بنا لیا تھا۔۔

زارا کی بات پر علیار ہلکا سا اداس مسکرایا تھا اور آہستگی سے اس کے سینے پر سر رکھ گیا تھا کیونکہ اب وہ کسی اور پوزیشن میں سو ہی نہیں سکتا تھا۔۔

زارا کو عادت تھی اس کے اوپر پھیل کر سونے کی مگر اب بے بی بمپ واضح ہونے کے بعد اس کی سلیپنگ پوزیشن بدل چکی تھی، جس کی وجہ سے وہ خود بھی کافی ڈسٹرب رہنے لگی تھی۔۔

مگر اب وہ علیار پر یہ چیزیں ظاہر نہیں کرتی تھی۔۔

داور! تم اب تک باہر کیا کر رہے ہو؟ میں نے تمہیں کہا تھا گھر جاؤ، وہاں لالا کو تمہاری ضرورت ہو سکتی ہے، تم اب تک باہر ہو؟"۔۔

داعود نے داور کی لائیو لوکیشن دیکھ کر درشت لہجے میں کہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ زارا کا کیس بگڑ سکتا ہے۔ ایسے میں اگر علیار اسے ہینڈل کرے گا تو کوئی ایک ایسا ہونا چاہیے جو ڈرائیو کرے کیونکہ وہ اپنے گھر کی عورت کو اس حالت میں ڈرائیور کے ساتھ چھوڑنے کے حق میں نہیں تھا۔

لالا بس جا رہا تھا، گاڑی نے ساتھ چھوڑ دیا تھا۔"۔۔

داور نے اس کے لہجے میں چھپی فکر کو سمجھتے ہوئے نرمی سے وضاحت دی تھی۔ سب کے لہجوں کی کھنک تو مانوں جیسے کہیں دور جا سوئی تھی۔۔

زارا، اوپر دیکھو... ہاں بس!"۔۔"

علیار زارا کو شیشے کے سامنے کھڑا کرتا، میژرنگ ٹیپ سے اس کی بیلی ناپتا، اس کا سائز اپنی ڈائری میں لکھ گیا تھا۔۔

یہاں دو اور مارکس ہوئے ہیں! ابھی تو تمہیں کہیں درد نہیں ہو رہا نا، زار؟"۔۔"

علیار اس کے نئے آئے اسٹریچ مارکس کو نوٹ کرتا، اس سے استفسار کرنے لگا۔ وہ لوگ اپنی نیند پوری کر چکے تھے۔ اب علیار کا ارادہ اسے لے کر ہاسپٹل جانے کا تھا کیونکہ جانا بھی شہر تھا۔ اچھا ہوتا اگر وہ لوگ پہلے ہی چلے جاتے کیونکہ وہ بالکل نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بیوی کا کیس گاؤں میں ہو، مگر اس کی بیوی نے آج کل اس کی باتیں ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ ابھی بھی اس نے کتنی مشکل سے منا کر اسے کھڑا کیا تھا تاکہ ایک آخری بار اس کی ہر چیز نوٹ ڈاؤن کر لے اور ہاسپٹل پہنچنے تک وہ ڈاکٹر سے راستے میں رابطہ کر لے گا۔۔

نہیں، مجھے کہیں اور درد نہیں ہے۔ آپ بس مجھے کباب اور پودینے کی چٹنی لا دیں، میں نے وہ" کھانی ہے۔"۔۔

زارا نے اس کے سوال پر صاف ناک سے مکھی اڑانے کے انداز میں جواب دیتے اپنی وہی پرانی ڈیمانڈ دہرائی جو وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے کر رہی تھی، مگر علیار اسے سننے کے بجائے سارے کام انجام دے رہا تھا۔۔

وہ بھی لا رہا ہوں، زارا۔ وہ تم نے راستے میں کھانی ہے نا؟ چلو، فی الحال ہمیں نکلنا ہے۔ میں" سارا سامان رکھ چکا ہوں، تم بتاؤ کچھ اور رکھنا ہے؟"۔۔

علیار نے اس کی بات پر مصروف سے انداز میں ایک نظر کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے اس سے کہا تھا جبکہ اس کی بات پر زارا کا منہ اتر گیا تھا۔۔

مگر مجھے ابھی کھانی ہے!"۔۔"

زارا کا لہجہ فوراً روہانسا ہوا تھا۔۔

ہاں تو ابھی ہی کھلا رہا ہوں، میری جان۔ بس نیچے ہمیں کار میں بیٹھنا ہے، پھر تم کھا لینا۔ بس" اتنی سی دیر اور لگے گی۔"۔۔

اس میں رونے والی کوئی بات نہیں ہے، تم دیکھ لو نا پہلے کچھ رہ تو نہیں گیا۔۔

علیار نے اسے روتا دیکھ کر فوراً سارے کام چھوڑتے پہلے اسے چپ کروانے کی کوشش کی۔ اس کی بات پر زارا نیم رضامندی سے ایک نظر کمرے پر ڈالتی نفی میں سر ہلا گئی۔۔

"چلو پھر۔"

علیار نے بیڈ پر جھکتے اسے اپنی باہوں میں اٹھا لیا تھا جبکہ اس کی حرکت پر زارا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں کیونکہ اس کے حساب سے اس بے خود نے اسے کھا کھا کر ہاتھی کے بچے کے سائز کا سمجھ لیا تھا۔۔

علی ! ! ! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ مجھے نیچے اتاریں، میں کوئی ہلکی تھوڑی ہوں جو آپ اس طرح“
”! مجھے اٹھا کر ہوا میں منتقل کرنا چاہ رہے ہیں۔ نیچے اتاریں فوراً

زارا نے اس کے کندھے پر تھپڑ جڑتے ہوئے کہا تھا کیونکہ اپنے وزن کی وجہ سے وہ بہت کانشیس ہو گئی تھی۔۔

اب اتنا بھی کوئی تمہارا وزن نہیں ہوا کہ جسے اٹھا کر خدا نخواستہ میرے پیر ہی ٹوٹ جائیں گے۔“
تم بس خاموش رہو اور بولو مت۔ سیڑھیاں آرہی ہیں، میں احتیاط سے نیچے اتار دوں گا۔ گاڑی
”میں کنٹینیو کر لینا اپنا یہ تشدد۔

علیار نے اس کے گھونسوں کی بوچھاڑ پر ماتھے پر بل ڈالتے اسے کہا تھا کیونکہ اس کا سارا دھیان اس وقت سیڑھیوں پر تھا۔ وہ احتیاط سے ساری سیڑھیاں اترتا اسے لیے باہر کی طرف بڑھا تھا جہاں داور ان کا انتظار کر رہا تھا۔

حویلی کے ملازموں کو اس نے باہر کی سائیڈ سے بھگا دیا تھا تاکہ کوئی بھی زارا کو اس حالت میں نہ دیکھ سکے کیونکہ وہ زارا کا کمفرٹ پہلے دیکھ رہا تھا۔ یقیناً اگر ملازم باہر ہوتے تو وہ خود کو چادر سے ڈھانپنے کے لیے پریشان ہوتی اور فی الحال علیار نے اسے اس کے سوٹ کے دوپٹے ہی سے اچھی طرح اڑھا رکھا تھا۔ چادر اس نے گاڑی میں رکھ دی تھی جسے وہ اس کے بیٹھتے ہی اسے پہنانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

وہ زارا کو لے کر پہلے جا رہا تھا۔ دارار اور داعود وہیں موجود تھے جبکہ باقی حویلی کے مکینوں نے بعد میں آنے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ ابھی دور دور تک اس کی ڈیلیوری کے چانس کسی کو لگ نہیں رہے تھے، خاص طور پر زارا کو۔

:بقول اس کے

ابھی ہمارے آلو کا باہر آنے کا کوئی موڈ نہیں ہے، وہ آرام کر رہا ہے۔ اس کے والدِ محترم"
"! صرف اسے تنگ کرنے کا کام انجام دے رہے ہیں اور کچھ نہیں

زارا پچھلے تین دن سے سب کو یہی بات کہہ رہی تھی جبکہ سب اس کی بات پر منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے جبکہ علیار کے لیے یہ کچھ نیا نہیں تھا۔ وہ اپنی بیوی سے اسی قسم کے جواب کی توقع کر رہا تھا کیونکہ پچھلے پانچ مہینوں میں جتنے روپ اپنی وہ اسے دکھا چکی تھی، کوئی اور دیکھ لیتا تو اسے یقین نہ آتا کہ یہ وہی زارا ہے، کہیں چینج تو نہیں ہو گئی۔۔

وہ اسے اچھی طرح ایک سیٹ پر کمفرٹیبل کرتا، اچھے سے اس کا دوپٹہ ٹھیک کرتا، خود بھی باہر نکل گیا تھا تاکہ اس کی سیٹ وغیرہ سب کچھ اچھے سے ایڈجسٹ کر سکے۔۔

اپنی ساری تیاری دیکھنے کے بعد علیار نے داور کو گاڑی نکالنے کا کہا تھا۔۔

پورا راستہ زارا نے تقریباً سو کر ہی گزارا تھا جبکہ اس کے اتنی دیر تک سونے سے علیار پریشان ہو گیا تھا مگر اب جو بھی کرنا تھا وہ شہر پہنچ کر ہی کرنا تھا، اسی لیے وہ داور کو گاڑی گھر کے بجائے ہاسپتال لے جانے کا کہہ چکا تھا۔۔

علیار گاڑی کو ہاسپتال کے باہر رکتا دیکھ کر جلدی سے اترتے زارا کی طرف بڑھا تھا۔ وہ اس کی سائیڈ کا دروازہ کھولتے داور کو وہیل چیئر لانے کا کہتا خود اسے جگانے لگا۔۔

"!زارا!۔۔ اٹھو، دیکھو ہم آگئے ہیں"

علیار نے اس کے بال سمیٹتے اسے پکارا تھا جو ایسے سو رہی تھی جیسے برسوں سے سوئی نہ ہو۔ اس نے بمشکل اپنی آنکھوں کو جنبش دیتے علیار کو دیکھا تھا اور دوبارہ آنکھیں بند کر گئی تھی۔ اسے اپنے جسم میں بالکل بھی جان محسوس نہیں ہو رہی تھی۔۔

"زارا!۔۔"

اس کے دوبارہ آنکھیں بند کرنے پر علیار نے بے چینی سے اسے پکارا تھا۔۔

"لالا یہ لیجیے، اندر چلیں ہم؟۔۔ بھابھی کا چیک اپ کروا لیتے ہیں۔ میں نے دارار لالا کو بھی کال کر دی ہے، وہ سب آتے ہیں۔ چچی جان کو بھی کال کر دی ہے، وہ بھی بس نکل رہی ہیں۔ آپ پریشان نہ ہوں، ہو سکتا ہے بھابھی سفر کی وجہ سے تھک گئی ہوں۔"

داور نے اس کے چہرے کے اڑے رنگ دیکھ کر اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تھا جبکہ یہ معاملہ اسے خود سمجھ نہیں آیا تھا۔ وہ تو حویلی سے اچھی بھلی نکلی تھی، پھر راستے میں کیا ہو گیا جو اس قدر عجیب سی طبیعت ہو گئی اس کی کہ وہ آنکھیں ہی نہیں کھول رہی تھی۔۔

ڈاکٹر آپ جلدی سے دیکھیں زارا کو کیا ہوا ہے، وہ نکلتے وقت بالکل ٹھیک تھی مگر پتا نہیں راستے" "میں کیا ہوا ہے، وہ آنکھیں ہی نہیں کھول رہی۔

علیار نے زارا کے وارڈ میں جانے کے بعد پریشانی سے ڈاکٹر سے کہا تھا جبکہ اس کی بات پر ڈاکٹر کے ماتھے پر بھی بل پڑ گئے تھے۔۔

اچھا، آپ یہیں رکیں۔ ہمیں ان کا چیک اپ کرنے دیں، ان کی گائنا کولوجسٹ بس آتی ہی" "ہوں گی، تب تک میں انہیں دیکھ لیتی ہوں۔

جس وقت وہ لوگ ہاسپتال پہنچے تھے اس وقت وہاں زارا کی روٹین ڈاکٹر موجود نہیں تھی اور علیار نے بھی اس بات پر دھیان نہیں دیا تھا کیونکہ وہ اس کی اچانک ڈاؤن ہوئی طبیعت کی وجہ سے خاصا پریشان تھا۔۔

علیار کیا ہوا ہے؟ ڈاکٹر نے کیا کہا؟ اور یہ اچانک طبیعت کیسے بگڑ گئی؟ کہیں اس نے تیز ڈرائیو تو" "نہیں کی تھی؟۔۔

دارار، علیار کا ایمرجنسی میں پتا کرتا اسے بینچ پر بیٹھا دیکھ کر تیزی سے اس کے قریب جاتے ایک ہی جست میں سارے سوال کر گیا تھا۔۔

پتا نہیں یار، نکلتے وقت بالکل ٹھیک تھی۔ کھانا بھی کھایا تھا، بھوک کا کہہ رہی تھی۔ میں نے کہا" تھا راستے میں کھا لینا مگر پھر وہ سو گئی اور اب پورے راستے سوتی رہی ہے۔ جب شہر آنے پر میں اسے اٹھا رہا ہوں تو آنکھیں کھول کر مجھے دیکھتی، دوبارہ سو گئی۔ اٹھ ہی نہیں رہی۔ اور داور نے "گاڑی ٹھیک چلائی ہے بلکہ بہت خیال سے لے کر آیا ہے۔پتا نہیں کیا ہو گیا ہے اچانک۔

اچھا ! تو پریشان نہ ہو۔ داعود نے ڈاکٹر کو کال کر دی ہے، وہ بھی آتی ہوں گی۔ تو یہاں اطمینان" "سے بیٹھو، دیکھنا ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو گا۔

مسٹر علیار، پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ بس ان کا بی پی بہت ڈاؤن ہے۔یہ تو شکر ہے کہ ابھی ڈیلیوری ٹائم نہیں آیا۔ ہم انہیں آئی وی لگا رہے ہیں، آپ ریلیکس کریں، کچھ دیر میں انہیں ہوش آ جائے گا۔۔

لیڈی ڈاکٹر زارا کا چیک اپ کرنے کے بعد باہر آتے ہوئے علیار سے بولی تھی، جو پریشانی سے کوریڈور میں ٹہل رہا تھا۔۔

ڈاکٹر کی بات پر علیار کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔۔

"کیا مطلب ہے ڈاکٹر آپ کی بات کا؟ پریگنینسی کو آٹھ مہینے سے زیادہ ہو چکے ہیں، جو ٹائم ڈاکٹر نے کہا تھا اس سے بھی زیادہ۔۔"

ڈاکٹر کی بات نے وہاں موجود تمام مردوں کو پریشان کر دیا تھا۔۔

"دیکھئے مسٹر علیار، ہر کیس ایک جیسا نہیں ہوتا۔ آپ کی وائف کے ٹوئنز ہیں اور میرے حساب سے ہم آرام سے نارمل ڈیلیوری کر سکتے ہیں۔ بس ایک بار ان کا بی پی اسٹیبل ہو جائے، پھر ہم دیکھیں گے کہ ڈیلیوری کے چانسز کب تک کے ہیں۔ آپ لوگ پریشان نہ ہوں۔۔"

ڈاکٹر اپنی بات کہتے ہوئے وہاں سے چلی گئی تھی، جبکہ علیار پریشانی سے بینچ پر بیٹھ گیا تھا۔ اسے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ اچانک ٹوئنز کیسے ہو گئے؟ وہ تو پورے وقت صرف ایک بے بی کے لیے ہی تیار تھے، اب یہ دوسرا کیسے آگیا؟

علیار نے سوچتے ہوئے پریشانی سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اٹھ کر وارڈ کے باہر سے ہی زارا کو دیکھنے لگا، جس کی آنکھیں بند تھیں۔

"علیار پریشان نہ ہو میرے بھائی، ان شاء اللہ سب ٹھیک ہوگا۔ تو نے سنا نہیں ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟ ڈیلیوری نارمل ہو گی نا۔ تو پھر اتنا کیوں پریشان ہو رہا ہے؟ حوصلہ رکھ... بھابھی کو اس وقت سب سے زیادہ تیری ضرورت ہے۔ میں داعود سے بھی بات کرتا ہوں، لیڈی ڈاکٹر کہاں رہ گئی ہے، ان سے یہ سب ڈسکس کریں گے۔ دیکھنا کوئی بھی کمپلیکیشن نہیں ہوگی۔ اب جا، اندر

جا کر بھابھی کے پاس بیٹھ۔ ہم دونوں یہاں ہیں، داعود بھی آ رہا ہے اور دعا بھی نکل چکی ہے۔ پریشان نہ ہو، چل جا اندر!"

دارار نے اسے سمجھا بجھا کر زبردستی اندر بھیج دیا تھا۔ اس کے چہرے سے اس کی پریشانی صاف عیاں ہو رہی تھی۔

علیار وارڈ میں داخل ہوا اور سٹول کھینچ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ یکدم ہی وہ اسے بہت بیمار لگی، جبکہ اسے یاد تھا کہ گھر میں وہ کتنی پیاری لگ رہی تھی کہ ایک لمحے کے لیے اس کا دل ہی نہیں کیا تھا اسے کہیں لے جانے کا۔

"میری زار... تم جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ... تم جو مانگو گی میں وہ لا کر دوں گا... دیکھو تمہارے کباب بھی ٹھنڈے ہو گئے ہیں... تم بس سو رہی ہو... تمہیں مزہ آ رہا ہے نا مجھے یوں پریشان کر کے؟ تم جانتی ہو نا تمہاری ذرا سی تکلیف میں میرا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے... یوں تو نہ کرو اپنے علی کے ساتھ..."

وہ ہنستے ہنستے اچانک رو پڑا تھا، اور اس کا ہاتھ تھامے اپنی پریشانی بیان کرتا رہا۔

تھوڑی ہی دیر میں زارا کی روٹین چیک اپ والی ڈاکٹر اندر آئی۔

"اسلام و علیکم، مسٹر علیار، کیسے مزاج ہیں آپ کے؟"

ڈاکٹر نے خوشگوار انداز میں پوچھا، لیکن علیار جو پریشانی کے عالم میں زارا کے ہاتھ کے پشت سے سر ٹکائے خاموش آنسو بہا رہا تھا، فوراً اٹھ بیٹھا۔

"وعلیکم السلام ڈاکٹر... آپ میرے مزاج چھوڑیں، آپ زارا کو دیکھیں۔ وہ اچانک بے ہوش کیوں ہو گئی ہے؟ اور ٹوئنز؟ آپ نے الٹرا ساؤنڈ میں تو کہا تھا سنگل بے بی ہے! "

ڈاکٹر نے پہلے مانیٹر چیک کیا، پھر نرمی سے بولی:

"مسٹر علیار، آپ پریشان نہ ہوں، ریلکس کریں۔ پہلی بات تو یہ کہ زارا بے ہوش نہیں ہیں، ان کا بی پی کافی لو ہے اسی وجہ سے انہیں کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔ دوسری بات ٹوئنز والی... ہو سکتا ہے پہلا بے بی دوسرے کے پیچھے چھپا ہو جس کی وجہ سے الٹرا ساؤنڈ میں نظر نہ آیا ہو۔ میں ابھی دوبارہ چیک کرتی ہوں، مگر اکثر ایسے کیسز میں ایسا ہو جاتا ہے۔ ان شاء اللہ سب ٹھیک ہے، آپ مثبت رہیں۔ ہر چیز میں اللہ کی کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے..."

"اور اگر اس بات پر اب تک پردہ رہا ہے تو اس میں بھی اللہ کی کوئی نہ کوئی بہتری ہوگی۔ ابھی کچھ ہی دیر میں زارا کو ہوش آجائے گا، آپ پریشان نہ ہوں۔ میں جب تک تمام ٹیسٹس کی تیاری کرتی ہوں۔"

ڈاکٹر زارا کی پلس چیک کرتے ہوئے، آئی وی کو ایک نظر دیکھتی ہوئی علیار کو تسلی دیتی اپنے کیبن کی طرف بڑھ گئی تھی۔

اس کے جاتے ہی علیار دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کی پریشانی کسی صورت کم نہیں ہو رہی تھی۔ کسی کی بھی تسلی اسے سکون نہیں دے پا رہی تھی، اور سب سے زیادہ ٹینشن اسے زارا کے آنکھ نہ کھولنے سے ہو رہی تھی۔

ڈاکٹر نے زارا کے مزید ٹیسٹس کیے تھے، اور اب وہ سب رپورٹس کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ وہ اب بھی زارا کے ساتھ ہی تھا۔

"...آہ... اللہ"

"علی؟"

زارا نے آنکھیں کھولتے ہوئے تکلیف سے کراہ کر اسے پکارا۔

"...ہاں... ہاں زار! تم ٹھیک تو ہو نا؟ کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟ بتاؤ مجھے"

علیار فوراً کرسی سے اٹھ کر اس کے قریب آگیا، اس کے چہرے کے پاس جھکتے ہوئے بے چینی سے پوچھنے لگا۔

"...پ... پانی... بس پانی دے دیں... مجھے پیاس لگی ہے"

"...ہاں! ہاں دے رہا ہوں"

علیار نے فوراً پانی کی بوتل اس کے ہونٹوں سے لگا دی۔

زارا نے جی بھر کر پانی پیا۔ پورے راستے سونے اور مسلسل لگی ڈرپ کی وجہ سے اس کا حلق بالکل خشک ہو چکا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی ریگستان میں ہو۔

پانی پینے کے بعد اس نے ہاتھ ہلا کر مزید سے انکار کیا تو علیار نے بوتل ہٹا کر اسے واپس رکھ دیا اور نرمی سے اسے ٹیک لگوانے لگا۔

اب اسے سمجھ آ رہا تھا کہ زارا کا بیبی بمپ پہلے سے اتنا بڑا کیوں لگ رہا تھا، مگر اس نے پہلے کبھی اس طرف توجہ ہی نہیں دی تھی۔ وہ صرف بیلی سائز چیک کرتا تھا، مگر ٹوئنز کا خیال اس کے ذہن میں نہیں آیا کیونکہ ان کے خاندان میں کبھی ایسا کیس نہیں ہوا تھا۔

"زار... تمہیں ایک بات بتانی ہے"

علیار بیڈ پر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"علی؟ یہ ہمارا پروپر روم ہے نا؟"

زارا نے ایک نظر کمرے کو دیکھتے ہوئے اس کی بات کو ٹالتے ہوئے کہا۔

اس کی بات پر علیار کے ماتھے پر بل پڑے۔

"ہاں... کیوں؟"

اسے اس سوال کی سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ یہ کیوں پوچھ رہی ہے۔

نہیں، آپ اس طرح بیٹھے ہیں جیسے ابھی یہاں ڈاکٹر کسی اور مریض کو چیک کرنے آئے گی اور آپ کو اپنی ہی بیوی کے قریب بیٹھنے پر اوپر سے لے کر نیچے تک ایسے دیکھے گی جیسے آپ نے ڈاکٹر کو چھیڑ دیا ہو۔

زارا نے اس کی پوزیشن پر ایک بھیگا سا طنز کیا تھا۔

علیار نے اس کی بات سنتے ہی بے ساختہ قہقہہ لگا دیا، اور پھر بغیر اسے سمجھنے کا موقع دیے اس کے لبوں پر جھک گیا۔

وہ جو نہ جانے کب سے اس کے سوکھے لب برداشت کر رہا تھا، ان پر قابض ہوتا ہوا اس کے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر اسے اپنی سانسیں دے گیا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ کچھ جگہ اور کچھ اس کی طبیعت کا لحاظ بھی کر گیا تھا۔

اس کے دور ہونے پر زارا نے سٹپٹاتے ہوئے نظریں جھکا لیں۔ اس اچانک حرکت پر اسے اپنے سارے جسم کا خون چہرے کی طرف آتا محسوس ہوا اور دل کی دھڑکن کانوں میں بجنے لگی۔

میری زار... تم اندازہ نہیں کر سکتیں کہ میں نے ان چند گھنٹوں میں تمہیں کتنا مس کیا ہے۔ تم" نے اپنی اور ہمارے آلو بیگین کی نیند پوری کرنے کے چکر میں ہمارے باپ کی جان ہی نکال دی تھی۔ اگر تم نے دوبارہ اس قسم کی کوئی حرکت کی تو پھر میں تمہاری جان نکالوں گا... اور بہت

اچھی طرح نکالوں گا۔ اور تم بہت اچھی طرح جانتی ہو کہ ابھی میں بس تمہاری طبیعت کا خیال کر رہا ہوں، ورنہ تمہارا میاں اتنا شریف نہیں ہے۔"

علیار نے اس کے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتے ہوئے اس کے لبوں پر اپنے انگوٹھے سے لمس کرتے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"ع... علی!"

زارا نے اسے اچانک اس موڈ میں آتا دیکھ کر پریشانی سے دروازے کی طرف دیکھا۔

وہ جو ابھی خود اسے بتا رہی تھی کہ روم پرائیویٹ ہے، اب خود اس کی ذرا سی نزدیکی پر پریشان ہو گئی تھی۔

"جی جان، علی؟"

علیار اس کے مزید قریب ہوتا اس کے عارض پر اپنی بیئرڈ سہلانے لگا۔

"و... ہم ہاسپٹل میں ہیں!"

زارا نے اپنے عارض پر اس کے لب محسوس کرتے ہوئے یاد دلایا۔

"مجھے پتا ہے جاناں... یہ ہاسپٹل ہے اور ہم اس وقت ایک پرائیویٹ وارڈ میں ہیں، اور کچھ دیر میں ڈاکٹر تمہیں چیک کرنے آئے گی۔ مگر میں کیا کروں... تمہارے شوہر کا صبر آخری لمحوں میں ٹوٹ رہا

ہے۔ اب مزید برداشت کے لیے کچھ ڈوز تو لینی ہوگی نا۔ گھر ہوتا تو میں سوچتا، مگر یہاں تو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔"

وہ خاموشی سے آنکھیں موندے اس کے عارض چومتا رہا۔

پچھلے کچھ گھنٹوں نے زارا کی طبیعت کو جس اذیت سے دوچار کیا تھا، وہ اس وقت اسے اپنے بے حد قریب محسوس کرنا چاہتا تھا۔

"میری پیاری زار... مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے۔"

علیار نے کافی حد تک خود کو سنبھالتے ہوئے کہا، ورنہ ٹوئنز کی خبر نے اسے پہلے ہی پریشان اور اب جذباتی کر دیا تھا۔

"جی؟"

"میں نا... تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں..."

وہ اس سے دور ہو کر سیدھا بیٹھ گیا، اس کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

"دھیان سے سننا..."

علیار نے اسے بات بتانے سے پہلے تمہید باندھی۔ اس کے انداز میں سنجیدگی دیکھ کر ایک لمحے کو زارا بے چین ہوئی تھی۔

"!وہ ہمارے ٹوئنز ہیں"

علیار نے سختی سے اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے، اس کے چہرے کو نظروں کے حصار میں رکھتے ہوئے کہا۔

اس کی بات پر زارا کی پکڑ علیار کے ہاتھ پر ڈھیلی پڑ گئی اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"!کیا؟"

زارا نے بے یقینی کی کیفیت میں پہلے اسے دیکھا، پھر اپنے پیٹ کی طرف۔
اسے اندازہ کیوں نہیں ہوا تھا...؟ وہ جیسے سکتے میں آ گئی تھی۔ بس حیرانی سے منہ کھولے، آنکھیں پھیلائے اپنے پیٹ کو گھور رہی تھی۔

"زار؟"

علیار نے نرمی سے اس کے ہاتھ کی پشت سہلاتے ہوئے اس کی توجہ اپنی طرف کرنی چاہی۔

"علی... یہ کب ہوا ہے؟ ہمیں تو نہیں پتا تھا! اب کیا ہوگا؟"

زارا کو اب رونا آنے لگا تھا، اور وجہ ہمیشہ کی طرح اس کی سمجھ سے باہر تھی۔

زار تم رو تو نہ... میں ہوں نا، سب ٹھیک ہے۔ ابھی ڈاکٹر آ کر دوبارہ چیک اپ کریں گی، سارے" ٹیسٹ ہوں گے۔ ہم سب تمہارے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ سب کچھ ٹھیک ہے، "بس ایک کے بجائے دو بیبیز آئیں گے... یا شاید ایک بیبی ہی ہو، ابھی پتا چل جائے گا۔

علیار نے اسے روتا دیکھ کر اس کے سرہانے کی طرف جا کر اسے اپنے بازوؤں میں لے لیا۔

"!آئیں گے ! علی، بیبی ہے بابا نہیں ہے... میرا آلو نہیں ہے اندر"

زارا نے صدمے سے اپنی پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اس کے ری ایکشن اور ایکسپریشن پر علیار کے لیے اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا، اور وہ فوراً اس کی گردن میں چہرہ چھپا کر اسے گلے لگا گیا۔

نہیں میری زار... اندر آلو ہی ہوں گے، تم دیکھنا۔ شاید اللہ نے تمہارے اس معصوم شوہر کی" فریاد سن لی ہو اور میری پرنس بھی آلو کے ساتھ ہی ہو۔ ابھی ڈاکٹر آئیں گی تو پتا چل جائے گا۔ تم "بس ریلیکس رہو، سب ٹھیک ہے ہم۔

علیار نے اس کی پشت سہلاتے ہوئے اسے تسلی دی تاکہ وہ اسٹریس نہ لے اور نارمل رہے۔

اب جب اسے ہوش آگیا تھا تو علیار کو اپنا دماغ بھی کچھ کام کرتا محسوس ہو رہا تھا۔
وہ چاہتا تھا دونوں بچوں کا سی سیکشن ہو، بس کچھ باتیں تھیں جو اسے ڈرا رہی تھیں، جن کے بارے میں وہ ڈاکٹر سے پوچھنے والا تھا۔

"علی... مگر!"

زارا نے احتجاج کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ...

"زار، ان سب کاموں میں اللہ کی مصلحت ہوتی ہے۔ ڈاکٹر کو بھی حیرت ہے کہ اچانک ٹوئنز کیسے آگئے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہو سکتا ہے ایک بیبی دوسرے کے پیچھے چھپا ہوا ہو، اور ہم نے پچھلے تین مہینے تمہارا الٹراساؤنڈ بھی نہیں کروایا ورنہ ہمیں پہلے ہی پتا چل جاتا۔ اس میں تمہاری ہی ضد تھی۔ دیکھو، ہمیں کوئی بھی میڈیکل پروسیجر اسکیپ نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

علیار نے اس کے بال سہلاتے ہوئے اسے اس کی ضد یاد دلائی۔

وہ اکثر ڈاکٹر کے پاس جانے سے انکار کر دیتی تھی اور بس کال پر ہی ڈاکٹر سے بات کر لیتی تھی، اور علیار مجبور ہو کر اسے کچھ نہیں کہہ پاتا تھا کیونکہ پھر وہ رو رو کر خود کو ہلکان کر لیتی تھی۔

"ٹھیک ہے... ٹھیک ہے، آپ بعد میں مجھے نصیحت کرنا۔ ابھی جلدی سے مجھے میرے کباب لا کر دیں اور ڈاکٹر سے کہیں جلدی سے چیک کریں، اندر میرے آلو بینگن ہی ہیں نا؟ کیونکہ اگر یہاں آپ کی پرنس نے قبضہ کر لیا تو میں بتا رہی ہوں، میں آپ سے بات نہیں کروں گی!"

زارا نے نروٹھے انداز میں کہا۔

اس کی آخری بات پر علیار نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"تو اب اس میں میرا کیا قصور؟ اگر اللہ نے ہمیں دو پرنس دے دیے!"

نہیں، قصور تو سارا آپ کا ہی ہے، کیونکہ ساری کارستانی آپ کی ہے ! آپ نے جان بوجھ کر" کچھ گڑبڑ کی ہے۔"

زارا نے دھند میں ہی بات کہہ دی۔

اس کی بات سمجھتے ہی علیار کو شرم سے کان سرخ ہوتے محسوس ہوئے، جبکہ اسے اپنے بدلے ہوئے تاثرات کا اندازہ ہوا۔

علیار نے کچھ نہ کہنے میں ہی بہتری سمجھی اور خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔

"میں... میں ڈاکٹر کو دیکھتا ہوں۔"

وہ اپنی خفت مٹانے کے لیے ڈاکٹر کا بہانہ کرتا ہوا باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد زارا نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔

" ! حد کرتی ہو تم بھی، زارا ! اتنی زبان کیوں چلنے لگی ہے تمہاری... اب دیکھنا چھپتے پھریں گے"

وہ دروازے کو دیکھ کر سوچتی رہی اور پھر اپنے سائیڈ پر رکھا جوس پینے لگی۔

اس کی پریگننسی کافی حد تک پُرسکون گزر رہی تھی۔ دوسرے لوگوں کی طرح اسے زیادہ تکلیف یا درد نہیں ہوا تھا۔ شروع کے دنوں میں اس کی طبیعت کافی خراب رہی تھی اور تین مہینے مسلسل موشنز بھی رہے، مگر اس کے بعد سب کافی حد تک بہتر ہو گیا تھا۔

بس کمر میں درد، پیروں میں سوجن اور بار بار واش روم جانا ہی مسئلہ تھا۔ باقی وہ خود بھی اپنی خوراک کا خیال رکھتی تھی۔

اور اس معاملے میں بھی علیار نے اس کا بے حد خیال رکھا تھا۔ وہ انٹرنیٹ سے خاص اس کے لیے ایسی ڈشز بناتا تھا جو نہ صرف ہیلتھی ہوتیں بلکہ ذائقہ دار بھی، تاکہ زارا کو کبھی محسوس ہی نہ ہو کہ وہ ڈائٹ فوڈ یا کم مصالحوں والا کھانا کھا رہی ہے۔

وہ سب کچھ اتنا ذائقہ دار بناتا تھا

ابھی بھی وہ اس کے گھر سے بنایا ہوا سموڈی پیتے ہوئے اپنے آلو کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ وہ ٹھیک ہی کہہ رہا تھا—اسے ہر حال میں خود کو نارمل رکھنا تھا تاکہ اس کی طبیعت بہتر رہے، بی پی نارمل ہو اور ڈیلیوری بھی۔

یہ بات اسے بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اچانک اس کا بی پی کیسے ڈاؤن ہو گیا تھا۔ شاید اسے گھر میں شدید بھوک لگی تھی مگر اس نے علیار کو نہیں بتایا۔ وہ اس سے کباب کی ضد کر رہی تھی اور کھانا نہ کھانے کی وجہ سے اچانک ہی بی پی ڈاؤن ہو گیا۔

وہ سوچ کر رہ گئی، مگر یہ بات وہ علیار کو بتانے کی غلطی نہیں کر سکتی تھی۔ ورنہ وہ خفا ہو جاتا، اور اس وقت تو کیا—وہ کبھی بھی اس کی ناراضگی افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

وہ سموڈی پیتے ہوئے اپنے آلو سے باتیں کرتے کرتے ریلیکسیشن کے لیے آنکھیں موند گئی۔ وہ ابھی بھی ایک جگہ ٹیک لگائے بیٹھی تھی کیونکہ ایک تو علیار اسے ایسے ہی چھوڑ کر گیا تھا اور دوسرا وہ اب آسانی سے خود سے موو نہیں کر سکتی تھی۔

وہ آنکھیں موندے اپنے آلو سے باتوں میں مشغول تھی، جو بھرپور طریقے سے اپنی ماں کی ہر بات کا جواب دے رہا تھا اور اس کی باتوں میں مکمل ساتھ دے رہا تھا، جب ڈاکٹر اندر داخل ہوئی۔

زارا نے آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا۔ اسی وقت علیار بھی ان کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ دروازہ کھلتے ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ داور، داعود اور دارار باہر ہی موجود ہیں۔

"مسٹر علیار، آپ کو یہ سرپرائز کیسا لگا؟"

ڈاکٹر نے زارا کا بی پی چیک کرتے ہوئے خوشگوار لہجے میں کہا۔

اچھا تو ہے، مگر ابھی تک میرے آلو کی کنفریشن نہیں ہوئی۔ آپ نے شروع میں تو چیک کیا تھا" نا؟"

زارا نے پریشانی سے کہا۔

اس کی بات پر ڈاکٹر مسکرا دی، جبکہ علیار نے نفی میں سر ہلا دیا۔ وہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ اس کی بیوی کی باتیں پریگننسی کے دوران کافی بدل گئی تھیں—پہلے وہ اتنی بات بھی نہیں کرتی تھی، اور اب وہ اپنی باتوں سے سب کو حیران کر دیتی تھی۔

زارا، کیا آپ کو لڑکی نہیں پسند؟" ڈاکٹر نے اندازہ لگاتے ہوئے پوچھا۔"

اسے لگا شاید اسے کاؤنسلنگ کی ضرورت ہے، اس لیے وہ بات کو دوسرے رخ سے لے رہی تھی۔

نہیں، مجھے پسند ہے...بیٹی ہمارے پہلے ہی ایک ہے، مگر مجھے اپنا پہلے بیٹا چاہیے کیونکہ میں چاہتی" ہوں کہ کوئی ہو جو میری بیٹی کا بھی خیال رکھے۔ اگر ہمیں کچھ ہو جائے تو وہ اپنی بہن کا خیال رکھ سکے۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ دنیا اور رشتے داروں کے رحم و کرم پر رہے۔"

زارا نے وضاحت دی۔

اس کی بات پر اچانک کمرے میں سنجیدگی چھا گئی۔ ڈاکٹر کے ہاتھ بھی لمحے بھر کو رک گئے۔ علیار نے بے بسی سے آنکھیں بند کر لیں—وہ سمجھ رہا تھا وہ یہ بات کس احساس سے کہہ رہی ہے۔

زارا... جن کا کوئی نہیں ہوتا، ان کا اللہ ہوتا ہے۔ اور جن کا اللہ ہوتا ہے، انہیں کسی اور کی" ضرورت نہیں ہوتی۔"

ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، کیونکہ وہ زارا کے ماضی سے واقف نہیں تھی۔

چلو ان سب باتوں کو چھوڑو، ہم الٹراساؤنڈ کرتے ہیں اور باقی چیزیں دیکھ کر ہم بیبیز کی پوزیشن" مانیٹر کریں گے۔ تمہارا بی پی بھی اب نارمل ہے، بس ابھی پہلے میں بیبیز کی گروتھ اور باقی چیزیں دیکھ لوں کہ کہیں وہ انڈرویٹ تو نہیں ہیں۔ ان ساری چیزوں کے بعد میں بتاؤں گی کہ ڈیلیوری نارمل ہوگی یا سی سیکشن۔ ویسے بہت سے کیسز میں پہلا بیبی نارمل اور دوسرا سی سیکشن سے ہوتا ہے، مگر بعض اوقات دونوں کی پوزیشن ٹھیک ہو تو ویجائنل ڈیلیوری آسانی سے ہو جاتی ہے۔"

ڈاکٹر نے نرمی سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

زارا، تمہارا بی پی اور جس حساب سے تمہاری پریگننسی رہی ہے، میرا تجربہ یہی کہہ رہا ہے کہ" ڈیلیوری نارمل ہوگی۔ باقی ابھی رپورٹس آتی ہیں۔ تم ریلکس رہو، کیونکہ زیادہ تر چانسز نارمل کے ہیں۔"

ڈاکٹر نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

:پھر وہ کچھ لمحہ رک کر نرمی سے بولی

دیکھو، یہ مرحلہ ہر عورت کے لیے تکلیف دہ ہوتا ہے، مگر یہ تکلیف سہنے کی طاقت بھی اللہ نے" صرف عورت کو دی ہے۔ تم بس یہ بات یاد رکھو کہ اللہ کسی بھی انسان کو اس کی برداشت سے زیادہ آزماتا نہیں۔ تمہیں بس ہمت اور صبر سے کام لینا ہے، باقی انشاء اللہ سب خیر ہی ہوگا۔"

ڈاکٹر زارا کو اپنی باتیں سمجھا کر جا چکی تھی کیونکہ وہ ہر حال میں اسے باہمت رکھنا چاہتی تھی تاکہ اس کی ڈیلیوری کے دوران کوئی کمپلیکیشن نہ ہو۔ وہ اپنے ہر پیشنٹ کو اسی طرح حوصلہ دیتی تھی کیونکہ اکثر و بیشتر ان کے پاس جو کیسز آتے تھے ان میں زیادہ تر زارا کی طرح کم عمر لڑکیاں ہوتی تھیں جو فزیکلی فِٹ نہیں ہوتیں اور ان کے کیسز کافی خراب ہو جاتے ہیں۔

کیونکہ نہ صرف وہ فزیکلی ان فِٹ ہوتی ہیں بلکہ اسٹریس کا بھی شکار ہوتی ہیں، جہاں انہیں نہ صرف ڈلیوری کے دوران اس کے پروسیس سے ڈر لگتا ہے بلکہ اس کے بعد کے مراحل سے بھی۔ جیسے لڑکا ہوگا یا لڑکی۔

بہت سے والدین پہلے ہی بچے کا جینڈر معلوم کر لیتے ہیں جبکہ بہت سے نہیں کرتے۔ زارا نے تو ہر قسم کے ٹیسٹ سے بھی انکار کر دیا تھا۔ آخری تین مہینوں میں اس نے ڈاکٹر کو بالکل بھی وزٹ نہیں کیا تھا کیونکہ اس کے خیال میں وہ اتنا ٹریول نہیں کر سکتی تھی اور اگر کوئی مسئلہ ہوا تو وہ خود بخود سامنے آجائے گا۔

اس کی باتیں ڈاکٹر کو کچھ عجیب ضرور لگیں مگر وہ خاموش رہی کیونکہ وہ داعود خان کی فیملی تھی۔ ورنہ اس کے دل میں یہی خدشہ تھا کہ شاید گاؤں دیہات سے تعلق ہونے کی وجہ سے زارا نے ایسا رویہ اپنایا ہے اور وہ اپنی ڈیلیوری بھی وہیں کروائے گی، مگر زارا نے یہاں آکر ڈاکٹر کے اندیشے کو غلط ثابت کر دیا تھا۔

علی، یہ کیا کہنا چاہ رہی تھی؟" ڈاکٹر کے جانے کے بعد زارا نے علیار کی طرف رخ کرتے ہوئے" پوچھا۔

وہ یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ تمہیں اب ڈبل محنت کرنی پڑے گی، تو تیاری کر لو۔""
علیار نے اس کے بال سنوارتے ہوئے جواب دیا۔ وہ ڈاکٹر کی بات سمجھ گیا تھا، مگر شاید زارا نے اسے الگ انداز میں سمجھا تھا۔ مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا—وہ جانتا تھا کہ اس کی بیوی جو بھی کہتی ہے، دل سے کہتی ہے۔

اوہ اچھا، اس کی فکر آپ کیوں کریں؟ آپ ہیں نا!""
زارا نے جوس پیتے ہوئے ہاتھ جھاڑے۔

اس کی بات پر علیار مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر بوسہ دے گیا۔

زار، تم نا روشہا نے اور بھابھی سے بات کر لو۔ دونوں ہی پریشان ہیں وہاں۔""
علیار نے اسے فون دیتے ہوئے کہا کیونکہ دونوں کی کافی کالز آچکی تھیں جنہیں اس نے ریسیو نہیں کیا تھا۔

ان کے شوہروں سے بات ہوئی تو دارار مسکراتے ہوئے زرتاشہ کو نہ جانے کیا میسج کر گیا، جبکہ داعود نے کال ضرور ریسیو کی مگر دوسری طرف کی شکل دیکھتے ہی کال کٹ کر دی۔

اچھا ہاں! "زارا نے یاد آنے پر فوراً فون پکڑ لیا۔"

""مجھے دونوں سے ویڈیو کال کنیکٹ کر دیں، ایک ہی دفعہ بات کر لوں گی۔

نہیں، روشبانے ابھی ٹائم ہے۔ اگر تم دونوں ابھی وہاں سے نکلو گی تو آلو کے آنے تک یہاں پہنچ جاؤ گی۔"

زارا دونوں کو قائل کرنے لگی۔

بھابھی، ہم یہیں سے سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور بہت جلد اپنے آلو سے بھی مل لیں گے۔" آپ پریشان یا اداس نہ ہوں، بس اپنا اور اس کا بہت خیال رکھیں۔ اچھے اچھے دو موٹے موٹے آلو ڈیلیور کریں تاکہ میں ان کے لیے اچھے اچھے گفٹس لے کر آؤں۔ ہم دونوں چچی بھتیجا مل کر خوب ساری مستی کریں گے۔"

روشبانے نے کال پر اسے اپنے ارمان بتائے تھے جبکہ اس کی باتیں سنتے زرتاشہ بھی خود کو مسکرانے سے روک نہ سکی تھی۔ کیونکہ اسے روشبانے نے بتایا تھا کہ شادی کے شروع دنوں میں ہی وہ چاہتی تھی کہ اس کا اور داعود کا بیبی ہو، مگر ہائے رے قسمت!

ہم، یہ ٹھیک ہے۔ تم لوگ یہاں واپس آنا نہیں چاہتے اور اپنے بھتیجے سے کھیلنا ہے، ٹھیک ہے" تم لوگوں کی مرضی ہے۔ اور یہ دعا بھی نا جانے کہاں رہ گئی ہے، کب آنے والی تھی یا اللہ!"

زارا ابھی مزید بات کر ہی رہی تھی کہ اچانک اسے لوئر بیک میں درد کی بہت تیز لہر اٹھتی محسوس ہوئی اور موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا۔

وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ تھوڑا نارمل ہوتے ہی اس نے علیار کو آواز دینی چاہی، مگر ایک بار پھر اسے درد کی شدید لہر اپنی کمر سے اوپر کی طرف سرایت کرتی محسوس ہوئی۔

اس نے ٹیبل پر رکھا گلاس زور سے گرایا تاکہ علیار کی توجہ اپنی طرف کر سکے۔

علیار جو زارا کو فون دے کر خود باہر اس کی ٹیسٹ اور الٹرا ساؤنڈ رپورٹس دیکھ رہا تھا، وہ گلاس گرنے کی آواز پر تیزی سے اندر کی طرف بڑھا۔

جہاں زارا اپنے پیٹ اور کمر پر ہاتھ رکھے تڑپ رہی تھی۔

زارا!""

وہ آنکھیں پھیلائے تیزی سے اس کی طرف بڑھا، جو بیڈ پر جل مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔

ع... علی!""

زارا نے بمشکل زبان تر کرتے ہوئے اسے پکارا۔ ہر دو منٹ بعد اسے درد کی ایک شدید لہر اپنے وجود میں اترتی محسوس ہو رہی تھی۔

"ہوش میں رہو، کچھ نہیں ہوگا، میں ڈاکٹر کو بلا رہا ہوں۔"

"علی..."

علیار نے اس کا بھیگا ہوا چہرہ صاف کیا جو آنسوں اور پسینے سے تر ہو چکا تھا۔

"جی میری جان!"

اس نے اس کے ماتھے پر لب رکھے۔

"آپ ڈاکٹر کو کوئی ریلیف انجیکشن مت لگانے دینا، مجھے نارمل ڈیلیوری چاہیے۔ پہلے... پہلے آپ وعدہ کریں کہ ان لوگوں کو اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرنے دیں گے۔"

زارا نے درد کو ضبط کرتے ہوئے اس سے وعدہ لیا۔

"وعدہ، میری جان، وعدہ۔ تم بے فکر رہو، یہاں اس طرح کچھ نہیں ہوتا۔ اور میں تمہارے ساتھ ہوں، تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔"

علیار نے اسے تسلی دیتے ہوئے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور سائیڈ کا بٹن پریس کر کے نرس کو بلایا، کیونکہ زارا نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما ہوا تھا اور وہ خود بھی اسے اس وقت چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا، اور نہ ہی وہ زارا کی اس حالت میں داور یا کسی اور کو اندر بلا سکتا تھا۔

بٹن کی آواز پر نرس تیزی سے اندر داخل ہوئی اور ایک نظر میں ہی سمجھ گئی کہ مریضہ لیبر میں جا چکی ہے۔

نرس انہیں وہیں چھوڑ کر فوراً ڈاکٹر کو بلانے دوڑ گئی۔

"زارا، حوصلہ رکھنا ہے تم نے۔ ابھی یہ درد ہوگا اور ہم اسے ختم نہیں کر رہے۔ ابھی تم بس دو سینٹی میٹر ڈائیلیٹڈ ہو۔ یہ درد ساتھ سے آٹھ گھنٹے تک رہے گا، یعنی پوری رات کبھی کم اور کبھی تیز۔ بس درود شریف پڑھتی رہو۔"

ڈاکٹر نے الٹرا ساؤنڈ اور چیک اپ کرتے ہوئے نرمی سے کہا۔ لیبر کے دوران دونوں چیزیں ضروری تھیں—بچے کی پوزیشن اور ہارٹ بیٹ مانیٹر کرنا۔

اس وقت لیبر شروع ہو چکا تھا اور وہ اسٹیج ٹو میں تھی، اس لیے انہیں بس زارا کا بی پی اور بچے کے ہیڈ کی پوزیشن دیکھنی تھی کہ آیا وہ نارمل ڈیلیوری کے فیور میں ہے یا نہیں، کیونکہ ڈائیلیشن شروع ہو چکا تھا تو بچے کا سر نیچے ہونا ضروری تھا۔

"سب کچھ بالکل ٹھیک ہے، تم بس اس درد کو برداشت کرو۔ وی آر ہوپنگ فار نارمل ڈیلیوری۔"

ڈاکٹر کہتے ہوئے باہر چلی گئی۔

علیار نے اسٹول کھینچ کر زارا کے بیڈ کے قریب رکھا اور اس کے سرہانے بیٹھ گیا۔ وہ مسلسل اس کے چہرے پر آئے پسینے کو صاف کر رہا تھا۔

”علی... میرا آلو آرہا ہے نا مجھ سے ملنے؟“

زارا نے بمشکل درد برداشت کرتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔

”بالکل میری جان... تمہارا آلو تم سے ملنے آرہا ہے، میں یہیں ہوں۔“

عام حالات میں علیار ضرور مزاح یا پیار سے جواب دیتا، مگر اس وقت اس کی گھبراہٹ اسے روک رہی تھی۔ وہ خاموشی سے اس کا ہاتھ تھامے اس کے سرہانے بیٹھا اسے تسلی دے رہا تھا۔

دعا بھی آچکی تھی مگر وہ باہر ہی کھڑی تھی۔ ریان بھی وہیں موجود تھا، ایک کونے کے بینچ پر بیٹھا ہوا—کیونکہ اسے لگ رہا تھا کہ وارڈ کے قریب بیٹھنا مناسب نہیں۔

پوری رات علیار نے خود کو کانٹوں پر محسوس کیا تھا۔ یہ صرف وہی جانتا تھا کہ وہ کیسے ضبط کا دامن تھامے وہاں کھڑا رہا، ورنہ اپنی دل و جان سے عزیز بیوی کو یوں تکلیف میں دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہونے والے تھے۔

اس نے تو زارا سے خصوصی اجازت لی تھی کہ وہ لیبر روم میں اس کے ساتھ رہے گا تاکہ اسے حوصلہ دے سکے، مگر وہاں معاملہ الٹ تھا۔ درد کے باوجود زارا خود اسے حوصلہ دے رہی تھی، جس پر علیار کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہے۔

ڈاکٹرز بھی حیرت سے زارا کو دیکھ رہی تھیں کہ جسے خود دلاسے کی ضرورت تھی وہ اپنے شوہر کو تسلی دے رہی تھی۔

رات گزرنے کے بعد فجر کے وقت اس کے بیٹوں نے اس دنیا میں قدم رکھا۔

ان کے صحیح سلامت اور خیریت سے پیدا ہونے پر علیار نے سب سے پہلے اپنی بیوی کو اپنی بانہوں میں لینا چاہا، جو تکلیف اور تھکن سے مکمل بھیگ چکی تھی۔ درد اور زور لگانے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا اور بال چہرے سے چپک گئے تھے۔

اس کی آواز بھی بیٹھ چکی تھی۔

علیار ابھی اسے اپنی بانہوں میں لینے ہی لگا تھا کہ زارا نے اپنی تھکن اور بوجھل پلکوں کے ساتھ ضبط کرتے ہوئے پہلے اپنے "آلو" کو تھامنے کا اشارہ کیا اور اسے سختی سے آنکھیں دکھائیں۔

علیار تو یہ سوچ کر بیٹھا تھا کہ ایک بار ڈاکٹر امبیلیکل کورڈ کاٹ دیں گے تو پھر وہ خود بچے کو اٹھائے گا، مگر شاید اس کی یہ سوچ زارا کو پسند نہیں آئی تھی۔ وہ فوراً ڈاکٹر کو منع کر گئی کہ اس کے بچے کو وہ خود تھامے بغیر کوئی ہاتھ نہ لگائے۔

اس کی بات پر ڈاکٹر حیرت سے اسے دیکھنے لگیں، کیونکہ بچے پہلے ہی ان کے ہاتھوں میں تھے، مگر وہ اس کی کیفیت سمجھتے ہوئے فوراً علیار کو بلایا۔

دونوں بچوں کو ایک ساتھ علیار کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔

علیار نے بمشکل دونوں کو سنبھالا، کیونکہ وہ دونوں رونے کے بجائے آنکھیں کھولے دنیا کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

ڈاکٹر نے ایک بچے کو زارا کے سینے پر رکھا اور دوسرے کو نرس کے ذریعے علیار کے حوالے کیا تاکہ امبیلیکل کورڈ کاٹا جا سکے۔

"آپ بچے کو دیکھ لیں، پھر ہم انہیں کلیننگ کے لیے لے جائیں گے۔"

ڈاکٹر نے زارا سے مخاطب ہو کر کہا۔

زارا آنکھیں موندے اس لمحے کو محسوس کر رہی تھی۔ علیار دوسرے بچے کو لے کر اس کے قریب آیا۔

کچھ دیر دونوں بچوں کو دیکھنے کے بعد ڈاکٹر نے نرس کے ذریعے بچوں کو کلیننگ کے لیے بھیج دیا تاکہ ان کا وزن اور باقی میڈیکل چیک اپ کیا جا سکے۔ بچے صحت مند تھے، مگر یہ تمام پروسیجر ضروری تھا۔

بچوں کے جانے کے بعد علیار دوبارہ زارا کے پاس آیا اور اس کے ماتھے، چہرے اور گردن کو نرمی سے صاف کرنے لگا۔

زارا کی آنکھیں بند تھیں، نیند اس پر غالب آرہی تھی، مگر وہ ایک بار اپنے بچوں کو صاف اور سکون سے دیکھ کر انہیں اپنے حصار میں لے کر سونا چاہتی تھی۔

وہ جان بوجھ کر خود کو ہوش میں رکھے ہوئے تھی۔

کچھ ہی دیر میں نرس دونوں بچوں کو گرے کلر کے کمبل میں لپیٹ کر واپس لے آئی۔ ایک بچے کو زارا کے پاس لٹا دیا گیا اور دوسرا علیار کے حوالے کیا گیا۔

نارمل ڈیلیوری کی وجہ سے زارا کو زیادہ پیچیدگی نہیں ہوئی تھی۔ صرف چند میڈیکل پروسیجرز کے بعد ڈاکٹر نے اسے دوسری ڈرپ لگائی اور پھر لیبر روم سے دوسرے کمرے میں شفٹ کر دیا گیا۔

اس کے لیفٹ سائیڈ پر رکھے ٹیبل پر ہی اس کی ساری ڈرپس، آئی وی اور کینولا موجود تھے جو اسے ہر حال میں لگے ہوئے تھے۔

"!زار، تم کچھ دیر سو جاؤ۔ میں انہیں باہر سب سے ملواتا ہوں، پھر اذان بھی تو دینی ہے"

علیار نے اس کی بار بار بھاری ہوتی پلکیں دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں... آپ سب کو اندر بلا لیں، میرے سامنے ہی اذان دلوا دیں... اور شہد بھی یہیں چٹوانا "ہے۔"

زارا نے بمشکل لبوں کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم میں بالکل بھی جان باقی نہیں رہی تھی، اسے لگ رہا تھا جیسے اس کا انگ انگ ٹوٹ رہا ہو۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"

علیار یہ کہتے ہوئے دونوں بچوں کو اپنی گود میں اٹھا کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے نکلتے ہی باہر موجود سب لوگ، جو بے چینی سے انتظار کر رہے تھے، فوراً اس کی طرف لپکے۔ رات کو ہی حویلی کے باقی لوگ بھی پہنچ چکے تھے، صرف مانیا اور آمدہ نہیں آئے تھے، کیونکہ مانیا کا پانچواں مہینہ چل رہا تھا اور علیان انہیں رات کو ہاسپٹل لانے کے حق میں نہیں تھا۔

وہ خود بھی رات سے وہیں موجود تھا، اس لیے اس نے آمدہ اور مانیا کو داؤد کے شہر والے گھر پر ہی چھوڑ دیا تھا۔

علیار نے باہر آتے ہی ایک بچہ اپنے راجی اور دوسرا اپنی موری کے حوالے کیا۔ دونوں کی آنکھوں میں بچوں کو دیکھ کر آنسو آ گئے۔

یہ احساس ان کے لیے ناقابلِ بیان تھا—اپنی اولاد کی اولاد کو دیکھنے کا احساس۔

"بھابھی دیکھیں، یہ تو بالکل علیار کی طرح ہے۔"

وردہ بچے کو تھامے خوشی سے بولی۔

"ہاں... بالکل ہمارے علیار جیسا ہے۔"

موری نے جذباتی انداز میں کہا، اس سے زیادہ کچھ کہہ نہ سکی۔

علیار نے اس وقت کسی سے زیادہ بات نہیں کی۔ وہ صرف اپنی خوشی میں گم تھا۔ اپنے بچوں کو دیکھ کر وہ دنیا سے بے خبر تھا۔

لیکن اس کے دل میں یہ احساس بھی موجود تھا کہ سب کچھ پہلے جیسا نہیں رہا۔

شاید اولاد کے وقت ماں باپ کا ظرف چھوٹا ہو جاتا ہے—وہ ہر اس انسان کو معاف نہیں کر پاتے جو ان کے بچے کے لیے کبھی بھی تکلیف کا باعث بنا ہو۔

"! لالا، اس کا نام میں رکھوں گا"

داعود نے فوراً ایک بچے کو تھامتے ہوئے کہا۔

"! نہیں، میں رکھوں گا ! آخر سب سے بڑا چاچو میں ہوں"

دارار نے اس کے ہاتھ سے تقریباً بچے کو چھینتے ہوئے کہا اور میچ کی طرف بڑھ گیا، جہاں ریان موجود تھا۔

دعا بھی وہیں کھڑی تھی، مگر ریان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ صرف اپنی بیوی کے لیے آیا تھا، ورنہ اسے اپنی موجودگی یہاں غیر ضروری لگ رہی تھی کیونکہ یہ فیملی میٹر تھا۔

دارار اسے لے کر بینچ پر بیٹھ گیا اور کافی دیر تک خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ باقی سب نے اس کے جذبات کو سمجھتے ہوئے اسے اکیلا چھوڑ دیا اور دوسرے بچے کو دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔

دونوں بچوں کی شکل بالکل ایک جیسی تھی، بس آنکھوں کا فرق تھا—ایک کی آنکھیں زارا کی کاپی تھیں، جبکہ دوسرے کی آنکھیں علیار جیسی تھیں۔

یہی تو اس کی زندگی کا ماضی تھا... اور شاید یہی اس کی حقیقت بھی۔

ریان نے جیسے اسے تسلی دینے کی کوشش کی، مگر حقیقت میں وہ خود بھی اپنے آپ کو تسلی دے رہا تھا۔

"کی تسلی دے رہے ہو مجھے یا خود کو؟"

دارار نے اپنی نم آواز چھپاتے ہوئے اس سے کہا۔

"دونوں کو... کیونکہ جس کو اصل میں اس تسلی کی ضرورت ہے وہ یہاں موجود ہی نہیں ہے۔ اور میرا دل کہتا ہے کہ وہ یہ سب محسوس کر رہی ہوگی۔ ایک بار پھر اس کے غم تازہ ہو رہے ہوں گے... یہ خبر شاید اس تک بھی پہنچ چکی ہو۔"

ریان نے بچے کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"ہم پہنچ تو چکے ہوں گے، مگر وہ غمگین بالکل نہیں ہوگی۔ وہ ایسی نہیں ہے کہ کسی کی خوشی میں اپنا غم تلاش کرے۔ میری بیوی ہے، اتنا تو مجھے اندازہ ہے۔"

دارار نے اس کی بات پر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"ہائے... تمہارے اندازے! کاش یہ اندازے تمہیں پہلے ہو جاتے تو آج ہم دونوں یوں خالی ہاتھ نہ بیٹھے ہوتے۔"

ریان نے گہری آہ بھرتے ہوئے کہا۔

اگر اندازہ نہیں تھا تو اس میں اللہ کی حکمت ہے، اور اگر ہو گیا ہے تو اس میں بھی۔ میں ماضی" میں نہیں رہتا اور نہ مستقبل میں کھویا رہتا ہوں۔ مجھے صرف حال اہم ہے... اور حال میں ہم چاچا اور تم پھوپھا بن چکے ہو۔ اب چپ چاپ میرے ساتھ چلو، میٹھائی لینے، کیونکہ ان سے اس "کام کی توقع رکھنا بے کار ہے۔

دارار نے بات بدلتے ہوئے اپنے گروپ کی طرف دیکھا، جو بچے کے گردیوں جھنڈ بنائے کھڑے تھے جیسے کئی دن کے بھوکے ہوں۔

نرس دو بار انہیں شور نہ کرنے کا کہہ چکی تھی، مگر کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

علیار، یہ لے لو، میں کسی کام سے جا رہا ہوں۔ اپنی امانت سنبھالو، ورنہ ان لوگوں پر مجھے کوئی" "بھروسہ نہیں۔ یہ لوگ تو بچے کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے کئی دن سے فاقے پر ہوں۔

دارار نے طنزیہ انداز میں بچے کو علیار کے حوالے کیا، خاص طور پر داور اور علیان کو دیکھتے ہوئے۔

ادھر داور اور علیان بچے کے لیے ایسے پاگل ہو رہے تھے کہ بس ایک دوسرے کو مارنے کی کسر باقی تھی۔

:داعود نے بھی علیان کو طنز کیا تھا

"چار مہینے بعد تمہارا اپنا آنے والا ہے، تو یہاں کیوں منہ مار رہے ہو؟"

اس بات پر داجی اور باقی بڑوں نے اسے گھور کر دیکھا، تو وہ فوراً کندھے اچکا گیا۔

لالا، آپ کو نہیں لگتا کہ جو شادی شدہ لوگ ہیں انہیں دوسروں کے بچوں کے بجائے اپنے بچوں" پر محنت کرنی چاہیے؟ تاکہ یہ 'شیئرنگ از کیئرنگ' والا رول ختم ہو جائے؟ مگر نہیں، لوگ مانگنے سے "! باز تھوڑی آتے ہیں

علیان بھی پھر علیان تھا جو داعود کا خون جلائے بغیر سکون سے نہیں رہ سکتا تھا اسے علیار سے دوسرا بچہ لیتا دیکھ کر وہ دارار کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے ایسے بتا رہا تھا جیسے اس کے علم میں اضافہ کر رہا ہو۔۔

داعود نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے خاموشی سے خود کو بچے کے ساتھ مصروف کر لیا۔ اس کے چہرے کے زاویے بگڑے ہوئے تھے، جس سے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ اس کا مزاج کسی سے بھی میل نہیں کھاتا۔

دارار ان سب کو وہیں چھوڑ کر خود باہر کی طرف بڑھ گیا تاکہ وہ آنسو جو وہ اندر ضبط کر رہا تھا، باہر لا سکے۔ وہ اپنی خوشی پر نہیں رو رہا تھا بلکہ اپنی بدقسمتی پر رو رہا تھا۔ اس نے اپنے غصے میں رب کی

عطا کردہ قیمتی نعمتوں میں سے ایک نعمت کو کھو دیا تھا—وہی نعمت جسے پا کر لوگ خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں، جیسے ابھی علیار جھوم رہا تھا۔

اس سے اس کے جذبات ہی سنبھالے نہیں جا رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ بچوں کو باہر لے آئے تو سب بے چین ہو گئے کہ وہ آئے گا بھی یا نہیں۔ داجی نے باہر نکلتی نرس سے پوچھ بھی لیا۔

"وہ اتنی دیر سے اندر کیا کر رہے ہیں؟"

نرس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:

"وہ اپنے بچوں کو پیار کر رہے ہیں۔ ماشاءاللہ، دونوں ہی اتنے پیارے ہیں کہ کسی کا دل نہیں بھرتا۔"

ان معصوم بچوں کو دیکھ کر دارار کو اندازہ ہو رہا تھا کہ اس کے ہاتھ سے کتنا بڑا خسارہ نکل گیا ہے۔ وہ جو کب سے خود کو سنبھال رہا تھا، اب اسے لگ رہا تھا کہ وہ ٹوٹ کر بکھر جائے گا۔ آنسو اس کی آنکھوں سے بہہ نکلے۔

اچھا ہوا کہ زرتاشہ وہاں موجود نہیں تھی، ورنہ وہ اسے اس وقت سنبھال نہیں پاتا۔ اگر وہ اس سے سوال کر لیتی تو وہ کیا جواب دیتا؟

اداس تو وہ بھی ہوتی، مگر فرق صرف اتنا تھا کہ وہ وہاں بیٹھ کر اپنے رب سے دعا کرتی۔

دارار نے سوچتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ کی۔

"انہیں صبر آ ہی جائے گا... آہستہ آہستہ ہی سہی، مگر آ جائے گا۔"

وہ ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ قریبی فاصلے سے اسے فون کی گھنٹی سنائی دی۔

اسکرین دیکھی تو زرتاشہ کی کال آ رہی تھی۔

وہ کافی دیر اسکرین کو دیکھتا رہا، پھر بینچ پر بیٹھ گیا تاکہ آرام سے بات کر سکے۔

اس نے کال ریسیو کی۔

"السلام علیکم زری... کیسی ہو؟"

فون ریسیو ہونے کے بعد دوسری طرف خاموشی تھی، تو دارار نے خود ہی بات شروع کر دی۔

جبکہ دوسری طرف سے اسے صرف گہری سانسوں کی آواز ہی سنائی دے رہی تھی۔

"زری؟"

کافی دیر خاموشی دیکھتے ہوئے دارار نے ایک بار پھر اسے پکارا۔

"جی..."

زرتاشہ نے گہری سانس لیتے ہوئے بالآخر اسے جواب دیا۔

"کیسی ہو؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

دارار نے پریشانی سے پوچھا۔

"ہم سب کچھ ٹھیک ہے... بس دل اداس تھا۔"

زرتاشہ نے دور اپنے ہوٹل کے کمرے سے باہر دیکھتے ہوئے گلاس وال کے پار نظر آنے والے حسین منظر کو اداسی سے دیکھا۔

"اور اداسی کی کوئی خاص وجہ؟"

دارار بھی اب تسلی سے بیٹھ گیا تھا، کیونکہ پانچ مہینوں میں یہ پہلی بار تھا کہ اس نے کال واپس کی تھی۔ ورنہ وہ صرف میسج پر ہی جواب دیتی تھی۔

"نہیں... کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ لالا ٹھیک ہیں؟"

زرتاشہ نے گہری سانس لیتے ہوئے خود کو کمپوز کیا۔ کال تو ملا لی تھی مگر اب سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا بات کرے۔

"تمہارے لالا بھی ٹھیک ہیں... بس تھوڑا سا اداس ہیں، علیار کے بچوں کو دیکھ کر۔"

دارار نے بغیر کچھ چھپائے صاف گوئی سے بتایا۔

اس کی بات پر زرتاشہ خاموش ہو گئی۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا..."

اس نے دھیرے سے کہا، "یہ خبر سن کر ایک لمحے کو دل خوش ہوا، پھر اسی لمحے ویرانی چھا گئی۔ مجھے پتا ہے یہ زارا بھابھی اور علیار بھائی کی خوشی ہے، مگر پھر بھی... نہ جانے کیوں دل کچھ اچھا محسوس نہیں کر رہا۔ اس لیے میں نے بھابھی کو بھی کال نہیں کی۔ سب یہی سوچ رہے ہوں گے کہ میں ان کی خوشیوں سے جل رہی ہوں..."

دارار نے فوراً اسے تسلی دی۔

"کوئی ایسا نہیں سوچ رہا زری۔ سب بس بچوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ پوچھو مت، جنگ چھڑی ہوئی ہے وہاں۔ ابھی تک تو دعا نے بچوں کو گود میں بھی نہیں لیا اور داعود بھی لڑ رہے

ہیں۔ علیان اور داور کی لڑائی ختم نہیں ہو رہی۔ نرس بھی تنگ آ گئی ہے، لگتا ہے سب کو ہاسپٹل سے باہر پھینک دیں گی۔"

دارار نے ہلکے انداز میں اسے وہاں کا ماحول بتایا۔

وہ اگر وہاں ہوتی تو شاید اداس ہونے کے بجائے سب کے ساتھ مل کر بچوں کے لیے لڑ رہی ہوتی، اور ریان کو آنکھیں دکھا رہی ہوتی کہ یہ "میرا بھتیجا ہے"۔

وہ اپنی ہی سوچ پر مسکرا کر نفی میں سر ہلا گیا۔

"اچھا... بے بی کیسا ہے؟ بہت پیارا ہے نا؟"
زرتاشہ نے کسی اندرونی احساس کے تحت پوچھا۔

"پیارا تو ہے... مگر میری زری سے کم۔"
دارار نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، پھر سنجیدہ ہوا،
"خیر ان سب باتوں کو چھوڑو۔ انہیں سوچ کر اداس مت ہوا کرو۔ میں نے تم سے کہا ہے نا تم نے صبر کرنا ہے۔ تم بہادر ہو... اپنے لیے نہیں تو ان دو مردوں کے لیے جنہیں تم یہاں چھوڑ کر گئی ہو۔"

دارار اس کی حالت سمجھ رہا تھا۔ دل تو اس کا بھی چاہ رہا تھا کہ دھاڑے مار مار کر روئے، مگر وہ اولاد کے غم کو اندر ہی اندر دبا رہا تھا۔ وہ جا کر بھی نہیں گیا تھا۔

"میں... میں کیسے کروں صبر؟"

زرتاشہ نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہاں بھی میں سب کے بچوں سے دور رہتی ہوں کہ کہیں میری وجہ سے انہیں کچھ ہو نہ جائے۔ مجھے لگتا ہے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا..."

"تو پھر تم ان بچوں سے دور نہ رہو۔"

دارار نے نرمی سے مشورہ دیا۔

"ان کے ساتھ کھیلو، انہیں تحفے دو۔ بلکہ بہتر ہے تم کسی یتیم خانے چلی جاؤ۔ شاید وہاں جا کر تمہیں بہتر محسوس ہو۔"

دارار نے سادہ انداز میں کہا۔ وہ خود بھی یہی کرتا تھا۔ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے وہ شہر کے یتیم خانے یا اولڈ ایج ہوم میں وقت گزارتا تھا۔

حویلی وہ کم ہی جاتا تھا۔ جب بھی جاتا، یا تو سلیمان صاحب کے ساتھ ہوتا یا روادبہ کے پاس۔ ان دونوں کے علاوہ وہ وہاں زیادہ نہیں ٹھہرتا تھا۔

اس کے نہ جانے کی ایک بڑی وجہ روادبہ تھی۔ اس نے سرداری بھی چھوڑ دی تھی کیونکہ یہی وہ سب چیزیں تھیں جن کے باعث ایک فساد ہوا تھا، اور وہ فساد ایک طوفان بن کر اس کی زندگی بہا لے گیا تھا—اس سے اس کا سب کچھ چھین گیا تھا، حتیٰ کہ اس کا بچہ بھی۔

"اچھا..."

دارار نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا،

"میں میٹھائی لینے جا رہا ہوں۔ اگر دل کرے تو دوبارہ کال کر لینا، گھر جا کر میں تم سے تسلی سے بات کر لوں گا۔"

"اگر دل کیا تو کر لوں گی..."

زرتاشہ نے کچھ لمحے توقف کے بعد جواب دیا۔ اس کے لہجے میں نہ سختی تھی نہ نرمی، مگر ایک عجیب سا خلا ضرور تھا۔

دارار نے بغیر کسی بات کا برا منائے الوداعی کلمات کہے اور فون رکھ دیا۔ وہ باہر جا کر میٹھائی لینے کا ارادہ رکھتا تھا تاکہ سب میں تقسیم کر سکے۔

مگر جیسے ہی وہ اٹھنے لگا، کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

وہ چونکا اور پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اپنی ماں کو وہاں کھڑا دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا۔

"مورے؟ آپ یہاں؟"

دارار نے حیرت سے کہا۔

"ہاں... تم سے بات کرنی تھی۔"

رودابہ اس کے ساتھ ہی بینچ پر بیٹھ گئی جہاں کچھ دیر پہلے وہ بیٹھا تھا۔

"جی، بولیں۔ میں سن رہا ہوں۔"

دارار نے کھڑے کھڑے ہی کہا۔

"بیٹھ جاؤ... یہ بات بیٹھ کر کرنے والی ہے۔"

رودابہ نے اسے سنجیدگی سے کہا۔

دارار بیٹھ گیا۔

رودابہ کچھ لمحے خاموش رہی، پھر گہری سانس لیتے ہوئے بولی:

"میں سوچ رہی تھی... زرتاشہ سے بات کروں۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے دارار کے چہرے کو بغور دیکھا۔ یہ بات کہنا اور سوچنا دونوں ہی اس کے لیے آسان نہیں تھے۔ ہر بار یہ خیال آتا تو وہ خود ہی اسے جھٹک دیتی تھی، مگر اب اسے لگا کہ معاملہ مزید ٹالنے سے نقصان ہو سکتا ہے۔

دارار کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا۔

"آپ کو زری سے کیا بات کرنی ہے، مورے؟"

وہ کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد بولا۔ ان کی بات سے اس کے چہرہ پر ایک سایا سا لہرایا تھا۔۔

"اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا ہے، بے فکر رہو۔ کوئی الٹی سیدھی بات نہیں کروں گی، بس معافی مانگنی ہے۔"

رودابہ نے اس کے چہرے کے بدلے ہوئے رنگ دیکھتے ہوئے اصل بات بتائی۔

"مورے، دیکھیں..."

دارار نے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھتے ہوئے نرمی سے کہا،

"آپ نے جو کچھ بھی کیا یا یوں کہہ لیں کہ زری کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا، اس کی وجہ آپ نہیں تھیں، بلکہ میں تھا۔ آپ نے تو بس ایک بات کہی تھی، اور میں نے اس ایک بات کو اپنے لیے چنگاری بنا لیا۔ اس میں آپ کا قصور نہیں کیونکہ آپ اس چیز سے لاعلم تھیں۔ اور وہ تصاویر اچانک ہی آپ کے سامنے آئیں، تو آپ نے جو کہا وہ کسی حد تک درست تھا۔ کوئی بھی ساس یہی کہتی۔"

"نہیں..."

رودابہ نے بے بسی سے سر ہلاتے ہوئے کہا،

"جو میں نے کہا وہ غلط تھا۔ کیونکہ میں ایک عرصے سے اسے جانتی ہوں۔ مجھے اندازہ ہونا چاہیے تھا کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا۔ اور اگر وہ چیز تھی بھی، تو مجھے تمہیں یوں گرانے کی وجہ نہیں بننا چاہیے تھا۔ تم ایک کام کرو... بس اس کا نمبر مجھے دے دو۔ میں خود بات کر کے تسلی کر لوں گی، ورنہ میں ساری زندگی یونہی بے چین رہوں گی۔"

"میں بات کروا دوں گا، مورے۔ اب آپ پریشان نہ ہوں۔"

دارار نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا، اب تم جاؤ جہاں جا رہے تھے۔ میں بھی گھر جا رہی ہوں۔ یہاں رہ کر کیا کرنا ہے..."

رودابہ نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مورے؟ مگر آپ تو بھابھی سے نہیں ملیں!"

دارار نے پریشانی سے انہیں دیکھا۔

"ہاں... نہیں ملی۔ علیار نے ویسے بھی ملنے نہیں دینا تھا۔ میں نے بچوں کو دور سے دیکھ لیا ہے۔ تم یہ پیسے لو اور میری طرف سے ان کے لیے کچھ لے لینا۔ کیونکہ اگر میں لیتی تو تمہیں پتا ہے..."

رودابہ نے اپنے بیگ سے پیسے نکال کر اسے دیے۔

"مورے..."

دارار نے نرمی سے کہا،

"یہ آپ اپنے پاس رکھیں، میں لے آؤں گا۔ ابھی ایسا کریں، میں غلام دین سے کہتا ہوں وہ آپ کو چھوڑ دے گا۔ آپ اتنی صبح صبح کسی ڈرائیور کے ساتھ کیوں جائیں گی؟"

دارار نے پیسے واپس بیگ میں رکھ دیے اور انہیں لے کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تاکہ اپنے آدمی سے کہہ کر انہیں داعود کے گھر چھوڑوا دے۔

وہ ابھی رودابہ کی طرف کا دروازہ بند کر ہی رہا تھا کہ سلیمان صاحب آتے نظر آئے، تو وہ رک گیا۔

"بابا، کیا بات ہے؟ آپ باہر کیوں آ گئے؟"
دارار نے استفسار کیا۔

"دارار..."
سلیمان صاحب نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا،
"میں تھک گیا ہوں، تم ذرا مجھے گھر چھوڑ دو۔"

اور وہ آہستہ سے گاڑی میں بیٹھ گئے۔

وقت دوگنی تیزی سے گزر رہا تھا۔ آج دونوں بچوں کو اس دنیا میں آئے چار دن ہو چکے تھے۔ ان" چار دنوں میں تقریباً گھر کے سارے ہی افراد زارا اور علیار کے کمرے میں پائے جاتے تھے کیونکہ ہر کسی کو ہر وقت ان سے کھیلنا ہوتا تھا، مگر وہ بچے تھے کہ کسی کو کوئی خاص رسپانس ہی نہیں دیتے تھے۔

داعود اپنے کمرے میں موجود عجلت سے تیار ہو رہا تھا۔ وہ جلدی جلدی ہاتھ چلا رہا تھا۔ ایک ہاتھ سے اپنا سامان بریف کیس میں رکھتا، جبکہ دوسرے ہاتھ سے فون کان سے لگائے کسی سے بات کرنے میں مصروف تھا۔

”ہم مغیب، باقی کی چیزیں تم دیکھو، میں کچھ گھنٹوں میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔“

داعود یہ کہہ کر تیزی سے فون کاٹ گیا تھا۔

دراصل جس یونیورسٹی میں داعود نے روشہانے کو پڑھنے بھیجا تھا، وہ وہاں کے ڈین سے بات کر کے اپنا ٹرانسفر کسی اور کنٹری میں کروا چکی تھی۔ اس نے داعود کا فلیٹ بھی چھوڑ دیا تھا اور داعود کے سارے آدمی پریشانی سے اسے ڈھونڈ رہے تھے۔ سب کی جان پر بنی ہوئی تھی، مگر ہر گزرتے لمحے کے ساتھ داعود کو اپنی جان جاتی محسوس ہو رہی تھی۔

اسے لگ رہا تھا جیسے اس نے روشہانے کو یہاں سے بھیج کر غلطی کی تھی اور اب وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے کے لیے اس قسم کی حرکت کر رہی تھی۔

وہ سب سے رابطے میں تھی، سوائے اس کے۔ نہ وہ اس کی کال اٹھا رہی تھی اور نہ ہی اس سے بات کرنا چاہتی تھی۔ اگر وہ کسی اور کے فون سے بات کرنے لگتا تو وہ اس کی شکل دیکھتے ہی فون کاٹ دیتی تھی۔

اس پر غضب یہ تھا کہ وہ گھر میں کسی کو اس بارے میں بتا بھی نہیں سکتا تھا۔

اس نے صرف ریان سے اس معاملے پر بات کی تھی کیونکہ باقی کسی سے وہ یہ سب ڈسکس نہیں کر سکتا تھا۔ ریان نے اسے بتایا تھا کہ وہ دبئی میں ہے کیونکہ نہ صرف اس کی لوکیشن وہاں کی تھی بلکہ روشہانے نے وہاں اپنا کلاتھنگ بزنس بھی اسٹارٹ کر دیا تھا۔

یہ سب کچھ اس کے لیے ہضم کرنا مشکل تھا، مگر اسے خوشی بھی تھی کہ وہ اپنے ڈپریشن کو ہراتے ہوئے زندگی میں آگے بڑھ رہی تھی... خود سے چیزوں کو فیس کر رہی تھی۔

ورنہ جب پہلی بار داعود نے اسے آسٹریلیا بھیجا تھا تو اس کے ساتھ ریان، دعا اور زرتاشہ بھی تھے جنہوں نے اس کی کافی مدد کی تھی کیونکہ وہ بہت ڈری ہوئی تھی، مگر اب اس نے اپنے تمام معاملات خود ہینڈل کیے تھے۔

یہ بات داعود کے لیے قابلِ فخر تھی۔

وہ جلدی سے اپنی چیزیں سمیٹتا نیچے کی طرف بڑھا تھا۔ وہ خود تو تقریباً یہی شفٹ ہو چکا تھا، ساتھ ہی اس نے روادبہ اور سلیمان صاحب کو بھی اپنے پاس بلا لیا تھا۔

اب ان کا ارادہ بھی واپس جانے کا نہیں تھا۔

جو کچھ ماضی میں ہوا تھا، روادبہ اب نہیں چاہتی تھی کہ وہ سب کے ساتھ رہیں کیونکہ وہ ان سب کا سامنا نہیں کر سکتی تھی۔ داعود اور دارار کو بھی یہی صحیح لگا تھا تاکہ کم از کم علیار اور بچے وہاں گاؤں میں سکون سے رہ سکیں۔

یہ بات ان سے چھپی نہیں تھی کہ علیار نے سچ سامنے آنے کے بعد زارا کو نہ تو حویلی میں کسی سے زیادہ ملنے دیا تھا اور نہ ہی وہ زیادہ دیر نیچے رہتی تھی۔

اور وہ سب سمجھ رہے تھے کہ ان سب چیزوں کی ایک اہم وجہ روادبہ ہی ہے۔

اسی لیے رودابہ نے سوچا تھا کہ وہ گھر چھوڑ کر چلی جائیں گی۔ راجی نے بھی ان کے لیے یہی فیصلہ سنایا تھا کہ وہ گاؤں کے دوسرے گھر میں شفٹ ہو جائیں، مگر اب رودابہ چاہتی تھی کہ وہ شہر میں رہیں... اپنے سب اپنوں سے دور۔

انہیں اب اسی میں سکون محسوس ہوتا تھا۔

وہاں ایک کمرے میں بند رہ رہ کر وہ بیمار سی ہو چلی تھی۔

"داعود بغیر کسی کو اطلاع دیے ایئرپورٹ کے لیے نکل گیا تھا۔

چار گھنٹے کے سفر کے بعد اس کی گاڑی دبئی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ سے باہر نکلی تھی۔ ریان کے بتائے ہوئے ایڈریس کے مطابق روشہا نے دبئی کے ڈاؤن ٹاؤن ایریا میں رہ رہی تھی، مگر چونکہ اس وقت دن تھا، اس لیے داعود کی رپورٹ کے مطابق یا تو وہ یونیورسٹی میں ہوگی یا پھر اپنی شاپ پر۔

داعود سب سے پہلے اس کی یونیورسٹی کی طرف بڑھا تھا جو ڈاؤن ٹاؤن سے آدھے گھنٹے کی ڈرائیو پر تھی۔ وہاں پہنچ کر وہ ریسپشن سے اس کے بارے میں پوچھنے لگا مگر اسے کوئی خاص معلومات نہیں ملی کیونکہ وہ اپنے اسٹوڈنٹس کی ڈیٹیل شیئر نہیں کرتے تھے۔

داعود نے وہاں مزید وقت ضائع کیے بغیر اس کی شاپ کی طرف رخ کیا تھا۔

جوں جوں وہ اپنی منزل کے قریب جا رہا تھا، اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ اس کی بیوی نے صرف کوئی چھوٹی موٹی شاپ نہیں کھولی۔ سامنے کھڑی بلند و بالا بلڈنگ دیکھ کر تو یوں لگ رہا تھا جیسے یہاں کوئی لگژری اپارٹمنٹس ہوں، کوئی مال یا شاپنگ سینٹر نہیں۔ یعنی اس کی بیوی نے نہ اپنے باپ کا پیسہ استعمال کیا تھا اور نہ اس کا۔

داعود نے یہ سوچتے ہوئے اپنا سر پکڑا، پھر ایک گہرا سانس لیتے گاڑی سے اترا اور سر تا پا اس بلڈنگ کو دیکھنے لگا۔

تبھی اوپر بالکنی سے کسی نے اپنے پودوں میں پانی ڈالا تھا۔

داعود نے آہستگی سے اپنا چشمہ اتارتے غور سے اوپر دیکھا۔

وہ کوئی اور نہیں، اس کی روشہانے تھی۔

وہ بغیر اس کی نظروں میں آئے تیزی سے اندر کی طرف بڑھا تھا۔

روشہانے، جو اپنے دھیان میں گھر کے کام کر رہی تھی، پودوں کو پانی دیتی واپس اندر آ گئی تھی۔

آج اس کی طبیعت کچھ ڈاؤن تھی۔

چار دن میں آسٹریلیا سے دبئی آنا، پھر گھر سیٹ کرنا، یونیورسٹی کے کام دیکھنا، اپنا ایڈمیشن کنفرم کروانا... یہ سب چیزیں اسے بری طرح تھکا چکی تھیں۔ اوپر سے اس کے دبئی کے پہلے بھی کئی چکر لگ چکے تھے جن میں اس نے یہ اپارٹمنٹ رینٹ پر فائنل کیا تھا، ڈوکیومنٹس کے کام نمٹائے تھے، اور اپنے آن لائن اسٹور کی لانچ سے متعلق بے شمار چیزیں پینڈنگ تھیں جنہیں مکمل کرنا تھا۔

یہ سب کچھ اس نے ایک ہی مہینے میں کیا تھا۔

اور وہ بھی کسی کو بتائے بغیر۔

خیر، بتانا بھی کس کو تھا؟

جسے بتانا ضروری تھا، وہ تو اس سے خفا بیٹھا تھا۔

اور وہ بھی ایک بار اسے منانے آسٹریلیا نہیں آیا تھا۔

کیا جاتا اگر وہ ایک بار آجاتا؟

روشہا نے کرب سے سوچتے ہوئے صوفے پر اوندھے منہ گرنے کے انداز میں خود کو پھینکا تھا۔

ابھی وہ نیند کے آغوش میں جانے ہی لگی تھی کہ دروازے پر ہونے والی بیل نے اسے چونکا دیا۔

وہ روہانسی سی ہوتی ہمت کر کے دروازے کی طرف بڑھی تھی۔

آئی ہول سے جھانکا تو باہر کوئی نظر نہیں آیا۔

وہ واپس مڑنے ہی لگی تھی کہ بیل دوبارہ بجی۔

اس بار اس نے سائڈ باسکٹ میں رکھی چھوٹی سی چھری اٹھائی اور احتیاط سے دروازہ کھول دیا۔

کیونکہ یہ آسٹریلیا نہیں تھا، دبئی تھا۔ جو کہ سیف تو تھا مگر آسٹریلیا میں وہ خود کو زیادہ محفوظ محسوس کرتی تھی کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ داعود ہر طرف سے اس پر نظر رکھتا تھا۔ اسی لیے اس نے اپنے سارے کام کالج بنک کر کے کیے تھے تاکہ داعود کی نظروں میں نہ آسکے۔

وہ دروازہ کھلا چھوڑتے خود سائیڈ کی دیوار کے ساتھ چپک کر کھڑی ہو گئی اور کافی دیر تک انتظار کرنے لگی۔ جب کوئی اندر نہ آیا تو اس نے دروازہ بند کرنے کا سوچا مگر اس سے پہلے کہ وہ دروازہ بند کرتی، داعود نے دروازے پر ہاتھ مار کر اسے کھول دیا تھا۔

اس اچانک افتاد پر روشبا نے نے بمشکل اپنی چیخ روکتے، آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا تھا جو نجانے کہاں سے حاضر ہوا تھا۔ روشبانے نے چھری زمین پر پھینکی، منہ پر ہاتھ رکھا اور حیرت سے اسے دیکھنے لگی جو اب بھی بالکل ویسا ہی تھا، کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا۔ وہ اب بھی اسی طرح فل بلیک ڈریس سوٹ میں ملبوس، آنکھوں پر کالا چشمہ لگائے، اپنے بال ہاف پونی میں قید کیے ہوئے تھا۔

داعود نے تیزی سے آگے بڑھتے دروازہ بند کیا تھا جبکہ وہ آگے نہیں بڑھا تھا۔ روشبا نے ایک لمحے اسے دیکھتی رہی پھر اچانک ہی بیڈ روم کی طرف بھاگی تھی۔ داعود بھی اس کے پیچھے ہی لپکا تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ دروازہ بند کرتی، داعود نے دروازے اور چوکھٹ کے درمیان اپنا پیر اڑا دیا تھا۔

"روشی! یہ کیا بچپنا ہے؟ مجھے ملنے تو دو میری جان... اتنے عرصے بعد اس طرح ملو گی تم؟"

مسٹر داعود! یو شُڈ لیو فرام ہیئر رائٹ ناؤ۔ ورنہ میں دبئی پولیس کو بلا لوں گی۔ اور یہ بات مت" "بھولیے گا کہ یہ پاکستان یا کینیڈا نہیں، دبئی ہے۔ یہاں آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔

روشبا نے اس کی بات پر تنک کر کہتے دروازے پر زور لگایا تھا جبکہ داعود نے دانت پر دانت جما کر درد برداشت کیا تھا۔

روشی میری جان، بات تو سنو!" داعود نے اسے سمجھانا چاہا کیونکہ وہ زور آزمائی نہیں کر سکتا تھا۔" دروازے کے اس پار اس کی بیوی تھی، اگر جھٹکے کی وجہ سے اسے چوٹ لگ جاتی تو؟

کیوں سنوں میں آپ کی بات؟ آپ نے میری سنی تھی؟ چلے جائیں یہاں سے واپس۔ مجھے نہیں" "!ملنا کسی سے

روشبا نے رندھی ہوئی آواز میں کہا تھا۔ اس کی آواز میں نمی واضح محسوس ہو رہی تھی۔

روشی... ایسا نہیں ہے۔ وہ سب تمہارے لیے تھا۔" داعود نے اس کی نم آواز سنتے بے بسی" سے کہا تھا۔

وہ کچھ سوچتے آہستہ آہستہ دروازے سے اپنا دباؤ ہٹاتے ایک کونے میں چھپنے کی جگہ ڈھونڈنے لگا۔ جگہ ملتے ہی وہ جلدی سے دروازے کی طرف بڑھا، جان بوجھ کر دروازہ زور سے بند کیا اور اپنی ڈھونڈی ہوئی جگہ میں چھپ کر روشبانے کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔

روشبانے جو دروازے سے لگی رونے میں مصروف تھی، دروازہ بند ہونے کی آواز پر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ وہ جلدی سے دروازہ کھولتے لاؤنج کی طرف بڑھی تھی۔ مین گیٹ کو بند دیکھتے ہی اس کا دل بیٹھا تھا۔ یعنی وہ اس کے ایک بار منع کرنے پر چلا گیا تھا... جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔

روشبانے بے یقینی میں کھڑی تھی کہ اچانک ہی اسے اپنا سر تیزی سے گھومتا محسوس ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ زمین بوس ہوتی، داعود جلدی سے اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا تھا۔ وہ گھرے گھرے سانس لے رہی تھی۔ ایک لمحہ لگا تھا داعود کو سمجھنے میں کہ اسے پینک اٹیک ہو رہا ہے۔

وہ جلدی سے اس کے لبوں پر جھکتا، اسے اپنی سانسیں مہیا کر گیا تھا۔ اس لمحے روشبانے نے آنکھیں موندتے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔

وہ اس کی سانسیں ہموار کرتا اس سے دور ہوا تھا اور جھکتے ہوئے اسے باہوں میں بھرتا بیڈ روم کی طرف بڑھا تھا۔ وہاں اپنے جوتے اتارتے وہ اسے یونہی اپنی گود میں لیے بیٹھتا اسے جھولا دینے لگا تھا جبکہ روشبا نے بے ڈھنگی سی اس کے سینے سے لگی ہچکیاں بھر رہی تھی۔ سب کچھ اس کے لیے بے حد اچانک تھا اور پینک اٹیک بھی اسے دس مہینے بعد آیا تھا، ورنہ ڈاکٹر نے اسے اس کی سائیکولوجیکل ہیلتھ کو لے کر گرین سگنل دے دیا تھا مگر آج شاید وہ بہت بے بس ہو گئی تھی۔

"روشی میری جان، بس کر دو... کتنا رونا ہے؟"

داعود کئی بار اس کا چہرہ صاف کر چکا تھا مگر وہ تھی کہ چپ ہی نہیں ہو رہی تھی، نہ کچھ کہہ رہی تھی۔

"روشبا نے بس کر جاؤ!"

داعود اسے چپ نہ ہوتا دیکھ کر جان بوجھ کر غصے سے اسے اپنے سامنے کرتے بولا تھا۔ اس طرح رو رو کر تو اس نے اپنی طبیعت خراب کر لینی تھی۔

اس کی دھاڑ پر روشبا نے سمٹتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

"کیوں نہیں سمجھتی تم میری جان کہ تمہیں تمہاری بھلائی کے لیے خود سے دور کیا تھا، کوئی ہمیشہ کے لیے الگ تو نہیں کر دیا تھا جو تم اس قسم کا رویہ اختیار کر رہی ہو۔ کوئی خیال ہے تمہیں؟ آٹھ مہینے سے تم نے مجھ سے بات نہیں کی!"

داعود اس کا سجا ہوا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولا تھا۔

روشبا نے پہلے پہل تو اس کی بات سنتی رہی پھر اپنے چہرے سے اس کا ہاتھ ہٹا گئی۔

"بھلائی کے لیے بھیجا تھا نا؟ تو ہو گئی بھلائی ! اب کیوں آئے ہیں یہاں؟ جب وہاں کبھی پلٹ کر نہیں پوچھا تو اب کیوں پوچھ رہے ہیں؟ جائیں یہاں سے، ٹھیک ہوں میں ! اور آپ کی اس بھلائی کی وجہ سے بہتر ہوں... اب جا سکتے ہیں! "

روشبا نے بھی لگاتے ہوئے کہتے بیڈ سے اترنے کی کوشش کی تھی جب داعود اسے واپس بیڈ پر گراتے خود اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔

"کتنا بولنے لگی ہو نا تم.... بہت سارے گلے شکوے بھی ہیں میری بیوی کو۔ سب دور ہو جائیں گے، ذرا بیگم جان ہمیں موقع تو دیں۔"

داعود نے کہتے ہوئے اپنا کوٹ اتارا اور ساتھ شرٹ بھی، جبکہ روشبا نے اس کے ارادے بھانپتے اسے بے یقین نظروں سے دیکھا تھا جو اسے ایک آنکھ ونک کرتا اس کے لبوں پر جھکا تھا۔

روشبا نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا جو اسے منانے کے بجائے اپنے صحیح چھچھورپن پر اتر چکا تھا۔ اس کی حرکت پر روشبا نے کا دماغ بھی گھوما تھا اور وہ غصے کی شدت سے اس کی پونی میں موجود ہلکے کرلی بال اپنی مٹھی میں دبوچتے انہیں شدت سے کھینچ گئی تھی۔

اس کی حرکت سمجھتے داعود پہلے تو حیران ہوا مگر پھر اتنی ہی شدت سے اس کے لبوں کا جام پینے لگا جتنی شدت سے وہ اس کے بال اپنی مٹھی میں دبوچے ہوئے تھی۔

کافی دیر تک اسے اپنے بال نہ چھوڑتا دیکھ کر داعود اس کے لبوں پر دانت کاٹ گیا تھا۔

روشبانے نے سٹپٹاتے ہوئے اس کے بال چھوڑتے اس کے کندھے پر مکا مارا تھا جب وہ اس کے دونوں ہاتھ کنٹرول کرتا اس سے دور ہوا تھا۔

اس کے لبوں پر خون کی ننھی سی بوند دیکھتے وہ انہیں اپنے لبوں سے چنتا اس کے عارض پر لب رکھ گیا تھا۔

جہاں آنسوں کے مدھم نشان باقی تھے۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ اپنی بیلٹ کھول گیا تھا جبکہ روشبانے بس اسے خونخوار نگاہوں سے گھور رہی تھی۔ اس کے بیلٹ کھولنے پر وہ ڈری ضرور تھی مگر اپنے ڈر کو چھپائے وہ اسے گھورنے میں مصروف تھی جب داعود اس بیلٹ سے اس کے ہاتھ باندھ گیا تھا۔

اس کی اس حرکت پر روشبانے نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔ وہ اس کے بندھے ہاتھوں کے بیچ سے اپنا سر گزارتا خود کو اس کے بے حد قریب کر گیا تھا۔ اس کی حرکتیں بس روشبانے کو گش کھانے پر مجبور کر رہی تھی۔

"میری جان کے ٹکڑے... تم مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو اور تم ہی خفا ہو رہی ہو۔ پہلے ہی تمہاری ناراضگی برداشت کی ہے، اب پھر تم مجھ سے دور جا رہی ہو۔ اتنے دن میں کیسے تمہارے بغیر رہا ہوں، تمہیں ذرا اندازہ ہے؟"

داعود نے اس کے گال سہلاتے اس سے پوچھا تھا جہاں آنسوؤں کے نشان رہ گئے تھے اور آنکھوں کی نمی دوبارہ چھلکنے کو تیار تھی۔

"بہت پیار کرتا ہوں تم سے۔ اگر وہاں رکھتا تو اب تک زارا بھابھی کی طرح ہمارا بے بی بھی آن بورڈ ہوتا... اور میں یہی نہیں چاہتا تھا۔"

"آ۔ آپ کو میرے ساتھ بے بی نہیں چاہیے تھا؟"

اس کی بات نے روشبانے کو تکلیف دی تھی۔ وہ اس کی بات کا غلط مطلب لے گئی تھی۔

"نہیں میری جان کے ٹکڑے! بچے تو میرے تم ہی پیدا کرو گی... وہ بھی چودہ!"

داعود نے اس کے ماتھے پر لب رکھتے ہوئے کہا تھا۔

"مگر ابھی کوئی تمہاری عمر ہے بچے پیدا کرنے کی؟ پڑھائی تمہاری مکمل نہیں ہے، دنیا تم نے نہیں دیکھی، ڈر ڈر کر تم رہتی تھی، اپنے حق کے لیے تم بول نہیں سکتی تھی۔ اب تم ہی بتاؤ، ایسے میں تم اگر میرے ساتھ رہتی اور ہم کنسیو کرتے تو زیادہ تر چانسز تھے کہ تم دوبارہ ڈپریشن اور اینگزائٹی کا شکار ہو جاتی... اور میں یہ ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ تم اپنی زندگی خراب کرو۔"

وہ دھیرے دھیرے بول رہا تھا جبکہ روشبا نے خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

تعلیم بہت ضروری ہے۔ میں نے تمہیں بتایا ہے نا، ایک ماں کا تعلیم یافتہ ہونا بے حد ضروری" ہے۔ اگر میں یہ نہ کرتا تو ایک وقت ایسا ضرور آتا جب تم مجھے خود غرض سمجھتی... جس نے صرف اپنا سوچا۔ پہلے مجھ سے نکاح کی وجہ سے تمہاری پڑھائی ادھوری رہتی، اب مجھ سے رخصتی کے "بعد بھی تمہاری تعلیم ادھوری رہتی... یہ مجھے گوارا نہیں تھا۔

داعود نے اس کے بال سنوارتے ہوئے کہا تھا۔

" ! اور پھر بھی تم منسٹر کی بیوی ہو... اور منسٹر کی بیوی ہو کر تمہاری تعلیم ادھوری رہے؟ خود بتاؤ"

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اچانک ہلکا سا مسکرایا۔

اچھا چلو چھوڑو... ایک کام کرو، تم دل کھول کر مجھے مار لو۔ اس کے بعد جب تمہارا غصہ ٹھنڈا ہو" "جائے تو اتنا ہی مجھے پیار کر لینا۔

روشبا نے بس دم سادھے اس کی باتیں سن رہی تھی۔ اس کے چہرے پر بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

"مان جاؤ جاناں... اور کتنا تڑپاؤ گی؟"

داعود نے گنگناتے ہوئے اس کے عارض چومے تھے کہ اچانک ہی اسے روشبا نے کے تیز تیز رونے کی آواز سنائی دی تھی۔

وہ فوراً اس سے دور ہوا تھا۔

جلدی سے اس کے ہاتھ کھولتے وہ گھبرا گیا تھا۔

"روشی ! کیا ہوا ہے؟ تم یوں رو کیوں رہی ہو؟"

داعود نے اس کے عارض صاف کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"خود یہاں مجھے نے آپ تو جبھی۔ سمجھتے نہیں ہی قابل اپنے مجھے آپ تھا پتا مجھے...تھا پتا مجھے۔۔
سے دور بھیج دیا۔ سب کچھ... سب کچھ آپ نے جان بوجھ کر کیا، اپنی مرضی سے کیا۔ مجھ سے تو
" ! کچھ پوچھا ہی نہیں

روشبانے نے کہتے ہوئے تکیے اٹھا کر اسے مارے تھے۔

مجھ سے پوچھا تھا آپ نے کہ مجھے بے بی چاہیے کہ نہیں؟ نہیں ! ۔۔ مجھ سے پوچھا تھا آپ نے کہ"
"میں میڈیا پر آپ کی وائف کے طور پر انٹروڈیوس ہونا چاہتی ہوں یا نہیں؟ نہیں ! ۔۔

وہ غصے اور رونے کے بیچ بری طرح الجھ گئی تھی۔

سب کچھ... سب کچھ اپنی مرضی سے کر لیا اور اب میں ناراض بھی نہ ہوں؟ یہ حق بھی نہیں ہے"
نا میرا؟ تو جائیں آپ یہاں سے ! ابھی تو میں آپ کی بیوی کے مرتبے کے قابل نہیں لگ رہی ہوں
"گی... ہے نا؟ یہی کہنا چاہ رہے ہیں نا آپ؟

روشبانے نے اس کے اوپر سارے تکیے پھینکتے خود بیڈ پر چڑھتے تقریباً اس کے اوپر بیٹھ گئی تھی جبکہ داعود بس اس کی باتوں اور حرکتوں سے صدمے کا شکار ہو رہا تھا۔

"! کوئی دیکھ لے گا تو کیا کہے گا؟ ایک منسٹر اپنی بیوی سے اپنے بال نچوا رہا ہے"

بس کر دو میری جان، ایسے ہی اگر تم میرے بال نوچتی رہو گی تو میں آج ہی گنجا ہو جانا ہے۔ پھر" "تم خود سوچو، کس کے دوران تم اپنی انگلیاں پھساؤ گی اگر میں گنجا ہو گیا تو؟

داعود نے اپنے بالوں پر ہوتے شدید تشدد کو برداشت کرتے ہوئے کہا تھا جبکہ اس کی بے باک بات پر روشبانے لال بھبھوکا ہوتے اس کے بال چھوڑ گئی۔

اب جا کر اسے اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تھا۔ وہ جلدی سے اس پر سے اترنے لگی جب داعود کروٹ بدلتا اسے اپنے نیچے کر گیا تھا۔

اب تمہارا ظلم ہو گیا، ناراضگی بھی نکل گئی... اب میں پیار کر لوں؟ اتنے عرصے سے تم نے مجھے" "خود سے دور رکھا ہے، اب اس کا حرجانہ کون بھگتے گا ہم؟

داعود اس کے عارض پر انگلی سہلاتے ہوئے بولا تھا۔

"! تو میں نے تھوڑی آپ کو کہا تھا کہ مجھے باہر بھیج دیں، آپ پر ہی جنون سوار تھا"

روشبانے نے اس کے ہاتھ اپنے چہرے سے دور کرتے ہوئے کہا تھا۔

"جنون تو اب بھی قائم ہے... فرق صرف اتنا ہے کہ اب ہم ساتھ رہیں گے۔"

داعود نے اس کے عارض چومتے ہوئے کہا تھا جبکہ اس کی بیرڈ اور مونچھوں کی چبھن سے روشبا نے کسمسائی تھی۔

اس کی بات سنتے اس نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"!کیا مطلب؟"

کوئی مطلب نہیں ہے... اب تم ذرا خاموش ہو جاؤ اور مجھے میرا کام کرنے دو۔ بہت بگڑ گئی ہو"

"تم، ایک بھی بات نہیں سن رہی ہو۔

داعود اسے کہتے اس کے لبوں پر جھکا تھا۔ ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ اپنی مٹھی میں قید کرتا اسے اس کے سر کے اوپر باندھ گیا تھا۔

روشبا نے اس اچانک افتاد پر پھڑپھڑا بھی نہ سکی تھی۔ اس نے بے یقینی سے داعود کو دیکھا تھا جو پوری طرح اس کے لبوں پر قابض اس کی سانسیں چرا رہا تھا۔

وہ اس کے گلابی لبوں کو اپنے شکنجے میں لیے ایک طویل عرصے کی طلب مٹا رہا تھا۔ اس کے کام میں سختی کے ساتھ نرمی بھی تھی۔ وہ ایک ہاتھ سے اسے اپنے سینے سے لگاتے اسے اپنے بے حد قریب کر گیا تھا۔

اچانک ہی روشبا نے کو اپنے چہرے پر کچھ گیلا محسوس ہوا تھا۔

اس نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا جو اسے چومتے ہوئے رونے میں مصروف تھا۔

وہ اس کے گلابی لبوں کو چھوڑتا اس کے نچلے لب پر قابض ہوا تھا۔

اسے یوں روتا دیکھ کر روشبانے کو حیرت نہیں ہوئی تھی۔ وہ جانتی تھی اس کے رونے کی وجہ اس سے دوری ہے جو اس نے اتنے عرصے برداشت کی تھی۔ مگر یہ دوری اس نے اکیلے نہیں برداشت کی تھی۔

روشبانے کو بھی بے ساختہ وہ سارے وقت یاد آئے تھے جب وہ راتوں کو اکیلے روتی تھی کیونکہ اسے وہاں ڈر لگتا تھا۔ کتنی مشکل سے اس نے خود کو مضبوط بنایا تھا۔ آسٹریلیا میں تو وہ بالکل بھی نہیں رہ پاتی تھی، اس لیے اس نے ہمت کرتے اپنے لیے دوسرا راستہ چنا تھا... اپنے لیے خود فیصلہ کیا تھا۔

داعود اس کے لبوں کو آزادی دیتا اس کے عارض چومنے لگا تھا۔

روشبانے نے بے تاثر نظروں سے اسے دیکھا تھا کیونکہ ناراضگی اب بھی قائم تھی۔

داعود اس کے عارض چومتے اس کی آنکھیں چوم گیا تھا جو اسے سب سے زیادہ پیاری لگتی تھی۔ وہ بارہا اس کی آنکھیں چومتا رو رہا تھا۔

روشبانے سے مزید خود پر ضبط نہ ہوا۔ وہ اپنے ہاتھ آزاد کرواتی اس کے گرد اپنا حصار بنا گئی تھی اور آنسوں اس کے بھی بہہ رہے تھے۔

اس نے روتے روتے ہی داعود کے کندھے پر تین چار چپت لگائی تھی جبکہ اس کی حرکت پر داعود روتے روتے ہنس پڑا تھا۔

بس کر جاؤ بیوی... اور کتنے ظلم کرنا ہے تم نے مجھ پر؟ مار مار کر تم نے مجھے لال کر دیا ہے اور میں" "مار کھا کھا کر نیلا پیلا ہو چکا ہوں۔

داعود نے اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا تھا۔

"کوئی نہیں، اب آپ نے اتنی بھی کوئی مار نہیں کھائی کہ آپ نیلے پیلے ہو جائیں۔"

روشبا نے اس کی بات پر ناک سے مکھی اڑاتے اس کی ہائی نیک پر اپنی ناک صاف کی تھی... یہ دیکھنے کے لیے کہ اس کا نفاست پسند بندہ چڑھتا ہے بھی یا نہیں۔

جبکہ داعود اس کی حرکت پر مسکراتے اسے مزید اپنے قریب کرتا، کروٹ بدلتا اسے اپنے اوپر منتقل کرتا، دونوں پر کمفرٹر درست کرتا لائٹ ڈم کر گیا تھا۔

"بیوی... میں نا ذرا تھک گیا ہوں... اور سونے لگا ہوں۔"

داعود نے اسے مزید تنگ کرنے کے لیے جان بوجھ کر کہتے ہوئے سونے کے لیے آنکھیں موند لی تھیں۔

روشبا نے جو اس سے کسی اور چیز کی توقع کر رہی تھی، اس کی بات سنتے اسے بے یقینی سے دیکھنے لگی تھی۔ یہ وہ کیا کہہ رہا تھا؟ اسے تو سمجھ ہی نہیں آئی تھی۔

"!سنیے !۔۔سنیے"

اسے ہلکے ہلکے خراٹے لیتا دیکھ کر روشبا نے نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔ تو کیا وہ دو منٹ میں سو گیا تھا؟

"!سنیے"

اسے نہ اٹھتا دیکھ کر روشبا نے نے اسے ہلاتے ہوئے اٹھانے کی کوشش کی تھی۔

"!اٹھیں... سوتے رہیں... جا رہی ہوں میں"

روشبا نے غصے میں اس کے سینے پر مکا مارتے اٹھنے لگی تھی جب داعود اس کی کمر کے گرد حصار بناتے اسے خود پر گرا گیا تھا۔

اس سے پہلے روشبا نے کچھ کہتی، وہ فوراً ہی اس کے لبوں پر قابض ہو گیا تھا۔

روشبا نے نے احتجاج کرتے اس سے دور ہونا چاہا تھا۔

"میری تو خیر ہے... تم بتاؤ، تم جھیل لو گی مجھے؟ کیونکہ میرا تو بیڈ توڑنے کا موڈ ہے... پھر خامخواہ تم کہو گی کہ ڈوریٹری والے باتیں بنا رہے ہیں کہ تمہارے ہسبینڈ نے آتے ہی بیڈ توڑ دیا۔"

داعود نے اس کی آواز کی نقل اتارتے ہوئے کہا تھا۔

جبکہ اس کی بات سنتے روشبا نے جھینپ سی گئی تھی۔

"تو کیا ارادے ہیں بیگم؟ کر لیں ہم اپنی مرضی؟"

داعود نے اس سے دور ہوتے کہا تھا جبکہ روشبا نے نے یہاں وہاں دیکھنا ہی بہتر سمجھا تھا۔ اب وہ اسے کیا جواب دیتی؟

"آل رائٹ آل رائٹ... ہم اپنی بیوی کو مزید تنگ نہ کرتے ہوئے ان کی سروس میں حاضر ہیں۔"

داعود نے ایک ہی جھٹکے میں اپنی ہائی نیک اتار کر پھینکتے خود پر کمفرٹر لیا تھا اور روشبا نے کو کھینچ کر اپنے نیچے کیا تھا۔

جبکہ اس کی حرکتوں پر روشبا نے کی زبان تالو سے لگی تھی۔ وہ آنکھوں میں حیرانی لیے اسے دیکھ رہی تھی جب داعود اس کے لبوں کو ہلکے سے چومتے پیچھے ہوا تھا۔

وہ اس کے اردگرد ہاتھ جمائے اس کی حیرانی سے پھیلی تحیر زدہ آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"کوئی مسئلہ ہے تو ابھی بتا دو بیگم... بعد میں نہ کہنا۔"

داعود نے اس کی شرٹ کے اندر اپنے ٹھنڈے ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا تھا جبکہ اپنے لبوں کے قریب اس کی ٹھنڈی سانسیں محسوس کرتے وہ بے چین ہوئی تھی۔

داعود ایک ہاتھ سے اپنا وزن بیلنس کرتے دوسرے سے اس کی کمر سہلاتے اس کے لبوں کے قریب گہری سانسیں لے رہا تھا جبکہ روشبا نے نے اتنی سی قربت پر بے چین ہوتے بیڈ شیٹ کو سختی سے تھاما تھا۔ اسے اچانک ہی اپنا آپ پگھلتا محسوس ہوا تھا۔

داعود کا ہاتھ سرسراتے اس کی کمر سے ہوتا اس کے پیٹ کی طرف گیا تھا۔ وہ اسے جھٹکے سے اوپر کر گیا تھا۔ اس اچانک افتاد کی وجہ سے روشبانے کے لب اس کے لبوں سے ٹکرائے تھے۔ اس کا پورا بدن اس سے مس ہو رہا تھا جب اچانک ہی اسے اپنا ہی دل کھلتا محسوس ہوا تھا۔ داعود نے اسے واپس اسی پوزیشن میں کر دیا تھا۔

روشبانے نے مبہوت زدہ نظروں سے اسے دیکھا تھا جب وہ باری باری اس کی شرٹ کے بٹن کھولتا اسے سرکانے لگا تھا۔ وہ اس کے بلاؤز کو اس سے دور کرتا بے تاثر نظروں سے اس کی گہرائیوں کو دیکھ رہا تھا جبکہ اس کی حرکت پر روشبانے نے اٹھتے خود پر کمفرٹر لینا چاہا تھا جب داعود اس کی مشکل آسان کرتا خود ہی اپنے آپ کو سر تک ڈھک گیا تھا۔

روشبانے نے اس کی حرکت پر دھڑکتے دل کے ساتھ اسے دیکھا تھا جو آہستہ سے اس کی گردن کے قریب ہوتا وہاں ہلکا سا بوسہ لے گیا تھا... جیسے نہ ہونے کے برابر۔

روشبانے کو اس کی منطق سمجھ نہیں آرہی تھی۔ وہ اسے پرسکون کرنے کے بجائے مزید بے چین کر رہا تھا۔

وہ اس کی گردن کو ہولے سے چھوتا پیچھے ہوا تھا۔

"بیگم... کیا ساری آگ مجھ میں ہی لگی ہے؟ تم نے مجھے مس نہیں کیا؟"

داعود اس کی گردن پر بیرڈ رگڑتے ہوئے بولا تھا۔

تو روشبانے نے بس اس کے لمس پر آنکھیں موند لی تھیں اور اس کے کندھے پر اپنا حصار بنا لیا تھا۔

"I want equal participation of yours... اس سے کام نہیں چلے گا بیگم صاحبہ"

کہتے داعود نے اس کی گردن پر اپنے لبوں کا دباؤ بنایا تھا۔

روشبانے نے بس اس کی گردن میں چہرہ چھپانا ہی بہتر سمجھا تھا جبکہ داعود اپنے ہاتھ کو اس کے بدن پر سرسراتے اسے اپنی آنکھیں سختی سے میچنے پر مجبور کر رہا تھا۔

اس کا ہاتھ اس کی کمر سے ہوتا اس کی دھڑکنوں پر دستک دیتا اس کی گردن سے چہرہ نکالے گیا تھا۔

داعود نے اس کی دھڑکنوں کو سہلاتے ان پر اپنے لبوں کی مہر ثبت کی تھی جبکہ روشبانے کے ہاتھ اس کے کندھوں سے ہوتے اس کے بالوں میں گئے تھے اور بے ساختہ اسے اس کی پہلی والی بات یاد آتے ہی ہنسی آگئی تھی۔

"ہو... مت ! نہ جانے کتنے بال توڑ چکی ہو گی تم میرے۔"

داعود نے بارہا اس کے لبوں کا میٹھا سا بوسہ لیتے ہوئے کہا تھا جبکہ اس کا تپا ہوا چہرہ دیکھ کر روشبانے کی کھلکھلاہٹ کم ہی نہیں ہو رہی تھی۔

"! بہت ہنسی آرہی ہے نا تمہیں؟"

داعود نے اسے وارننگ دینے والے انداز میں کہا تھا جبکہ اس کا پتا ہوا چہرہ دیکھ کر نا چاہتے ہوئے بھی روشبانے کی ہنسی نکل گئی تھی۔

"ابھی بتاتا ہوں تمہیں لڑکی... تم نے نرمی کا غلط فائدہ اٹھا رکھا ہے۔"

داعود نے ایک جھٹکے میں اسے اپنے مزید قریب کرتے اس کی کمر میں گد گدی کی تھی۔

روشبانے نے اس کی حرکت پر بے یقینی سے اسے دیکھا تھا جو اسے دیکھتے ابرو اچکا گیا تھا۔

"اب کیوں؟ کچھ کہاں گئی ہنسی بیگم جان؟"

داعود نے اس کی گہرائی کو اپنے ہاتھوں کے لمس سے مہکاتے ہوئے کہا تھا جبکہ روشبانے کے لیے یہ سب کچھ نیا تھا۔ وہ شرم سے کروٹ بدلتے اس میں چھپنے لگی تھی جب داعود نے اس کی کوشش ناکام بناتے اس کے برابر میں ہی جگہ سنبھالتے اپنا عمل جاری رکھا تھا۔

روشبانے نے گھبراتے ہوئے اپنے پیر سمیٹے تھے جب داعود اپنے ایک ہاتھ سے اپنی موومنٹ کو جاری رکھتے ہوئے دوسرے سے اس کے تلوے پر مساج کرنے لگا تھا۔

روشبانے نے لب دانتوں میں دباتے اپنی سسکی روکی تھی۔ وہ اس کی حرکتوں اور جسارتوں پر بے چین ہو رہی تھی۔

"داعود۔ د! "

اس نے نم نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پکارا تھا جبکہ اس کی حالت دیکھتے پل میں داعود کی آنکھوں میں خمار اترا تھا۔ وہ جو اب تک اسے تنگ کر رہا تھا، اس کی ایک پکار پر اسے اپنے جذبات بھڑکتے محسوس ہوئے تھے۔ وہ فوراً ہی اس پر سیاہ فگن ہوا تھا۔

"جی، میری جان! "

وہ اس کے لب شدت سے چومتے ہوئے بولا تھا جب روشبا نے نے بے چینی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے اپنے بے حد قریب کیا تھا۔

"بیوی، ایک بار پھر سوچ لو، میرا پورا پورا ارادہ ہے بیڈ توڑنے کا۔"

داعود نے اس کی انگلیوں کا تشدد اپنی پیٹھ پر محسوس کرتے ہوئے خمار زدہ لہجے میں کہا تھا۔

"تو بیڈ کے نیچے چلیں۔"

روشبا نے نے اس کا ہاتھ خود سے دور کرتے خود اس کے گرد اپنا حصار بناتے کہا تھا۔

داعود اس کی بات سنتے مسکرایا تھا۔

"Feisty baby ! "

اور ایک جھٹکے میں اس کی روح اور اپنی جان ایک کر گیا تھا۔

وہ اسے اپنے بے حد نزدیک کرتے، اسے اپنی بانہوں میں بھرتے کھڑکی کی طرف بڑھا تھا جبکہ کمرے میں روشنی کے نام پر کچھ بھی نہیں تھا۔

وہ اسے پردے سے ڈھکے ہوئے کھڑکی کے گلاس سے پن کرتا اپنے عمل میں شدت لے آیا تھا جبکہ روشبانے نے اس کی گردن اور کمر کے گرد حصار بناتے خود کو گرنے سے بچایا تھا۔

دونوں ایک دوسرے کی آغوش میں گم، دنیا سے بے گانے ہوئے تھے۔ کمرے میں ایک کی تیز سانسیں تو دوسرے کی تیز سسکیاں گونج رہی تھیں اور دونوں نے ہی انہیں چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"داعود، بیڈ پر چلیں... میں ایسے تھک گئی ہوں۔"

کافی دیر بعد اپنی اپنی اونچائیاں کو چھو کر سکون میں آتے ہی روشبانے نے اس سے کہا تھا جس کا چہرہ اب بھی لال ہو رہا تھا اور دونوں ہی اے سی کے باوجود پسینے سے بھیگے ہوئے تھے۔

"کیوں تھک گئی؟ کیا تم نے نہیں کہا تھا بیڈ سے نیچے چلیں؟"

داعود نے اپنی گردن سے اس کا چہرہ نکالتے اس کا بھیگا چہرہ اپنے ہاتھوں سے صاف کیا تھا۔

"تو اب میں ہی کہہ رہی ہوں نا، بیڈ پر چلیں۔"

روشبانے نے اس کی گردن سے چہرہ نکالتے ہوئے کہا تھا کیونکہ وہ اس پوزیشن میں کافی تھک گئی تھی۔

" ! اُن ہُوں "

.داعود نے اس کی بات پر نفی میں سر ہلایا تھا

تو نے ہی کہا تھا کہ تجھے بچوں کے عقیقے پر سب لوگ موجود چاہیے، تو بس ہم سب اپنی اپنی" بچیوں کو لینے جا رہے ہیں۔ ریان دعا کے ساتھ کہیں گھومنے گیا ہے، داعود روشہانے کو لینے گیا "ہے، اب میں جا رہا ہوں۔

تو اتنے دن اپنی بیوی کے ساتھ رہ کر ہمیں آگ لگا چکا ہے، اب ہماری باری ہے تم دونوں کو" "آگ لگانے کی۔

"ہم دونوں کو؟ ہم دونوں کون؟"

دارار کی بات پر علیار نے پریشانی سے پوچھا۔

"تو اور میرا سالہ۔"

"اب ہٹ، میرا ٹائم نہ ضائع کر۔"

یہ کہہ کر دارار باہر کی طرف بڑھا تھا۔

" ! ارے مگر تو بتا تو صحیح کہاں جا رہا ہے؟"

علیار اس کے پیچھے اسے پکارتا ہی رہ گیا تھا مگر مجال تھی جو اس نے اس کی ایک بھی بات سنی تھی۔

"سب ہی چینج کر عمرہ کی نیت کر لیں، اب ہم حدودِ حرم میں داخل ہونے والے ہیں۔"

وہ فلائٹ پر ہوتی اناؤنسمنٹ کو سنتے مسکرایا تھا۔

اس وقت فجر ہونے میں تھوڑا وقت تھا، یعنی اس کے عمرہ مکمل کرتے کرتے فجر ہو جاتی تھی یا شاید اس سے پہلے ہی۔

وہ سب کچھ سوچ کر مسکرا رہا تھا۔ یوں تو اسے زرتاشہ نے کال نہیں کی تھی مگر اب اسے لگ رہا تھا کہ اسے اپنی زری اپنے بچے کے پاس آجانا چاہیے، وہ اسے بلا رہی ہے۔ علم تو اسے پہلے سے ہی تھا کہ وہ یہاں مکہ میں ہے، باقی اس کی بات نے اس کے اندازے پر مہر لگائی تھی کہ وہ اس دنیا کی سب سے خوبصورت اور پُرسکون جگہ پر موجود ہے، اور وہ جانتا تھا کہ زرتاشہ کی سب سے خوبصورت اور پُرسکون جگہ کیا ہے۔

عمرہ کے تمام احکامات سے فارغ ہوتا، وہ نماز وغیرہ ادا کرنے کے بعد یہاں موجود اپنے ایک آدمی کو کال کر گیا تھا جس کے پاس اس کا لائیج تھا۔ ویسے تو اس نے کہا تھا کہ وہ اس کے ہوٹل پہنچا دے گا مگر وہ ایک بار کنفرم کرنا چاہتا تھا۔

پھر اس نے بات ہی زرتاشہ کے کمرے کی طرف بڑھتے، اس سے سب کچھ پوچھنے کے بعد، وہ زرتاشہ کے روم کی طرف بڑھا تھا۔

اس نے ہوٹل لوبی سے زرتاشہ کا پتا کر لیا تھا کہ وہ روم میں ہے یا نہیں۔ پہلے تو اسٹاف نے اسے بتانے سے انکار کر دیا تھا، یہ کہہ کر کہ وہ اپنے کلائنٹ کی انفاریمیشن لیک نہیں کرتے، پھر اس کے ثبوت دکھانے کے بعد کہ وہ اس کا شوہر ہے، ان لوگوں نے اسے سب کچھ بتایا تھا۔

وہ جلدی سے اس کے فلور کی طرف بڑھا تھا۔ اپنا احرام اس نے بدل لیا تھا کیونکہ احرام کے احکامات اور کچھ پابندیاں تھیں جن میں وہ شاید زرتاشہ سے صحیح سے نارمل نہ مل پاتا، اس لیے اس نے سوچا تھا کہ وہ عمرہ سے فراغت حاصل کر کے ہی زرتاشہ سے ملے گا، اور وہ اپنا پہلا عمرہ اکیلے ادا کرنا چاہتا تھا۔

زرتاشہ جو ابھی ابھی ناشتے کے لیے اٹھی تھی، وہ فجر پڑھ کر آرام کرنے بیٹھ گئی تھی۔ نیند اسے ویسے ہی کم آتی تھی۔ ہوٹل سروس پر اس نے ناشتے کا آرڈر دے دیا تھا۔ یوں تو ہوٹل کی لوبی میں آٹھ بجے کے بعد ناشتے کا ہونا لگتا تھا مگر آج اسے شدت سے بھوک لگی تھی۔

اپنے روم کا گیٹ بجتے دیکھ کر وہ اسکارف پہنتے گیٹ کی طرف بڑھی تھی۔ آئی ہول سے جھانکتے ہوئے اسے ایک انسان اپنی طرف پشت کیے نظر آیا جو شلوار قمیض میں موجود

تھا۔ زرتاشہ کو سمجھ نہ آئی کہ یہ کون ہے۔ اتنے سے آئی ہول سے وہ صحیح طرح دیکھ نہیں پا رہی تھی مگر پھر اسے ڈر بھی لگنے لگا۔

وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا واز تھامتے، دروازہ کھولتے، اس کے پیچھے چھپ گئی تاکہ اندر آنے والے کو وہ نہ دیکھے۔

دروازہ کھلنے پر دارار نے خوشی سے مڑتے اسے دیکھنا چاہا تھا مگر اس کی توقع کے برعکس وہاں کوئی بھی نہ تھا۔

وہ ماتھے پر بل ڈالے دوبارہ دروازہ بجا گیا کہ شاید کوئی باہر آجائے یا وہ کہیں غلط روم میں تو نہیں آگیا۔ یہی سوچتے اس نے دوبارہ روم نمبر چیک کیا مگر روم نمبر تو صحیح تھا۔

"زری؟! "

دارار کو جب کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے اسے آواز دینا ہی بہتر سمجھا اور اپنا فون نکالتے اس کے واٹس ایپ پر کال کرنے لگا۔

زرتاشہ جو دروازے کے پیچھے چھپی تھی، اس کی آواز سنتے بے یقین ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ سے واز چھوٹا تھا۔

دارار جو دوبارہ ریسیپشن کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا تاکہ ہوٹل اسٹاف کو دوبارہ زرتاشہ کا چیک کرنے کو کہہ سکے، وہ وہیں رک گیا۔

اس نے دوبارہ دستک دیتے اندر داخل ہوا تھا۔

اسے وہاں حیرت سے کھڑا دیکھ کر تو دارار کو بھی کچھ سمجھ نہ آیا۔ وہ کمرے کا دروازہ بند کرتا، اس کا بازو تھامتے، اسے وہاں کونے سے باہر نکالتے اس کے پیر دیکھنے لگا کہ کہیں چوٹ تو نہیں گئی۔

"زری، تم ٹھیک ہو نا؟"

اس کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ کر دارار نے پریشانی سے پوچھا تھا۔

"زری! "

اسے ہنوز خاموش اور سکتے میں دیکھ کر دارار نے اسے جھنجوڑ کر بلایا تھا۔

"و۔ ہاں ۔ ج۔ جی۔"

"کہاں گم ہو گئی ہو؟! "

دارار نے اس کا سفید پڑتا چہرہ دیکھ کر اس کے عارض پر ہاتھ رکھے، اپنی طرف متوجہ کیا تھا جو کسی گہری سوچ میں گم معلوم ہو رہی تھی۔

"زری!؟"

دارار نے فرش پر بیٹھتے اسے پکارا تھا کیونکہ سمجھ گیا تھا اب وہ کیا کرنے والی ہے۔

دارار کی آواز سنتے زرتاشہ نے بے یقینی سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔ اسے یہ کوئی خواب معلوم ہو رہا تھا۔ وہ اپنی انگلی کے پوروں سے اس کے پورے چہرے کو چھو کر دیکھ، خود کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"زری، میری جان ! کیا ہوا ہے؟"

دارار نے زبردستی اس کے ہاتھ کو تھامتے انہیں لبوں سے لگایا تھا۔

"! آ۔ آپ سچ میں ہیں؟"

زرتاشہ ہنوز بے یقین تھی۔

ظاہر سی بات ہے، میں یہاں تم سے بات کر رہا ہوں تو سچ ہی ہوں گا نا۔ اور تمہیں میرے یہ بال" "! غائب نظر نہیں آ رہے؟ دیکھو

دارار نے اپنی ٹوپی اتارتے اسے اپنی ٹنڈ دکھائی تھی جو وہ کروا کر یہاں آیا تھا۔

اس کے بغیر بالوں والا سر دیکھتے زرتاشہ کی ہنسی چھوٹی تھی اور وہ جو اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی، وہ بے ساختہ اس کے کندھے میں چہرہ چھپاتے ہنسنے لگی۔

اب بے یقین ہونے کی باری دارار کی تھی۔ وہ اس طرح زرتاشہ کے خود سے لگ کر ہنسنے پر ساکت ہوا تھا۔ ماضی کے کئی منظر اس کے سامنے لہرائے تھے۔

اس کی آنکھوں میں نمی اتری تھی۔ وہ خوشی سے روتے، اس کی پشت پر ہاتھ رکھتا، اسے مزید مضبوطی سے لگا گیا تھا۔

فضا میں دونوں کی ہنسی کے ساتھ اب آنسوؤں کی آواز تھی۔ ایک کے خاموش آنسو تھے تو دوسرے کی سسکیاں تھیں جو خاموش فضا میں گونج رہی تھیں۔

کیا کچھ نہیں تھا دونوں کے دل میں؟ اتنی رنجشیں، اتنی تکلیف، ایک طویل عرصے کی دوری، ایک دوسرے کو دیے زخم جو ابھی تک بس صاف ہوئے تھے، بھرے نہیں تھے۔

"!زری"

اسے یوں ہچکیاں بھرتے دیکھ کر دارار نے گہری سانس لیتے اپنے جذبات پر قابو کیا تھا، ورنہ اس کا دل تھا کہ وہ دھاڑے مار مار کر روئے مگر وہ خود پر ضبط کا بند باندھ گیا تھا۔

"!زری، بس کرو"

اسے یوں زار و قطار روتا دیکھ کر دارار پریشان ہوا تھا۔

اس کی آواز سنتے اس سے دور ہونے کے بجائے وہ اس سے مزید قریب ہوتی، مزید اس کے سینے سے لگی تھی۔

دارار کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کرے تو کیا کرے۔ اسے اپنا آپ بڑا بے بس محسوس ہو رہا تھا۔ وہ نجانے رو کر کون کون سے غبار نکال رہی تھی۔

"س۔ سائیں... اس۔ اس دن تو... اس دن تو مجھے پتا چلا تھا... ہم میں... صبح صبح گئی تھی... وہ ہاسپتال... م۔ میں نے ٹیسٹ کروایا تھا... م۔ مجھے اسی دن پتا چلا تھا... م۔ میں نے لالا کو بھی ن۔ نہیں بتایا تھا... سب سے پہلے... سب سے پہلے آپ کو بتانا تھا... مگر... مگر میں..."

وہ ہچکیوں میں الجھ گئی تھی۔

"زری، بس... خاموش ہو جاؤ میری جان۔ ہو گیا... ہو گیا جو ہونا تھا۔ اس نے ایسے ہی جانا تھا ہم سے دور۔ اس نے ہمارے ساتھ اتنے ہی لمحے گزارنے تھے۔ ت۔ تم یوں رو کر نہ اسے تکلیف دو، نہ خود کو، نہ مجھے۔ اس طرح صرف تمہیں اذیت ہوگی، مجھے اذیت ہوگی۔ میں تمہیں اس طرح نہیں دیکھ سکتا۔"

"ادھر دیکھو م۔ میری طرف۔ تم جانتی ہو نا، تم نے ہی کہا تھا کہ ڈاکٹر نے بتایا تھا چانس بہت کم تھا، اس نے سروائیو نہیں کرنا تھا۔

میں جانتا ہوں سارا قصور میرا ہے۔ مجھے تمہارا خیال رکھنا چاہیے تھا، اپنے غصے کو یوں تم پر نہیں نکالنا چاہیے تھا، تم پر شک نہیں کرنا چاہیے تھا، تم۔ تمہارے۔ س۔ ساتھ وہ۔ وہ سب کچھ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ قصور میرا تھا، سارا کا سارا قصور میرا تھا۔ اگر م۔ میں دھیان رکھتا تو شاید یہ نہ ہوتا، نہ ہوتا۔ وہ آج یہاں ہمارے درمیان موجود ہوتا۔

اندازہ ہے مجھے تم کیا محسوس کر رہی ہو، میری جان۔ مجھے اندازہ ہے کیونکہ میں بھی تو اس آگ میں جل رہا ہوں۔ میں اپنے اولاد کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی کھو دیا ہے، اپنا سب کچھ ہارا ہوں۔ میں تمہیں ہار کر کچھ بھی باقی نہیں رہا ہے میرے پاس۔ میں مکمل برباد ہوا ہوں۔ اس دن، میری جان، تم اکیلے نہیں اجڑی، میری جان، میں ساتھ اجڑا ہوں۔ تمہارے ہم ساتھ برباد ہوئے ہیں اور اس کی وجہ میں ہوں، صرف میں۔

اس کے لیے، اس کے لیے تمہیں رونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ گناہ میرا ہے، غلطی میری ہے، تو خمیازہ بھی میں ہی بھگتوں گا۔ تم نا خود کو ہلکان کرو۔ اب بس گھر چلو، چھوڑ دو سب کچھ۔ ہو نا تم یہاں اتنے عرصے سے۔ وہاں ریان، وہ تمہارے بغیر کتنا اداس رہتا ہے۔ بس خود کو اس نے کام میں مصروف کر لیا ہے۔ تم۔ تم واپس چلو۔ جتنا تم نے یہاں رہنا تھا رہ لیا، اب بس بھی کر دو۔ میں تھک گیا ہوں اکیلے رو رو کر۔ بہت کچھ ہے تمہیں بتانا ہے، تمہیں دکھانا ہے۔

میں تھک گیا ہوں، میرا بچہ۔ گھر چلو۔ بے شک یہاں بہت سکون ہے، یہ دنیا کی بہترین جگہ ہے، مگر ہمارا گھر وہ بے سکون ہے۔ وہاں چلو، اب ختم کر دو اس سزا کو۔"

دارار نے چاہتے ہوئے بھی اسے روتے ہوئے کہا تھا۔ وہ تقریباً اس کے آگے گڑگڑا رہا تھا۔

زرتاشہ نے اس کی بات سنتے مزید اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔

"م۔ میں کیا کروں؟ میں کچھ بھی بھول نہیں پاتی۔ یہاں بھی آکر مجھے سب یاد رہتا ہے، جیسے سب کچھ کل ہی ہوا ہو۔ ساری باتیں، ساری چیزیں، ایک ایک منظر، کچھ بھی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ سب کچھ اپنی بات کی طرح مجھے پل پل ڈس رہا ہوتا ہے۔ میرا ہر جگہ دم گھٹتا ہے۔

"مجھے لگتا ہے جینے کو کچھ نہیں ہے، زندہ رہنے کی وجہ باقی نہیں ہے۔

زرتاشہ نے بے بسی سے اسے اپنی تکلیف بتائی تھی۔

"زری! "

دارار اس کی باتوں پر بے یقین ہوا تھا۔

"زری، میری جان، ادھر دیکھو۔ تم رات کو سوتی ہو؟ "

دارار نے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتے پوچھا تھا۔ پہلے تو ان لوگوں نے اس بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔ زرتاشہ کے مکہ آنے کے بعد ریان اپنے بابا اور زرتاشہ کے گناہ گاروں کو برباد کرنے میں لگ گیا اور دارار نے خود کو دوسری چیزوں میں مصروف کر لیا، یہ سوچ کر کہ زرتاشہ کو ابھی وقت درکار ہے۔ یہ بات تو کبھی اس کے وہم و گمان میں گزری ہی نہیں کہ وہ اس چیز کا بھی شکار ہو سکتی ہے۔

سوتی ہوں مگر نیند نہیں آتی، اور اگر آجاتی تو بھی اٹھ کر لگتا ہے کہ ایک تو میل سفر طے کیا ہے،" "آرام نہیں کیا، بہت تھکی ہوئی لگتی ہوں خود کو۔

زرتاشہ نے اس کی گردن سے چہرہ نکالتے اسے جواب دیا تھا۔

دارار نے اس کا نم چہرہ صاف کرتے اس کے عارض پر ہاتھ رکھا تھا۔

"اگر تم سو نہیں پا رہی تھی تو فون پر مجھے بتانا تھا نا، میں فوراً آجاتا تمہارے پاس۔"

دارار نے اس کے عارض پر لب رکھے تھے۔

"آپ کو خود اندازہ نہیں ہوا تھا کہ میں پریشان ہوں؟"

زرتاشہ نے عام سے لہجے میں پوچھا تھا۔ پہلے تو اسے علم ہو جاتا تھا، اچھا تھا پہلے تو اسے علم ہو جاتا تھا اس کی پریشانی کا۔

بالکل ہوا تھا، میری جان۔ تم تکلیف میں ہو اور میں آرام کر لوں، ایسا ممکن ہے؟ مگر پھر میں ڈر" رہا تھا کہ کہیں تمہاری باتوں سے ہی نہ پریشان ہو جاؤں۔ میں کشمکش کا شکار تھا۔ مجھے ایک عجیب کیا بے بسی اور جھجک محسوس ہو رہی تھی۔ تم سے پوچھوں یا نہ پوچھوں؟ تمہیں اپنی کیفیت بتاؤں یا نہیں؟

اچھا اب بس کرو، مزید مت رو۔ تم نے یہاں ایک عرصہ گزار لیا۔ ہم پھر کچھ دن میں واپس آ جائیں گے اور اب کی بار ریان کے ساتھ آئیں گے۔ وہ بھی تمہیں لے کر کافی ڈسٹرب ہے۔

اب گھر چلو، زری۔ گھر تمہیں یاد کر رہا ہے، ہم تمہیں یاد کر رہے ہیں، میں تمہیں یاد کر رہا ہوں۔ "اب بس کرو یہ ناراضگی، معاف کر دو۔ مزید برداشت نہیں کر پاؤں گا میں۔

دارار نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

زرتاشہ خاموشی سے اس کی بات سن رہی تھی۔ درد کی شدت دونوں طرف برابر تھی، فرق صرف اتنا تھا کہ ایک نے تھوڑا سفر اکیلے طے کیا تھا اور ایک اب بھی اکیلے طے کر رہا تھا۔ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ تکلیف کا شکار تھے، ایسی تکلیف جس کا کوئی مداوا نہیں تھا سوائے وقت کے، اور وقت تھا کہ بیت ہی نہیں رہا تھا۔

کیا واپس جانے سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا؟ میں واپس جا کر ویسے پر سکون نیند سو سکوں گی" جیسے سوتی تھی؟ مجھے اب وہ خواب نہیں آئے گا جو روز آتا ہے؟ کیا یہ خوف میرے دل سے نکل جائے گا کہ میں دوبارہ منہ کے بل نہیں گروں گی؟

سائیں، مجھے چلنے میں بھی ڈر لگتا ہے۔ یہاں وہ سامنے والے روم میں ایک کپل ہے، وہ لوگ بھی "میرے ساتھ آئے تھے تو میں ان کے ساتھ ہی نیچے جاتی ہوں اور باہر بھی، ورنہ نہیں جاتی۔

زرتاشہ نے اس کے کندھے پر سر رکھ دیا تھا۔ دونوں ہی زمین پر بیٹھے تھے۔

زری، میں نے اس دن تمہیں دھکا نہیں دیا تھا، میری جان۔ میں جانتا ہوں مجھے تم پر ہاتھ نہیں" اٹھانا چاہیے تھا، میری غلطی ہے، کہیں نہ کہیں میری ہی ہے۔ مجھے کسی کی بات سننی ہی نہیں چاہیے تھی۔

تم پلیز مجھے معاف کر دو۔ میں جانتا ہوں میری معافی سے کچھ بھی پہلے جیسا نہیں ہوگا، نہ ہی سب کچھ لوٹ آئے گا، نہ ہی جو اثر میری جہالت سے تم پر پڑا ہے وہ کم ہو جائے گا، مگر ایک موقع، زرتاشہ، صرف ایک موقع مجھے دے دو۔

میں تمہیں دوبارہ رسوا نہیں کروں گا، نہ یہ ہاتھ دوبارہ اٹھے گا، نہ یہ آواز تمہارے آگے اونچی ہوگی۔ "پلیز ایک موقع دے دو مجھے۔

دارار نے اس کے ہاتھ تھامتے اپنے ہاتھ جوڑے تھے۔

زرتاشہ، میں اس پاک مقدس جگہ پر موجود تم سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی بھی اب تمہیں مایوس" ہونے کا موقع نہیں دوں گا، نہ ہی اپنے گناہوں کو دہراؤں گا۔ ایک بار، صرف ایک بار مجھے موقع دے دو۔ میرے ساتھ واپس چلو۔

وہاں بہت کچھ ہے جو منتظر ہے۔ پتا ہے، زارا بھابھی نے دونوں بچوں کی سیلیبریشن روک دی ہے۔ وہ سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ ویسے تو میں چھپ کر آیا ہوں مگر زارا کو بتا دیا تھا کیونکہ وہ "علیار سے بات کرنے والی تھی۔

دارار نے اسے گھر کی صورت حال بتائی تھی۔

زارا نے اب تک اپنے بچوں کا نہ عقیقہ کیا تھا، نہ ہی کوئی اور دعوت۔ وہ سب کو ایک ساتھ دیکھنا چاہتی تھی مگر کوئی بھی ساتھ آنے کو تیار نہ تھا۔

رودابہ تو کافی پہلے ہی سلمان خان کے ساتھ داعود کے شہر والے گھر میں شفٹ ہو گئی تھی۔ داجی نے اس دن والے حادثے کے بعد انہیں جانے کا کہا تھا مگر وہ اس دوران تو نہ گئی تھی، مگر کافی عرصے بعد وہ داعود کے کہنے پر چلی گئی تھی۔

اور سلمان صاحب بھی دونوں کے نیچے اب کچھ بھی نارمل نہ تھا۔ سلمان خان نے رودابہ سے بات چیت بند کر رکھی تھی تو رودابہ نے بھی مکمل خاموشی اختیار کر لی تھی۔ وہ سارا دن بس خاموشی سے تنہائی میں گزار دیتی تھی۔

داجی نے باہر کے تمام معاملات سے مکمل لاتعلقی کر لی تھی۔ وہ بھی اپنے کمرے تک ہی محدود ہو کر رہ گئے تھے اور سارے ڈیرے کے کام داور سنبھال لیے تھے۔

"زارا بھابھی نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے کہا تھا مجھے بس اکیلے رہنا ہے، اور روشہا نے، وہ بھی تو یہاں نہیں ہے، اور داعود لالا سے ناراض بھی تو ہے۔ کیا صرف میرے جانے سے سیلیبریشن ہو جائے گی؟"

زرتاشہ نے اس کی بات سنتے منہ بھورتے کہا تھا، جبکہ اتنے دن بعد اسے اس کے پرانے انداز میں بات کرتا دیکھ کر دارار روتے روتے مسکرایا تھا۔

"تمہیں اندازہ نہیں ہے، میرا بچہ، کتنا مس کیا ہے میں نے تمہیں۔"

دارار نے سختی سے اسے خود میں بھینچا تھا تو زرتاشہ نے بھی آنکھیں موند لی تھیں۔ اس نے اسے جواب نہیں دیا تھا، اسے جاننا تھا یا نہیں، وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ اس کی خاموشی کو سمجھتا بھی ہے یا نہیں۔

اس کی گہری ہوتی سانسیں محسوس کرتے دارار اسے لیے بیڈ کی طرف بڑھا تھا، جب روم سروس والے نے دروازہ نوک کیا۔

دارار احتیاط سے زرتاشہ پر کمفوٹر ڈالتے اس سے ناشتہ کی ٹرولی خود ہی اندر کی طرف لیتا، ڈور لاک کرتے روم میں موجود واش روم کی طرف بڑھا تھا۔

اس سے پہلے ہی روم میں ایک چھوٹا سا کبرڈ دیا ہوا تھا جہاں زرتاشہ نے اپنا لائگیج رکھا ہوا تھا۔ اس نے تو اپنا ایک چھوٹا ہی بیگ پیک کیا تھا کیونکہ ابھی تو وہ بس دو دن کا ہی سوچ کر آیا تھا، مگر یہاں تو آتے ہی اس کے کام ہو گئے تھے۔

بس ایک عمرہ اس نے زرتاشہ کے ساتھ کرنا تھا، پھر واپسی پر مدینے کی زیارت کرتے اس کا گھر جانے کا ارادہ تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آج رات ہی مدینے کے لیے نکل جائے، بائے بس۔ اس کا

بس سے جانے کا تھا کہ وہ تمام مناظر زرتاشہ کے ساتھ دیکھ سکے کیونکہ ابھی اس کے پاس اس قدر وقت نہ تھا کہ وہ زیادہ دن گزارتا، کیونکہ داعود روشہانے کو لے کر کل گھر پہنچنے والا تھا، تو اس نے بھی ایک آدھ دن میں گھر پہنچنا تھا کیونکہ علیار نے اب تک اپنے بچوں کے نام بھی نہیں رکھے تھے اور زارا کی یہ خواہش تھی کہ اس کے بچوں کی خوشی میں سارا خاندان ایک ساتھ ہو جیسے سب پہلے تھے۔

سائیں ! یہ بس کہاں جا رہی ہے؟ کیا ہم مکہ کے مقدس مقامات کی زیارت کے لیے جا رہے"
"ہیں؟

زرتاشہ نے بس میں بیٹھتے اس سے پوچھا تھا۔

دارار نے اس کا لائیج بھی ساتھ ہی رکھ لیا تھا کیونکہ ان لوگوں نے مدینہ سے ہی رخصتی لے لینی تھی۔

"ہم۔ مدینہ جا رہے ہیں، اور پھر وہاں سے گھر۔"

دارار نے اس کے گرد حصار بناتے اسے جواب دیا تھا اور اس کا تھکا تھکا چہرہ دیکھتے اپنے بیگ سے اس کے لیے کھانے کو کچھ نکالا تھا کیونکہ بڑا عمرہ کرنے کے چکر میں ان کا سارا دن سفر کی نظر ہو گیا تھا اور تھکان بھی بہت زیادہ ہو گئی تھی، اور اب بھی وہ اسے آرام کرنے دینے کے

بجائے ہائی روڈ پر پھر تھکا رہا تھا۔یہی سوچتے دارار کو تھوڑا برا لگا تھا کہ وہ اپنی جلد بازی میں اس کی طبیعت نہ خراب کر دے۔

زری، تم نا ایسے سو جاؤ۔ میں اٹھا ہوا ہوں، ہمیں بہت ٹائم لگنا ہے ابھی جانے میں۔ تم سو" "جاؤ۔

دارار نے اسے کچھ کھلانے کے بعد زبردستی ٹیک کر سلا دیا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ پورا سفر جاگ کر گزارے۔

مدینہ میں پہنچ کر وہ لوگ الگ الگ روضہ رسول میں حاضری دینے کے بعد اس وقت اپنے ہوٹل روم میں بیٹھے تھے۔ دوپہر کا وقت ہو رہا تھا۔

دارار سو رہا تھا، البتہ زرتاشہ اس کے حصار میں لگی ہوئی تھی کیونکہ وہ پورے راستے سو رہی تھی۔ رات کی ان کی فلائٹ تھی اور انہوں نے شام تک نکلنا تھا، تو اس وقت دارار آرام کر رہا تھا، پیکنگ وہ کر چکا تھا۔

۔۔ زرتاشہ نے آسودگی سے مسکراتے اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔یہاں آتے ہوئے وہ خالی" ہاتھ تھی، اجڑی بکھری۔ اسے نہیں معلوم تھا وہ کیوں آرہی ہے، اسے بس اتنا پتا تھا کہ اسے یہاں آنا ہے، مدینے کے آغوش میں، جہاں ان کے قدم مبارک کی خوشبو آج بھی موجود ہے، جہاں کی گلیاں اس بات کا احساس دلاتی ہیں کہ تم اکیلے نہیں ہو، کوئی ہے جو تمہیں تم سے بھی

زیادہ محبت کرتا ہے، جسے تمہارے ہر ایک آنسو کی خبر ہے، جس نے رب سے اپنی زندگی میں تمہاری آخرت کے لیے بہت کچھ مانگا ہے، تمہارے لیے جنت مانگی ہے، تمہارے لیے نعمتیں مانگی ہیں، تمہارے لیے مواقع مانگے ہیں۔

یہاں سے جانے کا سوچ کر ہی اسے رونا آ رہا تھا مگر وہ آتے ہوئے خود سے وعدہ کر کے آئی تھی کہ جب دارار پہلی دفعہ اسے لینے آجائے گا وہ لوٹ جائے گی، یہاں مزید نہیں رکے گی۔ یوں تو وہ اس سے اجازت لے کر آئی تھی مگر اپنے محرم کے بغیر آئی تھی، اور اب وہ اسے لینے آگیا تھا تو اس سفر کا اختتام ضروری تھا۔

وہ گھر جانے کا سوچ کر خوش بھی تھی اور اداس بھی، مگر خوشی زیادہ تھی کیونکہ دارار نے اسے کہا تھا کہ کچھ دن بعد رمضان میں وہ اسے لے کر یہاں ضرور آئے گا اور وہ اپنی عید یہاں منائیں گے۔ ویسے تو یہ ان کی ساتھ پہلی عید ہو گی۔

"زرتاشہ سب کچھ سوچتے خوش تھی۔۔۔

علیان! تو یہ سب کیا کر رہا ہے؟ تجھے پتا تو ہے زارا کا، وہ نہیں مان رہی یار۔ اب کیا" کمرے کے دروازے مجھ پر بند کروائے گا؟ ابھی تو میں روم کے بلائنڈز بند کر کے آیا ہوں،

بچے بھی سو رہے ہیں۔ انہوں نے اٹھ جانا ہے اور زارا نے یہ سب کچھ دیکھ کر غصہ کرنا ہے۔

دونوں موصوف کال ریسو نہیں کر رہے۔ ایک تو پارٹی کے کام کا کہہ کر وہیں کا ہو کر رہ گیا ہے، اور دوسرا، اس کی تو کیا ہی بات ہے، سارے کام ہی نرالے ہوتے ہیں نا اس کے۔ سالے کو کوئی خبر ہے جو ساری دنیا کی خبر رکھتا ہے، اسے اپنے بہنوئی کا ہی نہیں پتا، حد ہے یار۔

" ! بھئی، تو تو رک جا اور انہیں بھی روک

علیار نے لاؤنج میں بیٹھے بیٹھے خود سے بڑبڑانے کے بعد علیان سے کہا تھا جو اس کی بک بک کو فل اگنور کرتا اپنے کام پر لگا ہوا تھا، اور آمدہ بھی اس کے ساتھ ہی تقریباً اس کے پیر سے چپکی ہوئی تھی۔

" ! آمدہ"

علیار نے اسے پکارا تھا جو باپ کے پیر سے چپکی ہر ایک چیز کو بغور دیکھ رہی تھی۔

" ! کرو"

علیار نے اسے کوئی جواب نہ دیتا دیکھ کر اس کے اصل نام سے پکارا تھا کیونکہ اپنا نام تو وہ کم ہی پہچانتی تھی، زیادہ تر تو وہ "کدو" نام کو ہی پہچانتی تھی۔

"! کدو ودو"

علیار نے دوبارہ اسے پکارا تھا۔

"! ہوں"

آمدہ نے اپنے نام سنتے گردن موڑتے اسے دیکھا تھا جو لاؤنج کے صوفے پر بیٹھے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"! کدو، جاؤ دیکھو، بڑے بابا بلا رہے ہیں"

علیان نے بیٹی کو عقل دی تھی، جو میڈم جب سے نیند سے اٹھی تھی دنیا ہی بھول گئی تھی۔ ویسے تو وہ سب کو اچھے سے پہچانتی تھی اور اب سہارے سے کھڑی بھی ہوتی تھی اور چل بھی لیتی تھی۔

علیان کی بات سنتے آمدہ نے علیان کو دیکھتے دوبارہ علیار کو دیکھا تھا اور گھٹنوں کے بل کرالنگ کرتے اس تک گئی تھی کیونکہ میڈم اب تک تو باپ کے سہارے کھڑی تھی، باقی کا راستہ اکیلے طے کرنا تھا۔

اس کے قریب آتے ہی علیار نے جھک کر اسے اٹھا لیا تھا۔

"کدو۔۔۔ کدو کس کی جان ہے؟"

علیار نے اس کے عارض چومتے پوچھا تھا، جبکہ یہ سوال تو علیان دن میں کئی بار اس سے کرتا تھا اور میڈم کا جواب بھی جھٹ سے آتا تھا۔

وہ فوراً علیان کی طرف اشارہ کر گئی۔

علیان ان دونوں کو آپس میں مصروف دیکھ کر باہر کی طرف بڑھا تھا کیونکہ اسے ایک ضروری کال کرنی تھی، اور روم میں مائسہ آرام کر رہی تھی۔ یوں تو اس کا امپورٹنٹ منتھ تھا مگر ڈاکٹر نے احتیاط کا کہا تھا تو علیان ایک منٹ بھی اسے اکیلا نہیں چھوڑتا تھا۔ ابھی بھی صرف زارا کے ڈیلیوری کی وجہ سے وہ اسے سفر پر لے گیا تھا، ورنہ وہ یہ بھی نہ کرتا۔

"ہمم، علیان! ساری تیاری ہو گئی؟"

وہ باہر نکلتے داعود کی کال آتا دیکھ کر فوراً لائن کرتا اسے کان سے لگا گیا تھا۔

"ہاں، سب کچھ ہو گیا ہے۔"

علیان نے اسے فون پر گرین سگنل دیا تھا۔

دراصل یہ سارا پلان داعود کا تھا۔ اس نے ہی آج بچوں کے عقیقے کے پہلے روشہانے کا دوبارہ ویلکم اور زرتاشہ کی بھی عمرہ کی دعوت تھی۔ سب کچھ داعود نے ایک ساتھ ہی پلان کر لیا تھا۔

دعوت اس نے سب کو بھجوا دی تھی۔ ساری تیاری اور باقی چیزیں اس نے علیان کو سمجھا دی تھیں تاکہ وہ یہاں سب کچھ سنبھال لے اور کسی کو خبر بھی نہ ہو۔ کسی کو بھی علیان اور داعود کے علاوہ نہیں پتا تھا کہ آج کون کون سے سرپرائز ہونے والے ہیں۔

علی! یہ باہر کیا ہو رہا؟ میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ میں پوری فیملی کے بغیر کوئی سیلیبریشن" "نہیں کروں گی، تو پھر یہ آپ باہر کیا کروا رہے ہیں؟

علیار کو آمدہ کے ساتھ کھیلتے ہوئے اندر آتا دیکھ کر زارا نے پریشانی سے اس سے پوچھا تھا۔

زار، یار، یہ میری نہیں، اس کے باپ کی کرامت ہے۔ مجھے کچھ نہ کہو، اس سے جا کر" پوچھو۔ میں نے منع کیا تھا، اسے سمجھایا بھی تھا کہ تمہیں اس بات پر اعتراض ہے مگر وہ سنے تو نا۔ لگ رہا ہے میں دیوار سے بول رہا تھا، اس نے میری کسی بات کا جواب نہیں "دیا تھا۔

علیار نے زارا کا غصہ دیکھتے اسے وضاحت دی تھی۔

اچھا، علیان لالا کر رہے ہیں، مگر ایسے اچھا نہیں لگتا۔ آدھا گھر تو ہے ہی نہیں، نا تائی جان ہیں، نا تایا جان، نا زری بھابھی اور دارار لالا ہیں، نا داعود لالا اور روشہانے ہیں۔ کوئی بھی

تو نہیں ہے۔ یہ آدھا ادھورا گھر اچھا نہیں لگ رہا، کاٹ کھانے کو دوڑ رہا ہے، اور یہ فنکشن... ہم لوگوں کو کیا جواب دیں گیں؟ اب تک تو پھر ساری باتیں چھپی ہوئی تھی، مگر اب ہم کس کس کے سوالوں کو روکیں گیں؟ لوگ باتیں کریں گیں، علی۔۔ زارا نے اسے دیکھتے اپنی پریشانی بتائی تھی۔ یہی بات تو نا جانے کب سے اسے پریشان کر رہی تھی کہ وہ کیسے لوگوں کو فیس کریں گیں، اور سب سے بڑھ کر فیملی کی اتنی بڑی خوشی، فیملی کے لوگوں کے بغیر منانا، اسے بالکل اچھا نہیں لگے گا۔ وہ یہاں ہو کر بھی یہاں نہیں ہوگی۔ وہ ان سب کو کتنا مس کر رہی تھی، یہ وہی جانتی تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے دعا کی شادی کے مناظر لہرائے تھے، وہ سب کیسے خوشی سے سب چیزوں کو انجوائے کر رہے تھے، سب ساتھ تھے، مگر اب سب کچھ یوں بکھرا سا محسوس ہو رہا تھا۔ کوئی بھی خوشی، خوشی نہیں لگ رہی تھی، سب کچھ ادھورا تھا، بے رنگ سا۔۔

زار، وہ سب کچھ کر چکا ہے، میری ایک بھی نہیں سن رہا۔ اب تم خود جا کر اسے دیکھو۔۔ علیار نے بے بسی سے کہا تھا۔

لالا؟!۔۔ ابھی وہ لوگ بات کر ہی رہے تھے جب دروازے پر دستک ہوئی۔۔

آمدہ، جو بے بی کے ساتھ بیڈ پر کھیلنے میں مصروف تھی، باپ کی آواز سنتے ہی تیزی سے نیچے اترنے کی کوشش کرنے لگی، مگر اس سے پہلے وہ گرتی، علیار نے اسے اٹھا کر گود میں لیتے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔

کدو کی بچی ! ابھی اگر تم گرتی تو تمہارے اس باپ نے پورے گھر کو گرا دینا تھا۔۔ پاگل ہے تمہارا باپ، پاگل !۔۔ علیار نے آمدہ کو اپنے سے کرتے کہا تھا، جبکہ وہ اس کی بات پر اسے منہ بھورتے ہوئے دیکھ رہی تھی، مطلب صاف تھا محترمہ کو اپنے باپ کا ٹائٹل پسند نہیں آیا۔۔

دروازہ کھولتے ہی وہ علیار کی گود سے علیان کی طرف لپکی تھی اور اس کی گود میں جاتے ہی اس کی گردن میں چہرہ چھپا لیا تھا، جیسے اسے بڑا دکھ ہو اور وہ اسے کنسول کر رہی ہو۔۔

لالا، بھابھی کہاں ہے؟ !۔۔بیٹی کو تھپکتے، علیان نے علیار سے پوچھا تھا، جو دروازے پر ہی دوسرا دروازہ بن کر کھڑا تھا۔۔

اندر ہے، بکو کیا کام ہے؟ منع کر رہا تھا نا تجھے، مت کر یہ سب کچھ، اچھا نہیں لگتا، مگر تو سن نہیں رہا تھا۔ اب وہ مجھ پر غصہ کر رہی ہے۔۔ علیار نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

آپ ہٹیں، کہاں ہے بھابھی؟ میں خود بات کر لوں گا۔۔ علیان نے اس کے رونے گانے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

زارا، لو آگیا ہے یہ تم سے بات کرنے۔۔ علیار نے بھی اسے راستہ دے دیا تھا۔۔

نارمل ڈیلیوری کی وجہ سے زارا کو ایک دن میں ڈسچارج کر دیا تھا، مگر وردہ کے کہنے پر وہ مکمل آرام کر رہی تھی۔۔

بھابھی، مجھے پتا ہے آپ کو یہ ایونٹ سب کے ساتھ منانا تھا، مگر میں اپنے دوستوں اور رشتے داروں کو انوائٹ کر چکا ہوں اور ساری تیاریاں بھی ہو چکی ہیں۔۔ آپ پلیز میری عزت کا مان رکھتے ہوئے یہ ایونٹ اٹینڈ کر لیں۔ یہ میری طرف سے گفٹ ہے ان دو ٹڈوز کے لیے، منع مت کیجئے گا۔ یہ آپ کا اور لالا کا ڈریس۔۔

۔۔ علیان نے اپنی بات کہتے، اس کے سامنے دو شاپنگ بیگز رکھے تھے۔
اور یہ داعود لالا کی طرف سے آیا ہے ان کے لیے، اور دوسرے بیگز بھی اس نے اسے ہی رکھے تھے جس میں دونوں بچوں کے کپڑے تھے۔۔

لالا مگر باقی سب۔۔؟
زارا نے اسے دیکھتے پریشانی سے کہا۔ جب اتنا سب کچھ ہو رہا تھا تو وہ لوگ کیوں نہیں تھے۔۔؟

بھابی، آپ سب کو چھوڑیں، بس ایونٹ پر فوکس کریں۔ ویسے تو ساری تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں، سوائے خواتین کے۔ تو بس اب آپ تیاری پکڑوں، میں زارا اپنی والی کو بھی

دیکھوں۔۔

علیان نے اپنی پرانی ٹون پر واپس آتے، بے باکی سے کہتے آمدہ کو لیے کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔

یہ صحیح ہے، تم اس سے تو نہیں لڑ رہی تھی جتنا تم مجھ سے لڑ رہی تھی۔۔

علیار نے اسے یوں چپ چاپ مانتا دیکھ کر شکوہ کیے بغیر نہیں رہ سکا۔۔

علی، اب کیا میں لالا سے لڑتی۔۔؟

زارا نے اس کی بات سنتے بے یقینی سے کہا۔۔

رہنے دو زار، تم جب سے پریگنینٹ ہوئی ہو نا، عجیب دہشت گرد قسم کی ہو گئی ہو۔ مجھے تو لگتا ہے میرا سارا روب ہی ختم ہو گیا ہے۔۔

علیار نے اس کی باتوں پر نفی میں سر ہلاتے، اپنا دکھ بیان کیا تھا اور اپنے بچوں کی طرف بڑھا تھا، جو کسمسا کر اٹھنے کی کر رہے تھے۔۔

ابھی نہیں اٹھنا آلو، ابھی آپ کی تائی جان آجائے گی تو وہ آپ کو اسی نام سے پکاریں گی۔ آلو۔۔۔پیارے پیارے، سوفٹ سوفٹ سے بوائلڈ پائیٹو۔۔۔

علیار نے بچوں سے کھیلتے ہوئے کہا تھا، جبکہ زارا نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا اور خود تیار ہونے چلی گئی تھی۔۔۔

۔۔۔ سنیں، ہمیں تو کوئی لینے نہیں آیا۔ آپ نے گھر پر کسی کو بتایا نہیں تھا۔۔؟

روشہا نے ایئرپورٹ سے نکلتے ہی داعود سے بولی، کیونکہ انہیں لینے کے لیے یہاں داعود کے گارڈ موجود تھے، اور اس کا ڈرائیور اور مغیب۔ جبھی وہ اس سے پوچھ گئی۔۔

اتنے دن بعد وہ لوٹی تھی، اسے لگا تھا سب موجود ہوں گے، اسے پک کرنے آئیں گے، مگر یہ کیا تھا۔۔؟

بیوی، میں نے کسی کو بتایا ہی نہیں ہے کہ میں تمہیں لینے کے لیے جا رہا ہوں یا تمہیں لے کر آرہا ہوں۔ سب کچھ سرپرائز ہے۔۔

داعود نے سیٹ کی پشت سے ایک لگاتے، آنکھیں موندتے ہوئے کہا تھا۔

انہوں نے کچھ دن دبئی میں ہی گزارے تھے۔ داعود نے ایک دوسرا بہتر اپارٹمنٹ لیا تھا، وہ لوگ اس میں شفٹ ہوئے تھے، پھر گروسری وغیرہ وہ اب کچھ کر کے آیا تھا تاکہ جب وہ روشہا نے کے سیمسٹر بریک کے بعد واپس جائے تو انہیں کوئی پریشانی نہ ہو۔۔

ہاں، آپ نے کیوں نہیں بتایا سب کو۔۔؟

روشہانے نے اس کی بات سنتے حیرت سے پوچھا تھا۔ اگر بتا دیتا تو سارے تیاری کر کے رکھتے، ان کا ویلکم ہوتا۔۔۔

بیوی، اب تم دوستیوں تو اپنی دوست کو اکیلے چھوڑ چھاڑ کر نکل گئی تھی، مگر وہ تم لوگوں کے بغیر بڑی اداس تھی۔ انہوں نے بول بول کر علیار لالا کا سر کھا لیا تھا کہ جب تک سب اکٹھے نہیں ہوں گے، وہ بچوں کی کوئی بھی سیریمنی نہیں کرے گی۔ نہ انہوں نے بچوں کا ویلکم کرنے دیا، نہ ہی اب تک کوئی اور سیلیبریشن ہوئی ہے، کیونکہ تم اور زرتاشہ بھابھی یہاں تھیں نہیں۔

اور دعا۔۔۔ دعا کی اپنی طبیعت خراب ہے، اور اس سے زیادہ ریان لالا مت پوچھو۔ ان لوگوں نے الگ جینا حرام کیا ہوا ہے۔۔۔

کیوں؟ کیا ہوا ہے دعا کی طبیعت کو۔۔؟

روشہا نے داعود کی بات سنتے پریشانی سے پوچھا تھا۔۔

ہم گھر جا رہے ہیں نا، تم خود دیکھ بھی لینا، پوچھ بھی لینا۔۔۔

علیان، سارے مہمان آگئے ہیں، سب باہر بیٹھے ویٹ کر رہے ہیں۔ تم نے کسی کو بھی نہیں بتایا کس چیز کا ایونٹ ہے، بس ڈنر کا کہہ کر دعوت دے دی۔ حد نہیں ہے تمہاری! اور یہ کیا، تم نے بھابھی اور بھائی کو لینے کے لیے کسی کو نہیں بھیجا تھا؟ کم از کم وہ لوگ تو شریک ہوتے۔ دارار اور داعود باہر ہیں نا، باقی سب۔۔۔

وردہ اندر آتے سیدھا علیان کے اوپر چڑھ دوڑی، جو مہمانوں کو پہلے سے بلا کر خود یہاں پڑا ہوا تھا۔

--۔ مورے رک جائیں، آرہے ہیں، اور مہمان اور میرے کچھ خاص لوگوں نے بھی آنا ہے تو بس انہی کا انتظار کر رہا ہوں۔ اور تائی جان اور تایا جان داور کے ساتھ آرہے ہیں، آپ پریشان نہ ہوں--۔

--۔ اچھا ٹھیک ہے، میں جا رہی ہوں داجی کو بلانے۔ تم بھی مائسہ کو لے کر باہر چلو اور اسے اچھے سے چادر پہنا دینا--۔

وردہ اسے تنقید کرتی واجی کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

---یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ میری آنکھیں کیوں بند کر دی ہیں؟--۔

روشہانے داعود کو اپنی آنکھوں پر پٹی باندھتا دیکھ کر بولی تھی۔ وہ لوگ حویلی کے قریب پہنچنے والے تھے تو داعود نے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھی تھی۔

--۔ تم چپ رہو اور صبر کرو، کچھ دیر میں پتا چل جائے گا--۔

داعود اس سے کہتے حویلی کو قریب آتا دیکھ کر چپ ہو گیا تھا۔

--۔ انٹر فیس پر ہی علیان کھڑا تھا۔ وہ اسے دیکھتے اپنی سائڈ سے اترا تھا اور دوسری طرف سے روشہانے کو اتارا تھا۔

--۔ ان کے بعد ہی دارار کی بھی گاڑی آکر رکی تھی، جہاں زرتاشہ تو سو رہی تھی۔ ان کی گاڑی کو دیکھ کر علیان نے علیار کو کال کر دی تھی۔

--ریان اور دعا آ چکے تھے اور اندر تھے۔

--داعود روشہانے کو یونہی لیے اندر کی طرف بڑھا تھا، جہاں گارڈن میں سب کے بیٹھنے کا انتظام تھا۔

--داعود روشہانے کو یونہی آنکھوں پر پٹی باندھے اس ٹیبل کی طرف بڑھا تھا، جہاں زارا وغیرہ بیٹھی تھیں۔ ریان لوگ دوسری ٹیبل پر تھے۔

--داعود روشہانے کو لیے اس طرف بڑھا تھا۔

--وردہ، جو کسی سے بات کر رہی تھی، پہلے پہل تو وہ ان لوگوں کو دیکھ کر پہچان نہ سکی، مگر جب پہچان گئی تو بھاگتے ہوئے داعود سے ملی تھی۔ تو داعود نے بھی روشہانے کی آنکھوں کی پٹی کھول دی تھی۔

--روشہانے پہلے تو حیرانی سے سب کچھ دیکھتی رہی۔ اسے تھوڑا ٹائم لگا سب کچھ پروسس کرنے میں، جبکہ زارا اسے وہاں دیکھ کر بامشکل ہی اپنی چیخ روک پائی تھی۔

--بھابھی؟!--

زارا کی گود میں ایک بچے کو دیکھ کر روشہانے نے بے یقینی سے پوچھا تھا، اور سب کچھ چھوڑتے اس نے زارا کی گود سے اپنے آلو کو لیا تھا۔

--ہائے آلو آگیا!!!--

وہ بغیر کسی کا لحاظ کیے بے یقینی سے بولی تھی، جبکہ اس کی بات سنتے سب نے ہی اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی۔

--ہاں بھئی، آلوز بولیں بھابھی، آلوز! کیونکہ ہمارے گھر ایک سنگل آلو نہیں آیا ہے بلکہ ایک پر ایک پیس فری آیا ہے، وہ بھی اپنے باپ کی کاپی، کیا تھا جو ہم پر چلا گیا یہ--

داور، جو ابھی ابھی رودابہ اور سلیمان خان کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا، وہ روشھانے کی بات سنتے بولا تھا۔ وہ لوگ سارے آگے پیچھے ہی آئے تھے اور ان کی گاڑی دارار کے پیچھے تھی، تو وہ گھر کے باہر ہی ان سب سے ملنے میں لگا ہوا تھا۔ ان لوگوں کو اندر آنے میں تھوڑی سی دیر ہوئی تھی۔

--لالا---

زرتاشہ، ریان کو وہاں کھڑے دیکھ کر، سب کو چھوڑتے اس کی طرف بڑھی تھی، جو اسے دیکھتے وہاں سکتے میں کھڑا تھا۔

--زری، یہ کیا حال بنایا ہوا ہے تم نے اپنا؟!--

اس کی حالت دیکھتے ریان کے ماتھے پر بل ڈالے تھے۔ وہ پریشانی سے اسے اپنے سامنے کرتا دیکھنے لگا۔ وہ تو کہیں سے بھی اس کی بہن نہیں لگ رہی تھی، عجیب پیلا سا رنگ ہو رہا تھا اس کا۔

--لالا، و- وہ بس طبیعت خراب تھی---

زرتاشہ نے ادھر ادھر دیکھتے کوئی بہانا ڈھونڈا تھا، ورنہ آج تو اسے اپنی ڈانٹ کی لگ رہی تھی-

--کیا مطلب ہے، طبیعت خراب تھی---؟--

--اگر طبیعت خراب تھی تو تم کال کر لیتی، کسی کو بتاتی، ڈاکٹر کے پاس چلی جاتی- اور یہ کون سی طبیعت خراب تھی کہ تم ایسی ہو گئی ہو، ہاں؟--

ریان نے وہیں پر بغیر کسی رعایت کے تفتیش شروع کر دی تھی- زرتاشہ نے مدد طلب نظروں سے دعا کو دیکھا تھا، جو خود ایک کونے میں منہ بنائے بیٹھی تھی- وہ تو خود ابھی بیٹھ کر طبیعت پر ہی اتنا لمبا چوڑا اجلاس سن رہی تھی-

--دعا کا تیسرا منتھ تھا اور ڈاکٹر نے اسے حد سے زیادہ دیکھ بھال کے ساتھ بے حد احتیاط کا کہا تھا- کل آج جب نکلنے سے پہلے دعا کی طبیعت بگڑی تو اس نے فوراً ڈاکٹر کو بلا لیا- ڈاکٹر نے جو ریان کی کلاس لگائی ہے کہ نہ ان کی فلائٹ پراپر ہے، نہ ہی روٹین ٹھیک ہے- اس طرح چلے گا تو بے بی کی گروتھ میں مسئلہ آسکتا ہے- حد سے زیادہ اسپائسی کھانا اور جنک فوڈ کی وجہ سے تیزابیت ہوئی ہے، اور مسلسل وومٹ کی وجہ بھی یہی ہے--

--بس یہ سب سننے کی دیر تھی اور ڈاکٹر کے جانے سے پہلے ساری ملازمائیں ریان کی ڈانٹ کا شکار بنیں، ساتھ ساتھ بی جان بھی- اس کے بعد دعا کے ڈانٹ کا سیشن شروع ہوا، جو اب بھی جاری تھا اگر روشہا نے نہ آتی، مگر اب یہ سلسلہ زرتاشہ پر شروع ہو چکا تھا-

--کھانا خراب، بہنوئی! جب تجھے پتا تھا کہ یہ کہاں گئی ہے تو پہلے ہی چلا جاتا اس کا خیال رکھنے کے لیے- حالت دیکھی تو نے میری بچی کی--

--ہاں، دیکھی ہے- اب واپس لے آیا ہوں نا، ٹھیک ہو جائے گی- تو اپنا یہ تقریر کا سلسلہ تو بند کر، ابھی بندی سفر کر کے آئی ہے اور اب تو شروع ہو گیا ہے- سر میں درد کر دیا---

دارار نے زرتاشہ کا چھوٹا سا ہوتا منہ دیکھ کر اسے اپنی طرف کھینچتے ریان کو بولنا بند کرنے کو کہا تھا-

--دارار کی بات سنتے ریان خاموش ہو گیا تھا، جبکہ تقریباً سب ہی ان لوگوں کو خاموشی سے دیکھ رہے تھے-

--زرتاشہ، ریان سے ملتے باقی سب سے ملنے لگی تھی۔ سب سے پہلے وہ رودابہ سے ملی تھی، جبکہ ریان نے اس کے ملنے پر بامشکل ہی ضبط کیا تھا۔ اس کی بہن اس مسئلے پر اس کی ایک بھی نہیں سنتی تھی تو وہ کیا کرتا۔

--چلو بھئی، اب اگر سب کا ملنا ملانا ہو گیا ہو، فیملی ری یونین ختم کریں اور ایونٹ شروع کریں۔ بھئی، یہ آپ دونوں لوگوں کی ویلکم پارٹی ہے۔ اب ہماری ایک بھابھی عمرہ کر کے آئی ہے تو دوسری نے بھی یونیورسٹی میں اپنا فرسٹ ٹرم کریک کیا ہے، وہ بھی فرسٹ ڈویژن سے، تو پارٹی تو بنتی ہے نا۔ اپنے آلو کا عقیقہ ہم بعد میں کریں گے، اب تو سب آگئے ہیں نا--

علیان نے ان سب کو آپس میں ہی مصروف دیکھ کر کہا تھا، جو گیسٹس کو چھوڑ کر خود ہی باتوں میں لگ گئے تھے۔ اس نے واقعی ان لوگوں کی ویلکم پارٹی پلان کی تھی، عقیقہ وہ کچھ دن میں کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

--کسی اور دن کیوں بھئی؟

آج ہی بیٹھ کر سارے معاملات طے کرو، اور یہ اس داعود کا ولیمہ بھی تو کرنا ہے!--

ان اب کی بات سنتے واجی بولے تھے۔ آج کتنے دن بعد ان کا پورا خاندان ایک ساتھ موجود تھا، ایک ساتھ خوشیاں منا رہا تھا۔

۔۔ اہم، اس سے پہلے آپ سب اپنے اپنے کمروں کو روانہ ہو جائیں، مجھے آپ سب سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔

داور ان سب کو کھانے سے فارغ ہوتا دیکھ کر بولا تھا۔

۔۔ ہاں بھئی بول دے، کہیں اب تجھے بھی تو شادی نہیں کرنی۔۔

داعود، داور کا پریشان چہرہ دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

۔۔ نہیں، شادی کرنی نہیں ہے۔۔۔ وہ دراصل میں شادی کر چکا ہوں۔۔۔

داور نے بغیر کسی تمہید کے سب کے سر پر بم پھوڑا تھا۔ سب نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا، جبکہ روداب اور سلیمان خان خاموش ہی رہے تھے۔ وہ چپ چاپ اپنی چائے پیتے رہے، جیسے انہیں ان سب چیزوں سے کوئی سروکار ہی نہ ہو۔

۔۔ داجی نے حیرت سے داور کو دیکھا تھا۔۔

۔۔ برخوردار، اب تم نے کون سا چاند چڑھایا ہے؟ یہ تم میں سے کوئی بھی کیا نارمل شادی نہیں کر سکتا؟ بہتر یہی ہوتا کہ ہم علیار کی شادی کے ساتھ ساتھ ہی تم سب کی ایک ساتھ شادی کروا دیتے،

توکم ازکم یہ جو آج تم سب ہمیں اپنی اچانک ہونے والی شادیوں کا بتا کر صدمہ دے رہے ہوتے ہو، یہ تو نہ ہوتا۔۔۔

داچی، داور کو دیکھتے غصے سے بولے تھے۔

۔۔ واجی، مسئلہ ہی ایسا تھا کہ اچانک کرنا پڑا اور کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔۔۔

داور نے انہیں غصہ کرتا دیکھ کر سر جھکائے، منمناتے ہوئے وضاحت پیش کی تھی۔

۔۔ ہاں ہاں، ساری مجبوریاں تو آپ جناب کے ہی پاس ہیں۔ باقی ہم سب شاید سخت دل، ظالم، جابر لوگ ہیں۔ ساری مدد و امداد آپ بھائیوں ہی نے تو کرنی ہوتی ہے، وہ بھی غریب، بے بس، لاچار لڑکیوں کی۔ کیوں علیان؟۔۔

داچی اسے گھور کر طنز کرتے اپنی توپ کا رخ علیان کی طرف کر گئے تھے۔

۔۔ علیان، جو آمدہ کی پونی بنانے میں مصروف تھا، اس نے تپتپاتے واجی کو دیکھا تھا۔۔

۔۔ ج۔ جی واجی ! یار، آپ اس کے معاملے میں مجھے کیوں گھسیٹ رہے ہیں؟ میں تو اپنے بھائیوں کو انوالو کر رکھا تھا، اس کا کانڈ تو اکیلے کا ہے، میرا تو مشترکہ تھا۔۔۔

علیان نے خود کو شکار ہوتا دیکھ کر وضاحت دی تھی۔

--رہنے دو میاں، تم سب ہی ایک نہ ایک چاند چڑھانے میں ماہر ہو۔ اور جناب، آپ منہ سے پھوٹنے کی مشقت کریں گے کہ وہ لڑکی کون ہے؟ کس کی بیٹی ہے؟ کہاں ہے؟ کب کیا ہے تم نے نکاح؟ اور رکھا کہاں پر ہے اسے اب تک؟--

واجی ان سب کی حرکتوں پر بس نفی میں سر ہلاتے پریشانی سے بولے تھے۔ کر تو کچھ نہیں سکتے تھے ان لوگوں کا۔

--واجی، وہ جو کوئی بھی ہے، آپ پہلے وعدہ کریں کہ آپ اس بات پر اعتراض نہیں کریں گے کہ وہ کس کی بیٹی ہے---

--ہم کیوں اعتراض کریں گے؟ بیٹی سب کی سانجھی ہوتی ہے۔ جا، لے کر آ بہو کو---

واجی، داور کی بات سنتے ناک پر سے مکھی اڑاتے بولے تھے۔ انہیں واقعی اس بات سے فرق نہیں پڑتا تھا کہ لڑکی کس خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ ان کے پوتے خوش تھے تو وہ بھی خوش تھے۔

--داور، ساکب خان کی بات سنتے جلدی سے باہر کی طرف بڑھا تھا تاکہ اسے لے آئے۔

--اندر چلیں سارے، باہر بیٹھنا مناسب نہیں ہوگا، اور ویسے بھی ٹھنڈ بڑھ رہی ہے اور بچوں کو بھی لگ سکتی ہے---

ساکب خان سب کو دیکھتے اپنے دونوں پوتوں کو باہوں میں بھرتے اندر کی جانب بڑھے تھے۔

۔۔ تھوڑی ہی دیر میں داور کی گاڑی پورچ میں آ کر رکی تھی، جس کی آواز سنتے سب ہی الرٹ ہوئے تھے۔ زارا بچوں کو سلانے اوپر چلی گئی تھی، جبکہ زرتاشہ دارار کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔ اس گھر کے اندر آتے ہی اسے ویسے بھی ہول اٹھ رہے تھے۔ وہ یہاں کیسے بیٹھی تھی، یہ وہی جانتی تھی۔۔۔

اگر دارار نے اس کا ہاتھ نہ تھام رکھا ہوتا تو وہ کب کا یہاں سے چلی جاتی۔ رودابہ نے کئی بار اس سے بات کرنے کی کوشش کی تھی، مگر وہ اس سے ملنے کے بعد خاموش سی ہو گئی تھی۔ وہ ریان کے علاوہ کسی سے بھی اس طرح بات نہیں کر رہی تھی جیسے پہلے کیا کرتی تھی۔ اس کا پُرشوخ، چنچل مزاج کہیں کھو سا گیا تھا۔۔

۔۔ داور تھوڑی ہی دیر میں اس لڑکی کا ہاتھ تھامے اندر داخل ہوا تھا۔ رودابہ، جو اداس نظروں سے اپنے بیٹے اور بہو کو دیکھ رہی تھی، ان کی نظروں کا زاویہ بدلتے داور پر گیا تھا۔ انہوں نے بے یقینی سے اپنے بیٹے کو دیکھا تھا۔۔

۔۔ داور، تم۔۔۔ تم نے جان کر کیا ہے نا؟ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ جانتے ہو یہ لڑکی کون ہے، اس کے باوجود۔۔۔

رودابہ، جو پورے ایونٹ میں کچھ نہ بولی تھی، وہ اپنے بیٹے کی اس حرکت پر تلملا اٹھی تھی۔ سب نے ہی بے یقینی سے اس لڑکی کو دیکھا تھا، وہی لڑکی۔۔۔ ماجرا سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

۔۔ واجی، آپ چاہتے تھے نا کہ ہمارا گھر واپس پہلے کی طرح ہو جائے؟ جہاں سب لوگ ہنسی خوشی ایک ساتھ رہیں، کسی کو کسی سے خوف نہ ہو، علیار بھائی کو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہر وقت زارا بھابھی کی پہریداری نہ کرنی پڑے، زری بھابھی پھر پہلے کی طرح پورے گھر میں گھومتی پھرتی رہیں۔۔۔ آپ چاہتی تھیں نا کہ مورے واپس آکر سب کچھ سنبھال لے؟ آپ سے یہ سب کچھ اکیلے نہیں ہوتا۔۔۔

۔۔ علیار لالا، آپ تھک جاتے ہیں نا اکیلے سب کچھ کرتے کرتے؟ بھابھی کو ہاسپتال لے کر جانا، یہاں سے شہر، سب کچھ اکیلے میں کرنا، پھر اس بات کا خوف کہ کوئی آپ کے بچوں کو کچھ نہ کر دے۔۔۔ تو بس پھر میں نے ان ساری چیزوں کی جڑ ہی ختم کر دی ہے۔۔۔

۔۔ داور، تم۔۔۔ ک۔ کیا کر لائے ہو۔۔۔

علیار، جو خاموشی سے اس کی بات سن رہا تھا، سب کچھ سمجھتے اس کا رنگ فق ہوا تھا۔ سب کے ہی چہرے سفید پڑ گئے تھے۔۔

۔۔ میں الیشا خان کی بہن کو خون بہا میں لے کر آیا ہوں۔۔۔ نکاح کر کے۔۔۔!۔۔

داور نے سب کو واضح بتایا تھا کہ اس کا نکاح ایک نکاح کم اور ڈیل زیادہ تھی۔ داچی نے سختی سے آنکھیں بھینچی تھیں۔ یہی تو وہ نہیں چاہتے تھے کہ کبھی ہو، اس لیے انہوں نے رودابہ کی بہن کے گھر والوں سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔ اس سلسلے میں داعود نے ہی اس دن الیشا کو گھر

چھوڑتے بات ختم کی تھی اور اس کی ماں کا بھی بھانڈا پھوڑا تھا، اس کے باپ اور بھائی کو وارن کیا تھا۔۔

۔۔ رودابہ، جو بے یقینی سے اپنے بیٹے کی باتیں سن رہی تھی، وہ آگے بڑھتے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مار گئی تھی۔۔

۔۔ جانتے بھی ہو اس کی بچپن میں ہی منگنی ہو چکی ہے؟ یہ کسی اور سے منسوب تھی۔ تم نے کیسے اسے خون بہا میں مانگ لیا۔۔۔؟۔۔

اور جو اس تھپڑ کی توقع اپنے واجی سے کر رہا تھا، اپنے مورے کو تھپڑ مارتا دیکھ کر بھی خاموش ہی رہا تھا۔۔

۔۔ جواب دو داور! تمہیں میں نے سارے ڈیرے کی ذمہ داری اس لیے تو نہیں دی تھی کہ تم ایک لڑکی کو خون بہا میں لے آؤ۔۔۔

دارار نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔ اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ ایلیشا کی بہن کو خون بہا میں مانگ چکا ہے۔۔۔ مگر کس بنیاد پر؟۔۔

۔۔ اور تم اسے کس بنا پر خون بہا میں مانگ کر لائے ہو؟ اس کی بہن نے ہمارے خاندان کا جانی نقصان کیا تھا، تو پھر اس حساب سے تو اسے یہاں نہیں ہونا چاہیے۔۔۔

دارار نے اس کے قریب جاتے پوچھا تھا، جبکہ زرتاشہ نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی۔۔

۔۔ سائیں۔۔۔!۔۔

زری، اسے داور کی طرف بڑھتا دیکھ کر اس کا ہاتھ تھام گئی تھی، جبکہ ریان خاموشی سے وہاں بیٹھا رہا تھا اور دعا کو بھی بیٹھا رکھا تھا۔ اس کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں تھی اور وہ سارے معاملے سے واقف تھا۔۔

۔۔ کیونکہ یہ اس انسان کی منگیتر رہ چکی ہے جس نے میری بہن کا نقصان کیا ہے۔۔۔ کیوں داور؟۔۔

ریان نے بیٹھے بیٹھے اس کا بھانڈا پھوڑا تھا۔۔

۔۔یہ ہے منشا خان، علیشا خان کی بہن۔۔۔ اور کسی کی منگیتر نہیں، سابقہ منگیتر۔۔۔ کیونکہ اب یہ داور کی بیوی ہے۔۔۔

ریان خان نے دارار اور باقی سب کو دیکھتے تفصیل کی تھی۔۔

۔۔ اور ان کے خاندان نے نہ صرف میری بہن کا نقصان کیا تھا بلکہ خان خاندان کی دو زندگیوں کے ساتھ کھیلا تھا۔۔۔ تو ان کا اپنی چھوٹی اور سوتیلی بیٹی کو خون بہا میں دینا تو بنتا تھا نا۔۔۔

ریان نے ان لوگوں کو دیکھتے مصنوعی افسوس سے کہا تھا، جیسے واقعی اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ داور خان جرگہ کر کے ایک لڑکی کو لے آیا ہے۔۔

سب کو تو جیسے سانپ ہی سونگ گیا تھا۔۔

--ریان لالا، پھر بھی جب آپ جانتے تھے تو آپ نے اسے روکا کیوں نہیں؟ اس سب میں اس کا کیا قصور ہے؟ اس بچی کو کیوں سزا کے طور پر یہاں لایا گیا ہے---؟--

داعود نے ان دونوں کو دیکھتے، چہرہ نیچے کیے خاموشی سے کھڑی منشا کو دیکھتے کہا تھا، جس کا چہرہ دیکھ کر ہی لگ رہا تھا کہ وہ بہت ضبط کرتے اپنے آنسو روکنے میں لگی ہوئی ہے--

--اس کا قصور--- اس کا قصور اس کا باپ ہے- جا کر اس سے پوچھ لینا- ہم نے صرف اس سے اس کی سوتیلی بیٹی مانگی تھی، اس نے خود ہی پنچایت بٹھائی تھی- باقی تفصیل تم اس سے لو- میں چلوں گا کیونکہ مجھے اس معاملے میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے- جو میں نے کرنا تھا وہ میں کر چکا- میں عورت سے بدلہ نہیں لیتا، مگر اگر عورت اس کی بہن کی طرح ہے تو اسے دیکھتے ہی گولی مارنے میں ذرا نہیں ہچکچاتا--- اور اس سے پہلے اس کے باپ کو، جس نے جانتے بوجھتے اپنی درندہ صفت بیٹی کو دوسروں کے بستے آشیانے برباد کرنے کے لیے چھوڑ رکھا ہے---

--زری، تم میرے ساتھ چل رہی ہو--- بچہ ابھی رکھتا ہے---

--لالا، آپ کہاں جا رہے ہیں؟ رکیے ابھی---

زرتاشہ اپنے بھائی کو جاتا دیکھ کر بولی تھی--

--نہیں میری جان، میں گھر جا رہا ہوں--- اور تم بھی چلو، یہاں رہنا مناسب نہیں ہے---

ریان اسے نرمی سے کہتا باہر کی طرف بڑھا تھا--

زرتاشہ نے پریشانی سے دعا کو دیکھا تھا۔۔

۔۔آپ سب ریان کی بات کا برا نہ منائیے گا، وہ بس غصے میں ہیں۔ بھابھی، آپ سے بھی ان کی طرف سے میں معذرت کرتی ہوں۔۔۔ زری بھابھی کے ساتھ ہوئے حادثے کی وجہ سے ایسا بول گئے ہیں۔ وہ ایسے نہیں ہیں، آپ سب کو پتا ہے نا۔۔۔

دعا ان سب کو وضاحت دیتے، ان سے معذرت کرتے باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔

۔۔داور، جو بھی بات تھی، رائمہ کا قتل علیشا نے کیا تھا، منشا نے نہیں۔ اس ایکسیڈنٹ کی ذمہ دار وہ تھی، یہ نہیں۔۔۔ اور زری بیٹی کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا، اس کا ذمہ دار جتنا وہ تھا، اس سے کئی گناہ زیادہ تمہارا اپنا بھائی اور ماں ہیں۔ اس گھر کے بکھرے شیرازے کی وجہ باہر والوں سے زیادہ اس گھر کے اپنے تھے، جن کے ہاتھ میں اس گھر کی بہو تھی۔یوں کسی معصوم کے ساتھ زبردستی نکاح کر کے اسے یہاں روکنا، یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟ تم نے گناہ کیا ہے، جانتے ہو؟ اس زبردستی سے نکاح بھی جائز نہیں ہوگا۔ اس قسم کے رسم و رواج کے میں سخت خلاف ہوں۔۔۔

واجی نے اپنے لاڈلے پوتے کو دیکھتے بے بسی سے کہا تھا۔۔

۔۔واجی۔۔۔ واجی، کیا میں آپ سے اکیلے میں بات کر سکتا ہوں؟۔۔

داور ان کا تھکا ہارا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔

اس کی اس حرکت نے جیسے سب کو تھکا سا دیا تھا۔ تمام مرد حضرات داجی کے کمرے کی طرف بڑھے تھے، جبکہ رودابہ منشا کی طرف بڑھی تھی۔۔

۔۔ تم سے مجھے اس حرکت کی امید نہیں تھی۔مجھے لگا تھا کہ تم تو کم از کم اپنی بہن سے مختلف ہوگی، تم میں اس کے خون کی تاثیر نہیں ہوگی۔۔۔ مگر میں غلط تھی۔۔۔

رودابہ نے اسے دیکھتے غصے سے کہا تھا، جبکہ وردہ نے بے بسی سے انہیں دیکھا تھا۔ وہ پھر غلط کر رہی تھی، اس سب میں اس بچی کا کیا قصور۔۔۔؟۔۔

۔۔ بھابھی جان، آپ میرے ساتھ کمرے میں چلیں۔۔۔ اور روشبا نے بیٹا، تم اسے داور کے کمرے میں لے کر جاؤ اور زارا کو بھی دیکھو، اسے بھی ساری صورتحال سے آگاہ کرو۔۔۔

وردہ روشبانے کو دیکھتے ہوئے بولی تھی کیونکہ زرتاشہ سے وہ یہ بات کہہ نہیں سکتی تھی اور مانسا اس وقت اس پوزیشن میں نہ تھی۔۔

۔۔چچی جان، ہم لے جائیں گے منشا کو اوپر، آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔ اور مورے، آپ کیوں اس پر غصہ کر رہی ہیں؟ جو کچھ بھی ہوا، وہ کسی کے بھی اختیار میں نہیں تھا۔یہ سب کچھ ایسا ہی ہونا طے تھا۔ اب آپ سب اس بات کو ختم کرتے۔۔۔ داور نے نکاح کیا ہے، گناہ نہیں۔ ہاں، اس نے خون بہا کر کے غلطی کی ہے مگر اب منشا اور اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ ہم سب کون

ہوتے ہیں عمل دخل کرنے والے؟ ہمیں چاہیے کہ ہم سب ان کو سپورٹ کریں اور صحیح اور غلط بتائیں تاکہ یہ لوگ بے فکر ہو کر ایک دوسرے کو موقع دے سکیں۔۔۔

زرتاشہ نے رودابہ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ وہ سوچ چکی تھی، اس نے کیا کرنا ہے کیونکہ کسی بے قصور کو وہ اس قسم کی سزا بھگتنے نہیں دینے والی تھی۔۔۔ وہ بھی اس طرح تو بالکل نہیں۔۔

وہ دل ہی دل میں ارادہ کرتے اوپر کی طرف بڑھی تھی اور اپنے ساتھ مانسا کو لینا نہیں بھولی تھی۔ اس نے آمدہ کو گود میں اٹھا لیا تھا، جبکہ رودابہ اب تک اس کی باتوں کی زد میں تھی۔ واقعی میں اس نے اپنے دل اور ضمیر کو بڑا کرتے کتنی آسانی سے سب کچھ جانتے بوجھتے سب کو جانے دیا تھا اور ایسا ظاہر کر رہی تھی جیسے اسے کچھ پتا ہی نہ ہو۔ انہیں اپنا آپ اس کے آگے چھوٹا سا لگنے لگا تھا۔۔۔

۔۔ سائیں، مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔

زرتاشہ، جو کب سے کمرے میں بیٹھے اس کا انتظار کر رہی تھی، وہ اسے آتے دیکھ کر تیزی سے بولی تھی۔۔

۔۔ بالکل کر لو، میرا بچہ۔ تمہیں میں انکار تو نہیں کر رہا، مگر پہلے بیٹھ جاؤ۔۔۔

دارار آ کے سامنے ٹیبل پر بیٹھتے اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔۔

۔۔ مجھے کوئی خون بہا نہیں چاہیے کیونکہ ہم۔۔۔ ہمارا کچھ۔۔۔

زری، ہمارا۔۔۔

دارار اسے بولنے میں وقت ہوتا دیکھ کر اس کی آسانی کر گیا تھا۔۔

۔۔ جی، ہمارا بچہ۔۔۔ اس کی موت قدرتی تھی، اس میں کسی کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ تو پھر منشا خون بہا میں کیوں؟ اور ویسے بھی جس انسان نے یہ سارا فساد مچایا تھا، لالا اس سے اپنا بدلہ لے چکے ہیں۔۔۔ تو کسی معصوم کے ساتھ یہ زیادتی میں برداشت نہیں کروں گی۔ آپ اس لڑکی کے لیے کچھ کریں، وہ ابھی چھوٹی ہے۔ مجھے تو بمشکل ہی اٹھارہ کی لگ رہی ہے۔۔۔

زرتاشہ دارار کو اپنی بات سمجھانے لگی۔ وہ واقعی اس حق میں نہیں تھی کہ کسی اور کے کیے کی سزا کوئی اور بھگتے۔۔۔ وہ اس طرح تو بالکل بھی نہیں۔۔

۔۔ ہم ٹھیک ہیں خانم، مگر وہ داور کے نکاح میں ہے۔۔۔ یہ نہ بھولنا۔۔۔

دارار کو تو سمجھ آگیا تھا، مگر وہ اس وقت داور کے نکاح میں بھی تو ہے، اس کی بیوی ہے، اس کی ملکیت ہے۔۔۔ سب سے زیادہ حق تو اس کا ہے اس پر۔۔۔

۔۔ ہاں، تو آپ سب بھائی منشا سے پوچھیں۔۔۔ وہ اس رشتے میں رہنا چاہتی ہے یا نہیں؟ کہیں اس کے ساتھ کوئی اور زبردستی تو نہیں ہوئی؟ اگر وہ راضی ہے تو کل ہی آپ

لوگ داعود لالا کے ساتھ ساتھ ان کا بھی ولیمہ کروا دیں۔۔۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو اسے یہاں سے آزادی دلوا کر، باحفاظت اس کے گھر چھوڑ کر آئیں۔۔۔

زرتاشہ نے دارار کو دیکھتے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔ دارار اس کا نیا انداز دیکھتے مسکرا دیا تھا۔۔

۔۔ سب کچھ ہو جائے گا، میری جان۔۔۔ سب کچھ ہو جائے گا۔۔۔ بس تم ٹھیک رہو اور اپنے اس گندے سائیں کو معاف کر دو۔۔۔ !۔۔

دارار نے اس کی گود میں رکھے اس کے ہاتھ تھامتے انہیں اپنے لبوں سے لگاتے ہوئے کہا تھا، جبکہ زرتاشہ اسے خاموشی سے دیکھتے اس کے قریب ہوتی، اس کی گود میں بیٹھتے اس کے سینے سے لگ گئی تھی۔۔۔ سکون کہاں تھا اس جگہ کے علاوہ۔۔۔

۔۔ مگر علی، یہ سب غلط ہے۔ آپ نے ان لوگوں کو روکا کیوں نہیں؟ آپ کو یہ جرگہ ہونے ہی نہیں دینا چاہیے تھا۔ رائمہ کی موت سے منشا کا کیا تعلق؟ آپ کو کچھ کرنا چاہیے تھا۔ یہ غلط ہے، سراسر غلط۔ کیا منشا کے نکاح سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا؟ جو عذاب ہم سب پر گزرا، اس کی تکلیف ختم ہو جائے گی؟ کیا گیا وقت واپس آجائے گا؟ نہیں نا۔۔۔ تو پھر یہ حرکت کیوں؟ کیوں کسی بے قصور کو تکلیف دیتے، اسے اس سزا کا حصہ بنانا؟ آپ چلیں ابھی میرے ساتھ، میں خود داجی سے بات کروں گی۔۔۔

۔۔یہ زیادتی ہے۔ کل کو ہم نے بھی بیٹی والے ہونا ہے۔یوں کسی کی بیٹی کو نکاح کے نام پر غلام بنانا مجھے نہیں پسند آیا۔ میں آپ کو بتا رہی ہوں، اگر ایسا رہے گا تو میں بچوں کو لے کر یہاں سے چلی جاؤں گی۔مجھے کسی بھی بے جا ظلم کا حصہ نہیں بننا، کسی یتیم، مسکین کی بددعا نہیں سمیٹنی۔ پہلے ہی میرے دامن میں جو خوشیاں ایک طویل عرصے بعد آئی ہیں، میں یوں کسی بے بس کی سسکیوں کے نظر ہونے نہیں دوں گی۔۔۔

زارا، جسے علیار نیچے ہوئی بات کی ساری تفصیل بتا گیا تھا، وہ اس کی بات سنتے پھٹ پڑی تھی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ داور اس قسم کی بھی کوئی حرکت کر سکتا ہے۔ شاید سب کچھ اس نے پہلے سے پلان کیا تھا، تبھی دارار کے جاتے ہی اس نے ان ساری چیزوں کو عملی جامہ بھی پہنا دیا کیونکہ گھر کے باقی مرد تو پیر کے معاملات سے غافل تھے، اس لیے انہیں علم ہی نہیں ہوا۔ ملازموں کو بھی داور نے سختی سے منع کر دیا تھا۔ بچ گیا تھا ریان۔۔۔ وہ تو پہلے ہی اس کی سائیڈ پر تھا۔۔۔ اور اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ زرتاشہ کا بھائی اس قسم کی کوئی بات کر سکتا ہے، جبکہ ان کی خود کی بہن ونی ہو کر آئی تھی۔ وہ جانتے ہوں گے اس دکھ کو، انہیں اندازہ ہوگا۔۔۔

۔۔ایک منٹ۔۔۔ ایک منٹ، علی۔۔۔ میں نے سنا تھا کہ زرتاشہ ونی ہو کر آئی ہے، جبکہ آپ نے اس دن بتایا تھا کہ ریان لالا نے تائی جان کو تو کچھ اور ہی کہا تھا۔ انہوں

نے کہا تھا کہ ریان خان اتنا کمزور نہیں کہ اپنی اکلوتی بہن کو کسی کو بھی ونی میں دے۔۔۔
وہ بھی صرف دو خاندانوں کے درمیان امن کے لیے۔۔۔ اس بات کا مطلب۔۔۔

زارا کو اچانک ہی اس دن جھگڑے میں کہی ریان کی بات یاد آئی تھی۔ اس دن تو اس نے دھیان نہیں دیا تھا مگر اب اسے کچھ کچھ سمجھ آرہا تھا۔۔۔

۔۔ انہیں سب کچھ پہلے سے پتا تھا نا۔۔۔ زرتاشہ کے ٹائم پر بھی انہیں کی ایک ایک چال کا علم تھا۔۔۔ اور جس دن زرتاشہ کا مسکیرج ہوا، اس دن بھی وہ سب کچھ جان گئے تھے۔ انہیں صرف زرتاشہ کی پریگننسی کا علم نہیں تھا۔۔۔ اور اب بھی۔۔۔ اب بھی وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ علی، آپ کو ان سے پوچھنا چاہیے۔۔۔

زارا خود ہی ساری باتوں کے سرے جوڑتے اس سے بولی تھی۔۔

۔۔ہاں میری زار۔۔۔ جیسے میں پوچھوں گا اور وہ مجھے بتا دے گا۔۔۔

علیار نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔۔

۔۔ میری بھولی بیوی، وہ ریان خان ہے۔۔۔ انتہائی ڈھیٹ انسان۔ تم ان سب چیزوں کی ٹینشن نہ لو، سب ٹھیک ہوگا ان شاء اللہ۔۔۔ مگر ابھی تو ہم سب اس داور کے بچے کو سبق سکھانے کا ارادہ رکھتے ہیں جو اپنی جان پر کھیل کر اس قدر خطرناک کام کر گیا ہے۔۔۔

علیار، زارا کو دیکھتے اسے تسلی دیتا بولا تھا۔۔۔

۔۔۔ اہم۔۔۔مجھے آپ سب سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔۔

زرتاشہ، ڈائنگ ٹیبل پر سب کو بیٹھتا دیکھ کر بولی تھی۔ رات ہر کوئی پہلے کی طرح اپنے اپنے کمروں میں رک گیا تھا۔۔۔

داجی، سب کو صبح صبح اپنے کمروں سے نکلتا دیکھ کر اور سب کے لیے ناشتہ تیار کرواتی مصروف تھی۔ وردہ اور رودابہ کو دیکھ کر انہیں اپنی طبیعت کافی بہتر محسوس ہوئی تھی۔ ایسا لگا تھا کہ دوبارہ جی اٹھی ہیں۔۔۔

اس وقت سب ڈائننگ روم میں موجود تھے۔ سامنے ہی بچوں کو لٹانے کے لیے ایک درمیانے سائز کا گدا بچھا ہوا تھا جو علیان آمدہ کے لیے لایا تھا تاکہ اس پر بیٹھ کر وہ آرام سے کھیل سکے۔ جب وہ لایا تھا، اس وقت تو وہ بہت چھوٹی تھی مگر اب اس چیز کا بھرپور استعمال کر رہی تھی۔ اس میں زارا نے اپنے دونوں بچوں کو بھی لٹا دیا تھا۔ آج ایک طویل عرصے بعد وہ بھی نیچے ہی کھانا کھا رہی تھی، ورنہ پچھلے سات مہینوں سے علیار نے اسے پیر تک زمین پر رکھنے نہیں دیا تھا۔۔۔

زرتاشہ ان سب کو اپنی اپنی جگہ پر بیٹھتا دیکھ کر ان سب سے مخاطب ہوئی تھی۔ سب نے اسے دیکھا تھا۔۔۔

--دو بڑے اہم فیصلے میں نے اس گاؤں کے سردار، میر دارار یوسفزئی کی بیوی اور اس حویلی کی بڑی بہو کی حیثیت سے لیے ہیں- مجھے امید ہے کسی کو اس بات پر اعتراض نہیں ہوگا---

زرتاشہ نے یہ سب کو دیکھتے ہوئے کہا تھا- اس کی بات سنتے سب ہی سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تھے جبکہ منشا نے پریشانی سے نظریں نیچی کر لی تھیں کیونکہ زرتاشہ اسے ہی دیکھ رہی تھی- اس کی آنکھوں کا سرد پن محسوس کرتے منشا کو اپنی ہتھیلیاں بھیگتی محسوس ہوئی تھیں---

--پہلی بات---یہ کہ کوئی بھی اس حویلی کے باہر نہیں رہے گا- مطلب، اس گھر کا جو کوئی بھی فرد حویلی کے باہر دوسری حویلی میں سیٹل ہونے کا سوچ رہا ہے، وہ اپنا ارادہ ترک کر دے کیونکہ اب آپ سب کو ایک ساتھ، مل جل کر، اسی حویلی میں رہنا پڑے گا- ہاں، فلور الگ ہو سکتے ہیں مگر کھانا پینا نہیں--- سب کو ایک ساتھ، ایک جگہ میں رہنا پڑے گا--- اور جو کوئی بھی اس گھر کو چھوڑ کر جانے کا ارادہ رکھتا ہے، اسے ہمیشہ کے لیے حویلی چھوڑتے ہوئے مجھ اور میرے لالا سے ہر تعلق ختم کرنا ہوگا---

زرتاشہ نے اپنی بات کہتے سب کو دیکھا تھا- اس کی بات سنتے سب نے ہی بے یقینی سے زرتاشہ کو دیکھا تھا---

--بھابھی، آپ کیا ہمیں اِن ڈائریکٹلی ریان خان سے پنگا لینے کو کہہ رہی ہیں---؟--

علیان اس کی بات سنتے حیرانی سے بولا تھا۔ اس کی چھوٹی سی بھابھی کا یہ روپ نیا تھا۔۔۔

۔۔ بالکل بھی نہیں۔۔۔ میں ڈائریکٹلی اپنے لالا کی پاور بتاتے، مجھ سے دشمنی کے نتائج بتا رہی ہوں۔۔۔

زرتاشہ نے علیان کی بات کا جواب دیا تھا۔۔۔

علیان اور باقی سب ہی مرد حضرات اس کی دھمکی پر مسکرا دیے تھے۔ یہ الگ بات تھی کہ شاید ان کی زندگی میں پہلی بار کسی نے ان لوگوں کو دھمکی دی تھی۔۔۔ وہ بھی ریان خان کی۔۔۔

۔۔ دوسری بات صرف آپ سے ہے، داور لالا۔۔۔

۔۔ آپ نے جس بنا پر منشا کو ونی لیا ہے، وہ غلط ہے۔ نہ ہی تو مجھے اپنے بچے کے قتل کا بدلہ چاہیے، نہ ہی علیار لالا کو رائمہ کے قتل کا، نہ ہی زارا بھابھی کو اپنے دکھوں کا بدلہ۔۔۔ اس لیے میں چاہتی ہوں کہ آپ منشا کو آزاد کریں اور باحفاظت اسے اس کے گھر چھوڑ کر آئیں، اور بدلے میں اسے طلاق دیں۔۔۔

اس کے رہنے، کھانے پینے کا ایک مستقل اور مضبوط بندوبست کریں۔ اس کے لیے اپنے کسی دوست یا جاننے والے کا رشتہ ڈھونڈیں۔۔۔ اسے یہاں سے رخصت کرنا

ہوگا۔ میں نے لالا سے بات کرلی ہے۔ آپ اس کی طلاق کا انتظام کرلیں، لالا ناشتے کے بعد آکر منشا کو لے جائیں گے۔۔۔

زرتاشہ نے داور اور منشا کو دیکھتے ہوئے کہا تھا، جس کے چہرے کا رنگ فق ہو چکا تھا جبکہ دلاور تو سکتے میں معلوم ہو رہا تھا۔۔۔

زرتاشہ کی بات سنتے داور نے مدد طلب نظروں سے دارار کو دیکھا تھا، جو خاموشی سے ناشتہ کر رہا تھا۔۔۔

۔۔ زرتاشہ کی بات پر منشا نے سکتے میں ہوتے داور کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔

۔۔بی بی جی، باہر آپ کے لالا آئے ہیں۔۔۔!۔۔

نیلم نے اندر آتے منیر کا پیغام دیا تھا، جو اسے ریان خان کے آنے کی اطلاع کر چکا تھا۔۔۔

۔۔ میرا ناشتہ ہو گیا ہے۔ میں فی الحال منشا کے ساتھ جا رہی ہوں۔ میرا لائر تھوڑی دیر میں طلاق کے پیپر لے کر آتا ہوگا۔ تیار رہیے گا، داور لالا۔۔۔

زرتاشہ سنجیدگی سے کہتی اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔

۔۔ رکو، زری بیٹا۔۔۔ جب اس بچی کے لیے تم نے اتنا سب کچھ اچھا سوچ ہی لیا ہے تو یہ پکی رخصتی بھی یہیں سے ہوگی۔ اب چاہے وہ اپنے گھر کے لیے ہو یا پھر اپنے شوہر کے گھر کے لیے۔۔۔ یہ نیک کام یہی سے انجام دیا جائے گا۔ تم اسے کسی دوسرے کمرے میں لے جاؤ اور

وکیل بھی یہی آجائے گا۔ ہمارا نہیں خیال کہ کل ہوئی بات کے بعد ریان کو ان باتوں میں شامل کرنا درست ہوگا۔ وہ اس گھر کا داماد ہے اور داماد سے اس قسم کی بات کرنا ٹھیک نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم اپنے وکیل کو بلاتے ہیں۔ آپ ریان سے کہہ کر منشا کے لیے کوئی اچھا رشتہ ڈھونڈیں، ہم بھی اس کام میں لگ جاتے ہیں۔ سلیمان اور ساکب، تم دونوں بھی اپنے دوست احباب میں پتا کرو۔۔۔ اور بہو، آپ دونوں بھی۔۔۔

داجی ان سب کو ایک نیا حکم صادر کرتے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔۔۔

جبکہ منشا بس سر جھکائے آنسو بہا رہی تھی۔ اسے اپنا آپ بے بسی کی انتہا پر محسوس ہو رہا تھا اور داور اس کے لیے کچھ کہہ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ یا یوں کہا جائے کہ اس نے اسے اتنی اہمیت ہی نہیں دی تھی کہ وہ اس کے لیے کچھ کہتا۔ وہ تو ایسے خاموش بیٹھا تھا جیسے یہاں اس کی بیوی کی شادی کی نہیں، کسی اور کی شادی کی بات ہو رہی ہو۔۔۔

۔۔ ٹھیک ہے، واجی۔۔۔ جیسا آپ بہتر سمجھیں۔۔۔!۔۔

زرتاشہ نے تعبداری سے کہتے ناشتہ کی پلیٹ سے ہاتھ کھینچا تھا اور چپ چاپ منشا کو لے کر اوپر چلی گئی تھی۔۔۔

۔۔ ب۔۔۔ بھابھی، وہ دیکھو۔۔۔!۔۔

منشا اگر اپنا گھر بچانا چاہتی ہے اور اپنے اس شوہر کو بھی راہِ راست پر لانا ہے تو جیسا جیسا ہم کہیں، ویسا ہی کرتی جاؤ۔ اگر تمہارا یہ میاں خود ہی ٹھیک نہ ہوا تو نام بدل دینا میرا۔۔۔ !۔۔

زرتاشہ نے اسے کسی دادی اماں کی گھٹی کی طرح بات سمجھائی تھی۔۔۔

۔۔ اہم۔۔۔ منع کیا ہے نا، بچہ۔۔۔ تمہیں اس طرح سے بات نہیں کرتے۔۔۔ لینگویج۔۔۔ !۔۔

دارار، جو اس کے پیچھے ہی آیا تھا، اس کی بات سنتے بولا تھا جبکہ منشا تو اس کے خطاب پر ہی شرم سے پانی پانی ہوتے وہاں سے بھاگ گئی تھی۔۔۔

۔۔ سائیں، کیا کیا آپ نے۔۔۔ بھگا دیا نا اسے۔۔۔ ابھی اسے کتنا کچھ سمجھانا باقی تھا۔۔۔ !۔۔

زرتاشہ نے منشا کو وہاں سے نو دو گیارہ ہوتا دیکھ منہ بھورتے بولی تھی۔۔۔

۔۔ کیا سمجھانا باقی تھا؟ ذرا ہمارے کمرے میں چل کر تفصیل سے بتائیں گی سائیں کا بچہ۔۔۔؟ !۔۔

دارار اسے لیے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا تھا جبکہ ایک طویل عرصے بعد اسے یوں اپنے پرانے انداز میں مخاطب کرتا دیکھ کر جہاں زرتاشہ خوش تھی، وہیں دارار کو بھی یہ اطمینان تھا کہ اس نے کوئی سنگین ردِ عمل نہیں دیا۔ ورنہ جو کچھ ان کی زندگی میں ہو چکا تھا، اس کے بعد سب

کچھ واپس جیسا ہونا اسے ناممکن لگتا تھا۔۔۔ مگر اب دارار کے رویے سے اسے کافی اچھی امید تھی۔ اسے واپس اپنی زندگی پہلے کی طرح محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

۔۔ میں نے ابھی اسے بتانا تھا کہ اپنے شوہر کو قابو میں کیسے کرتے ہیں۔۔۔ !۔۔

زرتاشہ نے کمرے میں جاتے ہی اس سے رازدارانہ انداز میں کہا تھا جبکہ دارار اس کے انداز پر گہرا مسکرایا تھا۔۔۔

۔۔ کیسے کرتے ہیں قابو، میری جان کا تو نا۔۔۔؟ !۔۔

وہ بھی اپنے چہرے پر معصومیت کا لبادہ اوڑھتے اس سے پوچھنے لگا۔۔۔

۔۔ بہت ہی آسان ہے۔۔۔ سب سے پہلے شوہر نامدار کو یوں بیڈ پر دھکا دو۔۔۔ مگر دھیان رہے، اپنے ہی شوہر کو نقصان نہ پہنچا دینا۔۔۔ !۔۔

زرتاشہ اسے بیڈ پر دھکا دیتے ہوئے تھی جبکہ اس کی حرکت سے دارار کی ہنسی غائب ہوئی تھی۔ وہ آنکھوں میں تجسس لیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

۔۔ پھر۔۔۔؟ !۔۔

دارار اپنی گہری ہوتی سانسیں خارج کرتا اس سے پوچھ گیا۔۔۔

--پھر ان کے اوپر ایسے بیٹھ جاؤ جیسے وہ بندہ پورا کا پورا آپ کی پراپرٹی ہے---ویسے ہے تو---!--

زرتاشہ اپنی بات کا خود ہی جواب دیتے بولی تھی جبکہ اس کی حرکتوں پر یکدم دارار کو اپنے سارے جسم کا خون سمٹ کر ایک ہی جگہ دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔ دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کے درپر تھا---

--اب نہیں پوچھیں گے پھر---؟--

اسے خاموشی سے اپنی آنکھیں میچتا دیکھ کر زرتاشہ اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لے جاتے، اس کے کان کے پاس سرگوشی کرتی، اس کی کان کی لو پر اپنی انگلی پھیر گئی تھی---

اس کی جسارتوں پر دارار نے یکدم جھرجھری لی تھی---

--پوچھیں پھر---!--

اسے یوں خاموشی سے گہرے سانس بھرتا دیکھ کر زرتاشہ نے اپنے جملے پر زور دیا تھا--

--پ---پھر---پھر---؟!--

وہ اس کی بات پر عمل کرتے، بمشکل اپنے حلق سے نارمل آواز نکال پایا تھا--

۔۔پھر۔۔۔؟! پھر اپنے پیارے سے شوہر کی شرٹ کے بٹن ایسے کھولتے، اس جگہ کو چومنا چاہیے جہاں آپ کا راج ہو۔۔۔

زرتاشہ اس کے دل کی طرف اشارہ کرتے وہاں اپنے نم، گد گدے لب رکھ گئی تھی۔۔۔

اس کی بولڈ حرکتوں پر دارار اپنے لبوں پر زبان پھیرتا، بمشکل اپنے ہاتھوں کو اسے چھونے سے باز رکھے ہوئے تھا۔۔۔

زرتاشہ اس پر اپنا اثر دیکھتے مسکراتے اس کی گردن میں جھکی تھی جبکہ دارار کو اپنی حالت پر اس وقت خود ترس آ رہا تھا۔۔۔

وہ نرمی سے اس کی گردن کو چومتے، اس کے ایڈم ایپل کو اپنے لبوں میں لیتے، اسے سک کر گئی تھی۔۔۔

دارار اپنے جذبات پر پہرے بٹھاتا، اس کے ٹخنوں کو تھام گیا تھا۔۔۔

۔۔زری۔۔۔!۔۔

دارار نے گہرے سانس لیتے اسے پکارا، جو اس کی گردن کے پیچھے سے ہاتھ گزارتے، اس کی گردن کو اپنے شکنجے میں لینے کی کوشش کرتے، اس کے مونچھوں سے ڈھکے عنابی لبوں پر جھکی تھی۔۔۔

دارار کا ہاتھ سرکاتے، اس کی پنڈلیوں سے ہوتا، اس کی تھائز پر رکا تھا۔۔۔

وہ نرمی سے اس کے لبوں کو چومتے، آخری حد تک اس کے جذبات میں حکمرانی مچائی تھی۔۔۔

وہ اپنا کام کرتے پیچھے ہوئی تھی جب دارار نے اپنی خوفزدہ آنکھیں کھولتے اسے دیکھا تھا، جس کا خود کا تنفس بگڑا ہوا تھا۔۔۔

۔۔ ایسے قابو کرتے ہیں شوہر کو۔۔۔!۔۔

زرتاشہ اپنا کام کرتے اس سے دور ہونے لگی تھی جب دارار اس کی کمر کو تھامتے اسے مزید حرکت کرنے سے روک گیا تھا۔۔۔

۔۔ اور جب شوہر مان جائے تو اس کے بعد بھی تو کچھ کرنا ہوتا ہے نا۔۔۔!۔۔

دارار نے کہتے اسے گردن سے تھامتے اپنے قریب کیا تھا اور خود اس کے لبوں پر قابض ہوا تھا۔۔۔

زرتاشہ، جو سوچ رہی تھی کہ چپ چاپ اسے تنگ کر کے نکل جائے گی، اس کی حرکت پر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔ وہ اس کے کندھے پر ہاتھ لگائے اپنا وزن بیلنس کرتے سانس روک گئی تھی جبکہ وہ اپنا ایک ہاتھ اس کی گردن کو تھامتے، دوسرے کو اس کی کمر کے گرد لپٹائے، اس کے گد گدے لبوں کا جام پی رہا تھا۔۔۔

۔۔ اہم۔۔۔ ہم۔۔۔!۔۔

اس کی شدتوں کا دورانیہ بڑھتا دیکھ کر زرتاشہ نے اس کے کندھے پر مکا جڑتے اسے ہوش دلانا چاہا تھا، جو اس کی مزاحمت محسوس کرتا، اس سے ایک لمحے کو دور ہوتا، قربت بدل گیا تھا۔۔۔

زرتاشہ نے ریہائی پاتے فوراً گہری سانس لیتے اپنا تنفس درست کرنا چاہا تھا جب وہ دوبارہ اس کے آدھ کھلے لبوں پر قابض ہوتا اس کی زبان سے اپنی زبان الجھا گیا تھا۔۔ زرتاشہ نے بوکھلاتے اسے دیکھا تھا اور سختی سے اپنی آنکھیں میچ لی تھی وہ شدت سے اسکے لبوں کو سک کرتا اسکی بے ہنگم سانسوں کا بھی چرانے لگا تھا۔۔ اس کی شدت سے ڈھڑکتی ڈھڑکنوں کو محسوس کرتا وہ اس سے دور ہوا تھا۔۔ زرتاشہ نے گہرے سانس
لیتے خود کو نارمل کرنا چاہا تھا۔۔ سوری وہ بس تھوڑا جذباتی ہو گیا تھا۔۔ دارار سیدھے ہو کر بیٹھتا اسے سائڈ کرتا اپنے اوپر پلو رکھ گیا تھا تاکہ کم از کم اس کی حالت مزید نا بگڑے جبکہ زرتاشہ ہنوز لیٹے اپنے سانس بحال کر رہی تھی دونوں کے بیچ قافی دیر تک خاموشی قائم رہی تو کچھ بھی ہوا تھا اس سب کے بعد دارار کو اسے چھونا مناسب نا لگا وہ اس الجھن میں تھا کہ کہیں وہ اس کے چھونے کے ناراض نا ہو جائے۔۔ دارار اپنی ہی سوچ سے اتفاق کرتا خاموشی سے وہاں بیٹھ گیا تھا۔۔

زرتاشہ اس کی بات پر خاموشی سے بیٹھے اچانک ہی اٹھ کھڑی
ہوئی تھی وہ کمرے کا گیٹ لاک کرتے لائٹ آف کر گئی تھی جبکہ

دارار نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا۔۔ تمہیں سونا ہے زری؟!۔۔

دارار اسے بیڈ کے قریب آتا دیکھ کر پوچھ بیٹھا تھا۔۔ جبکہ زرتاشہ اسے
کچھ بھی کہے بغیر اس کے ہاتھ سے اچانک ہی تکیہ کھینچتے زمین پر پھینکا

تھا اور واپس اس پر چڑھ کر بیٹھتے اس کی ٹی شرٹ اتارنے کی کوشش جو اس سے اتر تو نا سکی تو وہ غصہ میں دارازسے کینچی نکالتے اسے پھاڑ گئی تھی جبکہ دارار بس حیرت اور صدمے سے منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا جس پر نا جانے آج کون سا بھوت چڑھا تھا وہ بغیر کچھ بھی کہے خاموشی سے اپنی ٹی شرٹ نہیں پھٹی ہوئی ٹی شرٹ اتار کر زمین پر پھینک گیا تھا جب زرتاشہ نے باغور اس کے برہنیہ سینے کو دیکھا تھا جبکہ دارار کو جتنی حیرت ہو اتنا کم تھا وہ بھی اس کے نظروں کے تعاقب میں دیکھنے لگا جو اس کے سینے کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔ میر دارار یوسفزئی کی ساری عقل کیا گھانس چرنے چلی گئی ہے ؟ ! ۔۔ وہ اس کے لوئر ایبڈومن پر اپنے ہاتھ رکھتے اس سے پوچھ رہی تھی جبکہ اس کی بیٹھنے کی پوزیشن چینج ہونے پر دارار گردن تک سرخ ہوا تھا وہ اپنے لبوں پر زبان پھیرتے خود کو جواب دینے کے لیے تیار کر رہا تھا جب وہ مومنٹ کرتے اس کے ہوش اچھے سے ٹھکانے لگا رہی تھی مگر وہ بھی آج نا جانے ضبط کے کون سے پہرے بٹھائے ہوئے تھا۔۔

زرتاشہ نے جل کر سوچتے ایک ہی جھٹکے میں اپنی کمیز جدا کرتے خود کو اس کے سینے کے ساتھ لپٹایا تھا۔۔ اس کے نازک ڈھڑکنوں کو اپنے سینے پر بجتا محسوس کرتے دارار نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔ میرا بچہ کیا کرنا چاہ رہی ہو ؟ ! ۔۔ وہ اس کا چہرہ اپنی گردن سے نکالتے گہرہ سانس لیتا اس سے استفسار کرنے لگا تھا۔۔ آپ کو نہیں پتا میں کیا کرنا چاہ رہی ہوں ! ؟۔۔ اس کی حد درمی اور جان کر انجان بنے پر زرتاشہ نے گھور کر اسے دیکھا تھا جبکہ دارار اس کے سوال پر بس نفی میں سر ہلا گیا تھا اپنی بیوی کا یہ نیا انداز قافی اچھا لگ رہا تھا مگر اس کے لیے قافی مشتقل ثابت ہو رہا تھا اس کی یہ ادائیں دیکھ کر خود پر پہرے بٹھانا۔۔ مہم لگتا ہے کچھ دن میں آپ سے دور کیا

رہی آپ تو بلکل ہی انجان ہو گئے ہیں۔۔ زرتاشہ نے کلس کر کہتے اس کی ٹرائوزر کا نوٹ لوز لیا تھا وہ آج صبح سے انہی کپڑوں میں گھوم رہا تھا اس نے معلوم کی طرح اپنی شلوار قمیض اور شال نہیں اوڑھ رکھی تھی۔۔ اس کے نوٹ لوز کرنے پر دارار کا سانس سینے میں اٹکتا تھا۔۔ وہ اپنے بلائوز کا اسٹریپ کھولتے اس کے ہاتھ باندھ گئی تھی۔۔ جب آپ کو کچھ معلوم ہی نہیں ہے تو آپ کہ ان ہاتھوں کو کھولنے کا فائدہ۔۔ زرتاشہ نے اس کے ہاتھ باندھتے اپنے ہاتھ جھاڑے تھے۔۔ میری جان کا ٹوٹا مگر یہ تو ایلاسٹک ہے کھل جائے گا مگر مگر۔۔ دارار نے اسے بتانا ضروری سمجھا تھا مگر اس کی گھوریوں کو دیکھتے وہ جلدی سے اپنے جملے پر کنٹرول کر گیا تھا۔۔ مگر میں کھولو نگا نہیں !۔۔ دارار نے اس کے بات ماننے میں عافیت سمجھی تھی ورنہ جس نازک حالت اور پوزیشن میں وہ تھا ڈو اور ڈائی کی سیچویشن تھی اور ڈو وہ کرنا نہیں چاہتا تھا ڈائی اس کی بیوی کر رہی تھی۔ آنکھیں بند کریں اپنی زرتاشہ نے منہ بھور کر قانی دیر سوچنے کے بعد اس سے کہا تھا جبکہ اس کے آڈر پر وہ لکھے جھپکتا آنکھیں بند کر گیا تھا جب زرتاشہ نے جھک کر اس کی گھٹی مڑی پکھوں کو باغور دیکھتے اپنی انگلیوں سے چھوا تھا۔۔ ہونا اتنا ٹائٹ ہیں ملا ہے مجھے سارے بس جلتے رہتے ہیں !۔۔ وہ اس کی گود سے اتر کر بڑبڑائے ڈریسنگ روم میں گئی تھی جبکہ دارار نے باخوبی اس کی بڑبڑاھٹ سنی تھی۔۔ بے بی ڈکٹ لینگویج !۔۔ وہ ہنکار بھرنا نہیں بھولا تھا۔۔ جب زرتاشہ جو دراز سے اس کے لیے کچھ خاص نکال رہی تھی اس کے ہنکار پر جلدی سے وہ لیتے باہر آئی تھی ایسے تو اسے بڑی شرم آتی ہے مگر نا جانے آج کون سی روح گھس گئی تھی وہ خود کو شیشے میں دیکھنے سے گریز کرتی جلدی سے اپنے جھمکے اور پائل پھنتے اس کی طرف بڑھی تھی جب دارار اس کے

پائل کی آواز فوراً پہچان گیا تھا۔۔ تمہیں کیسے پتا تھا کہ میں نے اسے کہاں رکھا ہے ؟۔۔ وہ پوچھے بغیر نا رہ سکا۔۔ ہشش آپ سوال جواب کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔۔ زرتاشہ اس کے لبوں پر انگلی رکھتے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ گئی تھی۔۔ اس کی پٹی باندھنے پر دارار کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی وہ اپنے لبوں پر رکھی اس کی انگلی کاٹ گیا تھا۔۔ اوہوں !۔۔ یہ سب کرنے کی نہیں ہو رہی ہے ورنہ میں ایسا بدلہ لونگی کہ آپ یاد رکھے گیں۔۔ وہ اسے دھمکاتے یونہی اس کی گود میں بیٹھی رہی تھی قانی دیر کی اس کی خاموشی کے بعد دارار نے اس کی پشت سہلائی تھی۔۔ کیا ہوا ہے میرا بچہ ابھی
سے تھک گئی ؟ !۔۔ ہم ؟ !۔۔ اس کی خاموشی پر دارار نے استفسار کیا تھا۔۔ نا نہیں !۔۔ زرتاشہ نے پر سوچ انداز میں اسے دیکھا تھا۔۔ کئی لمحے خاموشی سے گزارنے کے بعد وہ اس کے عنابی لبوں پر جھکی تھی ۔۔ وہ اس کے ہر عمل کو یاد کرتے اسے کاپی کرنے کی کوشش کرتے ہلکان ہو رہی تھی مگر کہیں سے بھی اس کی جیسی شدت پسندی نہیں آپا رہی تھی جس سے اس کے سانس اٹک جائے جیسے اس کی اٹکتی تھی وہ تھک ہار کر اس کے لبوں کو چھوڑتے اس کی گردن میں جھکی تھی جبکہ دارار جواب تک اس کی جسارتوں پر مسکرا رہا تھا اس کی مسکراہٹ سمٹی تھی اس نے گہرے سانس لیتے خود کو نارمل کیا تھا۔۔ زرتاشہ نرمی سے اس کی گردن کو سک کرتے اس کی کان کی لو تک گئی تھی اس کی ہلکی سے مومنٹ پر اس کے جھمکے ہلتے کبھی دارار کے وجود سے مس ہوتے تو کبھی زرتاشہ کے عارض سے وہ اس کی کان کی لو کو اپنی انگلیوں سے سہلاتے

انہیں اپنے لبوں کی قید میں لے گئی تھی۔۔ دارار کو یکدم اپنی دھڑکن بڑھتی محسوس ہوئی تھی۔۔
وہ جابجاں اس کی گردن پر اپنے نرم مختوری لمس چھوڑتے اس کے کشادہ سینے کی
طرف بڑھی تھی وہ اس کے سینے کو بھی بارہاں چومتے تھک ہار کر اسے دیکھنے لگی جس کی گردن حد
سے زیادہ سرخ تھی وہ اپنی گردن پیچھے کی طرف پھینکے گہرے سانس لے رہا تھا۔۔ زرتاشہ نے
مندی مندی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔ بس اب ہم تھک گئے ہیں !۔۔ زرتاشہ نے اس کے
کندھے سے ہی سر ٹکاتے کہا تھا جبکہ دارار جس کی اپنی حالت غیر تھی اس کی بات سنتے اس کے
تنے سارے اعصاب شکن پڑے تھے وہ بے یقنی سے اپنی بیوی کی بات سن رہا تھا جو اس کی
وجود میں جذبات کی تگیانی مچاتے خود تھک گئی تھی۔۔ ٹھک گئی تھی دارار کو اپنی سماعتوں پر یقین
نا ہوا۔۔ بچہ آگے کانوں کرے گا؟ !۔۔

دارار نے اسے ہوش دلانا چاہا تھا۔۔پتا نہیں کل کرونگی ابھی میں
تھک گئی ہوں اور مجھے پھر سے نیند آرہی ہے۔۔ زرتاشہ نے اس کے
سینے پر سر ٹکائے کہا تھا۔۔ میری ایسی حالت کرکے میری جان تھک
گئی اور اسے نیند آرہی ہے۔۔ ٹھیک سو جاو تم میں ہی بے چارہ نا جانے کیا کیا آرمانوں سجائے
بیٹھا تھا میری بیوی ایسا کرے گی ویسا کرے گی خیر جانے دو۔۔ دارار کو جب اپنی دال گلتی نا
محسوس ہوئی تو وہ اس
آپ نے لہجے کو روندھا ہوا کرتے بولا تھا جبکہ اس کی بات سنتے زرتاشہ نے فورا اپنا سر اٹھاتے
اسے دیکھا تھا۔۔ آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں؟ !۔۔ زرتاشہ نے اس کی بات سنتے فوارا اس کے

آنکھ کی پٹی کھولی تھی ۔۔ میں کہنا نہیں چاہ رہا میں چاہ رہا ہوں کہ کہ میری جان کرے اور میں دیکھوں ۔۔ دارار نے اسے کمر سے تھامتے ٹھیک سے بیٹھایا تھا ۔۔ ہاں آآ واہ واہ شرم تو نہیں آئے گی آپ کو بیوی سے ایسے کام کرواتے ہوئے ۔۔ دارار کی بات سنتے اس کی آنکھیں بے یقنی سے پھیلی تھی ۔۔ جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم شرم کیوں آئے گی بیوی سے ہی ایسے کام کیے جاتے ہیں ۔۔ دارار نے ایک جھٹکے میں اس کے وجود کو کمفوٹر سے ڈھکا تھا ۔۔ وہ دوبارہ اسے اپنے وجود سے لگاتا اس کے خدوخال پر ہاتھ پھیرتے لگا تھا ۔۔ بے بی ڈکٹ ایک بات طے ہے آج جو کرو گی تم کرو گی میں کچھ بھی نہیں کرنے والا سوائے تمہاری ہیلپ کے ۔۔ دارار نے اس کے بلائوز کو ریمو کرتے

کہا تھا اب جا کر زرتاشہ نے اس کے ہاتھ پر دیھان دیا تھا کہ اس کی باندھی اسٹریپ صرف ایک ہاتھ میں ہی رہ گئی تھی ۔۔ اب تو یہ

نہیں اترنے والی میں اسے ہر جگہ پہن کر جاونگا ! ۔۔ دارار نے اس کی نظروں کا تعین سمجھتے اس سے کہا تھا اور اور اس کا ساتھ دیتے نرمی سے اسے تمام تر رکاوٹوں سے آزاد کرتا اس کے وجود کا حصہ بنا تھا ۔۔ وہ ایک دوسرے لے آغوش میں گم اپنے سارے غم بھلائے ایک نایا آغاز کر چکے تھے ۔۔۔

وہ کمرے میں بیٹھی آنسوں بھاتے باغور اسے کمرے کو دیکھ رہی تھی یہاں اس نے صرف ایک ہی رات گزاری تھی اور اس ایک رات کے لیے اس کے بہت سے آرمان تھے ۔۔ داور نے جس بھی طرح اس سے شادی کی تھی مگر اسے مان تھا کہ وہ اسے مان بخشے گا مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ اس قدر پھتر دل ہو گا کہ اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑے گا کہ کوئی بھی اس کی بیوی کو رخصت کر کے لے جائے ۔۔ ساری باتیں یاد کرتے اسے مزید رونا آیا تھا ۔۔ داجی اور زرتاشہ کی باتیں اس کے ذہن میں گردش کر رہی تھی یوں تو زرتاشہ کی بات سے

اسے دھارس ہوئی تھی کہ شاید وہ اس کی مدد کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر جب اپنے ہی شوہر نے خاموشی اختیار کر لی ہو تو کسی کی

مدد کس کام کی ہو گی ۔۔ منشا نے تڑپ کر سوچتے اپنے آنسوں پونچھے تھے ۔۔ وہ خود کو آج بے بسی اور لاچاری کی انتہاں پر محسوس کر رہی تھی پہلے اس کے ماں باپ نے اس کی بہن کی حرکتوں سے تنگ آکر اسے بھی ہوں انن فانن رخصت کر دیا اور اب اس کے شوہر کو بھی کوئی فکر نہیں ہے کہ اس کے گھر والے اس کے لیے کیا فیصلہ لے رہے ہیں سب ہی تو اپنی اپنی مرضی اس پر مسلت کر رہے تھے ۔۔

ابھی وہ ان ہی سوچوں میں الجھی تھی جب داور کمرے میں داخل ہوا

تھا ۔۔ اس کے آتے ہی وہ اپنا چہرہ صاف کرتے بیڈ سے اٹھ کھڑی

ہوئی تھی کہ کہیں وہ اس بات پر ناغصہ ہو جائے کہ وہ اس کے بیڈ پر

کیوں بیٹھی ہے۔۔ اس کے یوں اچانک کھڑے ہونے پر داور نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا اسے اپنا راویہ یاد نا آیا کہ وہ اتنے دن سے اس کے ساتھ ایک ملازم سے بھی گیا گزرا سلوک کر رہا تھا۔۔ کھڑی کیوں ہو گئی ہو تم کھا نہیں جاو گا بیٹھ جاو !۔۔ قافی دیر خاموشی کے بعد وہ با اتنا ہی بولا تھا جبکہ اس کی بات پر منشا کنفیوز ہوتے بیٹھ گئی تھی۔۔ اہم نیچے داجی۔۔ ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ دروازہ پر ہونے والی دستک نے اسے اپنی بات ادھوری چھوڑنے پر مجبور کر دیا وہ خاموش ہوتا باہر والے کو اندر آنے کی اجازت دے گیا تھا جبکہ منشا واپس اپنی

جگہ سے کھڑی ہو گئی تھی۔۔ آرے بھی تم یہ بات بات پر کھڑی

کیوں ہو رہی ہو بیٹھ جاؤ۔۔ وہ ملازمہ کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر بولا تھا

۔۔ لالا وہ یہ کپڑے داجی نے بھجوائے ہیں بھابھی میرا مطلب ہے بی بی جی کے لیے اور کہا کہ شام کو تیار رہنے رش۔ رشتے والے آرہے ہیں۔۔ ملازمہ نے بڑی مشکل سے یہ بات کہی تھی کیونکہ یہ بات تھی ہی ایسی انہیں کہنے میں قافی عجیب لگ رہا تھا جبکہ داور جو نیچے ہونے والی باتوں کی وجہ سے یہ سوچ چکا تھا کہ وہ اس سے بات کر کے اس مسئلہ کا حل نکالے گا ملازمہ کی بات سنتے اس کے تن بدن میں آگ لگی تھی جتنا وہ سب کی باتوں کو نظر انداز کر رہا تھا اتنا ہی سب اسی کی زندگی کے پیچھے پڑ گئے تھے وہ بھی ہاتھ دھو کر۔۔ رکو !۔۔ ملازمہ جلدی سے اپنی بات کہتے وہاں سے فرار ہونے لگی جب وہ اسے روک گیا تھا۔ یہ جوڑا لے کر جاو اور تم پہن لینا مگر یہ میرے کمرے میں نا دیکھے۔۔ داور نے شاپنگ بیگ کو گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔ مگر لالا

وہ۔۔کیا وہ؟ !۔۔ اس کی بات سنتے ملازمہ نے کچھ کہنا چاہا تھا جس پر وہ آئبر واٹھاتے اسے دیکھنے لگا۔ وہ داجی نے کہا کہ واپس لے کر مت آنا !۔۔ ملازمہ نے راجی کا اگلاپیغام بھی دے دیا۔۔ واجی سے کہہ دو میں اپنی بیوی کو اچھے کپڑے پہننا جانتا ہوں اور پہنا لونگا انہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ داور نے اپنے داجی کا ریڈی میڈ جواب سنتے کلس کر کہا تھا۔۔ وہ تو ہم دیکھ ہی رہے ہیں !۔۔ ایسا داجی نے کہا تھا اگر آپ بولیں تو بول دینا یہ ان کا جواب ہے۔۔ ملازمہ دوبارہ اس کی باتوں پر داجی کا پہلا سے بتایا جواب دیا تھا اور منشا کو سرتاپیر دیکھا تھا ایک ہی مہینے میں اس کی حالت عجیب سی ہوگئ تھی وہ کہیں ایک اچھے کھاتے پیتے گھر کی بہو یا بیٹی نہیں لگ رہی تھی۔۔ ملازمہ کی بات اور نظروں کے تعین پر منشا کی آنکھیں شدت سے بھیگی تھی۔۔ کیا مطلب ہے میری بیوی کا حلیہ خراب ہے؟ !۔۔ داور نے اس کی نظروں پر بھڑکتے اس سے پوچھا تھا۔۔ جبکہ منشا خا خوشی سے وہاں سے چلی گئ تھی۔۔یہ تو داجی نے کہا تھا کہنے لالا آپس کی بات بتاو تو بھابھی مجھے بیمار بیمار سی لگتی ہے آپ نا ان کا صحیح خیال نہیں رکھ پار ہے مگر کوئ بات نہیں داجی نے کہاں ہے کہ وہ بھابھی کی اچھی سی شادی کریں گیں بلکل دعا بی بی جیسی بلکہ اس سے بھی اچھی اور ان کے لیے

ریان لالا جیسا بلکہ نہیں انہوں نے کہا ہے اس سے بھی اچھا لڑکا ڈھونڈے گیں۔۔ ملازمہ نے اسے رازدرانہ انداز میں کہا تھا۔۔ جبکہ اس کی باتوں پر وہ دل و جان سے جلا تھا اس کی آنکھیں تحریر سے پھیلی تھی یہ سب لوگ اس کی بیوی کی شادی کے آرمان ایسے سجا رہے تھے جیسے یہ لڑکی ان کے پوتے کی بیوی نا ہو ان کی پوتی ہو۔۔

استغفر اللہ یہ میں کیا سوچ رہا ہوں ۔۔ داور نے اپنی سوچوں کا رخ کہیں اور جاتے دیکھ کر اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا تھا جبکہ ملازمہ اسے یوں خود سے بڑبڑاتا دیکھ کر چپ چاپ وہاں سے نو دو گیارہ ہو گئی تھی

۔۔ ہم بتاوں منزہ کیا خبر لائی ہو کام ہو گیا ؟ ! ۔۔ جی داجی ! ۔ داجی سمیت گھر کے سبھی افراد وہاں موجود تھے بس زارا منشا اور داور مائسا ، دارار اور زرتاشہ کے علاوہ ۔۔ مائسا اپنے ساتھ مہینے کی وجہ سے گھر کے مردوں کے سامنے کم ہی آتی تھی اسے خود قانی شرم آتی تھی یوں سب کے سامنے ایسے گھومنے پر تو وہ زیادہ تر اپنے کمرے میں ہوتی تھی

ورنہ اگر بے حد مجبوری میں نیچے جانا پڑے تو وہ علیان کے ساتھ ہی جاتی تھی کیونکہ وہ بڑی سی چادر سے خود کو ڈھانپ کر رکھتی تھی تاکہ اس کے وجود کا ایک بھی حصہ نا دکھے اور ایسے میں اسے گرنے کا زیادہ خوف ہوتا تھا تو وہ علیان کے ساتھ ہی جاتی تھی زارا بچوں کی وجہ سے سب کے ساتھ موجود نہیں تھی ابھی سوا مہینا ہوا نہیں تھا

مگر صرف ڈرائنگ روم اور روم ان دو ہی جگہ ہوتی تھی باقی وہ بچوں کو ملازمہ کے بھروسے چھوڑنے کے حق میں نہیں تھی ۔۔ دارار اور زرتاشہ اپنے کمرے میں تھے کسی نے ان دونوں کو ڈسٹرب کرنا بھی

ضروری نہیں سمجھا تھا کیونکہ کل رات ہی وہ لوگ سفر کر کے آئے تھے اور داعود اور روشہانے کو انہوں نے بلوانے کے لیے بھیجا تھا کیونکہ ان سے ضروری بات کرنی تھی ۔۔ داجی آپ نے ہمیں بلوایا تھا ؟ ! ۔۔ داعود کمرے میں داخل ہوتے ان سے پوچھتا اپنی جگہ سمبھال گیا تھا ۔ بلایا تو ہم

نے روشہانے کو بھی تھا تو تم اکیلے کیوں منہ اٹھا کر آ گئے۔۔ واجی اسے اکیلا موجود دیکھ کر ناراضی سے استفسار کرنے لگے۔۔ کیونکہ مجھے پتا ہے آپ نے کیا بات کرنی ہے اور دوسرا وہ سو رہی تھی ناشتہ کے بعد ہی اسے اپنی طبعیت عجیب لگ رہی تھی تو بس میں نے اسے سلا دیا۔۔ داعود نے ان کے خفا ہونے کا کوئی بھی نوٹس لیے بغیر کہا تھا۔۔ اچھا اور ہم نے کیا بات کرنی ہے برخوردار ؟ ! ۔۔ داجی اس کے معلومات پر حیران نہیں ہوئے تھے انہیں یقین تھا وہ کوئی کول جلول بات ہی کرے گا۔۔ یقینا آپ نے یہی جاننا ہو گا آپ کے پر پوتا پوتی آنے کی کیا صورتحال ہے تو میرے

پیاری داجی میں آپ کو بتادوں ابھی ویسے تو ہمارا کوئی پلین نہیں ہے

مگر اگر آپ کا اتنا ہی دل ہو رہا ہے اپنا پوتا پوتی دیکھنے کا تو میں اپنی

پلیننگ چینج کرتے ہوئے اس بارے میں سوچ سکتا ہوں۔۔ داعود

نے بغیر کسی شرم کے ان سب کے سر پر بمب پھاڑا تھا۔۔ اس کی بات سنتے سب کے چہرے ہی خفت سے سرخ ہوئے تھے۔۔ لعنت ہے تم داعود یوسفر کی بغیرت خانہ خراب ماں باپ اور چچا چچی کے سامنے ایسا بات کرتے تم۔ کو شرم نہیں آتا ہے ناسامنے بڑا بھائی بھی بیٹھا ہے ۔۔ داجی اس کی بات پر خوب تپ گئے تھے۔۔ داجی دے انڈر سٹینڈ ! ۔۔ کوئی بات نہیں ہے آپ شرمائے مت ! ۔۔ داعود

ہنوز بے شرم بنا انہیں تپا رہا تھا۔۔ علیار اس گھامڑ کو کمرے سے نکالوں اور اسے بتا دینا کب کیا کیسے کرنا ہے اور جو بھی تیاری ہے وہ یہ کرلے بعد میں نا بولے کہ ہم نے یہ نا کیا وہ نا کیا اور جب

دارار اٹھے تو اس کو بھی کہنا ہم سے ملنے غائب کرو اس کو ہمارے کمرے سے غائب۔۔ داجی اس کی بے شرمی پر پانی پانی ہوتے بولیں تھے۔۔ نانا داجی یہ آپ کا آرمان ہے آپ بس حکم کریں میری جان میں یوں پورا کرنے کی کوشش کرونگایوں۔۔ داعود نے چٹکی بجاتے کہا تھا جبکہ اس کی باتوں پر سلیمان صاحب نے گھور کر اسے دیکھا تھا جبکہ روقیہ اور سادیہ نے وہاں سے نکلنے میں ہی عافیت سمجھی تھی ان کا بیٹا اتنا بے شرم ہو گا انہیں اندازہ کہاں تھا۔۔ آخر کو آپ میری جان ہے آپ کی یہ خواہش میں پوری کرنے کی ضرور کوشش کرونگا باقی اللہ کی مرضی ہے وہ کب آپ کو مزید بوڑھا کرتا ہے۔۔ داعود نے مسنوعی افسوس سے کہا تھا جبکہ علیار کے لیے اپنی ہنسی دبانا مشکل ہو گیا تھا۔۔ علیار نکالوں اس کو ہمارے کمرے سے ابھی کے ابھی۔۔ واجی اس کی باتوں پر لال بھبھوکا ہوتے بولیں تھے۔۔ مگر داجی بے بی ایک بار میری بات تو سن لیں میں نے آپ کو دھوکا نہیں دیا یہ تو بس میری بیوی جو ہے نا آپ سے ذرا زیادہ پیاری ہے مگر میں پیار زیادہ آپ سے ہی کرتا ہوں۔۔ داعود !۔۔ داعود نے مزید تنگ
کرنے لگا تھا جب علیار نے اسے تنبھی انداز میں پکارا تھا کیونکہ۔ان دونوں کے باپ بھی سامنے موجود تھے جو حیرت سدے اور غصہ
تینوں لیے اسے گھور رہے تھے خامخا اسے ایک آدھ کچھ پڑ جاتا تو شادی کے بعد باپ سے مار کھانے پر اس کی سنگین بے عزتی ہو جانی تھی۔۔ جا رہا ہوں جا رہا ہوں مگر داجی مائے لو میں جلد ہی آپ سے ملنے آوگا اور آپ کو اپنے ساتھ ڈیٹ پر لے کر جاو گا۔۔ داعود انہیں مزید چھیڑتا کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔ کیا خیال ہے ولیمہ کی تاریخ

پرسوں کی ٹھیک ہے ؟ !۔۔ اس کے جانے کے بعد داجی ان تینوں کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگے کیونکہ علیار کے علاوہ سب کا ولیمہ باقی تھا نا دارار کو اس بات کا ہوش تھا نا علیان کو سب اتنی اہم بات کو بھول کر بیٹھے تھے اور باپ کے عہدے پر فائض ہونے والے تھے۔۔ داجی میرا خیال ہے آپ ان سب سے پوچھ لیجیئے گا کیونکہ انہیں تو یاد بھی

نہیں ہوگا کی ان کا ولیمہ باقی ہے نا ہی ان کی بیویوں نے ان سے گلا کیا ہوگا ورنہ اب تک کر چکے ہوتے مگر فل وقت ہم داعود کا اور داور

ولیمہ رکھے تو اچھا ہوگا۔۔ علیار ان کی بات پر اپنی رائے دیتے ہوئے بولا تھا کیونکہ دارار کی شادی کو ٹائم ہوگیا تھا اور علیان کی طرف سے سب ہی مائسا کی کنڈیشن سے واقف تھے تو ایسے میں ان کا ولیمہ کچھ غیر مناسب سا لگتا ہاں مگر اگر وہ لوگ کروانا چاہے تو کروالیں۔۔ علیار نے اپنی رائے دی تھی داجی اس کی بات پر ہاں میں سر ہلاتے خاموش ہو گئے تھے۔ آہستہ آہستہ صحیح مگر چیزیں اپنے ڈگر میں لوٹ رہی تھی ہر کوئی نارمل ہونے کی کوشش کر رہا تھا مگر داجی نے اب تک روداب سے کوئی بھی بات نہیں کی تھی نا ہی سلیمان خان اور

روقیہ کی بات ہوئی تھی وہ لوگ دارار اور زرتاشہ کی واپسی سے پہلے داعود کے ساتھ شہر میں تھے اور جب سے واپس آئے تھے سب ہی مصروف تھے۔۔ داور ملازمہ کے جانے کے بعد باغور اسے دیکھنے لگا جو ابھی واپس آتے اسی کونے میں خاموشی سے کھڑی تھی۔۔ اس کی نظریں خود پر محسوس کرتے وہ وہاں سے جانے لگی تھی جب داور اپنی

جگہ سے کھڑا ہوتا اس کی کوشش ناکام بنا گیا تھا۔۔ کیا تم بھی وہی چاہتی ہو جو سب چاہتے ہیں؟ !۔۔ داور اس کی روئی روئی سو جھی آنکھوں کو دیکھتے پوچھنے لگا تھا۔۔ جس پر منشا خاموشی سے سر جھکا گئی لگا تھی۔ کچھ پوچھا بتاو تم کیا چاہتی ہو ؟ !۔۔ اور اس کا چہرہ اوپر کیا تھا۔۔ میں وہ ! ۔۔ لالا منشا باجی کو داجی بلا رہے ہیں !۔۔ ابھی وہ کوئی جواب دیتی جب ملازمہ دوبارہ تیزی سے دروازہ پیٹ گئی تھی۔۔ داور نے غصہ سے دروازے کو گھورا تھا جبکہ منشا اسے اچانک ہی یوں غصہ میں آتا دیکھ کر سائڈ سے نکل گئی تھی کیونکہ دروازے پر اب بھی ملازمہ موجود تھی۔۔ کہاں جا رہی ہو میری بات کا جواب تو دو ؟ !۔۔

اسے سائڈ سے نکلتا دیکھ کر داور نے اس کا راستہ روکا تھا۔۔ داجی بلا رہیں ہیں !۔۔ منشا نے اسے جانے کا جواز بتایا۔ اور وہ تمہارے داجی میری وجہ سے ہیں تو پہلے مجھے بتاو پھر جاو !۔۔ داور نے بھی اسے جانے نہیں دیا تھا۔۔ وہ آپ۔۔ دیکھو لڑکی یہ وہ نہیں کرو صاف صاف جواب دو !۔۔ داور اس کی یہ وہ سے تنگ آتا غصہ سے بولا تھا۔۔ مجھے نہیں پتا مجھے جانا ہے۔۔ منشا اسے دھکا دیتی تیزی سے وہاں سے بھاگی تھی اب وہ اس طرح غصہ سے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھتا پوچھ رہا تھا تو وہ کیا ہی کہتی اسے وہاں سے بھاگنے میں ہی اپنی عافیت لگی ۔۔ آرے ! !۔۔ داور پیچھے سے اسے پکارتا ہی رہ گیا مگر وہ چلی گئی۔۔ حد ہے اس لڑکی کی ٹھیک ہے بھاڑ میں جائے جہاں کروانا ہے کروائے داجی اس کی شادی مجھے کیا ہے جب اسے ہی نہیں پڑی ابھی منہ لٹکا کر تو ایسے گھوم رہی تھی جیسے کتنی محبت ہو اسے مجھ سے اور ابھی ابھی داجی

کے بلانے کا سنتے ہی بھاگ گئی یقینا یہ اس رشتے کے بارے میں ہی بات کر رہے ہونگے --
ہمت کیسے ہوئی اس
لڑکی کی کسی اور سے شادی کا سوچنے کا بھی میں بھی دیکھتا ہوں کیسے جاتی ہے یہ رشتے والوں کے
سامنے اور کون کرتا ہے میری بیوی سے شادی میری بیوی سے ---- لالا صبح سے دیکھ رہا ہوں
آپ یہاں
نیچے ہے یہ دونوں بھی یہی ہے کیا بھابھی نے آپ کو کمرے سے
نکال دیا ہے -- داور جو منہ پھلا کر صبح سے نیچے ہی بیٹھا یہ سوچ کہ
منشا داجی کے ساتھ ہے پورے گھر میں گھما گھمی مچی ہوئی تھی شاید
تیاری چل رہی تھی اور وہ بہت اچھے سے سمجھ رہا تھا کس چیز کی تیاری چل رہی ہے -- میری
زار مجھے کیوں نکالے گی کمرے سے ہم ؟ ! -- اللہ کا شکر ہے میری بیوی خاصی معصوم ہے ! --
علیار نے اپنے بیٹوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے کہا تھا -- تو پھر آپ یہاں کیوں بیٹھے ہو ! -- داور کو
اس کے بیٹھنے کی وجہ سمجھ نا آئی -- میرے بیٹھنے کی دو وجہ ہے ایک تو میرے کمرے پر خواتین کا
قبضہ ہے وہ سب مل
کر منشا کو تیار کر رہی ہے شام میں گیسٹ آتے ہیں اور کل انگیجمنٹ کی بھی تیاری کرنی ہے تو
ایوینٹ مینیجر سے ملنا ہے وہ لوگ بس آتے ہی ہونگے -- علیار نے اس کے سر پر بمب پھاڑا
تھا -- داور نے تحریر

زدہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔ وہ سیدے کے زیر اثر اسے دیکھ رہا تھا۔۔ کیا ان لوگوں نے اس کی بیوی کو کسی اور کے لیے تیار کرنا بھی شروع کر دیا تھا۔۔ وہ غصہ سے سوچتا علیار کے کمرے کی طرف بڑھا تھا جبکہ اسے یوں غصہ سے جاتا دیکھ کر علیار نے فور ازارا کو میسج کیا تھا۔۔ اس کے کمرے میں ایک الگ ہی ماحول چل رہا تھا۔۔ وہ کمرے کے باہر کھڑا ہوتا انتظار کرنے لگا مگر اندر سے ایک بھی آواز باہر نہیں آرہی تھی۔۔ آرے لالا آپ ؟ !۔۔ آپ یہاں باہر کیا کر رہے پر دروازہ بند کیا تھا۔۔ باہر لالا تاک لگائے کھڑے ہیں ۔۔ دعا نے اندر۔۔ داخل ہوتے ان سب سے کہا تھا۔۔ دیکھ لو منشا بے بی آج آپ کی نیا پار ہو کر رہے۔۔ زرتاشہ نے لیز کھاتے اس سے کہا تھا۔۔ بھا بھی وہ۔

لالا میرا مطلب ہے آپ۔۔ ہم میرے سائیں آگے بولوں۔۔ تاشہ منشا کو اٹک کر کچھ کہنے پر آسانی کر گئی تھی۔۔ جی جی وہ آپ کو ایسے ہی بلاتے ہیں؟ !۔۔ منشا نے اسے دیکھتے تجسس سے پوچھا تھا۔۔ کیسے بلاتے ہیں بچہ کر کے کوئی نا میری جان تم فکر نا کرو یہ سارے بھائی اپنی اپنی بیوں کو کسی نا کسی نام سے بلاتے ہی ہیں تمہیں بھی بہت جلد یہ خطاب مل جائے گا میری جان فکر نکو کری۔۔ زرتاشہ نے اپنے انداز میں اسے بتایا تھا جبکہ اسکی باتوں پر ان تینوں نے اسے سدے سے دیکھا تھا۔ کیا ہو گیا ہے آپ سب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں کچھ غلط کہہ دیا کیا علیار لالا آپ کو زار کہہ کر نہیں پکارتے اور مائسا تمہیں علیان لالا کدو کی ماما اور تم تمہارے تو روشی میر جان کی گردان مجھ سے چھپی نہیں ہے اور بھا بھی محترمہ آپ آپ کی تو کیا ہی بات آہلیہ۔۔ ان سب کے نام ہے بس میرا تھوڑا ماڈرن ہے نا

میری طرح ہٹ کر۔۔ زرتاشہ نے اپنے جھمکے جھٹکتے کہا تھا جبکہ اس کی بات پر سب کے چہرے شدت سے سرخ پڑے تھے۔۔ بس کردیں بھابھیاں لالا یہاں نہیں ہے جو وہ میلٹ ہونگے۔۔ فل حال میں ہی

ہوں اور میں آپ لوگوں کو دیکھ کر کیوں میلٹ میرے پاس زیادہ اچھا نہیں ہے۔۔ زرتاشہ نے ان لوگوں کے شرمانے پر شانے بی نیازی برتے کہا تھا۔۔ چلو بھی منشا تم میرے بتائے پلین پر عمل کرتے اپنے روم کا رخ کرو اور ہم ذرا ان مہمانوں سے نبٹے۔۔ زرتاشہ نے ہاتھ جھاڑتے باہر کا رخ کیا تھا۔۔ آرے داور لالا آپ یہاں کیوں باہر کیا کھڑے ہیں؟!۔۔ زرتاشہ زارا کے کمرے کے باہر اسے کھڑا دیکھ کر پوچھنے لگی وہ جو کب سے دعا یا منشا کے باہر آنے کا منتظر تھا زرتاشہ کو وہاں دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔۔ وہ۔ وہ بھابھی میں منشا کو بلانے آیا تھا۔۔ داور نے ادھر ادھر دیکھتے جواب دیا تھا۔۔ آو اچھا مگر وہ تو اپنے ہونے والے ان سے ملنے کے لیے تیار ہو رہی ہے پر اپر تیار پتا نہیں آپ نے بیچاری کے ساتھ اچھا نہیں کیا ہے ذرا جو اس کا خیال رکھا ہو بیچاری کی حالت اتنی خراب تھی کیا آپ کنگلے ہو گئے تھے جو ایک بار

بھی اسے کسی اچھے سے سیلون ٹریٹمنٹ کے لیے نہیں لے جا سکتے تھے۔۔ ویسے آپ نے ناسب بھائیوں کی ناک کٹوادی ہے اگر سائیں مجھے ایسے سیلون جانے کے پیسے نا دیتے تو میں ان کے بال نوچ لیتی اور

انہیں گنجا کر کے ان بالوں کو بیچتی پھر سیلون جاتی مگر جاتی ضرور آپ جنتی بیوی ملی ہے۔۔ زرتاشہ نے اسے مسنوعی افسوس سے کہا خوف سے جھر جھری لی تھی۔۔ بھابھی تو ریان لالا سے بھی

خطرناک ہے اب پتا چلا یہ دونوں بھائی بہن ایک جیسے ہی ہیں بس بھابھی کا ٹارگیٹ میرے لالا ہے جبھی تو ریان لالا لالا کو کچھ کہتے نہیں ہے

اپنی بہن پر انہیں یقین ہو گا ایک ایک بال نوچ لے گی وہ ۔۔ داور ہراسہ ہوتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا زرتاشہ کی باتوں نے اسے تھا جبکہ اس کی بات پر داور نے دھلتے اسے دیکھا تھا ۔۔ بھابھی جب آپ نے بال ہی بیچنے ہے تو نوچے بغیر بھی تو بیچ سکتی ہیں صرف گنجا کر دیں نوچنے کی کیا ضرورت ہے ۔۔ اسے اپنے بھائی کے ساتھ اس قدر ظلم اچھا نا لگا ۔۔ نوچنے کی اس لیے ضرورت ہے کیونکہ بال خریدنے والے نے کہاں کے کنگی کے ٹوٹے ہوئے بال بیچ لو تین ہزار روپے

کلو بال بیچ لو تو توڑنے پڑے گیں نا بال اور اللہ کے کرم سے میرے سائیں کے تو اتنے اچھے پیارے بال ہے دو تین کلو تو ہو ہی جائے گیں اور اگر نا ہوئے تو کوئی بات نہیں جتنے ہونگے میں اتنے میں ہی گزارا کر لونگی ۔۔ عام سے لہجے میں کہتی وہاں سے چل دی تھی جبکہ دلاور نے سدے سے اپنے بالوں کو ہاتھ لگایا تھا اس نے اچانک ہی بھلا ہی دیا تھا کہ وہ یہاں آیا کیوں تھا وہ اپنے کمرے میں داخل ہوتا پریشانی سے نکلنے لگا تھا جب ہی اس کی نظر بالکنی سے نظر آتے حویلی کے مین گیٹ پر گئی تھی جہاں سے ایک گاڑی اندر داخل ہو رہی تھی اس نے حیرت سے اس گاڑی کو دیکھا تھا نا تو یہ گاڑی حویلی میں سے کسی کی تھی نا ریان کی تو آیا کون ہے ۔۔

وہ سوچتے دوبارہ باہر کی طرف بڑھا تھا اور سیدھا نیچے گیا تھا جہاں بختو جوس لے کر ڈرائنگ روم میں جا رہی تھی۔۔ بختو کون آیا ہے باہر ؟ !۔۔ وہ اس کا راستہ روکتے پوچھ گیا۔۔ وہ لالا لڑکے والے آئے ہیں نا بھابھی میرا مطلب ہے منشا باجی کو دیکھنے سب وہی ہے آپ بھی آجائیں !۔۔ بختو داجی کی بتائی ہوئی بات اس سے کہتے ڈرائنگ روم کی طرف چل دی تھی۔۔ وہ اس کی بات سنتا غصہ میں تن فن کرتا اوپر کی طرف بڑھا تھا باہر والوں کے سامنے تماشہ کرنا اسے ٹھیک نہیں لگا مگر آپنی بیوی کی عقل وہ ضرور ٹھکانے لگانے کا آرادہ رکھتا تھا۔۔ وہ کیسے اس کے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی اور سے شادی کا سوچ سکتی تھی وہ غصہ میں اوپر کی طرف بڑھا تھا۔۔ آو بھائی آرام سے اندر بچے سو رہیں ہے !۔۔ علیان جو مائکسا کو لینے آیا تھا اسے غصہ میں دروازہ کی طرف بڑھتا دیکھ کر ہنکار بھرتے کہتا اس کی طرف بڑھا تھا۔۔ آرام سے کس بات کا اتنا غصہ ہے جو اتنی تیزی سے تو بھابھی کے کمرے کی طرف لپک رہا ہے جانتا ہے نا اندر بچے سو رہے

ہیں۔۔ علیان نے اس کے روبرو ہوتے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا تھا۔ بچے شاید نیچے لالا کے ساتھ نہیں تھے اور میں اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں۔۔ داور نے اسے دیکھتے منہ بگاڑتے کہا تھا۔ ہم ٹھیک ہے تو اسے لے کر نیچے چلا جا داجی بلا رہے مہمانوں سے ملاوانا ہے اور ہاں خود وہاں مت رکنا۔۔ علیان اسے بات کر رہی رہا تھا جب مائسا گیٹ کھولتے باہر آئی تھی آپ لوگ یہاں کیا کر رہے ہے اور داور لالا آپ ؟۔۔ کدو کی ماما ہم تو آپ کو لینے آئے ہیں مگر یہ یہاں کیوں ہے ہمیں کیا پتا اچھا تو ایک کام کر کدو کو سمبھال میں نا زرا اپنی بیوی کا خیال کر لو کو لیٹی ٹائم اسپینٹ کر کے۔۔ کدو جاو میرا بچا چاچو کو کمپنی دو ھی از فیلنگ ویری لونگی !۔۔ علیان نے اس کے کان میں کہتے

آخری جملہ اپنے گود میں موجود آئدہ سے کہا تھا جو اس کے بالوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی

علیان کی بات پر وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے اسے دیکھتے داور کو دیکھنے لگی مگر پھر اس کی گود میں

جانے کے لیے اس کی طرف ہاتھ بڑھائے تھے اور نے نا چاہتے ہوئے بھی اسے تھام لیا تھا

بھائی نا صحیح مگر بھتیجی اسے بہت عزیز تھی ۔۔ چلیں میرے بچوں کی اماں یہ بندہ ناچیز کب سے

تمہاری راہ دیکھ رہا ہے کہ کب یہ حسینہ ہم پر نظر کرم کر دیں !۔۔ علیان نے اس کے سامنے سر کو

خم دیتے کہا تھا جبکہ اس کی بے باک باتوں پر مائسا اس کے

کندھے پر تھپڑ لگاتے آگے کی طرف بڑھی تھی ۔۔ کیا کرتے ہیں

آپ علیان باہر داور لالا بھی تھے اور آئدہ اب بڑی ہو رہی ہے وہ آپ

کی باتیں غور سے سنتی ہے !۔۔ اچھا ہے نا اسے بھی پتا چلے کون سے

اسٹینڈرڈ کا لڑکا ڈھونڈا ہے اس نے اپنے لیے تاکہ مجھے پریشانی نا ہو اور رہی بات اس داور کی تھی

تو اچھا ہے ابھی بھی زلیل نیچے جا کر داجی سے دوٹوک بات کرنے کے بجائے اوپر بیٹھا اس

بیچاری کا انتظار کر رہا

تھا جیسے وہ انکار کرے گی میرا تو دل کر رہا تھا اس کا سر توڑ دوں !۔۔ داور کی حرکت یاد کرتے

علیان نے دانت کچکچاتے کہا تھا ۔۔ ٹھنڈے ٹھنڈے ہو جائے میرے میاں ٹھنڈے اب ہر

کوئی آپ کی طرح تو نہیں ہو گا ملے ہوئے دس منٹ ہوئے نہیں کہ فٹافٹ نکاح کر لیا اور بچی کو

بھی گود لے لیا سب کو سب کچھ کرنے میں ٹائم لگتا ہے ۔۔

ماکسا نے اس کے کندھے سہلاتے کہا تھا جبکہ اس کی گود لینے والی بات پر علیان نے غصہ سے اسے دیکھا تھا۔۔ مائسا آج کہہ دیا آئندہ نا کہنا کدو صرف اور صرف میری اولاد ہے اس کا ماضی اس کا اکلوتا باپ میں ہی ہوں اور میں کسی کو اجازت نہیں دونگا کہ کوئی میری بیٹی کو اڈوپیٹڈ کہے تم بھی نہیں ۔۔ تم کیوں بھول جاتی ہو مجھے نہیں پسند لوگ میری بیٹی کو اپنی باتوں کا حصہ بنائے یہ مجھے برداشت نہیں یا اس سے متعلق کوئی بات کریں اس پورے گاوں اور میرے ارد گرد موجود لوگوں کو یہی پتا ہے کہ آندہ تمہاری اور میری بیٹی ہے اور

حقیقت اب یہی ہے جس بات کو میں نے دفنا کر اس کی ہڈیاں گلا دیں ہے اسے نا ہی کھولا جائے تو بہتر ہو گا مزاق میں بھی نہیں ۔۔ علیان کی ساری خوشگواری غائب ہوئی تھی وہ ہمیشہ سے ہی آدہ کو

لے کر حساس تھا مگر اب وہ مائسا کو بھی اس معاملے میں ڈھیل نہیں دیتا تھا ۔۔ میں اپنی بیٹی کو کسی کی بھی باتوں کی وجہ سے پریشان نہیں دیکھ سکتا اب چاہے وہ تم کیوں ہی نا ہو اور یہ بات جتنی جلدی تم اپنے ذہن میں بیٹھا لو گی اتنا ہی تمہارے لیے اچھا ہو گا۔ علیان عام مگر برفیلے لہجے میں کہتا وہاں رکا نہیں تھا جبکہ وہ اسے پکارتے رہ گئی تھی ۔۔ وہ تیزی سے ریلنگ کے ساتھ موجود بالکنی کی طرف بڑھا تھا جہاں سے اسے داور اور آندہ کی آوازیں آرہی تھی وہ شاید منشا کی وجہ سے اسے نیچے لے جانے کے بجائے یہاں اس کے کمرے کے ساتھ

ہی کھلا رہا تھا۔ کدو ! ۔۔ بابا کا بچا آجاو ! ۔۔ وہ قریب جاتے اسے

پکار گیا تھا جو داور کی گود میں بیٹھ کر چاکلیٹ کے ساتھ انصاف

کرتے نا صرف بڑبڑا رہی تھی بلکہ اپنے پورے منہ کو بھی خراب کر

چکی تھی۔۔ ب۔ بابایہ !۔۔ وہ علیان کی آواز سنتے اسے اپنے ہاتھ اور چاکلیٹ دیکھانے لگی۔۔

جس پر علیان نفی میں سر ہلاتے اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ چومتا انہیں فٹافٹ صاف کر گیا

تھا۔۔ چلو بابا کی کوئن کو بابا خود سے کھلائیں گیں چاکلیٹ نیچے گھمائیں گے بھی

ٹھیک ہے چلو میر ایچا !۔۔ وہ اسے داور کی گود سے لیتا نیچے کی طرف جانے لگا تھا مگر پھر رک

گیا۔۔ اور اگر تجھے واقعی اس لڑکی کے ساتھ ازکم اسے یہ محسوس تو ہو کہ اس کا محافظ موجود ہے وہ

بے یار ومدد

کار نہیں۔۔ کوئی بیوی اپنے شوہر کو چھوڑ کر کسی دوسرے آدمی سے

شادی نہیں کرتی اور نا اس کا تصور کرتی ہے آج اگر وہ اپنے دل پر

پھتر رکھتے نیچے چلی گی کسی غیر آدمی کے سامنے چلی گئی تو بھول جانا

کہ تمہاری یا تمہاری محبت کی کوئی گنجائش بچے گی۔۔ علیان اسے لیتا

رہنا ہے تو وقت ہاتھ سے جانے سے پہلے کچھ کرو کیونکہ باقی ساری باتیں ایک طرف ہے اگر تم

اسی طرح چلتے رہے کہ ابھی نہیں ابھی نہیں تو وہ پھر تمہاری بیوی نہیں رہے گی کیونکہ ایک شوہر

کچھ بھی ہو بزدل نا ہو جب تم اس کے حق کے لیے اور اپنے اس پر حق کے لیے نہیں بول سکتے تو

پھر فائدہ تمہارے جیسے شوہر کا۔۔ تم اس کا تحفظ ہو کم ازکم اسے یہ محسوس تو ہو کہ اس کا محافظ

موجود ہے وہ بے یار ومدد

کار نہیں۔۔ کوئی بیوی اپنے شوہر کو چھوڑ کر کسی دوسرے آدمی سے

شادی نہیں کرتی اور نا اس کا تصور کرتی ہے آج اگر وہ اپنے دل پر پھتر رکھتے نیچے چلی گی کسی غیر آدمی کے سامنے چلی گئی تو بھول جانا کہ تمہاری یا تمہاری محبت کی کوئی گنجائش بچے گی۔۔ علیان اسے لیتا رکا نہیں تھا تیزی سے نیچے کی طرف چل دیا تھا جبکہ اس کی بات پر

داور نے غور کیا تھا اور زارا کے کمرے کی طرف بڑھا تھا اب اسے کسی کا لہاظ نہیں تھا ٹھیک تو کہہ رہا تھا علیان اس کے ہوتے ہوئے کیسے کوئی اس کی بیوی کو اس نظر سے دیکھ سکتا ہے کیا اس کی غیرت مرگی ہے اسے تو اسی وقت ادھم مچادینا چاہیے تھا جب زرتاشہ نے مطالبہ رکھا تھا وہ کہہ سکتا تھا نا کہ وہ لوگ اپنے رشتے پر کام کریں گیں یا وہ اس سے محبت کرتا ہے اور وہی اس کی بیوی ہے اس کے علاوہ وہ کسی اور کو یہ مقام دینے کا نہیں سوچ سکتا مگر اس نے نہیں کہا اس کا ایک واضع انکار ان سب کے بڑھتے قدم کو روک دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا اس نے سب کو یہ سوچنے کا موقع دیا کہ اس کا اور منشا کا رشتہ اس قدر کمزور ہے کہ کسی تیسرے کی گنجائش ہے اگر وہ یہ موقع نا دیتا تو آج اس مقام پر نا کھڑا ہوتا۔۔ داور نے آنکھیں بیچتے اپنی ہی حرکتوں کے بارے میں سوچا تھا۔۔ بھاڑ میں جائے سب کچھ میں بیوی ہے دیکھتا ہوں کوئی اور کیسے دیکھتا ہے آنکھیں نکال لونگا میں ان لوگوں کی۔۔ وہ غصہ سے سوچتا نیچے کی طرف بڑھا تھا۔۔ لگ رہا ہے

آرہا ہے آرہا ہے دانش خان شروع ہو جاو کوئی کثر نہیں رہنی چاہیے اس کام یں ۔ علیار نے اپنے جونیئر آفسر سے کہا تھا ۔۔ دراصل دانش خان ٹرینگ کے دوران اس کے ساتھ تھا بلکہ اس کا جونیئر اور ایک بہت اچھا دوست بھی تھا اسے اور اس کے گھر والوں کو ریان بھی بہت اچھے سے جانتا تھا کیونکہ ان سب کی آپس میں سلام دعا تھی زرتاشہ نے دانش خان کی والدہ اور والد سے بات کرتے ان سے یہ

مدد مانگی تھی اور علیار نے دانش خان سے بات کی تھی تو وہ لوگ خوش دلی سے ان کی مدد کرنے کو تیار تھے اس وقت بھی لوگ

صرف داور کو تنگ کرنے اسے اسکی حرکت کا احساس دلاتے ایک

نارمل سی گیٹ توگیدڑ کے لیے آئے تھے ساتھ دانش خان کی بیوی بھی موجود تھی ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا تھا ان کی شادی کو ۔۔ بھابھی آپ اس قدر ڈری ہوئی کیوں لگ رہی ہے بے فکر رہیے آپ کے شوہر کو دیکھنے کوئی نیچے نہیں آنا والا کیونکہ وہ نکلے گی تو آئے گی نا تو نا اس پر تو ہمارے لالا نے گر کے جیسے پہرے بٹھائے ہوئے ہیں ۔۔ رے لالا نے کر کے جیسے ؟

زرتاشہ نے زنان خانے میں موجود دانش خان کی بیوی کو پریشانی

سے بار بار ڈرائنگ روم کی طرف دیکھتا پا کر کہا تھا جبکہ اس کی بات پر دانش خان کی بیوی نے پریشانی اور آداسی دونوں سے اسے دیکھا تھا ۔۔ بیٹا کچھ بھی نہیں ہو گا یہ بس ایک ۔ نارمل سا گیٹ توگیدر ما ہے تم اتنا پریشان کیوں ہو رہی ہو ہم ہے نا ۔۔ دانش خان کی والدہ اپنی بہو کی پریشانی سمجھتے اسے تسلی دیتے بولی تھی ۔۔ مگر مورے وہ ! ۔۔ ابھی وہ کچھ کہتی جب داور تیزی

سے نیچے آیا تھا اور سیدھا ڈرائنگ روم کی طرف بڑھا تھا۔۔ اسلام و علیکم آپ سب ؟ ۔۔ داور نے سب کو مشترقہ سلام کرتے دانش خان کی طرف دیکھتے اس سے سوال کیا تھا۔۔ میں یہاں اپنی شادی ۔۔یہ شادی نہیں ہو سکتی ! ۔۔ وہ

دانش خان کی بات سنتے اس کی بات بیچ میں ہی کاٹتا بے رنک لہجے

میں بولا تھا جبکہ اس کی بات پر جہاں زرتاشہ نے زنان خانے میں اپنی ہنسی دباتے تھی وہی راجی نے اسے داد دینے والی نظروں سے دیکھا تھا۔۔ اور بر خردار ہم پوچھ سکتے ہیں کہ کیوں نہیں ہو سکتی یہ شادی ۔۔ داجی نے اس سے دانت کچکچاتے پوچھا تھا جیسے یہ جملہ صبحکہنا چاہیے تھا تو موصوف اب پھونٹ رہے تھے۔۔ کیونکہ آپ جس

لڑکی کا رشتہ کروا رہے ہیں وہ میری بیوی ہے میری میں شادی کر کے لے کر آیا ہوں اسے میرے نکاح میں ہے اور میرے جیتے جی تو یہ نہیں ہو سکتا اور نا ہی اپنے مرنے کے بعد میں ایسا ہونے دونگا وہ میری بیوی ہے صرف میری اور ہمیشہ رہے گی اب سب سے ' معذرت خواہ ہوں میری غلط فہمی کی وجہ سے داجی نے آپ لوگوں کو سے میں یہاں بلا لیا انہیں اس بات کا علم نہیں تھا اپنی غلطی کی معافی مانگتا ہوں آپ سب ناشتہ کر کے جائے گا بختو مہمانوں کی خاطر مدارت کرو۔۔ داور اپنی بات کہتا وہاں رکا نہیں تھا کیونکہ داجی سمید سب ہی اسے غصہ سے گھور رہے تھے۔۔ ابھی وہ اندر کی طرف بڑھا ہی تھا جب سیڑھی سے اسے منشا اترتی نظر آئی تھی اس کے ساتھ بختو بھی تھی پہلے پہل تو وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا بے بی بلیوں کلر کے ہلکے ایمبرائڈری والے سوٹ پہنے اپنے بالوں کو کھلا چھوڑے سر پر ڈوپٹا لیے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی واقعی ان سب نے مل کر

اس کا حلیا بدل دیا تھا آج اتنے دنوں بعد اسے یہ وہی منشا لگی جسے اس نے پہلی دفع دیکھا تھا۔۔
کہاں لے کر جارہی ہو تم اسے ؟ ! ۔۔ داور ان کا راستہ
روکے پوچھنے لگا تھا جبکہ زرتاشہ نے چپکے سے موبائل نکالتے اسے ریکارڈ کیا تھا۔۔ وہ دراجی نے
بلایا تھا لڑکے والے آگئے ہے نا وہی لے کر جارہی ہوں !۔۔ بختو نے پریشانی سے کبھی اسے تو
کبھی پیچھے کھڑی زرتاشہ کو دیکھ رہی تھی۔۔ وہ بختو کی بات پر کھسیا کر اسے دیکھتا اچانک ہی منشا کو
بانہوں میں بھر گیا تھا۔۔ زرتاشہ سمید سب نے ہی
تحریر زدہ نظروں سے اسے دیکھا تھا منشا صدمے سے اسے دیکھ رہی
تھی۔۔ چلیں بھی یہ کام بھی ہو گیا مورے آپ کا آخری بیٹا بھی راہ
راست پر آچکا ہے۔۔ زرتاشہ نے اعلانیاں انداز میں کہتے اپنی جگہ
سمبھالی تھی۔۔ وہ اسے لیٹا سیدھا اپنے کمرے کی طرف گیا تھا اور
اسے بیڈ پر بھیجتے خود گیٹ لاک کرتا اس کی طرف موڑا تھا۔۔ کس کے لیے تیار ہوئی ہو اتنا؟ !
۔۔ وہ اس پر جھکتے گھمبیر لہجے میں پوچھ گیا تھا جبکہ اس کے اچانک اتنے قریب آنے پر منشا نے
سہمی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔ کچھ پوچھا ہے لڑکی میں نے تم سے کس کے لیے اتنا تیار
ہو کر نیچے گئی تھی تم میرے لیے تو کبھی تم اس قدر تیار نہیں ہوئی تیار ہونا دور کی بات ہے تم تو دو
منٹ میرے ساتھ بیٹھتے ہی بھاگنے لگتی ہو ہم کس کے لیے ہوئی تھی۔۔ داور اچانک ہی غصہ
سے دھاڑا تھا اس کی دھاڑ پر منشا نے سمجتے آنکھیں بیچی تھی اس کی دھاڑا اتنی تیز تھی کہ اس کی دھاڑ
کی وجہ سے منشا کے آنکھ میں آنسوں

ابھر آئے تھے وہ جی جان سے لرزی تھی۔۔د۔ دور ہٹیں مجھ سے آپ نہیں رہوں گی میں آپ

کے ساتھ ہمیشہ سے یہی کرتے آئے آپ میرے ساتھ بیوی ہونا آپ کی میرے لیے ہی آیا ہے

نیچے رشتہ صبح سے تیاری ہو رہی ہے کیوں نہیں روکا آپ نے ہاں مجھ پر کیوں غصہ کر رہے میں

نے بلایا ہے انہیں یا میں نے کہا تھا آپ کی بھابھی کو کہ وہ یہ سب کریں آپ کیوں نہیں کہتے خود

کچھ کیوں نہیں کہا آپ نے ناشتہ کی ٹیبل پر کہ آپ کو میرے ساتھ رہنا ہے ہم

ساتھ اپنے رشتے پر کام کر لیں گیں مگر آپ نے کچھ نہیں کہا اور اب بھی مجھ پر ہی غصہ کر

رہے ہیں آپ میرا کیا قصور ہے ہاں آپ بزدل ہے پہلے آپ نے بجو کے کیے کی سزا مجھے دی لالا

اور بابا نے بھی آپ کا فیصلہ مان لیا آپ نے گزرے ایک مہینے جو بھی راویہ میرے ساتھ برتا میں

نے اس ایک بھی بات کا برا نہیں منایا مگر

جب آپ کے گھر والوں نے آپ سے پوچھا تب تو آپ کہہ سکتے تھے نا مگر آپ تب بھی خاموش

رہے تو اب اس میں میری کیا غلطی ہے کہ

آپ کہ گھر والوں کو میری دوسری شادی کی گئی ہے جب آپ کو مجھ سے واسطہ نہیں ہے تو باقی

سب کا کیوں ہے۔۔ جائیں یہاں سے آپ بلکہ نہیں آپ کیوں جا رہے ہیں یہ آپ کا کمرہ ہے میں

جا رہی ہوں صبح آپ داجی نے مجھ سے پوچھا تھا کہ میں کیا چاہتی ہوں اور آپ سے بھی !۔۔

ہے نا تو میں فیصلہ کر چکی ہوں مجھے خلع چاہیے مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ جو بات بات پر اپنا

غصہ مجھ پر نکالے میں نہیں رہ سکتی ایسے آدمی کے ساتھ آج سے آپ آزاد ہے بیٹے مجھ پر سے۔۔

منشا نے غصہ سے روتے ہوئے اپنے دل کا سارا غبار نکالتے اس کے کندھے کو دھکا دیتے اسے

خود سے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ کیا کہا ہے تم نے مجھ سے خلع چاہیے مجھ سے ؟۔۔ داور نے لال بھبھوکا آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔ جی خلع ہی چاہیے مجھے کیونکہ آپ کہ اس قسم کے راویہ کے ساتھ رہنے سے بہتر ہے میں طلاق کا دھیالے لوں جب آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے آپ میری

عزت نہیں کر سکتے تو فائدہ ایسے رشتے کا ہٹے یہاں سے ورنہ۔۔ منشا نے غصہ سے کہتے اسے دھکا دیا تھا۔۔ ورنہ کیا ہاں ورنہ کیا۔۔ داور نے اسے دیوار سے پن کرتے پوچھا تھا جبکہ منشا نے اسے نم نظروں سے دیکھا تھا۔۔ کچھ ورنہ کچھ بھی نہیں جیسے ہمیشہ سب کی سنتی آئی ہوں آگے بھی سن لونگی بس اب خوش ہے آپ اوریہ کہہ رہے تھے ناکہ کیوں پہنے لیں اتار لیا پھینک دیا سب کچھ اب خوش آپ کو تو فرست نہیں ہے نا میرے لیے نا میری چیزوں کے لیے تو پھر فائدہ ان چیزوں کا۔۔ منشا نے غصہ سے زرتاشہ کی پہنائی جیولری اتار کر زمین سے زرتاشہ کر پر پھینکی تھی ساتھ اپنے چہرے سے لگڑ لگڑ کر میک صاف کرتے وہ اپنے بال بھی کھینچ کر کھول گئی تھی۔۔ کیا ہو گیا ہے پاگل ہو گئی ہو

کیا؟ !۔۔ اسے خود کے ساتھ اس قدر جاہرانہ طریقے سے پیش آتا دیکھ کر داور نے اسے روکنے چاہا تھا جب وہ اسے اپنے ہاتھ کے اشارے سے روکتے اپناڈوپٹا پھینکے واشروم میں بند ہو گئی تھی۔۔ داور حق دک سا اسے اتنا غصہ کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا جو اتنی بے دردی سے سب کچھ نوچ کر پھینک کر گئی تھی۔۔۔

وہ شاور کیبن کے نیچے بیٹھتے زار و قطار رو دی تھی اسے نہیں معلوم تھا کہ زندگی اسے اس مقام پر بھی لے کر آئے گی زرتاشہ کی باتوں نے اسے حوصلہ دیا تھا کی شاید ان سب کے بعد داور کا راویہ ٹھیک ہو جائے گا مگر اس کے اس قدر جاہرانہ رد عمل نے اسے اندر سے توڑ کر رکھ دیا تھا وہ چاہ کر بھی نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ کیا محسوس کر رہی ہے

کیونکہ نا وہ اپنے جذبات سمجھ رہا تھا نا ہی اس کے۔۔ منشا نے اپنے گھٹنے پر سر ٹکایا تھا اتنی بے بسی تو اسے کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی جتنی اب ہو رہی تھی۔۔ وہ نا جانے کب تک یونہی شاور کیبن کے اندر بیٹھی رہی اسے خود بھی اندازہ نا ہوا وہ بس اپنی زندگی میں ہوئی تمام چیزوں کو سوچتے خود کو عزیت دے رہی تھی کیونکہ یہ ساری چیزیں کسی بری یاد کی طرح اس کے ساتھ ناگ بن کر چپکی ہوئی تھی جو وقتا فوقتا اسے ڈستی رہتی تھی۔۔ داور قافی دیر باہر بیٹھے اس کا انتظار کرتا رہا مگر اندر سے سب کچھ سائونڈ پروف ہونے کی وجہ سے اتنی آواز نہیں آرہی تھی یوں تو گیٹ لاک نہیں تھا مگر اسے اندر جانا ٹھیک نہیں لگا وہ پہلے ہی اتنے غصہ میں اندر گئی تھی اس کی بالی پر بھی خون موجود تھا یقینا یہ خون اس کے کان سے ہی نکلا ہوگا۔۔ وہ سوچتے کو دہی پریشان ہوا تھا ہمیشہ کی طرح اس نے غلط رد عمل دیتے خود کو مزید عزیت دینے کے ساتھ ساتھ اسے بھی تکلیف دی تھی اور اب سر پکڑے بیٹھا تھا کہ کیا کرے کیونکہ جس قدر ناراض ہو کر وہ گئی تھی اس سے ایک بات تو پکی تھی کہ وہ اب اس کی کوئی بات نہیں سنے گی۔۔ داور نے پریشانی سے سوچا تھا جب اس کے کمرے کا دروازہ بجا تھا۔۔ کون۔۔ وہ اس کی بالی اپنے جیب میں ڈالتے دروازے کی سمت بڑھا تھا۔۔ لالا دارار لالا آپ کو بلا رہے ہیں اپنے

کمرے میں !۔۔ بختو اسے دارار آپیغام دیتی وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ وہ بھی کمرے کا دروازہ بند کرتا اس کے پیچھے ہی چل دیا تھا۔۔ جی لالا آپ نے بلایا ؟ !۔۔ داور اسے کمرے میں اکیلا دیکھتے اندر صوفے پر بیٹھتا پوچھنے لگا تھا جبکہ دارار نے باغور اسے دیکھا تھا۔۔ تمہیں پتا ہے اور ہماری حویلی کے تمام کمرے ویسے تو سائونڈ پروف ہے مگر اگر گیٹ کھلا ہو تو تو آواز صاف باہر جاتی ہے !۔۔ دارار نے اس سے تصدیق کرنی چاہی تھی۔۔ جی جی لالا مجھے پتا ہے اس بات کا مگر ابھی اس بات کا مطلب ؟ !۔۔ داور کو اس کی اس بات کا تک سمجھ نا آیا۔۔ کیا جب تم منشا پر شیخ رہے تھے تو بالکنی کا گیٹ بند تھا؟ ۔۔ دارار نے اس سے سوال کیا تھا جبکہ اس لیے سوال پر داور کا چہرہ سفید پڑا تھا وہ تو اس بات کا دیہان کرنا ہی بھول گیا تھا اور جاتے ساتھ ہی اس پر برس پڑا تھا۔۔ میں نے تمہارے اپارٹمنٹ کے ریسپشن میں کال کیا تھا اسٹاف نے بتایا کہ تمہارے فلور پر تم کسی اور کو رہنے نہیں دیتے اور اسٹاف کو ایک دو بار تمہارے بہت تیز بولنے اور چیخنے کی آواز آئی ہے اس بارے میں کیا کہو گے۔۔ دارار نے غصہ سے اسے دیکھا تھا۔۔ یہ

سب کرتے آئے ہو تم اس کے ساتھ اتنی بری طرح شیخ رہے تھے تم اس پر کہ یہاں میرے بیڈ تک آرام سے آواز آرہی تھی جاو بالکنی سے جا کر نیچے جھانکوں اس وقت کتنے مرد ملازم موجود ہے باہر ان کو بھی تمہاری آواز باآسانی جارہی ہوگی کیا خوب تماشہ لگایا ہے نا تم نے اپنی بیوی کی عزت کا ہم میری غلطی سے بھی تم نے کچھ نہیں سیکھا ہاں۔۔

دارار غصہ سے پھنکارتے ہوئے بولا تھا اپنے ہی گھر پر تین تین مردوں کو سفر کرتا دیکھنے کے باوجود اگر وہ اس قسم کی بے قوفی کر رہا

تھا تو واقعی اس کے ساتھ کوئی مسئلہ تھا جس کا علاج بھی دارار کو با خوبی معلوم تھا۔۔ لالا وہ میں غصہ میں آگیا تھا اس لیے ورنہ میں منشا پر غصہ نہیں کرتا ہوں !۔۔ داور نے اپنی سفائی دینی چاہی تھی۔۔ وہ میں دیکھ چکا ہوں کہ تم کتنا اس پر غصہ کرتے ہو اور کتا نہیں۔۔ یہ آخری موقع ہے اور اگر تم اسے خوش نہیں رکھ سکتے تو چھوڑ دو تاکہ و

ہ خوشیوں بھری نا سیج سکون بھری زندگی تو گزار سکے۔۔ دارار نے اسے دیکھتے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔ جس قسم کا راویہ تمہارا میں نے ابھی سنا ہے یہ اچھا تو نہیں ہے داور ایسا تو میں نے کبھی کبھی زری کے ساتھ نہیں کیا کیا کبھی تم نے ریان کو دیکھا ہے دعا سے اس لہجے میں بات کرتے جبکہ اس کا غصہ بے حد برا ہے یا علیار کو کہ اس نے بھابھی سے بدتمیزی کی ہو جب ان کے بیچ کچھ ٹھیک نہیں تھا تب بھی وہ بھابھی سے بات نہیں کرتا تھا مگر کبھی ان کے ساتھ بدتمیزی نہیں کی جو تم کر رہے ہو۔۔ یہ پہلی اور آخری بار تھا اب کی بار مجھے ایسا محسوس یا یہ تمہارے راویہ کی بھنک مجھے پڑی تو میں خود داجی سے بات کرونگا اس مسئلہ پر اب جاو یہاں سے اور ہاں زری کو اس بات کا

پتا نا چلے ورنہ تمہارے بال نوچ لے گی۔۔ دارار نے اسے لاسٹ وارنگ دی تھی جبکہ داور خاموشی سے اس کی جھاڑ کو سن رہا تھا۔۔ اب جاو !۔۔ وہ خاموشی سے اس کے کمرے سے نکل گیا تھا۔۔ علیان کیا ہو گیا ہے آپ کیا رات بھر یہی رہے گیں؟ !۔۔ مائسا اسٹڈی میں داخل ہوتے اسے وہاں بیٹھے کام کرتا دیکھ کر پوچھنے لگی۔۔ ہم میں آج رات یہی رکو گا !۔۔ علیان نے اپنی انکھوں سے گلاس ہٹاتے اسے دیکھا تھا۔۔ ہم اگر آپ آج رات یہی روکیں

گیں تو آپ کہ ان دو بچوں کو کون سمبھالے گا؟ !۔۔ مائسا نے اپنے پیچھے چھپی آئدہ کو دیکھایا تھا جو منہ میں فیڈر ڈالے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ میرا کدو کیا کر رہا ہے ؟ !۔۔ علیان فورا جھکتے اسے گود میں اٹھا گیا تھا۔۔ وہ اسے گد گدی کرتا گود میں لیے کھیلنے لگا تھا جب مائسا اس کی دوسری سائڈ آتے اس کا ہاتھ کھولتے اس کی گود میں بیٹھی تھی۔۔ علیان نے آئبر واچکاتے اسے دیکھا تھا ادھر بھی آپ کا ہی بچہ ہے جس کی زمیداری اکیلے میرے کی نہیں ہے آپ کی بھی ہے تو اسے بھی گود میں اٹھائیں اور اس کے کھانے پینے کا بندو بست کریں۔۔ مائسا نے اس کے گلے میں بانہیں ڈالتے لاڈ سے کہا تھا جبکہ اس کی حرکت پر آئدہ نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا۔۔ بابا۔ماما گودی ! ۔۔ آئدہ اپنے دودھ کی بوٹل چھوڑتے مائسا کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔ ہاں جی ماما گودی فل ابھی آپ بابا کی گود میں بیٹھو بعد میں ماما کی گودی میں بیٹھنا۔۔ ماکسا نے پچکارتے ہوئے کہا تھا۔۔ میری بیٹی تمہاری گود

میں نہیں آنا چاہتی تمہیں میری گود سے اترنے کا کہہ رہی ہے۔۔ علیان نے اس کی تصیح کرنا ضروری سمجھا تھا جبکہ مائسا کی ساری خوشی غائب ہوئی تھی اس نے بے یقنی سے علیان کو دیکھا تھا۔۔ اور آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ !۔۔ ماکسا نے ماتھے پر بل ڈالے اس سے پوچھا تھا۔۔ میں ؟ ! میں بھی وہی کہہ رہا ہوں جو میری بیٹی کہہ رہی ہے۔۔ علیان نے بغیر اس کی طرف دیکھے کہا تھا وہ آئدہ کی طرف دیکھنے میں مصروف تھا۔۔ ٹھیک !۔۔ مائسا تیزی سے اس کی گود سے اتر گئی تھی اور بغیر کچھ بولے اسٹڈی سے نکل گئی تھی۔۔ علیان نے حیرانی سے اسے اتنی تیزی سے جاتے دیکھا تھا۔۔ وہ قافی دیر تک آئدہ کو لیے کام کرتا رہا تھا اس بات سے انجان کے مائسا کو اس کی بات کا بر

الگا ہے۔۔ جب تک وہ کمرے میں داخل ہوا تھا آئدہ اس کی گود میں ہی سو چکی تھی وہ چپ چاپ اسے اٹھائے اسے بیڈ کے بیچ میں لیٹا تا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا تھا اسے لگا کہ شاید وہ یہاں ہو گی مگر وہ بھی خالی تھا تو وہ بالکنی کی طرف چلا گیا تھا جہاں وہ فرش پر کمفوٹر پیچھائے بیٹھی تھی۔۔

تم یہاں کیوں بیٹھی ہو ؟ !۔۔ وہ بھی اس کے سامنے ہی ریلنگ سے پشت لگاتے بیٹھ گیا تھا۔۔

کیا آپ کو ایسا لگتا ہے کہ اس بچے کے آجانے کے بعد میں آئدہ کو بھول جاوگی یا اس بچے کو فوقیت دونگی اور اسے نہیں ؟ !۔۔ ماکسا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔ مائسا میں نے ایسے کب کہا ؟ !۔۔ کہا نہیں ہے مگر آج آپ نے مجھے اس بات کا احساس ضرور دلایا ہے کہ آپ کے لیے سب سے پہلے آمدہ ہے میرے لیے بھی ہے مگر میں اسے ہمارے بیچ تو نہیں لاتی وہ ہماری اولاد ہے اور ہمیشہ رہے گی مگر۔۔ رہنے دیں مجھے ابھی کچھ نہیں کہنا !۔۔ مانسا کہتے وہاں سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی تھی مگر آپنی ویٹ کی وجہ سے یہ عمل اس کے لیے تھوڑا مشکل تھا وہ کسی سہارے کے بغیر اٹھ نہیں پاتی تھی علیان نے اسے اٹھانا چاہا تھا جب

وہ خود ہی زور لگا کر اٹھ گئی تھی۔۔ کیا کر رہی ہو تم اس وقت بھی تم اتنی تیزی سے چل کر گئی تھی تم اور ابھی پھر زور لگا کر اٹھی ہو بے بی کو کچھ ہو گیا تو ؟ !۔۔ علیان نے اس کی لاپرواہی پر اسے ڈانٹا تھا جبکہ ماکسا نے نفی میں سر ہلاتے اسے دیکھا تھا۔ نہیں ہونے دونگی میں کچھ ماں ہوں ان کی میری بھی اولاد ہے۔۔ مائسا نے تپ کر کہتے اندر کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔ مائسا میری جان ایسا نہیں ہے ؟ !۔۔ علیان نے اسے روکنا چاہا تھا مگر وہ اسے اپنے ہاتھ کے اشارے سے روکتے بیڈ کی طرف اشارہ کر گئی تھی جہاں آئدہ سو رہی تھی۔۔ وہ خاموشی سے کمفوٹر نکلاتے

سونے لگی تھی۔۔ اسے میری طرف کر دو تمہیں چوٹ لگ جائے گی ایسے۔۔ علیان اسے آمدہ کو اپنے ساتھ سلاتا دیکھ کر بولا تھا جبکہ اس کی بات پر مائسا نے اسے گھورتے ہوئے دیکھا تھا۔۔ سو جائے آپ ہی یہی سو جائے میں جارہی ہوں صوفے پر !۔۔ مائسا غصہ سے کمفوٹر لیتے صوفے کی طرف بڑھی تھی ان کا صوفہ قافی بڑا تھا کہ اس پر آرام سے پیر لمبے کیے جا سکتے تھے۔۔ علیان نے حیرت اور صدمے سے اسے دیکھا تھا پھر کچھ یاد آنے پر باہر کی طرف بڑھ گیا تھا جبکہ اس کے جانے کے بعد مائسا نے غصہ سے دروازے کو دیکھا تھا۔۔ حد ہے مطلب کوئی پڑی ہی نہیں ہے یعنی بیوی بھاڑ میں جائے۔۔ مائسا نے غصہ سے کمفوٹر منہ تک لے لیا تھا۔۔ وہ کچھ دیر بعد ہاتھ میں گرم گرم باول تھامے اندر داخل ہوا تھا جس میں سے دھوا اٹھ رہا تھا۔۔ وہ اس باول کو ٹیبل پر رکھتا اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔۔ میری بچوں کی اماں اٹھو !۔۔ وہ زبردستی اس کے منہ سے کمفوٹر کھینچتے بولا تھا۔۔ نہیں اٹھنا میں نے
جائے جا کر اپنے بچوں کے لیے کوئی اور اماں ڈھونڈ لیں !۔۔ مائکسا نے اسے بغیر لفٹ کرائے ہاتھ جھاڑے تھے۔۔ ہم لگتا ہے بیوی تم بھول گئی ہو کہ میں تمہاری دماغ کی ساری گندگی کیسے نکالتا ہوں قصور تمہارا ہے بھی نہیں دن بھی تو اتنے ہو گئے ہیں۔۔ مائسا اس کی
بات پر خاموش ہوگی تھی۔۔ پہلے تم زرا کھا کر پیٹ پوجا کرو پھر میں
تمہاری صفائی کرتا ہوں ۔۔ علیان نے اس کے سامنے گرم گرم نوڈلز
سے بھرا پیالا رکھا تھا جسے دیکھتے مائسا کے منہ میں پانی تو آیا تھا مگر وہ

منہ پھیر گئی تھی ۔۔ مجھے نہیں کھانا لے جائے اسے یہاں سے ۔۔ وہ اپنے دل پر پھتر رکھتے ناراضگی دیکھاتے بولی تھی ۔۔ کھالو جان کھا کر طاقت بناو تاکہ جب میں تمہاری اس بڑے سے دماغ میں موجود چھوٹی سے گندگی صاف کروں تو آپ تھکے نا ۔۔ علیان نے زبردستی اسے اپنی طرف کھینچتے بول اٹھایا تھا ۔۔ ہاں تو کرلیتے نا کسی عقل مند سے شادی ہم نے تھوڑی کہا تھا کہ ہمارے عشق میں گرفتار

ہوں ! ۔۔ مائسا نے تیزی سے کھاتے اسے طعنہ دیا تھا ۔۔ اب میں نے یہ تو نہیں کہا کہ تم عقل مند نہیں ہو ۔۔ علیان نے اس کے طنز پر

گہری سانس لی تھی ۔۔ رہنے دیں آپ بہت اچھے سے واقف ہوں میں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں اور کیا نہیں ساری باتیں سمجھ آتی ہے آپ کی مجھے آپ کو واقعی لگتا ہے کہ میں آمدہ سے جیلس ہونگی یا اس پر کسی اور کو فوقیت دونگی ؟ ! ۔۔ ماکسا نے پورا باول ختم کرتے اسے ٹیبل پر پٹخنے کے انداز میں رکھتے پوچھا تھا جبکہ اس کے تیز آواز کی وجہ سے علیان نے فورا آمدہ کی طرف دیکھا تھا ۔۔ کیا کر رہی ہو پتا بھی ہے وہ سو رہی ہے ابھی اٹھ جائے گی تو پھر سوئے گی نہیں اور سارا دن روتی رہے گی ۔۔ علیان نے اس کے سامنے سے ساری کھڑ پر کرنے والی چیزیں دور کی تھی کیونکہ ان دونوں اس کا غصہ خاصہ خطرناک تھا ۔۔ مائسا میرا وہ مطلب نہیں تھا میں نہیں چاہتا کہ ہم لوگوں کے بیچ موجود راض کو کوئی اور جانے اور اسے ہمارے خلاف استعمال کرے بس اور تم نے بھابھی والے واقع سے نہیں سیکھا کس طرح وہ ساری باتیں حویلی سے باہر نکلی تھی وہ

مینٹلی کتنا ڈسٹرب ہوئی تھی میں بس آمدہ کو ان سب سے بچانا چاہتا ہوں۔۔ علیان نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔ کب تک علیان کب تک آپ اسے

بچاتے رہے گیں اس دنیا کو اسنے ہی فیس کرنا ہے اور وہ بھی اکیلے یوں ڈر ڈر کر چھپ چھپ کسی سہارے زندگی گزارنے نہیں دونگی میں اسے اسے خود پر اور ہم پر اتنا اعتبار ہونا چاہیے اور یہ تب ہی ہو گا جب آپ اسے یہ اعتبار محسوس کروائے گیں یوں اس سے اتنی بڑی بات چھپا کر اس کا اعتبار توڑنے والی بات ہو گی اگر کل کسی نے اسی بات کو اس کے خلاف ہمارے خلاف استعمال کر لیا تو تب ہم کیا کریں گیں علیان سوچا ہے آپ نے نہیں نا بس مجھ پر غصہ کرنے دو۔۔ ماکسا میں بس نہیں چاہتا کہ ایک لمحے کے لیے بھی اس کے دل میں

یہ شک پیدا ہو گی وہ میری بیٹی نہیں ہے تو بس اس بات کو یہی رہنے دو ہم اسے نہیں بتائے گیں اور نا ہی تمہارے منہ سے میں یہ بات سنو۔۔ علیان نے ہمی انداز میں کہتے بیڈ کا رخ کیا تھا جبکہ مائسا بھی اسکی بات پر خاموش ہو گئی تھی وہ کل رات اسے سبق سیکھانے کا سوچتے خاموشی سے سونے کے لیے لیٹ گئی تھی۔۔ وہ جان کر صوفے میں سوئی تھی کیونکہ یہاں وہ اس سے ناراض ہو کر بیٹھی تھی مگر وہ تو الٹا دوبارہ خود ہی اس سے ناراض ہو گیا تھا۔۔ داور جب

کمرے میں واپس لوٹا تو پورا کمرہ خالی تھا وہ ماتھے پر بل ڈالے واشر قم کی طرف بڑھا تھا مگر وہ وہاں بھی نہیں تھی آج سب تھکے ہوئے ہونے کی وجہ سے جلدی ہی اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے تو وہ نیچے تو نہیں ہو گی وہ یہی سوچتے اسے ڈریسنگ روم میں تلاش کرنے لگا مگر وہ تو خالی تھا وہ نیچے کا رخ کر گیا۔۔ وہ کچن وغیرہ دیکھنے کے بعد اسے کہیں بھی نا پاتے پریشانی سے باہر لان کی طرف

بڑھا تھا کیونکہ صرف ایک وہی جگہ خالی تھی وہ اسے باہر ہی لگی کرسی پر بیٹھی نظر آئی وہ گہری سانس لیتے اپنا اشتعال کم کرتا اس کی طرف بڑھا تھا۔۔ تم

یہاں بیٹھی ہو میں تمہیں پورے گھر میں ڈھونڈ رہا تھا؟!۔۔ داور اس کے پڑوس میں ہی کرسی کھینچ کر بیٹھنے لگا جب وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی اور خاموشی سے اندر کی طرف چل دی تھی۔۔ اس کے جاتے ہی داور نے گہری سانس لی تھی۔ لگتا ہے واقعی میں ناراض ہو گئی ہے جبھی بات بھی سن رہی۔۔ داور نے سر کھجاتے کر سوچتے کمرے کا رخ کیا تھا کچن تک پہنچتے وہ کچھ سوچتا اپنے اور اس کے لیے چائے بناتے اوپر کی طرف بڑھا تھا جب تک وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ سو چکی تھی داور چائے شاید ٹیبل پر رکھتا اس کے ساتھ ہی جگہ بناتے بیٹھ گیا تھا۔۔ منشا!؟۔۔ داور نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے اٹھانا چاہا تھا جب اسے اندازہ ہوا تھا کہ اس کے بدن تپ رہا ہے وہ پریشانی سے اس کے ماتھے اور گردن پر ہاتھ رکھتا اس کا ٹیم پریچر چیک کرنے لگا۔۔ اسے تو واقعی بخار ہو گیا ہے یار۔۔ اب کیا کروں ڈاکٹر کو بلا لیتا ہم۔۔

وہ سوچتے تیزی سے اپنا فون نکلاتے ڈاکٹر کا نمبر ڈائل کرتے اس کی پانی پٹی کرنے لگا جب تک ڈاکٹر آئی تھی تب تک وہ اچھی خاصی دفع اس کی پانی پٹی کر چکا تھا مگر اس سے صرف اس کے سر کا بخار کم ہوا تھا بدن اب بھی اسی طرح گرم تھا۔۔ ڈاکٹر کے آنے کی اطلاع ملتے ہی وہ

تیزی سے نیچے کی طرف بڑھا تھا تا کہ ڈاکٹر کو اوپر لا سکے۔۔ داور

صاحب انہیں سرد گرم کی وجہ سے بخار ہوا ہے شاید انہوں نے بے

احتیاطی کی ہو گی دیکھیں ان کے بال ابھی بھی ہلکے ہلکے نم ہے فل

حال تو یہ بخار صرف دوا سے نہیں جائے گا میں آئی وی بھی لگا رہی ہوں آپ بس اسے احتیاط سے نکال لیجئے گا اور کچھ ہلکہ پھلکا کھلا کر انہیں یہ دوائی دے دینا۔۔ ڈاکٹر منشا کے لیے ڈرپ بناتے اس سے

بولی تھی جبکہ وہ ڈاکٹر کی بات پر سر ہلاتے دوائیوں کی ہدایت لیتا ڈاکٹر کو لیتے نیچے کی طرف بڑھا تھا ۔۔ ابھی وہ غندوگی میں ہیں ڈرپ کا خیال رکھئے گا ۔۔ ڈاکٹر کہتے وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ وہ جلدی جلدی بریڈ اور دودھ لیتا اوپر کی طرف لپکا تھا کمرے میں آکر اس نے سکھ کا سانس لیا تھا وہ خاموشی سے ساری چیزیں سینٹر ٹیبل پر رکھتا دوبارہ تھرمامیٹر لگاتے اس کا بخار چیک کرنے لگا۔۔ وہ بارہاں کبھی اس کی ہتھیلاں سہلاتا کبھی تلوے سہلاتے اس کے جسم کے حرارت کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگا ہوا تھا۔۔ ڈرپ ختم ہونے کے بعد جا کر داور نے دوبارہ اس کے چہرے پر ہاتھ رکھا تھا وہ پسینے میں بھیگ چکی تھی وہ دوبارہ تھرمامیٹر لگاتے اس کا بخار دیکھتے دوائی کی طرف بڑھا تھا۔۔ منشا ! ۔۔ منشا ! ۔۔ وہ اس کے چہرے کو صاف کرتے اسے آہستہ سے ہلاتے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

قافی دیر ہلانے کے بعد جا کر اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھلی تھی۔۔ وہ آنکھیں کھولتے اپنے خشک لبوں پر زبان پھیرتے پہلے اسے دیکھتی پھر ارد گرد دیکھتے دوبارہ کمزوری سے آنکھیں موندنے کی

کوشش کر رہی تھی جب داور اسے ٹوٹ گیا

-----------------_

۔۔ منشا ابھی سونا نہیں ہے پہلے دوائی کھاو اٹھو !۔۔ سو نہیں نا اٹھ کر دوائی کھاو !۔۔ داور نے اسے سونے سے روکنے کی بھرپور کوشش کی تھی ۔۔۔پ۔پانی !۔۔ وہ با مشکل اپنے لبوں کو جمبش دیتے بولی تھی جبکہ اس کے کہنے پر داور جلدی سے ٹیبل کی طرف بڑھا تھا وہ اسے پانی پلاتے جلدی سے سائڈ ٹیبل سے گند صاف کرتے وہاں جگ اور گلاس رکھ گیا تھا۔۔ منشا اٹھو نا تم پہلے کچھ کھاو پھر دوائی بھی کھانی ہے۔۔ داور نے اسے سہارے سے اٹھا کر بیٹھانے کی کوشش کی تھی۔۔ ہمت نہیں ہے مجھ میں زرا بھی !۔۔ منشا نے تکیے سے ٹیک لگاتے آنکھیں بند کر لی تھی وہ آداسی سے روہانسے ہوتے بولی تھی۔۔ اچھا تم رو تو مت میں کچھ کرتا ہو ہم تم۔ بس ایسے ہی ٹیک لگا کر بیٹھو میں کھلا دیتا ہوں کھانا بھی دوائی بھی ہاں یہی رکو ابھی لایا میں بس۔۔ داور اس کے آنسوں صاف کرتا جلدی سے ٹیبل کی طرف بڑھا تھا وہ گلاس میں دودھ ڈالتے بریڈ لیتا بیڈ کی طرف بڑھا تھا اور دوائی کو وہی بیڈ کی دوسری سائڈ پر رکھتا خود بھی وہی سے چڑھتے اس کے قریب ہوتے بیٹھا تھا جلد بازی میں وہ بریڈ کی پوری پیکٹ ہی اٹھا کر لے آیا تھا اور پلیٹ لانا تو وہ بھول ہی گیا

تھا وہ پریشانی سے سوچتا ایسے ہی اسے کھلانے کی سوچتا پیکٹ کھولتے سلائس کو دودھ میں ڈپ کرتا چھوٹے چھوٹے لکھے اسے کھلانے لگا تھا جسے تھوڑا سا ہی کھانے کے بعد منشا نے مزید کھانے سے انکار کر دیا تھا وہ

پر یڈ رکھتے اس کی تھوڑی سے ٹیک ہٹاتے اسے سیدھا کر کے بیٹھا گیا تھا تاکہ وہ ومٹ ۔ نا کر دے قافی دیر تک اسے یونہی بیٹھاتے اس کی پشت کو سہلانے کے بعد وہ اسے میڈیسن دیتا دوبارہ اس کا ٹیم پر یچر دیکھنے لگا جو ابھی بھی ویسا ہی تھا ۔۔ منشا میں نا اپنا نائٹ سوٹ لاتا ہوں تم چھینج کر لو یہ کپڑے تمہارے نم نم سے بھی لگ رہے ہیں اور بخار مین یہ کپڑے پہنے رہنا ٹھیک نہیں ہو گا ہم ! ۔۔ داور اسے کہتا

جلدی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا تھا اور وہاں سے اپنا نائٹ سوٹ لاتے اس کے سامنے رکھا تھا ۔۔ یہ نیا ہے میں نے ایک بھی بار نہیں پہنا تم یہ مت سوچنا میں تمہیں اپنا پرانہ نائٹ سوٹ دے رہا ہوں ۔۔ داور نے اسے وضاحت دینا ضروری سمجھا تھا جبکہ منشا کو تو اس کی باتوں کی تک ہی سمجھ نہیں آرہی تھی وہ خود میں اس وقت بیٹھنے کی طاقت محسوس نہیں کر پا رہی تھی اس کی باتوں پر کیا جواب دیتی ۔۔ میں مجھ میں ہمت نہیں ہے بدلنے کی بھی ۔۔ منشا نے قافی دفع کوشش کرنے کے بعد ہار پچتا کر اس سے کہا تھا جبکہ داور جو اسے یہی چینج کرتا دیکھ چہرہ دوسری طرف کر گیا تھا وہ عجلت میں اس کی طرف بڑھا تھا اچھا میں کروادوں میں اپنی آنکھیں بند رکھو کا پکا ! ۔۔ داور نے اسے ایسے بے بس دیکھتے کہا تھا ۔۔ اچھا تم خود دیکھ لو میری آنکھیں بند ہے ہاں داور اس کی طرف سے کوئی بھی جواب نا پاتے

اس کی طرف بڑھا تھا وہ پہلے اس کی سلیوز ریمو کرتا اسے اپنی نائٹ

سوٹ کا شرٹ پہناتے باقی کی کمیز بھی ریمو کرتا جلدی سے بٹن بند

کرنے لگا تھا جب وہ خود ہی ہاتھ بڑھاتے اپنا اٹر بھی ساتھ اتار گئی تھی داور جلدی سے دوسری

طرف دیکھتے اس کی شرٹ کے بٹن بند کرتا باقی کا کام کرنے لگا تھا اس کی حرکت کی وجہ سے وہ

کان کی لو تک سرخ پڑھا تھا۔۔ وہ جلدی سے اس کے کپڑے سمیٹتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا

تھا ساری چیزیں وہاں رکھتے وہ واپس آتا کمرے کی لائٹ آف کر گیا تھا۔۔ سو گئی ہو کیا ؟ !۔۔ وہ

بیڈ پر اس کے سرہانے بیٹھتا اس سے پوچھ رہا تھا۔۔ ہم سونے لگی ہوں !۔۔ منشا نے دوسری

طرف چہرہ کرتے کہا تھا۔۔ اچھا اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے جگا دینا میں یہی ہوں خود مت

چلی جانا۔۔ داور اسے ہدایت دیتا اس کے سرہانے ہی ٹیک لگا بیٹھتا اس کی بال سہلانے لگا

تھا۔۔۔ کیا بات ہے زری بیٹا یہ یوں منہ بنا بنا کر کھانے کو کیوں دیکھا جا رہا ہے ؟ !۔۔ واجی

زرتاشہ

کو پلیٹ پر چمچ گھماتے دیکھ کر بولے تھے۔۔ آپ کو نہیں لگتا داجی یہ غلط ہے میں نے اتنی محنت

کی ہم نے اتنا ڈرامہ کیا اس کے باوجود ابھی تک ہمیں جیت کی کوئی نوید دیکھائی نہیں دے رہی

ہے۔۔ ہے۔ زرتاشہ نے ٹیبل پر ہاتھ مارتے کہا تھا۔۔ دے جائے گی بیٹا دیکھائی دے جائے گی

اور تم نے ہی تو کہا تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے کر گیا ہے تو پھر تھوڑا انتظار کریں بچے سب کچھ

اچھا ہی ہو گا !۔۔ داجی نے اسے تسلی دی تھی۔۔ مگر داجی !۔۔ زری ! !۔۔ ابھی وہ مزید کچھ

کہتی جب دارار نے اسے ٹوکا تھا۔۔ بختو جا کر دیکھنا دونوں اٹھیں ہے یا نہیں اگر گیٹ نا کھلا ہو تو

اٹھا نا مت۔۔ رہنے دے داجی رات دونوں قافی دیر تک باہر بیٹھیں تھے سو رہے ہو نگے۔۔ دارار نے بختو کو جانے سے روکا تھا۔۔ خیر بھی سب تیاری کر لیں کل داعود اور داور کا ولیمہ ہے تو آپ سب اپنی تیاری کو دیکھ لیں !۔۔ داجی نے ان سب سے کہا تھا جبکہ زرتاشہ نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا۔۔ داجی یہ کیا ہے ہر بار ہم ۔ اتنی جلدی تیاری نہیں کر سکتے ہیں بھئی ہمارے بھی تو کچھ آرمان ہے۔۔ زرتاشہ نے ان کی بات پر روہانسے ہوتے کہا تھا۔۔ ہاں تو میری بیٹی اپنے آرمان آپ پورے کریں سارے کام بہو دیکھ لیں گی آپ سب جائے شاپنگ پر بلکہ ہمارا خیال ہے آپ ناشتہ کرتے ہی نکل جائے تو اچھا ہو گا تاکہ کچھ بھی رہ نا سکے دل کھول کر کر لیجئے گا شاپنگ کس نے منع کیا ہے آپ کو پورا مال آپ کا ہے۔۔ داجی نے اس بات پر ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔ پورے مال کا ہم نے کیا کرنا اگر ہمیں ڈریس ہی پسند نا آیا تو۔۔ زرتاشہ نے اداسی سے کہا تھا کیوں نہیں آئے گا بھی جو بھی چینجز ہوئی ہو گی وہ ایک دن میں ہو جائے تم بس پسند کر لینا۔۔ دارار نے بولنا ضروری سمجھا تھا۔۔ دارار کی بات سنتے زرتاشہ خاموش ہو گئی تھی اسے دارار کے راویہ میں کچھ عجیب محسوس ہو رہا تھا وہ اس سے اکیلے میں بات کرنے کا سوچتے چپ چاپ ناشتہ کرنے لگی۔۔ جانم بیوی ؟ !۔۔ علیان تیزی سے کمرے میں داخل ہوتا اسے پکارنے لگا بغیر اس بات کا دیھان دیے کہ وہاں اور کون موجود ہے۔۔ ماکسا نے دانت کچکچاتے اسے دیکھا تھا کیونکہ نا صرف وہاں سادیہ اور رودابہ موجود تھی بلکہ زرتاشہ اور ملازمہ بھی تھی ملازمہ اس کے پیر پر تیل لگا رہی تھی جبکہ سادیہ اس کی پیٹ پر کیونکہ صوفے پر سونے کی وجہ سے اسے اپنی پیٹ میں بہت تکلیف محسوس ہو رہی تھی بیڈ کے میٹرس اور صوفے کے فوم میں فرق تھا شاید اس وجہ سے اسے

درد نکل آیا تھا۔۔ چلو بیٹا اب تم اسے اوڑھ کر آرام کرو میں دوپہر میں دوبارہ مالش کر دونگی بلکہ میں مالش والی کو بلوا لیتی ہوں وہ زیادہ اچھے سے کر دے گی۔۔ سادیہ اس سے کہتی

وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ زرتاشہ تو علیان کے کمرے میں آتے ہی پھور ہو گئی تھی کیونکہ علیان دارار کے ساتھ کل ولیمے کی تیاری دیکھ رہا تھا تو وہ اس سے بات نہیں کر سکتی تھی اب اگر وہ یہاں آ گیا تھا اس کا مطلب تھا دارار اکیلا ہو گا اس سے پہلے وہ دوبارہ کسی سے باتوں میں لگے وہ اس سے بات کرنے کے آردہ سے پوری تیزی سے اپنے ہے۔ کمرے کی طرف بھاگی تھی۔۔ ماسا کیا ہوا ہے تمہیں یہ اچانک درد کیوں ہو رہا ہے اور مورے مالش والی کو کیوں بلا رہی تھی ؟ !۔۔ علیان اس کی طرف ہی بیڈ پر جھکتا اس کا ٹیمپریچر چیک کرتے بولا تھا۔۔ اس کے سوال پر مائسا نے خاموش رہنا ہی ضروری سمجھا آکر ناراضگی کا اظہار بھی تو کرنا تھا وہ صبح سے اس سے بات کیے بغیر ادہر ادھر مصروف تھا اب اس کی باری تھی بدلہ نکالنے کی۔۔ مائسا کیا ہوا ہے بتاو نا تمہیں کہیں درد ہو رہا ہے ڈاکٹر کے پاس چلیں یا اسے یہی بلا لوں۔۔ علیان پریشانی سے اس کے ساتھ بیٹھتے پوچھنے لگا تھا۔۔

کہیں نہیں جانا ہے مجھے نا کسی کو بلانا ہے آرام کرنا چاہتی ہوں کر لوں۔۔ مائسا نے روکھے سے لہجے میں جواب دیا تھا جبکہ اس کے انداز پر علیان نے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا تھا۔۔بیوی کیا ہو گیا ہے یار

تمہیں پتا ہے کدو کولے کر میں خاصہ پوزیسیو اور جذباتی ہوں اس کے آگے مجھے کچھ نظر نہیں آتا سوری اب نہیں ہو گا ایسا۔۔ علیان نے

اس کے ہاتھ تھامنے چاہے تھے جب مائسا اپنا ہاتھ پیچھے کر گئی۔۔ آپ کو پوزیسیو اور جذباتی میرے لیے ہونا چاہیے مسئلہ یہ نہیں ہے کہ آپ اس کے لیے پوزیسیو یا جذباتی ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ آپ خود کو اور اس کو لے کر اپنے اس رشتے کو لے انسیکیور ہے ڈر رہے ہیں نا جانے کس چیز سے۔۔ وہ کہیں نہیں جائے گی علیان یہ سچ اس سے چھپانا گناہ ہے کوئی بھی اس دنیا میں ہم سے یہ اختیار نہیں چھین سکتا کہ ہم اس کے ماں باپ ہے وہ خود بھی نہیں اور آپ کو یہ بات سمجھنی ہوگی کیا ہو گا اسے کسی اور نے پیدا مجھے فرٹ نہیں پڑتا اسے ماں کا لمس مجھ سے ملا ہے اور باپ کا سہارا آپ سے اس کی جان بستی

آپ کی طرف ہے آپ میں میں یہ آخری بار آپ کو کہہ رہی ہوں آآپ سے اتنی بڑی بات کو وہ برداشت نہیں کر پائے گی وہ کیا کوئی بھی نہیں کر پائے اب آگے آپ کی مرضی ہے جو کرنا ہے کریں فل حال تو میں آرام کرنا چاہ رہی ہوں کیونکہ آپ کی وجہ سے میں اس خبیں صوفے پر سوئی ہوں اسپرنگ والا صوفا ہٹائے اسے آج ہی یہاں اور دوسرا لائے پوری پیٹ کا بیڑا غرق ہو گیا ہے اور میں دبا بھی نہیں سکتی آگے آپ کی یہ اولاد ہے۔۔ مائسا نے اپنی پیٹ پر ہاتھ رکھتے کراہتے ہوئے کہا تھا۔۔ علیان خاموشی سے اسے سن رہا۔۔ پتا ہے جب میں نے تم سے نکاح کیا تھا تب تم میٹھا بولتی تھی اور اب جب سے تم ماں بنے تم صرف کڑوا بول رہی ہو لگ ہی نہیں رہا کہ میری کم عقل بیوی ہے۔۔ علیان نے اسے قربت کے بل لیٹاتے اس کی پیٹ دبائی تھی۔۔ تم اٹھ کر بیٹھو بلکہ چھوڑوں یونہی لیٹی رہو میں مالش کر دیتا ہوں۔۔ علیان نے تیل کی بوٹل اٹھاتے بلکہ ہلکہ

مساج کیا تھا تاکہ وہ سو جائے اس کے سوجھے ہوئے پیر دیکھ کر اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ رات بے چینی کا شکار رہی ہے اور وہ اپنی ناراضگی میں بھول ہی گیا کہ وہ صوفے پر سو گئی ہے۔۔ آئندہ مت سونا صوفے پر دیکھو کتنی سوجھن ہو چکی ہے۔ علیان نے اسے ڈپٹا تھا۔۔۔یہ صبح سے دوپہر ہونے کو آئی ہے منشا اور داور اب تک نیچے نہیں آئے جاو جا کر دروازہ بجا کر دیکھو۔۔ روقیہ نیلم کو کہتے کھانا بنانے میں لگ گئی تھی جب منشا کچن میں داخل ہوئی تھی۔۔ اسلام و علیکم خالا جان !۔۔ روقیہ کی توجہ اپنی طرف کرنے کے لیے نشانے

سلام کرتے تیل کا سہارہ لیا تھا اس سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا مگر پھر بھی وہ زبردستی نیچے آگئی تھی۔۔ منشا کیا ہوا ہے تمہارا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے !؟۔۔ روقیہ چولہا بند کرتے اس کے سامنے آتے بولی تھی۔۔ خالہ جان ہماری نا طبعیت نہیں ٹھیک آپ آپ مورے کو بلا دیں ہمیں ان سے ملنا ہے۔۔ منشا نے نم لہجے میں کہا تھا۔ ہاں میرا بچہ میں بالا دیتی ہوں انہیں تم رومت چلو میرے کمرے میں چلو۔۔ روقیہ اسے لیتے اپنے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔ نیلم جاو جا کر داور کو اٹھاو بولو اسے جلدی یہاں آئے۔۔ روقیہ نیلم کو وہاں سے بھیجتے ہوئے بولی تھی جب ہی وہاں سلیمان خان اندر آئے تھے۔ خانم کیا ہوا ہے اسے ؟ !۔۔ وہ کمرے کے دروازہ پر ہی کھڑے ہوتے استفسار کرنے لگے۔۔پتا نہیں خان بخار بہت تیز ہے اور یہ باجی سے ملنے کا کہہ رہی ہے اس سے تو کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا۔ آپ علیار یا داجی سے پوچھیں نہیں تو میں اسے ہاپستال میں ایڈمٹ کروا دیتی ہوں۔۔ روقیہ نے سلیا من خان کو دیکھے پریشانی سے کہا تھا۔۔ منشا !

منشا !۔۔ ابھی وہ لوگ بات ہی کر رہے تھے جب داور چیختے کمرے میں آیا تھا۔۔ کیا ہو گیا ہے چینج کیوں رہے ہو داور بخار سے گندوگی میں ہے تم اسے ہاسپٹال لے جانے کی کرو میں اس کے گھر والوں کو اطلاع دے دوں۔۔ سلیمان خان اسے یوں بوکلایا ہوا دیکھ کر کہتے باہر کی طرف بڑھے تھے وہ سب جلدی سے ہاسپٹال گئے تھے۔۔ داور جاو وہ بلا رہی ہے تمہیں !۔۔ روقیہ وارڈ سے باہر آتے اس سے بولی تھی ۔۔ انہیں یہاں آئے گھنٹا ہو چکا تھا ڈاکٹر نے آئی وی لگائی تھی۔۔ داور جب سے پریشانی میں باہر کھڑا تھا۔۔ کیسی طبیعت ہے اب

تمہاری ؟۔۔ داور نے اس کے سامنے کھڑے ہوتے پوچھا تھا۔۔ ہم میں گھر جانا چاہتی ہوں اپنے !۔۔ منشا نے شاور کو دیکھتے ہوئے کہا تھا ۔۔ منشا نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ تم جانتی ہو ایسا نہیں ہو سکتا میں تمہیں ونی کر کے لایا ہوں اور تمہارے واپس جانا نا ممکن ہے۔۔

داور نے اس سے نظریں چراتے کہا تھا جبکہ منشا اس کی بات پر خاموش ہو گئی تھی اس کے آگے نا اس نے کچھ کہا نا ہی داور نے مگر منشا دل میں بہت کچھ عہد کر چلی تھی جس سے وہ پیچھے نہیں ہٹنے والی

تھی روقیہ نے اپنی کزن کو کال کر کے منشا کی طبیعت کی اطلاع دی تھی ملنے مگر ان لوگوں نے آنے سے انکار کر دیا تھا تو وہ خاموش ہو گئی۔۔۔ سائیں منشا کو کیا ہوا تھا کیا اس کا بھی بے بی آنے والا ہے؟ !۔۔

زرتاشہ جسے صبح سے کھلبلی مچی ہوئی تھی وہ آخر کار دارار سے پوچھ ہی بیٹھی کیونکہ اسے اپنی مطلب کی بات بھی اسی بات سے لنک کرتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ زری اسے بخار تھا اس لیے گئی تھی وہ ہاسپٹال ضروری نہیں ہے ہر چیز اسی بات کے متعلق ہو۔۔ دارار نے چائے گھونٹ بھرتے اسے جواب دیا تھا وہ آئینہ کے سامنے کھڑے اپنے

بال بنا رہی تھی۔۔ سائیں آپ کو کیا لگتا ہے ہاں میں کیا موٹی ہو گئی ہوں؟!۔۔ نہیں میرا بچہ تم سے کس نے کہہ دیا کہ تم ۔ موٹی ہو گئی ہو۔۔ دارار نے ہنوز اپنے کام میں توجہ دیے مصروف انداز میں کہا تھا۔ اچھا تو پھر کیا اب آپ کو کم ہاٹ لگنے لگی ہوں۔۔ زرتاشہ نے اس کے پاس آتے پوچھا تھا جبکہ دارار جو کام کے ساتھ ساتھ چائے پی رہا تھا اس نے بیڈ شیٹ کو بچاتے چائے دوسری طرف اگلی تھی تھوڑی چائے اس کے گلے میں بھی پھنس گئی تھی وہ جلدی سے ٹشو اٹھاتے اپنے منہ پر رکھ گیا تھا۔ کیا کرتی ہو زری یہ سب باتیں تمہارے دماغ میں آتی کہاں سے ہے۔۔ دارار کچھ دیر خاموشی کے بعد اپنی اٹکی چائے اور سانس دونوں متوازن کرتا بولا تھا۔۔ جو پوچھا ہے وہ بتائے کیا میں اب پیاری نہیں لگ رہی آپ کو ؟ !۔۔ زرتاشہ نے اس کی بات پر منہ بھورتے کہا تھا۔۔ زری ایسا نہیں ہے تم سے کس نے کہہ دیا یہ سب۔۔ دارار نے اپنا لیپ ٹاپ سائڈ کیا تھا۔۔

جس نے بھی کہا ہو جو میں نے پوچھا ہے آپ اس کا جواب دیں نا !۔۔ دارار نے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا تھا جسے زرتاشہ نے ناکام بنا دیا تھا۔۔ ہو بلکل پیاری ہو ہر وقت پیاری لگتی ہو ! اور

میری لائی چیزیں پہن کر تو بلکل میر دارار یوسفزئی کی بیوی لگتی ہو ۔۔ دارار نے اس کی انگلی کی پروں پر لب رکھتے کہا تھا۔ تو پھر آپ بتائے کہ بے بی کب آئے گا ؟ !۔۔ زرتاشہ مدعے کی بات پر آئی تھی ۔۔ اس کی بات سنتے دارار کے ماتھے پر بل پڑے تھے ۔۔ کون سا بے بی کس کا بے بی ؟ !۔۔ دارار نے سمجھ کر بھی نا تجھی سے اسے دیکھا تھا ۔۔ ہمارا بے بی اور کون !۔۔ زرتاشہ کو اس کے سوال پر یقین نا ہوا ۔۔ زری تم ابھی خود بچی ہو پھر یہ سب !۔۔ دارار نے اسے سمجھانا چاہا تھا ۔۔ تو پھر اس بچی سے نکاح نہیں کرنا تھا آپ کو یہ بچی بیوی بن سکتی ہے ماں نہیں حد کرتے ہے آپ سائیں !۔۔ اس کی بات پر زرتاشہ نے تنکتے ہوئے کہا تھا ۔۔ دارار نے حیرت سے اسے دیکھا تھا ۔۔ زری تمہارے ڈاکٹر سے ابھی میں نے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی ہے اور اور ۔۔

اور اور کچھ نہیں ڈاکٹر نے اس دن ہی صاف صاف کہہ دیا تھا کہ میرے ماں بننے کے چانس نہیں ہے ہم ٹرائے کرتے ہیں نا اگر نہیں ہوا تو پھر میں علاج کے لیے چلی جاوگی ہم نا باہر سے علاج کروا

لے گیں ان کی چیزیں اچھی ہوتی ہے وہ ہمیں بے بی دلوا دیں گیں ۔۔ زرتاشہ نے اسے منانا چاہا تھا جبکہ اس کی بات پر دارار گنگ ہوا تھا یہ تو وہ بھول ہی گیا تھا کی ڈاکٹر نے اس کے دوبارہ کنسیو کے چانس صرف دس پر سنٹ بتائے تھے وہ بھی بہت مشکل سے ۔۔ ماضی کی تلخ یادیں اس کے سامنے واپس آئی تھی جسے بھلانے میں ان

دونوں کو ایک تویل وقت لگ گیا تھا۔۔ زری کیا بچے ضروری ہے ہم دونوں ایک ساتھ بھی تو خوش ہے نا !۔۔ دارار نے خود ہی اس کے قریب ہوتے کہا تھا۔۔ خوش؟ !۔۔پتا نہیں بس پہلے کی طرح پریشان نہیں ہوں مگر چاہتی ہوں کہ میں بھی میں بھی ماں بنا چاہتی ہوں آپ کچھ کرئے نا ڈاکٹر سے بات کریں کوئی تو حل ہو گا نا۔۔ زرتاشہ جہاں کچھ بھی ایسا نا ہو جس سے تمہیں یہ لگے کہ تمہیں بچہ کی

ضرورت ہے۔۔ دارار نے خود پر ضبط کرتے کہا تھا۔ کیا ہو گیا ہے

آپ کو بچہ ضرورت نہیں چاہت ہے اور ہر ماں باپ بچے کی خواہش

تو ہوتی ہی ہے نا وہ اللہ کی نعمت ہے یہ کیا آپ نے ضرورت ضرورت

لگا رکھا ہے آپ نے۔۔ دنیا میں بہت سے مس کیرج ہوتے ہیں کچھ نے کسی چھوٹے بچہ کی طرح ضد کرتے کہا تھا جبکہ دارار بس خاموشی سے اسے دیکھا رہا تھا۔۔ میری جان میرا بچہ میرا سب کچھ تم ہو اور اگر یہاں سب کے ساتھ رہتے ہوئے تمہیں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ تمہیں بھی بچے کی ضرورت ہے یا تمہیں بھی بچہ ہونا چاہیے کیونکہ سب کا ہے تو میں تمہیں یہاں سے دور لے جاتا ہوں بہت دور

کے پہلے بے بی میں کچھ کے بعد میں یہ تو اللہ کی امانت ہوتی ہے جب اس کا دل کرتا ہے وہ واپس لے لیتا مگر اس کا یہ تو مطلب نہیں کہ ہم

دوبارہ کوشش ہی نا کریں میں نے آپ کو صاف صاف کہا تھا نا ہماری اولاد کی زندگی اتنی ہی لکھی تھی تو پھر آپ کیوں آج بھی اس بات کو نہیں بھولتے۔۔ زرتاشہ نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ

آزاد کرواتے غصہ سے کہا تھا۔۔ کیونکہ وہ میری وجہ سے ہم سے دور ہو گیا میری نا اہلی اور سرکشی نے ناشکرے پن نے اسے مجھ سے چھین لیا کیونکہ میں قابل نہیں ہوں باپ بننے کی نہیں ہوں میں قابل اولاد جیسی نعمت کے سنا تم نے جو شخص اپنی حاملہ بیوی پر بدکاری کا الزام لگائے وہ نہیں ہے قابل نا شوہر کہلانے کے نا باپ اوریہی اس

پوچھا تھا۔۔ جھوٹ نہیں تھا میری جان تم کیوں نہیں سمجھ رہی میں اب خود کو اس قابل نہیں سمجھتا کی تمہارے قریب آو مجھے گھن آتی ہے اپنے آپ سے صرف تمہارے لیے جی بھی رہا ہوں اور کر بھی رہ ہوں جو سب کچھ تم چاہتی ہوں تاکہ تم خوش رہو۔۔ دارار نے بے بسی سے اس سے کہا تھا جبکہ اس کی باتوں پر زرتاشہ پر مانو حیرت کی سزا ہے۔۔ میں نہیں دے سکتا تمہیں اولاد سب کچھ جان بوجھ کر خود کو اور تمہیں دوبارہ اذیت دینا مجھ سے نہیں ہوگا۔۔ دارار نے ہارے ہوئے لہجے میں کہا تھا جبکہ اس کی باتوں پر زرتاشہ نے بے یقنی سے اسے دیکھا تھا۔۔ یعنی اتنے دن سے جو آپ سب کچھ کر رہے تھے وہ جھوٹ تھا کیا ؟ !۔۔ زرتاشہ نے سدے کی زد میں اس سے کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔۔ یعنی آپ اب تک وہی کھڑے ہیں اور اس دن دن جو آپ میرے وہ سب کیا تھا ہاں؟ !۔۔ زرتاشہ نے غصہ سے اس کا کالر تھا تھا اب اس کی یہ بے تکی اور بے ہودہ باتیں اسے آگ لگا رہی تھی ۔۔ دماغ خراب ہو گیا ہے نا آپ کا پاگل ہو گئے ہیں ہو گیا ہے نا ہو گئے ہیں آپ بیوی ہوں میں آپ کی اور آپ کا دل میرے قریب ہی آنے کو نہیں کر رہا جس بیکوز آپ کو اپنے آپ سے گھن آرہی ہے۔۔ زرتاشہ نے ایک ایک بات چبا چبا کر سوالیاں انداز میں کہی تھی جبکہ اسکے سوال پر دارار سر جھکانے کے سوا کچھ کر بھی نہیں رہا

تھا۔۔ زرتاشہ نے دانت پیستے غصہ سے اسے دیکھا تھا۔۔ عقل گھانس کھانے چلی گئی ہے آپ کی !۔۔ کس سے کس سے پوچھ کر آپ نے اس دن پروٹیکشن یوز کیا تھا ہاں کس سے پوچھ کر کہاں سے لے کر آئے ہیں آپ؟ !۔۔ زرتاشہ اس کی تھوڑی تھامتے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے پوچھتی دراز کی طرف بڑھی تھی اور وہاں موجود سارے پیکٹس نکال کر باہر رکھے تھے۔۔ شرم نہیں آئی نا آپ کو میں نے اس دن سوچا کہ شاید یہ عمل آپ سے یونہی بے دیہانی میں ہو گیا ہو گا مگر نہیں ہ بھی میری بے وقوفی تھی۔۔ اگر اتنا ہی پروٹیکشن کا شوق تھا تو پہلی دفع میں یوز کرنا تھا ابھی یہی اگر میں پلز کھا لیتی تو آپ کو بر الگ جانا تھا لڑنے بیٹھ جاتے مجھ سے اتنی اتنی

باتیں سناتے ڈانٹ الگ کھاتی میں شاید مار بھی اور اب خود کے بارے میں کیا خیال ہے اس میں تو ہم دونوں کی رائے شامل ہونی چاہیے تھی نا پھر آپ نے اپنی مرضی سے کیوں کیا ایسا !۔۔ زرتاشہ نے پیکٹس کو گھورتے پوچھا تھا۔۔ میرا بچہ ڈاکٹر۔۔ آرے بھاڑ میں گیا ڈاکٹر بیوی ہوں ہے میں یا ڈاکٹر اور یہ میرا بچہ میرا بچہ بول کر بچہ سمجھ لیا ہے کیا اتنی ہی بچی ہوں تو پھر آپ پر تو کیس ہونا چاہیے مائنز سے شادی کرنے کا نہیں۔۔ میرا بچہ میرا بچہ بات مت کرئے گا مجھ

کرتی ہوں اگر دوبارہ اسے میری مرضی کے بغیر خریدہ یا استعمال کیا تو اب یہ عدالت میں خود نہیں لگاوگی بلکہ مورے کے پاس جاوگی سمجھے میں آپ۔۔ زرتاشہ نے ان پیکٹ پر سراخ کرتے انہیں

دسٹ بن ؟

پھینکا تھا اور باہر کی طرف جانے لگی تھی جب دارار اسے پیچھے سے تھامتے روک گیا تھا۔۔ معاف کر دو آئندہ ایسا کچھ بھی نہیں سے میرا بچہ بچہ کر بچہ کی ہی بجا ڈالی جب یاد نہیں آتا کہ بچی ہوں

جب اپنی شدتیں مجھ پر برسا رہے ہوتے ہیں تب کیا یاد آتا ہے آپ کو تب کیا کہتے ہیں آپ بے بی ہولڈ ان تب بچہ کا خیال نظر نہیں آتا ۔۔ زرتاشہ نے دانت کچکچا کر کہا تھا جبکہ اس کی باتوں پر دارار کے کان لال ہوئے تھے ۔۔ روکیں آپ کے اس پیکٹ کا علاج تو میں ابھی ہوگا !۔۔ دارار نے اسے اپنے حصار میں لیتا کہا تھا ۔۔ زرتاشہ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا ۔۔ ایک ہی شرت پر معافی ملے گی ۔۔ زرتاشہ نے احسان جتانے کے انداز میں کہا تھا جبکہ دارار اس کے انداز پر مسکرایا تھا ۔۔ کیا ہے شرت ؟ ۔۔ وہ مسکراتے پوچھ گیا کیا ؟ ۔ وہ ۔۔ وہ تو میں جب پوری کروانی ہوگی تب بتاوگی فل حال آپ میرے ساتھ بیٹھ کر ذرا اون لائن شاپنگ کریں اور ان لوگوں کو کہنا مجھے کل شام تک میرا جوڑا دے دیں ہاں پر سوں میں نے پہنا ہے !۔۔

زرتاشہ نے فتافٹ اس کا لیپ ٹاپ کھولتے ہوئے کہا تھا ۔۔ اچھا ٹھیک ہے مگر پہلے فائل سیو کر لو اڑا نا دینا تم سب کچھ ۔۔ دارار اسے کی ایکسائٹمنٹ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا ۔۔

۔۔ اگلے دو دن دو گئی تیزی سے گزرے تھے اتنے کم وقت میں تیاری کرنا ان سب کے لیے مشکل تھا مگر داجی کا حکم تھا ماننا تو تھا ہی ۔ داور نے اگلا پورا دن باہر ہی گزارا تھا جبکہ منشا اپنے کمرے میں بند رہنا ہی بہتر سمجھا تھا اسے کسی سے کوئی سروکار نہیں تھا کہ باہر کیا ہو رہا ہے جبکہ باہر زور و شوروں سے ولیمہ کی تقریب کی تیاری چل رہی تھی

۔۔ زری ریان نہیں آیا اب تک ۔۔ دارار کمرے میں آتے ہوئے اس سے پوچھنے لگا ۔۔ پتا نہیں کہہ رہے تھے آجاوگا شاید ایوینٹ شروع ہونے کے بعد آئے دعا تو آگئی ہے اپنے کمرے میں آرام

کر رہی ہے ۔۔ زرتاشہ نے چوڑیاں پہنتے اسے جواب دیا تھا ۔۔ جب سب آرام کر رہے ہیں تو تک کیوں کام کر رہی ہو ۔۔ دارار اس کی فراک کی ڈوری کھولتے وہاں اپنے لب رکھتے بولا تھا ۔۔ کیونکہ مجھے تیار ہونے میں ٹائم لگتا ہے ۔۔ زرتاشہ نے اس کے بال سہلاتے کہا تھا ۔۔ ہم !۔۔ دارار بس ہم کرتا اس کی گردن میں چہرہ چھپا گیا تھا ۔۔ داور نہیں آیا ؟ !۔۔ زرتاشہ نے اس کے حصار میں گھومتے ہوئے پوچھا تھا ۔۔ نہیں کال بھی نہیں ریسیو کر رہا ہے نا جانے کہاں گم ہے نا منشا کوئی

بات مان رہی ہے اس نے صاف کہہ دیا ہے اسے کوئی ولیمہ نہیں چاہیے ولیمہ کر دینے سے لوگوں کی نظر میں ان کی شادی کی حقیقت

بدل نہیں جائے گی ۔۔ دارار نے گہری سانس لیتے اسے جواب دیا تھا ۔۔ تو آپ کو داور سے بات کرنی چاہیے تھی نا وہ بات کرے منائے اسے ۔۔ زرتاشہ کو اس کی بات سن کر پریشانی ہوئی تھی کیونکہ ان

لوگوں نے انویٹیشن تو دونوں کے ولیمے کے لیے دیے تھے ۔۔ داور گھر پر ہی نہیں ہے اس کا کل سے کچھ پتا نہیں ہے منشا کی طبیعت بھی تھوڑی سنبھلی ہے ۔ ہے مجھے سمجھ نہیں آرہا یہ لڑکا آخر چاہتا کیا ہے ۔۔ کچھ

دارار نے اب اس کی طرف سے ہار ہی مان لی تھی ۔۔ اچھا آپ پریشان نا ہوں میں منشا کو تیار کرتی ہوں آپ داور لالا کو بلائیں ہاں ۔۔

زرتاشہ نے اس کے عارض سہلاتے ہوئے کہتی باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔ اچھا ہوا زری بھابھی آپ آئی میں تھک گئی ہوں اسے بول بول کر کہ تیار ہو جائے کچھ دیر میں مہمان آجائے گیں فوٹو سیشن بھی باقی ہے مگر یہ سن ہی نہیں رہی ہے سنا تو دور کی بات ہے یہ لڑکی اٹھ ہی نہیں رہی ہے۔۔ روشہا نے جو خود مکمل تیار ہو چکی تھی وہ اب منشا کے پیچھے پریشان ہو رہی تھی کیونکہ وہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی بس خاموشی سے لیٹی ناجانے کن سوچوں میں گم تھی۔۔

منشا کیا ہو گیا ہے ایسے کیسے چلے گا لوگ باتیں بنائے گیں یہ ولیمہ تمہارا اور روشی دونوں کا ہے ہم نے کارڈ پر تم دونوں کے نام لکھوائے ہیں ایسے کیسے چلے گا لوگ باتیں بنائے گیں۔۔ زرتاشہ نے اس کی برابر زرتاشہ نے اسے منانے کی خاطر اپنا اور سب کا نظریہ بتایا تھا۔۔ مجھے نہیں جانا بھابھی یہ ابھی تک خود اس بات پر شیور نہیں ہے کہ انہیں مجھے اپنی زندگی میں رکھنا ہے یا نہیں میں ان کی زندگی میں کیا مقام رکھتی ہوں جب وہ خود ہی میرے مقام کو لے کر پر اعتماد نہیں ہے تو پھر ولیمہ کا جوازیہ تو سیدھا سیدھا مجھے ان پر زبردستی مسلت کرنے

والی بات ہوگی۔۔ منشا نے اٹھ کر بیٹھتے اسے کہا تھا جبکہ اس کی بات پر زرتاشہ خاموش ہو گئی تھی اب وہ اس کے آگے کیا کہتی یہاں تو داور

کو ہونا چاہیے تھا۔۔ زرتاشہ کیا ہو انشا اب تک تیار نہیں ہوئی ؟۔۔ زارا دعا کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوتے پوچھ گئی۔۔ بھابھی ۔ بھابھی یہ مان ہی نہیں رہی ہے ولیمہ کے لیے۔۔ منشا باہر مہمان آنا شروع ہو چکے ہیں تمہیں لالا کے ساتھ رہنا ہے یا نہیں یہ جب لالا آئیں گیں تو بات ہوگی اور آج ہی فیصلہ ہو جائے گا فل حال ہم باہر مہمانوں کو یہ

ہو

ظاہر نہیں کر سکتے تم فوراتیار ہو باقی کی بات اب لالا کے آنے کے بعد

اور اگر تم واقعی لالا کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو میں علیار سے کہہ کر

تمہارے رہنے کا انتظام کروادونگی مگر ابھی میں تمہیں یا کسی کو بھی اس گھر کا تماشہ بنانے نہیں دے سکتی۔۔ زارا نے اسے دیکھتے سختی سے کہا تھا جبکہ اس کی بات پر منشا تلخی سے مسکرائی تھی۔۔ بھابھی آپ سے مجھے اس بات کی توقع نہیں تھی اور ناہی میں اس گھر کا تماشہ بنا رہی ہوں انکار کا حق میں رکھتی ہوں کیونکہ جن کے ساتھ منسوب کر کے میرا ولیمہ ہو رہا ہے وہ شخص یہاں موجود ہی نہیں ہے۔۔

کہاں ہے وہ؟ ! ۔۔ نہیں ہے نا جواب آپ کے پاس۔۔ رہنے دیں ضرورت بھی نہیں ہے آ رہی ہو میں تیار ہو کر جائیں آپ سب ! ۔۔

منشا نے بیڈ سے اترتے کہا تھا۔۔ جبکہ زارا نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا۔۔ منشا تم جانتی ہو کہ ہم سب تھے دل سے چاہتے کی تمہارے اور داور کے درمیان سب ٹھیک ہو جائے مگر اس وقت ہم میں سے کوئی بھی اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ ولیمہ کینسل کر سکے میں تمہیں یہ ولیمہ اٹینڈ کرنے کو کہہ رہی ہوں دلہن تم بھلے نا بنو ڈیٹس یور چوائس مگر اس وقت نیچے گارڈن میں اس گھر ساری بہوں کا ہونا ضروری ہے مطلب ضروری ہے اس کے آگے میں کچھ سنا نہیں چاہو گی اور اگلی بار مجھ سے یا کسی سے بھی یہ گلے شکوے نا کرنا سیدھا دو تھپڑ اپنے میاں کے منہ پر لگانا جو تمہیں ایسا کرنے اور ان حالت میں لانے کا زمیدار ہے۔۔ میں ناہی تمہارا یہ ٹونٹ سنو گی نا لے کر جاو گی تو

اگلی بار سے خیال رکھنا کیونکہ اگر تو تم داور کو طلاق دینے کی سوچ رہی ہو تو یہ نا ممکن ہے وہ تمہیں نہیں چھوڑے گا ہم سب جانتے ہیں وہ غلط ہے مگر بہتر ہو گا تم دونوں اپنا اپنا غصہ ایک دوسرے پر اتارو

گھر کے افراد پر نہیں اور ایک اور بات اگلی بار جب داور تم پر چلائے تو اسے تھپڑ سے چپ کروایا جا سکتا ہے جتنا تم ڈورگی اتنا وہ ڈرائے گا ایسا نہیں ہے کہ تم بلکل لاوارث ہو ایک بات میں تمہیں اچھے سے بتا دوں یہ گھر والے تمہارے ساتھ ہے مجھ سمید ہم سب تمہیں سپورٹ کر رہے ہیں کسی کو بھی داور کی حرکت اور اس کا راویہ

تمہارے ساتھ پسند نہیں ہے نا ہی ہم میں سے کوئی اسے صحیح کہہ رہا ہے مگر تمہیں سمجھنے کی ضرورت ہے جس طرح اس وقت تم بری نہیں ہو داور بھی برا نہیں ہے ہاں اس سے غصہ میں غلطی ہو گئی ہے اس نے تم سے ونی کی صورت میں نکاح کیا ہے مگر تم یہ بھی جانتی ہو گی کہ اکثر ونی ہوئی لڑکیاں ونی مانگنے والے سے نکاح نہیں کرتی انہیں کسی بوڑھے عمر دراز شرابی جواڑی آدمی کے پلے باندھ دیا جاتا ہے اور دن رات ان کے ساتھ ظلم ہوتا وہ ایک زرخیز غلام سے بدتر زندگی گزارتی ہیں مگر یہ یہاں ہم سب تمہارے ساتھ ہے تم دونوں کو ایک دوسرے کو سمجھنے کی جاننے کی ضرورت ہے کیونکہ نا ہی داور کسی اور عورت کو پسند کرتا ہے اور نا ہی تم تو پھر اس رشتے کو اور اپنے آپ کو ایک موقع دو میں سمجھ رہی ہوں داور کے راویے نے تمہیں بے حد تکلیف دی ہو گی مگر اگر وہ محبت کرنے لگے تو اس کا کے حدمداوع بھی تو کیا جا سکتا ہے نا اور یہ ساری باتیں اور تم دونوں کی مس ا اور یہ ساری اور تم دونوں کی مس انڈرسٹینڈنگ ایک طرف مگر اس میں پورے گھر

کو کیوں انولو کرنا ٹھیک نہیں ہے تمہیں خود کو اس قابل بنانا ہوگا کی اپنے شوہر کو ہینڈل کر سکو۔۔ زارا اسے کہتے اس کی کبرڈ کی طرف بڑھی تھی۔۔ دیکھو منشا ہم سب جانتے اور مانتے ہے کہ تمہارے ساتھ ظلم ہوا ہے مگر اب یہ تم پر ہے کہ تم مظلوم بنو یا بہادر یہ رہا تمہارا ڈر لیں اور چیزیں باقی کا کام میں تم پر چھوڑ رہی ہوں تیار ہو کر نیچے آو ہم انتظار کر رہے ہیں۔۔ زارا اسے کہتے کمرے سے نکل گئی تھی جبکہ ان دونوں کی باتوں سے باقی سب کو تو سانپ ہی سونگھ گیا تھا۔۔ منشا کچھ دیر جوڑے کو دیکھتے اٹھ کھڑی ہوئی تھی ویسے تو اس میں ہمت نا تھی مگر یہ چیز بھی پوری کرنی تھی۔۔ بھابھی میں خود سے تیار نہیں ہو پاوگی مجھ میں ہمت نہیں ہے آپ کر دیں بس جلدی سے۔۔ منشا نے ان سب کو جاتا دیکھ کر کہا تھا۔۔ اچھا تم چینج کر کے آو میں بیوٹیشن کو بھیجتی ہوں۔ روشہا نے اس سے کہتی باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔ رکو منشا مجھے تم سے بات کرنی ہے !۔۔ زرتاشہ اسے واشروم کا رخ

کرتے دیکھ کر بولی تھی۔۔ جی بھابھی ؟ !۔۔ اس کی بات پر منشا رک گئی تھی۔۔ تم نے ابھی جس طرح بھابھی سے بات کی آئندہ نا کرنا ہم بھاجی سے بات سمجھ سکتے ہیں تم بے حد پریشانی ہو مگر اس سب میں ہم میں سے کسی

کا قصور نہیں ہے باخدا ہم میں کسی کو علم نہیں تھا کہ داور یہ سب کچھ کر اور کے راوے لے تو بھابھی نے تم کر گزرے گا اور رہی بات داور کے راویے کی تو زارا بھابھی نے تم سے بہت کچھ زیادہ سہا ہے میں نہیں کہہ رہی جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے وہ کسی سے کم ہے یا زیادہ میں بس اتنا کہوں گی کہ جو راویہ داور کا اس وقت تمہارے ساتھ ہے اس سے کئی گناہ زیادہ خراب راویہ علیار

لالا کا تھا اور تمہارے ساتھ ہم سب ہے جبکہ بھابھی نے سب کچھ اکیلے فیس کیا ہے ہمیں تو پتا بھی نہیں تھا کہ لالا کا راویہ بھابھی کے ساتھ ایسا ہے خیر میں تمہیں یہ سمجھانا چا رہی ہوں کہ اپنے دکھ میں یہ دوسرے کو تکلیف مت دو اور کوشش کرو کہ کسی طرح تمہارے لالا کے بیچ سب ٹھیک ہو جائے میں جانتی ہو یہ صرف

تمہاری زمیداری نہیں مگر ایک گھر توڑنے کے ایک سو ایک جواز تمہارے پاس موجود ہونگے پر ایک کوشش اپنی اس چاہت کہ لیے

کرو جو تمہیں شاید بھی لالا سے محسوس ہوئی ہو۔۔ چلو اب تم ہو جاو تیار میں بیوٹیشن کو بھیجتی ہو اور یہ میڈیسن بھی کھا لینا بہت کمزور لگ رہی ہو۔۔ زرتاشہ اس کے گال تھپکتے باہر کی طرف بڑھی تھی ۔۔۔ زارا یہ تم نے ہمارے بیٹے کو اس کے حوالے کیوں کیا ہے یہ کس طرح ٹروپھی کی طرح میرے بیٹے کو لے کر گھوم رہا ہے۔۔ علیار جو ایک آخری بار سارے انتظامات چیک کر رہا تھا وہ لان میں لیڈیز کی سائڈ آتے داعود کو اسٹیج پر اپنے بیٹے کو تھامے دیکھ کر بولا تھا۔۔ علی کیا ہو گیا ہے آپ کو وہ بچوں کو کھلا رہے ہیں اور ایک یہاں ہے نا اور یہ

کیا آپ نے ہمارے بیٹے لگا رکھا ہے ان نام رکھ بھی لیں آپ اور کتنے دن آپ نے ان کو بے نام رکھنا ہے۔۔ زارا اسے جلتا دیکھ کر بولی تھی وہ بس داعود کو گھورنے میں مصروف تھا۔ جب تک میرا دل کرے گا تب تک میرے بیٹوں کے نام ہے اسپیشل ہونگے اور خاص چیزوں کے ہونے میں وقت لگتا ہے۔۔ علیار اسے کہتا اپنے دوسرے بیٹے کو گود میں اٹھا گیا تھا۔۔ ہم آپ

اپنے خاص نام کے مخصوص دن کے انتظار میں لگے رہیے گا یہ نا ہو کوئی اور ہی اس کا انوکھا سا چنٹوں منٹو

نام رکھ دے پھر بیٹھے رہیے گا خاص نام لے کر کل تک آپ نام سوچ لیجئے ورنہ میں بس سب سے مشورہ کر کے خود رکھ لونگی نام ۔۔ زارا اسے دھمکی دیتے اسٹیج کی طرف بڑھی تھی کیونکہ روشہا نے کا شوٹ مکمل ہو چکا تھا اب صرف منشا کا شوٹ باقی تھا مگر نا منشا تیار ہو کر نیچے آئی تھی نا ہی داور صاحب کا دور دور تک کچھ پتا تھا ۔۔ علی داور کہاں ہے اب تو منشا بھی آگئی ہے ڈانٹ کر تیار کیا ہے اسے اگر ابھی وہ نا آیا نا تو اب آپ اس سے کہیے گا کہ آمید چھوڑ دے کہ کوئی لڑکی اس کے ساتھ رہے گی ۔۔ زارا علیار کے پاس جاتے بولی تھی کیونکہ زرتاشہ

منشا کو نیچے لے کر آچکی تھی ۔۔ کال کی تھی کہہ رہا ہے ایک ضروری کام میں پھسا ہوا ہے نکل رہا ہے ۔۔ علیار نے بھی ارد گرد دیکھتے جواب دیا تھا کیونکہ اگر گھر میں سے کسی اور نے سن لیا تو ایک الگ مسئلہ ہو جائے گا ۔۔ ایسا کون سا کام ہے جو اس وقت ہونا ضروری ہے علی بہت مشکل سے منشا کو رضہ مند کیا ہے آپ لوگوں نے آج ان کا ولیمہ رکھ کر غلطی کر دی ہے داور بلکل بھی سیر لیں نہیں ہے اب میری بھی بس ہو رہی ہے یہ کوئی طریقہ ہوا بھلا کم از کم ابھی تو اسے یہاں ہونا چاہیے تھا اب میں کا صرف منشا کا شوٹ کرواں ۔۔ میں کرتا ہوں اسے کال جب تک تم اس کا شوٹ کروا لو میں کال کرتا ہوں اسے ۔۔ علیار اسے کہتا حویلی کے اندر کی طرف بڑھا تھا ۔۔

زری بھابھی یہ نہیں آئے ہیں نا ؟ ! ۔۔ منشا اسٹیج تک جاتے اس سے پوچھا تھا ۔۔ آگیا ہو گا منشا وہاں مردوں کی سائڈ پر ہو گا پہلے تم اپنی پکچر بنوا لو ۔۔

زرتاشہ نے بات گول کرتے ہوئے کہا تھا۔۔ بھابھی مجھے ان سب چیزوں کا شوک نہیں ہے رہنے دیتے ہے نا میں بس اسٹیج پر بیٹھ جاتی ہوں یہ آئیں گیں تو دیکھ لینگے۔۔ منشا نے اپنی آنکھیں جھپکتے

ہوئے کہا تھا پہلے ہی اسے اپنی طبیعت میں بوجھل پن محسوس ہو رہا تھا اور داوئیوں کے زیر اثر نیند بھی بہت آرہی تھی مگر ولیمہ کی تقریب پر ہونا بھی ضروری تھا۔۔۔۔۔ آرے مسز داور کی اکیلے ہی پکچر بن رہی ہے اور کہاں ہے؟ !۔۔ ولیمہ کی تقریب تقریبا اختتام پر تھی اور داور کی کچھ یونی ورسٹی کے دوست اور کلاس میٹس آئے ہوئے تھے جو جب آئے تھے تب سے ہی منشا کو اکیلے نوٹس کر رہے تھے بیٹھی تو روشہا نے بھی اکیلے ہی تھی مگر داعود پکچرز کے دوران اس کے ساتھ ہی تھا اور کے دوستیں اسٹیج پر آتے بولی تھی جبکہ منشا جو پہلے ہی اپنے غصہ اور چڑچڑے پن کو کنٹرول کر رہی تھی ان کی بات پر اس نے بخار کی شدت سے سرخ ہوتی آنکھوں سے انہیں دیکھا تھا۔۔یہ سوال تو اب ان سے ہی پوچھنا جب وہ آپ کو ملے فل حال میں تھک گئی ہوں تو اسکیوز پلیز !۔۔ منشا انہیں جواب دیتے اٹھ کھڑی ہوئی تھی چونکہ مہمان کھانے میں مصروف تھے تو اسے اندر جانے میں کوئی مزاحقہ نہیں لگا وہ اسٹیج سے اتر کر اندر کی طرف بڑھی تھی جب آسے جاتا دیکھ کر زرتاشہ نے روکنا چاہا تو زارا نے اسے منع کر دیا

کیونکہ یہاں لوگ داور کی غیر موجودگی پر باتیں بنا رہے تھے کیونکہ ایک خاتون نے یہاں آتے ہی یہ بات پھونک دی تھی کہ داور صاحب وہاں بھی نہیں ہے ان کی ان کے شوہر سے بات ہوئی ہے اور پھر بس یہ بات تمام خواتین کے لیے ہیڈ لائن بن گئی۔۔ ابھی وہ اندر کی طرف بڑھی جب جلد

بازی کی وجہ سے اس کا پیر اس کے فراک میں الجھا تھا اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے گرنے والی تھی مگر اس سے پہلے وہ منہ کے بل گرتی کسی نے اسے پکڑ لیا تھا۔۔ زارا اور زرتاشہ جن کی اسے گرتا دیکھ کر سانس اٹکی تھی وہی داور کو وہاں دیکھ کر ان کا سانس بحال ہوئی تھی۔۔ ٹھیک ہو تم کہاں جا رہی تھی اس قدر غصہ میں ؟!۔۔ داور اسے سہارا دے کر کھڑا کرتے بولا تھا اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا شاپنگ بیگ تھا۔۔ اور یہ تمہاری آنکھیں کیوں اس قدر لال ہو رہی ہیں طبعیت ٹھیک نہیں ہے تمہاری ؟!۔۔ داور اسے کمر سے تھام کر سیدھا کرتے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھے اس کے بخار کی شدت دیکھنے لگا۔۔ کمرے میں جانا ہے میں نے ہٹے یہاں سے آپ !۔۔ منشا نے اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو کرتے کہا تھا۔۔ جبکہ اس کی بات پر داور ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا تھا اور سختی سے اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔ ہم کمرے میں ساتھ جائیں گے پہلے تم میرے ساتھ ادھر بیٹھو بلکہ ادھر ٹیرس پر چلو !۔۔ داور اسے لیتا اندر
کی طرف بڑھا تھا۔۔ داور کو دیکھتے ہی ان سب نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔ ہاتھ چھوڑیں میرا ہاتھ کہاں لے کر جا رہے ہیں آپ۔۔ منشا نے احتجاج کرتے کہا تھا جبکہ داور اسے زیادہ ضد کرتا دیکھ کر گود میں اٹھا گیا تھا اس کی حرکت پر منشا کی آنکھیں تحریر سے پھیلی تھی جبکہ اندر موجود مالز موں نے بھی حیرت سے اسے دیکھا تھا وہ ٹیرس پر پہنچتے اسے نیچے اتار گیا تھا۔۔ یہ کیا حرکت ہے داور ایسے کون کرتا ہے نیچے سب لوگ ہے سب دیکھ رہے تھے اور کیا ضرورت ہے مجھے یہاں لانے کی ہاں اور آپ کی ہمت کیسے ہوئے مجھے ہاتھ لگانے کی منع کیا تھا نا میں نے۔۔ منشا غصہ سے لال بھبھوکا ہوتے اس سے پوچھنے لگی تھی جب داور اس کی بات کو نظر انداز کرتا اس کے

ہاتھ تھام گیا تھا ۔۔ چھوڑیں میرا ہاتھ مجھے نیچے جانا ہے ! ۔ منشا نے غصہ میں اپنا ہاتھ آزاد کروانا چاہا تھا ۔۔ چھوڑنے کے لیے نہیں تھاما ہے ۔۔ داور گھٹنے کے بل بیٹھتے اس سے کہا تھا جبکہ منشا سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی ۔۔ میں جانتا ہو اب تک میں نے جو بھی کیا ہے وہ غلط ہے ۔۔ میرا تمہارے ساتھ راویہ اور اور بہت سی ایسی باتیں ہے جو میں چاہ کر بھی دوہرا نہیں سکتا میرا راویہ تمہارے ساتھ بہت غلط رہا ہے شروع سے میں یہ نہیں کہوں گا کہ تم مجھے معاف کر دو اور سب کچھ بھول جاو میں بس اتنا کہوں گا کی مجھے ایک موقع دے دو اپنی غلطی سدھارنے کا میں آئندہ کبھی تم پر چیچو کا نہیں ناہی تم سے بد تمیزی کرونگا پکا وعدہ بس ایک آخری بار موقع دے آئی سوئر میں تمہیں لیٹ ڈاون نہیں کرونگا پرومس ۔۔ داور نے یونہی ایک گھٹنے پر بیٹھے اس سے کہا تھا جبکہ نیچے سب لائونج میں علیان کے فون پر یہ سب دیکھ رہے تھے ۔۔ قسم لیں لے آپ مجھ سے سائیں اگر آپ نے اس طرح مجھے منایا ہوتا تو میں نے آپ کو ڈیلیٹ اور بلاک دونوں کر دینا اتنا ٹھنڈا اقرار بھگ ۔۔ زرتاشہ نے ان کی کلپ دیکھتے منہ بھورتے کہا تھا ۔۔ زری وہ کر رہا ہے نا ! ۔۔ اس سے پہلے دارار کچھ کہتا ریان نے اسے ٹوکا تھا ۔ کہو نہیں جاوگی نا چھوڑ کر میں میں تمہارے لیے یہ رنگ بھی لایا ہوں مجھے صحیح سے پرپوز کرنا نہیں آرہا ہے آئی پرومس میں نے پریکٹس کی تھی مگر میں بھول گیا ہوں کیا کہنا تھا ۔ ہاں تم مجھ سے شادی کر لو ؟ ! ۔۔ داور نے کنفیوز ہوتے اس سے کہا

تھا جبکہ منشا نے بے یقنی سے اسے دیکھا تھا جو نا جانے کیا تول جلول بولے جا رہا تھا ۔ نہیں ! نہیں کرنی مجھے شادی کیونکہ میں پہلے سے

ہی شادی شدہ ہوں اور ایسے مناتے ہیں کسی کو ؟ !۔۔ منشا غصہ سے اسے دیکھتے پوچھا تھا جو رنگ باکس کھول کر رنگ دیکھانے کے بجائے اسے پورا بیگ ہی پکڑا رہا تھا۔۔ میں جارہی ہوں اسے دو چپیٹ لگانے مجھ سے مزید یہ خراب پر اپوزل نہیں دیکھا جائے گا اس میں ہاں کرنے والی لڑکی بھی منع کر دے گی۔۔ زرتاشہ نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے کہا تھا۔۔ میرا بچہ تم اسے چھوڑ کر مجھ پر دیہان دو میرا پر اپوزل صحیح تھا نا تو تم اس کے پر اپوزل پر کیوں قوس رہی ہو وہ ہی نکارا۔ دارار نے اسے اپنے ساتھ بیٹھاتے کہا تھا۔۔ قسم ہے منشا ہاں مت کرنا اگر تم نے ہاں کی تو میں تمہارے بال نوچ لونگی !۔۔ روشہا نے اپنے منہ کے زاویہ بگاڑتے غصہ سے کہا تھا۔۔ روشی یہ تم ہر کسی پر تشدد کیوں شروع کر دیتی ہو میرے بالوں تک تو ٹھیک تھا اتنی اب اپنی دیورانی کے بال بھی نوچوں گی۔۔ داعود نے حیرت سے
اسے دیکھتے کہا تھا۔۔ شکر کریں داعود لالا وہ صرف بال نوچ رہی ہے میں نے تو اسے بائکاٹ کرنے کا سوچ لیا ہے۔۔ زارا نے اپنے بیٹے کو جھلاتے ہوئے کہا تھا۔۔ بھابھی آپ بھی !۔۔ آپ سب کو اس کا پرو
پزل اتنا برا کیوں لگ رہا ہے وہ کوشش تو کر رہا ہے !۔۔ داعود نے ان تینوں کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔ اتنی خراب کوشش پر ہم دور دفع ہی کر سکتے ہے داعود لالا۔۔ مائسا نے کھانا کھاتے اسے جواب دیا تھا۔۔ ہاں سوری سوری میں دوبارہ کوشش کرتا ہوں رکو !۔۔ داور نے بیگ نیچے رکھتے رنگ باکس نکالا تھا۔۔ منشا کیا تم مجھے معاف کر کے ایک اور موقع دو گی تاکہ میں نہیں تاکہ ہم ایک نئی شروعات کر سکے۔۔ بلکل نہیں داور آپ تو ڈھنگ سے پر پوز بھی نہیں کر پا رہے سے پر ہیں میں

جا رہی ہوں کمرے میں آپ پہلے پریکٹس کریں پھر ہم بات کریں گے ہاں۔۔ اور ہاں یہ تو آپ میرے لیے لائے ہیں مجھے دے دیں اور آپ دوسرا طریقہ سوچے۔۔ منشا بڑے آرام سے اس کے ہاتھ سے باکس لیتے اسے دھکا دے گئی تھی۔۔ اس کی تو بینڈ بج گئی ہے بھی۔۔ یہ تو نکالا گیا ہے کمرے سے !۔۔ داعود اور علیان نے وڈیو دیکھتے افسوس سے کہا تھا۔۔ یہ تم سب یہاں کیوں کھڑے ہو مہمانوں کو کون دیکھے گا۔۔ ابھی وہ سب مزید کچھ کہتے جب انہیں راجی کی آواز سنائی دی تھی وہ سب ہی جینٹس کی سائڈ کی طرف بڑھے تھے کیونکہ ان سب نے ہی لیڈیز سائڈ کی لاسٹ خالی ٹیبل پر اینٹرینس کی طرف منہ کر کے ڈیرہ ڈالا ہوا تھا اس سے پہلے داجی یا گھر کا کوئی اور بڑا ان لوگوں کو ڈانٹاتا وہ لوگ وہاں سے نو دو گیارہ ہوئے تھے۔۔۔ ولیمے کی

تقریب خیر و عافیت سے اختطام پر پہنچی تھی۔۔ ریان آپ نے سب کو کیوں نہیں بتایا ہے کہ ہم بھی اکسپیکٹ کر رہے ہیں؟ !۔۔ دعا بیڈ پر لیٹتے اپنے ہاتھ دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔ یونہی آلیہ ہم کل چلیں گیں تو سب کو بتا دیں گے۔۔ ریان نے اس کے برابر میں جگہ سمبھالتے کہا تھا۔۔ کل کیوں؟ !۔۔ دعا نے اس کی طرف گھومتے پوچھا تھا۔ کیونکہ کل ایک خاص کام انجام دینا ہے !۔۔ ریان نے اس کے عارض چومتے ہوئے کہا تھا۔۔ ایسا کیا کام ہے ریان آپ تو وہاں نہیں جانا چاہ رہے تھے پھر اب کیوں؟ !۔۔ تمہاری مورے سے بدتمیزی کی ہے ان پر ہاتھ بھی اٹھا دیا تھا غصہ میں تو معافی تو مانگنی تو بنتی ہے نا۔۔ ریان نے اسے دیکھتے کہا تھا جبکہ اس کی بات پر دعا نے

بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔ آپ مورے سے معافی مانگے گیں؟ !۔۔ دعا نے اس سے دور ہوتے کہا۔۔ جی بلکل مانگوں گا اور تب تک نہیں اٹھو گا جب تک وہ معاف کر نہیں دیتی پھر ہم انہیں یہاں اپنے گھر لے آئیں گیں تاکہ کچھ دن وہ ہمارے ساتھ رہیں جب سے ہماری شادی ہوئی ہے وہ ولیمہ کے بعد آئی ہی نہیں کبھی

ہمارے گھر۔۔ ریان نے سیدھے ہوتے جواب دیا تھا۔۔ جبکہ اس کی بات پر دعا کے آنکھوں پر نمی ابھری تھی۔ اہلیہ اس میں رونے والی کیا بات ہے۔۔ آپ کو پتا ہے جب سے وہ بات ہے ہم مورے سے بات بھی نہیں کر پارہے ہیں انہیں لگ رہا ہو گا ہم ناراض ہے مگر ہم سے ہمت ہی نہیں ہو رہی کہ میں کچھ کہوں جب جب ہمت کرتی ہوں تو وہ منظر میرے سامنے آجاتا ہے۔۔ میں ان سے نظریں نہیں ملا پاتی ہوں۔۔ دعا نے روتے ہوئے اس سے کہا تھا۔۔ جانتا ہوں میری جان میرے جذبات میں کی ہوئی غلطی کی سزا تمہیں بھگتی پڑی ہے مگر میں وعدہ کر رہا ہوں آپ سے آہلیہ اس کا مداوع بھی کر دونگا آپ فکر نا کریں۔۔ ریان نے اس کے عارض پو بھتے کہا تھا۔۔ مورے مان جائے گی نا ؟ !۔۔ دعا نے اپنا خدشہ ظاہر کرتے پوچھا نا ! تھا۔۔ بلکل۔ مان جائے گی جب اپنی بیٹی دینے کے لیے مان گئی تھی تو اس بات کے لیے بھی میں منا لو نگا ہم اب آپ بے فکر ہو کر سوئے لوں ہم ہو ہوئے تاکہ آپ صبح فریش لگے یہ نا ہو وہ کہے کہ میں نے ان کی نارضگی میں ان کی بیٹی کا خیال نہیں رکھا۔۔ ریان نے اسے اپنے سینے پر لیٹاتے سولانا چاہا تھا۔ یہ تو وہ کبھی نہیں کہیے گی کیونکہ وہ جانتی ہے کہ آپ سے زیادہ میرا خیال کوئی کر ہی نہیں سکتا۔۔

منشا دروازہ کھول دو نا ؟ ! آج ہماری ویڈنگ نائٹ ہے تم کیوں مجھ بیچارے کو سزا دے رہی ہو !

۔۔ داور نے سرگوشی کرتے ہوئے دروازے بجاتے اس سے کہا تھا۔۔ سچ بیچارہ منع کیا تھا بیوی کو اتنا تنگ مت کر مگر تو نے میری بات نہیں سنی بھائی جب خود غلطی کروگے تو کنٹرول بیوی کے پاس ہو گا جب غلطی نہیں کروگے تو کنٹرول تمہارے پاس ہو گا۔۔ علیان نے ریلنگ کے پاس موجود صوفے سیٹ پر پر بیٹھے داور کو دیکھتے کہا تھا جو تھا جو اس وقت اسے بھکاری لگ رہا تھا۔۔ اچھا تو لالا کے بارے میں کیا خیال ہے تیرا وہ دیکھ ہم نے تو کبھی بھی زارا بھابھی کو رائو ڈی بھا بھی بنتے نہیں دیکھا۔۔ داور نے نیچے دارا بھابھی راوڈی بھابھی بنتے داور نے مجھے سے اوپر آتے علیار کو دیکھے کیا تھا۔ انہیں شریف اور جنتی ہیوی ملی ہے اس لیے ان کا نصیب اچھا ہے۔۔ تو آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں داعود لالا و دلالا ہم سب کی بیوی غنڈی ہے۔۔ داور نے علیار اور دارار کو وہاں آتا دیکھ کر تیز آواز میں کہا تھا جبکہ داعود نے دانت کچکچاتے اسے دیکھا تھا۔۔ جبکہ داور کی بات پر علیار اور دارار نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔ نہیں میرے لال میں کہہ رہا تھا کہ میری بھابھیاں شریف ہے بس میری والی جنگلی بلی ہے !۔۔ داعود نے ان کی.

گھوریوں کی وجہ سے اپنا اسٹیٹمنٹ بدلہ تھا۔۔ ٹھیک تو آج آپ اپنی رات جانوروں سے دور ایک پر سکون ماحول میں گزارے وہ بھی یہاں ریلنگ کے سنگل صوفے پر !۔۔ وہ خود کہے جملہ پر بے وجہ ہنس رہا تھا جب روشہانے کی آواز اس کے عقب سے آئی تھی۔۔ روشہانے کو وہاں کھڑا

دیکھ کر اس کا رنگ فق ہوا تھا وہ ہاتھ میں پانی کی بوٹل تھامے اسے بے تاثر نظروں سے دیکھ رہی تھی اوریہی داعود کی گھنٹی بجی تھی کہیں وہ اس سے ناراض نا ہو جائے وہ چیل کی تیزی کی طرحاس کی طرف بڑھا تھا اور اسے اپنے ساتھ لگائے اپنے کمرے کی طرف جبکہ اس کے جاتے ہی دارار اور علیار نے داور کو دیکھا تھا۔۔ تمہیں یہاں اسے ڈوپلیکیٹ چابی دینے بھیجا تھا نا کہ گپے کرنے کے یہاں اسے دو چابی نیچے بھیجا تھا ان کے پے کرنے کے لیے تم آئدہ کو مانسا کے ساتھ اکیلے کیسے چھوڑ کر گھومتے ہو لاپرواہی سے جبکہ جانتے ہو کہ وہ تمہیں نہیں دیکھتی ہے تو اسے تنگ کرنے وہ ہے اسے کرنے لگتی ہے۔۔ علیار علیان کو وہاں اطمینان سے بیٹھا دیکھ کر غصہ سے بولا تھا۔۔ میں تو وہی دے رہا تھا لالا اس نے مجھے ڈسٹریک کیا ہے

وہی دے رہا تھا میں ۔۔ علیان جلدی سے اپنی جیب سے چابی نکالتے سامنے رکھے ٹیبل پر رکھتا وہاں سے غائب ہوا تھا۔۔ یہ لو اور جو کچھ اب تک ہو چکا ہے اس کا مداوع کرنے کی کوشش کرو کیونکہ اگر اب منشا کی طرف سے ایک بھی شکایت آئی یا ہم نے تمہیں دیکھ لیا کچھ غلط کرتے تو یاد رکھنا تمہاری حالت کیا ہو گی اور کل صبح تم پہلے میرے ساتھ ڈیرے پر چلو گے جو ونی کر کے اعلی زرفانی کام تم نے انجام دیا ہے اسے سدھارنے۔۔ دارار اس کے ہاتھ میں چابی تھامتے بولا تھا اور اپنے کمرے کا رخ کر گیا تھا اس کے جانے کے بعد علیار بھی خاموشی سے وہاں سے نکل گیا تھا۔۔ اپنے کمرے میں داخل۔ ہوتے علیار نے کوٹ میں سکون سے سوتے اپنے بیٹوں کو دیکھا تھا اس کی بیوی نے اسے کل تک کا وقت دیا تھا نام رکھنے کے لیے وہ اس کی دھمکی یاد کرتے مسکراتے اپنے بیٹوں کو دیکھ رہا تھا جب زارا فریش کے اپنے بیٹوں کو رہا تھا جب اور افریز ہوتی

کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔ کیا ہوا جاگ گئے ہیں کیا دونوں؟ !۔۔ زارا نے کوٹ کے قریب آتے اس سے پوچھا تھا۔۔ نہیں !۔۔ میری زار میری ایک خواہش پوری کرو گی؟ !۔۔ علیار نے اسے کمر سے تھامتے اپنے قریب کرتے پوچھا تھا جبکہ اس کی بات پر زارا نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا۔۔ علی کیا بات ہے بتائیں میں نے آج تک آپ کی کسی بات پر انکار کیا ہے ؟ !۔۔ زارا اس کے چہرے کو دیکھتے پریشانی سے پوچھ گئی تھی۔۔ میں تمہیں دلہن بنے دیکھنا چاہتا ہوں بارات کی دلہن جیسی ہوتی ہے ویسے سر تا پیر میرے لیے سجی !۔۔ علیار نے اسے دیکھتے فرمائش کی تھی جبکہ زارا پہلے تو اسکی بات پر خاموشی سے اسے دیکھتے رہی مگر پھر جو اس کی ہنسی نکلی وہ خود سے ڈرتے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی تھی کہیں اس ہی اپنی ہلا کے بیٹے نا اٹھ جائے۔۔ علی کیا ہو گیا ہے آپ کو کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔ دو بچوں کے بعد آپ مجھے دلہن بنانا چاہ رہے ہیں وہ بھی بارات کی؟ !۔۔ آپ بھی نا اچھا ویسے میرے دلہن بنے سے کیا ہو گا ؟ !۔۔ زارا نے سینے پر ہاتھ باندھتے اس سے پوچھا تھا۔۔ وہ سب

کچھ جو تم نے سوچانا ہو اب سوال نہیں نا ہی انکار ڈریسنگ روم میں ایک شاپنگ بیگ ہے اس میں تمہارے ضرورت کی ساری چیزیں ہے جاو جا کر تیار ہو میں یہاں ویٹ کر رہا ہوں جاو جلدی !۔۔ علیار بغیر اس کی کوئی دوسری بات سنے اسے ڈریسنگ روم میں بھیج گیا تھا جبکہ زارا نے بے یقنی سے ڈریسنگ روم کے بند دروازے کو دیکھا تھا بابا کی جان ! آج آپ دونوں بابا کے اچھے بیٹے ہونے کا ثبوت دو اور دادو کے پاس آرام کرو۔۔ ہاں بابا صبح ہوتے ہی اپنے شیر کو لینے آجائیں گے اور تم دونوں نے ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہے ہر وقت - تم دونوں میرے لیے

بہت قیمتی ہو میری جان ہو تمہاری ماں کے بعد اگر مجھے کوئی سب سے زیادہ عزیز ہے تو وہ تم دونوں ہو۔۔ علیار باری باری احتیاط سے اپنے بیٹوں کو اپنی بانہوں میں بھرتے ان کے عارض چومتے بولا تھا بلا شبہ اس کے بچے بے حد حسین تھے اور ہر بار انہیں دیکھتے اسے ایک نئے سرے سے ان پہ پیار آتا تھا دونوں کی ہی آنکھوں کا رنگ زارا کی آنکھوں کے رنگ سے مختلف تھا ان میں ان دونوں کا عکس جھلکتا تھا جو ان دونوں کو منفرد بنا رہا تھا۔۔ وہ ان دونوں کو سادیہ کے حوالے کرتا کمرے میں لوٹا تھا۔۔ زارا ماتھے پر

بل ڈالے اس شاپنگ بیگ خو دیکھتے اٹھانے لگی اسے اٹھاتے ہوئے اسے اندازہ ہوا تھا کہ یہ کس قدر بھاری ہے وہ اسے کھینچ کر اپنے قریب کرتے اس میں موجود چیز دیکھنے لگی جہاں ایک برائڈل ڈریس موجود تھا وہ ڈیپ ریڈ کلر میں وہ شاپنگ بیگ میں موجود جیولری اور گجرے کے شاپر کو الگ کرتے اس کا ڈوپٹا اٹھائی تھی جو کہ خاصہ ہیوی تھا۔۔ علی کو بھی نا پتا نہیں کیا ہو گیا تھا اتنا ہیوی ڈریس منگوا لیا جبکہ اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔۔ زارا نے ڈریس کی قمیض اٹھاتے

وہی اسے کچھ یاد بھی آیا تھا۔۔ علیار نے اس دن علیشا کی باتوں کے بعد دوبارہ اسے کبھی گزارا لا کر نہیں دیا تھا تو پھر آج۔۔ پرانی یادیں سوچ کا حصہ بنتی تو اسے ہلکی سی تکلیف محسوس ہوئی تھی وہ بجھے دل

سے تیار ہوتے سب کچھ پہنے لگی تھی تھکن کی وجہ سے وہ بالوں کا جوڑا کرنے کے بجائے انہیں چوٹیاں میں قید کرتے ان پر گجرہ لپیٹ گئی تھی کمیز کا پچھلا گلا قافی گہرہ تھا تقریبا بیک لیس اسے تین ڈوریوں نے سامنے سے ٹکے رہنے میں مدد کی تھی وہ اسی کے ساتھ کی جیولری پہنتے سر پر ڈوپٹا

جمائے انہیں اچھے سے سامنے اور ہاتھوں پر رکھ گئی تھی تاکی اس کے وزن سے وہ گر نا جائے وہ ایک آخری بار خود کو مرر میں دیکھتے باہر کی طرف بڑھنے لگی تھی جب اس کی نظر گرین کلر کے سے سیٹ پر گئی تھی وہ ریڈ لپسٹیک لگاتے آسے بھی پہن گئی تھی۔۔ جو نہی وہ باہر نکلی علیار پہلے ہی وہاں موجود تھا بالکنی کا گیٹ کھا ہوا تھا وہ وہاں پیچھے کھلا ہوا تھا وہ وہاں کچھ کر رہا تھا زارا نے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا اتھا اس نے اب تک ولیمہ کی تقریب والی شلوار قمیض ہی پہن رکھی تھی جو کہ سیاہ رنگ کی تھی اور پورے قمیض پر جدید مردانہ طرز کا کام ہوا تھا۔۔ کمرے میں ہوتے ہلکی پھلکی کھٹ پٹ پر وہ کمرے میں آیا تھا اسے یوں اپنے پسند کیے لباس میں دلہن کی طرح سجا سنورا دیکھ کر وہ سٹل ہوا تھا کئی لمحے تک تو وہ سانس لینا بھی بھول گیا تھا۔۔ علی یہ آپ آدھی رات کو وہاں بالکنی میں کیا کر رہے ہیں اور بچے کہاں ہے ؟۔۔ زارا خالی بے بی کاٹ دیکھتے ہوئے اس سے پوچھ گئی۔۔ ہاں؟ !۔۔

اس کی بات پر علیار کا سکتا ٹوٹا تھا۔۔ بچے؟۔۔ بچے کہاں ہے اور آپ اتنی رات گئے وہاں کیا کر رہے ہیں ؟۔۔ زارا با مشکل اپنا بھاری گرارا اٹھاتے اس سے بولی تھی۔۔ بچے مورے کے پاس ہیں اور تم یہاں آدیں نے ایک سرپرائز تیار کیا ہے تمہارے لیے !۔۔ علیار اسے اتنا خوبصورت لگتا دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا تھا جبکہ زارا مبہوت ہوتے اس کی مسکراہٹ کو دیکھا تھا یہ مسکراہٹ اسے کم ہی دیکھنے کو ملتی تھی آخری بار جب ان کے بیچ سب ٹھیک ہوا تھا اور اسکے علیار کو دوسرا

موقع دیا تھا یہ مسکراہٹ تب دیکھی تھی۔۔ وہ اس کے ہاتھ تھامے بالکنی میں آیا تھا جہاں کا

سیٹ اپ دیکھ کر زارا کا منہ حیرت سے کھلا تھا۔۔یہ سب آپ نے کب کیا ہاں ؟۔۔ وہاں پر

فوٹو شوٹ کے لیے سیٹنگ کی گئی تھی جہاں ایک کیمرا اسٹینڈ لائٹس اور پھولوں سے بنا بیک گرائونڈ

بنایا گیا تھا۔۔ بس ابھی ابھی میں نے نیچے سب کچھ تیار کروایا ہوا تھا۔ کیسا لگا تمہیں ؟۔۔ علیار

کیمرے کی پوزیشن سیٹ کرتا اس سے پوچھ گیا تھا۔۔ بہت بہت ہی پیارا ہے یہاں ہماری تصویر

بنے گی۔ وہ خوشی سے پھولے نہیں سمارہی تھی ان کی شادی کی اتنی کوئی خاص تصویر نا تھی نکاح

کے وقت کی بھی نہیں تھی کیونکہ دونوں کا نکاح الگ الگ ہوا تھا اور علیار وہاں سے سیدھا کہیں

اور نکل گیا تھا۔۔ ماضی یاد کرتے زارا پھیکا سا مسکرائی تھی۔۔ چلو تصویرے بنائے !۔۔

علیار اس کی کیفیت سمجھتا بولا تھا۔۔ مگر یہاں تو کوئی فوٹو گرافر ہی نہیں ہے !۔۔ زارا نے اسے

دیکھتے پریشانی سے کہا تھا۔۔ ہو بھی نہیں سکتا میری بیوی اس قدر حسین اور پیاری لگ رہی ہے

میں کیسے کسی اور کو آجازت دے دوں کہ وہ تمہیں دیکھ لیں ہاں۔۔ علیار نے اسکے

ماتھے سے ماتھا ٹکاتے جذب کے عالم میں کہا تھا۔۔ تو پھر پکچر کون کھینچے گا ؟ !۔۔ زارا نے اس

کی آنکھوں میں دیکھتے سوالیاں انداز میں پوچھا تھا۔۔ آپ کا غلام آپ کی خدمت میں حاضر

ہے۔۔ علیار نے اسے چھوڑتے سر کو خم دیتے کہا تھا۔۔ وہ تو ٹھیک ہے مگر ہم دونوں کی پکچر کون

بنائے گا۔۔ زارا اسکی بات سمجھتے ہنوز اپنی پریشانی بتائی رہی تھی۔۔ میں سب کر لونگا میری زار

تم کیوں پریشان ہوتی ہو۔۔

علیار نے اسے کہتے کمرے پر ٹائمر سیٹ کیا تھا اور خود اس کے ساتھ کھڑا ہوتا ساری پکچرز کلک کر گیا تھا۔۔ وہ دونوں اس وقت بیڈ پر بیٹھے اپنی کلک ہوئی پکچر دیکھ رہے تھے۔۔ علی یہ والی کا ہم فریم کروالیں گیں اور کل نا آپ جا کر ایک میچنگ کی شلوار کمیز بنوانے کا آڈر دے دینا جو ہم چاروں کا ایک جیسا ہو میرا آپ کا بچوں کا پھر ہم اس میں فیملی پکچر کلک کریں گی اسے بھی یہاں فریم کروائے لگائیں گیں ٹھیک ہے۔۔ زارا نے پکچر دیکھتے خوشی سے اپنی خواہش بتائی تھی۔۔ پکچر بلکل میری جان ایسا ہی ہو گا مگر اب تمہیں نہیں لگتا رات بہت ہو گئی اور ہمیں وہ کر لینا چاہیے جس کے معاملے میں نے شرافت اختیار کر

رکھی ہے۔۔ علیار نے اس کی کالی تھامتے ان پر اپنے لب رکھتے اس سے پوچھا تھا۔۔ اور ایسا کیا ہے جس معاملے میں آپ نے شرافت اختیار کر رکھی ہے بس اب آپ میری ساری باتیں خاموشی سے سنتے اور مانتے ہیں مجھے گھورتے نہیں ہے مجھ پر غصہ نہیں کرتے شرافت تو آپ نے بہت سے معاملات میں دیکھ رکھی ہے آپ کس کی بات کر رہے ہیں۔۔ زارا نے اے سی تیز کرتے پیچھے رکھے تکیوں سے ٹیک لگاتے اس سے پوچھا تھا جبکہ علیار اس کی اداؤں پر خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ وہی جس کی بہت دن سے میری بیوی گزارش کر

رہی تھی مگر میں چاہ کر بھی اسے پورا نہیں کر پا رہا تھا۔۔ علیار اس کے قریب ہوتے اسے یاد کروایا تھا۔۔ ہم یعنی تو آپ مان رہے ہیں کہ آپ نے میری کسی خواہش کو ماننے سے انکار کیا ہے !۔۔ زارا نے اس کے گلے میں بانہیں ڈالتے پوچھا تھا۔۔ مجبوری تھی ورنہ کون ناچیز اپنی جان سے عزیز بیوی کو انکار کرتا ہے۔۔ علیار نے

اسے چھوڑتے سر کو خم دیتے کہا تھا۔۔ وہ تو ٹھیک ہے مگر ہم دونوں کی پکچر کون بنائے گا۔۔ زارا اسکی بات سمجھتے ہنوز اپنی پریشانی بتائی رہی تھی۔۔ میں سب کر لونگا میری زارتم کیوں پریشان ہوتی ہو۔۔

علیار نے اسے کہتے کمرے پر ٹائمر سیٹ کیا تھا اور خود اس کے ساتھ کھڑا ہوتا ساری پکچرز کلک کر گیا تھا۔۔ وہ دونوں اس وقت بیڈ پر بیٹھے بلکل میری جان ایسا ہی ہو گا مگر اب تمہیں نہیں لگتارات بہت ہوگئی اور ہمیں وہ کر لینا چاہیے جس کے معاملے میں نے شرافت اختیار کر رکھی ہے۔۔ علیار نے اس کی کالی تھامتے ان پر اپنے لب رکھتے اس سے پوچھا تھا۔۔ اور ایسا کیا ہے جس معاملے میں آپ نے شرافت اختیار کر رکھی ہے بس اب آپ میری ساری باتیں خاموشی سے سنتے اور مانتے ہیں مجھے گھورتے نہیں ہے مجھ پر غصہ نہیں کرتے شرافت تو آپ نے بہت سے معاملات میں دیکھا رکھی ہے آپ کس کی بات کر رہے ہیں۔۔ زارا نے اے سی تیز کرتے پیچھے رکھے تکیوں سے ٹیک لگاتے اس سے پوچھا تھا جبکہ علیار اس کی اداؤں پر خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ وہی جس کی بہت دن سے میری بیوی گزارش کر رہی تھی مگر میں چاہ کر بھی اسے پورا نہیں کر پا رہا تھا۔۔ علیار اس کے قریب ہوتے اسے یاد کروایا تھا۔۔ ہم یعنی تو آپ مان رہے ہیں کہ آپ نے میری کسی خواہش کو ماننے سے انکار کیا ہے !۔۔ زارا نے اس کے گلے میں باہیں ڈالتے پوچھا تھا۔۔ مجبوری تھی ورنہ کون ناچیز اپنی جان سے عزیز بیوی کو انکار کرتا ہے۔۔ علیار نے

جھکتے جھکتے باری باری اس اس کے آنکھوں پر پر لب رکھتے کہا تھا۔۔ تو پھر ؟ !۔۔ زارا نے آگے کو ہوتے سوالیاں نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا تھا۔۔ تو

پھر یہ کہ آپ ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم اپنی چاند سی پیاری بیوی کو اتنے حسین اور انمول تحفے دینے پر خراج تو پیش کریں۔۔ علیار نے کہتے اسے اپنے قریب کھینچا تھا اور اس کے لبوں پر قابض ہوا تھا زارا اس کے جزباتی پن میں ایک ہاتھ اس کے کندھے پر رکھتے دوسرے سے آہستہ آہستہ اس کے عارض سہلاتے اسے پر سکون کرنے لگی۔۔

وہ اپنے لمس میں نرمی کے ساتھ ساتھ سختی بھی رکھے ہوئے تھے وہ نرمی مگر شدت سے اس کے لبوں کو سک کرتا آہستہ آہستہ اسے بیڈ

پر لیٹا گیا تھا۔۔ زار !۔۔ وہ اس کے لبوں سے جدا ہوتا اس کے مخطوری لبوں پر اپنے کھردرے انگھوٹے کو سہلاتے اسے پکار گیا تھا۔۔ ہم !؟۔۔ زارا نے اس کی گردن سے نظریں ہٹاتے اسے دیکھا تھا۔۔ ! آئی لو یو !۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا تھا۔۔ اس کی بات پر زارا نے قافی دیر تک خاموشی اختیار رکھی تھی۔۔ آئی ریلی ڈو !۔۔ اسے یوں خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ بولا تھا اور اس کی کمر کے

گرد سے ہاتھ گزارتے اسے خود سے لگاتے رول ہوتا اپنے اوپر منتقل کر گیا تھا۔۔ تم۔ کچھ نہیں کہو گی؟ !۔۔ اسے مسلسل خاموشی سے خود کو تکتا پا کر علیار نے اس کے بال کھولتے ان میں سے

گجرہ نکلاتے انہیں سلجھاتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔۔ جی نہیں آج غالبا آپ کہ رات ہے تو جو کہنا ہے آپ کہے گیں میں صرف سنو گی !۔۔ زارا سے کے

نے اس کی موچھوں پر انگلی پھیرتے کہا تھا۔۔ چلیں یہ بھی ٹھیک ہے رات بھی ہماری اور آپ بھی !۔۔ وہ اسے کہتا اس کی کلائی تھامتے اس کی انگلیوں سے اپنے الجھاتے اسے منہ کے بل لیٹاتے خود اس پر قابض ہوا تھا وہ نرمی سے اس کی بیک گردن کو چومتے اس کے بلائوز کی دوڑیاں کھول گیا تھا وہ نرمی سے اس کا رخ اپنی طرف کرتا اس کی گردن پر جھکا تھا وہ کمرے کے تمام لائٹس بند کرتا اسے اپنے بے حد قریب کر گیا تھا جہاں سے جائے پناہ دونوں کے لیے نا ممکن ہو

دارار جونہی کمرے میں داخل ہوا تو ہر جگہ خاموشی کا راج تھا اس نے ٹھٹک کر اپنے اعتراف میں دیکھا تھا اس کی طوفانی بیوی غائب تھی ۔۔ وہ اپنا فون رکھتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا تھا جہاں وہ سارا سامان بکھیرے بیٹھی تھی۔۔ زری یہ کیا کر رہی ہو ؟ !۔۔ وہ حیرانی سے اس کی اعتراف میں پھیلی چیزوں کو دیکھتا اس سے پوچھ گیا تھا جو

اسے نظر انداز کرتے اس وقت اس کے دل میں لگیانی مچا رہی تھی ۔۔ وہ اس وقت سلک کی وائٹ رنگ کی گھٹنوں تک آتی نائٹی پہنے اس پر وائٹ کی نیٹ کا کوٹ پہنے ہوئے تھی جو گھٹنوں سے تھوڑا نیچے تھا۔۔ زرتاشہ اس کی بات کا جواب دیے بنا اپنی تمام جیولری دیکھ رہی تھی۔۔ وہ اپنے ایک طرف دارار کی دی ہوئی تمام تر جیولری پھیلائے بیٹھی تھی جبکہ دوسری سائڈ اس

نے ریان کی دی ہوئی جیولری پھیلائے بیٹھی تھی۔۔ زری تم یہ کیا کر رہی ہو۔۔ دارار نے اس کے ساتھ بیٹھتے اپنی جگہ سمبھالی تھی۔۔ دیکھ رہی ہوں آپ واقعی مجھ سے پیار کرتے ہے نہیں۔۔ زرتاشہ نے ریان کے دیے گئے گفٹ کے ساتھ اب دارار کی دی چوڑیاں رکھی تھی۔۔ تو پھر بتاو کرتا ہوں یا نہیں !۔۔ دارار نے اس کی بات پر تجسس سے پوچھا تھا۔۔ میرے حساب سے تو نہیں کرتے ہیں !۔۔ زرتاشہ نے منہ بھورتے چیزیں اپنے باکس میں رکھتے اسے جواب دیا تھا جبکہ اس کے جواب پر دارار کا تھ کھلاتا چہرہ مرجھائے تھا وہ بے یعنی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ کیوں کم گفٹ ہے کیا تم فکر نا کرو میں کل اور لا دونگا۔۔ دارار نے بھوئے سکیڑتے اس سے کہا تھا اس کی بات پر زرتاشہ نے ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھا تھا۔۔ اور آپ ایسا کیوں کرے گیں

پہلے ہی ان کو سمبھالنا اور رکھنا مشکل ہے آپ اور چیزیں لانے میں لگے ہوئے ہیں میں تو سوچ رہی ہوں لالا کی چیزیں بینک لاکر میں رکھوا دو آپ والی میں پہنتی ہوں تو اسے یہی رہنے دیتی ہو۔۔ زرتاشہ نے اسے اپنی سوچ بتائی تھی۔۔ ایک منٹ ایک منٹ کہیں آپ یہ تو نہیں سوچ رہے تھے کہ ان چیزوں کی بنا پر میں یہ کہہ رہی ہوں کہ آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے ؟ !۔۔ زرتاشہ نے کچھ بھی کہنے سے پہلے اپنا خدشہ کو اسے بتاتے تصدیق چاہی تھی۔۔اس کے جواب پر دارار ہاں میں سرہلا گیا تھا۔۔ حد ہے ویسے سائیں مطلب حد

ہی آپ ذرا یاد کریں آج سارے دن میں آپ نے کیا کیا ہے تب تک میں ان کو ٹھکانے لگاو اس کے بعد آپ کو !۔۔ زرتاشہ نے غصہ سے کہتے ساری چیزیں الماری میں رکھی تھی۔۔ میں نے

سارا دن ولیمے کی تیاری کی ہے !۔۔ دارار اس کی بات پر بوکھلاتے اس کے ساتھ ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اسے ایک ایک کر کے باکس دیتا سوچنے لگا کہ کہاں اس نے غلطی کر دی ہے۔۔ یاد نہیں آیا نا کیسے یاد آئے گا جب آپ کو میں یاد نہیں تھی سارا دن۔۔ زرتاشہ نے گیٹ بند کرتے کمر پر ہاتھ ٹکاتے کہا تھا۔۔ ہاں میں کب بھولا ہوں تمہیں !۔۔ اس کے الزام پر دارار نے منہ کھولے اسے دیکھا تھا۔۔ آج !۔۔ آج ہی بھولیں ہیں آپ مجھے زرا جو خیال آیا ہو ایک بار بھی آپ کو کہ معصوم سی بیوی کی تعریف کر دو اس سے کھانے کا پوچھ لوں اس کی تصویرے بنوا لو نہیں آیا نا خیال ایک بار بھی۔۔ زرتاشہ نے کبرڈ کا دروازہ زور سے بند کرتے کہا تھا جبکہ اس کے یوں غصہ کرنے پر دارار کی آنکھیں

تحریر سے پھیلی تھی۔۔ زری میری جان ایسا نہیں ہے میں نے نیلم کے ہاتھوں کھانا بھیجوایا تھا نا اور تصویرے بھی تو بنی ہے ہماری !۔۔

دارار نے اسے منانے کی خاطر اس کے قریب ہوتے کہا تھا جب زرتاشہ اسے اپنے ہاتھ کہ اشارے سے روک گئی تھی۔۔ میرا شوہر کیا نیلم ہے جو اس کے ہاتھ سے بھیج دیا کھانا اور جن تصویروں کی آپ بات کر رہے ہیں وہ ہماری اکیلے کی پکچر نہیں داعود لالا اور روشہانے کے ساتھ پکچر ہے !۔۔ زرتاشہ نے غصہ سے اس کی تصیح کرتے بیڈ پر جا بیٹھی تھی۔۔ اچھا غلطی سے بھول گیا ہونگا معاف کر دو تم مجھے !۔۔ دارار اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھتے اس کا ہاتھ تھامے بولا تھا۔۔ رہنے دیں آپ آپ کا یہی ہے اتنی محنت لگا کر ہم تیار ہوئے تھے اور آپ نے کیا کیا۔۔ اپنے کام میں لگے رہے !۔۔

زرتاشہ نے اس کے کندھے پر مکا جڑتے کہا تھا جبکہ دارار نے پریشانی

سے اسے دیکھا تھا۔۔ زری میرا بچہ آئم ریلی سوری اب ایسا بھی نہیں ہو گا میں ابھی کر دیتا ہوں

تمہاری تعریف میری جان تم ابھی بھی بہت حسین لگ رہی ہو بلکل میری سردارنی جیسی۔۔

دارار نے اس کی کالی پر باری باری لب رکھتے کہا تھا جبکہ زرتاشہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا

تھا۔۔یہ ان کپڑوں میں ۔ میں آپ کو پیاری لگ رہی ہوں؟ !۔۔ زرتاشہ نے اپنے نائٹ سوٹ کی

طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔۔ بلکل اسی نائٹ سوٹ میں تم بے حدپیاری اور وہ لگ رہی ہو۔۔

دارار نے اسے کھینچتے اپنے قریب کیا تھا۔۔ وہ کیا ؟ !۔۔ اس کے اچانک اپنی طرف کھینچنے پر

زرتاشہ نے با مشکل ہی خود کو بیلنس کیا تھا۔۔ ویسے تو اب میں یاد رکھو گا کہ تمہاری تعریف کرنی

ہے تاکہ ہوتے ہوئے تمہارے ساتھ رہے گا ہمیشہ جب تم نہیں ہوتی تو میں صرف کام کرتا ہوں

تاکہ وقت کٹ جائے اور تم جلدی سے میرے پاس آجاو اسی وجہ سے میں تمہیں خود سے دور نہیں

بھیجتا ہوں میرے سانسے تمہاری خوشبوں سے ہیں تم دور ہوتی ہو تو یہ روکنے لگتی ہے کیا اتنا قافی

نہیں ہے تمہارے لیے کہ تم جان لو تمہاری کیا اہمیت ہے ۔ ہم بھی نا بھی ہے۔۔ تم بھی نا

کبھی کبھی مجھے بھی سوچنے پر مجبور کرتی ہو اتنا سب کچھ کر کے تمہیں اہلیت میں لیا ہے اور تم تم

ہو کے اہمیت پوچھتی ہو اہلیت سے بڑھ کر بھی کوئی اور بات ہوتی ہے جو جو ایک لڑکی کی اہمیت

بتائے بیوی سے بڑھ کر کون عزیز ہوتا ہے ہاں۔۔ دارار نے اس کے عارض تھامتے کہا تھا جبکہ

زرتاشہ نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا اتنے پر زور اقرار پر اس کا دل دھڑکا تھا مگر خود پر کنٹرول کر

گئی۔۔ ٹھیک ہے میں مان لیتی ہوں مگر اب آپ ایموشنل تو نا ہو اتنی محنت کر کے میں نے یہ

نائٹ سوٹ پہنا تھا مجھے لگا تھا اس میں مجھے دیکھ کر آپ کی سیٹی گم ہو جائے گی مگر نا بابا نا مجال ہے جو آپ پر اثر ہوا ہو اور زرا بیوی سے پیار محبت کی باتیں کرلی ہو تعریف بولی تو پورا مضمون ہی لکھ ڈالا آرے بھی رومینٹس کرنے کے لیے پہنا تھا میں نے یہ آپ کی ہارٹ وار منگ اقرار سنے کے لیے نہیں ۔۔ خیر چھوڑیں آپ نے اس دن مجھے کہا تھا نا کہ میں جو بھی آپ سے کہوں گی آپ ماننے گیں ۔۔ زرتاشہ نے اس کے لیپ سے اترتے پوچھا تھا ۔۔ کس دن ؟ ! ۔۔ جب میں آپ کو بے بی کرنے کا کہہ رہی تھیاور ہماری لڑائی ہوئی تھی ۔۔ زرتاشہ نے اسے کچھ دن پہلے ہوئی ان دونوں کے درمیان بات اور معائدے کو یاد دلایا تھا ۔۔ ہم ۔ مانگ لو کیا چاہیے میری جان کو ۔۔ دارار نے بیڈ سے کھڑے ہوتے سر کو خم دیتے پوچھا تھا ۔۔ اسٹرپ شو وہ بھی لائو ! ۔۔ زرتاشہ نے اسے دیکھتے خوشی سے بتایا تھا ۔۔ کیا ! ! ! ؟؟؟ ۔۔ دارار نے اس کی بات پر بے یقنی اور شاکر کی کیفیت میں اسے دیکھا تھا ۔۔ زری کہیں تم اسٹیج شو کی تو بات نہیں کر رہی ؟ ! ۔۔ دارار کو لگا شاید اس نے غلط سن لیا ہو ! ۔۔ جی نہیں میں اسٹرپ شو کی بات کر رہی ہوں جو اسٹرپسٹر کرتے ہیں ۔۔ زرتاشہ نے نفی میں سر ہلاتے اسے جواب دیا تھا ۔۔ زری یہ سب چیزیں بہت بڑا گناہ ہوتی ہے انہیں دیکھنے سے بھی گناہ ملتا ہے کون ڈال رہا ہے اس قسم کی گندی باتیں تمہارے دماغ میں ۔۔ دارار نے اسے سمجھاتے ماتھے پر بل ڈالے اسے یہ سب کچھ بتانے والے کا نام جانا چاہا تھا ۔۔ کوئی نہیں ڈال رہا ہم نے بس نیٹ پر ایک وڈیو دیکھی تھی اس میں ایک امریکن انفلیو انسر اپنی ہسبینڈ کے لیے اسٹریپ شو کر رہی تھی میں اسٹریپ شو تو نہیں دیکھ سکی کیونکہ وہ کیمرے کے پیچھے تھی مگر اس کے ہسبینڈ کا ریکشن بہت اچھا تھا تو آپ بھی میرے

لیے اسٹریپ شو کرے میں گوگل کر کے چیک کیا ہے یہ کیا ہوتا ہے اور جیسا ہوتا ہے ویسے ہی کرئے گا اور ویسے بھی آدھی چیزیں میں نے دیکھ رکھی ہے اندھیرے میں !۔۔ زرتاشہ نے اسے آڈر رہتے کہا تھا اور خود تکیے سے پیچھے ٹیک لگاتے دراز سے اپنے کھانے کے لیے چپس نکلاتے اسے کہا تھا بول تو دیا تھا مگر در حقیقت ڈر تو اسے بھی لگ رہا تھا کیونکہ وہ خود تو ہمیشہ آنکھیں بند کر لیتی تھی ۔۔ دارار ھنوز حیرت زدہ سا شدد اسے دیکھ رہا تھا۔ کریں شو شروع !۔۔

بلکہ روکیں پہلے ذرا ماحول تو بنائے لائٹ ڈم کریں نائٹ لائٹ اون کریں پھر شروع ہو جائے۔۔ زرتاشہ خود کو حوصلہ دیتے اسے انسٹرکشن دیتے تکیے سے ٹیک لگاتے لیٹی تھی ۔۔ تمہیں اسٹرپ شو دیکھنا ہے وہ بھی لائو !۔۔ دارار نے اسے ٹس سے مس نا ہوتا دیکھ کر تصدیق چاہی تھی ۔۔ ان ہم !۔۔ زرتاشہ نے سرہلاتے اسے جواب دیا تھا۔۔ ٹھیک ہی ریڈی بے بی ڈکٹ کیونکہ اس شو کے بعد آپ پک پک کرنے کے قابل نہیں رہنے والی ۔۔ دارار نے پرتپش نظروں سے دیکھا تھا اور اپنا قرتا اتارتے بیڈ کے پاس رکھا تھا اور اچانک ہی اس پر کی پنڈلی تھامتے اسے اپنے قریب کرتا اس کے پیر کو آپ سے سینے پر رکھ گیا تھا۔۔ اب اسٹرپ شو دیکھانے کا اتنا اثرار کیا ہے تو اسے انجوائے بھی تو کرو میری جان تمہارا پرسنل اسٹرپسٹر ہوں اتنی خدمت تو انجام دے ہی سکتا ہوں ۔۔ وہ اس کے پیر کو اوپر سے نیچے

تک اپنے سینے پر ٹریس کرتا آنکھیں موند گیا تھا جبکہ زرتاشہ نے خوف زدہ سے اسے دیکھا تھا جو یکدم اپنی آنکھیں کھولتا اسے دیکھنے لگا تھا دونوں کی نظروں کا تصادم ہوا تھا ۔۔ دارار اپنی سرخ دوڑوں والی

آنکھیں اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا جو اس وقت کوئی سہمی ہوئی حرفی معلوم ہو رہی تھی۔۔ وہ اس کے پیر کو تھامتے اپنے کندھے پر رکھتا انہیں چوم گیا تھا اس کے لبوں کے لمس پر زرتاشہ نے آنکھیں میچتے بیڈ شیٹ کو دبوچا تھا الفاظ تو جیسے کہیں گم ہی ہو گئے تھے۔۔ وہ آگے کی طرف جھکتے اس کے پیر کو اوپر تک چومتا اس پر سیاہ فگن ہوا تھا اس کا ہاتھ اس کی تھائر سے سرسراتے اس کی کمر پر آکر رکا تھا۔۔ باقی کا اسٹرپ شو تم کنٹینو کرنا پسند کرو گی۔۔ وہ اس کے روبرو ہوتے پوچھ گیا تھا زرتاشہ جو جب سے آنکھیں نیچے ہوئے تھی اس کی بات کے تضاد اس کی جھلستی سانسے اپنے چہرے پر پڑھتی محسوس کر کے کھول گئی تھی۔۔ ہم بتاو باقی کا شو تم کرو گی ؟ !۔۔ دارار نے نرمی سے اس کی کالی پر لب رکھتے کہا تھا۔۔ن۔ نہیں !۔۔ وہ صاف انکار کر گئی تھی اس کے چٹے انکار پر دارار کی ہنسی چھوٹی تھی۔۔ مگر مجھے اب یہ شو دیکھانا یہ ہے وہ بھی پورا۔۔ وہ کہتا اس کی کان کی لو کو کاٹ گیا تھا وہ نرمی سے اسکی جو الائن کو چومتے اس کی گردن کی طرف بڑھا تھا وہ اس کی گردن کو اپنے پرتپش بوسوں کی بوچھاڑ سے مہکاتے اس کی کندھے

کی طرف بڑھا تھا وہاں سے اس کے گائوں کو سرکاتے وہ اس کے اٹر ڈریس کے اسٹریپ کو لبوں میں دباتے سرکا گیا تھا۔۔ وہ اس کے پر پر کو اپنے لبوں کے لمس سے مہکاتے کمرے میں بچی کچی لائٹ بھجاتا اسے خود میں گم کر گیا تھا۔۔۔

وہ احتیاط سے چابی نوب میں گھماتے اندر داخل ہوا تھا جہاں ہر طرف سناٹا تھا بالکنی کے دروازہ سے رات کی ٹھنڈی ہوا کمرہ میں داخل ہو رہی تھی وہ دبے پاوں اندر داخل ہوتے کمرے کے

اعتراف میں نظریں دوڑاتا اسے تلاش کرنے لگا جو وہاں تو نا تھی وہ اپنے پیچھے دروازہ لاک کرتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ ہی رہا تھا جب اس کی نظر بالکنی پر گئی جہاں کی ریلنگ پر وہ ہاتھ ٹکائے کھڑی تھی وہ انہی دبے قدموں سے اس کی سمت بڑھا تھا اور اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔ ک۔ کون ہے !۔۔ اچانک کسی کو اپنے گرد بازوں حائل کرتے دیکھ منشا نے گھبراتے ہوئے پوچھا تھا۔۔ میں ہوں منشا اور کون ہوگا !۔۔ وہ اسے مزید پریشان کیے بغیر جلدی سے بولا تھا کہیں وہ پینک نا ہو جائے۔۔ داور کی آواز سنتے وہ ریلیکس ہوئی تھی۔۔ آپ ؟ !۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں میں نے آپ کو منع کیا تھا کہ آپ کمرے میں مت آئے گا اور کمرہ تو لاکڈ تھا ؟ !۔۔ منشا اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی تگ و دو کرتے بولی تھی۔۔ ہم منع تو تم نے کیا تھا میری جان مگر بیوی کو منانا بھی تو تھا !۔۔ داور اس کے احتجاج کو نظر انداز کرتے بولا تھا۔۔ منانے والی حرکت نہیں ہے آپ کی !۔۔ منشا نے دانت کچکچاتے کہا تھا۔ کیا مطلب میری حرکت میں ایسا کیا ہے؟ !۔۔ داور اس کے لہجے کو نظر انداز کرتے اس کے مزید قریب ہوا تھا۔۔ چھچھورپن !۔۔ منشا نے بھی صاف جواب دیا تھا جبکہ اس کے جواب پر داور نے حیرت سے اسے دیکھا تھا جسے آپ چھچھورپن کہہ رہی ہے وہ رومینس ہے !۔۔ داور نے اس کی تصریح کی تھی !۔۔

یہ رومینس ہے ؟ !۔۔ ان ہو !۔۔ اس کے سوال پر داور نے سر ہلایا تھا۔۔ تو میں اس سے دور ہی ٹھیک ہوں !۔۔ منشا نے شانے بے نیازی برتی تھی۔۔ اچھا اپنا ہاتھ تو سامنے کرو !۔۔ داور اس کی بات کو نظر انداز کرتے بولا تھا۔۔ جس پر منشا ماتھے پر بل ڈالے ہاتھ آگے کر گئی تھی

جو خالی تھے۔۔یہ کیا ہے رنگ کہاں ہے تمہاری؟!۔۔داور اس کے خالی ہاتھ دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ٹیبل پر رکھی ہے رنگ بھی اور آپ کے گھر والوں کی دی ہوئی چیزیں بھی!۔وہ بے تاثر لہجے میں بونی تھی جیسے اسے کسی چیز سے کھووی سروکار نا ہو جبکہ داور نے اب غور کیا تھا اس نے کپڑے بھی بدل لیے تھے وہ سر تا پیر اپنی چیزوں

میں تھی جو وہ اپنے گھر سے لائی تھی اب تک وہ وہی کپڑے تو پہن رہی تھی داور نے اسے کچھ بھی لا کر نہیں دیا تھا وہ واقعی اپنے گھر سے لائی ہوئی چیزیں ہی پہنتی آئی تھی۔۔ادھار کے تھے کسی جو اتار دیے

اور میرے گھر والوں نے تمہیں دیے تھے تو وہ تمہارے ہوئے نا اور اب وہ تمہارے بھی گھر والے ہیں۔۔داور نے اپنی کوتاہی کو نظر انداز کرتے اسے سمجھانا چاہا تھا۔۔نہیں میرا تو کوئی گھر ہی نہیں ہے نا یہ نا وہ!۔۔منشا نے عام سے لہجے میں کہا تھا مگر اس کی آنکھوں میں تکلیف واضح تھی۔۔ایسا نہیں ہے منشا وہ لوگ بھی تم سے پیار کرتے ہے اور یہ لوگ بھی غلطی میری ہے مجھے وہ سب کچھ نہیں کرنا چاہیے تھا جو میں نے کیا۔۔داور نے اس کے گرد اپنا حصار مزید تنگ

کرتے ہوئے کہا تھا۔۔اگر انہیں محبت ہوتی فکر ہوتی تو آپ کے ساتھ ونی نا کرتے بلکہ آپی کو وہ سزا دیتے جس کی وہ حقدار تھی قانونی سزا!مگر نہیں انہوں نے ہمیشہ کی طرح ان کے لیے مجھے قربان کیا اور جب میں نے ان سے دوبارہ ملنا چاہا تب بھی ان لوگوں نے انکار کر دیا تو اس کا تو یہی مطلب ہوا نا انہیں مجھ سے کوئی رشتہ رکھنا ہے نا انہیں کبھی مجھ سے محبت تھی شاید میں ان

کی سگی اولاد نا ہو ورنہ کوئی اپنی اولاد کو یوں دوسرے کے آثرے پر نہیں چھوڑتا۔۔ منشا نے اداسی سے کہا تھا وہ بھی ان کی بیٹی تھی ماں تو ماں باپ تک نے مڑ کر نا پوچھا اس چیز نے اسے سب سے زیادہ عزیت دی تھی جب جب داور نے اسے تکلیف دی اسے شدت سے اپنے باپ کی یاد آئی اگر وہ اس کے ساتھ ہوتے تو شاید داور کی یہ ہمت نا ہوتی۔۔ وہ ہمیشہ یہی سوچ کر کلستی تھی۔۔ تم سب کچھ بھول کر ایک نیا آغاز کرکے تو دیکھو مجھے ایک موقع دے کر تو دیکھو میں تمہیں مایوس نہیں کرونگا !۔۔ داور نے اس کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا تھا۔۔ مگر میں پہلے ہی مایوس ہوں میں نے اب آمید چھوڑ دی ہے۔۔ منشا نے اس سے نظریں بچاتے کہا تھا ان نظروں میں اب اسے کچھ عجیب سا محسوس ہوتا تھا۔ مایوسی گناہ ہے !۔۔ داور نے اسے رضا مند کرنا چاہا تھا۔۔

جب رشتوں پر اعتبار نا رہے اور وہی رشتے آپ کی آخری آمید ہو تو انسان کیا کرے لوگ مایوس کردیتے ہیں۔۔ منشا نے گہری سانس لیتے کہا تھا جیسے خود کو رونے سے بعض رکھا ہو۔۔ کیا میں ایک موقع بھی ڈیزرو نہیں کرتا اتنا بے ضرر ہوں تمہاری نظریں ؟۔۔ داور نے اس کا چہرہ تھوڑی سے تھام کرکے اوپر کرتے پوچھا تھا۔۔ آپ نہیں اپنا آپ بے ضرر لگتا ہے بنجر زمین معلوم ہوتا جہاں کسی پھول تو کیا کانٹے دار پودے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔۔ منشا نے بے رمک لہجے میں کہا تھا۔۔ پھول اور پودے اگائے جاتے ہیں گنجائش نہیں پیدا کی جاتی گنجائش کا ذکر وہاں ہوتا ہے جہاں چیز سے انکار کرنا ہو مگر نا تو میں چیز ہوں نا میری محبت ! داور نے آج اسے ہر صورت منانے کی قسم کھا رکھی تھی وہ اس کی ہر منفی بات کا تصیح

جواب دیتا اسے جواز دے رہا تھا اپنے انکار کو واپس لینے کے لیے۔۔ آپ کو مجھ سے محبت ہے ؟ !۔۔ اس کی بات پر منشا نے حیرت سے پوچھا تھا۔۔ شک کی گنجائش ہے؟ !۔۔ داور نے بھی جواب دینے کے بجائے سوال کیا تھا۔۔ ہم راویہ کو دیکھ کر یقین کرنا مشکل ہے !۔۔ منشا نے اس کے سابقہ راویہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔ ناممکن تو نہیں اس راویہ کی

تلافی بھی تو کر رہا ہوں پچھتاوا بھی تو ہے جو کچھ کیا !۔۔ کیا آپ کا پچھتاوا اور تلافی سب ٹھیک کر دے گا؟ !۔۔ منشا نے اس کی آنکھوں

میں دیکھتے تم لہجے میں پوچھا تھا۔۔ نہیں !۔ مگر دل پر لگے زخم پر مرہم رکھ دے گا اور انہیں

بھرنے کا کام میری محبت کر دے گی۔۔

داور نے اس کے عارض پر بہتے آنسوں صاف کیے تھے۔۔ میرا دل

نہیں مانتا !۔۔ منشا نے اس کے ہاتھ اپنے عارض سے ہٹائے تھے۔۔

دل کو میں مناؤ نگا تم تو مانو نا ایک موقع تو دو میں ساری کڑوی یادوں کو نئے سرے سے بھر دونگا تم کہو گی تو پوری شادی تمہارے لیے دوبارہ پلین کر دونگا ہم پھر سے شادی کریں گیں سب کچھ پھر سے تم بس کہہ کر دیکھو !۔۔ داور اب گڑگڑانے پر اتر چکا تھا۔۔ میں کہنا نہیں چاہتی۔۔ وہ پل پل جھلکتے اپنے ہر آنا کو مار رہا تھا اور وہ اس کی ہر بات سے اختلاف کرتے اسے کسی مغرور شہزادی کی طرح رد کر رہی تھی۔۔ تو میں اپنے دل سے کر لو جو کرنا ہے تم برا نہیں مانوں گی نا ؟ !۔۔ داور نے کسی خدشے کی تحت پوچھا تھا۔ منشا نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔ تمہارے زخم پر اپنی محبت کا مرہم رکھتے تمہیں یہ احساس کروانا چاہتا ہوں کہ یہ وعدے یہ تلافی یہ چاہت کچھ بھی وقتی

نہیں ہے۔بیوی سے محبت ہوئی ہے باہر والی سے تھوڑی جو چند دن کا بخار ہو۔بیوی کی تو بیچ بیچ سے بھی مرد کو محبت ہوتی ہے وہ بند ہو جائے تو زندگی سونی سونی لگتی ہے۔۔ میں تمہیں اس بات کا یقین کروانا چاہتا ہوں کہ میں واقعی تمہیں چاہتا ہوں میں شرمندہ ہو ہاں جو میں نے کیا وہ غلط تھا گناہ تھا مگر میں بھٹک گیا تھا پہلی خطا سمجھ کر معاف کر دو نادان تھا محبت کے اصول نہیں پتا تھے اپنے جذبات نا سمجھ سکا !۔۔ داور نے اس کے قدموں میں بیٹھتے کہا تھا۔۔ آپ نے مجھے بہت تکلیف دی ہے !۔۔ منشا نے اسے گھٹنے کے بل بیٹھا دیکھ کر روتے ہوئے کہا تھا۔۔ اس سے زیادہ محبت دونگا۔۔ مجھ پر چیچا بھی ہے بہت بار۔۔ جتنی بار چیچا ہوں تم گن لو اس سے زیادہ بار محبت بھری سرگوشی کرونگا !۔۔ داور نے عزم سے کہا تھا۔۔

کتنی بار؟ !۔ اس نے ڈیڈ بائی نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا تھا۔۔ جب تک میری جان چاہیے گی تب تک اگر تم کہو گی رات بھر کہتا رہو تو رات بھر تم کہو گی فن بھر تو دن بھر تم کہو کہ سب کے سامنے تو سب

کے سامنے تم کہو گی آسمان پر تو آنا نا پر تم کہوں گی پیروں میں گر کر تو پیروں میں گر کر تم کہو گی بانہوں میں بھر کر تو بانہوں میں بھر کر تم کہوں گی دن کے انجالے میں تو دن کے انجالے میں تم کہو گی رات کی تاریکی میں تو رات کی تاریکی میں جب تم کہو کہ جہاں تم کہو گی جیسے تم کہو گی جتنی بار تم کہو گی۔۔ داور نے اس کے ہاتھ اپنے لبوں سے کوئی کہو گئی۔ کے سے لگایا تھا۔۔ ابھی کریں !۔۔ منشا نے آمید لیے اس سے کہا تھا داور اس کی بات پر مسکراتے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کی کمر کے گرد گرد مازون بازوں

حائل کرتے اسے اپنے قریب تر کرتا اسے اپنی گود میں اٹھاتے ریلنگ پر بیٹھا گیا تھا۔۔ یکدم ہوا کی رفتار میں تیزی آئی تھی منشا نے گھراتے اس کے گرد اپنی بانہیں حائل کرتے اسے سختی سے دبوچا تھا کے گرد اتنے ۔۔ گھبراو مت ! میں مرکز بھی تمہیں گرنے نہیں دونگا۔۔ وہ اسے وہ ریلنگ سے نیچے جھانکتے دیکھ کر اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے بولا تھا

۔۔ مجھے صبح سے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ تمہیں کیسے پروپوز کرو کیسے قائل کہ تمہیں اس بات پر میرے پروپوزل پر میری محبت پر یقین آجائے سارا دن سوچوں کی نظر ہونے کے بعد ایک خراب پروپوزل

دینے کے بعد مجھے اندازہ ہو رہا ہے میری بیوی مینسی پر یقین نہیں رکھتی وہ حقیقت پسند ہے اسے لفظوں کے ساتھ ساتھ جزبوں کی بھی ضرورت ہے اور جزبوں کی عکاسی لمس بہتر کرتا ہے تو بیوی محترمہ آپ ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم بتا سکے

how much i love you

how much i owe you

How i want to cherish you

۔ آجازت دو تاکہ میں بتا how important your are to me سکو کہ میرا لمس میرے کہے بھد ھے لفظ اور کڑوے لہجے کو مٹا دے

گا وہاں اپنی خشبوں اپنی مٹھاس اپنی چھاپ چھوڑ دے گا اور اتنی شدت سے چھوڑے گا کہ میں تم سے دور ہو کر بھی تمہاری سانسوں سے

زیادہ تمہیں اپنے قریب محسوس ہونگا جیسا تم چاہوں جتنا تم چاہوں

fully customized love داور نے اس کی پشت سے بال آگے

کرتے اس کے ہلکے گہرے گلے پر انگلی ٹریس کرتے کہا تھا۔۔ منشا جس کا وجود پہلے ہی بخار کی وجہ

سے پر ہدت تھا ہوا اور اس کی انگلی

کے ٹھنڈے لمس پر وہ کانپتے اس کے قریب تر ہوئی تھی۔۔ مائے لیڈی آئم سوری !۔۔ وہ اس

کے ماتھے پر لب رکھتے بولا تھا۔۔ فور دا مومنٹس وی لوسٹ بیکوز آف می !۔۔ داور شدت سے

اس کے ماتھے پر بوسا دیتے بولا تھا۔ اس کی بات پر منشا کی آنکھوں سے آنسوں بہے تھے۔۔ آئم

سوری فور ریزنگ مائے ہینڈ ان یوں۔۔ وہ اس کے عارض چومتے بولا۔۔ آئم سوری فور ہارڈلی

ہولڈنگ یور فیس ۔۔ وہ اس کے دوسرے عارض پر بوسا دے گیا تھا۔۔ اس کے ہر لفظ نے نئے

سرے سے اس کے زخم کھولتے ان پر مرہم رکھا تھا۔۔ آئم سوری فور شاوٹنگ اون یو۔۔ وہ اس

کے ناک چومتے بولا تھا۔۔ آئم سوری فور ریزنگ مائے واکس ان یو۔۔ آئم سوری دین ایوریوفیل

آشیمنڈ بیکوز آف می اینڈ مائے بیہیور۔۔ آئم سوری فور ایوری ٹونٹ یونیڈ ٹو این ٹولیریٹ اور ہیرو

بیکوز آف می آئم سوری آئم ریلی ویری سوری !۔۔

داور نے اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکاتے کہا تھا۔ مجھے معاف کر دو منشا میں تمہاری قدر نا کر سکا

تمہیں وہ مقام نا دے پایا جو تمہارا ہے۔۔ داور نے روتے ہوئے اس سے فریاد کی تھی۔۔ کیا

معاف !۔۔ منشا نے اس کے کندھے دبوچتے اپنے آنسوں اندر اتارتے کہا تھا۔ کیا معاف آپ کو

ہر نا انصافی ہر دکھ ہر راویہ کے لیے اس کے بعد ؟ !۔۔

منشا نے اپنے دل سے بوجھ اتارتے اس سے پوچھا تھا۔۔ اس بعد آجازت دے دو خود سپردگی دے دو تاکہ میں تمہیں اپنی محبت دے دوں !۔۔ داور نے اس کے ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتے اپنے ہاتھوں سے الجھائے تھے۔۔ آجازت بھی دی !۔۔ منشا نے آج اسے معتبر کرنے کا سوچ لیا تھا یا شاید خود کو آزادی دی تھی اس شاید کی

سوچ سے کہ اگر وہ موقع دیتی تو ۔۔ داور اس کی اجازت پر نرمی سے اس کے لبوں کا بوسا لیتے اسے بانہوں میں بھرتے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔ وہ اسے کمرے میں آتے ہی نیچے اتارتے بالکنی کا گیٹ لاک کر گیا تھا۔۔ وہ نرمی سے اس کے عارض تھامتے اس کے لبوں کو آہستہ آہستہ اپنے لبوں پر محسوس کرتے کسی الجھی ہوئی پہیلی کی طرح سلجھا رہا تھا۔۔ وہ اپنے ہر عمل میں نرمی برتے اسے کسی نازک جان کی طرح چھو رہا تھا۔۔ داور نے اس کی کمر کے گرد بازوں حائل کرتے

یونہی اسے اپنے قریب کیا تھا وہ یونہی نرمی سے اس کے لبوں کو محسوس کرتے اس کی پشت کو سہلا رہا تھا۔ منشا اس کے نرمی بھرے لمس کا جواب دینے کی مکمل کوشش کر رہی تھی ۔۔ وہ نرمی سے اس کے بلائی لبوں کو سک کرتا اس کے عارض سہلا رہا تھا۔۔ اپنی سانسوں کو گہرہ ہوتا دیکھ کر منشا اس سے دور ہوئی تھی داور اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکاتے اسے اپنے قریب ہی رکھا تھا۔ ہمارے بیچ جسمانی تعلق ابھی قائم ہونا فرض نہیں مان میں بس چاہتا ہوں کہ تم ہر طرح کے وسوسے سے آزاد ہو جاو ایک پر سکون اور نارمل زندگی گزارو میں

تمہیں اپنی وجہ سے مزید پریشان نہیں دیکھنا چاہتا۔۔ داور نے اس کی طبعیت کو مدع نظر رکھتے ہوئے کہا تھا وہ واقعی اسے اپنی محبت کا یقین اپنے راویہ سے کروانا چاہتا تھا۔۔ کیا بغیر اس تعلق کے رشتہ مضبوط ہوتا ہے؟ !۔۔ منشا نے اس کی بات باغور سنتے سوال کیا تھا۔۔ بلکل ہوتا ہے میری جان ہر چیز جسم کی ضرورت نہیں ہوتی کچھ چیزیں احساس خیال وفاداری انسیت یہ سب بھی اہمیت رکھتی ہے۔۔ میں ٹھیک ہوں ابھی بخار کم ہے !۔۔ اس کی باتوں کا مفہوم منشا سمجھ رہی

تھی وہ اس کی طبعیت کو لے کر پریشان تھا۔۔ تو اس کو میں اشارہ
سمجھوں کہ میری بیگم مجھے کلیر چیک دے رہی ہے جو کرنا ہے کر لیں
۔۔ داور نے اسے یونہی خود سے لگاتے بولا تھا جبکہ اس کی بے باک
بات پر منشا شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ نظریں جھکا گئی تھی جب وہ
اچانک بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھی میں بھر گئی تھی جب وہ اس کے ہاتھ سے بیڈ شیٹ کو آزاد کرتے اس کی انگلیاں اپنی انگلی سے الجھاتے اسے باہوں میں بھرتے بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔۔ تمہارے اس شرمانے نے میرے عزم کی واٹ لگائی ہے اب تم تیار ہو جاو لڑکی مجھ جیسے
سانڈ کو کیسے جھیلوں گی۔۔ داور کمرے کی لائٹ ڈم کرتے اس پر سیاہ مکن ہوا تھا۔۔بیوی شوہر کو جھیلتی نہیں ہے محبت سے اس کا ساتھ

دیتی ہے یا اس کے لمس کو خاموشی سے محسوس کرتی ہے۔۔ منشا نے اس کی تصحیح کی تھی جبکہ اس کی بات سنتے داور نے بے یقنی سے اسے دیکھا تھا۔۔ شکریہ میری بیوی بننے کے لیے !۔۔ وہ اسے کہتا دوبارہ اس کے لبوں پر قابض ہوا تھا۔۔ وہ نرمی مگر شدت سے اس کے لبوں کو چومتے اس کی گردن کی طرف بڑھا تھا وہ نرمی سے اس کی گردن پر

لب رکھتے مزید نیچے کا سفر طے کر رہا تھا وہ اس کی گردن سے ہوتے اس کی ڈھڑکنوں پر آتے وہاں بھی نرمی سے اپنے لب رکھ گیا تھا جبکہ منشا اسکے لیے یہ عمل نیا تھا اس نے اس کی جسارت پر تڑپتے ہوئے اس ے روکنا چاہا تھا جب وہ اس کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ کو میں قید کرتا اسے اس کے سر کے اوپر پن کر گیا تھا۔۔یہ میرا فیوریٹ

اسپاٹ بنے والا ہے۔۔ وہ اس کی کمیز کے اوپر سے ہی اس کی ڈھڑکنوں پر اپنے انگلیوں سے گستاخی کرتے بولا تھا جبکہ اس کی حرکت

پر منشا نے خود کو چیختے چیختے روکا تھا۔۔ جب وہ اس کی گردن پر جھکتا اس کے گلے کی لائن پر اپنی زبان ٹریس کرتا اس کے سینٹر گردن کی طرف بڑھا تھا وہ اس کی گردن کو شدت سے چومتے اس کی تھوڑی تک آیا تھا وہاں شدت سے اپنے لبوں کوپیوست کرتا وہ واپس اس کی گردن پر جھکتے یونہی اس کی ڈھڑکنوں کو چومتے اسے محسوس کر رہا تھا۔۔ وہ پل بھر میں اپنی بے باک جسارتوں سے اس کی حالت غیر کر گیا تھا۔۔ منسا سا منتشر ہوتی سانسوں کے ساتھ با مشکل خود کو ہو اس باختہ

رکھے ہوئے تھی۔۔ وہ اس کی دھڑکنوں سے ہوتے اس کی پیٹ کی طرف بڑھا تھا وہ بھی نرمی سے اپنے لب رکھتا اس کے ہاتھوں کو آزادی دے گیا تھا۔۔ اپنے ہاتھوں کے آزاد ہونے پر منشا نے فورا بیڈ

شیٹ کو اپنی مٹھی میں دبوچا تھا اور اس کے ہاتھ سے بیڈ شیٹ کو آزاد کرتا اس کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں الجھاتے نرمی سے یونہی اس ما کے کمیز کے اوپر سے اس کے پیٹ کو چومتے اس کے پیروں کی طرف بڑھا تھا۔۔ وہ اس کے تلوے چومتا اس کے ٹخنوں پر اپنے لب رکھ گیا تھا منشا نے حیرانی اور بے یقنی سے اپنی آنکھیں کھولی تھی جب وہ اس کے پیر کے پور پور کو چومتے اسے پریشان کرگیا تھا۔۔ی۔۔یہ آپ ک۔ کیا کر رہے ہیں۔۔ اسے اپنے پیروں کو یوں چومتا دیکھ کر منشا اسے ٹوٹ گئی تھی جبکہ داور اس کی بات کو نظر انداز کرتے اس کے ہاتھوں کی طرف بڑھا تھا وہ اس کے وجود کے ایک ایک کونے کو چومتا نا جانے کس جہاں میں تھا منشا خاموشی سے اس کے ہر ایک عمل کو دیکھتے اسے محسوس کر رہی تھی جب وہ اچانک ہی اس کی کالی چومتے چومتے اس پر سیاہ فگن ہوا تھا اور اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے قربٹ بدل گیا تھا۔۔ وہ منشا کو مکمل طور پر خود پر منتقل کرتا اسکی گردن

میں چہرہ چھپائے بارہاں وہاں اپنے لب رکھ رہا تھا وہ اس کی کمیز کی زپ کو کھولتا وہ اپنے ہاتھ پھیرتے کبھی اس کی گردن چومتا تو کبھی اس کا ماتھا۔۔ سو جاو مان میں نے رات بھر یہی کرنا ہے وہ اے سی کو تیز کرتا اس پر اور خود پر کمفوٹر دے گیا تھا جبکہ اس کی بات پر منشا بھی خاموشی سے لیٹتے سونے کی کوشش کرنے لگی جو کہ ناممکن تھا کیونکہ اسکے لب اور ہاتھ دونوں ہی اس کے وجود پر

مسلسل گردش کر رہے تھے وہی دروازے کے پار موجود چاند اس کی جسارتوں پر شرماتے بادلوں کے پردے میں چھپ رہا تھا ۔۔۔ وہ بیڈ پر بیٹھے اس کا انتظار کر رہی تھی جب وہ کمرے میں داخل ہوا اسے کمرے میں آتے ہی اسے ایک ضروری کال آگئی تھی جسے سننے کے لیے وہ اپنے سٹڈی میں

گیا تھا اور ابھی تک نہیں لوٹا تھا ۔۔ داعود جھنجلاتے ہوئے اپنا فون ہی آف کرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا اس نے اپنی شادی والے دن بھی چھٹی نہیں لی تھی کیونکہ وہ اس کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارنے گھومنا چاہتا تھا مگر یہ کام تھے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے ۔۔ کمرے کے قریب پہنچتے وہ جلدی سے اپنا فون آف کر گیا تھا سب ہی اپنے اپنے کمروں میں تھے ایک وہ ہی بھٹکتی روح بنے گھوم رہا تھا ۔۔ وہ آہستہ سے دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا تھا دروازہ کھولنے کی آواز پر روشہا نے جو بڑبڑا رہی تھی وہ سیدھے ہو کر بیٹھی تھی داعود اپنا فون اور باقی چیزیں ٹیبل پر رکھتے بیڈ کی طرف بڑھا تھا ۔۔ اسلام و علیکم روشی جان !۔۔ داعود اس کے سامنے جگہ

سمبھالتے بولا تھا ۔۔ و علیکم اسلام بڑی دیر کر دی منسٹر آتے آتے !۔۔ روشہا نے اسے دیکھتے پوچھا تھا بس اس سے زیادہ وہ چپ تھوڑی رہ سکتی تھی ۔۔ دیر کر دی کیا؟ وہ پارٹی سے کال تھی ضروری تھی کل وہاں ولیمہ رکھا ہے ۔۔ داعود اسے اطلاع دیتا اس کے ہاتھ تھام گیا تھا ۔۔ میں

تمہارے لیے کچھ لایا ہوں۔۔ داعود اس کے ہاتھ میں مہندی دیکھتے اچانک ہی بولا تھا جبکہ روشہانے جونا جانے کن سوچوں

میں گم تھی اس کی بات پر حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ کیا ؟ !۔۔

اس نے پلکھیں جھپکتے اس سے پوچھا تھا۔۔ ایک منٹ !۔۔ داعود اٹھ

کر ڈریسنگ روم میں گیا تھا اور کچھ دیر بعد ہاتھ میں ایک لمبا سا باکس

لے کر لوٹا تھا اور واپس اپنی جگہ پر بیٹھا تھا۔۔ میری روشی آج بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔ داعود گفٹ دینے سے پہلے اس کے ہاتھ اور ماتھے پر بوسا دیتے بولا تھا۔۔ شکریہ آپ بھی ٹھیک ہی لگ رہے تھے بس !۔۔ روشہانے اسے چھیڑنے کے غرض سے بولی تھی جبکہ داعود اس کی بات پر مسکراتے باکس کھولنے میں لگ گیا تھا۔ ہاں یہ لو۔۔ میں تمہارے لیے پائل لے کر آیا ہوں وہ بھی دو طرح کی مجھے بہت

اچھی لگی تو میں نے لے لی۔۔ داعود اس کے سامنے باکس کرتے بولا تھا جہاں ایک گھنگرو سے بھرے بھاری پائل تھی اور ایک بلکل سادہ اور سی تھی جس پر جگہ جگہ ٹھوڑے ٹھوڑے موتی تھے۔۔ کیسی گی؟ !۔۔ داعود اسے پائل۔ پر انگلی پھیرتے دیکھ کر بولا تھا۔۔ بہت بہت پیارے اب لائے ہیں تو پہنائے بھی نا۔ روشہانے اس کے آگے

اپنے پیر کرتے بولی تھی۔۔ داعود اسکی بات پر مسکراتے اسے پائل پہناتے ان پر لب رکھنے والا تھا جب روشہانے نے اسے روک لیا تھا اور اچانک ہی اس کے لبوں پر جھکی تھی جبکہ داعود نے تحریر زدہ پر نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔ وہ اس کی گردن پر بازوں حائل کرتے سانتی گردن

پر بازوں حاصل کرتے نرمی سے اس کے لبوں کو چوم رہی تھی جب داعود اس کی کمر کے گرد بازوں گزارتے اسے اپنے قریب کر گیا تھا۔۔ وہ خود ہی لیڈ لیٹا شدت سے اس کے لبوں پر قابض ہوتے اس کے لبوں سے اپنے لب جوڑتے اس کے زبان سے اپنی زبان الجھاتے اسے لیے بیڈ کی طرف لیے جھکا تھا۔۔ روشہانے اس کے شدت سے بھرپور لمس پر اس کی پونی کو سختی سے دبوچے خود کو متوازن رکھے ہوئے تھے۔۔ اپنی سانسوں کو

بے ہنگم ہوتا دیکھ کر روشہانے نے اس کے بالوں سے ہاتھ ہٹاتے اس کے کندھے سہلائے تھے تاکہ وہ اسے آزادی تو دے مگر وہ مزید شدت سے اس کے لبوں پر قابض ہوتا اس کی سانسوں کے ساتھ ساتھ ڈھڑکنوں کو بھی روک گیا تھا روشہانے نے تحریر زدہ نظروں سے اسے دیکھا تھا جو آنکھیں موندے ہوئے تھا۔۔ اسے خود کو آزادی نا دیتا دیکھ کر روشہانے کوئی اور راستہ نا پاتے اس کے لبوں پر ہلکے سے دانت کاٹ گئی تھی۔۔ داعود نے فورا اس سے دور ہوتے حیرت سے اسے دیکھا تھا جو اپنے سینے پر ہاتھ رکھے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔ روشی یہ کیا تھا؟۔۔ داعود اپنے لبوں پر انگلی رکھتے بولا تھا جہاں ہلکے سے خون کی بوند نمایا تھی۔۔ تو یہ اچانک آپ کو کیا ہو جاتا ہے میری سانس بند ہو رہی تھی۔۔ روشہانے نے اسے خفیف نظروں سے دیکھے ہوئے کہا تھا۔۔ نہیں ہوتی بند میں نا ہونے دیتا بند اب یہ کل صبح میں کیا کہوں گا سب کو۔۔ داعود نے اپنے ہونٹوں کو انگلی کی پروں سے محسوس کرتے پوچھا تھا۔۔ کچھ مت کہیے گا سب کو سب کچھ سمجھ آتا ہے۔۔ روشہانے نے شانے بے نیازی برتتے اپنے آپ کو ڈوپٹے سے آزاد کیا تھا کیونکہ اس کے شوہر صاحب اپنے ہونٹوں کا رونا رو رہے تھے۔۔ وہ اپنا ڈوپٹا کھولتے بیڈ سے اترنے لگی جب

داعود اسے کھینچتا بیڈ پر پیچ گیا تھا۔۔ کدھر جا رہی ہو بیوی ؟ ! ۔۔ داعود اس کے ۔۔ اوپر جھکتے بولا تھا۔۔ چینج کرنے کیونکہ آپ کو تو رونے سے فرست نہیں ہے۔۔ روشہانے نے غصہ سے اسے گھورا تھا۔۔ آئے لڑکی شوہر کو آنکھ دیکھنا گناہ ہوتا ہے۔۔ داعود اس کی آنکھیں چومتا بولا تھا۔۔ بیوی کا موڈ خراب کرنا بھی گناہ ہوتا ہے۔۔ روشہانے نے اس کے بال پونی سے کھول دیے تھے کل نا میں آپ کے بال کاٹ دونگی یں آپ کے بال کاٹ دو علی چھوٹے نہیں کرونگی بس تھوڑے سے سیٹ کر دونگی یہ بہت لمبے ہو گئے ہے۔۔ روشہانے نے اس کے بال سہلاتے کہا تھا۔۔ ٹھیک ہے اب اگر آپ تھوڑا ساتھ دیں تو بندہ ناچیز اپنی ویڈنگ نائٹ منا لے ؟ ! ۔۔ داعود نے مکمل بے باکی کا مظاہرہ کرتے کہا تھا۔ اہم یہ تو آپ کی ثابقہ پر فارمنس پر ڈی پینڈ کرتا ہے۔۔ ابھی بتاتا ہوں ثابقہ پر فارمنس ۔۔ اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی جب داعود اسے بیڈ کے بیچ کرتا قربٹ بدلتے اسے اپنے اوپر منتقل کر گیا تھا اور اچانک ہی اس کے فراک کی زپ کھولتے اسے اس کے کندھے سے سرکاتے اسے خود پر

جھکاتا اس کی ڈھڑکنوں پر بے باک گستاخی کرتا اس کے وجود می تنگیانی

مچا چکا تھا روشہانے نے با مشکل بیڈ پر ہاتھ ٹکاتے خود کو بیلنس کیا تھا

وہ اس کے ڈھڑکنوں پر اپنے لبوں سے دستک دیتے اٹھ کر بیٹھا تھا اور وہ اس کے ڈھڑکنوں

برائے کیوں

وہ نے

جھٹکے میں اسے تمام پردوں سے آزاد کرتے لائٹ آف کر گیا تھا جب اس کی برق رفتاری پر روشہانے کہ زبان تالوں سے چپلی تھی۔۔ وہ اس کے ہی اتارے ڈوپٹے سے اس کے ہاتھ کو ہیڈ بورڈ سے باندھتے اس پر سیاہ فگن ہوا تھا۔۔ اب آواز نا آئے تمہاری بیوی ورنہ میں ہاتھ کے ساتھ ساتھ منہ بھی باندھ دونگا وہ شدت سے اس کے وجود پر بے باک گستاخی کرتا اسے گنگ کر گیا تھا۔۔ کمرے میں فضا میں یکدم تھے۔ خاموشی کا راج ہوا تھا دو نفوس کی بے ہنگم سانسوں کی دھمک گونج رہی تھی ۔۔۔۔ خانزادہ حویلی پر اگلی صبح ایک نئے آغاز کی طرح تھی ہر جوڑے اپنے اپنے کمروں میں ایک دوسرے کے آغوش میں گم تھے

وہی بڑے اطمیان سے اپنے اپنے کمرے کی بالکنی میں چائے پیتے ابھرتے سورج کو دیکھ رہے تھے۔۔ خانم کب تک آپ خود کو مجھے اس اذیت میں رکھنے کا فیصلہ کیے ہوئے ہے۔ سلیمان صاحب جنہوں نے اس دن کے حادثے کے بعد روقیہ سے بات نہیں کی تھی وہ بلا آکر آج بول پڑے تھے۔۔ ان کی خانم نے خود کے لیے یہ سزا تجویز کی تھی اور اپنے آپ کو اپنے تمام رشتوں سے دور کر لیا تھا۔۔ روقیہ ان کی بات پر خاموش رہی تھی۔۔ جواب دیں آج آپ کی یہ سرد مہری نہیں چلے

گی احساس ہے آپ کو مجھے بھڑاپے میں تنہا کر دیا ہے آپ نے۔۔ آپ کا احساس ہے جبھی خود کو یہ سزادی ہے باپ کا دل دکھانے والی اولاد کو یونہی ساری زندگی اکیلے زندگی گزارنی چاہیے تمام رشتوں سے

محروم رہ کر۔۔ روقیہ نے بغیر ان کی طرف دیکھے بے رنگ لہجے میں کہا تھا جب ان کی بات پر
سلیمان خان لب بھینچے گئے تھے۔۔ آپ
بھول کیوں نہیں جاتی اس بات کو آپ کو پچھتاوا ہے ندامت ہے اتنا
قانی ہے۔۔ علیار اپنی زندگی میں آگے بڑھ چکا ہے وہ خوش ہے زری
خوش ہے تو آپ نے کیوں خود کو یہ سزا دے رکھی ہے۔۔ سلیمان ادے رکھی ہے۔
صاحب غصہ سے جھنجلاتے ہوئے بولے تھے۔۔ بلکل بچے سب ہی
خوش ہے مگر انہوں نے مجھے معاف نہیں کیا ہے اور یہی میری سزا

ہے انہوں نے تو رشتے کا پاس رکھتے مجھے سزا نا دی مگر میں تو دے سکتی ہو نا سزا اس گھر کو توڑنے
نے کی ایک ساتھ اتنی زندگیاں برباد کرنے کی ایک ننھی جان کو لینے کی کشش کرنے کی ایک معصوم
کو مارنے کی !۔۔ روقیہ نے بے بسی سے اپنے ہاتھ دیکھتے کہا تھا آنسوں ان کی عارض کا حصہ بنے
تھے جب سے انہیں اندازہ ہوا تھا کہ وہ کیا کر
بیٹھی ہے وہ ایک لمحہ بھی سکون سے سو نا سکی انہیں تو بات کرتے ہوئے بھی اپنے آپ سے گھن
آتی تھی وہ کیسے کسی کا سامنا کرتی خاص کر ان لوگوں کا جن کے نقصان کی وہ واحد وجہ تھی۔۔
قبل آپ نے نہیں علیشا نے کیا تھا خانم ہاں آپ اس کے ساتھ تھی مگر آپ کو یہ علم نا تھا کہ اس
کے آردہ کس قدر ناپاک ہے۔۔ سلیمان صاحب نے انہیں راضی کرنا چاہا تھا۔۔ اور جو نقصان
زرتاشہ کا ہوا ہے وہ اولاد کی خوشی سے محروم ہو گئی ہے اس بارے میں کیا وضاحت ہو گی آپ

کے ہوتی پاس۔ روقیہ نے انہیں اپنی لال بھبھو کا آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا تھا۔۔یہی کہ وہ اس کا نصیب ہے اور اس معاملے میں آپ کو اللہ سے دعا کرنی چاہیے ہیں کیونکہ وہی بہتر نواز نے والا ہے وہ لینے کی صلاحیت رکھتا ہے تو دینے کی بھی رکھتا ہے آپ ایک بار بچوں سے بات تو کریں۔۔ سلیمان صاحب مزید کچھ کہتے جب ریان کی گاڑی حویلی کے اندر داخل ہوئی تھی وہ تیز تیز ہارن مارتے گاڑی پورچ میں پارک کر کر گیا تھا۔۔ ریان اس اس وقت وقت یا اللہ سب خیر تو ہے۔۔ سلیمان صاحب اس کی گاڑی دیکھتے پریشانی سے بولے تھے اور جلدی سے باہر کی طرف بڑھے تھے ان کے پیچھے روقیہ بھی باہر کی طرف بڑھی تھی۔۔ اسلام و علیکم انکل !۔۔ جیسے ہی ریان داخل ہوا وہ لوگ بھی اسی وقت لائونج میں پہنچے تھے اسلام و علیکم آنٹی !۔۔ ریان نے اس دن کے بعد آج پہلی بار انہیں سلام کیا تھا جبکہ سلیمان صاحب اور روقیہ دونوں ہی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی اور وہ اپنے سر کو جھکا کر آگے کیے ہوئے تھا تا کہ ان سے دعا لے سکے۔۔ سلیمان صاحب نے روقیہ خانم کو ہوش دلایا تھا جو بے یقنی سے ریان کو ہی دیکھ رہی تھی اس کی شرمندگی وہ نہیں بھول سکتی تھی۔۔ روقیہ نے اب بھی اس کے سر پر ہاتھ نہیں رکھا تھا یہ دیکھتے دعا نے پیچھے سے ریان کو ہلایا تھا کہ اس کی مورے کوئی ریکشن نہیں دے رہی جب ریان سیدھا کھڑا ہوتے ان کے پیر پڑ گیا تھا دعا سلیمان خان اور روقیہ تینوں نے حیرت سے اسے دیکھا تھا جبکہ سلیمان صاحب تیزی سے جھکے تھے جب ریان انہیں روک گیا تھا۔۔ انکل میں یہاں معافی مانگنے آیا ہوں جو میں نے کیا وہ سراسر غلط تھا مجھے اپنی بیوی کی ماں پر ہرگز ہاتھ نہیں اٹھایا چاہیے تھا میں جانتا ہوں جو میں نے کیا وہ نا قابل تلافی تھا اپنی غلطی کے لیے میں آپ سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتا

ہوں اپنی اولاد سمجھ کر میری اس غلطی کو معاف کر دیجے ۔۔ ریان نے یونہی ان کے پیر کو تھامے کہا تھا جبکہ روقیہ خانم اسے روتے ہوئے نم نظروں سے دیکھ رہی تھی ۔۔ دعا بھی ریان کے پیچھے کھڑے اسے نم نظروں سے دیکھ رہی تھی ۔۔ ایسے کیسے معاف کر دو تم کہہ رہے ہو اولاد سمجھ کر معاف کر دو اور خود آنٹی آنٹی بول رہے ہوزری تو مجھے مورے بولتی ہے۔۔ روقیہ خانم اسکے ہاتھ سے اپنے پیر دور کرتے نروٹھے پن سے بولی تھی جبکہ ریان نے مسکراتے انہیں دیکھا تھا۔۔ چلیں آئم سوری مورے اپنے اس حکمی اولاد کو معاف کریں !۔۔ ریان نے گھٹنے کے بل بیٹھتا کان کے کر معافی مانگی تھی۔۔ چلو کیا معاف اب اٹھو گلے لگو یہ کیا تم زمین پر پکڑ بیٹھ گئے ہو یہ حرکت اس دعا نے سیکھائی ہے نا تمہیں اس کی عادت

ہے بات بات پر ضد کرتے زمین پر لیٹ جاتی ہے۔۔ روقیہ ریان کے

سینے سے لگتے بولی تھی جبکہ ریان نے ان کے آنسوں سے نم چہرہ

صاف کیا تھا اور ماتھے پر بوسا دیا تھا۔ آئم سوری مورے مجھے معاف

کر دینا مجھے اس دن وہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔ ریان ان کے ہاتھ چومتے بولا تھا۔۔ میرا بھی قصور تھا بیٹا غلطی صرف تمہاری نہیں تھی ۔۔ واہ مطلب واہ ہے آپ پر خانم داماد کو فورا معاف کر دیا اور یہ مجازی خدا اتنے دن سے پاپڑ بیل رہا ہے اس کا کیا ؟ !۔۔ سلیمان خان روقیہ کو ریان کے سینے سے لگا دیکھ کر بولے تھے۔۔ اس کا یہ برخوردار کے تم سدا کے سکتے ہو !۔۔ ابھی روقیہ کوئی جواب دیتے جب وہاں داجی آئے تھے۔۔ بابا۔۔ داجی کو وہاں دیکھتے روقیہ ریان سے دور ہوتے ان کی طرف بڑھی تھی۔۔ آپ بھی اپنی بیٹی کو معاف کر دیجئے مجھ سے نادانی میں غلطی ہو

گئی تھی میں نے آپ کی محبت پر شک کیا ماں باپ تو اپنی اولاد کی بڑی بڑی سے بڑی خطا معاف کر دیتے ہیں آپ بھی مجھے معاف کر دیں۔۔ روقیہ ان کا ہاتھ تھامے بولی تھی۔۔ آپ بولیں گیں تو میں علیار اور زارا سے بھی معافی مانگ لوگی ۔۔ روقیہ داجی کو خاموشی سے کھڑا دیکھ کر بولی تھی۔۔ کیوں تائی جان آپ مجھ سے کیوں معافی مانگیں گی میں کیا کوئی ناراض ہوں آپ سے وہ تو بس میں ایکٹنگ کر رہا تھا دیکھنا چاہ رہا تھا کہ میری تائی جان مجھ سے پیار کرتی بھی ہے یا نہیں مگر آپ تو اپنے اس داماد سے پیار کرتی ہے۔۔ علیار نے ان کے پیچھے سے اچانک ہی جھکتے کہا تھا جبکہ اس کے یوں اچانک آنے اور بولنے پر روقیہ خانم ڈری تھی اور خانم ۔۔ آرے یہ کیا بے بی دادی تمہیں دیکھ کر ڈر گئی ہے تم ہینڈ سم نہیں کو

اس کا مطلب ہے۔ علیار اپنے گود میں موجود اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کرتے بولا تھا جبکہ روقیہ نے روتے روتے اسے مسکرا کر دیکھا تھا اور اس کے آگے ہاتھ جوڑے تھے جنہیں وہ جلدی سے تھام گیا تھا۔۔ نہیں تائی جان آپ ہم سب کی بڑی ہے اور داجی کی لاڈلی ہے جو ہونا تھا وہ نصیب کا کھیل تھا ہم ماضی کو بھول جاتے ہیں اور ایک نیا آغاز وہ کرتے ہیں۔۔ علیار نے انہیں خود سے لگاتے کہا تھا۔ ہاں بھی یہ ٹھیک ہے پہلے تم سب مل کر میری بیٹی کو رلاو اور اب نیا آغاز جاو سارے اپنے اپنے کمروں میں صبح کے ساتھ بجے ہے۔ یہی وقت تم لوگوں کو ملا تھا یہ سب کرنے کا دعا بیٹیاں ریان کو اپنے کمرے میں لے کر جاو اور آرام کرو ہم اور تم بھی جاو اور اس کی سلاو ناشتہ پر سب کو سرپرائز دینگے چلو بہو ہم مل کر چائے پیتے ہیں۔۔ داجی ان سب کو وہاں سے رفو چکر کرتے خود باہر گارڈن کی طرف بڑھے تھے بلا آخر خانزادہ

حویلی میں ایک بار پھر خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی داجی کا گھر ایک بار پھر آباد ہوا تھا اور رونق ویسے

ہی پھیلی تھی ہر طرف ہنسی اور خوشی کا

ماحول تھا مگر یہ کب تک تھا یہ وقت نے طے کرنا تھا۔۔۔ ختم شد